بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

جلد (۵) نمبر (۱)

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۱ لغایت ۵۵

متضمن

تمام مقدمات منفصلہ احکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائی کورٹ

بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج افسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل کاپی رائٹ ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ

جلد ۲۳ بابت سنہ ۱۸۹۶ء

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ موریس صاحب و سر آر کوچ صاحب

۱۳ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء
۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۶ء

ہری ہردن مکرجی (مدعا علیہ) **بنام** اوپندرا لال مکرجی وغیرہ (مدعیان)*

[بر طبق اپیل بنارضی فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ]

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ دفعات ۹۱ و ۹۲ و ۱۱۸ – نالش بغرض تنسیخ تبنیت – متعلق قرارداد کی ایک تنقیح امر واقعہ پر – پریوی کونسل کا طریق عمل – بر طبق اپیل کے اُس شہادت کا پذیرا کیا جانا جسے عدالت ماتحت نے نامنظور کیا ہو –

ایک مقدمہ کے تعلقات انوتی پترو (دستاویز اجازت تبنیت) کی صحت پر مبنی تہے جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ ایک بیوہ کو اسکے شوہر نے دیا تہا جو کہ سنہ ۱۸۳۳ء میں فوت ہوا تہا بیوہ نے اوائل سنہ ۱۸۳۴ء میں ایک لڑکے کو تبنیت میں لیا جو تہوڑے عرصہ بعد فوت ہوگیا اور اسکے بعد اسنے سنہ ۱۸۸۳ء میں مدعا علیہ اپیلانٹ کو تبنیت میں لیا جسکی تبنیت کے منسوخ کرانے کے واسطے بیوہ مذکور کے شوہر کے ورثا سے بازگشت نے نالش حال سنہ ۱۸۸۸ء میں دائر کی ۔

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۹۱ اور دفعہ ۱۱۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سنہ ۱۸۷۷ء نالش کو ممنوع السماعت نہ بنا دینگی جو متعلق ہوسکتی تہی کوئی "تنقیح" دستاویز مذکور یعنی انوتی پترو کے متعلق حسب منشا دفعہ اول الذکر موجود نہ تہی لفظ "تنقیح" کا کوئی معنی ایسی دستاویز سے تہا قبل نالش ہذا کے کوئی کوشش حسب منشا دفعہ ۹۲ و ۹۳ موثر کرنے دستاویز کے بخلاف مدعیان نہیں کیگئی تہی –

دفعہ ۱۱۸ کے مطابق نالش زائد المیعاد نہ تہی کیونکہ وہ بعد تبنیت کے ناسخ ہونے کے اندر رجوع کیگئی تہی –

عدالت اول نے یہ قرار دیا کہ دستاویز مذکور جعلی تہی ہائیکورٹ نے بر طبق اپیل کے اس قرارداد کو بحال رکہا لیکن اسنے ان دستاویزات کو متعلق قرار دیا اور انہیں قابل پذیرائی شہادت سمجہا جنکو عدالت اول نے نامنظور کیا تہا جبکہ وہ اپیلانٹ نے پیش کی تہیں – اس پذیرائی شہادت سے مقصد انکا قاعدہ مذکور سے مستثنیٰ بنانے کے لئے کوئی وجہ کیونکہ انکے انتقامات ہونے میں بخلاف اس امر کے

۱۸۹۶ء
ہری بہوسن کرجی
بنام
اوپندر لال کرجی

قائم نہین ہوتی کہ متعلق فیصلہ امور تنقیح عدالت ماتحت مین خلل اندازی کیجاوے -

اپیل بنا راضی نالش سے (۱۴ جولائی ۱۸۹۱ء) مصدرہ ہائیکورٹ شرح حالی ڈگری ۲۲ جولائی ۱۸۸۹ء مصدرہ سب آرڈینیٹ جج ندیا ٭

وہ نالش جسمین سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے ۲۹ ستمبر ۱۸۸۸ء کو ایک ہندو مالک متوفی چندر بہوسن کرجی کے ورثاء سے بازگشت کی دائر کی تہی جو کہ ۱۹ ستمبر ۱۸۳۲ء کو ایک بیوہ مساۃ ترینی معاعلیہا ۱ چھوڑ کر فوت ہوا تہا مدعیان نے یہ دعوی کیا تہا کہ وہ تبنیت جو مساۃ مذکورہ نے معاعلیہ نمبر ۲ ہری بہوسن کرجی کی نسبت کی ہے اسوجہ سے منسوخ کیجاوے کہ چندر بہوسن نے کوئی اختیار بیوہ کو اپنے لیے ایک لڑکے کے تبنیت مین لینے کے واسطے عطا نکیا تہا اور انہون نے بیان کیا کہ ایک اونمتی پتر جو مساۃ مذکورہ نے بہین اظہار پیش کیا ہے کہ وہ شخص مذکور نے ۲۳ ستمبر ۱۸۳۲ء کو تحریر کی تہی ایک جعلی دستاویز ہے - عدالتہائے ماتحت نے اِس قرارداد مین اتفاق کیا ہے کہ چندر بہوسن مکرجی نے درحقیقت اسے تحریر نہین کیا اور اہم سوالات بر طبق اپیل ہذا کے یہہ تہے - اولاً آیا اپیل ہذا کی نسبت بطور ایک ایسے اپیل کے کارروائی کیجانی چاہیے جسمین اس طریق عمل کو نظر انداز کیا جاتا تہا کہ متفق قرارداد امر واقعہ مین دست اندازی نکیجاوے کیونکہ ہائیکورٹ نے بطور متعلقہ شہادت کے ان چند دستاویزات کو منظور کیا ہے جنکو عدالت اول نے نامنظور کیا تہا - ثانیاً یہ کہ آیا نالش زائد المیعاد تہی یا نہین -

۱۸۳۲ء مین ترینی اسوجہ سے اپنے شوہر کے مکان واقعہ بنا گہر دانا گہاٹ مین نہ رہتی تہی کہ وہ بہت کم عمر تہی اور وہ اُسوقت وہان موجود نہ تہی جبکہ اُسکا شوہر وہان فوت ہوا تہا بلکہ وہ اپنے باپ کے ساتھ اپنے خاندان رائے ساکن سنتی پور مین رہتی تہی - بعد بارہ برس کے مبینہ اونمتی پتر کے اُسنے کسی پسر کو ۱۸۴۴ء تک تبنیت مین نلیا تہا لیکن وہ لڑکا جو اُسنے سال مذکور مین تبنیت مین لیا تہا تہوڑے عرصہ بعد فوت ہو گیا تہا - تبنیت زیر بحث حال اُسنے ۱۸۸۰ء مین کی تہی ٭

مدعیان نالش حال رسپانڈنٹ اوپندر لال کرجی اور اسکے نابالغ برادران تہے جنکا دعوی اصل مین بطور ریورژنری ورثہ کے درج تہا - اور ایک اور مدعی نیل رتن کرجی چچازاد تہا - معاعلیہا نمبر ۱ ترینی دوران اپیل ہذا مین فوت ہو گئی اور مدعاعلیہ نمبر ۲ ہری بہوسن پسر متبنیٰ کی طرف سے ایک ولی دوران مقدمہ گرندر ناتھ مکرجی مقرر کیا گیا تہا -

سنہ ۱۸۹۶ء
ہری بہوسن مکرجی
بنام
اوپندر لال مکرجی

نالش بغرض استقرار اس امر کے دائر کیگئی تہی کہ ایک دستاویز پیش کردہ جعلی ہے اختیار تبنیت جواب زیر بحث ہی کبہی نالش حال سے پہلے پیش کیا گیا تہا اور نہ مدعا علیہا نے بموجب رائے صاحب جج کے کبہی اسکے موثر کرانیکی کوشش معیان کے برخلاف حسب منشا دفعہ ۳۰ کی تہی وہ عرصہ چہ سال کا جسکا ذکر دفعہ ۱۱ مین کیا گیا ہے ختم ہوا تہا۔

نسبت تنقیح دوم کے سب آرڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا تہا کہ بار ثبوت مطابق فیصلہ مقدمہ بردکشور رنی اہی بنام سیرناتہہ بوس (۱) کے مدعیان پر ہے۔ اسنے (بعد مستثنی کرنے چند دستاویزات پیش کردہ مدعا علیہم کے بطور ناقابل پذیرائی شہادت کے جنکو بعد مین ہائیکورٹ نے بلا تبدیل کرنے اس نتیجہ کے جو ہر دو عدالتہائے سے اختیار کیا تہا) یہ قرار دیا کہ چندر بہوسن شوہر مدعا علیہا نے اسے کوئی اختیار نسبت تبنیت مین لینے کسی پسر کے اسکے لئے عطا نکیا تہا۔

ہائیکورٹ (بیٹہہ صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) نے ایک اپیل پیش کردہ مدعا علیہم کو خارج کیا۔ ایک درخواست انکی دوران اپیل مین نسبت پذیرائی ان دستاویزات کے کیگئی تہی جو سب آرڈینیٹ جج نے نامنظور کی تہین دستاویز اول ایک مصدقہ نقل ایک دستاویز کی تہی جسکا منشا یہہ تہا کہ وہ اندرامنی والدہ چندر بہوسن نے مجسٹریٹ ضلع کے پاس بہ اطلاع دینے کے واسطے ارسال کی تہی کہ اسکا لڑکا فوت ہوگیا ہے اور اسنے بیان کیا تہا کہ اسنے ایک انومتی پتر دستخط کیا تہا۔ نقل مذکور ترینی سے اپنی نالش سنہ ۱۸۴۲ء مین پیش کی تہی۔ یہہ امر بطور ایک بیان کے تسلیم کیا گیا تہا کہ جو ایک واقعہ متعلقہ حسب منشا دفعات ۹ و ۱۱ ایکٹ شہادت ہند سنہ ۱۸۷۲ء تہا۔ لیکن ہائیکورٹ نے بیان متعلق بہ تحریر انومتی پتر کو بطور درست کے تسلیم نکیا اور نہ اسنے اس امر کو ثابت شدہ سمجہا کہ وہ اندرامنی کا بیان تہا۔

دوسری دستاویز ایک نقل ان بیانات کی تہی جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ بروقت ایک تحقیقات ناظر عدالت کلکٹر کے جو سنہ ۱۸۳۲ء مین نسبت اس امر کے کیگئی تہی کہ چندر بہوسن کے ورثا کون ہین۔ کئے گئے تہے۔ دستاویز مذکور بہی نالش سنہ ۱۸۴۲ء مین پیش کیگئی تہی۔ زبانی شہادت کی تائید کے واسطے دستاویز مذکور زیر دفعہ ۱۵۷ ایکٹ شہادت پذیرا کیگئی تہی لیکن اسکے کوئی موازنہ نکیا گیا تہا۔ اسی نتیجہ کے ساتہہ دو متوفی اشخاص کے بیانات کی نقول بہی جو سنہ ۱۸۳۲ء مین کئے گئے تہے قبول کیگئی تہین۔

ہائیکورٹ نے شہادت مندرجہ مسل کا امتحان کرکے نیز اس شہادت کا جو خود انہون نے پذیرا کی تہی عدالت اول کے اس فیصلہ سے اتفاق کیا کہ چندر بہوسن نے کوئی انومتی پتر بحق اپنی عورت کے تحریر نہ کیا تہا۔

---

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۶۳

سنہ ۱۸۹۶ء
ہرری بہوسن کمکا
بنام
اوپندر لال رائے

نیز انہون نے اُس بیان کا حوالہ دیا جو تریبنی نے بدین مضمون کیا تہا کہ زبانی اختیار اُسکو اُسکے شوہر نے چند ماہ قبل
اُسکی وفات کے دیا تہا۔ لیکن جوابدعوے تحریری مین یہ بیان نکیا گیا تہا اور نہ اس امر کے متعلق کوئی تنقیح قائم کیگئی
تہی اُنکی قرارداد یہہ تہی کہ نہ تو زبانی اور نہ تحریری اختیار تبنیت چندبہوسن نے اپنی عورت کو عطا کیا تہا۔
سوال مذکور کے ساتہہ ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ مین کارروائی نہین کی گو وہ عرضداشت اپیل مین اٹہایا گیا تہا۔

مسٹر ایم کرکیتھ ہرپ کوئنس کونسل و مسٹر آر وی ڈوئن منجانب اپیلانٹ نے یہہ حجت کی کہ چونکہ ہائیکورٹ نے
اس سوال کا فیصلہ کہ آیا اختیار تبنیت درحقیقت شوہر نے اپنی عورت کو سنہ ۱۸۳۲ء مین عطا کیا تہا بروئے ایسی
شہادت کے کردیا ہے جو باعث اُس دستاویزی شہادت کے جو بمطابق اپیل تسلیم کیگئی ہے اُس شہادت سے
مخالف ہے جسپر فیصلہ عدالت اول مبنی تہا۔ اسکے روسے وہ عام قاعدہ متعلق نہین ہوتا جو دربارہ اس امر کے
ہے کہ متفق قرارداد امر واقعہ عدالتہائے ماتحت مین دست اندازی نکیجائے جس قاعدہ کا متعلق کرنا بالکل
کمیٹی کے اختیار تمیزی مین ہے اور وہ اُسصورت مین موثر نہین ہوتا جہانکہ مناسب شک فیصلہ مذکور کی درستی
کی نسبت پیدا ہو [لارڈ میکناٹن صاحب نے مقدمہ امرلال بنام مہدی حسین (۱) کا حوالہ دیا] چند امور شہادت
مین ایسے موجود تہے جنکا حوالہ بغرض ثبوت اس امر کے دیا گیا تہا کہ فیصلجات عدالتہائے ماتحت بحال نہین رہ سکتے
کل شہادت کے روسے بیوہ کا اختیار تبنیت بسبب انومتی پترو مورخہ سنہ ۱۸۳۲ء بحال کیا جاسکتا تہا۔ یہہ بہی
عذر کیا گیا تہا کہ بموجب دفعات ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ ضمیمہ ۱ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے نالش بغرض جعلی قرار دلانے
انومتی پترو کے تمادی الہماد تہی -

مسٹر ایچ ایم لوسیاس کوئنس کونسل و مسٹر جے ڈی مین و مسٹر جے ایچ اے برنسین منجانب ریسپانڈنٹان
سے جواب طلب نہین کیا گیا۔

تجویز بحکم معالیمقام پریوی کونسل لارڈ مارس صاحب نے صادر فرمائی :-

لارڈ مارس صاحب :- مدعیان نالش حال جو اپیل ہذا مین ریسپانڈنٹان ہین بطور وارثان بازگشت
چندبہوسن کے جو سنہ ۱۸۳۲ء مین فوت ہوا تہا مدعا علیہم کی بیوہ (جو اُسکی وارثہ ہوئی تہی) اور
ہرری بہوسن کمکا جسکو بیوہ مذکور نے سنہ ۱۸۳۲ء مین تبنیت مین لیا تہا بغرض نالش کی یہہ ترتیب کی نسبت جو عذر کیا گیا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۰ لا رپورٹس انڈین اپیل جلد ۱۹ صفحہ ۱۰ -

۱۸۹۶ء

ہری بہوسن مکرجی
بنام
اوپندرلال مکرجی

کوئی اختیار تبنیت چندر بہوسن نے اپنی بیوہ کو نہ دیا تہا۔ بیوہ مذکور دوران اپیل مین فوت ہوگئی تہی جسکی پیروی ہری بہوسن کیطرف سے کیجاتی ہے۔

اُسکے شوہر کی وفات کے تہوڑے عرصہ بعد بیوہ مذکور یا اُسکے رفقاء نے کیونکہ اُسکی عمر اُسوقت ۱۳ سال کی تہی ایک تحریری اختیار تبنیت کی موجودگی کا بیان کیا اور اُسنے وقتاً فوقتاً بیان مذکور کی تجدید کی لیکن تا وقتیکہ موجودہ نالش حال تک عدالت مین پیش نکیگئی تہی۔ گو قبل ازین دشمنی اور تنازعات مابین بیوہ اور ورثاء کے بازگشت کے ہوئے تہے۔ کوئی عمل دستاویز مذکور پر ۱۸۸۲ء تک نہ کیا گیا تہا جبکہ بیوہ مذکور نے ایک لڑکے کو تبنیت مین لیا۔ وہ لڑکا فوت ہوگیا اور اپیلانٹ حال اُسکے چار سال بعد تبنیت مین لیاگیا۔ ان واقعات اور زبانی شہادت کی بنا پر سبارڈینیٹ جج نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دستاویز جسپر انحصار کیاگیا ہے اصلی تہی اور کہ بیوہ کو کوئی اختیار تبنیت حاصل تہا۔ برطبق اپیل کے ہائیکورٹ نے بہی وہی رائے اختیار کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ سبارڈینیٹ جج نے بعض دستاویزات کو جو مدعا علیہ نے ڈسٹرکٹ کلکٹر سے پیش کیگئی تہین نامنظور کیا تہا جو کہ مدعاعلیہم نے اپنی زبانی شہادت کی تائید مین پیش کی تہین۔ ہائیکورٹ نے دستاویزات مذکور کو پذیرا کیا۔ اُنکی تعبیر کے متعلق کوئی تنازعہ نتہا۔ سوال صرف یہ تہا کہ کس حد تک اُنکے روسے موازنہ شہادت معاملیہ مین ایزادی ہوتی ہے اور ہائیکورٹ کی یہ رائے تہی کہ اُنکے روسے بہت ہی کم ایزادی ہوتی ہے۔

اب یہ عذر کیا گیا ہے کہ چونکہ ہائیکورٹ کے روبرو ایسے واقعات موجود تہے جو سبارڈینیٹ جج کے روبرو موجود نتہے اسلئے مقدمہ بطور ایک ایسے مقدمہ کے متصور نہونا چاہئیے جسمین متفق فیصلہ امور واقعہ موجود ہون لیکن یہ ایک عجیب امر ہوگا اگر متفق فیصلہ کا اثر اُس صورت مین کم ہو جہانکہ عدالت اپیل اول کی شہادت بالکل اپیلانٹ کے فائدہ کے واسطے ایزاد کیگئی ہو بہ نسبت اُس اثر کے جو اُنکو اُس صورت مین حاصل ہوتا اگر اُنکی شہادت مین کچہہ نہ کیا جاتا۔ اسمین شک نہین کہ حکام موصوف نے کسی ایسے امر کی سماعت نہین کی جس سے اُنکو اس امر کے خیال کرنیکی تحریک ہوئی ہو کہ وہ کوئی مختلف نتیجہ اخذ کرینگے اگر جملہ واقعات کا پہر امتحان کیا جاے۔ لیکن اُنکو اس امر مین کوئی شبہ نہین ہے کہ کوئی وجہ مقدمہ ہذا کے اُس قیمتی قاعدہ سے مستثنے کرنیکی موجود نہین ہے جو برخلاف دست اندازی متفق قرارداد ہائے کے ہے۔

باقی سوال یہ ہے کہ آیا نالش مناسب عرصہ کے اندر رجوع کیگئی ہے۔ اسم تاریخ ہائے یہ ہین تبنیت اول ۱۸۹۲ء مین

۱۸۹۶
ہری موہن چکربتی
بنام
اسہند لال رائے

گیگئی تہی اور تبنیت دوم ۱۸۸۵ع مین اور نالش ۱۸۸۸ع مین رجوع کی گئی تہی -

سابڑ دینیٹ جج نے نہایت غور سے مفصل بحث کرکے اسکا منظور کیا ہے - مدعا علیہ نے بجواز اسکے
ایسی وجہ پر اپیل کیا ہے لیکن اسپر مشکل سے نعمد دیا جا سکتا ہے کیونکہ فاضل ججان ہائیکورٹ نے اسکا کر اپنے فیصلہ
مین نہین کیا اور انہون نے بیان کیا ہے کہ سوال انکے روبرو صرف یہ ہے کہ آیا یہ کہنا تبنیت حاصل تہا

ایکٹ میعاد (۱۸۷۷ع) مین دو مدات خاص طور پر ان نالشات کے متعلق موجود ہین جو تبنیت کی تردید اور
تائید کے متعلق ہون مد ۱۱۸ مین اس نالش کا ذکر ہے جو بغرض استقرار اس امر کے دائر کیگئی ہو کہ ایک مبینہ تبنیت
ناجائز ہے اور کہ نالش مذکور خارج کیجائیگی اگر وہ اسوقت سے چہہ سال کے بعد رجوع کیجائے جبکہ مبینہ تبنیت
کا علم مدعی کو حاصل ہو - اسلیئے نالش مذکورہ تبنیت ۱۸۷۲ع کے متعلق بہی جو بموجب مد ۱۱۸ کے تمادی السیعاد نہین ہے

مگر بحث یہ گیگئی ہے کہ اصول ایکٹ میعاد یہ نہین ہے کہ نالشات کے ایک خاص میعاد کے اندر دائر کیئے
جانیکی قابلیت عطا کیجائے بلکہ یہ ہے کہ انکے دائر کیئے جانے سے بعد میعاد کے امتناع کیا جائے چنانچہ ہر ایک
میعاد ایک وقت خاص سے شروع ہوتی ہے اور کہ ایک سے زیادہ مدات ایک ہی نالش سے متعلق ہو سکتی ہین -
پس ایک مدعی جو ایک تبنیت کے متعلق عذر کرتا ہے اپنے آپ کو دیگر واقعات سے ممتنع پا سکتا ہے - مثلاً ایک قانونی
کارروائی سے جسے تہوڑی میعاد گذری ہو - اور مقدمہ ہذا مین یہ بحث کیگئی ہے کہ یہ امتناع موجود ہے کہ
دو دیگر مدات یعنے مد ۹۲ و ۹۳ بہی موجود ہین جنکے باعث نالش کا خارج کرنا ضروری ہے -

بموجب مد ۹۲ کے ایک نالش بنسبت استقرار اس امر کے کہ دستاویز جعلی ہے جو تحریر یا رجسٹری کیگئی ہے
خارج کیجانی چاہیئے اگر وہ اسوقت سے عرصہ تین سال کے اندر رجوع کیجائے جبکہ اسکے تحریر یا رجسٹری کیئے
جانیکا علم مدعی کو حاصل ہو - مدعا علیہ کے حق مین اس امر کا قیاس کرکے کہ نالش ہذا واسطے ظاہر کرنے جعل
کے ہے اسلیئے وہ ایک ایسی دستاویز ہے جسکا ذکر مد مذکور مین کیا گیا ہے - وہ رجسٹری شدہ نہین ہے لیکن جیسے
کہ مدعا علیہانکی طرف سے بحث کیگئی ہے وہ اسوقت تحریر کیگئی تہی جبکہ ۱۸۸۱ع کی تبنیت عام تشہیر کے ساتہ
عمل مین آئی تہی - حکام عالیمقام اس امر کے متعلق اسقدر کہنا کافی سمجہتے ہین کہ انکی رائے مین لفظ جاری
کیگئی یا کا منشا اس قسم کی دستاویزات کے حوالہ دینے کا ہے جنسے لوگ عموماً لفظ مذکور کو دوران کاروبار
مین استعمال کرتے ہین اور کہ اسکا کوئی علاقہ ایسی دستاویز سے نہین ہے جیسے کہ اختیار تبنیت کی دستاویز
ہے -

۱۸۹۶ء ہری بھوسن کر جی بنام اوپندر لال کر جی

بروے مد ۱۲۰ کے ایک نالش نسبت اظہار جبل اس شائد وثیقہ کے جسکے بخلاف مدعی موثر کرنیکی کوشش کیگئی ہو خارج کیجانی چاہیے اگر وہ تاریخ کوشش مذکور سے عرصہ تین سال کے بعد دائر کیگئی ہو۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ ۱۸۸۴ء کی تنبیت ایک ایسی ہی کوشش نہی لیکن جیساکہ سبارڈینیٹ جج نے ظاہر کیاہے یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ وہ تنبیت جسکی نسبت کوئی اور اختیار نہ دیا گیا ہو کسی طرح پر اختیار بخلاف دیگر اشخاص کا موثر کرنا کہلا سکتی ہے۔ حکام ممدوح کو اس امر مین کچھہ شک نہین کہ وہ اسطرح پر مد مذکور کی ذیل مین نہین آتی۔ اگر یہ درست ہے تو مد ۱۱۸ کو کوئی دقت اُن مقدمات مین حائل نہوگی جہانکہ مدعی ایک تنبیت کے متعلق عذر کرتا ہو اسوجہ پر کہ وہ اختیار جسکا ذکر تنبیت کے متعلق کیا گیا ہے اصلی نہین اُنہون نے یہ قرار دیا ہے کہ مقدمہ ہذا صرف مد ۱۱۸ کی ذیل مین آتا ہے اسلیئے نالش مین المیعاد ہے۔

حکام عالیمقام نہایت عجزت حضور ملکہ معظمہ ام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ اپیل ہذا خارج کیا جاے اور اپیلانٹ کو وہ خرچہ ادا کرنا چاہیے جو رسپانڈنٹان کے اپیل ہذا مین عائد ہوا ہے جو حاضر ہوئے ہین۔ اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹان: مسٹرز برد اینڈ راجرس۔

سالسٹران منجانب رسپانڈنٹ: مسٹرز ٹی ایل ولسن اینڈ کو۔

۱۸۹۶ء ۱۴ و ۱۵ مئی و ۲۷ جون

باجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ موریس صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب

گرین و غیرہ (مدعیان) بنام لچھمی نرائن اگروالہ وغیرہ (مدعاعلیہم)

[در طبق اپیل بنا رضی فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ]

معاہدہ بیع اسباب۔ دلالان نے نوبہلے کو خرید کرکے فروخت کیا۔ خاص مقام حوالگی جسکا ذکر بعد مین کیا جائیگا۔ اظہار مالک تشخیص ہرجانہ۔ ایکٹ معاہدہ ۹ (ویکٹ ۱۸۷۲ء) دفعات ۴۹ و ۹۳ و ۲۳۱۔ ہرجانہ۔

خرید و فروخت کردہ نوبہلے تخم نیل پر بنا مین یہ حکم تہا کہ تخم نیل کا بیج کسی مقام بنگال پر ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء تک دیا جائیگا۔ یہ بہی مقرر کیا گیا تہا کہ وہ مقام حوالگی بعد مین بتایا جائیگا۔ خریداران نے اسکا ذکر ۲۳ مارچ ۱۸۹۱ء کو اپنی چٹھی بنام دلال مین فریقین کے واسطے کیا۔ چٹھی مذکور کے روسے اوڑہ ریلوے سٹیشن بطور مقام مذکورہ کے مقرر کیا گیا تہا اور وہ بائع کے نام بہیجی گئی تہی جسنے یہ جواب دیا کہ وہ خود اپنے گدام واقع سکلھا مین حوالگی کریگا پاس سے خریدار نے انکار کیا۔ بائع و مشتری ہر دو اس امر پر اصرار کرتے تہے کہ وہ مقام جو انہوں نے بیان کیا ہے حوالگی کے واسطے مناسب ہے مشتری نے بائع کے گدام پر حوالگی لینے سے انکار کیا یا کسی دوسرے مقام پر سوائے ہاوڑہ سٹیشن کے۔

سنہ ۱۸۹۲
گرینین وغیرہ
بنام
لچھمی نرائن

بائع اسیقدر حصہ تک تیار رہا کہ اسباب کو اپنے گدام انٹو سلکیا پر حوالہ کرے اور مشتری نے مقام مذکور میں حوالگی کو تسلیم کیا اور بائع نے معاہدہ کو فسخ شدہ ظاہر کیا ندان بعد خریدار نے اوپر فسخ معاہدہ اَدائیگی بمقام متذکرہ مشتری کی نالش کی اس سوال پر کہ آیا بائع نے اپنی ذمہ داری کی تعمیل بذریعہ تیاری و خواہش حوالگی اسباب اپنے گدام واقعہ سلکیا کے کی ہے۔

تجویز ہوئی کہ وہ خشت سیار تمیز مقام حوالہ سعاہدہ کی رو سے خریدار کو عطا کیا گیا تہا اسرف تا بلحاظ مرسے معاہدہ کہ وہ بنگال مین ہونا چاہیے اور نسبت اس مفہوم معاہدہ کے کہ وہ قرین مصلحت ہونا چاہیے بر بنائے الفاظ جنکا ذکر بعد مین کیا گیا ہے کہ ایک ایسے ملتوی شدہ سوال مین تبدیل نہیں کیا گیا تہا جسکا تصفیہ بذریعہ اقرارنامہ یا بعدہ کے کیا جاتا ہے۔ خریدار کو مطابق اُس معاہدہ کے جو پہلے موجود تہا تعین مقام کا اختیار حاصل تہا ایک خاص اقرار معاہدہ مذکور مین نسبت حوالگی کے موجود تہا اسکی شرائط کی تعمیل کے واسطے کوئی امر سوائے اسکے ضروری نہ تہا کہ خریدار ایک مناسب مقام بنگال کے اندر بیان کر کے یہہ اُسے کر دیا تہا۔ یہ معاہدہ مذکور دفعہ ۹۴ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ع) کی ذیل مین نہ آتا تہا جو ایسے معدمات سے متعلق ہے جہانکہ حوالگی کی نسبت کوئی خاص اقرار نکیا گیا ہو اور مقام بیدا ادا بطور مقام حوالگی کے مقرر کیا گیا ہو بلکہ وہ زیادہ تر اس صورت سے مشابہ ہے جسکا ذکر دفعہ ۴۹ مین کیا گیا ہے اور کہ خریدار بسبب عدم تعمیل معاہدہ کے ہرجانہ کا مستحق تہا۔

اپیل بنا راضی ڈگری (۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۳ع) مصدرہ ہائیکورٹ مسٹر جسٹس ہاگری (۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۲ع) مصدرہ ہائیکورٹ نمبرہ اختیارات ابتدائی متعلق دیسی نالش مرخرچہ۔

نالش ہذا ۲ مئی سنہ ۱۸۹۱ع بابت مبلغ ... روپیہ بطور ہرجانہ فسخ اُس معاہدہ کے دائر کی گئی تہی جو مدعا علیہم نے بتوسط مسٹر رابرٹ مامس اینڈ کو دلالان فریقین کے مدعی ہنیری نکولاس گرینین کے ساتھ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ع کو بدین مضمون کیا تہا کہ ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۸۹۱ع مین دو ہزار من برنپا کے نیل کا بیج بشرح ... روپیہ فی من کے مہیا کریگا۔

اہم سوال جو بر طبق اپیل ہذا کے اُٹھایا گیا ہے مقام حوالگی کے متعلق ہے مدعیان نے ناردرن ریلوے اسٹیشن پر حوالگی کا مطالبہ کیا تہا اور مدعا علیہم نے اُس مقام پر حوالگی کرنے سے انکار کیا اور اس امر پر تیار اور ایسے خواہان تہے کہ اسباب کی حوالگی خود اپنے گدام واقع سلکیا پر کرین۔

وہ واقعات جنپر سوال مذکور مبنی تہا معہ خرید و فروخت کردہ تو تہا سے وچٹہیات مابعد مابین فریقین کے حکام عالیمقام پریوی کونسل کے فیصلہ مین بیان کئے گئے ہین۔

عرضیدعوے مین بعد بیان کرنے ایک تبدیلی معاہدہ منجانب خریدار کے جسنے بائع کے ساتھ کل تخم نیل کے ۳۰ اپریل کو حاصل کرنے کا اقرار کیا تہا یہ بیان کیا گیا تہا کہ خریدار نے بائع کو یہہ بہی اطلاع دی تہی کہ وہ اس امر کا خواہان ہے اگر اُنکے گدام ... سے مراد بائع ان کی وہ گدام ہے

۱۸۹۶ء
گرین وغیرہ
بنام
لچھمی نرائن

میں جو بتاب گنج میں واقع ہیں تا کہ بر بنیاد نہیں جو انکی لیجانے کا شرط یہہ ہے کہ اخراجات ریلوے تا لنا متہ
ہاوڑہ قیمت مندرجہ معاہدہ میں سے وضع کیجانی چاہئیں لیکن اگر مدعا علیہم کا یہہ منشا رہی تو مدعی نے یہہ ظاہر کیا
تہا کہ وہ اپنے بیان نوٹس پر اصرار کرتا ہے اور یہ چاہیئے کہ جوانکی ہاوڑہ کے اسٹیشن پر طلب کریں مدعا علیہم کے
جوانکی اسباب تمام موخر الذکر پیش کرنے سے مدعی کو نقصان پہنچا تہا جسکا تخمینہ اُسنے ... روپیہ لگایا ہے -

مدعا علیہم نے بذریعہ اپنے جواب دعوے تحریری کے بیان کیا کہ گرین بطور اصلی مالک کے لکھوا دلارام اپریل سنہ ۱۸۹۶ء
کو معلوم ہوا تہا اور کہ انہوں نے اسکے بطور اصلی مالک کے تسلیم کرنے سے انکار کیا تہا لیکن اُسنے اپنی خواہش اس
امر کی نسبت ظاہر کی تہی کہ وہ میسرز ٹامس اینڈ کو وہ لالان کو اپنے گدام ہاے واقع سلکیا سے جوانکی مذکور کرینگے -

انہوں نے یہہ بھی بیان کیا کہ لالان و گرین ہر دو نے ایک وقت پر موخر الذکر مقام پر اتفاق کیا تہا -

مسل سے یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کوئی تنقیحات باضابطہ طور پر عدالت دستور کیجا کر قلمبند کیگئی تہین
لیکن بعد اہم سوالات جو بروقت سماعت اول کے اٹہائے گئے تہے یہہ تہے:- آیا مدعا علیہم نے ایک
معاہدہ مدعی کے ساتھہ نسبت جوانکی تخم مذکور کے کیا تہا اور کہ آیا انہوں نے اپنے آپ کو بذریعہ اس امر پر
تیار ہونے کے پیش نہیں کیا کہ وہ ۳۰ - اپریل کو جوانکی بحق مدعی اپنے گدام ہاے واقع سلکیا میں کرینگے -
بروقت سماعت کے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ گرین تخم مذکور کو کلکتہ کی دوکان شیو دیال جی مل کے واسطے
خرید کرتا تہا مشتر کا دوکان موخر الذکر بطور شریک بیان کنندگان کے گئے تہے صاحب جج عدالت ابتدائی (مسٹر جسٹس
بیمس) نے ابتدا اُس عذر کا فیصلہ کیا جو مدعا علیہم نے بحوالہ دفعہ ۲۳۰ ایکٹ معاہدہ سنہ ۱۸۷۲ء کے حسب ذیل کیا تہا :-

مدعا علیہم دفعہ ۲۳۰ پر انحصار کرتے ہیں اور اپنے استحقاق تردید غیر ظاہر شدہ اصل کو کسی وقت قبل تکمیل
معاہدہ کے بیان کرتے ہیں - اور چونکہ ایفا کا وقت ۳۰ - اپریل تک آیا تہا اسلئے وہ عذر کرتے ہیں کہ وہ اُس وقت
تک اسکی تردید کر سکتے تہے - مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کی ایسی تعبیر کرنا نہایت سخت مشقت اور نقصان دہ
بے انصافی کو وقوع میں لانا ہے اور میری یہہ رائے ہے کہ مجہے اسکی یہہ تعبیر کرنی چاہیئے - یہ ایک سوال ہے کہ
آیا دفعہ مذکور کا فقرہ دوم اُن واقعات کے متعلق متصور کیا جانا چاہیئے جس سے ابتدائی فقرہ علاقہ رکہتا ہے یعنی
جہان ایک معاہدہ کنندہ شخص کو نہ تو یہہ معلوم ہو اور نہ اسکے شک کرنیکی کوئی وجہ موجود ہو کہ وہ شخص جسکے ساتھہ
وہ معاہدہ کر رہا ہے ایک ایجنٹ ہے اور بحث کیگئی تہی کہ مدعا علیہم اپنے آپ کو اسکی ذیل میں نہیں لا سکتے
کیونکہ خود معاہدہ میں میسرز ٹامس اینڈ کو نے صریح طور پر اپنے مالکان کیطرف سے معاہدہ کیا ہے اور
نیز یہہ بھی عذر کیا گیا ہے کہ مدعا علیہم بوجہ نہ ہونے کے بعد تکمیل معاہدہ کے مالک کی تردید کرتے جو نہی کہ وہ معلوم ہوا تہا

سوال کیسقدر مشکل سوال ہے اور وہ ایسا ہے کہ مین اُسکا فیصلہ نہین کرنا چاہتا جبتک کہ وہ ضروری نہو لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بلحاظ مقدمہ مذکور یہہ قیاس کیا جاوے کہ مدعا علیہم احکام فقرہ دوم ٹریڈ کوڈ سے مستفید ہو سکتے تھے کہ برے واقعات کے انہون نے اپنے استحقاق امر مذکور کو اُسکا وقت آنے سے بہت عرصہ پہلے زائل کر دیا تھا" (۱)

دوسرا سوال جسپر فیصلہ دیا گیا تھا یہہ تھا کہ آیا گرمین نے گدا ہانسے واقع سلکیا مین حوالگی لینے کی نسبت رضامندی ظاہر کی تھی فیصلہ مین نسبت اس سوال امر واقعہ کے بعض چٹھیات کا ذکر کیا گیا تھا جو مابین ڈال اور گرمین کے لکھی گئی تہین جنکا اہم جزو [illegible] کے لئے حسب ذیل تھا :-

"لفظ مذکورہ کے متعلق کیسقدر دقت پائی جاتی ہے کیونکہ لفظ مذکور سلکیا کے شامل کرنے [illegible] سمجھے اور ممکن ہے کہ گرمین نے ٹامس کو یہہ یقین دلایا ہو کہ ڈل کے بیان کرنیمین اُسکا منشا سلکیا کے شامل کرنیکا تھا لیکن اگر مجھے ان دونون کا فیصلہ کرنا ہوتا تو مین خیال کرتا ہون کہ کیسقدر دقت کے ساتھ کہ میری رائے کا میلان اسطرف ہوتا کہ گرمین دربارہ ڈل کے اس بیان کی تائید مین ہوگا کہ اُسنے اپنی رضامندی تبدیلی کے متعلق ندی تھی اور کہ ٹامس کو غلطی ہوئی تھی اور اس بات کی تائید امور مابعد سے ہوتی ہے۔ ایسکے دوسرے دن ٹامس اینڈ کمپنی نے گرمین کو خط لکھا جسمین اُسنے حکم حوالگی کے حق مین تخم مذکور کی نسبت ارسال کیا اور اُسے یہ اطلاع دی کہ وہ حوالگی بایع کے گدا ہانسے مین سے لے سکتے ہے اور اُسنے اس چک کا مطالبہ کیا تھا جسکے قبل حوالگی ادا کرنے کی مرضی گرمین نے اس سے پہلے دن ظاہر کی تھی۔ اس خط کے ساتھ ہی ٹامس اینڈ کمپنی مدعا علیہم کو خط لکھا جسمین انہون نے یہہ استدعا کی کہ گرمین کو اپنے گدا ہانسے واقع سلکیا مین حوالگی دیجائے اور یہہ بیان کرکے گرمین نے اقرار کیا تھا کہ وہ تخم مذکور کی قیمت چک کے ذریعہ اُسکے حوالہ کر دیگا لیکن گرمین نے تمام چٹھی کو بھیجا۔ لیکن [illegible] بھیجی ہی اُسنے پھر ٹامس اینڈ کو کو ایک خط لکھا :-

کلکتہ ۳ اپریل ۱۸۹۱ء

جناب من

"مین اس خط مین حکم حوالگی بنام مشیر پکھن لال گوبندرام واسطے دو ہزار من تخم نیل بھرپا کے واپس بھیجتا ہون

(۱) ایکٹ معاہدہ ہند ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۳۱ مین حکم ہے کہ جب کارندہ ایسے شخص کے ساتھ معاہدہ کرے جو نہ یہہ جانتا ہو اور نہ کوئی وجہ اس امر کے گمان کی رکھتا ہو کہ وہ کارندہ ہے تو مالک اُس کارندہ کا طالب ایفاء معاہدہ ہو سکتا ہے لیکن فریق ثانی اُس معاہدہ کا بمقابلہ اُس مالک کے وہی حقوق رکھتا ہے جو اُسکو بمقابلہ کارندہ کے اُسصورت مین حاصل ہوتے بلکہ وہ کارندہ خود مالک ہوتا۔

اگر مالک بناء معاہدہ کی تعمیل سے پہلے ظاہر کردے تو معاہدہ کے فریق ثانی کو اختیار ہے کہ معاہدہ کے ایفاء سے انکار کرے اگر وہ ثابت کرسکتا ہو کہ اگر وہ اس معاہدہ کے معاملہ مین مالک کو جانتا ہوتا یا یہہ اُسکو معلوم ہوتا کہ یہہ کارندہ مالک نہین ہے تو وہ اس معاہدہ کو نہ کرتا۔

سنہ ۱۸۹۶ء
گرمن وغیرہ
بنام
...

اسلئے مدعی اس بنا پر ڈگری کا مستحق ہے۔"

اس فیصلہ اور ڈگری کی ناراضی سے مدعاعلیہم نے اپیل کیا بالکل اس عذر پر کہ وہ ملک میں جو الگی کرنیکا مجاز تھے یعنی کہ ہاوڑہ اسٹیشن پر۔

مدعیان نے ایک یادداشت عذرات بالمقابل پیش کی اسوجہ سے کہ عدالت اول کو خرچ کیشہ سے سرجانہ دلانا چاہیے تھا۔

عدالت اپیل (ریتھیم صاحب چیف جسٹس و ٹارس صاحب جسٹس و آکینلی صاحب جسٹس) نے اہم طور پر ایک سوال پر غور کیا جو یہ تھا کہ آیا مدعی اس امر پر اصرار کرنیکا مستحق تھا کہ تخم مذکورہ ہاوڑہ اسٹیشن پر حوالہ کیا جائے جسمین یہ سوال شامل تہا کہ آیا وہ اس امر پر اصرار کرنیکا مستحق تہا کہ اسباب کو کسی مقام واقعہ بنگالہ میں حوالہ کیا جاے جو وہ اسکی حوالگی کے واسطے منتخب کرے۔

اس امر کے متعلق عدالت اپیل نے یہ رائے اختیار کی کہ اگر (وہی) الفاظ بیع خرید کردہ تو پہلے سے موجود ہوتے مثلے "مقام حوالگی بعد میں مذکور ہوگا" تو وہ تعبیر جسکا عذر مدعیان نے کیا ہے اور جو عدالت اول نے اختیار کی ہے درست ہوتی۔ لیکن ایزادی الفاظ مذکورہ کا اثر یہ ظاہر کرنیکا تہا کہ فریقین کی یہ نیت تہی کہ مقام حوالگی کا فیصلہ کسی مابعد معاہدہ میں کیا جائیگا۔ اور چونکہ کوئی ایسا معاہدہ بعد میں نہیں کیا گیا اسلئے کوئی معاہدہ کبھی وجود میں آیا تہا سوائے اقرارنامہ متعلق بہ قیمت کے جسکی تعمیل کیجاتی اگر دیگر شرائط اقرارنامہ کی بعد میں تکمیل کیجاتی۔"

لیکن عدالت اپیل نے اپنے فیصلہ کو اس وجہ پر مبنی رکھنے سے انکار کیا کیونکہ رسپانڈنٹان نے یہ عذر نکیا تہا اور فیصلہ مذکور الفاظ ذیل میں ختم ہوا تہا:-

"یہ فرض کرکے کہ الفاظ سے ایک معاہدہ ثابت ہوتا ہے تو وہ ایک معاہدہ نسبت فروخت دو ہزار من تخم کے ماہ مارچ و اپریل کے اندر ایک خاص قیمت پر ہے اور حوالگی کی نسبت کوئی شرط نہیں ہے اور سوال یہ ہے کہ کونسا فرض نسبت حوالگی کے ایسے معاہدہ سے بائع پر عائد ہوتا ہے؟ مسٹر جے۔ ڈی۔ ایلس خواجہ نے خریدار نے یہ حجت کی ہے کہ مقدمہ احکام دفعہ ۴۹ ایکٹ معاہدہ کی ذیل میں آتا ہے جبکہ جملہ (۱) سے ملاکر پڑہی جاے۔ لیکن ہماری رائے میں یہ صورت نہیں ہوسکتی کیونکہ جملہ شرائط حوالگی معاہدہ مذکور سے خارج کی جائیں۔"

(۱) ایکٹ معاہدہ ۹ بابت ۱۸۷۲ء دفعہ ۴۹ حسب ذیل ہے "جب تعمیل عہد کی بلا درخواست معاہد کے ہونی چاہیے اور اسکی تعمیل کے واسطے کوئی جگہ مقرر کیجائے تو معاہد کو لازم ہے کہ معاہد لہ سے درخواست اس بات کی کرے کہ وہ جا کونسا مناسب واسطے تعمیل عہد کے مقرر کرے اور بعد معاہد کو اسی مقام میں تعمیل کرنی چاہیے۔"

سنہ ۱۸۹۶ء
گرین وغیرہ
بنام
لچھمی نراین

یہ نہین کہا جا سکتا کہ کوئی خاص اقرار نسبت حوالگی کے موجود نہ تہا - بلکہ مقدمہ دفعہ ۴۹ کی ذیل مین آتا ہو معلوم ہوتا ہے

مسٹر لاسن الٹن کونسل و مسٹر جے ایم اے برنیس بجانب رسپانڈنٹان نے یہ عذر کیا کہ اپیلانٹان بر بنائے معاہدہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کے رسپانڈنٹان سے یہ مطالبہ کر سکتے تہے کہ وہ تخم مذکور کسی مقام پر سوائے اُس مقام کے حوالہ کرین جہانکہ وہ ایسا کرنے کو تیار اور خواہان تہے یعنے اُنکے گداموں واقعہ سلکیا مین بخلاف اسکے رسپانڈنٹان اس امر کے مستحق ہین کہ اُسوقت معاہدہ کو فسخ کر دین جبکہ اُنہون نے ایسا کیا تہا اور وہ اُسوقت اُسکے پابند نہ تہے معاہدہ مابین فریقین کی نسبت تین آرائے مین سے کوئی ایک رائے متعلق ہو سکتی تہی جنمین سے ہر ایک رائے اس جواب کی تائید مین تہی کہ چونکہ رسپانڈنٹان ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو اپنے گداموں واقعہ سلکیا مین حوالگی کرنیکو تیار تھے - اسلئے وہ ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے ہین - پہلی رائے جو یہ تہی کہ مدعاعلیہم نے کسی مقام مین اس قدر وسیع ملک مین حوالگی کرنیکا اقرار کیا تہا جسقدر کہ بنگال ہے - اس امر کے نامطابق ہوگی کہ انکو اس امر کا خیال نہ تہا کہ وہ بعد مین ایک اقرارنامہ واسطے تقرر مقام حوالگی کے بہتر مدد کے ساتھ کرینگے - دوسری رائے کے مطابق چونکہ فقرۂ اول کا منشا کسی مقام واقعہ بنگال مین حوالگی کرنیکا تہا اسلئے فقرہ دوم کا منشا یہ تہا کہ مقام مقرر کردہ کا نام بیان کر کے اُسے زیادہ تر محدود کر دیا جائے - مزید اقرارنامہ کے واسطے موقعہ موجود تہا جسکی تکمیل محض اسطرح پر نہین ہو سکتی کہ خریدار نے خود اپنی مرضی سے کسی مقام کو ظاہر کر دیا تہا -

پس بلا اقرارنامۂ مذکور کے جو کبہی عمل مین نہ آیا تہا معاہدہ مذکور نامکمل رہا تہا - تیسرا طریق نسبت عملی اثر عطا کرنے معاہدہ کے یہہ ہو سکتا ہے کہ دلالان کے عمل کو اُس اختیار کے اندر متصور کیا جاوے جو اُنہے عطا کیا گیا تہا - سند مد لگئی تہی کہ اپیلانٹان اپنے کارندگان کے افعال دربارہ اقرار کرنے اس امر کے ملزم تہے کہ تخم مذکور اپنے گدام ہائے واقعہ سلکیا مین حوالہ کرین - وہ ایسا مقام تہا جو کارندگان مذکور نے ایک موقع پر حوالگی کے واسطے مقرر کیا تہا - فیصلہ ہائیکورٹ نسبت دوسری نالش کی تائید قانون ہندوستان سے ہوتی ہے -

مسٹر جے ڈی مین نے جواباً یہ بحث کی کہ دفعہ ۴۹ ایکٹ معاہدہ اپیلانٹان کے دعوے کی تائید مین ہے -

اسکے دوسرے روز ۲۷ جون کو احکام عالیمقام پریوی کونسل کی تجویز لارڈ ہابہوس صاحب نے صادر فرمائی :-

لارڈ ہابہوس صاحب :- وہ نالش جس سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے اُس معاہدہ پر مبنی ہے جو بوساطت ٹامس اینڈ کمپنی دلالان کے

سنہ ۱۸۹۲ع
گرین وغیرہ
بنام
لچھمی نرائن

کیا گیا ہے وہ ایک عام فارم ذریعہ وہ دوبارہ تحریر کردہ نوٹ بائیں پر ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ع کا مرقومہ ہے۔ فروخت کردہ

نوٹ بنام ارسال کردہ بنام بابو مدعا علیہم حسب ذیل ہیں:-

"نیو مارٹ کلکتہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ع

17

جناب من:- ہمنے آج کی تاریخ تمہارے حکم سے اور تمہارے حساب مین اپنے الکان کے پاس ۳ ہزار من عمدہ تازہ

اور صاف تخم نیل پرنیا جو موسم ۹۱-۱۸۹۰ع مین پیدا ہو بیلے آٹھ روپیہ آٹھ آنہ فی من کے حساب سے فروخت کیا ہے۔

تخم مذکور کسی مقام واقع بنگال مین ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۸۹۱ع مین حوالہ کیا جائیگا اور اسکی قیمت بذریعہ چک کے ۲ یوم بعد

حوالگی کے دیجائیگی۔

تخم مذکور عمدہ مضبوط تھیلون مین بند کیا جانا چاہئیے اور ہر ایک تھیلی مین صرف دو من ہو۔

مقام حوالگی بعد مین بیان کیا جائیگا۔

شرائط حسب متذکرہ صدر ہین۔

دلالی ایک فیصدی ہے   ہم ہین آپکے تابعدار خادمان

بخدمت بابو لچھمن لال گوبند رام"   بے ٹامس اینڈ کمپنی دلالان۔

خرید کردہ نوٹ بھی بالکل اسی کے مطابق ہے۔ تنازعہ اس امر کی بابت ہوا ہے کہ آیا مدعا علیہم نے کبھی مدعی گرین کو جو

اوّلاً تنہا مدعی تھا بطور مالک حقدار معاہدہ کے تسلیم کیا تھا۔ معاملہ مذکور کا فیصلہ ٹریول صاحب جسٹس نے بخلاف مدعا علیہم

کے کیا تھا جو بروقت تجویز کے اجلاس فرما تھا اور وہ اپیل مین اٹھایا نہین گیا۔

وہ تنازعہ جو پیدا ہوا تھا اور ابتک مابین فریقین موجود ہے مقام حوالگی کے متعلق ہے۔ بالآخر ایک

سوال مابین دو مقامات کے ہوگیا تھا مدعی اس امر پر اصرار کرتا تھا کہ حوالگی ہاوڑہ ریلوے اسٹیشن پر کیجائے

اور مدعا علیہم سوائے اپنے گدام کے واقع سلکیہ کے اور کسی مقام پر حوالگی دینے سے انکار کرتے تھے بعد

بہت سے جھگڑے بوساطت دلالان کے مدعا علیہم نے انکو ایک خط یکم مئی سنہ ۱۸۹۱ع کو حسب ذیل

تحریر کیا:-

جناب من:-

معاہدہ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ع۔

ہم کل تمام دن تک انتظار کرتے رہے ہین کہ اس تخم نیل کی حوالگی دین جو تمہارے پاس ہمارے گدام کے

واقع سلکیہ سے بیچ کیا گیا ہے لیکن چونکہ تم حوالگی لینے سے قاصر رہے ہو اسلئے ہم معاہدہ کو فسخ شدہ

اور مختتم خیال کرتے ہین"

۱۸۹۶ء
محمد مین وغیرہ
بنام
لچھمی نرائن

اسپر نالش ہذا دائر کیگئی تھی۔ مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا کہ دوران خط وکتابت مین مدعی نے اپنے آپ کو پابند
اس امر کا کیا تھا کہ وہ اُنکے گدام ہنسے واقعہ سلکیا کو بطور مقام حوالگی کے تسلیم کریگا۔ بعد ملاحظہ اظہارات
شہادت کے لائق صاحب جسٹس نے امر مذکور کا فیصلہ بھی بخلاف مدعاعلیہم کے کیا۔ اُنہون نے اپنے عذر
مذکور کو پھر عدالت ہذا مین از سر نو پیش کیا ہے لیکن اُنہون نے حکام ممدوح کو اسکی طرف راغب نہین
کیا جو سوائے اسکے اور کچھہ بیان کرنا ضروری نہین سمجھتے کہ وہ لائق صاحب جسٹس کے ساتھہ بالکل اتفاق کرتے ہین

اسوجہ سے وہ سوال پیدا ہوتا ہے جسپر اہم طور سے عدالت مین بحث کیگئی ہے جو یہ ہے کہ معاہدہ
کی تعبیر مقام حوالگی کے متعلق کس طرح پر کیجانی چاہئے۔ مدعی یہ عذر کرتا ہے کہ مقام مذکور کوئی ایسا مناسب
مقام ہونا چاہئے جو وہ خود بیان کرے مدعاعلیہم اولاً یہ عذر کرتے ہین کہ مقام مذکور کا تقرر کسی آئندہ اقرار
پر مبنی رکھا گیا تھا چنانچہ کوئی مکمل معاملہ اسوقت تک موجود نہین ہوسکتا جبتک کہ فریقین اقرارنامہ
مذکور کو تحریر نکرین بحث مذکور مین ناکامیاب ہوکر وہ ثانیاً یہ عذر کرتے ہین کہ بائع اپنی ذمہ داری زیر
معاملہ مذکور سے بذریعہ حوالہ کرنے یا حوالگی کی نسبت تیار ہونے سے کسی مناسب مقام بحدود مذکور مین
سبکدوش ہوسکتا ہے۔

وجوہات مذکورہ مین سے وجہ اول پر فاضل چیف جسٹس صاحب نے کامل طور پر غور کیا ہے جسنے ایک رائے
اسکی درستی کی نسبت ظاہر کی ہے لیکن اُسنے مقدمہ کا فیصلہ وجہ مذکور پر نہین کیا کیونکہ مدعاعلیہم کے وکیل نے
اُسپر بحث نہین کی۔ اُسنے بلا اشتباہ طور پر یہ قرار دیا ہے کہ اگر معاہدہ مین صرف فقرہ اول ہی درج ہوتا
جو حوالگی کے متعلق ہے تو یہ کہنا نہایت مشکل ہوتا کہ بائع نے کسی مقام واقعہ بنگال مین حوالگی کا معاہدہ
نہین کیا جسکا منتخب کرنا خریدار کے اختیار مین تھا لیکن اسکی یہ رائے تھی کہ فقرہ دوم کے رو سے فقرہ
اول کے معنونکی ترمیم کیگئی ہے بصورت دیگر اُسکا کچھہ اثر نہین ہے اُسکے موثر کرنیکا صرف ایک ہی
طریق جو چیف جسٹس صاحب نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اُسکی تعبیر مین معنے کیجائین کہ فریقین کو مقام مذکور
کے متعلق اقرار کرنا تھا۔ نتیجہ مذکور کی تائید نہایت قابلیت سے عدالت ہذا مین کیگئی ہے۔

حکام عالیمقام اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ فقرہ اول متعلق بہ حوالگی کے رو سے انتخاب مقام کا اختیار
خریدار کو دیا گیا ہے لیکن وہ صرف ظاہر کردہ شرط کے تابع ہے جو یہ ہے کہ مقام مذکور بنگال مین ہونا چاہئے
اور نیز اس مفہوم شرط کے کہ وہ مناسب مقام ہونا چاہئے۔ لیکن وہ یہ معلوم نہین کرسکتے کہ کس طرح پر وہ
اختیار انتخاب جو بموجب الفاظ وہ کسی مقام پر کیجائیگی کے عطا کیا گیا ہے زائل ہوگیا ہے یا وہ ایک
[illegible] اقرار مین تبدیل کیا گیا ہے بذریعہ اس بیان کے کہ مقام مذکور کا ذکر بعد مین کیا جائیگا۔ یہ ایک

۱۸۹۶ء
گرمین وغیرہ
بنام
لچھمی نرائن

نہائت نادرست فقرہ ہے جسکے روسے ایک موقع نسبت اقرارنامہ مابعد کے محفوظ کیا گیا ہے۔ یہہ کہنا نہائت آسان ہے "جسپر بعد مین اقرار کیا جائیگا" اگر اس سے یہی مراد ہو۔ لیکن وہ صرف یہ ہے کہ "اسکا ذکر بعد مین کیا جائیگا" اور صریح معنے فقرہ مذکور کے یہ ہین کہ مقام مذکور کا ذکر اُس فریق سے کیا جائیگا جو مطابق جزو اول اقرارنامہ کے اسکا حقدار سمجھا جاتا تھا۔

یہ سچ ہے کہ ایسے معنون سے فقرہ زیر بحث کے روسے وقعت دستاویز مذکور مین کچھہ ایزاد نہین ہوتا اسکے روسے صرف یہ اطلاع ملتی ہے کہ کسی مقام حوالگی کا ذکر زیادہ تر محدود طور پر بہ نسبت وسیع تر رقبہ بنگال کے کیا جائیگا ایزادی مذکور کافی طور پر طبعی ہے اور گو وہ قانوناً زائد ہے تاہم ایسی زائد امور اقرارنامجات مین نامعلوم نہین ہین یہ اصول کہ ایک معنے جملہ فقرات کو عطا کئے جانے چاہیئے ایک درست اصول ہے لیکن اسکے روسے بالضرور وہ معنی جائز نہین ہوجاتے جو بذاتہ فقرہ مذکور سے ظاہر ہوتے ہون جسکے واسطے ایک اور فقرہ بہ نیز ویسا ہی مختصر اور صاف نہائت آسانی سے استعمال کیا جاسکتا ہے اور جو اہم طور پر حقوق فریقین پر موثر ہوسکتا ہے۔

فاضل چیف جسٹس کی یہ رائے ہے کہ معاہدہ مذکور اسطرح پر پڑھا جانا چاہیئے گویا کہ جملہ شرائط حوالگی اسی مین سے نکلگئی ہین۔ ازان بعد اُنہون نے بیان کیا ہے کہ دفعہ ۴۹ ایکٹ معاہدہ ہند کی ذیل مین آنا جو ایسے معاہدات کے متعلق ہے جنمین کوئی خاص اقرار نسبت حوالگی کے نکیا گیا ہو۔ اور جو واقعات مقدمہ کے روسے یہ ظاہر کرتا کہ تخم مذکور اُس جگہ حوالہ کیا جانا تھا جہانکہ وہ پیدا ہوتا تھا۔ لیکن بہ نسبت تعبیر آخری فقرہ کے اُسمین ایک خاص اقرار نسبت حوالگی کے موجود ہے اور ایک حد الگی محدود بہ حدود موجود ہی گو یہ سچ ہے کہ رقبہ مذکور اسقدر وسیع ہے کہ اُسکا زیادہ تر محدود کرنا ضروری ہے۔ مزید بران معاہدہ نسبت حوالگی کے کسی ایسے مقام پر نہین ہے جسکا منتخب کرنا بائع کے اختیار مین ہو بلکہ وہ کسی مقام پر لااسکے محدود کرلے کے ہو سوائے اس حد کے کہ وہ رقبہ بنگال کے اندر ہو اُسکی تکمیل کے واسطے سوائے تقرر مقام کے اور کسی شے کی ضرورت نہین اور دفعہ ۴۹ کی ذیل مین آنے کا تو کیا ذکر ہے وہ زیادہ تر ایسے معاہدات کا منشا ہے جسکا ذکر دفعہ ۴۹ مین کیا گیا ہے جہانکہ معاہد لہ کے لئے کسی درخواست تعمیل کا کرنا ضروری نہین لیکن جہان کوئی مقام مقرر نکیا گیا ہو۔ ایسی صورتون مین نہ صرف معاہد لہ کو استحقاق تقرر مقام حاصل ہے بلکہ معاہد پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ معاہد لہ کے پاس ایک مناسب مقام کے مقرر کرنے کی درخواست کرے۔

اُنہون صاحب نے ایسے اقرارنامجات کی بحث پر کوئی رائے ظاہر نہین کی

گرین وغیرہ بنام بجھی نرائن

اُسنے اپنی رائے صرف یہ ظاہر کی ہے کہ مدعی بڑے شرائط معاہدہ کے مدعاعلیہم سے اسکی تعمیل کا مطالبہ کرنیکا مستحق تہا اُس مقام پر جو اُسنے منتخب کیا ہو یعنے ہاوڑہ سٹیشن پر۔ بڑے وجوہات متذکرہ صدر کے حکام عالیمقام کو اپنا اتفاق اُس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے اور نیز یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ ہائیکورٹ کی مخالف رائے سے اختلاف کرتے ہین۔

ایک مزید سوال نسبت مقدار ہرجانہ کے موجود ہے۔ وہ سوال قیمت تخم نیل پر مبنی ہے جو اُسوقت تہی جبکہ معاہدہ کی تعمیل کیجانی چاہیے تہی۔ ہل صاحب جج نے اُسکی قیمت کا تخمینہ … فی من کے حساب سے کیا ہے۔ اُسکا تخمینہ جزءً زبانی شہادت پر مبنی ہے اور جزءً اُن دو معاہدات پر جو باسس اینڈ کمپنی نے نسبت بیع تخم نیل کے کیے تہے جنمین سے ایک … اپریل اور دوسرا ۳۰ اپریل ۱۸۹۱ء کا مرقومہ ہے۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ شرح بڑے ابتدائی معاہدہ کے … فی من ہے اور شرح بڑے معاہدہ دوم … فی من ہے۔ اس دوسرے معاہدہ کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج کو ان واقعات سے غلطی ہوئی ہے کہ اُسی دستاویز مین معاہدہ بیع تخم سرکا ہوم تخم کی شرح … ہے پر نیل کے تخم نیل کی قیمت … فی من ہے۔

فاضل جج مذکور نے بیان کیا ہے کہ اس امر کے ظاہر کرنیکے متعلق شہادت موجود ہے کہ اپریل کے اخیر پر شرح تخم مذکور … سے … تک کم وبیش ہوتی رہی تہین۔ دراصل شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلکتہ کی شرح اس سے زیادہ تہی۔ وہ کمتر شرح جو صاحب جج نے بیان کی ہے شرح بیرتاب گنج معلوم ہوتی ہے جو ایک بڑی منڈی پر بیلدن ہے اور کوئی اہم امر مدعی نے اُسے عابیان کیا ہے لیکن کم ازکم اتنا ہی کرایہ تالوائٹ ہاوڑہ کے واسطے ایزاد کیا جانا چاہیے اور نیز دیگر اخراجات کے واسطے۔ صرف ایک ہی شہادت جو اسکے برخلاف ہے بالارام یکے از اراکین دوکان مدعاعلیہم کی شہادت ہے۔ جو یہ بیان کرتا ہے کہ ماہ اپریل کے انجام پر اُنہون نے یہ تخم کلکتہ مین … شرح سے اور اسکے پہلے … کی شرح سے فروخت کیا تہا۔ اگر یہہ درست ہے تو یہ امر ناقابل اعتبار ہے کہ مدعاعلیہم نے خوشی سے تخم مذکور کو ہاوڑہ مین معاہدہ کی شرح یعنے … پر ارسال نکیا ہوتا۔

حکام عالیمقام اس امر پر زیادہ تر غور نہین کرتے کیونکہ مدعیان کے وکیل نے ایزادی ہرجانہ کا دعوے نسبت … فی من کے زیادہ تر اہم بنا پر نہین کیا اور اُنہون نے کامل طور پر اپنا دعوے اُسی شرح سے ثابت کیا ہے۔

بروئے ہل صاحب جج کی ڈگری کے دیگر مدعیان جنکی طرف سے اب اُنکے قائمقامان جگنناتھ اور راجی داس ہین شامل مسل کئے گئے تہے اور مدعاعلیہم کو یہ حکم دیا گیا تہا کہ وہ مدعیان کو مبلغ …

۱۸۹۶ء
گرمین وغیرہ
بنام
لچھمی نرائن

معہ سود اور خرچہ نالش کے ادا کرین۔ ڈگری ہائیکورٹ کے بحساب صرف نالش معہ خرچہ ہر دو عدالتہاے کے جاری کیگئی تہی۔ اب مناسب طریق یہ ہوگا کہ ہائیکورٹ کی ڈگری کو منسوخ کیا جاوے اور مدعاعلیہم کو حکم دیا جاوے کہ خرچہ اپیل بعدالت مذکور ادا کرین اور عدالت اول کی ڈگری کو اسطرح پر ترمیم کیا جاے کہ مبلغ ... کی رقم بعوض مبلغ ... کے تبدیل کیجاے اور دیگر امور مین ڈگری مذکور بحال رکھیجاے حکام عالیمقام نہایت عجزسے حضور ملکہ معظمہ ولم اقبالہا کو مطابق راے مذکور کے مشورہ دیتے ہین۔ رسپانڈنٹان کو خرچہ اپیل ہذا ادا کرنا چاہیے۔

اپیل منظور کیا گیا

سالسٹران بجانب اپیلانٹان۔ مسیشرز رنشر مور اینڈ سونہو۔

سالسٹر بجانب رسپانڈنٹان مسٹر جان ڈالکنس۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۲ جون

ستیش چندر سرکار و دیگر نابالغ بوساطت انکی ماں ننگنی دیبی کے (مدعاعلیہم) بمقابلہ دہنپل سنگہ (مدعی)*

پٹہ۔ اقرارنامہ تحریری بابت نسبت کمی لگان کے۔ تبدیلی پٹہ۔ ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۰۷۔ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۹۲۔ ایکٹ رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۷ و ۴۹۔

۱۸۹۰ء مین مدعی نے بعض اراضیات کا ایک پٹہ بحق پدر مدعاعلیہم کے تحریر کیا۔ ۱۸۹۰ء مین اُسنے ایک تحریری اقرارنامہ لکہا جسکے روسے کمی لگان کی اجازت مدعاعلیہم کو تا بجداری یہال کے دیگئی۔ اقرارنامہ مذکور رجسٹری شدہ نہتا لیکن اُسکا ذکر ایک پہلی نالش بجانب مدعی کے عرضیدعوے مین کیا گیا تہا۔ بعدمین اُسنے ایک نالش مدعاعلیہم کے برخلاف واسطے دلاپانے کل مقدار لگان ابتدائی کے دائر کی۔

تجویز ہوئی کہ مدعاعلیہم اقرارنامہ مذکور پر انحصار کرسکتے تہے اور کہ دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) اسسے متعلق نہین ہوتی۔

نیز تجویز ہوئی کہ اقرارنامہ مذکور بطور پٹے کے عامل تہا بلکہ محض ایک تبدیلی پٹہ تہی اور اسلئے اُسکی رجسٹری ضروری نہتی۔ اسلئے ڈسٹرکٹ جج کے حکم کو منسوخ کرکے تجویز ہوئی کہ ڈگری بابت کل مقدار لگان پہلی کے منسوخ کیجانی چاہیے اور ڈگری لگان واجب الادا بشرح کم کردہ شرح کے صادر کیجانی چاہیے۔

* اپیل از ابتدائی ڈگری عدد ۲۴۳ سنہ ۱۸۹۴ء بنارضی ڈگری بابو سید سبحان درجہ دیہو صاحب ڈسٹرکٹ جج بیرسو مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۴ء

۱۸۹۶ء
ستیش چندر بکار
بنام
پھیل سنگھ

مدعی نے مدعاعلیہم کے برخلاف ایک نالش واسطے لگان واجب الادا بر پٹہ بتحریر کردہ ۱۸۷۹ء کے بشرح مبلغ الف ۱۳۴ روپیہ فی سال کے دائر کی۔ مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا کہ ماہ مئی ۱۸۹۰ء مین مدعی نے ایک تحریری اقرار نامہ واسطے کمی لگان کے کیا تھا جسکے روسے لگان الف ۱۱۸ روپیہ فی سال تک کم کیا گیا تھا۔ اور کر خود اُسنے اقرار نامہ مذکور کا حوالہ اپنے عرضیدعوے نالش قبل مین دیا ہے۔ مدعی کا دعوے اس اقرار نامہ کے متعلق یہہ تھا کہ مدعاعلیہم نے دعا ئش سے فریب دیکر اور غلط بیانی سے حاصل کیا ہے اور کہ وہ اسوجہ سے غیر موثر ہے کہ اسکی کبھی جسٹری نہین کیگئی۔ عدالت ماتحت نے سوال فریب کے متعلق مدعی کے برخلاف فیصلہ کیا لیکن اُسنے قرار دیا کہ اقرار نامہ مذکور کا اُسکے موثر ہونے کے واسطے رجسٹری شدہ ہونا ضروری تھا۔ اور اسلئے ڈسٹرکٹ جج نے ایک ڈگری بحق مدعی کے بنسبت اُس کل رقم کے صادر کی جسکا اُسنے دعوے کیا تھا۔

مدعاعلیہم نے اپیل کیا۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوش بابو کرونا سندہو کرجی منجانب اپیلانٹان ۔ مدعاعلیہم مستحق ہین کہ اُس تحریری اقرار نامہ پر انحصار کرین جو مدعی نے بنسبت قبول کرنے کمی لگان کے تحریر کیا ہے۔ وہ ایک جدید پٹہ نہین بناتا۔ وہ صرف ایک دست برداری منجانب مالک اراضی بنسبت ایک جز و لگان کے ہی جو بروے پٹہ کے واجب الادا تھا۔ بروقت عطا کئے جانے پٹہ کے یعنے ۱۸۷۹ء مین کسی پٹہ تحریری کی ضرورت نہی گو اگر ایک پٹہ تحریر کیا جاتا تو اُسکے جسٹری کرانے کی ضرورت تہی۔ عدالت ماتحت کو یہہ قرار دینا چاہئے تھا کہ رجسٹری دستاویز مذکور ضروری ہے بلکہ اُسے چاہئے تھا کہ مدعاعلیہم کو مدعی کے اُس اقبال پر انحصار کرنیکی اجازت دیتا جو اُنہون نے اقرار نامہ مذکور کے متعلق بلا اُسکے پیش کرنیکے کیا تھا جیسا کہ ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ چد امبرام چیٹی بنام کردنا لیاولنگا پلی تواسا (۱) مین قرار دیا تھا۔ اقرار نامہ مذکور کو مدعی نے اپنی عرضیدعوے نالش اول مین تسلیم کیا تھا اسلئے وہ موثر کیا جانا چاہئے ملاحظہ ہو دینو ناتھ کرجی بنام دینا ناتھ ملک (۲) اور بلا مدعاعلیہم سے اُسکے پیش کرنیکا مطالبہ کرنیکے اقرار نامہ مذکور مناسب طور سے قابل پذیرائی شہادت ہے ملاحظہ ہو برجو جی کرسٹ جی بنام نجی جی کورجی (۳) دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت مقدمہ ہذا پر حادی نہین۔ ہم یہہ استدعا نہین کرتے کہ شرائط اقرار نامہ تحریری کو بذریعہ ایک ثانی اقرار نامہ کے تبدیل کیا جانے اور صرف اسی امر سے دفعہ ۹۲ کا تعلق ہے بلکہ ہم خود مدعی کے بیان پر انحصار کرتے ہین۔ اُسنے اُس سب بات کو تسلیم کر لیا ہے جو ہم ثابت کرنا چاہتے ہین۔ اسلئے اقرار نامہ مذکور زیر دفعہ ۶۵ ایکٹ شہادت قابل پذیرائی ہے چونکہ اقرار نامہ مذکور مین صرف ایک جزو اُن شرائط کا درج تھا جس پر پٹہ یا انتظام

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۶۳ (۲) ویکلی رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۹۷ (۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۴۳

۱۸۹۶ء
ستیش چندر سرکار بنام دھنپل سنگھ

جس پٹہ یا انتظام جدید عطا کیا جاتا تھا وہ نہ تو ایک پٹہ اور نہ اقرارنامہ پٹہ حسب منشاء ایکٹ رجسٹری تھا اور اسلئے وہ قابل پذیرائی شہادت بلا رجسٹری ہونے کے تھی ملاحظہ ہو بھیمسر سنگھ بنام داکھو (۱) [گھوس صاحب جسٹس :- صرف دفعہ ۹۱ ایکٹ شہادت کی تہائیت دعوے کا کوئی جواب نہیں ہے لیکن اُسصورت مین کیا جواب ہے جبکہ وہ دفعہ ۱۰۰ ایکٹ انتقال جائداد کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے؟] اُسصورت مین بھی وہ مقصد ہذا مین خلل اندازی نہیں کرسکتی اقرارنامہ کمی لگان ایک پٹہ جدید کے پیدا کرنیکی حد تک نہیں پہنچتا۔ اور نہ وہ حوالگی پیشابق کی حد تک برد وشت قانون کے پہنچتا ہے۔ وہ صرف ایک دست برداری نسبت جزو لگان کے ہے۔ اور لگان کوئی اراضی یا ایک استحقاق واقعہ اراضی نہیں ہے۔

ابو مہر نیا نہہ واس رعیت بابو سرود اچرن مترو بابو پرامتھا ناتھ سین منجانب رسپانڈنٹ :- یہ صحیح ہے کہ مدعی نے لگان کے کم کرنیکا اقرار کیا تھا۔ لیکن وہ ہمیشہ کے واسطے اُسکا پابند نہیں ہے وہ مجاز ہے کہ اپنی نیت کو تبدیل کرلے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اُسنے کسی اپنے فعل کے سبب سے قانوناً آپ کو اس کمی کا پابند بنایا ہے۔ اُسکا دعوے یہ ہے کہ اگر اقرارنامہ مذکور قابل پابندی ہے تو اُسکی رو سے ایک جدید پٹہ پیدا ہوتا ہے جو چونکہ بعد نفاذ ایکٹ انتقال جائداد کے تحریر کیا گیا ہے اسلئے رجسٹری شدہ ہونا چاہئے۔ اُسنے پورا نے معاہدہ کی بناء پر نالش کی ہے اور اُسے ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ وہ اسوجہ سے جدید اقرارنامہ کی بناء پر نالش نہیں کرسکتا کہ وہ رجسٹری شدہ نہیں ہے۔ ابتدائی معاہدہ منسوخ نہیں کیا گیا۔ مدعی نے صرف یہ کام کیا ہے کہ اُسنے کم لگان کسیقدر عرصہ کے واسطے بطور ایک مہربانی بحق مدعا علیہ کے قبول کیا ہے۔

ڈاکٹر راش بہاری گھوس نے اسکا جواب دیا۔

تجویز ہائیکورٹ (گھوس صاحب جسٹس کی اور جنکنس صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

اپیل ہذا ایک نالش لگان سے پیدا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کے باپ نے ایک پٹہ مٹی مورخہ ۲۰ آسن ۱۲۵۸ بنگلہ (مطابق ۱۸۵۱ء) کی بابت ۱۲ [illegible] لیا تھا۔ مگر مدعی نے اپنی عرضی دعوے مین یہ بیان کیا ہے کہ بعد میں مدعا علیہ نے غلط بیانی سے جو یہ تھی کہ بہت سا لگان جائداد کم ہوگیا ہے ایک چٹھی اسبارے [illegible] کی تیکے ذریعہ سے مدعی نے شرح مذکور کو ایک سو روپیہ سالانہ ۱۰۰ ماہ جیٹ ۱۲۹۶ء کو کم کردیا جو مطابق ماہ مئی ۱۸۸۹ء کے ہے لیکن اُنہوں نے ایک جدید قبولیت نسبت اسکی کم کردہ جمع کے تحریر نہیں کی۔ مدعی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ چٹھی مذکور بسبب غلط بیانی کمی جمع فریب سے اور بلا بدل حاصل کی گئی تھی۔

(۱) انڈین لاء رپورٹس کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۶۰

ستیش چندر سرکار بنام دہنپل سنگہ

اور چونکہ وہ ایک غیر رجسٹری شدہ دستاویز ہے اسلئے وہ قانوناً غیر موثر ہے۔ چنانچہ وہ لگان کا دعویٰ سنہ ۱۲۹۷ سے سنہ ۱۳۰۱ تک پوری شرح سے یعنی بشرح مبلغ الصعہ موا والاب وغیرہ کے کرتا ہے۔

مدعا علیہم کا جواب دعوے یہ ہے کہ کمی لگان تا بجد مارفی سال کے بذریعہ کسی غلط بیانی واقعات کے حاصل نہین کیگئی بلکہ ایسی کمی کے عطا کئے جانیکی بہتر وجوہات موجود تہین اور کہ چٹہی ۱۰ جیٹ سنہ ۱۲۹۶ کا قانوناً رجسٹری شدہ ہونا ضروری نہ تہا۔

عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ چٹہی زیر بحث ایک تبدیل شدہ معاہدہ کی شہادت ہے اور اسکا رجسٹری شدہ ہونا ضروری تہا اور چونکہ وہ رجسٹری شدہ نہین ہے اسلئے وہ قانوناً موثر نہین۔ چنانچہ ڈسٹرکٹ جج نے ایک ڈگری بحق مدعی پوری شرح مبلغ الصعہ سالانہ کے حساب سے ایک خاص وقت سے صادر کی ہے جسکا ذکر فیصلہ مین کیا گیا ہے وقت مذکور کی بابت انہون نے قرار دیا ہے کہ اُسوقت مدعا علیہم کو یہ علم ہوا تہا کہ مدعی کا منشا یہ ہے کہ اصلی شرح مندرجہ پٹہ چٹہی تحریر کردہ سنہ ۱۲۹۶ پر اصرار کرے۔

اس ڈگری کی نارضی سے مدعا علیہم نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے۔

ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کمی لگان کا واقعہ ایک تنقیح مابین فریقین کے ہوتا اور اُس دعوے کی کامیابی جو مدعا علیہم نے قائم کیا ہے چٹہی مورخہ ۱۰ جیٹ سنہ ۱۲۹۶ کے پیش اور ثابت کرنے پر منحصر ہوتی تو اسصورت مین بلاشبہ طور پر یہ سوال پیدا ہوتا کہ آیا اسکا رجسٹری شدہ ہونا ضروری تہا لیکن یہ امر صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسی تنقیح مابین فریقین عدالت ماتحت مین نہ تہی اور کہ کمی بقیع طور پر جمع مین کیگئی تہی اور چٹہی زیر بحث دیگئی تہی یہ امر مدعی نے اپنے عرضیدعوے مین تسلیم کیا ہے اور ہم بحوالہ اُسکے عرضیدعوے نالش ماقبل کے جو مابین فریقین حال کے تہی اور جسپر ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کی تاریخ ہے یہ معلوم کرتے ہین کہ اُسنے اُسمین صریح الفاظ مین یہ تسلیم کیا تہا کہ اُسنے کمی لگان مدعا علیہم کے حق مین تا بجد مارفی سال کے سنہ ۱۲۹۶ سے کی ہے۔ اور کہ اُس سال سے مدعا علیہم لازم تہا کہ وہ مدعی کو بشرح الصعہ فی سال کے لگان ادا کرین اسمین شک نہین کہ کمی مذکور کے عطا کئے جانیکا امر واقعہ بہمہ وجوہ تسلیم کیا گیا تہا اور اسلئے مدعا علیہم کی کامیابی کے واسطے یہہ ضروری نہ تہا کہ وہ چٹہی شرع عطائے کمی لگان کو پیش اور ثابت کرتے۔ اسمین شک نہین کہ اگر چٹہی مذکور صرف ایک ہی شہادت اُس حیثیت کی تائید مین ہوتی کہ کمی تا بجد مارفی سال کے مدعی نے منظور کی ہے۔ تو ہمین

سنہ ۱۸۹۶ء
ستیش چندر سرکار بنام دہنپل سنگہ

شک نہین کہ مدعاعلیہم اپنے جواب دعوے مین کامیاب ہوسکتے تہے الا اُسصورت مین کہ وہ خود چٹہی مذکور کو پیش اور ثابت کرتے اور اسمین بہی شک نہین کہ اُسصورت مین سوال رجسٹری اہم ہوتا - لیکن یہ صورت موجود نہین ہے -

جیسا کہ قبل ازین بیان کیا جاچکا ہے مدعی نے کمی کے اثر سے محفوظ رہنے کے واسطے کوشش کی ہے اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ وہ مدعاعلیہم نے بذریعہ فریب اور صریح غلط بیانی واقعات کے حاصل کی ہے اور کہ وہ بالکل بے بدل ہے ہر دو امور مذکور کا فیصلہ بخلاف مدعی کے عدالت ماتحت نے کیا ہے اور کوئی عذر ہمارے روبرو امر مذکور پر ذی علم وکیل رسپانڈنٹ نے نہین کیا اسلئے ہماری یہہ رائے ہے کہ ہمین یہہ متصور کرنا چاہئے کہ کوئی غلط بیانی مدعاعلیہم کیطرف سے اُسوقت نہین کیگئی جبکہ اُنہون نے کمی لگان حاصل کی تہی اور کہ کمی مذکور کا بہتر اور جائز زر بدل موجود تہا - مگر ذیعلم وکیل رسپانڈنٹ نے ہمارے روبرو دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت اور دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائداد کا حوالہ دیکر یہ عذر کیا ہے کہ ابتدائی پٹہ سنہ ۱۸۶۵ء بذریعہ کسی زبانی اقرار کے تبدیل نہو سکتا تہا - اور کہ اقرارنامہ بابت شرح عطا کمی لگان بطور ایک پٹہ کے حسب منشاء دفعہ ۱۰۵ ایکٹ انتقال جائداد کے متصور کیا جانا چاہئے اور اس حیثیت سے اُسکا تحریری اور رجسٹری شدہ ہونا ضروری تہا -

نسبت اُس عذر کے جو دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت پر مبنی ہے ہمارے لئے صرف اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ مدعاعلیہم نے صورت حال مین کسی زبانی اقرار مابین فریقین کے ثابت کرنیکی کوشش نہین کی - وہ اقرار جو کیا گیا تہا خود مدعی نے تسلیم کر لیا ہے اسلئے یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت اُس عذر کی مانع نہین ہے جو مدعاعلیہم کیطرف سے کیا گیا ہے -

ثانیاً بعد نسبت اُس عذر کے جو دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائداد پر مبنی ہے ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا کوئی علاقہ صورت حال سے نہین ہے کیونکہ اقرارنامہ شرح عطا کمی لگان بطور پٹہ کے عامل نہین ہے - اسمین شک نہین کہ اُسکا منشاء کسی حد تک پٹہ کے از شرائط پٹہ کے تبدیل کرنیکا ہے لیکن سوائے اسکے اور کچہہ نہین اسلئے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر بالکل ضروری نہ تہا کہ اقرارنامہ ضبط تحریر مین لایا جاتا یا رجسٹری کیا جاتا -

۱۸۹۶ء ستیش چندر گانگولی بنام دینبندھو سنگھ

وہ رائے جو ہمنے مقدمہ ہذا مین اختیار کی ہے اُسکی تائید اُن چند مقدمات سے ہوتی ہے جنکا حوالہ ہمارے روبرو دوران بحث مین دیا گیا ہے یعنے مقدمات برجورجی خورشید جی پنتہا کی بنام منچرجی کورجی (۱) چداہبرام چیٹی بنام کرونالیا وانگا پلی توار (۲) دینو ناتہ مکرجی بنام دیبناتہ ملک (۳) دہیمبہ سنگہ بنام واکیو (۴) مقدمہ موخر الذکر مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک دستاویز جسمین اُن شرائط کا صرف ایک حصہ درج ہو جنپر پٹہ جدید یا انتظام جدید عطا کیا گیا تہا ایک پٹہ یا اقرارنامہ پٹہ حسب منشا ایکٹ رجسٹری نہ تہا۔

چند دیگر امور پر ہمارے روبرو دعاعلیہ وکیل اپیلانٹ کیطرف سے بحث کیگئی ہے لیکن ہم اُنپر کوئی رائے ظاہر کرنا ضروری نہیں سمجہتے۔

نتیجہ یہ ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت جہانتک کہ اُسکے روسے یہ قرار دیا گیا ہے کہ مدعی بشرح مبلغ ...ع سالانہ کے لگان دلاپانے کا مستحق ہے جیسے کہ شرح مذکور ابتدائی پٹہ مینی سنہ ۱۲۸۶ء مین درج کی گئی تہی منسوخ کیجانی چاہئے ڈگری کم کردہ شرح سے صادر کیجاویگی ۔

بلحاظ واقعات مقدمہ کے ہم یہہ ہدایت کرتے ہین کہ ہر ایک فریق اپنا اپنا خرچہ خود برداشت کرے ۔

اپیل منظور ہوا ۔

۱۸۹۶ء ۲ جولائی

باجلاس ٹریویلین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

دکیشہ پرشاد نرائن سنگہ (مدعاعلیہ) **بنام** ریوٹ مہتن وغیرہ (مدعیان)*

ولی - ولی دوران مقدمہ - ایکٹ گارڈین و وارڈس (۸ سنہ ۱۸۹۰ء) دفعہ ۵۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴۳ جیسی کہ اُسکی ترمیم بذریعہ دفعہ ۵۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء کے کیگئی ہے ۔

بروے دفعہ ۵۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء جسکے روسے مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ترمیم کیگئی ہے صحیح طور پر یہ مطلب ہے کہ ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جانا چاہئے خواہ ایک ولی زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مقرر کیا گیا ہو یا نہ ۔

ایک نالش بخلاف نابالغ بین ہمن کی تعمیل کی کوشش اُسکے ولی کے برخلاف کیگئی تہی جو زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مقرر کیا گیا تہا لیکن کوئی ولی دوران مقدمہ نالش مذکورہ مین مقرر نکیا گیا تہا نالش کی ڈگری یکطرفہ دیگئی تہی کیونکہ نابالغ کیطرف سے کوئی حاضر نہ تہا۔

* اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۱۸۹۵ ... از ڈگری صادرہ بابو دیندرا چندر ملک سبارڈینیٹ جج پٹنہ مورخہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۴۳

(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۴۲

(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۲۹

(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۶۰۸

۱۸۹۶ء
وکیشر پرشاد
بنام
رپورٹ سنگھ

تجویز ہوئی کہ ڈگری منسوخ کیجانی چاہیئے اور مقدمہ اس غرض سے واپس بھیجا جانا چاہیئے کہ نابالغ کی طرف سے کوئی شخص مطابق قانون کے قائمقام بنایا جاوے اور مقدمہ کی تجویز دوبارہ کیجاوے۔

مدعیان نالش ہذا نے اپنے عرضیدعوے میں بیان کیا کہ انکی نابالغیت کے دوران میں ایک نالش انکے برخلاف مدعاعلیہ وکیشر پرشاد کے باپ اور چچا نے دائر کی تہی جسمیں انکی طرف سے کوئی شخص قانوناً قائمقام تہا اور نالش مذکور کا تصفیہ انکے شریک حصہ داران نے مدعیان نالش مذکور کے ساتھ سازش کرکے کرایا تہا اور ایک ڈگری بربنائے تصفیہ مذکور کے صادر کیگئی تہی اور کہ مدعاعلیہ نے ڈگری مذکور کا اجرا کرایا تہا اور مدعیان کی جائداد مشترکہ بذریعہ اجرا مذکور ہیں نیلام ہونے والے کو تہی اسلئے مدعا بغرض استقرار اس امر کے کیگئی تہی کہ مدعیان کے حقوق میں بابت ڈگری مذکور کے کچہہ خلل واقع نہیں ہوا۔

مدعاعلیہ نمبر ا (وکیشر پرشاد) ایک نابالغ زیر ولایت اپنی والدہ لو مورت کور کے تہا جو زیر ایکٹ گارڈین ووارڈس (۸ سنہ ۱۸۹۰ء) ولیہ مقرر کیگئی تہی۔ مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ مدعیان کے شریک حصہ داران تہے جنپر یہ الزام لگایا گیا تہا کہ انہوں نے سازشی صلحنامہ متذکرہ صدر کیا تہا۔

سمن اور نوٹس مدعاعلیہم کے نام جاری کئے گئے تہے اور ایک حسب ذیل قلمبند کیا گیا تہا:-

"۷-۱۱-۹۴ء تعمیل سمن مدعاعلیہ نمبر ا کے مکان پر ۲۰ اکتوبر گذشتہ کو کیگئی تہی اور مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ کے نام ۱۴ اکتوبر گذشتہ کو۔"

"مدعاعلیہم باوجود تعمیل سمن پر بہی حاضر نہیں ہوئے مقدمہ کی ڈگری یکطرفہ دیجاتی ہے تنقیحات کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے مدعیان کل شہادت پیش کرینگے"۔

اپنے فیصلہ میں سب آرڈینیٹ جج نے بیان کیا ہے کہ:-

"تعمیل سمن مدعاعلیہم پر ثابت کیگئی ہے لیکن وہ حاضر نہیں ہوئے ہیں اسلئے مقدمہ کی سماعت انکے خلاف یکطرفہ کیجاتی ہے۔

"ان گواہان کی شہادت جنکا بیان مدعیان کیطرف سے لیا گیا ہے معہ دستاویزی شہادت کے مدعیان کے دعوے کو ثابت کرتی ہے۔ ثابت یہ کیا گیا ہے کہ دو ورلاج وزبال (مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳) کو کوئی اختیار نسبت انتقال جائداد مشترکہ خاندان کے حاصل نہ تہا اور کہ وہ صلحنامہ جو نالش قبل میں داخل کیا گیا تہا۔ خالص طور پر ذاتی تہا۔

اسلئے مدعیانکی نالش ڈگری یکطرفہ معہ خرچہ و سود بشرح ۶ فیصدی فی سال کے دیجاتی ہے"۔

مدعاعلیہ نمبر ا نے بوساطت اپنی ولیہ لو مورت کور کے ایک اپیل ہائیکورٹ میں رجوع کیا۔

سنہ ۱۸۹۶ء
دکھیشر پرشاد
بنام
پھلورت مہتن

مولوی محمد یوسف و بابو اوماکالی مکرجی و بابو تریت موہن داس و مولوی محمد حبیب اللہ منجانب اپیلانٹ -
مسٹر سی گریگوری منجانب رسپانڈنٹان -

تجویز ہائیکورٹ - (ٹریولین و بیورلی صاحبان جسٹس) حسب ذیل ہے :-

کسی ایسے مقدمہ کا معلوم کرنا مشکل ہے جسمین مقدمہ حال کی نسبت زیادہ تر ضروریات قانونی کی خلاف ورزی کیگئی ہو -

نالش ایک نابالغ کے برخلاف دائر کیگئی تہی - کوئی ولی دوران مقدمہ نابالغ مذکور کا مقرر نکیا گیا تہا تاہم مقدمہ مین ڈگری صادر کیگئی تہی - کوئی کوشش نسبت نابالغ پر تعمیل سمن کرنیکے نکیگئی تہی لیکن بظاہر کیقدر کوشش نسبت تعمیل نوٹس کے اُس عورت پر کیگئی تہی جو عدالت کیطرف سے زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء ولیہ مقرر کیگئی تہی - دفعہ ۳ و ایکٹ مذکور کے رو سے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ترمیم کنندہ ہے صریح طور پر یہ ضروری ہے کہ ایک ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جانا چاہئے خواہ ایک ولی زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مقرر کیا گیا ہو یا نہ گو دفعہ مذکور کے رو سے اس ولی کو فوقیت عطا کیگئی ہے جو ایکٹ مذکور کے احکام کے مطابق مقرر کیا گیا ہو -

یہ امر نہایت صریح ہے کہ وہ ڈگری جسکی نارضی سے اپیل کیا گیا ہے ناقص ہے اور منسوخ کیجانی چاہئیے اور مقدمہ عدالت ماتحت مین اس غرض سے واپس جانا چاہئے کہ نابالغ کا قائمقام مطابق قانون کے مقرر کیا جاوے اور ازان بعد مقدمہ کی تجویز جدید کیجاوے - جبتک کہ نابالغ کیطرف سے کوئی قانونی قائمقام نہو تب تک کوئی کارروائی اُسپر قابل پابندی نہین ہو سکتی -

اپیل منظور کیا گیا -

سنہ ۱۸۹۶ء
۲۴ جولائی

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

مہانند چکربتی و دیگر (مدعا علیہم اپیلانٹ) **بنام** بینی مادہب چکربتی و غیرہ (مدعیان) و غیرہ (مدعا علیہم)*

ایکٹ ابواب بنگال (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء) دفعہ ۶۴ - ڈگری بقایائے ابواب - نیلام بعلت اجراء ڈگری کا اثر -

گو ضابطہ نسبت وصولی ابواب کے وہی ہو جیسا کہ ضابطہ مقرر کردہ بغرض وصولی لگان واجب الادا منجانب کسی حقیت کے ہے تاہم بالضرورۃ یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ نیلام بغرض حصول ابواب کا اثر وہی ہو جیسا کہ نیلام بعلت بقایائے لگان کا ہے -

---

* اپیل ڈگری ابتدائی نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۴ء بنارضی ڈگری صادرہ بابو جدو بندر لال شوم صاحب ڈسٹرکٹ جج مانبہوم مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء -

۱۸۹۶ء
جہانندر چکربتی
بنام
بینی مادھب
چٹرجی

جسکی کہ نسبت خود حقیت مذکور ذریعہ نیلام ہر مقدمہ ادامیرن باگ بنام ابیزد النسا بیبی (۱) کی پیروی کی گئی -
باوجود اسکے کہ دفعہ ۷۹ ایکٹ ۹ بابت ۱۸۸۰ء مین یہہ حکم ہے کہ ہر ایک قابض مالگذار یا حقیت جسکے حق مین کوئی رقم
زیر احکام ایکٹ ہذا واجب الادا ہو رقم مذکور کو معہ سود بشرح بارہ فیصدی فی سال کے اسی طرح پر ادا انہی
تاوانات کے تابع وصول کرسکتا ہے گویا کہ وہ بقایا لگان واجب الادا بحق شخص مذکور ہے تاہم اس نیلام
کا اثر جو کلکٹر نے بعلت اجراء ڈگری ابواب بخلاف بعض مالکان حقیت کے کیا ہو خریدار کے حق مین کل حقیت کو
منتقل نہین کرتا بلکہ صرف اُس خاص شخص کے حق حقوق و مرافق منتقل ہوتے ہین جسکے برخلاف ڈگری حاصل کی گئی ہو -
ابواب سڑک پبلک ورکس واجب الادا بابت اُس حصہ عی کے جو اُسے ایک خاص موضع مین حاصل تھا بقایا مین
پڑ گیا اور مدعا علیہ نمبر ۱ نے جداگانہ نالشات اُنکے برخلاف بنسبت اُنکے جداگانہ حصص ابواب کے دائر کی اور ڈگریات
حاصل کین ازان بعد اُسنے بعض دیگر مدعا علیہم کے نام ایک نالش واسطے اُن ابواب کے دائر کی جو کل موضع کی
طرف سے واجب الادا تھے اور اس ڈگری کے اجرا مین اُسنے کل موضع کو نیلام کرایا اور وہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳
اپیلانٹان حال نے خرید کیا ازان بعد مدعیان نے ایک نالش بغرض استقرار اس امر کے دائر کی کہ نیلام مذکور سے
اُنکے حصص واقع موضع مذکور مین کچھ خلل نہین آیا سب آرڈینیٹ جج نے نالش کی ڈگری دی مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳
نے اپیل کیا -

ڈاکٹر راش بہاری گھوش بابو ڈگمبر چیٹرجی منجانب اپیلانٹان -
بابو دوارکا ناتھ چکربتی منجانب بعض رسپانڈنٹان کے و بابو ہیم چندر بنیرجی و بابو رام چندر متر منجانب دیگر رسپانڈنٹان -

تجویز عدالت (گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

ہماری یہہ رائے ہے کہ عدالت ماتحت نے مقدمہ ہذا مین مناسب نتیجہ اخذ کیا ہے -
وہ سوال جسپر ہمارے روبرو ذی علم وکیل اپیلانٹان نے بحث کی ہے اُس نیلام کے اثر کے متعلق ہے جو کلکٹر نے ایک ڈگری زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۰ء بغرض بقایا ابواب بخلاف چند مالکان حقیت کے اجرا مین کیا تھا -
جس حقیت کی نسبت کہ ابواب مذکور واجب الادا تھا سوال مذکور یہہ تھا کہ آیا وہ خود حقیت مذکور کا نیلام تھا

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۳

سنہ ۱۸۹۶ء
دہانمنیکجی
بنام
بینی مادہب
چٹرجی

یا صرف اُن اشخاص کے حق حقوق و مرافق کا جنکے برخلاف ڈگری مذکور حاصل کیگئی تہی۔

اپیلانٹ کا عذر بالکل اُس تعبیر پر مبنی ہے جو دفعہ ۴۷ بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء کی کیجانی چاہیئے دفعہ مذکور حسب ذیل الفاظ مین ہے :- "ہر ایک قابل بعض جائداد یا حقیت جسکے حق مین کوئی رقم زیر احکام ایکٹ ہذا واجب الادا ہو اُسکو معہ سود بشرح ۱۲ فیصدی فی سال کے اسی طرح پر اور اُنہی تدا بیرسے کہ تابع وصول کرسکتے ہے گویا کہ وہ بقایائے لگان واجب الادا بحق شخص مذکور ہے"۔

عذر یہ کیا گیا ہے کہ جیسے واضعان قانون نے یہ بیان کیا ہے کہ ابواب بسیطر چہ اور اُنہی تدابیر کے تابع وصول کئے جانے چاہیئیں گویا کہ وہ بقایا لگان واجب الادا بحق مالک اراضی ہے۔ اِس سے یہ مراد ہے کہ وہی واقعات جو ملحق بہ اور تابع نیلام بقایائے لگان کے ہین جنکے واسطے خود حقیت مذکور ذمہ دار نیلام ہے نیلام بعلت ابواب سے متعلق ہوتے ہین اور اسلئے اُس نیلام کے رو سے جسمین مدعا علیہم اپیلانٹان نے جائداد کو خرید کیا ہے اُنکے حق مین کل حقیت منتقل ہوئی تہی نہ کہ صرف حق حقوق و مرافق اُن خاص اشخاص کے جنکے کہ برخلاف ڈگری ابواب حاصل کیگئی تہی۔

لیکن ہم اِس حجت کو درست تسلیم نہین کرسکتے ہماری یہ رائے ہے کہ گو ضابطہ واسطے وصولی ابواب کے بالکل وہی ہے جو کہ واسطے وصولی بقایائے لگان واجب الادا منجانب حقیت کے مقرر کیا گیا ہے۔ تاہم اُسکا نتیجہ بالضرور یہ نہین ہے کہ نیلام بعلت ابواب کا اثر وہی ہو جیسا کہ نیلام بعلت بقایائے لگان کا ہے جسکی نسبت خود حقیت مذکور زیر دفعہ ۱۰۵۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء ذمہ دار نیلام ہے ہم یہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ یہی رائے در اصل ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے مقدمہ راجرن باگ بنام ایزدالنسا بیبی (۱) مین اختیار کی تہی جہانکہ فاضل ججان کے لئے منجملہ دیگر امور کے دفعہ ۲۵۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۱ء کی تعبیر کرنی ضروری تہی جسکی عبارت (جہانتک کہ سوال زیر بحث حال کا تعلق ہے) بالکل وہی ہے جیسی کہ دفعہ ۴۷۔ بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء کی ہے ہماری رائے مین جو کچہ مدعا علیہم اپیلانٹان نے مقدمہ ہذا مین خرید کیا ہے وہ خود حقیت نہین ہے، بلکہ صرف حق حقوق و مرافق اُن خاص اشخاص کے ہین جنکے برخلاف ڈگری ابواب حاصل کیگئی تہی۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۰۔

سنہ ۱۸۹۶ء
مہانند مکرجی
بنام
بینی مادھب
چترجی

عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعیان و ترانہ کے حصہ حقیت کے مالکان ہیں اور ہمارے روبرو کوئی کوشش عدالت ماتحت کی قرارداد متعلق بہ امر مذکور کی نسبت سوال اٹھانے کی نہین کیگئی -

اسلئے نتیجہ یہ ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت بحال رکھیجانی چاہیے - اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیاجاتا ہے مہاراجہ جداگانہ خرچہ کا مستحق ہے -

اپیل خارج کیا گیا

باجلاس سر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب چیف جسٹس و رمپینی صاحب جسٹس

۲ اگست سنہ ۱۸۹۶ء

یوسف ہاشم دوبلی و یک کس دیگر (مدعیان) **بنام** فاطمہ بیبی المعروف ماہ بیوہ وغیرہ (مدعا علیہم) ٭

اپیل ـ ایکٹ عدالتہائے جنوبی برہما (۹ سنہ ۱۹۰۰ء) دفعہ ۴ ـ ایکٹ عدالتہائے برہما (۱۷ سنہ ۱۸۷۵ء) دفعہ ۹۴ ـ ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ (۵ سنہ ۱۸۸۱ء) دفعات ۳ و ۸۶ ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۹۵ و ۶۱۴ ـ قطعی ڈگری مصدرہ ریکارڈر رنگون باستعمال اختیارات ابتدائی دیوانی جہانکہ نالش کے امر مدعا بہا کی مالیت دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہو -

ایک ڈگری مصدرہ ریکارڈر رنگون ایک نالش عطائے پروبیٹ وصیت میں ایک قطعی ڈگری ہے جو اسنے ابتدائی اختیارات دیوانی کے استعمال میں صادر کی ہے -

کوئی اپیل ہائیکورٹ مین ایسی قطعی ڈگری کی نارضی سے نہین ہوسکتا جو ریکارڈر رنگون نے باستعمال اختیارات ابتدائی دیوانی صادر کی ہو جہانکہ نالش کے امر مدعا بہا کی مالیت دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہو لیکن ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کے حضور اپیل ہوسکتا ہے -

ایک شخص مسمی یوسف ہاشم دوبلی اور ایک اور شخص نے ایک شخص مسمی ابراہیم دوبلی کی وصیت کے پیش کرنیکی کوشش کی جو ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء کو فوت ہوا تھا مبینہ وصیت ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء کی مرقومہ تھی - بیوہ اور پانچ دختران موصی کی طرف سے عذرداری داخل کیگئی تھین عذرداران نے وصیت مذکور کے پروبیٹ عطا کئے جانیکی نسبت اسوجہ پر عذر کیا کہ موصی بروقت تحریر وصیت مذکور کے ایسا کمزور دل تھا کہ وہ اپنے فعل کی نوعیت کو معلوم کرنیکے ناقابل تھا - جائداد کی مالیت چھ لاکھ روپیہ سے زیادہ تھی - فاضل ریکارڈر رنگون نے عطائے پروبیٹ سے انکار کیا اور اسنے نالش کو یہہ قرار دیکر خارج کیا کہ موصی بروقت تحریر وصیت کے اپنے ہوش و حواس مین نتھا -

---

٭ اپیل نارضی ڈگری ابتدائی نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۹۵ء بنارضی ڈگری مصدرہ ڈبلیو ایف اگنیو صاحب ریکارڈر رنگون مورخہ ۵ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۶ء
یوسف قاسم
وعہ ملی بنام
فاطمہ بیبی

اِس فیصلہ کی نارضی سے مسئولان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر بو و مسٹر ایوانس پو رپیٹ مسٹر لیمنس، منجانب اپیلانٹان -

مسٹر جیکسن رپیٹ مسٹر جی ڈی میکناس منجانب سپانڈنٹان -

مسٹر جیکسن منجانب سپانڈنٹان نے اپیل کی سماعت کے متعلق ایک ابتدائی عذر کیا اُنسے یہہ عذر کیا کہ وہ ڈگری جو ریکارڈر رنگون نے مقدمہ ہذا مین صادر کی ہے ایک قطعی ڈگری ہے - وہ ڈگری اُسنے ابتدائی اختیارات دیوانی کے استعمال مین صادر کی ہے ملاحظہ ہو نوری دہو بنام ٹرنر (۱) اور چونکہ نالش کے امر عا بہا کی مالیت دس ہزار روپیہ سے زیادہ تہی اسلئے ہائیکورٹ مین کوئی اپیل نہین ہوسکتا بلکہ ملکہ معظمہ باجلاس کونسل کے حضور اپیل ہوسکتا ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۲ - ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ و دفعات ۵۹۵ و ۶۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی -

مسٹر بو منجانب اپیلانٹان - دفعہ ۸۶ ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ مین حکم ہے کہ کوئی حکم جو ڈسٹرکٹ جج نے صادر کیا ہو تابع اپیل بحضور ہائیکورٹ برو ے قواعد مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہو - ڈسٹرکٹ جج جیسی کہ اُسکی تعریف دفعہ ۳ - ایکٹ مذکور مین کیگئی ہے ایک اعلےٰ عدالت دیوانی با اختیارات ابتدائی ہے - ریکارڈر رنگون ایک ڈسٹرکٹ جج ہے جہانتک اپیلہائے بعدالت ہائیکورٹ کا تعلق ہے - وہ جتنی اختیار سماعت ابتدائی دیوانی اختیار سماعت کی ذیل مین نہین آتا اگر وہ آتا ہے تو دفعہ ۴ - ایکٹ عدالتہائے جنوبی برہما مین ایسی صورتون کے متعلق حکم ہے - دفعہ ۵۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی صورت حال پر حاوی نہین ہے کیونکہ ڈگری برطبق اپیل بنارضی فیصلہ ریکارڈر رنگون صادر نہین ہوئی - واسطے اغراض دفعات ۵۹۵ و ۶۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ریکارڈر رنگون کی عدالت ایک ہائیکورٹ ہے - وہ ڈگری جو ریکارڈر نے صادر کی ہو قطعی نہین ہے کیونکہ اُسکی نارضی سے ایک اپیل کی اجازت بروے ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ کے عطا کیگئی ہے - ملاحظہ ہو مقدمہ معاملہ منوہر کرجی (۲) عدالت ریکارڈر رنگون ہائیکورٹ نہین ہے الا واسطے اغراض فیصل کرنے اُن مقدمات کے جو پریوی کونسل مین بہیجی جانی ہون - جبکہ ایکٹ عدالتہائے برہما ۱۸۷۵ء نافذ تہا - ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ (۵ ۱۸۸۱ء) صادر کیا گیا تہا جسکے رو سے ایک اپیل بہ ہائیکورٹ کی اجازت دیگئی تہی اور ایکٹ عدالتہائے جنوبی برہما ۱۸۸۹ء کے رو سے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۲۰ (۵۲۶) و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۶ صفحہ ۱۵۶ (۱۶۳)
(۲) " کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۵۶

۱۸۹۶ء
یوسف ہاشم
جی ددپلی بنام
فاطمہ بیبی

اسمین خلل اندازی نہ کی گئی تہی -

اسکے بعد مسٹر الوانس صاحب نے بحث کی -

تجویز ہائیکورٹ بتحریر مر صاحب چیف جسٹس (مینی صاحب جسٹس) حسب ذیل تہی -

اپیل ہذا بناراضی فیصلہ ریکارڈر رنگون کے دائر کیا گیا ہے جسکے رو سے اُسنے ایک شخص مسمی محمد ابراہیم جی ددپلی کی بہ بنیاد وصیت کا پروبیٹ عطا کرنے سے انکار کیا تہا جسکی جائداد کی مالیت چہ ہزار روپیہ سے زیادہ ہے اور سوال اول جسپر ہمنے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا اپیل عدالت ہذا مین ہو سکتا ہے یا بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کے -

ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۱ء کو نافذ ہوا تہا - بروے دفعہ ۸۶ ایکٹ مذکور کے ہر ایک حکم جو ڈسٹرکٹ جج نے زیر اختیارات ایکٹ مذکور صادر کیا ہو تابع اپیل بعدالت ہائیکورٹ ہے اور تعریف ڈسٹرکٹ جج مندرجہ دفعہ ۳ - ریکارڈر رنگون کے شامل کرنیکے واسطے کافی ترو سیع ہے -

مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۰ مارچ ۱۸۸۲ء کو نفاذ پذیر ہوا تہا - دفعہ ۶۴۱ مجموعہ مذکور مین یہ لکہا ہے کہ لفظ "ہائیکورٹ" مندرجہ دفعہ ۵۹۵ مین ریکارڈر رنگون شامل ہوگا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ دفعہ ۵۹۵ اس طرح پر پڑہی جائیگی کہ "ایک اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل کسی قطعی ڈگری کی ناراضی سے ہو سکیگا جو ریکارڈر رنگون نے باستعمال اختیارات ابتدائی دیوانی صادر کی ہو" ایکٹ عدالتہائے جنوبی برہما ۳۰ مئی ۱۸۸۹ء کو نافذ ہوا تہا - ایکٹ مذکور کی دفعہ ۳۸ مین یہ حکم ہے کہ سوائے اُسکے جسکی نسبت کسی اور قانون نافذ الوقت مین اسکے برخلاف حکم ہوا ایک اپیل ہائیکورٹ مین بناراضی ڈگری یا حکم ریکارڈر کے ہو سکیگا جو ایسی نالش یا کارروائی دیوانی مین صادر کیا گیا ہو جسکی امر مدعا بہا کی مالیت دس ہزار روپیہ سے کم ہو -

صورت حال مین اپیلانٹ کیطرف سے یہ دعوےٰ کیا گیا ہے کہ ریکارڈر نے بحیثیت ڈسٹرکٹ جج کے اس معاملہ کا فیصلہ کیا تہا اور کہ ایک اپیل بعدالت ہذا کا حکم صریح طور پر جملہ مقدمات مین ایسے فیصلہ کی ناراضی سے بروے ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ کے دیا گیا ہے خواہ نالش کے امر مدعا بہا کی مالیت کچہہ ہی ہو اور وہ بروے قانون مابعد کے منسوخ نہین کیا گیا -

خواہ اس امر کے متعلق مابین جنوری ۱۸۸۱ء اور مارچ ۱۸۸۲ء کے کچہہ ہی قانون ہو تو وہ عدالت جسکے روبرو اُن قطعی ڈگریات کی ناراضی سے اپیلہائے ہو سکتے ہین جو ریکارڈر رنگون نے باستعمال اختیارات ابتدائی دیوانی صادر کی ہون مابین مارچ ۱۸۸۲ء اور مئی ۱۸۸۹ء کے

۱۸۹۶ء
یوسف حشم
بنام
فاطمہ بیبی

تابع دفعہ ۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی وایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۹۴ کے تہی

اگر احکام مجموعہ مذکور اُن احکام ایکٹ پروبیٹ وایڈمنسٹریشن کے نامطابق ہین تو احکام مجموعہ مذکور کو سبقت دیجانی چاہئے کیونکہ وہ ایک قانون ابعد ہے پس صورت ہذا مین سوال صرف یہ ہے کہ آیا ڈگری ریکارڈر ایک قطعی ڈگری ہے جو اُسنے ابتدائی اختیار سماعت دیوانی کے رو سے صادر کی ہے۔ ہماری رائے مین وہ ایسی ہی ہے۔ ہمین شک نہین کہ بعض صورتون مین جیسا کہ ایکٹ عدالتہائے برہما سنہ ۱۸۸۹ء ہے اختیار سماعت دیوانی منقسم کیا گیا ہے لیکن جہان ایسا کیا گیا ہو تو ہماری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ الفاظ ابتدائی اختیار سماعت دیوانی اُن معاملات کو شامل کرنیکے لئے کافی تر وسیع ہین جو فوجداری نہون اسلئے اُنہین وہ معاملات بہی شامل ہین جو وصیت نامے سے علاقہ رکہتے ہین۔ ہماری رائے مین فیصلہ مذکور حسب منشا دفعہ ۹۵ دو قطعی ہونا چاہئے۔ گو وہ قابل اپیل ہے کیونکہ دفعہ مذکور مین ایسی ابتدائی ڈگریات ہائیکورٹ کے متعلق حکم ہے جو ہمیشہ قابل اپیل ہین ۔

دفعہ ۴ ایکٹ عدالتہائے جنوبی برہما سنہ ۱۸۸۹ء در اصل سوال حال سے کچہہ علاقہ نہین رکہتی دفعہ مذکور صرف اُن معاملات سے متعلق ہے جنمین اسد عا ہا کی مالیت مبلغ عہ سے کم ہو جو بلا شبہ طور پر صورت حال مین نہین ہے نتیجہ یہ ہے کہ ہماری رائے مین مقدمہ ہذا دفعہ ۹۵ و ۴ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تابع ہے اور کوئی اپیل عدالت ہذا مین نہین ہو سکتا ۔

بیشک صرف اسیقدر اپیل ہذا کے فیصل کرنیکے لئے کافی ہے لیکن چونکہ مقدمہ ہذا پر ہمارے روبرو مسٹر بوئے بربنائے واقعات کے بحث کی ہے اور چونکہ وہ بحث اس سے زیادہ بہی ہو سکتی ہے اسلئے ہم یہ کہنا مناسب سمجہتے ہین کہ ہماری رائے مین ریکارڈر اس امر مین درستی پر تہا کہ وصیت نامہ کے پروبیٹ عطا کرنے سے انکار کرنے اور نہایت مختصر طور پر ہماری وجوہات متعلق بہ رائے مذکور کے ظاہر کرنے مین درستی پر تہا۔

[بعد غور کرنے شہادت پر حکام موصوف نے حسب ذیل نتیجہ اخذ کیا]

اِن واقعات کی موجودگی مین اِس امر کو ملحوظ رکہکر کہ ہم یہان بطور عدالت اپیل اوّل کے اجلاس کر رہے ہین اور کہ ہمارے فیصلہ کا اپیل ہو سکتا ہے ہماری یہہ رائے ہے کہ ہمین یہ بیان کرنا چاہیئے کہ اپیل بر بنائے شہادت کے بہی قائم نہین رہ سکتا لیکن ہم اپیل کو اسوجہ پر خارج نہین کرتے بلکہ اسوجہ پر کہ ہماری یہ رائے ہے کہ ہمین اُسکی سماعت کا کوئی اختیار حاصل نہین۔ اسلئے اپیل ہذا مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے ۔

اپیل خارج کیا گیا۔

باجلاس ٹریویلین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۷ جولائی ۱۸۹۶

بھولا پرشاد (مدعا علیہ) **بنام** رام لال وغیرہ (مدعیان)*

بنا میدار — فریقین۔ فریقہائے کا بطور مدعیان کے ایزاد کیا جانا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۲۔ نالش بغایت ایک رہننامہ بطلب حق رام لال کے لکھا گیا تھا لیکن اصلی مرتہن جیت روپ تہا۔ ایک نالش رام لال بنامیدار نے دستاویز مذکور کے موثر کرانیکے واسطے دائر کی۔ جیت روپ اصلی مرتہن نے ایک تاریخ قبل ارجاع نالش رہن مذکور کو منتقل کر دیا لیکن ایک باضابطہ دستاویز انتقال اُسی تاریخ پر تحریر کی جو ارجاع نالش کے بعد تہی منتقل الیہم زان بعد بطور مدعیان کے شامل کئے گئے تہے۔

مقدمہ چندر کمار رائے بنام گوکل چند ریہٹا چارجی (۱) کو ممیز کر کے تجویز ہوئی کہ بنامیدار نالش کر سکتا ہے اور کہ منتقل الیہم درست طور پر بطور مدعیان کے زیر دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایزاد کئے گئے تہے۔

نیز تجویز ہوئی کہ دفعہ ۳۲۔ ہر ایک صورت نقص فریقین کے رفع کرنیکے واسطے کافی تردید ہے اور نیز یہ کہ اختیار ایزادی فریقہائے بحوالہ اُن حقوق کے استعمال کیا جانا چاہئے جو فریقہائے مذکور کو اُس وقت حاصل ہوں جبکہ ایزادی پر غور کیا جا رہا ہو۔

واقعات و ابحاث مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

مسٹر ڈبلیو سی بونرجی و بابو ہیم چند بنیرجی و بابو دوار کا ناتھ مترجی و بابو بلدیو نرائن سنگہ منجانب اپیلانٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و مولوی محمد یوسف و مولوی محمد حبیب اللہ منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز ہائیکورٹ (از ٹریویلین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:۔

وہ واقعات جنکا مفصل بیان کرنا اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہے حسب ذیل ہیں:۔

۱۹ جولائی ۱۸۸۹ء کو مدعا علیہ اپیلانٹ نے ایک رہن بعض جائداد کی نسبت بحق ایک شخص مسمی رام لال کے تحریر کیا اور رہننامہ میں اُسنے رقم محفوظ شدہ بر رہن مذکور سے ادا کرنیکا اقرار ماہ سیزان ۳۰ جولائی ۱۸۹۰ء کے اخیر پر کیا۔ رہن کا زر بدل ایک ڈگری تہی جو دولی چند کے حق میں صادر ہوئی تہی اور چند دستاویزات تہیں جو ایک شخص مسمی جیت روپ کو دی گئی تہیں۔

* اپیل بنا رہنی ڈگری ۳۱۳ سنہ ۱۸۹۴ء بنا رہنی ڈگری صادرہ بابو امرتا لال چٹرجی سب آرڈینیٹ جج ترہٹ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۷۰۔

بطور امر واقعہ کے وہ روپیہ جو ڈگری کے تابع تھا جیت روپ کی ملکیت تھا اور معاملہ رہن میں رام لال
جیت روپ کیطرف سے بنامیدار تھا -

۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو جیت روپ نے اس قرضہ کا انتقال دوکان ہردیوداس جانکی داس کے حق میں کردیا
جس دوکان کے ارکین بہاری لال اور نیت رام ہیں - وہ انتقال جو اسوقت کیا گیا تھا تحریری تھا لیکن
اسکی ایک تحریر دوکان ہردیوداس جانکی داس کی بہیات میں کیگئی تھی اور ایک دست برداری
جیت روپ کے حق میں اس قرضہ کی نسبت تحریر کیگئی تھی جو اسکی طرف سے واجب الادا تھا اور وہ اس
حد تک اس انتقال سے مطمئن ہوگیا تھا -

۳۱ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء کو نالش حال رام لال نے گماشتہ دوکان ہردیوداس جانکی داس کی تحریک سے
رجوع کی - نالش مذکور واسطے دلاپانے مبلغ واجب الادا بربنائے رہن کے دائر کیگئی تھی - علاوہ
راہن کے بھولا پرشاد اپیلانٹ حال ایک فریق مدعاعلیہ بنایا گیا تھا - وہ نالش میں بطور مرتہن دوم
کے بیان کیا گیا تھا لیکن جیسا کہ معلوم ہوا ہے اسکا رہن اس رہن سے پہلے کا تھا جسکی بنا پر نالش
کیگئی ہے - اسنے مدعاعلیہ نمبر ۱ کا استحقاق انفکاک بھی خرید کرلیا ہے لیکن بعد رہن زیر بحث حال کے -

۲ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعاعلیہ نمبر ۲ نے ایک تحریری جوابدعوے داخل کیا جسکے روسے اسنے منجملہ دیگر امور
کے یہ الزام لگایا کہ مدعی رام لال ایک برائے نام شخص ہے اور کہ اصلی حقداران رہن مذکور جیت روپ
و دو مدعی چند ہیں - لیکن ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو اسنے ایک درخواست مشعر تسلیم دعوے مدعی داخل کی -
ایک تحریری جوابدعوے مدخلہ ۱۳ - اپریل سنہ ۱۸۹۳ء میں ایک عذر مشابہ عذر مندرجہ تحریری جوابدعوے
۲ مارچ کے منجملہ دیگر عذرات منجانب مدعاعلیہ بھولا پرشاد کے اٹھایا گیا تھا -

۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک باضابطہ دستاویز بیع مرتہن کے حقوق کی نسبت جیت روپ نے
بحق بہاری لال و نیت رام کے تحریر کی تھی جو بروے حکم مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۳ء کے بطور مدعیان نالش
حال کے ایزاد کئے گئے تھے - حکم مذکور یکطرفہ صادر کیا گیا تھا لیکن ایک جدید سمن جاری کیا گیا تھا -

۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک مزید جوابدعوے تحریری بھولا پرشاد نے داخل کیا تھا جسکے روسے اسنے ۱۲ اگست
سنہ ۱۸۹۳ء کے حکم کی نسبت عذر کیا تھا -

عذر مذکور بر وقت سماعت کے رد دیا گیا تھا لیکن وہ ذیعلم سبارڈنیٹ جج نے نامنظور کیا ہے جنہنے
ایزاد کردہ مدعیان کے حق میں ایک ڈگری بربنائے رہن مشروط بہ این امر صادر کی ہے

سنہ ۱۸۹۶ع
بھولا پرشاد
بنام
رام لال وغیرہ

کہ وہ رقم واجب الادا بذریعہ رہن اول کو ادا کردین ۔ اُنہون نے رقم مذکور کو عدالت مین جمع کرا دیا ۔

صرف ایک ہی سوال جسپر ہمارے روبرو اپیل ہذا مین بحث کیگئی ہے یہ ہے کہ آیا ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۳ع کا حکم صادر ہوسکتا تھا اور وہ صادر کیا جانا چاہئے تہا ۔ دو دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی جنکا حوالہ دیا گیا ہے دفعات ۲۷ و ۳۲ ہین ہمارے لئے صرف دفعہ ۳۲ پر غور کرنا ضروری ہے جسکے رو سے عدالت کو کسی ایسے شخص کے نام کے ایزاد کرنیکا اختیار دیا گیا ہے جسکا عدالت کے روبرو حاضر ہونا اس غرض سے ضروری ہو تاکہ عدالت موثر اور کامل طور پر جملہ سوالات مندرجہ نالش کا فیصلہ کرسکے ۔ مقدمہ چیندر کمار سے بنام گوکل چند رہجٹاچارجی (۱) کے رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ دفعہ ۳۲ ۔ صرف اُس نالش سے متعلق ہوتی ہے ” جو کسی حد تک مناسب طور سے دائر کیگئی ہو گو وہ جزواً ناقص ہو بالفاظ دیگر کوئی اختیار بروقت سماعت کے نسبت ایزادی مدعاعلیہ کے حاصل نہین ہے الا جبکہ ابتدائی مدعی کو کوئی استحقاق ارجاع نالش حاصل ہو “ ۔

مقدمہ مذکور کو ایک بہترقانون متصور کرکے ہماری یہ رائے ہے کہ واقعات مقدمہ ہذا اُس اصول کے تابع نہین ہین جو مقدمہ مذکور مین قائم کیا گیا ہے ۔ مقدمہ مذکور میں پسر کو کوئی استحقاق ارجاع نالش حاصل تہا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ بینامیدار کسی واقعات کی موجودگی مین نالش نہین کرسکتا ۔ یہ سچ ہے کہ صرف اُسکا نام ہی معاملہ مین استعمال کیا گیا ہے لیکن اُسکا نام ہی عموماً نالشات مین استعمال کیا جاتا ہے ۔ اور جبتک کوئی عذر نہ کیا جاے ایک ڈگری اُسکے حق مین صادر کیجاسکتی ہے ۔ اس امر کے ظاہر کرنیکے لئے سند موجود ہے کہ اصلی مالک ایک نالش منجانب بینامیدار کا ذمہ دار رہے ۔ اسلئے ہمارے لئے یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ ایک نالش منجانب بینامیدار کسی حد تک مناسب طور سے دائر نہین ہوسکتی گو وہ جزواً ناقص ہو ۔

اصلی سوال یہ ہے کہ آیا ایزاد کردہ مدعیان کسی واقعات مین نالش مین ایزاد کئے جاسکتے ہین کیونکہ انتقال جو اُنکے حق مین کیا گیا تہا ارجاع نالش کے بعد کا تہا ہمارے لئے اس سوال کا فیصلہ کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا انتقال حقوق مرتہن سوائے تحریری کے اور طرح بہی ہوسکتا ہے ۔ بروقت اُنکی ایزادی کے حیثیت مرتہن ایزاد نکیا جاسکتا تہا کیونکہ اُسکا کوئی حق باقی نرہا تہا جبکہ اصلی مالکان کا ایزاد کیا جانا ضروری سمجھا گیا تہا ایزاد کردہ مدعیان بطور موجودالوقت اصلی مالکان کے ایزاد کئے گئے تہے ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۷

سنہ ۱۸۹۶ع
بھولا پرشاد
بنام
رام لال وغیرہ

اختیار ایزادی فریقین کا استعمال بحوالہ اُن حقوق کے کیا جانا چاہیے جو فریقین مذکور کو اُسوقت حاصل ہو جبکہ ایزادی پر غور کیا جاتا ہو مسٹر بونرجی نے یہہ عذر کیا ہے کہ عدالت ایک مدعی کو ایزاد نہین کر سکتی الاجبکہ اُسے بروقت رجوع نالش کے حق حاصل ہو یا اُسنے ابتدائی مدعی سے حق حاصل کیا ہو۔ اگر یہہ ایک درست حد نسبت اختیارات دفعہ مذکور کے بھی ہو تاہم ہماری یہہ رائے ہے کہ انتقال منجانب مالک اصلی جسکا بیٹا مید ا مدعی ہوا اس مسئلہ کے اغراض کے واسطے ایک انتقال منجانب مدعی متصور کیا جانا چاہیے ہماری مراد ہرگز یہہ نہین ہے کہ دفعہ ۳۲ اس طرح پر محدود کیگئی ہے کیونکہ ہماری یہہ رائے ہے کہ وہ ہر ایک صورت نقص فریقین کے رفع کرنیکے واسطے کافی تردید ہے۔

ایک اور سوال زیر دفعہ ۱۳۱ ایکٹ انتقال جائداد اٹھایا گیا تھا لیکن اُسکا حوالہ عدالت ماتحت مین یا دوجواست اپیل مین ہمارے روبرو نہین دیا گیا۔ اگر اُسکا عذر کیا جاتا تو وہ ایک امر تنقیح مین اٹھایا جاتا۔ ہماری رائے مین اپیل ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ع
۲۴ جولائی

عالم (مدعا علیہ)　　بنام　　ستیش چندر چترجی (مدعی)

ایکٹ مزارعان بنگال (۱۸۸۵ع) دفعہ ۶۷ و ۱۷۸۔ ادائیگی سود۔ شرح سود کا قبولیت مین خاص کیا جانا۔ نیلام بعلت بقایاے لگان نسبت حقوق قصور وار مزارعہ قابض کے۔ خریدار حقیت کا حق۔

ایک ڈگری بقایاے لگان کے جو ا مین جو اُس مزارعہ کے برخلاف تھی جسکی میعاد زیر قبولیہ ختم ہو چکی تھی لیکن جو ابھی قابض تھا مدعی نے حقیت کو نیلام کرایا اور مدعا علیہ نے اُسے خرید کیا۔ زان بعد مدعی نے مدعا علیہ سے اُسے خرید کیا۔ زان بعد مدعی نے مدعا علیہ کے برخلاف ایک نالش نسبت سود کے مطابق شرح اقساط مقررہ قبولیت کے دائر کی۔

سب آرڈینیٹ جج کے فیصلہ کو منسوخ کر کے تجویز ہوئی کہ مدعا علیہ سود کا صرف اُس شرح سے ذمہ دار تھا جسکا ذکر دفعہ ۶۷ ایکٹ مزارعان بنگال مین کیا گیا ہے۔

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۵ع بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو بیپر داس چیٹرجی سب آرڈینیٹ جج میمن سنگھ مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع شعر منسوخ ڈگری مصدرہ بابو بپنی بہوسی کرجی منصف ایسور گنج مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع

سنہ ۱۸۹۶ء
عالم
بنام
ستیش چندر
چترو درین

ایشان چندر چودہری بنام چندر کنت نانے (۱) سے تمیز کیگئی -

الوسرکار کے قبضہ مین بعض اراضیات بذریعہ ایک قبولیت عرصہ سات سال کے سنہ ۱۸۸۵ء سے سنہ ۱۸۹۱ء تک (سنہ ۱۲۸۵ء سے سنہ ۱۲۹۱ء تک) کے واسطے تہین - بعد انقضائے میعاد مذکور کے وہ بلاکسی مزید اقرارنامہ کے قابض رہا - ماہ پہاگن سنہ ۱۲۹۶ء مین مدعی نے ایک ڈگری اسکے برخلاف نسبت بقایائے لگان کے حاصل کی - اور ڈگری مذکور کے اجرا مین اسنے مقبوضہ مذکور کو نیلام کرایا - اور وہ مدعا علیہ نے خرید کیا مدعی نے بعد مین ایک نالش برخلاف مدعا علیہ کے واسطے دلاپانے بقایائے لگان سنوات ۱۲۹۶ لغایت ۱۲۹۹ (سنہ ۱۸۸۹ء لغایت سنہ ۱۸۹۲ء) کے معہ سود بشرح ایک آنہ فی روپیہ فی ماہ کے دائر کی جیسی کہ شرح مذکور قبولیت مین درج تہی مقدار سود متدعویہ زر اصل سے زیادہ تہی - مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا کہ بروئے ایکٹ مزارعان کے کسی زیادہ تر شرح بہ نسبت ۱۲ فیصدی فی سال کا دعوے نہین کیا جاسکتا - منصف نے ایک ڈگری بحق مدعی نسبت لگان واجب الادا کے معہ سود بشرح ۱۲ فیصدی فی سال کے صادر کی -

مدعی نے سبارڈینٹ جج کے یہان اپیل کی جسنے مدعی کے کل دعوے کی ڈگری معہ خرچہ و سود بشرح ۶ فیصدی فی سال کے تاریخ وصول تک صادر کی - مدعا علیہ نے اپیل کیا -

بابو گریش چندر چودہری منجانب اپیلانٹ -

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو جوگیش چندر رائے منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز عدالت (سکینرسن صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

نالش ہذا واسطے بقایائے لگان سنوات ۱۲۹۶ لغایت ۱۲۹۹ کے مطابق چند مقرر کردہ اقساط کے دائر کیگئی ہے اور سود کا دعوے بشرح ایک آنہ فی روپیہ فی ماہ کے کیا گیا تہا - سود متدعویہ زر اصل سے بہت زیادہ ہے - معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیت جسکی نسبت لگان کا دعوے کیا گیا ہے ایک شخص الوسرکار کی ملکیت تہی جسپر وہ بذریعہ ایک رجسٹری شدہ قبولیت ہفت سالہ کے قابض تہا جو سنہ ۱۲۸۵ سے ۱۲۹۱ تک کے لیے تہی بعد ختتام پٹہ مذکور کے وہ بلاکسی مزید اقرار نامہ کے قابض رہا - ماہ فروری سنہ ۱۸۸۹ء (پھاگن سنہ ۱۲۹۶ء) مین مدعی نے ایک ڈگری بقایائے لگان بخلاف الوسرکار کے حاصل کی اور اسکے اجرا مین مقبوضہ مذکور نیلام کیا جاکر مدعا علیہ نے خرید کیا مدعی نالش حال نے سود کا دعوے مطابق شرح و اقساط مقرر کردہ قبولیت کے کیا

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۵۵ -

۱۸۹۶ء

عالم
بنام
ستیش چندر
چترجی

مدعاعلیہ نے یہہ بیان کیا کہ لگان ایسی اقساط مین ادا کیا جاتا تہا جنکا ذکر دفعہ ۵۳ ایکٹ مزارعان مین کیا گیا ہے اور کہ مدعی کثیر شرح سے سود کا دعوے نہین کرسکتا بہ نسبت اُسکے جسکی اجازت بروئے دفعہ ۶۷ ایکٹ مذکور کے دیگئی ہے۔ عدالت اوّل نے ہر دو امور کا فیصلہ بحق مدعاعلیہ کیا۔ عدالت اپیل اوّل نے فیصلہ مذکور کو منسوخ کرکے امور مذکور کا فیصلہ بحق مدعی کے کیا۔ اپیل ہذا مین سوال صرف شرح سود کے متعلق اٹہایا گیا ہے۔ مقبوضہ مذکور بوقت نیلام کئے جانیکے یا تو دخیلکاری یا غیر دخیلکاری تہا۔ یہ معلوم نہین ہوتا اور نہ اسکی ضرورت اغراض مقدمہ ہذا کے لئے ہے کہ اُسکی نوعیت کیا تہی۔ ایکٹ مزارعان کی دفعہ ۶۷ مین یہہ حکم ہے کہ "دو بقایائے لگان پر سود بشرح ۱۲ فیصدی فی سال کے اُس سہ ماہی سال زرعتی سے جسمین قسط مذکور واجب الادا ہوتی ہو ارجاع نالش تک عائد ہوگا"۔ دفعہ ۱۷۸ مین یہ حکم ہے کہ کوئی امر جو کسی ایسے معاہدہ مین مندرج ہو جو مالک اور مزارعہ کے مابین ہوا ہو" احکام دفعہ ۶۷ متعلق بہ سود واجب الادا بر بقایائے لگان مین خلل انداز نہوگا"۔ اسلئے نہ تو مالک اور نہ مزارعہ بعد صدور ایکٹ مذکور بماہ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کے احکام دفعہ ۶۷ کے برخلاف معاہدہ کرسکتا تہا۔

ہم بصورت عدم موجودگی کسی امر نقیض کے یہہ قیاس کرینگے کہ ابتدائی قابض بعد انقضائے میعاد پٹہ کے اُن جملہ شرائط قبولیت پر قابض تہا جو اُسنے تحریر کی تہی۔ مگر جب مالک اراضی نے حقیت کو بعلت بقایا نیلام کرایا تہا تو اُسکی نسبت یہ فرض کیا جانا چاہئے کہ اُسنے اُسے جملہ عام شرائط مقبوضہ مذکور کے تابع نیلام کیا تہا یہ ایک عام شرط نہ تہی کہ بقایا کا سود نہایت اعلےٰ شرح مندرجہ کے مطابق ادا کیا جانا چاہیئے بخلاف ازین کوئی ایسی شرط موجود تہی اور اگر مالک اراضی نے حقیت مذکور کو تابع اس صریح شرط کے نیلام کیا ہوتا کہ کثیر شرح سے سود ادا کیا جانا چاہئے تاہم شرط مذکور خریدار پر قابل پابندی نہوتی کیونکہ اُسکا منشاء ایک جدید معاہدہ مابین شخص مذکور و مالک اراضی کے پیدا کرنے کا تہا اگر کوئی ایسی شرط نیلام کے متعلق نہ تہی تو خریدار کی نسبت یہہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ اُسنے حقیت کو جملہ عام شرائط حقیت کے تابع خرید کیا ہے۔ اگر کوئی ایسی شرط موجود ہو اور اسکا ظاہر کرنا ریسپانڈنٹ کے ذمہ ہے جسنے اُسے ظاہر نہیں کیا تو شرط مذکور ہماری رائے مین خلاف احکام ایکٹ مذکور کے تہی اور خریدار پر قابل پابندی نہ تہی ایک اقرارنامہ منجانب ایک مالک حقیت کے جو

سنہ ۱۸۹۶ع
بہیکا سنگہ
بنام
بکہیت سنگہ

بعد واپسی کے سباردینٹ جج پٹنہ نے اپیل کی تجویز کرکے یہہ قرار دیا کہ نالش زائد المیعاد ہے کیونکہ مدعی نے اُسے اپنے بیدخل ہونے سے عرصہ دو سال کے اندر رجوع نہین کیا ۔

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

بابو دوارکا ناتہہ چکرورتی منجانب اپیلانٹ ۔

بابو کرونا سندہو مکرجی منجانب ریسپانڈنٹان ۔

تجویز ہائیکورٹ (مسٹر جسٹس ٹریولین صاحب و مسٹر جسٹس بیورلی صاحب) حسب ذیل ہے :-

اپیل ہذا ابتدا رہنی فیصلہ بر طبق واپسی کے دائر کیا گیا ہے ۔

نالش ہذا مدعی نے بدین غرض کی کہ وہ ایک ریت دخیلکار بابت سکرٹری آف سٹیٹ ہے جو کہ برخلاف بعض لوگان کے رجوع کی تھی اور نیز اُس شخص کے برخلاف دائر کی تہی جسکو کہ از جہد اُن سکرٹری آف سٹیٹ نے اراضی مذکورہ پر متعین کیا تہا ۔ سکرٹری آف سٹیٹ نے ایک جوابدعوی داخل کیا جسمین اُنہون نے بیان کیا کہ وہ کوئی فوقیت مدعی یا مدعا علیہ کو بابت مزارعت کے دینا نہین چاہتا ۔

عدالت مذکور صدر کے روبرو پیش ہونے سے یہہ قرار دیا کہ مدعی کو ایک استحقاق دخیلکاری حاصل تہا لیکن اُسنے نالش کو اسوجہ سے خارج کیا کہ وہ بروئے دفعہ ۲۸ ضمیمہ چہارم ایکٹ مزارعان بنگال کے زائد المیعاد ہے ۔ مدعی نے اپیل کیا اور اُسنے سکرٹری آف سٹیٹ کو کوئی فریق اپیل نہین بنایا جہانتک کہ فیصلہ کا بخلاف سکرٹری آف سٹیٹ کے دربارہ نالش کے زائد المیعاد ہونے کا تعلق ہے فیصلہ مذکور قطعی ہے ۔ کیونکہ اُسکی نسبت اپیلانٹ نے کوئی عذر نہین کیا ۔ ڈسٹرکٹ سباردینیٹ جج نے اپیل کو اسوجہ سے خارج کیا کہ سکرٹری آف سٹیٹ اپیل مین اُسکے روبرو فریق نہین بنایا گیا ۔ ایک اپیل دوم رجوع کیا گیا تہا اور ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے یہہ قرار دیا تہا کہ بروئے واقعات کے سکرٹری آف سٹیٹ کوئی ضروری فریق اپیل تہا چنانچہ اُنہون نے سباردینیٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کرکے یہ ہدایت کی کہ وہ کل سوالات بر طبق اپیل کو فیصل کرے ۔ یہہ کیا گیا ہے اور سباردینیٹ جج نے یہ قرار دیا ہے کہ نالش ہذا ایسی کہ وہ اب بخلاف مدعا علیہ ۲ کے ہے جسکو سکرٹری آف سٹیٹ نے قابض کیا تہا زائد المیعاد ہے ۔

ہمارے روبرو یہہ عذر کیا گیا ہے کہ دفعہ ۲۸ صرف اُس نالش سے متعلق ہے جو بخلاف مالک اراضی کے ہو ۔ اولاً نالش ہذا بخلاف مالک اراضی کے دائر کیگئی تہی اور ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ

۱۸۹۶ء
بھگ سنگھ
بنام
کھیمیندر سنگھ

مالک اراضی ایک ضروری فریق مقدمہ نہتا۔ نالش اُسکے برخلاف اسوجہ سے خارج کیگئی کہ وہ زائدالمیعاد ہے
لیکن اگر ہم نالش ہذا کو مقدمہ کے اس مرحلہ مین بھی بطور ایک ایسی نالش کے متصور کرین جو بخلاف مالک
اراضی کے نہین ہے تاہم ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ کیسے مسلہ جسکا عذر کیا گیا ہے درست ہے۔ یہ امر بالکل
صحیح ہے کہ قرار دیا جاچکا ہے کہ مدت نالشات تک محدود ہے جہانکہ بیدخلی متدعویہ مالک اراضی کی
طرف سے یا کسی ایسے شخص کی طرف سے جو اُسکے ساتھ سازش کرکے عمل کررہا ہو یا اُسکی تحریک سے کیگئی ہو ہمین
کسی ایسے فیصلہ کا علم نہین ہے کیونکہ کوئی ایسا فیصلہ درج رپورٹ نہین ہے جسکے رو سے مدت مذکور صرف مالک اراضی تک محدود کیگئی ہو اور یہ قرار دیا گیا ہو کہ وہ
اُن نالشات سے متعلق نہین ہے جو کسی ایسے شخص کے برخلاف دائر کیگئی ہو جو مالک اراضی کے حق کا قابض ہے۔ مالک اراضی کا بطور فریق مقدمہ کے
ایزاد کیا جانا ہمارے نزدیک میعاد مرورزمانہ کو دوبارہ یا سال سے زیادہ نہین کردیتا۔ بیدخلی کا امر واقعہ اور یہ امر کہ کسی خاص شخص
نے مدعی کو بیدخل کیا ہے اس بات کا خواہان ہے کہ وہ اپنے استحقاق دخیلکاری کو شخص مذکور کے
مقابلہ مین ثابت کرے اور اسلئے اُسکے واسطے ضروری ہے اراضی کے قبضہ کے دلا پانیکی نالش مین دعوے
دائر کرے کہ وہ اُسکے قبضہ مین بطور رعیت دخیلکار کے تہی۔

جہانتک کہ ہمین معلوم ہے۔ جملہ فیصلجات کا ارشاد بلاشبہ بطور بر آن فیصلجات کا جنکا حوالہ آج ہمارے روبرو
دیا گیا ہے یہ نہین ہے کہ مدت مذکور صرف نالشات بخلاف مالک اراضی تک محدود کیجائے ہر دو مقدمات
محولہ یعنی رام جنی بیبی بنام اتو بیاری (۱) و چندر کشور دے بنام راج کشور موزمدار (۲) ایسے مقدمات تہے جو
ایسے اشخاص کے برخلاف دائر کئے گئے تہے جو مداخلت بیجا کنندگان تہے اور بوساطت مالک اراضی کے
دعویداران نتہے صورت حال مین ایک نالش بخلاف اُس مزارعہ کے دائر کیگئی تہی جسکے ساتھ مالک اراضی
نے اراضی کا انتظام کیا تہا۔

ہماری رائے مین فیصلہ سب آرڈینیٹ جج درست ہے اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۱
(۲) " " " " صفحہ ۵۴

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سٹرلنگ صاحب جسٹس

۲۸ جولائی ۱۸۹۶

سی ڈبلیو لانڈ
بنام
اے بی ایل ویب و دیگر۔

وصیت۔ تعبیر وصیت۔ استحقاق مفوضہ۔ شرائط مخالف۔ شرط بنسبت محدود کرنے فوراً استعمال کے۔ اُس کمیشن کا حساب کرنا جو امنا، کو دیا گیا۔

جہانکہ ایک موصی سنہ ۱۸۹۶ء مین فوت ہوا اپنی کل جائداد کا ہبہ بنام ایک قسم سالانہ بحق زوجہ مبلغ ۱۱ ... پونڈ اور چند دیگر خاص ہبہ جات کے بحق اپنے اکلوتے پسر کے کردیا جب اپنے باپ کی وفات پر سن بلوغ حاصل کرلیا تھا لیکن تابع اس حد کے کہ اُسے اسکے استعمال کرنیکی اجازت سنہ ۱۹۰۰ء کے اخیر تک نہ دیجانی چاہیے اور اُس کی اغراض کے پورا کرنیکے واسطے درامنا، مقرر کئے گئے تھے۔

تجویز ہوئی کہ پسر مذکور نے ایک استحقاق مفوضہ جائداد موصی مین حاصل کر لیا تھا

نیز تجویز ہوئی کہ شرط بنسبت محدود کرنے اُسکے فوری استعمال کے ایک شرط مخالف اور ناجائز تھی۔

گاسلنگ بنام گاسلنگ (۱) و ویدرل بنام تھارنبرگ (۲) کی پیروی کیگئی۔

جبکہ امناء کو سالانہ کمیشن عطا کیگئی ہو تو ایسی کمیشن بروئے آمدنی جائداد کے محسوب کیجانی چاہیے نہ کہ کل جائداد پر۔

نالش ہذا واسطے تعبیر ایک وصیت اور اہتمام ترکہ ولیم لانڈ کے دائر کیگئی تھی جو ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو ضلع ... مین ایک پسر مدعی حال اور ایک بیوہ چھوڑکر فوت ہوا تھا جو انگلستان مین رہتی تھی۔ وصیت مذکور کا پروبیٹ اوصیا مدعا علیہم حال نے ۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۶ء کو حاصل کیا تھا۔ نیز بروئے وصیت مذکور کے دو واسطے پورا کرنے اغراض موصی کے اوصیا مقرر کئے گئے تھے اور یکے از مدعا علیہم مسٹر اے ایل ویب بوقت وفات موصی کے اُس کاروبار بنک کا مہتمم تھا جو اپنی حین حیات میں کیا کرتا تھا۔ مدعی نے تاریخ وصیت پر سن بلوغ حاصل کرلیا تھا لیکن اُسنے کوئی پیشہ اختیار نہ کیا تھا گو قبل وفات اپنے باپ کے وہ ملیشیا میں ایک کمیشن کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوا تھا۔

وہ سوالات جو بر طبق تعبیر وصیت کے اٹھائے گئے تھے اُس امر کے متعلق تھے جو احکام ذیل مندرجہ وصیت متعلق بہ مدعی کو دیا جانا چاہیے تھا:۔

مین اپنی تمام جائداد خواہ خانگی یا ملحق بہ لانڈ بنک اپنے اکلوتے پسر جارج ولیم البرٹ لانڈ کے فائدہ کے واسطے

(۱) جانسن رپورٹ چانسری صفحہ ۲۶۵
(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۸ صفحہ ۲۶۱ ۔

۱۸۹۶ء
سی ڈبلیو الا
بنام
اے بی ایل ویب

چہوڑتا ہون اور مین بموجب دستاویز ہذا کے الیگزنڈر بینس لیلی ویب اور اُسکے بہائی ایڈون جان ویب کو میری اغراض سکے لور اکسیتنے کے واسطے امنا مقرر کرتا ہون ۔

" اور میرے پسر کو صرف ایسقدر خفیف رقم مالی عطا کیجانی چاہیے جس سے وہ اپنی روٹی خود کمانے پر مجبور ہو سنہ ۱۹۰۰ء کے اخیر پر امانت ختم ہو جائیگی ۔

سنہ ۱۹۰۰ء کے اخیر پر میرے پسر کو جائداد کے استعمال کرنیکی اجازت دیجانی چاہیے ۔

بعد وصیت مذکور کے علاوہ اُن احکام کے جو نسبت حقوق پسر اقع ترکہ مذکور کے ہین بیوہ مذکور کو حین حیات کے واسطے ایک رقم سالانہ عطا کیگئی تہی نیز دیگر ہبجات بہی کئے گئے تہے جنپر بحث کرنا اغراض مقدمہ ہذا کے لئے ضروری نہین ایک مزید سوال نسبت نیت موصی کے اُٹھایا گیا تہا جبکہ اُسنے یہہ ہدایت کی تہی کہ امنا کا معاوضہ تین فیصدی کمیشن کی شرح سے مقرر کیا جانا چاہیے ۔ وصیت مین یہہ حکم تہا کہ " تین فیصدی کمیشن امنا کو سالانہ عطا کیا جائے " بحیثیت امنا کے مدعا علیہم کو بنک کا روبار کرنا چاہیے تہا اور اگر رقم مقرر کردہ بموجب وصیت صرف آمدنی جائداد سے ادا کیجانی تہی تو معاوضہ مذکور منیجر بنک کی تنخواہ کے بہت نامطابق تہا اور وہ اُس رقم سے بہت کم تہا جو مدعا علیہ اے بی ایل ویب نے اسوقت تک بطور مہتمم بنک کے حاصل کی تہی ۔

مسٹر جیکسن (بمعیت مسٹر بونرجی) منجانب مدعی : مین التماس کرتا ہون کہ شرائط وصیت نہایت صریح ہین فقرہ اول سے کوئی شبہ نہین ہو سکتا کہ ایک کامل ہبہ بحق پسر کے کیا گیا ہے مگر ہبہ مذکور تابع ہبہ بحق بیوہ مبلغ ۱۱ ر ۲۰ پونڈ سالانہ تا حین حیات بیوہ کے ہی ۔ اسلئے کوئی جزو جائداد منتقل نہین کیا گیا اور دوسری شرط ناجائز ہے ملاحظہ ہو ہارین بنام ماسٹرمن (۱) گاسلنگ بنام گاسلنگ (۲) گوساوی شو گرویا گر بنام ریوٹ کارنک (۳) سندات مذکور صریح ہین یہہ ایک کامل ہبہ ہے اور وہ شرائط جو اسکے محدود کرنے کیلئے مقرر کیگئی ہین ناجائز ہین ۔ ہبہ جات کا ایفا ہوتے ہی مدعی قبضہ کا مستحق ہو جاتا ہے امنا کے متعلق یہ مذہب ہے کہ انکو تین فیصدی کی شرح سے کمیشن عطا کیا گیا ہے ۔ سوال یہہ ہے کہ آیا تین فیصدی کل جائداد مین سے ادا کیا جاتا ہے یا کہ آمدنی مین سے ۔ ملاحظہ ہو کتاب لیون صاحب دربارہ امانت ہائے صفحہ ۰۰، بجزوی ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے جملہ کوشش ہائے نسبت عائد کرنے کمیشن کے زائل کی گئی ہین ۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن رسنہ ۱۸۹۳ء جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ ۔

(۲) جانسن رپورٹ چانسری صفحہ ۲۶۵

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۴ ۔

سیتا ہم پرشاد سنگھ بنام اے بی ایل دیب ۱۹۱۶ء

یہ تسلیم کیا جانا چاہئیے کہ میتنی آمدنی مین سے ادا کیجانی چاہئیے۔

مسٹر لوزر جی بیرسٹر منجانب مدعی:۔ اسمین کچھ شک نہین ہو سکتا کہ جی کو ایک مفصلہ استحقاق کل جزو ترکہ مین حاصل ہے۔ فقرہ نسبت الی امداد پسر کے ہبہ کے نا مطابق ہے۔ وہ خود اسی کی جائداد مین سے بنائی ہے۔ یہہ فقرہ کہ "سنہ ۱۹۱۰ء کے اخیر مین میرا پسر کل جائداد کو استعمال کریگا" ناجائز ہے کیونکہ وہ ہبہ کے مخالف ہے ملاحظہ ہو وہائٹ اینڈ ٹیوڈرز لیڈنگ کیسیز صفحہ ۲۵۸۔ بریڈلے بنام پیکسولڈ (۱) بالفرض اگر کوئی وصیت کیجاتی تو بیٹے کو ½ حصہ ملتا اور پسر کو ½۔ لیکن اگر کل جائداد کا ہبہ کیا جائے تو شرط مخالف زائل ہونی چاہئیے۔ مدعا علیہم یہ عذر نہین کر سکتے کہ بلا وصیتی آمدنی سے متعلق ہے نہ کہ کل جائداد سے۔ اگر وہ یہ بیان کرین کہ وہ کل جائداد سے بھی تعلق ہے تو اسکی تردید صریح طور پر وصیت کے فقرہ اول سے بھی ہوتی ہے موصی کا یہہ منشاء تھا کہ کسی طرح پر اپنے پسر کو جائداد سے محروم کرے لیکن وہ صریح طور پر اس سے مطلق نتھا بری واقعات مذکورہ کے کوشش نسبت ملتوی کرنے استعمال جائداد کے کسی طرح پر قائم نہین رہ سکتی۔ مقدمہ گاسلنگ بنام گاسلنگ (۲) اصول مندرجہ ساؤنڈرس بنام واٹیر (۳) دگوبال لال سیل بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال تک وسیع ہے کمیشن صریح طور پر منافعجات مین سے ادا کیجانی چاہئیے نہ کہ کل جائداد مین سے لفظ "سالانہ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آمدنی پر ہونی چاہئیے۔

ایڈوکیٹ جنرل (سر جارلس پال) :۔ مقدمہ ہذا قانون انگلستان کے تابع نہین ہے بلکہ ایکٹ وراثت کے تابع ہے ملاحظہ ہو ڈی سوزا بنام سکرٹری آف سٹیٹ (۴)، نرندر سونا تہہ سرکار بنام کمل بسینی داسی (۵) مقدمہ موخر الذکر مین پریوی کونسل نے بیان کیا ہے کہ مجموعہ کی تعبیر بذات خود کیجانی چاہئیے۔ صورت حال مین کوئی ہبہ ابتدائی سے موجود نہین قانونی جائداد امناء کے نام منتقل ہوتی ہے۔ امانت مین ایک ہبہ ہے لیکن اس سے زیادہ کچھہ نہین موصی کا منشا یہہ تہا کہ اسکی عورت کو مبلغ ۱۱ پونڈ سالانہ ملے اور بیٹے کو گذارہ کے واسطے کسیقدر روپیہ سنہ ۱۹۱۰ء تک ملتا رہے۔ قانون ہندوستان مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے کوئی شخص ایسی وصیت کے کرنے سے ممنوع ہو بہت سے احکام ایسے موجود ہین جنمین ایسا کرنیکی اجازت دیگئی ہے۔ ایکٹ وراثت دفعہ ۱۰۷ تمثیل (ی) مین ایسا ہی ہبہ درج ہے۔ نیز اگر لڑکا قبل سنہ ۱۹۱۰ء کے فوت ہو تو جائداد عورت کے نام منتقل ہو گی۔

---

(۱) ویسی رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۲۲
(۲) جانسن رپورٹ صفحہ ۲۶۵۔
(۳) کرگنش و بینی رپورٹ صفحہ ۲۴۰۔
(۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۳۔
(۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۶۳ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۔

۱۸۹۶ء
سی ڈبلیو ایلائیڈ
بنام
اے بی ایل ڈیب

عدالت موصی کے منشا کو فسخ نہیں کرسکتی۔ بمعاملہ وصیت بروک[1] ملاحظہ طلب۔ موصی نے کہیں یہ بیان نہیں کیا کہ اسنے جائداد پسر کو کامل طور پر عطا کی ہے۔ آیا قانون ہندوستان میں کوئی امر ایسا موجود ہے جس سے موصی اس امر سے ممتنع ہو کہ اپنے پسر کو جائداد سے عرصہ چھ سال تک محروم رکھے۔ میں ملتجی ہوں کہ کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے نسبت شرائط مخالف کے قانون انگلستان دفعات ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ ایکٹ وراثت میں درج ہے۔ کوئی امور مخالف مطابق مقدمہ گاسلنگ بنام گاسلنگ[2] کے موجود نہیں ہیں۔ مقدمہ مذکور مقدمہ حال کے مشابہ نہیں ہے۔ مقدمہ گوسادی شوگر دیا گر بنام روٹ کارنگ[3] میں ایکٹ وراثت کا حوالہ نہ دیا گیا تھا۔ وصیت حال میں کوئی امر ایسا موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ موصی نے اوّلاً کامل جائداد عطا کی تھی۔ آمدنی جمع ہوتی رہیگی۔ اُسکا کوئی انتقال نہیں کیا گیا۔ نسبت کمیشن ۳ فیصدی کے مسٹر دیب عرصہ تین سال تک بنک کا مہتمم رہا ہے کیونکہ انکو اور اُسکے بھائی کو صرف مبلغ ۱۷ روپے ۱۲ آنہ ملتا تھا۔ مطابق قانون طور پر وہ اب بطور مہتمم بنک کے تنخواہ نہیں لگا سکتا کیونکہ وہ امین ہے۔ الفاظ ”سالانہ“ سے مراد یہ نہیں ہو سکتی کہ صرف آمدنی ہی سے دیا جائے اگر ایسا نہیں ہے تو وہ بالضرور جائداد میں سے ادا کیا جانا چاہئے [سیل صاحب جسٹس۔ اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم صرف تین فیصدی کمیشن آمدنی میں سے لینے کے مستحق ہیں تو ہم مستحق ہیں کہ جداگانہ طور پر مہتممان مقرر کئے جائیں] ہاں لیکن نیت یہی مسٹر لوبنرجی جواباً: ضرور ہے کہ جائداد کسی ایک شخص کے فائدہ کے واسطے بعد وفات موصی کے مفوض ہو [سیل صاحب جسٹس۔ آیا موصی اپنے پسر کو جائداد بعد چھ سال کے عطا نہیں کرسکتا؟] نہیں کیونکہ اسصورت میں کوئی وصیت نہوگی اسکے برخلاف عدالت اصرار کریگی ملاحظہ ہو دفعہ ۷۰ ایکٹ وراثت۔ ہم جائداد کو اسطرح پر پابند نہیں کرسکتے کہ اسے کوئی استعمال نکرے۔

سیل صاحب جسٹس:۔ نالش ہذا واسطے تعبیر ایک وصیت اور اہتمام ترکہ ولیم لامنٹ کے دائر کیگئی ہے جو ضلع دارجلنگ میں ۱۵ جنوری ۱۸۹۶ء کو مدعی کو اپنا اکلوتا پسر اور ایک بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا تھا جو انگلستان میں رہتی ہے وصیت مذکور ۲۱ ستمبر ۱۸۹۰ء کی مرقومہ ہے اور مدعا علیہم جو اغراض موصی کی تعمیل کے واسطے امنا مقرر کئے گئے ہیں بطور امنا کے پروبیٹ وصیت ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء کو حاصل کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ موصی بہت سے سالوں تک بنک کا مدار دارالمہام بنک میں کرتا رہا تھا اور اپنی وفات کی تاریخ پر رہتا

(۱) لاء جرنل چانسری جلد ۴۳ صفحہ ۹۱۶
(۲) چانسری رپورٹ صفحہ ۲۶۵
(۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۶۳۴

سنہ ۱۹۰۶ء
منی ویلی لال
بنام
لے بی ایل ڈ ب

شخص مستحق کے استعمال جائداد سے ہو جو کسی طرح پر موثر نہیں ہو سکتا"

پس آیا مقدمہ حال میں یہہ کہا جا سکتا ہے کہ دربارہ درمیانی حق اور نسبت بقایا آمدنی جائداد کے قبل اختتام سنہ ۱۹۰۱ء یا تو بلا وصیتی یا عدم استعمال موجود ہے۔ میری رائے میں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ میری رائے میں موصی کا یہ منشا تھا کہ بہہ حال کل جائداد کی نسبت اپنے بیسرے حق میں کرے اور اسکی یہہ نیت تہی کہ اُسکا پسر بالآخر کل جائداد کو جو امنا ... کے ہاتھہ میں ہے بعد آمدنی کی یہہ جاے کے استعمال میں لائے صرف ... استعمال جائداد کی نسبت موصی کا یہ منشا تھا کہ مدعی محروم ہے اور یہ مقصود ... میری رائے میں ناجائز ہے اور ... انکی ... ہے۔

یہ سچ ہے کہ قاعدہ نسبت مخالف ... اس ملک میں برے ایکٹ ... کا ... کسی ... کرنے کے ایراد نہیں کیا گیا لیکن بخلاف اسکے وہ فیرصاحب جس نے مقدمہ مکند ولال شاہ بنام کمیشنر ...[1] میں اور بمبئی ہائیکورٹ نے مقدمہ گو سادی ... بنام ... کار ...[2] اور حکام پریوی کونسل نے مقدمہ ... بنام ... [3] میں استعمال کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۴۲ رپورٹ۔

ایک سوال نسبت معاوضہ امنا کے بہی اٹھایا گیا ہے۔ وصیت میں یہ حکم ہے کہ تین فیصدی کمیشن امنا کو سالانہ دلایا جائے تو آیا کمیشن کل جائداد پر محسوب کیجائیگی یا آمدنی جائداد پر۔

موصی کا منشا امانت کے سنہ ۱۹۰۱ء تک جاری رکہنے کا تہا اور اس سے زیادہ عرصہ تک اُسصورت میں جبکہ لڑکا اُسوقت سے پہلے فوت ہو جائے اور عورت زندہ رہے۔ وہ معاوضہ جو امنا کو عطا کیا گیا ہے عام جائداد کے اہتمام کی نسبت ہے اور یہہ ہدایت کہ کمیشن سالانہ دیجانی چاہئے یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ آمدنی جائداد پر محسوب کیجانی چاہئے۔ مگر یہاں یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ اسطرح پر محسوب کیجائے تو معاوضہ بالکل نامطابق تنخواہ مہتمم بنک کے ہوگا اور کہ موصی کا یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ مدعا علیہ الیگزنڈر نبیل ملنے دیب کی تنخواہ کو اسقدر کم کرے جسنے کئی سال تک بطور مہتمم بنک کے کام کیا ہے۔

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۰

(۲) " " بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۶۳۔

(۳) " " کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۴۳۹

سنہ ۱۸۹۶ع
سی فی لیوپو آکلینڈ
بنام
لیبی بی ایل ویب

لیکن میری رائے مین وہ معاوضہ جسکا حکم وصیت مین اِمنا کرنے کے واسطے دیاگیا ہے اُس تنخواہ سے بالکل جدا تہا جسکا کہ مدعا علیہ لیگز بیڈنیس ملنے کے سبب اُسوقت تک مستحق ہوتا جب تک کہ وہ مہتمم بنکر رہتا۔ وہ معاوضہ جسکا حکم وصیت مین دیا گیا ہے اس غرض کے منجانب اِمنا ادا کئے جانے کی نسبت ہے کہ وہ عام جائداد کا اہتمام کرین اور خاص فرائض مہتممان بنک کو عمل مین نہ لائین۔ مؤخر الذکر فرائض کی نسبت جداگانہ طور پر معاوضہ کا حکم حسب ضابطہ طور پر اہتمام جائداد مین دیا جانا چاہئے تہا۔

ایک ڈگری بنسبت اہتمام جائداد کے معہ اِس استقرار کے ہونی چاہئے کہ مدعی کا حق بنسبت حصول قبضہ جائداد کے سہے مگر تابع ادائگی قرضجات ہبہ جات کے یا اُسکا کوئی بندوبست حسب ضابطہ طور پر دوران اہتمام مین کئے جاوینگے۔

جملہ فریقہائے مقدمہ کا خرچہ جو پیمانہ کے مطابق مابین اٹرنی و موکل کے تشخیص کیا جاتا ہے۔ جائداد مین سے دیا جانا چاہئے۔

اٹرنیان منجانب مدعی میسرز بارگن اینڈ کمپنی۔
اٹرنیان منجانب مدعا علیہم مسیرز وگم اینڈ کمپنی۔

استصواب فوجداری

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

۲۴ اگست سنہ ۹۶ع

کمتی میوا- (مستغیثہ) **بنام** جہولنترا (ملزم)*

معاوضہ- معاوضہ بحق ملزم مقدمہ فوجداری مین- مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۵۶۰ عدم ثبوت الزامات- کامل رہائی یا بریت-

ملزم پر زیر دفعہ ۳۵۴ و ۳۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند الزام لگایا گیا تہا لیکن اُسپر صرف جرم زیر دفعہ ۳۵۲ کی بابت جرم ثابت ہوا اور وہ زیر دفعہ ۳۰۹ رہا کیا گیا تہا مجسٹریٹ نے مستغیثہ کو حکم دیا کہ وہ جہوٹا اور جعلی استغاثہ دائر کرنیکے سبب زیر دفعہ ۵۶۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری معاوضہ ادا کرے یہ حکم منسوخ کیا گیا تہا کیونکہ عطائے معاوضہ اس وجہ پر کہ دفعہ ۵۶۰ صرف اُسصورت مین عمل ہوسکتی ہے جبکہ کامل رہائی یا بریت کیجائے۔

استصواب ہذا ڈسٹرکٹ جج مرزاپور نے ہائیکورٹ سے کیا ہے۔ واقعات مقدمہ اور وجوہات استصواب ذیل کی چٹہی استصوابی سے ظاہر ہوتے ہین:-

* استصواب فوجداری نمبر ۶۱۲ سنہ ۱۸۹۶ع منجانب مسٹر بلیو آر برایٹ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۹۶ع-

۱۸۹۶ء
پرتاب نرائن سنگھ
بنام
راجندر نرائن سنگھ

تو صرف ایک ہی طریق جسکی وہ پیروی کر سکتا ہے یہ ہے کہ جدید کارروائیات دائر کرے ۔

راجندر داس بنام منوہر (۱) پر بحث کیگئی ۔

مقدمہ ہذا اجلاس کامل کے پاس منجانب لوکنیلی صاحب و مینرجی صاحب وکلاء سب سائلان ارسال کیا گیا تھا ۔

استصواب ہذا سشن جج بہاگلپور نے ہائیکورٹ سے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری بغرض صدور احکام ہائیکورٹ کے کیا تھا

سشن جج کی چٹھی استصوابی حسب ذیل ہے :-

"معلوم ہوتا ہے کہ سائلان حال دیگر اشخاص کے ساتھ دو کارروائیات مین فریق تھے جو زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری ڈپٹی مجسٹریٹ بہاگلپور کے روبرو ایک ہی وقت دائر کیگئی تھین ۔ وہ کارروائیات جنکی نسبت درخواست حال کیگئی ہے ارضی موا قوعہ دہاریا کے متعلق تہین اور دوسرا مقدمہ ارضی واقعہ کسا ... کے متعلق تھا ۔ ہر دو مقدمات مین ایکہی اشخاص فریقین تھے مقدمہ حال مین سائلان فریق اول بنائے گئے تھے اور راجندر نرائن وغیرہ فریق دوم بنائے گئے تھے لیکن مقدمہ کسا ... مین اسکے برخلاف صورت تھی ۔

"ہر دو مقدمات کی تاریخ سماعت قریباً ایک ہی وقت پر مقرر کیگئی تھی مقدمہ حال کی تاریخ ۲۴ جنوری گذشتہ تھی اور دوسرے مقدمہ کی ۲۱ جنوری تھی جبکہ مقدمہ ... بغرض سماعت کے پیش ہوا تھا تو سائلان کے گواہان تیار تھے لیکن انکے گواہان مقدمہ کسا ... مین موجود تھے انہون نے التوا کی درخواست بدین بیان کی کہ نیک نیتی سے اس غلطی مین رہے کہ اس روز مقدمہ کسا ... کی سماعت کیجائیگی اور مقدمہ دہاریا کی سماعت ۲۴ جنوری کو ہوگی ۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے درخواست مذکور نامنظور کی ۔ ایک اور درخواست بدین استدعا کی گئی تھی کہ ایک یوم کی میعاد دیجائے لیکن وہ بھی نامنظور کیگئی تھی ۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے مقدمہ کی تجویز بعد لینے شہادت فریق دوم صرف بغیر سماعت کے کی ۔ اُسنے سائل لچھمی نرائن کا بیان لیا جسنے یہ اطلاع دی کہ اسکو ایک طرح سے تاریخ کی نسبت غلط اطلاع دیگئی ہے اُسنے سائل کے مختار کا بھی بیان لیا جسنے یہ بیان کیا کہ اسکو معلوم ہوا تھا کہ ۲۴ جنوری کی تاریخ دہاریا کے مقدمہ کی ہے لیکن اُسکا موکل اسکے پاس پوچھنے کے واسطے نہین آیا ۔

"اس درخواست کی تائید مین استدعا کیگئی ہے کہ مقدمہ ہذا مزید تحقیقات کے واسطے ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس بھیجا جاوے ۔

(الف) اسوجہ سے کہ سائلان کو نیک نیتی سے تاریخ کے متعلق غلطی ہوئی ہے اور ڈپٹی مجسٹریٹ کو چاہئے تھا کہ انکی درخواست التوا کو منظور کرتا ۔

(ب) اسوجہ سے کہ فریق مخالف کی شہادت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یکدیوہا کا حق ارضی مین بطور ایک مالک کے ثابت ہے ڈپٹی مجسٹریٹ کو چاہئے تھا کہ بہ پیروی فیصلہ ... (۱) سائلان کی درخواست کو منظور کرتا اور جگہ پر ... نوٹس جاری کرتا کہ مقدمہ کی سماعت اسکے روبرو کیجاتی یا اسکے ایک فریق بطور ... کا ... لیا کے کسی مقدمہ ... ۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ [illegible]

سنہ ۱۸۹۶ء
پرتاب خان سنگہ
بنام
راجند نرائن سنگہ

(۳) کیونکہ حکم مذکور مین کوئی تخصیص اراضیات متنازعہ کی درج نہین اور درصورتیکہ کاروائیات مرتب کردہ ڈپٹی مجسٹریٹ مین ۳ بیگہ اراضیات درقطعات مین بطور اراضیات متنازعہ کے خاص کیگئی ہین گواہان فریق مخالف نے یہ شہادت دی ہے کہ وہ ۱۶ یا ۱۷ بیگہ اراضیات ہیں۔

(۴) بخلاف ازین یہ استدعا کیگئی ہے کہ عدالت نسبت تجویز ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۶ء کے ایکطرفہ نسبت عذرات ادکے سائل کی تہا غرض تہی کہ دوسرے مقدمہ کی تجویز پہلے کیجائے تاکہ فریق ثانی اپنی شہادت پہلے دے لیکن یہ حجت ایک یوم کے التوائے کی درخواست سے متعلق نہین ہوسکتی۔

یہ بہی استدعا کیگئی تہی کہ وہ اراضیات جنکا حوالہ کاروائیات ڈپٹی مجسٹریٹ مین دیا گیا ہے ان ۱۶ یا ۱۷ بیگہ اراضیات مین شامل ہین جو گواہان نے بیان کی ہین یہ ایسا ہی ہوسکتا ہے لیکن اس کا کوئی ثبوت موجود نہین ہے کہ صورت اسطرح پر ہے۔ یہ امر غیر اغلب نہین ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ اس امر کے قرار دینے مین درستی پر ہو کہ سائلان کا منشا تہا کہ فریق ثانی کو درخواست التوائے تنگ کرین لیکن میری یہ رائے نہین ہے کہ یہ ایک کافی وجہ اسکے انکار منظوری التوائے ایک یوم کی نہین ہے جسکی کہ استدعا کیگئی تہی اور مجہے ہرگز یہ یقین نہین ہے کہ سائلان کو نیک نیت غلطی نسبت تواریخ مقرر کردہ ہر دو مقدمات کے نہین ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکم نامہ مین مقدمہ حال کی تشریح دوران کاروائیات مین مذبذب ہوگئی تہی میری رائے مین ڈپٹی مجسٹریٹ کو چاہیئے تہا کہ التوائے مستدعیہ منظور کرتا تاکہ سائلان شہادت کے پیش کرنیکے قابل ہوتے۔

(۵) عذر یہ بہی جو فیصلہ مقدمہ رام چندر داس بنام منوہر [illegible] پر اٹہایا گیا ہے جانتا ہے جبکہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو یہ معلوم ہوا تہا کہ جگہ یوجہا کا حق اراضیات متنازعہ مین ہے تو اُسے چاہیئے تہا کہ اُسکو فریق کاروائیات بناتا اور اُسکے نام ایک نوٹس جاری کرتا۔

(۶) یا آخر عذر نسبت نامطابقت مابین مقدار اراضیات متنازعہ کے جسکا کاروائیات مین درج تہین اور جو گواہان نے متنازعہ بیان کی تہین ایک بیشتر نامطابقت معلوم ہوتی ہے اور کسی تخصیص اراضیات کی عدم موجودگی حکم مذکور مین اس امر کو مشتبہ چہوڑتی ہے کہ آیا حکم مذکور بحوالہ ۳ بیگہ اراضیات کے تہا یا بحوالہ ۱۶ یا ۱۷ بیگہ کے۔

(۷) وجوہات بالا کے رو سے میری یہ رائے نہین ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کا حکم بحال رکہا جاسکتا ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ مقدمہ ہذا مین مزید تحقیقات ضروری ہے میری رائے مین ڈپٹی مجسٹریٹ کا حکم منسوخ کیا جانا چاہیئے اور مقدمہ ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس اس غرض سے واپس بہیجا جانا چاہیئے کہ اس معاملہ مین مزید تحقیقات کرے اور مقدمہ کو مطابق قانون کے فیصل کرے۔ جگہ یوجہا ایک فریق کاروائیات بنالیا جانا چاہیئے اور اسکے نام نوٹس جاری کیا جانا چاہیئے اور ہر دو فریقہائے حال کو یہ موقعہ دیا جانا چاہیئے کہ اپنے ان بیانات کی تائید مین شہادت پیش کرین کہ اُنکے قبضہ مین ۳ بیگہ اراضیات ہین جنکا کاروائیات ڈپٹی مجسٹریٹ سے متنازعہ معلوم ہوتی ہین۔

ڈپٹی مجسٹریٹ کی تشریح کا اہم جزو حسب ذیل تہا۔—

۱۸۹۶ء
چھتر پت نرائن سنگھ
بنام
راجندر نرائن سنگھ

"نسبت فیصلہ مقدمہ رام چندر داس بنام منوہر (۱) کے مین نہایت ادب سے ملتجی ہون کہ فیصلہ مذکور مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ کا یہ فرض ہے کہ واقعات موجودہ کی رو سے یہ معلوم کرے کہ جہانتک اُس سے ہو سکے کہ کونسے اشخاص جائداد متنازعہ مین حق رکھتے ہین یا اُن سب کے نام نوٹس جاری کرے تاکہ تمام معاملہ جہانتک ان لوگون کا تعلق ہے ایکہی کارروائی مین فیصل ہو جاے جبکہ کارروائیات مینے دائر کی تھین اور نیز جب تحریری بیانات فریقین نے داخل کئے تھے کوئی ذکر نہ تو رپورٹ پولیس نہ کسی فریق نے عذرات مین اس امر کی نسبت کیا تھا کہ جگدیو اراضی متنازعہ مین حق رکھتا ہے۔ صرف اُسوقت جبکہ آخری فیصلہ کے واسطے پیش ہوا تھا مجھے اس امر کی اطلاع ہوئی تھی مین نہایت ادب سے ملتجی ہون کہ فیصلہ مذکور کے رو سے مجھے صرف اُن اشخاص کا فریق بنانا لازم ہے جو اُن واقعات سے اراضی متنازعہ مین حقدار معلوم ہون جو میرے روبرو قبل اسکے موجود تھے کہ مقدمہ آخری فیصلہ کے واسطے پیش ہو۔ مقدمہ میرے عدالت مین کامل تین ماہ تک دائر رہا تھا۔ لیکن سماعت کے ایک دن پیشتر مجھے اس امر کی اطلاع دیگئی تھی کہ جگدیو ایک فریق حقدار ہے۔

"نسبت تخصیص اراضیات متنازعہ کے مین ملتجی ہون کہ چونکہ تشریح اراضیات جو نقشہ ٹھیک پولیس نے کی ہے قابل اطمینان نہی مین خود اور ہمرہ فریقین اراضیات متنازعہ پر گیا تھا اور مینے اراضیات کی حدود مقامی مقرر کی تھین اسلئے اس امر مین کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ وہ کونسی اراضی ہے جو واقعی زیر تنازعہ ہے"۔

حکم اوکینیلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس مشعر استصواب از اجلاس کامل حسب ذیل ہے:۔

استصواب ہذا سشن جج بہاگلپور نے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا ہے۔

ابتدائی مقدمہ زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ مذکور تھا اور اسکا فیصلہ ڈپٹی مجسٹریٹ سوپول نے کیا تھا۔ صاحب جج نے اپنے استصواب مین ہمسے یہہ سفارش کی ہے کہ حکم ڈپٹی مجسٹریٹ منسوخ کیا جاے اور مقدمہ اسکے پاس اس غرض سے واپس بھیجا جاے کہ وہ اس معاملہ مین مزید تحقیقات کرکے مقدمہ کا فیصلہ مطابق قانون کے کرے۔ انہون نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ ہمین مطابق فیصلہ مقدمہ رام چندر داس بنام منوہر (۱) کے ڈپٹی مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کرنی چاہئے کہ جگدیو جہا کو ایک فریق کارروائیات بنایا جاے اور سوال قبضہ واقعی کا فیصلہ اسکی موجودگی مین کیا جاے۔

مسل طور پر اس امر کے متعلق شہادت موجود ہے کہ جگدیو جہا کو اراضی متنازعہ مین حق حاصل ہے لیکن اسکا کوئی اور علاقہ تنازعہ سے نہین ہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۹۔

۱۸۹۶ء
پرتاب اپن سنگھ
بنام
راجندر نرائن سنگھ

استفسار مذکور اس امر پر مبنی ہے کہ الفاظ "فریقہائے متعلقہ تنازعہ مذکورہ" مندرجہ جز اول دفعہ ۱۴۵ سے
کیا مراد ہے۔ دفعہ ۱۴۵ اپنی ہم مضمون دفعہ مجموعہ ضابطہ دیوانی قبل سے اس حد تک مختلف ہے کہ الفاظ
"فریقین" مندرجہ دفعہ ۱۴۵ ہم مضمون دفعہ مجموعہ قبل میں "جملہ فریقہائے" تھے۔ مقدمہ گوبند چندر گھوس
بنام انند چندر سرکار (۱) میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ فریقہائے جو نوٹس کے مستحق ہیں صرف وہ ہیں جو
اُس تنازعہ میں شامل ہوں جسکا اغلب نتیجہ نقض امن ہو۔ مقدمہ معاملہ درخواست کنند نرائن بہوپ (۲)
میں یہی رائے اختیار کیگئی تھی اور نیز یہ فیصل کیا گیا تھا کہ کوئی حکم مجموعہ ضابطہ فوجداری میں ایسا موجود نہیں ہے
جسکے رو سے ایک شخص اغلب بیجا کنندہ کو دوران کارروائیات میں شامل ہونیکی اجازت دیگئی ہو۔ مقدمہ
اُبہائی چندر رکرجی بنام محمد صابر (۳) میں اُسی سلسلہ فیصلجات کی پیروی کیگئی تھی اور عدالتہائے فوجداری
کو ہدایت کیگئی تھی کہ وہ معاملات محض قبضہ کے فیصل کرنے میں دخل نہ دیں جو مناسب طور سے عدالتہائے
دیوانی کی سماعت کے قابل ہیں اور نیز اس امر کا خیال رکھیں کہ قبل حاصل کرنے اختیار سماعت کے کسی
سوال کا فیصلہ زیر دفعہ ۱۴۵ اگر وہ جو کہ اختیار سماعت کی بنا ہے یعنے یہ کہ ایک ایسا تنازعہ موجود ہے
جس سے اغلباً نقض امن وقوع میں آئیگا۔ ایک مختلف رائے نسبت دفعہ مذکور کے ایک اور ڈویژنل بنچ عدالت
ہذا نے مقدمہ رامچندر داس بنام منوہر رائے (۴) میں اختیار کی ہے جسکی طرف سشن جج نے ہماری توجہ
اپنی چٹھی استصوابی میں راغب کی ہے۔ مقدمہ مذکور میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ الفاظ "فریقہائے متعلقہ تنازعہ
مذکورہ" ان اشخاص تک محدود نہیں ہیں جو تنازعہ کر رہے ہوں بلکہ اُنمیں وہ اشخاص بھی شامل ہیں جنکو
اراضی متنازعہ میں کوئی حق حاصل ہو یا اُسکے دعویدار ہوں۔ نیز اُسمیں یہ فیصل کیا گیا تھا کہ مجسٹریٹ کا یہ فرض ہے
کہ حتی الامکان واقعات موجودہ سے معلوم کرے کہ کونسے اشخاص جائداد متنازعہ میں حق رکھتے ہیں یا
اُسکے دعویدار ہیں اور کہ اُن سب کو نوٹس دے تا کہ کل معاملہ کا فیصلہ ایک ہی کارروائی میں ہو جائے۔
ڈویژنل بنچ ہذا کے ججان الفاظ "فریقہائے متعلقہ تنازعہ مذکورہ" کے ان وسیع معنوں سے
اتفاق نہیں کرتے اُنکی یہ رائے ہے کہ وہ رائے جو ججان نے مقدمہ محولہ بالا کے علاوہ دیگر مقدمات میں اختیار
کی ہے درست ہے لیکن ازججان بنچ ہذا کی یہ رائے ہے کہ وہ معنے جو الفاظ مذکور کو

---

(۱) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۸ صفحہ ۵۴ -

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۵

(۳) " " " جلد ۹ صفحہ ۷۸

(۴) " " " " ۲۱ " ۲۹

۱۸۹۶ع
پرتاب نرائن سنگھ
بنام
راجندر نرائن سنگھ

تجویز اجلاس کامل (مسٹر پیتھرم صاحب چیف جسٹس اڈکینلی صاحب جسٹس مکفرسن صاحب جسٹس و ٹریویلین صاحب جسٹس و بنیرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:-

اہم سوال مستصوابہ سشن جج مین (اور صرف اُسی سوال کے باعث اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا ہے) یہ ہے کہ آیا ڈپٹی مجسٹریٹ کو چاہیئے تہا کہ شکلدیو جہا کے نام اسوجہ پر نوٹس جاری کرتا کہ آیا وہ اراضی متنازعہ مین بطور مالک کے حق رکہتا تہا؟ ہماری [illegible] طور پر نہ صرف یہ رائے ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو ایسا نوٹس جاری کرنا چاہیئے تہا بلکہ یہ بہی کہ اُسکو کوئی اختیار نسبت جاری کرنے ایسے نوٹس کے اُس کارروائی مین حاصل تہا جو اُسکے روبروپیش تہی۔ دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رو سے مجسٹریٹ کو صرف اس امر کے فیصل کرنیکا اختیار دیا گیا ہے کہ آیا کوئی (اور کون) فریق جسپر سمن کی تعمیل بموجب فقرہ اول دفعہ مذکور کے کیگئی ہے جائداد متنازعہ پر قابض ہے۔

دفعہ ۱۴۵ کے فقرہ اول کے رو سے مجسٹریٹ کو یہ اختیار عطا کیا گیا ہے کہ وہ فریقین کو طلب کرے اگر اُسے اس امر کا اطمینان ہو کہ ایک ایسا تنازعہ موجود ہے جس سے اغلباً نقص امن واقعہ ہوگا اور کہ وہ تنازعہ مذکور مین شامل ہین۔ ایک تعداد مطابق فیصلجات عدالت ہذا مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ کا اختیار سماعت نسبت فیصل کرنے سوالات قبضہ کے اُسکے اِس امر کی نسبت مطمئن ہونے پر مبنی ہے کہ ایک ایسا تنازعہ موجود ہے جس سے اغلباً نقص امن واقعہ ہوگا۔ اِن سندات کا یہ نتیجہ ہے کہ اختیار سماعت نسبت طلب کرنے خاص اشخاص کے بہی مجسٹریٹ کے اس امر کی نسبت مطمئن ہونے پر مبنی ہے کہ وہ تنازعہ مین حق رکہتے ہین۔ مجسٹریٹ کا فرض قبل جاری کرنے کارروائیات کے نہ صرف اس امر سے مطمئن ہونا ہے کہ ایک تنازعہ موجود ہے بلکہ حتی الامکان یہ معلوم کرنا ہے کہ کونسے اشخاص تنازعہ مین شامل ہین (یہ ایک ایسا امر ہے جسکے معنوں کا فیصل کرنا ہمارے لئے مقدمہ ہذا مین مطابق اُس رائے کے ضروری نہین جو ہمنے واقعات مقدمہ کی نسبت اختیار کی ہے) چنانچہ وہ طلب کئے جاسکتے ہین اور سوال قبضہ کا حتی الامکان فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

دوران کارروائیات مین ازادی فریقین کی نسبت کوئی اختیار نہین ہے الا جبکہ ابتدائی کارروائیات مین مجسٹریٹ کو اس امر کا اطمینان ہو کہ اُنکا تعلق تنازعہ سے ہے۔ بہ نسبت اُس اختیار کے جو تبدیلی فریقین کی نسبت ہے۔

اگر دوران کارروائیات مین مجسٹریٹ کو یہ معلوم ہو کہ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ دیگر فریقین بہی طلب کیے جاویں

۱۸۹۶ جون ۹ — جواب اس سنگھ بنام راجندرا نراین سنگھ

اور اسکے اس امر کا اطمینان ہو کہ وہ تنازعہ مین شامل تہے تو اسکے واسطے صرف ایک ہی طریقہ ہے اگر اسکا اختیار اسے حاصل ہو اسیقدر کہ نقص امن کا خطرہ ابہی موجود ہے کہ جدید کاروائی شروع کرے۔

دراصل فیصلہ مقدمہ راجندر داس بنام منوہر داس (۱) اس رائے کے نامطابق نہین ہے لیکن اگر فاضل ججان مقدمہ مذکور کا منشا یہ قرار دینے کا تہا کہ مجسٹریٹ دوران سماعت مین بلا جدید کاروائی ثبات کے اثر کرنیکے فریقہائے تعلقدار کے نام نوٹس جاری کرسکتا ہے تو ہماری رائے مین ججان مذکور ایسی رائے کے اختیار کرنے مین غلطی پر تہے۔

مقدمہ حال مین جگدیو جہا نابالغ تہا گو بیان کیا گیا ہے کہ وہ بطور مالک کے اپنی تنازعہ مین حق رکہتا تہا یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس حد تک اسکا تعلق تنازعہ کے ساتھ تہا اور مجسٹریٹ کے روبرو بروقت اوخال کاروائیات کوئی امر مین ایسا موجود نہ تہا کہ جگدیو جہا کسی طرح پر تنازعہ مین شامل تہا۔

اس معاملہ مین دو دیگر چہوٹے چہوٹے سوالات پیدا ہوتے ہین اولاً یہ کہ آیا مجسٹریٹ کو چاہیئے تہا کہ مقدمہ ملتوی کرے۔ ثانیاً یہ کہ آیا اسکا حکم غیر محدود ہے نسبت سوال اول کے سشن جج نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ امر غیر مناسب نہین ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ اس امر کے قرار دینے مین درستی پر ہے کہ سائلان کی خواہش یہی کہ ہمیشہ التوائے سے فریق ثانی کو تکلیف پہنچاوین۔ یہ ایک کافی وجہ نسبت اس امر کے ہے کہ ہم اسوجہ پر دست اندازی کرنے سے انکار کرین۔

باقی وجہ کا فیصلہ ڈپٹی مجسٹریٹ کی تشریح کے فقرہ سوم سے ہوتی ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ ہم دست اندازی کرنے سے انکار کرتے ہین۔

باجلاس آنریبل سر کومر پیٹرم صاحب چیف جسٹس اور آنریبل صاحب میکفرسن صاحب جسٹس و آنریبل صاحب جسٹس

۱۸۹۶ ستمبر ۱۰، ۱۴ و ۲۴ ستمبر

ایشان چندر دیک گرو (عذرداران) بنام جنی بادہب سرکار (مدیونڈگری) دیگر (ڈگریدار)

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲۴۴ - قائمقام مدیونڈگری - خریدار نیلام بعلت اجراء - خریدار کے حقوق کی سماعت تنازعات متعلق بہ نیلام کے یکجائی۔

مقدمہ جواب اجلاس کامل بمقدمہ اپیل نمبر ۵۹ حکم اپیل نمبر ۲۴۳ سنہ ۱۸۹۵ع

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۹ -

۱۸۹۶ء
جادو سرکار
بنام
بینی مادھب سرکار

یہ امر یقینی ہے کہ اُسے جائداد مین حق حاصل ہو جو کارروائیات مین مرہونہ ہے اور کہ استحقاق مذکور بذریعہ ڈگری
سے حاصل کیا گیا ہے گو بوساطت نیلام کے - اور کہ استحقاق مذکور کارروائیات کا تابع ہوگا بہرحال جس سے
اُسے نقصان ہو - اگر ایسا ہے تو یہ امر مشکل ہوگا کہ اُسکے استحقاق ازجانب نالش سے انکار کیا جاوے خواہ اُس کے
واسطے ایسا کرنا کیسا ہی بیفائدہ ہو بملحوظ اُس عرصہ کے جو قبل سماعت کے گذرنا چاہیئے -
بخلاف ازین دفعہ ۲۴۴ کی غرض نالشات کی زیادتی کو روکنے کی ہے اور اس غرض سے جوڈیشل کمیٹی نے یہہ ظاہر
کیا ہے کہ دفعہ مذکور کی تعبیر اُسکے احکام کی وسعت کے متعلق آزادانہ طور پر کیجانی چاہیئے -
اسلئے ہم اجلاس کامل سے اس سوال کا استصواب کرتے ہین کہ آیا مقدمات گورسندر لاہری بنام ہیم چندر
چودہری (۱) و نرائن اچارجی بنام گرگیوری (۲) جہانتک کہ اُنکی روسے فیصلہ کیا گیا ہے کہ خریدار استحقاق
انفکاک جائداد مرہونہ بعلت اجراء ڈگری اُن کارروائیات اجراء مین جو بر بنائے ایک ڈگری بربنا رہن ہین کی
گئی ہون بطور قائمقام مدیون ڈگری کے زیر دفعہ ۲۴۴ شامل نہین ہو سکتا درست طور پر فیصل کئے گئے ہین -

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو دگمبر چیٹرجی منجانب اپیلانٹ -

بابو کرونا سندہو مکرجی منجانب ڈگریدار رسپانڈنٹ -

ڈاکٹر راش بہاری گہوس :- مقدمہ گورسندر لاہری بنام ہیم چندر چودہری (۱) کے روسے ایک تمیز مابین
ایک خریدار نیلام بعلت اجراء ڈگری اور اُس خریدار کے کیگئی ہے جو جائداد کو بربنائے ایک انتقال منجانب
مدیون ڈگری کے خرید کرے [بیتھرم صاحب چیف جسٹس :- اپیلانٹ نے کیلے از جائداد ہائے مذکور
خرید کی تہی اور اب کل جائداد ہائے ڈگری رہن کے ایفاء مین نیلام کیجا رہی ہین - وہ جائداد جو اُسنے خرید
کی تہی اوّلاً نیلام پر چڑہائی گئی ہے آیا اُسکا عذر یہی ہے ؟] وہ ایک عذر ہے اور نیز وہ شامل مسل کیا جانا
چاہتا ہے [بیتھرم صاحب چیف جسٹس :- تم چاہتے ہو کہ زیر دفعہ ۲۴۴ - اُن سوالات کا فیصلہ کیا جاوے
جو مابین فریقین کے اُس مقدمہ کے پیدا ہوئے ہین جسمین ڈگری اُنکے قائم مقامان پر صادر کیگئی تہی -
آیا محض اس امر واقعہ سے کہ تمنے یہ ظاہر کیا ہے کہ تم کسی جزو جائداد کے خریدار ہو تم شامل مسل کئے جانیکے
مستحق ہوتے ہو؟ - آیا یہ ضروری نہوگا کہ ایک درخواست (زیر دفعہ ۲۴۴ نہین) نسبت ایزاد کئے جانے مقدمہ دار
کے زیر دفعہ متعلقہ بہ تبدیلی دائر کیجائے ؟]

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۵۵
(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۲۹۴ -

۱۸۹۷
ستمبر
ایشان چندر سرکار
بنام
بینی مادہب سرکار

وہ زیر دفعہ ۲۴۴ شامل مسل ہونا چاہتا ہے [اوکنلی صاحب جسٹس :- قرار یہہ دیا جاچکا ہے کہ دفعہ مذکور کارروائیات
اجرا سے متعلق نہیں ہوتی] یہ صورت صرف اجرا ڈگری زر نقد مین ہوتی ہے۔ لیکن جہان ایک ڈگری رہن موجود
ہو تو نالش اسوقت تک جاری رہتی ہے جبتک کہ جائداد نیلام کیجائے اور روپیہ مرتہن سے وصول کیا گیا ہو
[پیتھرم صاحب چیف جسٹس :- سوال یہ ہو جاتا ہے کہ آیا جائداد مرہونہ کے خریدار کہ کارروائیات اجرا مین ہماعت
کئے جانیکی نسبت منصب اعتراض محض اسوجہ سے حاصل ہے کہ وہ خریدار ہے] یا کہ آیا وہ اسی غرض سے شامل
مسل کیا جانا چاہیئے [پیتھرم صاحب چیف جسٹس :- ہمسے اس امر کی استدعا نہین کیگئی] گھٹ صاحب جسٹس و
سٹیونس صاحب جسٹس نے عملی طور پر یہی فیصلہ دیا تھا جبکہ انہون نے یہ قرار دیا تھا کہ عذر دار کو استحقاق
اپیل حاصل ہے [اوکنلی صاحب جسٹس :- انہون نے یہ فیصلہ نکیا تھا انہون نے اُسکا استصواب کیا تھا۔
بنیرجی صاحب جسٹس :- اگر انہون نے اُس سوال کا فیصلہ کیا ہے تو ہمسے کس امر کے فیصل کرنیکی استدعا
کیجاتی ہے ؟] میرا عذر یہ ہے کہ عدالت کو اب اُسکا فیصلہ کرنا چاہیئے بلحوظ اُس طریق کے جو کارروائیات
نے اختیار کیا ہے کہ عذر دار نے ایک درخواست بطور فریق ایزاد کئے جانیکی نسبت کی ہے [اوکنلی صاحب
جسٹس :- مسل سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے کوئی درخواست نہین کی] بالفرض اگر دفعہ ۲۴۴ متعلق ہو تو صرف
ایک ہی اپیل زیر دفعہ ۵۸۸ ہو سکتا ہے] واقعی ایسا ہی ہے لیکن گھٹ اور سٹیونس صاحبان جسٹس نے اسے
بطور اپیل دوم کے متصور کیا ہے [ٹریولین صاحب جسٹس :- جہانتک مجھے معلوم ہے دفعہ ۲۴۴ کی نسبت
اہم طور پر عدالت ہذا کے صیغہ ابتدائی مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ بعد ڈگری کے کسی شئے سے متعلق نہین ہوتی]
لیکن بعض اغراض کے لئے ایک نالش زیر دفعہ ۲۴۴ بطور ایک شدہ نالش کے متصور کیجاسکتی ہے گو ڈگری بھی صادر
ہو چکی ہو۔ گوکل چندر گوسامی بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل (۱) ملاحظہ طلب و حکم گھٹ صاحب جسٹس و سٹیونس صاحب جسٹس
مشعر بحالی استحقاق عذر دار در بارہ اپیل دوم ایک ایسا حکم ہے جو ابتک موجود ہے [اوکنلی صاحب جسٹس :-
نہین یہ ہرگز نہین ہے جبکہ ایک مقدمہ کا استصواب اجلاس کامل سے کیا جائے تو تمام مقدمہ فیصل کیا جانا
چاہیئے اور کوئی امر باقی نرکہا جانا چاہیئے [پیتھرم صاحب چیف جسٹس :- دفعہ ۲۴۴ مین یہ حکم ہے کہ سوالات
مابین فریقین یا اُنکے قائممقامان کا فیصلہ کارروائیات اجرا مین کیجانا چاہیئے۔ جیسا کہ مین اُسکو سمجھتا ہون
قرار یہہ دیا گیا ہے کہ دفعہ ۲۴۴ بعد ڈگری کے متعین نہین ہوتی۔ ممکن ہے کہ تم یہہ عذر کرسکو
کہ اگر دفعہ ۲۴۴ متعلق نہین ہوتی تو قائممقامان کو ایک منصب اعتراض زیر دفعہ ۲۴۴ حاصل ہونا چاہیئے،

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۶، و کلکتہ لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۵۶۹۔

گو وہ شامل مسل نہین کئے گئے اور اغلباً یہی فاضل ججان کا منشا ہو سکتا ہے] لیکن اپیل عدالت کے فیصلہ کے واسطے صرف یہ ہے کہ آیا مقدمہ گور سندر لاہری بنام ہیم چندر چودہری (۱) درست طور سے فیصل کیا گیا ہے [میتھرم صاحب چیف جسٹس :- اِس مقدمہ مین وہ سوال پیدا ہوتا ہے جسکا ذکر دفعہ ۲۴۴ مین کیا گیا ہے اسلئے وہ ایک ڈگری کی تعریف مندرجہ دفعہ ۲ مجموعہ مذکور کی ذیل مین آتا ہے] ہان یہ ایک ایسا حکم ہے جسکے روسے سوائے محض سوال ضابطہ کے اور کچہہ فیصل کیا گیا ہو۔ [میتھرم صاحب چیف جسٹس :- آپ عدالت ہذا سے کس امر کا فیصلہ کرانا چاہتے ہین ؟] مین عدالت سے اس امر کا فیصلہ کرانا چاہتا ہون کہ اپیلانٹ کو ایک منصب اعتراض داخل کئے جانیکی نسبت حاصل ہے اور اُسے ایک ایسے قوہ نسبت سماعت کئے جانے کے دیا جانا چاہئے جسکے عطا کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔ یہ عذر نہین کیا جا سکتا کہ وہ اُن کارروائیات کا پابند نہین ہو سکتا جو ڈگریداران رہن کے موثر کرانے کے واسطے کی ہین -

یہ امر بالکل صریح ہے کہ ایک خریدار بروئے نیلام لازمی کے اصول مقدمہ متدائرہ کے تابع ہے بالکل اُسی طرح جیسے کہ ایک خریدار بروئے انتقال بالارادہ کے ہوتا ہے راد ہا مادہب ہولدار بنام منوہر مکرجی (۲) راج کشن مکرجی بنام راد ہا مادہب ہلدار (۳) لالہ کالی پرشاد بنام بولی سنگہ (۴) جہاڑو بنام راج چندر داس (۵) گوبند چندر رائے بنام گرو چرن کرموکار (۶) رامچندر کو ٹلکار بنام مہادیجی کولنگار (۷) کشن لال بنام گنگا رام (۸)

ملاحظہ طلب [ٹریویلین صاحب جسٹس :- تمہاری بحث یہ ہے کہ ہر ایک خریدار حق قبل ڈگری کے مستحق اس امر کا ہے کہ بعد ڈگری کے حاضر ہو کر قبل وقوع مین آنے نیلام کے فریق بنائے جانیکی استدعا کرے] ہان اسکا یہی منشا ہے [میتھرم صاحب چیف جسٹس :- مجھے یہ خیال کرنا چاہئے تہا کہ سوال یہ تہا کہ کونسی نقصان کے ریونکے کیواسطے دفعہ ۲۴۴ مرتب کیگئی تہی - میرے خیال مین نقصان مذکور زائد یا متنازعات تہا۔ کیون اُس شخص کو جسکے قبضہ مین ایک جزو جائداد زیر بحث ہو اُسی جزو جائداد کے متعلق قائمقام نہونا چاہئے ؟ -] مقدمہ نرائن اچارجی بنام گریدہاری (۹) صریح طور پر ممیز ہو سکتا ہے۔ مقدمہ مذکور مین عدالت ہرگز ایک ڈگری رہن کی نسبت کارروائی نکر رہی تہی -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۵ -
(۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۵۶۲ ، دلا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۹۹ -
(۳) ویکلی رپورٹ جلد ۲۱ صفحہ ۳۴۹ -
(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۸۹ -
(۵) " " " جلد ۲ صفحہ ۲۹۹
(۶) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۹۴
(۷) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۴۱ (۱۴۵)
(۸) " " الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۳۸ (۵۱)
(۹) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۰۴ -

مترانی دہن چندر سرکار بنام مینی مادہب سرکار

۱۸۹۶
ایشان چندر سرکار
بنام
بینی مادھب سرکار

وہ صرف ایک ڈگری زرنقد تھی۔ اسلئے کوئی سوال متعلق مقدمہ متنازعہ مقدمہ مذکور مین موجود تھا۔ ایک شخص جسکی حیثیت اپیلانٹ کی سی ہو یا تو اس امر کا مستحق ہونا چاہیئے کہ شامل ہو کر ایک فریق بنایا جاے یا اس امر کا کہ ایک نالش جداگانہ دائر کرے۔ اور ان دو طریقون مین سے زیادہ تر مناسب اور درست طریق یہ ہے کہ وہ فریق بنایا جاے کیونکہ وہ ازدیاد نالشات کا مانع ہوگا [آنریبل] صاحب جسٹس۔ بظاہر زیر دفعہ ۴۱ ایکٹ انتقال جائداد ایک جزوی مالک کو استحقاق انفکاک حاصل ہے] لیکن وہ سوال جسکا استصواب عدالت سے کیا گیا ہے دراصل یہ ہے کہ آیا وہ قاعدہ جو بلاشبہ طور پر ایک بالارادہ خریدار کی صورت سے متعلق ہوتا ہے ایک خریدار نیلام سے بھی متعلق ہوتا ہے مین یہ عذر کرتا ہون کہ خریدار استحقاق انفکاک راہن کا قایم مقام ہے اسکے برخلاف کوئی سند موجود نہین ہے اور نہ کوئی وجہ نسبت اس امر کے موجود ہے کہ امر زیر بحث کے متعلق کوئی تمیز مابین دو قسم کے خریداران کے کیجاے مقدمہ عنایت حسین بنام گردہاری لال (۱) مین یہ امر صحیح طور پر قرار دیا گیا ہے کہ حکام موصوف کی راے مین کوئی بنا اصولاً یا سنداً نسبت کسی ایسی تمیز کے موجود نہین ہے "یعنے کوئی ایسی تمیز بحق اس شخص کے نہین کیجا سکتی جو بذریعہ نیلام بعلت اجراے ڈگری دعویدار ہو بمقابلہ اس شخص کے کہ قایم مقام کے جو عام انتقال کے رو سے دعویدار ہو بیشک حکام موصوف مقدمہ مذکور مین ایک سوال میعاد کی نسبت کارروائی کر رہے تھے۔ لیکن اصول مذکور مساوی طور پر صورت حال سے بھی متعلق ہے اور مسئلہ مذکور مین برو فیصلہ مقدمہ ڈنبد ناتھ سنیال بنام رام کمار گہوس (۲) کسی کچھہ خلل واقعہ نہین ہوتا۔ ایک خریدار نیلام بعلت اجراے ڈگری کی نسبت قرار دیا گیا ہے کہ وہ قائم مقام حقیقی مدیون ڈگری حسب منشا دفعہ ۲۔ ایکٹ شہادت ہے ملاحظہ ہو الوپو رنادہی بنام نفر پودار (۳)۔

سوال ایزادی فریقین کے متعلق یہ امر صریح ہے کہ وہ اشخاص جنکے حقوق مین خلل واقعہ ہوا ہو زیر دفعہ ۳۲ فریق بنائے جا سکتے ہین۔ احمد بہائی حبیب بہائی بنام ولابہائی قاسم بہائی (۴) دربا خانم بنام نور جہان بیگم (۵) ملاحظہ طلب۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۱ء کو اپیلانٹ نے یہ عذر کیا تہا کہ اسکا حصہ جائداد اوتو نیلام نکیا جانا چاہیئے۔ اسکا عذر منظور کیا گیا تہا اور ایک حکم بدین مضمون صادر کیا گیا تھا کہ کل جائداد بجنسہ نیلام کیجانی چاہیئے چنانچہ اسکی نسبت یہ تسلیم کیا گیا تہا کہ اسکے حاضر ہونے اور سماعت کئے جانیکا

(۱) مدراس انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۹ (۳۰۰) دبنگال لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۲ صفحہ ۷۵ (۷۸)۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۰ اور لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۶۵۔

(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۸

(۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۲۳ - (۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۹۰-

۱۸۹۶ء
ایشان چندر کار
بنام
بینی مادہب

حق حاصل تہا۔ اور ہر دو فریقہائے کی سماعت کیگئی تہی۔ اور حکم مذکور کی نارضی سے اپیل نکیا گیا تہا۔

بابو کرونا سند ہو مکرجی منجانب ریسپانڈنٹ منتقل الیہ ڈگری رہن:۔ عذر دار حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور ایک قائمقام نہین ہے۔ دفعہ مذکور کی ضمن (ج) مین بطور ایسے سوالات کے جنکا فیصلہ زیر دفعہ مذکور ہو سکتا ہو وہ سوالات بیان کئے گئے ہین جو ابین فریقین نالش بابتہ کہ اور انکے قائمقامان کے ہون۔ اسمین مدیونڈگری کی دفعات کا فیصلہ پہلے سے کیا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ واضعان قانون کا منشاء "ذاتی قائمقامان" کلہے یعنی کسی ایسے شخص کا جو کامل طور پر جائداد کا قائمقام ہو اور جو احکام مصدرہ کا پابند ہو۔ آخری فقرہ دفعہ مذکور کے معنے اور منشا بہی بالکل یہی ہین۔ اسمین خریدار شامل نہین ہے خواہ اسنے ذاتی طور پر خرید کی ہو یا اجراء ڈگری مین بالفاظ دیگر واضعان قانون نے ان اشخاص کی طرف اشارہ کیا ہے جنکے برخلاف ڈگری کا اجرا کیا جاتا ہے اور اشخاص مذکور کا ذکر دفعات ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۴ مجموعہ مذکور مین کیا گیا ہے۔ وہ ایسے اشخاص ہین جنکا ذکر مقدمہ نرائن چارجی بنام گریگوری (۱) مین کیا گیا ہے جو در اصل قابل تمیز نہین ہے۔

نسبت ایزادی فریقہائے بعد ڈگری کے یہ عذر ہے کہ وہ نہین کیجا سکتی۔ ایک جدید نالش دائر کیجانی چاہئے ملاحظہ ہو گوڈل بنام سوری بنک (۲) [بیتہیرم صاحب جسٹس:۔ وہ ایک نالش بربنائے ڈگری رہن تہی۔ اور کہ فیصلہ اس حجت پر مبنی ہے کہ بعد ڈگری کے کوئی نالش دائر نہین ہے] وہی بات ہے۔ فریقہائے بعد آخری فیصلہ کے ایزاد نہین کئے جاسکتے۔ گو وہ کسی وقت قبل اسکے ایزاد کئے جاسکتے ہین۔ ملاحظہ ہو اٹرنی جنرل بنام کارپوریشن آف برمنگہم (۳) وائیکلی نوٹس ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۱۸ کارروائیات نیلام حال کی نسبت یہ تصور نہین کیجاسکتا کہ تکمیل نالش ابتدائی کے ہین [بیتہیرم صاحب جسٹس: لیکن اگر نالش اور اسکی ڈگری ایسے اغراض کے لئے ہو جو بطور موجود اغراض کے لئے متصور کئے گئے ہون تو تم کس طرح پر کہہ سکتے ہو کہ کوئی نالش دائر نہین ہے] میرا عذر اس حد تک ہے جہانتک کہ جائداد مرہونہ کا علاقہ ہے جبکہ قطعی حکم زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد صادر ہوا ہو تو محض یہ امر واقعہ کہ ڈگریدار ایک اور ڈگری کسیقدر عرصہ بعد حاصل کرسکتا ہے کوئی وجہ اسلئے کی نہین ہے کہ کیون ڈگری بطور ایک قطعی ڈگری نالش کے متصور نہونی چاہئے۔ الفاظ "دوران نالش مین" مندرجہ دفعہ ۲۷۲ مجموعہ مذکور

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۰۴
(۲) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۹ (۱۰۵)
(۳) لاء رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۳

سنہ ۱۸۹۶ع
ایناچندر پکاسر
بنام
مینی دہب اسکار

اُس نالش سے متعلق ہین جسمین کوئی قطعی حکم صادر نہوا ہو۔ گوکل چندر گوسامی بنام ایڈمنسٹر یٹر جنرل (۱) ملاحظہ طلب۔ لفظ "قائمقام" مندرجہ ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور سے مراد صرف اُس شخص کی ہے جو فریقین نالش مین سے کسی ایک کے استحقاق کا وارث ہو بعد اسکے کہ ڈگری صادر ہوئی ہو۔ ملاحظہ ہو کمیشور پرشاد بنام رن بہادر سنگہ (۲) نیز کسطرح پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذدار ایک قائمقام مندرجہ مسل ہے جبکہ اُسنے کبھی شامل مسل کئے جانیکی درخواست نہین کی محض اسوجہ سے کہ اُسنے عدالت ماتحت مین عذرات کئے تھے وہ مستحق اس امر کا نہین ہو تا کہ وہ بطور ایک قائمقام مندرجہ مسل کے متصور کیا جائے۔ چونکہ اُسکا نام مسل مین درج نتہا لہذا یہ کہنا ناممکن ہے کہ وہ کبھی کسی فریق نالش کا قائمقام حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) مجموعہ مذکور ہو اتہا۔ ملو درستہا بنام ہر گوبند داس کو نبر تو (۳) ملاحظہ طلب۔

بہت سے ایسے مقدمات بہی موجود ہین جہانکہ ایک تمیز ما بین بالارادہ خریدار اور خریدار نیلام بعلت اجراء کے کیگئی ہے مثلاً مقدمہ سندرو ناتہ سنیال بنام رام کما رگہوس (۴)۔ نیز یہ بہی قرار دیا گیا ہے کہ خریدار نیلام عدالت ایک فریق یا قائمقام فریق حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور نہین ہے ملاحظہ ہو دستوانا تہہ چرودنا نک بنام سبرایا شواپاشیٹی (۵)، ہیرالال چیٹرجی بنام گورمنی دیبی (۶)

ڈاکٹر راش بہاری گہوس جوابًا

عدالت نے غور کیا۔

تجویز اجلاس کامل بنرجی صاحب جسٹس نے (باتفاق رائے بیتہرم صاحب چیف جسٹس و اکینلی و میکفرسن و ٹریویلین صاحبان جسٹس) صادر کی:—

رسپانڈنٹ اپیل ہذا ایک ڈگری رہن کا منتقل الیہ ہے جسکی روسے جائداد واقع مرہونہ کے نیلام کا حکم دیا گیا ہے اپیلانٹ بیکے از جائداد ہائے مرہونہ کا خریدار ایک نیلام بعلت اجراء ڈگری زرنقد ہے جو راہن کے برخلاف صادر ہوئی تہی۔ اسکی خرید کی تاریخ تاریخ ڈگری رہن سے بعد کی ہے۔

ایک درخواست منجانب رسپانڈنٹ بغرض اجراء ڈگری بذریعہ نیلام جائداد خرید کردہ اپیلانٹ بعد انقضائے

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۸، و کلکتہ لاء رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۵۶۹

(۲) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۰ (۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۵

(۴) " " " جلد ۷ صفحہ ۱۰۷ و لاء رپورٹ انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۶۵

(۵) " " بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۹۰ (۶) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۶

۱۸۹۶ء
ریان چند گھوش
بنام
بینی مادھب ...

ایپلانٹ کے عذر پر یہ حکم دیا کہ جملہ جائداد مستغرقہ مرہونہ یکجا نیلام کیجائین - اور بعد حکم مذکور کے مقدمہ اجرا جاری
کیا گیا تھا -

ایک جدید درخواست اجرا اب گذرانی گئی ہے اور اشتہار نیلام تین حصص مین نیلام کئے جانیکی نسبت
صادر کیا جا چکا ہے اور وہ جائداد جو ایپلانٹ نے خرید کی ہے بطور ایک ایسی جائداد کے مذکور ہے جو
سب سے پہلے نیلام کیجانی ہے - ایپلانٹ نے عذر کیا اور اُسکا عذر ہر دو عدالتہائے ماتحت نے اسوجہ پر
نامنظور کیا کہ اُسے زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کوئی منصب اعتراض حاصل نہین ہے -

بنا رضی فیصلہ عدالت ماتحت مذکور کے اپیل ہذا رجوع کیا گیا ہے اور اُن فاضل ججان کی جنکے روبرو اپیل
ہذا بغرض سماعت پیش ہوا تھا یہ رائے تھی کہ فیصلہ مذکور غلط تھا. لیکن چونکہ اُنکی تائید برخلاف فیصلہ عدالت ہذا
بمقدمہ نرائن اچارجی بنام گریگوری (۱) و مقدمہ گورسندر لاہری بنام ہیم چندر چودھری (۲) کے ہوتی تھی اسلئے
اُنہون نے اس معاملہ کا استصواب اجلاس کامل سے کیا ہے -

یہ سچ ہے کہ حکم استصوابی کے رو سے اجلاس کامل کے روبرو صرف اس سوال کا استصواب کیا گیا ہے کہ
آیا مقدمات گورسندر لاہری بنام ہیم چندر چودھری و نرائن اچارجی بنام گریگوری جہانتک کہ اُنکے رو سے ایس
امر کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک خریدار استحقاق انفکاک جائداد مستغرقہ مرہونہ بہ نیلام بعلت اجرا و کارروائیات
اجرا مین بر بنائے ایک ڈگری بر بنائے رہن کے بطور قائمقام مدیون ڈگری زیر دفعہ ۲۴۴ شامل نہین ہو سکتا -
درست طور پر فیصل کئے گئے ہین حالانکہ بروئے قاعدہ ۲ - قواعد عدالت ہذا متعلق بہ استصواب ہائے از
اجلاس کامل کے (باب ۸ قواعد عدالت ہذا مطبوعہ ۱۸۹۱ء) کل اپیل کا استصواب اُس سے کیا جانا چاہیئے
تھا. لیکن اس بات سے مقدمہ ہذا مین کوئی فرق نہین آتا - یہ دیکھکر کہ وہ سوال جسکا استصواب ہے کیا
گیا ہے صرف ایک ہی اہم سوال اپیل ہذا مین ہے اور اپیل کا فیصلہ اُسی سوال کے فیصل کئے جانے پر
مبنی ہے - اگر ایپلانٹ حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ (ج) مدیون ڈگری کا قائمقام ہے تو چونکہ وہ سوالات
جو اُسنے عدالت اول مین اُٹھائے تھے سوالات متعلق بہ اجرا ڈگری تھے اسلئے اُنکا فیصلہ عدالت ماتحت کو کرنا
چاہیئے اور وہ صحیح طور پر سماعت کئے جانیکا مستحق ہے - اگر بخلاف ازین وہ حسب منشاء دفعہ مذکور مدیون ڈگری کا قائمقام نہین ہے

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۰ صفحہ ۳۰۴ -

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۳۵۵ -

سنہ ۱۸۹۶ء
ایشان چندر بسٹر
بنام
بینی مادہب گاڑ

تو اپیل بنا بروئے واقعات کے اسی طرح پر نا کامیاب ہیگا جیسا کہ اس ابتدائی مذہب پر رہتا ہے کہ کوئی اپیل ہو نہین سکتا ۔

سوال بیان کردہ ہنسر ایک جوابات پر اپیل ہذا کا فیصلہ یعنی لفظ قائمقام مندرجہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا ہے مدیون ڈگری پر مبنی ہے ۔ اسکے دو معنے بھی ہوسکتے ہین جو عام طور پر مقرر قائمقام قانونی کو دیئے جاسکتے ہین یعنی یہ کہ اسمین صرف وارث وصی یا مہتمم مدیون ڈگری شامل ہے نہ کہ خریدار استحقاق مدیون ڈگری ۔ خواہ خرید ایک خانگی بیع مین لیگئی ہو یا نیلام بعلت اجرا مین جیسا کہ الہ آباد ہائیکورٹ نے مقدمہ سندر کی لال بنام جواہر (۱) وجگت نراین بنام جگروپ (۲) مین قرار دیا تہا یا اُس سے مراد قائمقام استحقاق ہوسکتی ہو اور اسمین خریدار استحقاق مدیون ڈگری شامل ہوسکتا ہے جو بعد استحقاق مذکور کے ڈگری کا پابند ہے خواہ خرید ایک بیع خانگی مین لیگئی ہو یا نیلام بعلت اجرا مین جیسا کہ پاتھکس صاحب جسٹس نے مقدمہ اشٹ بہاری مکھوپادھیا بنام سرنوموئی (۳) مین تحریر اظہار کی ہے ۔ یا اسکے معنے ہر دو معانی مذکورہ کے بین بین ہوسکتے ہین یعنے نہ تو معنی اول الذکر جیسے محدود معنے اور نہ موخر الذکر جیسے وسیع ۔ یعنے اس سے مراد ایک قائمقام استحقاق ہوسکتی ہے اور اسمین خریدار حقوق مدیون ڈگری بہ بیع خانگی شامل ہوسکتا ہے جو ڈگری کا پابند ہو نہ کہ خریدار نیلام بعلت اجرا جیسا کہ عدالت ہذا نے مقدمہ گورسندر داہری بنام ہیم چندر چودہری (۴) مین قرار دیا ہے مگر ایک امر بالکل صریح ہے خواہ لفظ مذکور کے معنے کل معانی مذکورہ مین سے کوئی ہون اور اسمین مدیون ڈگری کے استحقاق کا خریدار شامل ہو تو ایسا خریدار وہ شخص ہونا چاہیئے جسپر ڈگری مذکور موثر ہو ۔ لیکن ایک فریق نالش کے استحقاق کا خریدار جسے ڈگری مذکور سے کوئی نقصان نہ پہنچا ہو کسی طرح پر بطور قائمقام فریق مذکور کے حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ متصور نہین ہوسکتا ۔ اس امر کے متعلق کل سندات کا اتفاق ہے ملاحظہ ہو اشٹ بہاری مکھوپادھیا بنام سرنوموئی (۳) سندر کی لال بنام جواہر (۱) شورام منیتامن بنام جیو (۵) اور یہ امر بحث منجانب اپیلانٹ مین تسلیم کیا گیا ہے جو اس قیاس پر مبنی تہی کہ اپیلانٹ بحیثیت خریدار جزو جائداد مرہونہ بعد صدور ڈگری برمبنائے رہن کے ڈگری مذکور کا پابند تہا ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۴
(۲) " " " صفحہ ۲۵۴
(۳) " " کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۰۴
(۴) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۳۵۵
(۵) " " بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۷

۱۸۹۶ء
ایشان چندر سرکار
بنام
بینی مادھب سرکار

اسلئے وہ سوالات جو غور طلب پیدا ہوتے ہین یہ ہین :-

اولاً :- آیا لفظ "قائمقام" مندرجۂ دفعہ ۲۴۴ سے جبکہ وہ بحوالہ مدیون ڈگری کے استعمال کیا جاے صرف اُسکا قائمقام قانونی مراد ہے یعنے اُسکا وارث یا وصی یا مہتمم یا کہ اُس سے مراد اُسکا قائم مقام استحقاق ہے اور اُسمین اُسکے استحقاق کا خریدار بہی شامل ہے جو تابحد استحقاق مذکور کے ڈگری کا پابند ہو اور -

ثانیاً :- آیا در صورتیکہ لفظ مذکور کے موخر الذکر معنی ہون کوئی اس امر کی نسبت موجود ہے کہ معنی مذکور میں مدیون ڈگری کے استحقاق کے خریدار نیلام بعلت اجراء کو مستثنے رکہا جائے -

نسبت سوال اول کے ایک وجہ نسبت اختیار کرنے لفظ مذکور کے اُن محدود معنون مین تاکہ اُسمین صرف وارث یا وصی یا مہتمم شامل ہو اور لارڈ فیلڈ صاحب جنہون نے اپنے فیصلہ مقدمہ جگت نرائن بنام جگروپ[1] مین اسطرح پر بیان کی ہے :- "میری رائے مین لفظ قائم مقام مندرجہ دفعہ ۲۴۴ سے مراد جائداد مدیون ڈگری کے خریداران کو شامل کرنیکی نہین ہے ہم مجموعہ مین خاص احکام نسبت اس امر کے دیکہتے ہین کہ منتقل الیہم ڈگری کے بذریعہ انتقال یا اطلاق قانونی کو اس قابل بنایا گیا ہے کہ اپنی ڈگریہائے کا اجرا بخلاف قائمقام قانونی متوفی مدیون ڈگری کے کرین (دفعہ ۲۳۴) اگر ایک منتقل الیہ مدیون ڈگری کے برخلاف ڈگری کے اجرا کرنیکا اختیار عطا کرنے کا منشا ہوتا تو غرض مذکور کے موثر کرنیکے واسطے دفعہ ۲۳۴ کی طرح کوئی اور ایسا ہی حکم صادر کیا گیا ہوتا اور اُسکا موجود نہونا مع اِس امر واقعہ کے جو خفیف ہے کہ قائمقامان قانونی جنکا ذکر دفعہ ۲۳۴ مین کیا گیا ہے صرف وارثان متوفی مدیون ڈگری تک محدود ہین - یہ نتیجہ پیدا کر سکتا ہے کہ لفظ "قائمقام" مندرجہ دفعہ ۲۴۴ کے کوئی وسیع تر معنے بہ نسبت وارث یا موہوب لہٗ یا وصی کے نہین ہین جو نیز ایک مشابہ معنے ہین" ایک اور وجہ اُسی رائے کی تائید مین اُس دقت پر مبنی بیان کیگئی ہے جو اُس صورت مین وقوع مین آئیگی اگر اسکے مخالف رائے درست قرار دیجائے اور کسی خفیف سی جزو جائداد مدیون ڈگری کے خریدار کو اس امر کا مستحق قرار دیا جاے کہ وہ بطور قائمقام مدیون ڈگری کے شامل ہو -

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۵۲ -

سنہ ۱۸۹۶ع
ستمبر ۱۲
ایشان چندر
بنام
سنی ادھب

اسمین کچھ شک نہین کہ وجوہات مذکور غور طلب ہین۔ لیکن یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہر ایک خریدار جائداد
مریونڈگری کے لفظ "قائمقام" مدیونڈگری زیر دفعہ ۲۴۴ مین شامل کرنیکی استدعا نہین کیگئی۔ صرف اُس
صورت مین جبکہ خریدار جائداد مدیونڈگری بابت جائداد مذکور کے ڈگری کا پابند ہو خریدار مطابق مذہب اپیلانٹ کے
لفظ مذکور کے معنون مین آسکتا ہے اور ایسی صورت مین اصولاً یہ بیان کرنا مشکل ہے کہ خریدار قائمقام استحقاق
مدیونڈگری نہین ہے یا یہ کہ اُسکے سماعت کئے جانے سے انکار کیا جائے اگر اُسنے اجرا کے برخلاف کسی عذر کی
استدعا کی ہو وہ ڈگری کا پابند ہے اور اُسپر کارروائیات اجرا اُس حد تک موثر ہین جہانتک کہ اُنکا تعلق
اُس جائداد سے ہے جو اُسنے خرید کی ہے۔ مگر بخلاف ازین ممکن ہے کہ وہ جماعت جو بطور مدیون ڈگری کے
شامل مسل ہے بالکل بے تعلق ہو جہانتک کہ اجرا جائداد مذکور کے برخلاف ہو رہا ہو۔ محض اسوجہ سے
کہ اُسکے اب کوئی استحقاق اُسمین حاصل نہین ہے ایسی صورت مین اجرا در اصل خریدار کے برخلاف
ہو رہا ہے گو بہ اُسکے نام طور پر وہ بخلاف مدیونڈگری شامل مسل کے ہو۔ اور اجرا مذکور کا بلا سماعت
کرنے عذرات خریدار کے جاری کہنا جبکہ وہ اس امر کے ثابت کرنے پر تیار ہو کہ اجرا حسب استدعا اس
وجہ سے جاری نرہنا چاہئے کہ ڈگری زائد المیعاد ہے یا اُسکا ایفا کیا گیا ہے یا دیگر کوئی اور بہتر وجہ
موجود ہو گویا ایک ایسا طریق اختیار کرنا ہے جسکے رو سے ایسی سخت مشکل خریدار پر عائد کیجائے کہ
مجھے چاہئے کہ مین اُسے بطور درست قرار دینے کے بحال رکھنے مین تامل کرون الا جبکہ قانون اس امر
کے متعلق نہایت صریح ہو لیکن آیا قانون ایسا صریح ہے ؟ مین نہین کہ سکتا کہ وہ ایسا ہے۔ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۲۴۴ مین لفظ "قائمقام" کا استعمال کیا گیا ہے جسمین بہتر طور سے قائمقام
استحقاق یعنی خریدار استحقاق مدیونڈگری مندرجہ بالا بھی شامل ہو سکتا ہے جسکے برخلاف ڈگری
نقصان پہنچا ہوا اور یہی رائے بائکنس صاحب جس نے مقدمہ اشی بہاری کہوا بد دہیانام ہرنو بولی
(۱) مین اختیار کی ہے۔ صرف ایک ہی مقدمہ عدالت ہذا جسکی طرف ہماری توجہ اس غرض سے رجوع
کیگئی ہے کہ اُسمین بظاہر مختلف رائے اختیار کیگئی ہے مقدمہ رائن اچارجی بنام گرگیو ری (۲) ہے
لیکن امتحان سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکور متعلق نہین ہے۔ مقدمہ مذکور مین وہ ڈگری
جسکے اجرا کی استدعا کیگئی تہی جیسا کہ عدالت نے قرار دیا ہے محض ایک ڈگری زر نقد تہی اور خریدار

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۴ –

(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۳۴۴

۱۸۹۴ء ایشان چندر سرکار بنام بنی مادہب ہولدار

جسکی نسبت یہہ قرار پاگیا تہا کہ وہ فریق نالش نہین ہے اور نہ وہ ایک فریق کا ذاتی قائمقام ہے اور اسلئے زیر دفعہ ۱۱ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء عدالت ماتحت کے اُس حکم کی نارضی سے اپیل نہین کرسکتا جسکے بروے اُسکا عذر نامنظور کیا گیا ہے۔ مدیونِ ڈگری کے کسی استحقاق مندرجہ جائداد کا خریدار تہا جو ڈگری کے تابع تہا۔ نسبت مقدمہ گورسندر لاہری بنام ہیم چندر چودہری (۱) کے ہماری یہہ رائے ہے کہ گو اُس مین یہ فیصل کیا گیا ہے کہ ایک خریدار استحقاق مدیونِ ڈگری بعلت اجرا حسب منشا دفعہ ۲۴۴ اُسکا قائمقام نہین ہے تاہم اُسکے بروے صریح طور پر یہہ فیصل کیا گیا ہے کہ خریدار استحقاق مدیونِ ڈگری بہ بیع خانگی ایسا قائمقام ہے رفع ہمو تعبیر یہہ بہی بیان کرنا چاہئے کہ چونکہ دفعہ ۲۴۴ کی غرض ازدیاد تنازعات کو روکنے کی ہے اسلئے اُسکی ازادانہ تعبیر کیجانی چاہئے جیسا کہ عدالت ہذا اور نیز حکام عالیمقام پریوی کونسل نے رائے ظاہر کی ہے۔ ملاحظہ ہو پنچانن بند دپادہیا بنام ربیعہ بیبی (۲) و پرِ دِمنو کمار سنیال بنام کالی داس سنیال (۳)

پس چونکہ موازنہ سندات عدالت ہذا مین اگر قطعی طور پر صحیح نہین تو بلا شبہ طور پر اس رائے کے مخالف نہین ہے کہ خریدار استحقاق مدیونِ ڈگری جو مابعد اپنے استحقاق کے ڈگری کا پابند ہے حسب منشا دفعہ ۲۴۴ اُسکا قائمقام ہے موازنہ وجوہات بہی صریح طور پر رائے مذکور کی تائید مین ہے۔

اب اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا کوئی جائز وجہ لفظ "قائمقام" کے معنو کی محدود کرنیکی موجود ہے تاکہ مدیونِ ڈگری کے استحقاق کے خریدار نیلام بعلت اجرا کو اُسمین سے مستثنے کیا جائے۔ جہانتک کہ مین دیکھہ سکتا ہون کوئی تمیز اصولاً مابین خریدار استحقاق مدیونِ ڈگری بہ بیع خانگی اور خریدار استحقاق مذکور بہ نیلام اجرا کے نہین ہے جبتک کہ وہ دونو استحقاقِ خریدکردہ کی نسبت ڈگری کے تابع ہین۔ ایک موقعہ کسیقدر اختلاف رائے دربارہ متعلق کرنے اصولِ متدائرہ مقدمہ کے صورت موخر الذکر سے موجود تہا (ملاحظہ ہو مقدمہ گورمنی بنام ریڈ (۴)) جسکا حوالہ فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ مہاراج کشن مکرجی بنام اودے مادہب ہولدر (۵) مین دیا گیا ہے۔ لیکن اب سوال مذکور کے متعلق یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ اُسکا فیصلہ عملی طور پر بذریعہ فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ اودے مادہب ہولدار بنام منوہر مکرجی (۶) کے کیا گیا ہے اور قرار دیا جانا چاہئے کہ خریدار نیلام بعلت اجرا، اصول متدائرہ مقدمہ کا بالکل اُسیقدر پابند ہے جسقدر کہ خریدار بیع خانگی ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۵۵ —
(۲) " " " جلد ۷ صفحہ ۱۱۷ (۱۱۸)
(۳) " " " جلد ۹ صفحہ ۶۰۳
(۴) رپورٹ بیلرو ہائیکورٹ صاحبان جلد ۲ صفحہ ۳۰ —
(۵) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۹
(۶) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵۶ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۵ صفحہ ۹۰ —

۱۸۹۶ع
ایشان چندر سرکار
بنام
بینی مادہب سرکار

اپیلانٹ نے اپنی خرید بعد صدور ڈگری بنالش رہن اور قبل اُسکے ایفا کے کی تہی اسلئے اُسکی خریداری ان حقوق کے ہی جو بذریعہ ڈگری کے پیدا کئے گئے ہین لیکن اس امر پر زیادہ بحث کرنا ضروری نہین ہے کیونکہ کسی فریق کیطرف سے کوئی سوال نسبت اس امر کے نہین اٹہایا گیا کہ اپیلانٹ ڈگری مذکور کا پابند ہے اور دلائل فریقین اس قیاس پر مبنی تہین کہ اُسکی خریداری اُن حقوق کے ہے جو بذریعہ ڈگری مذکور کے پیدا کئے گئے ہین -

اُن دو مقدمات مین سے جنکا ذکر حکم استصوابی مین کیا گیا ہے ہمنے قبل ازین ایک مقدمہ پر غور کیا ہے یعنے مقدمہ مزائن اچارجی بنام گرگیوری (۱) پر اور وہ مقدمہ حال سے صریح طور پر ممیز ہو سکتا ہے دوسرا مقدمہ گور سندری لاہری بنام ہیم چندر چودہری (۲) بلا شبہ طور پر متعلق ہوتا ہے اور وہ غور طلب ہے - وجہ فیصلہ جہانتک امر زیر بحث کا تعلق ہے فاضل ججان نے اپنے فیصلہ مین بدین الفاظ بیان کی ہے :" مدعی ہیم چندر چودہری ایک ڈگری زر نقد مین خریدار نیلام بعلت اجراء ہے جو راہنان کے برخلاف صادر ہوئی تہی اسلئے وہ بالارادہ خریدار نہین ہے اور جیسا کہ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے قرار دیا ہے اُسکا استحقاق ایک استحقاق بشمولیت راہنان نہین ہے بلکہ کسیقدر انکے مخالف ہے اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ بطور قائم مقام مدیونان ڈگری راہنان کے حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ متصور نہین ہو سکتا - وہ مقدمات جنکا ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا ہے مقدمات ونند رونا تہ سینال بنام رام کمار گہوس (۳) وانندمئی داسی بنام دہرندرا چندر مکرجی (۴) ہین اور نیز ہم مقدمہ لالہ پربہو لال بنام مالنی (۵) کا بہی حوالہ دے سکتے ہین "

یہ سچ ہے کہ خریدار نیلام اپنی خرید مدیون ڈگری سے نہین کرتا بلکہ اکثر اُسکی مرضی کے برخلاف کرتا ہے اور وہ بعض افعال مدیون ڈگری کا پابند نہین ہے مثلاً اُن انتقالات کا جو شخص مرخوالذکر نے واسطے بیباق کرنے ڈگری کے کئے ہون - لیکن اس سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اسکے حقوق مدیون ڈگری سے اخذ نہین کئے گئے یا کہ وہ قائم مقام استحقاق مدیون کسی معنی مین یا کسی غرض کے واسطے نہین ہے

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۰۴ -
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۵۵
(۳) " " " جلد ۷ صفحہ ۷۰۰ اور لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۶۵
(۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۲۲ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۱۹ -
(۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۱ -

سنہ ۱۸۹۶ء بیشا چند پیر محمد بنام بینی مادھب سرکار

ایک خریدار بیع خانگی ہی کسی انتقال قبل کا پابند نہیں ہے جو بالغ نے اسکو فریب دینے کے واسطے کیا ہو (ملاحظہ ہو دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائداد) لیکن اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خریدار مذکور بایع کا قائمقام استحقاق نہیں ہے بنسبت اُن مقدمات کے جن پر فیصلہ مقدمہ گورسندر لاہری بنام ہیم چند چودھری (۱) مین انحصار کیا گیا ہے ہماری یہہ رائے ہے کہ ہر دو فیصلجات پریویکونسل سے کوئی بنا اس وسیع اصول کی پیدا نہیں ہوتی جو انہین سے اخذ کیا گیا ہے مقدمہ اول الذکر دھندرو ناتھ سنیال بنام ایم کمارگھوس (۲) مین یہ فیصل کیا گیا ہے کہ حقوق خریدار نیلام بعلت اجرائے ڈگری بعض امور مین اُن حقوق سے اعلے ہین جو خریدار بیع خانگی کو حاصل ہون شیونس اول الذکر جائداد کو بری از مواخذہ جملہ انتقالات منجانب مدیون ڈگری بعد از قرقی بعلت اجرائے ڈگری کے خرید کرتا ہے مقدمہ دوم منشی مہتاب چند بنام ہزند اپچند کمرجی (۳) مین حکام ممدوح نے بیان کیا ہے کہ خریدار یا ڈگریدار کا استحقاق زیر ڈگری رہن اسی بنا پر مبنی نہیں ہو سکتا جیسا کہ استحقاق رہن یا اُس شخص کا استحقاق ہے جو بذریعہ ایک بالا رادہ انتقال منجانب راہن کے دعویدار ہو گا اور انہون نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ قبضہ خریدار ایسے واقعات کی موجودگی مین در اصل اُس شخص کا قبضہ نہیں ہے جو راہن کے ساتھ اُسکی رضی سے قابض ہوتا کہ وہ ایک تسلسل استحقاق رہن قائم کر سکے۔"

مقدمات مذکورہ سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حقوق خریدار نیلام بعض امور مین حقوق خریدار بیع خانگی سے مختلف ہوتے ہین۔ لیکن صرف اس وجہ سے یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ خریدار نیلام بعلت اجرا بطور قائمقام استحقاق مدیون ڈگری کے متصور نکیا جانا چاہیئے اُن امور کے متعلق بھی اور اُن اغراض کے لئے بھی جنکی بنسبت اُسکے حقوق مدیون ڈگری کے حقوق سے اعلے نہیں ہین جیسے کہ حق حقوق مراتق کو اُسنے خرید کیا ہے جہانکہ صورت حال کیطرح یہ امر تسلیم کیا گیا ہو کہ خریدار نیلام بعلت اجرائے ڈگری زرنقد اُس ڈگری رہن کا پابند ہے جسکی اجرا کی استدعا کی گئی ہے کسی ایسے طریق پر جسپر کہ مدیون ڈگری پابند ہے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ وہ کیون قائمقام استحقاق مدیون ڈگری متصور نکیا جانا چاہیئے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۵۳۔

(۲) " " جلد ۷ صفحہ ۱۰۷ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۶۵

(۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۳۲ و ویکلی رپورٹر جلد ۲۶ صفحہ ۱۹۔

۱۸۹۶
ستمبر
ایشان چندر سرکار
بنام
بینی مادہب سرکار

اس تیسرے مقدمہ کے متعلق جس پر فیصلہ مقدمہ گورسندر لاہری بنام ہیم چندر چودہری (۱) مین انحصار
کیا گیا ہے یعنے مقدمہ لالہ پربھو لال بنام ملنی (۲) کی نسبت مفصل امتحان کی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ
دراصل دو مقدمات پریوی کونسل محولہ بالا پر مبنی ہے۔

بخلاف ازین ایک حال کے مقدمہ محمد مظفر حسین بنام کشوری موہن راے (۳) مین حکام عالیمقام پریوی کونسل
نے یہ قرار دیا ہے کہ قرین انصاف اصول اور نیز تقریر مخالف مندرجہ مقدمہ رام کمار کندو بنام میک
کوین (۴) جو ہر ایک شخص سے متعلق ہے اسکے حق حقوق و مرافق کے خریدار نیلام بعلت اجراے ڈگری
پر بھی قابل پابندی ہے۔

وجوہات بالا کے رو سے میری یہہ راے ہے کہ اس سوال کا جواب جو حکم استصوابی مین بیان کیا گیا ہے
نفی مین دیا جانا چاہیے اور کہ اپیلانٹ کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیے کہ وہ مستحق اس امر کا ہے کہ اسکی سماعت
بتائید عذرات کی بطور قائم مقام مدیون ڈگری حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیجاے۔
چنانچہ مین اپیل ہذا کی ڈگری معہ خرچہ صادر کرتا ہون اور عدالت ماتحت کے حکم کو منسوخ کر کے مقدمہ ہذا
کو عدالت اول مین بدین ہدایت واپس بھیجتا ہون کہ ان عذرات کی سماعت اور انکا فیصلہ کیا جاے جنکی
استدعا اپیلانٹ نے کی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریویلین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۸۹۶
۲۳ جولائی

شوشنکر گیر (مدعی) **بنام** رام شیوک چودہری وغیرہ (مدعاعلیہم)

دہرمشاستر ۔ وقف ۔ انتقال منجانب اصلی مہتمم وقف کے ۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۹۱ ۔
اصول کے مقدمہ ستیہ ... شیلڈ پانڈے (۵) انتقال جائداد منجانب اصلی مہتمم وقف اہل ہنود سے متعلق ہین ۔

اپیل نمبر بنارہی ڈگری ابتدائی ۲۴۴ سنہ ۱۸۹۴ء بنارہی ڈگری مصدرہ بابو امرتا لال چٹرجی سب آرڈنیٹ جج ترہت
مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۵
(۲) " " جلد ۲۴ صفحہ ۴۰۱
(۳) " " جلد ۲۲ صفحہ ۹۰۹
(۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۰ و ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۱۶۶
(۵) مورز انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۳۹۳

شو شنکر گیر
بنام
رام شیرک
چودہری

مہنتھ مذکور کا قبضہ وقف کے مقابلہ مین مخالفانہ متصور نہین ہوسکتا -

تشریح - ضمنی مد ۱۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ایک نالش تنسیخ انتقال مذکور سے کوئی علاقہ نہین رکہتی -

انی بنام کنہچی اما (۱) و سکہ چند بنام دلبتی سنگہ (۲) کا حوالہ دیا گیا -

نالش ہذا مہنت وقف مذہبی نے واسطے دلا پانے اس جائداد وقف کے دائر کی تہی جو ایک شخص مسمی بالراج گیر نے جو اسکے پہلے مہنت تہا منتقل کی تہی اور بغرض استقرار اس امر کے کہ وہ دستاویز بیع جسکے روسے جائداد منتقل کیگئی ہے ناجائز اور سازشی اور غیر موثر ہے - کیے انعذرات جو جواب دعوے مین پیش کئے گئے تہے یہ تہا کہ نالش زائد المیعاد ہے اور اہم قانونی جسپر بر طبق اپیل کے بحث کیگئی تہی سوال میعاد تہا - نالش ۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو رجوع کیگئی تہی - واقعات اور عذرات کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ مین بیان کئے گئے ہین -

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر ڈبلیو سی بونرجی و بابو دادکا لی کرجی منجانب اپیلانٹ -

مسٹر جیکسن و بابو لکشمی نرائن سنگہا منجانب ریسپانڈنٹان -

مسٹر بونرجی - نالش ہذا بروئے تین بالا قاعدہ مندرجہ ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد نہین ہے مد ۱۴۹ ضمیمہ ۲ دعوے حال سے کوئی علاقہ نہین رکہتی کیونکہ تنسیخ دستاویز بیع ضروری نہین ہے مقدمہ انی بنام کنہچی اما (۱) جسمین اصول مندرجہ مقدمہ سکہ چند بنام دلبتی سنگہ (۲) کی پیروی کیگئی تہی تعلق ہوتا ہے نیز ملاحظہ ہو سندر رام بنام سیتہال (۳) عبد الرحیم بنام کرپا رام دواجی (۴) [مسٹر ولیمس صاحب جج جس نے ایک حال مین صادر کردہ فیصلہ کا حوالہ دیا اپیل نمبری ۳۰۱ سنہ ۱۸۹۳ء منفصلہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء] مقدمہ مذکور مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر ایک مقدمہ مین یہہ دیکہنا چاہئے کہ آیا تنسیخ دستاویز ایک ضروری امر ہے عذر قبضہ مخالفانہ بہی بے بنیاد ہے ملاحظہ ہو مولجی بہولا بہائی بنام منوہر گنیش (۵) -

مسٹر جیکسن منجانب ریسپانڈنٹان - بالراج نے بعد اپنے انتقال کے جائداد کو اپنے قبضہ مین بلا کسی استحقاق کے رکہا تہا اسلئے وہ سنہ ۱۸۷۳ء سے مخالفانہ طور پر قابض تہا - پہلا پٹہ رنجیت گیر سنہ ۱۸۶۶ء مین تہا اسکا کبہی ابطال نہیں کیا گیا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۶
(۲) " " کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۳ (۳۷۰)
(۳) " " مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۱
(۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۶
(۵) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۲

١٨٩٦ء
شیوشنکر گیر
بنام
رام شیوک
چودہری

اور مدعا علیہم کا قبضہ بطور زر پیشگی داران کے بخیال لغا نہ ہو گیا تہا۔ مقدمہ مولجی بہولا بہائی بنام منو ہر گنیش (١) بہتر قانون نہیں ہے۔ نسبت مداوکے سوا یہ عذر ہو کہ مدعی صورت حال مین بلا تنسیخ دستاویز بیع کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جہت مذکور بالا رانج ایک شخص اجنب تہا اور اوسکے افعال اوس حد تک جائز نہین جہانتک کہ وہ منسوخ نکئے گئے ہون جو ضمیمہ عرضی دعوے اور تنقیحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تنسیخ مقدمہ ہذا مین ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو مہابیر پرشاد سنگہ بنام ہریہر پرشاد نرائن سنگہ (٢) مقدمہ اجلاس کامل سید امیر بنام امامن بیبی (٣) اس رائے کی تائید مین ہے نیز ملاحظہ ہو جگا دمبا چودہرانی بنام کہینہ موہن رائے چودہری (۴) رگہبیر دیال ساہو بنام بہکیا لال مصر (٥) جانکی کنوار بنام جیت سنگہ (٦) مقدمات انی بنام تخیا (٧) و سندرام بنام سیتہا ل (٨) کی نوعیت مختلف تہی نیز مقدمات حسن علی بنام نا زو (٩) درلوبائی بنام انت راؤ بہگونت دیشپانڈے (١٠) کا حوالہ دیا گیا تہا۔

مسٹر بنرجی کی سماعت جواب کی ضرورت نہ سمجہی گئی تہی۔

تجویز ہائیکورٹ (اڑ یولیمین صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) جہانتک کہ واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہے حسب ذیل ہے:-

نالش حال موجودہ جہت استہان کیلیشر واقعہ نیپال تیرائی منجانب واسطے حصول قبضہ موضع متہورکے دائر کی ہے جو ضلع ترہٹ مین واقع ہے عرضی دعوے مین حسب ذیل استدعا کیگئی ہے:-

١- قرار دیا جائے کہ متہورا ایک جائداد دیوتر ملوکہ استہان کیلیشر ہے۔

٢- یہ قرار دیا جائے کہ دستاویز بیع مورخہ ٥ مارچ ١٨٦٩ء بالکل ناجائز و ساختی اور غیر موثر ہے اور کہ اوسکے رو سے مدعا علیہم نے کوئی استحقاق جائداد مین حاصل نہین کیا۔

٣- اور کہ عدالت مہربانی کرکے ایک ڈگری بحق مدعی نسبت کل موضع متہورکے صادر کرے۔ اس آخری استدعا کو ہم بطور ایک استدعا کے قبضہ کے سمجہتے ہین۔

(١) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ١٢ صفحہ ٣٢٢۔
(٢) " " کلکتہ جلد ١٩ صفحہ ٦٢٩
(٣) " " الہ آباد جلد ٦ صفحہ ٣٠٧
(۴) " " کلکتہ جلد ١٣ صفحہ ٣٠٨
(٥) " " " جلد ١٢ صفحہ ٦٩
(٦) " " جلد ٥ صفحہ ٥٠ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ١٣ صفحہ ١٣٨۔
(٧) مدراس انڈین اپیل جلد ١٥ صفحہ ٣٩٣۔
(٨) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ١٩ صفحہ ٢١١۔
(٩) " " الہ آباد جلد ١١ صفحہ ۴٥٦۔
(١٠) " " بمبئی جلد ٩ صفحہ ١٩٠ (٣٢١)

۱۸۹۶ء
شیو سنکر گیر
بنام
رام شیوک
چودہری

مدعاعلیہم یہ عذر کرتے ہین کہ نالش زائد المیعاد ہے اور کہ انہون نے ایک استحقاق بر دو قبضہ مخالفانہ کے حاصل کیا ہے۔ انہون نے یہہ بہی عذر کیا ہے کہ موضع متہو رجا مداد دیوتر نہین ہے اور وہ ان جملہ بیانات سے انکاری ہین جو عرضیدعوے مین درج ہین۔ بالآخر انہون نے یہ عذر کیا ہے کہ دستاویز جسکے روسے وہ دعویدار ہین اسوقت کے مہنت استہان کیطرف سے ضرورت جائز کے واسطے تحریر کیگئی تہی۔

سبار ڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا ہے کہ جائداد متنازعہ جائداد دیوتر متعلق استہان ہے لیکن نالش زائد المیعاد ہے اور کہ اس روپیہ کا ایک جزو جو مدعاعلیہم نے ادا کیا تہا دانعی طور پر ادا ہونیوالی لگان ہائے جائداد استہان و قرضہ واجب الادا منجانب مہنت مین صرف کیا گیا تہا اسلئے انہون نے نالش کو خارج کیا۔

اسمین کچہہ شک نہین ہوسکتا کہ موضع مذکور ایک جائداد دیوتر تہی۔ وہ سند جسکے روسے وہ دیگئی تہی جسے بہت سے سال گذر چکے ہین (یعنے سنہ ۶۶ انفصلی مین جائداد مذکور ایک مہنت مسمی ہر جاگیر کو جو مدعی حال کا جانشین سابق تہا عطا کیگئی تہی) صریح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ جائداد مذکور استہان کی اغراض کے واسطے دیگئی تہی۔ وہ مہنت کو بحیثیت مہنت عطا کیگئی تہی اور وراثت کی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ اسکے چیلو مین ہونی چاہئے۔ امانت مذکور کی اغراض یہ تہین کہ فقرون اور سادہوون کو کہانا دیا جائے۔ یہ امانت واسطے خیراتی اغراض کے تہی۔ اور قابضان عہدہ مہنت یکے بعد دیگرے امانتدار تہے۔

نیز ہم سبارڈینیٹ جج کے ساتھ اس امر کے قرار دینے مین اتفاق کرتے ہین کہ موضع متہو استہان ہرلکی کی ملکیت ہے جو استہان کپلیسر کا تابع ہے۔ یہہ امر صریح ہے کہ مہنت کپلیسر استحقاقاً مہنت ہرلکی تہا۔

مدعی کا جانشین سابق عہدہ مہنت مین ایک شخص بالراج گیر تہا۔ وہ گدی مہنت سے بزریعہ حکم مہاراجہ نیپال کے ۲۴ فروری ۱۸۹۰ء کو معزول کیا گیا تہا۔ یہ ہر دو فریقین کا دعوے ہے کہ مہاراجہ نیپال کو اختیار حاصل تہا کہ استہان کپلیسر کی بابت مہنت مقرر کرے یا اسے معزول کرے اور بطور امر واقعہ کے یہہ صریح ہے کہ اسی کے نام سے ایسے تقرر اور معزولی ہائے وقتاً فوقتاً کئے جاتے تہے۔ ہمارے لئے اس امر کا فیصلہ کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا مہاراجہ نیپال کا یہہ فعل درست تہا۔

اس استہان کی گدی ایک نہایت غیر محقق حقیت پر مبنی تہی اور مہاراجہ یا اسکے مشیران کی مرضی پر ایک مہنت کسیوقت اپنے عہدہ سے معزول کیا جاسکتا تہا۔ بلراج گیر کے معزول کئے جانے پر اسکا قائمقام موہن گیر ہوا

سنہ ۱۸۹۶ء
...
عبد الواحد
بنام
رحمان بخش

مہنت گیر کے بعد شام گیر وارث ہوا۔ لیکن سنہ ۱۸۹۶ء میں ایک حکم واسطے بحال کئے جانے بلراج کے صادر ہوا
تھا بلراج پھر گدی نشین ہونے سے پہلے فوت ہوگیا اور ایک سند مدعی کو عطا کیگئی تھی۔ شہادت مقدمہ ہذا سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو بلراج مابین سنہ ۱۸۷۳ء اور سنہ ۱۸۸۶ء کے نہ تو استحقاقاً اور نہ اصلی مہنت گیلیسر کا تھا تاہم اُسنے
اپنے اختیار کے جائداد مذکورہ ہرلکی پر استعمال کرنے میں کوئی کمی نہ کی۔ وہ دستاویز جو نالش حال میں متنازعہ ہے
بلراج نے سنہ ۱۸۸۱ء میں تحریر کی تھی جبکہ وہ استحقاقاً مہنت ہرلکی کا نہ تھا گو جہانتک کہ ہمیں شہادت سے معلوم
ہوتا ہے وہ ایک اصلی مہنت تھا اور اُسنے اپنے اختیارات مہنت کے استعمال کرنے میں کوئی کمی نہ کی تھی
۱۵- اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کو اُسنے ایک دستاویز بیع موضع متہور کی نسبت بحق مدعا علیہم تحریر کردی -

گو مطابق اُس رائے کے جو ہمنے انفصال مقدمہ ہذا کے متعلق اختیار کی ہے سوال میعاد کا فیصل کرنا غیر
ضروری ہے تاہم ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چونکہ اُسکی بحث کیگئی ہے اسلئے ہم اپنی رائے اُسکے متعلق ظاہر
کرین۔ اولاً ہمیں صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سوال قبضہ مخالفانہ پیدا نہیں ہوتا۔ صرف ایک ہی طریق
جس پر قبضہ مخالفانہ کے قائم کرنے کی کوشش کیگئی ہے یہ ہے کہ حقیت متہور کو بلراج نے ایزاد کیا تھا بعد اُسکی
معزولی سنہ ۱۸۷۳ء کے نسبت اُس قبضہ کے جو مدعا علیہم نے سنہ ۱۸۸۱ء میں حاصل کیا تھا یعنے بذریعہ قرار دینے اس
امر کے کہ سنہ ۱۸۷۳ء سے بلراج کا قبضہ مخالفانہ ہوگیا تھا۔ لیکن بلراج وقف کے مقابلہ میں مخالفانہ طور پر قابض
نہ تھا بلکہ بحیثیت اصلی امین اسکے وہ بطور مہنت کے قابض رہا تھا۔ اور اُسکی کارروائی سنہ ۱۸۸۱ء متعلق جائداد
میں اُسنے اسی حیثیت سے عمل کیا تھا۔ پس اس صورت میں یہ دیکھنا مشکل ہے کہ کسطرح پر اُسکا فعل وقف کے
مقابلہ میں مخالفانہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک شخص جو ناجائز طور پر بطور امین کے قابض ہو اور یہ ظاہر
کرتا ہو کہ وہ بطور امین کے عمل کرتا ہے۔ اس امر کا مستحق نہیں ہوسکتا کہ اُس استحقاق سے انکار کرے
جسکی نسبت وہ دعوے کرتا ہے اور یہ عذر کرے کہ وہ اپنے موتمن لہ کے مقابلہ میں مخالفانہ طور پر قابض ہے ہماری
رائے میں یہ امر کامل طور پر صریح ہے اور کوئی سوال قبضہ مخالفانہ سنہ ۱۸۸۱ء تک پیدا نہیں ہوتا۔ گو مدعا علیہم اراضی
مذکور پر کسی قدر عرصہ تک بطور زرپیشگی داران کے قابض تھے تاہم اُنہوں نے کوئی مخالفانہ استحقاق بمقابلہ
وقف کے بیان نہیں کیا۔ گو اگر سنہ ۱۸۸۱ء کی بیع کا اثر یہ ہو کہ ایک قبضہ مخالفانہ کو شروع کردے تاہم تا رجوع
نالش تک بارہ سال کا عرصہ نہیں ہوا -

نیز ہماری یہ رائے ہے کہ ہمیں یہ قرار دینا چاہیئے کہ دفعہ ۱۰ ایکٹ میعاد مقدمہ حال سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی
ایک تاکیدی بحث ہمارے روبرو رسپانڈنٹان کیطرف سے اس غرض سے کیگئی تھی تاکہ ہمیں اس امر کے قرار دینے
کی تحریک ہو کہ دفعہ مذکور متعلق ہوتی ہے اور ہمارے روبرو بہت سی سندات کا حوالہ دیا گیا تھا

۱۸۹۶ء
مہاراج ...
جیند لال ...
بنام
... محمد

اُنمین سے کسی مین ہمین یہ معلوم نہین ہوتا کہ دفعہ ۹۱۔ ایک انتقال بجانب مہتمم وقف سے متعلق ہیگی ہے یا انتقال بجانب مہتمم وارث نابالغ یا بیوہ اہل ہنود یا اُن اشخاص مین سے کسی ایک شخص کے مہتمم کیطرف سے جنکے اختیارات برے ہین مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے (۱) کے اُسی بنا پر مبنی رکھی گئی ہین بخلاف ازین ہم دو مقدمات بھی بہ سند اس امر کے متعلق دیکھتے ہین کہ اس قسم کے مقدمہ مین میعاد بارہ سال ہے۔ مقدمہ رانی بنام کنجی لال (۲) ایک ایسا مقدمہ ہے جو بہت سے امور مین مقدمہ حال کے مشابہ ہے اور ایک مقدمہ عدالت ہذا سکھ چند بنام لیتی سنگھ (۳) مین ایک ڈویژن بنچ نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ دفعہ ۹۱ متعلق نہین ہوتی اگر اس شخص کو جسنے دستاویز تحریر کی ہے قانوناً اسکے تحریر کرنیکا کوئی اختیار حاصل تہا تو مدعی کے لئے ضروری نتہا کہ اسکی تنسیخ کے واسطے نالش کرتا بلکہ وہ اُسے بالکل غیر موثر متصور کرسکتا ہے ۔

دوسرا سوال جو اُٹھایا گیا ہے اُس حیثیت کی نسبت ہے جو بالراج کو دستاویز زیر بحث کے تحریر کرنیکے وقت حاصل تہی وہ مہنت حقدار نتہا۔ بلکہ وہ ماتحت استہان ہرلکی کا مہنت اصلی تہا جسکی ملکیت موضع متہوریتھا ہم کوئی وجہ اس امر کی نہین دیکہتے کہ کیون آرائے پریوی کونسل بمقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے نسبت ایک مہتمم نابالغ وارث کے ایک مہتمم اصلی ایک وقف سے متعلق ہونی چاہئین۔ اُن اشخاص کے لئے جنکے ساتھ مہنت معاملہ کرے یہ ضروری نہین ہے کہ سوائے صریح سند کے کسی اور سند کی تلاش کرین۔ یہ امر ناممکن ہے کہ اُس شخص سے جو ایک ایسے مہنت کے ساتھ معاملہ کررہا ہو جو برٹش انڈیا مین اراضی پر قابض ہو یہہ امید کیجائے کہ اُسے زیادہ تر معلوم ہے یا یہ کہ وہ اس امر کی نسبت زیادہ تر احتیاط کرے کہ کونسا عمل وقتاً فوقتاً راجہ نیپال کیطرف سے نسبت حیثیت مہنت کے کیا جارہا ہے۔ موررز انڈین اپیل جلد ۶ کے صفحہ ۲۱۱ پر حکام عدالت بمقام پریوی کونسل نے بیان کیا ہے کہ "امر سوم کے متعلق یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ بڑے دھرمشالے کے ایک مواخذہ دار کیا نسبت کا حق جسنے ایک مہتمم اصلی سے ایک مواخذہ اراضیات پر حاصل کیا ہو جو کہ نیکنیتی سے جائداد کو بچانے کیواسطے عائد کیا گیا ہو یا واسطے فائدہ جائداد کے کیا گیا ہو باعث نقص اتفاق استحقاق اصلی و استحقاق حقداری کے زائل نہین ہوتا بشرطیکہ واقعات سے مواخذہ مذکور کی تائید ہوتی ہو اگرچہ مہتمم اصلی اور مہتمم حقدار سے پیدا ہوا ہو"

یہی وجوہات جو عدالت کو ایک نابالغ وارث کے مہتمم اصلی کیصورت مین تائید کرنیکے لئے تحریک کریگی

(۱) موررز انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۳۹۳
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۶
(۳) " " کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۳ (۳۷۰)

سنہ ۱۸۹۶ء
سرکم ابوتراب
عبد الواہب
بنام
رحمان بخش

ہماری رائے مین اُسے اصلی مہنت کیصورت کی تائید کرنیکے قابل بنائیگی خصوصاً اُسصورت مین جبکہ مہنت مذکور تھوڑے عرصہ سے حقدار مہنت ہوا ہو اور اُسکے حقوق کی تبدیلی ایک غیر گورنمنٹ کیطرف سے کی گئی ہو زیادہ تر اُس ملکت کی نسبت جو گورنمنٹ مذکور کے حدود اختیار کے اندر ہو -

اب سوال صرف یہ باقی ہے کہ آیا دستاویز مذکور کی تائید اسوجہ پر ہوسکتی ہے کہ وہ ضرورت پر مبنی تھی

* * * * * * * * * * *

(اس سوال کے متعلق شہادت پر غور کرنیکے بعد جو رپورٹ ہذا کے لئے ضروری نہیں ہے حکام موصوف نے بیان کیا کہ) ہماری یہہ رائے ہے کہ شہادت مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیع کی ضرورت موجود تھی ایسے تمسکات موجود تھے جو ضروری اغراض کے واسطے تحریر کئے گئے تھے اور جو منسوخ کئے جاسکتے تھے اور ایک ڈگری بھی موجود تھی۔ مدعاعلیہم کا خاندان بہت سالون سے اِس استھان کا انتظام کررہا تھا۔ وہ نہ صرف نیک نیتی سے عمل کرتے تھے بلکہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف معاملات مین نہایت احتیاط سے عمل کرتے تھے۔ مقدمہ ہذا مین مدعی نے کوئی ایسا امر ثابت نہیں کیا جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ اُسکے جانشین ماسبق نے ناجائز طور پر روپیہ کے قرض لینے مین عمل کیا تھا اور اُسے روپیہ کی ضرورت نہ تھی اسلئے ہماری یہہ رائے ہے کہ رو سے واقعات کے اپیل ہذا ناکامیاب ہوتا ہے اور بحرچہ کے خارج کیا جانا چاہئے

اپیل خارج کیا گیا -

سنہ ۱۸۹۶ء
۱۷ جولائی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

سرکم ابوتراب عبد الواہب وغیرہ (مدعاعلیہم) **بنام** رحمان بخش وغیرہ (مدعیان)*

امر فیصل شدہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۱ تشریح (۱) مختلف امور مدعا بہا نالشات - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ درجہ ۱۲۰ - نالش بغرض استقرار حقوق برادری - نالش بابت واسطے بیان کرنے حقوق خادمی کے - بیع اُسی عہدہ کی جسکے ملحق عبادت مذہبی کا کرنا اور فرائض مذہبی کا ادا کرنا ہو - شرع محمدی - رواج -

دفعہ ۱۱ تشریح (۱) مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف اُن مقدمات سے متعلق ہے جنمین مدعی نے پہلے موقعہ پر کسی خاص طور کی نسبت ایک استحقاق کی تقویت پر نالش کرکے بعد مین اُسی دادرسی کا دعوی ایک اور استحقاق کی بنا پر کیا ہو -

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۳۰ سنہ ۱۸۹۴ء بمقابلہ ڈگری صدر آر ایچ گریوس صاحب ڈسٹرکٹ جج سلہٹ مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء منسوخ کنندہ ڈگری مصدرہ بابو کلیش چندر صاحب سب آرڈینیٹ جج مذکور مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء

۱۸۹۶ء
سرکار ابو تراب عبد الوہاب
بنام
رحمان بخش

جس سے کہ اُنہنے اپنے آپ کو پہلی نالش مین مستفید کیا ہوتا۔ وہ اُن مقدمات سے متعلق نہیں ہے جہان کہ ہر دو نالشات مذکور کے امر مدعا بہا مختلف ہون۔

مدعیان نے ۱۸۹۳ء مین ایک نالش واسطے استقرار اپنے ذاتی حقوق برادری کے نسبت روزانہ آمدنی اور نذرات ایک معبدگاہ اہل اسلام کے بدین بیان دائر کی کہ مدعا علیہم نے اُنکو ۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء کو بیدخل کر دیا ہے لیکن اُنہون نے کوئی دعوے بحیثیت خادمان کے نہین کیا۔ نالش کی ڈگری دیگئی تہی لیکن وہ ڈگری مذکور بر طبق اپیل کے منسوخ ہوگئی تہی۔ ۲۰ مارچ ۱۸۹۵ء کو مدعیان نے ایک نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ وہ ایک درگاہ کے خادمان ہین اور اس حیثیت سے وہ مستحق ہین کہ اُن فرائض کو عمل مین لائین جو عہدہ مذکور کے متعلق ایک زمینہ مین اکیس ماہ کے واسطے مین اور وہ مستحق ہین کہ اُس عرصہ مین وہ تمام نذرات وصول کرین جو عبادت کنندگان درگاہ مذکور پر چڑہائین۔ نیز اُنہون نے ایک حکم امتناعی کا دعوے کیا جسکے رو سے مدعا علیہم اس امر سے باز رکہے جائین کہ وہ اُنکے استعمال عہدہ مذکور مین خلل اندازی نکرین۔

مدعیان نے اپنے حقوق خادمی کا دعوے جزواً بحیثیت وراثت کے اور جزواً بوجہ خرید کے کیا۔ سلم انتقال بذریعہ بیع بہت عرصہ سے تسلیم کیجا چکی تہی۔

تجویز ہوئی کہ دعوے متدعویہ نالش دوم امر فیصل شدہ نتہی کیونکہ ہر دو نالشات کا امر مدعا بہا مختلف تہا۔
دینبندہو چودہری بنام کرسٹومنی داسی (۱)، دوآرا دیبیا بنام اوزبنا داسی (۲) کیشو پرشاد بنام رگہباری سن گپتا (۳) درگا پرشاد سنگہ بنام درگا کنواری (۴) دہاپارگہابندہو چودہری بنام کنانا چیار (۵) سورجومنی دئی بنام سہدانند جہا بتر (۶) کرشنا بہاری رائے بنام بہواری لال رائے (۷) سے تمیز کیگئی۔

نیز تجویز ہوئی کہ نالش دوم بباعث ایک دعوے عہدہ موروثی ہونیکے ایک دعویٰ کی مد ۱۲۴ کی ذیل مین آتی تہی نہ ازروئے میعاد تہی۔
تجویز ہوئی کہ ایک عہدہ اہل اسلام جس سے اہم طور پر دہرم کی رسوم مذہبی اور فرائض مذہبی متعلق ہون قانوناً قابل بیع نہیں ہے، خواہ کوئی رواج ایسکے برخلاف موجود ہو اور اسلئے اس حد تک جہانتک مدعیان کا دعوے بیع پر مبنی تہا ناکامیاب ہوتا ہے۔
مگرانہ لال چودہری بنام کشن پرشاد دسر ماہ (۸) کیپا گردکل بنام ڈوڑاسامی گردکل (۹) پنچانم بنام سیمان شنکر (۱۰) مدوریا دلیا بنام راوی درباہ کنہی کٹی (۱۱) کا حوالہ دیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۸ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۲ و انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۲۴۳ (۴) ” ” جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۵ صفحہ ۱۴۹ (۵) مسنا انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۵ (۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۴ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲ ضمیمہ صفحہ ۲۱۲ (۷) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۳ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ (۸) ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۳۹۱ - (۹) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۷۶ - (۱۰) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ -
(۱۱) ” ” ” جلد ۱ صفحہ ۲۳ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۷۶ -

سنہ ۱۸۹۶ء
مدعی کرم ابو تراب
عبد الوہاب
بنام
رحمان بخش

واقعات مقدمہ ہذا اور دلائل فریقین فیصلہ عدالت مین کافی طور پر بیان کیے گئے ہین -
ڈاکٹر راش بہاری گہوش و مولوی سید شمس الہدےٰ منجانب اپیلانٹان -
بابو تارا کشور چودہری و مولوی محمد حبیب اللہ منجانب رسپانڈنٹان -

تجویز عدالت (مسٹر جسٹس پرنسپ صاحب اور مسٹر جسٹس ہل صاحب) حسب ذیل ہے :-

مدعیان نالش ہذا نے ایک ڈگری بدین استقرار کی استدعا کی ہے کہ وہ درگاہ حضرت شاہ جلال کے خادمان ہین اور نیز اس امر کی کہ وہ بطور ایسے خادمان کے قرار دیے جائین جو فرائض ملحق بہ عہدہ مذکور کے ادا کرنیکے ایک ماہ مین اکیس یوم کے واسطے ہین اور اس اثنا مین وہ اُس نذر نیاز کے حاصل کرنیکے مستحق ہین جو عبادت کنندگان درگاہ مذکور چڑہاتے ہین - نیز انہون نے ایک حکم امتناعی کی استدعا کی ہے جسکے روسے اصلی مدعا علیہم کو اس امر سے باز رکہا جاے کہ وہ انکے استعمال نذر نیاز مذکور اور نیز انکے تعمیل فرائض خادمی مین خلل اندازی نکرین -

نالش ہذا کی ڈگری ہر دو عدالتہاے ماتحت نے دی ہے - اب مدعا علیہم نے اپیل بعدالت ہذا مین گزرانیہے مذکور کی نسبت ان وجوہات پر عذر کیا ہے کہ نالش بروے اطلاق قاعدہ امر فیصل شدہ کے ممنوع السماعت ہے اور کہ وہ زائد المیعاد ہے اور کہ وہ حقوق جو نالش ہذا کے موضوع بحث بنا لاتے ہین نہ تو بروے بیع اور نہ وراثت کے قابل انتقال ہین بالخصوص بوساطت عورت کے -

مدعیان کا دعوےٰ یہ ہے کہ وہ حقوق جنکا دعوےٰ انہون نے درگاہ مذکور مین خدمت کرنے اور اُس نذر نیاز کے حاصل اور استعمال کرنے کی نسبت کیا ہے انکی تفویض مین جزو ابرو ے وراثت کے ابتدائی خادمان درگاہ مذکور سے اور جزوًا بروے خرید کے آئے ہین - وہ بیان کرتے ہین کہ عہدہ خادم موروثی ہے اور اسکے شامل حیثیت سے استحقاق حصول نذر نیاز بھی ہے انہون نے یہی بیان کیا ہے کہ بہت عرصہ سے حقوق خادم کا انتقال بذریعہ بیع تسلیم کیا جا چکا ہے انہون نے اپنا استحقاق خیر محمد اور اسکی بہن آخرا بانو سے اخذ کیا ہے جنمین سے موخر الذکر مدعی اول کی زوجہ تہی اور مدعیان ملفوظ ۲ و ۳ کی ماں تہی - بیان یہ کیا گیا ہے کہ خیر محمد ابتداءً بحیثیت خادم کے ثلث حصہ خدمت اور نذر نیاز درگاہ کا ساڑہے دس یوم کے لئے ہر ایک ماہ مین مستحق تھا

۱۸۹۶ء
سید محمد ابوتراب
عبدالوہاب
بنام
رحمان بخش

اور اسکی بہن آجرا بانو باقی ایک ثلث کی مستحق تہی۔ اسکی وفات موقوعہ سنہ ۱۲۸۰ء (سنہ ۱۸۷۳ء) پر اسکا حصہ بحق مدعیان اور ایک دختر کے بطور ورثا منتقل ہوا تہا جو اب فوت ہو چکی ہے۔ باقی ساڑہے دس یوم کا حصہ جو اکیس یوم کا حصہ زیر بحث بنتا ہے مدعا علیہ نمبر ا کی ملکیت تہا بعد ان ڈگریات کے اجرا میں جو اسکے برخلاف خیر محمد اور آجرا بانو نے حاصل کی تہین وہ ۲۱ اپریل سنہ ۱۸۷۵ء کو نیلام کیا گیا تہا اور وہ دو ثلث اور ایک ثلث کے تناسب سے خیر محمد اور ورثائے آجرا بانو نے خرید کر لیا تہا۔ اس طریقہ پر خیر محمد بالآخر چودہ یوم کے حق الخدمت اور نذر نیاز درگاہ کا مستحق ہو گیا تہا۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ حصہ مذکور بعد میں سنہ ۱۸۸۰ء میں مدعی علیہ نے ایک نیلام علت اجرا ڈگری میں خرید کیا تہا جو اسنے خیر محمد کے برخلاف حاصل کی تہی۔

مطابق اس صورت کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی علیہ خود اپنے استحقاق بذریعہ خرید کے رو سے ۱۴ یوم کے حصہ کا دعویدار ہے اور بالاشتراک دیگر مدعیان کے سات یوم کے حصہ کا جس میں سے ایک نصف انکی ملکیت بروے وراثت منجانب آجرا بانو کے ہے اور دوسرا نصف ایک خرید منجانب مدعا علیہ نمبر ا کے رو سے حاصل کیا گیا تہا۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ مدعیان فائدہ خادم کا استعمال بالاشتراک دیگر خادمان کے اپنی موقع پر وقتاً فوقتاً حسب مذکرہ صدر کرتے رہتے ہیں الا جبکہ وہ جبراً مدعا علیہم سے بیدخل کئے گئے۔ بہت سی تواریخ کا ذکر علے سبیل البدلیت عرضیدعوے میں بطور صریح بیدخلی بنائے دعوے کے کیا گیا ہے لیکن انکا خاص کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ بر وقت بحث اپیل ہذا کے ۱۳ ماہ اسن مطابق ۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کی تاریخ ہر دو فریقین نے بطور تاریخ واقعی بیدخلی مدعیان کے تسلیم کی تہی جو ایک ایسی تاریخ ہے جس سے دراصل میعاد متعلق بہ نالش ہذا گذرنی شروع ہوئی تہی۔

جوابدعوے نالش ہذا میں دراصل وہی سوالات اٹھائے گئے تہے جو عدالت اپیل ہذا میں اٹھائے گئے ہیں۔ سوال اول جسپر ہمنے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا نالش بروے قاعدہ امر منفصل شدہ کے ممنوع السماعت ہے۔ اس عذر کی تائید میں یہہ استدعا کیگئی ہے کہ ایک نالش قبل میں جو مدعیان نے سنہ ۱۸۸۱ء میں یعنے اپنی بیدخلی سے تہوڑے عرصہ بعد بخلاف بعض مدعا علیہم حال کے اور جانشینان سابق دیگر مدعا علیہم کے دائر کی تہی۔ انہوں نے ناکامیابی سے اسی حق کا دعوے کیا تہا جسکے وہ اب دعویدار ہیں

سنہ ۱۸۹۶ء
سکھم لعبترا آپ
عبدالوہاب
بنام
بھان بخش

پھونے واسطے حاصل اور استعمال کرنے اُس نذر نیاز کے جو درگاہ مذکور پر چڑہایا جائے اور حجت یہ گیگئی ہی کہ گو نالش حال مین اُنہون نے استحقاق مذکور کا دعوےٰ اس بنا پر کیا ہے کہ وہ خادمان درگاہ مذکور مین لو وہ اسی حیثیت سے نذر نیاز کے مستحق ہین۔ اور پہلے مقدمہ مین اُنہون نے اپنے استحقاق خادمی کا ذکر کیا تہا تاہم اس سے کچھہ فرق نہین آتا۔ کیونکہ تشریح (۲) دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے وہ اس امر سے ممتنع ہین کہ اب استحقاق مذکور سے فائدہ اٹھائین جو ایک ایسا امر تہا جسکو پہلے مقدمہ مین وہ وجہ دعوےٰ بنا سکتے تھے اور اُن کو بنانا چاہیئے تہا۔

ہماری رائے مین یہ عذرات نادرست ہین کیونکہ درحقیقت اس مقدمہ سابق اور نالش حال مین نالش سابق مختلف ہین۔ یہ امر عذرات اور فیصلجات نالش سنہ ۱۸۸۱ء سے ظاہر ہے کہ جس امر کی استدعا مدعیان نے نالش مذکور مین کی تہی وہ صرف اُنکے حقوق متعلق بہ نذر نیاز درگاہ مذکور کا قائم کرنا تہا۔ جو ایک ایسا حق ہے جسکا ذکر درمیان نالش مین بطور "ذاتی استحقاق برادری" کے بلالحاظ کسی ایسے استحقاق کے کیا گیا تہا جو انکو عہدہ خادم کے متعلق حاصل ہوتا۔ ایسے استحقاق کی موجودگی سے مدعاعلیہم نے انکار کیا تہا اور نالش اسوجہ سے ناکامیاب رہی تہی کہ مدعیان اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہے تہے کہ اُس قسم کا استحقاق موجود ہے۔ صرف یہی تنقیح فریقین اور اُن عدالتہائے ماتحت نے جنہون نے مقدمہ کو فیصل کیا تہا اُس تنقیح کی نسبت کی تہی جسپر فیصلہ نالش مبنی تہا جو یہہ تہی کہ "آیا یہہ سچ ہے کہ ایک خاص استحقاق موسومہ استحقاق برادری نسبت نذر نیاز روزانہ درگاہ شاہ جلال کے موجود ہے" سبارڈینیٹ جج کے فیصلہ کو ملحوظ رکھکر جسکی ڈگری بحق مدعیان واسطے عطا کرنے قبضہ استحقاق برادری کے اکیس یوم کے واسطے تہی۔ وہ وجہ جسپر ڈسٹرکٹ جج نے نالش کو خارج کیا تہا جبکہ وہ اُنکے روبرو بر طبق اپیل کے پیش ہوئی تہی اُنکے فیصلہ مین اسطرح پر بیان کیگئی ہے "میری یہہ رائے ہے کہ مدعی نے خود اپنا اور اپنے دو نابالغ پسران اور نابالغہ دختر کا استحقاق بذریعہ خرید منجانب خادمان دربارہ برادری حقوق خادمی کے مہینہ مین اکیس یوم کے واسطے ثابت کیا ہے لیکن چونکہ مدعی نے بروئے حقوق خادمی کے دعوےٰ نہین کیا اسلئے وہ اور اُنکے بچے کوئی ڈگری نسبت ذاتی حقوق برادری کے حاصل نہین کرسکتے"۔

ازان بعد مقدمہ عدالت ہذا کے روبرو بر طبق اپیل دوم کے پیش ہوا تہا اور وہ ڈگری ڈسٹرکٹ جج بحال رکہی گئی تہی۔ فاضل ججان نے فیصلہ صادر کرتے وقت نالش کی نوعیت کو اسطرح پر بیان کیا تہا:-

سنہ ۱۸۹۲ء
سید کرم ابو تراب عبدالوہاب
بنام
رحمان بخش

مدعیان نالش ہذا مین اس شئے کے دلاپانیکی استدعا کرتے ہین جسے اُنہون نے استحقاق برادری یعنی موسوم کیا ہے جسکے استعمال کرنیکا دعوے اُنہون نے ہر ماہ مین ایکبار کے واسطے ایک معبدگاہ اہل اسلام مین کیا ہے زان بعد اُنہون نے بیان کیا ہے کہ مدعا علیہم نے کسی ایسے استحقاق کے موجود ہونے سے انکار کیا ہے اور اُنہون نے نہایت صحیح طور پر مدعیان کے ذمہ اس استحقاق کے ثابت کرنے کا بار ثبوت ڈالا ہے جو کہ اُنہون نے بیان کیا ہے۔ استحقاق مذکور کی ابتدا، عرضی دعوے مین مذکور نہین اور کوئی عطیہ یا تملیکی عطیہ موجود تہا۔ زان بعد اُنہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ "صاحب جج عدالت ماتحت نے شہادت پر غور کر کے یہ رائے اختیار کی ہے کہ گو شہادت مذکور سے ایک خادم کا استحقاق برادری ثابت ہو سکتا ہے [خادم سے وہ شخص مراد ہے جو ایک متبرک مقام کی خدمت اور نیابت کا ذمہ دار ہو] تاہم شہادت اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہی ہے کہ استحقاق برادری بایک پرائیویٹ قسم کا موجود تہا یعنے ایک استحقاق برادری جو ایک خاص شخص کو حاصل ہو اور اُس سے استعمال کیا جاتا ہو جسکا کوئی تعلق خدمت یا عبادت مقام معبدگاہ سے نہو اور جو اُسکا ذمہ دار نہو" زان بعد نوعیت شہادت کا حوالہ دیکر جسکے رو سے ایک ایسا استحقاق جیسا کہ استحقاق مدعویہ مدعیان تہا قائم ہو سکتا تہا اور بملحوظ عدم موجودگی جملہ ایسی شہادت کے فاضل ججان مذکور نے بیان کیا ہے کہ مگر ہم اپنے فیصلہ کو اس امر پر مبنی نہین رکہتے۔ ہم یہ فیصلہ کرتے ہین کہ کوئی امر قانونی ایسا موجود نہین ہے جو یہان اٹہایا جاسکے بملحوظ اُس امر کے کہ صاحب جج عدالت ماتحت نے شہادت پر کامل غور کیا ہے اور اُسنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ شہادت سے استحقاق برادری کی تائید نہین ہوتی جسکی نوعیت پرائیویٹ قسم کی ہو اور جو عہدہ خادم سے علاقہ نرکہتا ہو اور ایسی استحقاق کو مدعیان نے بیان کیا ہے۔

مقدمہ حال مین جس امر کی استدعا کیگئی ہے وہ استحقاق قبضہ و استعمال عہدہ خادم اور استحقاق نسبت تحصیل فرایض اور حصول نذر و نیاز عہدہ مذکور بلا دست اندازی بجانب مدعا علیہم کے ہے۔ اور اگر دو اصل بحالی عہدہ مین حصول و استعمال نذر و نیاز عبادت کنندگان بہی شامل ہے تو وہ ایک ایسا امر ہے جسکی نسبت سوال حال کے متعلق ہماری رائے مین ہم کچہہ تعلق نہین رکہتے۔

پس نالش حال اور نالش سابق کا امر مدعا بہا مختلف ہے اور تشریح دوم دفعہ ۱۳ ہماری رائے مین مقدمہ حال سے کوئی علاقہ نہین رکہتی۔ یہ ایک ایسا مقدمہ نہین ہے جسمین مدعیان نے پہلے تو بجہر کسی خاص دادرسی کی نالش ایک استحقاق کی بنا پر کی ہو اور بعد مین اُسی دادرسی کا دعوے ایک اور استحقاق کی بنا پر کیا ہو

۱۸۹۶ء

عبدالوہاب
بنام
رحمن بخش

جس سے پیچھے تو پھر وہ اپنے آپ کو مستفید کر سکتا تھا اور اُسی نوعیت کے مقدمات تک مستثنیٰ نہ کو محدود ہے ۔
ذی علم وکیل اپیلانٹ نے بعض مقدمات کا حوالہ اپنی حجت کی تائید مین دیا ہے جسکا مختصر حوالہ دینا ضروری ہے ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انمین سے بہت سے مقدمات ایسے ہین جنمین وہ جائداد جسکا دعوے نالش مابعد مین کیا گیا تھا وہی جائداد تھی جسکا دعوے پہلی نالش میں کیا گیا تھا اور وہ اُس اصول کے متعلق کئے جانیکی تمثیلات مین جو تشریح ۲ دفعہ ۱۳ مین درج ہے اور وہ اسوجہ بہ ممیز کئے جا سکتے ہین ۔ چنانچہ مقدمہ دینو بندھو چودہری بنام کرستو منی داسی (۱) مین سوال اجلاس کامل کے روبرو یہہ تھا کہ "آیا وہ مدعی جسنے ایک نالش مین ایک استحقاق کی بنا پر جائداد کے دلا پانے کا دعوے کیا ہو اور جو اُس نالش مین ناکامیاب رہا ہو ایک نالش واسطے دلا پانے اُسی جائداد کے ایک اور استحقاق کی بنا پر دائر کر سکتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو اُس وقت مستفید کر سکتا تھا جبکہ نالش اول رجوع کی گئی تھی لیکن جسکو اُسنے عرضی دعوے نالش مذکور مین قائم نہین کیا"۔
اجلاس کامل کی کثرت رائے سے اس سوال کا جواب نفی مین دیا گیا تھا لیکن اُن ہر دو نالشات کا امر مدعا بہا ایک ہی تھا جو اُسوقت زیر بحث تھین اور اسلئے مقدمہ مذکور مقدمہ حال مین بطور ایک سند کے متصور نہین ہو سکتا۔ ایسا ہی مقدمہ دوماترا دیبیا بنام اُنو پرنا داسی (۲) مین مدعی نے نالش مابعد میں اُسی جائداد کا دعوے کیا تھا کہ جسکا دعوے اُسنے ناکامیابی سے نالش اول مین بایک مختلف استحقاق کے روسے کیا تھا ۔ مقدمہ کمشور پرشاد بنام راج کماری رتن کور (۳) مین جہانکہ مدعی نے بربنائے ایک اقرارنامہ مابین مدعا علیہ اور ابتدائی مدیون کے جو ایک ہندو بیوہ تھی جسکے روسے شخص اول الذکر اُس جائداد پر قابض کیا گیا تھا جو بیوہ کے قبضہ مین اُسکے شوہر کی وفات پر آئی تہی اور اُسنے اُسکے قرضجات کے ایفار کا ذمہ لیا تھا ۔ ہر دو اشخاص یعنے بیوہ مذکور اور مدعا علیہ پر بدین بیان نالش کی تہی کہ اُسکا بنائے دعوے شخص موخر الذکر کے برخلاف یہہ ہے کہ وہ اُس جائداد پر قابض ہے جسپر قرضہ عائد کیا گیا تہا ۔ نالش مذکور مدعا علیہ کے برخلاف ناکامیاب رہی تھی اور قرار یہ دیا گیا تہا کہ نالش مابعد ممنوع السماعت تھی کیونکہ وہ اقرارنامہ جسپر انحصار کیا گیا ہے بموجب تشریح ۲ دفعہ ۱۳ کے نالش اول مین ایک وجہ مخاصمت بنائی جانی چاہئے تھی ۔ نالش مابعد کا امر مدعا بہا اُس قرضہ کا ایک جزو تھا جسکا دعوے نالش اول مین کیا گیا تھا ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۲
(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۷۸
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۹۶۷ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۴ ۔

۱۸۹۶ء
سرکم ابو تراب عبد الوہاب
بمقابلہ
رحمن بخش

ایسا ہی مقدمہ درگا پرشاد سنگھ بنام درگا کنواری (۱) میں جائداد متنازعہ ہر دو نالشات میں ایک ہی تھی سوال یہہ تھا کہ آیا مدعی جو نالش اول میں ایک فریق جیسے مدعا علیہا حال سے ایک ڈگری قبضہ اسکے [illegible] دیگر اشخاص کے برخلاف بطور وارثہ آخری مالک کے حاصل کی تھی اس امر سے ممتنع تھا کہ نالش مابعد میں ایک [illegible] خاندانی کو واسطے ثابت کرنے اس [illegible] کہ وہ [illegible] مذکور کی نسبت ذریت کے ساتھ قبضہ کا حق ہے اور قرار یہہ دیا گیا تھا کہ نالش اول [illegible] ایک تنازع پیدا ہوتا تھا اس جماعت کا آخری مقدمہ محولہ یعنی متہو مدلوا ناتک بنام [illegible] (۲) محض ایک اور تمثیل اسی اصول کی ہے مقدمات [illegible] بنام [illegible] (۳) و مور جبنی دسی بنام سدانند مہاپتر (۴) و کرشنا بہاری [illegible] بنام بنواری لال [illegible] (۵) پر انحصار کیا گیا تھا مقدمات مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ایک سوال بالضرور [illegible] فیصل کیا گیا ہو گو فریقین نالش کے مابین صریح الفاظ میں فیصل نہوا ہو تاہم وہ پہر مختلف طریق پر انہیں فریقین کے مابین ایک دوسری نالش میں اُٹھایا نہیں جا سکتا لیکن قاعدہ مذکور صورت حال سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ نالش ۱۸۸۳ء میں سوال استحقاق مدعیان بطور خادمان بلا واسطہ یا بواسطہ طور پر اٹہایا نہ گیا تھا۔ انہوں نے اسوقت بطور [illegible] اشخاص کے عہدہ مذکور کا دعوے کیا تھا اور وہ اپنی نالش میں اسوجہ سے ناکامیاب رہے تھے کہ انہوں نے اپنا دعوے بالکل اسی وجہ پر مبنی رکھا ہے۔

زاں بعد نسبت سوال میعاد کے نالش [illegible] واسطے استقرار استحقاق مدعیان [illegible] عہدہ خادم ہے وہ اسکا دعوے بطور موروثی عہدہ کے کرتے ہیں۔ عدالت ہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ انکی یہی نوعیت جو ایک ایسی رائے ہے جس سے اختلاف کرنیکی ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ اسلئے نالش [illegible] ۱۴۴ ضمیمہ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کی ذیل میں آتی ہے اور چونکہ وہ ۲۷ ستمبر ۱۸۸۱ء سے عرصہ بارہ سال کے اندر رجوع کیگئی تھی جو کہ تاریخ بیدخلی تھی اسلئے وہ میں المیعاد ہے۔

زاں بعد ہم اُن بحث کے جواز پر غور کرتے ہیں جنپر مدعیان نے انحصار کیا ہے اور جنکی رو سے وہ اپنا استحقاق قائم کرنیکی کوشش کرتے ہیں ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] عہدہ جس سے [illegible] اصل میں بھی میعاد

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۵ صفحہ ۱۴۹۔
(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۴۔ (۳) مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۵۔
(۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۴۔
(۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۴ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۲۰۳۔

سنہ ۱۸۹۶ء
سرکار ابوتراب عبدالواہب بنام رحمن بخش

اور فرائض مذہبی کی تعمیل ملحق ہے قانوناً قابل بیع نہیں ہے۔ اس اصول کی پیروی بہت سے مقدمات متعلق شبیت اور دیگر عہدہ جات متعلق عبادت اہل ہنود مین کیگئی ہے گو بظاہر کوئی مقدمہ چھپی ہوئی رپورٹ میں ایسا موجود نہین ہے جسمین سوال مذکور کا فیصلہ ایک عہدہ اہل اسلام کے متعلق کیا گیا ہو لیکن وہ وجوہات جنکے باعث عدالتہائے ایسے بیوع کے تسلیم کرنے سے اہل ہنود کیصورت مین انکار کیا ہے عام طور پر متعلق ہوسکتی ہین اور وہ اہل اسلام سے بھی ویسی ہی متعلق ہین۔ مثلاً مقدمہ جگرناتھ مالے چودہری بنام کشن پرشاد سرماہ (۱) مین بر بنائے ایک ڈگری قرضہ ذاتی کے مدیون ڈگری کے استحقاق شبیت کو نیلام کرنیکی استدعا کیگئی ہو جو اسے نسبت خدمات ایک بت کے حاصل تھا اور نیز جو اسطے بیع کرنے انکے بقایا آمدنی شبہ کو۔ عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ اس قسم کے حقوق اسطرح پر قابل نیلام نہین ہین مسٹر مکفرسن صاحب جسٹس نے فیصلہ صادر کرتے وقت یہہ رائے ظاہر کی تھی:۔ "ایسا نیلام عملی طور پر وقف کو ضائع کریگا یا اسکا یہ اثر ہوگا کہ وقف کی پیداوار نیکی کل غرض کو بیباک کرے۔ اس امر کی نسبت کوئی ذمہ واری نہوگی کہ خدمت مناسب طور سے جاری بھی جائیگی کیونکہ خریدار خواہ وہ کوئی شخص ہو (خواہ مسلمان ہو یا عیسائی) اس اہل ہنود کے بت کی خدمت کرنیکا حق حاصل کریگا"۔ نیز مقدمہ کپا گردکل بنام ڈرلسامی گردکل (۲) مین جہانکہ بیع خاص قسم کا تھا اور اسکے بحال رکھے جانیکی کوشش اسوجہ پر کیگئی تھی کہ خریدار اسی قوم کا ایک شخص ہے جسکا کہ بائع تھا اور اسلئے وہ عہدہ مذکور کے فرائض کی تعمیل کرنیکے قابل تھا۔ عدالت کی یہ رائے تھی کہ وہ رائے بذاتہ بیع مذکور کے جائز بنانے کے واسطے کافی نتھی اور اسنے یہ وجہ بیان کی تھی کہ:۔ "ایسا قرار دینے سے عوام الناس کو یہ وقت پیش آیگی کہ موروثی عہدہ جات مذہبی کے ضرورتمند مواخذہ داران کو تحریک ہوگی جو عہدہ جات مذکور کو فروخت کرنا چاہین اور انکے باعث ان قابلیتہائے کو بددیانتی سے تسلیم کیا جائیگا جو در اصل وہ قابلیتہائے نہین ہین جنکا کہ خواہان عہدہ مذکور ہو"۔ ایسا ہی مقدمہ منجا رام بنام ترپی شنکر (۳) مین جسمین وہ انتقال جو بطور رہن کے تھا قائم رکھا گیا تھا۔ عدالت نے چند مقدمات کا بسندیکی سے حوالہ دیکر جنمین ناقابل انتقال ہونا عہدہ ہائے مذہبی کا قائم رکھا گیا تھا اور ان وجوہات کا جنپر فیصلجات مذکور مبنی تھے یہ رائے ظاہر کی تھی:۔ "یہہ امر بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ مناسب نہوگا کہ کوئی ایسا قاعدہ انتقالات مذکورہ کے متعلق قائم کیا جائے جس سے عدالتہائے کو خفیف سوالات تمیز قوم کا فیصلہ

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۲۶۶
(۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۷۶۔
(۳) ” ” بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔

۱۸۹۶ء
سرکار بوساطت
عبدالوہاب
بنام
حسن بخش

کسی خاص شخص کی قابلیت ذہنی عبادت وتیاری خوراک بجائے ہنود پر کرنا پڑے چند دیگر ایسے ہی مقدمات کا حوالہ ہمارے روبرو بتعلم وکیل اپیلانٹ کے دیا تھا لیکن بحث ان مقدمات کا حوالہ زیادہ خصوصیت کے ساتھ اسوجہ سے دیاہے کیونکہ انہیں زیادہ تر کامل طور سے اُن وجوہات کا اظہار کیا گیاہے جن سے عدالتہائے کو اس امر کے قرار دینے کی تحریک ہوئی ہے کہ حال جیسے بیع جائز نہیں ہیں۔ اور یہ امر صریح ہے کہ وجوہات بیحد اسیقدر تقویت کے ساتھ جملہ عہدہ جات مذہبی سے متعلق ہوتی ہیں خواہ اُس مذہب کی رسوم کچھہ ہی ہوں جس سے وہ علاقہ رکھتے ہیں۔ صرف ایک ہی مقدمہ جسکا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیاہے جسمین ایسے عہدہ کا انتقال جائز رکھا گیا تھا مقدمہ منچارام بنام پران شنکر (۱) تھا مگر مقدمہ مذکور کی نوعیت عجیب تھی اور انتقال جسکی نسبت کہ صدر بطور بیع کئے جانیکا گیا تھا منتقل الیہ نے بربنائے وصیت اپنے چچا کے اُسکی وفات پر عہدہ حاصل کیا تھا۔ وہ بانی کے خاندان کا ایک رکن تھا اور سلسلہ وراثت عہدہ مذکور میں شامل تھا اور صرف انہی وجوہات پر انتقال مذکور قائم رکھا گیا تھا۔ لیکن اُس بیان سے جو فاضل ججان نے دوران صدر فیصلہ مین نسبت انتقال بذریعہ بیع عہدہ جات مذکور کے مقدمہ مذکورہ مین کیا ہے یہ مفہوم ہوسکتاہے کہ انکا فیصلہ اسکے برخلاف ہوتا اگر انتقال مذکور جو انکے روبرو پیش تھا بذریعہ بیع کے کیا گیا ہوتا۔

اُن فرائض کی تشریح سے جو عہدہ متولی کے ملحق ہیں اور جو عرضیدعوے مقدمہ حال میں کیگئی ہے یہ امر بلاشبہ طور پر ظاہر ہوتا ہے اور نیز فرائض مذکور کی اُس تعداد سے جو کہ مدعا علیہم کے تحریری جوابدعوے مین درج ہے جسکی درستی کی نسبت کوئی سوال نہیں اُٹھایا گیا کہ بعض فرائض جو دراصل عہدہ مذکور کے متعلق ہیں مذہبی نوعیت کے ہیں۔ اُن فرائض میں سے جنکا ذکر مدعی نے کیاہے بطور تمثیل کے ایک یہ ہے "نماز اور قرآن کا حسب ضابطہ طور پر روحانی ثواب حضرت کے واسطے پڑہنا" گر تحریری جوابدعوے مین اُن فرائض مین سے جنکی تعمیل سوائے ایک مسلمان شخص کے اور کوئی نہیں کرسکتا یہ فرض مذکور ہے "ان اشیاء کا جو بطور نذر دیا جاتی ہیں حاصل کرنا اور درود پڑہنا" اسمین شک نہیں کہ اس امر سے تنازعہ نہیں کیا گیا کہ عہدہ مذکور کی نوعیت مذہبی ہے اور اسلئے ہمین معلوم ہوتاہے کہ جہانتک کہ بیع حال اپنے جواز کے واسطے عام قانون پر مبنی ہیں وہ قائم نہیں رہ سکتی ہیں۔

مگر عدالتہائے ماتحت مین اُنکی تائید بلحاظ رسم ورواج کی بنا پر کئے جانے کی کوشش کیگئی تھی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۹۸

سنہ ۱۸۹۶ء
سرکار ابوداب عبدالوہاب بنام رحمن بخش

کوئی تنقیح خاص طور پر اس سوال کے متعلق نہیں کی گئی تھی لیکن عدالتہائے ماتحت نے یہہ قرار دیا ہے کہ عہدۂ مذکور
بوجہ بیع کے قابل انتقال تھا کیونکہ ایسی تمثیلات وقوع مین آئی ہین جنمین وہ اسی طرح پر منتقل کیا گیا ہے ہمکو
اس امر کی نسبت بہت شک ہے کہ آیا رواج یا طریق عمل دربارہ منظوری بیع عہدہ مذہبی واسطے فائدہ مالی یا ذاتی
ترجیحات کے کسی اتفاقات کی موجودگی میں بحال رکھی جا سکتی ہے اور ہمکو اس امر کے متعلق اُس رائے کا حوالہ دینا چاہیے
جو حکام پریوی کونسل نے مقدمہ مندراولیا بنام راوی درما کہنی کتی (۱) میں دربارہ فرائض و اختیارات امناء
معبد ہندو مذہبی کے ظاہر کی تھی اور بعد تفصیل کرنے مقدمہ ستور الملنگا ستوتی بنام پریا نیاگم پلائی (۲) مین سے
فقرۂ ذیل لیتے ہیں لیکن ضابطہ اور قواعد مذہبی برادرانہ متعلقہ مندرہائے اہل ہنود کسی طرح پر یکسان نہیں ہین اور
اور اہم اصول جو ہے البتہ شہادت سے دریافت کرنا چاہیے یہ معلوم کرنا ہے (اگر وہ ممکن ہو) کہ خاص قوانین رواج ہائے
کتابیں، جو اُس خاص مندر پر عائد ہوتے ہیں جسکے اشغال زیر تنازعہ ہوئے ہین اور کہ وہ انکی پیروی کرین"۔ حکام موصوف
نے یہ بیان کیا ہے کہ حکام موصوف کی یہ رائے ہے کہ کوئی رواج جو عام قاعدہ قانون کو محدود کر سکے مقدمہ ہذا
مین ثابت نہین کیا گیا اور وہ یہہ ایزاد کرنا چاہتے ہین کہ اگر رسم قائم کردہ صرف یہہ تھی کہ نہ صرف انکے
انتقال کو منظور کیا جاتا بلکہ صورت حال مین اُس بیع امانت کو بھی جو واسطے مالی فائدہ امین کے کی گئی ہے وہ
قرار دیگی کہ عدالت ہائے مذکور کے پہلے سے یہ فیصلہ جائز ہوتا ہے کہ رواج مذکور قانوناً ناقص تھا۔ مگر اسمین معلوم
ہوتا ہے کہ یہ غیر ضروری ہے کہ ہم سوال مذکور کو فیصل کرین کیونکہ اگر فرض کیا جاوے کہ رواج یا طریق عمل قائم کردہ
قانوناً قائم رہ سکتا ہے۔ تاہم وہ شہادت جسکی جانب ہماری توجہ راغب کی گئی تھی اور جسپر عدالتہائے ماتحت نے
عمل کیا تھا۔ ہماری رائے مین اُس رواج یا طریق عمل کے ثابت کرنیکے لئے ناکافی ہے جس سے بیوع مذکور
جائز ہون۔ وہ تمثیلات جنکی نسبت شہادت دیگئی ہے جنمین انتقال عہدہ بذریعہ نیلام عام کے عمل مین
آیا تھا۔ وہ مقدمات معلوم ہوتے ہین جنمین خود مدعیان اور وہ اشخاص جنکی وساطت سے وہ دعویدار ہے شامل
تھے اور تمثیلات انتقال خانگی بھی جنپر کہ حصر کیا گیا تھا لیکن جو ہماری رائے مین مختلف بنا پر مبنی ہین

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۳۲ ولا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۷۶ -
(۲) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد صفحہ ۳۰۹ -

سنہ ۱۰۹۶
سرکار القراب
عبدالوہاب
بنام
رحمن بخش

اور جو شریک حصہ داران عہدہ تک محدود ہیں تعداد مین بہت کم ہین —

ہماری رائے مین نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ جہانتک استحقاق مدعی خریدہ حقوق مدعا علیہ نمبر ادخیر محمد معرفہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۰ء پر مبنی ہے وہ نسبت ½ ، ایوم کے حصہ کے ا ؍ ایوم متدعویہ مین سے ہے نالش ہذا ناکامیاب رہتی ہے —

باقی سوال صرف ½ ۲ ایوم کے حصہ متدعویہ کی نسبت ہے جسکا دعوے ابربرے وراثت آخرا بانو کے کیا گیا ہے — عذر یہ کیا گیا تہا کہ آخرابانو چونکہ عورت تہی اسلئے عہدہ مذکور قابض ہونیکے ناقابل تہی اور اسلئے وہ اسکے استحقاق مندرجہ حصہ مذکور کو اپنے ورثا کے نام منتقل نہ کر سکتی تہی اور شرح محمدی امیر علی صاحب جسٹس (جلد ا صفحہ ۲۴۲) کا حوالہ اس عذر کی تائید مین دیا گیا تہا اسمین شک نہین کہ کتاب مذکور مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب فرض قائمقامی سوم مذہبی عہدہ متولی کے ملحق ہو جسکی نسبت عہدہ عورت عموماً قائم ہو سکتا ہے اسلئے وہ بباعث عورت ہونے کے ستقلال حاصل کرنیکے ناقابل ہے اور یہہ امر بظاہر اسوجہ پر مبنی رکہا گیا ہے کہ چونکہ عہدہ متولی ایک فی اتی امانت ہے اسلئے فرائض عہدہ مذکور نائب سے ادا نہین ہو سکتے تا کہ وہ شخص جو بباعث مونث ہونیکے فرائض مذکور کی تعمیل کرنیکے ناقابل ہو عہدہ مذکور پر قابض ہو سکے — یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا یہہ امر عہدہ خادم کے متعلق بہی ایسا ہی ہے — لیکن ہماری یہہ رائے ہے کہ ہم بروئے واقعات موجودہ کے اسکے فیصل کرنیکے مجاز نہین ہو سکتے سوال مذکور کا فیصلہ عدالت اول نے بحق مدعیان کیا ہے عدالت مذکور نے یہ قرار دیا تہا کہ آخرابانو عہدہ مذکور پر بحق استحقاق وراثت کے قابض ہوئی تہی اور کہ اسکے ورثا اسکی وفات کے بعد اسکی قائمقام ہونیکے مستحق تہے خواہ بار ڈسٹرکٹ جج کی یہہ رائے درست تہی یا نہ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم نے اس امر کو تسلیم کیا ہے بہرحال کوئی امر بغرض اظہار اس بات کے موجود نہین ہے کہ سوال مذکور عدالت اپیل ماتحت مین اٹہایا گیا تہا اسلئے ہماری یہہ رائے ہے کہ ہم اسے پہر اس مرحلہ مین اٹھائے جانیکی اجازت نہین دے سکتے —

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ہذا کی ڈگری دیجا کر نالش ½ ، ایوم کے متعلق ا ؍ ایوم کے حصہ متدعویہ مین سے خارج کیجاویگی جو نسبت نذر نیاز و عبادت درگاہ کے ہے نسبت باقی ½ ۲ ایوم کے حصہ کے اپیل ہذا خارج کیا جاتا ہے چونکہ اپیلانٹان زیادہ تر اپیل ہذا مین کامیاب ہوئے ہین اسلئے ہماری رائے مین وہ اپنے خرچہ عدالت ہذا و نیز ہر دو عدالتہائے ماتحت کے مستحق علی التناسب اپنی کامیابی کے ہین فریقین اپیل ہذا کے مابین

یہ اقرار کیا گیا ہے کہ ۲½ یوم کا حصہ ہر ایک ماہ میں جسکی ڈگری بحق مدعی دیگئی ہے اُس وقت کے شروع سے محسوب کیا جانا چاہیے جسوقت سے ۱۲ یوم فی ماہ کا دعوے مدعیان نے اپنے عرضیدعوے کے روسے کیا ہے اور ہم اسیطرح پر ڈگری دیتے ہین۔

اپیل منظور کیا گیا

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

* الوداپرشاد چیٹرجی (مدعا علیہ) **بنام** کالی کرشنا چٹرجی (مدعی) وغیرہ (مدعا علیہم ریسپانڈنٹ)

پروبیٹ۔ تنسیخ پروبیٹ۔ ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ (۵ سنہ ۱۸۸۱ء) دفعہ ۵۰ تشریح سوم "وجہ معقول" بد انتظامی منجانب وصی کے۔

ایک وصی کیطرف سے جائداد کی بد انتظامی کا عمل مین آنا زیر دفعہ ۵۰ تشریح (۴) ایکٹ پروبیٹ اہتمام ترکہ ایک وجہ معقول تنسیخ پروبیٹ کی نہین ہے اسلئے یہ تجویز ہوئی کہ وہ حکم تنسیخ جو ڈسٹرکٹ جج نے وجہ مذکور پر صادر کیا ہے بلا اختیار صادر کیا گیا تہا اور وہ منسوخ کیا جانا چاہیئے۔

الفاظ "وجہ معقول" جنکی توضیح دفعہ ۵۰ ایکٹ پروبیٹ اہتمام ترکہ مین کیگئی ہے محض تمثیلی نہین ہے بلکہ مکمل ہیں۔

درگاداس چیٹرجی ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء مین ایک وصیت آخری مورخہ ۶ اپریل سنہ ۱۸۸۹ء کر کے فوت ہوا جسنے اپنے سب سے بڑے پسر الوداپرشاد چیٹرجی کو وصی مقرر کیا وصیت مذکور کا پروبیٹ ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو عطا کیا گیا تہا۔ سنہ ۱۸۹۱ء مین کالی کرشن چیٹرجی ایک نابالغ پوتے موصی نے اپنے ولی کی وساطت سے تنسیخ پروبیٹ مذکور کی درخواست کی لیکن درخواست مذکور ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو خارج کی گئی تہی۔ اسکے بعد سنہ ۱۸۹۲ء مین تہاکو منی دیبی بیوہ موصی نے ایک نالش واسطے تنسیخ پروبیٹ اور واسطے معزولی وصی کے دائر کی۔ نالش مذکور ۱۴ جون سنہ ۱۸۹۳ء کو خارج کیگئی تہی۔ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۴ء کو کالی کرشن چیٹرجی نے جسنے اس اثنا مین سن بلوغ حاصل کیا تہا۔ ایک درخواست زیر دفعہ ۵۰ ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ واسطے معزولی وصی کے گذرانی اور نسبت منسوخی اُس پروبیٹ کے جو اُسے عطا کیا گیا تہا اور واسطے تقرر ایک ریسیور کے۔ وجوہات درخواست مذکور وصی کی بدعملی اور اُسکی بد انتظامی جائداد تہین۔ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو ڈسٹرکٹ جج بنکورا نے بذریعہ ایک حکم مورخہ تاریخ مذکور کے یہ حکم دیا کہ وہ پروبیٹ جو مدعا علیہ نے حاصل کیا تہا

* اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۲۷۲ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی ڈگری صادرہ مسٹر گارڈن صاحب ڈسٹرکٹ جج بنکورا مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۱ اگست ۱۸۹۲ء

بینی پرشاد کواری (مدعی) **بنام** نندلال ساہو وغیرہ (مدعاعلیہم)

اپیل دوم واپسی بعدالت اپیل - مزید شہادت عدالت اپیل مین - ستراردادامرواقعہ برطبق اُس شہادت کے جو بعد واپسی کے لیگئی ہو - ضابطہ عدالت اپیل دوم مین - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۶۸ و ۵۸۴ و ۵۸۷ و ۵۸۸

ایک اپیل دوم مین ہائیکورٹ نے ڈگری عدالت ماتحت کا اسوجہ سے منسوخ کیا کہ چند تنقیحات بر جو نالش مین اُٹھائی گئی تہین عدالت ہائے مذکور نے غور نہین کیا اور اُسنے مقدمہ کو عدالت اپیل ماتحت مین واسطے مناسب فیصلہ مقدمہ کے واپس بہیجا عدالت اپیل ماتحت نے اُن تنقیحات کے متعلق شہادت لی جو پہلے فیصل کی گئی تہین اور اُسنے ایک قرارداد امرواقعہ کی شہادت مذکور پر صادر کی -

تجویز ہوئی کہ عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ کی سماعت بطور ابتدائی مقدمہ کے کی تہی بلکہ بطور اپیل کے اور اُسنے اُن اختیارات پر عمل کرکے جو اُسے عطا کئے گئے تہے جدید شہادت لی تہی -

تجویز ہوئی کہ برطبق اپیل دوم ہائیکورٹ کو بروئے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واقعات پر فیصلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کہ وہ حد اختیار صرف اُن مقدمات تک محدود نہین ہے جہانکہ شہادت عدالت اول مین لیگئی ہو -

گوپال سنگہ بنام جہکری رائے (۱) کی پیروی کیگئی - بالکشن بنام جیو داکوار (۲) کا حوالہ دیاگیا - ہندی بنام برائن (۳) کی پیروی کیگئی -

واقعات جو رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہین اور دلائل فریقین تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین اہم جزو پہلے حکم ہائیکورٹ کا جسکے روسے مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین واپس بہیجا گیا تہا حسب ذیل تہا :-

"وجوہات بالا کے رو سے فیصلجات عدالتہائے ماتحت قائم نہین رہ سکتے اور کہ واسطے مناسب فیصلہ مقدمہ کے سوالات ذیل کا فیصل کرنا ضروری ہے :-

"اولاً - آیا بیع بحق مدعی اس غرض سے کیگئی تہی کہ مدعاعلیہم کو بیس پاکیا جاوے یا التوائے مین رکہا جاوے جو شیو لوچن کے دائنان تہے اور کہ آیا مدعی نے جائداد کو بدعن نیک نیتی کے اور بلا بدل قیمتی کے خرید کیا ہے؟

"ثانیاً - آیا مدعی کا طریق عمل میعاد کی بابت درخواست کرنے اور اسکے بغرض تکمیل اپنی خرید کے حاصل کرنے مین معہ اس اظہار کے کہ وہ جملہ دائنان شیو لوچن کا الفاء کردیگا کسی اہم طریق پر مدعاعلیہم کو گمراہ کریگا

اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۱۰۷ سنہ ۱۸۹۱ء بنارضی ڈگری مصدرہ بابو جی جی ڈی صاحب سرکٹ جج شاہ آباد مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء منسوخ بحالی ڈگری مصدرہ ملے سی متہ صاحب سارڈینیٹ جج ضلع مذکور مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۹۱ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۱۴۰ - (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۷۹۵ - (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۱۱۵

سنہ ۱۸۹۶ء
بینی پرشاد
بنام
نند لال ساہو

باعث ہوا تہا یا وہ انکے اس خیال کا نتیجہ تہا جو عمل مین خلل انداز ہوا تہا کہ اپنی ڈگری کا ایفا بخلاف شیو لوچن کے کرین ؟ —

"اگر کسی سوال کا جواب اثبات میں دیا جاتا تو مدعی ناکامیاب ہونا چاہیئے لیکن اگر دو نو سوالات کا جواب نفی مین دیا جاتا تو وہ کامیاب ہوگا —

"پس تجویز یہہ ہے کہ ڈگری مدالتہاے ماتحت منسوخ کیجانی چاہیئین اور مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین اس غرض سے واپس بہیجا جانا چاہیئے کہ اُسکا فیصلہ مطابق ہدایات مندرجہ فیصلہ ہذا کے کیا جائے"۔

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر لوو بابو ہیم چندر بنرجی و بابو رگہو نندن پرشاد و بابو جوگندر راجندر گہوس منجانب اپیلانٹ —

ڈاکٹر راش بہاری گہوش ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب رسپانڈنٹان —

تجویز ہائیکورٹ (ٹریولیین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

مقدمہ ہذا ہمارے روبرو بر طبق اپیل ثانی برخلاف حکم مصدرہ ڈسٹرکٹ جج شاہ آباد کے پیش ہوا ہے جو بعد واپسی منجانب عدالت ہذا کے اُنہون نے صادر کیا تہا —

سوال اول جو ایک ہی اہم سوال مقدمہ ہذا مین ہے یہہ ہے کہ آیا اپیلانٹ اس امر کا مستحق ہے کہ اپیل کو بطور ایک اپیل اول کے اُس سوال پر متصور کرے جسکا فیصلہ عدالت اپیل ماتحت نے اُس شہادت پر کیا ہے جو بعد واپسی مقدمہ کے لیگئی ہے جیسا کہ ہمنے اپنی رائے بعد بحث متعلق بہ اس جزو مقدمہ کے ختم ہونے کے ظاہر کی تہی ہماری یہہ رائے ہے کہ عام قواعد اپیلہاے دوم اپیل ہذا سے متعلق ہوتے ہین اور ہم مجاز نہین ہین کہ عدالت اپیل ماتحت کی قرارداد متعلق امور واقعہ مین دست اندازی کرین —

سوال مذکور اسطرح پر پیدا ہوا ہے :-

دو تنقیحات قائم کردہ یعنی تنقیح اول و ہفتم پر کبہی عدالت ماتحت نے غور نہ کیا تہا جبکہ مقدمہ بر طبق اپیل ثانی عدالت ہذا کے روبرو پیش ہوا تو اُن فاضل ججان نے جو اُس ڈویژن بنچ مین اجلاس فرما تہے جس سے اپیل مذکور کی سماعت کیگئی تہی بعد بحث کرنے دیگر سوالات اپیل پر یہہ خیال کیا کہ تنقیحات مذکور کی تجویز کیجانی چاہیئے — اُنہون نے دو تنقیحات قائم کین جنکا منشا ظاہری طور پر یہہ تہا کہ غیر مبہم الفاظ مین اُن سوالات کو بیان کیا جائے جو فریقین نے تنقیحات اول و ہفتم مین اُٹھائے تہے

بینی پرشاد بنام نند لال ساہو

تنقیحات مذکورہ مین سے تنقیح اول جیسی کہ وہ عدالت ہذا نے قائم کی تہی یہ تہی کہ آیا بیع بحق مدعی اس غرض سے کیگئی تہی کہ مدعا علیہم کو پس پا کیا جاے یا التواے مین ڈالا جاے جو شیو لوچن کے واُسنان تہے اور کہ آیا مدعی نے جائداد کو بدون نیک نیتی کے اور بلا بدل قیمتی کے خرید کیا ہے؟ اور تنقیح دوم یہ تہی کہ آیا مدعی کا طریق عمل میعاد کی بابت درخواست کرنے اور اسکے بغرض تکمیل اپنی خرید کے حاصل کرنے مین معاہر اظہار کے کہ وہ جملہ واُسیان شیو لوچن کا ایفا کردیگا کسی ایسے طریق پر مدعا علیہم کو گمراہ کرنیکا باعث ہوا تہا یا کہ وہ اُنکے اس طریق عمل مین خلل انداز ہوا تہا کہ اپنی ڈگری کا ایفا بخلاف شیو لوچن کے کریں؟ بلحاظ ہر کسے نے اس امر کے کہ فیصلہ عدالت اپیل ماتحت قائم نہین رہ سکتا فاضل ججان مذکور نے نہ صرف ڈگری عدالت اپیل ماتحت ہی کو منسوخ کیا تہا تاکہ اپیل کے فیصل کئے جانیکو عدالت مذکور پر چہوڑا جاتا بلکہ اُسنے ڈگری عدالت اول کو بھی منسوخ کردیا تہا انہون نے مقدمہ کو عدالت اول مین واپس نہ بہیجا تہا جسکی کہ ڈگری منسوخ کیگئی تہی بلکہ انہون نے اسے عدالت اپیل ماتحت مین اسواسطے فیصل کرنے مقدمہ کے مطابق ہدایات مندرجہ فیصلہ ہذا کے ارسال کیا تہا فاضل ججان مذکور نے اپنے فیصلہ مین صریح طور پر بیان نہین کیا کہ آیا جدید شہادت لیجانی چاہئے۔ لیکن چونکہ بہرحال ایک تنقیح یعنی ما کے متعلق کوئی شہادت نہ لیگئی تہی ایسے جدید شہادت کے لئے جانیکا منشا صریح طور پر مفہوم ہوتا تہا۔

ہمارے روبرو یہہ عذر کیا گیا ہے کہ اس حکم کا عملی اثر یہ ہے کہ عدالت اپیل ماتحت کو مقدمہ کی سماعت جدید کے واسطے بطریق واپسی کے بطور ایک عدالت اول کے مقرر کیا گیا تہا اور کہ ایک اپیل عدالت ہذا مین برنباے واقعات کے ہوسکتا ہے فاضل ججان عدالت ہذا نے یہ حکم نہ دیا تہا کہ مقدمہ کی تجویز عدالت اپیل اول سے علاوہ استعمال اُس اختیار سماعت کے اور طرح پر کیجاے جو اُسے مقدمہ ہذا مین بطور عدالت اپیل کے حاصل تہا اور کہ مقدمہ جب وہ واپس بہیجا گیا تہا عدالت اپیل ماتحت مین بطور ایک اپیل کے متصور کیا گیا تہا فاضل جج مذکور نے اُسکو کل فیصلہ مین بطور ایک اپیل کے متصور کیا ہے اور جہانتک ہمین معلوم ہوسکتا ہے فریقین کا بھی یہی خیال تہا۔

یہ خیال کہ ایک اپیل برنباے واقعات کے فریقین کے مشیران قانونی کے دل مین بروقت لوانے انفصال اپیل ہذا کے بعدالت ہذا موجود نہ تہا۔ گو ہمین شک نہین کہ اپیلانٹ کیطرف سے کوئی غلط فہمی منسوب نہین ہوسکتی (اگر یہ اُسکے مشیران قانونی کی غلط فہمی تہی) بہرحال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین نے اس حکم واپسی کو بطور ایک ایسے حکم بعدالت اپیل ماتحت کے متصور کیا تہا۔ جو

واسطے تجویز پاس اپیل کے دیا گیا تھا جو اسکے روبرو پیش تھا - ہماری رائے مین عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ
کی تجویز بطور ایک اپیل کے کی تہی اور اسنے اُن اختیارات کے روسے عمل کرکے جو اسکو عطا ہوئے تھے
مدید شہادت لی تھی چنانچہ سوال مذکور اب درصل یہہ ہوجاتا ہے کہ آیا جب عدالت اپیل ماتحت مدید
شہادت لے تو ہائیکورٹ برطبق اپیل دوم شہادت مذکور پر غور کرسکتی ہے ہمین کچھ شک نہین کہ سوال
مذکور کا فیصلہ صحیح طور پر ایک فُل بنچ عدالت ہذا نے مقدمہ گوپال سنگہ بنام جہگری رائے (۱) مین کیا
ہے اور اسی سوال کا فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے مقدمہ ملکش بنام جہودا کوار (۲) مین
کیا تہا - مقدمہ ہندی بنام براتن (۳) مین ایسی آرائے ظاہر کیگئی ہین جنسے مخالف نتیجہ اخذ ہوسکتا ہے -
ہماری یہہ رائے ہے کہ فیصلہ عدالت ہذا ایک ایسا فیصلہ ہے جسکی پیروی ہمکو کرنی چاہئے - جہانتک ہمین
معلوم ہے اسکی نسبت کسی فیصلہ مابعد مین شک نہین کیا گیا اور ہم اسکو مطابق اُس منشا کے باور کرتے ہین
جو مجموعہ ضابطہ دیوانی کا تہا - اگر منشا یہہ ہوتا کہ کوئی عام قاعدہ ایسا موجود ہونا چاہئے کہ ہر ایک مقدمہ مین
جہان مدید شہادت ایسے ایک امر واقعہ کے متعلق لیگئی ہو تو فریقین دو عدالتہاے کے فیصلجات کے مستحق ہون
تو ایسا عام منشا ضابطہ دیوانی مین ظاہر کیا جاتا - برطبق اپیل دوم کے ہم بروے مجموعہ مذکور اس امر سے منع
ہین کہ واقعات کی تجویز کرین اور کہ ہمارے اختیارات کی حد صرف اُن مقدمات تک محدود نہین ہے
جہانکہ شہادت عدالت اول مین لیگئی ہو اگر منشا یہہ تہا کہ ہمین اُس شہادت کے متعلق بحث کرنی چاہئے
جو عدالت اپیل ماتحت نے لی ہے تو ہماری رائے مین ایک استثنے جسمین دفعہ مذکور کے متعلق حکم تہا
اُس دفعہ مین شامل ہونی چاہئے تہی جو ہمارے اختیارات برطبق اپیلہاے دوم کے متعلق ہے - ہماری
رائے یہہ ہے کہ ہم واقعات پر تجویز نہین کرسکتے - پس ہمارے لئے صرف یہہ دیکہنا باقی ہے کہ آیا کوئی
استثنے اُن قراردادون کی نسبت کیجانی چاہئے جو عدالت ماتحت نے صادر کی ہین - قراردادون مذکورہ
صریح طور پر اُن تنقیحات کے متعلق ہین جو عدالت ہذا نے عدالت اپیل ماتحت سے فیصل کئے جانیکے لئے
قائم کی تہین - بنسبت تنقیح اول کے ہماری یہہ رائے ہے کہ یہہ صحیح ہے کہ اسکے جزو اول کا جواب بحق اپیلانٹ
دیا گیا ہے لیکن جزو دوم کا جواب اسکے برخلاف دیا گیا ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ اسنے نیک نیتی سے
بعوض بدل قیمتی کے خریدی تہی اسلئے سوال اول کا جواب نفی مین نہین دیا گیا اسکے ایک جزو کا جواب اثبات

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۷ -
(۲) " " الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۷۶۵
(۳) " " مدراس جلد ۵ صفحہ ۵۲

دیا گیا ہے اسلئے نتیجہ یہ ہے کہ مطابق فیصلۂ مقدمہ ہذا کے مدعی کامیاب رہتا ہے۔ ہم بر طبق اپیل بعد از واپسی کے مجاز نہیں ہیں کہ کسی طرح بر فیصلۂ عدالت ہذا مقدمہ ہذا کی نسبت سوال اٹھائیں۔

بعض آراء کا حوالہ ہمارے روبرو درباره اس امر کے دیا گیا تہا کہ آیا انتظام مقدمہ ہذا سوائے ایک ایسے انتظام کے کوئی امر متصور ہو سکتا ہے جو نیک نیتی سے کیا گیا ہو۔ ہمیں شک نہیں کہ ایسی شہادت موجود ہے جسپر عدالت اپیل ماتحت وہ نتیجہ اخذ کر سکتی تہی کہ جو اُسنے اس معاملہ میں اخذ کیا ہے۔ اور سب باتوں کو چھوڑ کر انتظام نسبت ہبہ باغ و مکان بحق پسر کے ایک ایسا انتظام ہے جسکو ہر ایک عدالت جو واقعات کی نسبت کارروائی کرتی ہو نہایت مشتبہ متصور کریگی گو اس سے یہہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ اسکے رو سے کل معاملہ فریبانہ معلوم ہوتا تہا۔ اس قسم کا انتظام صرف بغرض بیباک کرنے بعض جائداد کے داشتن کے کیا جا سکتا ہے۔ یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ یہ کس طرح بصورت دیگر ہو سکتا ہے واقعہ مذکور بذاتہ کافی شہادت ہے جسپر فاضل جج مذکور وہ نتیجہ اخذ کر سکتا تہا جو اُسنے اخذ کیا ہے۔

سوال دوم کے متعلق یہ رائے ہے کہ اسکا جواب اثبات میں دیگئی ہے۔

ہماری رائے میں اپیل ہذا ناکامیاب رہتا ہے اور وہ معہ خرچہ کے خارج کیا جانا چاہیئے اس غرض سے کہ ہمارے فیصلہ کی نسبت کوئی غلط فہمی کیجائے۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ ہمیں یہ ظاہر کر دینا چاہیئے کہ اپیل ہذا خارج کیا گیا ہے اور نالش معہ کل خرچہ کے خارج شدہ قائم ہے۔

اپیل خارج کیا گیا

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سیل صاحب جسٹس

۱۸۹۶ ۱۷ ستمبر

کلکتہ ٹریڈس ایسوسی ایشن بنام رائیلینڈ*

قرقی۔ قرقی کے امور معاہدات تنخواہ ایک افسر فوج کی انڈین سٹاف کار پس مین افسر جو با ضابطہ افواج کا افسر مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۶۶ ضمن (ح) ایکٹ فوج (۱۸۸۱ء) دفعہ ۱۵۱۔ افسر سرکاری

ایک افسر انڈین سٹاف کار پس حسب منشا ضمن (ح) دفعہ ۲۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک افسر سرکاری ہے جبکہ دفعہ مذکور کو فقرہ تعبیری سند رجہ دفعہ ۲ مجموعہ مذکور کے ساتھ ملا کر پڑہا جائے سلسلئے اُسکی تنخواہ اُس

* نالش نمبر ۲۳۲ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۶ء
مکارٹ ٹریڈیس
بنام
ایٹلینڈ

ڈگری کے اجرا مین قابل قرقی ہو خواہ کسیکے برخلاف صادر ہوئی ہو لیکن اطلاق قرقی مذکور اُس تنخواہ کمکے محدود ہونا چاہئے جو گورنمنٹ ہند کیطرف سے وصول کیجاتی ہو اور ایک افسر بنگال سیگولر فورس کی تنخواہ قابل قرقی نہین ہے ۔
قرقی صورت حال کی اجازت اُس ڈگری کے تابع دیگئی تہی جو پہلے سے مدعا علیہ کے برخلاف صادر ہوئی تہی جسکے روسے زیر دفعہ ۱۵۱ ایکٹ فوج اُسکی نصف تنخواہ کے منع کئے جانے اور اُس رقم کے ایفا مین لگائے جانیکا حکم دیا گیا تہا جو ڈگری مذکور کے روسے واجب الادا تہی منسوخی دفعہ مذکور کے روسے اُس ڈگری مین کوئی خلل واقع نہوا تہا جو پہلے سے زیر دفعہ مذکور صادر ہوچکی ہو ۔ اور ایسی ڈگری کے موشگرانکا استحقاق اُسوقت تک جاری رکھا گیا تہا جبتک کہ ڈگری مذکور کا ایفا کیا جاوے ۔
درخواست ہذا کمرہ واحد میں اسغرض سے کیگئی تہی کہ ایک ڈگری کے اجرا مین میجر ایچ جی وائیٹلینڈ افسر انڈین سٹاف کارپس اسسٹنٹ کمسری جنرل الٰہ آباد کی تنخواہ قرق کیجاے جو اُنکو امپیریل تنخواہ بنگال کی ملٹری اکونٹنٹس پے ماسٹر کلکتہ کے ہاتہ سے ملتی ہے ۔ ایک اور نالش بخلاف شخص مذکور ہین ایک ڈگری صادر ہوئی تہی جسکے اجراء مین اُسکی نصف تنخواہ زیر دفعہ ۱۵۱ ایکٹ فوج ۱۸۸۱ء کی نسبت حکم دیا گیا تہا کہ وہ وضع کیجاکر ڈگری مذکور کے ایفا مین لگائی جاے دفعہ اُسکے بعد بذریعہ ایکٹ فوج جابعد کے منسوخ کی گئی ہے ۔ نوٹس ذیل جو رجسٹرار مسٹر بلمپیرس نے صادر کیا ہے موجودہ صورت قانون کامل طور پر بیان کی گئی ہے ۔
۱۸۸۲ء مین اس سوال پر کہ آیا ایک افسر فوج کی تنخواہ بعلت اجرا قرق کئے جانیکی مستوجب بروے احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی بابت ۱۸۸۲ء ہے ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی نے غور کیا تہا جسکا نتیجہ اسطرح پر بیان کیا گیا ہے ۔ ”ایک افسر فوج کی تنخواہ صحیح طور پر مستوجب قرقی بروے احکام ایکٹ مذکور کے نہین بنائی گئی اگر وہ اسطرح پر مستوجب ہوتی تو حاشیہ قرقی کرنے کے واسطے ضروری ہوگا کہ وہ ظاہر کرے کہ تنخواہ مذکور احکام دفعہ ۲۶۸ ایکٹ مذکور کی ذیل مین آتی ہے اور وہ ایک قرضہ واجب الادا حق (کسیطرح پر) جائداد مدیون ڈگری ہی یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ وہ قرضہ جسکے واسطے مدیون نالش نہین کرسکتا قرق نہین کیا جاسکتا ۔ اور جہانتک ہم معلوم کرسکتے ہین ایک افسر کی تنخواہ اُسوقت تک اُسکی جائداد نہین ہوتی جبتک کہ وہ واقعی طور پر اُسکے قبضہ مین آجاے وہ اُسکے حصول کے واسطے کوئی دعوے یا نالش نہین کرسکتا ٭ ٭ جبتک کہ یہ ثابت نکیا جاے کہ تنخواہ مذکور ایک قرضہ یا جائداد حسب منشاء دفعہ ۲۶۶ ہو تب تک وہ بروے احکام ایکٹ ہذا کے قرق نہین کیجاسکتی“ ملاحظہ ہو منسی لال بنام مرکلن[1] اُسکے بعد بروے دفعہ ۱۵۱ ایکٹ فوج ۱۸۸۱ء کے یہ حکم دیا گیا تہا کہ ”ایک عدالت دیوانی یا عدالت طلبہ خفیفہ بعد تعمیل کرنے ادائیگی کسی رقم کے منجانب کسی شخص تابع قانون فوج کے جو سوا سپاہی با ضابطہ فوج کے کوئی افسر ہو یا تنخواہ اُسکے علم طور پر ادا ہوسکے جانیکا حکم دیسکتی ہے ۔ یا خاص طور پر یہ ہدایت کرسکتی ہے کہ وہ رقم جسکا ذکر ہدایت مذکورہ مین

(۱) الٰہ آباد ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۳۳۱

۱۸۹۶ء
کلکتہ ٹریڈس
بنام
رائیلینڈ

کیا گیا ہے جو کل یا کوئی جزو رقم مذکور کا ہے بذریعہ اقساط کے یا بصورت دیگر کسی تنخواہ یا کسی اور زر سرکاری واجب الادا ابھی
مدیون یا بنت ادا کیجانی چاہیئے۔ اور کہ وہ رقم جسکا ذکر ہدایت مذکور میں کیا گیا ہے جو نصف تنخواہ یا زر سرکاری کو سے
زیادہ نہونی چاہیئے اس صورت میں جبکہ مدیون ہندوستان میں ہو بند کیجائیگی اور مطابق ہدایت مذکور کے ادا کیجائیگی "
یہہ ایک خاص قانون تہا جسکی غرض یہ تہی کہ ایک عدالت دیوانی کو اس قابل بنایا جاسکے یا تو تنخواہ کو یا دیگر زر سرکاری کو
جو افسر مذکور کے حق میں واجب الادا ہو ضبط کرے یا مطابق عام قواعد ضابطہ کے اسکے اجراء کا حکم دے ـ
وہ دفعہ مذکور بذریعہ ایکٹ فوج ۱۸۹۵ء کے اب منسوخ کیگئی ہے لیکن وہ اس استحقاق پر موثر نہیں جو دوبارہ موثر کرانے
غیر معینہ وگریات کے ہے جو پہلے سے حاصل کیگئی ہون جو استحقاق کہ بروئے دفعہ ۳۸ ایکٹ متعلق تعبیر ۱۸۸۹ء (۵۲ و ۵۳ وکٹوریہ باب ۶۳)
کے محفوظ کیا گیا ہے۔ اسطرح پر ایک افسر دفعہ مذکور کے اطلاق سے سوائے ان ذمہ داریونکے بری الذمہ کیا گیا ہے جو بروئے احکام ایکٹ
مذکور کے قبل اسکی منسوخی کے عائد ہوئی ہون۔ پس اس صورت میں اس تبدیلی قانون کا اثر اسکی تنخواہ کے متعلق کیا ہے۔؟
آیا وہ اسکے اٹنان کی دست اندازی سے باہر کہیگئی ہے ـ

"معلوم ہوتا ہے کہ بموجب ایکٹ فوج (سالانہ) ۱۸۹۵ء کے ایکٹ فوج کی ترمیم نہ صرف بروئے ضمنی دفعہ ۱۵ کے کیگئی ہے بلکہ بذریعہ ترمیم
دیگر دفعات کے بھی جنمین دفعہ ۱۳۶ شامل ہے جنمین الفاظ "یا بروئے کسی قانون مصدرہ گورنر جنرل ہند باجلاس کونسل کے" ایزاد کیگئے ہیں
دفعہ مذکور مع الفاظ ایزاد کردہ کے حسب ذیل ہے "ایک افسر یا سپاہی باضابطہ فوج ملکہ معظمہ کی تنخواہ بلا کسی منہائی سوائے اس
منہائی کے ادا کیجائیگی جسکا اختیار بروئے ایکٹ ہذا یا کسی دیگر ایکٹ یا فرمان شاہی نافذ الوقت یا بروئے اس قانون دیگی ہو جو جناب گورنر
جنرل ہند باجلاس کونسل نے صادر کیا ہو جسکے روسے ایک افسر کی تنخواہ سے منہائی کرنیکا اختیار دیا گیا ہو بروئے دفعہ مذکور کے
بلا الفاظ ایزاد کردہ صرف ایسی منہائی کیجاسکتی تہی جسکا اختیار بروئے ایکٹ ہذا (ایکٹ فوج) یا کسی اور انگریزی ایکٹ
یا فرمان شاہی نافذ الوقت کے روسے دیگئی ہو لیکن اب بروئے الفاظ ایزاد کردہ کے ایک افسر کی تنخواہ ذمہ دار منہائی بروئے
کسی ایسے قانون کے بھی کیگئی ہے۔ جو جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر ہند باجلاس کونسل نے صادر کیا ہو۔
اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کوئی قانون گورنر جنرل ہند باجلاس کونسل نے صادر کیا ہے جسکے روسے
ایک افسر کی تنخواہ میں سے منہائی کیجاسکتی ہو۔

ایکٹ ۱۸۵۹ء جسکے روسے یہہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک افسر کی تنخواہ ذمہ دار قرقی نہیں ہے منسوخ کیا گیا تہا اسکے احکام جو از روئے
مصدرہ ایزاد ہے اور ترمیمات کے صادر کئے گئے تہے اب ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء میں درج ہیں سیکشن ۲ نیز اسکے ازدیاد ہے جنبقو تعبیری
حسب ذیل ہے۔ عہدہ دار سرکاری سے مراد ہر شخص ہے جو منجملہ اقسام ذیل کے کسی قسم میں داخل ہو * * * ملکہ معظمہ
کی افواج بری یا بحری کا ہر عہدہ دار کمیشن یافتہ جب وہ گورنمنٹ کے تابع خدمات سرانجام دیتا ہو۔

۱۸۹۶ء
کلکتہ ٹرائیبیر
بنام
رائیلیہ

لفظ "سرکار" کو وسیع معنے دیے گئے ہیں جس میں گورنمنٹ ہند اور نیز لوکل گورنمنٹ شامل ہے۔

دفعہ ۲ ہی جسکا حوالہ فیصلہ ٹیکو رشٹ ممالک مغربی و شمالی میں دیا گیا ہے۔ ترمیم ہوگئی ہے اور اُسکی صورت موجودہ یہ ہے کہ دفعہ ۲۶۶ میں جدید احکام ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کیا کچھ بابت اجرا قابل قرقی ہے جس میں "قرضجات" کو جائداد قابل بیع شامل میں اور زان بعد یہ حکم ہے کہ بشرطیکہ منفصلہ ذیل اشیا ایسی قرقی یا نیلام کی ذمہ دار نہیں ہیں امور مذکور کا ذکر بہت سے فقرات میں کیا گیا ہے۔ وہ امور جنکا ذکر ضمن (ح) میں کیا گیا ہے جنکے ساتھ ہمارا اسوقت علاقہ ہے حسب ذیل ہیں: "کسی سرکاری ملازم یا کسی ریلوے کمپنی کے حاکم یا کسی نوکر کی تنخواہ نیچے لکھی ہوئی حد تک

(۱) کل تنخواہ جبکہ تنخواہ ماہانہ عہ سے زیادہ نہو۔

(۲) نصف جبکہ تنخواہ ماہانہ عہ سے زیادہ اور چالیس روپیہ ماہانہ سے زیادہ نہو اور

(۳) دوسری صورت میں نصف تنخواہ"

اس فقرہ سے جبکہ وہ فقرہ تعبیری کے ساتھ ملاکر پڑھا جاوے جسکی رو سے "عہدہ دار سرکاری" کے معنی بقدر وسیع کئے گئے ہیں کہ اسمیں ایک افسر افواج بھی شامل ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی موجودہ شرائط تبدیل ہوگئی ہیں اور افسران افواج کی وہی حیثیت قرار دیگئی ہے جیسا کہ کوئی اور عہدہ دار سرکاری ہے جسکی تنخواہ مستوجب قرقی زیر دفعہ ۲۶۶ ہے۔ یہ امر ایسا ہی ہوتا اگر فقرہ تعبیری میں الفاظ "درصورتیکہ وہ خدمات سرکاری کو سرانجام دے رہا ہو" موجود نہوتے۔

عہدہ داران افواج اپنی کمیشن صرف سرکار سے حاصل نہیں کرتے بلکہ باضابطہ فوج کے عہدہ داران جو بالکل رجمنٹ کے فرائض کی انجام دہی کرتے ہیں اپنی تنخواہ سرکار سے اسی وجہ سے بھی حاصل کرتے ہیں جو پارلیمنٹ عطا کرتی ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ افسران مذکور گورنمنٹ ہند یا کسی لوکل گورنمنٹ کے تابع ملازمت کرتے ہیں یا کہ عہدہ داران مذکور کی تنخواہ کی نسبت مجموعہ مذکور کے اُن احکام کے رو سے کارروائی کیجاسکتی ہے جو عہدہ داران سرکاری سے متعلق ہیں۔

"عہدہ داران افواج ہندوستان یا برطانیہ بعد دو سال کی ملازمت کے جنمیں سے ایک سال ہندوستان میں ہونا چاہئے اور نیز عرصہ جو بعیش کے قابل کمیشن سٹاف کارپس کیلئے از پریزیڈنسی ہائے ہند ہوجاتے ہیں۔ وہ افسران جنہوں نے اسطرح پر کمیشن حاصل کی ہو اپنی رجمنٹ کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ مطابق اس پریزیڈنسی کی گورنمنٹ کے جس سے فوج مذکور علاقہ رکھتی ہے بلا واسطہ طور پر فوجی یا دیوانی ملازمت میں لئے جاتے ہیں بلا لحاظ اپنے عہدہ سٹاف کارپس کے" مینول آف ملٹری لا صفحہ ۲۵۹۔

وہ عہدہ داران جو اسطرح پر ملازم ہوئے ہوں حسب منشا فقرہ تعبیری کے "عہدہ داران سرکاری" ہیں۔
تا حد قیاس عہدہ داران مذکور جبکہ وہ تابع گورنمنٹ خدمات کو انجام دے رہے ہوں گورنمنٹ سے تنخواہ لیتے ہیں کہ سرکار سے لیکن اگر وہ سرکار سے بھی تنخواہ پائیں تو اُس تنخواہ سے بھی فیصلہ ٹیکو رشٹ ممالک مغربی و شمالی متعلق ہوگا لیکن اُس تنخواہ پر نہیں

۱۸۹۶ء
کلکتہ شریڈس بنام ایڈیلینڈ

جو گورنمنٹ سے واجب الوصول ہو جو اُسی بنا ر پر مبنی ہو گی جیسی کہ عہدہ دار سرکاری کی تنخواہ ہو اور اُسکی نسبت اُسیطرح پر کارروائی کیجائیگی"۔

مسٹر اپٹن (مسٹر زسانڈرس اینڈ کو) منجانب سائل بکرہ واحد۔

سیل صاحب جٹس:- درخواست ہذا واسطے قرقی تنخواہ ایک فوجی افسر کے بعلت اجرائے ڈگری گذرانی گئی ہے میرے پاس رجسٹرار مسٹر بلچیبرس نے ایک نوٹ ارسال کیا ہے جو میری رائے مین ایک درست رائے نسبت موجودہ قانون متعلق بہ این امر کے ظاہر کرتا ہے - یہ معلوم ہوتا ہے کہ درحالیکہ ایک باضابطہ فوج کے افسر کی تنخواہ ذمہ دار قرقی نہین ہے تو ایک عہدہ دار انڈین سٹاف کار پس کی تنخواہ ذمہ دار قرقی ہے - ان دو صور تونمین فرق ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ عہدہ دار سٹاف کار پس ایک سرکاری عہدہ دار حسب منشا ضمن (ح) دفعہ ۲۶۶ - مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے جبکہ وہ فقرہ تعبیری کے ساتھ ملاکر پڑہی جائے مگر ایک باضابطہ فوج کا عہدہ دار ایسا نہین ہے مین سمجھتا ہون کہ مدعا علیہ مسٹر ایڈیلینڈ جو بطور ایک اسسٹنٹ کمسری جنرل الہ آباد کے بیان کیا گیا ہے ایک عہدہ دار سٹاف کار پس ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور نالش مین ایک ڈگری اُسکے برخلاف حاصل کیجاچکی ہے جسکی رو سے زیر دفعہ ۱۵۱ - ایکٹ فوج اُسکی نصف تنخواہ کے وضع کیجانے اور اُسکو بر قم کے ایفا مین لگائے جانے کا حکم دیا گیا تھا جو بر و ڈگری مذکور واجب الادا تھی دفعہ مذکور بعد ازان منسوخ کیگئی ہے لیکن منسوخی دفعہ مذکور سے جیسا کہ مسٹر بلچیبرس کے نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے اُس کارروائی مین خلل واقع نہین ہوتا جو پہلے سے زیر دفعہ مذکور صادر کیگئی ہو ایسی ڈگری سے موثر ا نیکا حق جسطرح کہ وہ دفعہ مذکور ہ بخشتی ہے جاری رہتا ہے جبتک کہ کامل ایفا ڈگری کا نکیا جائے

وہ قرقی جسکی استدعا کی گئی ہے کیجاسکتی ہے لیکن وہ اُس ڈگری کے تابع ہونی چاہئے جسکا کہ مینے حوالہ دیا ہے اور اُسکا اطلاق اُس تنخواہ تک محدود ہونا چاہئے جو مدعا علیہ گورنمنٹ سے لیتا ہے -

اٹرنیان منجانب سائل مسٹر زسانڈرس اینڈ کمپنی -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۴ اگست ۱۸۹۶ء

سبہاپت سنگہ (مدعی) بنام عبدالغفور وغیرہ (مدعا علیہم)*

اختیار سماعت عدالت دیوانی مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۱ ایکٹ میونسپلٹی بنگال (۳ سنہ ۱۸۸۴ء) میونسپل کمشنران کا انتخاب۔ استحقاق نسبت رائے دینے اور امیدوار بننے ایک انتخاب کا۔ نالش واسطے ڈگری استقرار ہر کے

میونسپل کمشنران کے انتخاب میں بنگال میونسپل ایکٹ (بنگال ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۴ء) میں سبہاپت سنگہ کو منجملہ امیدواران

منتخب کردہ ظاہر کیا گیا تہا۔ ایک انتخاب کا مطالبہ کیا گیا اور سبہاپت سنگہ بہ عہدہ دار اجلاس فرمانے

حسب ضابطہ منتخب شدہ قرار دیا گیا تہا۔ منجانب ناکامیاب امیدواران کے مجسٹریٹ ضلع کے روبرو ایک عذر اس وجہ

پر کیا گیا تہا کہ بعض رائے دہندگان نے زیادہ آرائے بہ نسبت اس تعداد کے دی ہیں جس قدر کہ وہ دینے کے حقدار تھے

اور نیز اس وجہ پر کہ سبہاپت سنگہ بطور ایک رائے دہندہ اور امیدوار کے درج رجسٹر کئے جانیکے قابل نہ تہا مجسٹریٹ

نے انتخاب مذکور کو بوجوہات مذکورہ منسوخ کیا اور سبہاپت سنگہ نے ایک نالش عدالت دیوانی میں واسطے استقرار اپنے استحقاق

رائے دہندہ و امیدوار انتخاب اور واسطے استقرار اس امر کے گذرانی کہ وہ حسب ضابطہ طور پر منتخب کیا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ نالش کی نوعیت از قسم دیوانی تہی اور بروئے دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ایسی نالش عدالت

دیوانی میں ہو سکتی تہی۔

نیز تجویز ہوئی کہ مجسٹریٹ کو ایک مدعا علیہ نالش مذکور نہ بنانا چاہئے تہا۔ اور کہ مدعی اس امر کے استقرار کا مستحق نہ تہا کہ مدعی

کا انتخاب بہ تقرر اور جائز ہے لیکن ڈگری عدالت اول جسکے روسے مدعی کا استحقاق رائے دہندہ و امیدوار انتخاب قرار دیا گیا

تہا درست تہی۔

نالش مذکور واسطے فیصل کرنے اور قرار دینے مدعی کے اس استحقاق کے دائر کیگئی تہی کہ وہ رائے دے سکتا ہے اور اس

میونسپل کمشنران کے انتخاب میں بطور امیدوار کے شامل ہو سکتا ہے جو کہ ماہ دسمبر ۱۸۹۳ء میں ہوا تہا اور

واسطے استقرار اس امر کے کہ وہ انتخاب مذکور میں حسب ضابطہ طور پر منتخب کیا گیا تہا۔ وہ واقعات جو رپورٹ ہذا

کے لئے ضروری ہیں کامل طور پر تجویز انگریزی رپورٹ میں بیان کئے گئے ہیں۔

---

* اپیل از ڈگری اپیل ۲۲ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری صادرہ ڈبلیو ایلیس صاحب ڈسٹرکٹ جج سارن مورخہ ۵ فروری سنہ ۱۸۹۵ء

جو بحالی ڈگری صادرہ بابو جگندر ناتہ چکرورتی منصف چہپرہ مورخہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۸۹۶ع
سبھاپتی سنگہ
بنام
عبدالغفور

ہردو عدالتہاے ماتحت نے مدعی کے دعوے کے برخلاف فیصلہ دیا اور مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو اوماکالی مکرجی و بابو لمبنی ناتھ سین منجانب اپیلانٹ ۔

وکیل سرکار (بابو ہیم چندر بنرجی) و بابو ترکہا ناتھ پلیت و بابو کرانتا کمار بوس منجانب رسپانڈنٹس ۔

بابو اوماکالی مکرجی :۔ عدالت اپیل ماتحت اس امر کے قرار دینے مین غلطی پر تھی کہ عدالت دیوانی کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہین ہے ۔ دفعہ ۱۵ ایکٹ میونسپلٹی بنگال کے رو سے جیسی کہ اسکی ترمیم بروے بنگال ایکٹ [illegible] کے کیگئی ہے ۔ عدالت دیوانی کا اختیار سماعت محفوظ کیا گیا ہے [ٹرویلین صاحب جج :۔ آیا ایک نالش واسطے ایسے عہدہ سرکاری کے چل سکتی ہے ؟] دفعہ ۴۴ ۔ ایکٹ ۱۵ اور سی خاص ایسے تقررات کی نسبت کافی توسیع ہے اور دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے استحقاق ارجاع نالش جملہ دیوانی قسم کے مقدمات مین عطا کیا گیا ہے ۔ ایک نالش کی اجازت عدالت ہر ایک صیغہ ابتدائی مین بروے دفعہ ۴۵ ۔ ایکٹ ۱۵ اور سی خاص کے عطا کیگئی ہے اور یہہ امر اغلب نہین ہے کہ [illegible] کے واسطے مختلف قانون بنایا گیا ہو ۔
[ٹرویلین صاحب جج :۔ یہ پرانا اختیار سماعت سپریم کورٹ کا معلوم ہوتا ہے کہ ایک حکم امتناعی جاری کیا جاوے] بہرحال کوئی امر مانع نالش زیر دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی موجود نہین ہے ۔ اور دفعہ ۱۵ ۔ ایکٹ میونسپلٹی سے اس عذر کی تائید نہین ہے ۔ زان بعد نسبت واقعات مقدمہ کے سوال جواز انتخاب کا فیصلہ صرف مجسٹریٹ اجلاس فرما سے کیا جانا چاہیئے تھا اور سرسری طور پر اسیوقت کیا جانا چاہیے تھا ملاحظہ ہو قواعد ۴۲ و ۴۳ مصدرہ زیر ایکٹ میونسپلٹی بنگال ۔ وہ جملہ کارروائیات جو مجسٹریٹ نے بعد صدور حکم مجسٹریٹ اجلاس فرما کے کی ہون ۔ خلاف اختیار ہین خواہ انتخاب قانونا ناقص ہو ۔ کوئی عذر اسوجہ پر مجسٹریٹ اجلاس فرما کے روبرو نہ کیا گیا تھا وہ استقرار جو لئے گیا تھا مقدمہ ہذا مین قطعی ہے نسبت قابلیت مدعی کے اسکا نام بطور رائے دہندہ کے درج رجسٹر کیا گیا تھا اور وہ فہرست امیدواران مین شامل تھا ۔ ملاحظہ ہو قواعد ۱۳ و ۲۰ ۔ وہ عذر جو کیا گیا تھا ناقابلیت بطور رائے دہندہ کی وجہ پر مبنی تھا اور بروقت انتخاب کے کوئی ایسا عذر نہین کیا جا سکتا ۔

بابو ہیم چندر بنرجی منجانب رسپانڈنٹ مجسٹریٹ سردار :۔ سوال قابلیت اُس خاص انتخاب سے علاقہ رکہتا ہے جو ۱۴ ۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع کو کیا گیا تھا ۔ عدالت مدعی کو آئندہ انتخابات کے قابل قرار نہین دے سکتی جنکے واسطے جدید فہرست ہاے بنائی جاوینگی [بیورلی صاحب جج نے

سنہ ۱۸۹۶ع
بہاپت سنگھ
بنام
عبدالغفور

قاعدہ ۸ کا حوالہ دیا] مجسٹریٹ ضلع مسٹر بینس بیانگئے ہے سے نالش کیگئی ہے - وہ اب مجسٹریٹ نہین رہے
لیکن اگر یہ فرض کیا جائے کہ نالش مجسٹریٹ کے برخلاف بہ حیثیت انکے عہدہ سرکاری کے کیگئی ہے تو
بخلاف سکرٹری آف سٹیٹ کے دائر کیجانی چاہیئے تہی اور وہ مطابق قانون کے ایک نوٹس دیا جانا
چاہیئے تہا - پس نالش حال ہذا ایک ایسی نالش نہیں ہے جسکی بابت عدالت دیوانی کارروائی کرسکے
مدعی نے کسی ہرجانہ کا دعوے نہیں کیا - بلکہ صرف ایک سوال بابت انتخاب آنریری عہدہ سرکاری کے
اٹھایا گیا ہے - ایکٹ مذکور کی دفعات اور قواعد مصدرہ سنہ ۱۸۸۹ع کو پڑہنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ
معاملات انتخاب کے عدالت دیوانی کے روبرو لائے جانے کا منشا ہے - نالش حال اس درخواست
سے بڑھکر زیادہ نہیں ہے جو واسطے عارضی حکم امتناعی کے زیر دفعہ ۴۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی گئی
ہو - لیکن کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا - مجسٹریٹ کا حکم بابت عدم جواز انتخاب کے ایک جائز حکم تہا
اور اگر ایک نالش استقراریہ ہو بھی سکتی تہی تاہم عدالت ہذا اپنے اختیار تمیزی کو استعمال کرکے کسی
استقرار کے مقدمہ ہذا مین کرنے سے انکار کرسکتی ہے -

بابو ترکناتہ پلیت بجواب بابو سیانشان ماودت نے وکیل سرکار کی پیروی کی -

تجویز ہائیکورٹ (ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) ٹریولین صاحب نے صادر فرمائی:-

ٹریولین صاحب جسٹس - اپیل ہذا مین ایک اہم سوال اٹھایا گیا ہے - نالش کی غرض ایک استقرار
حاصل کرنیکی تہی کہ مدعی رائے دینے اور امیدوار انتخاب میونسپل کمشنران ہونیکا مستحق تہا جو چہارم ماہ دسمبر
سنہ ۱۸۹۳ع مین ہوا تہا - نیز مدعی نے اس امر کے استقرار کی نالش کی کہ اس انتخاب مین وہ حسب ضابطہ طور پر
منتخب کیا گیا تہا -

منصف نے جسکے روبرو مقدمہ اولاً پیش ہوا تہا مدعی کو ایک استقرار بابت اسکی قابلیت کے عطا کیا
لیکن اسنے یہ قرار دیا کہ وہ انتخاب جسکی بابت مدعی نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ منتخب کیا گیا تہا جائز طور پر عمل مین
نہ آیا تہا - ڈسٹرکٹ جج نے جسکے روبرو مقدمہ بطریق اپیل کے آیا تہا اور جسکے روبرو اپیل بالمقابل
کیا گیا تہا کل نالش کو خارج کیا ہے - اب مدعی نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے اور وہ سوالات
جنکی بابت ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے یہ ہین اولاً آیا ایک نالش اس قسم کی عدالت دیوانی مین
ہوسکتی ہے اور ثانیاً آیا اگر فرض کیا جائے کہ عدالت دیوانی کو سوالات دربارہ قابلیت رائے
دہندگان و امیدواران اور جواز انتخابات کی بابت کارروائی کرنیکا اختیار حاصل ہے -

۱۸۹۶ء
سبھاپت سنگہ
بنام
عبدالغفور

تو یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسمین عدالت اُس استقرار کو عطا کر سکتی ہے اور اُسے عطا کرنا چاہیے جسکی کہ بتعدیہ مذا استدعا کیگئی ہے -

وہ واقعات جو ہمارے فیصلہ کی غرض کے واسطے ضروری ہین بہت نہین ہین - مدعی جبکہ وہ اس انتخاب کا امیدوار ہوا تہا اُن اشخاص کے رجسٹرون مین درج تہا جو رائے دینے کے مستحق تہے - اور اسلئے بروئے قانون بنگال ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۴ع دفعہ ۱۵) کے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ انتخاب کمشنران کے قابل تہا - تین عہدے خالی تھے بروقت انتخاب کے عہدہ دار اجلاس فرمانے کثرت رائے پر تین اشخاص کو یعنے بنسی دہر گہتیا و سورج پرشاد و سبھاپت سنگہ کو جو مدعی حال ہے منتخب شدہ قرار دیا - ان تین امیدواران مین سے دو کے برخلاف انتخاب کا دعوی کیا گیا تہا یعنے سورج پرشاد اور سبھاپت سنگہ کے برخلاف کسی انتخاب کا دعوی بخلاف بنسی دہر گہتیا کے نکہا گیا تہا وہ حسب ضابطہ منتخب شدہ قرار دیا گیا تہا - از ان بعد انتخاب واسطے پُر کرنے باقی دو خالی عہدون کے کیا گیا اسمین کچہہ شک نہین ہو سکتا کہ بروئے قاعدہ ۲۴ قواعد مصدرہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۴ع کے جو تعمیل ایکٹ مندرجہ صادر کیے گئے تہے اور جو قانون کا اثر رکہتے ہین ہر ایک رائے دہندہ اسقدر امیدواران کی نسبت رائے دے سکتا ہے جسقدر کہ عہدے خالی ہون - اسی قاعدہ مین یہہ بہی حکم ہے کہ وہ کل یا کوئی تعداد اُن رایون کی جسکا کہ وہ مستحق ہے ایک ہی امیدوار کے حق مین دے سکتا ہے - پس اسصورت مین اور بعد بنسی دہر گہتیا کے باضابطہ منتخب کیے جانیکے صرف دو عہدے خالی تہے - اسلئے نتیجہ یہ ہے کہ ہر ایک رائے دہندہ دو رائے دے سکتا تہا بطور امر واقعہ کے بعض رائے دہندگان نے اگر سب نے نہین تین تین رائے دین - یہ غلطی اس وجہ سے واقعہ ہوئی کہ ابتدا مین تین عہدہ خالی تہے - اس انتخاب مین دو خالی عہدے مدعی اور سورج پرشاد سے پُر کیے گئے تہے - یہ بات ۱۴ دسمبر کی ہے - اُسی دن امیدواران مذکور نے ایک درخواست مجسٹریٹ کے روبرو اولاً مدین عذر کی کہ یہ غلطی واقع ہوئی ہے کہ ہر ایک رائے دہندہ کو تین رائے دینے کی اجازت دیگئی ہے درصورتیکہ وہ صرف دو کے مستحق تہے - اُنہون نے سورج پرشاد کی رائے کے متعلق بہی شکایت کی جو ایک ایسا معاملہ ہے جو اب ہمارے روبرو پیش نہین اور انہون نے ایک عذر مدعی حال کے استحقاق امیدواری کی نسبت بہی کیا یعنے اُسکے استحقاق درج رجسٹر ہونیکی نسبت عذرات مذکور پر مجسٹریٹ نے غور کیا جسنے یہ قرار دیا کہ عذر نسبت قابلیت مدعی کے ایک جائز عذر ہے اور کہ انتخاب بیضابطہ تہا - اُسنے انتخاب کو نامنظور کیا اور ایک جدید انتخاب کے کیے جانیکی ہدایت کی - از ان بعد مدعی نے نالش حال دائر کی جسمین اُس نے تین

۱۸۹۶ء
بہابت سنگھ
بنام
عبدالغفور

میاب امیدواران انتخاب کو جسمین وہ منتخب ہوا تہا فریق مدعا علیہ بنایا اور موجودالوقت مجسٹریٹ ضلع
مسٹر مینشی نام لیکر بطور مدعا علیہ کے گردانا گیا تہا۔ منصف نے جدید انتخاب کے بروئے ایک عارضی حکم امتناعی کے
بند کیا۔ حکم امتناعی مذکور صرف اُسوقت تک عامل تہا جبکہ منصف نے اپنا فیصلہ صادر کیا۔ منصف نے اپنے فیصلہ مین قرار دیا
انتخاب ناقص تہا۔ ہمین بتایا گیا ہے کہ ایک جدید انتخاب عمل مین آیا تہا۔ واقعات حسب تذکرہ صدر ہین –

سوال اول یہ ہے کہ آیا بہرکیف ایک نالش اس قسم کی غرض کے واسطے دائر ہو سکتی ہے۔ اس سوال کا
جواب بحوالہ دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دیا جانا چاہئے جسمین یہ حکم ہے کہ "عدالتونکو (برعایت
احکام مندرجہ مجموعہ ہذا) تمام نالشات قسم دیوانی کی تجویز کرنیکا اختیار ہے بجز اُن نالشات کے جو کسی قانون
نافذالوقت کے روسے ممنوع السماعت ہون"۔ ذی علم وکیل سرکار جو مقدمہ ہذا مین مجسٹریٹ کیطرف سے
پیش ہوا ہے اور ذیعلم وکیل بابو ترکناتہ پلیت جو دونا کامیاب امیدواران کیطرف سے پیش ہوئے ہا
ہماری توجہ کسی ایسے قانون کی طرف راغب نہین کر سکے جسکے روسے اس قسم کی نالش عدالت دیوانی
مین ممنوع السماعت ہو۔ ہمین کچھہ شک نہین کہ نالش ہذا کی نوعیت از قسم دیوانی ہے۔ وہ واسطے
قائم کرنے ایک دیوانی حق کے جسکی نوعیت نہایت اہم ہے دائر کیگئی ہے اور دراصل جب ہم اسکا
امتحان کرتے ہین تو ہم کوئی وجہ نہین دیکھتے کہ کیون ایک عدالت دیوانی کو اس قسم کے سوال کا فیصلہ نہ
کرنا چاہئے۔ عدالت ہذا کو صیغۂ ابتدائی میں ایک اختیار بروئے ایکٹ دادرسی خاص (دفعہ ۴۵)
کے ایک حال جیسے استحقاق اور بابت متعلق باستعمال ایسے حق کے شہر ہذا مین عطا کیا گیا ہے جیسا
کہ ہمین جتلایا گیا ہے یہ قیاس کرنا کسیقدر غیر معمولی ہوگا کہ درصورتیکہ رائے دہندگان اور امیدواران
کے حقوق اس شہر مین عمدہ طور پر محفوظ ہو سکتے ہین اور انکے متعلق سوالات فیصلہ کلکتہ مین کیا جا سکتا
ہے تو کوئی طریق واسطے قائم رکہنے اور بحال رکہنے حقوق مذکورہ کے اضلاع مذکورہ مین موجود نہین ہو سکتا
عذر مدعا علیہم کے روسے عہدہ داران انتخاب ایک تنہا عدالت واسطے فیصل کرنے اس قسم کے سوال کے ہے
اسکی بابت ہمین کوئی سند معلوم نہین ہے۔ قبل اسکے کہ ہم یہ کہہ سکین کہ عدالتہائے دیوانی کا اختیار سماعت
مستثنے کیا گیا ہے ہمارے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ایک قانون موجود ہے جس سے اختیار مذکور زائل کیا گیا ہے
ایکٹ میونسپلٹی یا کسی اور ایکٹ مین کوئی امر ایسا موجود نہین ہے جسکے روسے ایسا اختیار زائل کیا گیا ہے

۱۸۹۶
دھورونی ...
بنام
گوبند ...

حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ مکان جسکے معائنہ کی استدعا کیگئی ہے حسب منشا دفعہ ۴۹۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش کا مقام نہیں تھا اور کہ اگر حکم نسبت معائنہ مکان مذکور کے صادر کیا جاسکتا ہے تو وہ نسبت معائنہ مکان مذکور کے بدیں وجہ نہ طرف کے صادر کیا جانا چاہئے اور کہ کوئی حکم نسبت کھودنے بنیادوں کے صادر نہیں کیا جانا چاہئے ۔

مجوزہ بیان ہوا کہ مکان و عمارات مدعی حسب منشا دفعہ ۴۹۹ کے نالش کا امر متنازعہ نہ تھی اور بر وقت دفعہ مذکور کے عدالت کو اختیار تھا کہ حکم متدعیہ صادر کرے نیز مجھے یہ بھی معلوم ہوتی کہ یہ ایک ایسا مقدمہ تھا جسمیں کہ حکم مذکور صادر کیا جانا چاہئے ۔

وہ نالش جسمیں درخواست مذکور کیگئی تھی واسطے دلا پانے ہرجانے کے ... ان چند نقصانات کی بابت رجوع کیگئی تھی جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ مدعی کے مکان نمبر ۱۰۲ واقعہ شام بازار سٹریٹ کو اوس ترکیب سے پہنچے ہیں جسپر کہ مدعا علیہ نے اپنے مکان نمبر ۱۰۱ واقعہ شام بازار سٹریٹ کو تعمیر کیا ہے ۔ درخواست مذکور برطبق نوٹس منجانب مدعا علیہ واسطے اس حکم کے کیگئی تھی کہ مدعا علیہ اسکے ... مکان کو ... وہ مدعی کے مکان میں واسطے معائنہ کرنے اور امتحان اور پیمائش کرنے ... جو مدعی کے مکان کو پہنچے ہیں داخل ہو اور نیز واسطے امتحان کرنے اوس سالہ کے جو اسکی تعمیر میں لگایا گیا ہے اور نیز اسکی بنا ہٹ کے معلوم کرنے کے واسطے گڑہے کھودنے کیلئے ۔ مدعا علیہ نے اپنے بیان حلفی میں بیان کیا کہ اسنے عموماً مدعی کو یہ درخواست کی تھی کہ وہ اسے اپنے مکان کا معائنہ واسطے معلوم کرنے نوعیت اور مقدار اوس ہرجانہ کے کرنے دے جسکے عائد ہونیکا دعوی کیا گیا ہے اور کہ مدعی نے ایسا کرنے سے انکار کیا تھا اور اسنے اس امر سے انکار کیا تھا کہ کوئی نقصان مدعی کے مکان کو بذریعہ کسی فعل یا ترک فعل یا غفلت منجانب مدعا علیہ بروقت تعمیر مکان نمبر ۱۰۱ واقعہ شام بازار سٹریٹ کے پہنچا ہے ۔ مدعی نے اپنے مکان کو ... اور نہایت بے ترتیبی سے بلا مناسب بنیادوں یا مناسب تہہ ٹہہرونکے نرم زمین پر تعمیر کیا تھا اور مدعا علیہ کے واسطے یہ امر غیر محفوظ تھا کہ تجویز کے واسطے بلا شہادت دربارہ اس امر کے جاتا کہ مبینہ نقصانہائے کی نوعیت اور تعمیر مکان مدعی اور اسکے استعمال کردہ سالہ کی نوعیت کیا ہے ۔

مدعی کا بیان حلفی حسب ذیل تھا :۔ یہ کہ مدعا علیہ نے مدعی کے مکان کے متصل گڑہے کھودے ہیں جنکے باعث زمین زیر تعمیر مدعی ضروری سہارے سے محروم کیگئی تھیں اور کہ وہ گڑہے بغیر مناسب احتیاط کے کھودے گئے تھے اور کہ اسکے باعث مدعی کے مکان کو نقصان پہنچا ہے اسکی بنیادیں ڈوب گئی ہیں ۔ برآمدہ گرگیا ...

سنہ ۱۸۹۶ء
دہوندی دیبر گہوس بنام گوبند کمر

اور اُسنے اس امر سے انکار کیا کہ اُسنے اپنے مکان کو غفلت سے اور بے ترتیبی سے بنایا ہے اور کہ اسکا مکان بطور مکان رہایشی خاندان کے استعمال کیا جاتا تھا اور اُسکے باعث اُسے اور اُسکے خاندان کے اراکین اثاث کو بہت تکلیف پہونچیگی اگر مدعا علیہ یا اُسکے کارندگان کو اُسکے مکان مین داخل ہونے کی اجازت دیجاے۔

مسٹر دبی منجانب مدعا علیہ نے ایک حکم بمضمون مذکور کی درخواست کی۔

مسٹر پیو و مسٹر ارائن متر منجانب مدعی نے درخواست مذکور کی تردید کی۔

مسٹر جسٹس سیل ہوٹ - عدالت کو کوئی اختیار سماعت نسبت صدور اُس حکم کے حاصل نہین ہے جسکی استدعا زیر دفعہ ۴۹۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیگئی ہے اور اگر ایک حکم واسطے معائینہ کرنے مکان کے صادر کیا جاسکتا ہے تو وہ واسطے معائنہ زانہ کرنیکے صادر نہین کیا جاسکتا جسکے روسے مدعا علیہ کو بنیاد دیوار کے معائنہ کے واسطے گڑھے کہودنے کی اجازت دیجاے۔ مکان مذکور حسب منشا دفعہ ۴۹۹ نالش کا امر مدعا بہا نہین ہے۔ دفعہ مذکور حکم نمبر ۵۲ قاعدہ نمبر ۳ قواعد عدالت عالیہ ۱۸۸۳ء سے اخذ کیگئی ہے لیکن اُسکے الفاظ اُسکے مطابق نہین ہین۔ الفاظ مندرجہ حکم نمبر ۵۲ قاعدہ ۳ یہ ہین: "حکم واسطے روک رکہنے یا باز رکہنے یا معائنہ کرنے کسی جائداد یا شے کے جو ایسے مقدمہ یا معاملہ کی امر مدعا بہا ہو یا جسکی نسبت اُسمین کوئی سوال پیدا ہو سکتا ہو"۔ یہ الفاظ بہ نسبت الفاظ دفعہ ۴۹۹ کے بہت وسیع ہین۔ دفعہ مذکور مین ایک ایسے حکم کی نسبت کارروائی کیگئی ہے جو واسطے معائنہ کسی جائداد کے ہو جو نالش کی امر مدعا بہا ہو۔ ضمن ہاے (ب) و (ج) مین ایک ایسے حکم کی نسبت کارروائی کیگئی ہے جسکے روسے کوئی شخص کسی زمین یا تعمیر کے اندر واسطے لینے نمونہ جات اور کرنے تجربات کے داخل ہونیکا مجاز ہو۔ دفعہ مذکور حال جیسے مقدمہ سے متعلق نہین ہوتی۔ انگلستان مین قبل ایکٹہاے جوڈیکیچر کے کوئی ایسا حکم صادر نکیا جاسکتا تہا ملاحظہ ہو اینور بنام بارول (۱)۔ بعد صدور ایکٹہاے جوڈیکیچر کے صورت دگرگون ہو گئی ہے۔ ملاحظہ ہو لمب بنام بیومنٹ (۲) مقدمہ نواب مرشدآباد بنام ہردت داس (۳) مین معائنہ سے انکار کیا گیا تہا۔ نیز کتاب ڈانیال صاحب دربارہ عملدرآمد چانسری طبع ششم جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۸ کا بہی حوالہ دیا گیا تہا۔

امیر علی صاحب جسٹس: - یہ نالش جسمین درخواست مذکور کیگئی ہے مدعی نے واسطے دلانے پانے ہرجانہ مبلغ

(۱) وی جیکس فنلی و جانسن رپورٹ جلد اول صفحہ ۶۲۹۔
(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۳۵۶۔
(۳) مقدمہ غیر رپورٹ شدہ منفصلہ پل صاحب جسٹس مورخہ ۱۶ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۶ء
دہرونی دہر
گھوس
بنام
گوبندرو

اِس امر کی نسبت اب سوال اٹھایا گیا ہے اور اِس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ عدالت کا اختیار سماعت
اِس معاملہ کے متعلق کیا ہے درخواست زیر احکام دفعہ ۴۹۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیگئی ہے جو حسب ذیل
الفاظ مین ہے :۔ "عدالت کو برطبق گذرنے درخواست کسی فریق مقدمہ اور بپابندی اُن شرائط کے
جو مناسب معلوم ہوں اختیار ہے کہ :۔ (الف) واسطے روک کے جانے یا قائم رکھے جانے یا معائنہ ہونے کسی جائداد
کے جو مقدمہ مین متنازعہ فیہ ہو حکم صادر کرے (ب) کل اغراض متذکرہ صدر یا اُنمین سے کسی غرض
کے لئے کسی شخص کو اختیار دے کہ کسی اراضی یا مکان مقبوضہ فریق ثانی مقدمہ مذکور پر یا اُسکے اندر دخل
کرے اور (ج) کل اغراض متذکرہ صدر یا اُنمین سے کسی غرض کے لئے نمونہ حاصل کرنیکا اختیار دے یا
یہ اختیار دے کہ حالات یا ثبوت کامل کے حاصل کرنیکے لئے ایسا معائنہ یا امتحان کیا جائے جو ضروری یا قرین
مصلحت معلوم ہو۔ احکام دربارہ اجراء حکمنامہ جو اوپر بیان ہو چکے ہین بہ تبدیل مراتب تبدیل طلب اُن
اشخاص سے بھی متعلق ہونگے جنکو اس دفعہ کے بموجب دخل کرنیکی اجازت ہو"۔ دفعہ ہذا قاعدہ
حکم ۵۰ قو، عد مصدرہ زیر ایکٹ جوڈیکیچر انگلستان سے اخذ کیگئی ہے اور وہ اُسکے مشابہ ہے
قاعدہ مذکور حسب ذیل الفاظ مین ہے :۔ "ایک عدالت یا ایک جج کو جائز ہوگا کہ برطبق درخواست
کسی فریق مقدمہ یا معاملہ کے اور ایسی شرائط پر جو قرین انصاف ہوں کوئی حکم واسطے روک کے جانے یا
قائم رکھے جانے یا معائنہ کسی جائداد یا شئے کے جو مقدمہ مذکور مین متنازعہ فیہ ہو یا جسکی نسبت اس مقدمہ
مین کوئی سوال پیدا ہو سکتا ہو صادر کرے اور واسطے جملہ یا کسی اغراض متذکرہ صدر کے کسی شخص کو
یہ اختیار دے کہ وہ کسی اراضی یا عمارت مقبوضہ فریق پر یا اُسمین دخل کرے اور واسطے جملہ یا کسی اغراض متذکرہ
صدر کے کسی نمونہ کے لئے جانیکا اختیار دے یا یہ کہ کوئی معائنہ کیا جائے جو ضروری یا قرین مصلحت واسطے
حاصل کرنے کامل اطلاع یا شہادت کے معلوم ہو"
دفعہ ۴۹۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین الفاظ یہ ہین "معائنہ کسی جائداد کا جو نالش مین متنازعہ فیہ ہو"
قاعدہ انگلستان مین الفاظ یہ ہین "کسی جائداد یا شئے کا معائنہ جو مقدمہ یا معاملہ مذکور مین متنازعہ
فیہ ہو یا جسکی نسبت اُسمین کوئی سوال پیدا ہو سکتا ہو" الفاظ مذکور غیر منتقل ہین -
مسٹر لوٹے نے یہ عذر کیا ہے کہ چونکہ آخری الفاظ دفعہ ۴۹۹ مین مندرج نہین ہین اسلئے وہ اختیارات
[illegible] قاعدہ مین مندرج ہین بذریعہ مجموعہ مذکور کے عطا نہین کئے گئے ہین اُس رائے سے بالکل اختلاف کرتا ہوں مجھ
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ "یا جسکی نسبت کوئی سوال اُسمین پیدا ہو سکتا ہو" اسوجہ سے ترک کئے گئے ہین کہ

سنہ ۱۸۹۶ء
وینودنی دیبی
گھوس
بنام
گوبندر

خیال یہ کیا گیا تہا کہ الفاظ "امر متنازعہ فی نالش" کافی ترویج اُن جملہ امور کو شامل کرنیکے واسطے ہین جو نالش میں زیر تنقیح ہوں۔ بیان یہہ کیا گیا ہے کہ وہ مکان جسکے معائنہ کی استدعا کی گئی ہے نالش مین متنازعہ فیہ نہیں ہے۔ ہرجانہ کا دعوے نسبت مبینہ نقصانات یا تعمیری مداخلت بیجا مکان مملوکہ مدعی کے کیا گیا ہے جسکے معائنہ کی استدعا کیگئی ہے۔ وہ ہرجانہ جسکے دلاپانے کا دعوے کیا گیا ہے کسی ایسی شئے کے متعلق ہونا چاہئیے جو در اصل موجود ہو اور جو نالش کا امر متنازعہ فیہ ناتی ہو میری دانست میں یہہ کہنا غلط ہوگا کہ مکان مذکور نالش کا امر متنازعہ فیہ نہیں ہے۔ اگر منشاء کو ملحوظ رکہا جائے تو دفعہ مذکور کے معنے نہایت صحیح ہیں یعنے یہ کہ معاملہ متنازعہ وہ ہرجانہ ہے جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ مدعی کے مکان کو باعث افعال مدعا علیہ کے پہنچا ہے۔ مقدمات انگلستان زیر قاعدہ انگلستان میں صحیح طور پر وہ اصول درج ہے جسکی رو سے اس قسم کے احکام صادر کئے جاتے ہیں اور میری رائے میں مقدمات مذکور صورت حال سے متعلق ہیں مقدمہ مینیٹ بنام وائیٹ ہوس (۱) میں مدعی نے مدعا علیہ کے مکان کے معائنہ کی استدعا اسوجہ پر کی تہی کہ بلا معائنہ کرنے اُس درست طریق کے جسمیں کہ مدعا علیہ ملے کی کان پر کام کرتا تہا۔ مدعی کے واسطے تجویز مقدمہ کے لئے بانا ناممکن ہوگا۔ درخواست مذکور کی مخالفت کیگئی تہی اور ماسٹر آف رولز نے اپنا فیصلہ صادر کرتے ہین بیان کیا تہا کہ "یہ امر بروئے مقدمات کے قائم شدہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنی جائداد کا استعمال اسطرح پر کرتا ہو جس سے اُس کے ہمسایہ کی جائداد کو نقصان پہنچے تو شخص موخرالذکر یہ معلوم کرنیکے لئے معائنہ کا مستحق ہے کہ نقصان کی مقدار کس قدر ہے یہ امر بحوالہ مدعی کے استحقاق کے تہا لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدعا علیہ کیصورت سے بھی اسیطرح متعلق ہے ایک مدعا علیہ جبکہ وہ عدالت میں حاضر ہو مدعی کے اُن بیانات کی تصدیق کرنیکا مستحق ہے جو اُسنے اپنے عرضیدعوے میں کئے ہوں۔ اور بظاہر مدعا علیہ صورت حال میں اُسوقت تک ایسا نہیں کرسکتا جب تک اُسے مبینہ درزوں وغیرہ کے معائنہ کی اجازت نہ دیجائے۔ اگر مدعا علیہ کو معائنہ کی اجازت نہ دیجائے تو اُسے تجویز مقدمہ مین بہت نقصان پہنچیگا معائنہ کی اجازت دینے سے مدعی کے دعوے کو نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اگر وہ درست ہے۔ وہ وجوہات جنپر درخواست کی مخالفت کیگئی ہے۔ وہ آخری فقرات بیان حلفی مدعی مین درج ہین۔ اُنمین سے ایک میں وہ بیان کرتا ہے کہ اُسے تکلیف ہوگی کیونکہ وہ مکان مذکور مع اپنے خاندان کے رہتا ہے

---

(۱) بیوی رپورٹ جلد ۲۴ صفحہ ۱۱۹۔

سنہ ۱۸۹۲ء
جیو ورد تی دیہ
گہوس
بنام
وبندکر

دوسرے فقرہ مین اُنہنے بیان کیا ہے کہ اگر گڑہے کہودے جاوین تو اُنکے مکان کو نقصان پہنچیگا۔ مدعا
علیہ نے ہمیشہ نقصان یا دقت کے مقابلہ پر احتیاطات سے عمل کیا ہے اور مسٹر دنی نے ابتدائے بحث ہی مین شرائط پیدا
کرنے کو کہا ہے مقدمہ لب بنام لوینٹ (۱) مین جو میری رائے مین مقدمہ حال سے بہت مشابہ معلوم ہوتا ہے
سوائے اسکے کہ مقدمہ مذکورہ مین درخواست مدعی کیطرف سے کیگئی تہی اور حکم باوجود وکیل مدعا علیہ کے اس عذر
کے صادر کیا گیا تہا کہ بروئے واقعات موجودہ کے عدالت کو ایسا حکم صادر کرنا چاہیئے پارسنس صاحب جسٹس نے
یہ قرار دیا تہا کہ مقدمہ اینیر بنام باردل (۲) جسکا حوالہ مسٹر لو نے بہی دیا ہے کوئی علاقہ نہین رکہتا اور نہ
وہ میری رائے مین صورت حال سے کوئی علاقہ رکہتا ہے۔ وہ غیر رپورٹ شدہ مقدمہ پایا نہین گیا جسکا
کہ حوالہ بعلم وکیل مدعی نے دیا ہے۔ مقدمہ نواب مرشدآباد بنام ہردت داس (۳) مین جسکا حوالہ مسٹر
متر نے دیا ہے واقعات بالکل مختلف تہے۔ مدعی نے مدعا علیہ کے نام بند سوالات اس غرض سے ارسال
کئے تہے تاکہ وہ اُس اراضی کی تفصیل بیان کرے جسکا دعوے مدعی نے کیا تہا۔ اسمین ناکامیاب ہوکر اُسنے
زیر دفعہ ۴۹۹ معائنہ کی درخواست کی تہی۔ لیکن ہل صاحب جسٹس نے یہ خیال کیا تہا کہ اُسے مدعی کو ایسا
حکم عطا کرنا چاہیے جس سے وہ اُس تفصیل کے حاصل کرنیکی قابل ہوجائے جسکو وہ بند سوالات کے ذریعہ سے
حاصل نہین کرسکا۔ مقدمہ مذکور مین اختیار سماعت کا کوئی سوال موجود نہ تہا۔ سوال صرف یہ تہا کہ آیا عدالت
کو اپنے اختیار تمیزی کے روسے حکم مذکور صادر کرنا چاہیئے۔ اسلئے مین یہہ قرار دیتا ہون کہ عدالت کو زیر
دفعہ ۴۹۹ یہ اختیار حاصل ہے کہ ایک حکم معائنہ صادر کرے جبکہ اُسکی یہ رائے ہو کہ مکان متنازعہ کا
معائنہ کیا جانا چاہیئے۔ اور کہ اُس عذر کی کچہہ وقعت نہین ہے جو اُٹہایا گیا ہے۔ اسلئے مین اس حکم کے
صادر کئے جانیکا حکم دیتا ہون :- یعنے یہ کہ مدعا علیہ کو مدعی کے مکان کے معائنہ کی اجازت اُس حد تک
دیجائے جہانتک درزہائے اور نقصان مبینہ مدعی کا علاقہ ہے۔ بعد دیئے جانے ۴۸ گہنٹہ کے
نوٹس بنام مدعی کے۔ ایسا معائنہ منجانب مدعا علیہ یا اُسکے کارندگان کے کسی قابل شخص کی امداد سے
کیا جائے جسکو کہ وہ مقرر کرے اور تین مختلف موقعوں پر ایسے گہنٹون مین جنکے باعث مدعی کے خاندان
کو کوئی بیجا تکلیف نہو اور جب وہ اُن ضروری فرائض مین مشغول نہون جو ایک ہندو خاندان کے متعلق
ہوتی ہین مدعا علیہ معائنہ کے کہ زمین کُہدی ہے کہ نہین یہہ حکم دیا جاتا ہے کہ بنیاد دیوار کے معائنہ کیواسطے اُس معمار کی

(۱) ۱ رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۷ صفحہ ۳۵۶
(۲) دی جیکس فلی مجانسن رپورٹ جلد اول صفحہ ۵۲۹
(۳) غیر رپورٹ شدہ منفصلہ ہل صاحب جسٹس مورخہ ۱۶ جولائی سنہ ۹۱ء

جو مدعی مقرر کرے اور وہ اُس سے زیادہ گہرے نہونے چاہئین۔ وہ درزین جو مدعی کی دیواروں مین ائی ہین اور وہ گڑہے جو مدعا علیہ نے واسطے معائنہ بنیادون کے کہودے ہون فوراً مدعا علیہ کے صرف سے درست کیے جانے چاہئین اور اُس معمار کا خرچ جسے مدعی مقرر کرے مدعا علیہ سے ادا کیا جانا چاہیے۔

خرچہ درخواست ہذا خرچہ مقدمہ مین شامل ہوگا۔

اٹرنیان منجانب مدعی: بیبیشنر رمیفری اینڈ روز۔

اٹرنی منجانب مدعا علیہ:- بابو بی این بوس۔

استصواب عدالت دیوانی

باجلاس مسٹر ولیم کومر پتھرم صاحب قائم مقام چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پرنسپ صاحب و مسٹر جسٹس ہل صاحب

۱۸۹۶ء ۸ جون

اے یول اینڈ کمپنی **بنام** محمد حسین وغیرہ*

معاہدہ بیع اسباب غیر متحققہ۔ استعمال منجانب بائع۔ انتقال جائداد و تنسیخ معاہدہ۔ اختیار نیلام ثانی۔

ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۰۷۔ معیار ہرجانہ

معاہدہ درباره بیع بردئے توضیع ۵۰ ابند لہائے قیص برنگ خاکی (جو آنے والی تہین) بقیمت مقررہ کے تہا معلوم یہ ہوتا ہی کہ وہ ۵۰ ابنڈل جو مدعیان نے پیش کیے تہے توضیع مذکور کے مطابق تہے لیکن مدعا علیہم نے انکے لینے سے بدین بیان انکار کیا کہ اُنپر غلط نشان لگا ہوا ہے۔ بروئے معاہدہ بیع کے مدعیان کو صریح اختیار نسبت جدید بیع کے حاصل تہا۔ بعد مدعا علیہم کو نوٹس دینے کے اُنہون نے اسباب مذکور کو نیلام کرایا اور سب سے زیادہ بولی دیکر خود خرید کیا۔ اسکے بعد اُنہون نے ایک نالش واسطے اُس روپیہ کے دائر کی جو فرق مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور قیمت حاصل شدہ بروئے نیلام ثانی کے تہا اور نالش اُنہون نے اسطرح پر مرتب کی کہ گویا وہ واسطے نقصان بر طبق نیلام ثانی کے ہو نہ کہ واسطے ہرجانہ فسخ معاہدہ کے۔

تجویز ہوئی کہ مدعا علیہم نے اسباب مذکور کے لینے سے انکار کیا تہا اسلئے انکی جائداد باثبات مدعیان کے منتقل ہو گئی تہی اور کہ نیلام ثانی کا کچھ اثر نہوا تہا۔ ایسی صورت مین دفعہ ۱۰۷ ایکٹ معاہدہ بروئے شرط نیلام ثانی مندرجہ معاہدہ کوئی علاقہ نہین رکہتی ہی ایسے اختیار کی ضرورت اُسوقت ہوتی ہی جبکہ ایکٹ مذکور کی تابع اُس کا قبضہ بائع کے ہو جو دربارہ غیر مودے نرخ کے ہو۔ مدعیان صرف اُس رقم کے مستحق تہے جو فرق مابین قیمت بازاری شدہ کی اور ...

استصواب ہذا اسکینڈ جج عدالت مطالبہ خفیفہ کلکتہ نے زیر دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریذیڈنسی (۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) و دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کیا ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ع
اسپرول اینڈ کمپنی
بنام
محمد حسین

واقعات مقدمہ ہذا اور سوالات متصوبہ ذیل کی چٹہی استصوابی سے ظاہر ہوتے ہیں :-

نالش ہذا اُس نقصان کے دلاپانے کے واسطے دائر کی گئی ہے جو بر طبق نیلام ثانی اُس اسباب کے پہنچا ہے جو مدعی نے مدعا علیہ کے پاس فروخت کیا تہا اور وہ سوال جسکا استصواب ہائیکورٹ سے کیا گیا ہے مجہکو مختصر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا ایک بائع اپنے اختیار بیع کو استعمال میں لاکر اسباب کو ایک عام نیلام میں جسکا اشتہار حسب ضابطہ دیا گیا ہو خود خرید کرسکتا ہے در صورتیکہ کل معاملہ کامل طور پر ایمانداری اور نیک نیتی سے ہو -

واقعات یہ ہیں :- مدعی نے بموجب معاہدہ مورخہ ۳ ۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ع کے مدعا علیہ کے ہاتھ ۱۵ بنڈل (جو آنے والے تہی) خالی رنگ کی تہیلیوں کے بشرح ۱۱ روپیہ فی صد فروخت کئے ۱۵ - بنڈلہائے مذکور پہنچ گئے اور مدعا علیہ کو پیش کئے گئے لیکن مدعا علیہ نے حوالگی کے لینے سے انکار کیا اور یہ بیان کیا کہ اسباب پر غلط نشان لگایا گیا ہے -

مدعی نے نیلام ثانی کا نوٹس ۱۱ - جولائی سنہ ۱۸۹۴ع کو دیا اور اسٹیشنر میکنزی لائل اینڈ کمپنی کو ۱۲ - جولائی کو پندرہ بنڈلوں کے فروخت کرنیکی ہدایت کی جسمیں صرف ۱۳ بنڈل منجملہ ۱۵ بنڈلہائے پیش کردہ روبروئے مدعا علیہ کے خاص کئے گئے تہے باقی دو بنڈل بظاہر غلطی سے مشتبہ کئے گئے تہے -

"نیلام مذکور کا اشتہار حسب ضابطہ طور پر ہر ایک دن ایک ہفتہ کے واسطے دیا گیا تہا اور بنڈلہائے مذکور نیلام عام میں ۲۴ - جولائی کو میکنزی لائل اینڈ کمپنی منشاء معمولی نیلام اسباب مدعی کے ہاتھ میں فروخت کردئے جو چند بولی دینے والوں میں سب سے زیادہ بولی دینے والا تہا یعنی بمبلغ ۷ روپیہ ۱۲ آنہ فی صد کے حساب سے مدعا علیہ کی ذمہ داری پر -

مدعی کو بموجب معاہدہ بیع کے صریح اختیار نیلام ثانی بالفاظ ذیل حاصل تہا :- "اگر وہ یعنی اسباب کی حوالگی حسب مرضی نہ لیجائے اور اُسکی قیمت ادا نکیجائے تو بائعان اُسے پہر نیلام کرسکتے ہیں یا اُنکا کوئی جز یا اپنی مرضی پر اس معاہدہ کو فسخ کرسکتے ہیں اور اُنکو اس معاملہ میں کامل اختیار تمیزی ہوگا کہ کب اور کسطرح یہ اسباب کو پہر فروخت کرینگے - خریداران کسی نیلام ثانی کی صورت میں بائعان کو وہ نقصان یا کمی ادا کرینگے جو ایسے نیلام ثانی سے عائد ہو معہ سود بشرح ۱۲ فیصدی سالانہ کے - لیکن اگر بعد ادائے اُسکی قیمت مندرجہ معاہدہ اور اخراجات خرچہ وغیرہ کے کوئی بقایا بچ رہے تو وہ بائعان کی ملکیت ہوگا -

"میں نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعا علیہ نے ناجائز طور پر حوالگی کے لینے سے انکار کیا ہے اور کہ نیلام سچی مدعی ایک جائز نیلام اور بالکل نیک نیتی سے تہا اور میں نے ایک ڈگری مدعی کو مبلغ ... بابت نقصان صرف تیرہ بنڈلوں کے دی ہے جو ڈگری کہ سوال متصوبہ کے متعلق فیصلہ عدالت ہائیکورٹ پر مشروط ہے -

اس امر کے متعلق کوئی شہادت نہ دیگئی تہی کہ مدعی نے اُس اسباب کے ساتھ بعد نیلام ثانی کے کیا کیا تہا - کوئی امر بالکل اس بات کے موجود نہ تہا کہ مدعی نے اس امر واقعہ کو پوشیدہ رکہا تہا کہ وہ خریدار رہا ہے یا یہ کہ قیمت حاصلہ مناسب قیمت نہیں ہے لیکن مدعا علیہم کیطرف سے مقدمہ بوچانن بنام

۱۸۹۶ء
ای بول اینڈ کمپنی
بنام
گوبند کرو

اول (۱) کی سند پر یہ عذر کیا گیا تھا کہ نیلام ثانی اسوجہ سے ناجائز ہے کہ خود مدعی خریدار ہوا تھا علاوہ مسٹر سوین ایڈوکیٹ جانب مدعاعلیہ نے سوالات ذیل واسطے اظہار رائے ہائیکورٹ کے پیش کئے ہین:-

"۱- آیا مدعیان کو یہ حق حاصل ہو کہ بربنا اپنے ڈگری صادرہ عدالت کے اس نقصان کو حاصل کرین جسکی نسبت بیان کیا گیا ہو کہ اُنہین اُس نیلام مین پہنچا ہے جو ۴۴ جولائی کو میکنزی لائل اینڈ کمپنی نے کیا تہا بخلاف اس امر کے کہ آخر مین اسباب کے ساتھ کیا گیا تہا-

"۲- آیا اسصورت مین جبکہ مدعی کو دلانیکا حق حاصل ہو مقدار ہرجانہ لغو اخراجات نیلام ثانی تک محدود نہونے چاہئے-

"۳- آیا مدعیان کسی ہرجانہ کے دلاپانیکے مستحق اسوجہ سے ہین کہ انہون نے صرف ۱۲ بنڈل بنجملہ ۱۵ بنڈل لہا کے جو نیلام ہوئے تہے خریدے ہین-

"نسبت سوال سوم کے یہ کہنا کافی ہو کہ مدعیان کو اختیار حاصل تہا کہ صرف ایک جز اسباب کے خریدنے سے شرط مندرجہ معاہدہ کو پورا کرتے-

"نسبت سوال دوم کے اگر نیلام ثانی ناقص ہے تو مدعی علیہ سے وہ خرچہ حاصل نہین کرسکتا جو بسبب نیلام ثانی کے کرنے مین عائد ہوا ہے

"سوال اول درحقیقت اسطرح سے قائم کیا جاتا ہو- آیا نیلام بحق مدعی ایک جائز نیلام ثانی ہو؟ کیونکہ وہ نقصان خواہ وہ کسیقدر ہو جو مدعی کو آخری بیع اسباب مذکور سے پہنچا ہے صرف اسکو استحقاق نہین دیسکتا ہے کہ اُس نقصان کو جو پہلے نیلام ثانی پر عائد ہوا تہا وصول کرے اگر نیلام ثانی مذکور ناقص قرار دیا جائے-

مقدمہ لوجان بنام اودل مین یہ فیصل نہین کیا گیا کہ بائع جو اپنے اختیار نیلام ثانی کو استعمال کرتا ہو ہرگز اسباب مذکور کا خریدار خود نہین ہوسکتا اور مین کوئی فیصلہ منشاء مذکور معلوم نہین کرسکتا- بلکہ اُسمین یہ فیصل کیا گیا تہا کہ نیلام ثانی خاص حالات کی موجودگی مین قائم نہین رہ سکتا جو یہہ ہین کہ بائع نے نیلام مین جلدی کی تہی اور کسی کو اسبات کا علم تہا اور اُسنے اسباب کو ایک اور شخص کے نام سے ایسی قیمت پر خرید کیا تہا جو اسباب کی اصلی قیمت سے بہت کم تہی-

علاوہ ویسے اختیار نیلام ثانی کے جو مدعی کو بروئے معاہدہ کی صورت حال مین عطا کیا گیا تہا بائع کی حیثیت اُسکے اختیار نیلام ثانی کے زیر دفعہ ۱۰۷ ایکٹ معاہدہ استعمال کرنیمین ایک امین بجانب مشتری کا اختیار نہین ہو البتہ وہ بباعث ہونے گرو اسکے فروخت کرتا ہے کیونکہ کل زرثمن اُسکا ہے اور اسکی حیثیت ایک رہندہ مشتری کی حیثیت سے بہتر معلوم ہوتی ہو ملاحظہ ہو واسند بنام ڈیول (۲) اور تاہم ایک رہندہ بیع ارضی بہی اپنے مالک کے واسطے خرید کرسکتا ہے اگر وہ اُسکے ساتھ صحیح طور پر تاحد امکان اور کامل طور پر ان سب باتون کو ظاہر کرکے عمل کرے جو اُسے جائداد کی نسبت معلوم ہین- مرفی بنام اوشیا (۳) ملاحظہ طلب-

ان وجوہات کے باعث میری یہ رائے ہے کہ بائع اپنے اختیار نیلام ثانی کو استعمال کرکے خود اسباب کا خریدار ہوسکتا ہے اگر (جیساکہ صورت حال مین ہو) وہ یہہ ظاہر کردے کہ اُسنے اسباب کو ایسے طریق پر فروخت کیا تہا جو عمدہ قیمت کے حاصل ہونے کے واسطے سب سے بہتر تہا

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۷۶
(۲) کونسلز بنچ جلد ۹ صفحہ ۱۰۳۰-
(۳) آ جرنل جلد ۲ صفحہ ۴۲۲ (۴۲۵)

۱۸۹۶ء
ستمبر ۲
ایسپل انیڈ کمپنی
بنام
گوبند سو

مسٹر سی پی ہل منجانب مدعا علیہم ۔ چونکہ بیع بحق مدعا علیہم ایک غیر منقولہ اسباب کی بیع ہے اسلئے اُسکی مالکیت بائع کے محض تصرف سے منتقل نہو ئی تہی ۔ کیونکہ تصرف مذکور کی نسبت بائع نے رضامندی ظاہر نکی تہی ۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۷۸ ایکٹ معاہدہ مالکیت بوقت بیع نیلام ثانی کے بائع کے حق مین باقی رہی تہی ۔ اسلئے در اصل کوئی نیلام ثانی وقوع مین نہ آیا تہا ۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۱۰۷ ایکٹ معاہدہ کوئی نالش واسطے نقصان بمطابق نیلام ثانی کے چل نہیں سکتی تہی نالش خلاف ورزی معاہدہ کی نسبت ہونی چاہئے تہی ۔ ایسی نالش مین ہرجانہ وہ رقم ہے جو فرق مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور قیمت بازاری کے ہو ۔ اگر مدعی کو اب اپنی عرضیدعوے کے ترمیم کرنے کی اجازت دیجائے اور نالش کو ایک نالش ہرجانہ فسخ معاہدہ متصور کیا جائے تو مدعی پہر بہی بربنائے شہادت موجودہ کے ناکامیاب ہوگا کیونکہ کوئی شہادت نسبت قیمت بازاری کے نہین دیگئی ۔

مسٹر اے امین منجانب مدعیان ۔ اسباب کا انتقال مدعا علیہم کے حق مین کیا گیا تہا اور اُسکی مالکیت منتقل ہوگئی تہی نیلام ثانی جائز ہے ۔ اگر نالش کو ایک نالش ہرجانہ فسخ معاہدہ متصور کیا جائے تو قیمت محصلہ بمطابق نیلام بہتر شہادت قیمت بازاری کی ہے اور ہرجانہ اُسپر تشخیص کیا جانا چاہئے ۔

ہائیکورٹ (ایتہم صاحب چیف جسٹس و پرنسپ صاحب و گٹ صاحب جسٹسان) کی رائے ایتہم صاحب چیف جسٹس نے صادر فرمائی :-

ایتہم صاحب چیف جسٹس (باتفاق رائے پرنسپ صاحب جسٹس) ۔ میرے جواب سوالات مذکور کی نسبت یہ ہین :-

۱ ۔ مدعیان بربنائے عرضیدعوے موجودہ کے اُس نقصان کو حاصل نہین کر سکتے جسکی نسبت اُنہون نے بیان کیا ہے کہ وہ انکو اُس نیلام مین پہنچا ہے جو ۲۵ جولائی کو عمل مین آیا تہا ۔

۲ ۔ ایک نالش مین جو مناسب طور پر مرتب کیگئی ہو مقدار ہرجانہ اخراجات نیلام تک محدود نہو گی ۔

۳ ۔ ایک نالش مین جو مناسب طور سے مرتب کیگئی ہو مدعیان ہرجانہ کے لا پانے سے اسوجہ پر محروم نہونگے کہ اُنہون نے صرف ۱۲ بنڈلون کے نیلام کرنیکا اقرار منجملہ ۱۵ بنڈلون کے کیا تہا ۔

مقدمہ بالکل غلط طور پر سمجہا گیا ہے اور کوئی سوال اُن سوالات مین سے جو پیش کیگئی ہین در اصل پیدا نہین ہوتا ۔

معاہدہ واسطے بیع ۱۵ بنڈل ہائے قمیص کے تہا جو خاکی رنگ کی ہون اور اُسکی تعمیل بذریعہ حوالگی ۱۵ بنڈل ہائے کے ہو سکتی تہی جو مطابق تشریح مندرجہ معاہدہ کے ہوتے ۔

صاحب جج نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ ۱۵ بنڈل جو مدعی نے پیش کئے تہے مطابق تشریح مذکور کے تہی

۱۸۹۶ء
اسپرول اینڈ کمپنی بنام محمد حسین

اور چونکہ انکے لینے سے مدعاعلیہ نے فوراً انکار کردیا تھا اور وہ اُنپر کبھی قابض ہوئے نہا اسلئے مالکیت اسباب نہ کبھی خریداران کے نام منتقل ہوئی تہی بلکہ وہ بائعان کے قبضہ مین ویسی ہی رہی تہی جیسی کہ وہ اُنکی تعویض مین قبل پیش کرنیکے تہی۔ مقدمہ ایک سادہ مقدمہ فسخ معاہدہ نسبت قبولی اداءگی اسباب کے ہے جو بیع دفعہ تشریح کے ایک مقررہ قیمت پر بیع کیا گیا تہا۔ اِس مقدمہ مین معیار ہرجانہ فرق مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور قیمت بازاری بروقت فسخ معاہدہ کے ہی۔ چونکہ مالکیت اسباب بائعان کے قبضہ مین رہی تہی اسلئے جو کچھہ بروقت بیعنامہ کے عمل مین آیا تہا کچھہ اثر نہین رکہتا۔ کیونکہ مدعیان نے خود اپنے اسباب کو نیلام واسطے پیش کیا۔ اور جب اُسکا نیلام اُنکی بولی پر ختم کیا گیا تہا تو اُنہون نے خود اپنا اسباب خرید کیا تہا۔ ایسی صورت سے نہ تو دفعہ ۱۰۷ ایکٹ معاہدہ اور نہ شرط نیلام ثانی مندرجہ معاہدہ کوئی علاقہ رکہہ سکتی ہے کیونکہ کسی ایسے اختیار کی ضرورت ایک شخص کو خود اپنے اسباب کے بیع کرنے مین نہین ہے۔ ایسے اختیار کی ضرورت اُس صورت مین ہوتی ہے جبکہ مالکیت اسباب خریدار کے نام تابع مواخذہ بائع دربارہ غیر ادائے زرِ ثمن کے منتقل ہوئی ہو اور صرف اُسی جماعت مقدمات سے شرط مذکور اور دفعہ مذکور متعلق ہوتی ہین۔

صورت حال مین مدعیان کو یہ حق حاصل تہا کہ اُس تفاوت کو (اگر کوئی ہو) وصول کرین جو مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور قیمت بازاری بروقت انکار کے تہی۔ کوئی ایسا دعوٰے عرضیدعوٰے مین نہین کیا گیا اور نہ بروقت سماعت کے کیا گیا ہے اور قیمت بازاری کی نسبت کوئی شہادت موجود نہین الاجبکہ اس امر واقعہ کو کہ ایک خاص قیمت بروقت نیلام کے حاصل کیگئی تہی ایسی شہادت متصور کیا جاوے لیکن جیسا کہ صاحب چیف جسٹس نے ظاہر کیا ہے ایسا ممکن نہین ہوسکتا کیونکہ وہ اُس غرض سے پیش نہین کیا گیا تہا اور کوئی سوال نسبت شرح بازاری کے اُٹھایا نہ گیا تہا۔

مناسب طریق مقدمہ ہذا مین یہہ ہونا چاہئے تہا کہ عرضیدعوٰے کی ترمیم بذریعہ ازدیادی ہوجاتی کہ قیمت بازاری بروقت فسخ معاہدہ قیمت مندرجہ معاہدہ سے کم تہی اور بذریعہ ازدیاد ایک دعوٰے ہرجانہ کے جو اُسی بنا پر مبنی ہوتا۔ اور بعدہ وقت تجویز کے قیمت بازاری مذکور کے متعلق شہادت دیجاتی جو اُس وقت تہی جبکہ اسباب کے لینے سے انکار کیا گیا تہا اور فیصلہ نسبت تفاوت مذکور کے ہونا چاہئے تہا اگر کوئی ہوتی۔

بیگٹ صاحب جج ۔ مین متفق ہون۔

اٹارنیان منجانب مدعیان ۔ مسٹرز ڈگنم اینڈ کو۔

اٹارنیان منجانب مدعاعلیہم ۔ مسٹرز سوئن اینڈ سین۔

سنہ ۱۸۹۶ء
دیول اینڈ کو
بنام
جیسپر

معلوم ہوتا ہے کہ نیلام میں خود مدعیان نے اسباب مذکور کو خرید کر لیا تھا - وہ عذرات جو مدعا علیہم نے بوقت سماعت نالش کے کئے تھے فاضل جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے نامنظور کئے تھے جنہوں نے یہہ قرار دیا تھا کہ اسمین کوئی عذر نہیں ہو سکتا کہ مدعیان نے خود اسباب کو نیلام میں خرید کیا ہے اور کہ وہ رقم متدعویہ کے دلاپانیکے مستحق تھے *

مگر فیصلہ مذکور ہائیکورٹ کی رائے پر منسوخ کر دیا گیا تھا جبکہ استصواب بعدالت ہائیکورٹ بغرض سماعت پیش ہوا تو یہہ معلوم ہوا تھا کہ اُن سوالات میں سے کوئی جو غور کئے جا سکیں پیش کئے گئے ہیں نالش میں پیدا ہوتا تھا اور ہائیکورٹ کا جواب سوال اول کی نسبت یہہ تہا کہ "مدعی بربنائے اُس عرضید عوے کے جو عدالت کے روبرو ہے اُس نقصان کو حاصل نہیں کر سکتا جسکی نسبت اُسنے بیان کیا ہے کہ وہ اُسے نیلام موقوعہ ۲۵ جولائی میں پہونچا ہے"*

بعدازان فاضل ججان نے یہہ بیان کیا تہا کہ "ایک نالش میں جو مناسب طور سے مرتب کیگئی ہو مقدار ہرجانہ اُن اخراجات تک محدود ہوگی جو نیلام میں عاید ہوئی ہیں * * اُس نالش میں جو مناسب طور سے مرتب کیگئی ہو مدعیان ہرجانہ کے لاپانیکے مستحق ہونگے کیونکہ اُنہوں نے صرف ۳۱ بنڈلونکے نیلام کرنیکا اقرار منجملہ ۵ بنڈلوں کے کیا تہا - مقدمہ بالکل غلط طور پر سمجھا گیا ہے اور کوئی سوال اُن سوالات میں سے جو پیش کئے گئے ہیں در اصل اسمین پیدا نہیں ہوتا * * * مناسب طریق اس مقدمہ میں یہہ ہونا چاہئے تہا کہ عرضید عوے کی ترمیم بذریعہ ایزادی اس بیان کے کیجاتی کہ قیمت بازاری بروقت فسخ معاہدہ کے قیمت معاہدہ سے کم تھی اور بذریعہ ایزادی ایک عذر ہرجانہ کے جو اُسی بنا پر مبنی ہوتا - بعدازان بروقت تجویز کے اس امر کی بابت شہادت لیجا سکتی تھی کہ اُسوقت قیمت بازاری کیا تھی جبکہ اسباب کے لینے سے انکار کیا گیا تہا اور فیصلہ اُس تفاوت کی نسبت صادر کیا جانا چاہئے تہا جو اُن قیمتوں کے مابین ہوتی "*

فیصلہ ہائیکورٹ کا عدالت مطالبہ خفیفہ میں ارسال کیا گیا تہا اور قائم مقام سکینڈ جج نے اُسی روز لیا تہا اور ۹ جنوری سنہ ۱۸۹۶ع کو بعد چند التواہائے کے اُسنے نالش کی معہ اجازت مجدداً رجوع نالش واپس لینے کی اجازت دی تھی - اسیرام پر گذشتہ کو مدعا علیہم نے ایک قاعدہ عدالت ہذا سے حاصل کیا جس کے روسے فریق مخالف بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا کیوں عدالت مطالبہ خفیفہ کا حکم زیر بحث منسوخ نکیا جانا چاہئے اور کیوں عدالت کو اُسپر ایک ایسا حکم صادر نکرنا چاہئے جیسا کہ وہ مناسب سمجھے *

قاعدہ مذکور زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اسوجہ پر عطا کیا گیا تہا کہ صاحب جج نے بلا اختیار عمل کیا ہے

۱۸۹۶
ایول اینڈ کو
بنام
محمد حسین

اور اگر وہ با اختیار صادر کیا گیا تھا تو وہ "خلاف قانون تھا یا اہم بے ضابطگی کے ساتھ صادر کیا گیا تھا" +

مسئول الیہ مدعیان کی طرف سے وجہ ظاہر کی اور اُسکا عذر یہہ ہی کہ جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے حکم زیر دفعہ ۳۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کرنیمین درست طور پر عمل کیا تھا یہہ امر قابل لحاظ ہی کہ استصواب عدالت ہذا سے زیر دفعہ ۶۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بمعیت دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ کیا گیا تھا دفعہ ۶۴۶ کا خاص طور پر جملہ ذیلی غور طلب ہی لیکن احکام دفعہ ۶۱۷ پر غور کیا جانا چاہیے وہ دفعہ حسب ذیل ہی "باوجود استصواب کے ہر ایک عدالت کو اختیار رہیگا کہ کارروائی مقدمہ یا اپیل کی ملتوی کرے یا جاری رکھے اور جو رائے عدالت ہائیکورٹ کی نسبت اُس امر کے جسکی بابت استصواب کیا گیا ہو قرار دے اُسکی پابندی کی شرط پر ڈگری یا حکم صادر کرے لیکن جس صورت میں ایسا استصواب ہوا ہو اُسمین تا وصول نقل فیصلہ عدالت ہائیکورٹ کے جو اُس استصواب پر ہوا اجراء ڈگری یا نیلام یا قید عمل میں نہ آئیگی" +

دفعہ ۶۱۹ حسب ذیل ہے: "ہائیکورٹ کو لازم ہے کہ اُن عذرات کی سماعت کرے جو فریقین اُس مقدمہ یا اپیل کے جسمین استصواب ہوا ہو اصالتًا یا وکالتًا پیش کریں اور تجویز اُس امر کی کریں جسکی نسبت استصواب کیا گیا ہو اور اپنے فیصلہ کی نقل بدستخط صاحب رجسٹرار کے اُس عدالت میں مرسل فرماوے جسنے استصواب کیا ہو اور اُس عدالت کو لازم ہوگا کہ عند الحصول نقل مذکور ہائیکورٹ کی تجویز کے مطابق اُس مقدمہ کو فیصل کرے" +

یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ الفاظ "اُس مقدمہ" مندرجہ آخری جز دفعہ مذکور میں حوالہ اُس مقدمہ کا دیا گیا ہے جسکا ذکر حصہ اول میں کیا گیا ہے جس سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جس شے کے فیصل کئے جانیکا منشا ہے وہ نالش ہے نہ کہ امر متنازعہ فیہ استصواب - صورت حال میں شہادت لیگئی تھی اور صاحب جج نے یہہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ مدعیان ایک ڈگری کے مستحق ہیں چنانچہ اُسنے ایک ڈگری اُنکے حق میں صادر کی تھی + ہائیکورٹ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ مدعیان اُس نقصان کے دلاپانیکے مستحق نہیں ہیں جو اُس عرضیدعوی میں بیان کیا گیا تھا جو عدالت کے روبرو پیش تھا - بالفاظ دیگر اُنہوں نے یہہ قرار دیا تھا کہ مدعیان کی نالش جیسی کہ وہ اُسوقت موجود تھی ناکامیاب ہونی چاہئیے - ازان بعد اُنہوں نے وجوہات بیان کرکے یہہ بیان کیا تھا اگر مدعیان نے دوسرے طریق کو اختیار کیا ہوتا تو کیا کیا جاتا - لیکن نتیجہ یہہ تھا کہ در صورتیکہ مدعیان نے وہ طریق اختیار کیا ہے جو اختیار کیا گیا تھا نالش ناکامیاب ہونی چاہئیے - اور اس امر کا اظہار اُنہوں نے نہایت صریح طور پر اپنے فیصلہ میں کیا تھا جو عدالت مطالبہ خفیفہ میں ارسال کیا گیا تھا +

سنہ ۱۸۹۶ء
اپیل انچ کور بنام محمد حسین

لیکن در صورتیکہ اُسنے ایک فیصلہ مشروط برائے ہائیکورٹ صادر کیا ہے جو لائق کہ برخلاف فیصلہ مذکور کے تہی اسلئے صرف ایک ہی طریق اختیار کئے جانیکے واسطے باقی تہا +
مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کو وہ اختیار حاصل نہیں تہا جسکا اُسنے استعمال کیا ہے اور کہ اُسنے مطابق دفعہ ۱۹ ایکٹ معاملہ زیر بحث کے فیصل کرنیمیں عمل نہیں کیا اسلئے وہ حکم جو اُسنے صادر کیا ہے بباعث عدم اختیار سماعت کے ناقص تہا اور وہ منسوخ کیا جانا چاہئے معاملہ ہذا واسطے اظہار رائے کے واپس بہیجا جانا چاہئے +
قاعدہ مع خرچہ قطعی قرار دیا گیا

اٹرنیان منجانب مدعیان:- مسٹرز ڈگنم اینڈ کو +
اٹرنیان منجانب مدعیان. مسٹرز سوٹن اینڈ سین +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۴ مئی سنہ ۱۸۹۶ء

بمعاملہ شجاعت علی چودہری (مجنون) بنام

مجنون - جائے رہائش مجنون باشندہ مفصلات - ولی ذات مجنون - ولی کی حیثیت بمقابلہ اُس عدالت کے جسنے اُسے مقرر کیا ہو - سماعت متعلق ولی - ڈسٹرکٹ جج کا اختیار سماعت - بے ضابطگی - ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء دفعات ۱۰ و ۱۱ و ۲۳ - ہائیکورٹ کی نگرانی مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۲ +
گو ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء میں کوئی صریح احکام نسبت مقام رہائش مجنون تابع ایکٹ مذکور کے موجود نہیں تاہم اُسکا منشا ہے کہ اُسی عدالت کے حدود اختیار کے اندر رہنا چاہئے جسنے اُسے مجنون قرار دیا ہے -
ایسے مجنون کی ذات کا ولی اُن معاملات میں جو ولایت سے علاقہ رکہتے ہیں اُس عدالت ضلع کے تابع ہے جسنے اُسے مقرر کیا ہے +
ایک ولی کو جسنے ڈسٹرکٹ جج سے یہہ اجازت لی تہی کہ وہ ایک خاص مدت تک مجنون کو اُسکے حدود اختیار سے باہر لیجائیگا بعد انقضا میعاد مذکور کے یہہ حکم دیا گیا تہا کہ وہ مجنون کو اُسکے مقام رہائش میں چلا آوے مدت معینہ کے اندر تہا اُسنے حکم مذکور کی تعمیل نہکی - بلا مزید اطلاع کے ڈسٹرکٹ جج نے بروئے بعض احکام کے جو اُسنے بذریعہ چٹہی اور تار کے بوساطت مہتمم جائداد مجنون کے ارسال کئے تہے ولی مذکور کو اُسکے عہدہ سے معطل کیا اور اُسے یہہ ہدایت کی کہ مجنون کو مہتمم مذکور کے حوالہ کر دو چنانچہ ولی نے حفاظت مجنون مذکور کی اُسکے حوالہ کر دی اور زاں بعد اُسنے

سنہ ۱۸۹۶ء
معاملات رستم علی
بنام دیہری
(مجنون)

اور ڈاکٹر گبنس نے یہہ جواب دیا کہ وہ سفر کی اجازت دینا نہین چاہتا۔ ۱۸ مارچ کو ولی نے ڈسٹرکٹ جج کو ایک خط
لکھا جسمین اُسنے مہتمم کی دست اندازی کی شکایت کی اور اُسنے ایک رقعے یا سرٹیفکیٹ ڈاکٹر گبنس بہ نمونۂ
ارسال کیا کہ مجنون نے یہہ خواہش ظاہر کی ہے وہ کومیلا واپس نجائیگا بلکہ کلکتہ مین رہیگا۔ اور کہ مناسب یہہ
معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت مین اُسے خوش رکھا جائے۔ اور کہ اُسے ایسے مقام مین رہنے پر مجبور کرنا جسکی نسبت
اُسنے نہایت ناراضمندی ظاہر کی ہے (جیسا کہ ڈاکٹر گبنس کے پاس ظاہر کیگئی تھی) اُسکے تندرست ہونے مین
درنگی کا باعث ہوگا ٭

۲۱ مارچ کو ڈسٹرکٹ جج نے مہتمم کو ایک چٹھی دی جسکے روسے اُسے کلکتہ جانے اور شخص زیر ولایت کو جسقدر
جلد ممکن ہوسکے واپس لینے کا اختیار دیا تھا۔ مذکورہ کے الفاظ آخری یہہ تہے کہ سید محمد ہاشم جو اسوقت ولی
ذات ہونیکی بہت مزید احکام کے صادر کئے جانے تک معطل کیا جاتا ہے۔ منیجر کلکتہ کو دوسرے دن
واپس ہوا اور ۲۵ مارچ کو اُسنے ڈسٹرکٹ جج کو یہہ تار دیا کہ وہ نائب حکم ولی کے نام بدین ہدایت ارسال
کرے کہ وہ شخص زیر ولایت کو اُسکے حوالہ کر دے۔ ڈسٹرکٹ جج نے مہتمم کے نام حکم مستدعیہ بذریعہ تار کے
ارسال کیا۔ بتعمیل حکم مذکور کے مہتمم نے شخص زیر ولایت کی حفاظت ولی سے حاصل کی اور وہ اُسے ۲۸
مارچ کو یا اُسکے قریب کومیلا مین واپس لے آیا ٭

۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء مین ولی نے ایک درخواست ہائیکورٹ مین بدین شکایت گذرانی کہ ڈسٹرکٹ جج
نے غلطی سے صادر کرنیکا مجاز نہ تھا اور کہ اُسے کوئی اختیار نسبت صدور اس حکم کے حاصل نہ تھا کہ مہتمم مجنون کا
قبضہ ولی سے حاصل کرے اور کہ ڈسٹرکٹ جج کو قبل معطل کرنے سائل کے اس معاملہ مین مناسب تحقیقات
کرنی چاہیے تھی۔ وہ اُسے چاہیے تھا کہ سائل کو سماعت کئے جانیکا موقع دیتا۔ اسلئے اُسنے عدالت سے یہہ
استدعا کی کہ کاغذات متعلق بہ معاملہ مذکور طلب کئے جائیں اور احکام صادرہ ڈسٹرکٹ جج منسوخ کئے جائیں
اور یہہ ہدایت کیجئے کہ مجنون کا قبضہ سائل کو کلکتہ مین عطا کیا جائے اور ایسا اور حکم بھی صادر کیا جائے
جو عدالت مناسب سمجھے ٭

عدالت (نارمس صاحب و گارڈن صاحب جسٹسان) نے ایک قاعدہ جج ضلع کے نام اور مہتمم کے نام بغرض
اظہار وجوہ اس امر کے جاری کیا کہ کیوں وہ احکام جو ڈسٹرکٹ جج کی چٹھی اور تار مورخہ ۲۱ و ۲۵ مارچ مین درج ہین
منسوخ نکئے جانے چاہئیں اور کیوں مجنون کی حفاظت ولی کو کلکتہ مین عطا نکی جانی چاہئے نیز عدالت نے

۱۸۹۶ء
بمعاملہ درخواست علی
چودھری
(مجنون)

اُسے معلوم ہوا کہ ولی اپنے شخص زیر ولائت کی نسبت غفلت کرتا ہے اور اپنی حیثیت ولائت کا استعمال بیجا طور پر واسطے ترقی دینے خود اپنے حقوق اور خواہشات کے کرتا ہے اور کہ شخص زیر ولائت ایک خلاف حفظان صحت مکان مین رکھا گیا تھا اور کہ اُسے مجنون کے ذاتی ملازمان نے یہ اطلاع دی تھی کہ ولی اپنے شخص زیر ولائت پر جبر کرتا ہے اور اُسنے اُسکو یہ کہلایا تھا کہ وہ جبراً اُسکو میلا کو واپس لیجایا جائیگا بیان حلفی مذکور میں یہہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ جملہ افعال جو مہتمم نے کئے تھے بڑے صریح احکام یا بلا اطلاع پسندیدگی ڈسٹرکٹ جج کے خلاف کئے گئے تھے۔

ایڈووکیٹ جنرل (سر چارلس پال) و مسٹر سینٹ جان سٹیفن و بابو گنیش چندر چندر بتائید قاعدہ مذکور:۔ عدالت کو زیر فرمان شاہی صریح طور پر دست اندازی کا اختیار حاصل ہے اور اُسے اُسکی طرف راغب ہونا چاہیئے مجنون کی خواہش اُس امر مین لیجانی چاہیئے جو اُسکی صحت کے متعلق ہو۔ وہ کلکتہ مین رہنا چاہتا تھا اور اُسکے مشیر طبی نے یہہ بیان کیا تھا کہ اُسکا وہان رہنا بہتر ہے لیکن اُسے وہان رہنے کی اجازت نہ دیگئی تھی۔ نیز جبتک کہ ولی حسب ضابطہ طور پر معزول نکیا جائے بجائے اسکے کہ وہ محض معطل کیا جائے اُسوقت تک وہ ہیبس کارپس (پروانہ گرفتاری) درخواست کرسکتا تھا۔ درخواست مذکور کا کوئی جواب نہو سکتا تھا۔ ہمین شک نہین کہ صورت حال کی نسبت بھی کوئی جواب نہین ہے۔ یہ بحث کرنا کہ اختیار معزولی مین اختیار معطلی شامل ہے گویا ایک سوال کا استدعا کرنا ہے۔ [میکفرسن صاحب جسٹس :۔ نامناسب ہو سکتا تھا کہ صاحب جج نے اپنے احکام بنسبت ولی کے بوساطت مہتمم کے صادر کئے ہین۔ لیکن بلاشبہ طور پر وہ دونو اُسکے تابع ہین؟] ہرگز نہین۔ ایکٹ مذکور مین کسی ایسے امر کا ذکر نہین ہے [میکفرسن صاحب جسٹس :۔ جب تک ولی موجود تھا تب تک کوئی عدالت سوائے ڈسٹرکٹ جج کے دست اندازی نکرسکتی تھی] نہین بلکہ ولی ہرگز معزول نہین کیا گیا بلکہ ابتک بھی۔ عدالت اُسکو ضابطہ طور پر معزول نہین کرسکتی اور اُسے چاہیئے کہ ولی کو بعد نوٹس کے معزول کرے یا بالکل معزول نکرے ملاحظہ ہو دفعہ ۱۵ ایکٹ مذکور [میکفرسن صاحب جسٹس :۔ آیا اختیار معزولی مین اختیار معطلی شامل نہین؟] نہین۔ اگر فرض کیا جائے کہ سائل معطل ہوا ہے تو ولی کون ہے اگر وہ اپنے فرض کی تعمیل نہین کرتا تو وہ معزول کیا جاسکتا ہے لیکن اُسپر ایک حکمنامہ اظہار وجہ اس امر کی تعمیل کیجانی چاہیئے کہ کیوں وہ معزول نکیا جانا چاہیئے پس یہ امر صریح ہے کہ کوئی حکم معطلی ممکن نہین ہے کیونکہ اُسصورت مین کوئی ایسا شخص موجود نہین ہو سکتا جو ضابطہ طور پر مجنون کی حفاظت کے واسطے مقرر ہوا ہو اور اگر اختیار معزولی مین اختیار معطلی شامل بھی ہو تاہم کسی وجہ معقول پر ہونی چاہیئے اور ضابطہ بھی ہونا چاہیئے جو معزولی کی صورت مین ہے یعنے صاحب جج کو چاہیئے کہ مناسب

سنہ ۱۸۹۶ء
معاملہ انبارت علے
چودہری
(مجنون)

طور پر زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور کارروائی کرے مزید برآن افعال مذکور کی بیضابطگی کے باعث سائل اُس استحقاق تپیل سے محروم ہوگیا ہے جو اُسے بروئے دفعہ ۲۲ ایکٹ مذکور عطا کیا گیا ہے اسلئے عدالت یا تو زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا زیر دفعہ ۱۵ منشور ہائیکورٹ سے اُسے نجات دے سکتی ہے چونکہ ایک اہم بیضابطگی عمل میں آئی ہے اسلئے عدالت ہذا دست اندازی کرسکتی ہے ملاحظہ ہو معاملہ اراتون (۱) کسی شخص کے استحقاق مین خلل اندازی کیجانی چاہئیے جب تک کہ اُسے کامل اور بہتر موقعہ سماعت کئے جانے کا نہ دیا جائے ملاحظہ ہو کوپر بنام وینڈز ورتہ بورڈ آف گارڈ بنس (۲) علاوہ ازین تاربرقی ایک حکم عدالت نہیں ہے کوئی اپیل نہ تھی ایک تار برقی ... تھا اور صاحب جج ضلع کی چٹھی بھی ایک حکم زیر ایکٹ مذکور نہیں ہے جبتک کوئی جوڈیشل حکم نہین

صرف ایسی شئے جسپر ان مقدمات مین غور کیا جانا چاہئیے مجنون کا فائدہ ہے ڈاکٹر گین کا سرٹفکیٹ ایک کافی وجہ سائل کی عدم تعمیل چٹھی مذکور کی تھی کوئی فعل عدالت کا مجنون کی بہتری کے خلاف ہونا چاہئیے لیکن یہ سلسلہ طور پر اُسکی بہتری کے خلاف تھا کہ اُس سے ایک دور دراز سفر کلکتہ سے کوسیلا تک کرایا جائے بحث یہ کیگئی ہے کہ ولی اُسے حقارت سے دیکھتا تھا مین اُس سے انکار کرتا ہون - زان بعد یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کلکتہ مین خود اپنے فائدہ کے واسطے رہنا چاہتا تھا لیکن اگر وہ کلکتہ مین رہا بھی تھا تاہم یہ کوئی وجہ اس امر کی نہین ہے کہ اپنے شخص زیر ولایت کی حفاظت سے محروم کیا جائے معاملہ بردری (۳) مین ایک شخص ساکن بیرون حدود اختیار سماعت ضمانت دینے پر ایک مجنون کا ولی بنایا گیا تھا اگر مسٹر سنڈیز نے انگلستان مین عمل کیا ہوتا جیسا کہ اُسنے یہان عمل کیا ہے تو وہ نہایت حقارت سے دیکھا جاتا ملاحظہ ہو قوانین مجنونیت مرتبہ ایلمر صاحب صفحہ ۸۰۵ - سائل کے واسطے کوئی اور طریق چارہ جوئی کا نہ تھا بنسبت اُسکے جو کہ اُسنے اختیار کیا ہے - وہ نہایت مناسب طور سے ولایت پر بحال کئے جانیکی استدعا کرتا ہے اور وہ عدالت کے اطمینان کے مطابق ضمانت دینے کو تیار ہے - اگر مجنون کو کلکتہ مین یا اُسکے قریب رہنے کی اجازت دے -

(زان بعد ایڈوکیٹ جنرل نے یہ اجازت چاہی کہ وہ ایک بیان حلفی داخل کردہ سائل جواب مین پڑہے عدالت نے اُسے اجازت دی اور اُسنے وکیل فریق ثانی کو بھی اجازت دی کہ بیان مذکور کی شرح کرے - سائل نے بیان حلفی مذکور مین اُن بیانات سے بالکل انکار کیا جکی نسبت مسٹر سنڈیز نے حلف لیا تھا اُسنے شخص مذکور کی دست اندازی کی شکایت کی کیونکہ سائل کسی طرح پر اُس سے اسنے نہ ملا اُسنے بیان کیا کہ یہ خود

(۱) بول جلد ۳ صفحہ ۴، (۲) لا جرنل کامن بلنز جلد ۳۲ صفحہ ۱۸۵ و کامن بنچ (سلسلہ جدید) جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۰
(۳) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۷ صفحہ ۷۵،

۱۸۹۶ء
معاملہ بشارت
علی چودہری
(مجنون)

اسکی خوشی یا فائدہ کا باعث نہین ہے کہ کلکتہ مین رہے کیونکہ ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء مین اُسکی عورت جو کومیلا مین رہتی تھی سخت بیمار تھی اور ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء مین فوت ہوگئی ہے اور اُسنے ڈاکٹر گبن کے سرٹیفکیٹ یا رپورٹ کو بطور جواز اپنے اس طریق کے پیش کیا کہ اُسنے شخص زیر ولایت کو کلکتہ مین رکھا تھا)۔

عدالت نے غور کیا۔

۴ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو تجویز عدالت (اسکینرسن صاحب جسٹس و پل صاحب جسٹس) بالفاظ ذیل صادر کیگئی۔

ہمنے بیانات حلفی کو پڑہا ہے اور ہمنے ذیعلم وکلا فریقین کی بحث سنی ہے اور ہماری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ یہ ایک ایسا معاملہ نہین ہے جسمین ہمین دست اندازی کرنی چاہئے خواہ ہم مناسب طور پر ایسا کر بھی سکتے ہون معلوم ہوتا ہے کہ بشارت علی چودہری باشندہ ضلع تپیرہ بہت سال ہوئے کہ زیر ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء حسب عدالت دیوانی ضلع مذکور مجنون قرار دیا گیا تہا جبکہ واقعات زیر بحث عمل مین آئے مسٹر سنڈرز اُسکی جائداد کا مہتمم مقرر ہوا تہا اور سائل سید محمد ہاشم اُسکی ذات کا ولی مقرر ہوا تہا شخص موخر الذکر کے سپرد حفاظت اور گذارہ مجنون زیر ولایت کا زیر ایکٹ مذکور کیگیا تہا۔ لیکن ہمین کوئی سوال نہین ہو سکتا کہ وہ اپنے فرائض کی تعمیل کرنیمین کامل طور پر اُس عدالت دیوانی کے تابع تہا جسنے کہ اُسے مقرر کیا تہا اور جو اُسے کسی وجہ معقول پر معزول کر سکتی تہی۔

۱۸ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء کو سائل اور مجنون کو ضلع تپیرہ کے جا رماہ کے سفر صوبجات شمالی مین کرنیکی اسدا ... کی اجازت دیگئی تہی جسکی غرض یہ تہی کہ مجنون کو تبدیلی آب و ہوا کا استفادہ پہنچایا جائے ۲۴ دسمبر کو وہ دونو کلکتہ چلے گئے اور وہان ۸ فروری سنہ ۱۸۹۵ء تک رہے جبکہ سائل نے ڈسٹرکٹ جج کے پاس ایک درخواست واسطے توسیع میعاد سفر کے گذرانی۔ یہ درخواست نامنظور کیگئی تہی اور اُسے ہدایت کیگئی تہی کہ وہ فوراً شخص زیر ولایت کو ساتھ لیکر واپس چلا آئے۔ ہمارے لئے اُس خط و کتابت کا مفصل ذکر کرنا ضروری نہین ہے جو اُسوقت کیگئی تہی اور جو بیانات حلفی مین درج ہے۔ یہ کہنا عام طور پر کافی ہے کہ سائل کو بوساطت مسٹر سنڈرز کے کئی بار ہدایت کیگئی تہی کہ شخص زیر ولایت کو لیکر واپس آجائے اور کہ اُسنے ایسا کرنیکے لئے بار بار حیل و حجت کی زیادہ تر اسوجہ پر کہ شخص زیر ولایت جانا نہین چاہتا اور کہ اُسکا معالجہ طبی کرایا جاتا ہے جسکے باعث اُسکا جانا نامناسب ہے۔

۱۲ مارچ کو ڈسٹرکٹ جج نے مسٹر سنڈرز کو شخص زیر ولایت کے واپس لانے کے واسطے کلکتہ بہیجا۔

۱۸۹۶ء

بحالہ اینبارت علی چودہری (مجنون)

اور اُنہے ایک چٹھی دی جسکے آخری الفاظ یہ تھے: "سید محمد ہاشم جو اسوقت شخص زیر ولایت کی ذات کا ولی
ہے بذریعہ حکم ہذا کے تا صدور احکام مزید کے معطل کیا جاتا ہے"۔ ۵ تاریخ کو اُنہے محمد ہاشم کو تار دیا کہ وہ شخص
زیر ولایت کو فوراً مسٹر سنڈریس کے حوالہ کر دے شخص زیر ولایت حوالہ کیا گیا تہا اور بیترہ مین واپس لایا گیا
تہا اور صاحب جج کی چٹھی مورخہ ۱۱ مارچ کی ایک نقل مسٹر سنڈریس نے سائل کے نام ارسال کی تہی جسمین وہ ہدایت
کے کرنیکی استدعا کیگئی ہے یعنی ولی سے یہ بحال کرنے اور یہہ ہدایت کرنیکی کہ مجنون کی حفاظت پہر اسکو
کلکتہ مین عطا کیجائے اور غرض کے لئے مجنون کو اُس عدالت کے اختیار سماعت سے باہر لیجانا پڑتا ہے جسکو
اُسپر اختیار حاصل ہے۔ ... ہی تہا کہ مین چاہا کہ عدالت کو تو اُسپر اور نہ ولی پر کوئی اختیار حاصل ہو سکتا ہے
ہمکو چاہیے کہ مجنون کے فائدہ کو تحقیق نظر ... ولی کے ملحوظ رکہین اور کسی طرح یہ نہین ہو سکتا کہ دونو کا فائدہ
ایک ہی ہے۔

ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء مین بلا شبہ طور پر یہ حکم ہے کہ اُس مجنون کو جو تابع الطلاق ایکٹ ہذا کے کیا گیا ہو وہان
رہنا چاہیے جہانکہ وہ عموماً رہتا ہو یعنی اُس عدالت کے حدود اختیار کے اندر جسنے اُسے مجنون قرار دیا ہے اور جسنے
اُسکی جائداد کا مہتمم اور اُسکی ذات کا ولی مقرر کیا ہے۔ ایکٹ مذکور مین حدود اختیار سے باہر لیجانیکا حکم نہین ہے
گو ایسی صورتین ہو سکتی ہین جنمین یہ امر کم از کم کسیقدر عرصہ کے لئے نہایت مناسب ہے۔ انگلستان مین اسکی اجازت
دیگئی ہے بشرطیکہ ولی کے اس امر کی ضمانت دینے کے کہ وہ عند الطلب اُسے واپس لے آئیگا۔

ممکن ہے کہ عدالت ہذا دست اندازی کرتی اگر ایسا ہوتا ... ظاہر کیگئی ہوتی اور عدالت ضلع نے
نامناسب طور سے اور نادرست طور سے اجازت دینے سے انکار کیا ہے ... اس لئے اس امر پر غور کرنا ضروری
نہین ہے کہ عدالت کا اختیار اس امر کے متعلق کیا ہے کیونکہ ہماری رائے مین کوئی وجہ اختیار مذکور کے
بغرض فائدہ مجنون استعمال کئے جانیکی نسبت ظاہر نہین کیگئی ہے۔ ہمین اس امر سے اطمینان حاصل نہین ہوا
کہ مجنون کے واسطے ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء مین کلکتہ مین رہنا ... سے زیادہ ضروری تہا۔ اسکے واسطے نہایت قوی
ثبوت بنسبت اُسکے موجود ہونا چاہیے جو سائل کے بیان حلفی سے اس غرض کے واسطے بہم پہنچایا گیا ہے کہ ہمکو
یہ ہدایت کرنیکی تحریک کیجائے کہ مجنون کو اُس عدالت کے حدود اختیار سے باہر لیجایا جائے جسکو اُسپر اختیار حاصل ہے
ہمکو یہ بہی بیان کرنا چاہیے کہ ڈسٹرکٹ جج نے کوئی ناموافقت اس امر مین ظاہر نہین کی کہ مجنون کو حدود اختیار
سے باہر جانیکی اجازت دیجائے جبکہ جانا اُسکے واسطے مفید سمجہا گیا ہو اور قیاس کرنیکی کوئی وجہ موجود نہین ہے کہ

۱۸۹۵ء
بمعاملہ کشن بہارت علی چودہری (مجنون)

وہ ویساہی کرتا رہیگا جو وہ اُسکے واسطے مفید سمجھے ۔
پس اگر ہماری یہی رائے ہو کہ صاحب جج کو چاہیے تہا کہ مجنون کو ماہ مارچ ۱۸۹۵ء مین کلکتہ مین رہنے کی اجازت دیتا تاہم ہم واقعات موجودہ کے رو سے یہ ہدایت نہین کرسکتے کہ وہ وہان واپس بہیجا جاے ۔

اب ہم ڈلی کی نسبت غور کرتے ہین مسٹر سنڈیز کے فعل پر بعض سخت حاشیہ چڑہائے گئے ہین اور نیز وہ بیجا باتین لمبے ریمارک بتلائی گئی ہین جو کارروائیات صاحب جج مین عمل مین آئی ہین اور وہ بے انصافی جو بحق سائل کے کیگئی ہے اور ہم مناسب سمجہتے ہین کہ مختصر طور پر اپنی رائے اس معاملہ کی نسبت ظاہر کرین ۔

صاحب جج کا بلا شبہ یہ خیال تہا کہ سائل کلکتہ مین رہنا خود اپنے فائدہ کے واسطے نہ بنسبت فائدہ شخص زیر دلایت کے چاہتا تہا اور بیانات حلفی کے امتحان سے ہمین اس امر کا یقین نہین ہوا کہ خیال مذکور غلط تہا ۲۲ دسمبر سے ۱۰ فروری تک ہمنے کوئی ذکر شخص مجنون کے زیر معالجہ ہونیکی نسبت نہین سُنا اور اُس درخواست مین جو تاریخ موخر الذکر کو دیگئی تہی کوئی ذکر اُسکی حالت دلی یا جسمانی کی نسبت نکیا گیا تہا جبکہ درخواست مذکور ناکامیاب ہی تو وہ ایک مشہور طبیب کے پاس بہیجا گیا تہا جسنے ایک نہایت محفوظ سرٹیفکیٹ بدین منشاء عطا کیا کہ مجنون کے کلکتہ مین رہنے سے کوئی نقصان نہین ہوسکتا اور کہ اسکی حالت دلی بباعث تبدیلی آب و ہوا کے رو بصحت ہے مگر موخر الذکر رائے بظاہر ذاتی معائنہ کا نتیجہ تہی اور وہ بالضرور ایک اطلاع پر مبنی تہی جو کہ اُسے دیگئی تہی سرٹیفکیٹ مذکور سے جبکہ وہ صاحب جج کے روبرو پیش کیا گیا حسب منشا اثر پیدا نہوا اور ۱۸ مارچ سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ مجنون زیر معالجہ طبی اُس بیماری کے واسطے ہے جس سے کہ وہ بقدر سالہا سال سے بیمار تہا ۔ ۲۷ مارچ کو ایک سرٹیفکیٹ ایک اور مشہور طبیب سے لیا گیا تہا ۔ اور ہم اُس امر کے درست ہونے مین شک نہین کرتے جو اُسمین بیان کیا گیا ہے ۔ ہماری رائے مین اُس سے کچہہ ثابت نہین ہوتا اور اُس سے کوئی کافی وجہ بنسبت عدم تعمیل منجانب ڈلی کے ظاہر نہین ہوتی مجنون کو اُسوقت کوئی ایسی بیماری نتہی جسکے باعث وہ واپس نہ آسکتا تہا اور کہ یہ خیال کہ اُسکی بیماری طبی کا علاج کیا جاے صریح طور پر ایک بعد از وقت خیال تہا ۔

ہمکو یہ بیان کرنا چاہیے کہ صاحب جج کا طریق خط و کتابت بخلاف ڈلی بوساطت مسٹر سنڈیز درست تہا

سنہ ۱۸۹۶ء
بمعاملہ بشارت علی چودہری (مجنون)

اور غالباً اُسی کے باعث غیر ضروری اصرار کیا گیا تہا۔ ولی مہتمم مذکور کے تابع تہا اور بہت سے احکام جو نہایت حکیمانہ تہے صاحب جج مذکور کے نام سے بہیجا تہی گو یہ امر بلا شبہ طور پر معلوم تہا کہ وہ اُسی نے صادر کئے ہین۔ نیز مہتمم نے ایک چٹہی اُسکے نام تحریر کی جسمین اُسکے چال چلن کے متعلق بہت کچہہ اظہار رنج کیا گیا تہا جو درحقیقت ہیمی پہنچانی چاہئے تہی۔

بحث یہ کیگئی ہے کہ حکم معطلی خلاف قانون تہا اور ولی کو بہت نقصان پہنچا ہے کیونکہ اگر ایک حکم معزولی مناسب طریق پر اُسکے برخلاف صادر کیا جاتا تو اُسے استحقاق اپیل حاصل ہوتا۔ ہماری رائے مین وہ اِس وجہ پر کسی معاوضہ کا مستحق نہین ہے۔ وہ بروقت معطل کئے جانے کے صاحب جج کے تابع عمل کرتا تہا اور اُسنے کبھی اُنکی اطاعت نہین کی اُسنے کبھی اُس امر کی کوشش نہین کی کہ صاحب جج کے پاس اپنے طریق عمل کو بیان کرتا یا اُس سے پہر بحال کئے جانیکی استدعا کرتا اور وہ برئے واقعات موجودہ کوئی شے بذریعہ اُسکے آخری حکم معزولی کے صادر کئے جانیکے حاصل نہین کرسکتا۔ اسمین شک نہین کہ وہ اب خود اپنی شرائط پر بحال کئے جانیکی استدعا کرتا ہے جو بظاہر یہ ہین کہ وہ کلکتہ مین رہے اور مجنون پٹنہ سے لایا جاکر اُسکی حفاظت مین دیا جاے۔ اسکی اجازت نہین دیجا سکتی۔

قاعدہ ہذا خارج کیا جاتا ہے۔ ہم کوئی حکم نسبت خرچہ کے صادر نہین کرتے۔

قاعدہ خارج کیا گیا۔

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس و ہل صاحب و گورڈن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
یکم جولائی

جواد الحق (مدعی) **بنام** رام داس ساہو (مدعا علیہ)۔ بجز۔

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۲۲ ضمن (۲)۔ شریک حصہ دار کا استحقاق دخیلکاری کو خرید کرنیکا اثر۔

کوئی ایسا قانون موجود نہین ہے جسکے رو سے چند شریک مالکان اراضی مین سے ایک مالک حیثیت مزارعہ تابع دیگر مالکان کے رکہنے سے ممتنع ہو جو کہ عام جائداد سی علاقہ رکہتی ہو۔

یکے از شریک مالکان اراضی کے استحقاق دخیلکاری کو خرید کرنیکا اثر یہ نہین ہے کہ حقیت موجود نہین رہتی بلکہ صرف استحقاق دخیلکاری باقی نہین رہتا جو کہ ایک امر متعلق حقیت مذکور کے ہے۔

مہیتا ناتہ پانڈا بنام بیلارام تری پتی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

بجز اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی مدہ سنہ ۱۸۹۴ء بنام ڈگری مصدرہ آنریبل ہنری بیورلے صاحب جج از ججان عدالت ہذا مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۴ء بمقدمہ اپیل بنا رضی ڈگری اپیل ۱۹۲۷ سنہ ۱۸۹۳ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۸۶۹۔

سنہ ۱۸۹۶ء
جواد الحق
بنام
رام سرن ساہا

جو اگر استحقاق دخیلکاری ناکامیاب ہے تو یہ ظاہر کرنا مشکل ہے کہ کونسا اور حق باقی رہتا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ مدعا علیہ ایک عیسامی مزارعہ کی حیثیت کا دعوی اپنے شریک حصہ داران کی مرضی کے برخلاف نہیں کرسکتا اور اگر اُسے ایکدفعہ بطور مزارعہ کے قابض ہونیکی اجازت دیجائے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ کے واسطے ایسا ہی کرتا رہیگا جب تک کہ تقسیم کیجائے کیونکہ دیگر شریک حصہ داران کو کوئی استحقاق اسکے بیدخل کرنے کی نسبت حاصل نہوگا اور احکام دفعہ ۲۲ ضمن (۲) اُسصورت میں کالعدم ہوجائینگے۔

اُس سوال پر جو مقدمہ ہذا میں پیدا ہوتا ہے تھوڑے عرصہ سے مینے چند مقدمات میں غور کیا ہے اسمیں شک نہیں کہ دفعہ زیر بحث کے الفاظ کسیقدر مشتبہ ہیں اور بالکل صریح نہیں ہیں لیکن اس امر پر مزید غور کرکے میری یہی رائے ہے کہ وہ رائے جو مصنف نے مقدمہ ہذا میں اختیار کی ہے درست ہے دفعہ ۲۲ ضمن (۱) میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جب ایک حقیت دخیلکاری بلا واسطہ یا بطور سر مالک کے تابع کسی کے قبضہ میں ہو یا تابع مستقل حقیت دار کے اور کل استحقاق مالک اراضی درعیت (یعنے رعیت دخیلکار) مندرجہ حقیت مذکور ایک ہی شخصکو بذریعہ انتقال کے حاصل ہوجائے یعنی بروئے وراثت یا بصور دیگر تو استحقاق دخیلکاری موجود نرہیگا لیکن اگر کوئی امر مندرجہ فقرہ ہذا کسی شخص ثالث کے حقوق میں خلل انداز نہوگا۔ اسلئے بروئے فقرہ ہذا کے جیسا کہ مینے اُسے سمجھا ہے جبکہ ایک حقیت دخیلکاری منجانب کامل مالک یا مستقل حقیت دار کے خرید کیجائے تو مالک مذکور مجاز ہوگا کہ اراضی مذکور کی نسبت اسطرحپر کارروائی کرے گویا کہ استحقاق دخیلکاری باقی نہیں رہا۔ بالفاظ دیگر وہ مجاز ہوگا کہ اراضی مذکور کا پٹہ پھر بلا کسی مزاحمت استحقاق دخیلکاری کے عطا کرے تابع حقوق کسی مزارعہ شکمی کے جو اراضی کو پر قابض ہو۔ اگر شکمی مزارعان موجود ہوں تو شرط ہذا سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیت مذکور بروئے انتقال کے زائل نہیں ہوتی۔ ازاں بعد ضمن (۲) میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ اگر استحقاق دخیلکاری اراضی ایک ایسے شخص کے نام منتقل کیا جائے جسے مشترک حق بطور مالک یا مستقل حقیت دار کے اراضی مذکور میں حاصل ہو تو وہ موجود نہ رہیگا لیکن کوئی امر مندرجہ ضمن ہذا کسی شخص ثالث کے حقوق میں خلل انداز نہوگا۔"

اسصورت میں بھی استحقاق دخیلکاری ہے نہ کہ حقیت مذکور جس کی نسبت دفعہ مذکور میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ بروئے انتقال کے زائل ہوجاتا ہے اور صورت اول الذکر کیطرح محفوظیت حقوق مزارعہ شکمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بروئے انتقال کے خود حقیت زائل نہیں ہوتی۔ اور یہ قیاس کرنا ہی مناسب ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشاء تہا کہ خرید حقیت دخیلکاری منجانب ایک حصہ دار کے دوسرے شرکاء کے فایدہ کی ممد ہوگی

سنہ ۱۸۹۶ء
جواد الحق
بنام
رامداس ساہا

جنہوں نے اُسکے واسطے کچھ ہی ادا نہیں کیا۔ یہہ امر ایک حصہ دار کے واسطے غیر معمولی نہیں ہے کہ اراضی پر بطور رعیت کے تابع اپنے اور دیگر شریک حصہ داران کے قابض ہے اور محفوظیت حقوق فریقہائے ثالث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شریک حصہ داران کے حقوق تک مطابق اُن کے حصہ لگان کے وسیع ہے۔

اسلئے مجھے آرائے مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقرۂ زیر بحث کا اثر یہ نہیں ہے کہ کُل حقیت کو زائل کرے بلکہ صرف یہ ہے کہ اُن متعلقات سے اُسکو محروم کیا جائے جو ایک حقیت دخیلکاری کے ملحق ہیں بالفاظ دیگر خریدار متعلقات مذکورہ کے سوائے اُسپر قابض رہیگا یہ امر کہ آیا نتائج وہ ہیں یا نہیں جو سبارڈینیٹ جج نے بیان کئے ہیں مجھے غیر ضروری معلوم ہوتا ہے چونکہ اصلی مدعا علیہ نے صورتحال میں حقیت کو خرید کیا ہے اسلئے میری رائے میں اپنی خرید کے فائدہ کا مستحق ہے اور نیز اُن حقوق کے جو مدعی کو اُسکے برخلاف حاصل ہوں۔ میری یہ رائے نہیں ہے کہ دفعہ مذکور کے روسے اُسکو اُسکے تبدیل کرنیکا اختیار کسی جز و اراضی میں سے دیا گیا ہے یا نسبت حاصل کرنے بلاواسطہ قبضہ اراضی بالاشتراک مدعا علیہ کے۔

اسلئے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کی نالش مناسب طور سے خارج کیگئی تھی اور اپیل ہذا منظور کیا جانا چاہئے ڈگری عدالت اپیل ماتحت منسوخ کیجائیگی اور عدالت اول کی ڈگری بحال کیجائیگی اور نالش معہ خرچہ کل عدالتہائے کے خارج کیجائیگی۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعی نے زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی اپیل کیا۔ مقدمہ کی سماعت جناب آنریبل صاحب چیف جسٹس و ریمپینی صاحب جسٹس نے کی تھی جنہوں نے بعد سماعت کرنے وکلاء فریقین کے اپیل کو سماعت کیواسطے پانچ ججان کے بینچ میں ارسال کیا۔

مولوی سراج الاسلام منجانب اپیلانٹ:۔ وہ تعبیر قانونی جو سورلی صاحب جسٹس نے اختیار کی ہے درست نہیں ہے حال جیسی خرید کا اثر یہہ نہیں ہے کہ ایک مالک اراضی خریدار حقیت اپنے شریک حصہ داران کے مقابلہ میں رعیت ہو جائے فیصلۂ مذکور میں یہ قیاس کیا گیا ہے کہ استحقاق دخیلکاری میں دو اشیاء شامل ہیں (۱) مزارعہ کا حق اور (۲) وہ جز و استحقاق جسکے روسے استحقاق دخیلکاری مکمل ہو جاتا ہے اور کہ موخر الذکر جزو اگر رفع کیا جائے تو ایک ایسی شئے باقی رہتی ہے جسکی تقویت پر خریدار اراضی کا قبضہ رکھہ سکتا ہے ایک استحقاق غیر دخیلکاری ایک استحقاق دخیلکاری میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ [ٹریولین صاحب جسٹس۔ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ جدید متعلقات حقیت میں ایزاد کئے گئے ہیں نہ یہہ کہ وہ ایک جدید حقیت ہو گئی ہے

سنہ ۱۸۹۶ء
جوادالحق
بنام
رام اس سالک

گہوس صاحب جسٹس :- آیا اسصورت میں استحقاق غیر دخیلکاری ختم ہوجاتا ہے؟] وہ اسطریق پر مکمل ہوجاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کونسی شے موجود نہیں ہی؟ شرط مندرجۂ دفعہ ۲۲ سے یہ مراد ہے کہ اگر مزارعہ دخیلکار اپنی اراضی کا شکمی پٹہ عطا کرے تو نیلام اراضی سے شکمی پٹہ دار کو نقصان نہیں پہونچتا۔ [**ٹریولین صاحب جسٹس** - تمہاری بحث سے یہ مراد ہی کہ نہ صرف خریدار اپنی خرید سے کچھ بھی حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ خرید کے فعل ہی سے وہ اُس تمام شے کو ضایع کردیتا ہے جو اُسنے خرید کی ہے۔ **گہوس صاحب جسٹس** :- اور واسطے فایدہ دیگر شریک حصہ داران کے۔ بالفرض اگر رعیت دخیلکار اپنے حق کو رہن کرے تو مرتہن کی حیثیت کیا ہوگی؟] اُسے کوئی نقصان نہ پہونچیگا۔ [**گہوس صاحب جسٹس** :- بالفرض اگر وہ بعد میں اپنے استحقاق زیر ڈگری کو فروخت کردے؟] تو صرف مالک اراضی خریدار کے حقوق کو نقصان پہونچتا ہے یہ امر محفوظ ہی ضمن دفعہ مذکورہ سے صریح طور پر ظاہر ہے اگر یہ فیصلہ درست ہے تو ایک شریک مالک ایک مزارعہ غیر دخیلکار تابع دیگر شرکا کے بلا اُن کی رضامندی کے ہوجاتا ہی اور کہ وہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ [**گہوس صاحب جسٹس** :- اگر کوئی فریق ثالث خرید کرے تو وہ تمہارا مزارعہ بلا تمہاری رضامندی کے ہوجاویگا؟] ہاں۔ لیکن ایک شریک مالک گو ایسا نہیں ہوسکتا۔ بصورت دیگر بعد مسدود ہونے استحقاق دخیلکاری کے استحقاق غیر دخیلکاری قابل انتقال ہوجاویگا لیکن ایسا حق بلا واسطہ طور پر یا بواسطہ طور پر قابل انتقال نہیں ہی غیر دخیلکار رعیت کی تعریف ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بذریعے ایسی خرید کے ایک مالک اراضی ایسا نہیں ہوسکتا اس امر واقعہ پر کہ دیگر شریک مالکان کو مدعا علیہ کی خرید سے فائدہ پہونچتا ہے غور کرنا ضروری نہیں ہے جبکہ سوال مذکور کا فیصلہ عدالت کے روبرو کیا جائے۔ اگر فیصلہ بحال رکھا جائے تو ایک شریک مالک دیگر شرکا کو اُنکے حقوق بذریعہ خرید کرنے مزارعہ کے حقوق دخیلکاری کے محروم کرسکتا ہی اور یہ نتیجہ واضعان قانون کا کبھی نہیں ہوسکتا۔

بابو جسودا نندن پرامینک منجانب رسپانڈنٹ :- صرف ایک ہی درج رپورٹ شدہ سند متعلق یہ امر مقدمہ سیتا ناتھ پانڈا بنام سیلا رام ترپتی (۱) ہے جو صریح طور پر میرے حق میں ہے اصول ادغام (کامل زوال استحقاق دخیلکاری کے معنوں میں) ملک سندھ کے قانون میں نامعلوم ہی۔ درویش چندر گپتو بنام راج نرائن رای (۲) اکندی لال دوبے بنام کرو ڈہی (۳) ساوی ہنا بنام یتجاپن رائے (۴) ملاحظہ طلب جو کچھ کہ دو حقوق کے ایک ہی شخص کے حق میں موجود ہوجانے سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کمتر حق زائل ہوجاتا ہے۔ ایک

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۸۶۹ -
(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۵ -
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۷ صفحہ ۲۷۴ -
(۴) " " " ۲۵ " ۵۰۳ -

مالک اراضی مجاز ہے کہ اراضی کو بحیثیت مزارعہ کے تابع خود اپنے اور دیگر شریک مالکان کے قابض ہو۔ ملاحظہ ہو لال بہادر سنگھ بنام سولا نو دا) گور بخش رائے بنام جیولال رائے (۲) سوال ادغام پر مقدمہ جینتی ناتھ خان بنام گوکل چند چودھری (۳) میں غور کیا گیا تہا اور عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ حقوق یعنی ایک کاشتکار حقیت میں مخلوط نہیں ہوجاتے جبکہ دونوں ایک ہی شخص کے قبضہ میں آجائیں۔ مقدمہ سیک بنام بہاگابتی برہیا (۴) میں قرار دیا گیا تہا کہ گو ایک رعیت نے ایک جزو جائیداد کا اجارہ حاصل کیا ہو تاہم وہ مستحق ہے کہ اپنے حق میں اس عرصہ کو محسوب کرے جس عرصہ میں اُسے استحقاق دخیلکاری حاصل تہا اور اسطرح پر قانونی عرصہ بارہ سال کو مکمل کرے اور استحقاق دخیلکاری کو حاصل کرلے۔ بالآخر اس سے زیادہ عام امر اور کوئی نہیں ہو کہ ایک مشترک مالک اراضی عام جماعت مالکان اراضی کے تابع حقیت پر قابض ہو۔ اگر عدالت ہذا یہ فیصلہ کرے کہ مالکان حقیت ہائے کے خرید کرنے سے ممتنع ہیں تو مفوضہ حقوق میں نہایت سخت نقصان پہونچیگا (نیز دو دیگر مقدمات غیر رپورٹ شدہ اپیلہا بنا اراضی ڈگریات اپیل نمبر ۳۹ و ۱۱ و نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ بل صاحب جسٹس مورخہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء و رام موہن چکرپتی بنام ہر وسندری دیبیا اپیل بنا اراضی ڈگری اپیل نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۳ء کا حوالہ دیا گیا تہا)۔

عدالت (میکفرسن صاحب و ٹریولین صاحب و گھوس صاحب و ہیل صاحب و گارڈن صاحب جسٹسان) نے حسب ذیل فیصلے صادر کئے

میکفرسن صاحب جسٹس:- میری رائے میں ہیل صاحب جسٹس کا فیصلہ درست ہے اس ملک میں کوئی ایسا قانون موجود نہیں ہے جسکے رو سے ایک شریک حصہ دار اس امر سے ممتنع ہو کہ ایک حقیت مزارعہ بر دیگر مالکان اراضی کی تابع مع اُسکی اشیاء ملحقہ کے قابض ہو۔ مقدمات درج رپورٹ شدہ میں بہت سی تمثیلات ایسی پائی جاتی ہیں جنمیں اراضیات پر اسی طرح سے لوگ قابض ہیں اور جنمیں شریک حصہ دار کا قبضہ بطور مزارعہ کے تسلیم کیا گیا ہے ماتحتی دفعہ ۲۲ ایکٹ مزارعان حال میں یہ حکم ہے اگر استحقاق دخیلکاری ایک ایسے شخص کے نام منتقل کیا جائے جسے مشترکہ حق اراضی مذکور میں بحیثیت مالک کے حاصل ہو تو استحقاق دخیلکاری موجود نہ رہیگا یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اور ماتحتی دفعہ مذکور سے یہ مراد نہ لیجانی چاہئے کہ حقیت موجود نہ رہیگی بلکہ استحقاق دخیلکاری موجود نہیں رہتا جو ایک امر متعلق حقیت ہے اور ماتحتی دفعہ میں کوئی امر مطابق اسبات کے موجود نہیں ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۔
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۷۔
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۷۶۰۔
(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۱۔

سنہ ۱۸۹۶ء
جوادالحق
بنام
رائداس ساہا

کہ حقیت مذکور بلا موجودگی استحقاق مذکور کے جاری رہے جوکہ اُسکے ملحق تہا۔ فقرہ محفوظی مندرجہ ماتحتی دفعہ ہذا کہ
یہ کہ کوئی امر مندرجہ دفعہ ہذا کسی شخص ثالث کے حق میں خلل انداز نہوگا"، سے بہی ظاہر ہوتا ہے کہ حقیت مذکور بہ
حال بعض اغراض کے واسطے جاری رہیگی۔ یہ تعبیر منہ مذکور کی ایک مقدمہ غیر رپورٹ شدہ میں اختیار کیگئی تہی۔
(اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۳ منفصلہ ماکفرسن صاحب جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء) اور
یہی رائے مقدمہ سیتاناتھ پانڈا بنام سیلارام ترپتی (۱) میں اختیار کیگئی تہی۔ گو واقعات مقدمات مذکور واقعات
مقدمہ حال کے مشابہہ نہیں ہیں تاہم وہ رائے جو احکام ماتحتی دفعہ (۲) دفعہ ۲۲ ایکٹ مزارعان بنگال کی نسبت اختیار
کیگئی تہی وہی ہے جوکہ میں نے ابہی ظاہر کی ہے۔ اسلئے میری یہ رائے ہے کہ اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے

ٹریولین صاحب جسٹس:- میں میکفرسن صاحب جسٹس کی رائے سے بالکل متفق ہوں۔

گہوس صاحب جسٹس:- میری بہی رائے ہے۔

ہل صاحب جسٹس:- میری بہی یہی رائے ہے۔

گارڈن صاحب جسٹس:- میں بہی متفق ہوں۔

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۲۵ اگست
سنہ ۱۸۹۶

لالو سنگہہ (مدعا علیہ) بنام رتنا چند بینرجی وغیرہ (مدعیان)*

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مدہ ۱۴۳ - ایکٹ تقسیم محالات (بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعات ۱۱۶ و ۱۵۰ - استحقاق نالش - نالش قبضہ -

ایک نالش واسطے قبضہ اُن اراضیات کے جنمیں سے کہ اُنکے مالکان بہ تعمیل ایک حکم کلکٹر زیر دفعہ ۱۱۶ ایکٹ تقسیم محالات (بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۶ء) کے بیدخل کئے گئے ہوں چل سکتی ہے گو کوئی نالش واسطے تنسیخ حکم کلکٹر کے زیر دفعہ ۱۵۰ دائر نہ کیگئی ہو۔

مدہ ۱۴۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ایسی نالش کو ممنوع السماعت نہیں بناتی۔

یہ اُن سات مقدمات میں سے ایک مقدمہ تہا جنکی سماعت رضامندی فریقین سے مشترکہ طور پر کیگئی
تہی۔ مدعیان مالکان موضعجات نتہو اور پارا رام بہادر کے تہے اور مدعا علیہم موضع پارکتم پور پرباشندہ کے مالکان تہے

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۷۰۸ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو جگدر لبہہ موزمدار۔
ایڈیشنل سب اردینیٹ جج ترہٹ مورخہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء مشعر بحالی ڈگری مولوی علی احمد منصف سمستی پور مورخہ
۱۸ مئی سنہ ۱۸۹۳ء - (۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۸۶۹-

؁۱۸۹۶ء
لالو سنگھ
بنام
پُرنا چندر

مدعی کا دعوی یہ تہا کہ دوران تقسیم زیر ایکٹ تقسیم محالات (۸ ؁۱۸۷۶ء) بیں اُنکی اراضیات مدعا علیہم کے موضع میں شامل کیگئی تہیں اور مدعیان کی رعیتان اراضیات مذکور سے ماہ بیساکہ ؁۱۲۸۶ (اپریل ؁۱۸۷۹) میں بیدخل کیگئی تہیں نالشات حال ؁۱۸۹۰ میں واسطے استقرار حق اور حصول قبضہ اراضیات مذکور کے دائر کیگئی تہیں مدعا علیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ چونکہ مدعیان نے کوئی نالش واسطے تنسیخ حکم مصدرہ کلکٹر زیر دفعہ ۱۱۶ ایکٹ تقسیم محالات کے عرصہ ایک سال کے اندر نہیں کی جیسا کہ مدہم ۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد (۱۵ ؁۱۸۷۷ء) میں مندرج ہے اسلئے نالشات حال زائد المیعاد ہیں۔ عدالتہائے ماتحت نے مدعیان کے دعاوی کی ڈگری دی۔

مدعا علیہم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

بابو داسکالی مکرجی منجانب اپیلانٹان۔

بابو سردا چرن متر منجانب رسپانڈنٹان :۔

تجویز ہائیکورٹ (ٹریولین صاحب و بیورلی صاحب ججان) حسب ذیل تہی :۔

وہ دو امور جنپر کہ صرف ان اپیلہائے میں ہمارے روبرو زور دیا گیا ہے یہ ہیں :۔

۱۔ عدالت اپیل ماتحت نے اپنے فیصلہ مورخہ ۸ فروری ؁۱۸۹۲ کے روسے یہ قرار دینے میں غلطی کی ہے کہ نالشات بروئے مدہم ۱ ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد نہیں اور نیز انہوں اُنکے بربنائے واقعات فیصل کئے جانے کو واپس بھیجنے میں غلطی کی ہے۔

۲۔ عدالتہائے ماتحت نے اس سوال کا فیصلہ نہیں کیا کہ آیا مدعیان کی نالشات بروئے بارہ سالہ قبضہ مخالفانہ منجانب مدعا علیہم کے زائد المیعاد ہیں۔

امر اول کے متعلق یہ رائے ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اپیلانٹان حال نے اپیل نہ کیا تہا جیسا کہ اُنکو بحکم ابتدائی کی ناراضی سے کرنا چاہئے تہا مگر عذر یہ کیا گیا ہے کہ بروئے احکام دفعہ ۵۹۱ مجموعۂ مذکور کے وہ حکم مذکور کی نسبت عذر کرنے کے مستحق بر طبق اپیل بناراضی آخری ڈگری کے ہیں اس امر کو تسلیم کرکے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عدالت اپیل ماتحت کا حکم غلط تہا۔

سوال مذکور بعض احکام ایکٹ تقسیم محالات بنگال ایکٹ (۸ ؁۱۸۷۶ء) پر مبنی ہے۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ بروئے دفعہ ۱۱۶ ایکٹ مذکور کے اراضیات متنازعہ حال کو کلکٹر نے بطور ایک جزو جائداد اپیلانٹان کے بروقت تقسیم کے متصور کیا ہے۔ اور کہ مدعیان اُنکا قبضہ اسوقت تک حاصل نہیں کرسکتے جب تک

سنہ ۱۸۹۶ء
لالو سنگھ
بنام
پرتاپ چند

کہ کلکٹر کا حکم منسوخ کیا جائے۔
دفعہ ۱۵۰ - ایکٹ مذکور میں یہ حکم ہے کہ "کوئی شخص جسکو حکم مصدرہ افسر مال زیر دفعہ ۱۱۶ اسے نقصان پہونچا ہو مجاز ہے کہ ایک نالش عدالت مجاز سماعت میں واسطے ترمیم یا تنسیخ حکم افسر مال مذکور کے دائر کرے" لیکن قانون میں کہیں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اگر کوئی ایسی نالش دائر نہ کیجائے تو افسر مال کا حکم مابین مالکان جائداد منقسم کردہ اور فریق ثالث کے قابل پابندی ہوگا قطع نظر اسکے دفعہ ۱۱۷ میں اس شرط کا ذکر ہے کہ مالکان جائداد منقسم کردہ "اگر بذریعہ ڈگری عدالت مجاز سماعت کے بیدخل کئے جائیں"، اُن اراضیات متنازعہ میں سے جو بطور ایک اُن کی جائداد کے بروئے حکم کلکٹر مصدرہ زیر دفعہ ۱۱۶ متصور کیگئی ہوں اور اسمیں حکم ہے کہ ایسی شرط کی صورت میں کیا کیا جانا چاہئے۔
اسلئے یہ امر صرف دفعہ مذکور پر غور کرنیسے صریح معلوم ہوتا ہے کہ ایک نالش واسطے قبضہ اُن اراضیات کے جن سے مالکان بہ تعمیل حکم کلکٹر مصدرہ زیر دفعہ ۱۱۶ بیدخل کئے گئے ہوں چل سکتی ہے گو کوئی نالش واسطے تنسیخ حکم کلکٹر کے زیر دفعہ ۱۵۰ دائر نہ کیگئی ہو۔ درحقیقت بیدخلی واقعی طور پر کلکٹر کے حکم سے زائد از عرصہ ایک سال بعد تک عمل میں نہیں آسکتی اور ہماری رائے میں یہ قرار دینا نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں فریق نقصان رسیدہ کو کوئی چارہ جوئی حاصل نہو گی اگر اُسنے کلکٹر کے حکم کی منسوخی کے واسطے کوئی نالش نکی ہو بخلاف ازیں ایکٹ مذکور کا یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ ایسی اراضیات کے دعویداران مجاز ہیں "کہ خواہ واسطے منسوخی حکم کلکٹر کے نالش کریں یا اُسوقت تک انتظار کریں جبتک کہ وہ واقعی طور پر بیدخل کئے جائیں اور ازاں بعد ایک نالش حصول قبضہ دائر کریں۔ اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ مدعیان نالشات حال پر لازم نہ تہا کہ ایک نالش واسطے تنسیخ حکم کلکٹر کے دائر کرتے اور کہ نالشات بروئے مد ۱۴ - ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد نہیں ہیں۔ اسلئے اپیل کیوجہ اول ناکامیاب رہتی ہے۔
نسبت وجہ دوم کے ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی دعوے بروئے بارہ سالہ قبضہ مخالفانہ کے بیان تحریری میں پیش کیا گیا تہا جسمیں میعاد کا عذر صرف اسوجہ پر کیا گیا تہا کہ مدعیان کو چاہئے تہا کہ ایک سال کے اندر کلکٹر کے حکم مصدرہ ۱۲ - جون سنہ ۱۸۶۹ء کی منسوخی کی نالش کرتے۔ اسمیں شک نہیں کہ تنقیح قائم کردہ عام الفاظ میں تہی "آیا نالشات حال زائد المیعاد نہیں" لیکن تنقیح مذکور کا فیصلہ صرف بحوالہ مد ۱۴ ایکٹ مذکور کیا گیا تہا۔ یہ سچ ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے جج اپیل کے بعض آرائے اپنے فیصلہ میں ۱۲ سالہ میعاد کے متعلق ظاہر کی تہیں لیکن آرائے مذکور سے اس امر کی حجت ہمارے

سنہ ۱۸۹۶ء
لالو سنگھ
بنام
پرنا چندر

روبرو برطبق اپیل دوم کرنہیں فائدہ اُٹھایا گیا ہے لیکن آرائے مذکور غور کرکے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت کا منشاء بطور امر واقعہ کے یہ قرار دینے کا تھا کہ مدعیان عرصہ بارہ سال کے اندر بیدخل کئے گئے ہیں اور کہ نالشات بروئے مد ۱۴۴ کے زائد المیعاد نہیں ہیں۔ اور یہہ امر بالکل صریح ہے کہ بعد واپسی کے اس امر پر زور دیا گیا تھا اور نہ اُسپر کسی عدالت میں بحث کیگئی تھی۔ اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ بروئے وقعات ہذا کے اپیلانٹان مستحق نہیں ہیں کہ نالشات کو پھر اس سوال کے فیصل کرانے کیلئے واپس کرسکیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیلہائے ناکامیاب ہیں اور معہ خرچہ خارج کئے جانے چاہئیں۔

اپیلہائے خارج کئے گئے

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۱۴۔ اگست

بنسی داس المعروف رگہوناتھ داس وغیرہ (مدعیان) بنام جگدیپ نرائن چودہری وغیرہ (مدعا علیہم)

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۵ قیاس بہ عیانات دخیلکاری۔ عیتان جو مقررہ شرح پر قابض ہوں امورات متعلقہ مزارعت۔ ایک حقیت کا قابل انتقال ہونا۔ ایک جزو حقیت کا انتقال۔ نالش واسطے قبضہ خاص اور استقرار اس امر کے کہ انتقال ناجائز ہے۔ نمونہ ڈگری۔

ایک نالش میں جو سنہ ۱۸۹۳ء میں واسطے استقرار اس امر کے کہ ایک حقیت ناقابل انتقال ہے اور کہ اسکے ایک جزو کا انتقال جو کیا گیا ہے ناجائز ہے اور نیز واسطے خاص قبضہ اراضیات مذکور کے بربنائے انتقال مذکور دایر کیگئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرح لگان واجب الادا بر حقیت مذکور سنہ ۱۸۱۳ء سے کبھی تبدیل نہیں کیگئی اور کہ اُس قیاس کی تردید میں کوئی امر موجود نہ تھا جو دفعہ ۵۰ بنگال ایکٹ مزارعان (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) کے روسے پیدا ہوتا تھا۔ تجویز ہوئی کہ۔

(۱) انتقال مذکور بطور ضبطی کے عامل نہ تھا اور مدعیان خاص قبضہ کے مستحق نہ تھے لیکن وہ اس استقرار کے مستحق تھے کہ انتقال مذکور اُنپر قابل پابندی نہیں ہے۔

(۲) کہ وہ قیاس جو بروئے دفعہ ۵۰ کے پیدا ہوتا ہے اسطرح پر عامل نہیں ہوتا۔ کہ ایک مقبوضہ دخیلکاری کو ایک حقیت رعیت بشرح مقررہ میں تبدیل کرے اور نہ اُسکے روسے مزارعت اُن ضمنی امور حقیت بشرح مقررہ کے تابع ہوجاتی ہے جنکا ذکر دفعہ ۱۸۔ ایکٹ مذکور میں کیا گیا ہے۔

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۴۴۳ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری مصدرہ اے میکی صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع ترہٹ مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری مصدرہ بابو اترا لال چیٹرجی سب آرڈینیٹ جج ضلع مذکور مورخہ ۳۱۔ اگست سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۹۲۶ء
شبھی داس
بنام
جگدیپ نرائن

نالش ہذا میں مدعیان نے بطور مالکان اراضی کے اس امر کے استقرار کی استدعا کی کہ ایک خاص حقیت قابل انتقال نہی اور کہ وہ خرید جو مدعا علیہم نے ایک جز و حقیت مذکور کی نسبت کی ہے خلاف قانون اور نا جائز ہے نیز انہوں نے اراضی مذکور کے قبضہ خاص کی استدعا کی۔ مدالتہائے ماتحت نے قرار دیا کہ شرح لگان واجب الادا دربارہ حقیت مذکور سنہ ۱۳۰۸ع سے کبہی تبدیل نہیں کیگئی یعنی زائد از عرصہ ۲۰ سال قبل از رجاع نالش سے اور انہوں نے اُس قیاس کو متعلق کر کے جسکا ذکر دفعہ ۵۰ ایکٹ مزارعان بنگال میں کیا گیا ہے یہ قرار دیا کہ حقیت مذکور ایک مستقل حقیت ہے جسکی شرح لگان ہمیشہ کیواسطے مقرر ہے اور اسلئے وہ بروئے قانون کے قابل انتقال تہی انہوں نے یہ بہی قرار دیا کہ حقیت مذکور کی تقسیم سے ضبطی عمل میں نہ آئی تہی اور انہوں نے کل دعوی کو خارج کیا۔

مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

واقعات و وجوہات مقدمہ ہذا تجویز ہائیکورٹ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

بابو دوار کا ناتھ مکرجی منجانب اپیلانٹان۔

بابو لکشمی نرائن سنگھ منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز ہائیکورٹ (ڈیولین صاحب و سیورلی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:-

مقدمہ ہذا میں مدعیان نے بیان کیا کہ مدعا علیہم نے ۱۰ بیگہہ اراضی ایک حقیت میں سے خرید کی ہے جسکا کل رقبہ ۲۳ بیگہہ ہے جو اچہے لال جہا اور رتی لال جہا کی اراضی کاشت تہی۔ انہوں نے یہ دعوی کیا کہ حقیت مذکور منتقل یا منقسم نہیں کیجا سکتی بلا اسکے کہ وہ اپنی رضامندی بحیثیت مالکان اراضی کے ظاہر کریں چنانچہ انہوں نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی کہ مدعا علیہم کی خرید خلاف قانون اور نا جائز ہے اور چونکہ ۱۰ بیگہہ اراضی ابتدائی مزارعان سے ترک ہوگئی ہے اسلئے مدعیان کو اُس اراضی کا قبضہ عطا کیا جانا چاہئے۔

جہا مزارعان فریق نالش نہ بنائے گئے تہے۔

نالش ہذا مدالتہائے ماتحت نے دو وجوہات پر خارج کی ہے اوّلاً یہ قرار دیا گیا ہے کہ حقیت متنازعہ قانوناً قابل انتقال ہے اور ثانیاً یہ کہ گو تقسیم مزارعت بلا تحریری رضامندی مالک اراضی کے کیگئی ہے اور وہ اُسپر قابل پابندی نہیں (دفعہ ۸۸۔ ایکٹ مزارعان بنگال) تاہم ایسا انتقال ایک جز و حقیت کا بطور ضبطی کے عامل نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو کابل سردار بنام ہیمندر ناتھ ناگ چودھری (۱)۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۹۰۵۔

۱۸۹۶ء
منی داس
بنام
جگدیپ نرائن

اس موخرالذکر قرارداد میں ہماری یہ رائے ہے کہ عدالتہائے ماتحت درستی پر نہیں اور اسلئے مدعیان ڈگری قبضے کے مستحق نہتے لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ نالش کلیتًا خارج نہ کیجانی چاہئے تھی۔ قرارداد محولہ بالا کے رو سے مدعیان اُس استقرار کے مستحق ہوتے تھے جسکی کہ انہوں نے استدعا کی تھی یعنے یہ کہ انتقال بحق مدعا علیہم اُنپر قابل پابندی نہتھا۔ اب رائے کے مطابق یہ امر غیر ضروری تھا کہ آیا کل حقیت قابل انتقال تھی یا نہیں۔ مزید براں اس نتیجے کے اخذ کرنے میں کہ وہ اسطرحپر قابل انتقال تھی ہماری رائے میں وہ عدالتہائے ماتحت نے قانونی غلطی کی ہے اُس قیاس کے متعلق جو دفعہ ۵۰۔ ایکٹ مذکور سے دربارہ اس امر کے پیدا ہوتا ہے کہ ایک رعیت خیلکار کو ایک رعیت قابض بشرح مقررہ میں تبدیل کیا جائے۔ جیسا کہ ہمنے ایک مقدمہ میں ظاہر کیا ہے جماعت "رعیتان قابض بشرح مقررہ" کی تعریف خاص طور پر دفعہ ۴۔ ایکٹ مذکور میں اسطرحپر کیگئی ہے "رعیتان جو یا تو ہمیشہ کیواسطے بشرح لگان مقرر کردہ پر قابض ہوں یا ایک ایسی شرح لگان پر جو ہمیشہ کیواسطے مقرر کیگئی ہو" بالفاظ دیگر لگان یا شرح لگان مزارعت کے شروع ہوتے ہی مقررہ ہونی چاہئے ہمیں اس امر میں سخت شبہ ہے کہ آیا ایسی جماعت مزارعان بذریعہ عمل دفعہ ۵۰ کے پیدا کی جاسکتی ہے۔ دفعہ مذکور میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ رعیت جو ایک ہی لگان یا شرح لگان پر بندوبست دوامی کے وقت سے قابض ہو اس امر کا ذمہ وار نہوگا کہ اُسکا لگان ایزاد کیا جائے الا بروجہ تبدیلی رقبہ حقیت مذکور کے اسمیں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ ایسی رعیت ایک رعیت قابض بشرح مقررہ ہے یا یہ کہ مزارعت مذکور ایک حقیت بشرح مقررہ کے امور متعلقہ کی تابع ہوگی جیسا کہ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۱۸ میں حکم دیا گیا ہے اسلئے اس امر کے متعلق ہماری یہ رائے ہے کہ نتائج عدالتہائے ماتحت غلط ہیں۔

بروئے قرارداد ہائے کے ہماری یہ رائے ہے کہ مدعیان اس استقرار کے مستحق ہیں کہ انتقال بحق مدعا علیہم اُنپر قابل پابندی نہیں ہے۔ اسلئے ہم اپیل ہذا کو منظور کرکے عدالتہائے ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرتے ہیں اور اُن کی بجائے ایک ڈگری استقرار حسب متذکرہ صدر صادر کرتے ہیں اور ہماری رائے میں مدعیان کل عدالتہائے کے خرچہ کے مستحق ہیں۔

اپیل منظور کیا گیا۔

۲۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء

نگرانی فوجداری

باجلاس او کنلی صاحب جسٹس و [illegible] صاحب جسٹس

بمعاملہ جھوجھا سنگھ وغیرہ سائل، بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند فریق مخالف۔*

ضمانت نیک چلنی۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ [illegible]) دفعات ۱۱۰ و ۱۲۳ اختیار سشن جج دربارہ واپسی کے۔ مزید شہادت کا لیا جانا۔ شرائط اور حدود کا ان اشخاص پر عائد کیا جانا جنکو ضمانت دینے کا حکم دیا گیا ہو۔

بروئے دفعہ ۱۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج مجاز نہیں [illegible] کہ مزید تحقیقات کیواسطے واپس کرے۔ وہ شہادت جسکی اُسے ضرورت ہو وہ خود لے سکتا [illegible]۔

کوئی شرائط اور حدود ان اشخاص پر عائد نہیں کیجا سکتے ہیں جنکو زیر دفعہ ۱۱۰ مجموعہ [illegible] ضمانت دینے کا حکم دیا گیا ہو۔

صورت حال یہ ہے کہ سائل کو ڈپٹی مجسٹریٹ گیا نے ایک ضمانت بامد ضامنان کے [illegible] کا حکم واسطے تین سال تک نیک چلنی رہنے کیواسطے دیا تھا۔ [illegible] اپنے حکم کے مجسٹریٹ مذکور نے ضامنان کی نسبت یہ [illegible] دیا تھا کہ وہ مناسب وسائل اور حیثیت و اعتبار کے آدمی ہونے چاہئیں جو سائل کے قرب و جوار میں رہتے ہوں اور جو اسکے چلن پر دباؤ ڈال سکتے ہوں۔ مسل مقدمہ ہذا سشن جج کے پاس واسطے بحالی حکم کے زیر دفعہ ۱۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ارسال کیگئی تھی اور سشن جج نے حکم مذکور کے بحال کرنے سے امور مندرجہ مسل سے انکار کیا اور اس مقدمہ کو ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس مزید تحقیقات کے واسطے واپس بھیجا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے مزید گواہان کا بیان لیکر اور بصورت دیگر ہدایات سشن جج کی تعمیل کر کے مسل مقدمہ کو پھر انکے پاس ارسال کر دیا اور سشن جج نے ڈپٹی مجسٹریٹ کے حکم کو بحال کیا۔ سائل نے ہائیکورٹ میں درخواست کر کے ایک قاعدہ حاصل کیا کہ بروئے دفعہ ۱۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری سشن جج کو یہ اختیار نہ دیا گیا تھا کہ مقدمہ کو ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس مزید شہادت لینے کیواسطے واپس بھیجا اور یہ کہ وہ شرائط اور حدود جو ان اشخاص پر عائد کیگئی ہیں جو ضامنان ہونیوالے ہیں قانوناً جائز نہیں ہیں۔

بابو دسرتھی سنیال منجانب سائل۔

* نگرانی فوجداری نمبر ۷۴۲ بابتہ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم مسٹر ایچ ہوم وڈ صاحب سشن جج گیا مصدرہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء۔

۱۸۹۳
جیو جیا سنگھ
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

تجویز ہائیکورٹ (داؤ کسلی صاحب و جسٹس صاحب ... ن) حسب ذیل تھی:-

قاعدہ ہذا کے روسے مجسٹریٹ ضلع گیا بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا ہے کہ کیوں ضلع مذکور کے سشن جج کا حکم زیر دفعہ ۱۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق واپسی مقدمہ زیر دفعہ مذکور بغرض لینے مزید شہادت کے منجانب ڈپٹی مجسٹریٹ وجوہات ذیل پر منسوخ نکیا جانا چاہئیے اولاً یہ کہ زیر دفعہ ۱۲۳ صاحب جج مذکور مجاز نہ تھا کہ مقدمہ کو ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس مزید شہادت لینے کے واسطے واپس بھیجتا اور ثانیاً یہ کہ وہ شرائط اور حدود جو اُن اشخاص پر عائد کیگئی ہیں جنہوں نے ضمانت دینی ہے قانوناً درست نہیں ہیں۔

بروے دفعہ ۱۲۳ کے صاحب جج اگر وہ مناسب سمجہیں بعد امتحان کرنے اُن کارروائیات کے جو اُسکے پاس مجسٹریٹ نے ارسال کی تہیں مزید شہادت لیسکتا ہے جو وہ ضروری سمجھے قبل اسکے کہ وہ مقدمہ میں حکم صادر کرے عموماً جبکہ عدالت کو مزید شہادت کی ضرورت ہو تو شہادت مذکور خود عدالت سے لیجانی چاہئیے۔ بروے مجموعہ مذکور کے جہانکہ ایک اعلیٰ عدالت کو یہ اختیار حاصل ہو کہ عدالت ماتحت کو شہادت کے لینے کی ہدایت کرے وہاں خاص اختیارات عطا کئے گئے ہیں۔ یہ امر دفعات ۱۲۳ و ۳۷۵ و ۴۲۸ مجموعہ مذکور کا مقابلہ کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ اس صورتحال میں کوئی ایسا اختیار نہیں دیا گیا اور ہماری یہ رائے ہے کہ صاحب جج کو کوئی اختیار نسبت واپسی مقدمہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس حاصل نہیں ہے۔

اُس امر دوم کا جواب جسپر قاعدہ مذکور عطا کیا گیا تھا خود مجسٹریٹ گیا نے الفاظ ذیل میں دیا ہے:- وہ حد جو ڈپٹی مجسٹریٹ نے ضامنان کی نسبت عائد کی ہیں سائل کو اس امر سے نہیں روکتیں کہ کسی شخص کو بطور ضامن کے پیش کریں بلکہ انکے روسے اُسکو صرف اُس جماعت اشخاص کی اطلاع ہوتی ہے جو مطابق رائے ڈپٹی مجسٹریٹ کے بطور ضامنان کے پیش کیجانی چاہئیے۔

اب ہم اس امر کا فیصلہ نہیں کرتے کہ آیا سائل صورتحال میں بروئے حکم ڈپٹی مجسٹریٹ کے اس امر سے مانع کیا گیا تھا کہ کسی شخص کو بطور ضامن کے پیش کرے اور جسکو کہ وہ لائق سمجھے۔ ہم صرف اس امر کا فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا ڈپٹی مجسٹریٹ کا حکم درست ہے یا غلط۔ اور ہماری یہ رائے ہے کہ اگر مجسٹریٹ نے اپنی توجہ قاعدہ کی اُس جزو کی طرف راغب کی ہوتی اور اُسنے اسکو اُس جزو میں تبدیل نہ کیا ہوتا جو اختیارات سائل کے متعلق تہا تو اُسنے بہتر فیصلہ کیا ہوتا۔

سنہ ۱۸۹۶ء
جوجہا سنگھ
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ہماری یہ رائے ہے کہ سشن جج کا حکم ہر دو امور کے متعلق غلط ہے۔ ہم قاعدہ ہذا کو قطعی قرار دیتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں کہ مقدمہ کی سماعت سشن جج سے از سر نو کیجائے جس شہادت کی کہ اُسے ضرورت ہو وہ اُسے خود لینی چاہیئے۔

باجلاس مسٹر مکفرسن صاحب جسٹس و مسٹر بینرجی صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶
۸ ستمبر

گنیش چندر سکدر (سائل) بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بر طبق استغاثہ کامنی موہن سین انسپکٹر آبکاری (فریق مخالف)*

ایکٹ آبکاری بنگال (بنگال ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۸) دفعہ ۵۳ - شراب - وہ دوا جسمیں الکحل موجود ہو -

لفظ ہائے شراب مقطرہ مندرجۂ دفعہ ۵۳ ایکٹ آبکاری (بنگال ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۸) کا منشا یہ نہیں ہے کہ اسمیں ایک دوا بھی شامل ہے محض اسوجہ سے کہ وہ ایک رقیق مادہ ہے اور اُسکی آمیزش الکحل شامل ہے بصورتیکہ وہ کوئی ہوتی اگر الکحل اسغرض سے جدا الگ نہ طور پر بنایا جاتا کہ ایکٹ اُسکی تیاری میں کار آمد ہو۔

سائل پر جسکا پیشہ کوبیراج تہا ڈپٹی مجسٹریٹ گولنڈو نے زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ آبکاری (بنگال ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۸ء) اسوجہ سے تجویز جرم کی کہ وہ خمیر کی ترکیب سے بلا لائسنس کے ایک دوائی بناتا ہے جسکو سنجیونی سورا کہتے ہیں اور اُسپر مبلغ ۲۵ روپیہ جرمانہ کا حکم دیا گیا تہا۔ اُسنے ہائی کورٹ میں ایک درخواست واسطے تنسیخ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے اسوجہ پر گذرانی کہ اُسکا فعل کوئی جرم زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ آبکاری نہ بناتا تہا۔

بابو سرت چندر خان منجانب سائل نے یہ حجت کی کہ ملزم کی غرض ایک دوائی بنانیکی تھی جو اغراض طبی کے واسطے استعمال کیجاتی ہے نہ کہ بطور شراب کے پی جاتی ہے -

ڈپٹی لیگل ریممبرینسر (مسٹر گورڈن لینسہ) منجانب سرکار :- تیاری کی غرض غیر ضروری ہے - وہ ترکیب جو ملزم نے استعمال کی ہے ایک عام ترکیب ہے جو الکحل کے نکالنے میں برتی جاتی ہے اور اسکے نتیجہ سے بہت سی مقدار الکحل کی موجودگی ظاہر ہوتی تھی۔ شراب مقطر بنائی گئی ہے اور صرف اسیقدر ایک جرم زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ آبکاری کے بنانے کے واسطے کافی ہے -

---

* نگرانی فوجداری نمبر ۲۳۵ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم بابو رجنی ناتھ چیٹرجی ڈپٹی مجسٹریٹ گولنڈو مصدرہ ۶ مئی سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
گنیش چندر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

تجویز ہائیکورٹ (مسٹر میکفرسن صاحب و بنرجی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:-

سائل نے جسپر ڈپٹی مجسٹریٹ گولنڈو نے زیر دفعہ ۵۳- ایکٹ آبکاری (بنگال ایکٹ ۷ ۱۸۷۸ء) ایک رقیق مادہ سنجیونی سورا کے بلا لائسنس بنانیکے واسطے تجویز جرم کر کے مبلغ ۲۵ روپیہ جرمانہ کے ادا کرنیکا حکم دیا گیا ہے جسکی تجویز جرم و حکم سزا مذکور کے منسوخ کرنیکی استدعا اسوجہ پر کی ہے کہ ملزم کا فعل ایک جرم زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ مذکور نہیں بناتا۔

واقعات مقدمہ جو فاضل ڈپٹی مجسٹریٹ نے مختصر بیان وجوہات زیر دفعہ ۲۶۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں اسطرحپر بیان کئے ہیں:- "ملزم ایک قسم کی شراب بناتا ہوا پکڑا گیا تھا جسکو سنجیونی سورا (یا زندگی کو تازہ کرنیوالی شراب) کہتے ہیں۔ اُسکے پاس کوئی لائسنس کلکٹر کا واسطے تیاری شراب کے نہیں ہے۔ شراب مذکور گڑ اور چند دیگر مصالح کے خمیر سے بنایا جاتا ہے شراب مذکور کی طاقت لنڈن پروف سے ۳۶ درجہ کم ہے۔ ملزم کا فعل دفعہ ۵۳- بنگال ایکٹ ۷ ۱۸۷۸ء کی ذیل میں آتا ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ وہ اسی دوائی کے طور پر بناتا تھا۔ لیکن قانون میں کوئی استثنی ایسی جو اُسکے درج نہیں۔ ملزم نے شراب مذکور کی تیاری کو تسلیم کیا ہے اُسکا پیشہ کوبیراج ہے۔"

درصورتیکہ واقعات مقدمہ بذا یہ ہیں سوال یہ ہے کہ آیا کوئی جرم زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ آبکاری ملزم کے برخلاف قائم ہوتا ہے۔

ایکٹ آبکاری کی دفعہ ۵۳ میں حکم ہے کہ "جو کوئی شخص کوئی شئی قابل اخذ محصول بلا لائسنس کے بنائے یا فروخت کرے وہ جرمانہ کا مستوجب ہوگا جو مبلغ صما سے زیادہ نہ ہو ہر ایک ایسی شئی کیواسطے جو بنائی یا فروخت کیگئی ہو"۔ "شئی قابل اخذ محصول" کی تعریف دفعہ ۴ ایکٹ مذکور میں کیگئی ہے "اسمیں مقطر اور از قسم جوش کہائی ہوئی شراب اور ادویات منشی شامل ہیں جیسے کہ اُن کی تعریف ایکٹ بذا میں کیگئی ہے"۔ اور بروے اُسی دفعہ کے "شراب مقطر" "شراب جوش کہائی ہوئی" و "ادویات منشی" کی تعریف اسطرحپر کیگئی ہے:-

"شراب مقطر میں ہر عرق مقطر شامل ہے جو ہندوستان میں بہیجا گیا ہو یا ہندوستان میں کسی ترکیب کشید سے بنائی گئی ہو"

"شراب جوش کہائی ہوئی میں جملہ اقسام کی شراب جو اور تاڑی تازہ یا جوش کہائی ہوئی یا کوئی آب آمیز یا تیز یا کوئی اور منشی عرق شامل ہیں جنکو لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً شامل تعریف بذا قرار دے"

سنہ ۱۸۹۶ء
گنیش چندر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

"دیسی منشی ادویات ہیں گانجا بھنگ چرس اور ہر شئے جو اشیاء مذکورہ کے ذریعہ اور اون کی آمیزش سے تیار ہوئی ہو یا کوئی اور منشی دوا شامل ہے جو لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً شامل تعریف قرار دے"

یہاں صرف شئے قابل اخذ محصول جسمیں شراب زیر بحث شامل ہوسکتی ہے "شراب مقطر" ہے۔

اگر وہ تعریف مذکورہ کی ذیل میں آتا ہے تو تجویز ثبوت جرم درست ہے اگر نہیں تو وہ غلط قرار دیجانی چاہیئے۔ مگر لفظ "شراب مقطر" کی تعریف ایکٹ مذکور میں نہیں کیگئی جو کچھ کہ لفظ مذکور کی تعریف بیان کیگئی ہے درحقیقت کوئی تعریف نہیں ہے۔ اسمیں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ "شراب مقطر میں کوئی ایسی شراب شامل ہے جو ہندوستان میں بھیجی جائے یا کسی ترکیب کشید کے ذریعہ ہندوستان میں بنائی جائے" چنانچہ اسمیں یہ قیاس کیا گیا ہے کہ لفظ مذکور کے ایک مسلمہ معنی ہیں گو یہ بیان نہیں کیا گیا کہ معنی مذکور کیا ہیں۔ خواہ لفظ مذکور کے درست معنے کچھ ہی ہوں تاہم ہماری رائے میں منشاء یہ نہیں ہے کہ اسمیں ایک دوائی ہی محض اس وجہ سے شامل ہے کہ وہ ایک شئے رقیق ہے اور اسکی ترکیب میں الکوہل شامل ہے ہم دیکھتے ہیں کہ عرق مذکور صورت حال میں گڑ یا شیرہ سے دیگر اشیاء کے ساتھ ملا کر بنایا جاتا تہا جنکی نوعیت کی نسبت ہمکو سوائے اسکے کچھ معلوم نہیں کہ وہ اغراض طبی کیواسطے استعمال کیا جاتا تہا صورت دگرگون ہوتی اگر ملزم الکوہل یا شراب اسپرٹ سے بناتا ہوا پکڑا جاتا کہ وہ ایک دوائی کے بنانے میں استعمال کیا جائیگا۔ لیکن وہ صورت مقدمہ حال میں موجود نہیں ہے جو کچھ کہ شخص مذکور نے جوش دیکر اور قطرہ قطرہ کہینچکر تیار کیا ہے۔ الکوہل یا شراب نہیں ہے بلکہ ایک ایسی شئے ہے جو ویسی ہی بطور دوا کے استعمال کیجاتی ہے۔ ہماری رائے میں فعل مذکور دفعہ ۵۳ کی ذیل میں نہیں آتا۔

اس رائے کی تائید جو ہمنے اختیار کی ہے اس خیال سے ہوتی ہے کہ اگر اس شئے کا بنانا جرم ہوتا تو اسکا فروخت کرنا بھی زیر دفعہ ۵۳ جرم ہے لیکن ہم واقعات قرار داد سے یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ اسکے بلا لائسنس فروخت کرنے کے لئے تجویز ثبوت جرم قایم رہسکتی ہے۔

اسلئے تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صورت حال میں منسوخ کئے جانے چاہئیں اور جرمانہ اگر وصول کیا گیا ہو تو واپس دیا جانا چاہئے۔

تجویز ثبوت جرم منسوخ کیگئی

۱۸۹۶ء
۲۸ جولائی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

سومن گوپے (مدعا علیہ) بنام رگھوبیر اوجھا وغیرہ (مدعیان)*

ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۱ء) ضمیمہ ۲ مد ۳۲ - ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) دفعات ۲۵ ضمن (الف) و ۱۵۵ - نالش واسطے بیدخلی اور اوٹھا لیجانے درختان کے - ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۱ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۲۰ -

مد ۳۲ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۱ء) اُس نالش سے متعلق ہوتی ہے جو زیر ضمن (الف) دفعہ ۲۵ و ۱۵۵ ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) واسطے بیدخلی مزارعہ اور اوٹھا لیجانے اُن درختان کے کیگئی ہو جو اُس نے اُس اراضی پر لگائی ہوں جو اغراض کاشت کے واسطے پٹہ پر دیگئی تہی - مد ۱۲۰ ایسی نالش سے متعلق نہیں ہوتی -

کدارناتھ ناگ بنام کہیتر پال سری تیرتہو (۱) و گنیش داس بنام گوندو رگری (۲) سے تمیز کیگئی -

نالش ہذا ۱۰ جولائی ۱۸۹۳ء کو دائر کیگئی تھی - عرضیدعوی میں بیان کیا گیا تہا کہ ۵ اگہٹہ اراضی بہیٹ کا پٹہ مدعا علیہ کو اغراض زراعت کے واسطے دیا گیا تہا لیکن مدعا علیہ نے ماہ کاتک سمت ۱۲۹۷ (اکتوبر و نومبر ۱۸۹۰ء) میں بانس اور آم کے درختان اگہٹہ اراضی مذکور پر بلا اجازت مدعیان کے لگا دئے ہیں اور کہ اراضی مذکور اسوجہ سے اُس غرض کے ناقابل ہو گئی تہی جسکے واسطے وہ پٹہ پر دیگئی تہی اور مدعیان نے ایک نوٹس بیدخلی کی تعمیل مدعا علیہ پر حسب منشاء دفعہ ۱۵۵ ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) کرائی تہی - مدعا علیہ بانس اور آم کے درختان کے کاٹ کر لیجانے سے قاصر رہا ہے جیسا کہ نوٹس میں بیان کیا گیا تہا - مدعی نے نالش حال میں ایک حکم کی استدعا کی ہے جسکے روسے مدعا علیہ بیدخل کیا جائے اور درختان کٹوائے جائیں -

مدعا علیہ نے میعاد کا عذر کیا اور منصف نے قرار دیا کہ نالش روے مد ۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۱ء) کے زائد المیعاد ہے - بطبق اپیل کی سبارڈینیٹ جج نے قرار دیا کہ نالش مد ۱۲۰ ضمیمہ مذکور کی تابع ہے اور وہ زائد المیعاد نہیں ہے -
مدعا علیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا -

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۰۸۶ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو جگد درلبھہ مونذر سبارڈینیٹ جج ترہٹ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری مصدرہ بابو باری لال ملک منصف سیتامرہی مورخہ ۲ مارچ ۱۸۹۴ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۴ - (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۴۷ -

سنہ ۱۸۹۶ء
سوہن گوپ
بنام
رگھو بیرا اوجہا

بابو لکشمی نرائن سنگھ بجانب اپیلانٹ نے عذر کیا کہ دفعہ ۲۵ ایکٹ مزارعان میں صرف ان افعال کا حوالہ دیا گیا ہے جو حقیقت کیو اسطے مضر ہوں نہ کہ جنسے اسکی ترقی ہو جیسی کہ صورت حال ہے اور اصل کوئی وجہ بیدخلی کی موجود نہیں لیکن خواہ وہ وجہ جسکا ذکر ضمن (الف) دفعہ مذکور میں کیا گیا ہے ظاہر بھی کیجاوے تاہم صورت حال مد ۲۴ کی ذیل میں آتی ہے نہ کہ مد ۲۰ ضمیمہ ایکٹ میعاد کی ذیل میں۔ سبارڈینیٹ جج نے مقدمہ گنیش داس بنام گوندور کرمی (۱) کا حوالہ دیا ہے جسمیں ایک فیصلہ مسمی کدار ناتھ ناگ بنام کہیترپال سری تیرتو (۲) کی پیروی کیگئی تھی فیصلجات مقدمات مذکور میں کوئی وجوہات بیان نہیں کیگئیں اور ہائیکورٹ الہ آباد نے مقدمہ گنگا دہر بنام ظہور یار (۳) میں پہلے مقدمہ مذکور سے اختلاف کیا ہے۔ نیز مقدمات مذکور ایکٹ مزارعان بنگال کے روسے فیصل نہ کئے گئے تھے۔ اور اپنے منشا میں بھی یہ مقدمات مختلف تھے تمیز مابین دو مدات (۱۲۰ و ۳۲) کے مقدمہ مشرف علی بنام افتخار حسین (۴) میں ظاہر کیگئی ہے۔

بابو سرادا چرن مترا بجانب رسپانڈنٹان :- نالش ہذا زیر دفعہ ۲۵ ایکٹ مزارعان دائر کیگئی ہے اور سوال ایک سوال متعلق منتقل کرنے حیثیت یا بہاؤ کے نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہی کہ آیا اغراض مزارعت کی ناقابلیت موجود ہے۔ ایسے مقدمہ کا ذکر مد ۲۴ میں نہیں کیا گیا۔ مد مذکور نالشات معاوضہ سے متعلق ہے نہ کہ نالشات بیدخلی سے جو ایک خاص چارہ جوئی مقرر کردہ بروئے ایکٹ مزارعان ہے۔ مقدمات محولہ میں سے ایک تو مقدمہ معاوضہ زیر ایک خاص معاہدہ کے تھا۔ اگر دفعات ۲۳ و ۲۵ و ۱۱۵ ایکٹ مزارعان کو ملا کر پڑھا جائے تو ایک بالکل مختلف چارہ جوئی متعلقہ زیر ایکٹ مزارعان کی نسبت مقرر کردہ معلوم ہوتی ہے۔ مگر جملہ مقدمات محولہ اس عذر کی تائید میں ہیں کہ مقدمہ حال سے مد ۲۴ متعلق ہوتی ہے۔

بابو لکشمی نرائن سنگھ جواباً۔

تجویز ہائیکورٹ (ٹریولین صاحب بیورلی صاحب جان صاحب) حسب ذیل تھی :-

نالش ہذا واسطے بیدخلی ایک مزارعہ کے اسوجہ پر دائر کی گئی تھی کہ اسنے اراضی کا استعمال اسطرح پر کیا جس سے وہ زراعت کے ناقابل ہو گئی ہے۔ اراضی مذکور مسلمہ طور پر اغراض کاشت کے واسطے پٹہ پر دیگئی تھی لیکن فریق نے اسسے ایک باغ بنا لیا تھا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۴۷۔
(۲) " " " " ۶ " ۳۴۔
(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۴۶۔
(۴) " " " " ۱۰ " ۶۳۴۔

سنہ ۹۶ء
سومن گوپے
بنام
رگھوبیر اوجہا

عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ اراضی اغراض زراعت کے ناقابل بنائی گئی ہے اور اگر ہم ایسا کرنیکی طرف راغب بھی ہوں تاہم ہم قرارداد مذکور میں بر طبق اپیل دوم دست اندازی نہیں کر سکتے ۔

سوال قانونی اپیل ہذا میں صرف یہ ہے کہ آیا نالش زائد المیعاد تھی منصف نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ بروئے مد ۳۲ ضمیمہ ۲ ۔ ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ زائد المیعاد نہیں اور مد ۱۲۰ متعلق ہوتی ہے ۔

ہمارے روبرو یہ حجت کیگئی ہے کہ مد ۳۲ متعلق ہوتی ہے اور ہماری رائے میں وہ متعلق ہوتی ہے بسوا اس امر کے اور کسی امر میں شک نہیں ہو سکتا کہ مقدمہ ہذا مد مذکور کی ذیل میں آتا ہے اور اسمیں کوئی ایسا امر نہیں جسکی وجہ سے وہ ایک نالش معاوضہ تک محدود کیجائے ۔ مد مذکور رعیت چارہ جوئی سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی ۔ اور وہ بظاہر ان جملہ جماعت ہائے نالشات سے متعلق ہوتی ہے جو ایسے بنائے دعوے پر دائر کیگئی ہوں جسکا کہ حوالہ مد مذکور میں دیا گیا ہے ہماری رائے میں یہ نالش صریح طور پر اس قسم کی ہے جسکے متعلق مد مذکور میں حکم ہے ۔ اسمیں یہ استدعا کیگئی ہے کہ اراضی پر سے درختان کاٹ لئے جائیں اور مزارعہ کو بیدخل کیا جائے ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ واضعان قانون نے ایکٹ مزارعان بنگال کے نافذ کرنمیں ایکسال کی میعاد اس نالش بیدخلی کے واسطے مقرر کی ہے جو ایک رعیت کے برخلاف بباعث ایک فسخ شرط کی دائر کیگئی ہو جسکی نسبت ایک صریح معاہدہ بدینمضمون موجود ہو کہ ایک ایسی فسخ شرط کی سزا بیدخلی ہوگی ۔ یعنی ایک نالش زیر ضمن (ب) دفعہ ۲۵ ۔ ایکٹ مذکور کے واسطے ۔ انہوں نے کوئی میعاد ایکٹ مذکور میں واسطے نالش زیر ضمن (الف) دفعہ مذکور کے مقرر نہیں کی ۔ ممکن ہے کہ انکا یہ خیال ہوگا کہ عام قانون جسمیں دو سال کی میعاد کا حکم ہے کافی طور پر اس مقدمہ سے متعلق ہے ۔ اگر صورت اسکے خلاف ہوتی تو ایک نہایت تفاوت مابین عرصہ ہائے میعاد مقرر کردہ کے اسصورت میں جہاں کہ ایک تحریری معاہدہ موجود ہو ۔ اور اسصورت میں جہانکہ ایسی ہی نالش میں تحریری معاہدہ موجود نہو ۔ موجود ہوتی ۔ مزید برآن قطع نظر از الفاظ دفعہ مذکور کے یہ ظاہر ہے کہ ایسے مقدمہ میں امید ہو سکتی ہے کہ واضعان قانون نے علے التناسب کمتر عرصہ میعاد مقرر کیا ہے کیونکہ مزارع کے حق میں نہایت سختی ہوگی اگر اسکا مالک اراضی پاس کہڑا رہے اور اسوقت تک کوئی کارروائی نکرے جبتک کہ دراز عرصہ میعاد مذکور ختم ہونے پر آجائے ۔

ہمارے روبرو کسیقدر نوردد فیصلجات ڈویژن بنچ عدالت ہذا پر دیا گیا ہے فیصلہ اول فیصلہ مقدمہ

سنہ ۱۸۹۶ء
سومن گوپے
بنام
رگھوبیر اوجھا

کوار ناتھ ناگ بنام کہیتر پال سری تیرتھو (۱) اور دوسرا فیصلہ مقدمہ گنیش داس بنام گوندور گورمی (۲) ہی انہیں سے کسی مقدمہ میں کوئی وجہ اس نتیجہ کی نہیں دیگئی جو عدالت نے اخذ کیا ہے کہ مد ۳۲ متعلق نہیں ہوتی نیز مقدمات مذکورہ مقدمات زیر ایکٹ مزارعان بنگال یا اُس جماعت کے مقدمات نہیں ہیں جس سے مقدمۂ حال کا علاقہ ہے۔ اگر ہم یہ قرار دیں کہ وہ مقدمہ بحال کے مشابہ تھے تو ہم پر لازم ہوگا کہ مقدمہ کا استصواب اجلاس کامل سے کریں لیکن ہم ایسا کرنا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ نالش ہذا زیر دفعہ ۲۵ ضمن (الف) و دفعہ ۱۵۵۔ ایکٹ مزارعان بنگال دائر کیگئی تھی اور سوال یہ ہے کہ آیا اُس قسم کی نالش مد ۳۲۸۔ ایکٹ میعاد کی ذیل میں آتی ہے جہانتک ہمیں معلوم ہے اس سوال کا فیصلہ ابتک کبھی نہیں کیا گیا۔ ہماری رائے میں وہ مد ۳۲ کی ذیل میں آتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ ہم سبارڈینیٹ جج کے فیصلہ کو منسوخ کر کے منصف کے فیصلہ کو بحال کرتے ہیں اپیلانٹان اپنے خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت کے مستحق ہیں۔

اپیل منظور کیا گیا۔

سنہ ۱۸۹۶ء
۱۸- اگست

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیوریلی صاحب جسٹس

دیوان رائے (مدعی) بنام سندر تواری وغیرہ (مدعا علیہم)*

اپیل دوم۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۶۔ نالش واسطے زرمودی اور ہرجانہ عائد شدہ بوجہ قرقی زراعت کے۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصل (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۳۵ ضمن (دی)۔

وہ نالش جو واسطے دلاپانے زرمودی بغرض انفکاک اُس زراعت کے جو مدعا علیہم نے لگان واجب الادا نہ ہونے کی بابت اُن اشخاص میں قرق کرائی تھی جو سوائے مدعیان کے اور تھے اور نیز واسطے دلاپانے ہرجانہ عائد شدہ بروئے قرقی مذکور کے دائر کیگئی ہو جہانتک کہ دعوے کا تعلق ہرجانہ سے ہے ایک ایسی نالش ہے جو ضمن (دی) مد ۳۵۔ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ مفصل (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کی ذیل میں آتی ہے اور مستثنیٰ ہے کلیتاً ایک نالش از قسم مطالبہ خفیفہ نہیں ہے۔ دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (سنہ ۱۸۸۲ء) کے رو سے ایسی نالش میں اپیل دوم ممنوع السماعت نہیں ہے۔

واقعات مقدمۂ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہیں حسب ذیل ہیں:-

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۶۲۳ سنہ ۱۸۹۵ء بناراضی ڈگری صادرہ جی جی ڈے صاحب سب آرڈینیٹ جج شاہ آباد مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء مشعر تنسیخ ڈگری صادرہ بابو تارا پرو چٹرجی منصف آرہ مورخہ ۱۴ جون سنہ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۴۱۔

سنہ ۱۸۹۶ء
دیوان رائے
بنام
سندر تواری

ایک شخص مسمی سندر تواری نے ایک درخواست زیر دفعہ ۱۲۲ ایکٹ مزارعان بنگال واسطے قرق کرانے ایک خاص زراعت کے بدیں بیان گذرانی کہ وہ اُسکے مزارعان کا مالک اور سنواب رائے نے بوئی ہے۔ دیوان رائے وغیرہ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۱۳۷ ایکٹ مزارعان بنگال واسطے واگذار کرانے زراعت متروقہ کے اسوجہ پر گذرانی کہ وہ نہ کہ مبینہ مزارعان جائداد متروقہ کے مالکان ہیں۔ اُنہوں نے وہ رقم بقایا داخل کردی جو واجب الادا کہی اور قرقی اُٹھ گئی تھی۔ زاں بعد اُنہوں نے نالش حال واسطے دلاپانے اُس رقم کے جو اسطرح ادا کیگئی تھی اور نیز واسطے معاوضہ کے دائر کی۔ عدالت اول نے نالش کی ڈگری دی اور حکم دیا کہ زر مع سود واپس دیا جائے لیکن اُسنے سوائے سود کے اور کوئی ہرجانہ نہیں دلایا۔ مدعا علیہم نے ڈسٹرکٹ جج کے پاس اپیل کیا جس نے نالش کو خارج کردیا۔ مدعیان نے یہ اپیل خاص ہائیکورٹ میں رجوع کیا۔ مقدار رقم متدعویہ نالش ہذا پانچسو روپیہ سے کم تھی۔

بابو موہن رای و ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب اپلانٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گھوس و بابو ستیش چندر گھوس منجانب رسپانڈنٹان۔

ڈاکٹر راش بہاری گھوس منجانب رسپانڈنٹان نے یہ ابتدائی عذر کیا کہ زیر دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کوئی اپیل دوم ہائیکورٹ میں نہیں ہوسکتا۔ [ٹرولین صاحب جسٹس:۔ نالش ہذا بروئے مد ۳۵ ضمن (دی) ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کے عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل نہیں ہے] الفاظ "خلاف قانون یا نامناسب نادر قرقی از اندازہ" مندرجہ ضمن مذکور میں مقدمہ حال شامل نہیں ہوتا۔ "خلاف قانون قرقی" انہیں معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جن معنوں میں کہ قانون انگلستان میں ہے ملاحظہ ہو کتاب وڈ فال صاحب دربارہ مالک و مزارعہ باب ۱۲ دفعہ ۲ ضمن (ج) طبع سیزدہم صفحات ۵۲۲-۵۲۴۔ نالش حال نتیجۃً طور پر ایک نالش واسطے دلاپانے اُس زر نقد کے ہے جو ناجائز طور پر وصول کیا گیا ہے اور وہ عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل ہے۔

بابو موہنی موہن رائے منجانب اپلانٹ:۔ نالش حال ایک ایسی نالش نہیں ہے جو کلیتاً واسطے دلاپانے اُس زر نقد کے ہو جو ناجائز طور پر حاصل کیا گیا ہو بلکہ معاوضہ کے واسطے ہے یہ درحقیقت ایک نالش زیر دفعہ ۱۴۰ ایکٹ مزارعان بنگال ہے۔ دفعات ۱۲۱ و ۱۲۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر قرقی اُس شخص کی اسباب کے برخلاف کیجائے جو مزارعہ نہو تو ایسی قرقی خلاف قانون ہے اور اُسکے عدم جواز کی نسبت زیر دفعہ ۱۳۶ ضمن ۲ سوال اُٹھایا جاسکتا ہے۔ لفظ "خلاف قانون" مندرجہ مد ۳۵ ضمن (دی) ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ میں صریح طور پر

سنہ ۱۸۹۶ء
دیوان رائے
بنام
سندر نواری

دفعہ ۱۳۶ ضمن ۴ ایکٹ مزارعان بنگال کا حوالہ دیا گیا ہے اسلئے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہیں ہوتی

ڈاکٹر راش بہاری گھوس نے اسکا جواب دیا۔

زاں بعد مقدمہ کے واقعات پر بحث کیگئی تھی۔ ۱۵ دیگر اپیلہائے نمبر ۱۷ الغایتہ نمبر ۱۸۵ سنہ ۱۸۹۵ء بہی موجود تھے جنکی سماعت اپیل ہذا کے ساتھ مشترک طور پر کیگئی تہی اور ایک ہی فیصلہ کل مقدمات پر حاوی تہا۔

تجویز ہائیکورٹ (ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل تھی :۔

یہ اپیلہائے اُن ڈگریات کی نارضی سے دائر کئے گئے تہے جو ایک سلسلہ نالشات متدائرہ مختلف مدعیان بخلاف ایک ہی مدعا علیہم میں صادر کیگئی تہیں۔ کل نالشات کی سماعت عدالت اول میں یکجا کیگئی تہی اور نیز اپیلہائے کی تجویز عدالت اپیل اول میں مشترک طور پر کیگئی تہی۔

مدعیان نے اُس رقم کے دلاپانیکا دعوے کیا تہا جو اُنہوں نے بغرض واپسی اُس زرعت کے ادا کی تہی جو مدعا علیہم نے اُن لگانہائے کیواسطے قرق کرائی تہی جو سوائے مدعیان کے اور اشخاص کیطرف سے واجب الادا تہے نیز مدعیان نے باعث قرقی مذکور کے ہرجانہ کا دعوے کیا تہا۔

ہمارے روبرو یہ عذر کیا گیا ہے کہ کوئی اپیل دوم نہیں ہو سکتا کیونکہ نالشات کی نوعیت قابل سماعت عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ کے ہی اور نالشات کے امر مدعا بہا کی مالیت کسی مقدمہ میں صمارے سے زیادہ نہیں ہے ہماری یہ رائے ہے کہ اسمیں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ جہانتک نالشات اُن رقوم کے دلاپانیکے واسطے تہیں جو مدعیان نے بروئے ڈگریات کے ادا کی تہیں اُسحد تک نالشات قابل سماعت عدالتہائے مطالبہ خفیفہ تہیں۔

مدہ ۳۵ (ڈی) ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کا منشا ہماری رائے میں صرف نالشات ہرجانہ سے متعلق ہونیکا ہے جسکا کہ دعوے واسطے قرقی ناجائز یا مناسب یا زائد از اندازہ کے کیا گیا ہو اور وہ نالشات حال سے متعلق نہیں ہے جہانتک کہ اُنکے روسے رقم ادا کردہ کی واپسی کا دعوے کیا گیا ہے۔

ایک نالش واسطے دلاپانے اُس رقم کے جو واسطے واگذار کرنے ایک قرقی کے دائر کیگئی ہو اُس نالش سے مختلف نہیں ہے جو واسطے دیگر رقم ادا کردہ کیگئی ہو جو واسطے حاصل کیجا سکتی ہو کہ وہ بذریعہ قرقی شخص یا اسباب کے یا بذریعہ استعمال بیجا حکنامہ قانون کے ادا کیگئی ہے اُسکی نوعیت وہی ہے جو کسی اور نالش کی ہو جہانکہ مدعا علیہ نے وہ روپیہ حاصل کیا ہو جو انصافاً مدعی کی ملکیت ہو اور کہ کوئی امر ایسا موجود نہیں ہے جس سے عدالت مطالبہ خفیفہ کا اختیار سماعت اُسکی نسبت زائل کیا گیا ہو۔ مگر دعوی ہرجانہ مختلف بنا پر مبنی ہے ذی علم وکیل رسپانڈنٹان نے یہ عذر کیا ہے کہ مدہ ۳۵ (ڈی) کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ

۱۸۹۶ء
دیوان رای
بنام
سندر تواری

کوئی رشتہ مالک و مزارعہ مابین مدعی اور مدعا علیہم کے موجود نہ تھا۔ اور نالش درحقیقت ایک نالش ہرجانہ جو جائداد میں مداخلت بیجا کرنے سے عاید ہوا ہے۔ ہم اس عذر سے اتفاق نہیں کرسکتے۔ ہماری رائے میں مذکور عموماً اُن افعال سے متعلق ہوتی ہے جو قرقی کیفیت میں کئے گئے ہوں۔ رشتہ مابین فریقین خواہ وہ زیر بحث تھا یا نہیں عدالت کے اختیار سماعت کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ اسلئے نالش جیسی کہ وہ مرتب کیگئی تھی کلیتاً عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل نہ تھی۔ عدالت اول میں دعوی ہرجانہ نامنظور کیا گیا تھا۔ دعوی مذکور ایک اصلی دعوی تھا اور وہ عدالت کو اختیار سماعت عطا کرنیکی غرض سے ایزاد نہ کیا گیا تھا۔ ہماری رائے میں اسپیشل اپیل ہوسکتا ہے مگر ہماری یہ رائے ہے کہ قرارداد ہائے امر واقعہ منجانب عدالت اپیل ماتحت مدعیان کی کامیابی اپیلہائے کی مانع ہیں قبل اسکے کہ مدعیان کامیاب ہو سکیں انکو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ زرعت جو قرق کیگئی تھی یا بہر حال اُسکا کوئی جزو اُن کی ملکیت ہے۔ ہم عدالت اپیل ماتحت کی قرارداد کو اسطرح پر پڑھتے ہیں کہ مدعیان نے اپنا دعویٰ ثابت نہیں کیا صاحب جج نے بیان کیا ہے کہ "مدعیان کی شہادت میں کوئی امر نسبت اُس استحقاق کے موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ زرعت متنازعہ مدعا علیہم نے کاشت کی ہوگی"۔ اُسنے ظاہر کیا ہے کہ گواہان کسی سوال دربارہ تفصیل کا جواب نہیں دے سکے اور مدعیان بلاواسطہ شہادت خود اپنے کھیتوں کے بارے میں جدا گانہ پیش نہیں کرسکتے تھے اگر وہ درحقیقت خود انہوں نے کاشت کئے تھے لیکن انہوں نے اسطریق کا اختیار کرنا پسند نہیں کیا۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ مدعیان نے اپنے مقدمات کو یہ عام بیانات قبضہ دربارہ کل اراضی متنازعہ پر مبنی رکھنا پسند کیا ہے اور چونکہ بیانات مذکور غالباً ایک جزو کی نسبت غلط ہیں اور وہ بلا شبہ اور اسی زمین زیر بحث کے ایک بہت بڑے جزو کی نسبت درست نہیں ہیں اسلئے میں سوائے اُن کے دعوی بعد و خرچہ خارج کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں دیکھتا"۔

ممکن ہے کہ مشترکہ طور پر نالشات کا سماعت کیا جانا اس امر کا باعث ہو کہ مدعیان نے اپنی شہادت اسطرح دی ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ شہادت کو ویسا ہی سمجھیں جیسی کہ وہ دیگئی ہے۔ قرارداد عدالت اپیل ماتحت ہمیں اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ ان اپیلہائے کو معہ خرچہ خارج کریں۔

اپیلہائے خارج کئے گئے۔

۱۸۹۶ء
۳۰۔ اکتوبر

استصواب فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

بمعاملہ اندراچندر سنگھ (ملزم) بنام باسو دہ (مستغیث)*

مجسٹریٹ کا اختیار سماعت۔ مجسٹریٹ کی ناقابلیت واسطے تجویز بابت مقدمہ کے مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۵۵۵ و ۵۵۶ مقدمہ قابل اپیل۔

جہانکہ ایک مجسٹریٹ کے روبرو ایک استغاثہ کیا گیا تھا اور تحقیقات زیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے معلوم کرنے درستی یا نادرستی استغاثہ کے عمل جاری کرنے سے پہلے کی اور بعد تحقیقات مذکور کے ملزم کو طلب کر کے گواہان فریقین کا بیان لیا اور بعد ملتوی کرنے کے ایک دن کے بیان لیا جو بعد میں طلب کیا تہا اور اسنے ملزم کو زیر دفعہ ۳۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند مجرم قرار دیا۔

تجویز ہوئی کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسکے باعث وہ مجسٹریٹ جو ابتدائی تحقیقات زیر دفعہ ۲۰۲ کرتا ہو مقدمہ کی تجویز کرنے سے باز رکھا گیا ہو اور دفعات ۵۵۵ و ۵۵۶ کا اس سے تعلق نہیں ہے کیونکہ مجسٹریٹ مذکور نے ملزم کے خلاف کارروائی کرنے کی بابت اپنے دائرہ عمل میں ایسی کوئی بات نہیں کی اور نہ اسنے کوئی اہم حصہ گرفتاری یا شہادت کے فراہم کرنے میں بخلاف شخص مذکور کے لیا ہے۔

نیز تجویز ہوئی کہ مجسٹریٹ نے بالکل اپنے حقوق زیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اندر عمل کیا تہا جبکہ اسنے بعد شہادت فریقین کے لیجانے اور مقدمہ کے بغرض تجویز ملتوی کئے جانے کے مزید شہادت لی تہی کیونکہ مقدمہ اسوقت تک ایک دائر مقدمہ تہا جبکہ شہادت لیگئی تہی۔

استصواب ہذا ہائیکورٹ میں زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا گیا ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا ذیل کی چٹھی استصوابی سے ظاہر ہوتے ہیں:۔

یہ سائل جو ایک پولیس کانسٹبل ہے مسٹر سی این گپتا قائممقام جائنٹ مجسٹریٹ کردہ یہ تجویز جرم کی ہے کہ اسنے ناجائز طور پر دو لڑکوں کو پولیس اسٹیشن میں زیر دفعہ ۳۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند بند رکہا ہے وہ حیثیت جو بیان کی گئی ہے یہ تہی کہ ان لڑکوں کے ساتھ عمل خلاف وضع فطری کیا جائے لیکن یہ بات غیر معتمد سمجھی گئی تہی اور وہ حیثیت جو مجسٹریٹ نے قرار دی ہے ظلم کی معلوم ہوتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تجویز مذکور باعث چند غلطیوں کے ناجائز ہوگئی ہے۔ اولاً مجسٹریٹ نے ایک ابتدائی تحقیقات واسطے معلوم کرنے سچائی استغاثہ کے کی اور گواہان کا بیان لیا اور بعد میں مقدمہ کی تجویز کی بجائے اسکے کہ اسکو تجویز کیواسطے کسی دوسرے مجسٹریٹ کے سپرد کرتا چند فیصلجات کا حوالہ دیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اصول فیصلجات مذکور مگر شیو چندر

* استصواب فوجداری نمبر ۲۵۸ سنہ ۱۸۹۶ء منجانب مسٹر ایف اے پارگیٹر صاحب سشن جج کٹک مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء

ستمبر ۱۸۹۶ء
اندرا چندر سنگھ
بنام
باسودہ

گہوش بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) و سدھا ادہیا بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۲) مقدمہ حال سے متعلق ہے۔

دیتا تہا مجسٹریٹ مذکور نے بعد بیان لینے گواہان ملزم کے ۲۱۔ اگست کو مقدمہ بغرض تجویز کے دوسرے دن پر ملتوی کیا لیکن اُسدن اُسنے ایک گواہ بہامنی بہاری کی شہادت لی جو بردہ بچگان مذکور کا باپ تہا اور بعد ازاں اُسنے فیصلہ صادر کیا۔ شخص مذکور کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک گواہ طلب کردہ منجانب عدالت ہے لیکن اُسی ایک گواہ منجانب استغاثہ ہونا چاہئے تہا کیونکہ اُسنے وقوعہ مذکور کے دیکھنے کا اقرار کیا ہے اور اُسکی شہادت اسیقدر اہم ہے جسقدر کہ کسی اور شخص کی ہو۔ مجھ اسقدر بہی ظاہر کردینا چاہئے کہ مستغیث باسودہ طلب کیا گیا تہا اور پہر اُسکا بیان لیا گیا تہا لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس دن ایسا کیا گیا ہوتا کیونکہ کوئی تاریخ نہیں دیگئی۔

مجسٹریٹ نے ایک شرح ارسال کی ہے بعد کرنے ابتدائی تحقیقات کے اور ایک نتیجہ بخلاف ملزم اخذ کرنیکے اُسنے تجویز مذکور کو خود اپنے ذمہ لیا ہے اور بعد لینے جملہ شہادت فریقین کے اور مقدمہ کو بغرض تجویز ملتوی کرنیکے دگویا کہ شہادت ختم ہو گئی تہی) اُسنے یکایک شہادت میں یہ ایزادی کی کہ ایک گواہ کو طلب کیا جو دراصل ایک نہایت اہم شہادت منجانب استغاثہ ہے اور بعد ازاں فیصلہ صادر کیا۔ ان وقعات پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ملزم کی تجویز بلا طرفداری کیگئی ہے اور صرف اسیوجہ پر میری رائے میں تجویز منسوخ کیجانی چاہئے۔

کوئی شخص فریقین استصواب کیطرف سے حاضر نہوا۔

تجویز ہائیکورٹ دگہوس صاحب و گارڈن صاحب جسٹسان) حسب ذیل تہی:۔

ہم سشن جج کے ساتھ اُن آرائے میں اتفاق نہیں کرسکتے جو اُسنے ظاہر کی ہیں۔ وہ جرم جسکا الزام ملزم پر لگایا گیا تہا ایک ایسا جرم تہا جو دفعہ ۱۴۳ یا ۳۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند کی ذیل میں آتا تہا۔ یہ ایک مقدمہ سمن تہا اور اُس جائنٹ مجسٹریٹ نے جسکے روبرو استغاثہ دائر کیا گیا تہا ایک تحقیقات زیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے معلوم کرنے درستی یا نادرستی استغاثہ کے قبل اجراء حکمنامہ بخلاف ملزم کی تہی۔ بعد ایسی تحقیقات کے کرنیکے اُسنے ملزم کو طلب کیا تہا اور بعد ازاں گواہان فریقین کا بیان لیکر اور نیز اُس گواہ کا جو خود اُسنے طلب کیا تہا اُسنے ملزم کو جرم زیر دفعہ ۳۴۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیا۔ ہماری رائے میں کوئی ایسا امر مجموعہ ضابطہ فوجداری میں موجود نہیں ہے جسکی رو سے وہ مجسٹریٹ جو ابتدائی تحقیقات زیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کرے مقدمہ کے خود فیصل کرنیسے نااہل ہو اور ہماری رائے میں احکام دفعہ ۵۵۵ کو کوئی علاقہ واقعات مقدمہ ہذا سے نہیں رکہتے وہ نظائر جنکا حوالہ سشن جج نے دیا ہے یعنے گریش چندر گہوس بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) و

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۵۷۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۸۔

سنہ ۹۶ ۱۸ء
گوپی ناتھ
بنام
اوما کنت واہن

اُس مقدمہ میں جہاں کہ چند مشترک مالکان اراضی موجود ہوں عدالت کیواسطے ضروری ہے کہ قبل مؤثر کرنے قیاس زیر دفعہ ۶ ضمن (۴) ایکٹ مزارعان بنگال کے مثبت طور پر یہ قرار دے کہ ایجنٹ کو اُن سب مالکان نے زبانی یا تحریری اختیار عطا تہا۔

مدعیان نے مدعا علیہم پر لگانہائے دراجارہ بابت سنوات ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ - کے نالش کی۔ مدعیان نے یہ بیان کیا کہ بعض اراضیات اُنکے ماتحت مدعا علیہ نمبر ۱ اور دو دیگر مدعا علیہم کے باپ کے قبضہ میں جو نابالغان ہیں بطور اجارہ کے ہیں۔ مدعا علیہم نے ادائیگی کا عذر کیا اور ایک رسید مورخہ ۴ افاگن بیش کی جسپر مدعی گوپی ناتھ چکرورتی کے دستخط تھے۔ گوپی ناتھ نے یہ بیان کیا کہ یہ رسید اُن ادائگیہائے کیواسطے عطا کیگئی تہی جو دربارہ جمعہائے سنوات ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ کے کیگئی تہیں جن سنوات کے دوران میں کہ مدعا علیہم یا اُنکے جانشینان استحقاق ماسبق نے بطور وجوہ کنندگان ایجنٹان مدعیان کے عمل کیا تہا۔ عدالت اول نے یہ قرار دیا کہ رسید مذکور ایک رسید اُس لگان کی تہی جو دراجارہ داران نے ادا کیا تہا اور کہ رسید مذکور چونکہ وہ بیضابطہ ہے اور اُسمیں وہ تفصیل درج نہیں جو بروے دفعہ ۵۶ ۔ ایکٹ مزارعان بنگال کے ضروری ہے قیاسا ایک تیت کلیتا دربارہ جملہ مطالبات مدعیان تا لغایت ۴ افاگن سمت ۱۲۹۹ کی ہے "۔

مدعیان نے قائممقام جج میمن سنگھ کے پاس اپیل کیا جنہنے اُسے خارج کردیا اور اُسکے فیصلہ میں فقرہ ذیل درج تہا "میرے روبرو یہ استدعا کیگئی ہے کہ رسید لگان ناجائز ہے کیونکہ اُسپر جملہ مالکان اراضی کے دستخط نہیں ہیں اور اسوجہ سے گوپی ناتھ ایجنٹ تہا جو دیگر مالکان کی طرف سے رسیدوں پر دستخط کرنا۔ ایسے اختیار کا تحریری ہونا ضروری نہیں اور کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اُسے زبانی طور پر اختیار نہ دیا گیا تہا۔ بہرحال اُنکی طریق عمل سے مدعا علیہم کو یہ یقین ہوا ہوگا کہ اُسے ایسا اختیار دیا گیا ہے "۔

بابو گوبند چندر چودہری منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر عبد المجید منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت (بینرجی صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

صرف ایک ہی سوال جو اپیل ہذا میں اٹہایا گیا ہے جو اپیل کہ ایک نالش بقایائے لگان سے پیدا ہوا ہے یہ ہے کہ آیا عدالت اپیل ماتحت قیاس قانونی زیر دفعہ ۶ ضمن ۴ - ایکٹ مزارعان بنگال کے بحق مدعا علیہم رسپانڈنٹان موثر کرنے میں درستی پر تہی ذی علم وکیل اپیلانٹان نے یہ عذر کیا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے قیاس مذکور کے موثر کرنیمیں دو وجوہات پر غلطی کی ہے - اولاً اسوجہ سے کہ رسید مذکور (دستاویز الف) پر جو قیاس مذکور کی بناء بنائی گئی ہے جملہ مالکان اراضی کے دستخط نہ تہے اور نہ اُس فریق کو جسنے اُسپر دستخط

کیئے تھے اُسپر دستخط کرنیکا اختیار تحریری جملہ مالکان اراضی کیطرف سے عطا نکیا گیا تہا۔ اور ثانیاً اسوجہ سے کہ گوزبانی اختیار بھی کافی ہو۔ عدالت اپیل ماتحت نے مثبت طور پر یہ قرار نہیں دیا کہ گوپی ناتھ کو زبانی اختیار رسید مذکور پر جملہ مالکان اراضی کیطرف سے دستخط کرنیکے لئے عطا کیا گیا تہا۔

ہماری یہ رائے ہے کہ وہ وجہ اول جسپر ذی علم وکیل اپیلانٹ نے اپنے عذر کو مبنی رکھا ہی قابل سماعت نہیں ہے۔ مقدمہ ہذا دفعہ ۱۸۰ کی ذیل میں آتا ہے جسمیں یہ ضروری نہیں کہ ایک ایجنٹ کو تحریری اختیار منجانب جملہ مالکان اراضی کے عطا کیا جانا چاہئے۔ دفعہ مذکور کے روسے صرف یہ ضروری ہے کہ ایجنٹ کو اختیار دیا جانا چاہئے اور ہماری رائے میں اختیار مذکور زبانی یا تحریری طور پر دیا جاسکتا ہی۔ یہ سچ ہے کہ ضمن (۳) دفعہ ۱۸۴ میں یہ حکم ہے کہ ہر ایک ایسی دستاویز جسکی نسبت ایکٹ ہذا میں یہ حکم ہے کہ اُسپر مالک اراضی کے دستخط ہونے چاہئیں یا اُسکی جانب سے مصدقہ ہونی چاہئے سوائے ایک دستاویز تقرر ایجنٹ یا عطائے اختیار بحق ایجنٹ کے۔ اُس ایجنٹ مالک اراضی سے دستخط کئے جاسکتے ہیں اور وہ اُسے تصدیق کرسکتا ہے جسکو امر مذکور کے متعلق تحریری اختیار عطا کیا گیا ہو۔ لیکن مقدمہ ہذا ہماری رائے میں نہایت مناسب طور سے دفعہ ۱۸۰ کی ذیل میں آتا ہے کیونکہ یہ ایک مقدمہ چند مشترک مالکان اراضی کا ہے اور رسید پر اُن میں سے ایک نے دستخط کئے ہیں۔

مگر وجہ دوم جسکی استدعا ہمارے روبرو اپیلانٹ کیطرف سے کیگئی ہی ہماری رائے میں کامیاب ہونیکی مستحق ہی۔ رسید مذکور (دستاویز الف) کی نسبت قبل اسکے کہ وہ کسی قیاس زیر ضمن (۳) دفعہ ۶ ۵ کی بنا پر بنائے یہ ثابت کیا جانا چاہئے کہ وہ ایک رسید عطا کردہ جملہ مالکان اراضی یا منجانب جملہ مالکان اراضی ہے۔ بالفاظ دیگر ایک حال جیسی صورت میں جہانکہ چند مشترک مالکان اراضی ہوں یہ ثابت کیا جانا چاہئے کہ اُس شخص کو جسنے رسید پر دستخط کئے تہے جملہ مالکان نے اختیار کیا تہا خواہ زبانی طور پر یا تحریری طور پر۔ اس سوال اختیار کے متعلق فاضل جج نے صرف یہ بیان کیا ہے کہ ویسے ایسے اختیار کا تحریری ہونا ضروری نہیں ہے اور کسی امر سے ظاہر نہیں ہوتا کہ اُسے زبانی اختیار نہ دیا گیا تہا بہرحال اُسکے طریق عمل سے مدعا علیہم کو یہ یقین ہوا ہوگا کہ اُسے ایسا اختیار دیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ گوپی ناتھ کو زبانی اختیار عطا نہ کیا گیا تہا یا یہ کہ مدعا علیہم کے پاس اس امر کے باور کرنے کی وجوہات موجود تہیں کہ اُسے ایسا اختیار عطا کیا گیا تہا۔ عدالت ماتحت کے لیئے ضروری تہا کہ قبل موثر کرنے قیاس زیر دفعہ مذکور کے مثبت طور پر یہ قرار دیتی کہ گوپی ناتھ کو زبانی اختیار دیا گیا تہا۔ اور چونکہ اُسنے کوئی ایسی

سنہ ۱۸۹۶ء
گوپی ناتھ
بنام
اوما کنٹ راے اہمی

قرارداد قلمبند نہیں کی اسلئے ہمیں قرار دینا چاہئے کہ اُسنے قیاس زیر بحث کی موثر کرنیمیں غلطی کی ہے ذی علم وکیل رسپانڈنٹان نے یہ عذر کیا کہ گو قیاس قانونی مذکور کے اُٹھا نیکے واسطے کافی وجہ موجود نہ تھی تاہم صورت حال میں ایک قیاس امر واقعہ عدالت اپیل ماتحت نے اُس قرارداد پر کیا ہے جو اُسنے قلمبند کی تھی یعنی وہ رقم جو مدعا علیہم کیطرف سے واجب الادا تھی ادا کیگئی ہے - ہمیں شک نہیں کہ اگر کوئی ایسی قرارداد موجود ہوتی یا اگر عدالت اپیل ماتحت نے یہ بیان کیا ہوتا کہ جملہ شہادت پیش کردہ مقدمہ ہذا سے اُسنے ایک نتیجہ بطور نتیجہ امر واقعہ کے اخذ کیا ہے کہ جملہ رقوم واجب الادا منجانب مدعا علیہم کا ایفا کیا گیا ہے تو یہ ایک بالکل درست فیصلہ ہوتا لیکن گو فاضل جج عدالت ماتحت نے شہادت کا حوالہ بعض امور پر دیا ہے تاہم وہ قیاس جسپر اُسنے انحصار کیا ہے کوئی قیاس امر واقعہ نہیں ہے بلکہ صریح طور پر ایک قیاس قانونی زیر دفعہ ۱۱۴ ہے -

اسلئے مقدمہ ہذا عدالت اپیل ماتحت میں اسغرض سے واپس بھیجا جانا چاہئے کہ وہ دو امور ذیل کا فیصلہ کرے :- اولاً یہ کہ آیا گوپی ناتھ کو زبانی طور پر رسید مذکورہ دستاویز الف پر جملہ مالکان کی اراضی کیطرف سے دستخط کرنیکا اختیار دیا گیا تھا اگر اس سوال کا جواب اثبات میں دیا جاوے تو ڈگری حق مدعا علیہم ہوگی جیسی کہ وہ عدالت اپیل ماتحت نے صادر کی ہے اگر بخلاف اسکے اس سوال کا جواب نفی میں دیا جائے تو عدالت اپیل ماتحت کو اُن دو امور میں سے امر دوم کا فیصلہ کرنا چاہئے جنکے واسطے ہمنے مقدمہ ہذا کو واپس بھیجا ہے یعنی یہ کہ آیا شہادت مندرجہ مسل پر اور بلحاظ اس امر کے کہ اس سوال ادائیگی کا بار ثبوت مدعا علیہم پر ہے کوئی قیاس امر واقعہ انکے اس جواب کی تائید میں پیدا ہوتا ہے کہ جو رقم اُنکی طرف سے واجب الادا تھی وہ ادا کیا گیا ہے - ان ہدایات کے ساتھ ہم مقدمہ ہذا کو عدالت اپیل ماتحت میں آخری فیصلہ کے واسطے ارسال کرتے ہیں - خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا -

اپیل منظور کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا -

۱۸۹۶ء
۷۔ دسمبر

باجلاس ہیوبرٹ صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس

کیول کشن سنگھ (مدیون ڈگری) بنام سوکھاری (ڈگریدار) *

ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۱۱۔ نالش واسطے قبضہ اور زر وصلات کے مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۱۲۔ تشخیص زر وصلات۔ ڈسمسی نالش۔ درخواست اجراء۔

جہانکہ ڈگریدار کی درخواست پر عدالت اجراکنندہ ڈگری نے زر وصلات کی مقدار تشخیص کی ہو لیکن ضروری رسوم عدالت اُس عرصہ کے اندر داخل نکیا گیا ہو جو عدالت نے مقرر کیا ہو جیسا کہ دفعہ ۱۱۔ ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) میں حکم ہے۔ تو نالش بعوض دعوے دربارۂ زر وصلات کے خارج کیا جانا چاہیئے۔ بعد ایسی ڈسمسی کے کوئی درخواست اجراء ڈگری زر واصلات نہیں کیجا سکتی کیونکہ کوئی ایسی ڈگری موجود نہیں ہے۔

لفظ "نالش" مندرجۂ آخری جزو فقرۂ دوم دفعہ ۱۱۔ ایکٹ رسوم عدالت سے مراد کل نالش نہیں ہے۔ اُس سے مراد دعویٰ زر واصلات ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہیں کامل طور پر تجویز ہائیکورٹ میں درج ہیں۔

ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب اپیلانٹ:۔

بابو کرونا سندھو مکرجی منجانب رسپانڈنٹ:۔

ڈاکٹر اشوتوش مکرجی:۔ ایک درخواست دربارۂ تشخیص زر وصلات ایک درخواست اجراء ڈگری نہیں ہے بلکہ وہ ایک درخواست بمعنے ابتدائی ہے جو واسطے حاصل کرنے قطعی ڈگری کے کیگئی ہو۔ ملاحظہ ہو پورن چند بنام رائے رادھا کشن (۱) اگر بعد تشخیص زر واصلات کے رسوم عدالت ادا نکیا جائے تو نالش جہانتک کہ اُسکا علاقہ زر وصلات سے ہے زیر دفعہ ۱۱ فقرہ نمبر ۲۔ ایکٹ رسوم عدالت منسوخ کیجانی چاہیئے۔ بعد ایسی ڈسمسی کے کوئی جدید درخواست اجراء نہیں کیجا سکتی کیونکہ کوئی ڈگری قابل اجراء موجود نہیں ہوتی۔ ڈگریدار مجاز نہیں ہے کہ وہ رسوم عدالت کے داخل کرنیکی اجازت کا خواستگار ہو کیونکہ بعد ایسی ڈسمسی کے کوئی نالش متدائرہ عدالت کے روبرو موجود نہیں ہوتی ڈگریدار کی چارہ جوئی یا تو بذریعے درخواست نظر ثانی حکم ڈسمسی زیر دفعہ ۶۲۳

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم جے ٹویڈی صاحب ڈسٹرکٹ جج پٹنہ مصدرہ ۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری مصدرہ بابو گوبند چندر بیساک منصف پٹنہ مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۲۔

۱۸۹۶ء
کیول کشن سنگھ
بنام
... کہاری

مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے یا بذریعہ ایک جدید نالش زر وصلات زیر دفعہ ۵۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو تابع قانون میعاد کے ہے۔ ایج صاحب جسٹس کی آرائے مقدمہ مالکرن بنام گوبند (۱) اس عذر کی تائید میں ہیں۔

بابو کرونا سندھو مکرجی منجانب ریسپانڈنٹ :- لفظ "نالش" مندرجہ آخری حصہ فقرہ دوم دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۲ سوم عدالت سے مراد کارروائیاں اجرا میں یعنی درخواست تشخیص زر وصلات۔ دفعات ۹ و ۱۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد یہی ہے پس اگر ایسا ہے تو جب ایک ایسی درخواست نامنظور کی گئی ہو تو کوئی امر مانع درخواست دوم کے موجود نہیں ہے لفظ "نالش" مندرجہ دفعہ ۱۱ سے ممکن نہیں کہ کل نالش مراد نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر اشوتوش مکرجی نے اسکا جواب دیا۔

تجویز ہائیکورٹ (ریول صاحب و بیل صاحبان جسٹسان) بیورلی صاحب نے صادر فرمائی۔

بیورلی صاحب جسٹس :- اپیل ہذا ایک ڈگری کی بابت ہے اور اسکے رو سے ایک اہم سوال نسبت تعبیر دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۲ سوم عدالت کے اٹھایا گیا ہے۔ ریسپانڈنٹ نے ایک ڈگری بابت قبضہ جائداد نیز منافع معہ زر وصلات کے حاصل کی تھی۔ زر وصلات بر وقت اجرا ڈگری کے تشخیص کیا جانا تھا ماہ مارچ ۱۸۹۳ء میں ڈگریدار نے ایک درخواست نسبت اجرا ڈگری قسمت جائداد اور معلوم کرنے زر وصلات کے گذرانی۔ درخواست اجرا ڈگری بابت قبضہ جائداد کا... ...کی گئی تھی اور جہانتک ہم سمجھتے ہیں اس جزو ڈگری کا اجرا کیا گیا ہے اور قبضہ ڈگریدار کو دلا دیا گیا ہے۔ ۲۲ مارچ ۱۸۹۵ء کو ایک مزید درخواست نسبت زر وصلات داخل کی گئی تھی اور ... ۲ مارچ کو زر وصلات بمقدار رقم ... تشخیص کیا گیا تھا اور ڈگریدار کو حکم دیا گیا تھا کہ ضروری ... نسبت زیر دفعہ ۱۱ ایکٹ سوم عدالت ... دن ادا کرے اسدن یعنی ۲۸ مارچ ۱۸۹۵ء کو ڈگریدار نے کوئی کارروائی نہ کی اسلئے مقدمہ خارج کیا گیا تھا۔ ازاں بعد ۷ اگست کو ایک جدید درخواست ... اسطے اجرا ڈگری متعلق زر وصلات مذکورہ کے گذرانی جو گذشتہ ماہ مارچ میں تشخیص کیا گیا تھا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۹ (۱۸۹۰) -

۱۸۹۶ء
کیبول کرشن سنگھ
بنام
سوکھاری

اور ۲۷ اگست کو مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ چونکہ نالش خارج کیگئی ہے اسلئے کوئی ایسی ڈگری موجود نہیں جسکا کہ سائل اجراء کرا سکتا ہے۔ ۹ ستمبر کو منصف نے یہ قرار دیا کہ ۲۸ مارچ ۱۸۹۵ء کو صرف یہ کہا گیا تھا کہ درخواست اجراء ڈگری متعلق بہ زرِ وصلات خارج کیگئی تھی چنانچہ اسنے اجراء کو جاری رہنے دیا اور اُسکا حکم بر طبق اپیل کے بحال رکھا گیا ہے۔

دفعہ ۱۱- ایکٹ رسوم عدالت میں یہ حکم ہے کہ نالشات جائیداد غیر منقولہ و زرِ وصلات میں اگر واصلات ڈگری شدہ واصلات متدعویہ سے زیادہ ہوں تو ڈگری کا اجراء اُسوقت تک نہ کیا جائیگا جب تک کہ فرق مابین رسوم ادا کردہ اور اُس رسوم کے مناسب جو ادا کیا جانا چاہئے تھا ادا نکیا جائے جو اُس صورت میں واجب الادا ہوتا اگر نالش میں کل وصلات شامل کئے جاتے جنکی ڈگری دیگئی ہے اور فقرۂ دوم جو ایک اہم فقرہ صورت حال میں ہے حسب ذیل ہے: "جبکہ تعداد زرِ وصلات کی دوران اجراء ڈگری میں تحقیق کیجانی باقی رکھی گئی ہو اور زر مذکور از روئے تحقیقات کے تعداد متدعویہ سے زیادہ پایا جائے تو زیادتی تعداد کی بابت ڈگری کا اجراء ملتوی رہیگا تاوقتیکہ رسوم ادا شدہ سے زیادہ جسقدر رسوم کہ درصورت نالش کل تعداد محققہ کے ادا کرنی ہوتی داخل نکردیجائے اور اگر یہ رسوم زائد مابین میعاد معینہ عدالت کے ادا نکیجائے تو مقدمہ خارج کیا جائیگا" سوال ہمارے روبرو یہ ہے کہ الفاظ "مقدمہ خارج کیا جائیگا" کو کونسے معنے دئے جانے چاہئیں۔ یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ مذکور کا منشاء اُن الفاظ سے مختلف معلوم ہوتا ہے جو پہلے حصہ دفعہ مذکور میں استعمال کئے گئے ہیں جو بدین مضمون ہیں کہ مزید اجراء ڈگری اُسوقت تک ملتوی رکھا جائیگا تاوقتیکہ رسوم ادا شدہ سے زیادہ جسقدر رسوم کے ادا کرنی ہوتی ادا نکیجائے۔ لیکن دوسری طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ چونکہ نالش کی ڈگری پہلے سے دیجا چکی ہے جہانتک کہ اُسکا تعلق قبضہ جائیداد کے ساتھ ہے اور یہ مناسب طور سے زرِ وصلات کے متعلق ہی بحث کیجا سکتی ہے یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ الفاظ "مقدمہ خارج کیا جائیگا" سے یہ مراد ہونی چاہئے کہ کل مقدمہ خارج کیا جائیگا اور بحث یہ کیگئی ہے کہ وہ مناسب معنے جو الفاظ مذکور کے کئے جانے چاہئیں صرف یہ ہیں کہ درخواست اجراء خارج کی جائیگی اور ڈگریدار مجاز ہوگا کہ ایک جدید درخواست گذرانی۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سیل صاحب جج

۲۵ نومبر ۱۸۹۶ء

کلائیو جوٹ ملز کمپنی لمیٹیڈ بنام ابراہیم عرب ✻

معاہدہ۔ استعمال منجانب بائع۔ انتقال جائیداد۔ اختیار بیع ثانی۔ ایکٹ (۹ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۷، ۱۰ اور دفعات ۷۷، ۸۰، و ۹۰، ۱۰۷، ۸۲ و ۳۰۸۔ معیار ہرجانہ۔ دعوی کی صورت کا تبدیل کرنا۔ شہادت۔

مدعی نے بروئے چند معاہدات کی جو اُنسے مدعا علیہ کے ساتھ کئے تھے ایسا اسباب تیار کرا کے پیش کیا جو تفصیل ہندرجہ معاہدات مذکورہ کے مطابق تہا اور وہ اُنکو چند معاہدات مذکورہ میں استعمال میں لایا بعد اطلاع دئے جانے تیاری اسباب کے مدعا علیہ نے ہدایت کی کہ وہ اسباب جو اسطرح پر تیار کیا گیا ہے نشان لگا کر مطابق چند ہدایات کی بذریعہ جہاز ارسال کیا جاوے مدعیان نے ہدایات مذکور کی تعمیل کی لیکن اسباب جہاز میں بار نہ کیا جا سکا کیونکہ وہ جہاز جسمیں وہ بار کیا جانا تہا اُسکی معمولی مقام

تجویز ہوئی کہ مالکیت اسباب بحق مدعا علیہ منتقل ہو گئی تہی اور بموجب زیر دفعہ ۱۰۷ ایکٹ معاہدہ مستحق ہو گیا تہا کہ بعد حسب ضابطہ نوٹس دینے کے مدعا علیہ کے اسباب کو لینے سے انکار کرنے پر اُسکو دوبارہ فروخت کرتا اور بطور ہرجانہ کے اُس رقم تفاوت کو حاصل کرتا جو مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور اُس قیمت کے تہی جسپر کہ وہ فروخت کیا گیا تہا۔

تجویز ضمنی:۔ درست طریق جو اُسصورت میں اختیار کیا جانا چاہئے جب استدعا یہ کیگئی ہو کہ ہرجانہ کا دعوی کیصورت اُس سے مختلف بنائی جاوے جو عرضیدعوی میں درج ہے یہ ہے کہ عرضیدعوی کو ترمیم کیا جائے اور ایک عوض ہرجانہ ترمیم مذکور کی بنا پر ازیاد کیا جاوے۔ ازاں بعد بر وقت تجویز کے ترمیم بیان کی تائید میں شہادت پیش کیجا سکتی ہے لیکن طریق مذکور کے اختیار کئے جانے کی اجازت اُس وقت نہ دیجانی چاہئے جبکہ مدعیان نے ایک دفعہ اپنے دعوے کو بند کر لیا ہو اور مدعا علیہم اُس دعوے کی جوابدہی کے واسطے طلب کئے گئے ہوں جو کہ ابتداءً عرضیدعوی میں مرتب کیا گیا تہا۔

پول اینڈ کمپنی نے (ا)م محمد حسین (ا) کی پیروی کیگئی۔

مدعیان نے بعض اسباب سن تیار کر کے اُسکی تیاری کی اطلاع مدعا علیہ کو دی اور مدعا علیہ نے اُنکو ہدایت کی کہ اسباب پر نشان لگا کر بذریعہ جہاز ارسال کیا جائے۔ اسباب مذکور پر حسب ہدایت مدعا علیہ نشان لگایا گیا تہا اور وہ کشتیوں میں اُس جہاز تک لایا گیا تہا جہاں کہ وہ جہاز جسکا نام مدعا علیہ نے بتایا تہا عموماً ٹہیرا کرتا تہا لیکن جہاز میں اسباب مذکور بار نہ کیا گیا تہا کیونکہ اُس موقعہ پر جہاز مذکور اسباب کے لینے کیواسطے موجود نہ تہا۔ اسپر مدعا علیہ نے معاہدہ کو فسخ کر کے اسباب کو لینے سے انکار کیا۔ مدعیان نے بعد اطلاع دینے مدعا علیہ کے اسباب مذکور کو پہر فروخت

✻ نالش ابتدائی دیوانی نمبر ۱۳۳ سنہ ۱۸۹۶ء (ا) گذشتہ صفحہ ۱۲۴۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کلائیو جوٹ ملز کمپنی لمیٹڈ
بنام
ابراہیم عرب

کر دیا اور نالش بنا بر دائر کی اور انہوں نے بطور ہرجانہ کے اس رقم تفاوت کا دعوی کیا جو مابین قیمت اسباب بشرح معاہدہ اور اس قیمت کے تھی جسپر کہ وہ نیلام کیا گیا تھا۔ دوران شروع دعوی مدعا علیہ میں عدالت نے یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک سوال نسبت استحقاق مدعیان دربارہ نیلام ثانی اسباب کو یا نسبت اس امر کے پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا مدعیان کو بطور ہرجانہ کے اس رقم کا مطالبہ کرنا چاہیے تھا جو تفاوت مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور اس قیمت کے ہے جو شرح بازاری بر وقت فسخ معاہدہ کے ہو محسوب کیجائے۔ اسپر بروقت سماعت شہادت مدعا علیہ کے ایک درخواست منجانب وکیل مدعیان کے واسطے عدالت اجازت اس امر کے گذرانی گئی تھی کہ شہادت بغرض اظہار اس امر کے طلب کیجائے کہ تاریخ فسخ معاہدہ پر شرح بازاری کیا تھی۔ درخواست مذکور نامنظور کیگئی تھی۔

مسٹر گارتھ و مسٹر کیسپرز منجانب مدعیان۔

مسٹر ڈنی و مسٹر ڈانلیٹ منجانب مدعا علیہ۔

سیل صاحب جسٹس نے بعد بیان کرنے واقعات مذکورہ بیان کیا کہ یہ دوسرا سوال اس ہرجانہ کی نسبت ہے جو مدعی اپنی کمپنی کے خلاف سے واجب الحصول ہے معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کے معاہدات فسخ کرنے پر اور اسباب کے لینے سے انکار کرنے پر جو مطابق اسکی ہدایات کے نشان لگا کر تیار کیا گیا تھا اور کارخانہ سے روانہ کیا گیا تھا مدعیان نے مدعا علیہ کو اطلاع دیکر اسباب مذکور کو فروخت کر دیا اور انہوں نے بطور ہرجانہ کے اس رقم تفاوت کا دعوی کیا ہے جو مابین قیمت اسباب بشرح مندرجہ معاہدہ اور اس قیمت کے ہے جسپر کہ وہ نیلام کیا گیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ آیا مدعیان نے درست طور پر ہرجانہ کا دعوی کیا ہے یا اگر [illegible] کا دعوی کرنا چاہیے تھا جو کہ تفاوت مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور اس قیمت کے [illegible] فسخ معاہدہ کی شرح بازاری کے مطابق محسوب کیا جائے۔

یہ کہنا مناسب ہے کہ یہ ایک ایسا سوال نہیں ہے جو مدعا علیہ کے جواب دعوی تحریری میں اٹھایا گیا ہو اور بیشک نہیں کہ سوال نسبت اس استحقاق مدعیان کے جو دوبارہ فروخت کرنے اسباب کے ہے اسوقت تک اٹھایا گیا تھا جبتک کہ اسکا اظہار عین بروقت شروع کئے جانے جواب مدعا علیہ کے کیا تھا۔ اسکے بعد جب مدعا علیہ کی شہادت کی سماعت کیجاتی تھی ایک درخواست مسٹر کیسپرز نے مدعیان کی طرف سے بدیں غرض کی تھی کہ اسے شہادت کے عین اظہار اس امر کے طلب کرنیکی اجازت دیجائے کہ تاریخ فسخ معاہدہ پر اسباب کی شرح قیمت بازاری کیا تھی یعنے ماہ فروری کے انجام پر ملحوظی آرائے عدالت اپیل مقدمہ ملوال اینڈ کمپنی بنام

سنہ ۱۸۹۶ء
ملائو جوٹ ملز کمپنی لمیٹڈ بنام ابراہیم عرب

یہ امر صریح ہے کہ اگر مالکیت اسباب بائع کے قبضہ میں ہے تو کوئی ایسا اختیار جیسا کہ دفعہ مذکور میں مذکور ہے اسے دربارہ بیع اسباب کے حاصل نہوگا۔

یہی تو دفعہ مذکور کی عدالت اپیل نے مقدمہ ریول اینڈ کمپنی بنام محمد حسین (۱) میں کی تہی جسکا کہ مینے حوالہ دیا ہی۔ مقدمہ مذکور میں مدعی نے اس اسباب کو پہر بیع کیا تہا جسکے منظور کرنیسے مدعا علیہ نے انکار کیا تہا اور ازاں بعد اُسنے اُس تفاوت کی رقم کا دعوے کیا تہا جو مابین قیمت بشرح مندرجہ معاہدہ اور اُس قیمت کے تھی جسپر اسباب پہر بیع کیا گیا تہا۔ فاضل ججان نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیان کو کوئی حق بیع ثانی کا حاصل نہ تہا کیونکہ مالکیت اسباب کے منجانب بائع بحق مشتری منتقل کرنے کے لئے کچھہ بھی نہ کیا گیا تہا۔ فاضل ججان کی وہ آرائے جنکا کہ مینے حوالہ دیا ہے حسب ذیل ہیں:-

"معاہدہ واسطے ۵۰ بنڈل ہائے تیسوں ٹاٹ خاکی کے تہا اور اسکی تعمیل بذریعہ حوالگی ۵۰ بنڈل ہائے کی ہوسکتی تہی جو مطابق توضیح مندرجہ معاہدہ کے ہوتے۔ صاحب جج نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ ۵۰ بنڈل جو مدعی نے پیش کئے تہے مطابق توضیح مذکور کے تہے اور چونکہ اُنکے لینے سے مدعا علیہم نے فوراً انکار کر دیا تہا اور وہ اُنپر کبہی قابض نہوئے تہے ایسا کہ مالکیت اسباب مذکور کی کبہی خریداران کے نام منتقل نہوئی تہی بلکہ بائعان کے قبضہ میں ویسی ہی تہی جیسی کہ وہ انکی تفویض میں قبل پیش کرنے کی تہی۔ مقدمہ ایسا دو مقدمہ فسخ معاہدہ نسبت قبولی و ادائیگی اسباب کے ہے جو بروئے تشریح کے ایک مقررہ قیمت پر بیع کیا گیا تہا۔ اس مقدمہ میں معیار ہرجانہ فرق مابین قیمت مندرجہ معاہدہ اور قیمت بازاری بروقت فسخ معاہدہ کے ہے چونکہ مالکیت اسباب بائعان کے قبضہ میں رہی تہی اسلئے جو کچھ بروقت بیع ثانی کے عمل میں آیا تہا کچھ اثر نہیں رکہتا کیونکہ مدعیان نے خود اپنے اسباب کو بیع کیواسطے پیش کیا تہا اور جب اسکی بیع انکی بولی پر ختم کیگئی تہی۔ تو انہوں نے خود اپنا اسباب خرید کیا تہا ایسی صورت میں نہ تو دفعہ ۱۰۷ ایکٹ معاہدہ اور نہ شرط بیع ثانی مندرجہ معاہدہ کوئی علاقہ رکہہ سکتی ہے کیونکہ کسی ایسے اختیار کی ضرورت ایک شخص کو خود اپنے اسباب کے بیع کرنے میں نہیں ہے۔ ایسے اختیار کی ضرورت اُس صورت میں ہوتی ہے جبکہ مالکیت اسباب خریدار کے نام بلا مواخذہ بائع دربارہ غیر مودئی زرثمن کے منتقل ہوئی ہو اور صرف اُسی جماعت مقدمات سے شرط مذکور اور دفعہ مذکور متعلق ہوتی ہیں"

وہ سوال جو ازاں بعد بغرض فیصلہ پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا بروئے واقعات کے جیسا کہ مینے انکو بیان کیا ہے

(۱) گذشتہ صفحہ ۱۲۴۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ مالکیت کسی جزو اسباب میں مدعیان کی طرف سے جو بائعان تھے بحق مدعا علیہم کے جو مشتریان تھے منتقل ہوئی تھی -

وہ دفعات ایکٹ معاہدہ جو اس سوال سے علاقہ رکھتی ہیں حسب ذیل ہیں :- دفعہ ۷۷ میں "بیع" کی تعریف یہ کیگئی ہے کہ "بیع" تبادلہ مال کا ساتھ قیمت کے ہے - اسمیں " انتقال مالکیت شئے مبیعہ از طرف بائع بحق مشتری " شامل ہے دوسری دفعہ ۷۸ میں متحققہ اسباب کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ التوائے حوالگی کے رو بالضرور مالکیت اسباب بحق خریدار منتقل ہونیسے رک نہیں جاتی -

دفعہ ۷۸ میں بیان کیا گیا ہے کہ :-

" بیع کا وقوع بذریعہ ایجاب قبول اشیار متحققہ کے قیمت کے بدل میں یا بذریعہ ایجاب قبول قیمت کے اشیار متحققہ کے بدل نہیں ہوتا ہے جسکے ساتھہ ادائے قیمت یا حوالگی اشیار کی یا ادائے جزو قیمت یا بیعانہ یا جزو حوالگی مال کی یا اقرار صریح یا معنوی اس امر کا کہ ادائے قیمت یا حوالگی مال دونو بالفعل ملتوی ہیں عمل میں آتا ہے جبکہ معاہدہ بابت بیع اشیار متحققہ کے ہو تو ملکیت اشیا مبیعہ کی طرف مشتری کے اسصورت میں منتقل ہوتی ہے کہ کل یا جزو قیمت کا یا بیعانہ ادا کیا جائے یا کل یا جزو اشیاء مذکور کا حوالہ کیا جائے - اگر متعاقدین باقرار صریح یا باقرار معنوی اسبات پر راضی ہوں کہ ادا یا حوالگی یا دونو ملتوی رہیں تو ملکیت کا انتقال بمجرد اسکے کہ ایجاب بیع قبول کیا جائے وقوع میں آتا ہے "

دفعہ ۸۱ میں ایسی اشیاء کا ذکر ہے جو بروقت معاہدہ متحقق نہوں اور اسمیں حسب ذیل حکم ہے :- " جس حال میں کہ ایک ایسی شئے کی بیع کا معاہدہ کیا جائے جو ابھی غیر متحقق ہو یا ناتیار یا ناکمل ہو تو مالکیت شئے مذکور بحق مشتری اسوقت تک منتقل نہیں ہوتی جبتک کہ وہ متحقق یا تیار یا مکمل نہو جائے "

دفعات ۸۲ و ۸۳ اہم ہیں دفعہ ۸۲ میں یہ حکم ہے کہ :-

" جس حال میں کہ اشیا بروقت بیع متحقق نہوں واسطے تکمیل بیع کے یہ ضروری ہے کہ وہ متحقق کیجائیں "

دفعہ ۸۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کن واقعات کی موجودگی میں اسباب کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ متحقق کیا گیا ہو :

" جس حال میں اشیا بروقت معاملہ بیع کے متحقق نہوں لیکن من بعد ان اشیار کو جو مطابق قسم متعلقہ معاملہ کے ہوں ایک فریق واسطے غرض اس معاملہ کے مخصوص کرے - اور اس خصوصیت پر دوسرا راضی ہو تو تحقق ان اشیاء کا ہو جائیگا اور بیع کامل ہو گی "

باجلاس امیر علی صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۱۷ جنوری

ہرندر لال رائے **بنام** سرو منگلا دیبی وغیرہ *

انتقال مقدمہ دیوانی۔ فرمان شاہی ہائیکورٹ سنہ ۱۸۶۵ء ضمن ۱۳۔ وجوہات انتقال۔ طریق عمل۔

ایک نالش جائیداد غیر منقولہ متدائرہ عدالت دیناجپور میں مدعا علیہ نے ایک درخواست واسطے انتقال مقدمہ کے ہائیکورٹ میں بروئے دفعہ ۱۳ فرمان شاہی گذرانی وہ وجوہات جنپر کہ انتقال کی استدعا کیگئی تھی یہ تھیں کہ سوالات مشکل نالش میں پیدا ہوئے ہیں اور کہ مدعا علیہ کے گواہان کلکتہ میں رہتے ہیں اور کہ اُنکے واسطے دیناجپور میں جانا اور اپنے گواہان کو وہاں بھیجنا بباعث خرچ کے ناممکن ہے اور کہ وہ اقرارنامہ جسکی بنا پر نالش دائر کیگئی ہے کلکتہ میں تحریر کیا گیا تھا اور مدعی کلکتہ میں رہتا تھا اور کاروبار کرتا تھا اور کہ وہ بیانات اشخاص جنکو معاملات زیر بحث کا علم ہے کلکتہ یا اُسکی قرب وجوار کے رہنے والے ہیں۔ تجویز ہوئی کہ بر بنائے واقعات موجودہ مقدمہ ایک مناسب مقدمہ تھا جسکا انتقال ہائیکورٹ میں کیا جانا چاہیے۔

واقعات مقدمہ ہذا بکامل طور پر تجویز عدالت میں بیان کئے گئے ہیں۔

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) بمعیت مسٹر اوکنلی بغرض اظہار وجہ بخلاف قاعدہ مذکور نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا:۔ بلکھی سنگھ بنام روپ سنگھ (۱) خدیجہ بیبی بنام ترک چندر دت (۲) اجودھرام خان بنام فرینیکی (۳) ٹیلکٹ بنام وائیز (۴) وکورجن بنام کورجن (۵)۔

مسٹر ... بتائید قاعدہ مذکور نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا:۔ جوتیندرو ناتھ متر بنام راج کرسٹو متر (۶) بمعاملہ کپل ناتھ سہبا بنام گورنمنٹ (۷) رام کمار کوندو بنام چندر

---

* قاعدہ مشتہرہ طلبی مدعی بمقدمہ نالش نمبر ۵۷ سنہ ۱۸۹۵ء عدالت سب آرڈینیٹ جج دیناجپور بغرض اظہار وجہ اسلئے کہ کیوں نالش مذکور ہائیکورٹ میں منتقل نکی جائے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۲۳ و لا رپورٹر انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۱۲۷۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۸۰۔

(۳) انڈین جورسٹ سلسلہ جدید جلد اول صفحہ ۳۹۲۔

(۴) " " " " صفحہ ۲۲۷ و ۹۴

(۵) بنگال لا رپورٹر جلد ۹ ضمیمہ ۱۔

(۶) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۷۔ (۷) بنگال لا رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۸۔

کنٹو مکرجی (۱)، پولن چندر چودھری بنام ستیش چندر شادر (۲) و جگندر ناتھ چیٹرجی بنام السند چندر مکرجی ۱۲ (۳)

۱۸۹۶ء
ہرنند لال رائے
بنام
سروا منگلا دیبی

امیر علی صاحب جسٹس ۔ قاعدہ ہذا سری متی سروا منگلا دیبی کیطرف سے از مدعا علیہم نالش نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۶ء ہرنند لال رائے مندائرہ عدالت سب آرڈینیٹ جج مینا جپور زیر ضمن ۲۵ فرمان شاہی حاصل کیا ہے جسکی رو سے مدعی ہرنند لال کو بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا ہے کہ کیوں نالش مذکورہ عدالت ہذا میں منتقل نہ کیجاوے تاکہ اُسکا فیصلہ عدالت ہذا سے باستعمال اختیارات غیر معمولی ابتدائی دیوانی کیا جاوے ۔ وہ واقعات جنکی موجودگی میں نالش زیر بحث دائر کیگئی تھی مختصراً حسب ذیل ہیں :-

ایک شخص مسمی سرنیاتھ سنیال ۲ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو بہت سی جائداد منقولہ و غیر منقولہ چھوڑکر فوت ہوا ۔ جائداد غیر منقولہ جزواً ضلع دیناجپور میں واقع ہے اور جزواً ضلع بردوان میں لیکن زیادہ تر دیناجپور میں تھی جائداد منقولہ میں ایک رقم مبلغ تین لاکھ روپیہ کی شامل ہے جو اکونٹنٹ جنرل عدالت ہذا کے قبضہ میں ہے اور جمع شدہ لگانات زمینداری ہائے واقعہ دیناجپور جو ایک کثیر التعداد رقم ہے بست کلکٹر دیناجپور ہوتی تھی ۔

سرنیاتھ سنیال کی وفات پر تین دعویداران نے دعوے کیا جنمیں سے ہر ایک کامل طور پر جائداد کا مستحق ہونیکا دعویٰ کرتا تھا یعنی ازانجملہ دوائے چرن سنیال تھا جو بطور پسر متبنی سیتا ناتھ سنیال کے دعویدار تھا جو کہ ایک برادران سرنیاتھ سنیال تھا دوسرا دعویدار ایک اور بھائی کا پسر متبنی ہونیکا دعویٰ کرتا تھا اور تیسرا بطور نزدیکی رشتہ دار ایک نالش بر دوان میں رجوع کیگئی تھی اور کارروائیات عدالت ہذا میں واسطے چٹھیات اہتمام ترکہ سرنیاتھ دائر کیگئی تھیں معلوم ہوتا ہے کہ دوائے چرن سنیال ایک بے وسیلہ شخص ہے ۔ اور بعد چند عرصہ کے بغرض تحصیل زر کی دیگر وسایل سے اُسنے ایک اقرارنامہ ہرنند لال رائے مدعی کے ساتھ تحریر کیا جسکے رو سے بعوض دینے روپیہ کے واسطے دائر کرنے دعوے جائداد سرنیاتھ سنیال کے دوائے چرن نے اقرار کیا کہ اپنا نصف حق ہرنند لال رائے کے نام منتقل کرتا ہے ۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ (۲۵۶) و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۲۳ (۴۷) ۔
(۲) غیر مطبوعہ مانٹ بک (کتاب یادداشت) ۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء رائے سیل صاحب جسٹس ۔
(۳) غیر مطبوعہ مانٹ بک (کتاب یادداشت) ۲۳ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء رائے سیل صاحب جسٹس ۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ہرنند لال رائے
بنام
سروامنگلا دیبی

[illegible] دستاویز انتقال کے نام سے موسوم ہے ۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کا مرقومہ ہے ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو ایک
تصفیہ ثالثوں کے عمل میں آیا جسکے رو سے دوائے چرن سنیال نے پانچ آنہ کا حصہ اور راجندر ناتھ سنیال
نے تین آنہ کا اور شیلن چندر سنیال نے تین آنہ کا حصہ حاصل کیا اور ایک ڈگری بر مطابق شرائط مذکور کے عدالت
بر [illegible] میں صادر کیگئی تھی اور صلحنامہ مذکور کی بناء پر جسکی اطلاع دیگئی ہے کہ ایک حکم عدالت ہٰذا میں مشعر قرار داد حقوق دوائے چرن
سنیال و راجندر ناتھ سنیال و شیلن چندر سنیال مطابق حصص مذکورہ بالا کے بھی ہدایت صادر کیا گیا تھا کہ چھپیا
اہتمام ترکہ کو نام شرکا مطیہ پر جاری کیجائیں لیکن کاروائیات حال سے نہیں معلوم ہوتا کہ چھپیانہ اہتمام ترکہ کبھی جاری بھی کئے گئے

دوائے چرن سنیال ۲ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو فوت ہوا۔ مدعا علیہا سریمتی سروامنگلا دیبی اسکی دختر ہے
اور بیان کیا گیا ہے کہ تین یا چار ماہ تک اُسنے وہ گذارا حاصل کیا تھا جو ہرنند لال رائے ماہ مذکور کے باپ کو بروئے
دستاویز انتقال مذکور کے ادا کرتا تھا لیکن وہ ایک ایسا سوال ہے جسکے ساتھ معاملہ حال کا کچھ تعلق نہیں۔
اُسکی وفات کے کچھ عرصہ بعد مدعا علیہا سروامنگلا دیبی نے اُس دستاویز انتقال کے جواز کی نسبت عذرات
اُٹھائے جو اُسکے باپ نے بحق ہرنند لال رائے کے تحریر کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ از بنیان فریقین کے مابین عام طور پر خط
و کتابت ہوتی رہی ہے اور ۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کو مدعی نے نالش حال عدالت سب آرڈینیٹ جج دیناج پور
میں منجملہ دیگر امور کے یہ استدعا گذرانی کہ اس امر کا استقرار کیا جاوے کہ بروئے انتقال نامہ ۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کے
اور بروئے ایک اقرارنامہ کے جسکا حوالہ ضمیمہ عرضی میں دیا گیا ہے وہ ایک نصف حصے دوائے چرن سنیال واقعہ جایداد
سریناتھ سنیال کا مستحق ہے۔ نیز اُسنے یہ استدعا کی تھی کہ اُسے نصف حصہ مذکور کا قبضہ عطا کیا جانا چاہیئے اور کہ
مدعا علیہم کو سوائے کلکٹر دیناج پور کے اس امر سے باز رکہا جائے کہ وہ مدعا علیہا سریمتی سروامنگلا دیبی کو کوئی
جزو حصہ دوائے چرن سنیال واقعہ جایداد سریناتھ سنیال حوالہ کریں اور کہ وہ اُسکے حاصل کرنے اور اُسکی
نسبت کوئی معاملہ کرنے اور اُسپر قابض ہونے سے باز رکہی جائے۔ نیز مدعی نے ایک رسیور کے مقرر کئے
جانیکی استدعا کی اور نیز دیگر ایسی دادرسی چاہی کی جنکا حوالہ دینا ضروری نہیں سمجھا معلوم ہوتا ہے
کہ اُسی دن مدعی نے ایک قاعدہ حاصل کیا جسکے رو سے مدعا علیہا بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیگئی کہ

سنہ ۱۸۹۶ء
ہرندرلال رائے
بنام
سروامنگلا دیبی

کیوں اُن رقوم کی نسبت رسیو مقرر نکیا جانا چاہئے جو عدالت ہذا کے اکونٹنٹ جنرل کے قبضہ میں ہیں اور جو زمیندار سپاواقعہ دیناجپور جو کلکٹر کے قبضہ میں ہیں اور اُسنے اسی اثنا میں ایک ضمنی حکم امتناعی حاصل کیا ۲۲ نومبر کو مدعا علیہا سری متی سروامنگلا دیبی نے درخواست کرکے تا عدم ہذا حاصل کیا جسکا کہ منشا ہے قبل انکے بیان دیا ہے ایڈوکیٹ جنرل و مسٹر اڈکنلی نے وجہ ظاہر کی ہے۔ خود مدعی نے کوئی بیان حلفی داخل نہیں کیا۔ دو بیانات حلفی اُسکی طرف سے استعمال کئے گئے ہیں ایک اُنمیں سے اُسکے اٹرنی کامنی کمار گوہا نے بالاشتراک مہروکمار چکربتی منشی کامنی کمار نے کیا ہے اور دوسرا راج چندر بوس گماشتہ مدعی نے۔

فورٹ ولیم بنگال کی ضمن ۱۳ حسب ذیل الفاظ میں ہے "نیز ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا ہائیکورٹ جوڈیکیچر واقعہ فورٹ ولیم بنگال کو اختیار ہوگا کہ بطور عدالت اختیارات ابتدائی غیر معمولی کے کسی ایسی نالش کی سماعت یا تجویز یا فیصلہ کرے جو کسی عدالت کے اختیار سماعت کی ذیل میں آتی ہو خواہ وہ پریذیڈنسی فورٹ ولیم بنگال ڈویژن کے اندر ہو یا اُس سے باہر لیکن تابع اُسکی نگرانی کے ہو جبکہ ہائیکورٹ مذکور ایسا کرنا مناسب سمجھے یا تو بباعث اقرار نامہ فریقین بمضمون مذکور کے یا اغراض انصاف کیواسطے۔ ایسا کرنے کی وجوہات کارروائیات ہائیکورٹ میں درج کیجانی چاہئیں۔

دوران بحث میں بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جو زیر ضمن مذکور فیصل کئے گئے ہیں نیز میںنے ایک مقدمہ منفصلہ سنہ ۱۸۹۶ اور چندرام خان بنام نوین منی داسی (۱) کا حوالہ دیا ہے۔

اسمیں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ عدالت ہذا کو کامل اختیار نسبت اس امر کے ہے کہ کسی ایسی عدالت سے جو اسکی نگرانی کے تابع ہو مقدمات کو بغرض تجویز اپنے پاس باستعمال اختیارات غیر معمولی منتقل کرے جبکہ وہ انصافاً ایسا کرنا مناسب سمجھے۔ غرض مذکور کا فیصلہ بہت سے امور پر کیا جانا چاہئے جنمیں سے بہت سے امور کا حوالہ مقدمات محولہ میں دیا گیا ہے۔ مثلاً خواہش یا ضرورت استعمال اختیار مذکور بباعث ضرورت یا مشکل سوالات مشمولہ کے پیدا ہوسکتی ہے یا وہ بباعث زیادہ تر آسانی یا کم خرچی تجویز سے پیدا ہوسکتی ہے

(۱) انڈین جورسٹ سلسلہ جدید جلد اول صفحہ ۲۹۶۔

سنہ ۱۰۹۶ء
ہرندرالال رائے
بنام
سرداسنگلا دیبا

میرا منشاء یہ کہنے کا نہیں ہے کہ آیا ان اسباب مذکورہ کے واسطے استعمال اختیار زیر ضمن ۱۳ کے مکمل ہیں لیکن وہ ایسے وجوہات ہیں جنکی موجودگی میں بلا اشتباہ طور پر عدالت ہذا نے اختیار مذکور کا استعمال کیا ہے۔ معاملہ کامل ناتھ سہاتی بنام گورنمنٹ (۱) میں ایک انتقال کی ہدایت کرنے میں صاحب جج کے طریق عمل پر غور کیا گیا تھا۔

وہ وجوہات جو مدعا علیہا نے انتقال کی استدعا کرنے میں پیش کی ہیں مختصراً حسب ذیل ہیں:-
۱- اُسنے مذکور کیا ہے کہ سوالات جو مشمول نالش ہذا کی نوعیت سے متعلق ہیں اہم ہیں۔
۲- اُسنے ظاہر کیا ہے کہ وہ گواہان جنکو وہ طلب کرنا چاہتی ہے کلکتہ میں رہتے ہیں اور یہ امر اُسکے واسطے بہت مشکل ہوگا کہ خود دیناجپور میں جائے یا گواہان کو بیان دلانے کے واسطے بروقت تجویز کے وہاں بلائے۔

میں نہایت مختصر طور پر وہ وجوہات بیان کرتا ہوں جن پر میری رو بر و بحث کی گئی تھی جیسے کہ وکلا مل طور پر مدعا علیہا کے بیان حلفی میں مذکور ہیں۔ یہ امر بالکل صریح ہے کہ وہ اقرار نامہ جسکی بنا پر نالش دائر کی گئی ہے کلکتہ میں تحریر کیا گیا تھا نیز یہ امر بھی صریح ہے کہ مدعی کلکتہ میں رہتا ہے اور وہیں کاروبار کرتا ہے۔ مدعا علیہ کی مصدقہ دستاویز کے فقرہ ۳۲ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہرندرالال رائے ایک ساہوکار ہیٹو کولا کا ہے اور اُسکا مفصلات میں بہت وسیع تعلق کاروبار ہے۔ اُن بیانات حلفی میں بیان مذکور کی کوئی تردید نہیں ہے جو اُسکی طرف سے داخل کیے گئے ہیں ازاں بعد فقرہ ۳۴ میں بیان کیا گیا ہے کہ "وہ جملہ اشخاص جنکو معاملات مابین دائے چرن سنیال مذکور و ہرندرالال رائے کا علم ہے اور جو اغلباً بطور گواہان کے سائل کیطرف سے طلب کیے جائینگے کلکتہ یا بالی کے باشندگان ہیں اور کلکتہ میں کاروبار کرتے ہیں" نیز کوئی اختلاف موجود نہیں ہے بمشترک بیان حلفی کامنی کمار گوہا اور ہیرو کمار چکربتی کے رو سے جہانتک کہ اُسکا تعلق ہے مدعا علیہا کے بیانات متعلق بہ اُن واقعات کی جنکی موجودگی میں دستاویز مذکور تحریر کی گئی تھی اور دوائے چرن سنیال کی قابلیت کی اور مدعا علیہا کے علم متعلق بہ دستاویز مذکور کی تردید ہوتی ہے لیکن میں کوئی اختلاف اس بیان میں معلوم نہیں کرتا کہ وہ جملہ گواہان جو اقرار نامہ مذکور کے متعلق کچھ کہہ سکتے ہیں کلکتہ یا اُسکے قرب جوار میں ہیں اور نہ کوئی اختلاف راج چندر بوسل کے بیان حلفی میں موجود ہے۔ مدعا علیہا نے بیان کیا ہے کہ اُسکی شہادت اہم ہوگی

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸-

۱۸۹۶ء
نندلال برائے
بنام
سروانگلا دیبی

اور کہ اسکے واسطے یہ ناممکن ہوگا کہ دیناجپور میں جاکر اپنے گواہان کو وہاں طلب کرے کیونکہ خرچ بہت زیادہ ہوگا اور نیز اگر وہ خرچ ادا بھی کرسکتے تاہم انمیں سے بہت گواہان کو حاضر نہ کرسکیگی۔

اس بیان کی کوئی تردید موجود نہیں ہے کہ اسکے پاس کمیشن کا خرچہ ادا کرنیکے وسائل موجود نہیں ہیں اور نہ کوئی اظہار اس امر کا کیا گیا ہے کہ وہ آسانی سے دیناجپور میں شہادت دینے کیواسطے جاسکتی ہے ملحوظ اس امر کے کہ مدعا علیہا ایک پردہ نشین عورت ہے میں اسوقت کو سمجھ سکتا ہوں جو اسکو شہادت دینے کے واسطے اسکی فیملی میں جانے سے ہوگی مدعیکی طرف سے ہرگز یہ بیان نہیں کیا گیا کہ کوئی گواہان دیناجپور میں بھی ایسے موجود ہیں جنکو کلکتہ لیجانے کے لئے وہ مجبور ہوگا اگر مقدمہ کی تجویز عدالت ہذا میں کیجائے۔

کامنی کمار گواہ نے نہایت کمزور طور پر یہ ظاہر کیا ہے کہ مدعا علیہا کے پاس ایسے وسائل موجود ہیں کہ وہ وکیل کو یہاں سے دیناجپور لیجائے اس امر کے متعلق اسنے حسب ذیل بیان کیا ہے بحوالہ ان بیانات کے جو درخواست مذکور کے فقرہ ۲۳ میں درج ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ یقین نہیں ہے کہ وسائل مذکور کے پاس کوئی وسائل بسبب اس امر کے موجود نہیں ہیں کہ وکیل کو کلکتہ سے دیناجپور میں لیجائے درصورتیکہ ایسا کرنا ضروری ہو جسکو ہم درست نہیں سمجھتے الخ۔

انکار کی نوعیت نہایت کمزور ہے میری مراد یہ کہنے کی نہیں ہے کہ مدعا علیہا کی ناقابلیت نسبت لیجانے وکیل کے دیناجپور میں کوئی وجہ انتقال ہوسکتی ہے بلکہ صرف یہ قرار دیا ہے کہ گو اسکی ناقابلیت درباره لیجانے وکیل سے ایسے طریق پر انکار کیا گیا ہے جیسا کہ میں نے ظاہر کیا ہے تاہم اسکے اس بیان سے کہ وہ دیناجپور جانے یا اپنے گواہان کو وہاں لیجانے کے وسائل نہیں رکھتی۔ انکار نہیں کیا گیا۔

راج چندر بوس نے درحقیقت یہ بیان کیا ہے کہ اگر مقدمہ عدالت ہذا میں منتقل کیا جائیگا تو اسمیں نندلال برائے کے لئے نہایت دقت اور انکا نقصان ہوگا جسنے پہلے سے ذمہ دار۔ یہاں اسٹامپ فیس وکیل بمقدار مبلغ للعہ چار سو روپیہ ادا کئے ہیں۔

علاوہ امر خرچ کے کوئی امر باظہار اسبابات کے موجود نہیں ہے کہ وقوع کیا ہوگی۔ میرا کوئی علاقہ اس خرچ کے ساتھ نہیں ہے جو قبل ازیں مدعی نے برداشت کیا ہے۔ اگر وہ کامیاب ہوگا تو غالباً اسٹامپ کا خرچہ حاصل کریگا۔ بیان ہر کیا گیا ہے کہ نالش عدالت دیناجپور میں دائر کیگئی تھی کیونکہ کلکٹر ضلع مذکور مدعا علیہ بنایا گیا ہے لیکن کلکٹر صرف ایک فریق ترتیبی ہے۔ اسکی موجودگی بنا نالش ہذا کا باعث صرف یہ امر واقعہ ہے کہ اسکے قبضہ میں لگانباے جائداد ہیں۔ نالش عدالت ہذا میں بدون اسکے دائر کیجا سکتی تھی

سنہ ۱۸۹۶ء
ہرنند لال رائے
بنام
سرواسنگلا دیبی

جبکہ نالش اول اسی جائیداد کے متعلق دائر کیگئی تھی جو فریقین مقدمہ اور گواہان کیواسطے زیادہ تر آرام کا باعث ہوتا۔ میری رائے میں مسٹر گارتہ کے اس عذر میں بہت کچھ تقویت ہے کہ مدعی نے سب سے زیادہ دور مقام پر اسوجہ سے نالش کی ہے کہ مدعا علیہا کو اسکی جواب دہی کرنے میں بہت دقت واقع ہو۔ مجھے اس بیان سے تعجب آیا تھا کہ خرچہ عدالت ہذا میں بہ نسبت مفصلات کے زیادہ ہوگا۔ یہ امر بجائے عام تجربہ کے مخالف ہے۔

اسلئے معاملہ در اصل یہ ہو جاتا ہے:- نالش ہذا واسطے موثر کرانے معاہدہ مابین ہرنند لال رائے و دواچرن سنیال کے دائر کیگئی ہے جسکے روسے شخص موخر الذکر نے اپنے نصف حصہ جائیداد سرنیا تھ سنیال کے بحق مدعی منتقل کرنیکا اقرار بعوض اسبات کے کیا تھا کہ اسے اپنے دعوی کی پیروی کرنیکے واسطے سرمایہ عطا کیا گیا تھا۔ بملحوظی ان بیانات کے جو مدعا علیہا نے کئے ہیں بہت سے سوالات فیصلہ طلب پیدا ہوتے ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ آیا یہ ایک زبردستی اور نامناسب معاملہ تھا یہ فرض کر کے کہ وہ اسکے اثر اور منشا کو کامل طور پر سمجھ گیا تھا۔ میں اس خاص سوال کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا جو بالکل ضروری ہے لیکن بملحوظی فیصلجات مقدمات رام کمار کوندو بنام چندر کنٹو مکرجی (۱) ورگھوناتھ بنام نیلکنٹھ (۲) و سوکھ منگ بنام روپ سنگھ (۳) کے یہ امر صریح ہے کہ سوال مذکور اہم اور مشکل ہے اگر وجہ مذکور تنہا ہوتی تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ عدالت سبارڈینیٹ جج اسکی نسبت کارروائی کرنے کی کامل مجاز ہوتی۔ لیکن دیگر واقعات بھی ایسے موجود ہیں جنپر مجھے غور کرنا چاہیئے۔ وہ حملہ فریقہائے جو در اصل نالش ہذا سے علاقہ رکھتے ہیں یا تو کلکتہ میں رہتے ہیں یا اسکے قرب و جوار میں۔ ایسا ہی بیانات حلفی پر آیا ان گواہان کو جو اضلاع جانبر ہوں گے گواہی دینا ضروری ہوگا۔ یہ بیان نہیں کیا گیا کہ مدعیکا کوئی گواہ دیناجپور میں رہتا ہے۔ نیز اگر اقرار نامہ مذکور کی کلیتاً تائید نہو تو مدعی صرف اسقدر رقم کا مستحق ہوگا جسقدر کہ اسنے خرچ کی ہے اور حساب و کتاب لینا ضروری ہوگا۔ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اسکا حساب و کتاب دیناجپور میں ہے۔ روپیہ یہاں ادا کیا گیا تھا اور یہی جانتے ہیں میں مدعا علیہا نے بیان کیا ہے کہ اسکے واسطے دیناجپور میں جانا بہت مشکل ہوگا انہنے بیان

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۴۷۔
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۴۳ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲۰ صفحہ ۱۱۲۔
(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۲ و 〃 〃 〃 جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۷۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ہرمند اللال رائے
بنام
سروا منگلا دیبی

کیا ہے کہ اسکے پاس کوئی وسائل خود وہاں جانیکے واسطے یا گواہان کو لیجانے کیواسطے نہیں ہیں۔ نیز استدعائے حکم امتناعی و تقرر ریسیور کے باعث مقدمہ ہذا ایک ایسا مقدمہ ہوگیا ہے جو بالضرور عدالت ہذا سے فیصل کیاجانا چاہیئے۔ آسانی کی زیادتی بحق اس امر کے ہے کہ اُسکی سماعت کلکتہ میں کیجائے۔ اس امر پر اصرار کرنا کہ اُسکی سماعت دیناجپور میں کیجاوے گویا میری رائے میں مدعا علیہا کے برخلاف نالش کی جوبد اپنی کرنیکے لئے بہت سی دقت ہائے کا عائد کرنا ہے۔

دیگر مدعا علیہم نے اس معاملہ کو عدالت کی رائے پر منحصر رکھا ہے اُن جملہ وجوہات کے روسے جو مینے بیان کی ہیں میری یہ رائے ہے کہ مجھے قاعدہ ہذا کو قطعی قرار دینا چاہیئے اور میں ایساہی کرتا ہوں میں جملہ فریقہائے کے خرچہ کو محفوظ کرتا ہوں۔

اٹرنیان منجانب مدعی :۔ میسٹرز سین اینڈ کمپنی۔

اٹرنی منجانب مدعا علیہا سروا منگلا دیبی :۔ بابو بھوپندرا ناتھ بوس۔

اٹرنی منجانب مدعا علیہ الیشن چندر سنیال :۔ بابو موہنی موہن چیٹرجی۔

اٹرنی منجانب مدعا علیہ جتندر ناتھ سنیال :۔ مسٹر ایچ گلنڈرس۔

قاعدہ قطعی قرار دیا گیا۔

باجلاس سیل صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۴ جنوری

کسوری موہن رائے بنام کالی چرن گہوس وغیرہ

اجرا ڈگری۔ طریق اجرا۔ رہن۔ مرتہن مابعد۔ اجرا بخلاف ان جایداد ہائے کے جو ہائیکورٹ کے اختیار مقامی سے باہر ہوں۔ اجازت ارجاع نالش۔ فرمان شاہی ہائیکورٹ سنہ ۱۸۶۵ء ضمن ۱۲۔ اطلاق محدود الفاظ ضمن مذکور۔

جایداد ہائے واقعہ کلکتہ مدعی کے پاس رہن کیگئی تھیں اور جایداد ہائے مذکور بشمولیت دیگر جایداد ہائے کے جو کلکتہ سے باہر تھیں ایک تھن تالی کے پاس رہن کیگئی تھیں۔ ایک نالش بخلاف راہن و مرتہن دوم میں قرار دیا گیا تھا کہ بعد عام ڈگری رہن کے صادر کئے جانے کے مرتہن دوم کو یہ حق حاصل تھا کہ اُن جایداد ہائے کے برخلاف جو کلکتہ سے باہر تھیں اُس رقم تعدادی زررہن کی وصولی کے واسطے کارروائی کرے جو اُسکے حق میں واجب الادا باقی رہے۔

* صیغہ ابتدائی دیوانی نالش نمبر ۵۹۶ سنہ ۱۸۹۳ء۔

سنہ ۱۸۹۶ع
کسوری موہن رائے
بنام
کالی چرن

محدود کنندہ الفاظ ضمن ۱۲ فرمانشاہی سنہ ۱۸۶۵ع ایک مدعی کے دعوے سے متعلق ہیں لیکن کوئی مشابہ محدود کنندہ حکم اُس مقدمہ سے متعلق نہیں ہے جاںکہ وہ شخص جو عدالت کے اختیار سماعت کے استعمال کرانیکا مستدعی ہو مدعا علیہ ہو۔

درخواست ہذا بعد نوٹس بحق فریقین نالش ہذا کے کیگئی تہی لیکن درخواست کی تردید کے واسطے کوئی شخص بوقت سماعت پیش نہوا۔

واقعات مقدمہ ہذا واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

مسٹر آر متر بجانب سائل:۔ مرتہن دوم مناسب طور سے ایک نالش زیر دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد میں فریق بنایا گیا تہا۔ بروئے ڈگری کے اُسکے رہن کی نسبت حساب کتاب کئے جانیکا حکم دیا گیا تہا۔ اُسنے اپنے زررہن کا ایک حصہ بذریعہ اس بقایا زرثمن میں سے حاصل کیا ہے جو جایداد ہائے واقعہ کلکتہ کے نیلام سے باقی رہا تہا۔ اور اب اُسنے بروئے اس اجازت کے جو اُسکے حق میں بروئے ڈگری مذکور کے محفوظ رکہی گئی اُس جایداد کے نیلام کرانے کی درخواست کی ہے جو کلکتہ سے باہر واقعہ ہے تاکہ وہ اُس رقم کو وصول کرے جو اُسکے حق میں باقی ہے۔ عدالت نے اُسکے رہن کے متعلق اختیار سماعت کا استعمال کیا ہے۔ یہ امر نہایت مناسب ہے کہ اُسکو نالش ہذا میں کامل دادرسی عطا کیجانی چاہیئے ضمن ۱۲ فرمانشاہی سنہ ۱۸۶۵ع اُسکو اُس دادرسی کے عطا کرنیکی مانع نہیں ہوسکتی کیونکہ اُسنے استدعا کی ہے ضمن مذکور کے محدود کنندہ الفاظ کوئی علاقہ نہیں رکہتے جبکہ مدعا علیہ عدالت سے ان جایداد ہائے کی نسبت اختیار سماعت کے استعمال کرنیکی استدعا کرتا ہے جو کلکتہ سے باہر واقعہ ہیں۔

سیل صاحب جسٹس:۔ نالش ہذا مدعی نے بربنائے اپنے رہنہائے مورخہ ۱۹ اگست سنہ ۱۸۸۸ع و ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۸۸ع کے دائر کی ہے۔ وہ جایداد ہائے جو نالش ہذا میں امر مدعا بہا ہیں سب کلکتہ میں عدالت ہذا کے حدود مقامی کے اندر ہیں۔ وہ جایداد ہائے بہی جو تابع رہن اوّل کے تہیں بشمولیت دیگر جایداد ہائے کے رہن دوم میں شامل کیگئی تہیں۔ دیگر جایداد ہائے مذکور بعد میں مدعا علیہ پران گوبند دشا کے پاس بشمولیت دیگر جایداد ہائے کے رہن کیگئی تہیں جو کلکتہ سے باہر واقعہ تہیں۔

بروئے ڈگری کے رجسٹرار کو حکم دیا گیا تہا کہ ہر سہ رہنہائے مذکور کی بابت حساب کتاب لے اور بصورت عدم انفکاک کے حکم دیا گیا تہا کہ جایداد ہائے تابع رہنہائے اوّل و دوم نیلام کیجانی چاہئیں اور اُنکا زرثمن بحصہ رسد تقسیم کیا جانا چاہیئے تاکہ مرتہن ثالث کو کامل فایدہ اُس بقایا زرثمن کا ہو جو جایداد ہائے مرہونہ مذکور کا ہو جو جایداد ہائے بہی رہن دوم میں شامل تہیں اور جو سب کلکتہ میں واقعہ ہیں۔ رجسٹرار نے اپنی رپورٹ ارسال کی۔

ذان بعد انفکاک کی میعاد عطا کئے جانے کے بعد جائداد ہائے تابع رہن ہائے اول و دوم نیلام کیگئی تہیں اور انکا زرثمن مطابق ہدایت ڈگری مذکور کے صرف کیا گیا تہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رہنہائے اول و دوم کا ایفا ہوگیا اور ایک اہم ادائیگی رہن سوم کے ایفاء میں بہی کیگئی۔ واسطے وصول بقایا واجب الادا بحق مرتہن ثالث کے اُسنے اب اُن غیر نیلام شدہ جائداد ہائے کے نیلام کی درخواست کی ہے جو کلکتہ سے باہر واقعہ ہیں اور اُسکے رہن میں شامل ہیں اُن جائداد ہائے مذکورہ کے برخلاف کارروائی کرنیکے حق کا دعوی نالش ہذا میں بروئے اُس اجازت کے کرتا ہے جو ڈگری مذکور کے رو سے حسب ذیل محفوظ کیا گیا ہے ؎ اور عدالت ہذا بذریعہ ڈگری ہذا کے جملہ مزید ہدایات پر غور کرنے کو اُسوقت تک محفوظ کرتی ہے جبتک کہ رجسٹرار اپنی رپورٹ ارسال نکرے نیز وہ مدعا علیہ پران گوبند وشا کے حق میں اس اجازت کو محفوظ کرتی ہے کہ وہ اُن جائداد ہائے کے برخلاف کارروائی کرے جو شہر کلکتہ سے باہر واقعہ ہیں ؎

بہر صورت مناسب ہے کہ نالش ہذا میں مرتہن سوم کو ہی کامل دادرسی عطا کیجانی چاہیئے۔ وہ بروئے دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جائداد مدعا علیہ بنایا گیا تہا کیونکہ بعض جائداد ہائے جو اُسکے رہن میں شامل تہیں وہ ایک ماقبل بحق مدعی میں بہی شامل تہیں۔ اسلئے اُسکا رہن بہی نالش ہذا میں شامل کیا گیا تہا اور ایک ڈگری جملہ رہنہائے کے متعلق صادر کیگئی تہی۔ اسلئے عدالت کو رہن سوم کی نسبت اختیار سماعت حاصل ہے اور اُسنے اُسکا استعمال کیا ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ آیا وہ اُن باقی جائداد ہائے کی نسبت کارروائی کرنیسے ممتنع ہے جو اُسکے رہن میں شامل ہیں اور جو عدالت ہذا کے حدود مقامی سے باہر واقعہ ہیں۔ کیونکہ اجازت ارجاع نالش اسکی نسبت زیر ضمن ۱۲ فرمان شاہی پہلے سے حاصل نہیں کیگئی۔

ضمن مذکور کے رو سے عدالت کو اُن نالشات کی نسبت کارروائی کرنیکا اختیار سماعت مفوض ہے جو اراضیات کی نسبت ہوں جبکہ اراضی مذکور کلاً یا جزواً اُسکی عام ابتدائی اختیارات دیوانی کی حدود سے باہر واقعہ ہو لیکن موخر الذکر صورت میں اسکا استعمال اختیار سماعت اس امر پر مشروط کہا گیا ہے کہ پہلے سے اجازت ارجاع نالش حاصل کیجائے۔ ملاحظہ ہو کیلی بنام فریزر (۱) لیکن الفاظ محدود کنندہ استعمال اختیار سماعت منجانب عدالت کی تعبیر سخت طور پر کیجانی چاہیئے۔

محدود کنندہ الفاظ فرمان شاہی ایکٹ ۱۰ کے دعوی سے متعلق ہیں لیکن کوئی مشابہ محدود کنندہ حکم

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۵۔

ایسا موجود نہیں ہے جو اُس تصور سے متعلق ہو جبانکہ تحصیل سٹرکی استعمال اختیار سماعت عدالت ماتحت ہو۔ بصورت عدم موجودگی کسی ایسے حصہ کے میری یہ رائے ہے کہ مجھکو ایک حکم حسب استدعا صادر کرنا چاہئے۔

اظہار بیان منجانب مرتہن دوم :- میسرز این این سین اینڈ کو۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کسوری جی ہیرا سی
بنام
کالی چرن

صیغہ ابتدائی فوجداری

سنہ ۱۸۹۶ء
۲۶ فروری

باجلاس ھل صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ بر طبق استغاثہ کورجی ہیرا سی بنام پرشوتم داس مورارجی

فرد جرم۔ نمونہ فرد جرم۔ خیانت مجرمانہ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۴۰۸۔ نمونہ نالش فوجداری۔ طریق عمل۔

جبانکہ اول دو ضمن ہائے استغاثہ کے رو سے ملزم پر جرم زیر دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند معہ خیانت مجرمانہ نسبت دو رقوم مبلغ عہ اور مبلغ لاعہ کے علی الترتیب لگایا گیا تھا اور تیسرے ضمن کے رو سے اُسپر خیانت مجرمانہ مبلغ ۹۱۴۸ روپیہ کا الزام لگایا گیا تھا درصورتیکہ رقم سوء الذکر جیسا کہ ضمن ثانی سے ظاہر ہوتا تھا عام کمی حساب و کتاب ملزم تھی تجویز ہوئی کہ ضمن سوم خارج کیا جانا چاہئے۔

مسمی پرشوتم داس مورارجی پر جو کورجی ہیرا سی کی دوکان کا ایک گماشتہ تھا خیانت مجرمانہ کا الزام لگایا گیا تھا استغاثہ کے دو اول ضمنہائے کی رو سے اُسپر خیانت مجرمانہ کا الزام دو رقوم مبلغ عہ اور لاعہ کی نسبت علی الترتیب لگایا گیا تھا۔ تیسرا ضمن حسب ذیل الفاظ میں تھا :- "کہ اُسنے یعنی پرشوتم داس مورارجی مذکور نے ۲۲۔ اپریل سنہ مذکور کو یا اُسکے قریب کلکتہ میں درصورتیکہ اُسکی تفویض میں بحیثیت گماشتہ کورجی وغیرہ کے جو کورجی ہیرا سی کے نام سے کاروبار کرتے تھے مبلغ دس ہزار دو سو چہتر روپیہ پندرہ آنہ تین پائی دیئے گئے تھے اُسکے ایک حصہ کی نسبت خیانت مجرمانہ کی ہے یعنی مبلغ ۹ ہزار ایک سو اڑتالیس روپیہ ۴ آنہ کی نسبت اور اسطرح پرشوتم داس مورارجی مذکور نے ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے"۔

سٹینڈنگ کونسل (مسٹر پی اوکنلی) منجانب استغاثہ۔

مسٹر جے جی وڈراف منجانب ملزم۔

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ
بنام
پرشوتم داس

مقدمہ کے بغرض سماعت پیش ہونے پر مسٹر جے بی ڈوراف منجانب ملزم نے یہ بیان کیا کہ قبل اسکے کہ ملزم سے نالش کی جوابدہی کرنے کو کہا جائے وہ اسکے ضمن سوم کے متعلق عذر کرنا چاہتا ہے

بل صاحب جسٹس نے یہ عذر کیا کہ یہ امر مناسب ہوگا کہ اہالیان جوری کو موجود رکھا جائے جب تک کہ بحث ختم ہو ملزم جملہ ضمنہائے کے متعلق عذر کرسکتا ہے۔ اور اسنے بیان کیا کہ اگر بعد سماعت وکلاء کے وہ عذر مذکور کو منظور کریگا تو وہ ضمن سوم کے خارج کیئے جانیکا حکم دیگا۔

چنانچہ ایک جوری قائم کیگئی تھی اور ملزم نے جملہ ضمنہائے استغاثہ کی نسبت مجرم نہونیکا عذر کیا۔

مسٹر جے جی ڈوراف :۔ تیسرا ضمن جو بظاہر درست معلوم ہوتا ہے دراصل ناقابل قیام ہے صرف اسیقدر کافی ہے اگر اسکے روسے ایک تنہا معاملہ کی نسبت کارروائی کیجائے۔ لیکن بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رقم جسکا ذکر اس بیان میں کیا گیا ہے کہ وہ خورد برد کیگئی ہے ایک عام کمی حساب وکتاب ملزم ہے۔ ایک عام کمی باعث مختلف رقوم کے خورد برد کرنیکے پیدا ہوسکتی ہے۔ ہر ایک جداگانہ رقم کا استعمال بیجا ایک جداگانہ جرم ہے ملاحظہ ہو چیٹر بنام ملکہ (۱) جبکہ ایک تعداد رقوم کی جداگانہ ضائع کیگئی ہوں تو وہ مشترک طور پر کل رقم کے خورد برد کرنے کے برابر متصور نہیں ہوسکتیں ملاحظہ ہو بادشاہ بنام ڈیمس (۲)۔ مقدمہ ملکہ بنام الس (۳) میں ہفتہ وار حساب وکتاب ہوا کرتا تھا نیز حساب وکتاب یکطرفہ تھا۔ چونکہ پہلے دو بیانات میں دو جرایم کا الزام لگایا جاچکا ہے اسلئے تیسرا بیان ناقص ہے۔ بموجب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صرف تین جرایم کا جو ایک ہی قسم کے ہوں الزام لگایا جاسکتا ہے۔ صورتحال میں دراصل تین جرایم سے زیادہ کا الزام لگایا گیا ہے اگر تفضیع زر دو تواریخ پر کیا جائے اور وہ جداگانہ معاملات کی نسبت ہو تو دو استغاثہ ہونی چاہئیں اور وہ تجویز جو بخلاف ورزی احکام دفعہ ۲۳۴ کیجائے بالکل غیر موثر ہے ملاحظہ ہو معاملہ لچھمی نرائن (۴)، ملکہ معظمہ بنام جوالا پرشاد (۵) میں غیر رپورٹ شدہ فیصلہ ولسن صاحب جسٹس بمقدمہ ملکہ بنام کونسل مجولا مقدمہ ملکہ معظمہ بنام شاماچرن کا حوالہ دیتا ہوں جس کی تجویز ۱۸۹۰ء میں پرنسپ صاحب جسٹس نے کی تھی (۶)، اور ایک خاص جوری قایم کیگئی تھی۔ نیز فیصلہ فیرن صاحب جسٹس بمقدمہ بمبئی ملکہ معظمہ بنام دسیلوا منفصلہ ۱۸۹۳ء (۶) کا۔ وہ ضمن سوم کے ناقابل قیام ہونے کے متعلق بلا واسطہ طور پر متعلق ہوتے ہیں۔ مقدمہ ملکہ معظمہ

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۵۔
(۲) کرنگشن پینیز جلد ۲ صفحہ ۶۲۱۔
(۳) لا رپورٹ کراون کیسز جلد اول صفحہ ۳۴۴۔
(۴) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۰۔
(۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۴۔
(۶) وکیل مذکور کو اجازت دیگئی ہے کہ رپورٹ ہائے مذکور مندرجہ سٹیٹسمین و ٹائمز آف انڈیا کا حوالہ دے۔ نوٹ ایڈیٹر۔

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ
بنام
پرشوتم داس

بنام کیلی (۱) میرے برخلاف ہے لیکن استدعا یہ کیگئی ہے کہ عدالت ہذا خود اپنے فیصلجات ماسبق اور فیصلجات بمبئی ہائیکورٹ کی پیروی کریگی ۔ جیساکہ قانون اب موجود ہے کسی خاص رقم کا خورد برد کیا جانا ثابت کیا جانا چاہیئے ۔ یہ کافی نہوگا کہ ملزم کے حساب وکتاب کی عام کمی ثابت کیجائے ۔ ملاحظہ ہو ملکہ بنام جونس (۲) ملکہ بنام جیب پین (۳) ملکہ بنام ہواہ (۴) ملکہ معظمہ بنام ولسٹن (۵) کتاب رسل صاحب بابت جرائم دفعات ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۹۰ کتاب راسکوصاحب دربارہ شہادت فوجداری صفحہ ۵۰۴ ۔ فیصلہ مقدمہ ملکہ بنام گرد و (۲) محض واقعات مقدمہ مذکور پر مبنی تہا جیساکہ مقدمہ ملکہ بنام جونس (۲) میں ظاہر کیا گیا ہے نیز مقدمہ مذکور میں سات ججان میں سے ججان فی فیصلہ مذکور سے اختلاف کیا تہا ملاحظہ ہو کتاب رسل صاحب بارہ جرائم جلد ۲ صفحہ ۳۴ ۔ مقدمہ ملکہ بنام لیمبرٹ (۸) اس عام قاعدے کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ کتاب رسل صاحب بارہ جرائم جلد ۲ صفحہ ۷۷ سے ثابت ہوتا ہے ظاہر کیا ہے جسکی تائید فیصلجات عدالتہائے ہندوستان محولہ بالا ہوتی ہے سوا مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کیلی (۲) ترمیم مجموعہ تعزیرات ہند بروئے دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۹۵ء صرف غلط حساب و کتاب بنانیکا ذکر ہے جو کہ اس قسم کا جرم ہے تاہم اسکی نوعیت جداگانہ ہے ۔ اسمیں احکام سٹیوٹ ۳۸ و ۳۹ دکٹوریہ باب ۲۴ قائم کئے گئے ہیں ملاحظہ ہو بیان اغراض جرائم گزٹ آف انڈیا ۴ مارچ ۱۸۹۴ء ملکہ بنام ہٹ (۹) شرط مذکور صرف الزامات زیر دفعہ ۴۷۷ (الف) مجموعہ تعزیرات ہند سے متعلق ہوتی ہے ۔ استغاثہ حال زیر دفعہ مذکور نہیں ہے ۔ اگر واضعان قانون کا منشا یہ ہوتا کہ شرط مذکور عام طور پر متعلق ہو تو انہوں نے ایسا ہی حکم دیا ہوتا ۔ اگر عام کمی کا ثابت کرنا کافی نہیں ہے تاکہ ارتکاب جرم ثابت کیا جائے تو عدالت شہادت کے دئے جانیکی اجازت ندیگی جسکا اثر صرف یہ ہوگا کہ ملزم کو نقصان پہونچے ۔ اسوجہ پر اور نیز وجہ اول پر یہ استدعا کیگئی ہے کہ تجویز اضمن ناجائز کیا جانا چاہیئے ۔

منصفان کرنس ومسٹر لی اولکنلی) :۔ جب تک کہ عام کمی حساب وکتاب کی شہادت قبول نہ کیجائے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۱۵۳ ۔

(۲) کرنگٹن وپینیز رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۸۸

(۳) کرنگٹن وتریس نائی ساسی رپورٹ جلد اول صفحہ ۱۱۹ ۔

(۴) لاء پرلی کروان کیسز صفحہ ۶۲۶ ۔

(۵) کاکس مقدمات فوجداری جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ ۔

(۶) کرنگٹن وپینیز رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۶۲۵ ۔

(۷) کاکس مقدمات فوجداری جلد ۲ صفحہ ۳۰۹

جلد ۱۵ صفحہ ۵۶۴ ۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ
بنام
پرشوتم داس

تو ایسی صورتوں میں ارتکاب جرم کا ثابت کرنا نہایت مشکل ہوگا بشرطیکہ بالکل ناممکن نہو ملاحظہ ہو رائے اول صاحب جسٹس مقدمہ ملکہ بنام لیمبرٹ (۱) ہمارا دعویٰ مقدمہ مذکور اور نیز مقدمات ملکہ بنام مانسن (۲) اور دینا بنام گرود (۳) کے اندر ہی مقدمہ موخرالذکر کے واقعات استغاثہ حال کے عین مطابق ہیں مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کپل (۴) بالکل متعلق ہے نیز ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ جرم مذکور ایک معاملہ نہ بناتا تھا اور ملزم نے خیانت مجرمانہ کا ارتکاب ایک خاص رقم کی نسبت کیا تھا۔ استغاثہ کیطرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ ایک رقم زر نقد لیگیا ہے جسکے باعث کمی حساب و کتاب واقعہ ہوئی ہے ایک وقت اور ایک خاص دن پر یعنی اُسدن جسدن کہ اُسکا فرار ہونا بیان کیا گیا ہے۔ [ہل صاحب جسٹس:۔ وہ شہادت جسکے رو سے تم اثبات کو ثابت کرنا چاہتے ہو محض خیالی ہے وہ شہادت قابل سماعت جوری نہیں ہے] وہ شہادت جو ملنے جوری کے پیش کی ہے کل وہی شہادت ہے جو ہم دے سکتے ہیں اور اگر ملزم اُس روپیہ کو فرار ہونے کے دن سے پہلے لیگیا تھا تو ضمن م کی تائید میں کوئی امر موجود نہیں ہے۔

عدالت نے مقدمہ کو یہاں ملتوی رکھا۔

عدالت کے پھر جمع ہونے پر بعد دوپہر کے التواء کے امر زیر بحث کا فیصلہ ہل صاحب جسٹس نے صادر کیا۔

ہل صاحب جسٹس:۔ بعد التوای مذکور کے مجھے فاضل چیف جسٹس صاحب سے مشورہ لینے کا استفادہ حاصل ہوا ہے اور گو خود میری رائے وہ ہی جو اول صاحب جسٹس نے مقدمہ ملکہ بنام ملہ (۱) میں ظاہر کی ہے تاہم مجھے یہ قرار دینا چاہیے کہ تیسرا ضمن بوتا بر خلاف طریق عمل عدالت ہائیکورٹ ملزم کے الزامات کے متعلق ہے اور کہ وہ استغاثہ میں سے خارج کیا جانا چاہیئے۔

جوری کی اُسے مجرم قرار دینے کی ہوئی۔

اٹرنی منجانب استغاثہ:۔ گورنمنٹ پراسیکیوٹر مسٹر جے ٹی ہیو

اٹرنیان منجانب ملزم:۔ میسرز ڈوسن چیٹرجی اینڈ متر۔

---

(۱) کاکس فوجداری مقدمات جلد ۲ صفحہ ۳۰۹۔

(۲) لا رپورٹ کرون کیسز جلد اول صفحہ ۳۲۸۔

(۳) کرنگٹن و مینز رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۶۲۵۔

(۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۱۵۴۔

صیغہ اپیل دیوانی

۷ ستمبر ۱۸۹۶ء

باجلاس سر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب نائٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب و بینرجی صاحب جسٹس

وجیندرا ناتھ رائے چودھری دیگرس دیگر (مدعیان) **بنام** سولندرا ناتھ رائے چودھری وغیرہ (مدعا علیہم)*

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۱۵۸- امور متعلقہ حقیت۔ درخواست بخلاف ایک ہی مزارع کے جسکے قبضہ میں دو یا زیادہ حقیت ہائے ہوں۔ نمونۂ درخواست۔

پیتھرم صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس نے (باختلاف رائے بیورلی صاحب جسٹس) تجویز کی کہ زیر دفعہ ۱۵۸ ایکٹ مزارعان بنگال مالک اراضی مجاز ہے کہ ایک ہی درخواست میں دو یا زیادہ حقیت ہائے کو شامل کرے جو ایک ہی مزارع کے قبضہ میں ہوں مقدمہ گوپال چندر لکھا بنام اشوتوش چیٹرجی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

مدعیان نے جو سولہ آنہ کے حصہ زمینداری نمبر ۶۵۰ واقعہ پرگنہ سر ہجیور کے مالکان تھے ۱۸ دسمبر ۱۸۹۴ء کو عدالت سبارڈینیٹ جج چوبیس پرگنہ میں ایک درخواست زیر دفعہ ۱۵۸ ایکٹ مزارعان بنگال واسطے معلوم کرنے اصلی بقایا لگان دربارہ مختلف قطعات اراضی متعلق بہ جمع ہائے کے گذرانی جو مدعا علیہم کے قبضہ میں تھے اور نیز بغرض معلوم کرنے اس امر کے کہ کس قسم کے مزارعان مدعا علیہم ہیں۔ مدعیان نے بیان کیا کہ ایک جمع جو نجیب لال کے نام پر درج تھی اور ایک اور جمع جو گوکل چندر بوس کے نام پر درج تھی جو دونوں ایک ہی موضع میں واقعہ ہیں اور تعلق نمبر ۶۵۰ کے ملحق ہیں انکے جانشین باسبق کے رشتہ زمینداری میں تسلیم کیجاتی تھیں اور کہ ایک شخص مسمی ہیم چندر رائے متوفی پدر مدعا علیہم ہر دو جمعہائے مذکور پر قابض تھا۔ اور کہ اُسکی وفات کے بعد مدعا علیہم قابض ہیں۔ مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ ہر دو جمعہائے مذکور جداگانہ ہیں اور اراضیات بھی جداگانہ ہیں اسلئے قانوناً ایک مشترک درخواست نہیں کیجا سکتی۔ اُنہوں نے یہ بھی عذر کیا کہ اگر ایک جداگانہ درخواست ہر ایک جمعہائے مذکور کی نسبت کیجائے تو عدالت کو کوئی اختیار اُس کی سماعت کی نسبت حاصل نہو گا۔

معاملۂ مذکور بغرض سماعت سبارڈینیٹ جج کے روبرو پیش ہوا جسنے ۱۰ مئی ۱۸۹۵ء کو

---

* اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۲۵۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو شام چندر دہر سبارڈینیٹ جج عدالت دوم چوبیس پرگنہ مورخہ ۲۹- جون ۱۸۹۵ء-

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۰۲۔

ایک حکم بدیں مضمون صادر کیا کہ مدعا علیہم کا عذر کامیاب ہونا چاہئے اور مطابق اُس امر کے کہ سوال اختیار سماعت کا فیصلہ بلحاظ نوعیت حقیت ہائے کے کیا جانا چاہئے۔ ۱۹ جون سنہ ۱۸۹۵ء کو معاملہ مذکور اُسکے روبرو پھر پیش ہوا اور اُسنے ذیل کا حکم صادر کیا:۔

"سائل نے اپنی رضامندی بنسبت منتخب کرنیکے ظاہر نہیں کی گو اُسے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا تھا اسلئے میں درخواست ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں"۔

۱۸۹۶ء
دھیندرا ناتھ
بنام
سولندرا ناتھ

اِس حکم کی ناراضی سے مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

بابو ہیم چندر بنرجی و بابو رام چرن متر و بابو اوماکالی مکرجی و بابو شریش چندر چودھری و بابو سرت چندر رائے چودھری منجانب سائلان۔

بابو جوگیش چندر رائے منجانب رسپانڈنٹان۔

اپیل کی سماعت ابتداءً ایک بنچ نے کی تھی جسمیں پیتھرم صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس اجلاس فرما تھے اور فیصلجات ذیل صادر کئے گئے تھے۔

پیتھرم صاحب چیف جسٹس:۔ (اُنہوں نے بعد بیان کرنے واقعات کے بیان کیا کہ) زمینداران نے اپیل کیا ہے اور میں نہایت افسوس سے بینرجی صاحب جسٹس سے دربارہ معانی دفعہ ۱۵۸ کے اختلاف کرتا ہوں میں خود اپنی رائے دفعہ مذکور کی نسبت ظاہر کرتا ہوں جہانتک کہ اُسکا تعلق سوال حال سے ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا بروئے دفعہ مذکور کے ایک مالک زمینداری اُس جملہ اراضی کو جو اُسکی زمینداری کے اندر ایک ہی مزارعہ کے قبضہ میں ہو ایک ہی درخواست میں شامل کرسکتا ہے گو وہ ایک سے زیادہ حقیتہائے کی تابع اُسکے قبضہ میں ہو یا کہ اُسے ایک جداگانہ درخواست ہر ایک حقیت کی اراضی کے متعلق کرنی چاہئے۔ سوال مذکور بالکل ایک سوال تعبیر دفعہ مذکور ہے اور کوئی سوال اختیار تمیزی یا آسانی یا دقت کا میری رائے میں وقت جواب دینے سوال مذکور کے زیر بحث نہیں ہو سکتا۔

وہ عدالت جسمیں درخواست مذکور کیجانی چاہئے بلاشبہ طور پر ایسی عدالت ہونی چاہئے جسکو ایک نالش قبضہ اراضی مابین زمیندار و مزارعہ کے سماعت کرنیکا اختیار حاصل ہو اور اس امر کا کہ ایک نالش میں سوال متعلق بہ اُن اراضیات کا فیصلہ کرے جو ایک سے زیادہ حقیت کے تابع زیر قبضہ ہو سکتی ہیں اور چونکہ ایک ہی لفظ "اراضی" دفعہ مذکور میں بحوالہ نالش اور درخواست کے استعمال کیا گیا ہے اسلئے میں صرف یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہوں کہ واضعان دفعہ مذکور کا منشا ہر ایک صورت میں ایک ہی اراضی کا تھا۔ اگر اُنکا یہ منشا ہوتا کہ لفظ مذکور سے جب وہ بحوالہ ایک درخواست کے استعمال کیا جائے اراضی مراد نہ ہوگی۔ بلکہ کوئی اور شئے

سنہ ۱۸۹۶ء
دھنیدر ا ناتھ
بنام
سو لندرا ناتھ

مراد ہونی چاہیئے تو میری رائے میں اُنہوں نے ایسا بیان کر دیا ہوتا۔

صرف ایک ہی لفظ مندرجہ دفعہ مذکور پر سپاہنڈنٹ کی حجت مبنی ہوسکتی ہے لفظ "جماعت" مندرجہ ضمن (ج) ہے کیونکہ بلاشبہ طور پر بحث کیجا سکتی ہے کہ اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ چند حقیت ہائے کی اراضی کے متعلق ایک ہی درخواست میں کارروائی کیجا سکتی ہے تو اُنہوں نے لفظ جمع کا استعمال بجائے لفظ مفرد کی کیا ہوتا کیونکہ اگر مختلف حقیت ہائے کی نسبت کارروائی کیجا سکے تو ایک ہی شخص چند جماعتہائے مزارعان میں شامل ہوسکتا ہے مگر تھوڑا سا غور کرنیسے معلوم ہوگا کہ بحث مذکور بہتر بنا پر مبنی نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ مزارعہ مذکور جملہ حقیت ہائے کی نسبت ایک ہی جماعت مزارعان میں ہو تو اسصورت میں لفظ مذکور مندرجہ ضمن مذکور اسصورت کی جوابدہی کرنیکے واسطے کافی ہوگا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر اُس لفظ کو بطور ایک معیار کے تصور کیا جائے تو زمیندار مجاز ہوگا کہ چند حقیت ہائے کی اراضیات کو ایک ہی درخواست میں شامل کرے جبکہ مزارعہ جملہ حقیت ہائے مذکور کے متعلق ایک ہی جماعت کی ذیل میں آتا ہو لیکن وہ ایسا نکر سکیگا اگر وہ مختلف جماعتہائے کی ذیل میں آتا ہو اور یہ نتیجہ نہایت افسوسناک ہوگا کیونکہ اسکے روسے عدالت کا اختیار سماعت فیصلہ مقدمہ پر منحصر ہوگا۔

میری رائے میں تعلق عبارت سے کوئی مختلف منشا ظاہر نہیں ہوتا اور یہ عام قاعدہ متعلق ہوتا ہے لفظ مفرد "جماعت" میں لفظ جمع "جماعتہائے" شامل ہے۔ میری رائے میں سبارڈینیٹ جج کا حکم غلط ہے اور مقدمہ اُسکے پاس اسغرض سے واپس بھیجا جانا چاہیئے کہ وہ اُسے پھر شامل کاغذات کر کے اُسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرے لیکن چونکہ بمپنی صاحب جسٹس کی رائے مختلف ہی اسلئے کاغذات ایک جج ثالث کے روبرو پیش کئے جانے چاہئیں۔

بمپنی صاحب جسٹس۔ کارروائی حال زیر دفعہ ۱۵۸ ایکٹ مزارعان بنگال عدالت سبارڈینیٹ جج چوبیس پرگنہ میں دائر کیگئی تھی۔ مدعیان نے جو مالکان اراضی ہیں دو حقیت ہائے کے امور متعلقہ کے معلوم کرانیکی درخواست کی تھی جواب تین مدعا علیہم کے قبضہ میں ہیں۔ پہلے از حقیت ہائے مذکور کا ذکر بطور ایک ایسی جمع کے کیا گیا ہے جو پر نجیب خاں کے نام پر درج ہے اور اُسکا لگان مبلغ ۸ للعہ ہے اور دوسری کا بطور ایک ایسی جمع کے جو گوپال چندر بوس کے نام پر درج ہے اور جسکا لگان مبلغ ۱۳ ر ۶ پائی ہے مدعیان نے مختلف قطعات اراضی ملحقہ جمعہائے مذکور کے رقبہ و موقعہ حدود کے معلوم کرانیکی درخواست کی ہے اور اُن جماعتہائے مزارعان کے معلوم کرانیکی جنسے مدعا علیہم علاقہ رکھتے ہوں اور نیز یہ کہ آیا لگان بابت حقیت ہائے مذکور مستوجب افزونی ہیں یا نہیں۔

۱۸۹۶ء
ماحیدر ناتھ
بنام
سولندر ناتھ

اُنہوں نے اپنی درخواست کی تعین مالیت بطور ایک ایسی نالش کے کی جسکی کل مالیت مبلغ صہ روپیہ ان کی رائے کے مطابق ایک حقیت کی مالیت مبلغ صہ روپیہ تھی اور دوسری حقیت کی مالیت روپیہ۔

مدعا علیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے عذر کیا کہ حقیت ہائے مذکور کی مالیت مبلغ صہ و مبلغ صہ علی الترتیب تھی اور کہ جداگانہ کارروائی ہر ایک حقیت کی نسبت دائر کیجانی چاہیئے تھی چنانچہ کارروائیات مذکور عدالت منصف بسیر ہٹ میں دائر کیجانی چاہئیں تھیں۔

سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا کہ ہر ایک حقیت کے متعلق جداگانہ درخواست کیجانی چاہیئے تھی اُسنے مدعیان کو اسباب کے منتخب کرنیکا موقع دیا کہ کس حقیت کے متعلق انکی درخواست حال متعلق کیجانی چاہیئے اور چونکہ اُنہوں نے میعاد عطا کردہ کے اندر کوئی انتخاب نہیں کیا اسلئے اُسنے درخواست کو خارج کردیا۔

حکم مذکور کی ناراضی سے ایک اپیل رجوع کیا گیا ہے اور عذر یہ کیا گیا ہے (۱) کہ دفعہ ۱۵۸ میں کوئی امر مانع اس بات کا موجود نہیں ہے کہ کسی تعداد حقیت ہائے کی امور متعلقہ کے دریافت کرنیکے واسطے ایک ہی درخواست کیجائے بشرطیکہ وہ ایک ہی شخص کے قبضہ میں ہوں یا صورت حال کیطرح ایک ہی جماعت اشخاص کے قبضہ میں اور (۲) بروئے احکام دفعات ۴۵ و ۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے سبارڈینیٹ جج پر لازم تھا کہ ایک ہی درخواست پر ہر دو حقیت ہائے کے امور متعلقہ کو معلوم کرتا اور کہ اگر اُسے ایسا کرنیمیں دقت معلوم ہوتی تھی تو اُسے چاہیئے تھا کہ جداگانہ تجاویز کا حکم دربارہ ہر ایک حقیت کے دیتا۔

میری یہ رائے ہے کہ سبارڈینیٹ جج کا حکم درست ہے اور کہ واضعان قانون نے دفعہ ۱۵۸ ایکٹ مزارعان کے نافذ کرنیمیں یہ خیال نہ کیا تھا کہ ایک ہی کارروائی زیر دفعہ ہذا میں ایک سے زیادہ حقیت ہائے کے امور متعلقہ معلوم کئے جانے چاہئیں معلوم ہوتا ہے کہ یہی تجویز اُن فاضل ججان نے بھی کی ہے جنہوں نے مقدمہ گولپ چند نولکھا بنام اشتو توش ٹیپریہ (۱) کا فیصلہ کیا ہے اُنہوں نے اپنے فیصلہ مقدمہ مذکور میں بیان کیا ہے کہ بصورت حال اشتو توش نے بنالش کی عدالت میں زیر دفعہ ۱۵۸ ایکٹ لگان اس غرض سے کی ہے کہ ایک بنالش بابت حقیت ہائے کی نوعیت معلوم کیجائے بالفاظ دیگر اُسنے عدالت دیوانی سے ایک ایسے امر کے کرنیکی استدعا کی ہے جو قانون میں بر زیر دفعہ ۱۰۳ کے ایک خاص فرض عدالت مال کا قرار دیا گیا ہے سبارڈینیٹ جج کی یہ رائے تھی کہ دفعہ ۱۵۸ صرف خاص صورتوں سے متعلق ہے اور

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۲۔

۱۹۶۰ء
راجندر ناتھ
بنام
سولندر ناتھ

اُسکے رو سے ایسی درخواست جائز نہیں ہے مگر ڈسٹرکٹ جج کی یہ رائے تھی کہ دفعہ مذکور کی لفظی تعبیر کیجانی چاہئے اور کارروائی جاری کی جانی چاہیئے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا کہ مختلف بناہائے دعویٰ یکجا جمع کئے جانے چاہئیں۔ ہمارے قانون میں کوئی ایسا ضابطہ نہیں ہے جسکے رو سے بہت سی الشات ایک ہی دعویٰ میں شامل کیجا سکیں۔ ہم ہدایت کرتے ہیں کہ عدالت ماتحت کی ڈگری منسوخ کیجائے اور عدالت اول کی ڈگری مع خرچہ بحال کیجائے۔"

مدعیان صورت حال میری رائے میں بالکل وہی کر رہے ہیں جسکی کہ نسبت فاضل ججان نے مقدمہ محولہ بالا میں یہ قرار دیا تھا کہ وہ نہیں کیا جا سکتا اور نہیں کیا جانا چاہیئے۔ اُنہوں نے ایک سے زیادہ حقیت ہائے کی نسبت ایک ہی درخواست کی ہے۔ اُنہوں نے مختلف بناہائے دعویٰ کو جمع کیا ہے۔ وہ دو نالشات یا دو کارروائیات بر رُوئے ایک ہی درخواست کے دائر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ ضابطہ بندوبست کو کارروائیات عدالت دیوانی زیر دفعہ ۱۵۰ سے متعلق کریں۔

اسمیں شک نہیں کہ مقدمہ حال اور مقدمہ گولپ چند نولکھا بنام اشوتوش چٹرجی (۱) میں تمیز کیجا سکتی ہے کیونکہ مقدمہ حال میں ایک ہی جماعت مزارعان ہے جو دو حقیت ہائے پر قابض ہیں اور مقدمہ گولپ چند نولکھا بنام اشوتوش چٹرجی (۱) میں قریباً بیس مزارعان مختلف حقیت ہائے پر قابض تھے مگر اُن فاضل ججان نے جنہوں نے مقدمہ مذکور کو فیصل کیا تھا۔ اپنے فیصلہ کو امر مذکور پر مبنی نہ کیا تھا۔ اُنہوں نے اُسے اسوجہ پر مبنی رکھا تھا کہ واضعان قانون کا منشا دفعہ ۱۵۰ میں یہ تھا کہ ایک کارروائی زیر دفعہ مذکور صرف ایک ہی حقیت کے متعلق ہونی چاہیئے خواہ اُسکے الفاظ کی لفظی تعبیر کچھ ہی ہو اور میری بھی یہی رائے ہے۔ میں یہ ازدیاد کر سکتا ہوں کہ لفظ "جماعت" مندرجہ ضمن (ج) دفعہ مذکور سے صریح طور پر یہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جماعت جس سے مزارعہ علاقہ رکھتا ہو معلوم کیجانی چاہیئے۔ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ "جماعتہائے" جنسے وہ علاقہ رکھتا ہے معلوم کیجانی چاہئیں جو صورت کہ ممکن ہو سکتی ہے اگر ایک سے زیادہ حقیت ہائے کے متعلق ایک ہی درخواست زیر دفعہ ۱۵۰ کیگئی ہو کیونکہ ایک مزارعہ بلاشبہ طور پر ایک سے زیادہ جماعت مزارعان سے علاقہ رکھ سکتا ہے اگر اُسکے قبضہ میں ایک سے زیادہ حقیت ہائے ہوں۔

---

(۱) انڈین لاء رپورٹس کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۲۔

سنہ ۱۸۹۶ء
راجندر ناتھ
بنام
سولنا راناتھ

پس میری یہ رائے ہے کہ دفعات ۴۵ و ۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائیات زیر دفعہ ۱۵۸ سے متعلق نہیں ہیں جو کہ دفعہ ۱۴۳ ضمن (۲) ایکٹ مزارعان کی رو سے مجموعہ ضابطہ دیوانی جملہ نالشات سے متعلق کیا گیا ہے لیکن متفرق کارروائیات سے متعلق نہیں کیا گیا جو برو ایک درخواست کے شروع کیگئی ہوں۔ دفعہ ۱۴۳ ضمنہائے (۱) و (۲) سے یہ امر صریح ہے کہ ایکٹ مزارعان میں ایک تمیز مابین "نالشات" اور "کارروائیات" کے کیگئی ہے جو بذریعہ درخواست کے شروع کیگئی ہوں ایک حکم بربنائے درخواست زیر دفعہ ۱۵۸ بروئے ضمن (۳) دفعہ مذکور کے ایک ڈگری کا اثر رکھتا ہے اور وہ اسید اپیل کا تابع ہے لیکن اسکے رو سے وہ ایک نالش نہیں بنجاتی [ملاحظہ ہو مقدمہ اوپادھیا ٹھاکر بنام پرسادہ سنگھ (۱) جسمیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کارروائیات زیر دفعہ ۱۴۰ (۲) ایکٹ مزارعان جو برو ایک درخواست کے شروع کیگئی ہوں ایک نالش نہیں ہیں گو وہ آخری حکم جو انپر صادر کیا جائے ایک ڈگری کا اثر رکھتا ہو اور اپیل کا تابع ہو] پس صورت مذکورہ میں سب آرڈینیٹ جج پر لازم تھا کہ احکام دفعات ۴۵ و ۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو کارروائیات صورت حال سے متعلق کرتا اور اُسی ایسا حکم صادر کرنیکا اختیار نہیں حاصل تھا جیسا کہ وہ برو واقعات کے مناسب سمجھتا میری رائے میں وہ حکم جو اُسنے صادر کیا ہے ایک نہایت مناسب حکم تھا۔ اُسنے مدعیان کو اس امر کی نسبت انتخاب کی اجازت دی تھی کہ کس حقیت کے ساتھ اُن کی درخواست متعلق سمجھی جائے اور اُنکو اجازت دیگئی تھی کہ دوسری حقیت کے امور متعلقہ دریافت کرنیکے واسطے ایک اور درخواست کریں۔ چونکہ مدعیان نے مشورہ سے انتخاب مذکور کے کرنے سے انکار کیا تھا اسلئے اُسنے درخواست کو نامنظور کیا۔

حکم مذکور میری رائے میں درست ہے کیونکہ جیسا کہ قبل ازیں ظاہر کیا گیا ہے مدعیان کی درخواست ایسی تھی جیسی کہ واضعان قانون کے اس منشا کے مطابق جو اُنکا دفعہ ۱۵۸ کے مرتب کرنے میں تھا زیر دفعہ مذکور دائر کیجانی چاہئے تھی اور نہ وہ برو واقعات کے ایک بالکل مناسب درخواست ہے۔ یہ امر صریحًا نہایت دقت آمیز عدالت کے واسطے ہوگا کہ ایک ہی درخواست میں ایک سے زیادہ حقیت ہائے کے امور متعلقہ کو معلوم کریں ہر ایک حقیت کی اراضیات میں مختلف قطعات شامل ہوسکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ مختلف مواضعات میں واقع ہوں۔ ہر ایک قطعہ کا لگان جداگانہ ہوسکتا ہے اور شرح لگان مختلف ہوسکتی ہے موقعہ و مقدار و حدود ہر ایک قطعہ کی ہر ایک ضمن میں اور لگان اور شرح لگان جسپر ہر ایک حقیت کا قبضہ ہے معلوم کیجانی ضروری ہیں۔ پس اگر ایک درخواست ایک سے زیادہ حقیت ہائے کی نسبت جائز ہے تو کیوں بلا بس حقیت ہائے کی نسبت بہتر نہوگی؟

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۲۳۔

سنہ ۱۸۹۶ء
راجندرا ناتھ
بنام
سولندرا ناتھ

جیسی کہ صورت مقدمہ گرلپ چندر لکہا بنام اشوتوش چٹرجی (۱) میں تھی یا اس سے بھی زیادہ حقیت ہائے کی نسبت۔ اس صورت میں یہ ایک نہایت مشکل امر ہوگا کہ کل مزارعان کے نام معلوم کئے جائیں (کیونکہ مزارعان صورت حال کیطرح مشترک ہو سکتے ہیں) اور نیز وہ مختلف جماعت ہائے معلوم کیجائیں جنسے کہ وہ ہر ایک حقیت کے متعلق علاقہ رکھتے ہیں۔ ایسی کارروائی میں ڈگری ایک نہایت ضخیم دستاویز ہوگی جسمیں بہت سی طویل تفصیلات درج ہونگی جنکا ایک دوسرے کے ساتھ کچھ تعلق نہوگا اسلئے میری رائے میں صراحت اور آسانی اور ترتیب کے واسطے یہ امر نہایت مناسب ہے کہ ہر ایک درخواست زیر دفعہ ۱۵۰ صرف ایک ہی حقیت کے متعلق ہونی چاہئے۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ تمام مشکل سطر ذیل رفع ہو سکتی ہے کہ صاحب جج ہر ایک حقیت کے متعلق جداگانہ تجویز کا حکم دے گو ان جملہ حقیت ہائے کے امور متعلق معلوم کرنے کیواسطے ایک ہی مشترک درخواست کیگئی ہو لیکن یہ طریق اختیار کرنا مشکل ہوگا۔ صرف ایک ہی تجویز کی مسل مکمل ہوگی۔ دیگر تجاویز کے دوران میں پے در پے درخواست تجویز اول کا حوالہ دینا پڑیگا یا ہر ایک تجویز کی مسل کے ساتھ اُسکی ایک نقل رکھنی ہوگی لیکن سب سے آسان طریق یہ ہوگا کہ ہر ایک صورت کی نسبت جداگانہ درخواست کیجائے جیسا کہ سبارڈنیٹ جج نے حکم دیا ہے اور جیسا کہ میری رائے ظاہر کی ہے یہی منشا و اضعان قانون کا معلوم ہوتا ہے۔

اسلئے میں اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں۔

بباعث اختلاف رائے مابین ججان کے مقدمہ زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض فیصلہ بنرجی صاحب جسٹس کے پاس ارسال کیا گیا تھا فریقین کیطرف سے بوقت اس تجویز کے وہی وکلا حاضر تھے جو ڈویژنل کورٹ میں تھے۔ وجوہات کافی طور پر اس تجویز سے ظاہر ہوتی ہیں جو بنرجی صاحب جسٹس نے صادر کی ہے:۔

بنرجی صاحب جسٹس:۔ اپیل ہذا میں جو ایک درخواست زیر دفعہ ۱۵۸ ایکٹ مزارعان بنگال سے پیدا ہوا ہے اور جو میرے پاس زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی بباعث اختلاف رائے مابین چیف جسٹس صاحب و ریمپنی صاحب جسٹس کے ارسال کیا گیا ہے جنہوں نے اوّلاً اپیل ہذا کی سماعت کی تھی صرف ایک ہی سوال فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا زیر دفعہ ۱۵۰ ایکٹ مزارعان بنگال مالک اراضی کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک ہی درخواست میں دو یا زیادہ ایسی حقیت ہائے کو شامل کر کے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۰۲۔

۱۸۹۶ء
راجندرا ناتھ
بنام
سولسندر ناتھ

جنپر ایک ہی مزارعہ قابض ہو یا کہ آیا اُسپر لازم ہے کہ ہر ایک جداگانہ حقیت کی نسبت جداگانہ درخواست کرے۔
عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ اُسپر لازم ہے کہ ہر ایک حقیت کی نسبت جداگانہ درخواست کرے
چنانچہ اُسنے اپیلانٹان کی درخواست کو جو اُنہوں نے اُن دو حقیت ہائے کی نسبت کی تھی جنپر اُنکے تابع رسپانڈنٹان قابض تھے خارج کر دیا ہے۔

اپیلانٹان کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ دفعہ ۱۰۵ میں کوئی حکم صریح یا مفہوم بخلاف اس امر کے موجود نہیں ہے کہ ایک حال جیسی درخواست گذرانی جائے اور کہ بصورت عدم موجودگی کسی ایسے حکم کے اُنکی درخواست کی سماعت کیجانی چاہیئے تھی اور کوئی عملی مشکل جو دو حقیت ہائے زیر بحث کے امور متعلقہ کے ایک ہی کارروائی میں معلوم کئے جانے کے متعلق پیدا ہوتی اُس طریق پر عمل کرنے سے رفع ہو سکتی تھی جو دفعہ ۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں درج ہے اور جو کارروائیات زیر دفعہ ۱۰۵ اسے متعلق ہے۔ بخلاف ازیں رسپانڈنٹان کیطرف سے یہ حجت کیگئی ہے کہ دفعہ ۱۰۵ میں صرف ایسی درخواست کا ذکر ہے جو ایک ہی حقیت کے متعلق ہو اور کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کوئی علاقہ کارروائیات زیر دفعہ مذکور کے ساتھ نہیں رکھتا اور کہ عدالت ماتحت مجاز تھی کہ اس قسم کی درخواست کو نامنظور کرتی جیسا کہ اُسنے عملی مشکل کیوجہ سے کیا ہے۔

اس معاملہ پر کامل غور کرنیکے بعد وہ نتیجہ جو ہمنے اخذ کیا ہے یہ ہے کہ عذر منجانب اپیلانٹان بہتر وجہ پر مبنی ہے۔ یہ سچ ہے کہ دفعہ ۱۰۵ ایکٹ مزارعان بنگال میں "مالک اراضی" و "مزارعہ" و "اراضی" اور اس جماعت کا ذکر کرتے وقت جس سے مزارعہ علاقہ رکھتا ہے اور اس "لگان" کا جو اسکی طرف سے واجب الادا ہو الفاظ حروف مفرد صورت میں استعمال کئے گئے ہیں لیکن بروئے دفعہ ۳ ضمن ۲۱ ایکٹ عبارات عامہ ۱۸۹۷ء الفاظ مفرد میں الفاظ جمع بھی شامل ہیں الا جبکہ تعلق عبارت سے اسکے نقیض پایا جاوے اُنمیں سے بعض الفاظ مثلاً "مالک اراضی" و "مزارعہ" و "اراضی" بالضرور صریح طور پر بہت سی صورتوں میں الفاظ جمع کو شامل کرتے ہیں کیونکہ عموماً ایک سے زیادہ مالکان اراضی ہو سکتے ہیں جو ایک جماعت مالکان اراضی بناتے ہوں یا ایک سے زیادہ مزارعان جو ایک جماعت مشترک مزارعان بناتے ہوں اور ایک سے زیادہ قطعات اراضی مختلف نوعیت کے جنکا علاقہ ایک ہی حقیت کے ساتھ ہو اور نہ وہ جماعت جس سے مزارعان علاقہ رکھتے ہیں - جو ایک تفصیل مندرجہ ضمن (ج) دفعہ مذکور ہے ہمیشہ ایک ہی حقیت کے متعلق

۱۸۹۶ء
راجندر ناتھ
بنام
سولندر ناتھ

ایکسا ہی ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک غیر معلوم امر نہیں ہے کہ ایک حقیت ایک ہی دستاویز کے رو سے درباره اراضیات در بارہ آمد اراضیات جنگل کے ایک مقررہ شرح لگان سے ایک جز اراضی کی نسبت اور ایک کثیر شرح کے ساتھ دوسری جزو کی نسبت پیدا کیجاتی ہے پس بعض الفاظ جو دفعہ مذکور میں مفرد استعمال کئے گئے ہیں عموماً جمع میں بھی استعمال ہوتے ہیں پس آیا کوئی امر قرینہ عبارت میں اس امر کا مانع موجود ہے اگر یہ کہا جاے کہ مزارعہ کی اراضی اور وہ جماعت جس سے وہ علاقہ رکھتا ہے اور وہ لگان جو اسکی طرف سے واجب الادا ہے ایک سے زیادہ حقیت ہائے کے ساتھ علاقہ رکھسکتا ہے جن سب پر ایک ہی مزارعہ یا مزارعان ایک ہی مالک اراضی کے تابع قابض ہوں ؟ میری رائے میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے۔ اگر مزارعان مختلف ہوں اور انکا تعلق مختلف حقیت ہائے کے ساتھ ہو تو اس صورت میں بلاشبہ طور پر مقدمہ دفعہ مذکور کی ذیل میں نہ آئیگا کیونکہ وہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسکی نسبت پہلے سے باب دہم کی دفعہ ۱۰۴ اور دفعات مابعد میں حکم ہے۔ اور یہی امر مقدمہ گوکل چندر نو لکھا بنام اسٹوکوش چیٹرجی (۱) میں فیصل کیا گیا تھا۔

مگر مقدمہ مذکور اس امر کی سند نہیں ہے کہ ایک ہی درخواست منجانب مالک اراضی یا مشترک لگان اراضی کی نسبت دو یا زیادہ حقیت ہائے کے جنپر اسکے یا انکے تابع ایک ہی مزارعہ یا مزارعان قابض ہوں زیر دفعہ ۱۵۸ سماعت نہیں ہو سکتی۔ بحث منجانب رسپانڈنٹان میں خصوصیت کے ساتھ اس عبارت ضمن (ج) دفعہ مذکور پر زور دیا گیا تھا جسمیں لفظ "جماعت" کا ذکر جسکے ساتھ مزارعہ علاقہ رکھتا ہو مفرد صورت میں کیا گیا ہے۔ گویا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی حقیت کی نسبت دفعہ مذکور میں درخواست کیجانیکا ذکر ہے۔ لیکن جیسا کہ میں قبل ازیں ظاہر کیا ہے کوئی ایسا نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا بلحوظ اس امر کہ اس حقیت کے متعلق بھی جو ایک ہی دستاویز کے رو سے پیدا کیگئی ہو مزارعہ ایک جزو اراضی کے متعلق ایک جماعت سے علاقہ رکھسکتا ہے اور دوسری جزو کی نسبت دوسری جماعت سے یعنے وہ ایک رعیت بشرح مقررہ ایک جزو کی نسبت ہو سکتا ہے اور محض دخیلکار رعیت باقی جزو کی نسبت بحث یہ کیگئی تھی کہ اگر ایک درخواست دو یا زیادہ حقیت ہائے کی نسبت سماعت کیجائے گو انپر ایک ہی مزارعہ قابض ہو تو کارروائیات دقیق ہو جائینگی اور کہ وہ طریق جسکا اظہار دوران بحث میں اپیلانٹان کیطرف سے کیا گیا ہے یعنے یہ کہ دفعہ ۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی پیروی کیجانی چاہئے متعلق نہوگا کیونکہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا کارروائیات زیر دفعہ ۱۵۸ سے تعلق نہیں ہوتا۔ اور اس عذر کی تائید میں ضمن ۲ دفعہ ۱۴۳

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۲۔

۱۸۹۶ء
اجندرا ناتھ
بنام
سولندرا ناتھ

ایکٹ مزارعان بنگال کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا گیا تھا کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی تابع چند حدود کے مقدمات نالشات سے متعلق ہی۔ مگر کارروائیات زیر دفعہ ۱۵۰ نالشات نہیں ہیں۔

میری رائے ہے کہ بحث مذکور درست نہیں ہے۔ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے ضابطہ مندرجہ مجموعہ مذکور حتی الامکان جملہ کارروائیات عدالت ہائے دیوانی کے ساتھ جو علاوہ نالشات اور اپیلہائے کے ہوں متعلق کیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ دفعہ مذکور تابع احکام دفعہ ۴ مجموعہ مذکور ہے جسمیں یہ حکم ہے کہ وہ بجز اسکے جسکی نسبت حکم دفعہ ۴ کے فقرہ ثانی میں ہوئی کوئی عبارت اس مجموعہ کی مخل کسی قانون کی نہ ہوگی جسکے رو سے کوئی خاص ضابطہ واسطے نالشات مابین مالکان اراضی اور مزارعان کے مقرر کیا گیا ہو لیکن اگر ایک کارروائی زیر دفعہ ۱۵۰ ایکٹ مزارعان ایک نالش ہے تو مجموعہ ضابطہ دیوانی بباعث دفعہ ۱۴۳ ضمن (۲) ایکٹ مزارعان کے اس سے متعلق ہوتا ہی اگر وہ نالش نہیں ہی تو فقرہ ثانی فقرہ مندرجہ دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس سے متعلق نہیں ہوتا اور اسلئے دفعہ ۶۴۷ مجموعہ مذکور متعلق رہتی ہے پس بہر حال احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائیات زیر بحث سے متعلق ہو سکتے ہیں جہانتک کہ وہ متعلق کئے جا سکیں اور کہ وہ وقت جو کارروائیات کے دقیق ہو جانے کے باعث پیدا ہوتی ہی اسطرح پر کہ ایک ہی درخواست زیر دفعہ ۱۵۰ میں ایک سے زیادہ حقیت ہائے شامل کیجائیں۔ اس طریق کی پیروی کرنے سے رفع ہو جاتی ہے جو دفعہ ۴۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں مذکور ہے۔

مجھے اسموقعہ پر اس عذر کو ظاہر کرنا چاہیے جو رسپانڈنٹان کیطرف سے بدیں مضمون کیا گیا ہے کہ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا اطلاق ان ضمنی کارروائیات تک محدود ہے جو نالشات اور اجرائے ڈگری سے پیدا ہوں مثلاً کارروائیات تنسیخ نیلام وغیرہ سے۔ اس عذر کی تردید کافی طور پر مقدمہ ٹھاکر پرشاد بنام فقیر اللہ (۱) سے ہوتی ہی جسمیں حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ رائے ظاہر کی ہی کہ وہ حکام ممدوح کی یہ رائے ہے کہ ان کارروائیات میں جنکا ذکر دفعہ ۶۴۷ میں کیا گیا ہے ابتدائی امور بھی شامل ہیں جنکی نوعیت نالشات کی ہی مثلاً کارروائیات پروبیٹ و ولائیت وغیرہ اور انمیں اجرا شامل نہیں ہے۔

وجوہات بالا کے رو سے میں اس رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں جو فاضل چیف جسٹس نے مقدمہ ہذا میں اختیار کی ہے اور میری یہ رائے ہے کہ اپیل ہذا مع خرچہ منظور کیا جانا چاہیے۔ عدالت ماتحت کا حکم منسوخ کیا جاتا ہے اور مقدمہ اسغرض سے واپس بھیجا جاتا ہے کہ اسکی سماعت اور تجویز واقعات پر کیجائے۔

اپیل منظور کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۰۶ اور لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲۲ صفحہ ۴۴۔

سنہ ۱۸۹۶ء
۱۱ دسمبر

باجلاس

مسٹر جسٹس بینرجی صاحب جسٹس و مسٹر جسٹس ریمپنی صاحب

کریم چوکیدار و یکس دیگر (مدعا علیہم) بنام سندر بیوہ وغیرہ (مدعیان) *

ایکٹ مزارعان بنگال دفعہ ۲۰ ضمن (۳) و دفعات ۲۶، ۷۶، ۸۲، ۸۵، ۱۶۰ ضمن (ج) و (د) استحقاق رعیت غیر دخیلکار۔ اُس رعیت کا فوت ہونا جسے استحقاق غیر دخیلکاری حاصل ہو۔ ورثار۔ اندراج نالش منجانب مالک اراضی۔

ایک غیر دخیلکار رعیت کا حق (جو کسی صریح اقرار کے رو سے قابض نہو) جو اُسے اپنی حقیت میں حاصل ہو قابل وراثت نہیں ہے۔

مدعیان نے نالش حال واسطے دلاپانے قبضہ بعض اراضی کے بطور ورثار ایک شخص مسمی نیلو ناسیا کے دائر کی جسکے قبضہ میں ایک جوت مدعا علیہ نمبر ۲ کے ماتحت تھی جو موضع کا زمیندار تھا۔ مدعیان نے یہ بیان کیا کہ نیلو ناسیا کی وفات پر زمیندار نے ناجائز طور پر مدعا علیہ نمبر ۱ کو اراضی مذکور پر قابض کر دیا ہے اور انکو بیدخل کر دیا ہے۔ عدالت اول نے یہ قرار دیا کہ جوت زیر بحث ایک غیر دخیلکاری مقبوضہ ہے اسلیے وہ قابل وراثت نہیں اور اُسنے نالشکو خارج کیا۔ عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری مذکور کو منسوخ کیا مدعا علیہم نے اپیل حال ہائیکورٹ میں اسوجہ پر دائر کیا ہے کہ عدالت ماتحت نے اس امر کے قرار دینے میں غلطی کی ہے کہ غیر دخیلکار رعیت کے حقوق قابل وراثت ہیں۔

بابو مکند ناتھ رای منجانب اپیلانٹان۔

بابو سیندراچندر سین منجانب رسپانڈنٹان۔

بابو مکند ناتھ رای:۔ قبل نفاذ ایکٹ ۱۸۸۵ء کے مقبوضجات غیر دخیلکاری قابل وراثت نہ تھے اور اس امر کی نسبت بھی عذر کیا جاتا تھا کہ آیا حقوق دخیلکاری بھی ایک قابل وراثت حقیت ہے ملاحظہ ہو امید پیاری پرشاد بنام امام باندی بیگم (۱) و جانکی رام سرہ بنام منگلو سرہ (۲) ایکٹ مذکور میں کوئی ایسا امر بطور اثبات کے موجود نہیں ہے کہ غیر دخیلکار رعیت کا حق قابل وراثت ہے۔

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۴۴۲ سنہ ۱۸۹۵ء از بابت ڈگری آر۔ آر۔ ریب صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع دیناجپور مورخہ ۶ مئی سنہ ۱۸۹۵ء مشعر تنسیخ ڈگری مصدرہ بابو ہریکاس باسو منصف پہلباڑی مورخہ ۲۵ فروری سنہ ۱۸۹۵ء۔

(۱) بنگال لا ریورٹ جلد ضمیمہ صفحہ ۲۵۷ و ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۵۲۸۔

(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۶۰۔

سنہ ۱۸۹۶
کریم
بنام
مسند...

بابو سریندر اجیندر لال مہاجان رسپانڈنٹان :- دفعہ ۲۰ ضمن (۳) ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ع سے یہ پایا جاتا ہے کہ مقبوضہ غیر دخیلکاری قابل وراثت ہے۔ ایک رعیت غیر دخیلکار کے حق کا دعوی نسبت حاصل کرنیکے اُسکے وارث سے زیر دفعہ ۸۲ کیا جاسکتا ہے۔

عدالت (بنرجی صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس) نے فیصلجات ذیل صادر کئے :-

بنرجی صاحب جسٹس :- وہ نالش جسمیں اپیل ہذا پیدا ہوا ہے مدعیان رسپانڈنٹان نے بعض اراضی کا قبضہ دلا پانیکے واسطے بایں بیان دایر کی تھی کہ وہ ایک شخص مسمی نیلو نا سیا کی جوت بناتی ہے اور مدعیان بحیثیت اُسکے ورثا کے اُسکے مستحق ہیں اور کہ مدعا علیہم ۱-۲ اُنکے زمیندار نے ناجائز طور پر اُنکو بیدخل کر دیا ہے اور اُنسے اراضی کا انتظام مدعا علیہم ۳ کیساتھ کیا ہے جو اپنے عذر میں مدعیان کے استحقاق سے انکار کیا۔

عدالت اول نے یہ قرار دیا کہ نیلو اراضی مذکور پر بحیثیت غیر دخیلکار رعیت کے قابض تھا اور کہ اُسنے مقبوضہ مذکور کو اپنی حین حیات میں ترک کر دیا تھا اور کہ ایک مقبوضہ غیر دخیلکاری قابل وراثت نہیں ہے چنانچہ اُسنے نالشکو خارج کر دیا۔

بر طبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ مذکور کو منسوخ کیا ہے اور اُسنے مدعیان کو ایک ڈگری اسوجہ سے دلائی ہے کہ اراضی مذکور کی نسبت یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ وہ نیلو نے ترک کر دی تھی اور کہ ایک مقبوضہ غیر دخیلکاری قانوناً قابل وراثت ہے۔

اپیل دوم میں صرف ایک ہی سوال جو اُٹھایا گیا ہے صرف یہ ہے کہ آیا ایک رعیت غیر دخیلکار کا حق (جو کسی خاص اقرار کے رو سے قابض نہو) قابل وراثت ہے اور کہ مقبوضہ مذکور اُسکے ورثا کے نام منتقل ہوتا ہے تاکہ اُسکا دعوی کرنیکے مستحق بخلاف اُس مالک اراضی کے ہوں جو اُسکی وفات کے اراضی پر پھر قابض ہو گیا ہو۔

ذی علم وکیل مدعا علیہم اپیلانٹان نے یہ عذر کیا ہے کہ سوال مذکور کا جواب نفی میں دیا جانا چاہئے اور کہ عدم موجودگی کسی حکم مندرجہ ایکٹ مزارعان بنگال بہ نسبت ہائے غیر دخیلکار سے جیسا کہ دفعہ ۲۶ میں یہ حکم ہے کہ استحقاق دخیلکاری قابل وراثت ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایکٹ مذکور کا منشا یہ نہیں ہے کہ مقبوضات غیر دخیلکاری قابل وراثت بنائے جائیں۔ بلکہ خود استحقاق دخیلکاری کے قابل وراثت ہونے کی نسبت بھی عذر کیا گیا ہے جیسا کہ مقدمات ذیل سے ظاہر ہوتا ہے

پرشاد بنام امیر النسا بیگم (۱) و جتی رام ستره بنام منگلو سراه (۲) بخلاف ازیں رسپانڈنٹ کی طرف سے حجت یہ کیگئی ہے کہ دفعہ ۲۰ ضمن (۳) ایکٹ مزارعان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک حقیت غیر دخیلکاری قابل وراثت ہے اور کہ دفعات ۹، ۲۰ و ۱۶۰ ضمنہائے (ج) و (د) ایکٹ مذکور سے بھی اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔

ابحاث فریقین پر کامل غور کرنیکے بعد ہماری یہ رائے ہے کہ اپیلانٹ کا عذر کامیاب ہونا چاہیئے ضمن (۳) دفعہ ۲۰ ایکٹ مزارعان بنگال سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب ایک رعیت غیر دخیلکار کے وارث کو قابض رہنے کی اجازت دیگئی ہو تو وہ اپنے قبضہ کے عرصۂ میعاد کو اپنے جانشین سابق کے قبضہ کے عرصۂ میعاد کے ساتھ شامل کرکے اس عرصۂ بارہ سال کو پورا کرسکتا ہے جو استحقاق دخیلکاری کے حاصل کرنیکے واسطے ضروری ہے لیکن شرط مذکور صریح طور پر اغراض دفعہ ہذا سے محدود ہے اور اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ مالک اراضی کو اس امر پر مجبور کرسکتا ہے کہ وہ مزارعہ کی وفات پر دخل حاصل کرنیکے بعد قبضہ چھوڑدے اور زیادہ سے زیادہ جو کچھ دیگر احکام ایکٹ مذکور سے ظاہر ہوسکتا ہے جنپر کہ انحصار کیا گیا ہے یہ ہے کہ بعض حقوق زیر قبضہ مزارعہ غیر دخیلکار مثلاً اسکا دعوائے معاوضۂ ترقیات یا یہ کہ وہ بعض صورتوں میں باوجود نیلام حقیت اعلےٰ بعلت لگان کے قابض رہیگا۔ اسکے وارث کی طرف سے قابل دعوائے ہوسکتے ہیں لیکن بخلاف ازیں عدم موجودگی کسی حکم متعلق بہ حقیت ہائے غیر دخیلکاری کی مشابہ اسکے جو دفعہ ۲۶ ایکٹ مذکور میں درج ہے جو استحقاق دخیلکاری کے متعلق ہے ہماری رائے میں نہایت پرزور طور پر ظاہر کرتی ہے کہ واضعان قانون کا منشا غیر دخیلکاری حقیت ہائے کو قابل وراثت بنانیکا نہ تھا بروئے اس قانون کے جو ۔ ۔ ۔ ۔ قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے نافذ تھا مزارعان غیر دخیلکار جو کسی خاص انتظام کے رو سے قابض نہوں بطور مزارعان تابع مرضی کے متصور کئے جاتے تھے یا بطور سالانہ مزارعان کے [ملاحظہ ہو ایکٹ ۱۰ ۱۸۵۹ء دفعہ ۲ نیز ملاحظہ ہو آرا سے فیلڈ صاحب جسٹس مندرجۂ دیباچہ بنگال ریگولیشن صفحہ ۴۰ و آرائے ٹریور صاحب بمقدمہ ٹھاکرانی داسی بنام بشیشر مکرجی (۳)]۔ بروئے پرانے قانون کے رعیت ہائے غیر دخیلکار سب سے ادنےٰ جماعت رعیتان تھے اور اگر رسپانڈنٹ کا عذر درست ہو تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جملہ رعیتی حقیت ہائے قابل وراثت ہونگی لیکن یہ امر چند احکام قانونی کے کسیقدر

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۷ ضمیمہ صفحہ ۲۵ و ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۵۲۸۔ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۱۰۔
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۲۹ (۳۰) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ ضمیمہ صفحہ ۲۰۲ (۲۲۶)۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کریم چوکیدار
بنام
سندر بیا

یہ تعبیر قانون جو بظاہر صرف ایک ہی تعبیر ہے جو الفاظ ایکٹ مزارعان بنگال کی کیجا سکتی ہے بعض صورتوں میں مشکل پیدا کرسکتی ہے ۔ پس اگر ایک مزارعہ غیر دخیلکار اُسوقت فوت ہوجائے جبکہ اُسکی زراعت اراضی پر روئیدہ ہو تو سوائے اُسصورت کے جبکہ قانون انگلستان متعلق بہ تشاقات (ملاحظہ ہو قانون مالک اراضی و مزارعہ مؤلفہ وڈفال صاحب باب ۲ دفعہ ۳ (الف)) بنگال سے متعلق ہو اور مجھے کسی ایسی تمثیل کا علم نہیں ہے جسمیں کہ وہ متعلق قرار دیا گیا ہو تو زراعت مذکورسے اُسکے ورثاء محروم رہجائیں گے ۔ کیونکہ موت سے رعیت کی مزارعت مختتم ہوجاتی ہے اگر اُسکا استحقاق قابل وراثت نہو اور اُسکے ورثاء بعد مختتم ہونے مزارعت کے اراضی ملکو پر قابض ہوکر زراعت کو درو نہیں کرسکتے نیز دفعہ ۷۶ ایکٹ مزارعان بنگال میں واقعی طور پر ایک رعیت غیر دخیلکار کو اسی امر کی تحریک کیگئی ہے کہ اپنی اراضی پر واسطے استعمال اپنے اور اپنے خاندان کے ایک حسب منشاء مکان بنائے اور نیز یہ کہ کوئیں بنوائے اور نیز دیگر ترقیات اراضی مذکور میں کرے خواہ وہ خلاف مرضی مالک اراضی کے ہوں اگر وہ دوران حیات میں بیدخل کیا جائے تو وہ زمیندار سے معاوضہ لے سکتا ہے (دفعہ ۸۲) لیکن اُسکے فوت ہوتے ہی اگر اُسکے حقوق قابل وراثت نہوں تو وہ فائدہ جو ترقیات مذکورسے ہوتا تہا اور وہ روپیہ جو اُنمیں صرف ہوا ہے اُسکے ورثاء سے زائل ہوجاتا ہے جو کہ مالک اراضی کی مرضی پر اراضی مذکور اور مکان رہائشی سے بیدخل کئے جاسکیں گے ۔

زاں بعد قانون میں شکمی مزارعان کیبستور بیں سخت حکم ہے ۔ احکام دفعہ ۸۵ بلا شبہ طور پر صریح نہیں ہیں ۔ اُنمیں یہ حکم ہے کہ ایک ضمنی پٹہ بخلاف رعیت کے مالک اراضی کے جائز نہوگا الا جبکہ رجسٹری شدہ ہو اور کہ پٹہ ضمنی رجسٹری کے واسطے قبول نہ کیا جائیگا اگر اُسکا منشاء عرصہ نو سال سے زیادہ حقیت کے پیدا کرنیکا ہو اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے گو یہ امر لہیں یہ بلحاظ مذکور نہیں کہ ایک ضمنی پٹہ اگر وہ رجسٹری شدہ ہو اور عرصہ نو سال سے زیادہ کے واسطے ہو رعیت کے مالک اراضی کے مقابلہ میں جائز ہوگا خواہ وہ اُسکی نسبت رضامندی ظاہر کرے یا نہ لیکن اگر پٹہ ضمنی ایک رعیت غیر دخیلکار نے تحریر کیا ہو جسکے کہ حقوق قابل وراثت نہیں ہیں تو وہ بلا شبہ طور پر اُسکی وفات پر نا جائز ہوجائیگا کیونکہ ایک شخص استحقاق واقعۂ اراضی کو اُس سے زیادہ منتقل نہیں کرسکتا جسقدر کہ اُسے خود حاصل ہے اور اگر اُسکے حقوق اُسکی وفات پر ختم ہوجائیں تو ایسے ہی اُسکے شکمی پٹہ دار کے حقوق بھی ختم ہوجائیں گے گو وہ بظاہر بروئے ایک پٹہ کے محفوظ ہوں جو مطابق قانون کے تحریر یا در رجسٹری کیا گیا ہو ۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کریم چودھری
بنام
سندر بیبا

حقوق مزارعہ غیر دخیلکار کے ناقابل انتقال ہونیکے باعث مالک اراضی کو بھی نقصان پہونچ سکتا ہے جیسا کہ ورثائے مزارعہ غیر دخیلکار کیونکہ یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ چونکہ حقوق دخیلکاری قابل وراثت ہیں اسلئے ایک رعیت دخیلکار کے ورثاء بیشتر جانشین استمراری اراضی کے لگان کے ذمہ دار ہیں خواہ وہ اسپر قابض ہوں یا نہ (ملاحظہ ہو بیہاری مہتون بگرجی بنام گارس جیپر سرکار (۱)) لیکن اگر غیر دخیلکار مزارعہ کے حقوق قابل وراثت نہوں تو اُسکے ورثاء جو قبضہ حاصل نہ کریں مالک اراضی کے ذمہ وار نسبت لگان اراضیات کے قرار نہیں دئے جاسکتے اور اسوجہ سے مالکان اراضی کو نقصان پہونچ سکتا ہے۔

اپیل کی ڈگری ہوگئی۔

باجلاس بینچ جناب جسٹس پرنسپ صاحب و جسٹس ہل صاحب

سنہ ۱۸۹۶ء
۳۰ - نومبر

کالی ناتھ چکراورتی وغیرہ (مدعا علیہم) *بنام* اوپندرا چندر چودھری (مدعی) وغیرہ (مدعا علیہم)*

مالک اراضی و مزارعہ - انتقال منجانب مزارعہ بلا رضامندی مالک اراضی کے - ابتدائی مزارعہ کا بطور شکمی مزارعہ منتقل الیہ کے قابض رہنا - ترک حقیت - ذمہ داری - تبدیلی - عذرات فریقین -

جبکہ مدعا علیہ نے ابتدائی مزارعان کے حقوق واقع بعض اراضی جوت کو بلا حاصل کرنے رضامندی مالک اراضی کے درباب انتقال حقیت کے خرید کیا تھا اور ابتدائی مزارعان بطور شکمی مزارعان منتقل الیہم کے قابض رہے تھے تجویز ہوئی کہ حصول [illegible] ... تا وقتیکہ ... چودھری (۲) متعلق نہیں تھا - اور کہ مالک اراضی ایک ڈگری بید خلی کا مستحق بمقابلہ منتقل الیہم تھا۔

مدعی نے نالش حال بطور مالک ایک ۶ آنہ حصہ کے جسکے کہ باقی حصہ کے مالکان مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۴ تھے جو حاضر نہوئے واسطے بیدخل کرنے پہلے تین مدعا علیہم کے بعض اراضیات جوت سے جو انہوں نے خرید کی تھی اسوجہ پر دائر کی کہ اراضیات مذکور معمولی رعیتی جوت ہیں اور رسم یا رواج ضلع مذکور کے منتقل نہیں کیجا سکتیں اور کہ مدعا علیہم نے اراضیات مذکور کو بلا اسکی رضامندی کے اور بلا اُسکے ساتھ کسی انتظام کے کئے جانیکے منتقل کر دیا ہے۔ نالش کو رکی تردید منجملہ دیگر وجوہات کے اسوجہ پر کیگئی تھی کہ ان رعیت لوگوں کے ورثاء جنکی کہ جوت خرید کیگئی ہے اب تک قابض ہیں اور انہوں نے اپنی حقیت ملنے کو ترک نہیں کیا۔ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ ابتدائی مزارعان نے اپنی

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۵۰ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری الف - ایچ - ہارڈنگ صاحب ڈسٹرکٹ جج میمن سنگھ مصدرہ ۲۸ - مارچ سنہ ۱۸۹۵ء مشتہر بحالی ڈگری بابو [illegible] سب آرڈینیٹ جج ضلع مذکور مصدرہ ۱۸ - اپریل سنہ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۷۹۰ - (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۵۹ -

سنہ ۱۸۹۶ء
کالی ناتھ چکرورتی
بنام
اوپندرا چندر چودھری

حقیت ہائے تابع مدعی کو ترک کر دیا ہے اور وہ مدعا علیہم کے مزارعان ہو گئے ہیں اسلئے اُن کی جوت بر وقت ارجاع نالش کے موجود نتھی اور کہ فیصلہ مقدمہ کابل سردار بنام چندر ناتھ ناگ چودھری کا متعلق نہیں ہوتا۔

بابو سری ناتھ داس و ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب اپلانٹان۔
ڈاکٹر راش بہاری گھوس و بابو گرجا چندر چودھری منجانب رسپانڈنٹ۔

بابو سری ناتھ داس:۔ مدعی بطور شریک مالک کے اس امر کا مستحق نتھا کہ نالش کو بلا شامل کرنے دیگر شرکاء کے بطور شریک [illegible] بطور مدعا علیہم وجوہات انکے شامل نکیے جانے کے رجوع کرتا۔ ابتدائی مزارعان نے اپنی حقیت [illegible] کو ترک کیا تھا۔ وہ بعض [illegible] سمجھے گئے گو بحیثیت شکمی مزارعان منتقل الیہم کے تھے۔ اسلئے مدعی کامیابی کا مستحق نہیں ملاحظہ ہو کابل سردار بنام چندر ناتھ ناگ چودھری (۱) و شری ستی دمبر [illegible] بنام مدن سردار (۲)۔

ڈاکٹر راش بہاری گھوس منجانب رسپانڈنٹ: عدالت اول نے یہ قرار دیا ہے کہ اراضیات بروئے رواج کے قابل انتقال نتھیں [illegible] لازم تھا کہ زمیندار کے ساتھ جدا جدا ثابت کرتا۔ اور اسکی رضامندی نسبت انتقال حقیت کے حاصل کرتا ملاحظہ ہو [illegible] بنام آقا علاء الدین (۳) ابتدائی مزارعان مدعا علیہم کے شکمی مزارعان ہیں اور وہ کوئی لگان مالک اراضی کو ادا نہیں کرتے۔ اسلئے انکی نسبت یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ انہوں نے اپنے حقیتیات کو ترک کر دیا ہے اور مقدمہ کابل سردار بنام چندر ناتھ ناگ چودھری (۱) متعلق نہیں ہے۔

تجویز عدالت (بینرجی صاحب و پیتھی صاحبان جسٹسان) حسب ذیل ہے۔

اپیل ہذا اُس نالش میں سے پیدا ہوا ہے جو مدعی رسپانڈنٹ نے واسطے دلاپانے قبضہ خاص اپنے حصہ اراضیات کے بدیں بیان دائر کی تھی کہ اصلی مدعا علیہم کو جو بیان کرتے ہیں کہ وہ بطور خریداران حقوق جوت مزارعان ماقبل کے اراضیات مذکور پر قابض ہیں اراضیات مذکور کے قبضہ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے کیونکہ حقیت جوت قابل انتقال نہیں ہے اور چونکہ مدعیان کے شرکاء اُسکے ساتھ ارجاع نالش میں شامل نہیں ہوئے اسلئے بعد مدعا علیہم بنائے گئے ہیں۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۵۹۔
(۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۶۴۸۔
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۹۷۔

۱۸۹۶ع
نکولس
بنام
الیسفر

سنہ ۱۸۳۲ع میں فوت ہوا اور گ ۲۳ نومبر سنہ ۱۸۳۲ع کو فوت ہوا م نے ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۳۴ع کو اپنے شوہر کی وفات کے کچھ عرصہ بعد الف س سے شادی کی اور ۲۲ اپریل سنہ ۱۸۳۶ع کو انکے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام ک تھا اور اسکے بعد اسکی شادی ف کے ساتھ کیگئی تھی۔ م سنہ ۱۸۵۸ع میں فوت ہوئی۔ الف س کے صلب سے اسکے یہاں چھ بچے تھے مدعیہ اور ایک پسر گ س۔ ۷ نومبر سنہ ۱۸۵۹ع کو ک اور اسکے شوہر نے ایک استغاثہ عدالت عالیہ کلکتہ میں اسنار بندوبست سنہ ۱۸۳۶ع کے برخلاف دایر کیا اور برخلاف الف س اور گ س کے جو اسوقت نابالغ تھا جسمیں اُسنے جایداد مذکور کے کامل مالک ہونے کا دعوی کیا۔ ۲۱ جون سنہ ۱۸۶۰ع کو ایک ڈگری شرط ثمن نالش بخلاف گ س صادر کیگئی تھی اور اُسمیں قرار دیا گیا تھا کہ وہ جایداد ہائے جو دستاویز بندوبست میں درج ہیں ذاتی جایداد ہیں نالش حال میں یہ عذر کیا گیا تھا کہ ڈگری عدالت عالیہ گ س پر قابل پابندی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ نالش میں سے خارج کیا گیا تھا اور اسوجہ سے کہ ڈگری مذکور ایک ڈگری برضا تھی تجویز ہوئی کہ ڈگری مذکور گ س پر قابل پابندی تھی اور اُن اشخاص پر جو اُسکی وساطت سے دعویدار ہیں۔ ایک ڈگری برضا اُن کارروائیات کے دوران میں جسمیں کہ صادر کیگئی ہے ویسی ہی قابل پابندی ہے جیسی کہ ایک ڈگری جو بعد تجویز کے صادر کیگئی ہو۔
معاملہ سوتھ امریکن و میکسیکن کمپنی (۱) دی بلکیرن (۲) نیلکندھی بنام پدمانابہا (۳) وگچھپتی رادھکا بنام گچھپتی نیلمنی (۴) کا حوالہ دیاگیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کامل طور پر تجویز عدالت میں بیان کئے گئے ہیں۔

مسٹر آرائین متر و مسٹر اوڈوم منجانب مدعی۔

مسٹر ھنڈرسن و مسٹر ذورآب منجانب مدعا علیہ نمبر ۱۔

مسٹر ڈنی و مسٹر جی وڈراف منجانب مدعا علیہ نمبر ۲۔

مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا۔
ڈیوڈ می سیوبج بنام بنجارام ٹیگور (۵) گیبس بنام پرالوچن داس (۶) جوزف بنام مولڈ (۷) جیب بنام لغور (۸) فریمن بنام فیرلی (۹) میٹر آف الائینس بنام الیسٹ انڈیا کمپنی (۱۰) سری بنام پروسنمونی داسی (۱۱) لوسپ بنام لرپیچ (۱۲) ڈی سیو بنام ڈی بیو (۱۳) پٹمن بنام پٹمن (۱۴) معاملہ سوتھ امریکن و میکسیکن کمپنی (۱) وی بلکیرن (۲) نیلکندھی بنام پدمانابہا (۳) گچھپتی رادھکا بنام گچھپتی نیلمنی (۴)۔

(۱) لا رپورٹ چانسری (سنہ ۱۸۹۵ع) جلد ۱ صفحہ ۳۷ (۲) لا رپورٹ پروبیٹ ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۱۱ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱ (۴) مورز انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۲ (۹) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ (۵) مورزٹن مونٹر یو رپورٹ صفحہ ۱۹۹ (۶) مورز مونٹر یو رپورٹ صفحہ ۹۰ (۷) مورزٹن مونٹر یو رپورٹ صفحہ ۱۳ (۸) مورزٹن مونٹر یو صفحہ ۱۵۲ (۹) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۵ (۱۰) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ (۱۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۷۹ (۱۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۷۶ (۱۳) مقدمات ہبوس ٹنس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۲۳ (۱۴) لا رپورٹ چانسری (سنہ ۱۸۹۲ع) جلد ۱ صفحہ ۲۷۹۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
ایسفر

امیر علی صاحب جسٹس:- مدعیہ نے نالش ہذا میں دو مکانات واقعہ کلکتہ نمبر ۹ کیننگ سٹریٹ اور نمبر ۲ پورچو گیز چرچ سٹریٹ کے قبضہ کے دلا پانیکی استدعا کی ہے ابتداءً اس نے اپنے دعوے میں مکان نمبر ۶ کیننگ سٹریٹ کو بھی شامل کیا تھا لیکن مقدمہ کے بغرض تجویز پیش ہونے پر وہ جزو دعوے ترک کیا گیا تھا۔

وہ واقعات جنکے باعث نالش ہذا پیدا ہوتی ہے مختصراً حسب ذیل ہیں:-

۹ فروری سنہ ۱۸۱۶ء کو ایک دستاویز انتظام بعوض ایک ازدواج کے ایک شخص مسمی مراد خاں نے تحریر کی تھی جو امریکن کمپونٹی سے علاقہ رکھتا تھا۔ وہ عورت جسکے ساتھ وہ شادی کرنا چاہتا تھا معہ امناء دستاویز انتظام مذکور کے دستاویز کے فریق تھے۔

بروئے دستاویز مذکور کے مراد خاں نے مبلغ ؏ … کی رقم جو اسنے بعض اشخاص کو قرضہ دی تھی امناء مذکور مسمی منک و کیپر کے نام چند امانتوں کے لئے منتقل کی جنکا حوالہ میں مفصل طور پر بعد میں دونگا اور انکو اختیار دیا گیا تھا کہ زر مذکور کو جب وہ وصول ہو جائے اصلی بایکاری کفالت نامجات میں صرف کریں بہ تعمیل اختیار مذکور کے امناء مذکور نے ۷ مئی سنہ ۱۸۱۷ء کو وہ دو مکانات حاصل کئے جو نالش ہذا کا امر مدعا بہا بناتے ہیں۔ ورورکلوس یعنے وہ عورت جسنے مراد خاں کے ساتھ شادی کی تھی ۹ اگست سنہ ۱۸۳۷ء کو فوت ہوئی اور اپنے بعد اپنا شوہر اور ایک دختر مریم ورثاء چھوڑ گئی۔ ۵ جنوری سنہ ۱۸۳۹ء کو ایک دستاویز مابین جیمز دل گیسپر جو مریم مراد خاں کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا جزو اول کی نسبت اور مریم مراد خاں کے جزو دوم کی نسبت اور اسکے باپ مراد خاں کے جزو سیوم کی نسبت اور پیشنا مابین انتظامات سنہ ۱۸۱۶ء کے جزو چہارم کی نسبت اور دو اشخاص مسمی پیٹر جیکب پال و کراپیٹ جیکب کے جزو پنجم کی نسبت تحریر کیگئی جسکے رو سے جائیداد ہائے زیر بحث امناء کو بروئے جدید دستاویز کے چند امانتہائے پر تفویض کیگئی تھیں جنپر خاص طور سے غور کرنا ضروری ہے۔

اس جدید دستاویز کے رو سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ دوران حیات مراد خاں میں نصف کرایہ منافعہ ہر دو مکانات مذکور کا اُس سے لیا جانا چاہئے اور نصف گیسپر کو دیا جانا چاہئے جو مریم کا شوہر ہونیوالا تھا اور کہ بعد وفات مراد خاں کے منافعہ مذکور گیسپر اور مریم کو دیا جانا چاہئے اور اُنمیں سے کسی کی وفات پر پسماندہ کو اور پسماندہ مذکور کی وفات کے بعد اولاد ازدواج مذکور کو اگر کوئی ہو۔

ازدواج مابین گیسپر اور مریم کے ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۳۹ء کو عمل میں آیا اور ۲ جنوری سنہ ۱۸۳۹ء کو

۱۸۹۶ء
نکولس بنام ایسفر

دو اشخاص مسمی شرکور اور برسٹو جج اس جدید انتظام کے امناء مقرر کئے گئے تھے۔
مراد خان ۱۸۴۱ء میں فوت ہوا اسکی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی اور نہ وہ چنداں ضروری ہے گمبیر شوہر مریم ۲۳ نومبر ۱۸۴۱ء کو فوت ہوا اور مریم کے یہاں جسنے اپنے شوہر گمبیر کی وفات سے تھوڑے عرصہ بعد ایک شخص مسمی ارقون سارکینر کے ساتھ شادی کی تھی ۸ اپریل ۱۸۴۲ء کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام الزبتھ رکھا گیا تھا۔
یہ امر بیان کیا جانا چاہیئے کہ مریم گمبیر کی شادی سارکینر کے ساتھ ۱۲ دسمبر ۱۸۴۱ء کو عمل میں آئی تھی مریم ۱۸۵۰ء کو فوت ہوئی۔ ارقون سارکینر کے صاحب سے اُسکے یہاں اولاد تھی جسمیں سے ایک مدعا علیہ ویونکولس ہے، اور دوسرا ایک پسر گرگوری سارکینر تہا جو ۱۰ مارچ ۱۸۹۲ء کو فوت ہوا تھا۔
معلوم ہوتا ہے کہ الزبتھ نے سارکینر کے مکان میں پرورش پائی تھی اور وہ اپنی شادی تک جو تہورس کے ساتھ ہوئی تھی وہیں ہی تھی۔ الزبتھ اور تہورس کی شادی کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سارکینر اور الزبتھ اور اُسکے شوہر کے مابین تنازعات شروع ہوئے۔
یہ ایک بہت چھوٹا سوال مقدمہ ہذا میں ہے کہ سارکینر کو عملی طور پر مکانات مذکور کا قبضہ اسوقت تک حاصل تہا اور وہ انکی آمدنی اور کرایہ کو خود اپنے استعمال میں صرف کرتا تھا۔ ۹ نومبر ۱۸۵۹ء کو ایک استغاثہ عدالت عالیہ میں الزبتھ تہورس نے اپنے شوہر کی شمولیت سے امناء دستاویز انتظام مورخہ ۵ جنوری ۱۸۳۹ء کے برخلاف اور نیز بخلاف ارا تہون سارکینر اور گرگوری سارکینر کے جو اسوقت ایک نابالغ تہا اس غرض سے دائر کیا تہا کہ (منجملہ دیگر امور کے) بعض استقرارہائے اور حساب و کتاب بخلاف ارا تہون سارکینر کے حاصل کریں۔ استغاثہ مذکور میں الزبتھ نے یہ بیان کیا تھا کہ ارا تہون سارکینر اُسکی صحیح النسب ہونیکے اور جواز دستاویزہ جنوری ۱۸۳۹ء کی نسبت تنازعہ کرتا ہے اُسنے نالش ہذا کو مریم گمبیر کے صحیح النسب اولاد ہونیکا دعوی کیا تھا اور اُسنے بیان کیا تھا کہ ۵ جنوری ۱۸۳۹ء کی دستاویز جائز نہی اور کہ وہ بموجب دستاویز مذکور کے جائدادہائے کی کامل طور پر مستحق تھی۔
۲۱ جون ۱۸۶۰ء کو ایک ڈگری نالش مسمی بخلاف گرگوری سارکینر بدین قرار داد صادر ہوئی تھی کہ جائدادہائے مندرجہ دستاویزہ جنوری ۱۸۳۹ء ذاتی جائداد تہیں یا وراثت کی تھی کہ جائداد مذکور نیلام کیجانی چاہیئے۔ اور کہ اُسکا نصف زر ثمن مدعیہ الزبتھ تہورس کو ملنا چاہئیے

۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
اسیفر

اور کہ بقایا بعد منہائی خرچہ مدعیہ کے اور اُس نابالغ کے جسکے برخلاف نالش خارج کیگئی تھی اور جسکے خرچہ منجانب مدعیہ ادا کئے جانیکی ہدائیت اولاً کیگئی تھی۔ ارا تھون سارکینر کو ادا کیا جانا چاہیئے۔ بہ تعمیل ڈگری مذکور کے اسنار نے تھوروس کے ساتھ ملکر جو الزبتھ کا شوہر تھا اور نیز ارا تھون سارکینر کے ساتھ مکانات مذکور کا انتقال ایک شخص مسمی حاجی ذکریا محمد کے پاس کر دیا۔ انتقال مذکور ۲۹ ستمبر ۱۸۶۰ء کا مرقومہ ہے ۱۲ جولائی ۱۸۶۱ء کو حاجی ذکریا محمد نے مکان نمبر ۲۹ کیننگ سٹریٹ کا انتقال بحق اسیفر یکے از مدعا علیہم نالش حال کے کیا اور ۸ جون ۱۸۹۳ء میں بعد وفات ارا تھون سارکینر کے جو ۵ نومبر ۱۸۹۱ء کو فوت ہوا تھا مدعا علیہ نمبر ۲ نے مکان نمبر ۲ پورچوگیز چرچ سٹریٹ کو عائشہ بیبی سے حاصل کیا جسنے وہ ذکریا سے خرید کیا تھا۔

مدعی کا دعوے یہ ہے کہ الزبتھ غیر صحیح النسب تھی اور کہ جائداد ہائے زیر بحث اصلی جائداد ہیں اور کہ مریم کی وفات پر جائداد مذکور اُسکے پسر گریگوری سارکینر کے قبضہ میں تابع ایک مزارعت حین حیاتی بباعث خوش اخلاقی انگلستان بحق اُسکے شوہر ارا تھون سارکینر کے آئی تھی۔ اُسکا دعوے جیسا کہ وہ اُسکے ذی علم وکیل کی بحث میں بیان کیا گیا ہے جو بملحوظی دفعہ ۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بطور تتمہ دعوی مندرجہ عرضیدعوی کے متصور کرتا ہوں یہ تہا کہ چونکہ ارا تھون سارکینر ایک مزارعت حین حیاتی کا مستحق جائداد مذکور میں تہا اسلئے گریگوری سارکینر کے برخلاف ارا تھون سارکینر کی وفات موقوعہ ۱۸۹۱ء تک کوئی میعاد نتھی۔ نیز یہ کہ ڈگری عدالت عالیہ گریگوری سارکینر پر قابل پابندی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ نالش میں سے خارج کیا گیا تہا اور ثانیاً اسوجہ سے کہ بظاہر وہ ایک ڈگری برضا تھی۔ عذرات مذکور پر نہائیت اہم سوالات پیدا ہو گئے ہیں اور اُنپر بحث کیگئی ہے۔

مگر میں اولاً یہ غور کر سکتا ہوں کہ جہانتک بیانات مندرجہ عرضیدعوی کا تعلق ہے اُسنے مطابق عذر مدعا علیہم کے کوئی بنا دعوے ظاہر نہیں ہوتا لیکن جیسا کہ مینے قبل ازیں بیان کیا ہے میری یہ رائے ہے کہ میں زیر دفعہ ۵۳ اس امر کی اجازت دیسکتا ہوں کہ بیانات مندرجہ عرضیدعوی میں وہ بیانات شامل کئے جائیں جو وکیل مدعی نے عدالت میں کئے ہیں۔ اسی بنا پر تنقیحات قایم کیگئی تھیں۔

نسبت اس عذر کے کہ جائداد ہائے مذکور صرف منافعہ کے لئے گریگوری سارکینر کی تفویض میں اسکی ماں کی وفات پر دیگئی تھیں لیکن اُسے کوئی استحقاق نسبت قبضہ کے دوران حیات اپنے باپ میں حاصل نتہا

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس بنام ایسفر

کیونکہ اُسکے باپ کو بوجہ خلق کے ایک جائداد حاصل تھی سوال مذکور صرف اُس صورت میں اہم ہے جب ثابت کیا جائے کہ الزبتھ تھوروس غیر صحیح النسب تھی کیونکہ اگر الزبتھ صحیح النسب دختر گیسپر تھی تو یہ سوال کہ آیا یہ جائداد اصلی جائداد تھی یا نہیں میری رائے میں بالکل غیر ضروری ہوجاتا ہے۔

نسبت دستاویز ۱۸۳۹ء کے عرضیدعوی میں یہ ظاہر نہیں کیا گیا اور نہ اپیل میں [illegible] بحث کیگئی ہے کہ وہ ناجائز ہے اور میری یہ رائے ہے کہ وہ بطور جائز دستاویز کے تسلیم کیگئی ہے۔ اور اگر وہ بطور ایک جائز دستاویز کے تصور کیجائے تو سوائے اُس صورت کے جبکہ یہ ثابت کیا جائے کہ الزبتھ غیر صحیح النسب تھی اس امر کی نسبت کوئی عذر نہیں ہوسکتا کہ مریم کی وفات پر الزبتھ کامل طور پر زیر دستاویز مذکور جائداد ہائے زیر بحث کی مستحق تھی۔

جہانتک کہ مثبت شہادت متعلق بہ غیر صحیح النسبی الزبتھ تھوروس کا علاقہ ہے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ وہ بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ جس شخص نے اس امر کے متعلق ذکر کرنے کی کوشش کی ہے وہ مدعی ہے اور میں افسوس ظاہر کرتا ہوں کہ اُسکے بیان سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے خیالات سے ظاہر کر رہی تھی بہ نسبت اسکے کہ بروئے واقعات کے ظاہر کرتی اُسنے بیان کیا ہے کہ جب وہ بہت چھوٹی عمر کی تھی یعنے قریباً آٹھ یا دس سال کی تو الزبتھ اور وہ اور اُسکا بھائی آپسمیں جھگڑا کرتے تھے۔ ان موقعوں پر اراتھون سارکیز اُنہیں کہتا تہا کہ کیوں لڑتے ہو تم ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہو لیکن جب سارکیز کے بچے جو دوسری عورت کے بطن سے تھے لڑتے تھے تو وہ اُنسے کہتا تہا کہ ایسا نکرو کیونکہ وہ دوسری ماں کے بطن سے ہیں اسمیں شک نہیں کہ مدعیہ کسی ایسے عقیل شخص کو نہ جانتی تھی جو اُسکے بیان کو بطور مبنی بہ امر واقعہ تسلیم کرتا میں بلا شبہ طور پر ایسا نہیں کر سکتا! اسنے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بعد الزبتھ کے عدالت عالیہ میں نالش کرنے کے اراتھون سارکیز جسکے طریق عمل اور چالچلن پر خود مدعیہ کے وکیل ہی نے بہتر الفاظ میں ذکر نہیں کیا عموماً اُسے کہتا تھا کہ اسکی ماں نے جو فوت ہوچکی ہے قبل اپنے پہلے شوہر کے فوت ہونیکے اُسکے ساتھ رہکر اپنے آپ کو بے عزت کیا ہے اور کہ الزبتھ بھی ناجائز تعلق کی اولاد ہے اگر اس سب بیان کو درست بھی سمجھا جاوے جو [illegible] اراتھون سارکیز کی نسبت بیان کیا ہے میں یقین نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی دختر کو جسکی عمر ۸ یا ۹ سال کی تھی اُسکی ماں کے شرمناک واقعہ کا حال کہہ سکتا تہا۔

اس امر کے متعلق اور کوئی شہادت موجود نہیں ہے اور نہ کوئی اور امر سوائے اُن چند اظہارات کے موجود ہے جو اس امر واقعہ پر مبنی ہیں کہ الزبتھ کا نام قبل ازدواج کے سارکیز تہا میری رائے میں یہ امر بالکل

۱۸۹۶ء
نکولس بنام الیسفر

قرین عقل ہے کہ اس بچہ کا نام جسکا باپ قبل اُسکی پیدایش کے فوت ہوگیا تہا اپنی ماں کے شوہر کے نام پر ہونا چاہیے
تہا جبکہ کہ مکان میں وہ پرورش پاتی تھی۔ وہ سوال جسپر مجھے دراصل غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا ملحوظی اس امر واقعہ
کے کہ ایک جائز موجودہ ازدواج مابین گیسپر اور مریم کے موجود تھا اور حمل دوران ازدواج مذکور میں ہوگیا تھا
کوئی امر صحیح النسبی کے قیاس کی تردید میں موجود ہے۔ اگرچہ اُن سب امور کو درست بھی سمجھا جائے جو مسٹر نکولس
نے بیان کئے ہیں۔ عدم موجودگی جواز کی نسبت کوئی شہادت موجود نہیں اور دفعہ ۱۱۲ ایکٹ شہادت میں
ایسی شہادت کی عدم موجودگی میں اُس قیاس صحیح النسبی کو جو دوران ازدواج جائز میں حمل ہوجانے سے
پیدا ہوتا ہے قطعی متصور کیا گیا ہے الزبتھ کو فوت ہوئے قریباً ۲۴ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ خریداران جو مدعا علیہم
ہیں بلاشبہ طور پر اس قابل نہیں ہیں کہ رشتہ مابین گیسپر اور اُسکی زوجہ کے قائم کرنیکی نسبت شہادت پیش کریں
لیکن بار ثبوت بذمہ مدعیہ تہا اور میری رائے میں وہ اُس سے سبکدوش نہیں ہوسکی ہے۔ ۱۸۵۹ء میں الزبتھ وا سارکیز
نے الزبتھ صحیح النسب ہونیکی نسبت عذر کرنیکی کوشش کی تھی لیکن جیسا کہ میں بعد ازیں ظاہر کرونگا
اُسنے کامل طور پر اپنی حیثیت کو ترک کیا تھا اور مقدمہ کی نسبت مسلمہ حیثیت الزبتھ بطور صحیح النسب
دختر گیسپر و مریم کے کارروائی کیگئی تھی۔ یہ امر بالکل غیر اغلب ہے کہ اگر انہوں سارکیز اس قابل ہوتا کہ
الزبتھ تہوروس کی صحیح النسبی کی نسبت عذر کرنے کے لئے شہادت پیش کرسکتا تو وہ ایسا کرنے سے باز رہا ہوتا
اسلئے میں بطور امر واقعہ کے بروئے شہادت مندرجہ مقدمہ ہذا اور قیاس قانونی زیر دفعہ ۱۱۲ ایکٹ شہادت کے
یہ قرار دیتا ہوں کہ الزبتھ تھوروس ایک صحیح النسب دختر گیسپر اور مریم کی تھی پس مقبوضہ جائداد خواہ جائداد اصلی ہو
یا ذاتی بہر صورت وہ بروئے دستاویز ۱۸۳۹ء کے اُسے ملنی چاہیئے۔ یہ امر واقعہ کہ ۱۸۶۰ء میں ایک ڈگری
صادر کیگئی تھی جسکے رو سے جائداد ہائے مذکور کے نیلام کئے جانیکی ہدایت کیگئی تھی اور یہ کہ نصف زر ثمن
اُسکو ملنا چاہیئے اور نصف سارکیز کو اس معاملہ میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا اور نہ کوئی حق مدعیہ کو عطا کرتا ہے
وہ بوساطت گرگوری سارکیز کے دعویدار ہے اور اگر اُسے کوئی حق حاصل نہ تہا تو نالش ہذا ناکامیاب
رہنی چاہیئے۔

لیکن چونکہ دیگر سوالات اُٹھائے گئے ہیں اسلئے اُنپر غور کیا جانا ضروری ہے۔

عذر یہ کیا گیا تہا کہ مکانات زیر بحث اصلی جائداد تھے یا اُنکی نوعیت ایسی قسم کی تھی اور وہ بطور جاگیر
کے منتقل ہوتے تھے۔ اور کہ مریم نے اپنے شوہر کی وفات پر ایک کامل جائداد حاصل کی تھی جو اُسکی وفات پر

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
السیفر

اُسکے پسر گنگودھر کے نام منتقل ہوئی تھی اور کہ اُسکے لاولد فوت ہونیپر وہ مدعیہ اور بیوہ گنگودھر کے نام منتقل ہوئی تھی۔ یہ امر اس قیاس پر مبنی ہے کہ الزبتہ غیر صحیح النسب تھی۔ ذی علم وکیل مدعیہ نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ علاوہ سوال غیر صحیح النسبی کے اگر جائداد ذاتی ثابت ہو تو اُسکا کوئی دعوےٰ نہوگا۔

اس امر پر غور کرنیکے لئے کہ آیا جائداد اصلی ہے یا نہیں یہ ضرور ہے کہ مکانات مذکور کی پرانی تواریخ پر غور کیا جاوے اُسوقت تک جبکہ وہ ایک شخص مسمی ڈی کوسٹا کے قبضہ میں تھے سنہ ۱۷۸۳ع میں ڈی کوسٹا کسی طرح پیر پوئنٹ چرچ واقعہ کلکتہ کے وارڈنس کا مقروض ہوگیا منجملہ دیگر جائداد ہائے وہ دو مکانات مذکور کا مالک تہا اور بذریعہ ایک رہننامہ ۱۶ جون سنہ ۱۷۸۳ کے جو مابین ڈی کوسٹا اور ڈی کونسٹو اور راڈرنگز کے تحریر ہوا تھا ڈی کاسٹا نے اُس زر نقد کے ادائیگی کے محفوظ کرنیکے واسطے جو اُسکی طرف سے واجب الادا تہا ایک رہن کردیا۔ ذی علم وکیل مدعیہ کا یہ عذر ہے کہ جو کچھ رہن کیا گیا تہا وہ جاگیر تھی اور کہ مبلغ ایک ہزار سال کی رقم جو اُسمیں درج تھی بحوالہ قابل انفکاک عرصہ میعاد کے تھی۔

میں اُس رائے سے اتفاق نہیں کرسکتا میںنے دستاویز مذکور کو غور سے پڑھا ہے میں معلوم کرتا ہوں کہ سوائے ایک عرصہ میعاد کے اور کچھ رہن نہ کیا گیا تھا۔ دستاویز زیر بحث میں بعد بیان کرنے اُن واقعات کے جنکے رو سے ڈی کوسٹا مقروض ہوگیا تہا اور دیگر واقعات کے اور ذکر مکانات کے "معاملہ کو قبول کیا گیا ہے اور مکانات فروخت کئے گئے ہیں" جنکا ذکر اسطرح کیا گیا ہے "بحق میتھوا نوٹینو ڈی کونسٹو اور بونیفیشیو راڈرنگز کے جو انپر ایک یوم قبل تحالف مذا کے قابض ہوں اور کامل ایکہزار سال تک آج کے دوسرے دن سے قابض ہیں جو عرصہ کہ کامل طور پر ختم کیا جانا چاہئے اور وہ اُسمیں سے عرصہ مذکور میں ایک مرچ کا دانہ سالانہ ادا کریں اگر اُنسے اسکا مطالبہ کیا جائے"۔

اِسکے بعد ادائیگی سود کا ذکر ہے اور نیز ایک شرط نسبت بلا خلل استعمال کے اور اُسکے بعد یہ الفاظ ہیں "مکانات عطا کردہ بالا پر کل عرصہ ایک ہزار سال مذکور اور اُسکے بقایا کیلئے جبتک کہ وہ ختم نہو قابض ہیں" اور بالآخر مزید بیعہ کا ذکر ہے۔

کوئی امر ایسا موجود نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ سوائے ایکہزار سال کے عرصہ کے اور کچھ رہن کیا گیا تہا اور وہ جاگیر سے علیحدہ کیا جانا تھا۔

سنہ ۱۸۹۶ء بکلوس بنام الیفر

سنہ ۱۸۹ء میں ادائیگی سود میں قصور کرنے کی جانب سے مرتہنان نے ایک نالش بعبات یا نیلام ڈگری کی ڈگری بغرض نیلام اور نیز بغرض بیعبات صادر کی گئی تھی۔ بروئے ڈگری مذکور کے کوئی نیلام عمل میں نہ آیا تھا واسطے ہدایت دربارہ بیعبات موثر ہوئی ہوگی معہ اُسکے جملہ نتائج کے۔ جائیداد مرہونہ کا ذکر کہیں بطور جائیداد کے نہیں کیا گیا۔

سنہ ۱۸۹ء میں امناء پرچوگیز چرچ نے مکان زیر بحث کا انتقال ایک شخص ڈی ایبرو کے پاس کیا۔ اور یہاں بھی یہ امر بالکل صریح ہے کہ جو کچھ منتقل کیا گیا تھا اُس عرصہ سنوات کا بقایا تھا جو عام جائیداد میں سے ڈی کاسٹا نے علیحدہ کر لیا تھا۔ جزو متعلق شہادت حسب ذیل ہے:۔ بعوض مبلغ للعہ روپیہ کے بحق مذکورہ بالا جوزف بارتھولا ئیس بارٹو پی ڈی کروز۔ جان ڈی ایبرو جو حسب ضابطہ طور پر مذکورہ بالا جان ڈی ایبرو نے قبل مہر لگانے اور حوالہ کرنے دستاویز ہذا کے کامل طور پر ادا کئے ہیں واسطے کامل نہر جملہ حق حقوق و مرافق عرصہ سنوات مذکورہ کے اور اُنکے استحقاق انفکاک وغیرہ کے۔ اور اقرار کفالت حسب ذیل ہے:۔ وہ مکان مذکور پر اسقدر عرصہ سنوات کے لئے قابض رہینگے اور ایکہزار سال مذکورہ کے بقایا عرصہ کے کل کے واسطے اور بروئے بیعنامہ مذکور عطا کردہ کے۔

اور نہ کوئی امر شرط مذکور میں ایسا موجود ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ منتقل کیا گیا تھا وہ منافعہ تھا وہ حسب ذیل ہے:۔ اور کہ مذکورہ بالا بذریعہ دستاویز ہذا منتقل کردہ عرصہ ایکہزار سال عرصہ اعطاء عطا کیا گیا ہے اور دونوں مکانات مذکور نسبت اُنکے اسقدر جزو کے جسقدر کہ ابھی ختم نہیں ہوا ایک جائز اور موجود عرصہ میعاد ہے اور وہ ضبط نہیں کیا گیا اور نہ وہ حوالہ کیا گیا ہے اور نہ کالعدم یا ناجائز ہو گیا ہے۔

شرط نسبت مزید بیمہ کے بھی ایسی ہی ہے۔

۷ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کو امناء انتظام ازدواج مرد دمنان دورود رکلوس نے ہر دو مکانات مذکور کو حاصل کیا تھا اور اُسموقعہ پر بھی اُس استحقاق کی نسبت کوئی ذرہ شک موجود نہیں ہے جو بحق امناء کے منتقل کیا گیا تھا دستاویز انتقال میں اولاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کونسی شئے منتقل کی گئی ہے اور ازاں بعد اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ:۔ اور کل جائیداد حق حقوق و مرافق عرصہ سنوات آئندہ جو ابھی ختم نہیں ہوئی جائیداد امانت قبضہ و دعوائے و مطالبہ وغیرہ مندرجہ و منجملہ و متعلق بہ مکانات متذکرہ صدر یا متعلق دستاویز ہذا

سنہ ۱۸۹۲ء
نکولس
بنام
السیفر

کے منتقل کئے گئے ہیں اور نیز انکا ہر ایک حصہ بر واسطے بقایاء عرصۂ یکہزار سال مذکور کے" اور ازروئے الفاظ یا الفاظ صریح ہیں یعنی واسطے قابضین بنے (مکانات مذکورہ) واسطے کل بقایاء عرصۂ ہزار سال مذکور کے بذریعہ مستذکرۂ صدر رہن نامہ عطا کردہ و منتقل کردہ بذریعہ دستاویز ہذا کے" اور شرائط بھی بالکل ویسی ہی ہیں۔ اس حد تک کوئی ذو معنگی یا شک نسبت اُس حق کے نہیں ہے جو اُن چند اشخاص سے حاصل کیا گیا تھا جو بروئے رہن نامہ ۱۸۸۳ء کے دعویدار تھے۔

ذی علم وکیل مدعی نے خاص الفاظ استعمال کردہ کا حوالہ بالخصوص اُنکا جو موخر الذکر دستاویز میں درج ہیں بغرض اظہار اس امر کے دیا ہے کہ فقرات مذکور صرف اصلی جایداد کے متعلق مستعمل ہو سکتے ہیں۔ میری رائے میں یہ امر بالکل صریح ہے کہ اگر ابتدائی استحقاق کی نوعیت محدود تھی تو کسی لفظ استعمال کردۂ مابعد کے رو سے کسی طرح پر استحقاق مذکور وسیع نہیں ہو سکتا۔ اس مسئلہ کے متعلق کسی سند کا حوالہ نہیں دیا گیا اور در اصل کوئی ایسی سند موجود نہیں ہے۔

مزید برآں یہ عذر کیا گیا ہے کہ بعد سال ۱۸۸۹ء کے عرصۂ مذکور استفادۂ خریداران کیواسطے قائم رکھا گیا تھا۔ میرے خیال میں یہ عذر کسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ ایک عرصۂ چند سنوات وراثت پر کسی خاص غرض کیواسطے قائم رکھا جا سکتا ہے یعنے واسطے محفوظ کرنے خریدار جاگیر کے تابع ایک شرط بخلاف کسی مواخذۂ پیدا کردۂ مالک ماقبل کے جسکا کہ خریدار کو علم نہو۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر خریدار کو ایسے مواخذہ کا علم ہو تو وہ شرط مذکور سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا خواہ وہ اُسے قائم رکھنا بھی پسند کرے لیکن اس غرض کے واسطے کہ اُسکے پاس کوئی شے انحصار کرنیکے لئے موجود ہو جسصورت میں یہ قرار دیا جائے کہ وراثت پر ایک مواخذہ موجود ہے جسکے رو سے عملی طور پر اُسکا استحقاق کالعدم ہو جاتا ہے یہ عام بات ہے کہ اُمنا کے نام سے عرصۂ مذکور کا انتقال واسطے استفادہ خریدار اور اُسکے ورثاء کے حاصل کیا جائے اُسصورت میں عرصۂ مذکور جاگیر میں مخلوط ہو جانیسے محفوظ کیا گیا ہے میں نہیں دیکھ سکتا کہ کسطرح پر ایک شرط متعلق بہ وراثت معاملہ حال سے کوئی علاقہ رکھ سکتی ہے۔

ثانیاً یہ عذر کیا گیا ہے کہ اگر یہ فرض بھی کیا جائے کہ جایداد ہائے مرہونہ ایک عام جایداد وراثت نہ بنائی تھی اور گو بروئے قانون انگلستان کے ایک عرصۂ سنوات ذاتی جایداد ہو تاہم قانون انگلستان

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
ایسفر

اُسکی موجودہ صورت میں استعمال کیا جانا چاہیئے نہ کہ کلیتاً۔ اُس حجت کی کامل پیروی کرنا مشکل ہے جو پیش کیگئی ہے لیکن میرے خیال میں اُس سے یہ مراد ہے کہ گویہ امر کامل طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ جملہ اراضیات و جملہ حقوق واقعہ اراضی خواہ وہ محدود ہوں یا غیر محدود بطور اصلی جائداد کے متصور ہونے چاہیئیں اور وہ قانون وراثت متعلق بہ جائداد ہائے اصلی کے تابع ہونے چاہئیں۔ میرے خیال میں یہ رائے کل سلسلہ فیصلجات عدالت ہذا یا عدالت عالیہ سابقہ کے مخالف ہے۔

جہانتک کہ کوئی شخص مقدمات درج رپورٹ ہذا سے معلوم کر سکتا ہے دو مخالف آرائے اُس وقت سے ظاہر ہوجاتی رہی ہیں جب سے کہ فرمان شاہی ۱۷۷۴ء میں مرتب کیا گیا تھا۔ ایک طرف یہ عذر کیا جاتا رہا ہے کہ ہر ایک شے اِس ملک میں ذاتی جائداد ہے اور کہ رعایائے برطانیہ کے قبضہ میں کوئی اصلی جائداد نہیں ہے جو تابع قانون متعلق بہ اصلی جائداد انگلستان کے ہو۔ بخلاف ازیں یہ استدعا کیگئی ہے کہ کُل قانون جائداد اصلی انگلستان کا کلکتہ سے متعلق کیا گیا ہے۔ ان ہر دو مخالف آرائے پر بہت سے مقدمات میں بحث کیگئی ہے جنکا کہ میں مختصر طور پر حوالہ دونگا۔ مقدمہ ڈیوڈسی سوج بنام نیچا رام ٹھکور (۱)۔

(۱۷۸۵ء) میں سوال اس امر کے متعلق پیدا ہوا تھا کہ آیا وہ اراضیات جو ذاتی قائم مقامان متوفی کے قبضہ میں ہوں اُسکے قرضجات کی ذمہ دار ہیں۔ فاضل ججان نے قرار دیا تھا کہ گو انگلستان کا قانون عام طور پر بروئے فرمان شاہی کے متعلق کیا گیا ہے لیکن دو احکام فرمان شاہی اہم تبدیلی کامن لا متعلق بہ اراضی ہیں جسکا اثر یہ ہے کہ اراضی واقع کلکتہ اصلی جائداد بنائی گئی ہے کیونکہ ذاتی قائم مقام اراضی کا قبضہ بطور امین کے واسطے ادائگی قرضجات کے اور ثانیاً واسطے ورثاء کے حاصل کرتا ہے"۔

ایک اور مقدمہ میں جو ۱۸۱۵ء میں فیصل کیا گیا تھا دگمبر رام بنام بیدو چرن داس (۲) ایڈووکیٹ جنرل نے یہ عذر کیا تھا کہ اصلی جائداد واقعہ کلکتہ اُسی بناء پر مبنی ہے جیسے کہ ذاتی جائداد ہے اور جہانتک کہ باشندگان امریکہ کا تعلق ہے یہ امر خاص طور پر ایسا ہی ہے اور کہ وہ اراضیات جو اُنکے قبضہ میں ہیں بطور اصلی جائداد کے متصور ہونی چاہئیں۔ فاضل ججان نے عذر مذکور کو نامنظور کیا تھا اور قرار دیا تھا کہ اراضیات بلاشبہ بطور اصلی جائداد ہیں۔ لیکن امر مذکور چند ترمیمات کا تابع ہے یعنے جائداد ہائے مذکور وصی یا ذاتی قائم مقام کے قبضہ میں بعلت اجراء قرق کئے جانیکی ذمہ دار ہیں۔

مقدمہ جوزف بنام رونلڈ (۳) (۱۸۱۸ء) میں اِس سوال پر بحث کیگئی تھی کہ آیا کلکتہ میں کوئی اصلی

(۱) مارٹن رپورٹ صفحہ ۱۰۵۔
(۲) " " " ۱۱۰
(۳) مارٹن رپورٹ صفحہ ۱۱۱۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
السیفر

جایداد ہے یا کہ آیا ہر ایک شے بشمولیت اراضیات کے بطور ذاتی جایداد کے متصور کیجانی چاہیئے۔ ججان کی کثرت رائے نے یہ قرار دیا تھا کہ قانون متعلق بہ جایداد اصلی اُن اراضیات سے متعلق ہے جنپر بروئے کامل مالکیت کے کوئی شخص کلکتہ میں قابض ہو تابع ترمیمات مندرجہ فرمان شاہی کے۔ میکناٹن صاحب جسٹس نے قرار دیا تھا کہ کوئی اصلی جایداد موجود نہیں ہے اور کہ ہر ایک شے ذاتی جایداد ہے۔

امر مذکور پر پھر سنہ ۱۸۲۶ء میں مقدمہ جب بنام لیفیور (۱) میں بحث کیگئی تھی اور چیف جسٹس گرے صاحب نے اُس سوال کی نسبت کارروائی کر تیوقت جسکے اُٹھائے جانے کی کوشش کیگئی تھی یہ بیان کیا تھا کہ یہ عذر یہ کیا گیا ہے کہ کلکتہ اور بنگال میں کوئی تمیز ما بین اراضیات اور اسباب کے دربارہ اُنکی وراثت کے نہیں ہے اور چونکہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اسباب وغیرہ مطابق قوانین تقسیم کے قابل تقسیم ہیں اسلیئے بیان یہ کیا گیا ہے کہ قانون برطانیہ نافذہ بنگال میں کوئی جایداد وراثت تسلیم نہیں کیگئی اور کہ لفظ "وارث" سے یہاں کچھ مراد نہیں ہے"۔ ازاں بعد اُسنے قانون متعلق لیں امر پر بحث کی ہے اور قوانین کا سراغ چارٹر سنہ ۱۷۲۶ء تک لگایا ہے اور اُسنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قانون انگلستان دربارۂ جایداد اصلی کلیتاً اراضیات واقعہ کلکتہ سے متعلق ہے فرنیکس صاحب بعد ملر صاحب جسٹسان نے یہ قرار دیا تھا کہ اسمیں شک نہیں کہ ایک جایداد قابل وراثت اراضیات میں ہو سکتی ہے لیکن تابع ترمیمات مندرجہ فرمانشاہی کے۔

جہانتک عدالتہائے ملک ہذا کا تعلق ہے معاملہ مذکور یہانتک فیصل ہوا ہے۔

ازاں بعد مقدمہ فریمن بنام فیرلی (۲) فیصل کردہ جوڈیشل کمیٹی ہے۔ اُن مخالف مسئلہ جات کا ذکر جنکا کہ میں نے حوالہ دیا ہے ماسٹر نے کیا ہے جسکی رپورٹ میں ایک صحیح بیان اُن آرائے کا کیا گیا ہے جو ججان ملک ہذا قبل ازاں اختیار کی تھیں صفحہ ۳۰۷ پر اُسنے فریقین کے عذرات کا ذکر کیا ہے جنمیں سے ایک شخص اراضیات زیر قبضۂ رعیت برطانیہ کو اسباب بیان کرتا تھا اور دوسرا اُس سے قانون انگلستان متعلق بہ اصلی جایداد کو متعلق کرتا تھا۔ صفحہ ۳۰۸ پر اُسنے چیف جسٹس صاحب و ملر صاحب جسٹس کی رائے ایک طرف اور میکناٹن صاحب جسٹس کی رائے دوسری طرف بیان کی ہے صفحات ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ پر اُسنے خود اپنی رائے متعلق بہ امر مذکور اسطرح پر بیان کی ہے: "وہ سر آرتھر ملر نے یہ رائے دی ہے کہ یہہ سچ ہے کہ اگر ایک جدید ملک معلوم کیا جائے اور اُسمیں رعایائے برطانیہ تابع ہوں تو وہ اپنے ساتھ قانون انگلستان کو لیجاتے ہیں۔ لیکن اس ترمیم کے

(۱) مارٹن رپورٹ صفحہ ۱۵۲۔
(۲) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۔

سنہ ۱۸۹۲ء
نکولس
بنام
اینسفر

ساتھ جسکو فاضل جج نے ملحوظ نہیں کہا یعنے صرف اُس حد تک جہانتک کہ قانون مذکور اُنکے مقامی حقوق سے متعلق ہے" اور بحوالہ فرمان شاہی ۱۷۲۶ء کے اُنسے بیان کیا ہے کہ "یہ امر نہایت اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہی عام اطلاق قانون انگلستان اور وہی جزوی اطلاق قوانین موجودہ و رسوم ملک جائداد ہائے غیر منقولہ سے متعلق کیے جاتے ہیں جبکہ وہ رعایائے برطانیہ سے حاصل کیے گئے ہوں" زاں بعد اُسنے مزید وجوہات اُس رائے کی نسبت دی ہیں کہ کیوں قانون برطانیہ تابع چند ترمیمات کے متعلق کیا جانا چاہیے بحوالہ مقامی واقعات کے۔ رپورٹ مذکور لارڈ لنڈہرسٹ کے روبرو پیش ہوئی تھی اور صاحب جج مذکور نے اس امر پر بحث کرتے ہوئے حسب ذیل بیان کیا تھا :- "دوسرا سوال یہ ہے کہ کونسا قانون جہانتک کہ رعایائے برطانیہ کا تعلق ہے اب بند وبست مذکور میں موجود ہے ؟ بلا شبہ طور پر اسوقت وہ قانون انگلستان تھے" زاں بعد اُسنے اپنی وجوہات نسبت ظاہر کردہ رائے کے دی ہیں جنکا حوالہ دینا غیر ضروری ہے لیکن صفحہ ۳۴۴ پر ایک فقرہ موجود ہے جو اہم ہے "اسکے علاوہ اگر ہم فرمان شاہی ۱۷۲۶ء کا حوالہ دیں جو سرکار نے عطا کیا ہے تو ہم اسکی عبارت میں دیکھتے ہیں کہ ایک تمیز صریح طور پر مابین ذاتی اور اصلی جائداد کے کیگئی ہے۔ میری رائے میں یکے از فاضل ججان نے جنکا کہ مینے حوالہ دیا ہے یہ بیان کیا ہے یا یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ امر مذکور کا ایفا بذریعہ متصور کرنے اس جائداد کے بطور اسباب ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر فرمان مذکور پر زیادہ غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ یہ تشریح درست نہیں ہے کیونکہ عدالتہائے کو صریح طور پر اور بروئے الفاظ کے جملہ نالشات و عذرات میں اختیار سماعت حاصل ہے خواہ وہ اصلی ہوں یا ذاتی یا مخلوط اسلئے یہ سرکار کیطرف سے (جو سب سے اعلےٰ عہدہ دار ہے) اس امر کا تسلیم کیا جانا ہے کہ اصلی جائداد ملک مذکور میں موجود ہے مطابق معنے لفظ مذکور کے جیساکہ وہ قانون انگلستان میں استعمال کیا گیا ہے۔

سب سے جدید مقدمہ فیصل کردہ پریوی کونسل متعلق اس امر مقدمہ میئر آف لائینس بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۱) ہے اُس مقدمہ میں یہ فرض کیا گیا تھا کہ جہانتک رعایائے برطانیہ کا تعلق ہے قانون انگلستان ایسا قانون ہے جسکے روسے وہ جائداد پر ہندوستان میں قابض ہیں سوال صرف یہ تھا کہ آیا اسکی ترمیم اسطرح پر کیگئی ہے جسکے روسے وہ مقامی واقعات ملک کے مطابق ہوگیا ہے۔ لارڈ بروگہم صاحب نے بعد بیان کرنے اُس نامعلوم طریق کے جسکے مطابق اہالیان برطانیہ نے اس ملک میں اختیار حاصل کیا تھا۔

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۱۷۵۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
السیغر

اور اس امر کے کہ کس طرح بحیثیت خاندان مغلیہ کہ انہوں نے خود مختار حکومت حاصل کی تھی حسب ذیل بیان کیا ہے "آیا یہ عذر کیا جا سکتا ہے عام اطلاق قانون انگلستان اپنے ساتھ اُس شاخ کو بھی لاتا ہے جو خاص اجنبی سے متعلق ہے" بعد ظاہر کرنے بہت سے واقعات کے جسکے رو سے یہ قرار دینا ناممکن تھا کہ قانون انگلستان ہندوستان سے مع اُسکے نادرستی لئے دربارۂ اشخاص اجنبی کے متعلق کیا گیا تھا اُسنے اپنی رائے اسطرح پر ظاہر کی تھی "بہر حال حکام موصوف کی یہ رائے ہے کہ وہ قانون جسکے رو سے اشخاص اجنبی ناقابل اس کے بنائے گئے ہیں کہ خود اپنے فائدہ کیواسطے اصلی جائداد پر قابض ہوں یا کہ اُسے بذریعہ وراثت یا ہبہ کے منتقل کریں کبھی کلکتہ سے متعلق نہیں کیا گیا۔

مابین ۱۸۳۶ء اور ۱۸۸۱ء کے کوئی مقدمہ اس امر کے متعلق عدالت ہذا میں نہیں ہوا۔

لیکن مقدمہ سا کینز بنام پرسنو مونی داسی (۱) میں وہی سوال یعنے آیا اراضیات و مکانات واقعہ کلکتہ ذاتی جائداد ہیں یا نہیں پھر اُٹھایا گیا تھا چیف جسٹس صاحب نے جنسے فیصلۂ اجلاس کامل صادر کیا تھا اُس سوال کو بطور ایک ایسی حجت کے برطرف کیا تھا جسکا کہ جواب بہت عرصہ پہلے دیا جا چکا ہے لیکن اس امر کے متعلق کارروائی کر توقف کہ آیا قانون متعلق بہ اصلی جائداد کسی ترمیم کے تابع ہے اُسنے چند آرائے ظاہر کی تھیں۔ جو صفحہ ۴۰۰ پر پائی جاتی ہیں اور جو مسٹر متر کے عذر سے اہم علاقہ رکھتی ہیں "فاضل جج عدالت ماتحت نے فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ مئیر آف لائنس بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۲) کا حوالہ بطور ایک سند اس امر کے دیا ہے کہ قانون انگلستان متعلق بہ وراثت کلیتاً اس ملک سے متعلق نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُسکا صرف اُسقدر جزو متعلق کیا گیا ہے جسقدر کہ واقعات ہندوستان کے مطابق تھا۔ لیکن مقدمۂ مذکور سے جیسا کہ مینے اُسے پڑھا ہے اس امر کے فیصل کرنے کی مراد نہیں ہے کہ عدالتہائے ملک ہذا مجاز ہیں کہ صرف اُسقدر جزو قانون وراثت یا جہیز یا کوئی اور قانون متعلق کریں جسقدر کہ وہ قرین انصاف سمجھیں اور باقی کو مسترد کریں۔ اسمیں صرف یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ بعض اجزاء قانون انگلستان کے ایسے ہیں جو بباعث اُنکی نوعیت کے صرف ایسی وجوہات کے باعث صادر کئے گئے ہیں جنکا علاقہ انگلستان ہی سے اور جو ہندوستان یا کسی اور بستی نو آبادی سے متعلق نہیں ہو سکتے"۔ کہ اُن سے مثلاً مارٹمین ایکٹس و قانون اشخاص اجنبی وغیرہ متعلق نہیں ہوتے"۔

سوال بنسبت اطلاق قانون انگلستان کے ملک ہذا سے پھر مقدمہ لوپز بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۹۶۔ (۲) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۱۷۵۔

۱۸۹۶ء
نکوس
بنام
اسفر

لوپرز(۱) میں اُٹھایا گیا تھا گو ایک مختلف مضمون کے متعلق تھا مقدمہ کوز میں لنگھم صاحب جسٹس نے حسب ذیل بیان کیا تھا "سوال متعلق اس حد تک جہانتک قانون انگلستان انگریزوں نے ہندوستان سے متعلق کیا ہے عموماً اعلے عہدہ داران نے غور کیا ہے مثلاً مقدمہ فریمن بنام فیرلی (۲) میں مقدمہ ایڈوکیٹ جنرل آف بنگال بنام سرنومویی داسی (۳) میں پیکاک صاحب چیف جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ جارج اول کے فرمان کی تعبیر کرنے میں کوئی شبہ بنسبت اس امر کے نہیں ہو سکتا کہ منشا یہ تھا کہ قانون انگلستان اُس حد تک متعلق کیا جانا چاہئے جہانتک کہ واقعات متعلق بہ مقام یا باشندگان اُسکے متقضی ہوں"۔

مینے مقدمات مذکور کا حوالہ بغرض اظہار اس امر کے دیا ہے کہ کوئی سوال کسی وقت بہ مضمون موجود نہیں تھا کہ جو کچھ قانون انگلستان میں بطور ذاتی جائداد کے متصور کیا گیا ہے بطور اصلی جائداد کے ملک ہذا میں سمجھا گیا ہے۔ کوشش دربارہ تبدیل کرنے اصلی جائداد کے جائداد ذاتی میں کیگئی ہے اور سلسلہ فیصلجات میں منشا ہے کہ قانون متعلق بہ جائداد اصلی انگلستان کو اُن اراضیات سے متعلق کیا جائے جو رعایا برطانیہ واقعہ بنگال کے قبضہ میں ہو مگر تابع اُن ترمیمات کے جنکی نوعیت لارڈ بروگہم صاحب نے اور چیف جسٹس گارتھ صاحب نے ظاہر کی ہے اور مقدمہ سبلیج بنام بنچارام ناگور (۴) میں جیمیس صاحب جسٹس نے ایک مزید ترمیم ظاہر کی ہے یعنے یہ کہ اراضیات زیر قبضہ اوصیاء ذمہ دار قرقی بعلت اجراء میں یہی ایک حد تھی جسکا کہ اُنہوں نے حوالہ دیا تھا اور مقامی واقعات و مصلحت ملکی دیگر اُن ترمیمات کو ظاہر کرتی ہیں جو قانون انگلستان متعلق بہ جائداد اصلی میں کیگئی ہیں۔ اس امر کے بیان کرنیکی کوئی سند موجود نہیں کہ ایک حال جیسا استحقاق جو ایک عرصہ سنوات ہے کبھی سوائے ذاتی جائداد کے اور کچھ متصور کیا گیا ہے۔

ذی علم وکیل مدعی نے عذر کیا ہے کہ قانون انگلستان متعلق ذاتی جائداد ایک حد تک استعمال کیا جانا چاہئے اُسنے کبھی ایسے اصول کا حوالہ نہیں دیا جسپر یہ ظاہر کیا ہو کہ ترمیمات کیجانی چاہئیں جیسا کہ چیف جسٹس گارتھ صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ عدالت کے واسطے یہ ناممکن ہے کہ کسی قانون کے اطلاق کو کسی خاص مقدمہ کی بنا پر محدود کرے اسلئے اطلاق قانون اصول پر کیا جانا چاہئے اسلئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ قانون انگلستان متعلق بہ ذاتی جائداد۔ اس ملک کی ذاتی جائداد سے متعلق ہے جو رعایائے برطانیہ کے قبضہ میں ہو

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۷ (۱۱۷)۔
(۲) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۵۔
(۳) " " " جلد ۹ صفحہ ۳۸۷۔
(۴) مارشل رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۰۵۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس بنام اسپغر

اور نیز دیگر اشخاص کے جنسے کہ قانون انگلستان متعلق ہے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی تمیز کا حوالہ دیا جائے جو برٹسے ایکٹ وراثت ہند کے ایزاد کیگئی ہو کیونکہ وہ سوال زیر بحث حال میں کچھ فرق پیدا نہیں کر سکتی۔

اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ آرمینیا و ایسے گروہ باشندگان ایشیا ہیں تابع قانون انگلستان ہیں اور اسکی وجہ بالکل صریح ہے ملک کا قانون اہل ہنود و اہل اسلام میں قایم رکھا گیا تھا لیکن جملہ دیگر اشخاص سے قانون انگلستان متعلق کیا گیا تھا۔ مقدمہ گیسپر بنام پیڈ و لوچیج داسی (۱) میں قانون متعلق بہ اہالیان امریکہ قانون انگلستان متصور کیا گیا تھا ایسا ہی مقدمہ جوزف بنام رونلڈ (۲) میں۔ میرے لئے ان دیگر مقدمات کا حوالہ دینا ضروری نہیں جنکا ذکر عدالت میں امر مذکور کے متعلق دیا گیا ہے۔ مقدمہ سارکینز بنام پرسنو موئی داسی (۳) میں فریق دعویدار جو ایک باشندہ امریکہ تھا اسلئے میں قرار دیتا ہوں کہ اس مسئلہ کی تائید میں کوئی سند موجود نہیں ہے کہ جائداد مذکور گو وہ برٹش رعایان انگلستان کے ذاتی جائداد ہے تاہم اس صورت میں اغراض وراثت کیلئے بطور اصلی جائداد کے متصور ہونی چاہیئے زاں بعد یہ حجت کیگئی تھی کہ اگر وہ ذاتی جائداد بھی ہے تاہم وہ اس اختیار کی وجہ سے اصلی جائداد ہوجاتی ہے جو امانت نامہ سنہ ۱۸۱۶ء میں دیا گیا ہے۔ اسلئے دستاویز مذکور کا حوالہ دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

دستاویز مذکور میں مراد خاں نے بعد بیان کرنے ان واقعات کے جنکی کہ موجودگی اس نے انتظام کیا تھا اپنا اور انکے حق میں مبلغ ؎ محفوظ کردہ بروئے دستاویزات بعض اشخاص کے جو بظاہر اسکے مدیون تھے منتقل کیا ہے چند امانتہائے پر جنکا اسنے ذکر کیا ہے۔ اولاً یہ کہ روپیہ وصول کریں اور اسے وصول کر کے مبلغ ؎ یعنی ایک جزو مبلغ ؎ اصلی سرکاری کفالت ناموجات میں لگائیں یا سرکاری سرمایہ میں سود پر خود اپنے نام سے لگائیں اور بعد خرید کرنے اصلی سرکاری کفالت ناموجات کے باقی روپیہ انسے مراد خاں کو ادا کریں۔ زاں بعد دیگر امانت ہائے کے واسطے ادائگی سود وغیرہ کے جو اس روپیئے حاصل ہو سکتا ہے اسکے میعاد حیات تک ہے اور بعد اسکی وفات کے اسکی زوجہ کو اور بعد اسکی وفات کے ازدواج مذکور کی اولاد کے گذارہ اور تربیت میں صرف کرنیکے لیے اور بالآخر انکو کل روپیہ ادا کرنیکے لئے جبکہ وہ سن بلوغ حاصل کریں۔

(۱) ہارٹس رپورٹ صفحہ ۱۱۰۔
(۲) " " صفحہ ۱۱۱۔
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۹۴۔

۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
السفر

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہدایت دربارہ اس امر کے ہے کہ روپیہ اصلی یا سرکاری کفالت ناموں میں لگایا جانا چاہئے
کوئی ہدایت اس امر کی نسبت نہیں کہ روپیہ اصلی جائداد میں لگانا چاہئے لیکن اگر یہ فرض کیا جائے کہ الفاظ "
اصلی کفالت نامجات " سے مراد اصلی جائداد ہے تاہم اختیار کی نوعیت اختیاری قسم کی ہے اور بلا شبہ طور
پر امر یہ نہیں ہے اور فیصل یہ کیا گیا ہے کہ جب تک ہدایت امر یہ قسم کی نہو اسکے رو سے ابتدائی جائداد کی نوعیت
تبدیل نہیں ہوتی۔ فقرہ متعلق بہ امر مندرجہ کتاب جارمن صاحب بالکل صحیح ہے اور مقدمات سے بھی یہی
نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اور اسکے برخلاف کوئی سند پیش نہیں کیگئی۔ صفحہ ۵۰۶ کتاب جارمن صاحب جلد اول میں فقرہ ذیل
درج ہے " واسطے عمل میں لانے ایک تعبیری تبدیلی کے ایک واقعی بیع یا خرید خواہ وہ فوراً ہو یا آئندہ کیلئے اور خواہ
وہ کامل طور پر ہو یا مشروط کسی خاص وقت پر ہدایت صریح یا مفہوم طور پر کیجانی چاہیئے۔ یہ ہدایت کہ اصلی
اصلی جائداد بیع نہ کیجانی چاہیئے بلکہ بطور ذاتی جائداد کے متصور کیجانی چاہیئے۔ (یا اسکے برخلاف)
ناکافی ہے۔ کیونکہ قانون میں یہ اجازت نہیں دیگئی کہ جائداد کی ایک ہی صورت رکھی جائے اور تاہم وہ دوسری صورت
کے مطابق منتقل ہو۔ لیکن جب بیع صریح طور پر مستثنے نہ کیگئی ہو تو ایسی ہدایت بالعموم ایک امانت
بغرض بیع کیحد تک پہونچتی ہے "

مقدمہ ڈی بیوائر بنام ڈی بیوائر (۱) میں لارڈ چانسلر صاحب نے ایک ایسے عذر کے متعلق کارروائی
کرتے وقت حسب ذیل بیان کیا ہے: " اس وصیت کے اخیر میں ایک اختیار درج ہے جسکی نسبت عدالت ہذا
میں مناسب طور پر شرح کیگئی ہے۔ اختیار مذکور امین کو اُس شخص کی رضامندی سے جو اُسپر قابض ہوگا اور اُسکے
فائدہ کا مستحق ہوگا دربارہ اس امر کے دیا گیا ہے کہ بقایا جائداد ذاتی کو عام جائداد ہائے انگلستان میں خرید
کرنے میں صرف کرے اور اُسے استعمالہائے مذکور وغیرہ میں منتقل کرے جیسا کہ اُسکے اُس طریق عمل کی نسبت ظاہر کیا
گیا ہے جسکی ہدایت اُسکی وصیت میں کیگئی ہے جو اُسوقت تک موجود ہو غیر منفصل یا مؤثر ہونیکے قابل نہ کسی
اور غرض کے واسطے۔ ایک طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ یہ ایک کامل اختیار ہے جو استعمال کیا جانا
چاہئے۔ اور اثر یہ ہے کہ فوراً ذاتی جائداد کو اصلی جائداد میں تبدیل کیا جائے۔ اور جائداد مذکور کو اصلی کی حیثیت
عطا کی جائے اور اُسے اُن فائدوں کے واسطے وقف کیا جائے جنکی نسبت اصلی جائداد وقف کیگئی ہے
پس صرف اُسی امر پر مقدمہ کا فیصلہ کیا جانا چاہئے بحث مذکور اگر درست بنا پر مبنی ہو تو اپیلانٹ کے
دعوے کو زائل کردیتی ہے رائے مذکور سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ میری رائے میں کسی سند کا حوالہ

(۱) مقدمات ہاؤس آف لارڈس جلد ۳ صفحہ ۵۲۴ (۵۴۷)۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نکلس
بنام
السیفر

نہیں دیا گیا اور مجھکو کسی ایسی سند کا علم نہیں ہے جسکے رو سے اِس قسم کا اختیار اُس حد تک وسیع کیا گیا ہو۔ مقدمہ گو لے بنام ہارٹشا نگ (۱) و دیگر مقدمات محولہ کے رو سے بلاشبہ طور پر حکام موصوف کو یہ کہنے کا اختیار عطا نہیں کیا گیا کہ یہ ایک کامل تبدیلی تھی۔ اگر اسی مقدمہ کو لیا جائے جو ہوس ہذا کے روبرو پیش تھا۔ مقدمہ مذکور میں فی الحقیقت ایک اختیار بلکہ ایک امانت دربارہ اِس امر کے تھی کہ جائداد کو یا تو اصلی جائداد میں صرف کیا جائے یا ذاتی کہ حالت میں امانت مذکور کبھی استعمال میں نہ لائی گئی تھی۔ ہاوس ہذا نے یہ بیان نہ کیا تھا کہ امنا کبھی اس اختیار کا استعمال نہ کر سکتے تھے جو انہیں مفوض کیا گیا تھا بلکہ یہ کہ انہوں نے کبھی اسکا استعمال نکیا تھا اور اسلئے قرار دیا گیا تھا کہ عدالت ہذا بطور عدالت انصاف کے اُس اختیار تمیزی کا استعمال کر چکی جسکے استعمال کرنے سے وہ قاصر ہی ہے اور چونکہ کل سلسلہ میعاد سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ جائداد کے اُسطرح پر منتقل ہونیکا منشا تھا جسطرح پر کہ اصلی جائداد کو منتقل ہونا چاہئے۔ اختیار مذکور محدود متصور کیا جانا چاہیئے اور اختیار مذکور کا استعمال میں ہدائت کیا جانا چاہئے کہ جائداد مطابق اُس منشا کے منتقل ہو اُس حد تک مقدمہ مذکور بلاشبہ طور پر ایک اہم سند اِس سوال کے متعلق ہے لیکن میں آپ کو یہ مشورہ نہیں دیسکتا کہ آپ یہ قرار دیں کہ اختیار مذکور صورت حال میں ایک کامل تبدیلی ہے۔ بیکن زاں بعد فریق مخالف کیطرف سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر اختیار مذکور کا استعمال کیا بھی جاتا درصورتیکہ وہ ایک ایسا اختیار تھا جسکا استعمال کرنا بالکل امر تو نہ تھا تو وہ جائداد جو سرمایہ سے خرید کیگئی تھی مطابق اُس تعبیر وصیت کے منتقل ہوگی جسکا کہ عذر اپیلانٹ کیطرف سے کیا گیا ہے یعنے بحق نزدیک تر رشتہ دار کے۔ ذی علم وکیل مذکور کو حکام موصوف کے روبرو بحث کرتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ اختیار مذکور کے الفاظ نظر انداز کئے گئے ہیں۔ اِس اختیار کا پڑھنا بلا دیکھنے اِس امر کے ناممکن ہے کہ وہ استعمال ہائے جنکا حوالہ دیا گیا ہے استعمال ہائے جائداد اصلی ہیں نہ کہ جائداد سرمایہ کے۔"

مقدمہ تمپین بنام تمپین (۲) میں بھی ایک ایسا ہی عذر کیا گیا تھا نارتھ صاحب جسٹس نے بیان کیا ہے کہ "یہ امر بالکل صحیح ہے کہ صرف ایک اختیار نسبت بیع کرنے زمین کے موجود تھا اور بیع کرنا امنا کے لئے اختیاری تھا نہ کہ امر تھا اور تمیز مابین اختیار اور امانت بغرض بیع کے اہم ہے۔ ایک اختیار نسبت ضمنی تفویض کے بھی موجود تھا اور نیز ایک امانت واسطے لگانے روپیہ کے عام اراضی میں یا حقیت زرعی

(۱) ڈریوز رپورٹ جلد اول صفحہ ۳۶۱ –
(۲) لا رپورٹ چانسری (سنہ ۱۸۹۲ء) جلد ۱ صفحہ ۲۷۹ (۲۸۴) –

سنہ ۱۸۶۶ء
نکولس
بنام
اسپفر

میں برضامندی مزارعہ جین حیاتی کے موجود تھی کوئی ایسی رضامندی نہ لگئی تھی اور کسی وجہ سے اُسکی تشریح نہیں کیگئی جائداد اسیطرح جبر رہنی دیگئی تھی اُسوقت تک جبکہ ٹامس ہیمین بڑے بھائی کی جایداد جین حیاتی ختم ہوگئی تھی۔ کوئی امر بعد وفات چھوٹے ٹامس تبدیلی نوعیت جایداد کے متعلق عمل میں آیا تھا اور نہ آسکتا تھا۔ وہ کونسا حق تہا جو اُسے اُسوقت حاصل تھا؟ میری رائے میں اُسکی نوعیت ایک تیجی مندرجہ جائداد اصلی کی تھی اور وہ زاں بعد بھی ویسا ہی رہا تھا۔ جایداد لا اصلی جایداد تھی کے بہی ہی وصیت جو اُسکے متعلق تھیں صرف جایداد اصلی سے متعلق ہوسکتی تہیں۔ ایک اختیار بیع بھی فقرہ ذیل لیکن استعمال اختیار مذکور بذاتہ ایک تبدیلی کی حدتک نہ پہونچتا تہا۔ زر ثمن اصلی جائداد میں جا تہا یا اختیاری طور پر جایداد زر پٹہ میں ۔

صورت حال میں سوال یہ ہے کہ کونسے استعمالہائے ہیں جنکا حوالہ امانتنامہ سنہ ۱۸۱۶ء میں دیا گیا ہے؟ باستعمال لارڈ چیمسفورڈ بمقدمہ مندرجہ رپورٹ ہاؤس آف لارڈس جلد ۳ مخالف واقعات مقدمہ ہذا کے مطابق ہے جملہ استعمالہائے مندرجہ دستاویز مذکور جایداد ذاتی کے متعلق ہیں جملہ امانتہائے ذاتی جائداد کے متعلق ہیں جملہ میعادہائے بحوالہ ذاتی جایداد کے ہیں پس اسیطرح عذر کیا جاسکتا ہے کہ وہ جائداد اصلی جایداد میں تبدیل ہوگئی تھی جو ابتدائً ذاتی جایداد تھی۔ امر مذکور اسقدر صریح ہے کہ اُن فقرات کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے جنکا حوالہ عدالت میں دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بھی بیان کرنا چاہیئے کہ جہانتک رہن کا تعلق ہے وہ ذاتی جایداد ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ میںنے ہر دو امور مذکور پر کامل بحث کی ہے اب میں مختصر طور پر ڈگری عدالت عالیہ سنہ ۱۸۶۰ء کی نسبت کارروائی کرتا ہوں۔

ذی علم وکیل مدعی نے یہ عذر کیا ہے کہ یہ ایک ڈگری برضا تھی جو فریب یا سازش سے انہوں سارکینز نے حاصل کی تھی اسلیئے وہ اُسکے مؤکل پر قابل پابندی نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ ایک ڈگری مابین فریقین کی نسبت اسوجہ پر عذر کیا جاسکتا ہے کہ فریب یا سازش کیگئی ہے لیکن اُسکے متعلق نالش کرنیکے لئے ایک میعاد ہے اولاً ہم اُن واقعات پر غور کرتے ہیں جن کے رو سے ڈگری صادر کیگئی تھی جیسا کہ میںنے قبل ازیں بیان کیا ہے کہ انہوں سارکینز نے الزبتھ یا اپنی ماں کی جائداد کا قبضہ حاصل کیا تھا وہ لگانات وصول کرتا تھا اور جیسا کہ اُسنے اپنے استغاثہ میں بیان کیا ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
السیفر

وہ اُسکے صحیح النسب ہونیکی نسبت عذر کرتا تھا۔ مدعیہ نے اپنی نالش واسطے قائم کرانے اپنی صحیح النسبی اور نیز جواز دستاویز ۱۸۳۹ء کے دائر کی تھی۔

نالش مذکور میں امناء اور را اکین ساکنیر اور مدعیہ کا برادر گرگوری فریق تھے۔ یہ ضروری تھا کہ وہ دو شخص شامل کئے جائیں کیونکہ اگر جائداد ذاتی تھی اور از نتیجہ صحیح النسب تھی اور دستاویز مذکور جائز تھی تو سوال بالکل مابین اسکے اور اراکین کے پیدا ہوتا۔ اگر وہ غیر صحیح النسب ہوتی تو جائداد اراکین کے نام منتقل ہوتی اگر وہ صحیح النسب ہوتی تو وہ کل جائداد کی مالک ہوتی۔ اگر جائداد اصلی ہوتی اور وہ غیر صحیح النسب ہوتی تو جائداد گرگوری کے نام منتقل ہوتی تابع مزارعت جین حیاتی اراکین کے۔ اسلئے جملہ تنقیحات متعلقہ جائداد اور جنکا تعلق سوالات پیدائش کے ساتھ تھا بطور فریق کے شامل کئے گئے تھے۔ ابتداءً اس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جائداد اصلی تھی لیکن اس کے بعد قبل سماعت نالش کے ایک درخواست ترمیم مبنی بر بیان حلفی اٹرنی مقدمہ کے کیگئی تھی جسنے یہ بیان کیا تھا کہ دستاویز ۱۸۳۹ء کی عبارت میں غلطی کیا ہے۔ لیکن اُن دستاویزات سے جو اُسے بعد میں امناء نے دکہائی ہیں اُسے معلوم ہوا ہے کہ جائداد ذاتی تھی اسلئے اُسنے عرضی دعوے کے ترمیم کرنے کی اجازت چاہی۔ ایسا ہی کیا گیا تھا۔ اراکین ساکنیر نے اپنا جواب دعوے داخل کیا اور گرگوری نے بوساطت اپنے ولی دوران مقدمہ کے اپنے حقوق کو عدالت کے اختیار میں دیا اور بنظام امناء نے بھی اپنا جواب داخل کیا۔

۲۱- جون ۱۸۶۰ء کو مقدمہ بغرض سماعت پیش ہوا۔ ڈگری میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمہ کی سماعت کیگئی تھی یا کہ "اسپر بحث کیگئی تھی" اور شرکوپر کا بیان بھی لیا گیا تھا۔ زاں بعد اسمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ نالش بخلاف نابالغ کے خارج کیجائے اور کہ اُسکا اور امناء کا خرچہ اوّلاً مدعیہ سے ادا کیا جائے اور بعد میں اراکین کے حصہ سے وضع کیا جائے زاں بعد اُسمیں یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ عدالت بذا یہ قرار دیتی ہے کہ جائداد مذکور کی نوعیت ذاتی قسم کی ہے" استقرار مذکور رضامندی سے نہیں کیا گیا اور استقرار مذکور تک اور شمولیت اُسکے کسی رضامندی کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف حکم متعلقہ نیلام رضامندی سے صادر شدہ معلوم ہوتا ہے لیکن مسٹر ابو تومم نے بذیا منٹ کتاب یادداشت اٹارنی کا حوالہ بغرض اظہار امر کے دیا ہے کہ استقرار مذکور رضامندی سے کیا گیا تھا۔ وہ شہادت جو نوٹ قلمبند کردہ عدالت سے ملتی ہے اُس شہادت سے فوقیت کے ساتھ تسلیم نہیں کیجا سکتی جو خود ڈگری سے ملتی ہے۔

نکولس بنام السفر

جو ڈگری کے بحوالہ نوٹ مذکور کے تیار [illegible] کی گئی تھی اور وہ جج ان نے پڑھکر اُسپر دستخط کئے تھے اور اُسکی نسبت کبھی فریقین نالش مذکور نے سوال نہ کیا تھا۔

لیکن علاوہ ازیں یہ امر جو اہا ہے اُن اکھوں سارکیز سے جنکے کہ اجزاء پڑھے گئے ہیں صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے کل سوال متعلق بہ غبن شیخ النبی الزینتھ و جواز دستاویز ۲۹ شنبہ کو ترک کر دیا تہا۔ وہ اجزا جو پڑھے گئے تھے ظاہر کئے گئے ہیں اور صحیح طور پر ڈگری میں درج ہیں۔ جونہی کہ یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ اصلی نوعیت جایداد کی کیا ہے اور یہ امر ترمیم کئے جاتے ہی ظاہر ہو گیا تہا۔ گرنگری کی موجودگی غیر ضروری ہو گئی تھی اور اسپر عدالت نے اُسے ایک غیر ضروری فریق متصور کر کے نالش کو اُسکے برخلاف معہ خرچہ خارج کیا تھا جو حسب تذکرہ صدر ادا کیا جانا تھا لیکن یہ امر ملحوظ رہے کہ خرچہ مذکور بالآخر جو اُنہوں سارکیز کے حصہ میں سے وضع کیا جانا تہا پس مدعیہ یعنے الزینتھ نہوروس نے کل دعاوی نسبت اُن منافعجات کے ترک کر دئے تھے جو کہ اکھون سارکیز نے استعمال کئے تھے۔ اُسنے بیان کیا تھا کہ اُسنے بہت سی رقم زر نقد ترقیات میں صرف کی ہے اور میری یہ رائے ہے کہ میں یہ قرار دیسکتا ہوں کہ وہ رضامندی جسکے رو سے بعد وضع خرچ کے اُسے نصف زر ثمن ملنا چاہیے تہا اس امر واقعہ پر مبنی تہی کہ مدعی نے اس امر کو تسلیم کیا تھا کہ اُسنے جایداد پر روپیہ صرف کیا ہے۔ مسٹر اونوم نے بیان کیا ہے کہ کوئی حوالہ اس امر کی نسبت موجود نہ تھا کہ آیا انتظام مذکور (یہ فرض کر کے کہ وہ موجود تہا) واسطے استفادہ نابالغ کے تھا۔ اولاً یہ امر ملحوظ رکھا جانا چاہیے کہ حوالہ دینا صرف اُن صورتوں میں ضروری ہے جہانکہ ایسے سوالات امور واقعہ موجود ہوں جنکی نسبت تحقیقات کرنا ضروری ہو اور صورت حال میں سوال صرف یہ تہا کہ آیا جایداد اصلی ہے یا ذاتی بلحوظ احکام دفعہ ۱۱۴ ایکٹ شہادت کے جسمیں صرف یہ عام اصول درج ہے کہ ایک فعل عدالت کی نسبت یہ قیاس کیا جانا چاہیے کہ وہ جائز طور پر کیا گیا ہے مجھے یہ قرار دینا چاہیے کہ ہر ایک شئے واسطے فائدہ نابالغ کے کیگئی تھی جسکا کیا جانا ضروری تہا۔

پس بہرحال کوئی امر باظہار اس امر کے موجود نہیں ہے کہ ڈگری مذکور گرنگوری سارکیز پر قابل پابندی نہ تھی یا اُن اشخاص پر جو اُسکی وساطت سے مستفید ہونیکے دعویدار ہیں۔ میں یہ بات بلالحاظ اس سوال کے کہتا ہوں کہ آیا مدعی بیع بحق ذکریا کے جواز کی نسبت سوال کرنیکا مستحق ہے۔ یہ خیال کر کے کہ جایداد اسنا کی تفویض میں تھی۔ قانونی جایداد اُنہیں حاصل تھی اور اُنہوں نے ایک حکم عدالت سے انتقال کیا تہا۔

۱۸۹۶ء
نکولس
بنام
ایسفر

لیکن ہم فرض کرتے ہیں کہ وہ ایک ڈگری برضاء اُسی قسم کی تھی جسکی نسبت مدعی نے عذر کیا ہے۔ تو کونسا ایسا امر موجود ہے جو عدالت کو اُسکی منسوخی کی تحریک کرتا ہے۔

ایک ڈگری برضا ویسی ہی قابل پابندی فریقین کا رروائیات پر ہے جیسی کہ ایک ڈگری بعد از تجویز ہو۔ اصول مذکور کا ذکر بہت سے مقدمات میں کیا گیا ہے۔

معاملہ سوتھ امریکن و میکسیکن کمپنی (۱) میں اگہم وتمیس صاحب جسٹس نے اسی امر کے متعلق ذکر بتوقت بیان کیا ہے کہ "ان واقعات کی موجودگی میں میرے لئے مضامین دوم پر غور کرنا ضروری ہے مسٹر ہولٹن کا یہ بیان کہ فیصلہ برضا جسمیں عدالت نے اپنے اختیار کا استعمال نہیں کیا ایک امر مانع تقریر مخالف فریقین کے مابین پیدا نہیں کر سکتا میں صرف یہ بیان کر سکتا ہوں کہ میٹنے پہلی دفعہ اسیات کو سُنا ہے۔ قانون ہمیشہ سے یہ ہے کہ ایک فیصلہ برضا یا فیصلہ بعدم پیروی کے رو سے بالکل اسی طرح پر امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بعد اُس فیصلہ کے جسمیں عدالت نے اپنے جوڈیشل اختیار تمیزی کا استعمال کیا ہو۔"

ایسا ہی مقدمہ بلکیرن (۲) میں ماسٹر آف رولز اور لارڈ جسٹس کاٹن صاحب لنڈلے صاحب کی یہ رائے تھی کہ ایک حکم برضاء فریقین پر قابل پابندی ہے اور مقدمہ سلکنڈ بنام پدما بہادر (۳) میں متوسامی ایار صاحب جسٹس ولسٹ صاحب جسٹس نے بیان کیا ہے کہ "یہ کہنا کافی ہے کہ استحقاق انتظام مشترک ایک عدالت انصاف میں زیر بحث تھا اور بطور صلحنامہ کے وہ بطور ایک قائم شدہ تھا کے تسلیم کیا گیا تہا اور مطابق قبل رواج اشخاص مذکور کے" حکام پریوی کونسل نے مقدمہ کچا پتھی راو ہنگا بنام کچا پتھی نیلمنی (۴) میں یہ قرار دیا تھا کہ جب ایک سلسلہ واقعات بطور بناء صلحنامہ کے تسلیم کیا جائے جسکے رو سے ایک متدائرہ نالش کا تصفیہ ہو جائے اور جبکہ صلحنامہ مذکور بذریعہ فریب کے ناجائز نہ بنایا گیا ہو تو فریقین نالش مذکور اور انکے جانشینان بعد میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ اصلی صورت واقعات کی دگرگوں تھی تاکہ وہ تنازعہ کو از سر نو اُٹھائیں۔

اور نہ کوئی مقدمہ عدالت عالیہ کی ڈگری کی تردید میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک خفیف اشارہ فریب اور سازش کیطرف کیا گیا ہے لیکن شہادت میں اُسکی کوئی بناء ظاہر نہیں کی گئی مدعی کی شہادت میں

(۱) لا رپورٹ چانسری (۱۸۹۵ء) جلد ۱ صفحہ ۳۷ (۴۵)۔

(۲) لا رپورٹ پروبیٹ ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۱۔

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱ (۷)

(۴) مونا انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۷ و بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۰۲۔

جو دُولڑکی لے کہا

سنہ ۱۸۹۶ء
نکولس بنام السیفر

کوئی خفیف سی وجہ بھی ایسی موجود نہیں ہے جس سے فریب ظاہر ہوتا ہو۔ لیکن اگر فریب ثابت کیا بھی گیا ہوتا تاہم مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ کا دعوے زائد المیعاد ہونا ایسا کچھ شک نہیں کہ خاندان مذکور کو بیع مذکور کا علم بہت سے سنوات سے ہے۔ مدعیہ نے اپنی شہادت میں تسلیم کیا ہے کہ اُن سب کو یہ معلوم تھا کہ مکان مملوکہ مریم بیع کیا گیا ہے اور زرثمن کا ایک جزو الزبتھ نے حاصل کیا ہے لیکن کوئی کوشش نسبت تردید بیع مذکور کے نکیگئی تھی۔ گرگوری کو بالغ ہوئے قریبًا ۲۰ سال کا عرصہ ہوا ہے کیونکہ مطابق شہادت مدعیہ کے وہ بوقت وفات کے اسنال کا تھا۔ میری رائے میں مقدمہ بالکل زائد المیعاد ہے۔

اب یہ سوال باقی ہے کہ آیا ارانتھون سارکینز جائداد ہائے مذکور کو بروئے خسلق کے حاصل کر سکتا تھا۔ کتاب کوک صاحب دربارہ ٹائٹل باب ۱ دفعہ ۵ میں یہ درج ہے اکیجائداد بروئے اخلاق صرف اُس جائداد کے متعلق پیدا ہوتی ہے جسکا منافعہ حاصل ہوتا ہو یا جو عام قبضہ میں ہو۔ یہی قاعدہ ولیم صاحب نے اپنی نایاب کتاب متعلق بہ جائداد اصلی طبع ۱۱ صفحہ ۲۸۳ میں بیان کیا ہے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ حال جیسے سرونس شوہر بروئے اخلاق کے جائداد حاصل کرنیکا مستحق ہے اور اگر وہ ایسا مستحق نہیں تو میعاد گرگوری کے برخلاف اسکے سن بلوغ حاصل کرنے کے وقت سے شروع ہوگی۔

سوال امر ثانی تقریر تنقیح الف پر اختصار کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ جو کچھ بیشتر قبل ازیں بیان کیا ہے اُس سے کافی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اکیب بے قاعدہ کوشش واسطے تنسیخ اُس ڈگری کے کیگئی ہے جسے صادر ہوئے ۲۰ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نالش معہ خرچہ کے بشمولیت خرچہ محفوظ کردہ خارج کیجانی چاہئے۔

نالش خارج کیگئی۔

اٹرنی منجانب مدعیہ۔ بابو این ڈی دے۔
اٹرنیان منجانب مدعا علیہ نمبر ۱۔ مسٹرز ساندرس اینڈ کمپنی۔
اٹرنیان منجانب مدعا علیہ نمبر ۲۔ بابو اے ٹی دھر۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بینرجی صاحب جسٹس و رامپینی صاحب جسٹس

٧ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء

پتی مار یادو (مدعا علیہ) بنام بہابیرام دت برنا (مدعی) *

ریگولیشن اراضی و مالگذاری آسام (۱۸۸۶ء) دفعات ۹ ۳ و ۴۱ و ۱۵۴ - استحقاق حصول بندوبست - اختیار سماعت عدالت دیوانی -

سوال نسبت استحقاق حصول بندوبست منجانب ایک فریق کے عہدہ داران مال سے عدالت دیوانی کے اختیار سماعت سے بروئے احکام دفعہ ۱۵۴ - ریگولیشن اراضی و مالگذاری آسام کے مستثنیٰ نہیں کیا گیا -

نالش ہذا مدعی نے واسطے استقرار اپنے حق و حصول قبضہ ۵ بیگہہ ۵ لستہ اراضی اور زر واصلات کے دائر کی تھی فیصلہ عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ ۲ بیگہہ اراضی ایک جزو جدی حقیت مدعی ہے اور کہ ۳ بیگہہ ۵ لستہ اراضی ابتداءً ایک شخص مسمی مہر کی ملکیت تھی جسکی وفات یا ترک اراضی مذکور کے باعث اُسپر کوئی قابض نرہا تھا اور کہ سروے بندوبست سے کچھ عرصہ پہلے وہ بندوبست کے بغیر پڑی رہی اور کہ پیمائش کدسترل میں مدعی اور مدعا علیہ ہر دو نے اس امر کی کوشش کی کہ وہ اسکے مقبوضہ میں شامل کیجائے اور کہ پیمائش کدسترل کے رو سے وہ مدعی کے مقبوضہ میں شامل کیگئی اور مدعا علیہ نے ایک عذر عدالت مال میں کیا اور بعد تحقیقات کے عدالت مال نے حکم دیا کہ اراضی مذکور مدعا علیہ کے مقبوضہ میں منتقل کیجائے اور کہ مدعی اراضی مذکور پر ایک سال قبل کدسترل پیمائش کے واقعی طور پر قابض تھا اسلئے اراضیات مذکور کا بندوبست مدعی کے نام پر مناسب طور سے کیا گیا تھا اور کہ عہدہ داران مال کو کوئی اختیار نسبت منتقل کرنے اراضی مذکور کے بحق مدعا علیہ حاصل نہ تھا اور کہ مدعی ایک ڈگری قبضہ کا مستحق ہے -

بابو سریندرا ناتھ رای منجانب اپیلانٹ -

بابو ہرندرا ناتھ متر منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز عدالت (بینرجی صاحب و رامپینی صاحب جسٹسان) رامپینی صاحب جسٹس نے صادر کی -

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۸۶۲ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ای اینڈ سے متہن صاحب ڈپٹی کمشنر سباگر، ڈسٹرکٹ جج سباگر مصدرہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری سی ایف مور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و منصف جوڑہٹ مصدرہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء -

سنہ ۱۸۹۶ء
پٹن ٹایا
بنام
بہابیرام

رمپنی صاحب جسٹس :- نالش ہذا مدعی نے واسطے استقرار اپنے حق دربارہ ۵ بیگہہ ۵ الستہ اراضی اور اسکے قبضہ زر وصلات تا تجدید مبلغ کے دائر کی ہے۔

عدالتہائے ماتحت نے قرار دیا ہے کہ مدعی اراضی مذکور کا مستحق ہے۔ ہر دو عدالتہائے مذکور نے قرار دیا ہے کہ ۲ بیگہہ اراضی مذکور اسکی جدی حقیقت کا ایک جزو ہے اور کہ ۳ بیگہہ ۵ الستہ اراضی ابتداءً ایک شخص مسمی کی ملکیت تھی جسکی وفات یا ترک اراضیات مذکور کے باعث وہ بلا بندوبست قبل پیمائش کدسترل کے پڑی رہیں اور چونکہ مدعی اُنپر قابض پایا گیا تھا اسلئے مناسب طور سے اُنکا بندوبست بروقت کدسترل پیمائش کے مدعی کے نام پر کیا گیا تھا اسلئے عہدہ داران مال کو کوئی اختیار اس حکم کے دینے کا نہ تھا کہ اراضیات مذکور مدعا علیہ کے مقبوضہ میں منتقل کی جائیں۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا ہے اور اُسکی طرف سے یہ حجت کیگئی ہے کہ نالش زیر دفعہ ۵۸ ریگولیشن آسام ۱ سنہ ۱۸۸۶ء کے چل نہیں سکتی جسکے رو سے سوائے اس صورت کے جسکے متعلق ریگولیشن مذکور بصورت دیگر حکم ہو کوئی عدالت دیوانی اپنے اختیار سماعت کا استعمال "ان سوالات کی نسبت نہیں کر سکتی جو کسی بندوبست کے جواز یا اثر کے متعلق ہوں یا متعلق اس امر کے کہ آیا کسی بندوبست کی شرائط اب تک نافذ ہیں" لیکن ہم قرار دیتے ہیں کہ مطابق دفعہ ۴۱ کے "اندراجات مسلہائے حقیقت زیر دفعہ ۴۴ واقعی قبضہ کی بناء پر قلمبند کیئے جانے چاہئیں" اور مطابق دفعہ ۳۹ کے "کوئی شخص محض اسوجہ سے کہ بندوبست اُسکے ساتھ کیا گیا ہے یا کسی ایسے شخص کے ساتھ جسکی کہ وساطت سے وہ دعویدار ہے ایک ایسا شخص متصور نکیا جائیگا جسنے کوئی استحقاق کسی جائداد کے متعلق بخلاف اُس شخص کے حاصل کیا ہو جو جائداد مذکور کی نسبت استحقاق کا دعویدار ہو" لفظ "جائداد" کی تعریف دفعہ ۳ میں اسطرح پر کیگئی ہے کہ اُسمیں "کوئی اراضی تابع ادائگی مالگذاری جسکی ادائگی کیواسطے جداگانہ انتظام کیا گیا ہو" شامل ہے۔ پس اراضی زیر بحث لفظ "جائداد" کی تعریف کی ذیل میں آتی ہے پس بصورتیکہ معلوم ہوتا ہے کہ اراضی مذکور کا بندوبست مناسب طور سے مدعی کے ساتھ پیمائش کدسترل میں کیا گیا ہے جسنے انکو قابض پایا تھا۔ اور مابعد کارروائیات عہدہ داران مال کے رو سے کوئی حق مدعا علیہ کو اراضی مذکور میں حاصل ہوا تھا۔

زاں بعد ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہانتک مدعی کے استحقاق دربارۂ اراضی زیر بحث کا تعلق ہے سوال زیر تنقیح مابین فریقین صورت حال میں ایک سوال دربارۂ جواز یا اثر کسی بندوبست کے نہیں ہے۔ وہ محض ایک سوال بنسبت اُنکے استحقاق حصول بندوبست از عہدہ داران مال کے ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ء
پتن ارایا
بنام
بہابیرادت

اور معلوم ہوتا ہے کہ ایسا سوال عدالت دیوانی کے اختیار سماعت سے بروئے احکام دفعہ ۴۵ ریگولیشن ارضی ومالگذاری آسام کے مستثنے نہیں کیا گیا۔ لیکن مقدمہ مادھب ناتھ سرما بنام متیا رانی سیدیبی (۱) میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جب جائداد کا بندوبست ایک شخص کے ساتھ عہدہ داران مال نے کیا ہو تو عدالت دیوانی مدعی کو جو بندوبست مذکور کی نسبت عذر کرتا ہو صرف ایک استقرار دربارہ اُسکے استحقاق بندوبست اراضی زیربحث کے عطا کرسکتی ہے اور اُسے ڈگری قبضہ عطا نہیں کرسکتی۔ ان واقعات کی موجودگی میں ہم صورت حال میں مدعی کو سوائے اُسکے استحقاق حصول بندوبست کے استقرار کے اور کچھ عطا نہیں کرسکتے اور ہمیں اس حد تک عدالت ماتحت کی ڈگری کی ترمیم کرنی چاہیے کہ ہم ڈگری قبضہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ مدعی کو چاہیئے کہ عہدہ داران بندوبست کے پاس جاکر اُنسے اراضی کا بندوبست اپنے نام کرائے اور قبضہ حاصل کرے۔

اس حد تک ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ کرتے ہیں دیگر صورتوں میں ہم اُسے بحال رکھتے ہیں ہم خرچہ کی نسبت کوئی حکم نہیں دیتے۔

اپیل جزواً منظور کیا گیا۔

باجلاس بینرجی صاحب جسٹس و ریمپینی صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۱۱ دسمبر

کالی گھوس وغیرہ (مدعیان) بنام اوماشی پٹواری وغیرہ (مدعا علیہم)*

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۱۶۔ استحقاق ارجاع نالش۔ وراثت حقیت مستقل کلکٹر کو وراثت کی اطلاع نہ دینے کا اثر۔ عدم ادائگی رسوم اور اُسکا اثر استحقاق حصول ڈگری پر۔

دفعہ ۱۶۔ ایکٹ مزارعان بنگال کے رو سے ایک فریق ایک نالش لگان کے رجوع کرنے سے ممتنع نہیں ہے باوجودیکہ کلکٹر نے نوٹس اور رسوم حاصل نکیا ہو جیسا کہ دفعہ مذکور میں کیا گیا ہے لیکن دفعہ مذکور اس امر کی مانع ہے کہ مدعی قبل نوٹس اور رسوم مذکور کے کلکٹر سے وصول کئے جانے کے ڈگری حاصل کرے۔

اپیل ہذا اُس نالش سے پیدا ہوا ہے جو مدعیان نے چند تعلقہ جات پٹنی کے شرکا تھے واسطے ولا پانے بقایا لگان واجب الادا بابت سنہ ۱۲۹۷ء لغایتہ سنہ ۱۳۰۰ فصلی کے دائر کی تھی۔ یکے از مدعیان کا باپ ماہ چیتر سنہ ۱۲۹۹ء کے اخیر میں فوت ہوا تھا اور دیگر مدعیان کے باپ اس سے پہلے فوت

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۸۳۴ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری بابو درگا چرن گھوس سار دینیٹ جج ٹپرہ مصدرہ ۲۹ جون سنہ ۱۸۹۵ء مشعر ترمیم ڈگری بابو پرموتھو ناتھ چٹرجی منصف چندپور مصدرہ ۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۸۱۹۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کالی کیبوس
بنام
اُدئی پٹاری

ہو چکے تھے۔ اور مدعیان اسطرح پر مستقل حقیت ہائے کے مستحق بروئے وراثت کے ہو گئے وراثت مذکور کا نوٹس کلکٹر کو حسب منشاء دفعہ ۱۵ ایکٹ مزارعان بنگال ندیا گیا تھا اور نہ وہ رسوم ادا کیا گیا تھا جسکا حکم دفعہ مذکور میں ہے۔ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعیان لگان واجب الادا بابت سنہ ۱۳۰۱ع کے حاصل نہیں کر سکتے۔

بابو ہرنند افراتن مستری منجانب اپیلانٹان۔

بابو کرتا نتا لعل داس منجانب ریسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت (بینرجی صاحب و ریمپنی صاحب جسٹسان) حسب ذیل تھی:-

اپیل ہذا میں جو ایک نالش بقایا لگان میں سے پیدا ہوا ہے وہ سوال جو مدعیان اپیلانٹان کی طرف سے اُٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا عدالتہائے ماتحت ایک جزو دعوے کے اسوجہ نامنظور کرنے میں درستی پر تھیں کہ نوٹس زیر دفعہ ۱۶ ایکٹ مزارعان بنگال کلکٹر کو نہیں دیا گیا۔ ذیعلم وکیل اپیلانٹان یہ عذر کرتا ہے کہ بروئے مناسب تعبیر دفعہ مذکور کے عدالتہائے ماتحت کو یہ قرار دینا چاہئے تھا کہ نالش چل سکتی تھی اور کہ مدعیان کامل طور پر ڈگری کے مستحق تھے گو نوٹس زیر بحث ندیا گیا تھا۔ اور کہ دفعہ مذکور کے رو سے اس امر کا امتناع کیا گیا ہے کہ بذریعہ اجراء ڈگری کے کوئی واقعی لگان وصول نہ کیا جائے اور اس عذر کی تائید میں اُسنے فیصلہ کثرت رائے اجلاس کامل مقدمہ علیم الدین خاں بنام ہیرالال سین (۱) پر انحصار کیا ہے۔ دفعہ ۱۶ کے الفاظ حسب ذیل ہیں "وہ شخص جو بروئے وراثت کے کسی مستقل حقیت کا مستحق بذریعہ نالش یا ترقی یا دیگر کارروائیات کے اُس لگان کے دلا پانیکا مستحق نہو گا جو اُسکے حق میں بطور قابض حقیت مذکور کے واجب الادا ہو جب تک کہ کلکٹر نے وہ نوٹس اور رسوم وصول نکیا ہو جسکا ذکر دفعہ ماقبل میں کیا گیا ہے"۔ بملحوظ عبارت دفعہ مذکور اور اس امر واقعہ کے کہ ایک لحاظ سے وہ ایک تعزیری حکم ہے اسلئے اسکی تعبیر سرسری طور پر کیجانی چاہئے کہ سخت طور پر ہماری یہ رائے ہے کہ دفعہ مذکور کے رو سے ایک فریق نالش لگان کے رجوع کرنے سے ممتنع نہیں ہے گو کلکٹر نے وہ نوٹس اور رسوم وصول نکیا ہو جسکا حوالہ دفعہ مذکور میں دیا گیا ہے گو وہ مانع اس امر کی ہے کہ مدعی قبل نوٹس اور رسوم مذکور کے منجانب کلکٹر وصول کئے جانے کے ڈگری حاصل کرے۔ اگر دفعہ مذکور کا منشاء اجراء نالش سے امتناع کرنیکا ہوتا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کالی گھوس
بنام
اماٹی پیلاریں

تو اسمیں ایسے الفاظ درج ہوتے جیسے کہ "ارجاع نالش کا مستحق نہوگا" ہیں۔ تمیز مابین ناقابلیت ارجاع نالش یکبارگی اور جند شرائط کے اور ناقابلیت وصولی بذریعہ نالش کے ایک مسئلہ تمیز ہے اور وہ مقدمہ مسل بنام ٹریٹ (۱) میں ظاہر کیگئی ہے نیز اُسکا ذکر مقدمہ علیم الدین خاں بنام ہیرا لال سین (۲) محولہ منجانب اپلانٹ میں کیا گیا ہے۔

لیکن گو یہ امر اسی طرح پر ہے تاہم ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ آیا زیادہ تعبیر دفعہ مذکور کسی طرح پر مدعیان کی امداد کرسکتی ہے۔ اُنہوں نے عذر کے اُٹھائے جانے پر بھی کلکٹر کو نوٹس نہیں دیا اور نہ ضروری رسوم ادا کیا ہے جسکا حکم دفعہ ۱۶ ایکٹ میں ہے لیکن اُنہوں نے اپنے استحقاق قیام نالش تا فیصلہ آخری پر بلا تعمیل شرط عائد کردہ دفعہ مذکور کے اصرار کیا ہے اور عذر اب اُنکی طرف سے یہ ہے کہ الفاظ "بذریعہ نالش وصول کرے" کی تعبیر اسطرح پر کیجانی چاہئے کہ اُن سے مراد "بذریعہ نالش دلاپانے" کی ہے اور کہ دفعہ مذکور کا منشاء صرف واقعی وصولی زر نقد منجانب مدعیان سے امتناع کرنیکا ہے۔ ہم عذر مذکور کو درست تسلیم نہیں کرسکتے۔ عذر مذکور کو موثر کرنا گویا یہ قرار دینا ہے کہ مدعی اُس ڈگری کی استدعا کرنیکا مستحق ہے جسکا واقعی ایفاء وہ اسوقت خود اپنے بیان کے مطابق نہیں کرسکتا۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر اپلانٹ کا عذر درست ہو تو کوئی امر مانع اُسکی کارروائی کا نہوگا خواہ وہ اجراء کراکر مدعا علیہ کے مقبوضہ کو نیلام کرالے مگر شرط یہ ہوگی کہ وہ عدالت سے زر وصول شدہ کی ادائگی کا مطالبہ نکریگا۔ ہماری رائے میں یہ ایک مناسب تعبیر دفعہ مذکور کی نہیں ہے۔ چونکہ مدعیان نے کوئی کارروائی دوران نالش میں نسبت تعمیل احکام دفعہ ۱۶ کے نہیں کی اسلئے ہمیں قرار دینا چاہئے کہ عدالتہائے ماتحت نے درست طور پر ایک جزو دعوی زیر بحث حال کو نامنظور کیا ہے۔ چنانچہ اپیل ہذا معہ خرچہ کے خارج کیا جانا چاہئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

---

(۱) لاء رپورٹ الہ آباد کوئنز بنچ جلد ۱۰ صفحہ ۹۰۹۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۷۔

باجلاس

آنریبل صاحب جسٹس او کینیلی و آنریبل صاحب جسٹس ہل

۹ - دسمبر ۱۸۹۴ء

شجاع حسین المعروف حمزت اللہ (مدیون ڈگری) بنام منوہر داس (ڈگریدار)*

ایکٹ میعاد (۱۵ ایکٹ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۸۰ - اجراء ڈگری - تجدید - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۲۳ و ۲۳۰ و ۲۴۸ (الف) دیوالیہ کا قبضہ مخالفانہ -

ایک دائن نے اپنے مدیون کے برخلاف ایک ڈگری ہائیکورٹ کے سیغہ ابتدائی میں ۱۹ دسمبر ۱۸۸۱ء کو حاصل کی - ۱۱ دسمبر ۱۸۹۳ء کو ڈگریدار نے عدالت میں ایک درخواست زیر دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے ترسیل ایک مصدقہ نقل ڈگری مذکور کے بعدالت جج ضلع ۲۴ پرگنہ معہ اس سرٹیفکیٹ کے گذرانی - کہ کسی جز ڈگری کا ایفاء بذریعہ اجراء کے ہائیکورٹ کے حدود اختیار کے اندر نہیں کیا گیا اور اُسنے بیان کیا کہ مدیون ڈگری کی کوئی جائداد ہائیکورٹ کے حدود اختیار کے اندر نہیں ہے بلکہ ۲۴ پرگنہ کے حدود کے اندر ہے - درخواست مذکور کا عنوان بطور ایک درخواست اجراء کے تھا اور اُسکا نمونہ جدول دار تھا - اُسپر ایک نوٹس زیر دفعہ ۲۴۸ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا گیا تھا اور چونکہ مدیون ڈگری نے کوئی وجہ ظاہر نہیں کی تھی اسلئے ۱۹ دسمبر ۱۸۹۳ء کو ایک مصدقہ نقل ڈگری کی جاری کیگئی تھی - بعد ارسال کیئے جانے مصدقہ نقل کے ڈگریدار نے مارچ ۱۸۹۴ء کو ڈسٹرکٹ جج کے پاس اجراء ڈگری کی درخواست کی - مدیون ڈگری نے یہ عذر کرنے پر کہ اجراء زائد المیعاد ہے اور کہ وہ دیوالیہ قرار دیا گیا ہے اور چونکہ جائداد ہائے آفیشل اسائینی کی تفویض میں دیگئی ہے اسلئے قرقی غلط و ناجائز تھی -

تجویز ہوئی کہ اجراء زائد المیعاد نہ تھا کیونکہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۳ء کا حکم ایک حکم اجراء تھا اور وہ بطور تجدید ڈگری کے حسب منشاء مد ۱۸۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد عامل ہوتا تھا -

نیز تجویز ہوئی کہ چونکہ مدیون ڈگری نائدار عرصہ بارہ سال تک قابض رہا ہے اور آفیشل اسائنی نے اُسکی جائداد کا قبضہ حاصل نہیں کیا اسلئے اُسنے بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے ایک حق قابل قرقی حاصل تھا -

آشوتوش دت بنام درگاچرن چٹرجی (۱) فتح نرائن چودہری بنام چندراتی چودہرین (۲) کی پیروی کیگئی -

واقعات مقدمہ ہذا واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہیں -

بابو نیلمادھب بوس و بابو شب چرن پلیت منجانب اپیلانٹ -

مسٹر جے ٹی وڈراف و بابو بید یا ناتھ دت منجانب رسپانڈنٹ -

---

* اپیل از حکم نمبر ۳۲۹ سنہ ۱۸۹۴ء ابنا راضی ڈگری مصدرہ بابو برناچرن شوم سبارڈینیٹ جج ۲۴ پرگنہ مورخہ ۹ اگست ۱۸۹۴ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۵۰۴ -

(۲) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۵ -

سنہ ۱۸۹۶ء
شجاع حسین
بنام
منوہر داس

بابو نیل مادھب بوس :- ایک سوال مقدمہ ہذا میں یہ ہے کہ آیا حکم نسبت جاری کئے جانے مصدقہ نقل ڈگری کے ایک حکم اجراء بہ بیں مستدعی ہوں کہ وہ ایسا نہیں حکم مذکور کا اثر تجدید ڈگری کا نہیں ہے ستی در اصول مذکور کی نسبت جیسا کہ وہ مقدمہ اشوتوش دت بنام درگا چرن چٹرجی (۱) میں درج ہے مسٹر جسٹس صاحب نے مقدمہ تنکوری دن بنام بندرو ناتھ مکرجی (۲) میں شک ظاہر کیا ہے۔ مقدمہ اول الذکر میں ایک ضابطہ درخواست اجراء ڈگری کیگئی تھی اور ایک حکمنامہ قرقی جاری کیا گیا تھا لیکن صورت حال میں کوئی درخواست اجراء نہیں کیگئی تھی مد ۸۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد کے رُو سے صرف اُس صورت میں ایک ڈگری محفوظ کیگئی ہے اگر اُسکی تجدید عمل میں آئی ہو۔ چونکہ صورت حال میں کوئی تجدید عمل میں نہیں آئی اسلئے اجراء زائد المیعاد ہے۔ ایک درخواست نسبت ایک سرٹیفکٹ اس امر کے کہ اجراء کسی اور عدالت میں کیا جائے ایک درخواست اجراء ڈگری نہیں ہے ملاحظہ ہو مقدمہ نیلمنی سنگھ دیو بنام ریسر بینرجی (۳) دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا درصورتیکہ مدیون ڈگری دیوالیہ قرار دیا گیا ہے اور اُسکی جائداد آفیشل اسائینی کی تفویض میں ہے ڈگری دار اجراء کرا سکتا ہے میں ادعا کرتا ہوں کہ وہ نہیں کرا سکتا۔ عدالت ماتحت نے اس امر کے قرار دینے میں غلطی کی ہے کہ دیوالیہ نے بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے ایک استحقاق حاصل کیا تھا کیونکہ آفیشل اسائینی نے اُسکی جائداد کا قبضہ حاصل نہیں کیا۔ چونکہ جائداد مذکور آفیشل اسائینی کی تفویض میں دیگئی ہے اسلئے دیوالیہ کو کوئی قابل قرقی استحقاق جائداد مذکور میں حاصل نہ تھا۔

مسٹر جے نی وڈراف منجانب رسپانڈنٹ :- ۱۹ دسمبر کا حکم واسطے جاری کئے جانے ایک مصدقہ نقل ڈگری کے ایک حکم اجراء تھا کیونکہ وہ بعد ایسے نوٹس کے جاری کئے جانے کے صادر کیا گیا تھا جیسا کہ برُوے دفعہ ۲۴۸ دال الف کے ضروری ہے۔ نوٹس مذکور مطابق قاعدہ ۱۷۴ قواعد ہائیکورٹ کے تھا۔ حکم مذکور کا اثر حسب منشاء مد ۸۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد تجدید ڈگری کا تھا۔ فیصلہ مقدمہ منگل پرشاد ڈچٹ بنام گریجا کنت لاہری (۴) مقدمہ حال پر حاوی ہے۔ سرٹیفکٹ بعد نوٹس کے جاری کیا گیا تھا۔ دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں بیان کیا گیا ہے کہ وجہ ظاہر کیجانی چاہئے۔ چونکہ صورت حال میں کوئی وجہ ظاہر نہیں کی گئی اسلئے ایک سرٹیفکٹ جاری کیا گیا تھا۔ اور ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کا حکم قابل پابندی ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۴۔ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۴۴۔
(۲) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۴۹۱ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۱۲۳۔

۱۸۹۶ء
غلام حسین
بنام
منوہر داس

وہ جائداد جو قرق کیگئی ہے آفیشل اسائینی کی تفویض میں بروئے قانون کے آئی ہوئی ہے [illegible] حکم جو کارروائیات اجرا میں واسطے قرقی جائداد مذکور کے صادر کیا گیا ہے غلط اور خلاف قانون ہے اور وہ موثر نہیں رہسکتا،، بالفاظ دیگر اُسنے یہ بیان کیا تھا کہ اُسے کوئی استحقاق قابل قرقی جائداد مذکور میں حاصل نہیں ہے بلکہ اُسنے جائداد مذکور کی نسبت آفیشل اسائینی کے حق کا عذر کیا تھا۔ اپیلانٹ نے ایک فہرست بطور دیوالیہ کے ۲۱- فروری ۱۸۸۲ء کو داخل کی تھی جسمیں اُسنے اس جائداد کی نسبت یہ بیان کیا تھا کہ یکم مارچ ۱۸۸۰ء کو دیوالیہ نے دائنان مذکور کے پاس بطور کفالت کے واسطے ادائگی کسی بقایا حساب وکتاب کے جو بحق اُنکے واجب الادا ہو دستاویز استحقاق مکان واقعہ گارڈن ریچ کو مکفول کیا تھا (جو دیوالیہ اور ایک شخص مسمی علی حسین کے نام سے خرید کیا گیا تھا جو فوت ہو چکا ہے) مکان مذکور اس زمین پر واقعہ ہے جو معزول شدہ بادشاہ اودھ کی ملکیت ہے جس مکان کے مالکان دیوالیہ مذکور اور ورثاء علی حسین مساوی نصف حصص ہیں،، پس ۱۸۹۳ء میں ہم معلوم کرتے ہیں کہ اُسنے اپنے استحقاق کے کامل کرنیکی کوشش بطرح پر کی تھی کہ ایک انتقال منجانب قائممقام ایجنٹ گورنر جنرل باجلاس کونسل کے بحق دبیر الدولہ احمد حسین کے بنسبت ایک نصف جائداد مذکور خود اُسکے حق میں کیا گیا تھا اور بنسبت دوسرے نصف حصہ کے بروقت تجویز کے یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ وہ ہمیشہ سے اُسپر قابض رہا ہے اسلئے ہمارے روبرو واقعات ذیل کارروائی کرنے کے لئے موجود ہیں یعنے مسلہ قبضہ اور ناقص استحقاق کی تکمیل کی کوشش ۱۸۹۳ء میں کیا جانا اور بروقت اجراء قرقی کے یہ عذر نہ اُٹھایا جانا کہ اُسے قابل قرقی حق حاصل نہیں ہے ان جملہ امور پر ہماری یہ رائے ہے کہ سبارڈینیٹ جج اس نتیجہ کے اخذ کرنیکا مجاز تھا کہ اُسے بروئے قبضہ مخالفانہ کے ایک استحقاق قابل قرقی حاصل تھا۔

ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں۔

اپیل خارج کیا گیا۔

باجلاس اوکنلی صاحب جسٹس و گھوش صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶
۱۰ دسمبر

پریاگ ناتھ شاہ دیو (مدعی) بنام موارسندا وغیرہ (مدعا علیہم)*

اپیل - ایکٹ ضابطہ مالک اراضی و مزارعہ چھوٹا ناگپور (بنگال ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ع) دفعات ۷ و ۳ ضمن (۲) و ۳۹ و ۱۳۷ و ۱۳۹ و ۱۴۴ - نالش لگان - اپیل ان صورتوں میں جہاں کہ کل رقم متدعویہ ما سے زیادہ ہو -

اُس ڈگری کی ناراضی سے جو ڈپٹی کلکٹر نے ایک نالش لگان میں صادر کی ہو اپیل جوڈیشل کمشنر کے پاس ہو سکتا ہے نہ کہ ڈپٹی کمشنر کے پاس جہاں کہ کل مقدار لگان متدعویہ زیر دفعہ ۳۹ بنگال ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ع مبلغ ما سے زیادہ ہو -

اپیل ہذا اُس نالش میں سے پیدا ہوا ہے جو مالک اراضی نے عدالت ڈپٹی کلکٹر رانچی میں واسطے دلپانے لگان کے چند رعیت نمانے کے برخلاف دائر کی تھی - کل مقدار لگان متدعویہ مبلغ ما سے زیادہ تھی لیکن رقم واجب الوصول منجانب ہر ایک رعیت کے مبلغ ما سے کم تھی - فاضل ڈپٹی کلکٹر نے مدعی کی نالش کی ڈگری دی بعض مزارعان نے جوڈیشل کمشنر کے پاس اپیل کیا جسنے عدالت ماتحت کے فیصلہ کو اُس حد تک منسوخ کیا جہاں تک اپیلانٹان کا تعلق تھا - اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعی نے ہائیکورٹ میں اس وجہ پر اپیل کیا کہ اپیل بناراضی ڈگری ڈپٹی کلکٹر ڈپٹی کمشنر کے پاس ہو سکتا تھا اور کہ جوڈیشل کمشنر کو اسکی سماعت کا کوئی اختیار حاصل نہ تھا -

بابو سریناتھ و بابو کرونا سندھو مکرجی منجانب اپیلانٹ -

ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب رسپانڈنٹان -

بابو سریناتھ داس :- زیر دفعات ۱۳۷ و ۱۳۹ بنگال ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ع کے اپیل ڈپٹی کمشنر کے پاس ہو سکتا ہے اگر رقم متدعویہ ایکسو روپیہ سے زیادہ نہ ہو گو دفعہ ۳۹ کے رو سے اشتمال دعاوی بخلاف مختلف مزارعان کی اجازت واسطے معلوم کرنے اختیار سماعت عدالت اپیل کے دیا گیا ہے تاہم مالیت نالش اُس رقم سے معلوم کیجانی چاہیئے جسکا کہ دعوے ہر ایک مزارعہ کے برخلاف کیا گیا ہے -

ڈاکٹر اشوتوش منجانب رسپانڈنٹان :- جبکہ مختلف دعاوی بخلاف مختلف مزارعان زیر دفعہ ۳۹ شامل کئے گئے ہوں تو اسصورت میں صرف ایک ہی نالش ہوتی ہے اور رقم متدعویہ صریح طور پر کل

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۴۴ سنہ ۱۸۹۵ع بناراضی ڈگری ایف کولے صاحب جوڈیشل کمشنر چھوٹا ناگپور مصدرہ ۶ جنوری سنہ ۱۸۹۵ع مشعر تنسیخ ڈگری بابو کرشنا کالی مکرجی ڈپٹی کلکٹر رانچی مصدرہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۳ع -

مقدار متدعویہ بخلاف مزارعان ہوتی ہے اگر مطابق عذر اپلانٹ کے اپیل کی مالیت اُس مقدار سے معلوم کیجائے جسکا دعویٰ کسی خاص مزارعہ کے برخلاف کیا گیا ہو تو اس سے یہ بے ترتیبی واقع ہوگی کہ ایک مزارعہ کا اپیل ڈپٹی کلکٹر کے پاس ہوگا اور دوسرے مزارعہ کا اُسی ڈگری کی ناراضی سے جوڈیشل کمشنر کے پاس ہوگا۔ زیر دفعہ ۱۴۴ جسمیں ایک اپیل بناراضی فیصلہ کا حکم ہے اپیل جوڈیشل کمشنر کے پاس ہو سکتا تھا۔ علاوہ ازیں زیر دفعہ ۱۱۔ ایکٹ تعین مالیت نالشات اپلانٹ بلا ثابت کرنے اس امر کے کامیاب ہونیکا مستحق نہیں ہے کہ اُسکو نقصان پہنچا ہے۔

بابو سرینا تھ داس نے اسکا جواب دیا۔

تجویز ہائیکورٹ (از کلی صاحب جج و صاحب ٹسمان) حسب ذیل ہے:۔

اپیل ہذا بناراضی فیصلہ جوڈیشل کمشنر چھوٹا ناگپور مسدرہ ۶ جنوری ۱۸۹۵ء دائر کیا گیا ہے۔

اوّلاً یہ عذر کیا جاتا تھا کہ کوئی اپیل دوم عدالت ہذا میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ عذر چند سال سے نامنظور کیا گیا ہے اسلئے ہماری رائے میں وہ عذر ناکامیاب رہتا ہے۔

ازاں بعد یہ بحث کیگئی تھی اور اسی امر پر اپیل ہذا مبنی ہے کہ اپیل جوڈیشل کمشنر کے پاس نہ ہو سکتا تھا بلکہ ڈپٹی کمشنر کے پاس ہو سکتا تھا۔ نالشوں کی نوعیت وہ ہے جنکا ذکر ضمن (۴) دفعہ ۲۷ میں کیا گیا ہے اور بروئے دفعہ ۹۳ کے چند دعاوی از قسم مذکور ایک ہی نالش میں شامل کئے جا سکتے ہیں اسلئے یہ معلوم ہوگا کہ وہ چند دعاوی جنکا ذکر فقرہ دوم دفعہ ۹۳ میں کیا گیا ہے صرف ایک ہی نالش بناتے ہیں۔

اب ہمنے اس امر کا فیصلہ کرنا ہے کہ کس عدالت میں اپیل ہو سکتا تھا۔ دفعہ ۱۴۲ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نالشات زیر ضمن (۴) و دیگر نالشہائے دفعہ ۲۷ میں اگر اُنکا فیصلہ ڈپٹی کمشنر نے کیا ہو اگر مقدار زر متدعویہ یا مالیت جائداد متدعویہ ایک سو روپیہ سے زیادہ نہو تو ڈپٹی کمشنر کا فیصلہ قطعی ہوگا سوا چند شرائط کے جو صورت حال میں پیدا نہیں ہوتیں۔ دفعہ ۱۳۹ میں اپیلہائے بناراضی فیصلجات ڈپٹی کلکٹر کا حوالہ دیا گیا ہے اور ازاں بعد دفعہ ۱۴۴ میں حسب ذیل حکم ہے: "جملہ نالشات میں سوائے اُن نالشات کے جنمیں (جبکہ اُنکی تجویز ڈپٹی کمشنر نے کی ہو) ڈپٹی کمشنر کا فیصلہ قطعی قرار دیا گیا ہو یا جب اُنکی تجویز اور فیصلہ ڈپٹی کلکٹر نے کیا ہو ایک اپیل کی اجازت ڈپٹی کمشنر کے پاس کئے جانے کو دیگئی ہو۔ ایک اپیل

سنہ ۱۸۹۹ء
پرباگ ناتھ
بنام
امر سنگھ وغیرہ

بنا اراضی فیصلہ ڈپٹی کمشنر یا ڈپٹی کلکٹر اسسٹنٹ ویژن کے جوڈیشل کمشنر کے پاس ہوگا الا جبکہ مقدار مالیت متدعویہ پانچہزار روپیہ سے زیادہ ہو جسصورت میں کہ اپیل ہائیکورٹ میں ہوگا۔ بملحوظ اس امر کے کہ ہماری یہ رائے ہے کہ نالش زیر دفعہ ۴۹ اگرچہ اسمیں کئی دعاوی شامل ہوں ایک ہی نالش ہے اور کہ زیر دفعہ ۱۳۷ فیصلہ نالش مذکور قطعی نہیں ہے تو ہماری رائے بملحوظ مذہب عبارت دفعہ ۴۴ کے یہ ہے کہ اپیل صورت حال میں جوڈیشل کمشنر کے پاس ہو سکتا ہے کیونکہ کل رقم متدعویہ ایکسو روپیہ سے زیادہ ہے۔

اسلئے ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ کے خارج کرتے ہیں۔
اپیل خارج کیا گیا۔

باجلاس مسٹر جسٹس بنرجی و مسٹر جسٹس ملک صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۷ دسمبر

سرجا کنتا چاچی (مدعی) بنام بندیشوری شاہا اور بربطبق اسکی وفات کے اسکا پسر وقائمقام قانونی جوندر لال شاہا بوساطت اپنی ماں اور ایکسیوٹی اسکی (مدعا علیہ) بجو

شہادت۔ رسیدہائے لگان کے اصلی ہونے کی شہادت۔ بار ثبوت۔ ایکٹ لگان بنگال ۸ سنہ ۱۸۸۵ء دفعہ ۵۔ نالش از دیاد لگان۔ عدالت اپیل اور اسکا اختیار۔

ایک نالش از دیاد لگان میں مدعا علیہ نے بعض رسیدات پیش کیں اور بیان کیا کہ اسنے بعد ادائیگی لگان کے حاصل کی ہیں۔ تجویز ہوئی کہ وہ اسکے ثابت کرنیکے لئے کافی شہادت نہیں۔

نیز تجویز ہوا کہ عدالت اپیل ماتحت کامل طور پر مجاز تھی جسنے واقعات مقدمہ کی نسبت کارروائی کرتی تھی کہ وہ بیان کرتی کہ آیا رسیدات کا لینا جو کسی سنوات کے متعلق تہیں اور بملحوظ اس امر واقعہ کے کہ رسیدات مذکور میں وہ سنوات درج نہ تھے جنکے کہ لگان کی نسبت وہ تھیں۔ وہ رقوم جو کسی خاص سال میں ادائیگی تہیں جزواً لگان سال مذکور کی نسبت تھیں اور جزواً بغرض تعایا لگان واجب الادا سنوات گذشتہ کے۔

واسطے مستحق بنانے مدعی کے ڈگری از دیاد لگان کے اسوجہ پر کہ مدعا علیہ کے مقبوضہ کے رقبہ میں تبدیلی ہوگئی ہے مدعی کو ثابت کرنا چاہیئے کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں اس سے زیادہ اراضی ہے جسکی نسبت وہ لگان ادا کرتا ہے اور اس امر کے کرنے کے لئے اسے ثابت کرنا چاہیئے کہ مقدار اراضی کیا ہے جسکے واسطے مدعا علیہ لگان ادا کرتا ہے۔

وہ نالش جسمیں اپیل ہذا پیدا ہوا ہے مدعی نے مدعا علیہ کے برخلاف واسطے از دیاد لگان اور واسطے مزید لگان اراضیات زائد کے دائر کی تہی۔ مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعی ایک دخیلکار رعیت ہے اور کہ وہ شرح

اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۵ء بنا اراضی ڈگری اپیلیٹ صاحب قائمقام ڈسٹرکٹ جج راج شاہی مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری بابو ادیتا چندر چکرتی منصف نوابگنج مصدرہ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نرجاکنٹ
بنام
بینیمادھو

طور پر کہنا چاہیئے۔ . . . . کسی صورت میں فرق سے مجھے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کوئی فرق جمع کے درمیان بھی تھا بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ کسی ایک حصہ کی نسبت کمی یا بیشی جمع کی لیگئی ہو لیکن جمع بحصہ دیگر حصص متعلق پانسی سال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جمع غیر مستقل ہی تھی بہت سی صورتوں میں خود رسید ہائے لگان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسقدر کل جمع ہی۔ ہر ایک امر پر غور کرکے میں بلا شبہ طور پر قرار دیتا ہوں کہ مدعا علیہ یکسان شرح سے ہر ایک صورت میں ہیال تک حسب جمع ادا کرتا رہا ہے۔ . . . . اپیلانٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ بعض رسیدات لگان ثابت نہیں کیگئیں اور بعض کی تردید گواہان نے کی ہے۔ مگر مدعا علیہ نے اُن سب کو بدیں بیان ثابت کیا ہے کہ وہ لگان ادا کرکے رسید حاصل کرتا تھا اسکو میں کافی ثبوت سمجھتا ہوں۔ نوعیت اور شکل رسید ہائے مذکورہ سے مجھے اُن کی درستی کا یقین ہو جاتا ہے۔ اُس فرق سے جو ادا کئے گئے بلیں بروئے رسید ہائے مذکورہ کے ظاہر ہوتا ہے۔ اُن کی درستی ظاہر ہوتی ہے۔ مدعی نے کوئی کوشش اِس امر کے ثابت کرنے میں نہیں کی کہ مدعا علیہ کس شرح سے ہر ایک صورت میں لگان ادا کرتا رہا ہے"

ایڈوکیٹ جنرل (مع چالس پال) و بابو گریش چندر چودھری و بابو جے گوپال گھوس منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ہل و بابو موہنی موہن چکرورتی منجانب رسپانڈنٹ۔

ایڈوکیٹ جنرل:۔ رسید ہائے لگان حسب ضابطہ طور پر ثابت نہیں کیگئیں۔ مقدمہ راجا دو گنگولی بنام لکھی نرائن منڈل (۱) میں پیلی صاحب جسٹس نے بیان کیا ہے کہ "وہ صاحب جج کے واسطے یہ بیان کرنا بالکل ناکافی ہے جبکہ وہ داخلہ جات کے اختلاف کو تسلیم کرے۔ کہ وہ باعث کمی ادائیگی ایک سال کے دوسرے سال میں پورا کئے جانے کے ظہور میں آیا ہے بلا اُس خاص امر واقعہ کے ثابت کئے جانے کے اختلافات مذکورہ بادی النظر میں اس امر کی شہادت ہے کہ لگان یکسان نہ تھا۔ . . . . مزید میری رائے میں عدالت اپیل ماتحت نے یہ غلط رائے اختیار کی ہے کہ داخلہ جات مذکور کا ثابت کیا جانا ضروری نہ تھا اگر اُن کی نسبت مثبت طور سے انکار نہ کیا گیا ہو وہ مطابق دیگر دستاویزات کے جو فریقین نے پیش کی ہوں ثابت کئے جانے چاہیئیں یعنے یہ کہ انکا منشا دکیا ہے"۔ نیز ملاحظہ ہو مہرت رائے بنام گنگا نرائن مہاپتر (۲)۔

مسٹر ہل منجانب رسپانڈنٹ:۔ ادائیگی بذریعہ پیش کرنے رسید کے ثابت کیجا سکتی ہے اور بذریعہ ثابت کرنے اِس امر کے کہ وہ ایک دستاویز حاصل کردہ بعد از ادائیگی زرنقد کے ہے ملاحظہ

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۴۰۰۔
(۲) ؍؍ ؍؍ جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۱۔

۱۸۹۷ء
سرجاکنٹ
بنام
بنیشور شاہا

ہو راج محمد بنام نورسماہ (۱) و مادہب چندر چودھری بنام پرمونا تھ رائے (۲)۔

تجویز عدالت (بینرجی صاحب و ہمپنی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

اپیلہائے ہذا میں جو الشتات از دیاد لگان اور وصولی لگان زائد قطعہ اراضی میں سے پیدا ہوئے ہیں دو سوالات اپیلانٹ کیطرف سے اُٹھائے گئے ہیں۔ اولاً یہ کہ آیا عدالت اپیل ماتحت اُن رسیدات پر انحصار کرنے میں درستی پر تھیں جو مدعا علیہم نے پیش کئے تھے جبکہ وہ حسب ضابطہ طور پر ثابت نہیں کئے گئے اور ثانیاً یہ کہ آیا عدالت اپیل ماتحت بر طبق واقعات قرار دادہ کے دعوائے لگان مزید قطعہ اراضی کو خارج کرنے میں درستی پر تھی۔

نسبت امر اول کے عدالت اپیل ماتحت نے یہ بیان کیا ہے کہ اپیلانٹ کیطرف سے عذر کیا گیا ہے کہ بعض رسید ہائے لگان ثابت نہیں کیگئیں اور بعض کی تردید گواہان نے کی ہے لیکن مدعا علیہ نے اُن سب کو بذریعہ بیان ثابت کر دیا ہے کہ اُس نے لگان ادا کر کے رسیدات حاصل کی ہیں۔ اسکو میں کافی ثبوت سمجھتا ہوں رسید ہائے مذکور کی نوعیت اور شکل سے مجھے ان کی درستی کا اعتبار ہوتا ہے۔ اُن اختلافات ادائیگی سے بھی جو اُن سے ظاہر ہوتا ہے اُن کی درستی ظاہر ہوتی ہے۔ فاضل ایڈوکیٹ جنرل نے یہ عذر کیا ہے کہ یہ اس امر کے ثابت کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے کہ رسید ہائے حسب ضابطہ طور پر ثابت کیگئی ہیں اور اپنے عذر کی تائید میں اُس نے مقدمات رام جادو گنگولی بنام لکھی نرائن منڈل (۳) و بھرت رائے بنام گنگا نرائن مہاپتر (۴) پر انحصار کیا ہے۔ مقدمات مذکور میں صرف یہ قرار دیا گیا ہے کہ بعض شہادت نسبت ثابت کرنے درستی رسید ہائے لگان کے موجود ہونی چاہیئے جو کہ مدعا علیہ مزارعہ داخل کرے۔ مگر مقدمات مذکور میں کوئی خاص قاعدہ نسبت اس امر کے درج نہیں کہ کس قسم کی شہادت رسید ہائے لگان کے ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے۔ بخلاف ازیں مقدمہ راج محمد بنام نورسماہ (۱) و مقدمہ مادہب چندر چودھری بنام پرمونا تھ رائے (۲) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جہانکہ درستی رسید لگان کی نسبت اُس مزارعہ نے حلف اُٹھایا ہو جس سے لگان ادا کیا گیا ہے تو امر مذکور تا وقتیکہ رسید مذکور کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ گو اُس شخص کا

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۴۔
(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۴۔
(۳) ” ” جلد ۸ صفحہ ۸۴۔
(۴) ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۲۱۱

سنہ ۱۸۹۶ء
سرجاکٹ
بنام
بنیشور شاہ

بیان نہ لیاگیا ہو جسکے کہ دستخط رسید مذکور پر ہیں بملحوظی سندات مذکور کے ہماری رائے میں وہ قرارداد جو عدالت اپیل ماتحت نے قلمبند کی ہے جسکے روسے مدعا علیہ کی شہادت رسیدات کی درستی کے ثابت کرنے کے لئے کافی متصور کیگئی ہے قانوناً ناقابل تنسیخ قرار دیجانی چاہئے۔

زاں بعد نسبت وجہ دوم کے عدالت اپیل ماتحت نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بار ثبوت صحیح طور پر بذمہ مدعی ہے اسے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں اس اراضی سے زیادہ اراضی ہے جسکی کہ نسبت وہ لگان ادا کرتا ہے اور ایسا کرنے کے لئے اسے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کسقدر اراضی کی نسبت مدعا علیہ لگان ادا کرتا ہے۔ مدعا علیہ ایسا کرنے سے قاصر رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہماری رائے میں کوئی وجہ نسبت ہماری دست اندازی بفیصلہ عدالت اپیل ماتحت کے بر طبق اپیل دوم موجود نہیں ہے۔

ہمیں یہ بھی بیان کرنا چاہئے کہ ایک تیسرے امر پر بھی بحث کیگئی تھی جو یہ تہا کہ عدالت اپیل ماتحت نے اس امر میں غلطی کی ہے کہ ایک ہی رسید کے مندرجہ لگان کو مختلف سنوات میں منقسم کیا ہے بلا کسی شہادت باظہار اس امر کے کہ وہ انہی خاص سنوات کی نسبت تہا۔ ہماری رائے میں عدالت اپیل ماتحت کامل طور پر بروقت فیصل کرنے واقعات مقدمہ کے یہ بیان کرنے کی مجاز تھی کہ آیا بملحوظی رسیدہائے کے جو کئی سالوں کی تھیں اور اس امر واقعہ کے کہ انمیں وہ سنوات خاص نہ کہے گئے تھے جنسے انکا تعلق تہا وہ رقم جو کسی خاص سال میں ادا کیگئی ہے جزوًا لگان سال مذکور تھی اور جزوًا بقایا لگان سنوات ماقبل۔

اسلئے وہ جملہ وجوہات جنکی استدعا ہمارے روبرو کیگئی ہے ناکامیاب رہتی ہیں اور اپیل ہذا مع خرچہ خارج کیاجانا چاہئے۔

اپیل خارج کیاگیا۔

۱۸۹۶ء ۔ ستمبر

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

موہنی موہن رائے (مدعی) بنام پُرمودنا تھ رائے وغیرہ (مدعا علیہم)

میعاد ۔ اراضی بنجر جو بعد میں قابل زراعت بنائی گئی ہو ۔ قبضہ ۔ بار ثبوت ۔ قبضہ تعمیری ۔

اصول قبضہ تعمیری صرف بحق مستحق مالک کے متعلق ہوتا ہے اور وہ بالعموم ایک بیانا مالک کے حق میں بیا نکیا جانا چاہیے جسکا قبضہ اُس اراضی تک محدود ہونا چاہیے جس پر وہ واقعی طور پر قابض ہو ۔

ایک نالش قبضہ اُن اراضیات میں جو پہلے نا قابل زراعت تھیں لیکن بعد میں زیر کاشت آگئیں تھیں ڈسٹرکٹ جج نے عذر میعاد کو مدعی کے برخلاف کامیاب کیا بطبق ایک ایسی قرارداد کے جو واقعی قبضہ منجانب مدعا علیہم کی شہادت پر مبنی تھی بلکہ ایک نتیجہ پر جو جزو شہادت سے اخذ کیا گیا تھا قائم کیگئی تھی جو یہ تھی کہ مدعا علیہم کو زاید از بارہ سال سے تعمیری قبضہ حاصل ہے ۔

تجویز ہوئی کہ جہانتک کہ فیصلہ و ڈگری ڈسٹرکٹ جج کا تعلق اُن چند قطعات اراضی کے ساتھ تھا جو بطور پتیت یا نا قابل کاشت اراضیات کے بیان کیگئی تھیں اُس حد تک وہ منسوخ کیے جانے چاہئیں اور مقدمہ ڈسٹرکٹ جج کے پاس سوالات ذیل کا فیصلہ کرنے کے لئے واپس بھیجا جانا چاہیے (الف) کہ کس حد تک قیاس بحق مدعی دربارہ حالت نا قابل کاشت نوعیت اراضیات کے تا بجدہ ۱۲ سال از رجوع نالش متعلق ہوا ہی اور (ب) کہ کس حد تک قیاس مذکور کی تردید ہوئے شہادت قبضہ واقعی منجانب مدعا علیہم کے ہوتی ہے ۔

اپیل بنا راضی ڈگری ڈسٹرکٹ جج راجشاہی ۔

ڈاکٹر راش بہاری گھوس و بابو لال موہن داس و بابو سری داس و پرسنو اپی منجانب اپیلانٹ ۔

بابو سری ناتھ داس و بابو سرود اچرن متر منجانب ریسپانڈنٹ ۔

واقعات و دلائل مقدمہ ہذا تجویز عدالت میکفرسن صاحب و بنرجی صاحب جسٹسان سے ظاہر ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہے :-

اپیل ہذا اُس نالش سے پیدا ہوا ہے جو مدعی اپیلانٹ نے واسطے قبضہ زر واصلات بعض اراضی کے بدیں بیان دائر کی تھی کہ اراضی مذکور موضع ملکی حماری میں شامل ہے جو اُسکے تعلقہ پٹنی ربجا پلا سے ملحق ہے اور کہ اراضی مذکور ابتدا ایک بھیل کی تہ تھی جو تھوڑے عرصہ سے قابل کاشت ہو گئی ہے ۔ اور کہ مدعا علیہم اُسپر ناجائز طور سے قابض ہیں ۔

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۷۹ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ایل ایت صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج راجشاہی مصدرہ ۹ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء مشعر ترمیم ڈگری بابو بپن بہاری گنگولی سب آرڈینیٹ جج ضلع مذکور مصدرہ ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء ۔

سنہ ۱۸۹۶ع
موہینی موہن داس
بنام
پرسو مو ہن تاریخ

مدعا علیہم نے اپنے جواب دعوی تحریری میں مدعی کے اُس استحقاق سے انکار کیا کہ وہ میعاد کا عذر اُٹھاتے اور اُسنے یہ تمسک کیا کہ ایک کھال بطور حد مابین مدعی کے موضع کشتیکار جاری اور مدعا علیہ کے موضع مجگیوسر بیچ کے واقع ہے۔

عدالت اوّل نے یہ قرار دیا کہ جزو اراضی زیر بحث مدعی کے موضع سے علاقہ رکھتی تھی لیکن اُسنے نالش کو زائد المیعاد قرار دیکر خارج کیا۔

بر طبق اپیل منجانب مدعی عدالت اپیل ماتحت نے ایک جدید مقامی تحقیقات کا حکم دیا۔ اور تحقیقات مذکورہ کے مکمل ہوجانے پر مدعی نے اپنے دعوے کو اُن جزو ہائے اراضی تک محدود کیا جو بلحاظ حد بیائش کے جو بین موضعات کشتی جاری اور مجگیوسر بیچ کے تھی اسکے موضع کیطرف واقع تھے جنکا ذکر بطور اراضیات تیت کے مدعا علیہم کے بینامہ ۱۸۶۲ء میں کیا گیا تھا مگر فاضل ڈسٹرکٹ جج نے دعوے کو زائد المیعاد قرار دیا اور عدالت اوّل کی ڈگری کو بحال رکھا۔

بر طبق اپیل دوم اب مدعی کیطرف سے یہ عذر کیا جاتا ہے کہ ڈسٹرکٹ جج کا فیصلہ قانوناً غلط ہے اوّلاً اسوجہ سے کہ بلحاظ طبعی نوعیت اراضی کے جسے جانبین تھا کہ قبضہ کے ثابت کرنے کا بار ثبوت بالکل مدعا علیہم پر ڈالتا بجائے یہ قرار دینے کے کہ بار ثبوت کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قطعی طور پر ایک یا دوسرے فریق کے ذمہ ہے" اور ثانیاً اسوجہ سے کہ اُسنے غلط طور پر اصول قبضہ تعبیری کو جو صرف مستحق مالکان کیصورت میں متعلق ہوتا ہے زیادہ نکاران کیصورت سے متعلق کیا ہے۔

عذر اوّل کی تائید میں مقدمات رادھا گوبند رائے بنام انگلس (۱) و راج کمار رائے بنام گوبند چندر رائے (۲) پر انحصار کیا گیا ہے۔ وہ درست قاعدہ جو مقدمہ اوّل الذکر اور چند دیگر مقدمات سے اخذ ہو سکتا ہے وہ ہے جسکا ذکر فیصلہ کثرت رائے اجلاس کامل بمقدمہ محمد علی خاں بنام خواجہ عبد الغنی (۳) میں کیا گیا ہے جس میں فاضل ججان نے بعد یہ رائے ظاہر کرنیکے کہ "عام قاعدہ یہ ہے کہ مدعی صرف قبضہ کو ثابت کرکے کسی وقت قبل عرصہ بارہ سال از ارجاع نالش کے بار ثبوت کو مدعا علیہ کے ذمہ ڈال نہیں سکتا" یہ بیان کیا ہے کہ "درست قاعدہ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اراضی کی نوعیت ایسی ثابت کیگئی ہو جو اُسوقت عام طریق کے مطابق قابل استعمال نہو اور ایسے واقعات کی موجودگی میں کہ وہ نوعیت طبعی طور پر ارجاع نالش سے بارہ سال کے عرصہ کے اندر تک جاری رہ سکتی ہو اور اغلباً رہی ہو تو مناسب طور سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ

---

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۳۶۴۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۶۰۔
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۴۴۔

۱۸۹۴ء
سینی موہن رائے
بنام
پردھمو ناتھ رائے

وہ اسیطرح جاری رہی تھی اور کہ مدعی کا قبضہ بھی جاری رہتا تھا جبتک کہ اسکو برخلاف ثابت نکیا
جاوے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کا حوالہ دوران بحث میں حکام عالیمقام پریوی کونسل کے روبرو مقدمہ
راج کمار رائے بنام گوبند چندر رائے (۱) میں دیا گیا تھا اور کوئی امر حکام موصوف کے فیصلہ میں ایسا موجود
نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ انہوں نے قاعدہ مندرجہ مقدمہ مذکور کو ناپسند کیا ہے۔

پس جب قاعدہ متعلق بہ مقدمہ ہذا تسلیم حال ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ ہذا
طور سے بحوالہ اُن قطعات اراضی کے غور کیا ہوتا جو مدعی کے موضع کی ذیل میں آتے تھے جو چیٹھہ سنہ ۱۲۹۰ء مطابق
سنہ ۱۸۸۳ء میں بطور گراکاک بیت یعنی ناقابل زراعت بنجر کے درج تھے اور نیز بحوالہ چند قطعات مذکور
کے جو بطور اراضی بیت کے درج ہوتے تو مدعی کا قبضہ بعد بیت عدم موجودگی شہادت بخلاف ازین کے
اُسوقت تک جاری متصور کیا جاتا جبتک کہ وہ تاریخ ارجاع نالش سے عرصہ بارہ سال کے اندر آجاتا
جو نالش کہ سنہ ۱۸۹۱ء میں رجوع کی گئی تھی۔ زیادہ تر خاص طور سے یہ کہ بعض قطعات مذکور اُس اراضی میں جو
مقامی تحقیقات کے واسطے مقرر کیا گیا تھا اسوقت تک قابل زراعت قرار دیئے تھے۔ مگر فاضل ڈسٹرکٹ جج نے
مقدمہ ہذا بحوالہ قاعدہ مذکور غور کرنے سے انکار کیا ہے اور یہ ترک فعل اُن کے فیصلہ میں ایک قانونی غلطی ہے۔
لیکن یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ غلطی مذکور غیر موثر ہے کیونکہ دیا جاتا ہے جبکہ فاضل ڈسٹرکٹ جج نے مثبت
طور پر یہ قرار دیا ہو کہ مدعا علیہم ایک مدت بارہ سال سے قابض رہے ہیں۔ اسمیں شک نہیں اگر قرار داد
مذکور قائم رہے تو بار ثبوت کا سوال غیر ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ وہ قیاس جو قاعدہ مندرجہ مقدمہ
محمد علیخان بنام خواجہ عبد الغنی (۲) کے رو سے بحق مدعی پیدا کیا گیا ہے ایک قابل تردید قیاس ہے اور وہ
شہادت قبضہ بحق مدعا علیہ سے رفع ہو سکتا ہے لیکن اب ہم دوسرے عذر متذکرہ صدر پر غور کرتے ہیں۔

فاضل ڈسٹرکٹ جج کی یہ قرار داد کہ مدعا علیہ اراضی زیر بحث پر سنہ ۱۲۸۲ یا سنہ ۱۸۷۵ء سے قابض ہیں نسبت
اراضیات بیت یا بنجر کے کسی واقعی قبضہ کی شہادت پر مبنی نہیں بلکہ اُس شہادت پر مبنی ہے جسمیں سے
اُنہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ... کو نتیجہ ... تھا۔ اپنے فیصلہ میں اُنہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ
اگر اُس قطعہ اراضی میں بطور ... زیر کاشت لایا گیا ہے یا مزروعہ شامل ہے جو اسوقت تک بیت ہے
اور جو آہستہ آہستہ زیر کاشت لایا جا رہا ہے تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مزارعہ کی نسبت یہ قرار

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۶۶۰۔
(۲) " " " جلد ۵ صفحہ ۶۴۴۔

۱۸۹۶ء
موہنی موہن رائے
بنام
چندر موانا تہہ رائے

جو اطلاق اصول قبضہ تعمیری میں اوپر بیان کیگئی ہے جو یہ ہے کہ قاعدہ مذکور عموماً ایک یا دیگر اراضیات کیصورت سے متعلق نہیں ہوتا۔

وجوہات بالا کے رو سے ہماری یہ رائے ہے کہ فیصلہ و ڈگری عدالت اپیل تحت جہاں تک کہ انکا تعلق متعلقات اراضی بیت کے ساتھ ہے جنکا ذکر جنہہ مت سنہ ۲ امیں کیا گیا ہے منسوخ کئے جانے چاہئیں اور مقدمہ عدالت مذکور میں اسغرض سے واپس بھیجا جانا چاہئیے کہ وہ سوالات ذیل کا فیصلہ کرے (۱) کہ کس حد تک وہ قیاس جسکا حوالہ قاعدہ مندرجہ مقدمہ محمد علی خاں بنام خواجہ عبد الغنی (۱) محولہ بالا میں دیا گیا ہے مقدمہ حال سے متعلق ہوتا ہے اور (۲) کہ کس حد تک قیاس مذکور کی تردید شہادت قبضہ واقعی پیش کردہ مدعا علیہم سے ہوتی ہے اور تاکہ وہ زاں بعد اپیل کا فیصلہ کرے۔ خرچہ بنتیجہ مقدمہ پر عاید کیا جائیگا۔

مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

باجلاس مسٹر میکفرسن صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

بندو بالسنی چوہدرانی و یک کس دیگر (مدعا علیہما) بنام جنبانی چوہدرانی (مدعیہ) *

۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء

حکم امتناعی ایکٹ داد رسی خاص (سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۵۴ و ۵۵ - نقصان جسکا خطرہ دیا گیا - نقصان جو بعد نالش کے پیدا ہوا ہو - بنا دعوی - اسقدر کھودنا کہ ہمسایہ کی زمین کو نقصان پہنچے -

جہانکہ ایک فعل سے بیت ایک شخص کی زمین کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو ایسا ہو جس سے نقصان بالضرور پہنچنے والا ہے تو عدالت ایکٹ ۱ ادی حکم امتناعی جاری کر سکتی ہے جس سے فعل مذکور کے جاری رکھنے سے امتناع کیجائے گو کوئی نقصان واقعی طور پر قبل از رجوع نالش کے نہ پہنچا ہو اور جہاں واقعی نقصان بعد ادخال عرضی دعوے کے پہنچا ہو تو عرضی دعوے کی ترمیم اسطرح کیجا سکتی ہے جس سے نقصان مذکور کی نوعیت اور حد معلوم ہو۔

پیٹرسن بنام گلغو ٹو (۲) پر عمل کیا گیا۔

مدعی اور مدعا علیہم کی ملکیت میں اراضیات متصلہ تھیں۔ خط حد بندی کے قریب مدعا علیہم نے ایک کھائی ۱۱۰ فٹ لمبی ۹ فٹ گہری کھودی جسکا اطراف تہ کیطرف سے مدعی کی زمین کیطرف ڈھلوان تھی۔ مدعی نے ایک نالش واسطے دوامی حکم امتناعی کے دایر کی جسکی رو سے مدعا علیہم اسکے کھودنے سے باز رکھے جائیں اور نیز واسطے خرچہ پر کرنے کھائی مذکور کے اور واسطے دیگر داد رسی کے۔ مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ انہیں کھودنے کا

* اپیل از حکم نمبر ۲۹۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی حکم بابو پروا پرکسنو تھوم ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج میمن سنگھ معدرہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء مشعر تنسیخ حکم بابو کالی کرشن چوہدری منصف رتیا مصدرہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۔ (۲) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۹۔

سنہ ۱۸۹۶ء
بندوبالسنی
چودہرانی
بنام
جہنا بی
چودہرانی

مطابق اپنی مرضی کے اپنی زمین پر قابل تھا۔ اور چونکہ عرضیدعوی میں کسی نقصان کا ذکر نہیں کیا گیا اسلئے اس سے کوئی بنائے دعوی ظاہر نہیں ہوتا۔ منصف نے یہ قرار دیا کہ کوئی بنائے دعوی اسوقت تک پیدا نہوا تھا جب تک کہ نقصان واقعی طور پر نہ پہنچا تھا چنانچہ اسنے نالش کو خارج کیا۔

بعد ارجاع نالش کے مدعی کی زمین بباعث مدعا علیہم کے کہودنے کے دبگئی اور اس امر کی اطلاع عدالت کو دیگئی تھی مدعی نے سباڈینیٹ جج کے یہاں اپیل کیا جسنے منصف کے فیصلہ کو منسوخ کیا اور مقدمہ کو زیر دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدیں ہدایت واپس بہیجا کہ منصف عرضیدعوی کے ترمیم کرنیکی اجازت دے اور اُن سوالات کو فیصل کرے جو پہلے سے مقدمہ میں پیدا ہوئے ہیں یا جو پیدا ہوسکتے ہیں۔

اس حکم کی ناراضی سے مدعا علیہم نے اپیل کیا۔

بابو نیلما دہب بوس (امعیت بابو جوگیش چندر رائے و بابو مکند ناتہہ رائے و بابو سیتا نند ابوسا) منجانب اپیلانٹان:- کوئی بنائے دعوے موجود نہیں ہے جب تک کہ واقعی طور پر نقصان نہ پہنچے یا جبتک کہ مدعا علیہم کا فعل ایسا نہو کہ نقصان عرضید عوی کے ضروری ہونیوالا ظاہر ہوتا ہو۔ ملاحظہ ہو کتاب گیل متعلقہ دربارہ حق آسائش صفحہ ۳۲۹ و کتاب کرصاحب دربارہ احکام امتناعی صفحات ۲۲۰ لغایت ۲۲۲۔ علاوہ ازیں۔ جہانتک کوئی بیان نقصان کا نہ کیا گیا ہو وہاں عدالت کے واسطے یہ کہنا ناممکن ہوگا کہ کن الفاظ میں حکم امتناعی ہونا چاہئیے اور مدعا علیہم کو اپنی جایداد کا استعمال کرنیسے روکنا تاکہ مدعی کو نقصان نہ پہنچے نہ صرف یک لغو امر ہے بلکہ محض ایک بیان قانونی ہے ہر ایک شخص اپنی زمین کو مطابق اپنی مرضی کے کہود سکتا ہے اگر وہ اپنے ہمسایہ کو نقصان سے محفوظ رکہنے کی ترکیب کرے اور مدعا علیہم ایسا کر سکتے تہے۔ بالآخر بروئے دفعہ ۵۴۔ ایکٹ دادرسی خاص کے دوامی حکم امتناعی صادر نہیں ہوسکتا۔ اگر اُس نقصان کا جو پہنچا ہو یا غالباً مدعا علیہم کے فعل ناجائز سے پہنچنے والا ہو معاوضہ دیا جاسکے جیسا کہ صورت حال میں ہو سکتا ہے کیونکہ مدعی نے نالش کی بابت ایک خاص رقم معین کی ہے۔

بابو سرینا تہہ داس و بابو دوارکا ناتہہ چکرورتی و بابو کرتانتا بوس منجانب ریسپانڈنٹ:۔ ایک بیان نقصان واقعی ضروری نہیں ہے اسلئے عرضیدعوی سے ظاہر ہوتا ہے۔ تمثیل (م) دفعہ ۵۴ ایکٹ دادرسی خاص اس امر کے متعلق صریح ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ع
بندا بانسی چودھرانی
بنام
جھنابائی چودھرانی

باعث نہیں کیا گیا منصف نے اُس تعبیر قانون کو درست تسلیم کیا اور یہ قرار دیا کہ جبتک واقعی نقصان نہ پہنچے تب تک کوئی بنائے دعوی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اُسنے نالش کو بلا فیصل کرنے کسی اور سوال کے جو مقدمہ میں پیدا ہوا تھا خارج کردیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ نے دوران تجویز میں عدالت کو یہ اطلاع دی تھی کہ بعد ارجاع نالش کے نقصان واقعی طور پر باعث افعال مدعا علیہم کے اسطرح پہنچا ہے کہ کسیقدر اراضی مدعیہ کی دبگئی ہے اور امر مذکور کے متعلق شہادت پیش ہوگئی تھی۔ مقدمہ بر طبق اپیل کے سب آرڈینیٹ جج کے روبرو پیش ہوا جس نے منصف کی فیصلہ کو منسوخ کرکے مقدمہ کو زیر دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدیں ہدایت واپس بھیجا کہ منصف عرضیدعوے کی ترمیم کیے جانیکی اجازت دے اور اُس سوال کو فیصل کرے جو پیشتر مقدمہ میں اُٹھایا گیا ہے اور نیز دیگر سوالات کو جو بعد ترمیم کے پیدا ہوں۔ اپیل ہذا بنا راضی حکم واپسی کے کیا گیا ہے اور عذر یہ کیا گیا ہے کہ منصف نے نالش کو اسوجہ پر خارج کرنے میں درستی پر تھا کہ عرضیدعوے سے کوئی بنائے دعوی ظاہر نہیں ہوتا۔

مگر منصف اس امر کے قرار دینے میں بھی درستی پر تھا کہ جبتک واقعی نقصان نہ ہو بنائے دعوی حاصل نہیں ہے تو وہ نالش کے خارج کرنے میں بھی درستی پر تھا کیونکہ کوئی شئے جو بعد ارجاع نالش کے وقوع میں آئی تھی بنائے دعوی مہیا نہیں کرسکتی جو کہ پیشتر موجود نہ تھی۔ میری رائے میں اُنکی تعبیر قانون غلط ہے۔ لیکن نالش حکم امتناعی ایک [illegible] ایک دادرسی خاص ایک دوامی حکم امتناعی اُس غرض کی [illegible] کیا جا سکتا ہے جو بحق سائل موجود ہو خواہ صریح طور پر ہو یا ضمنی [illegible] مدعا علیہ کے استحقاق یا استعمال جائداد [illegible] عدالت ایک حکم امتناعی خاص صورتوں میں عطا کرسکتی ہے۔ بتمثیل [illegible] ایک ایسی صورت ظاہر ہوتی ہے جسمیں ایک حکم امتناعی کی نالش واسطے باز رکھنے مدعا علیہ کو ایک فعل [illegible] دائر کیجاسکتی ہے جسکے باعث مدعی کی جائداد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو گو کوئی ایسا نقصان واقعی طور پر نہ پہنچا ہو۔ مقدمہ کیٹسن بنام گلفوڑ (۱) میں ماسٹر آف رولز نے اُن اصولوں کا ذکر کرتے وقت جنپر عدالت انصاف دستاندازی کرتی ہے جبکہ ایک حکم امتناعی کی بابت استدعا کیگئی ہو۔ بیان کیا ہے کہ میں یہ تصور کرتا ہوں کہ ایک حکم امتناعی حاصل کرنیکے لیئے ایک مدعی کو جو اس امر کا شاکی نہو کہ ایک فعل واقعی طور پر اُسکے استحقاق کی خلاف ورزی

---

(۱) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۹۔

سنہ ۱۸۹۶ء
بیدنانی چیدرانی
بنام
جہانی چیدرانی

ہے بلکہ اس امر کا کہ اگر ایک فعل عمل میں لایا جائے تو وہ اُسکے استحقاق کی خلاف ورزی ہوگا۔ یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ ایک ضروری نتیجہ ہوگا۔ یہ کہنا کافی نہوگا کہ اُسکا نتیجہ ایک خلاف ورزی استحقاق ہو سکتا ہے بلکہ مدعی کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ خلاف ورزی ایک ضروری نتیجہ ہوگا۔ اور نیز ان بعد اُسنے ایک مقدمہ کا حوالہ دیا ہے جو لارڈ کاٹنہم نے فیصل کیا ہے اور ایک اور مقدمہ کا جسمیں لارڈ چانسلر نے بیان کیا ہے کہ ہیبری لیبرے میں عدالت کو اختیار حاصل ہے کہ بذریعہ حکم امتناعی کے جائداد کو اُس فعل سے محفوظ رکھے جس کے وقوع کا خطرہ ہو جو اگر وقوع میں آجائے تو استحقاق ارتفاق زائل [illegible] عطا کر سکتا ہے۔ میری مراد ہرگز یہ کہنے کی نہیں ہے کہ ہر ایک ایسے مقدمہ میں ایک حکم امتناعی کا [illegible] استحقاق [illegible] کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر فریق درخواست کنندہ الزام سے بری ہو اور مساویانہ طور پر دادرسی کی درخواست کرے اور یہ ثابت کرے کہ بذریعہ اُس نقصان کے جسکا خطرہ ہے اُسکی جائداد کو [illegible] نقصان پہنچیگا [illegible] چارہ جوئی نہوگی تو ایک حکم امتناعی عطا کیا جائیگا۔ یہ سچ ہے کہ واقعات [illegible] واقعات مقدمہ حال سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے لیکن تاہم ماسٹر آف رولز اس اصول کی نسبت [illegible] جسپر کہ ایک نقصان کی نسبت دادرسی عطا کیجاتی ہے اور ہماری رائے میں مقدمہ [illegible] اس امر کی [illegible] سند ہے کہ ایسی نالش چل سکتی ہے جبکہ وہ فعل جسکا خطرہ ہے ایسی نوعیت کا ہو جسکا باعث بالضرور نقصان [illegible] بالضرور کا لفظ انہیں معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جنمیں ماسٹر آف رولز نے استعمال کیا ہے یعنی ان معنوں میں نہیں کہ سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہوگا کیونکہ عدالتہائے انصاف کو ہمیشہ اس اصول پر عمل کرنا چاہئے کہ [illegible] نہایت اعلےٰ ہے لیکن ان معنوں میں کہ ایسی اغلبیت موجود ہونی چاہئے کہ اگر عام شخص عام عقل کا استعمال کرکے دیکھے تو نقصان کا نتیجہ اُسے معلوم ہو اسلیے ہماری رائے میں منصف اس امر کے قرار دینے میں غلطی پر تھا کہ بطور امر قانونی کے واقعی نقصان قبل از رجوع نالش ہر ایک صورت میں بیان اور ثابت کیا جانا چاہئے تاکہ نالش چل سکے اور اگر یہ بیان کیا جائے کہ اُس فعل کا نتیجہ جسکی شکایت کیگئی ہے بالضرور مستلزم ضرر ہوگا تو وہ کافی ہے۔ آیا مقدمہ ایسا ہونا چاہئے جسمیں حکم امتناعی یا کوئی اور دادرسی عطا کیجاتی ہو یا کہ آیا کوئی خاص صورت حکم امتناعی کی ہونی چاہئے ایسے سوالات ہیں جنکا فیصلہ اُس عدالت سے جو واقعات کی نسبت کارروائی کرتی ہو بموجب الاحکام دفعات ۵۲ و ۵۴ ایکٹ دادرسی خاص سے کیا جانا چاہئے۔ ممکن ہے کہ مدعیہ اُس دادرسی کی مستحق نہو جسکی وہ دعویدار ہے یا کسی دادرسی کی اُس خاص طریق پر جسپر کہ اُسنے دعویٰ کیا ہے لیکن اس سے نالش ناقابل قیام نہیں ہو سکتی۔ اب کوئی بہتر ثبوت ضروری نتیجہ نقصان کا بہ نسبت اسکے نہیں دیا جا سکتا کہ وہ نقصان جسکا اندیشہ تھا واقعی

۱۸۹۶ء
نہنابنی چودرانی
بنام
جہنابی چودہرانی

طور پر توضیح کیا ہے۔ ہماری رائے میں مدعیہ نالش ہذا میں نقصان مذکور کی نسبت شہادت پیش کرنے کی مجاز ہے گو وہ قبل از رجاع نالش وقوع میں نہ آیا تہا اور بغرض مذکور کے لئے اور مدعا علیہم کو اس امر کا حسب ضابطہ نوٹس دینے کیلئے جسکے ثابت کرنیکا منشاء ہے عرضیدعوی کی مناسب طور پر ترمیم کیجا سکتی ہے۔ یہ امر بالکل صحیح نہیں ہے کہ کن وجوہات پر سب آرڈینیٹ جج نے منصف کی ڈگری کو منسوخ کر کے نالش کو واپس بہیجا تہا۔ اسنے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ رائے قانونی جو منصف نے اختیار کی تہی غلط تہی بلکہ اسنے صرف یہ بیان کیا ہے کہ مدعی کو عرضیدعوی کے ترمیم کرنیکی اجازت دیجانی چاہئے اسنے یہ بیان نہیں کیا کہ کسطرح پر اور اسکا یہ حکم کہ منصف کو عرضیدعوی کے ترمیم کرنیکی اجازت کسی غیر مشخصہ طریق پر دینی چاہئے ایک درست حکم نہیں ہے۔ اگر اُسکی رائے قانونی وہی ہے جو منصف کی تہی اور اسکا منشاء یہ ہے کہ عرضیدعوی کی ترمیم اس غرض سے کیجانی چاہئے کہ مدعیہ کو ایک ایسے بناء دعوی عطا ہو جو پہلے موجود نہ تہا تو اُسکی رائے غلط ہے۔ بہرحال ہماری یہ رائے ہے کہ حکم ایسا درست ہے اور کہ مدعیہ کو عرضیدعوی کی ترمیم کرنیکی اجازت اسطرح پر دیجانی چاہئے کہ وہ اُسمیں نوعیت اور حد نقصان کی ایزاد کرے۔ ترمیم مذکور نا مطابق احکام مجموعہ کے نہیں ہے۔ وہ فعل جسکی شکایت کیگئی ہے قبل از رجاع نالش کے وقوع میں آیا تہا اور وہ نقصان جسکی نسبت پیش بندی کیگئی تہی اور جسکے باز رکہنے کی غرض نالش ہذا کی تہی بعد رجاع نالش کے عمل میں آیا تہا۔

اپیل ہذا ناکامیاب ہے اور مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

اپیل ازابتدائی دیوانی

بجلاس ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب نائب چیف جسٹس و جسٹس پرنسپ صاحب و جسٹس بیورلی و گھوش صاحب

۵ ستمبر ۱۸۹۰ء

دہن مل (مدعی) بنام رام چندر گہوس مدعا علیہ *

نابالغ۔ بیان متعلق عمر جو جہوٹا معلوم تہا۔ ذمہ داری القصاصی۔ نالش بربناء معاہدہ۔ نالش بربناء ناجائز خرچہ بیان نسبت موجودگی رشتہ کے۔ ایکٹ شہادت (ایکٹ ۱ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۳۲ ضمن (۵)۔

جبکہ ایک نابالغ نے یہ بیان کر کے کہ وہ نابالغ ہے (جب وہ در حقیقت نابالغ تہا) قرضہ لیا۔ تجویز ہوئی کہ کوئی نالش واسطے دلا پانے رقم کے اُسکے برخلاف نہو سکتی تہی کیونکہ کوئی قرض نابالغ پر نہ تہا کہ

* اپیل ابتدائی دیوانی نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۹۰ء بناراضی ڈگری مسٹر ناش صاحب جسٹس مصدرہ ۹ مئی سنہ ۱۸۹۰ء۔

جو بہ بنگی معاہدہ قانوناً یا انصافاً موثر کیا جا سکتا تھا لیکن مدعا علیہ کو کسی عدالت کا خرچہ نہ دلایا جانا تھا۔

وہ مقدمہ جسمیں عرضیدعوےٰ نالش قبل متوفی رکن خاندان نے تصدیق کیا تھا اور اس حیثیت سے اسکو خاص وسایل علم حاصل تھا زیر دفعہ ۳۲ ضمن (۵) ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) اُس ترتیب کے ثابت کرنیکے لئے نا قابل پذیرائی قرار دیا گیا تھا جسمیں چند اشخاص پیدا ہوئے تھے اور جس سے انکی عمریں ظاہر ہوتی تھیں۔

نالش ہذا واسطے دلاپانے عــــــہ رر اور اسکے سود کے بربنا اُس رہن دایر کیگئی تھی جو مدعا علیہ نے ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو تحریر کیا تھا۔ مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ مدعا علیہ نے بروقت تحریر رہن مذکور کے اپنے آپ کو بالغ بیان کیا تھا اور اسطرح پر مدعی کو زر رہن کی ادائیگی کی تحریک کی تھی اور اُسنے یہ عذر کیا کہ اگر مدعا علیہ یہ ثابت کردے کہ وہ تاریخ رہن پر نابالغ تھا تو اسکا بیان مذکور فریب کی حد تک پہنچتا ہے اور وہ بالارادہ مدعی کو فریب دینے کی غرض سے کیا گیا تھا اور کہ مدعی بہرحال زر مذکور کے دلاپانے کا مستحق قرار دیا جانا چاہئے۔ استدعا ء نسبت ڈگری عام ڈگری رہن کی نسبت تھی اور نیز ایک ڈگری زر نقد کی۔ مدعا علیہ نے نابالغ ہونیکا عذر کیا اور اُسنے مبینہ فریبانہ بیان سے انکار کیا۔

مدعا علیہ کی عمر کا سوال جزواً دوستوں اور رشتہ داروں کی بیانات اور جزواً بعض اندراجات رجسٹر پیدائش پر مبنی تھا جو برکے رواج رجسٹری نافذ کلکتہ (بنگال ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۶۳ء) کے رکھا گیا ہے اندراجات مذکور اُسوقت کئے گئے تھے جبکہ چار چھوٹے لڑکے ان ہمبر ناتھ گھوش پدر مدعا علیہ کے یہاں پیدا ہوئے تھے۔ رجسٹر مذکور سے نام معلوم نہوتا تھا۔ پس صرف رجسٹر سے یہ معلوم کرنا ممکن نہ تھا کہ کس اندراج کا تعلق مدعا علیہ کے ساتھ ہے۔

اندراجات مذکور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بیٹا ہمبر ناتھ گھوش کے یہاں ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوا تھا اور دوسرا ۱۰ جون سنہ ۱۸۸۶ء کو اور ایک اور ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء کو اور ایک اور اس کے بعد کو۔ مدعا علیہ نے یہ بیان کیا کہ وہ ۶ جون سنہ ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوا تھا اور اندراج تاریخ مذکور اسکی پیدایش سے علاقہ رکھتا ہے۔ چونکہ رہن مذکور ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو تحریر کیا گیا تھا اسلئے مدعا علیہ اگر وہ یہ ثابت کر سکے کہ وہ اُن چار اشخاص میں سے ایک ہے جنکے نام درج رجسٹر کئے گئے ہیں تو وہ تاریخ مذکور پر دستخط کرتے وقت نابالغ تھا کیونکہ اسکی ذات اور جائداد کا ولی مقرر کیا گیا تھا) اسلئے وہ اکیس سال کے ختم ہونے تک بالغ نہوا تھا۔

مدعی کیطرف سے یہ حجت کیگئی تھی کہ مدعا علیہا مدا کھا کمار گھوش اور دہنیندر گھوش اسکی برادر

سنہ ۱۸۹۰ع
وہن مل
بنام
رام چند گھوس

کا نام واسطے متنازعہ مذکے درج کیا گیا ہوگا۔ لیکن اسبات کی تردید اس امر واقعہ سے کیگئی ہتی کہ سنہ ۱۸۹۰ع میں ایک نالش مدعا علیہ اور دیگر پسران ہیمبہو تہہ گہوس کیطرف سے سوا دہر زد کے بخلاف ہرزد کے دائر کیگئی ہتی جسمیں اُنہوں نے بطور نابالغان بوساطت رفیق قریب ترن سنگہ چندر بوس بغرض نالش کی ہتی کہ اپنے باپ کی جائداد اپنے بڑے بہائی سے جو اُسوقت بالغ ہوگیا تہا حاصل کریں اور زاں بعد اُس علی کی وفات پر جوار جاع نالش کے واسطے مقرر کیگیا تہا۔ رجسٹرار کی رپورٹ پر لکہا ہے کہ ارگہوس اپنے نابالغ برادران کا ولی مقرر کیا گیا تہا جنمیں مدعا علیہ بہی شامل تہا۔ بیانات مندرجہ عرضیدعوی نالش مذکور مدعا علیہ کیطرف سے زیر دفعہ ۳۲ ضمن (ہ) ایکٹ شہادت (۱ مجریہ ۱۸۷۲ع) شہادت میں پیش کئے گئے ہتے۔

مقدمہ کی سماعت نارس صاحب جج کے روبرو کیگئی ہتی جس نے یہ قرار دیا تہا کہ نابالغیت کا عذر ثابت ہوگیا ہے لیکن مدعا علیہ نے فریب سے خود بیان کیا تہا اور دیگر اشخاص سے مدعی کو کہلایا تہا کہ وہ بالغ ہے اور کہ بیانات مذکورہ مدعا علیہ کے علم میں دروغ ہتے اور اُسکا اثر مدعی کے دل پر ایسا ہوا تہا جس سے اُسے روپیہ قرض دینے کی تحریک ہوئی ہتی۔ عدالت میں یہ تسلیم کیا گیا تہا کہ اگر نابالغیت کا عذر ثابت ہوجاوے تو مدعی ڈگری رہن کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ لیکن حجت یہ کیگئی ہتی کہ اگر غلط بیانی ثابت ہوجاوے تو وہ ڈگری زرنقد کا مستحق ہے۔

فاضل جج نے جملہ مقدمات محولہ پر کامل غور کرکے (جنکا حوالہ ذیل میں دیا گیا ہے) قرار دیا کہ کسی مقدمہ محولہ کے رو سے اُس محدود ذمہ واری سے زیادہ اور کسی شئے کی تائید نہیں ہوتی جو ایک نابالغ مجرم فریب سے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ واپسی اُس کے کرنیکے پر مجبور کیا جاسکتا ہے جہانتک وہ ممکن ہو اُس شئے کے متعلق جو اُسنے فریب سے حاصل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب رٹ پالک صاحب صفحہ ۴۸) معروضہ حال میں فاضل جج نے قرار دیا کہ کوئی امر ایسا موجود نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ مدعا علیہ واپس خاص کرسکتا تہا اور اُسنے نالش کو مع خرچہ خارج کیا۔

مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

مسٹر وڈراف و مسٹر ٹی۔ اے ایکارمن جانب اپیلانٹ حاضر ہوئے۔

مسٹر بو و مسٹر الوالش و مسٹر گار تہہ جانب رسپانڈنٹ حاضر ہوئے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
دہن مل بنام رام چندر گھوس

دوران بحث میں سندات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا۔

کیمبرج یونیورسٹی جائنٹ سٹاک میوچل بلنگ ایسوسی ایشن (۱) جانسن بنام بارکی (۲) وائٹ بنام ٹلشو ڈرو(۳) بارلٹ بنام ویلس (۴) کیمبرج جونس (۵) شکمین بنام ڈاسن (۶) کلارک بنام کوبلے (۷) نیلسن بنام سنوگر(۸) ایمن بنام ایمن (۹) لیمبریو بنام لیمبیج (۱۰) جننگز بنام رنڈل (۱۱) رائیٹ بنام سنو (۱۲) کتاب ٹیلر صاحب صفحات ۴۸ و ۴۹ قانون معاہدہ پالک صاحب طبع پنجم صفحات ۳، لغایت ۷۷۔

سوال شہادت پر مقدمہ بین بہاری لال بنام سریدم چندر دے (۱۳) ہینس بنام گہتری (۱۴) و سندات محولہ مقدمہ مذکور کا حوالہ دیا گیا تھا۔ ایکٹ شہادت (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۳۲ ضمن (۵) و دفعہ ۱۱۵۔

عدالت (جناب مہتھم صاحب چیف جسٹس و پرنسیپ صاحب جج و ہل صاحب جج شاملان) نے فیصلہ ذیل صادر کئے :-

جناب مہتھم صاحب چیف جسٹس (بعد بیان کرنے واقعات کے) - میری رائے میں واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کسمبو ناتھ کے چار چھوٹے پسران میں سے ایک تھا جنکی کہ تاریخ پیدائش رجسٹر میں درج تھی اور جسلئے وہ بروقت دستخط کرنے دستاویز پر یہ بالغ ہو، نا بالغ ہوگا۔ لیکن سوا اسکے عرضیدعوی نالش سنہ ۱۸۷۹ء داخل کیا گیا تھا۔ عرضیدعوی مذکور پر نرسنگہ چندر بوس نے دستخط کئے تھے جو مدعا علیہ کا نانا تھا جو اُس وقت کے بعد فوت ہو چکا ہے اور مدعا علیہ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ بیان مندرجہ عرضیدعوی مذکور نسبت اُس ترتیب کے جسمیں سمبو ناتھ کے پسران پیدا ہوئے تھے اور نسبت تواریخ اُنکی پیدائش کے زیر دفعہ ۳۲ ضمن (۵) ایکٹ شہادت قابل پذیرائی ہے اور اگر ایسا ہے تو وہ قطعی ہے۔ مدعی کیطرف سے مقدمات انگلستان کی سند پر عذر کیا گیا تھا کہ چونکہ سوال زیر تنقیح صورت حال میں کسی رشتہ کی موجودگی پر مبنی نہ تھا جو رشتہ خون یا انعقاد یا تبنیت ہو اسلئے دفعہ مذکور متعلق نہیں ہوتی اور بیانات مذکور بر بنا عام قواعد شہادت کے مستثنے سمجھے گئے ہیں۔ میری رائے میں اس امر کے متعلق قانون ہندوستان زیر ایکٹ شہادت قانون انگلستان سے مختلف ہے اور دفعہ مذکورہ کا اثر یہ ہے کہ ایک بیان، جو ایسے شخص نے متعلق موجودگی ایسے رشتہ کے

(۱) دی جیکس د جانسن رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۶۳۔
(۲) سٹرفن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ دکیبل رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۰۵ و ۱۳۰۹ ولیو ترز رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶۹۔
(۳) کامن بنچ رپورٹ سلسلہ جدید جلد ۵ صفحہ ۲۵۸۔ (۴) بسٹ و اسمتھ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۸۳۶۔
(۵) لاء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۹ (۱۲۰) (۶) دی جیکس اسمتھ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۱ (۱۱۳)۔
(۷) مقدمات ایکوٹی کاکس صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۔ (۸) دی جیکس جانسن رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۵۸۔
(۹) لاء رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۰۔ (۱۰) لاء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۲ صفحہ ۶۰۵۔
(۱۱) جرم رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۲۵۔ (۱۲) دی جیکس اسمتھ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۵۔
(۱۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۴۔ (۱۴) لاء رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۳ صفحہ ۸۱۸۔

۱۸۹۰ء
ودہن مل
بنام
رام چندر گھوس

کیا ہو اُن واقعات کے ثابت کرنیکے لئے قطعی ہے جو بیان بر طبق کسی تنقیح میں درج ہوں اور کہ عرضیدعوی صورت حال میں اُس ترتیب کے ثابت کرنیکے لئے قابل پذیرائی تھا جسمیں بمہ توتہ کے پسران پیدا ہوئے تھے اور نسبت اُنکی عمروں کے اور جب وہ تسلیم کیا جاتا تو وہ میری رائے میں کافی طور پر ثابت کرتا ہے کہ مدعاعلیہ دوسرا پسر تھا جو ۶ جون ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوا تھا۔

باقی سوالات یہ ہیں کہ آیا روپیہ فریبانہ طور پر مدعاعلیہ نے عمر کی نسبت غلط بیانی کرکے حاصل کیا تھا، اور اگر ایسا ہی تو اسکا اثر اُسکی ذمہ داری پر کیا ہے؟ میری رائے میں اس امر میں کچھہ شک نہیں ہوسکتا کہ روپیہ چالاکی سے اور بناوٹی فریب سے حاصل کیا گیا تھا۔ مدعاعلیہ نے مدعی کے پاس روپیہ حاصل کرنیکی درخواست کی تھی جسکے دینے کا مدعی نے اس شرط پر اقرار کیا تھا کہ مدعی کو اس امر کا اطمینان ہو جاے کہ مدعاعلیہ بالغ ہے۔ مدعاعلیہ نے اُسے یقین دلایا تھا کہ وہ بالغ ہے اور اُسے اپنی پیدائش کی تاریخ دکھائی تھی اور اُسنے مسٹر پیتر کا حوالہ اُسے دیا تھا جسکی نسبت اُسنے بیان کیا تھا کہ اُسکے پاس ایسی دستاویزات موجود ہیں جنسے اُسکے بیانات کی درستی ثابت ہوتی ہے۔ مدعی مسٹر پیتر کو ملا جسنے اُسے چند دستاویزات دکھائیں اور اُسنے اُسے درحقیقت کہا کہ اُسے خود اطمینان اس امر کا حاصل ہے کہ مدعاعلیہ بالغ ہے اور مدعی بلاخطر روپیہ دے سکتا ہے۔ بیان بہ نسبت مدعاعلیہ کی عمر کے نادرست تھا۔ اور بعض دستاویزات اُنمیں سے جعلی ہونگی اور اس امر کا علم بالضرور مدعاعلیہ کو ہوگا۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ مدعاعلیہ کو فریب سے روپیہ دینے کی تحریک کیگئی تھی جس فریب میں کہ مدعاعلیہ ایک فریق تھا۔ اور سوال اب یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسا فریب مدعاعلیہ کو کامیابی سے عذر نابالغی کرنیسے باز رکھتا ہے۔ میری رائے میں اُسکا اثر ایسا نہیں۔ کسی مقدمہ کا حوالہ ہمارے روبرو نہیں دیا گیا اور نہ ہمیں کوئی ایسا مقدمہ معلوم ہے جسمیں ایک شخص مالی طور پر ذمہ دار ادائیگی اُس قرضہ کا قرار دیا گیا ہو جو اُسنے اپنی نابالغیت میں اُٹھایا ہو اسوجہ سے کہ اُسنے اپنی عمر کی نسبت غلط بیانی کرنیسے فائدہ اُٹھایا ہے۔ وہ مقدمہ جسپر ہمارے روبرو بہت زور دیا گیا ہے مقدمہ یکطرفہ یونیٹی جائنٹ سٹاک میوچول بلکنگ ایسوسیایشن ہے (۱) ہیڈ نوٹ میں درست طور پر فیصلہ کا اختصار حسب ذیل کیا گیا ہے۔ جہانکہ ایک نابالغ نے قرضہ اُٹھایا تھا اور یہ بیان جان بوجھہ کر غلط طور پر کیا تھا کہ وہ بالغ ہے۔ تجویز ہوئی کہ ثبوت قرضہ کو درست طور پر دیوالہ میں تسلیم کیا گیا تھا لارڈ جسٹس نائیٹ بروس

(۱) ڈی جیکس و جانسن رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۶۳۔

۱۹۱۲ء
وہن مل
بنام
رام چندر گہوس

ٹرنر صاحب نے ثبوت مذکور کے منظور کرنے سے انکار کیا تھا لیکن اُنہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ سند کے
پابند ہوئے ہیں اُنہوں نے اپنے فیصلہ کی کوئی وجوہات بیان نہ کی تھیں۔
یہ ایک ثبوت دیوالہ تھا اور مجھے کسی ایسے مقدمہ کا علم نہیں جسمیں ایک نالش قانونی یا بالحاظ
انصاف بخلاف قرض گیرندہ کے قابل قیام قرار دیگئی ہو۔ بخلاف ازیں بہت سے مقدمات ایسے موجود ہیں
جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قرض نابالغ پر عائد نہیں جو ایک نالش بربنائے معاہدہ کی رو سے قانوناً
یا انصافاً موثر کیا جا سکتا ہو۔ ملاحظہ ہو جانسن بنام پائی (۱) رائیٹ بنام لیونارڈ (۲) بارٹلیٹ بنام
ویلیس (۳) یکطرفہ جونس (۴)۔
پس اُس مسئلہ کی کوئی سند معلوم نہیں ہوتی جسکا عذر مدعی کیطرف سے کیا گیا ہے اور میں فاضل
جج کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرتا ہوں کہ بروئے اصول کے نالش ہذا خارج کیجانی چاہئیے۔ لیکن چونکہ
قرضہ مدعا علیہ نے اپنی عمر کی نسبت غلط بیانی کر کے حاصل کیا ہے اسلئے میری یہ رائے ہے کہ مدعی مستحق اس
امر کا تھا کہ اپنے بیان حال کی ترمیم بذریعہ نالش ثانی یا بذریعہ اپیل ہذا کے معلوم کرے اور کہ ڈگری کی
اس حد تک ترمیم کیجانی چاہئیے کہ گو نالش خارج کیگئی ہے تاہم مدعا علیہ کسی عدالت کا خرچہ حاصل نہ کر سکیگا۔

رنٹ صاحب جسٹس :- میری بھی یہی رائے ہے۔

بگنٹ صاحب جسٹس :- میں اُس نتیجہ کے ساتھ بالکل متفق ہوں جو چیف جسٹس صاحب نے
اخذ کیا ہے۔ میں اس امر کو بہیچ طور ثابت شدہ سمجھتا ہوں کہ مدعا علیہ بروقت تحریر کرنے معاہدہ ہذا
کے نابالغ تھا اور جو شہادت بدولت پیش کی ہے امر مذکورہ کے متعلق قابل پذیرائی ہے اور کہ مدعی کو
تحریک کیگئی تھی کہ وہ اسکے ساتھ معاہدہ مذکورہ میں شامل ہو بذریعہ غلط بیانی درباره عمر کے جو بالارادہ
اور بیباکی سے مدعا علیہ نے کی تھی علاوہ ازیں شخص مذکور کے بھی ویسے ہی چالاک تھے جیسا کہ وہ تھا۔
میری رائے میں نالش ہذا ناکامیاب ہونی چاہئیے قطع نظر کسی امر مندرجہ عرضی دعوی کے اور اُسکی نہایت
آزادانہ تعبیر کر کے بھی اگر اسکو ٹارٹ میں مرتب کردہ متصور کیا جاوے جیسا کہ سر فریڈرک پالک صاحب نے درست طور پر بیان
کیا ہے ایک نابالغ اس امر کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا جو دراصل ایک خلاف ورزی معاہدہ ہے درصورتیکہ
درست طور پر رجوع کیگئی ہو۔ تم معاہدہ کو ٹارٹ میں تبدیل نہیں کر سکتے تاکہ تم ایک نابالغ پر نالش کرنیکے
قابل ہو جاؤ۔ مقدمہ سٹاکس بنام ولسن (۶) کا حوالہ ہمارے روبرو کامل طور سے دیا گیا تھا۔ مقدمہ مذکور میں

(۱) ... رپورٹ جلد ... صفحہ ... (۲) ... رپورٹ جلد ... صفحہ ۱۰۰ و ۱۳۳ ... لیونرز رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۹۹۔
(۲) کامن بنچ رپورٹ (...) جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ - (۳) بسٹ ... رپورٹ جلد ... صفحہ ۱۳۶ -
(۴) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۱۰۹ (۱۲۰) (۵) کتاب ٹارٹ پالک صاحب صفحات ۴۷ و ۴۸ -
(۶) ... رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ (۱۱۲)

سنہ ۱۸۹۰ء
دہن مل
بنام
رام چندر گہوس

فاینل چانسلر صاحب نے بیان کیا ہے (صفحہ ۱۱۳ پر) کہ اس مسئلہ کی نادرستی ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک نابالغ بلا کسی غلط بیانی کے الفاظ کا بعد سن بلوغ حاصل کرنیکے اُس شخص کا ذمہ دار ہے جس نے اُسکے ساتہہ معاہدہ کیا ہو جسے بر وقت معاہدہ کے اس بات کا کوئی علم نہو کہ وہ نابالغ ہے۔ لیکن اس امر کی نسبت کارروائی کرنیمیں اُسنے کمال پسندیدگی کے ساتہہ مقدمہ جانسن بنام پائی (۱) کا حوالہ دیا ہے۔ اُس مقدمہ میں ہڈنگلٹن نے فیصلہ کی استدعا ایک نالش میں مبلغ ۔۔۔۔ روپئے کی نسبت کی تہی اسلئے مدعا علیہ نے بعض اراضیات رہن کرنی تہیں اور مدعا علیہ نے اپنے آپ کو بالغ بیان کیا تہا اور اسطرح پر اُسکی نیت مدعی کو دہوکہ دینیکی تہی اور بظاہر اُسکی شکل سے بہی وہ بالغ معلوم ہوتا تہا اور اُسنے بیان کیا تہا کہ اُسکی عمر سات بیس سال کی ہے۔ مدعا علیہ نے مجرم نہونیکا عذر کیا تہا ایسا فیصلہ بحق مدعی صادر کیا تہا پ ۱۹ ک ۲ ۔ مرا ۔۔۔۔۔ کیلنگ نے بیان کیا تہا کہ ایسا ٹارٹ جس سے نابالغ کو سزا دیجاسکتی ہے جبر سے ہونا چاہئے یا مشہور طور پر عوام الناس کے برخلاف لیکن صورت حال میں مدعی کے فریب سے خود اُسکو نقصان پُہنچا ہے اور رولٹ ہم نے بیان کیا تہا کہ ایک نابالغ کے برخلاف دعاوی کالعدم ہیں اور اُنکے واسطے وہ کبہی گرفتار نہیں ہوسکتا اور نہ اُسے اُنکی بحالی کی نسبت سزا دیجاسکتی ہے جس سے ٹوئسڈن نے اتفاق کیا تہا اور کہ ایک امر واقعہ ایسا موجود ہونا چاہئے جس سے فریب ظاہر ہوتا ہو۔ نیز اسوجہ سے کہ معذرات نابالغی ناقابل ہوتی ہیں کیونکہ ایسی بحالی ہر ایک معاہدہ میں ہوتی ہے۔ عدالت نے مدعی کی استدعا پر ایک ڈگری صادر کی تہی "کیبل رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ نیز سڈرفن۔

میری رائے میں کوئی مقدمہ ایک ڈی جسکا حوالہ دیا گیا ہے مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہوتا جو سب سے بہتر مقدمہ بحق مدعی ہے وہ ایک نالش فریب یعنی مقدمہ جانسن بنام پائی (۱) ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ ایک نابالغ کو خود اپنے فریب سے فائدہ اُٹہانیکی اجازت نہیں دیجاسکتی اور وہ ایسی خاص کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ ۔۔۔ ہو اُس شے کی نسبت جو اُسنے فریب سے حاصل کی ہو۔ لیکن مقدمہ حال کسی اصول مذکور کی ذیل میں نہیں آتا۔ اگر ہم بطور عدالت انصاف و قانون کے مدعی کو نالش ہذا میں ڈگری دیں تو اُسکا اثر یہ ہوگا کہ مدعا علیہ عذر نابالغیت کرنیسے ایک نالش پر بنا معاہدہ میں اسوجہ سے ممتنع ہوگا کہ اُسنے فریبانہ غلط بیانی کی ہے اور یہ امر کبہی کسی مقدمہ میں نہیں کیا گیا۔

اپیل خارج کیا گیا۔

اٹرنی منجانب اپیلانٹ مسٹر ایچ سی حک۔

اٹرنی منجانب ریسپانڈنٹ بابو بی ایم داس۔

---

(۱) سڈرفن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۵ و کیبل رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۰۵ و ۹۱۵ و لیونز رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۴۹ ۔

پریوی کونسل

بالحضور لارڈ واٹسن، لارڈ شینڈ، لارڈ ڈیوی، لارڈ ہابہوس صاحبان، سر آر کوچ صاحب

۱۹ و ۲۷ جون ۱۸۹۶ء

بنگال انڈیگو کمپنی (مدعا علیہم) بنام رگھوبرداس (مدعی) بابت

ایکٹ مزارعان بنگال (۱۸۸۵ء) دفعہ ۵ ضمن (۵) و دفعہ ۲۵ - تعریف حقیت رعیتی - پٹہ داران جو حسب منشائے ایکٹ مذکور رعیت نہوں - پٹہ زرپیشگی -

ایک مزارعہ جو بروئے پٹہ منتقل کردہ ۱۸۹۰ء منجانب ابتدائی پٹہ دار کے قابض تہا جو سنہ ۱۸۶۱ء سے برابر اراضی مذکور پر بسلسل پٹہ جات کے قابض تہا باعث دخیلکاری زائد از عرصہ بارہ سال کے ایک رعیت بمنشائے ایکٹ مزارعان بنگال ۱۸۸۵ء ہونیکا دعوی کیا خواہ بحقوق دخیلکاری یا غیر دخیلکاری کے بعجو ثابت نہوئی کہ مزارعہ مذکور کی حقیت ایکٹ مذکور کے اطلاق سے باعث دفعہ ۵ ضمن (۵) کے قبضہ اراضی زیر پٹہ کی وسعت کے باعث مستثنے ہوگئی تہی جو لکہ سو بیگہ سے زیادہ تہا -

ایک پٹہ زرپیشگی بعوض ایک معاوضہ وہ اپنی کاشت اراضی پر لگان نہیں ملا - وہ ایک کفالت بحق مزارعہ واسطے زرادا کردہ کے ہو - دو پٹہ جات زرپیشگی تہے یعنی اس روپیہ کی وجہ تحریر کئے گئے تہے جو پٹہ دار نے پٹہ دہندہ کو پیشگی ادا کیا تہا - مزارعہ کا قبضہ صلوتہ سال میں کم از کم جزو اراضی پر دائمی قبضہ تہا اور دعوی حقوق دخیلکاری کی کوئی بنا نہ تہا -

نسبت اثر تحریری شرائط کی دفعہ ۷ قانون بنگال ایکٹ ۱۸۵۹ء کمزور ہوگئی ہے اگر وہ بروئے دفعہ ۱۷۸ ایکٹ مزارعان بنگال ۱۸۸۵ء کے بالکل منسوخ نہ ہوگئی ہو -

اپیل بنارضی ڈگری (۷ - اگست ۱۸۹۲ء) ہائیکورٹ اشتو ڈگری (۳۱ - اکتوبر ۱۸۹۲ء) مصدرہ صاحب سب جج جہپرہ ضلع سارن -

بر طبق اپیل ہذا کے کوئی واقعات زیر بحث نہ تہے اور وہ سوالات جو اٹہائے گئے تہے بالکل قانونی تہے اور انمیں ذیل کے اہم سوالات شامل نہ تہے - آیا اپیلانٹان بنگال انڈیگو کمپنی مالکان کارخانہ بمعلی واقع ضلع سارن نے بعد حاصل کرنے انتقال سنہ ۱۸۹۰ء در بارہ اراضیات زیر پٹہ کے جسپر انکے منتقل کنندہ کا قبضہ زائد از عرصہ بارہ سال تہا حقوق رعیت حاصل کئے تہے جسکے باعث انکی حقیت بباعث ایکٹ ۱۸۸۵ء ایکٹ مزارعان بنگال کے محفوظ ہوگئی ہو انہوں نے یا دخیلکار رعیت ہونے کا دعوی کیا جو ان شرائط پر قابض رہنے کے مستحق ہوں جو اس میں مذکور ہیں

سنہ ۱۸۹۶ء
بنگال الیڈیٹ کمپنی
بنام
رگوبر داس

یا بطور غیر دخیلکار رعیت کے جو چھ ماہ کے نوٹس بیدخلی کا مستحق ہو۔

مدعا علیہم نے پٹہ نافذ الوقت کو جو ۱۔ فروری سنہ ۱۸۸۱ء کا مرقومہ تھا بذریعہ انتقال کے ابتدائی پٹہ دار سے ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو حاصل کیا تھا اور اسی سال پٹہ ۲۷۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو ختم ہو گیا تھا انہوں نے نوٹس بیدخلی مدعی سے حاصل کیا۔ وہ پٹہ جات جنکے روسے بارہ سالہ دخیلکاری عمل میں آئی تھی حسب ذیل ہیں۔

سنہ ۱۸۶۶ء میں مالکان ... نے ای جی ڈیویس و عبد الغیاث خان نے ایک پٹہ ستمبر سنہ ۱۸۶۶ء سے پانچ سال کے واسطے نسبت ۵۰ بیگھہ کے مبلغ ... فی سال پر واسطے زراعت نیل کے حاصل کیا۔ پٹہ مذکور مہنت رام جران داس مدعی کے جانشین تھا مہنت ... مندر نے عطا کیا تھا۔ پٹہ و قبولیت میں صریح شرائط واسطے ان امور کے درج تھیں کہ ... اراضی کو سنہ ۱۸۶۹ء کے اخیر پر ترک کر دیں عبد الغیاث نے اپنا حق مندرجہ پٹہ مذکور ای جی ڈیویس کے نام منتقل کیا۔

ماہ اگست سنہ ۱۸۷۲ء میں ... مہنت نے بحق ای جی ڈیویس کے ایک سادہ پٹہ کہ دس سال کیواسطے ۲۵ بیگھہ اراضی کی نسبت تحریر کیا اور ۱۵۔ اگست سنہ ۱۸۷۲ء کو مہنت نے اسکے حق میں ایک زر پیشگی کا پٹہ نو سال کے واسطے نسبت ۲۴۰ بیگھہ کے تحریر کیا جسمیں ۵۰ بیگھہ اراضی بھی شامل تھی جو پہلے سے زیر پٹہ تھی بر طبق ادا کئے جانے لیسیس کے مبلغ ... کے لگان مبلغ ... فی سال تھا اور زر مذکور پر ۶ فی ماہ سود عائد ہوتا تھا جو برد ... اقساط کے واجب الادا تھا۔ ہر دو پٹہ یعنی پٹہ زر پیشگی و نیز قبولیت ہائے ہر دو پٹہ جات میں صریح احکام نسبت اس امر کے درج تھے کہ عرصہ مذکور کے ختم ہونے پر اراضی کا قبضہ ترک کیا جائے۔ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۸۱ء کو مدعی نے جو بطور مہنت کے جانشین تھا ایک زر پیشگی پٹہ کل ... بیگھہ کا بحق لیسیس ای جی ڈیویس کے جو اسوقت لگان کا زر نا دہندہ تھے مطابق انکے حصہ کا زر نا دہندہ مذکور کے ۹ سال کے واسطے مبلغ ... کے ادا کرنے پر عطا کیا لگان مبلغ ... تھا جسمیں ... سالانہ سود بشرح ۶ فی ماہ مجرائی زر ادا کردہ کے منہا کیا جاتا تھا۔ خاص شرائط واسطے حوالگی قبضہ بعد از انقضاء میعاد پٹہ و قبولیت کے کیگئی نہیں۔

۱۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو نوٹس مع سوم مبلغ ... کے مدعی نے تسلیم کیا تھا کہ مزارعت بحق مدعا علیہ کمپنی

۱۸۹۶ء
بنگال انڈیگو کمپنی
بنام
رگوبرداس

عدالت امور ذیل کو ملحوظ رکھیگی (الف) رواج مقامی (ب) وہ غرض جسکے واسطے استحقاق زراعت ابتداً حاصل کیا گیا تھا ضمن ۵ :- جہانکہ رقبہ زیر قبضہ مزارعہ ایکسو بیگہہ سے زیادہ ہو تو مزارعہ ایک حقیت دار متصور ہوگا جب تک کہ اسکے خلاف ثابت نہ کیا جائے۔

دفعہ ۲۵ :- ایک رعیت دخیلکار اپنے مالک الاراضی سے بیدخل نہ کیا جائیگا الا بعلت اجرائے ڈگری بیدخلی کہ جو وجوہات ذیل پر صادر کیگئی ہو (الف) کہ اُسنے اراضی حقیت مذکور کا استعمال ایسے طریق پر کیا ہے جسکے رو سے ناقابل زراعت ہوگئی ہے یا (ب) کہ اُسنے ایک شرط کو جو مطابق احکام ایکٹ ہذا کے تھی فسخ کیا ہے اور جسکے فسخ کرنے پر وہ بروئے شرائط معاہدہ باہمی مزارعہ و مالک اراضی کے بیدخلی کا مستوجب ہے۔

دفعہ ۵۴ :- ایک نالش بیدخلی بوجہ اختتام میعاد پٹہ ایک غیر دخیلکار رعیت کے برخلاف دائر کیجائیگی الا جبکہ ایک نوٹس بیدخلی کی تعمیل رعیت مذکور پر کم از کم چھ ماہ قبل اختتام میعاد کے کیگئی ہو اور وہ عرصہ میعاد مذکور کے ختم ہونے کے چھ ماہ بعد تک دائر کیجائیگی۔

دفعہ ۱۷۸ (۱) کوئی امر مندرجہ کسی معاہدہ مابین مالک اراضی و مزارعہ جو ایکٹ ہذا کے نافذ ہونے سے پہلے یا اسکے بعد کیا گیا ہو (الف) ہمیشہ کے واسطے حصول استحقاق دخیلکاری کا مانع نہ ہوگا یا (ب) ایک موجودہ استحقاق دخیلکاری متعلقہ اراضی کو زائل نہ کردیگا یا (ج) مالک اراضی کو مزارعہ کے بیدخل کرنیکا مستحق بخلاف احکام ایکٹ ہذا کے نہ بنائیگا۔

(۲) کوئی امر مندرجہ معاہدہ تحریر شدہ مابین مالک اراضی و مزارعہ بعد از ۱۵ جولائی ۱۸۸۳ء قبل نفاذ ایکٹ ہذا ایک رعیت کو ایک استحقاق دخیلکاری حسب احکام ایکٹ ہذا کے حاصل کرنے سے باز نہ رکھیگا۔

تنقیحات ذیل میں یہ اہم امورات اُٹھائے گئے تھے :-

آیا بروئے شرائط دو پٹہ جات ٹھکہ و دو پٹہ جات پٹواری کے جو علی الترتیب ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ء ۱۲ اگست سنہ ۱۸۷۲ء و ۵ اور دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء کے مرقومہ تھے مدعا علیہم کمپنی پر لازم تھا کہ آخری میعاد کے ختم ہونے پر قبضہ عطا کرتے۔

آیا مدعا علیہم کے بائعان نے استحقاق دخیلکاری حاصل کیا تھا اور کہ آیا مدعا علیہم کمپنی نے استحقاق مذکور بروئے خرید کے حاصل کیا تھا۔

آیا وہ نوٹس جسکی تعمیل مدعا علیہ کمپنی پر کیگئی تھی مناسب اور کافی تھا۔

سب آرڈینیٹ جج درجہ دوم نے ایک ڈگری بحق ڈسمسنی نالش صادر کی۔ اپنے فیصلہ میں اُسنے اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ پٹہ جات زرپیشگی حقیت ملنے کی نہیں بناتے تھے اور وہ صرف رہننامے نہ تھے اور کہ بباعث بارہ سالہ قبضہ کے جو انتقال بحق مدعا علیہم سے پہلے گذر چکا تھا مدعا علیہ کمپنی نے ایک استحقاق دخیلکاری حاصل کیا تھا جس استحقاق سے وہ صرف اُن وجوہات پر محروم کیجا سکتی ہے جنکا ذکر دفعہ ۲۵ ایکٹ کرایہ داری بنگال

سنہ ١٨٩٦ء
بنگال انڈیگو کمپنی
بنام
رگھوبر داس

استیفاء حاصل کیا گیا تہا۔ یہ سچ ہے کہ انکے جانشینان سبق اولا ایک پٹہ کے ذریعہ سے قابض تھی جو سنہ ١٨٦٦ء کا مرقومہ
جو کسی طرح ایک سیادہ پٹہ رعیتی نہ تہا بلکہ ایسا پٹہ تہا جسمیں سبیل البدل یہ حکم تہا کہ پٹہ داران زراعت کیلئے
وہ دیگر زارعان کو اسکا پٹہ دیں مگر پٹہ کا کچھ اثر باقی نہیں ہا۔ وہاں ایک پٹہ دوسرا مختلف جاری ہوا
تہا اور در اصل ہمیں اسی امر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے ہمپر کوئی ایسا مقدمہ معلوم نہیں جسمیں قرار دیا گیا ہو کہ زر لگان
بطور رعیت کے متصور کیا گیا ہے اور یہ مرلا شبہ طور پر مالک اراضی کیلئے نہایت ضرر ہوگا اگر وہ اس طرح پر
متصور کیا جائے کیونکہ مالک اراضی اب انقضائے میعاد مذکور کے اس امر پر مجبور کیا جائیگا کہ زراعت کو اسی
لگان پر اپنے قبضہ میں رکہے بجائے اسکے کہ وہ جائیداد کسی اور شخص سے حاصل کر سکے۔ تا وقتیکہ سنہ ١٨٨١ء
گو وہ پٹہ جات کہلاتی میں عام رہتا ہے پٹہ جو بہار میں مروج ہیں بمعہ علاقہ طور پر بلا لحاظ زر
جو صریح طور پر کفالت اراضیات پر قرض دیا گیا تہا محض یہ امر واقعہ کہ مرتہنان اراضی میں نیل کی کاشت
کر سکتے تھی یا کسی اور زراعت کی کہ طور پر معاہدہ میں خیال انداز ہی نہیں کر سکتا اور نہ وہ مرتہن کی حیثیت کو
رعیت کی حیثیت میں تبدیل کر سکتا ہے۔ ہم نہیں کہ یہ ایک جدید قسم کا مقدمہ ہے ایک محدود کمپنی نہ صرف مسلمہ
رعیت ہونے کی دعویدار ہے بلکہ اس امر کی بھی کہ اسے حقوق دخیلکاری حاصل ہیں۔ ہمارے لئے اس
امر کے متعلق کسی سوال کا فیصلہ کرنا ضروری نہیں کہ آیا علیحدہ حقوق کسی محدود کمپنی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔
یہ کہنا کافی ہے کہ وہ دستاویز جس کے رو سے وہ قابض ہے اسکو رعیت کے حقوق پیدا نہیں کرتی اور اسلئے وہ کوئی جواب نالش
ہذا کا نہیں ہے۔ مدعی حسب استدعا مندرجہ عرضی دعوی ڈگری کا مستحق ہے۔ مقدار زر واصلات عدالت ماتحت
سے معلوم کیجانی چاہیئے۔ نیز مدعی اپنے خرچہ نالش ہذا العدالت ماتحت و اپیل ہذا کا مستحق ہے۔

مدعا علیہم نے اپیل کیا۔

مسٹر جے ایچ آرتھر ڈونیس و مسٹر فلپ ایل مکلیینٹ منجانب اپیلانٹ کمپنی۔

مسٹر جے ڈی میلن منجانب ریسپانڈنٹ۔

اپیلانٹ کیطرف سے یہ حجت کیگئی تھی کہ عدالتہائے ماتحت میں یہ فیصلہ کیا جانا چاہیئے تہا کہ زیر پٹہ جات سنہ ١٨٦٦ء و سنہ ١٨٧٢ء
و سنہ ١٨٨١ء کے اور بحوالہ اس قبضہ کے جو مسلسل طور پر پہلے پٹہ کے عطا کئے جانے سے جاری تھا۔ مدعا علیہ
کمپنی نے استحقاق دخیلکاری حاصل کیا تھا۔ فیصلہ ہائیکورٹ میں دفعہ ١٧٠ ایکٹ ٨ سنہ ١٨٨٥ء کا حوالہ نہیں دیا
گیا جو دفعہ ٦ ایکٹ ١٠ سنہ ١٨٥٩ء پر مبنی رکہا گیا ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ رکھا گیا تہا کہ ١٥ فروری سنہ ١٨٨١ء کا پٹہ ١٥ جولائی
سنہ ١٨٨١ء کے بعد و قبل نفاذ ایکٹ سنہ ١٨٨٥ء کے تحریر کیا گیا تہا جس عرصہ کا حوالہ ضمن (٢) دفعہ ١٨٠ ایکٹ
مذکور میں دیا گیا ہے مذ یہ کیا گیا تہا کہ پٹہ جات مذکور صرف پٹہ جات ہی تھے اور وہ کسی معنوں میں

۱۸۹۶ء
بنگال انڈیگو کمپنی
بنام
رگوبرداس

نتیجے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ شیوپرشاد مصر بنام رام سہاسنگھ (۱) سے جسکا حوالہ فیصلہ ہائیکورٹ میں دیاگیا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض پٹہ کا حاصل کرنا ایک ایسے شرط کی حدتک نہیں پہنچتا جو بروے ایکٹ مزارعان بنگال ۱۸۸۵ء کے مطابق ایکٹ ۱۸۵۹ء کے ضروری ہے اگر حصول استحقاق دخیلکاری بذریعہ مسلسل زراعت اراضی کے ایک عرصہ معینہ تک بذریعہ رشتہ اُس معاہدہ کے بند کیاگیا تہا جو مابین مالک اراضی اور مزارعہ کے سوائے زراعت کے اور اغراض کے واسطے بہی تحریر کیاگیا تہا ادائیگی زر پیشگی صرف ایک طریق ادائگی لگان تہا۔ اگر اسپلائیٹان کے حقوق کی کوئی تغیر کیجائے تو بہرصورت وہ بلا اس امر کے بیدخل نکئے جاسکتے تھے کہ رسپانڈنٹ کیطرف سے چہہ ماہ کا نوٹس دوبارہ اس امر کے دیا جاتا کہ وہ اقرارنامہ بیدخلی و حصول قبضہ کو مؤثر کرنا چاہتا ہے۔

وکیل رسپانڈنٹ طلب نکیا گیا تہا۔

اسکے بعد حکام عالی مقام کا فیصلہ ۲۷ رجون کو لارڈ واٹسن صاحب نے صادر کیا۔

لارڈ واٹسن صاحب۔ اپیلانٹ کمپنی مالک کارخانہ نیل برولی ہے جو انہوں نے ماہ اپریل ۱۸۹۰ء میں حاصل کیا تہا رسپانڈنٹ کل سولہ آنہ کے حصہ محال برولی کا مالک ہے جسکا ایک جز مالکان کارخانہ کے قبضہ میں ۲۹ ستمبر ۱۸۷۶ء سے ماہ ستمبر ۱۸۹۰ء تک بذریعہ ایک سلسلہ پٹہ جات کے رہا ہے جو رسپانڈنٹ اور اسکے جانشینان سابق نے تحریر کئے تھے پٹہ جات مذکور حسب ذیل تھے:- (۱) ایک پٹہ نسبت ۵۰ بیگہہ اراضی کے پانچ سال کے واسطے جو ماہ ستمبر ۱۸۸۲ء میں ختم ہوتے تھے۔ (۲) ایک پیشگی پٹہ انکی نو سال کے واسطے جو ماہ ستمبر ۱۸۸۱ء میں ختم ہونے تھے نسبت ۱۰۵ بیگہہ اراضی زیر پٹہ ما قبل کے معہ مزید اراضی کے جسکی شمولیت سے کل اراضی ۲۴۰ بیگہہ ہوجاتی تھی (۳) ایک پٹہ اُسی تاریخ کا نسبت ۵۰ بیگہہ اراضی کے دس سال کے واسطے جو ماہ ستمبر ۱۸۸۲ء میں ختم ہوتے تھے (۴) ایک زر پیشگی کا پٹہ اپنے نسبت کل ۴۰۰ بیگہہ کے بشمولیت دو ما قبل پٹہ جات کے نسبت ایک مزید عرصہ کے جو ماہ اکتوبر ۱۸۹۰ء میں ختم ہوتا تھا۔

دستاویز مذکور میں سے نمبر ا و نمبر ۳ کی شرائط عام پٹہ زراعتی کی تھیں۔

اُنمیں سے نمبر ۲ و نمبر ۴ میں یہ خصوصیت تھی کہ انکے شروع ہونے پر مزارعان نے پٹہ دہندہ کو ایک رقم زر نقد پیشگی ادا کی تھی ایک صورت میں مبلغ عــــہ اور دوسری صورت میں مبلغ صــــہ واسطے ایفاء اُس قرضہ کے جو اسکے دائنان کے حق میں واجب الادا تہا۔ مزارعان مستحق اسبات کے تھے کہ ادائگی مذکور کو اسطرح پر وصول کریں کہ لگان میں سے ایک سالانہ قسط نسبت رقم ادا کردہ کے منہا کریں معہ سود کے

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۶۵۔

سنہ ۱۸۹۶ء
بنگال انڈیگو کمپنی
بنام
رگوبر داس

بشرح ۲ روپے فی ماہ کے اراضیات مذکور کی کاشت نیل کے بونے کے لئے کیگئی تھی اور پٹہ جات میں ایک صریح شرط منجانب مزارعان کے درباب اس امر کے کیگئی تھی کہ میعاد کے ختم ہونے پر قبضہ چھوڑ دینگے۔

۹- اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو پٹہ جات مذکور میں سے آخری پٹہ کی میعاد ختم ہو گئی۔ رسپانڈنٹ نے اپیلانٹان پر ایک نوٹس کی تعمیل کی جسکے رو سے انکو قبضہ چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ بصورت ایسا کرنے سے قاصر رہنے کے ایک باضابطہ نالش دائر کیجائیگی۔ نوٹس مذکور کا کچھ لحاظ نہ کیا گیا۔ نالش حال رسپانڈنٹ نے ماہ فروری سنہ ۱۸۹۱ء میں عدالت ضلع سرن میں دائر کی (۱) واسطے استقرار اس امر کے کہ اپیلانٹان کو کوئی استحقاق قبضہ حاصل نہیں (۲) رسپانڈنٹ کو قطعی قبضہ کی ڈگری دیجائے و (۳) زر حاصلات عطا کئے جائیں۔ اپنے جواب دعوی تحریری میں اپیلانٹان نے یہ عذر کیا کہ انہوں نے اور انکے جانشین ما سبق نے مستقل استحقاق بطور رعیتان دخیلکار کے حاصل کیا ہے اور علی سبیل البدل یہ کہ بطور رعیتان غیر دخیلکار کے وہ مستوجب بیدخلی کے نہ تھے الا ان شرائط پر جو دفعہ ۲۵ ایکٹ مزارعان بنگال سنہ ۱۸۸۵ء (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ء) میں خاص کیگئی ہیں۔

سب آرڈینیٹ جج نے اہم عذر اپیلانٹان کو موثر کر کے نالش کو معہ خرچہ خارج کیا۔ بر طبق اپیل یہ ہائیکورٹ اسکا فیصلہ ٹریولین صاحب و امیر علی صاحب جسٹسان نے منسوخ کیا جنہوں نے یہ قرار دیا کہ پٹہ جات متذکرہ صدر نمبر ۲ و نمبر ۴ کے رو سے ایک مناسب استحقاق دخیلکاری واسطے اغراض زراعت کے پیدا نہیں ہوتا اور وہ دعوے دخیلکاری کی بنا نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے یہ بھی قرار دیا کہ اپیلانٹ کا جواب دعوے بروئے دفعہ ۷ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۵۹ء کے مستثنے رکھا گیا ہے جسمیں یہ حکم ہے احکام قانون ہذا کی نسبت یہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کسی تحریری معاہدہ زراعت اراضی مابین مالک اراضی و رعیت میں خلل اندازی کرتے ہیں جبکہ اسمیں کوئی خاص شرط اسکے مخالف موجود ہو۔

حکام پریوی کونسل کوئی وجہ اس رائے سے اختلاف کرنے کی نہیں دیکھتے جو فاضل ججان ہائیکورٹ نے بدیں مضمون قرار دی ہے کہ پٹہ جات زیر بحث محض معاہدات زراعت اراضی تھے بلکہ انکا منشاء ملک صیغہ اصلی المعز جائز کفالت یعنی مزارعہ اس رقم کی نسبت پیدا کرنے کا تھا جو کہ اسنے

۲۲ دسمبر ۱۸۹۶ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیورلی صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس

سیتب چند نہر (مدعی) بنام حیدر ملا و غیرہ (مدعا علیہم)*

ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۳۲ - نالش واسطے زر واجب الادا بربنائے رہن نامہ کے - زر واجب الادا بر دے اقساط - قسط کی ادائیگی میں قصور واقعہ ہونا - استحقاق ارجاع نالش نسبت کل زر واجب الادا کے بر طبق عدم ادائیگی کسی قسط کے -

جبکہ بربنائے ایک رہن نامہ (جسکے رو سے جائداد غیر منقولہ رہن کیگئی تھی) تحریر کردہ مدعا علیہم کے ایک رقم زر نقد بر دے چار اقساط کے واجب الادا قرار دیگئی تھی اور مدعی کو بصورت عدم ادائیگی کسی قسط کے یہ اختیار تھا کہ یا تو رقم قسط مذکور کی یا کل رقم واجب الادا بربنائے رہن کی نالش کرے تجویز ہوئی کہ میعاد پہلی عدم ادائیگی کی تاریخ سے گذرنی شروع ہوتی تھی -

مدعی نے نالش حال مدعا علیہم کے برخلاف واسطے دلاپانے رقم واجب الادا بربنائے رہن نامہ کے دائر کی جو بر دے اقساط کے واجب الادا تھی - دستاویز مذکور ۱ بیساکھ ۱۲۸۸ (۱۲ - اپریل ۱۸۸۱ء) کو تحریر کیگئی تھی - قرضہ مذکور چار اقساط میں واجب الادا بنایا گیا تھا - اور شرط یہ تھی کہ کسی قسط کی عدم ادائیگی پر مدعی اپنی مرضی کے مطابق یا تو قسط مذکور کی نالش کر سکتا ہے یا کل قرضہ واجب الادا بربنائے دستاویز مذکور کی - نالش ۲۹ چیت ۱۳۰۰ (۱۱ - اپریل ۱۸۹۴ء) کو دائر کیگئی تھی یعنے پہلی دو اقساط کے واجب الادا ہونے سے زائد از عرصہ بارہ سال بعد مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ چونکہ قسط اول ادا نہ کیگئی تھی اسلئے تاریخ عدم ادائیگی مذکور سے کل رقم محفوظ کردہ بر دے دستاویز مذکور واجب الادا ہوگئی تھی اور اسلئے مدعی کا کل دعوے زائد المیعاد ہوگیا تھا - عدالت اول نے مدعی کو ایک ڈگری نسبت اقساط سوم و چہارم کے عطا کی - فریقین نے جج دیناجپور کے پاس اپیل کیا جسنے یہ قرار دیا کہ نالش زائد المیعاد تھی اور اسنے مدعی کے اپیل کو خارج کیا -

مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا -

بابو کالی کشن سین و بابو کشوری لال منجانب اپیلانٹ -

بابو موہنی موہن چکرورتی منجانب ریسپانڈنٹ -

---

* اپیل ہذا بنا راضی ڈگری اپیل نمبر ۲۰۰ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری آر آر پنٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج دیناجپور مصدرہ ۲۸ - جون ۱۸۹۵ء مشعر تنسیخ ڈگری بابو بیندرا ناتھ رائے منصف ضلع مذکور مصدرہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۵ء -

۱۸۹۶ء

سیتب چندر
بنام
حیدر ملا

تجویز ہائیکورٹ (بنرجی صاحب و ریمپنی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے :-

اپیل ہذا اُس نالش میں سے پیدا ہوا ہے جو مدعی اپیلانٹ نے واسطے دلاپانے زر واجب الادا بیرو اقساط برنبائے رہننامہ کے دائر کی تھی مدعی نے بیان کیا تھا کہ مدعا علیہم نے بعد رپے در پے مطالبات کے دو خفیف رقوم ادا کی ہیں اور نالش اس زر بقایا کی نسبت ہے جو غیر مودے رہا تھا جواب دعوے در اصل یہ تہا کہ نالش زائد المیعاد ہے اور کہ شرائط رہننامہ بعد میں بر ثبوت ایک معاہدہ زبانی کے تبدیل کیگئی ہیں اور چونکہ مدعا علیہم نے اپنے جزو معاہدہ کی تکمیل کر دی ہے اسلئے دستاویز مذکور کا ایفاء ہوگیا تہا۔

عدالت اول نے قرار دیا کہ وہ جزوی ادائیں جنکا ذکر عرضیدعوی میں کیا گیا ہے ثابت نہیں کیگئیں اور کہ اسوجہ سے جملہ اقساط واجب الادا بر ثبوت دستاویز مذکور سوا آخری دو اقساط کے زائد المیعاد تھیں اور کہ مابعد کا معاہدہ زبانی ثابت نہیں کیا گیا چنانچہ اُسنے نالش کی جزوی ڈگری صادر کی۔

بر طبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے کل نالش کو اسوجہ پر خارج کیا ہے کہ وہ زائد المیعاد ہے۔

بر طبق اپیل دوم کے عذر یہ کیا گیا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے کل نالش کو وجہ میعاد پر خارج کرنے میں قانوناً غلطی کی ہے درصورتیکہ اُسے عدالت اول کی ڈگری کو بحال رکھنا چاہئے تہا۔

نالش اس غرض سے کیگئی تھی کہ زر واجب الادا بر ثبوت رہننامہ بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ کے دلایا جائے اسلئے وہ حکم ایکٹ میعاد جو اس سے متعلق ہے ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ہے (ملاحظہ ہو رام دین بنام کالکا پرشاد[1] تلر بنام رنگا ناتھ ملک[2] گردا سنگھ بنام ٹھاکر ائین سنگھ[3]) عرصہ میعاد زیر مد مذکور بارہ سال ہے اور وہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ روپیہ واجب الادا ہو جائے۔ اور سوال یہ ہے کہ کب وہ رقم جسکا دعوے کیا گیا ہے واجب الادا ہوئی تھی۔ رہننامہ میں یہ شرط تھی کہ زر قرضہ چند اقساط میں ادا کیا گیا تھا۔ اور کہ کسی قسط کی ادائیگی میں قصور واقعہ ہونے پر مرتہن مطابق اپنی مرضی کے یا تو قسط مذکور کی نالش کر سکتا ہے یا کل زر غیر مودے کی نسبت اور فریقین کیطرف سے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ واقعات قرار دادہ کے رو سے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۰۲۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۹۔

(۳) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۱۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ستیش چندر
بنام
حیدر رضا

دعوے نسبت جملہ اقساط کے سوا ہے دو آخری قساط کے مقدمہ کی ہر ایک تعبیر کے رو سے زائد المیعاد ہے لیکن دو آخری قساط کا دعوے زائد المیعاد ہو سکتا ہے اگر یہ قرار دیا جائے کہ میعاد پہلی عدم ادائگی کی تاریخ سے گذرنی شروع ہوتی ہے اور وہ زائد المیعاد نہیں ہو سکتا اگر یہ قرار دیا جائے کہ میعاد ہر دو قساط مذکور کی تاریخ ادائگی سے شروع ہوتی ہے۔ عذر اپیلانٹ کیطرف سے یہ ہے کہ ہر دو اقساط مذکور حسب منشاء مد ۱۳۲ اپنی اپنی تاریخہاے ادائگی پر واجب الادا ہوتی تھیں۔ مگر دوسری طرف سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ زر مذکور پہلی قسط کی ادائگی میں قصور ہوتے ہی واجب الادا ہو گیا تہا۔ ذی علم وکیل اپیلانٹ نے اپنی عذر کی تائید میں مقدمات ذیل کا حوالہ دیا ہے شنکر پرشاد بنام جلیپا پرشاد (۱) وہنمنت رام ساد ہو بنام بولز (۲) اور ریسپانڈنٹان کی طرف سے مقدمات ذیل پر انحصار کیا گیا تہا۔ جگت موہنی داسی بنام منوہر کنوار (۳) نو بودیپ چندر شاہا بنام رام کرشن راے چودہری (۴) ہیر نرائن پانڈا بنام دریا نرائن پرودھن (۵) منموہن راے بنام درگا چرن گپتی (۶) رام کلپو بہٹا چارجی بنام رام چندر شوم (۷) ہری پرشاد چودہری بنام نصیب سنگھ (۸) راگہو گووند پرانجپے بنام دیپ چندر (۹)۔

مقدمات محولہ کل مقدمۂ حال سے ممیز ہو سکتے ہیں گو چند عام اصطلاحات خواہ وہ صریح قائم کئے گئے ہوں یا مفہوم طور پر جنپر ان میں چند مقدمات میں انحصار کیا گیا ہے۔ صریح طور پر مقدمۂ حال سے علاقہ رکھتے ہیں۔

مقدمۂ اول جسکا حوالہ اپیلانٹ کیطرف سے دیا گیا ہے یعنے شنکر پرشاد بنام جلیپا پرشاد (۱) ایک ایسا مقدمہ نہیں ہے جو مد ۱۳۲ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سے علاقہ رکھتا ہو۔ سوال مقدمۂ مذکور میں یہ تہا کہ آیا جبکہ ایک ڈگری زر نقد بر بنائے اقساط کے واجب الادا ہو معہ اس شرط کے کہ کسی قسط کی عدم ادائگی پر ڈگریدار مجاز ہے کہ کل زر ڈگری غیر مودے کی نسبت ڈگریدار کا اجراء کرائے میعاد قسط مذکور کے متعلق اسکی تاریخ ادائگی سے گذرنی شروع ہوتی ہے۔ گو کل مقدار زر ڈگری ڈگری دار کی اقتضاے رائے پر اسیقدر پہلے واجب الادا ہو گئی تہی اسوجہ سے کہ مدیون ڈگری نے ادائگی قسط میں قصور کیا ہے اور فاضل ججان آلہ آباد ہائیکورٹ نے اس سوال کا جواب اثبات میں دیا ہے۔ مقدمہ صریح طور پر ایک مقدمہ زیر ضمن

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۳۷۱۔
(۲) ،، ،، بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۶۱۔
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۲۵ صفحہ ۲۷۸۔
(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۷۔
(۵) ،، ،، ،، جلد ۲۰ صفحہ ۴۷
(۶) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۲۔
(۷) ،، ،، ،، جلد ۱۴ صفحہ ۳۵۲
(۸) ،، ،، ،، جلد ۲۱ صفحہ ۵۴۲۔
(۹) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۹۶۔

۱۸۹۶ء
ستیب چند
بنام
حیدلا

(ب) دفعہ ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد تہا اور فیصلہ مذکور کا اثر یہ ہے کہ ایک خاص تاریخ جسکا حوالہ ضمن مذکور میں دیا
گیا ہے ہر ایک قسط کی تاریخ ادائگی تہی گو اُسکا دعویٰ بطور ایک قسط واجب الادا کے کسی پہلی تاریخ پر کیا جاسکتا تہا۔
اسمیں شک نہیں کہ اولاً وہ اصول جو فیصلہ مذکور میں درج ہے اپیلانٹ کے اس عذر کی کسیقدر تائید کرتا ہے کہ
زر روپیہ جسکی نالش کیگئی ہے وقتاً فوقتاً تاریخہائے ادائگی مختلف اقساط پر واجب الادا ہوا تھا۔ گو مدعی کو اختیار
تہا کہ اُسکے واجب الادا ہونے کا دعویٰ کسی پہلی تاریخ پر کرتا لیکن ہم فیصلہ مذکور کی پیروی نہیں کرسکتے کیونکہ وہ خود ہماری
عدالت کے فیصلجات بمقدمات بیر نرائن پانڈا بنام دریا نرائن پرودھن (۱) وہری پرشاد چودہری بنام
نصیب سنگہ (۲) کے مخالف ہے جنکا حوالہ ریسپانڈنٹان کیطرف سے دیا گیا ہے اور نیز اسوجہ سے کہ ہم اس امر
کا سمجہنا مشکل معلوم کرتے ہیں کہ کسطرح اُس روپیہ کی نسبت جو کہ بوجہ نہ ادا ہونے اقساط کے واجب الادا قرار دیا گیا ہو کسی
قسط کے ادا نہ کئے جانے پر فوراً واجب الادا ہو جاتا ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُسکے ادا کئے جانیکی ہدایت
عدم ادائگی مذکور کی تاریخ سے نہیں کیگئی تاکہ میعاد تاریخ مذکور سے زیر ضمن (ب) دفعہ ۱۷۹ گذرنی شروع ہو محض اس
وجہ سے کہ یہ امر ڈاکرہ ایک کے لئے اختیاری تہا کہ فوراً ادائگی کی شرط کو موثر کرانے جبکہ کوئی ایسا امر موجود نہو جس سے
یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اختیاری استحقاق زائل ہوگیا ہے جہانتک اختیاری استحقاق ادائگی زرنقد کے موثر کرانے
کے واسطے عطا کیا گیا ہو۔ تو ایسا استحقاق زائل کیا جاسکتا ہے لیکن جبتک زائل نکیا گیا ہو تو میعاد اُس تاریخ
سے جبکہ استحقاق مذکور پیدا ہو گذرنی شروع ہوتی ہے۔ یہی امر عدالت ہذا نے مقدمہ بیر نرائن پانڈا بنام
دریا نرائن پرودھن (۱) میں قرار دیا تہا کہ جیسا کہ فیصلہ مقدمہ شنکر پرشاد بنام جلیا پرشاد میں بیان کیا
گیا ہے یہ کہ ڈگریدار ادائگی میں جیسا کیا گیا ہے کہ ڈگریدار ادائگی میں قصور واقعہ ہونے پر پابند اس
امر کا ہے کہ ڈگری کا اجرا ہمیشہ کے واسطے ایک ہی دفعہ کرائے "

مقدمہ دوم جسکا حوالہ اپیلانٹ کیطرف سے دیا گیا ہے یعنے ہیمنت کمار داسی بنام ولسن (۳)
بجائے اُسکی تائید میں ہونے کے اُسکے مخالف ہے۔ اُس فاضل جج نے جس نے مقدمہ مذکور کو فیصل
کیا تہا۔ لارڈ ڈنمان صاحب چیف جسٹس کی رائے بمقدمہ ہیمپ بنام گارلینڈ (۴) کو درست تسلیم کیا تہا
جو یہ ہے " کہ اگر اُسنے (مدعی نے) اُسوقت تک انتظار کرنا پسند کیا ہو جب تک کہ کل اقساط واجب الادا
ہو جائیں تو اسمیں شک نہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے لیکن یہ امر جو مدعی کے لئے اختیاری تہا مدعا علیہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ (۴) کوئینز بنچ جلد ۴ صفحہ ۵۱۹۔
(۲) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۵۴۲۔
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۶۱۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ستیب چند
بنام
حیدر ملا

استحقاق میں خلل انداز ہی نہیں کرتا۔ جو بہتر طور پر اس نالش کو اسوقت سے پیدا شدہ سمجھ سکتا ہے جسوقت کہ مدعی کو اسکے قایم کرنیکا حق حاصل تہا" اور صرف ایک ہی وجہ جسپر اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ نالش زائد المیعاد نہتی یہ تہی کہ عبارتِ دستاویز سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ بصورت عدم ادائگی ایک قسط کے تمام رقم صرف اُسوقت میں واجب الادا ہونی چاہیئے جبکہ مطالبہ رقم مذکور کیا جائے اور نالش اُس عرصہ کے اندر رجوع کیجائے جو قانوناً تاریخ مطالبہ سے اجازت دیا گیا ہو۔

مقدمہ حکمت مومنی دہی بنام منوہر لیتیار (۱) محولہ صاحبان رسپانڈنٹان میں مسٹر جسٹس ... نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ اصول جسکا اظہار مد ۷۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میں کیا گیا ہے اِس امر کے معلوم کرنے میں اختیار کیا جانا چاہیئے کہ کب رقم متدعویہ حسب منشاء مد ۱۳۲ واجب الادا ہوتی ہے۔ لیکن خود فاضل جج نے یہ ارشاد کیا تہا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی مفصل رائے اِس امر کے متعلق ظاہر کیجائے

دیگر مقدمات محولہ ذی علم وکیل رسپانڈنٹان یا تو اجرائے ڈگریات زر نقد واجب الادا بروئے اقساط سے متعلق ہیں یا نالشات پر بنائے اقرارنامجات اقساط سے جنمیں کل رقم کی ادائگی کی شرط پر بلحاظ عدم ادائگی کسی قسط کے ایک غیر محدود شرط ہوا اور وہ دائن کی مرضی پر موثر کیئے جانے کے قابل چہوڑدی نہ گئی ہو۔ اور اُنکا مفصل بیان کرنا بعد اُسکے جو کچھ کہ اوپر بیان کیا گیا ہے چنداں ضروری نہیں ہے۔

پس اپنی توجہ کو سوال زیر بحث مقدمہ حال تک محدود کرکے جو یہ ہے کہ کب رقم متدعویہ حسب منشاء مد ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد واجب الادا ہوتی تہی اور اِس امر کو ملحوظ رکہکے کہ درصورتیکہ کوئی مقدمہ درست طور پر متعلق نہیں ہے موازنہ سندات عدالت ہذا متعلق بہ ہم مضمون سوالات کے جو اجرائے ڈگری زر نقد سے متعلق ہیں جو بروئے اقساط کے واجب الادا ہوں بحق عذر رسپانڈنٹ کے زیادہ تر ہے ہماری یہ رائے ہے کہ ہمیں یہ قرار دینا چاہیئے کہ وہ ڈگری جو عدالت اپیل ماتحت نے مشعر نامنظوری کل دعوے سائل در سب درست ہے۔ زر متدعویہ مطابق شرائط اقرارنامہ کے اُسوقت واجب الادا ہوا تھا جبکہ پہلا قصور ادائگی قسط میں کیا گیا تہا۔ اور نیز وہ اِسوجہ سے واجب الادا ہو گیا تہا کہ استحقاق دربارہ مؤثر کرانے فوراً ادائگی کے دائن کے لئے اختیاری تہا۔ استحقاق مذکور زائل ہو جاتا اگر دائن نے ایسا کرنا پسند کیا ہوتا لیکن اُسنے صورتِ حال میں استحقاق مذکور کو ترک نہ کیا تہا۔ اور

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۷۸۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ستیب چند
بنام
حیدر ملا

صورتِ حال میں کوئی سوال زوالِ استحقاق کے متعلق اٹھایا نہیں گیا — اپلانٹ کیطرف سے یہ حجت کیگئی تھی کہ جب یہ امر دائن کے اختیار میں چھوڑا گیا تھا کہ کل قم کی فورًا ادائیگی کی شرط کو موثر کرے تو قیاس کیا جانا چاہیئے کہ ادائیگی مذکور کے موثر کرانیکا استحقاق زائل کیا گیا تھا جب تک اُسکے خلاف ثابت نہ کیا جائے۔ باستعمال الفاظ لارڈ ڈنمان صاحب بمقدمہ ہمیپ بنام گارلینڈ (۱) مدعاعلیہ بہتر طور پر نالش کو اُس تاریخ سے پیدا شدہ متصور کرسکتا تھا جسوقت کہ مدعیکو اُسکے رجوع کرنیکا حق حاصل تھا۔ ہم یہ بھی ایزاد کرسکتے ہیں کہ قاعدہ مندرجہ ہمیپ بنام گارلینڈ جو یہ ہے کہ میعاد پہلی عدم ادائیگی کی تاریخ سے شروع ہوئی تھی گویہ امر دائن کے اختیار میں تھا کہ ایسی عدم ادائیگی کی تاریخ پر کل رقم کی ادائیگی کو موثر کرائے۔ کی پیروی عدالتِ اپیل نے ایک جدید فیصلہ مقدمہ ریوس بنام بوپر (۲) میں کی ہے وجوہات بالا کی رو سے ہماری یہ رائے ہے کہ نالش درست طور سے عدالت اپیل ماتحت نے خارج کی ہے اور کہ اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

نگرانی فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۸ جنوری ۱۸۹۷ء

کومل چندر پال (ملزم)

بنام

گورچند ادھیکاری (مستغیث) *

استغاثہ۔ اخراج استغاثہ۔ کارروائیات کا پھر تازہ کیا جانا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۴۳۷۔ آخری انفصال مقدمہ۔ عدم موجودگی اختیار سماعت۔ تجویز تہیجدم۔

جبکہ ابتدائی استغاثہ زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا گیا ہو تو جدید استغاثہ بربنائے اُنہی واقعات کے اُسی مجسٹریٹ کے روبرو چل نہیں سکتا جب تک کہ حکم نامنظوری مقدمہ کسی مجاز عہدہ دار سے منسوخ نکیا گیا ہو۔ نیل رتن سین بنام جوگیش چندر بھٹاچارجی (۳) کی پیروی کیگئی۔

۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو مستغیث گورچند ادھیکاری نے ایک عرضی زیر دفعہ ۴۲۶ مجموعہ تعزیرات ہند

---

* نگرانی فوجداری اپیل نمبر ۱۲۷ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم صادرہ سب ڈویزنل مجسٹریٹ بسیر ہٹ مورخہ ۱۵ اگست سنہ ۱۸۹۶ء۔

(۱) کوئینز بنچ جلد ۱۰ صفحہ ۵۱۶۔
(۲) لاء رپورٹ کوئینز بنچ سنہ ۱۸۹۱ء جلد ۲ صفحہ ۵۰۹
(۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۸۳۔

۱۸۹۶ء
کوبل چند
بنام
گورچند

عدالت سب ڈویزنل مجسٹریٹ بسیرہت میں بدیں بیان گذرانی کہ ملزم نے ایک درخت گاب جو مستغیث کی زمین پر تہا کاٹ لیا ہے اور اسطرح پر اُسے نقصان پہونچایا ہے۔ سب ڈویزنل مجسٹریٹ بسیرہت نے بعد امتحان کرنے استغاثہ کے یہ ہدایت کی کہ بذریعہ پنچائت کے زیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری تحقیقات کیجائے بعد کئے جانے تحقیقات کے مجسٹریٹ نے اُسکے نتیجہ پر غور کرکے استغاثہ کو زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا۔ اُسکی یہ رائے تہی کہ مقدمہ بربنائے اُسکے واقعات کے دیوانی قسم کا تہا ۱۵ اگست ۱۸۹۶ء کو مستغیث گورچند زبیکاری نے اُسی مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک جدید عرضی استغاثہ ملزم کال چند پال کے برخلاف اُنہی واقعات پر انحصار کرکے گذرانی۔ اس مجسٹریٹ نے کارروائیات کو مجدداً شروع کیا اور بعد لینے شہادت مندرجۂ مقدمہ کے ملزم پر جرم سرقہ کی تجویز زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی اور اُسے مبلغ ۵ جرمانہ کے ادا کرنیکا حکم دیا یا بصورت عدم ادائیگی کے دو ماہ قید سخت برداشت کرنیکا۔

ملزم نے ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہائیکورٹ میں درخواست کی اور ایک قاعدہ عطا کیا گیا تہا جسکے رو سے مجسٹریٹ بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا تہا کہ کیوں ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ نکئے جانے چاہییں اسوجہ پر کہ وہ قانوناً ناقص ہے کیونکہ مجسٹریٹ کو کوئی اختیار نسبت تجدید کارروائیات کے بلا کسی حکم عدالت مجاز سماعت زیر دفعہ ۴۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل نتہا۔

بابو نرندرا چندر بوس (المعیت بابو اوپندرا چندر بوس وبابو نرندرا چندر بوس) تائید قاعدہ مذکور: مجسٹریٹ کو کوئی اختیار نسبت تجدید کارروائیات کے برطبق استغاثہ بربنائے اُنہی واقعات کے حاصل تہا جب تک کہ حکم اخراج استغاثہ کسی مجاز عہدہ دار سے زیر دفعہ ۴۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری منسوخ نکیا جاتا چونکہ اُسنے یہ کام بلا صدور کسی ایسے حکم کے کیا ہے اسلئے تجویز جرم قانوناً ناقص ہے اور منسوخ کیجانی چاہیے ملاحظہ ہو نبل رتن سین بنام جوگیش چندر بہٹاچارجی (۱) زیر دفعہ ۴۳۷ ہائیکورٹ اور عدالت سشن اُس استغاثہ کی نسبت مزید تحقیقات کا جو زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا گیا ہو حکم دیسکتی ہیں مقدمہ ملکہ معظمہ بنام پوران (۲) متعلق نہیں ہے اور وہ مقدمہ نبل رتن سین بنام جوگیش چندر بہٹاچارجی (۱) میں ممیز کیا گیا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۸۳۔
(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۸۵۔

سنہ ۱۸۹۶ء ستیہ چند بنام حیدر ملا

کوئی شخص بغرض اظہار وجہ حاضر نہ ہوا۔

تجویز ہائیکورٹ (گھوس صاحب گارڈن صاحب جسٹسان) حسب ذیل تھی:۔

ہماری رائے میں قاعدہ مذکورہ منسوخ قرار دیا جانا چاہئے۔ ایسا کرنے میں ہمارے لئے صرف مقدمہ نیل رتن سین بنام جوگیش چندر بھٹا چارجی (۱) کا حوالہ دینا ضروری ہے جسمیں ایک ایسی رائے اختیار کیگئی تھی جو مجسٹریٹ کی رائے سے مختلف ہے۔ حکم متنازعہ کارروائیات اور کارروائیات مابعد منسوخ کیجاتی ہیں اور وہ جرمانہ جو ملزم پر کیا گیا ہے اگر وصول کیا گیا ہو واپس دیا جانا چاہئے۔

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء ۱۲ جنوری

گوپال لال (مستغیث) بنام ہرالال (ملزم)

گواہ۔ سوالات جرح اُس کا اوپر جو عدالت نے طلب کیا ہو۔ ایکٹ شہادت (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۶۵۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۴۰۔

جہانکہ دوران کارروائی فوجداری ایک مجسٹریٹ نے ایک گواہ کو طلب کیا اور اُسکا بیان زیر دفعہ ۱۶۵ ایکٹ شہادت لیا لیکن اُسنے اُس گواہ پر مستغیث کیطرف سے جرح کرنیکی اجازت نہ دی۔ نتیجہ نکالا گیا کہ مجسٹریٹ نے مستغیث اور اُسکے وکیل کو گواہ پر سوالات جرح کرنے کی اجازت نہ دینے میں غلطی کی ہے جبکہ وہ طلب کیا گیا تھا۔

نیز نتیجہ نکالا گیا کہ دفعہ ۱۶۵ میں کوئی الفاظ موجود نہیں جس سے عدالت کارروائیات کسی گواہ طلب کردہ عدالت پر سوالات جرح کرانے سے ممتنع ہو۔

مستغیث نے مقدمہ حال میں ایک استغاثہ ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء میں چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کے روبرو اپنے داماد کے برخلاف بدین بیان دائر کیا کہ اُسنے خیانت مجرمانہ اور استعمال بیجا مجرمانہ کا ارتکاب بعض زیورات کے متعلق کیا ہے جو اسکی لڑکی یعنی ملزم کی زوجہ کو ۲ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو دئے گئے تھے۔ زیورات مذکورہ ملزم نے واسطے استعمال اناث ایک خاندان کے کسی خاص رسم کے موقعہ پر لئے تھے اور پانچ چھ یوم کے بعد واپس کر دینے کا اقرار کیا تھا۔ اور اُسنے زیور واپس نہ کیا تھا۔ دوران سماعت میں مستغیث کے سوالات جرح کے ختم ہونیکے

پیشی نگرانی فوجداری نمبر ۶۹۹ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم مصدرہ ڈی اے پیرس صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ۔ مورخہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۸۳۔

سنہ ۹۶ء

گوپال لال

بنام

مانک لال

قرار دیا گیا تہا کہ ملزم کو زیورات پیش کرنے چاہئیں جوکہ ملزم کی دختر نے جو مستغیث کی زوجہ تہی ۱۹ ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء کو پیش کئے۔ اُن زیورات پیش کردہ کا مقابلہ زیورات مندرجہ فہرست مملوکہ مستغیث کے ساتھ کرکے اٹرنی مستغیث نے بیان کیا کہ رقوم ۱ و ۲ و ۹ وہ تہیں جو ابتدا ً ملزم کے حوالہ کی گئی تہیں۔ اس بیان کے کئے جانے پر چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے منجاری داسی دختر ملزم کو جو نیز مستغیث کی زوجہ تہی اور جسنے زیورات پیش کئے تہے شہادت کیواسطے طلب کیا اور اُسکا بیان خود بطور گواہ کے زیر دفعہ ۱۶۵ ایکٹ شہادت ۱۸۷۲ء لیا ٭

اس پر اُسنے عدالت میں بدیں مضمون شہادت دی کہ کل زیورات پیش کردہ وہ تہے جو اُسی گذشتہ ماہ مئی میں دیئے گئے تہے سوائے رقوم ۲ و ۸ کے جو اُسکے شوہر مستغیث نے خود اُس سے دو ماہ پیشتر لیلئے تہے۔ اٹرنی مستغیث نے منجاری داسی کے امتحان بجانب عدالت ختم ہونے پر اُسپر سوالات جرح کرنیکی خواہش مستغیث کیطرف سے ظاہر کی لیکن اُسکی تردید نہایت سختی سے کیل ملزم نے کی اور عدالت نے اُسی ایسا کرنیکی اجازت دینی سے انکار کیا ٭

مجسٹریٹ مذکور نے اپنے فیصلہ میں بیان کیا تہا کہ مقدمہ اُن زیورات کی مشابہت پر مبنی تہا جو فہرست پیش کردہ میں درج تہے اور کہ وہ اس امر کے قرار دینے کے قابل نہ تہا کہ کافی شہادت اس امر کے متعلق موجود ہے کہ وہ اُنہیں زیورات سے تہے جنکا کہ ذکر فہرست پیش کردہ میں کیا گیا تہا یا کہ کوئی مقدمہ بددیانتہ استعمال بیجا یا تبدیلی رقوم مذکور کی نسبت ثابت کیا گیا تہا ٭

اسپر اُسنے ملزم کو بری کیا ٭

مستغیث نے منجملہ دیگر وجوہات کے اس وجہ پر کہ اُسکے مقدمہ کو چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے اس فعل سے نقصان پہونچا ہے کہ اُسنے اُسکے اٹرنی کو اُس گواہ پر سوالات جرح کرنیکی اجازت نہیں دی جسکو عدالت نے زیر دفعہ ۱۶۵ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) طلب کیا تہا۔ ہائیکورٹ میں ایک قاعدہ کے حاصل کرنیکی تحریک کی جسکی رو سے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا کہ کیوں اس مقدمہ میں مزید تحقیقات نکیجانی چاہئے اور کہ مسل طلب کیجائے۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء

سرنو موئی بیبی
بنام
دکھینہ رنجن ساپال

خریدار نے اپیل کیا +

بابو سرودا چرن مترمنجانب اپیلانٹ +

ایڈووکیٹ جنرل (سرچارلس پال) و بابو سرنیا ناتھ داس و بابو بدھو بھوشن گنگولی منجانب ریسپانڈنٹ +

تجویز عدالت رگھوس صاحب و گارڈن صاحب جسٹسان) حسب ذیل تھی:-

اپیل ہذا خریدار نیلام نے اُس حکم کی ناراضی سے دائر کیا ہے جسکے رُو سے زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک جائداد کا نیلام اس وجہ پر منسوخ کیا گیا تھا کہ نیلام کے عمل میں لانے و مشتہر کرنے میں اہم بیضابطگی کیگئی ہے جسکی وجہ سے مدیونان ڈگری کو سخت نقصان پہنچا ہے +

واقعات مختصر احسب ذیل ہیں:- جائداد زیر بحث برُوئے حکم مصدرہ ۱۹ اگست ۱۸۹۵ع کے قرق کیگئی تھی اور ۲۸ ستمبر کو اشتہار نیلام جاری کیا گیا تھا جسکے رُو سے ۲۰ نومبر کی تاریخ نیلام کے واسطے مقرر کیگئی تھی۔ اسی اثنا میں ۱۴ ستمبر کو گریبالا نے جو کہ ایک مدیونان ڈگری کی سوتیلی بہن تھی ایک دعوی جائداد مذکور کی نسبت زیر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیا اور ۱۱ نومبر کی تاریخ اُسکی سماعت کیواسطے مقرر کیگئی تھی۔ اس تاریخ پر سماعت مذکور ۲۵ نومبر پر ملتوی رکھی گئی تھی اور چونکہ جائداد مذکور دعوے مذکور کے فیصل ہونے تک نیلام نہو سکتی تھی اسلئے سبارڈینیٹ جج نے ۲۰ نومبر کو نیلام ۲۵ تاریخ تک ملتوی رکھا اور حکم دیا کہ جائداد مذکور اُس تاریخ پر بعد فیصل کئے جانے دعوے مذکور کے نیلام کیجائے۔ ۲۵ نومبر کو مقدمہ مذکور پھر ۲۷ تاریخ پر ملتوی رکھا گیا تھا اور باوجود اُسکے جائداد ۲۵ تاریخ کو نیلام پر چڑھائی گئی تھی۔ لیکن ناظر کی اس رپورٹ پر کہ کوئی خواہشمند خریدار حاضر نتھے نیلام ۲۷ تاریخ تک ملتوی رکھا گیا تھا۔ اُس تاریخ پر گریبالا کا دعوے نامنظور کیا گیا تھا اور ازاں بعد جائداد مذکور مبلغ ... کے عوض نتھیا اندر سرکار مختار عام سرنو موئی دیبی اپیلانٹ حال کے ہاتھ نیلام کیگئی تھی +

اِن واقعات کے رُو سے جو کامل طور پر برُوئے شہادت کے ثابت کئے گئے ہیں سبارڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا ہے اور ہماری رائے میں درست طور پر قرار دیا ہے کہ نیلام کے متعلق اہم بیضابطگیاں عمل میں آئی ہیں۔ ۲۰ نومبر کو جبکہ نیلام ۲۵ تاریخ پر ملتوی رکھا گیا تھا اور نیز ۲۵ تاریخ کو

سنہ ۱۸۹۶ء

سرنو موئی دیبی
بنام
دکھینہ رنجن سینال

جبکہ نیلام ۲۷ تاریخ پر ملتوی رکھا گیا تھا کوئی خاص ساعت نیلام کے واسطے حسب منشاء دفعہ ۲۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقرر نکیا گیا تھا اور وہ حکم جو ہر ایک تاریخ مذکور پر بدین منشاء صادر کیا گیا تھا کہ نیلام بعد فیصل کئے جانے دعوے مذکور کے عملمیں آیگا ایسا ذو معنی اور غیر محدود قسم کا تھا کہ خواہشمند خریداران کو یہہ معلوم ہو سکتا تھا کہ کب اور کسوقت نیلام واقعی طور پر عملمین آیگا۔ چنانچہ کوئی بولی دینے والا ۲۵ تاریخ کو حاضر نتھا اور ۲۷ تاریخ کو صرف تین بولی دینے والے موجود تھے۔ اُسوقت جائداد مذکور مبلغ ۱۷۵ پر فروخت کیگئی تھی حالانکہ یکے از گواہان ڈگریدار مسمی کیلاش گھوس کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس سے کم حصہ یعنی ۱۶ گنڈہ کا قبل ازین مبلغ للعہ پر فروخت ہوا تھا چنانچہ سبارڈینٹ جج نے یہہ قرار دیا ہے کہ مدیون ڈگری کو اہم نقصان بباعث کمی قیمت جائداد مذکور کے پہنچا ہے اور اُسکی رائے مین اُسکی وجہ بلاشبہ طور پر وہ بیضابطگی ہائے ہین جنکا کہ حوالہ دیا گیا ہے مطابق اِس رائے کے اُسنے نیلام کو منسوخ کیا ہے۔ ہمارے روبرو ذی علم وکیل اپیلانٹ نے یہہ عذر کیا ہے کہ چونکہ کوئی بلاواسطہ شہادت ایسی موجود نہین جس سے اِس بیضابطگی ہائے کا تعلق نقصان کے ساتھہ بطور علت و معلول کے ظاہر ہوتا ہو اِس لئے سبارڈینٹ جج نے نیلام کے منسوخ کرنے مین غلطی کی ہے اور اِس عذر کی تائید مین اُسنے مقدمہ تصدق رسول خان بنام احمد حسین (۱) پر انحصار کیا ہے جو ایک سب سے جدید سند اس خاص امر کے متعلق ہے نیز اُسنے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا ہے:۔ بھکناتھن بنام مہابیر پرشاد سنگہ (۲) ارونا چلم چیٹی بنام ارونا چلم چیٹی (۳) گوربخش لال بنام جواہر سنگہ (۴) و جگن ناتھہ بنام مکند پرشاد (۵)۔

مقدمہ تصدق رسول خان (۱) ایک فیصلہ پریوی کونسل بر طبق اپیل بنا راضی فیصلہ جوڈیشل کمشنر اودہ ہے جوڈیشل کمشنر نے نیلام کو اسوجہ پر منسوخ کیا تھا کہ وہ کالعدم ہے کیونکہ احکام دفعہ ۲۹۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل نہیں کیگئی۔ نیز اُسکی یہہ رائے تھی کہ ایسے واقعات کی موجودگی مین نیلام کے منسوخ کرنے کیلئے عذرداران کیواسطے اہم نقصان کا ثابت کرنا ضروری نہین لیکن اہم نقصان مفہوم ہو سکتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۶ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۶
(۲) 〃 〃 〃 ۹ 〃 ۷۵۶ و 〃 〃 〃 ۱۰ 〃 ۲۵
(۳) 〃 〃 مدراس 〃 ۱۲ 〃 ۱۹ و 〃 〃 〃 ۱۵ 〃 ۱۸۱
(۴) 〃 〃 کلکتہ 〃 ۲۰ 〃 ۵۹۹
(۵) 〃 〃 الہ آباد 〃 ۱۸ 〃 ۳۷

۱۰ جولائی ۱۸۹۶ء

باجلاس مسٹر جسٹس گھوس صاحب و مسٹر جسٹس ہل صاحب

دہنپت سنگھ (مدعی)

بنام

محمد کاظم اصفہانی وغیرہ (مدعاعلیہم)*

مالک اراضی و مزارعہ — قبضہ مین منجانب مالک اراضی کے خلل اندازی کرنا — التوائے و تقسیم لگان —

جہانکہ مالک اراضی کا فعل صرف مداخلت بیجا ہو بلکہ اُس سے کوئی سخت ترامر کہ جسکے سبب سے اہم طور پر قبضہ جائداد مرہونہ زیر مزارعہ مین خلل اندازی واقعہ ہوئی ہو تو مزارعہ مستحق التوائے لگان کا دوران خلل اندازی مذکور مین ہے گو واقعی بیدخلی عملمین نہ آئی ہو۔

اگر ایسی خلل اندازی صرف ایک جزو جائداد کی نسبت ہی کیجائے تو کوئی تقسیم لگان نکیجانی چاہئیے جہانتک کہ کل لگان مساوی طور پر ہر ایک جزو اراضی مرہونہ سے واجب الادا ہو۔

لیکن اگر خلل اندازی صرف ایک جزو جائداد مرہونہ کی نسبت ہو جسکا کہ لگان جداگانہ طور پر واجب الادا رہو تو اس صورت مین تقسیم لگان کیجانی چاہئیے۔

بابو سرودا چرن متر و بابو پرمو تھو ناتھ سین منجانب اپیلانٹ

ڈاکٹر راش بہاری گھوس و بابو دگمبر چیٹرجی و بابو دوارکا ناتھ چکربتی منجانب ریسپانڈنٹان

واقعات مقدمہ ہذا اور دلایل پیش کردہ کافی طور پہ تجویز عدالت (گھوس صاحب و ہل صاحب جسٹسان) سے ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے:-

ہر دو اپیلہائے ہذا دو نالشات لگان مین سے پیدا ہوئے ہین۔

مدعی اِن ہر دو نالشات مین زمیندار پرگنہ حویلی ہے جسکے اندر وہ جائداد ہائے (ملاٹ سیف گنج ضلع مرزاپور) واقعہ ہین جنکی کہ نسبت لگان کا دعوے کیا گیا ہے۔ ہر دو جائداد ہائے مذکور کا پٹہ بعض اشخاص کے حق مین جو بطور ایرانیوں کے مذکور ہین بذریعہ دو مختلف پٹہ جات پٹنی کے تحریر کیا گیا تہا۔ بطبق اجراء ایک ڈگری برنبائے رہننامہ تحریر کردہ ایرانیاں مذکور کے مدعیان نے ہر دو پٹنی ہائے مذکور معہ چند دیگر جائداد ہائے کے ۴ فروری ۱۸۹۱ء کو خرید کین (نیلام مذکور ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ۱۲ ماگھ سمت ۱۲۹۸ فصلی کو منظور کیا گیا تہا) اور انہون نے ظاہری قبضہ ماہ نومبر ۱۸۹۱ء مین حاصل کیا تہا۔ اصلی مدعاعلیہ نالشات مذکور بابو چیترپت سنگھ نے جائداد ہائے مذکور کو ایک اور ڈگری کے اجرا مین خرید کیا تہا جو برنبائے ایک رہن ماقبل کے بخلاف ایرانیوں کے ۸ مارچ ۱۸۹۰ء کو صادر ہوئی تہی اور حسب ضابطہ طور پر

* اپیل از ڈگری ہائے ابتدائی نمبر ۳۲ و ۳۳ ۱۸۹۴ء بنا راضی ڈگری ہائے مصدرہ ایچ ایف ملیہو صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع پٹنہ مصدرہ ۲۶ ستمبر ۱۸۹۴ء

۱۸۹۶ء
دہنپت سنگھ
بنام
محمد کاظم اصفہانی

[illegible] عدالت کے حاصل کیا۔

[illegible] ہوتا ہے کہ مدعی کو ہر دو پٹی ہائے مذکور اور دیگر جائداد ہائے کا باضابطہ قبضہ دلائے جانیکے [illegible] بابت لگان کے وصول کرنیکی کوشش کی اور اسطرح قبضہ واقعی کے حاصل کرنیکی۔ اس امر مین مخالفت چترپت نے کی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مجسٹریٹ نے کاروائیات زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۲ ستمبر ۱۸۹۲ء کو [illegible] مجسٹریٹ نے بعد تحقیقات کے یہہ قرار دیا کہ چترپت قابض تہا چنانچہ اُسنے اسکا قبضہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۳ء دیکم جیت [illegible] کو بحال رکھا۔

نالشات حال ۲ ستمبر ۱۸۹۳ء کو دائر کیگئی تہیں اور وہ واسطے دلاپانے لگان پٹی ہائے سیف گنج و مرزاپور کے بابت سنوات ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ فصلی کے تہین بعد مجرائی دینے مدعاعلیہ چترپت کو بعض رقوم وصول کردہ کے ایذانی اور چترپت سنگہ مدعاعلیہم بنائے گئے ہیں گو لگان کا دعوے صرف شخص موخرالذکر کے برخلاف کیا گیا تہا اسوجہ سے کہ وہ پٹی ہائے پر قابض ہے۔

ہر دو نالشات عدالت ماتحت نے اسوجہ پر خارج کی ہین کہ باعث تنازعات مابین فریقین دربارہ [illegible] جائداد ہائے کے جسکے باعث بہت تنازعہ اور نقص امن وقوع مین آیا ہے۔ مدعاعلیہ چترپت کی نسبت یہہ متصور نہیں کیا جا سکتا کہ اُسے بلا خلل قبضہ ہر دو پٹی ہائے مذکور کا اُس عرصہ مین حاصل تہا جسکی نسبت لگان کا دعوے کیا گیا ہے اور کہ مدعی نے مدعاعلیہ کے بلا خلل قبضہ اور وصولی لگان مین خلل اندازی کی تہی۔ [illegible] اُسنے بعض لگان ہی خود رعیتوں سے وصول کئے تہے۔ اور کہ اُسنے (مدعی نے) مدعاعلیہ کو ایک مداخلت بیجا کنندہ متصور کیا ہے اور اُسے اب یہہ اجازت نہیں دیجا سکتی کہ اُسے مزارعہ متصور کرے اور کہ مدعی کی [illegible] چارہ جوئی ایک نالش لگان نہیں ہے بلکہ ایک نالش ہرجانہ و زر واصلات ہے۔

اس ڈگری کی ناراضی سے مدعی نے دو اپیلہائے پیش کئے ہین جو اب ہمارے روبرو پیش ہیں اپیل [illegible] سیف گنج کے متعلق ہے اور دوسرا اپیل ۲۴۲ مرزاپور کے متعلق۔

ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو مقدمات مذکور ایک ہی بنا پر مبنی نہیں ہین جیسا کہ غلطی سے [illegible] جج نے تصور کئے ہین۔ اُسنے ہر دو مقدمات کے واقعات کو مخلوط کر دیا ہے اور اُنہین ایک ہی سمجہا [illegible]

دہنپت
بنام
محمد کاظم اصغر

نا ہوتا ہو تا کہ روپیہ اُسنے کیا وصول کیا ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ اُسنے ریتیان کو وہ روپیہ جو انہین ملا
تھا دہنپت سنگہ کو ادا کیا تھا ہماری رائے مین شہادت متعلق بلاٹ سیف گنج اس امر کے ثابت کرنیکو
کافی ہے کہ کوئی اصلی دست اندازی دہنپت سنگہ کیطرف سے قبضہ پٹنی دار کے متعلق کیگئی تھی چنانچہ
وہ اضافہ لگان متدعویہ کے پانیکا مستحق نہیں ہے ۔ بعد اس شہادت کا امتحان کرنے پر صاف معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ جسپر ڈسٹرکٹ جج نے مدعی کے دعوے کو نامنظور کیا ہے مقدمہ حال سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی ۔ اس
بات کی نسبت سوائے اسکے اور کوئی جواب نہیں ہے جسکو کہ ڈسٹرکٹ جج نے تسلیم کیا ہے اسلئے نتیجہ یہہ نکلتا
ہے کہ مدعی کو لگان متدعویہ بنالش ہذا کی ڈگری بحال رکھی جانی چاہیئے ۔ چنانچہ ڈگری عدالت ماتحت
منسوخ کیجائیگی اور اپیل ہذا کی معہ خرچہ ڈگری دیجائیگی ۔

اپیل نمبری ۲۴۲ :۔

اب ہم دوسرے اپیل (۲۴۲) کی نسبت کارروائی کرتے ہین جو لاٹ مرزاپور کے متعلق ہے اور جو ہماری
رائے مین کسیقدر مختلف بنا پر مبنی ہے ۔ لاٹ مرزاپور مین چند مواضعات کا پتہ در پٹنی عطا کیا گیا ہے اور
تین مواضعات کا قبضہ [illegible] کیا گیا ہے ۔ کوئی شہادت نسبت دست اندازی منجانب دہنپت دربارہ
وصولی لگان [illegible] مواضعات مذکور [illegible] کے موجود نہیں ہے لیکن ایسی شہادت موجود ہے جس سے دیگر
دو مواضعات [illegible] کی نسبت ایسی دست اندازی ظاہر ہوتی ہے ۔ شہادت سے ظاہر ہوتا
ہے کہ بعد مدعی کے ماہ نومبر ۱۸۸۶ع مین قبضہ علامتی حاصل کرنیکے نہ صرف کارروائی روبکار حسب
زیر دفعہ ۱۴۵ دربارہ قبضہ مرزاپور کے موجود تھی بلکہ دہنپت سنگہ کے تحصیلداران نے بعض
ریتیان دو مواضعات مذکور سے لگان مابین اگہن ۱۲۹۹ و اگہن ۱۳۰۰ ملکی کے وصول
کیا تھا ۔ وہ لگان جو واقعی طور پر وصول کیا گیا ہے قلیل معلوم ہوتا ہے لیکن تاہم یہہ کہنا
ہے کہ کوئی تحت دست اندازی دہنپت کیطرف سے استعمال قبضہ چترپت مین کیگئی تھی جہانتک
کہ دو مواضعات مذکور کا تعلق ہے ۔ مابعد ہم دیکھتے ہین کہ دہنپت سنگہ نے اپنی خریداری کے
بعد اپنا استحقاق نسبت کل موضع مرزاپور اور دیگر جائداد کے واقع حقیقت پیدا کی نسبت
ظاہر کیا تھا اور اُسنے ملک پیدو مین مہتمم اور بہت سے برقنداز بظاہر اس غرض سے مقرر کئے تھے کہ

سنہ [illegible]
پیت سنگھ
بنام
محمد کاظم اصفہانی

جائیداد کے رعیتان کو معزول کردین اور انکو اس امر پر مجبور کرین کہ وہ لگان اُسے ادا کرین جسکا تذکرہ تھا کہ چند مقدمات فوجداری دائر کئے گئے گو بلا شبہ اور پر کوئی شہادت کسی ایسے مقدمہ کی جو زر لگان کے متعلق موجود نہیں ہے ممکن ہے کہ چیت سنگھ کو کوئی بے دخل یا بقبضہ کسی جائیداد کی نسبت حاصل ہو جسکے کہ وہ قبضہ باضابطہ طور پر مجسٹریٹ کیطرف سے ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو بحال کیا گیا تھا۔ لیکن اس امر کے متعلق کوئی صریح شہادت موجود نہیں اور ہم دیکھتے ہین کہ چیت سنگھ نے جرح مین یہ بیان کیا تھا کہ اُس کے قبضہ مین کل جائیداد ہائے ہین ٭

ان واقعات پر دو سوالات پیدا ہوتے ہین (۱) آیا مالک اراضی کے فعل سے مزارعان بیدخل ہو گئے تھے تاکہ وہ لگان جو بصورت دیگر مالک اراضی کو واجب الادا ہوتا ایسی بیدخلی کے ایام مین ملتوی کیا جائے (۲) آیا لگان واجب الادا از الاصل مزارع پر تقسیم کیا جا سکتا ہے اور مناسب لگان مالک اراضی کو اُس جزو جائیداد کی نسبت دلایا جا سکتا ہے جسکی نسبت اسکی طرف سے کوئی عمل اندازی ثابت نہیں کیگئی ٭

مقدمہ اپتون بنام ٹونزنڈ (۱) مین جرویس صاحب چیف جسٹس نے بحوالہ اس سوال کے کہ بیدخلی کیا شئے ہے حسب ذیل رائے ظاہر کی تھی :-

"زمانہ حال مین درست طور پر یہ بیان کرنا نہایت مشکل ہے کہ بیدخلی کیا شئے ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ لفظ مذکور سے وہ مراد ظاہر کیگئی ہے جو اولاً اسکی مراد ظاہر کیگئی تھی مطابق عبارت مذکورہ کے فریق بیدخل شدہ کی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ وہ خارج کیا گیا ہے۔ لفظ 'بیدخلی' جسکا ماخذ لفظ اوشیر لاطینی زبان مین ہے اُس سے مراد بیدخل کرنا بذریعہ جوڈیشل طریق کے ہے۔ اولاً لفظ مذکور اس طرح پر استعمال کیا جاتا تھا کہ اُس سے مراد خارج کرنا بذریعہ بیان کرنے اپنے مافوق استحقاق کے ہے اور نیز بذریعہ اطلاق قانونی کے۔ لیکن اُس قسم کی بیدخلی التوائے لگان کے لئے ضروری نہیں ہے لیکن اب یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر مزارعہ کسی جزو جائیداد کا استعمال مالک اراضی کے فعل سے زائل کر دے تو لگان اُس وجہ سے ملتوی کیا جاتا ہے۔ لفظ 'بیدخلی' اب مشہور طور پر ہر ایک قسم کے اخراج سے استعمال کیا جاتا ہے۔ پس اب پہلے خیال بیدخلی سے سبکدوشی حاصل کرکے میری رائے مین اب اُس سے یہ مراد لیجا سکتی ہے کہ وہ محض مداخلت بیجا نہیں ہے بلکہ کوئی شئے جو بصفت تمرد و

(۱) کامن بنچ رپورٹس جلد ۱۷ صفحہ ۳۰ (۶۴)

بے خلل قبضہ اور مناسب اور قانونی وسایل وصولی لگان ہائے مین بلاواسطہ طور پر خلل اندازی نہیں کیگئی ہے +

امر مید خلی و تقسیم لگان کی نسبت گبرٹ صاحب نے اپنی متعلق لگان ہائے کے صفحہ ۱۰۸ پر جسب ذیل بیان کیا ہے:-
وہ لیکن اگر پٹہ دہندہ ایک جز و اراضی کا پٹہ حاصل کرے یا ناجائز طور پر ایک جزو کا قبضہ حاصل کرے تو اس
امر کے متعلق بہت سی آرائیں موجود ہین کہ آیا کل لگان دوران اجارہ پٹہ مذکور مین ملتوی کیا جانا چاہئے
بعض نے یہہ قرار دیا ہے کہ کسی صورت مین کوئی تعـ | لگان نکیجائیگی بلکہ کل لگان ملتوی کیا جانا چاہئے اس
حصہ مین یہہ قیاس کرتا ہوں کہ چونکہ ہوئے پٹہ کے | ہر ایک جز و اراضی مساوی طور پر کل لگان کی ادائیگی
کا ذمہ وار تہا اسلئے پٹہ دہندہ خود اپنے فعل سے کسی جز وکو ادائیگی مذکور سے دوران معاہدہ مذکور مین
سبکدوش نہیں کر سکتا یہہ بلاشبہ طور پر ایک بہتر وجہ اس امر کی ہو سکتی ہے کہ کیوں کل تعمیل لگان ملتوی
کیجانی چاہئے اگر مالک اراضی اپنے مزارعہ یا پٹہ دار کو کسی جز و اراضی سے بیدخل کرے - کیونکہ یہہ ایک
ناجائز فعل ہے جسکی نسبت مزارعہ نے رضامندی ظاہر نہیں کی - اور اگر اُسکے باعث کل لگان
ملتوی نکیا جائے جب تک کہ وہ زمین کو واپس نکرے تو یہہ امر مالک اراضی یا پٹہ دہندہ کے اختیار
مین نہوگا کہ کسی جز و اراضی کو خود اپنے انتظام یا معاہدہ کے خلاف منشا واپس حاصل کرے - اور
اسطرحپر ایسے جز و کو حاصل کرکے جو مزارعہ کے لئے زیادہ تر مفید رہے باقی اراضی کو در اصل بے فایدہ
بنا دے یا اُسے اس امر کی تکلیف دے کہ وہ قانونی چارہ جوئی کا خرچ برداشت کرکے جز و مذکور
کا قبضہ پہر حاصل کرے حالانکہ اس وقت اُسکے رفع کرنے کے لئے اور اس غرض سے کہ
کسی شخص کو اپنے مزارعہ کے قبضہ مین خلل اندازی کرنے کی مبادرت نہو در صورتیکہ بموجب منشا
فیوڈل لا کے اُسے چاہئے کہ اُسکی محفوظیت کرے یہہ ریزولیوشن ہائے صادر ہوئے ہین
اور اب قانون اسطرحپر ہے کہ ایسی تکالیف دہ امر کے باعث کل لگان ملتوی کیا جاتا ہے اور
پٹہ دار یا مزارعہ اُسکی کسی جز و کی ادائیگی سے سبکدوش کیا گیا ہے جب تک کہ اُسے
کل اراضی کا قبضہ عطا نکیا جائے ۔ +

مقدمہ ذیل بنام میکنزی (۱) مین جہانکہ ایک پٹہ دار نے جسکو ایکسو ایکڑ اراضی کا پٹہ دیا گیا تہا
اپنے اندراج پر یہہ معلوم کیا کہ آٹھ ایکڑ اراضی کسی اور فریق کے قبضہ مین بموجب ایک پٹہ ماقبل
منجانب مالک اراضی کے ہے اور اس طرحپر وہ اُس سے غیر قابض رکہا گیا تہا اور جہان باوجود
اس امر کے مالک اراضی نے پٹہ دار کے اسباب کو کل لگان واجب الادا بمقابلہ پٹہ کی

(۱) سمتہ لیڈنگ کیسز رپورٹ جلد اول صفحہ ۲۰۲ (۷۶۳)

... سنگھ
بنام
محمد غلام سبحانی

۱۸۹۶ء
رمپت سنگھ
بنام
محمد کاظم حسین

نسبت فرق کرایا تہا پٹہ دار نے ایسی فرقی کے لئے ہرجانہ کا دعوے کیا - لارڈ ہمان صاحب چیف جسٹس نے فیصلۂ عدالت صادر کرتے وقت منجملہ دیگر امور کے بحوالہ سوال تقسیم لگان کے حسب ذیل رائے ظاہر کی تہی :-
"مقدمہ حال مین جو ایک مقدمہ انتقال بذریعہ دستاویز نہیں ہے لگان کل اراضی کی نسبت محفوظ کیا گیا ہے اور چونکہ مدعی نے ایک جزو اراضی زیر پٹہ سے (جو کم و بیش ہو سکتا ہے جہانتک کہ مالک کا تعلق ہے) کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا اور اُسنے اُسے استعمال نہیں کیا اور وہ کسی امر مانع تقریر مخالفت کا پابند نہیں ہے - اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ فرقی جو مدعا علیہ نے کی ہے درست نہیں خواہ کل لگان محفوظ شدہ کی نسبت یا اُسکے کسی جزو کی نسبت ہو"

مقدمہ گوپانند جہا بنام لالہ گوبند پرشاد (۱) مین جہانکہ وہ مزارعہ جسپر لگان کا دعوے کیا گیا تہا کہ جائداد زیر پٹہ سے بیدخل کیا گیا تہا یہ ایک صاحب چیف جسٹس نے فیصلۂ عدالت صادر کرتے وقت اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی ہے "مطابق قانون انگلستان کے یہ اگر مزارعہ اراضیات زیر پٹہ سے بیدخل کیا جائے تو پٹہ اِلادائگی لگان سے تاریخ مذکور بیدخلی مذکور سے سبکدوش ہو جاتا ہے - اور اگر وہ ایک جزو سے بیدخل کیا جائے تو لگان اراضی بیدخل کردہ کے مطابق کم کیا جاتا ہے اور بکین صاحب کے خلاصۂ کتاب عنوان لگان درم مین یہہ درج ہے کہ جہانکہ ایک پٹہ دہندہ جزو اراضی پر جبراً قبضہ کرلے تو اس امر کے متعلق مختلف آرائے ہین کہ آیا کل لگان ایسی بیدخلی کے دوران مین ملتوی کیا جانا چاہئے اور یہہ بہتر رائے اور مسلّمہ قانون حال معلوم ہوتا ہے کہ مزارعہ کل لگان کی ادائگی سے سبکدوش کیا گیا ہے جبتک کہ اُسے کل اراضی کا قبضہ عطا کیا جائے اور کہ کسی شخص کو یہہ دلیری نہیں دیجاسکتی کہ اپنے فریق کے قبضہ مین خلل اندازی کرے جبکہ بر بنائے منشاء قانون کے اُسکو محفوظ کرنا چاہئے" اور قرار یہہ دیا گیا ہے کہ جب ایک پٹہ دار بذریعہ ایسے استحقاق کے بیدخل کیا گیا ہو جو اُسکے پٹہ دہندہ سے فوقیت رکہتا ہو تو اُس نالش مین تقسیم لگان عملمین آئیگی جو لگان کے واسطے دائر کیگئی ہے میری رائے مین بار ثبوت اس امر کا بذمہ پٹہ دہندہ ہے جو تقسیم کا دعوے کرتا ہے کہ اُن اراضیات کا شرح کیا ہے جنمین سے مزارعہ بیدخل نہیں کیا گیا "

وہ اصولہائے جو مقدمات مذکور سے اخذ کئے جانے چاہئیں یہہ ہین اولاً جہانکہ مالک اراضی کا فعل

(۱) دیکہو ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۹

سنہ ۱۸۹۶ء
سکریٹری آف اسٹیٹ
بنام
دیپ چند پودار وغیرہ

اسوجہ سے رکھا گیا تھا کہ وہاں پہنچنے پر وہ پھٹا ہوا معلوم ہوا تھا۔ اور کہ جب وہ کھانا کے گودام میں تھا تو اُسکا کچھ اسباب چورا لیگیا تھا۔ اور کہ بعض چرائے ہوئے کپڑے پکڑے گئے تھے۔ اور کہ وہ بورہ نواکھالی میں مدعیان کے حوالہ کئے جانے کیواسطے ارسال کیا گیا تھا۔ متدعویہ قیمت اسباب کی نسبت بہت تنازعہ کیا گیا تھا۔ فلوٹلا کمپنی نے کل ذمہ داری سے انکار کیا۔ کیونکہ وہ اُسی حیثیت میں اسباب کو حوالہ کرنیکے لئے تیار تھی جس حیثیت میں کہ وہ اُنکے سپرد کیا گیا تھا۔ منصف نے ایک ڈگری مدعیان کے حق میں بابت قیمت اسباب متدعویہ کے صادر کی۔ سکریٹری آف اسٹیٹ نے صاحب جج نواکھالی کے پاس اپیل کیا جس نے اپیل کو خارج کیا۔

سینیر گورنمنٹ پلیڈر (بابو ہیم چندر بینرجی) و بابو رام چرن مترمنجانب اپیلانٹ -

ڈاکٹر راش بہاری گھوش و بابو لال بہاری مترمنجانب ریسپانڈنٹان -

تجویز عدالت (بینرجی صاحب جسٹس و رمپینی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

اپیل ہذا اُسی نالش سے پیدا ہوتا ہے جو مدعیان نے بخلاف سکریٹری آف اسٹیٹ ہند اور بنگال فلوٹلا کمپنی کے واسطے معاوضہ نقصان اُس اسباب کے دائر کی تھی جو ایسٹرن بنگال اسٹیٹ ریلوے کو اور فلوٹلا کمپنی کو لیجانے کیواسطے حوالہ کیا گیا تھا۔ مدعیان بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے نوٹس طالبہ قبل از رجوع نالش کے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ اور کلکٹر ضلع کو بھیجا تھا۔ جوابدعوی میں ذمہ داری سے اسوجہ پر انکار کیا گیا تھا کہ مدعاعلیہم کیطرف سے کوئی غفلت نہیں کیگئی۔ ایک اور عذر جو جوابدعوی تحریری میں نہیں کیا گیا تھا سکریٹری آف اسٹیٹ کیطرف سے بوقت بحث کے اُٹھایا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ دعوی معاوضہ زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ ریلوے ہند (۹ سنہ ۱۸۹۰ء) بباعث عدم ترسیل نوٹس بنام منتظمان ریلوے کے چل نہیں سکتا۔

عدالت اول نے عذر مذکور کو نامنظور کیا اور اُسنے واقعات پر بحق مدعیان فیصلہ دیا۔ اور ایک ڈگری اُنکے حق میں صادر کی اور ڈگری مذکور برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بحال رکھی ہے۔ برطبق اپیل دوم سکریٹری آف اسٹیٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے اولاً کہ عدالت اپیل تحتانی نے اس امر کے قرار دینے میں غلطی کی ہے کہ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بطور ایجنٹ مینیجر کے متصور کیا جانا چاہئے اور کہ اُسکو نوٹس کا دیا جانا ایک کافی تعمیل احکام دفعہ ۷۷ ایکٹ ریلوے کی ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ

سکریٹری آف اسٹیٹ بنام دیپ چند پودار وغیرہ

عدالت اپیل ماتحت نے ایک ڈگری رقم متدعویہ کی بحق مدعیان صادر کرنے میں غلطی کی ہے درحالیکہ کسی شہادت سے یہ ثابت نہوتا تھا کہ اسباب نقصان رسیدہ کی وہی قیمت تھی۔

امر دوم کی نسبت صرف یہ کہنا ضروری ہے کہ مدعیان کے ایجنٹ کی شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رقم متدعویہ درست قیمت اسباب کی ہے اور شہادت مذکور کو عدالت اپیل ماتحت نے کافی سمجھا ہے اسلئے اپیلانٹ کا عذر دوم ناکامیاب رہنا چاہئے۔

مگر عذر اول جسکی استدعا اپیلانٹ کیطرف سے کیگئی ہے ہماری رائے میں درست ہے دفعہ ۷۷ ایکٹ ریلوے ہند کے رو سے یہ ضروری ہے کہ ایسی صورت میں ایک نوٹس نسبت دعوی کے منتظمان ریلوے کو حوالگی اسباب کی تاریخ سے عرصہ چھ ماہ کے اندر دیا جانا چاہئے اور ایکٹ مذکور کی دفعہ ۳ میں "ریلوے منتظمان" کی تعریف بصورت سٹیٹ ریلوے کے یہ بیان کیگئی ہے کہ اس سے مراد مہتمم ہے اور اسمیں گورنمنٹ شامل نہیں۔ اس نوٹس کی تعمیل جو گورنمنٹ کو دیا گیا تھا جو حوالگی اسباب کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر کیگئی تھی وہ ایکٹ مذکور کی بناء پر ہرگز نہ تھی بلکہ بنام ٹریفک سپرنٹنڈنٹ تھا اور گو کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ نوٹس ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے نام بھیجا گیا تھا یا مہتمم کو تاریخ حوالگی اسباب سے عرصہ چھ ماہ کے اندر ملا تھا۔ عدالت اپیل ماتحت نے نوٹس مذکور کو کافی سمجھا ہے کیونکہ اسکی یہ رائے ہے کہ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ایسے امور میں مہتمم کا ایجنٹ متصور کیا جانا چاہئے ہماری رائے میں عدالت ماتحت نے اس رائے کے اختیار کرنے میں قانونی غلطی کی ہے۔

ذی علم وکیل رسپانڈنٹان نے بتائید ڈگری عدالت ماتحت یہ بحث کی ہے کہ گو وہ نوٹس جسکی تعمیل صورت حال میں کیگئی تھی بروئے قانون کے کافی ثابت نہیں ہوسکتا تاہم مدعیان پر کسی تعمیل نوٹس کا ثابت کرنا ضروری نہ تھا کیونکہ عدم ترسیل نوٹس کا عذر جوابدعوی میں اٹھایا نہ گیا تھا اور اس بحث کی تائید میں مقدمہ ڈیلوی بنام داران (۱) و سمتھ بنام برچرڈ (۲) اور چند دیگر مقدمات انگلستان پر انحصار کیا گیا تھا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ بحث مذکور کامیاب نہیں ہوسکتی بلحاظ الفاظ دفعہ ۷۷ ایکٹ ریلوے ہند و احکام دفعہ ۱۴۷ و دفعہ ۱۴۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جنکی رو سے عدالت کو سوا عذرات کے چند دیگر امور سے تنقیحات کے قائم کرنے اور مقدمہ کے کسی مرحلہ میں تنقیحات

(۱) میتھو و دلوبی رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۹۹

(۲) گرنگمش و کلارک رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۴۔

۱۸۹۶ء
سکندر بی بی
بنام
دینبندھو وغیرہ

کی ترمیم کرنیکا اختیار رہگیا ہے۔ عذر بربنائے عدم ترسیل نوٹس کو تحریری جوابدعوی میں اٹھایا نہ گیا تھا
دوران بحث میں کیا گیا تھا اور عذر مذکور سماعت کیا جاکر عدالت ماتحت سے فیصل کیا گیا تھا گو اسکا
فیصلہ غلط طور پر کیا گیا تھا اسلئے وہ اس وجہ سے خارج نہیں کیا جا سکتا کہ وہ خاص طور پر اٹھایا نہیں گیا
لیکن گو ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ عذر بربنائے عدم تعمیل نوٹس بالکل خارج نہیں کیا جا سکتا
تاہم ہماری یہ رائے ہے کہ چونکہ وہ جوابدعوی تحریری میں اٹھایا نہ گیا تھا اور اسکی استدعا صرف دوران
بحث میں کیگئی تھی اسلئے مدعیان مستحق ہیں کہ اسکی تردید کا موقع حاصل کریں۔ ہماری رائے
میں اسکی کافی تردید ہوگی اگر یہ ثابت کیا جائے کہ وہ نوٹس جسکی تعمیل ٹہر لفافہ سپرد ہنڈنٹ پر کیگئی
تھی۔ جسکو تاریخ حوالگی ایام سے چہ ماہ کے اندر پہنچ گیا تھا۔
اسلئے مقدمہ عدالت اول میں واپس جانا چاہئے ۔۔۔ بعد فیصل کرنے امر محولہ بالا کے
کیا جائے۔ ہر دو فریق کو اجازت ہوگی کہ اس امر کے متعلق شہادت پیش کریں۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عاید ہوگا۔
چونکہ اپیل صرف مدعا علیہ نمبر ۲ کی طرف سے ہوا اور وہ وجہ جسپر اپیل کامیاب ہوا ہے صرف مدعا علیہ نمبر ۱
کی ذمہ داری سے متعلق ہے اسلئے ڈگری عدالت ماتحت بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ قایم رہیگی۔
اپیل منظور ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

---

۱۰ دسمبر ۱۸۹۶ء

باجلاس جناب جسٹس بیورلی صاحب و جناب جسٹس امیر علی صاحب

بانو تواری (مدعا علیہ) بنام دونا تواری وغیرہ (مدعیان)[*]

ایکٹ میعاد (۱۵ بابت ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ دفعات ۶۲ و ۱۲۷۔ تقسیم خاندانی مشترکہ اہل ہنود۔ نالش واسطے
حصہ جائداد مشترکہ کے۔

اراکین خاندان مشترکہ تابع بنارس سکول دہرم شاستر ۱۸۸۸ء میں تقسیم ہوگئے تہے مگر غیر وصول شدہ قرضہ
خاندان غیر منقسم چھوڑا گیا تھا۔ قرضجات مذکور بعد میں بعض اراکین خاندان منقسم نے وصول کئے تھے۔
اس نالش میں جو دیگر اراکین نے ۱۸۹۳ء میں واسطے دلا پانے (منجملہ دیگر امور کے) اپنے حصہ
قرضجات وصول شدہ کے دائر کی تھی۔

---

[*] اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۲۶۲ ۱۸۹۴ء بناراضی ڈگری بابو ابناشی چندر مِتر سابارڈینیٹ جج ترہٹ
مصدرہ ۲۱ جون ۱۸۹۴ء۔

۱۹۱۹ء
... تواری
بنام
دوناتیواری

نتیجہ نہیں ہوئی کہ خود مدعیان صرف مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲- ایکٹ میعاد ہند (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کی ذیل میں آسکتا ہے اور دعوی نسبت ان قرضجات کے جو زائد از عرصہ تین سال قبل از رجوع نالش کے وصول کیا گیا تھا زائد المیعاد تھا۔ مد ۱۲۷ ضمیمہ مذکور ایسی صورت سے متعلق نہیں ہوسکتی مقدمہ ٹھاکر پرشاد بنام پرتاب (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کامل طور پر تجویز ہائیکورٹ میں بیان کئے گئے ہیں۔ رپورٹ ہذا صرف ایک جزو دعوی سے متعلق ہے یعنی ان قرضجات سے جو رقوم نمبری ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ مندرجہ فہرست نمبر ۴ عرضیدعوی سے داخل کردہ نالش بابت تھی۔ سب آرڈینیٹ جج نے قرار دیا ہے کہ مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲- ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مقدمہ پر حاوی ہے اور مدعیان کا دعوی نسبت انکے حصہ رقوم مذکور کے زائد المیعاد نہ تھا۔

مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

مسٹر سی گریگوری و بابو دوگاموہن داس و بابو جوگندرا چندر گھوس منجانب اپیلانٹ۔

بابو اوماکالی مکرجی منجانب ریسپانڈنٹان۔

مسٹر سی گریگوری:۔ مدعیان تقسیم کو تسلیم کرتے ہیں اسلئے دعوی نسبت رقوم وصول کردہ قبل از تین سال کے بروئے مد ۶۲ کے زائد المیعاد ہے۔ مد ۱۲۷ متعلق نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو ٹھاکر پرشاد بنام پرتاب (۱) اردنا چالا پلائی بنام راما سمیا پلائی (۲)، دبیر علی بنام گد ڈچیہوری (۳) کندن لال بنام بنسی دہر (۴) لطف علیخان بنام افضل النساء بیگم (۵)۔

بابو اوماکالی مکرجی منجانب ریسپانڈنٹان:۔ صرف چند جائداد کی تقسیم کیگئی تھی۔ مقدمہ سے مد ۱۲۷ متعلق ہوگی۔

[امیر علی صاحب جسٹس:۔ آیا مد ۱۲۷ موجودہ خاندان مشترکہ سے متعلق نہیں ہوتی؟] مد مذکور ویسی ہی اس جزو جائداد سے بھی متعلق ہوتی ہے جو غیر منقسمہ چھوڑ گیا ہو۔ ملاحظہ ہو راجچندر نرائن بنام نرائن مہادیب (۶) کوئی تمیز مابین جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے موجود نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا جائداد مشترکہ تھی یا نہیں۔ ملاحظہ ہو راؤجی بنام بالا (۷)۔

مسٹر سی گریگوری نے اسکے جواب میں مقدمات ذیل کا حوالہ دیا۔ امیر رحیم بنام ضیا احمد (۸)

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۴۴۲۔ (۵) بنگال رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰
(۲) " " مدراس جلد ۶ صفحہ ۴۰۲۔ (۶) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶۔
(۳) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۶۵۔ (۷) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۵ (۱۴۳)۔
(۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۷۰۔ (۸) " " الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۲۔

بانو توار بنام و[illegible] تواری

سرداسندری داسی بنام دیا موئی داسی (۱) قانون میعاد مسٹر صاحب طبع سوم صفحہ ۲۰۷ - مقدمہ راجوجی بنام بالا (۲) میں خاندان مشترک تھا - مقدمہ رام چند نرائن بنام نرائن مادہب (۳) میں فیصلہ یہ تھا کہ نالش زائد المیعاد ہے اور اسمیں سوال حال کا کوئی فیصلہ نہ کیا گیا تھا -

تجویز ہائیکورٹ (بورلی صاحب و امیر علی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے :-

ابتدا یہ مقدمہ اس نالش سے پیدا ہوا ہے جو مدعیان نے واقعات ذیل کی موجودگی میں دائر کی تھی - مدعیان اور مدعاعلیہم [illegible] ایک خاندان مشترک اہل ہنود تابع قانون [illegible] کے [illegible] مطابق دعوی مدعیان ایک تقسیم [illegible] [illegible] [illegible] ہوئی تھی اور [illegible] معہ زیورات وغیرہ کے مختلف راکین کے مابین تقسیم کیگئی تھی - لیکن مدعیان نے یہ بیان کیا ہے کہ دو ہاتھی معہ قرضجات واجب الادا [illegible] مشترکہ بربنا تمسکات و ڈگریات کے جو مختلف راکین خاندان کے نام پر تھے اور ایک قطعہ زمین غیر منقسمہ چھوڑی گئی تھی - اصلی مدعاعلیہ بالنالش (مدعاعلیہ نمبر ۱) کا ذمہ تھا کہ اہم خرد زر تمسکات مذکور کو اور ان ڈگریات کو وصول کرے جو اسکے نام پر تھیں لیکن اسمیں سے انکا حصہ ادا کرنیسے اسنے انکار کیا ہے اور اسنے ایک ہاتھی فروخت کرکے اسکی قیمت کو اپنے استعمال میں صرف کر لیا ہے اور وہ دوسرے ہاتھی کا دعوی بطور اپنی ملکیت کے کرتا ہے - انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ انہوں نے بعض قرضجات اپنی طرف سے اور دیگر اشخاص مستحق کیطرف سے وصول کئے تھے اور وہ زر مذکور کو عدالت میں داخل کرنے کو تیار ہیں - اور کہ ایسا ہی مدعاعلیہ نمبر ۱ نے بھی وہ قرضجات وصول کئے ہیں جو اسکے نام پر تھے اور اسنے زر مذکور اشخاص مستحق کے مابین تقسیم کردیا ہے - ان بیانات پر مدعی نے اس زمین کی تقسیم کرانیکے لئے جو غیر منقسمہ رکھی گئی تھی اور اس امر کے استقرار کی نالش کی کہ وہ قرضجات جو مدعاعلیہ نمبر ۱ نے وصول کئے ہیں ان سب اشخاص کی ملکیت ہیں جو خاندان مذکور کے رکن تھے اور کہ اسکو اپنے حصہ قیمت ہاتھی کی ڈگری دلائی جاوے جو مدعا تواری نے فروخت کیا تھا - انہوں نے اس امر کے استقرار کی بھی استدعا کی کہ وہ ہاتھی سب فریقین مقدمہ کی ملکیت تھا جو مدعاعلیہ کے قبضہ میں ہے اور کہ اسکے فروخت کئے جانے اور اسکی قیمت کے بحصہ رسد تقسیم کئے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۹۳۰ -

(۲) " " بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۲۵ (۱۴۳) -

(۳) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۶ -

۱۸۹۶ء
بنو تواری
بنام
دونا تواری

جانے کی ہدایت کیجاتی ہے۔ مدعا علیہم نے سوائے بنو تواری اور جھینگا تواری کے مدعیان کے بیانات کی تائید کی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپنی خواہش نسبت اس امر کے ظاہر کی کہ وہ بنو تواری کو اُس وکیلہ حصہ دیگا جو اُسنے وصول کیا تھا۔ اور اُن سب نے یہ استدعا کی کہ انکے حصہ مندرجہ تمسکات و زر ڈگریات کی ڈگری اُنکے حق میں صادر کیجائے۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ بیان کیا کہ خاندان سنہ ۱۲۵۸ف (۱۸۵۰ء) میں منقسم ہوا تھا نہ کہ سنہ ۱۲۹۳ف (۱۸۸۶ء) میں۔ اور کہ کوئی جائداد مشترکہ چھوڑی نہ گئی تھی اور کہ دیگر منجملہ جائداد ہائے مملوکہ خاندان مشترکہ تقسیم کیگئی تہیں اور کہ زر تمسکات و زر ڈگریات جو اُسنے وصول کیا ہے اُسکی کامل ملکیت تہا اور کہ کسی اور شخص کو اُسمیں کوئی حق حاصل تہا۔ اُسنے کسی خاص وقت پر دو ہاتہیوں کے موجود ہونیسے انکار کیا اور اُسنے اُس ہاتہی کا دعوی جو اُسکے قبضہ میں تہا بطور جائداد حاصل کردہ خود کے کیا اور اُسنے یہ عذر کیا کہ جہانتک تمسکات مذکورہ کا تعلق ہے مدعیان کا دعوی زائد المیعاد ہے۔

مدعا علیہ جھینگا نے ایک بالکل مختلف عذر قائم کیا۔ اُسنے بیان کیا کہ خاندان کبھی منقسم نہوا تہا اور اُسنے کل جائداد ہا کی تقسیم کا دعوی کیا۔

ان بیانات امور واقعہ پر چند تنقیحات عدالت ماتحت میں قائم کیگئی تہیں لیکن اُنکا خاص طور پر حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ بطور امر واقعہ کے دوران تجویز میں یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ اراضیات جنکی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ مشترکہ چھوڑی گئی تہیں بعد میں بذریعہ کلکٹر کے یا خانگی طور پر تقسیم کیگئی تہیں اور کہ فریقین اپنے اپنے حصوں پر جداگانہ طور سے قابض تہے۔ چنانچہ سب آرڈینیٹ جج نے مدعیان کے حق میں ایک ڈگری بہ اقرار بعض اراضیات مندرجہ فہرست نمبر ۲ کے عطا کی اور دیگر اراضیات کی نسبت دعوی کو خارج کیا۔ لیکن اُسنے قرار دیا کہ مدعا علیہ کا بیان کہ کامل تقسیم سنہ ۱۲۵۸ف میں عمل میں آئی تہی نا درست تہا۔ اُسنے روئے شہادت کے قرار دیا کہ واقعی طور پر خاندان کی تقسیم سنہ ۱۲۹۳ف میں عمل میں آئی تہی بلکہ کل جائداد اراضی حسب بیان مدعیان تقسیم کیگئی تہی لیکن چونکہ قرضہ واجب الادا بحق خاندان ابہی واجب الوصول نہوا تہا اسلئے وہ وصول ہونے پر تقسیم کیلئے باقی چھوڑا گیا تہا۔ اُسنے یہ بہی قرار دیا کہ موجودہ ہاتہی جائداد مشترکہ ہے چنانچہ اُسنے ایک ڈگری بحق مدعیان نسبت اُنکے حصہ رقوم وصول کردہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے صادر کی اور نیز اس امر کے استقرار کی کہ اُنکو ... ہاتہی کی قیمت میں حاصل ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ء

اس مڈگری کی ناراضی سے تین اپیلیں کئے گئے ہیں یعنے ایک جبینگا نے کیا ہے دوسرا مدعا علیہ نمبر ا
نے اور تیسرا بطور اپیل بالمقابل کے مدعیان نے اُس ہاتھی کی قیمت کی نسبت جو بنو تواری نے فروخت کیا تہا
نیز اُنہوں نے اِس امر کی ہدایت کی استدعا کی ہے کہ موجودہ ہاتھی فروخت کیا جائے اور اُسکا
زرِ ثمن فریقہائے مستحق کے مابین تقسیم کیا جائے۔

جبینگا کے اپیل کی نسبت ہم فوراً یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم سبار دینیٹ جج کے ساتھ اس امر میں بالکل متفق
ہیں کہ کوئی شہادت بتائید اُسکے [illegible] موجود نہیں ہے اور خود اُسکا طرز عمل جو اُسکی تحریر کردہ
دستاویزات سے ظاہر ہوتا ہے اُسکی شہادت کی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ اُسکا اپیل معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

مدعا علیہ نمبر ا کی طرف سے دو عذرات [illegible] اُٹھائے گئے ہیں [illegible] کہ عدالت ماتحت اس امر
کے قرار دینے میں غلطی پر ہے کہ تقسیم سنہ ۱۲۹۲ [illegible] عمل میں آئی تھی نہ کہ سنہ ۱۲۸۵ میں اور دوم کہ عدالت
ماتحت نے اُس عذر میعاد کے [illegible] کی ہے جو مدعا علیہ نے اُٹھایا تہا۔

سوال تقسیم کی نسبت ہماری رائے ہے کہ سبار دینیٹ جج کا نتیجہ درست ہے کہ [illegible] سنہ ۱۲۹۳
میں منقسم ہوا تہا نہ کہ سنہ ۱۲۸۵ میں [illegible] سے کوئی شے بحیثیت اس امر کے باقی نہیں رہتا
کہ اُسکا بیان بنسبت تقسیم کے [illegible] غلط ہے۔ اُسنے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ سنہ ۱۲۸۵
کے بعد بہت سی جائداد اُسکے باپ کے نام سے خریدی گئی ہیں جو مابین مختلف شرکاء کے تقسیم کی گئی تہیں
اُسنے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حصص مذکورہ بیش قیمتی تھے جنکی مالیت بارہ یا تیرہ ہزار تھی اور اس بیان
کی تشریح اُسنے صرف یہ کی ہے کہ اُسنے محبت سے دیگر فریقہائے کو حصہ دیا تہا۔ ہم سبار دینیٹ جج کے
ساتھ اس امر کے قرار دینے میں اتفاق کرتے ہیں کہ وہ تشریح جو مدعا علیہ نے کی ہے غلط ہے اور صرف
ایک ہی وجہ جس پر اُسکے دعوے کی تشریح کیجا سکتی ہے یہ ہے کہ وہ اشخاص جنکو حصص مذکور دئے گئے تھے
اُنکے مستحق تھے اور کہ کوئی تقسیم سنہ ۱۲۸۵ میں نہیں ہوئی تھی جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہے۔ ہماری رائے میں ان دیگر
واقعات سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے جسکا کہ حوالہ سبار دینیٹ جج نے دیا ہے۔

مسٹر گریگوری نے دو دستاویزات پر بغرض ثبوت تقسیم سنہ ۱۲۸۵ کے انحصار کیا۔
نسبت اُس مختارنامہ کے جو اراکین خاندان نے بحق پدر مدعا علیہ کے تحریر کیا تہا یہ امر صحیح

ایسے واقعات کی موجودگی میں ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مد ۱۲ متعلق ہوتی ہے وہ شخص یا اشخاص کہ جنکو کہ نام قرضجات تھے دیگر منقسمہ اراکین کے امناء نہیں ہوسکتے۔ اگر وہ قرضجات کو وصول کرکے دیگر اراکین کو حصہ نہیں تو ان اشخاص کا دعوی جو اسطرح اپنے حصۂ زر مذکور سے محروم کیئے گئے ہوں حرف زیر مد ۶۲ ایکٹ میعاد آسکتا ہے۔ مد مذکور حسب ذیل حکم ہے: "بابت نالش زر نقد میں جو مدعاعلیہ کیطرف سے بحق مدعی واجب الادا ہو اور جو مدعاعلیہ نے مدعی کے استفادہ کے لئے حاصل کیا ہو عرصۂ میعاد "تین سال" ہوگا، اسوقت سے جبکہ زر مذکور وصول کیا جائے" مدعاعلیہ بحیثیت بیگر شرکا کے محض بطور انکے ایجنٹ کے رقم مذکور کے وصول کرنے میں عمل کرتا تھا۔ اسلئے ہماری رائے میں مقدمہ ہذا تین سالہ میعاد کے تابع ہے اور کہ دعوے مدعیان جہانتک کہ اسکا تعلق رقوم مد ۱ و مد ۲ و مد ۳ و مد ۴ و مد ۶ کے ساتھ ہے زائد المیعاد ہے کیونکہ رقوم مذکور تاریخ ارجاع نالش سے زائد از عرصۂ تین سال پیشتر وصول کیگئی تھیں۔

نسبت اپیل بالمقابل مدعیان کے ہماری رائے میں یہ امر صریح طور پر ثابت شدہ ہے کہ ایک اور ہاتھی بھی تھا جو خاندان مشترکہ کی ملکیت تھا جو مدعاعلیہ نے کسی وقت سمت ۱۲۹۹ (سنہ ۱۸۹۲ء) میں فروخت کیا تھا۔ اور اسکی قیمت وہ تھی جو مدعیان نے اپنی شہادت میں بیان کی ہے۔ وہ وجہ جو سبارڈینیٹ جج نے اس جزو شہادت مدعیان کو غیر معتبر سمجھنے کی نسبت بیان کی ہے ہماری رائے میں کافی نہیں۔ پس بہر حال ہم قرار دیتے ہیں کہ مدعیان اپنے ⅖ حصہ رقم ... معہ ... قیمت فیل فروخت کردۂ مدعاعلیہا کے استقرار کے مستحق ہیں۔ نیز وہ اس حکم کے مستحق ہیں کہ موجودہ ہاتھی زیر ہدایت عدالت فروخت کیا جاوے اور اسکا زر ثمن اشخاص مستحق کے مابین تقسیم کیا جانا چاہیئے۔

تعدد نالشات کے روکنے کے واسطے اور بلحوظی بیانات مندرجۂ عرضی دعوی و جواب دعوی تحریری کے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری نالش ہذا میں ایسا ہی استقرار بحق مدعاعلیہم باستثنائے جبینگا کے درج ہونا چاہیئے جسکی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنا حصہ رقوم مذکور مدعاعلیہا سے حاصل کرلیا ہے اسمیں شک نہیں کہ مدعاعلیہم مذکور کی نسبت بھو تواری اس امر کا مستحق ہوگا کہ اپنے حصہ کو ان تمام رقوم میں سے مجرا لے جو انمیں سے کسی نے جملہ اراکین خاندان کیطرف سے وصول کی ہیں۔

سنہ ۱۸۹۰

سرکار معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جگلندرا ناتھ
مکرجی

فیصلہ کیا گیا جبکہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ملیا سنگ دہ) ملکہ معظمہ بنام ...(۳) معافی بدو اکشت پرشاد کا حوالہ دیا گیا وہ
استصواب بنا بر دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری واقعات ذیل پر کیا گیا ہے - ایک استغاثہ خیانت مجرمانہ
پولیس کے پاس تحقیقات کیواسطے ارسال کیا گیا تھا اور مستغیث اس امر کا خواہاں تھا کہ ایک عورت منو مہنی کا بیان
بطور گواہ کے لے پولیس اُسکو حاضر کرنیکے ناقابل تھی اور اُسنے مجسٹریٹ ضلع کو ایک وارنٹ کے جاری کرنیکی
تحریک اس غرض سے کی کہ وہ گرفتار کیجاکر پولیس کی تحقیقات کے وقت حاضر کیجائے - وارنٹ مذکور حامل
کرنیکے پولیس نے ایک عورت اگھوری منی کے گرفتار کرنیکی کوشش بجائے منو مہنی کے کی اور اس
کوشش میں کہ انہیں اُنپر پانچ اشخاص نے حملہ کیا جنپر بعد ہیں ڈپٹی مجسٹریٹ وڑ ہوانے زیر دفعہ ۱۴۳ و
۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند تجویز جرم کر کے ہر ایک کو مبلغ عہ جرمانہ ادا کرنیکا حکم دیا یا بصورت عدم
ادائگی جرمانہ کے ایک ماہ کی قید سخت کا ۔

بابو ہرا پرشاد چٹرجی (بمعیت بابو دیندرا چندر ملک) منجانب ملزم :- مجموعہ ضابطہ فوجداری مین
کوئی ایسا حکم موجود نہیں ہے جسکے رو سے ایک مجسٹریٹ کو اس امر کا اختیار دیا گیا ہو کہ ایک وارنٹ
واسطے گرفتار کرنے اور حاضر لانے ایک شخص کے اُس تحقیقات میں جاری کرے جو پولیس افسر کے
روبرو کیجاتی ہو - ایک مجسٹریٹ ایک وارنٹ صرف نسبت گرفتار کرنے اور حاضر لانے ایک شخص کے
بغرض ادائے شہادت روبرو ایک عدالت انصاف کے صادر کرسکتا ہے ملاحظہ ہو دفعات ۷۶ و ۹۰
و ۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری) - اسمین شک نہین کہ پولیس کو زیر دفعہ ۱۶۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری
اختیار ہے کہ اپنے روبرو حاضر ہونیکے واسطے جبکہ تحقیقات پولیس زیر باب ۱۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کیجاتی ہو ایسے شخص کو طلب کرے جسے اُن واقعات مقدمہ کا علم ہو جنکی کہ نسبت وہ تحقیقات
کر رہے ہیں لیکن وہ ایک گواہ کو اپنے روبرو جبراً حاضر نہیں کرسکتے ملاحظہ ہو ملکہ بنام بہاری سنگہ
(۵) واسطے عدم تعمیل حکم حاضری روبروئے پولیس کے اُس شخص پر جو طلب کیا گیا ہو صرف
زیر دفعہ ۱۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند استغاثہ کیا جاسکتا ہے ۔

چونکہ وارنٹ کا جاری کیا جانا خلاف قانون و خلاف اختیار تھا اسلئے ملزمان پر کوئی تجویز جرم

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۵۸ (۵) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۷ صفحہ ۳
(۲) " " " " ۱۳ " ۱۹۸
(۳) " " کلکتہ " ۲۲ " ۲۸۶
(۴) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۴۷

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
جوگندرا ناتھ ہرجی

نہ تو زیر دفعہ ۴۳۲ اور نہ زیر دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو معاملہ رگھاجی (۱) ملکہ معظمہ بنام تلسی رام (۲) بیلا سنگھ بنام ملکہ معظمہ (۳) معاملہ بردا کنٹ پرامنک (۴) کوڈ بنام کیب (۵)
چونکہ اجراء وارنٹ خلاف قانون ہے اسلئے یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ افسران پولیس اپنے فرائض منصبی کی تعمیل کر رہے تھے اور اگر اپنی کوشش مین جو وہ ایک خلاف قانون وارنٹ کی تعمیل کرنیکے لئے کر رہے تھے عہدہ داران پولیس پر حملہ کیا گیا تہا تو ملزمان جرم زیر دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے مجرم قرار نہیں دئیے جا سکتے۔ صورت حال مین عہدہ داران پولیس صرف اپنے فرائض منصبی کی تعمیل ہی نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے ایک غلط شخص ہچرست ورانی کی اہتمال جسکے باعث جیسا کہ مجسٹریٹ نے قرار دیا ہے ملزمان مین سے کسی نے پولیس پر حملہ کیا تہا +

دفعہ ۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند جسکا کہ حوالہ مجسٹریٹ نے اپنی تشریح مین دیا ہے اُس صورت سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی جہانکہ عہدہ دار سرکاری کا منشا بہ تعمیل ایک وارنٹ یا کسی اور اختیار کے عمل کرنے کا ہو جسکا کہ جاری ہونا خلاف قانون اور خلاف اختیار ہو۔ یہہ سوال کہ آیا عہدہ داران پولیس کا فعل نیک نیتی سے تہا یا نہیں اب پیدا نہیں ہوتا اور عدالت کے سامنے موجود نہیں ہے ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام تلسی رام (۲) +

سرکار کیطرف سے کوئی حاضر نہوا +

ہائیکورٹ ۔ گھوس صاحب و گارڈن صاحب جسٹسان نے تجویز ذیل صادر کی :-

مقدمہ ہذا ہمارے روبرو بذریعہ ایک استصواب منجانب سشن جج ہوگلی زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے آیا ہے اور ہمنے اس ذی علم وکیل کی بحث کو سماعت کیا ہے جو تائید استصواب مذکور پیش ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص دیندرا ناتھ بیٹا چارجی نے ایک استغاثہ خیانت مجرمانہ زیر دفعہ ۴۰۶ مجموعہ تعزیرات چند اشخاص کے برخلاف دائر کیا تہا اور استغاثہ مذکور کو مجسٹریٹ ضلع نے پولیس مین تحقیقات کیواسطے ارسال کیا تہا۔ ایک از گواہان جسکو مستغیث پولیس کے روبرو شہادت دینے کیواسطے تائید اپنے استغاثہ کے طلب کرانا چاہتا تہا ایک عورت مسماۃ منمونی دیوی تہی اور اُس سب انسپکٹر پولیس نے جو تحقیقات کر رہا تہا ایک حکم تحریری کے ذریعہ سے اُسے اپنے روبرو حاضر ہونے کے لئے طلب کیا تاکہ اُسکا بیان بطور گواہ کے لیا جائے مگر وہ بہ تعمیل حکم مذکور کے حاضر ہونے سے

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۵۸ (۴) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۴
(۲) " " " ۱۳ " ۱۶۸ (۵) لا رپورٹس جنرلی سیشن مینیل لکیسز جلد ۵ صفحہ ۱۰۱
(۳) " " کلکتہ " ۲۲ " ۲۸۹

۱۸۹۵
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جوگندر ناتھ مکرجی

قاصر رہی چنانچہ سب انسپکٹر نے اس معاملہ کی اطلاع مجسٹریٹ ضلع کو دی جسنے بالآخر ایک وارنٹ واسطے اسکے گرفتار کرنے اور سب انسپکٹر پولیس کے روبرو بطور گواہ حاضر لائے جانے کے واسطے جاری کیا سب انسپکٹر مذکور اور ایک ہیڈ کانسٹیبل اور چند کانسٹیبل وارنٹ مذکور کو لیکر اسکی تعمیل کے واسطے اس عورت کی جائے رہائش کی طرف گئے اور وہان انہوں نے ایک عورت الگومنی کو بجائے منموہنی کے پکڑ لیا اور انکی مزاحمت کیگئی اور ان مین سے کسی پر چند اشخاص نے حملہ کیا چنانچہ اشخاص مذکور پر جو تعداد مین پانچ تھے جرائم زیر دفعات ۱۴۳ و ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند کا الزام لگایا گیا اور انپر ڈپٹی مجسٹریٹ ہاوڑہ نے جرائم مذکور کی تجویز کرکے انمین سے ہر ایک کو مبلغ ۵۰ جرمانہ ادا کرنیکا حکم دیا اور بصورت عدم ادائگی جرمانہ کے ایک ماہ کی قید سخت برداشت کرنے کا ✦

فاضل سشن جج کی یہ رائے ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کو قانوناً کوئی اختیار نسبت اجرا وارنٹ گرفتاری بخلاف منموہنی کے اس غرض سے حاصل نہا کہ وہ تحقیقات کنندہ پولیس افسر کے روبرو بطور گواہ کے حاضر لائی جائے اور اسلئے پانچوں ملزمان کی تجویز جرم زیر دفعات ۱۴۳ و ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات الہند قانوناً ناقص ہے اور اس رائے کی تائید مین اسنے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا ہے: بمعاملہ رکھماجی (۱) ملکہ معظمہ بنام تلسی رام (۲) لیلا سنگہ بنام ملکہ معظمہ (۳) اور ذی علم وکیل نے ہماری توجہ ایک اور مقدمہ کی طرف راغب کی ہے جو متعلق ہے ملاحظہ ہو معاملہ بردا کنٹھ پرامنک (۴) ہمنے الفاظ استصواب ہذا پر غور کیا ہے اور نیز مجسٹریٹ ضلع کی تشریح اور سندات محولہ اور بحث ذی علم وکیل بتائید استصواب ہذا پر اور ہماری یہ رائے ہے کہ صاحب جج نے مقدمہ ہذا مین درست تعبیر قانون کی اختیار کی ہے ہم مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی ایسا حکم معلوم نہیں کرسکتے جسکے رو سے ایسے وارنٹ گرفتاری کے جاری کرنیکا اختیار دیا گیا ہو جیسا کہ مجسٹریٹ ضلع نے بصورت حال مین جاری کیا ہے اگر دفعات ۷۶ و ۱۰۰ مجموعہ مذکور کو ملاکر پڑہا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک وارنٹ گرفتاری کے جاری کرنیکا مجاز صرف اس صورت مین ہے جبکہ ایک شخص کا خود اسکی عدالت مین حاضر کرنا ضروری ہو نہ کہ عدالت عہدہ دار پولیس مین ✦

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۵۸
(۲) ″ ″ ″ ۱۳ ″ ۱۶۸
(۳) ″ ″ کلکتہ ″ ۲۲ ″ ۲۸۶
(۴) کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱ صفحہ ۴۴

کلاسکر قیصر ہند بنام جگمندر ناتھ ٹمرجی

اسمین شک نہیں جیسا کہ مجسٹریٹ ضلع نے ظاہر کیا ہے کہ دفعہ ۹۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رو سے اُسے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک وارنٹ کسی ایسے مقدمہ مین جاری کرے جسمین وہ سمن جاری کرنیکا مجاز ہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مجموعہ مذکور مین کوئی حکم نسبت اجراء سمن منجانب مجسٹریٹ کے نہیں ہے جسکے رو سے ایک شخص کو عہدہ دار پولیس کے سپرد طلب کیا جائے۔ تحقیقات صورت حال مین پولیس کے زیر باب ۱۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیجاتی تھی چنانچہ سب انسپکٹر کو زیر دفعہ ۱۶۰ ایسا اختیار حاصل تھا کہ بذریعہ حکم تحریری کے مخوجی کو اپنے روبرو طلب کرنا اور جب وہ حکم مذکور کی تعمیل نکرتی تو اُسپر عدم تعمیل حکم کا استغاثہ زیر دفعہ ۱۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند کیا جاتا لیکن ہماری رائے مین کوئی وارنٹ گرفتاری ایسی واقعات موجودگی مین جائز طور پر اُسکے برخلاف جاری نکیا جاسکتا تھا۔ ہماری یہہ بھی رائے ہے کہ چونکہ اجراء وارنٹ خلاف قانون تھا اسلئے تجویز جرم زیر دفعہ ۲۲۴ و ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند بحال نہیں رہ سکتی اور سندات محولہ بالا سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے مجسٹریٹ ضلع نے دفعہ ۹۹ مجموعہ تعزیرات پر انحصار کیا ہے۔ لیکن ہماری رائے مین دفعہ مذکور کوئی علاقہ حال جیسے مقدمہ کے ساتھہ نہیں رکھتی جسمین عہدہ داران پولیس ایک ایسے وارنٹ کے رو سے عمل کرتے تھے جسکا اجرا بالکل خلاف قانون تھا۔ وجوہات بالا کے رو سے ہم تجویز جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتے ہین اور ہدایت کرتے ہین کہ جرمانہ اگر وصول کیا گیا ہو تو واپس دیا جاوے۔

نگرانی فوجداری

باجلاس ۱۹ کیٹو صاحب جسٹس و ... صاحب جسٹس

۱۹ دسمبر ۱۸۹۶ء

جگرناتھ سندھا وغیرہ (سائلان) **بنام** ملکہ معظمہ (فریق مخالف)۔ ✻

ایکٹ محصول بنگال (بنگال ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۸ء) دفعات ۴ و ۴۳ و ۶۵۔ ایکٹ ترمیم کنندہ ایکٹ محصول بنگال (بنگال ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۱ء) دفعہ ۳۔ استحقاق تلاشی۔ گجرات کا گانجہ۔ شے قابل محصول۔ شے قابل محصول ممالک غیر۔ جبکہ ایک سب انسپکٹر محصول نے ایک مکان کی تلاشی لینے کی کوشش واسطے معلوم کرنے گجرات کے گانجہ کی جو ایک شے قابل محصول از ممالک غیر تھی اور اُسکی مزاحمت کیگئی تھی۔

تجویز ہوا کہ چونکہ گجرات کا گانجہ ایک شے قابل محصول از ممالک غیر ہے اسلئے ایکٹ مذکور کی دفعہ ۴ کے رو سے

✻ نگرانی فوجداری نمبر ۶۱۰ سنہ ۱۸۹۶ء بر خلاف حکم صادرہ ایف ای پارگیٹر صاحب سشن جج کٹک صادرہ ۸ نومبر ۱۸۹۶ء بہ تبدیلی حکم بی بنیا چارجی ڈپٹی مجسٹریٹ پوری صادرہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۶ء

سنہ

جگرناتہ منڈل
بنام
ملکہ معظمہ

جیسی کہ اسکی ترمیم بذریعہ بنگال ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۱ع کی گئی ہے افسر محصول کو کوئی قانونی اختیار مکان مین داخل ہوکر اُسکی تلاشی کرنیکا زیر دفعہ ۴۰ ایکٹ مذکور حاصل نہتا اُسکو صرف یہہ اختیار حاصل تہا کہ کسی "شئی قابل محصول" کی تلاشی کرنا جیسی کہ اُسکی تعریف دفعہ ۴ سابکٹ مذکور مین کیگئی ہے ۔ اور کسی جرم زیر دفعہ ۱۴۱ یا دفعہ ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب نکیا گیا تہا۔

نیز تحقیق ہوا کہ دفعہ ۴۰ ایکٹ مذکور کی رُو سے "قابل محصول" "ممالک غیر" سے کوئی علاقہ نہین رکہتی -

۲۶ اگست سنہ ۱۸۹۶ع کو ایک سب انسپکٹر محصول بوری نے ایک اطلاع دہندہ کی وساطت سے یہہ خبر پائی کہ گجرات کا گانجہ ملزم نمبر ۱ جگرناتہ منڈل نے اپنے مکان مین پوشیدہ رکہا ہے - اس اطلاع کو مطابق احکام دفعہ ۴۰ ایکٹ محصول (۷ سنہ ۱۸۷۸ع) کے قلمبند کرنیکے بعد سب انسپکٹر مذکور اُس گانو مین گیا جہاں کہ جگرناتہ رہتا تہا اور اپنے ساتہ ایک ہیڈ کانسٹیبل اور ایک کانسٹیبل پہرہ دار پولیس اسٹیشن سے مطابق دفعہ ۴۰ ایکٹ محصول کے لیگیا اور نیز دو چپراسی محصول کے اور ایک گاڑی والا ساتہ لیگیا جسکی کہ گاڑی مین وہ سوار ہوکر گئے - اُس گانو مین پہونچکر سب انسپکٹر مذکور نے علاوہ اشخاص مذکور کے دو باشندگان دیہہ کو بطور گواہان کے ساتہ لیا اور جگرناتہ کے مکان کیطرف گیا - ایک کوٹہری مین جو بڑے مکان کیطرف جاتی تہی اُنہوں نے جگرناتہ اور لبوناتہ ملزم نمبر ۳ کو دیکہا - لبوناتہ گانجا بہر رہا تہا - سب انسپکٹر نے لبوناتہ کو گرفتار کر لیا اور بہرا ہوا گانجا چپراسی کے حوالہ کیا اور کہلے ہوئے گانجہ کو اپنے پاس رکہا - اسپر جگرناتہ نے دخل دیکر کہا کہ اُسے لبوناتہ کو گرفتار نکرنا چاہئے اسپر سب انسپکٹر نے جگرناتہ کو پوچہا کہ تو کون ہے اور کس لئے آیا ہے - ازاں بعد وہ ایک کمرہ مین گئے جہانکہ سب انسپکٹر نے جگرناتہ کو وہ کمرہ دکہایا جسمین گانجہ کے موجود ہونیکا اُسے شک تہا اور چونکہ وہ مقفل تہا اُسنے چابی مانگی -

جگرناتہ نے اپنے پسر ستیابدی کو کہا کہ جاکر چابی لے آ - ستیابدی چلا گیا اور تہوڑے عرصے کے بعد اُنہوں نے کسی کے کودنے کی آواز سنی - سب انسپکٹر نے جگرناتہ سے چابی لینے پر اصرار کیا اور اُسوقت ستیابدی واپس آگیا - اسپر اُسنے اور جگرناتہ دونوں نے سب انسپکٹر اور اُسکے لوگوں کو مکان میں سے چلے جانیکا حکم دیا اور کہا کہ ہم تلاشی نکرنے دینگے - اسپر سب انسپکٹر نے اپنے چپراسی کو دروازہ توڑنے کا حکم دیا اور جب وہ ایسا کرنے کی کوشش کر رہا تہا اُسکو دو دفعہ جگرناتہ نے دہکا دیا اس اثنا مین

جگرناتھ منڈل نام ملکہ معظمہ

۴۴ یا ۵۰ گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے تھے اور سب انسپکٹر کو یہہ خوف ہوا کہ اُسپر حملہ کیا جائیگا اور وہ پیٹا جائیگا اسلئے وہ ہیڈ کانسٹیبل کے ساتھہ دلاری پولیس کو چلا گیا جو چھہ میل کے فاصلہ پر تھا اور وہاں اُسنے ہیڈ کانسٹیبل کو تین ملزمان کے برخلاف اطلاع لکھوائی -

جگرناتھ نے اپنے جوابدعوی مین بیان کیا کہ کوئی مزاحمت مکان کی تلاشی مین نکیگئی تھی اور کہ اُنھوں نے کوئی گانجہ نہ پایا تھا اور اُنھوں نے بے جرم ہونیکا عذر کیا +

ملزم ملا دملک نے غیر حاضری کا عذر کیا +

ڈپٹی مجسٹریٹ نے ہر سہ ملزمان کو زیر دفعات ۱۴۷ و ۳۵۳ مجموعہ تعزیرات ہند مجرم قرار دیکر اُنکو دو دو ماہ کی قید سخت کا حکم دیا +

بر طبق اپیل کے سشن جج کٹک نے تجویز جرم کو بحال کہا اور ۷ دسمبر ۱۸۹۶ء کو فیصلہ ذیل صادر کیا :-

اپیلانٹان پر زیر دفعات ۱۴۷ و ۳۵۳ مجموعہ تعزیرات ہند اسوجہ سے تجویز جرم کیگئی ہے کہ اُنھوں نے ایک فاسٹ سب انسپکٹر محصول اور اُسکے ہمراہیون پر حملہ کیا ہے جبکہ اُنسے اپیلانٹ جگرناتھ کے مکان کی تلاشی لی تھی اور وہاں گجرات کا گانجہ پایا تھا - واقعات بالکل صریح ہین اور گواہان استغاثہ کو غیر معتبر سمجھنے کی کوئی وجہ موجود نہیں - عام غرض بالکل صریح ہے وہ یہہ تھی کہ مکان کی تلاشی نیجائے - اپیلانٹان کیطرف سے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ عہدہ داران محصول نے تلاشی لینے مین اپنے فرض سے تجاوز کیا ہے اور وہ بموجب دفعہ ۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے محفوظ نہتھے - یہہ عذر اس بحث پر مبنی ہے کہ اُنھوں نے زیر دفعہ ۴۰ ایکٹ محصول تلاشی کی تھی اور دفعہ مذکور صرف اشیاء قابل محصول سے متعلق ہے نہ کہ اشیاء قابل محصول مالک غیر سے - لیکن اگر دفعات ۳ و ۷ اور ۱۰ - الف کو ملا کر پڑھا جائے تو میری رائے مین ان اشیاء قابل محصول مین نہ اشیاء قابل محصول مالک غیر بہی شامل ہین اور کہ شے موسوم الذکر ایک خاص قسم شے اول الذکر کی ہے اسلئے دفعہ ۴۰ گجرات کے گانجہ سے متعلق ہے جو مسلمہ طور پر ایک شے قابل محصول مالک غیر ہے اسلئے دفعہ ۴۰ کارروائیات عہدہ دار محصول پر حاوی ہے اور اگر وہ نہ بہی ہو تاہم اُنھوں نے نیک نیتی سے اپنے عہدہ کی تعمیل مین عمل کیا تھا اور فیصلہ مقدمہ بھاؤجیواجی بنام مول جی دیال (۱) و مقدمہ ملکہ معظمہ بنام دیلیپ (۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ ۹۹ اُنکے طریق عمل پر حاوی ہے اسلئے میری رائے مین تجویز جرم درست ہے - اسلئے اپیل خارج کیا جاتا ہے +

اسپر ملزمان نے ہائیکورٹ مین منسوخی تجویز اور حکم سزا کی درخواست کی +

بابو موہنو ہتو ناتھ منجانب سائل :- عہدہ دار محصول کو کوئی اختیار سائلان کے مکان مین داخل ہو کر تلاشی کرنیکا

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۷
(۲) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۶

گرگانہ منڈ
بنام
ملکہ معظمہ

حاصل نہتا۔ دفعہ ۷ ایکٹ محصول دبنگال ایکٹ ۷ ۱۸۶۴ء) کے رو سے اُسے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک شخص کے مکان مین داخل ہو کر اُسکی تلاشی لے جبکہ اُسے شک ہو کہ اُسکے قبضہ مین کوئی شے قابل محصول پوشیدہ ہے جو کہ زیر دفعہ ۷ ایکٹ مذکور ضبطی کے قابل ہے۔ صورت حال ہین مطابق قرار داد ہر دو مدالتہائے سکے گجرات کا گانجہ جسکے کہ سائل کے قبضہ مین پوشیدہ ہونیکا شک تہا ایک "شے قابل محصول ممالک غیر" ہے نہ کہ ایک "شے قابل محصول" بر رُوئے ایکٹ مذکور کے معنے "قابل محصول" و "اشیاء قابل محصول ممالک غیر" دو مختلف اشیا ہین اور سشن جج نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ "شے قابل محصول" مین "شے قابل محصول ممالک غیر" بہی شامل ہے کوئی لفظ "شے قابل محصول ممالک غیر" بنگال ایکٹ ۷ ۱۸۶۴ء مین ابتداءً موجود نہتا لیکن لفظ مذکور بر رُوئے ایکٹ ترمیم کنندہ دبنگال ایکٹ ۲ ۱۸۸۱ء) کے ایزاد کیا گیا تہا اور ایزادی مذکور کسی ترمیم تعریف لفظ "شے قابل محصول ہے" کے رو سے نہ کی گئی تہی جو کہ دفعہ ۲ ایکٹ ۷ ۱۸۶۴ء مین درج تہی بلکہ بذریعہ ایزادی ایک بالکل جداگانہ تعریف کے۔ نیز مختلف دفعات ایکٹ ترمیم کنندہ سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ جہان کہین واضعان قانون کا منشاء "شے قابل محصول ممالک غیر" کی نسبت کارروائی کرنیکا تہا وہان اُنہوں نے جدید دفعات ایزاد کی ہین ملاحظہ ہو دفعات ۱۷ الف و ۲۱ الف۔ دفعہ ۷۵ کی جیسی کہ وہ ابتداءً ایکٹ ۱۸۶۴ء مین درج تہی دفعہ ۱ ایکٹ ۲ ۱۸۸۱ء کے رو سے ترمیم کیگئی ہے لیکن ترمیم مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ "شے قابل محصول" مین "شے قابل محصول ممالک غیر" بہی شامل ہے اسلئے عہدہ دار محصول کو کوئی اختیار زیر دفعہ ۷ نسبت اس امر کے حاصل نہتا کہ وہ سائلان کے مکان مین داخل ہو کر اُسکی تلاشی کرتا جو قانوناً محتاج تہے کہ عہدہ دار محصول کی ایسی مزاحمت کرتے جو مکان کو تلاشی سے روکنے کے واسطے ضروری تہی۔ بام غرض مجمع مذکور کی ایک جائز مزاحمت کرنیکی تہی کوئی مجمع خلاف قانون حسب منشاء دفعہ ۱۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند موجود نہتا۔ دفعہ ۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند کوئی علاقہ واقعات مقدمہ ہذا کے ساتہ نہین رکہتی +

ہائیکورٹ دگہوس صاحب وگارڈن صاحب جسٹسان) نے فیصلہ ذیل صادر کیا:۔

سائلان پر ڈپٹی مجسٹریٹ پوری نے جرائم زیر دفعات ۱۴۷ و ۳۵۳ مجموعہ تعزیرات ہند کی تجویز کی ہے [illegible] ہر ایک کو دو ماہ کی قید سخت کا حکم ملا ہے بر طبق اپیل کے تجویز جرم اور حکم سزا سشن جج نے بحال رکہی ہے

بنام
ملک معظم

واقعات قرار دادہ عدالت ماتحت یہہ ہین کہ جانکی ناتہہ باسو سب انسپکٹر محصول بوسی نے یہہ اطلاع
پاکر کہ سائل کے گہر مین گجرات کا گانجہ پوشیدہ رکہا ہے مکان مذکور کی تلاشی کرنیکی نیت کی اور وہان گیا
اور اپنے ساتہ چند عہدہ داران پولیس اور محصول کے چپراسی لیگیا اور آسکی یہہ اشخاص مذکور کے
سائلان وغیرہ نے اُس وقت مزاحمت کی جبکہ مکان زیر بحث کی تلاشی کرنیکی کوشش کرتا تہا اور
اسیوقت اُنپر حملہ بہی کیا گیا - اہم وجہ جسکی استدعا بتائید قاعدہ ہذا کے کیگئی ہے جو ہمنے برطبق دعوا بابت
سائلان کے عطا کیا تہا یہہ ہے کہ چونکہ گجرات کا گانجہ ایک "شئی قابل محصول ممالک غیر" ہے جیسی
کہ اسکی تعریف دفعہ ۴ بنگال ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۸ء (بصورت ترمیم شدہ بنگال ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۱ء) مین کیگئی
ہے اسلئے وہ لفظ "شئے قابل محصول" مندرجہ دفعات ۴۵ و ۴۹ ایکٹ مذکور مین شامل نہیں
اسلئے افسر محصول کو کوئی قانونی اختیار زیر دفعہ ۴۹ نسبت اس امر کے حاصل نہ تہا کہ جگبن ناتہہ کے
مکان کی تلاشی کرتا - ہمنے دفعات متعلقہ الفاظ پر اور نیز تعریف "شئے قابل محصول"
و "شئے قابل محصول ممالک غیر" مندرجہ ایکٹ مذکور پر لحاظ کیا اور ہماری یہہ رائے ہے کہ عہدہ دار محصول
کو کوئی قانونی اختیار نسبت تلاشی مکان سائل کے حاصل نہ تہا - دفعہ ۴ ایکٹ مذکور مین جیسی کہ
اوسکی ترمیم بذریعہ بنگال ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۱ء کے کیگئی ہے ایک جداگانہ اور صریح تعریف "شئے قابل
محصول" اور "شئے قابل محصول ممالک غیر" کی گئی ہے اسلئے ہماری رائے مین جب اُن مین سے
کوئی لفظ ایکٹ مین واقع ہوتا ہے تو وہ ان معنون مین استعمال شدہ ہوتا ہے جو کہ تعریف ایکٹ مین
مذکور ہین کئے گئے ہین - الفاظ مندرجہ دفعہ ۴۹ "شئے قابل محصول" ہین اور اسمین الفاظ
"شئے قابل محصول ممالک غیر" موجود نہین ہین بمطابق اُس رائے کے جو ہمنے اختیار کی ہے
عہدہ دار محصول کو صورت حال مین کوئی اختیار زیر دفعہ ۴۹ نسبت تلاشی مکان سائلان کے
حاصل نہ تہا کیونکہ صرف "شئے قابل محصول" کی تلاشی کرنیکا اختیار تہا جیسی کہ اسکی تعریف دفعہ
۴ ایکٹ مذکور مین کیگئی ہے +

فاضل جج نے اپنی یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ اگر دفعات ۴ و ۱۰ الف کو ملا کر پڑہا جاوے تو "شئی قابل محصول"
مین "شئی قابل محصول ممالک غیر" شامل ہے اور کہ لفظ موخر الذکر ایک خاص قسم لفظ اول الذکر کی ہے - اسلئے
دفعہ ۴۹ گجرات کے گانجہ سے متعلق ہے - مگر ہم رائے مذکور کو اختیار نہیں کرسکتے - جیسا کہ قبل ازین بیان کیا گیا
ہے کہ دفعہ ۴ مین "شئے قابل محصول" اور "شئے قابل محصول ممالک غیر" مین تمیز کیگئی ہے
دفعہ ۴۹ مین صرف شئی قابل محصول کا حوالہ دیا گیا ہے مگر دفعہ ۱۰ الف کے رو سے بورڈ مال

جگن ناتھ ماہ بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند

لوکل گورنمنٹ کی منظوری سے اس امر کے بابت اشتہار ظاہر کرنیکا اختیار عطا کیا گیا ہے کہ قبضہ کسی ود
قابل محصول شئی ممالک غیر" ان اضلاع اور حدود کے اندر ممنوع ہے جو اشتہار مذکور مین خاص کئے گئے ہون۔
اسمین شک نہیں کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کی تشریح سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اشتہار مذکور حسب ضابطہ طور پر شایع ہو چکا
ہے جسکے رو سے کسی "شئے قابل محصول ممالک غیر" کا قبضہ بلا لائسنس منجانب کلکٹر ضلع پوری کے ممنوع
ہے لیکن قانون مین بحوالہ ایسی اشیا کے صرف یہہ حکم ہے کہ شخص قابض اشیاء مذکور جرمانہ کا مستوجب
ہوگا (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۶-الف) جہانتک ہم معلوم کرسکتے ہین کسی امر سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ "قابل
محصول اشیاء ممالک غیر" سے مراد ایک قسم "شئے قابل محصول" ہے اور ہم معلوم نہین کرسکتے کہ
ایسی اشیاء قابل قرقی و ضبطی بلحاظ اشیاء قابل محصول زیر دفعہ ۳۰ ایکٹ مذکور مین ساتھ نتیجہ
یہہ پیدا ہوتا ہے کہ عہدہ دار محصول کو کوئی اختیار زیر دفعہ ۴۰ ایکٹ مذکور تعمیل کرنیکی نسبت حاصل تھا
لیکن ہم دفعہ ۴۲- ایکٹ مذکور کا بھی حوالہ دیتے ہین جسمین "شئے قابل محصول" اور "شئے قابل محصول ممالک
غیر" کے مابین تمیز کیگئی ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ واضعان قانون کا منشا یہہ نہین ہے کہ شئے قابل محصول
ممالک غیر ایک قسم شئے قابل محصول کی ہے نیز ہماری یہہ رائے ہے کہ دفعہ ۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند و سندات
محولہ سشن جج بمقدمہ ہذا واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہین۔ عام غرض مجمع کی یہہ تھی کہ مکان
کی تلاشی کو روکا جائے جسکے کرنیکا جیسا کہ ہمنے قبل ازین بیان کیا ہے عہدہ دار محصول کو کوئی اختیار
حاصل نہ تھا۔ پس اس صورت مین ہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ مجمع مذکور ایک مجمع خلاف قانون بمعنے
منشاء دفعہ ۱۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند تھا اور کہ جب جبر کا استعمال کیا گیا تھا تو جرم مزاحمت کا ارتکاب کیا
گیا تھا۔ نیز ہماری یہہ رائے ہے کہ تجویز جرم زیر دفعہ ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند قائم نہین رہ سکتی کیونکہ
سپیشل انسپکٹر محصول بروقت حملہ کئے جانیکے اپنے فرائض کی جائز تعمیل نکررہا تھا (ملاحظہ ہو معاملہ
رکھماجی (۱)) ہم دیکھتے ہین کہ سشن جج کی یہہ رائے ہے کہ افسر محصول بروئے دفعہ ۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند
کے محفوظ تھا اور انہونے دو مقدمات ریہاؤ جیوجی بنام مولجی دیال (۲) و ملکہ معظمہ بنام دلیپ (۳) کا
حوالہ اس رائے کی تائید مین دیا ہے لیکن واقعات مقدمات مذکور واقعات مقدمہ حال سے بالکل مختلف ہین

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۵۸
(۲) " " " " ۱۲ " ۳۷۷
(۳) " الہ آباد " ۱۸ " ۲۴۶

گوبند چندر
بنام
سری گوبند چودھری

بمطبق اپیل عدم تجویز ہوئی کہ بفرض کرنے کے ایسی سازش ثابت کیگئی تہی نالش حصہ سدی چل سکتی تہی کیونکہ ٹ وس والف مشترک زیانکاران تہے ✤

ویانگرا دواکا دبل منجانب پہاگوت پدکار کروبتہ کدو گجن نیادا) کی پیروی کیگئی - بہد چندر وکمار کے چودہری بنام نش بہاری شے چودہری (۲) سے تمیز کیگئی ✤

وہ شہادت جسپر عدالت اپیل ماتحت نے ایسی سازش کے ثبوت مین عمل کیا تہا صرف ایک قرارداد عدالت مقدمہ ماقبل تہی رجو وجوہات اپیل مقدمہ مذکور کے اخذ کیگئی ہاتہن یہ تجویز ہوئی کہ قرارداد مذکور ناقابل پذیرائی شہادت ہی جبکہ مقدمہ سریندرا ناتہ پال چودہری بنام سریجو ناتہ پال چودہری (۲) مین قرار دیا گیا تہا کیونکہ وہ ملکیت ایسے مقدمہ کی قرارداد تہی جسمین ٹ وس والف سبکے سب مدعاعلیہم تہے اور فریق ثانی مدعی تہا اور مقدمہ اس سوال کے فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا گیا تہا کہ آیا ٹ وس والف زیانکاران تہے اور اسطرحپر وہ نالش ماقبل کے خرچہ کے ذمہ دار قرار دیئے گئے تہے ✤

سری گوبند چودہری مدعاعلیہ[۱] نے جو تین آنہ کے حصہ موضعہ موہالی کا مالک تہا ۲ آنہ ۵ گنڈہ کا حصہ مذکور پٹنی مین مدعیان کو عطا کیا اور باقی ۰ آنہ ۱۵ گنڈہ کا حصہ انند چندر ٹہ فدار مدعاعلیہ[۲] کو سکر پٹنی دیا ایک معاہدہ ماقبل کے ۳ آنہ کے حصہ کے پٹنی کے عطا کرنیکا اقرار بحق ایک شخص پرانا ناتہ نندی کے کیا تہا - معاہدہ مذکور پر پرانا ناتہ نندی نے ایک نالش ۱۸۹۱ء عدالت سارڈینٹ جج پبنہ مین بخلاف مدعیان و مدعاعلیہم نالش حاصل کرنے واسطے منسوخی پٹہ جات عطا کردہ بحق مدعیان و مدعاعلیہ[۲] کے دائر کی تہی اور نیز واسطے عطا کئے جانے ایک پٹہ کے اسکے حصہ منجانب مدعاعلیہ[۱] اور قبضہ جائداد مذکور کے نالش مذکور مین پرانا ناتہ نے ایک ڈگری حاصل کی تہی جو بمطبق اپیل کے بحال رکہی گئی تہی اور مدعیان و مدعاعلیہم حال مشترک طور پر اپنی خرچہ کے ذمہ دار قرار دیئے گئے تہے اجراء ڈگری خرچہ مین مدعیان کی جائداد قرق کیجا کر مشتہر بنیلام کیگئی تہی - انہون نے زر ڈگری عدالت مین داخل کر کے نالش حال مدعاعلیہم کے برخلاف حصہ رسدی ولا پانیکے لئے دائر کی - مدعاعلیہ[۲] حاضر ہوکر یہہ عذر کیا کہ نالش چل نہین سکتی اور کہ وہ حصہ رسدی ادا کرنیکا ذمہ دار نہین ہے اور کہ اگر وہ ایسا ذمہ دار ہی تاہم اسکی ذمہ داری کا تخمینہ مطابق حصہ عطا کردہ بروئے پٹنی بحق مدعی مذکور کے لگایا جانا چاہئے - عدالت اول نے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا کہ کوئی نالش حصہ رسدی منجانب ایک زیانکار کے دوسرے زیانکار کے برخلاف نہین چل سکتی - مدعیان نے قائم مقام جج پبنہ کے پاس اپیل کیا جسنے اپیل کو خارج کیا ✤

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۶۹ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۵
کلکتہ جلد ۱۳ ،، ۳۰۰

پرمانناتھ نندی
بنام
سری گوبند چودہری

مدعیان سنے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ✦

بابو مہیندر موہن چکرورتی منجانب اپیلانٹان

بابو مہیندر چکرورتی و بابو سرت چند رکھت منجانب رسپانڈنٹان ✦

تجویز عدالت (بینرجی صاحب و رمپینی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہی :-

اپیل ہذا اُس نالش مین سے پیدا ہوا ہے جو مدعیان اپیلانٹان نے حصہ رسدی دلاپانیکے لیو بدین بیان دایر کی ہو کہ مدعیان و مدعاعلیہم سے نے مدعاعلیہ سے ۲ آنہ ۵ گنڈہ اور نیز ۲ گنڈہ کا حصہ ایک زمینداری مین سے بروے دو جداگانہ دستاویزات کے پٹنی مین لیا تہا اور کہ ایک نالش ایک شخص مسمی پرانناتھ نندی سنے بخلاف مدعیان اور مدعاعلیہم ۱ و ۲ کیواسطے تعمیل مختص ایک معاہدہ کی دایر کیگئی تہی جو دربارہ ہر دو حصص اراضی مذکور کی پٹنی اُسکے حق مین عطا کیجانیکے واسطے تحریر کیا گیا تہا اور کہ نالش مذکور کی ڈگری معہ خرچہ دیگئی تہی اور کل خرچہ کی ڈگری مدعیان سے وصول کیگئی تہی - مدعیان در مختلف قوم کے، ور مدعاعلیہم ۱ و ۲ سے دلاپانیکے مستدعی ہین ✦

مدعاعلیہم کا جوابدعوی ذمہ واری مذکور سے انکار تہا - انہون نے یہہ بہی عذر کیا کہ نالش چل نہیں سکتی اور انہون نے ہر ایک کی ذمہ واری کے متعلق بہی عذر کیا ✦

عدالت ماتحت نے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا ہے کہ نالش حصہ رسدی کیلیے از چند زیانکاران کی طرف بخلاف دیگر زیانکاران کے چل نہیں سکتی ✦

بر طبق اپیل دوم کے یہہ عذر کیا جاتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہی کہ مدعیان اور مدعاعلیہم مشترکہ زیانکاران تہی یا کہ انہون سنے ایک جہوٹے جوابدعوے کے داخل کرنیمین اُس نالش مین سازش کی تہی جسمین ڈگری خرچہ صادر کیگئی تہی حالانکہ کوئی قانونی شہادت قرارداد مذکور کی تائید مین موجود نہین اور کہ عدالت اپیل ماتحت نے نالش ہذا کو ایک نالش حصہ رسدی منجانب یکے از چند زیانکاران متصور کرنیمین غلطی کی ہی -

امر اول کے متعلق عدالت اپیل ماتحت نے یہہ بیان کیا ہو کہ ود وجوہات - اپیل نبالش ماقبل سے یہہ امر صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت نے یہہ قرار دیا تہا کہ مدعیان اور مدعاعلیہم نے اُس معاہدہ کے توڑنے کیلیے ایک سازش کی تہی جو مابین مدعاعلیہ سری گوبند چودہری اور پرانناتھ نندی کے عمل مین آیا تہا اور اسطرح پر وہ مشترک زیانکاران تہے اور انکو معلوم تہا کہ وہ ایک ناجائز اور خلاف قانون فعل کا ارتکاب کر رہے ہین" قرارداد مذکورہ

گوبند بنام سری گوبند چودہری

کی نسبت اسوجہ پر عذر کیا گیا ہے کہ وجوہات اپیل نالش ماقبل بطور شہادت کے بہ ثبوت ایک امر قرارداد کے استعمال نہیں کیجا سکتیں ہماری رائے مین عذر مذکور درست ہے۔ زبان سے زیادہ وجوہات اپیل سے یہہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ مدعیان نے جو بعض اپیلانٹان تھے اپنی وجوہات اپیل مین اس امر کو تسلیم کیا تھا کہ عدالت ماتحت کی قرارداد وہ ہے جو عدالت اپیل ماتحت نے صورت حال مین بیان کی ہے۔ لیکن گو امر مذکور دلیسا ہی ہو تاہم قرار داد عدالت بمقدمہ ماقبل ایک امر قرارداد کے متعلق کوئی شہادت نالش حال مین نہین ہو سکتی اور کہ قرارداد مذکور ایک ایسے مقدمہ کی تھی جسمین مدعیان و مدعاعلیہم حال کل مدعاعلیہم تھے اور فریق ثالث مدعی سے یہہ ایک قاعدہ قانون قرار دادہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ سرندر ناتھ پال چودہری بنام برجو ناتھ پال چودہری (۱) ہے اسلئے قرارداد عدالت اپیل ماتحت متعلق بایں امر قائم نہیں رہ سکتی +

دوسرا سوال یہہ ہے کہ آیا مقدمہ اس سوال کے فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بھیجا جانا چاہئے کہ آیا مدعیان و مدعاعلیہم مقدمہ ہذا مدعیان نالش ماقبل کو شکست دینے کیواسطے شامل ہوئے تھے اور بغرض مذکور کے واسطے اُنہوں نے جھوٹا جوابدعوے داخل کیا تھا۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ بلحاظ اُس طریق کے جسکے کہ مطابق مقدمہ ہذا کی نسبت عدالتہائے ماتحت نے عمل کیا ہے اور اگر اس سوال کا فیصل کرنا درست فیصلہ مقدمہ ہذا کیلئے ضروری ہے تو مقدمہ عدالت اوّل مین واپس بھیجا جانا چاہئے اسلئے اس سوال کا فیصل کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ آیا فیصلہ مقدمہ ہذا کے لئے یہہ ضروری ہے کہ سوال متذکرہ صدر کا فیصلہ کیا جاوے۔ ذی علم وکیل اپیلانٹان نے مقدمہ بروجیندر و کمار رائے چودہری بنام راش بہاری رائے چودہری (۲) پر اپنے اس عذر کی تائید مین انحصار کیا ہے کہ مدعیان حال جیسی نالش مین مستحق ہین کہ حصہ رسدی حاصل کرین بالحاظ سوال محولہ بالا کے کیونکہ وہ نالش جو بباعث عطائے اُس خرچہ کے پیدا ہوئی تھی جسکے کہ حصہ رسدی کا دعوے کیا گیا ہے ایک نالش بربنائے ٹارٹ نہتی بلکہ بربنائے معاہدہ تھی۔ لیکن ہماری یہہ رائے ہے کہ مقدمہ مذکور مقدمہ حال سے ممیز ہو سکتا ہے کیونکہ مقدمہ مذکور مین کوئی سوال نسبت اس امر کے پیدا نہوا تھا کہ آیا فریق ہائے ذمہ وار ہرجانہ و خرچہ نالش مذکور نے ذمہ واری مذکور بباعث جھوٹا جوابدعوے داخل کرنیکے اپنے ذمہ لی تھی بخلاف ازین ہماری رائے مین مقدمہ و یانگرادا دکا دتل منجا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۴
(۲) " " " " ۱۳ " ۳۰۰

پیمنڈ سیدر سندری بنام سری گوبند چودہری

نبام پرپاگوت پدنگار کر وسیتہ کندو گوبن نیار (۱) اس سوال سے زیادہ تر متعلق ہی مقدمہ مذکور مین یہہ قرار دیا گیا تھا کہ جب مدعیان نے نالش ما قبل مین مدعا علیہ کے ساتھ مدعیان نالش ما قبل کو بس پاکرنیکے لئے سازش کی ہو اور وہ ذمہ وار خرچہ بنائے گئے ہوں تو خرچہ مذکور کے متعلق کوئی نالش حقہ رسدی چل نہیں سکتی - یہہ پیروی فیصلہ مدراس ہائیکورٹ مذکورہ بالا کے جسمین ہماری رائے مین ایک عمدہ قاعدہ قائم کیا گیا ہے ہماری یہہ رائے ہے کہ مقدمہ ہذا عدالت اوّل مین سوال متذکرۂ صدر کے فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا جانا چاہئے اور نیز کسی اور سوال متعلق بہ ذمہ واری کے فیصل کرنیکے جو ضروری معلوم ہووے خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا ۔

مقدمہ واپس بہیجا گیا ۔

باجلاس مسٹر جسٹس گھوس و مسٹر جسٹس رامپنی

۲۴ نومبر ۱۸۹۶ء

جانترا موہن سین (مدعی) سائل بنام کپیل سیند چودہری (مدعا علیہ) فریق مخالف

نیلام بعلت بقایائے مالگذاری - استحقاق خریدار نیلام درباره مواخذجات سالانہ کے - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۳۷ - نالش واسطے منسوخی تقرری نمبر کے - فریقین - نگرانی - مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۲

وہ استحقاق جو بموجب دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء کے خریدار نیلام کو نسبت کل حقیت متعلق اضلاع بنگال و بہار و اوڑیسہ نیلام کردہ بعلت بقایائے مالگذاری اس امر کی نسبت عطا کیا ہے کہ حقیت ماتحت کو کالعدم سمجہیں ایک ایسا استحقاق ہی جو جملہ خریداران مشترکہ کیطرف سے استعمال کیا جانا چاہئے نہ کہ ایک یا زیادہ خریداران کیطرف سے ۔

مدعی سائل نے ایک نالش واسطے دلاپانے قبضہ بعض اراضی مندرجہ دو دہرسٹ کے منسلکہ عرضی دعویٰ کی بطور اراضی ملحوقہ اُس تعلقہ کے دائر کی جو اُسکے قبضہ مین اُسکی اپنی ملکیت تہا - مدعا علیہم نے دعویٰ کی تردید اس وجہ پر کی کہ وہ ایک حقیت کا ایک خریدار ہے جسکے اندر تعلقہ بیان کردہ مدعی واقع ہے - حقیت مذکور ایک نیلام بعلت بقایائے مالگذاری مین خرید کیگئی ہے اسلئے مدعی اُسکے مقابلہ مین اپنے استحقاق بطور تعلقدار کو موثر کرنیکا مستحق نہیں دیگر مدعا علیہم حاضر نہوئے - عدالت اوّل نے دعویٰ کی جزدی ڈگری عطا کی

(۱) امر متفرقہ دیوانی نمبر ۱۶۳ سنہ ۱۸۹۶ء بر درخواست نگرانی بعیغہ نگرانی نیابتی ڈگری عدالت اپیل مورخہ ۵ مارچ ۱۸۹۶ء
(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۰۴

گوبند [illegible]
بنام
سری گوبند [illegible]

اور عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری مذکور کو اُس حد تک بحال رکھا جہانتک کہ وہ بحق مدعی تھی اور مدعا علیہ نے ایک ڈگری اپنے
حق مین ایک جز اُس دعوے کی نسبت بھی صادر کی جو عدالت اول نے خارج کیا تھا عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا کہ
مدعی اپنی ڈگری کو بحیثیت تعلقدار بخلاف مدعا علیہ خریدار نیلام کے اسوجہ پر موثر کرانیکا مستحق تھا کہ دفعہ ۳۷ ایکٹ
۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء کے رو سے مواخذجات سے باز رہنے کا استحقاق صرف کل حقیت کے خریدار کی صورت مین عطا کیا گیا
ہے اور کہ مدعا علیہ جو محض ایک از خریداران حقیت تھا کل حقیت کا خریدار نہ تھا اور اسلیئے وہ مواخذجات سے
مستثنیٰ رہنے کا مستحق نہ تھا۔ مدعا علیہ نے بطریق اپیل بحضور ہائیکورٹ یہہ عذر کیا کہ استحقاق دربارہ
محفوظ رہنے مواخذجات سے خریدار یا خریداران کل حقیت نیلام کردہ کو بلا لحاظ اس امر کے حاصل ہے
کہ آیا خرید ایک یا زیادہ اشخاص سے کیگئی ہے اور نیز بلا لحاظ اس امر کے آیا جب خرید ایک سے زیادہ اشخاص
نے کی ہو تو صرف ایک شخص سے یا کہ سب کے سب مواخذجات سے محفوظ رہنے کی استدعا کر سکتے ہین۔ عذر
مذکور درست قرار دیا گیا تہا٭

تجویز عدالت (میز جی وکارنس صاحبان جسٹسان) جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کے لئے
ضروری ہے حسب ذیل ہے:-

(۱) احکام دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء بطور ایک محفوظیت وصولی مالگذاری سرکار کے ہین اور انکا منشا
یہہ ہے کہ کسی مالک موجود الوقت کو جائیداد کے مواخذہ بڑہائے جانے سے روکا جائے۔ اور وہ اسطرح پر
اُس کی قیمت کو کم نکرے اور وہ کفالت کم ہو جائے جو حقیت مذکور مالگذاری سرکار کے واسطے مہیا کرتی
ہے۔ استحقاق زیر بحث خریدار یا خریداران نیلام بعلت بقایائے مالگذاری سرکار سے ملحق ہے جبکہ
وہ جائیداد نیلام کردہ کل حقیت ہو جو ایک جز حقیت سے ممیز ہے جو بعض واقعات کی موجودگی مین اولاً
بعلت بقایائے مالگذاری سرکار واجب الادا منجانب اُس حصہ دار کے نیلام کیا جائے جسکے کہ نام پر وہ
درج ہے لیکن قانون مین یہہ حکم نہیں واسطے استعمال کرنے اختیار مذکور کے بغرض محفوظ رہنے مواخذجات
سے خریداران جبکہ وہ ایک سے زیادہ ہون انکو چاہئے کہ سب کے سب ایک نالش کے شامل ہون جو واسطے
دیگر کار روائیات بغرض مذکور کرنیکے دائر کیجائے۔ اسمین شک نہین کہ جب صرف چند اشخاص منجملہ
خریداران کے ایک مواخذہ سے محفوظ رہنا چاہین تو وہ صرف اپنے حصص کی حد تک محفوظ رہینگے

۱۸۹۱ء
محمد رشید غفری
بنام
مہر گوبند چودہری

اور نسبت دیگر شرکار کے حصص کے مواخذہ دار کے مواخذہ مین خلل واقعہ ہوگا"

زان بعد مدعی نے نگرانی کی درخواست کر کے قاعدہ ہذا حاصل کیا جسکے رو سے فریق مخالف بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا کہ کیوں درخواست مذکور منظور نکیجانی چاہئے - عدالت (بینرجی وگارڈن صاحبان جسٹسان) نے درخواست مذکور کو اسوجہ پر منظور کیا کہ اُنکے فیصلہ اپیل زیر نگرانی ہذا مین اُنہوں نے دو فیصلجات ہائیکورٹ بمقدمہ دوارکا ناتہ پال بنام گریش چندر بہند و پادہیا (۱) و بمقدمہ ننگو چندر موز مدار بنام بروجو سندر (۲) پر غور نہین کیا چنانچہ مقدمہ کی تجویز جدید فوراً زیر دفعہ ۶۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی لیگئی تہی +

مسٹر وڈراف و بابو کہائی کمار رینیجب و مسٹر پرسیول منجانب سائل +

بابو مہیش چندر چکرورتی منجانب فریق مخالف +

تجویز عدالت (بینرجی صاحب وگارڈن صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے :-

معاملہ سوال جو بوقت تجویز جدید کے اُٹہایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا وہ استحقاق جو ایک خریدار نیلام کو حقیت مستقل بندوبست شدہ اضلاع بنگال و بہار و اوڑیسہ مین جو بقایائے مالگزاری کی وجہ سے نیلام کیگئی ہو دفعہ ۳۷ - ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء کے واسطے کالعدم متصور کرنے ایک حقیت ماتحتی کے عطا کیا گیا ہے ایک ایسا استحقاق ہے جو کل خریداران سے مشترک طور پر استعمال کیا جانا چاہئے جہانکہ ایک سے زیادہ خریداران ہوں یا آیا چند خریداران مین سے ایک استحقاق مذکور کو موثر کرانے کا مستحق ہے - عدالت اپیل ماتحت نے اول الذکر اختیار کی ہے بطور ایک ایسی رائے کے جو مطابق درست معنی دفعہ مذکور کے ہے چنانچہ اُسنے قرار دیا ہے کہ مدعاعلیہ مجاز نہ تہا جو صرف یکے از چند خریداران حقیت تہا کہ مدعی کے استحقاق بحیثیت تعلقدار کو بیباک کرے - فیصلہ مذکور کی ناراضی سے اپیل دوم حال رجوع کیا گیا ہے اور اپنے پہلے فیصلہ مین ہمنے یہ قرار دیا تہا کہ وہ رائے جو سبارڈینیٹ جج نے اختیار کی تہی غلط ہے اور کہ زیر دفعہ ۳۷ - ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء یکے از چند خریداران جائداد نیلام کردہ بعلت بقایائے مالگزاری مجاز ہے کہ ایک حقیت ماتحتی سے محفوظ رہے گو دیگر شریک خریداران اُسکے ساتہ شامل نہون - ہمنے یہ قرار دیا [illegible]

(۱) انڈین لاء رپورٹس کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۸۲۶

(۲) اپیل از ڈگری عدالت اپیل ۱۷۵۵ سنہ ۱۸۹۲ء

۶

گوبند چندر
بنام
سری گوبند چودھری

کہ دفعہ ۳۷ کی غرض سے صرف مالگذاری سرکار کے محفوظ کرنیکی ہے اور واسطے محفوظ کرنے غرض مذکور کے اُسکے رو سے خریدار کو ایک کامل حقیت (جو ایک جزو حقیت کے خریدار نیلام بعلت بقایائے مالگذاری حسب منشاء دفعہ ۱۳ ایکٹ مذکور سے ممیز ہے) اور استحقاق محفوظیت از حقیت ہائے ضمن عطا کیا گیا ہے اور ایک حق دربارہ اس امر کے کہ وہ جائداد پر ویسی ہی حیثیت سے قابض رہے جو کہ اُسکی بر وقت مستقل بندوبست کے تھی بلانے مذکور کے اختیار کرنے مین ہمنے ایک اور عمدہ غرض کو ملحوظ نرکھا تھا جو الفاظ دفعہ ۳۷ کے معنی ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ حقیت ہائے ماتحتی کے قابضان پر سختی نکیجائے۔ اگر ایک سے زیادہ اشخاص حقیت کو خرید کرین تو اُنمین سے کوئی مجاز ہے کہ ایک مواخذہ یا حقیت ماتحتی کو منسوخ کرے خواہ اُسکے شرکار اُسکے ساتھ ایسا کرنے مین شامل ہونا چاہین اس معاملہ پر ایک مقدمہ غیر رپورٹ شدہ محولہ بالا یعنی ننگو چند موزمدار بنام برجمو موہن وتنذار (۱) مین غور کیا گیا تھا جسکے کہ فیصلہ مین فقرۂ ذیل درج ہے:۔ اگر ہم اس امر سے مطمئن ہون کہ دفعہ ۳۷ کی غرض صرف وہی ایک ہے جسکا کہ حوالہ دیا جاچکا ہے تاہم ہمپر لازم ہوگا کہ اس حجت کو حتی الامکان زیادہ تر موازنہ عطا کرین لیکن یہہ قیاس کرنا مناسب نہین ہے کہ علاوہ غرض مذکور کے جو بلا شبہ طور پر ایک اہم غرض ہے دفعہ مذکور کا منشا چند دیگر اغراض کے محفوظ کرنے کا بھی ہے مثلاً ناجائز دقت اور سختی کا دفعیہ جو اس وجہ سے پیدا ہو کہ ماتحتی حقیت یا مواخذہ داران کو بباعث مختلف خریداران نیلام ہونیکے مختلف نالشات کے رجوع کرنے مین یا نالشات بغرض جزوی تنسیخ مواخذجات بہ تحریک کسی ایک منجملہ چند شرکار خریداران کے جبکہ دیگر شرکار ایسا کرنا چاہتے ہون یا صورت حال کیطرح ایسی تنسیخ نکرسکتے ہون۔ اور اگر صورت یہی ہے تو ہمین یہہ قرار دینا چاہئے کہ دفعہ مذکور کی عبارت مصلحتاً ایسی ہی بنائی گئی ہے جیسی کہ وہ ہے اور ہمین اُسکی لفظی تعبیر کرنی چاہئے "یہی رائے مقدمہ دوار کا ناتھ پال بنام گریش چندر بندوپادھیا (۲) مین اختیار کیگئی ہے اور ہم اُس سے بالکل متفق ہین ہمین یہہ ایزاد کرنا چاہئے کہ بالیسنت احکام مندرجہ دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء کی تعبیر ہمیشہ سختی سے اور بحق قابضان مواخذہ و حقیت ہائے ضمن کے کیگئی ہے تاکہ حتی الامکان کسی پر سختی نہو۔ ہمارے لئے فیصلہ جو ڈالٹن کیطرح

(۱) اپیل از ڈگری عدالت اپیل ۲۷۰۲ سنہ ۱۹۱۲ء
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۸۲۷

مقدمہ نمبر ۲۱
پنچم رنڈی
بنام
گوبند چوہدری

بمقدمہ سرنومونی بنام سلیس ونبدرائے بہادر کا حوالہ دینا ضروری نہین +

بابو ہری موہن چکرورتی منجانب اپیلانٹ مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا کہ گو یہہ امر اُن صورتون کے واسطے درست ہو جہانکہ خریدار نیلام مدعی ہو اور ایک حقیقت سے باز رہنا چاہتا ہو تاہم وہی قاعدہ اُس صورت سے بھی متعلق ہونا چاہیے جہانکہ خریدار نیلام مدعی نہو جوکہ ایک حقیقت ماتحتی کی منسوخی کا دعویدار ہو بلکہ وہ حصول قبضہ کی استدعا کرتا ہو ہم اس عذر کو درست تسلیم نہیں کرسکتے - صورت حال مین یہہ قرار دیا گیا ہے کہ مدعی رسپانڈنٹ حال کے قبضہ مین ایک تعلقہ تھا اور کہ اُسکے استحقاق مالکانہ تعلقہ مذکور مین قانون میعاد کے روسے خلل واقع نہین ہوا اسلیئے اُس کا استحقاق بطور تعلقدار ایک موجودہ استحقاق متصور کیا جانا چاہیے تا وقتیکہ یہہ ثابت کیا جاوے کہ وہ اُس نیلام مالگزاری مین زائل ہوگیا ہے جسمین اپیلانٹ ایک از خریداران تھا - اپیلانٹ اس امر کے ثابت کرنیسے قاصر رہا تھا کہ وہ تنہا خریدار تھا یا کہ مدعا علیہم عث وغیرہ نے جو مطابق بیان مدعی کے بعض خریداران تھے کوئی استحقاق بطور خریداران نیلام حاصل نہیں کیا نیز مدعا علیہ نے اس امر کے ثابت کرنیسے قاصر رہا ہے کہ کوئی امر کل خریداران نیلام نے مدعی کے تعلقہ کو زائل کرنیکے واسطے کیا تھا - پس اس صورت مین مطابق اُس رائے کے جو ہمنے دفعہ ۳۷ کی نسبت اختیار کی ہے تعلقہ مذکور ایک موجودہ تعلق متصور کیا جانا چاہیے اور مدعی اُسکے دلایا یا نیکا مستحق اپنے استحقاق بطور مالک تعلقہ مذکور کے روسے قرار دیا جانا چاہیے - پس نتیجہ یہہ ہے کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت بحال رکھی جاتی ہے اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے +

اپیل معہ خرچہ خارج کیا گیا +

---

(۱) معنداندین اپیل جلد ۱ صفحہ ۱۲۳

باجلاس مسٹر جسٹس جیکسن و مسٹر جسٹس ...

کیلاش چندر چکرپتی وغیرہ (مدعیان) **بنام** کالشی چندر چکرپتی و یک کس دیگر (مدعا علیہم)*

۱۳ جنوری ۱۸۹۷ء

دہرم شاستر - بنگال سکول دہرم شاستر - مشترکہ وارثہ - صلحنامہ - ورثائے بازگشت +

مطابق قانون دیابہاگا کے جب چند دختران اپنے باپکی جائداد وراثت مین لین تو وہ مجاز ہین کہ کوئی انتظام باہمی اپنے اُن حقوق کی نسبت کرین جو اُن کو جائداد مذکورہ مین حاصل ہین - مگر شرط یہ ہے کہ انتظام مذکور کیوجہ سے ورثائے بازگشت کے حقوق مین خلل اندازی ہووی ہو اِلّا بطور معجل کرنے اُنکی وراثت کے +

مدعیان نالش ہذا نے ایک شخص مسمّی سبہادرا کے حصّہ مندرجہ بعض اراضیات کے دلاپانیکا دعوی بطور وارثان اُنکے نانا مسمّی رادہاکشن چکرپتی کے کیا +

رادہاکشن چکرپتی و کالی شنکر چکرپتی و بہابنی شنکر چکرپتی تین برادران تہے جو ایک مشترکہ خاندان اہل ہنود بناتے تہے جو بعض اراضیات لاخراج پر قابض تہے - بہابنی شنکر رادہاکشن سے پہلے ایک بیوہ مسماۃ مسماۃ شاما سندری چہوڑکر فوت ہوا جو چند سال بعد فوت ہوگئی اُسکے بعد رادہاکشن ایک مسماۃ سردا سندری اور تین دختران سبہادرا و لبتاکہا و گنگا نیسوری چہوڑکر فوت ہوا - سبہادرا کی شادی جسکے حصّہ کی نسبت تنازعہ ہے اُسکے باپ کی عین حیات مین مدعا علیہ علا کے ساتہ ہوئی تہی لبتاکہا مادر مدعیان اور گنگا نیسوری کی شادی بعد وفات اُنکے باپ کے کیگئی تہی جبکہ وہ معہ اپنی ماں کے اپنے چچا کالی شنکر کے ساتہ رہتی تہین سردا سندری بیوہ رادہاکشن ۱۳ پوس ۱۲۷۳ء (۲۷ دسمبر ۱۸۶۶ء کو فوت ہوئی) رادہاکشن کا حصّہ اراضیات مشترکہ کالی شنکر کے پاس تہا جسنے اسکو اپنے متوفی برادر کی تین دختران کے حق مین ترک کرنیسے انکار کیا - لبتاکہا مدعی کی ماں نے کالی شنکر پر اپنے باپ کے حصّہ اراضیات کی ۱۸۶۸ء مین نالش کی اور اپنی ہمشیرگان سبہادرا اور گنگا نیسوری کو مدعا علیہم نالش بنایا - نالش مذکور کا صلحنامہ ہر ایک نے ہمشیرگان مذکورین مسے کیا اور اُن اراضیات کا ایک ثلث حاصل کیا جو کالی شنکر نے ترک کی تہیں - سبہادرا اپنے ایک ثلث حصّہ پر اپنی وفات تک قابض رہی جو ۱۲۹۹ء (۱۸۹۲ء) مین لاولد طور پر وقوع مین آئی تہی لبتاکہا مدعیان کی ماں ۱۲۹۵ء (۱۸۸۸ء) مین فوت ہوئی

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۹۰۸ ۱۸۹۵ء بر نمارضی ڈگری بابو گوپال چندر بوس سب آرڈینیٹ جج پترہ مصدرہ ۹ اپریل ۱۸۹۵ء منسوخ ڈگری بابو رمیش چندر سین منصف کوٹلا مصدرہ ۱۶ مئی ۱۸۹۴ء +

۱۸۸۷ء
سبدہ چندر چکربتی
بنام
کاشی چندر چکربتی

اور گنگا نیوری بلاکسی اولاد نرینہ کے سمت ۱۲۹۴ (۱۸۸۵ء) مین بیوہ ہوگئی۔ مدعیان نے جیسا کہ قبل ازین بیان کیا گیا ہے سبہادرا کے حصہ اراضیات کے دلا پانیکی نالش بطور ورثا اپنے نانا رادھاکشن کے دائر کی۔ مدعا علیہم نے جنکے قبضہ مین کل اراضیات زیر بحث تہیں اپنا دعوے حصہ مذکور کی نسبت بربنائے صلحنامہ ۱۸۷۰ء کے بیان کیا جسکا اثر مطابق اسکے عذر کے یہہ تہا کہ ایک جداگانہ جائداد اسکی متوفی زوجہ کے واسطے پیدا ہوگئی ہتی۔ صلحنامہ مذکور کی شرائط دو درخواستہائے مین درج تہیں جنمین ایک مدعی نے اور دوسری سبہادرا اور گنگا نیوری نے داخل کی ہتی۔ لپا کہا کی درخواست کا اہم جز حسب ذیل ہے:۔

بہ تالش ہذا کا تصفیہ ایک صلحنامہ سے ہوا ہے جو میری اور کالی شنکر چکربتی اصلی مدعا علیہ اور اُسکے شرکا مدعا علیہم ۲ لغایت ۵ کے مابین ہوا ہے جسکے روسے انہون نے کل مقدار اراضی اور ایک ثلث مشترک مکان ۲ گنڈہ ۲ کارہ ۲ کرانٹ اراضی میرے حق مین ترک کی ہے اور سبہادرا اور گنگا نیوری مین سے ہر ایک نے اسقدر مقدار اراضی لال حاصل کی ہے معہ حد بندی وغیرہ کے اور معہ ایک ثلث مکان کے اور بہ شمولیت مدعا علیہم ۲ لغایت ۵ کے اپنا کل دعوے نسبت دیگر اراضیات کے ترک کیا ہے بدین واقعات موجودہ کے مین اور میرا پسر اور پوتا وغیرہ نسلاً بعد نسل کل اراضی مذکورہ پر قابض رہینگے اور ہمین بیع اور ہبہ کرنیکا اختیار ہوگا بشمولیت شرکا یعنی مدعا علیہم ۲ لغایت ۵ کے اور انکی نسبت کبہی منجانب مدعا علیہ یا کسی اور شریک کے دعوے نکیا جائیگا بطریق متذکرہ صدر ہم اب بہی قابض ہونگے اور ہمیشہ اسیطرح ایک دوسرے کے مقابلہ مین مخالفانہ طور پر قابض رہینگے۔ نہ تو مین اور نہ میرے بیٹے وغیرہ دیگر اشخاص کی اراضی کا دعوی کرینگے اور نہ انکے کسی استحقاق کی نسبت تنازعہ کرینگے۔

وہ درخواست جو سبہادرا اور گنگا نیوری نے کی ہی اسی مضمون کی ہتی۔

بابو پرمو تھوناتھ سین منجانب اپیلانٹان۔

بابو ہری موہن چکربتی و بابو اکہا کمار سین منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز عدالت (مسٹر جسٹس پیتھرم صاحب و مسٹر جسٹس گھوس صاحب) حسب ذیل ہتی:۔

اپیل ہذا اُس نالش مین سے پیدا ہوا ہے جو مدعیان اور اپیلانٹان نے واسطے دلا پانے قبضہ بعض جائداد غیر منقولہ کے بدین بیان دائر کی ہتی کہ جائداد مذکور معہ دیگر جائدادہای کے ایک شخص رادھاکشن چکربتی متوفی نانا مدعیان کی ملکیت ہتی اور کہ رادھاکشن کی بیوہ کی وفات پر جسکی کہ تفویض مین جائدادہای

کید

بنہ

کالشی چیندر مکرجی

مذکور بروئے وراثت کی آئی تہیں۔ جائیداد مذکور کی وارث تین دختران رادہاکشن یعنے لٹ کہاما در کہا مدعیان و گنگا نیوری مدعاعلیہا ع۳ و سبہادرا زوجۂ مدعاعلیہ ع۱ مذکور طور پر ہوگئی تہیں اور کہ کالی شنکر مکرجی برادر رادہاکشن نے لٹ کہا کو بید خل کیا تہا اور اُسنے ایک نالش اُسکے اور دو ہمشیرگان سبہادرا اور گنگا نیوری کے برخلاف نسبت دلاپانے قبضہ اُن جائیداد ہائے کے حصے کے دائر کی تہی جو اُس کا باپ چہوڑ گیا تہا اور کہ نالش مذکور کا انجام ایک صلحنامہ پر ہوا تہا جسکے روسے لٹ کہا اور اُسکی دو ہمشیرگان نے بعض جائیداد ہائے جداگانہ طور پر حاصل کی تہیں اور کہ اُسکے بعد لٹ کہا فوت ہوگئی اور گنگا نیوری لا ولد بیوہ ہوگئی۔ اور کہ سبہادرا کی وفات پر وہ جائیداد جو اُسنے بروئے شرائط صلحنامہ کے حاصل کی تہیں مدعیان کی تفویض مین آگئیں +

جوابدعوی جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہے بدین مضمون تہا کہ وہ جائیداد ہائے جو سبہادرا نے بروئے صلحنامہ کے حاصل کی تہیں رادہاکشن کی ملکیت نہ تہیں اور کہ مدعیان اُنکے مستحق گنگا نیوری کی حیات مین نہیں ہین جو لپس ماندہ دختر رادہاکشن کی ہے اور نیز مدعاعلیہ ع۱ کی حیات مین جو سبہادرا کی جائیداد کا وارث مدعیان کی نسبت فوقیت کے ساتہہ ہے جو اُسکی ہمشیرہ کے پسران ہین +

عدالت اول نے ایک ڈگری بحق مدعیان صادر کی لیکن بر طبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری مذکور کو منسوخ کیا ہے اور قرار دیا ہے کہ مشترک مزارعان ہنود مثلاً بیوگان و دختران مجاز نہیں ہین کہ خود اپنے افعال سے جائیداد ہائے مشترکہ کو منقسم کرین " اسلئے گنگا نیوری سبہادرا کے حصہ کی مستحق تہی +

بر طبق اپیل دوم مدعیان کیطرف سے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ بروئے بنگال سکول دہرم شاستر کے دختران مجاز نہیں ہین کہ اپنی جائیداد مشترکہ کو منقسم کرین اور کہ اُسے یہہ قرار دینا چاہئے تہا کہ بروئے شرائط صلحنامہ کے مدعیان اُن جائیداد ہائے کے مستحق جو سبہادرا چہوڑ گئی ہتی گنگا نیوری اور شوہر سبہادرا کی نسبت فوقیت کے ساتہہ ہتی بخلاف اِسکے مدعاعلیہم رسپانڈنٹان کیطرف سے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری درست ہے اور کہ دختران رادہاکشن نے بروئے صلحنامہ کے صرف باہم اپنے حقوق کو ایک دوسرے کے مقابلہ مین حین حیات کے واسطے ترک کر دیا تہا اور کہ اگر یہہ تسلیم کیا جائے کہ کوئی جائیداد ہائے منقسم بروئے صلحنامہ مذکور

سنہ ۱۸۸۵ ہرسندری دیبی چودہرائن بنام کالکتی چند چودہری

کے تین دختران لدہاکشن کے حق مین پیدا کیگئی تہین تو جایداد ہائے زیر بحث حال کل اُنکی ملکیت نہین ایسا
ہماری یہ رائے ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے اِس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ بموجب بنگال سکول دہرم شاستر
کے جبکہ چند دختران ایک مشترکہ جایداد کو حاصل کرین تو وہ اُس جایداد کو منقسم کرنیکے ناقابل ہین - ہماری رائے مین مطابق
قانون دیابہاگا کے جب چند دختران اپنے باپ کی جایداد کو وراثت مین پائیں تو وہ مجاز ہین کہ کوئی انتظام
اپنے اپنے حقوق کے متعلق جایداد مذکور مین کرین مگر شرط یہ ہے کہ انتظام مذکور ورثائے بازگشت کے
حقوق مین خلل انداز ہو الّا بطور معطل کرنے اُنکی وراثت کے - یہ رائے کامل طور پر مطابق قانون کے
ہے جیسا کہ وہ ایک بیوہ کی صورت مین موجود ہے جو مشابہ قانون متعلق دختران کے ہے اور نیز
اور نیز مطابق اُس قانون کے جو اُس صورت سے متعلق ہے جو دختران کی وراثت کی نسبت ہو
(ملاحظہ ہو دیابہاگا باب ۱۱ دفعہ ۲ فقرات ۳۰ و ۳۱ و مقدمات جالوکی ناتہہ ملکہو بنام دہیا نام متہورا ناتہہ
ملکہو (۱) و بیدمامنی داسی بنام جگا دمبا داسی (۲)) نیز ہماری یہ رائے ہے کہ رسپانڈنٹان کا یہ عذر
کہ وہ شئے جو دختران نے ایک دوسرے کے حق مین بروئے صلحنامہ مذکور کے ترک کی تہی اُسکا تعلق اُنکے
حقوق دوران حین حیات سے تہا نادرست ہے - اور ہماری یہ رائے ہے کہ دختران کا منشا بروئے صلحنامہ کے
یہ تہا کہ ہر ایک کے حق مین کامل حقیت اُس جایداد مین پیدا کیجائے جو اُسے عطا کیگئی ہے جسکو وہ آزادی سے منتقل
کرسکتی تہی اور جو اُسکے ورثا کے حق مین منتقل ہوسکتی تہی اب اِس سوال پر غور کرنا باقی ہے کہ کس حد تک
انتظام مذکور مدعیان کو نالش حال مین کامیاب ہونیکے قابل بناتا ہے اور کس حد تک وہ اُسکے کرنیکی
مجاز تہی جبکہ ہم صلحنامہ مذکور کی نسبت یہ رائے اختیار کرتے ہین تو ہمین بخلاف ازین یہ کہنا چاہیے کہ اُسکی
شرائط ایک ترک استحقاق منجانب دختران مذکور دربارہ استحقاق وراثت کی حد تک نہیں پہونچتین
تاکہ وہ حصص جو دیگر دختران کو عطا کئے گئے ہین اُنکی وفات پر ورثائے بازگشت کے نام منتقل ہون - سوا
صلحنامہ مین کہیں یہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ بخلاف ازین اُسمین صریح طور پر حکم ہے کہ ہر ایک دختر کی وفات
پر وہ جایداد ملے جو اُسکے حصہ مین آئی ہو۔ اگر وہ اُسنے دوران حین حیات مین منتقل نکی ہون

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۸۰
(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۳۴

کیلاشو
بنام
کاشی چندر چکرورتی

اُنکے پسران اور پوتون وغیرہ کے نام منتقل ہوگی یعنی اُنکی جداگانہ جایداد کے ورثاء کے نام جس سے مراد اُسکا استری
دہن ہے تو دو ر جا ئداد مشتبہ مذکور مین لفظ استری دہن کا استعمال نہین کیا گیا۔ لیس اسصورت مین آیا یہ
کہا جاسکتا ہی کہ گو صلحنامہ مذکور کی شرائط کے روسے مدعیان جائداد متروکہ کسبہادر کا دعوی نہین کرسکتے
تاہم وہ مہر شاستر کا اثر جسکی وجہ سے صلحنامہ مذکور کامل طور پر موثر نہین ہوسکتا مدعیان کی وراثت معطل کریگا
ہے جو آجکی تاریخ پر زندہ ہیں ورثاء بازگشت مین نسبت اُن جائداد کے جو متوفی دختر چھوڑ گئی ہے ؟
ہماری رائے مین اس سوال کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیے کیونکہ ہماری رائے مین دختران راد ہاکشن
مجاز ہین کہ اپنے مابین کوئی انتظام نسبت اپنے اپنے حقوق طے کرین جو دختران کی جایداد کے جاری رہنے تک
قایم رہیگا یعنے آخری پس ماندہ دختر کی وفات تک اور کہ بلالحاظ اس امر کے کہ آیا آخری پس ماندہ دختر
بعد اسوقت کے جبکہ وراثت اُنکی اور دیگر دختران کی تفویض مین مشترک طور پر آگئی تہی۔ وراثت پانیکے
ناقابل ہوگئی تہی یا بیدا اس لڑکے کہ ایک دختر کا بعد اسوقت کے ناقابل وراثت ہونا جبکہ وراثت
اُنکے اور اوسکی دیگر ہمشیرگان کی تفویض مین آگئی ہو اُسکو اُسکے اس استحقاق سے محروم نہیں کرتا کہ وہ
جایداد دختر پر برابر قابض رہے ہمارے لئے صرف مقدمہ امرتو لال بوس بنام راجونی کنتھ متر (۱)
کا حوالہ دینا کافی ہے۔ لیس اسصورت مین وہ جایداد جو دختران راد ہاکشن کے قبضہ مین آئی تہی گنگا میوری
کی وفات کے بعد تک ختم نہوئی تہی اور جب تک واقعہ مذکور وقوع مین نہ آئے تب تک وہ انتظام جو مابین
دختران کے عملمین آیا ہے ہماری رائے مین موثر رہنا چاہیے اسکے روسے کسی طرح ورثاء بازگشت کے حقوق
مین محض اسوجہ سے خلل نہین آتا کہ حقوق مذکور گنگا میوری کی وفات کے بعد تک پیدا نہوئے تہے۔
وہ انتظام جو مابین دختران کے عملمین آیا ہے کیا ہے ؟ ۔ جیسا کہ ہمنے قبل ازین ظاہر کیا ہے اُسکا اثر یہ تہا
کہ وہ جایداد ملائے جو ہر ایک دختر کو عطا کیگئی تہین اُسی کی جائداد قابل انتقال ہن اور بصورت منتقل
نکئے جانیکے قابل وراثت ورثائے دختر مذکور بطور جداگانہ جایداد مسماۃ مذکور کے ہے جو اُس جایداد
سے متمیز ہے جو اُسنے اپنے باپ سے وراثت مین پائی ہو اس رائے کے مطابق جایداد ملائے حاصل کردہ

(۱) بنگال لاء رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۶ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۲

سبہادر اگر یہ فرض ہی کیا جائے وہ حسب بیان مدعیان کے ایسی جائداد ہائے تہین جو راد ہا کشن کی ملکیت ہتیں اُسکے نزدیک تروارث کے تمام بطور اُسکے استری دہن کے منتقل ہونگی یعنے بحق اُسکے شوہر مدعا علیہ کے اُسی طرح جطرح کہ جائداد متروکہ مادر مدعیان اُنکے نام منتقل ہوئی ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ اپنے نانا کے وارث بازگشت ہتے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ اپنی ماں کے نزدیک تروارث تہے اسلئے ہماری رائے مین مدعیان کی نالش درست طور پر عدالت اپیل ماتحت نے خارج کی ہے گو ایک غلط وجہ پر خارج کیگئی ہے پس نتیجہ یہ ہے کہ اپیل

ہذا نا کامیاب رہتا ہے اور مع خرچہ خارج کیا جانا چاہئے +

اپیل خارج کیا گیا +

نگرانی فوجداری

باجلاس مسٹر جسٹس گارڈن صاحب جج

شاماچرن چکرورتی وغیرہ (سائلان) بنام کتو منڈل و دیگر کسدگر د فریق مخالف

مچلکہ حفظ امن مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۱۰۷ مجسٹریٹ کا اختیار سماعت +

ایک مقدمہ مین جسمین ملزم کی ضمانت حفظ امن کی بابت اس ضلع کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے لی تہی جسمین ملزم عارضی طور پر رہتا تہا جس وقت کہ مجسٹریٹ نے اطلاع پائی کہ اُسکے برخلاف کارروائیات دائر کی ہتیں +

تجویز ہوا ہوئی کہ گو ملزم مستقل طور پر ایک حدود اختیار کے اندر رہتا تہا تاہم وہ کافی طور پر مجسٹریٹ مذکور کے حدود اختیار کے اندر حسب منشاء دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری تہا +

اس مقدمہ مین مجسٹریٹ ضلع دیناجپور نے اُس اطلاع کے پانے پر جو پولیس کی رپورٹ مین درج تہی ۷ مئی سنہ ۱۸۹۶ع کو ایک کارروائی زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری دو ملزمان کے برخلاف دائر کی جسکے رُو سے وہ بغرض اظہار وجاس امر کے عدالت ضلع دیناجپور مین طلب کئے گئے کہ کیون اُنکی ضمانت مبلغ .... کی معہ دو ضامنان مبلغ .... ہر ایک کے ایک سال کیواسطے حفظ امن رکہنے کے لئے نہ لیجائے +

بنا نگرانی فوجداری ۸۰۵ سنہ ۱۸۹۶ع بابت حکم صادرہ بابو بنکو بہاری دت ڈپٹی مجسٹریٹ دیناجپور صادرہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۶ع

شاماچرن بنام کتو منڈل

۲۹ جون کو ملزم ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو بغرض اظہار وجہ پیش ہوا اور ملزم شاماچرن چکربتی نے یہ عذر کیا کہ چونکہ وہ ضلع دیناجپور کے اندر نہیں رہتا اسلئے مجسٹریٹ دیناجپور کو کوئی اختیار در بارہ اس امر کے حاصل نہ تھا کہ اُس سے زیر دفعہ ۱۰۷ ضمانت طلب کرتا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہ قرار دیا کہ ہر دو ملزمان واقعی طور پر ضلع دیناجپور کے حدود کے اندر اُس وقت رہتے تھے جبکہ وہ افعال جن سے غالباً نقض امن وقوع مین آنیکا اندیشہ تھا کئے گئے تھے اور جبکہ کارروائی مجسٹریٹ ضلع نے مرتب کی تھی اسلئے اُسنے حکم دیا کہ اُنکو چاہیے کہ اُن مین سے ہر ایک ایک ضمانت نامہ مبلغ مار صہ معہ دو ضامنان تعدادی مبلغ ما ایک سال کے واسطے حفظ امن رکھنے کے لئے تحریر کرین +

اسپر ملزم شاماچرن چکربتی نے ہائیکورٹ مین درخواست کر کے ایک قاعدہ بغرض تنسیخ حکم ڈپٹی مجسٹریٹ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۹۶ع کو حاصل کیا +

مسٹر جیکسن بمعیت بابو گریش چندر چودہری منجانب سائل:- چونکہ شاماچرن چکربتی ہمیشہ سے ضلع مالدہ مین رہتا ہے اسلئے مجسٹریٹ دیناجپور کو کوئی اختیار نسبت دائر کرنے کارروائیات اور جاری کرنے حکمنامہ کے بخلاف شخص مذکور زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری حاصل نہ تھا اور اِس عذر کی تائید مین مین مقدمات ذیل پر انحصار کرتا ہون:- معاملہ درخواست جے پرکاش لال (۱) معاملہ درخواست راجندر راچندر رائے چودہری (۲) معاملہ درخواست دینوناتہ ملک (۳) +

مسٹر اے چودہری و بابو سرت چندر رائے- چودہری منجانب فریق مخالف +

تجویز ہائیکورٹ (گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:-

قاعدہ ہذا بخلاف مجسٹریٹ دیناجپور کے بغرض اظہار وجہ اِس امر کے حاصل کیا گیا ہے کہ کیون حکم مصدرہ ڈپٹی مجسٹریٹ ضلع مذکور زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری منسوخ نکیا جانا چاہیے۔ فاضل ججان نے قاعدہ مذکور کے عطا کرنے مین حسب ذیل رائے ظاہر کی تھی: "دیگر اہم وجہ درخواست ہذا کی یہہ ہے کہ کیے اندر فریقہا کے جنکی ضمانت حفظ امن کے واسطے لیگئی ہے ضلع مذکور کا رہنے والا نہین ہے اور چونکہ شہادت مندرجہ مسل کو ملحوظ رکہنا ضروری ہے اسلئے ہم ہر دو سائلان کی

---

(۱) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶

(۲) " " کلکتہ " ۱۱ " ۴۳۷

(۳) " " " " ۱۲ " ۳۴۳

سنہ ۱۸۹۸ پیم ... بنام ... اسٹی بنام لٹو منڈل

صورت کو جدا نہین کرتے۔ لیکن قاعدہ ہذا کو ہم دونون کے حق مین جاری نہین دیتے ہین (۱) کیونکہ ان سائلان
شاماچرن چکربتی صدر نایب ہے اور دوسرا شرکت ناتھ گھوس ایک شخص گھنشام بابو کا تحصیلدار ہے جو بعض
مواضعات واقع ضلع دیناجپور کا مالک ہے۔ شاماچرن چکربتی ضلع مالدہ مین رہتا ہے اور شرکت ناتھ گھوس
ضلع دیناجپور مین رہتا ہے۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے بروئے شہادت کے یہہ قرار دیا ہے کہ ہر دو اشخاص
مذکور اور مزارعان مواضعات مذکور کے مابین ایک تنازعہ موجود ہے جسکے باعث غالباً نقض امن کے
وقوع مین آنیکا اندیشہ ہے۔ مواضعات مذکور کی پیمایش تہوڑے عرصے سے کیگئی ہے اور انکا مالک
بوساطت اپنی ایجنٹان کے جو سائلان حال ہین مزارعان مذکور کے لگان کو زیادہ کرنیکی کوشش کرتا ہے
اور اس غرض سے کہ مزارعان کو مالک اراضی کے مطالبہ کو منظور کرنے پر مجبور کرین سائلان نے کثیر التعداد
جماعت پیکون اور برقندازون کی جمع کی ہے اور کوشش کی ہے کہ انکو دہمکی دیکر اور جبر وغیرہ
سے مغلوب کرین۔ اور اسطرح پر انہون نے ڈپٹی مجسٹریٹ کی راے مین بہت سے افعال کا ارتکاب
اُسکے حدود اختیار کے اندر کیا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غالباً حدود مذکور کے اندر نقض امن
وقوع مین لائینگے چنانچہ اُسنے انکی ضمانت ایکسال تک حفظ امن رکہنے کے واسطے لی ہے ✦

نسبت شاماچرن چکربتی کے مسٹر جیکسن نے یہہ عذر کیا ہے کہ چونکہ وہ ہمیشہ ضلع مالدہ مین رہتا ہے
اسلئے مجسٹریٹ دیناجپور کو کوئی اختیار نہ تہا کہ کارروائیات مرتب کرکے اُسکے برخلاف ایک حکمنامہ
زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری جاری کرتا اور اس عذر کی تائید مین اُسنے مقدمات ذیل پر انحصار
کیا ہے۔ معاملہ درخواست جے پرکاش لال (۱) معاملہ درخواست رجندر راجندر رائے چودہری
(۲) معاملہ درخواست دینو ناتہہ ملک (۳) ہم دیکہتے ہین کہ واقعات مقدمات مذکورہ واقعات
مقدمہ حال کے مشابہ نہیں ہین۔ مقدمات مذکور مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سائلان نے کوئی ایسے
افعال نکئے تہے جنسے غالباً نقض امن کے وقوع مین آنیکا اندیشہ اُس مجسٹریٹ کے حدود اختیار کے اندر
تہا جسنے اُنکے برخلاف کارروائیات زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری دائر کی تہین

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۶
(۲) ״ ״ کلکتہ ״ ۱۱ ״ ۴۷۷
(۳) ״ ״ ״ ״ ۱۲ ״ ۱۳۳۶

شاماچرن
بنام
کنومنڈل

مگر مقدمہ حال مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سائیلان بنسبت افعال از قسم مذکور کا ارتکاب حدود مذکور کے اندر کیا ہے
مسل سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاماچرن کو زمینداسنے نائب مقرر کیا تھا اور اُسنے ضلع دیناجپور مین
آکر بسبب ایسے فعال کا ارتکاب کیا تھا جسنے نقص امن وقوع مین آنیکا اندیشہ ہے اور وہ ضلع مذکور کے حدود
مقامی کے اندر دگو عارضی طور پر اسوقت رہتا تھا جبکہ مجسٹریٹ کو اُسکے اغلباً نقص امن وقوع مین آنیکی اطلاع
پائی تھی اور اُسنے کارروائیات زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری دائر کی تھیں مجسٹریٹ مذکور نے
یہہ قرار دیا ہے کہ "وہ ضلع مذکور کے اندر رہتا ہے باکم از کم اُسنے ماہ فاگن وچیت ولباکھ وجاسٹھ
وار ماڑ مین ایسا کیا تھا" اس مین کل عرصہ قبل وبعد از ادجاع کارروائیات کا شامل ہے جیسا کہ ہم
سمجھ سکتے ہین اُسکی یہہ مراد ہے کہ شاماچرن ضلع مذکور کے مختلف حصص مین دوران عرصہ مذکور مین
ٹہر رہا تہا پس اس صورت مین ہماری یہہ رائے ہے کہ مجسٹریٹ کو اُسکے برخلاف اختیار سماعت حاصل تہا ٭
دفعہ ۱۰۷ مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ "جب کبھی کسی پریزیڈنسی مجسٹریٹ یا مجسٹریٹ ضلع یا حصہ ضلع
یا مجسٹریٹ درجۂ اوّل کو اطلاع ہو کہ فلان شخص کی نسبت احتمال ہے کہ نقص امن کریگا یا کوئی ایسا فعل
بیجا اندر حدود علاقۂ اراضی مجسٹریٹ مذکور کے کریگا جس سے نقص امن لازم آئیگا یا یہہ کہ حدود مذکور
کے اندر کوئی ایسا شخص ہے جسکی نسبت احتمال ہے کہ وہ نقص امن کریگا یا اُس قسم کا کوئی اور فعل
بیجا کسی اور جگہ اُن حدود کے باہر عمل مین لائے تو صاحب مجسٹریٹ مجاز ہوگا کہ حسب طریقہ مفصلہ
ذیل شخص ملزم سے وجہ اس امر کی استفسار کرے کہ اُس سے مچلکہ معہ یا بلا ضمانان بوعدہ
حفظ امن خلائق اُس قدر میعاد کے لئے جو ایک برس سے زیادہ نہو اور جسکو مجسٹریٹ مقرر کرنا مناسب
سمجھے کیوں نہ لیا جائے"
ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسوقت جبکہ مجسٹریٹ کو اطلاع دیجائے اور وہ کارروائیات رجوع
کرے شخص ملزم اُسکے علاقہ حدود اراضی کے اندر رہتا ہو تو اُسے اختیار ہوگا کہ ملزم کے برخلاف
کارروائی زیر دفعہ ۱۰۷ کرے گو شخص مذکور عادی یا مستقل طور پر کسی اور حدود اراضی کے اندر رہتا ہو
اگر اسکے برخلاف قرار دیا جائے تو اُس سے بہت سی مشکلات اور دقتیں پیش آئینگی۔ اسمین شک
نہیں کہ مقدمات منقولہ مین ایسی آراء موجود ہین جو اولاً اس رائے کے خلاف معلوم ہوتی ہیں

لیکن بلحوظ واقعات مقدمات مذکورہ کے ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ آیا ہے مذکورہ اُس رائے کے مخالف ہین جو ہمنے مقدمہ ہذا مین اختیار کی ہے۔

نسبت نرکناتھ گہوس کے کوئی ایسا سوال اختیار سماعت پیدا نہیں ہوتا۔

ان وجوہات پر ہماری یہ رائے ہے کہ قاعدہ ہذا خارج کیا جانا چاہئے۔

قاعدہ خارج کیا گیا۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس جنٹلمین صاحب جسٹس

سری ناتھ پال — بنام — گودادہر داس

حوالگی دستاویزات استحقاق - ایکٹ انتقال جایداد نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۹ - رہن عادلانہ - جایداد غیر منقولہ جو جزو واحد و کلکتہ سے باہر واقع ہون - معاملہ جو کلکتہ میں ہوا ہو - ڈگری نیلام - نمونہ ڈگری - طریق عمل۔

مدعا علیہ نے مدعی سے کلکتہ مین کچھ روپیہ ان دستاویزات استحقاق کو کفالت مین رکھکر قرض لیا جو ایسی جایداد غیر منقولہ سے متعلق تھین جن مین سے ایک جزو شہر کلکتہ کی حدود سے باہر واقع تھا۔ ایک نالش منجانب مدعی مین یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ معاملہ کلکتہ مین کیا گیا ہے اسلئے رہن مذکور بطور رہن عادلانہ رہن کے زیر دفعہ ۵۹ - ایکٹ انتقال جایداد جایز رہن تھا گو بعض جایداد شہر کلکتہ کی حدود سے باہر واقع تھیں اور کہ مطابق عملدرآمد عدالت کے مناسب ہے جو اس نالش رہن مین ڈگری دی جائے۔

واقعات مقدمہ حسب ذیل ہین :- ایک شخص گودادہر داس نے مبلغ ۔۔۔ روپیہ راجیندر ناتھ داس سے قرض لیا اور اُسنے اُسکو بطور کفالت کے کلکتہ مین مکانات نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ و ۵ شامیو کرسٹریٹ و ۱۳ بالیا گہاٹ سٹریٹ کی دستاویزات استحقاق حوالہ کیں اور اُسنے یادداشت ذیل تحریر کر دی جو رجسٹری شدہ تھی ”مینے آپ سے مبلغ ۔۔۔ قرض لیا ہے اور مین تمہارے حوالہ دستاویزات استحقاق کو بطور کفالت ادائگی رقم مذکور کے کرتا ہوں“ جایدادہائے مذکورہ بالا مین سے پہلی دو جایدادہائے شہر کلکتہ کے اندر اور تیسری اُس سے باہر واقع ہے۔ مدعا علیہ کیطرف سے ادائگی قرضہ مین قصور واقع ہونے پر مدعی نے زیر ضمن ۱۲ فرمان شاہی اجازت لیکر نالش حال واسطے دلاپانے قرضہ کے بذریعہ نیلام جایدادہائے مرہونہ کے دایر کی۔

تاریخ نالش ابتدائی دیوانی ۱۹ سنہ ۱۸۹۲ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء ۲۲ فروری

تحویل دستاویزات - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۹ - رہن غیر منقولہ

سری ناتھ بنام گودا وہرداس

بروقت سماعت کے دو سوالات پیدا ہوئے تھے :- اولاً آیا ایک رہن انصافی اُن جائیداد ہائی کی نسبت کیا جاسکتا ہے جو شہر کلکتہ سے باہر واقع ہوں اور ثانیاً آیا مرتہن ایک ڈگری نیلام کا مستحق تھا +

مسٹر سین گپتا و مسٹر بی آسداس منجانب مدعی +

مدعا علیہ کیطرف سے کوئی شخص حاضر نہوا +

مسٹر سین گپتا: - رہن مذکور زیر دفعہ ۹۵ فقرہ ۳ - ایکٹ انتقال جائیداد (۴ ہم ۱۸۸۲ء) جائز ہے - دفعہ مذکور مین کوئی حد نسبت توقع جائیداد کے عاید نہیں کیگئی - جواز رہن کے واسطے صرف یہ ضروری ہے کہ حوالگی دستاویزات استحقاق اُن شہرون کے اندر کیجائے جنکا کہ ذکر دفعہ مذکور کے اندر کیا گیا ہے ملاحظہ ہو مادہو داس بنام ارم کشن (۱) مانک جی بنام رستم جی لسروانجی مستری (۲) علاوہ ازین مدعی نالش ہذا نے زیر ضمن ۲ فرمان شاہی اجازت حاصل کی ہے - نسبت سوال دوم کے جو یہ ہے کہ آیا مرتہن ڈگری نیلام کا مستحق ہے ہماری یہ رائے ہے کہ انگلستان مین مرتہن انصافی بذریعہ حوالگی دستاویزات استحقاق کے خواہ اُسکے ساتھ ایک یاد داشت تحریری لکھوایا نہ صرف بیعبات کا مستحق ہوتا تھا نہ کہ نیلام کا - ملاحظہ ہو جیمس بنام جیمس (۳) مگر اب زیر ایکٹ انتقال ۱۸۸۱ء ۴۴ و ۴۵ وکٹوریہ باب ۴۱ دفعہ ۵ کے رو سے ایک مرتہن انصافی بجائے بیعبات کے ڈگری نیلام حاصل کر سکتا ہے اگر رہن صورت حال مین زیر دفعہ ۹۵ - ایکٹ انتقال جائیداد (۴ ہم ۱۸۸۲ء) جائز ہے تو مرتہن اُنہیں حقوق کا مستحق ہے جنکا کہ ایک عام مرتہن زیر دفعہ ۶۷ - ایکٹ مذکور ہے +

جارڈین صاحب جسٹس: - مقدمہ ہذا مین دستاویزات استحقاق متعلق بہ جائیداد غیر منقولہ متذکرہ عرضی دعوی اس نیت سے حوالہ کیگئی تہین کہ انپر ایک کفالت عاید کیجائے اور چونکہ معاملہ شہر کلکتہ مین ہوا تھا اسلئے میری یہ رائے ہے کہ ایک بہتر رہن اُسکے رو سے پیدا کیا گیا تھا گو بعض جائیداد ہائے شہر مذکور کی حدود سے باہر واقع ہین - سوال صرف نسبت مناسب چارہ جوئی کے ہے میرے روبرو ایک بیان مندرجہ ٹیکسٹ بک کا حوالہ دیا گیا تھا جو یہ ہے کہ اس جماعت کے رہن ہائے کا طریق عمل انگلستان کے طریق عمل کا تابع ہے اور اگر بیان مذکور درست ہو تو چارہ جوئی صرف بیعبات ہوگی مگر ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ طریق عمل عدالت ہذا کا سالہا سال

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۸
(۲) " " بمبئی " ۱۴ " ۲۶۹
(۳) لاء رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۶ صفحہ ۱۵۳

ڈگری نیلام رہا ہے - چنانچہ مین ایک ڈگری اُسی نمونہ کے مطابق صادر کرتا ہوں - میری رائے مین ڈگری کا عنوان بیان ذیل کے مطابق تحریر کیا جانا چاہئے یعنی :- "معلوم یہ ہوتا ہے کہ دستاویزات استحقاق متعلق بہ جائیداد ملّے غیر منقولہ زیر بحث و متذکرہ عرضیدعوے مدعی یا اُسکے ایجنٹ کو اس نیّت سے حوالہ کیگئی ہیں کہ وہ مکفول کیجائیں وغیرہ" +

اسطرح ڈگری سے یہ ظاہر ہوگا کہ مقدمہ آخری فقرہ دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد کی ذیل مین آتا ہے +

اٹرنی منجانب مدعی :- بابو اشو توش دہر +

اجلاس کامل

پیش جناب ڈبلیو کومر پیتھرام صاحب نائٹ چیف جسٹس و آرکنی صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۸۹۳ مارچ ۲

فاطمہ النسا عرف کنیز فاطمہ وغیرہ (سائلان) بنام دیو کی پرشاد وغیرہ (فریق مخالف)*

نظر ثانی - اپیل - اپیل نسبت اراضی ڈگری ابتدائی - قواعد ہائیکورٹ حصہ دوم باب ۵ قاعدہ ۷ - اخراجہ کا پیپر بک کے واسطے داخل کرنا - حکم ڈسمسی بصورت عدم ادائگی کے - ضابطہ نسبت منسوخی ایسے حکم کے مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۸۸۲ء) دفعات ۵۵۸ و ۶۲۳ و ۶۲۶ +

ایک ڈگری ڈویژن بنچ ہائیکورٹ متضمن ڈسمسی اپیل بوجہ عدم ادخال خرچہ تیاری پیپر بک زیر قاعدہ ۷ قواعد ہائیکورٹ حصہ دوم باب ۵ مثل ایک حکم زیر دفعہ ۶۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے رو سے منسوخ ہوسکتی ہے +

مقدمہ رام ہری ساہو بنام مدن موہن مسترد (۱) جہانتک کہ اس میں اسکے برخلاف فیصلہ کیا گیا ہے غلط طور پر فیصل ہوا ہے +

وہ سوال جسکا استصواب مقدمہ ہذا مین ہائیکورٹ کی اجلاس کامل سے کیا گیا ہے اُس قاعدہ سے پیدا ہوا ہے جو بر طبق درخواست سائلان واسطے بحالی اپیل نسبت اراضی ڈگری ابتدائی کے عطا کیا گیا تھا جو اپیل کے باعث عدم ادخال خرچہ تیاری پیپر بک اپیل مذکور کے خارج کیا گیا تھا اپیل مذکورہ

---

* استصواب اجلاس کامل بر طبق قاعدہ ثانی سائلی نمبر ۲۲۳ سنہ ۱۸۹۲ء بصیغہ اپیل نسبت اراضی ڈگری ابتدائی نمبر ۲۱۵ سنہ ۱۸۹۲ء صادرہ عدالت سب آرڈینیٹ جج درجہ دوم سرن بمقدمہ نالش نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۲ء مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۹

المعروف بنام دیو کی پرشاد

۲۹ جولائی ۱۸۹۵ء کو بروئے قواعد ہائیکورٹ حصہ دوم باب ۳ قاعدہ ۱۷ ایک ڈویژن بنچ نے نتارج کیا تہا جسمین پرنسپ صاحب و بنارس صاحب جسٹسان اجلاس فرماتے تہے جو اُس وقت اضلاع پٹنہ کے مقدمات کی سماعت کرتے تہے اور درخواست حال ٹریولین صاحب بیورلی صاحب جسٹسان کے روبرو کیگئی تہی جنہوں نے بعد مین اضلاع مذکور کا چارج لیا تہا۔ اور قاعدہ مذکور انہوں نے عطا کیا تہا۔ بروقت سماعت قاعدہ مذکور کے فریق مخالف نے یہہ عذر کیا تہا کہ استدعا اپیلانٹان دراصل ایک استدعائے منسوخی ڈگری ہے اور کہ اس امر کی استدعا صرف بطور نظر ثانی کے زیر دفعہ ۶۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی پرنسپ صاحب جسٹس و بنارس صاحب جسٹس کے روبرو دیجا سکتی تہی جو اُسوقت بنچ ہائیکورٹ سے سبکدوش ہوگئی تہی۔ بنچ سماعت کنندہ قاعدہ مذکور کی یہہ رائے تہی کہ عذر مذکور بہتر وجہ پر مبنی ہے۔ لیکن چونکہ ایک اور ڈویژن بنچ کا فیصلہ مقدمہ رام ہری ساہو بنام مدن موہن متر (۱) اُسکے برخلاف موجود تہا اسلئے مقدمہ ہذا کا استصواب اجلاس کامل مین کیا گیا تہا واقعات مقدمہ ہذا کا اجلاس کامل کے روبرو بحکم استصواب ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس مین بیان کئے گئے تہے حسب ذیل ہین :-

۲۸ مارچ ۱۸۹۴ء کو ایک ڈگری سبارڈینیٹ جج درجہ دوم چمپارن نے اُس نالش مین صادر کی تہی جسمین ایک عورت مسماۃ فاطمہ النسا منجملہ دیگر اشخاص کے ایک مدعا علیہا تہی۔ ۳۰ اپریل ۱۸۹۴ء کو اپنے شوہر محمد اصغر اور ایک بالغ پسر عطر حسین اور تین نابالغ پسران کو وارثان چہوڑکر فوت ہوئی ورثائے فاطمہ النسا کو بروئے ایک حکم عدالت ہذا مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۴ء کے ایک اپیل کے عدالت ہذا مین داخل کرنیکی اجازت دیگئی تہی۔ ڈگری متذکرہ صدر کی ناراضی سے اپیل مذکور کیا گیا تہا اور محمد اصغر بطور رفیق قریب تر اپنے نابالغ پسران کے عمل کرتا تہا۔ محمد اصغر ۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو فوت ہوا اور بروئے ایک حکم عدالت ہذا مورخہ ۷ فروری ۱۸۹۵ء کے اُسکے پسران اُسکی بجائے شامل مسل کئے گئے تہے اور اُس کا بالغ پسر نابالغان کیطرف سے ولی دوران مقدمہ مقرر کیا گیا تہا ۔

۹ اپریل ۱۸۹۵ء کو ایک تخمینہ واسطے تیاری پیپر بُک کے مبلغ ۔ ۔ ۔ لگایا گیا تہا۔ ۲۲ مئی کو مقدمہ اولاً فہرست لوازمہ مین شامل کیا گیا اور ورثان بعدہ دو ہفتہ کیواسطے اس غرض سے ملتوی رکہا گیا تہا کہ اپیلانٹ بیان حلفی داخل کرے ۔

یکم جون ۱۸۹۵ء کو عطر حسین نے ایک بیان حلفی تعدیق کیا جسمین اُسنے بیان کیا کہ مین

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۴

فا / کیزفا / بنام / دیوکی پرشاد

درخواست مذکور بطور ایک درخواست زیر قاعدہ ۱۰ باب ۳ قواعد عدالت ہذا بصیغۂ اپیل متصور کیجانی چاہئے۔

"ہماری رائے مین ڈگری ۲۹ جولائی صرف بربنائے ایک حکم زیر دفعہ ۱۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منسوخ ہوسکتی ہے ایک ڈگری جہانتک کہ ہمین معلوم ہے صرف ایسے طریق پر منسوخ کیجاسکتی ہے جیساکہ قانون مین درج ہے سوائے زیر دفعہ ۱۲۶ کے جہانتک ہمین معلوم ہے کوئی ایسا حکم مقدمۂ حال سے متعلق نہین ہوسکتا۔

ہماری رائے مین مناسب یہہ ہے کہ اس سوال کا فیصلہ اجلاس کامل سے کیا جائے کہ آیا ہمین کوئی اختیار نسبت صدور حکم مذکور کے حاصل ہے یا نہیں۔ اس لئے ہم مقدمۂ ہذا کو اجلاس کامل سے فیصل کئے جانیکے لئے ارسال کرتے ہین"۔

بابو ہرندرا نرائن متر (منجانب مولوی سراج الاسلام) وسید محمد طاہر منجانب سائلان۔

بابو کالی کشن سین منجانب فریق مخالف۔

بابو ہرندرا نرائن متر نے یہہ عذر کیا کہ درخواست ہذا زیر دفعہ ۵۵۸ جبکہ وہ قاعدہ ۱۰ کے ساتھ پڑہی جائے منظور کیجاسکتی ہے یا بہرحال زیر قاعدہ ۱۰۔ [پیتہرم صاحب چیف جسٹس:۔ آیا اپیلانٹ ۲۹ جولائی کو حاضر ہوئے تہے جبکہ اپیل خارج کیا گیا تہا؟ بابو کالی کشن سین وکیل فریق مخالف نے یہہ ظاہر کیا کہ اپیلانٹان کا وکیل حاضر ہوا تہا اور اُس نے مہلت مانگی تہی]۔

حکم عدالت (پرنسپ صاحب و بنارس صاحب جسٹسان) ایک "ڈگری" زیر دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے نہیز ملاحظہ ہو جگرناتہہ سنگہ بنام ٹڈمین (۱) [اوکنلی صاحب جسٹس:۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۱۵۸۔ عدالت کے پاس مقدمہ کے فیصل کرنیکے وسائل موجود نہ تہے اور اُسنے اُسکو خارج کردیا تہا] ڈسمسی بوجہ عدم پیروی ایک ڈسمسی بروئے حکم ہے نہ کہ بروئے ڈگری ملاحظہ ہو منصب علی بنام نہال چند (۲) اس مین شک نہیں کہ ڈسمسی مقدمہ مذکور مین بوجہ عدم پیروی کے زیر دفعہ ۵۵۶ تہی لیکن احکام دفعہ ۵۵۸ صورت حال سے متعلق ہین جیساکہ ہمنے مقدمہ رام ہری ساہو بنام مدن موہن متر (۳) مین فیصل کیا تہا [پیتہرم صاحب چیف جسٹس:۔ صورت حال مین حکم کے منسوخ کرنیکے لئے کوئی قانون موجود نہیں ہے] مین یہہ استدعا کرتا ہون کہ دفعہ ۵۵۸ و قاعدہ ۱۰ ملا کر پڑہے جانے چاہئیں لیکن اگر ایسا نکیا جاسکے تو قاعدہ ۱۰ کافی وسیع اس غرض کیواسطے ہے کہ ایک حکم واسطے وصول کئے جانے زر مذکور کے اس وقت صادر کرنیکا اختیار عطا کرے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۵

(۲) " " الہ آباد " ۱۵ " ۳۵۹

(۳) " " کلکتہ " ۲۳ " ۳۴۹

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر جی صاحب جسٹس و رمپینی صاحب جسٹس

یکم جنوری ۱۸۹۷ء

بہیرام علی شیخ لنکدار (مدعاعلیہ) بنام گوپی کنشہ شاہا (مدعی) بنوہ

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ - سوال واسطے عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے - وہ تنقیح جو مدعاعلیہ نے ایک نالش جداگانہ میں اٹھائی ہو - ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعات ۶۵ و ۳۷ - استحقاق دخیلکاری اور اسکا قابل انتقال ہونا -

دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس نالش کی مانع ہی جو چند ایسے سوالات کے فیصل کئے جانیکے واسطے دائر کیگئی ہو جو ثہین خاص کئے گئے ہین لیکن وہ کسی ایسی تنقیح کے فیصل کئے جانیکی مانع نہیں جو سوالات مذکورہ مین شامل ہو اگر تنقیح مذکور ایک نالش کے مدعاعلیہ کی تحریک سے اٹھائی گئی ہو -

بستی رام بنام فتورا، سے تمیز کیگئی -

اجتہ ہم سوجو گی مدراج بخلاف ازین کے وہ مقبوضہ عوتی جسمین عیت کو صرف استحقاق دخیلکاری حاصل ہی رعیت دخیلکار کی تحریک سے قابل بیع نہین یا ایسکے کسی اُن کی تحریک سے سوا اسکے مالک اراضی کی جو اپنی ڈگری لگانکا اجرا کرانا چاہتا ہو -

دہ ہنیات زیر بحث جسمین مدعاعلیہ کو محض استحقاق دخیلکاری حاصل تہا ایک ڈگری زر نقد حاصل کردہ مدعی کے اجرا مین نیلام کیگئی تہیں اور ۱۲ اگست سنہ ۱۸۸۵ء کو خود مدعی نے خرید کی تہیں عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ مدعیکو مالکان اراضی نے بطور مزارعہ کے تسلیم کیا ہی اور کہ اسنے باضابطہ قبضہ سنہ ۱۸۸۶ء مین حاصل کیا تہا لیکن وہ واقعی قبضہ کے حاصل کرنیسے قاصر رہا تہا۔ نالش واسطے دلا پانے قبضہ خاص اور منسوخی صلات کے دائر کیگئی تہی -

جوابدعوی (جہانتک کہ وہ ضروری ہی) یہ تہا کہ مدعاعلیہ کو کوئی استحقاق قابل نیلام جائداد مذکور مین حاصل نہ تہا اور کہ اسلئے مدعی نے خرید مذکور کے روسے کوئی حق حاصل نہ کیا تہا -

عدالت اوّل نے نالش کو خارج کیا - بر طبق اپیل فیصلہ مذکور کو عدالت اپیل ماتحت نے خارج کیا تہا اور مدعاعلیہ نے اپیل ہذا ہائیکورٹ مین دائر کیا -

بابو دوارکا ناتہ چکراورتی منجانب اپیلانٹ -

---

* اپیل از ڈگری ثانی اپیل نمبر ۱۳۴۹ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری اے منیل صاحب ڈسٹرکٹ جج مین سنگہ مصدرہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۹۵ء قائم و ترمیم ڈگری بابو کرشنا چندر چٹرجی سبارڈینیٹ جج ضلع مذکور مصدرہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۴۲ -

بہیر
بنام
گوپی کشن ہتنا

ہماری یہ رائے ہی کہ سوال اوّل کا جواب نفی میں دیا جانا چاہیے - اس عذر کی تائید میں کہ دفعہ ۲۴۴ نالش کی
مانع ہے مقدمہ بستی رام بنام فتو (۱) کا حوالہ دیا گیا تھا - لیکن مقدمہ مذکور بمقدمہ حال سے ممیز ہے - مقدمہ مذکور میں اُس
مدیون ڈگری نے جسکی کہ حقیت دخیلکاری نیلام ہوگئی تھی ایک نالش واسطے قایم کرنے استحقاق رعیتی کے دائر
کی تھی باوجودیکہ وہ نیلام ہوچکی تھی - اسوجہ پر کہ استحقاق دخیلکاری قانوناً قابل انتقال نہیں ہی اور تجویز یہ
ہوئی تھی کہ وہ ارجاع نالش کا مستحق نہیں ہے کیونکہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایسی نالش کی مانع ہی صورت
حالیہ میں اُس فریق نے جسنے یہ عذر اٹھایا ہی کہ مدعی نے کوئی استحقاق بر وقت خریداری نیلام ہونیکے حاصل نہیں کیا
کیونکہ حقیت نیلام کردہ نا قابل انتقال ہی کوئی نالش رجوع نہیں کی ہے اُسنے عذر مذکور صرف بجواب اُس نالش کے
اٹھایا ہے جو فریق مخالف نے دائر کی ہی اور ہماری رائے میں دفعہ ۲۴۴ اس عذر کے بجانب مدعا علیہ اٹھائے جانیکی
مانع نہیں ہی - دفعہ ۲۴۴ میں صرف یہ حکم ہے کہ اُن چند سوالات کا فیصلہ جو اُسمیں خاص کئے گئے ہیں عدالت
اجرا کنندہ ڈگری سے کیا جانا چاہیے نہ بذریعے نالش جداگانہ کے - اور اگر یہی فرض کیا جائے کہ وہ سوال جو مدعا علیہ
نے صورت حالیہ میں اٹھایا ہی دفعہ ۲۴۴ کی ذیل میں آتا ہی تاہم اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ بروئے احکام دفعہ ۲۴۴
کے سوال مذکور مدعا علیہ کیطرف سے نہیں اٹھایا جا سکتا حالانکہ سوال مذکور کارروائی اجرا میں اٹھایا نہ گیا تہا اور
اُسکا فیصلہ ابھی تک نہیں کیا گیا - وہ رائے جو ہم دفعہ ۲۴۴ کی نسبت اختیار کرتے ہیں یہ ہی کہ وہ اُس نالش کی مانع ہی
جو واسطے فیصل کرانے چند سوالات کے دائر کیجاوے لیکن وہ اُس تنقیح کے فیصل کئے جانیکی مانع نہیں ہی جو سوالات
مذکور میں شامل ہو - اگر تنقیح مذکور مدعا علیہ کی طرف سے اُس نالش میں قایم کیگئی ہو جو اُسکے برخلاف دائر کیگئی ہو
ہماری رائے میں دفعہ ۲۴۴ بلحاظ کے متعلق دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے مختلف ہے جسکے بموجب نہ صرف ایک
نالش یا تنقیح کے فیصل کرنے سے منع کیا گیا ہے جہانکہ نالش یا تنقیح مذکور کا فیصلہ اور سماعت پہلے سے واقعی
طور پر کیا گیا ہو بلکہ اُس تنقیح کے فیصل کرنے سے بھی منع کیا گیا ہی جو نالش قبل میں کسی فریق کیطرف سے اٹھائی
جا سکتی تہی - ہمیں شک نہیں کہ صورت دگرگوں ہوتی اگر وہ سوال جو اب اٹھایا گیا ہی کارروایات زیر دفعہ
۲۴۴ میں اٹھایا جا کر فیصل ہوا ہوتا لیکن اُس صورت میں تجویز تنقیح مذکور زیر دفعہ ۱۳ بطور امر فیصل شدہ
کے متمتع ہوتی نہ کہ زیر دفعہ ۲۴۴ - ایک فیصلہ زیر دفعہ ۲۴۴ - ایک ڈگری کا اثر رکھتا ہے اگر دفعہ ۲۴۴
ایک حال جیسے مقدمہ میں کسی شئے کی مانع ہو تو وہ ایک نالش مرجوعہ مدعی کی مانع ہے - کیونکہ مدعی مجاز تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۴۶ -

کہ اس سوال کا جواب اٹھایا گیا ہے کارروائیات زیر دفعہ ۲۲۴ امر کر کے فیصل کرتا

دوسرے سوال کا جواب اوّلاً احکام ایکٹ مزارعان بنگال پر منحصر ہونا چاہیئے جو مقدمہ ہذا پر حاوی ہے بحوالہ اُس باب کے جو حقوق دخیلکاری سے علاقہ رکھتا ہے یعنی باب ۵ ایکٹ مذکورہ کے ہم دیکھتے ہیں کہ درصورتیکہ دفعہ ۲۶ کے رو سے صریح طور پر حقوق دخیلکاری قابل انتقال قرار دئے گئے ہیں تاہم کوئی حکم باب مذکور میں مطابق وہ باب ہا تحویل کے متعلق حقیت ہائے مقبوضجات دخیلکاری اشرح مقررہ کے موجود نہیں ہے جسکے رو سے مقبوضجات دخیلکاری قابل انتقال قرار دئے گئے ہوں۔ اس عدم موجودگی حکم سے ہمیں صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا منشا حقوق دخیلکاری کو قابل انتقال قرار دینے کا نہیں۔ دفعہ ۶۵۔ ایکٹ مزارعان بنگال پر بالظہار اس امر کے بہت زور دیا گیا تہا کہ مقبوضہ رعیت دخیلکاری قابل انتقال قرار دیا گیا ہے اور نیز دفعہ ۷۳ ایکٹ مذکور کا حوالہ بالظہار اسی نتیجہ کے دیا گیا تہا لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ نہ تو دفعہ ۶۵ اور نہ دفعہ ۷۳ ذی علم وکیل ریسپانڈنٹ کے عذر کی تائید کرتی ہے۔ دفعہ ۶۵ میں یہ حکم ہے کہ جب مزارعہ کو استحقاق دخیلکاری حاصل ہو تو وہ بقایائے لگان کی وجہ سے بیدخلی کا مستوجب نہوگا لیکن اسکی حقیت ایک ڈگری لگان کے اجرا میں قابل نیلام ہوگی اور لگان کا مواخذہ اسپر مقدم ہوگا ہمیں شک نہیں کہ حکم مذکور کے رو سے مقبوضہ دخیلکاری مالک اراضی کی تحریک سے ایک ڈگری لگان کے اجرا میں قابل نیلام قرار دیا گیا ہے تاہم یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ ایک مقبوضہ دخیلکاری ایک رعیت دخیلکار یا اسکے کسی دائن کی تحریک سے سوائے مالک اراضی کے جو اپنی ڈگری لگان کا ایفا کرانا چاہتا ہو قابل نیلام ہے۔ اس نتیجہ کی تردید صریح طور پر اس بات سے ہوتی ہے کہ باب پنجم میں کوئی حکم متعلق بہ قابل نیلام ہونے مقبوضجات دخیلکاری کے موجود نہیں اور دفعہ ۷۳ کے رو سے کوئی ایسا نتیجہ نکلتا ہے بلحاظ اس امر کے کہ ایسے مقدمات بھی موجود ہیں جنمیں دخیلکار رعیتان اپنے مقبوضجات کو بلا رضامندی مالکان اراضی کے منتقل کر سکتے ہیں۔ ہماری مراد ایسے مقدمات کی ہے جنمیں ایسے مقبوضجات بروئے رواج مقامی کے قابل انتقال ہیں۔ ہمیں شک نہیں کہ اگر مقبوضجات دخیلکاری بروئے قانون کے قابل انتقال ہوتے جیسا کہ وہ قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے تہا تو وہ اُسکے بعد بھی قابل انتقال رہتے کیونکہ ایکٹ مذکور میں اسکے خلاف کوئی حکم موجود نہ تہا اگر بخلاف ازیں وہ قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے قابل انتقال نہ تہے

گوپی کشن

تو چونکہ ہمارے نتیجہ امتحان ایکٹ مزارعان بنگال سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ برخلاف قانون مذکور کے قابل انتقال نہین بنائے گئے اور پرانا قانون امر مذکور کے متعلق بغیر تبدیل چھوڑا گیا ہے۔

اب ہم پرانے قانون متعلق باین امر پر غور کرتے ہین اور ہمین ہمین چندان وقت نہوگی کیونکہ پرانا قانون متعلق باین امر صریح اور کافی طور پر اجلاس کامل عدالت ہذا نے مقدمہ نرندر نرائن رائے بنام ایشن چندر سین (۱) مین بیان کیا ہی مقدمہ مذکور مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ استحقاق دخیلکاری ایک ایسا حق ہے جو رعیت کو ذاتی طور پر حاصل ہی اور وہ نیلام سے منتقل نہین ہو سکتا۔ یہ امر کسیقدر نادرست معلوم ہوتا ہی کہ مالک اراضی اپنی ڈگری بقایائے لگان کے ایفا مین ایک مقبوضہ دخیلکاری کو نیلام کرا سکتا ہے اور رعیت دخیلکار اور نہ اسکا کوئی داین اسکو نیلام کرسکتا ہے لیکن اگرچہ اسمین کوئی بے ترتیبی موجود ہی ہے تاہم ہمین یہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ بے ترتیبی بالارادہ رکہی گئی ہے۔ ممکن ہی کہ واضعان قانون نے اس امر کو مناسب سمجہا تہا کہ مقبوضجات دخیلکاری بقایائے لگان کی علت مین ضبط نہ کئے جائین جیسے کہ وہ بموجب پرانے قانون کے تہے اور بطور معاوضہ مالک اراضی کے یہ حکم دیا گیا تہا کہ مالک اراضی مجاز ہے کہ مقبوضجات دخیلکاری کو کسی ڈگری بقایائے لگان کے ایفاء کیلیے نیلام کرائے تاہم واضعان قانون نے اس امر کو نامناسب سمجہا ہوگا کہ مقبوضجات دخیلکاری رعیتان دخیلکار کیطرف سے یا انکے داینان کی تحریک سے قابل بیع قرار دیئے جائین انہون نے یہ خیال کیا ہوگا کہ ایسے انتقال کا اثر بہت سی صورتون مین یہ ہوگا کہ رعیتان دخیلکار کے مقبوضجات قرضخواہان کے قبضہ مین چلے جائین اور خود رعیتان انکے دست نگر رہین۔

اب مالک اراضی کی رضامندی دربارہ انتقال پر غور کرنا باقی ہے جسکے کہ رو سے مدعی دعویدار ہے۔ بالعموم وہ اشخاص جو جوانہ انتقال مقبوضہ دخیلکاری کی نسبت عذر کر سکتے ہین مزارعہ دخیلکار و مالک اراضی ہین اور جہانتک شخص اول الذکر اپنے مقبوضہ کو منتقل کرے اور شخص موخر الذکر منتقل الیہ کو بجائے مزارعہ اول کے تسلیم کرے تو اسصورت مین کوئی مشکل انتقال مذکور کے موثر کرنے مین پیدا نہیں ہو سکتی لیکن وہ صورت موجودہ صورت سے بالکل مختلف ہے جہانتک انتقال بذریعہ ایک لازمی نیلام بتحریک داین رعیت کے عملمین آیا ہے اور مالک اراضی کی رضامندی کئی سال بعد انتقال کے حاصل کیگئی ہے گو بعد خرید مذکور کے وہ پہلے مزارعہ سے لگان وصول کرتا رہا ہے ان جملہ وجوہات کے رو سے

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۴ و ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۔

ہماری یہ رائے ہے کہ سوال دوم کا جواب بہی نفی میں دیا جانا چاہیئے نتیجہ یہ ہے کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت منسوخ کیجانی چاہیئے اور عدالت اول کی ڈگری معہ خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت کے بحال کیجانی چاہیئے ۔

اپیل منظور کیا گیا ۔

(۲۸ جنوری ۱۸۹۷ء)

نگرانی فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

اکھلے چند رہٹی (سائل) بنام کلکتہ میونسپل کارپوریشن (فریق مخالف)*

ایکٹ اجتماع میونسپلٹی کلکتہ (بنگال ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۸ء) دفعات ۳۳۵ و ۳۴۲ – تاریخ حصول لائسنس –

مقدمہ متعلق بہ مالک احاطہ مویشی زیر دفعہ ۳۳۵ ایکٹ اجتماع میونسپلٹی کلکتہ (بنگال ایکٹ سنہ ۱۸۸۸ء)

مادہ مویشی کے واسطے لائسنس حاصل نہ کیا ۔

تجویز ہوئی کہ دفعہ مذکور کی رو سے ... موجودہ ... ہر سال یکم جون سے پہلے لائسنس کے لینے پر مجبور نہیں کیا گیا ۔

سائل مقدمہ حال ایک گوالا تہا اور ... ویٹرنری انسپکٹر وارڈ نمبر ۳ میونسپلٹی کلکتہ نے یہ الزام لگایا تہا کہ اُسنے ۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو بلا لائسنس احاطہ مویشی میں گائیں رکہی تہیں اور کہ اُسنے احاطہ مذکور کو بہت کثیف غلیظ حالت میں رکہا تہا اور اس وجہ سے اُسنے جرم زیر دفعات ۳۳۵ و ۳۴۲ ایکٹ اجتماع میونسپلٹی کلکتہ کا ارتکاب کیا ہے جواب دعوے میں سائل نے بیان دوم سے انکار نہیں کیا لیکن اُسنے بیان کیا کہ نسبت بیان اول کے یہ عذر ہے کہ اُسنے میونسپلٹی کے پاس ایک درخواست لائسنس کے واسطے احکام دفعہ مذکور کی ہے ۔ ڈپٹی مجسٹریٹ سیلدہ نے اُسے مبلغ صہ جرمانہ کے ادا کرنیکا حکم اس وجہ سے دیا کہ اُسنے جرم زیر دفعہ ۳۳۵ ایکٹ اجتماع میونسپلٹی کلکتہ کا ارتکاب کیا ہے ۔

بابو بیل ورنا تہہ دت و بابو ہری چرن سرکل بجانب سائل ۔ استغاثہ قبل از وقت تہا جبکہ جرم زیر دفعہ ۳۳۵ کے ارتکاب کا کیا جانا ۲۰ اور ۲۱ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو کیا گیا ہے ۔ زیر دفعہ ۳۴۲ ایکٹ اجتماع میونسپلٹی کلکتہ مالک احاطہ مویشی کو یکم جون تک ہر سال لائسنس لینے کی مہلت دیگئی ہے

---

* اپیل فوجداری نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۸۹۶ء بنارضی حکم بابو سما دہب رائے ڈپٹی مجسٹریٹ سیلدہ مصدرہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۶ء ۔

۱۸۹۶ء
رکہا ... لو ... ار
بنام
کلکتہ میونسپل کارپوریشن

صورت حالمین درخواست لائسنس پہلے سے گذرانی گئی تہی - ایکٹ مذکور کل لائسنسون سے متعلق رکہتا ہے نہ کہ صرف پرانے لائسنسون سے -

مسٹر پراؤن رہبیت بابو گمندرا ناتھ مترا بجانب فریق مخالف :- اسمین شک نہین کہ فقرہ دوم دفعہ ۳۳۵ کے روسے ایک مالک کو ہر ایک سال لائسنس لینے کیواسطے یکم جون تک مہلت دیگئی ہے لیکن یہ امر صرف تجدید لائسنس سے متعلق رکہتا ہے نہ کہ اسصورت سے جسمین کہ ایک مالک نے گائیون کا منافعہ کیواسطے رکہنا ہی شروع ہی کیا ہو اگر صورت یہی ہو تو ایک مالک مویشیان انکو ایک بلا لائسنس احاطہ مین ہر ایک سال پہلے پانچ مہینہ کے واسطے رکہہ سکتا ہے اور بلا ان ایام لینیر حاصل کرنے لائسنس کے انکو چہوڑ سکتا ہے - واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا - دفعہ مذکور کے فقرہ اول کے روسے صریح طور پر ہر ایک شخص کو کسی حیوان کے بغرض حصول فائدہ رکہنے سے امتناع کیا گیا ہے الا ایک ایسی جگہ مین جسکی نسبت کمشنران نے لائسنس عطا کیا ہو اور کسی جگہ کی نسبت لائسنس نہین دیا جاسکتا الاجبکہ ان جملہ شرائط کی تعمیل کیجائے جنکا کہ ذکر دفعہ مذکور کے آخری فقرہ مین کیا گیا ہے اور کہ وہ تعزیر جسکا ذکر دفعہ ۴۳۶ مین کیا گیا ہے عائد ہوجاتی ہے جبکہ کوئی حیوان بلا لائسنس رکہا جائے - سائل نے قبل ازین کبہی لائسنس نہین لیا اور وہ اپنے آپکو یہ عذر کر کے بچا نہین سکتا کہ اسنے یکم جون سال مذکور تک ایسا نہین کیا -

تجویز ہائیکورٹ رگہوس صاحب و گارڈن صاحب جسٹسان بحسب ذیل ہے :-

صرف ایک ہی سوال جو قاعدہ ہذا مین شامل ہے یہ ہے کہ فقرات ۱ و ۲ دفعہ ۳۳۵ ایکٹ جماع میونسپلٹی کلکتہ بنگال ایکٹ ۱۸۸۸ء کی درست تعبیر کیا ہے -

سائل پر زیر دفعات ۳۳۵ و ۴۳۶ ایکٹ مذکور بموجب تجویز جرم لگیگئی ہے کہ اسنے منافعہ کیواسطے ایک ایسے احاطہ مین ۲۰ و ۲۱ مئی ۱۸۹۷ء کو گائین رکہی ہین جسکی نسبت لائسنس نہ لیا گیا تہا اور اسے مبلغ صہ جرمانہ اور بصیغہ خرچہ کے ادا کرنیکا حکم دیا گیا ہے -

دفعہ ۳۳۵ بالفاظ ذیل ہے -

کوئی شخص کسی حیوان کو منافعہ کیواسطے کلکتہ کے اندر نہ رکہیگا الا ایک ایسی جگہ مین جسکی نسبت کمشنران نے لائسنس عطا کیا ہو - ایسا لائسنس ہر سال یکم جون سے پہلے لیا جانا چاہیئے - لفظ "حیوان" مندرجہ دفعہ ہذا مین ہاتہی - اونٹ - گہوڑا خچر - خر اور سینگدار جانور بہیڑ - بکری اور سور شامل ہین

نمبر ۶ ... سے چند ... بنام کلکتہ میونسپل کارپوریشن

"کمشنران جمع ہوکر اُن مقامات کا فیصلہ کرینگے جہاں ایسے حیوان رکھے جائیں اور نیز قواعد بابت فرش اور موریون اور پانی کے مہیا کرنے اور رقبہ مکان اور روشنی اور دیگر شرائط کا جنکے کہ تابع لائسنس عطا کیا جاسکے اور وہ ایک سالانہ رقم ہر ایک ایسی لائسنس کیواسطے مقرر کرینگے جو مبلغ عـہ سے زیادہ ہوگی اور کسی مقام کی نسبت لائسنس نہ دیا جانا چاہیئے جبتک کہ شرائط عائد کردہ کی تعمیل نکیگئی ہو"

سائل کیطرف سے اُس ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو جسنے اُسپر تجویز جرم کی تہی اور نیز ہمارے روبرو یہ عذر کیا گیا تہا کہ تجویز جرم خلاف قانون ہے کیونکہ بروئے فقرہ دوم دفعہ ۳۳۵ کے اُسے یکم جون ۱۸۹۶ء تک لائسنس کے لینے کی مہلت دیگئی ہے اسلیئے استغاثہ دربارہ رکہنے ایک بلا لائسنس حاطہ کے ماہ مئی میں کیا جانا قبل از وقت ہے۔

لیکن فریق مخالف کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ فقرہ اول دفعہ مذکور کے رو سے صریح طور پر ایک شخص کسی حیوان کے بغرض سواری رکہنے سے منع ہے اِلّا ایسے مقامات میں جنکی نسبت کمشنران نے لائسنس عطا کیا ہو اور کہ کسی مقام کی نسبت لائسنس دیا جانا چاہیئے اِلّا جبکہ شرائط مقرر کردہ آخری فقرہ دفعہ مذکور کی تعمیل کیگئی ہو اور کہ تعزیر مندرجہ دفعہ ۳۳۶ عائد ہوجاتی ہی جبکہ کوئی حیوان بلا لائسنس کے رکہا جائے دفعہ مذکور بالفاظ ذیل ہے :-

"جو کوئی شخص کسی زمین کا مالک ہو اور کسی حیوان کے رکہے جانیکی اجازت بخلاف ورزی احکام دفعہ ماسبق دے تو وہ جرمانہ کا مستوجب ہوگا جو مبلغ ۱۰۰ر سے زیادہ نہ ہو اور نیز مزید جرمانہ کا جو عـہ سے زیادہ نہ ہو اُس ہر ایک یوم کے واسطے جسکے کہ دوران میں جرم مذکور بعد اسکی تجویز کیئے جانیکے جاری رکہا جائے اور وہ شخص جو حیوان مذکور کو رکہے ویسے ہی جرمانہ کا مستوجب ہوگا" الخ -

دفعہ مذکور کے الفاظ یہ ہیں "بخلاف احکام دفعہ ماسبق" سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ آیا ۲۰ و ۲۱ مئی کو بغیر حصول لائسنس کے حیوانوں کے رکہنے سے سائل نے احکام دفعہ ۳۳۵ کی خلاف ورزی کی تہی -

ہمیں شک نہیں کہ قانون میں یہ حکم ہے کہ کوئی شخص کسی حیوان کو نہ رکہیگا اِلّا ایسے مقام میں جسکی نسبت کمشنران نے لائسنس عطا کیا ہو لیکن جو کچھہ کہ ہم نے معلوم کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا یہ منشاء ہے کہ لائسنس لیا جاسکتا ہی قبل اسکے کہ ایسے مویشیوں کے رکہے جانیکی اجازت دیجاوے اور کہ آیا تعزیر مقرر کردہ دفعہ ۳۳۶ عائد ہوجاتی ہی جبکہ ایک شخص جبکہ کوئی شخص مویشی بلا لائسنس کے رکہے

سنہ ۱۸۹۷ع
الہ آباد لو ار
بنام
کلکتہ میونسپل کارپوریشن

یا کہ آیا قانون مین ایسے لائیسنس کے ہر سال کسی وقت قبل یکم مئی کے لینے جانیکی اجازت نہیں دیگئی اور کہ تعزیر مذکور عائد نہین ہوتی الا جبکہ لائیسنس ماہ مئی کے اخیر مین حاصل کیا گیا ہو —

اس غرض سے کہ ہم اس سوال کے متعلق ایک درست نتیجہ اخذ کرین ہم نے چند دیگر دفعات متعلق بہ لائیسنس تا گاڑی پیشہ و حیوانات و مذبح و مارکیٹ و دوائی خانہ کا امتحان کیا ہے ہم خاص طور پر دفعہ ۳۰۶ (دوائی خانہ) و دفعات ۳۴۹ لغایتہ ۳۶۹ (گاڑی) و دفعات ۳۷۰ لغایت ۳۸۰ (پیشہ) و دفعات ۴۳۱ لغایتہ ۴۳۶ (مذبح) کا حوالہ دینا چاہتے ہیں —

ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہان واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ تعزیر فوراً بعد وقت عائد ہونی چاہیئے جبکہ ایک فعل بلا لائیسنس کیا جائے تو انہون نے یہ صاف بیان کر دیا ہے مثلاً دیکھو دفعہ ۴۳۱ لیکن جہان انکی منشا یہ تھی کہ لوگونکو کسی فعل کے کرنیکی اجازت تابع لائیسنس کے لینے جانے کے دیجانی چاہیئے اور کہ انکو ایک مقررہ عرصہ لائیسنس کے لینے کیواسطے دیا جانا چاہیئے تو انہون نے اپنا منشا مختلف عبارت اور طریق مین ظاہر کیا ہے مثلاً دفعات ۳۰۶ و ۳۲۵ و ۳۳۶ —

ہمین شک نہین کہ یہ سوال بہت ازقسم ہے جس مین لیکن بعد کامل غور کرنیکے ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۳۳۵ کا منشا وہ نہین ہے جو استغاثہ کی طرف سے بیان کیا گیا ہے اور جبکہ واضعان قانون نے مناسب سمجھا ہے کہ لوگونکو ہر سال یکم جون سے پہلے لائیسنس کے لینے کی اجازت دیجائے تو وہ تعزیر جسکا ذکر دفعہ ۳۳۶ مین کیا گیا ہے عائد نہین ہوتی الا جبکہ ایسا لائیسنس ماہ مئی کے انجام مین حاصل نہ کیا جائے بصورت دیگر فقرہ دوم کے دفعہ ۳۳۵ مین ایزاد کئے جانیکا کچھ منشا نہ ہوتا —

ان وجوہات پر ہماری یہ رائے ہے کہ تجویز جرم غلط ہے اور کہ قاعدہ ہذا قطعی قرار دیا جانا چاہیئے جرمانہ اور خرچہ اگر وصول کیا گیا ہو واپس دیا جانا چاہیئے —

قاعدہ قطعی قرار دیا گیا —

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر سیل صاحب جسٹس

۱۸۹۶ ۱۰ فروری

ٹی یارلو وغیرہ بنام گوبندرام ویک کس دیگر*

ٹریڈمارک - استحقاق استعمال قطعی - غصب - عدد ونمبر بطور ٹریڈمارک (نشان تجارت) کے ملانا -

سوال نسبت استحقاق قطعی استعمال ایک ٹریڈمارک یا ٹریڈ نیم کے زیادہ تر ایک سوال امر واقعہ ہے اگر کلیتاً نہیں اور یہ سوال کہ آیا وہ کسی صورت خاص میں موجود ہے یا نہیں تجویز ہونا چاہیئے کہ آیا شہادت مندرجہ مقدمہ مذکور اس بات کے ظاہر کرنیکے واسطے کافی ہے کہ ایک تعلق مابین [illegible] اور [illegible] دکان کے موجود ہے جو اسکا استعمال کرتی ہے جس سے عام خریداران بازار کو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اسباب [illegible] فلاں خاص دکان کا اسباب ہے [illegible] یہ ظاہر کرنا کہ ایک خاص نمبر تجارت بازار میں مشہور ہوگیا تا وقتیکہ خریداران اسباب کو اس نمبر کے حوالہ سے [illegible] نوعیت و حیثیت اسباب کو [illegible] استحقاق قطعی استعمال نمبر مذکور کے ثابت کرنیکے واسطے کافی نہیں ہے - نمبر مذکور اور دکان [illegible] کے مابین ایسا تعلق موجود ہونا چاہیئے جس سے عوام الناس کو یہ معلوم ہو [illegible] وہ فلاں دکان کا ہے -

ایک نام یا نمبر کے بطور ٹریڈمارک قطعی استعمال کرنیکا حق ایک کامل اور غیر محدود حق نہیں ہے جسکے [illegible] دیگر [illegible] استعمال [illegible] موجود [illegible] روکنے کا مستحق ہو - یہ بات صرف اسی صورت میں ہے جبکہ اس نام یا نمبر کے استعمال کرنے سے عوام الناس کو دھوکا ہو یا اغلباً دھوکا ہونیکا احتمال ہو تو اسکے استعمال سے [illegible] - [illegible] عوام الناس کو دھوکا ہونیکا موجود ہونا چاہیئے صرف اسقدر کافی نہیں ہے کہ دھوکے کا اندیشہ ہے -

مدعیان جو تاجران کلکتہ ہیں اور ولایت سے مال منگواتے ہیں سالہا سال سے سیاہ سوم جامہ کا کپڑہ ولایت سے منگاتے ہیں اور وہ سب سے زیادہ تاجران کلکتہ میں اس قسم کے کپڑہ کے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ وہ قطعی استعمال نمبر ۹۰۰ کے مستحق بطور ایک ایسے نشان کے ہیں جو قسم مذکور کے کپڑہ کو ممیز کرتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کپڑہ فلاں نوعیت کا اور انکا منگوایا ہوا ہے - نشان اس کپڑہ کا جو مدعیان منگواتے تھے [illegible] تھا یعنی ایک [illegible] کا ٹکٹ اس کپڑہ پر چھاپا ہوتا تھا اور ٹکٹ پر مدعیان کا نام چھپا ہوا تھا اور اسکے نیچے ۹۰۰ کا نمبر [illegible] چھپا ہوتا تھا اور اس کپڑہ پر جو مدعا علیہم نے منگوایا تھا

---

* التماس ابتدائی دیوانی نمبر [illegible] ۱۸۹۶ -

۱۸۹۷ء
... لو ... ابر
بنام
گوبند رام

ایک تیتری کا ٹکٹ تہا اور حروف ناگری مین منگوانے والے کا نام طبع تہا اور نیز منگوانے والونکی دوکان کا نام اور ۹۰۰۰ کا نمبر کپڑہ پر لکہا ہوا تہا۔

صرف ایک ہی غصب کی شکایت مقدمہ ہذا مین کیگئی ہے یہ تہا کہ بلا اختیار نمبر ۹۰۰۰ کا استعمال اُس کپڑہ پر کیا گیا ہے جو مدعیان نے ہمیشہ منگوایا۔ کوئی حوالہ عنصید ہوا ہے مین کسی اور نشان یا مورت کا نہ دیا گیا تہا بلکہ استعمال مشمولیت نمبر ۹۰۰۰ کے کیا گیا تہا۔ اور نہ یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ مدعاعلیہم نے کوئی نقل عام اجتماع نشانہائے استعمال کردہ مدعیان کی نسبت اپنے اسباب کو ممیز کرنیکے لیئے کی ہے۔

مدعیان نے اپنے دعوی کو دو بیانات پیہنی رکہا (۱) کہ وہ نمبر ۹۰۰۰ کا استعمال اس امر کے ظاہر کرنیکے واسطے کرتے ہین کہ وہ کپڑہ جسپر نمبر مذکور ہے فلان نوعیت کا ہے اور انکا منگوایا ہوا ہے اور (۲) کہ نمبر مذکور بازار مین بہ اظہار نوعیت ولحاظ کنندگان کپڑہ مذکور کے مشہور ہو گیا ہے۔

مدعاعلیہم کپڑہ کے سوداگر ہین اور وہ ہمیشہ سے کالی موم جامہ کا کپڑہ بہت سی دوکانہائے کلکتہ سے جنمین مشہور سوداگر انیشکمپنی بہی شامل ہے خرید کرتے رہے ہین اور اسکو بطور خوردہ فروشی کے کلکتہ مین فروخت کرتے رہے ہین۔ ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء مین مدعیان نے یہ اطلاع پائی کہ مدعاعلیہم اُس کپڑہ کو جسپر ۹۰۰۰ کا نمبر ہے اور جو دوکان سوداگران اینڈ کمپنی سے منگایا ہے کلکتہ مین فروخت کرتے ہین مدعاعلیہم نے اس امر کو تسلیم کیا لیکن انہون نے اس امر سے انکار کیا کہ مدعیان کو کوئی حق نسبت قطعی استعمال نمبر ۹۰۰۰ کے بطور تمیز کنندہ نشان اسباب طلب کردہ مدعیان کے حاصل ہے اور انہون نے اس امر سے بہی انکار کیا کہ اُس اسباب کے فروخت کرنے مین جسپر نمبر مذکور درج ہو انہون نے کسی ایسے استحقاق کا غصب کیا تہا جسکے کہ مدعیان مستحق ہین۔ نالش حال اس غرض سے دائر کیگئی تہی کہ مدعاعلیہم کو بذریعہ حکم امتناعی کے سیاہ موم جامہ کے کپڑہ کو فروخت کرنیسے باز رکہا جائے جو علاوہ اُس کپڑہ کے اور ہے جو مدعیان منگواتے ہین جسپر کہ ۹۰۰۰ کا نمبر لگا ہوا ہو یا اُسکی کوئی اور شکل کی نقل ہے۔

مسٹر پل و مسٹر گرفتہ ایوانس و مسٹر ہیڈ و مسٹر پک منجانب مدعیان۔

مسٹر جیکشن و مسٹر ڈی لے ایکار و مسٹر گیپر منجانب مدعاعلیہم۔

گوبند رام

اور انکو کسی فریب آمیز نقل نمبر مذکور کی کرین۔ مدعا علیہم نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے
کمپنی سے پانچ صندوق سیاہ موم جامہ کے خرید کئے ہین جنپر خاص قسم کا نشان ہے جسکا ایک جز نمبر ۹۰۰ ہے
اور وہ اسوقت سے کلکتہ مین اس کپڑہ کو فروخت کرتے رہے ہین لیکن وہ اس امر سے انکاری ہین کہ مدعیان
کو نمبر ۹۰۰ کے قطعی طور پر بطور تمیز کنندہ نشان اسباب طلب کردہ مدعیان استعمال کرنیکا حق حاصل ہے نیز انہون
نے اس امر سے انکار کیا ہے کہ اس اسباب کے فروخت کرنے سے جسپر کہ حسب متذکرہ صدر نشان لگا ہوا ہے انہون
نے کسی ایسے استحقاق کو غصب کیا ہو جسکے کہ مدعیان مستحق تھے۔ مدعیان تجاران ہین جو ولایت سے مال
منگواتے ہین اور کلکتہ مین کاروبار کرتے ہین اور مدعا علیہم زنان ہین جو چند سال سے سیاہ موم جامہ
جو بازار مین کالا کپڑہ کے نام سے موسوم ہے بہت سی دوکانہائے کلکتہ سے خرید کرتے ہین جنمین سے
ایک میسرز ہور ملر اینڈ کمپنی ہے اور وہ اس کپڑہ کو بطور خوردہ فروشی کے کلکتہ مین فروخت کرتے ہین۔

مدعیان بہت سالون سے سیاہ کپڑہ اس ملک مین منگاتے ہین اور وہ سب سے زیادہ منگانیوالے
اس قسم کے کپڑہ کے کلکتہ مین ہین جو چھاتون پر چڑھایا جاتا ہے۔ ابتداءً چھاتے اس ملک مین ولایت
سے مکمل منگائے جاتے تھے۔ اب عموماً یہ طریق اختیار کیا گیا ہے کہ وہ اسی ملک مین بنائے جاتے ہین
جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس کپڑہ کی خریداری جو اس کام مین صرف ہوتا ہے بڑھ گئی ہے۔

مدعیان اس طریق پر عمل کرتے ہین جو عموماً خفیف مال کی تجارت مین استعمال کیا جاتا ہے تاکہ انکا
سیاہ کپڑہ ممیز کیا جا سکے۔ اور وہ اس پر بہت اقسام کے نشان لگاتے ہین جو بعض اوقات نمبر مذکور کے ساتھ
شامل ہوتے ہین اور بعض اوقات بغیر نمبر مذکور کے۔ یہ معلوم نہین ہوتا کہ مدعیان نے سیاہ کپڑہ کو ممیز
کرنیکیلئے کبھی صرف نمبر مذکور کا استعمال بلا کسی شے کی صورت کے کیا ہو۔ مسٹر شکلفٹ نے جو ایک اسسٹنٹ
دوکان مدعیان کا ہے اور جسکے اہتمام مین اُسکے اس ملک مین آنیکے وقت سے یعنے ماہ دسمبر ۱۸۹۱ء
سے دوکان مذکور رہی ہے اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ مدعیان قریباً ساٹھ مختلف قسم
کے نمبرونکا استعمال اس سیاہ کپڑہ کو ممیز کرنے کیواسطے کرتے ہین جو وہ ولایت سے منگاتے ہین
اور کہ اُن جملہ نمبرہائے کا استعمال کسی خاص شے کی صورت کے ساتھ کیا جاتا ہے اور کہ علاوہ نمبرہائے

گوبند رام

دیگئی تہی کہ کپڑہ اُسے منگا کر نہیں دیا جاسکتا جسپر نمبر ۹۰۱۵ ہو لیکن وہی کپڑہ پر ۹۰۰۰ کا نمبر
اِس امر کی نسبت سکہدیو سیتا رام نے رضامندی ظاہر کی اور تمام معاہدہ تحریر کیا گیا اور حسب ضابطہ طور پر نمبر
نمبر ۹۰۰۰ کا کپڑہ جسپر بیلونکی مورت لگی ہوئی تہی ولایت سے پہونچا اور سکہدیو سیتا رام کے حوالہ کیا گیا
معلوم ہوتا ہے کہ اُسی نوعیت اور قسم کا کپڑہ مدعیان نے بہی منگایا ہے جسپر صرف بیلونکی مورت ہے
اور کوئی نمبر نہیں اور نیز وہی کپڑہ دیگر تاجران کیواسطے نمبر ۹۰۱۵ اور نمبر ۹۰۱۰ اور نمبر ۹۰۲۵ معہ بعض مورتون
کے لگایا جاکر منگایا گیا ہے مسٹر شکلف اس امر کے کہنے کے ناقابل ہے کہ آیا بیلونکی مورت نمبر ۹۰۰۰ سے
لیکے ہے لیکن یہ امر صحیح ہے کہ بیلونکی مورت کا استعمال مدعیان کیطرف بشمولیت مختلف نمبرون کے یعنی
۹۰۰۰ و ۹۳۰۰ و ۹۰۱۵ کے مختلف اقسام سیاہ کپڑہ کو ممیز کرنیکے واسطے کیا جاتا ہے۔
ماہ ستمبر ۹۵ء میں مدعیان نے اُس دلال سے جسکو اُنہون نے مقرر کیا تہا یہ اطلاع پائی کہ
مدعاعلیہم بازار میں وہ سیاہ کپڑہ فروخت کرتے ہیں جسپر ۹۰۰۰ کا نمبر ہے جو دوکان ہیور ملر اینڈ کمپنی نے منگایا
ہے اور علاوہ ازین اُس کپڑہ کا ایک ٹکڑہ مدعیان کے پاس لایا گیا تہا جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ
مدعاعلیہم کی دوکان سے ایک شخص رام بخش نے خرید کیا ہے جو اسی غرض کے واسطے گنپت داس نے
مقرر کیا تہا۔ اُس کپڑہ کے ٹکڑہ پر جو اسطرح پر مدعیان کے روبرو پیش کیا گیا تہا صرف ۹۰۰۰ کا نمبر ہی تہا
اگر وہ مدعیان کے کپڑہ کے نمبر سے مختلف رنگ اور صورت کا تہا بلکہ اُسپر مدعیان کی بیلونکی مورت
بہی لگی ہوئی تہی۔ پس اگر شہادت مندرجہ مقدمہ سے کافی طور پر یہ ثابت ہو تاکہ مدعاعلیہم ایسا سیاہ
کپڑہ فروخت کرتے ہیں جسپر مدعیان کی مورت بیلون اور اُنکا نام درج ہے تو اس سے صریح طور پر
ظاہر ہوتا کہ مدعاعلیہم اُس اسباب کو جو ہیور ملر اینڈ کمپنی نے منگایا ہے ایسے اسباب کے طور پر فروخت
کرتے ہیں جو مدعیان نے منگایا ہے مجھے اسوقت اسبات پر غور کرنا چاہیئے کہ اس امر کے متعلق شہادت
کس قسم کی ہے اور اُس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ اس اثنا میں چونکہ اُس کپڑہ پر جو مدعاعلیہم فروخت
کرتے تہے بلا شبہ طور پر ۹۰۰۰ کا نمبر درج تہا اور بلا شبہ طور پر مسٹر ہیور ملر اینڈ کمپنی سے منگوایا گیا تہا

۱۹۰۴ء
سی لو
بنام
گوبند رام

کرنیہ کو بلحاظ نوعیت کپڑہ اور طلب کنندگان کے تسلیم کیا گیا ہے۔
مقدمات محولہ سے یہ امر صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو امور مذکور بطور بنا قطعی استعمال نمبر مذکور کے ثابت کئے جانے چاہئیں۔

مقدمہ سنگر مینو فیکچرنگ کمپنی بنام لوگ (۱) میں لارڈ واٹسن صاحب نے رپورٹ کے صفحہ ۳ پر بیان کیا ہے کہ "میری رائے میں شہادت سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نام "سنگر" استعمال کردہ اپیلانٹ کمپنی و جانشین کاروبار اپیلانٹ آیزک مرٹ سنگر بہت عرصہ سے بغرض اظہار اس امر کے مشہور ہے کہ سینے کی مشین انکی بنائی ہوئی ہے" اور "یہ امر صریح طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ اس خریدار کو جو سنگر سوانگ مشین خرید کرنا چاہے بلا شبہ طور پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ صرف ایک ایسی مشین ہے خرید کرنا نہیں چاہتا جو مسٹر سنگر نے بنائی ہو بلکہ اسی شکل اور نوعیت کی مشین لینا چاہتا ہے جو اس جماعت مشین ہائے میں سے کوئی ہو جو کمپنی اس وقت بنایا کرتی ہے"۔

ازاں بعد فاضل جج ان نے بیان کیا ہے کہ "قانونی نتیجہ واقعات مذکور کا یہ ہے کہ اپیلانٹ کمپنی کو ایک قطعی استحقاق درباره استعمال نام "سنگر" کے بغرض اظہار اس امر کے حاصل ہے کہ سینے کی مشین اس کمپنی کی بنائی ہوئی ہے" ان فقرات میں جو اسکے بعد درج ہیں فاضل جج نے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس استحقاق قطعی استعمال کے غصب کو پورا کرنیکے واسطے کیا کچھ ضروری ہے انہنے بیان کیا ہے کہ "کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ لفظ مذکور کا استعمال اپنے اسباب کو بطور انکے اسباب کے فروخت کرنیکی غرض سے کرے یا اگر اسے غرض مذکور کا علم نہی ہو تاہم وہ اسکا استعمال کسیطرح پر عوام کو دھوکا دینے کیواسطے نہیں کرسکتا کسی سند محولہ ذی علم وکیل اپیلانٹ کے رو سے ایک تاجر کا قطعی حق نسبت ایک خاص نام کے حد مذکور سے زیادہ معلوم نہیں ہوتا۔ میری رائے میں کوئی سند یا کوئی اصول ایسا موجود نہیں ہے جسکے رو سے ایک تاجر کو اس سے زیادہ تر حق عطا کیا گیا ہو۔ اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکے کہ عوام الناس کو دھوکا دیا گیا ہے یا کہ دھوکا دیئے جانیکا اغلب احتمال ہے تو اسے کوئی حق درباره اس امر کے حاصل نہیں کہ دیگر اشخاص کو اس نام کے استعمال کرنیسے روکے"۔

ایسا ہی مقدمہ سومرولی بنام سکمبری (۲) میں اسی فاضل جج نے فیصلہ پریوی کونسل صادر کرتے وقت آرائے ذیل رپورٹ کے صفحہ ۴۵۷ پر ظاہر کی ہیں۔
یہ ان مقدمات میں سے مقدمہ اول میں وہ حق جو ایک تاجر یا بنانے والے کو ٹریڈ مارک میں حاصل ہے

(۱) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۸ صفحہ ۱۵۔ (۲) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۳۔

جبکہ کہ وہ استعمال کرتا ہے اُسکی تعریف لارڈ کرینورتھ صاحب نے حسب ذیل الفاظ مین کی ہے: "وہ استحقاق جو ایک شئے کے بنانیوالے کو اپنے ٹریڈ مارک مین حاصل ہی ایک قطعی استحقاق استعمال نشان مذکور بغرض ظاہر کرنے اس امر کے ہی کہ کہان اورکس سے اورکس کارخانہ مین وہ شئے تیار کیگئی ہے جسپر کہ نشان مذکور لگا ہوا ہی پس جوہی کہ ٹریڈ مارک کا استعمال اسطرحپر کیا جائے کہ خریداران کو یہ معلوم ہو کہ وہ اسباب جسپر وہ نشان ہے فلان خاص دوکان کا بنایا ہوا ہی اور کہ کسی دوسرے شخص کو اُسکی نقل کرنیکا حق حاصل نہین اور نہ اُسکے کسی جزو کے استعمال کا حق حاصل ہے اگر اس قسم کے استعمال سے خریداران کو یہ یقین پیدا ہو کہ وہ اُس دوکان کا اسباب خرید کر رہے ہین حالانکہ وہ ٹریڈ مارک ہے"

مقدمہ جانسٹن بنام آربیوانک (۱) مین لارڈ سلبورن صاحب نے ریسپانڈنٹ کے استحقاق قطعی استعمال نشان دو فیل ہاتھی کی نسبت کا رروائی کرتے وقت جب بیان کرنے شہادت کے انرکے رپورٹ کے صفحہ ۲۲۱ پر یہ بیان کیا ہے کہ "اسوجہ سے یہ دونون آیا ہے کہ بہت سے تاجران جو مدعیان کا بنایا ہوا دھاگا بمبئی مین اور دیگر شہرونکے بازارونمین خرید کرنا چاہتے تھے انکو معلوم تہا کہ اُسکا نام "دو ہاتھی" ہے جس سے مراد گجراتی زبان مین دو ہاتھیونکی ہے بعض اوقات اُسکے پہلے لفظ "نگر آم" اور بعض اوقات لفظ "سونہری" لکھا ہوتا تہا۔ میری رائے میں شہادت سے صریح طورپر ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ مذکور "دو ہاتھی" بحوالہ مدعیان کے ٹکٹ کے استعمال کئے گئے تھے اور وہ بغرض ظاہر کرنے اسباب مدعیان کے ظاہر کئے گئے تھے اور کہ کوئی گاہک یا دیسی تاجر بمبئی یا اُن اضلاع کا جہان بمبئی سے مال جاتا تہا جب کبہی بہی ہاتھی کے دھاگہ کی فرمائش کرتا تو اُسکی مراد اُس دھاگہ کی ہوتی تہی جو مدعیان نے اس ملک مین روانہ کیا ہے اور جسپر اُنکا ٹریڈ مارک ہے"

ازان بعد فاضل جج مذکور نے بیان کیا ہی کہ "مدعیان کا استحقاق نسبت ٹریڈ مارک کی صریح طورپر ثابت ہوگیا ہے اب سوال صرف یہ ہی کہ آیا مدعا علیہم نے اُسکا غصب کیا ہے" پس سوال استحقاق قطعی استعمال نام تجارتی یا نشان تجارتی زیادہ تر ایک سوال امر واقعہ ہے اگر بالکل نہین۔ اور یہ سوال کہ آیا وہ کسی موجودہ صورت مین موجود ہے اس امر پر مبنی ہونا چاہیئے کہ آیا شہادت مندرجہ مقدمہ مذکور اس امر کے ظاہر کرنیکے واسطے کافی ہی کہ ایسا تعلق مابین نام یا نمبر اور اُس دوکان کے موجود ہے

(۱) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۷ صفحہ ۲۱۹۔

۱۸۹۷ ... بنام گوشبدرام

جو نمبر مذکور کا استعمال اِس غرض سے کرتی ہی کہ اُن عام خریداران پر جنکے کہ ہاتھہ مین وہ اسباب آئے ظاہر ہو کہ وہ اسباب جسپر نام یا نمبر مذکور درج ہے فلان خاص دکان کا بنایا ہوا ہے -

اسلئے ضروری ہے کہ شہادت مقدمہ ہذا پر یہ معلوم کرنیکے واسطے غور کیا جائے کہ آیا اِس تعلق نمبر ۹۰۰ کا اُس سیاہ کپڑہ کے ساتھہ جو مدعیان منگواتے ہین ظاہر کیا گیا ہی جس سے یہ ظاہر ہو کہ نمبر مذکور جو اُس کپڑہ پر درج ہے درحقیقت عام خریدان پر یہ ظاہر کرنیکے لیئے لگایا گیا ہی کہ وہ کپڑہ جسپر وہ نمبر ہے مدعیان کا ہے بلکہ اُنھون نے ولایت سے منگوایا ہے -

وہ شہادت جو دربارہ استحقاقِ قطعی استعمال نمبر ۹۰۰ متدعویہ مدعیان کے دیگئی ہی وہ دعوا نسبتہً اُنہا کی ذیل مین آتی ہے اوّلاً بلاواسطہ شہادت نمبر ۹۰۰ کے مدعیان سے استعمال کیئے جانے اور اُس شہرت کی نسبت موجود ہی جو اُسے بازار مین حاصل ہوئی ہی اور سوائے اسکے بہت سی شہادت نسبت استعمال نمبر ہائے اور اُنکے نشانات کے عام کاروبار مین موجود ہے اور نسبت معنے اور استعمال مختلف نمبر ہائے استعمال کردہ تجارت مذکور کے کل شہادت موخر الذکر میری رائے مین نہایت بعید رشتہ امور زیر تنقیح مقدمہ حال کے ساتھہ رکھتی ہے - مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ فریقین نے اُن رواجہائے و طریقہائے عمل پر اصرار کیا ہی جو عام کاروبار اسباب مین مروج ہین جسکا نتیجہ یہ ہوا ہی کہ بہت سی ضمنی تنقیحات اور دور و دراز سوالات پر بحث کیگئی ہے اور اُنکے متعلق شہادت پیش کیگئی ہے جسکے باعث غیر ضروری امور کی سماعت کیگئی ہے اسمین شک نہین کہ بہت سی شہادت پیش کردہ مقدمہ ہذا سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی عام قاعدہ نسبت قطعی استعمال نمبر ہائے کے اُن خاص تمثیلات سے مفہوم نہین ہوتا جو اُن تمام نمبر ہائے سے متعلق ہین جنکا استعمال عام کاروبار مین کیا جاتا ہے - ہر ایک مقدمہ اپنے اپنے خاص واقعات پر مبنی ہونا چاہیئے - اور عدالت کے واسطے کسی خاص رائے کا قایم کرنا دربارہ حقوق اُن اشخاص کے ناممکن ہے جو نالش ہذا مین فریق نہین ہین جبکہ واقعات متعلق بہ استعمال نمبر ہائے مذکور کامل طور پر عدالت کے روبرو موجود نہین ہین -

اسلئے مین خیال کرتا ہون کہ پہلے شہادت کی نسبت کارروائی کرنی چاہیئے جہانتک کہ وہ بلاواسطہ تعلق استعمال نمبر ۹۰۰ کے ساتھہ رکھتی ہے اور نیز اُسکی شہرت اور نشانات کے ساتھہ جو دربارہ سیاہ کپڑہ

کے بازار مین ہے مین اولاً مسٹر شکلف اور دلال پر ولدہ رائے کی شہادت کیطرف عود کرتا ہون۔ یہ دو گواہان مذکور نے بیان کیا ہی کہ مابین ماہ نومبر ۱۸۹۴؁ اور ماہ ستمبر ۱۸۹۵؁ کے انکی رائے مین مدعیان کے نمبر ۹۰۰ والے کپڑہ کی بہت بڑی سوئی تھی اور بہت سی خریداری اُس خاص قسم کے کپڑہ کی شروع ہوئی تھی۔ وہ بیان کرتے ہین کہ سیاہ کپڑہ کے خریداران عموماً اُس کپڑہ کو اُس نمبر سے خرید کرتے ہین جو اُسپر درج ہے نہ کہ اُسکی نوعیت اور حیثیت کا امتحان کرکے اور نمبر ۹۰۰ بہت جلد بازار مین مشہور ہوگیا تھا۔ مسٹر شکلف نے بیان کیا ہے کہ ماہ ستمبر ۱۸۹۵؁ مین جس تاریخ پر کہ مدعا علیہم کے غصب کا کیا جانا بیان کیا جاتا ہے نمبر مذکور انکی رائے مین بہت مشہور ہوگیا ہے۔

لیکن اس امر کے ظاہر کرنیکے لیئے کہ ایک خاص نمبر بازار مین مشہور ہوگیا ہی اور کہ خریداران کپڑہ کو اُس نمبر سے خرید کرتے ہین نہ کہ بلحاظ اُسکی نوعیت اور حیثیت کے یہ کافی نہیں ہے کہ نمبر مذکور کے قطعی استعمال کا استحقاق ثابت کیا جائے جیسا کہ مارکبی صاحب جسٹس نے اپنے فیصلہ مقدمہ رالی بنام فلبیتگ(۱) مین ظاہر کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳۴ رپورٹ۔ یہ اس امر کے مطابق ہے کہ وہ شہرت جو نمبر مذکور نے حاصل کی تھی وہ صرف کپڑہ کی حیثیت کی شہرت تھی۔ یہ نتیجہ بالضرور پیدا نہین ہوتا کہ خریدار لوگون نے اسوجہ سے اُس کپڑہ کو پسند کیا تھا کہ وہ مدعیان نے منگایا ہے یا یہ کہ نمبر مذکور سے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اسباب مذکور در اصل مدعیان نے منگایا ہے۔

سوالات جرح مین مسٹر شکلف پر اُس ٹکٹ کی ضرورت کی نسبت جسپر کسی شے کی مورت تھی اور اُس نمبر کی نسبت جو مدعیان نے اپنے سیاہ کپڑہ پر لگایا ہے زور دیا گیا تھا اور مسٹر شکلف نے ایک سوال کے جواب مین بیان کیا تھا کہ "اگر ٹکٹ اُتار لیا جائے تو میری رائے مین خریدار ہمارے کپڑہ کو نمبر سے معلوم کرلیگا"۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ مسٹر شکلف خاص طور پر نمبر ۹۰۰ کا ذکر کرتا تھا جبکہ اُسنے یہ جواب دیا تھا لیکن اگر اُسنے ایسا ہی کیا تھا تاہم اُس سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ مسٹر شکلف کے پاس کوئی وجہ اس رائے کے قائم کرنیکی سوائے اسکے موجود تھی کہ اُسے معلوم ہوا تھا کہ اُسکی دوکان کے اُس کپڑہ کی خریداری بڑہ گئی ہے جسپر وہ نمبر درج ہے۔

ایسا ہی گواہ پر ولدہ رائے نے بیان کیا ہے: "نمبر ۹۰۰ بازار مین مشہور ہے"۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۴۔

سوال - نمبر مذکور سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

جواب - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کپڑہ یارلو کا ہے "

یہ بھی صرف ایک اظہار رائے ہے اور اُسکی وقعت اُن وجوہات پر مبنی ہونی چاہیئے جنپر کہ وہ مبنی ہے + یہ معلوم نہیں ہوتا کہ گواہ مذکور کوئی بہتر بنا نسبت اپنی رائے قایم کرنیکے بہ نسبت مسٹر شکلف کے حال تہی مزید بران گواہ مذکور نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ دیگر نمبر ونکا استعمال مدعیان کیطرف سے بالکل اُسی قسم کے کپڑہ پر کیا جاتا تہا مثلاً نمبر ۹۰۱۵ و ۹۰۱۰ و ۹۰۲۵ و ۹۰۰۱ جو بازار مین مشہور نہیں ہوا تاہم کپڑہ ہر ایک صورت مین ایکسا ہی تہا اور ایک ہی شخص نے منگوایا تہا - اسلیئے یہ نتیجہ نکالنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہرت جو نمبر ۹۰۰ نے حاصل کی تہی وہ بلا واسطہ کسی تعلق مابین نمبر مذکور و مدعیان طلب کنندگان کے خریداران کے دلمین پیدا ہوئی ہوگی - میری یہ رائے نہین ہے کہ کسی اور گواہ نے جو طلب کیا گیا ہے یہ بیان کیا ہے کہ خریداران یا بزازان نمبر ۹۰۰ سے یہ سمجہتے تہے کہ وہ کپڑہ جسپر نمبر ۹۰۰ ہے مدعیان کا منگوایا ہوا ہے دیگر گواہان ایسے اشخاص ہیں جنکا دوکان مدعیان کے ساتہہ کچہہ علاقہ نہیں اور اُنکی شہادت کے امتحان کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ اُنمین سے کوئی یہ کہنے کے قابل نہین ہے کہ خریداران یا عام بزازان بازار کو یہ معلوم تہا کہ صرف نمبر ۹۰۰ ہی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کپڑہ مدعیان کا ہے - مین گواہان مذکور کی شہادت کا حوالہ مختصر طور پر دیتا ہون - مین پہلے گنپت داس کی شہادت کو لیتا ہون وہ ایک ایسا شخص ہے جسکو کہ مدعیان نے وہ کل کپڑہ دیا تہا جسپر کہ نمبر ۹۰۰ تہا کم از کم اُسوقت تک جبوقت کہ غصب مذکور کا کیا جانا بیان کیا جاتا ہے - گنپت داس نے بیان کیا ہے کہ "نمبر ۹۰۰ کا کپڑہ بازار مین مشہور ہو گیا تہا - اسکے آنیسے دو تین ماہ بعد مینے اُسکو بازار مین بیچنا شروع کیا ہے کل بیوپاریان نمبر مذکور کا کپڑہ مانگتے تہے "

شہادت مذکور سے اس حد تک صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کپڑہ کی خریداری زیادہ تر اور نمبر کے نام پر فروخت کیا جاتا تہا لیکن زان اُسنے یہ بہی بیان کیا ہے کہ "خریداران کپڑہ کی حیثیت اور نیز نمبر کو ملحوظ رکہتے تہے " اور بیان مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ خریداران خود اپنی اطمینان کے لیئے بہ نوعیت کپڑہ مذکور کی نسبت انحصار کرتے تہے علاوہ اُس نمبر کا لحاظ رکہنے کے جو اُسپر لگا ہوا تہا۔ دوسرا گواہ جسکا مین حوالہ دینا چاہتا ہون رام دت ہے وہ ایک دلال ہے - اُسنے بیان کیا ہے کہ وہ نمبر ۹۰۰ کا لال کپڑہ کے آنے سے لاتا ہے وہ بہت مشہور رہے اور رزان اُس نے بیان کیا ہے

کہ اگر کوئی شخص [illegible] کا کپڑہ مانگتا ہی تو مین سکھدیپ سنیارام اور جیین رام کے پاس جاتا ہون [illegible] سے خرید کرتے مین "

[illegible] بیان نہین کیا کہ عام شہرت نمبر ۹۰۰ سے خریداران کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ کپڑہ مدعیان کا ہے گو [illegible] بیان کیا ہے کہ کسی کپڑہ پر دکان کا نام لکھا ہوا ہی اور بعض صورتون مین ٹکٹ سے یہ ظاہر ہوتا [illegible] ولایت [illegible] ہے - یہ امر صحیح ہے کہ واقعات مذکور ایسے ہین جنسے خریداران کو یہ معلوم ہوتا [illegible] کہ [illegible] نظر [illegible] جو کپڑہ پر لکھا ہوا ہو -

[illegible] بیان کیا ہی کہ اُسنے نمبر ۹۰۰ کا کپڑہ [illegible] دلال [illegible] سے خرید کیا تھا اور وہ [illegible] کے پاس کسی [illegible] کیواسطے گیا تھا جو اُسکو [illegible] بیوپاری نے کہی تھی [illegible] خریداران عموماً حرف نمبر ۹۰۰ سے یہ سمجھتے تھے کہ یہ کپڑہ مدعیان کی ملکیت سے یا وہ [illegible] - مزید بران جواب ایک سوال عدالت کے اُسنے بیان کیا ہے کہ کپڑا کے خرید کرنیمین وہ نشان کو [illegible] ہین اور کپڑہ کے معلوم کرنیکے لیئے اپنی اقتضائے رائے کا استعمال کرتے ہین - اس شہادت سے [illegible] ظاہر ہوتا ہے کہ خریداران کپڑہ کی حیثیت دیکھکر اُسکو پسند کرتے ہین اور بلاشبہ طور پر نمبر ۹۰۰ والے کپڑہ کو اس یقین پر نہین خرید کرلیتے کہ وہ مدعیان کا ہے - ایک اور دلال ہیرالال چودہری نے بیان کیا ہی کہ بیوپاری بروقت خرید نے کپڑہ کے نمونہ کو دیکھتا ہے اور وہ اُسکی خریداری کا حکم مطابق [illegible] کے دیتا ہے جو وہ نمونہ کو دیکھکر کپڑہ کی حیثیت کے متعلق قائم کرتا ہے - اُسنے بیان کیا ہے کہ اُسے نمبر ۹۰۰ کے کپڑہ کا علم [illegible] ۱۸۹۵ء مین ہوا تھا اور کہ بارلو کے نمبر ۹۰۰ کے کپڑہ کی شہرت بازار مین بہت ہوئی ہے -

اپنے امتحان کے اخیر مین اُسنے بیان کیا ہی کہ سب سے عمدہ کالا کپڑہ بازار مین بارلو کا نمبر ۹۰۰ ہے " مین اس سے یہ مراد سمجھتا ہون کہ اس خاص قسم کے کپڑہ کی خریداری بازار مین بہت ہے لیکن اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ مدعیان نے منگوایا ہے یا کہ نمبر ۹۰۰ سے خریداران کو اطلاع مذکور ملتی ہے یا کہ خریداران اسی یقین سے خرید کرتے ہین - مزید بران سوالات جرح مین معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے ایک امر کی نسبت اس بیان کی تائید کی ہے جو مدعاعلیہ ٹیکن چند نے کیا ہی - اُسنے بیان کیا ہی کہ اسکا یہ خیال نہین ہے کہ جب خریدار کے پاس بہت سے نشانہاے کے کپڑہ پیش کیئے جائین تو ایک خاص نمبر جو تمیز کیا جاتا ہے نہایت اہم ہے اُسنے بیان کیا ہے کہ اسبات سے چونکہ ان

سنہ ۱۸۹۶ء
ٹی بارلو
بنام
گوبند رام

فرق نہیں آتا کہ کونسا نمبر پسند کیا گیا ہے اور اگر کپڑہ بلا کسی نمبر کے بھی ہو تا ہم اُس سے کچھہ فرق نہیں آتا -

گواہ فقیر چند جو ایک اہم جماعت گواہان مین سے ایک ہی یعنے وہ اشخاص جو واقعی طور پر اس کپڑہ کو استعمال میں لاتے ہین اُسنے بیان کیا ہی کہ وہ چہاتونکا کاروبار کرتا ہی اور کالا کپڑہ نمبر ۹۰۰ ہی اسکے واسطے خریدتا ہے اُسنے بیان کیا ہی کہ اُسے بارلو کا کالا کپڑہ نمبر ۹۰۰ معلوم ہے اور اُسے صرف اسقدر معلوم ہے کہ بارلو کا نمبر ۹۰۰ ایک اعلی قسم کا کپڑہ ہی اُسنے یہ بہی کہا ہے کہ اُسکو اُسکی شہرت کا کچھہ علم نہیں اُسنے بیان کیا ہے کہ اُسنے کبھی نمبر ۹۰۰ خرید نہیں کیا بلکہ صرف ۹۰۱۵ خریدتا رہا ہے - گواہ مذکور اور اُن دیگر گواہان کی شہادت سے جو اسکے بعد آئے تھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ در اصل کوئی شہرت بازار مین نمبر ۹۰۰ کے سیاہ کپڑہ کی نہین ہے جو مدعی کے نام پر مشہور ہو - کیونکہ اس امر کا یقین کرنا مشکل ہی کہ اگر کوئی ایسی شہرت نسبت مالکیت یا منگوانے اس کپڑہ کے موجود ہوتی تو اُنکو اسکا علم نہ ہوتا -

سریپاتی گینکا ایک دلال ہی اور اُسکی شہادت سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب لوگونکو بارلو کے کپڑہ کی ضرورت ہوتی ہے تو بارلو کا کپڑہ کہکر طلب کرتے ہین - اُسکی شہادت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کوئی ایسی شہرت بازار میں موجود ہے جو بذاتہ یہ اطلاع دیتی ہو کہ نمبر ۹۰۰ بارلو اینڈ کمپنی کی ملکیت ہے - اُسپر سوالات جرح نہ کئے گئے تہے -

رام کرشٹو ایک تاجر چہاتونکا ہے - اُسنے بیان کیا ہی اُسے کالا کپڑہ نمبر ۹۰۰ کا علم ہے اور اُسے معلوم ہے کہ وہ بارلو سے منگوایا جاتا ہے - اُسنے بیان کیا ہے کہ اُسکو اسوجہ سے خرید کرتا ہے کہ وہ بازار مین بہت بکتا ہی اور کہ وہ عمدہ کپڑہ ہے -

سوالات جرح مین معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا علم نسبت اس امر کے کہ نمبر ۹۰۰ بارلو کا ہے کسی شہرت بازار کے باعث نہتہا بلکہ بباعث اس اطلاع کے تہا جو اُسے بلا واسطہ طور پر دلال سے ملی تہی -

پنچانن دت ایک اور چہاتون کا تاجر نمبر ۹۰۰ کے بازار مین مشہور ہونیکا ذکر کرتا ہے :-

تاجر مذکور نے بلا واسطہ طور پر ۲۵ صندوق نمبر ۹۰۰ کے کپڑہ کے کچھہ عرصہ قبل رجاع نالش کے بارلو سے خرید کئے تہے گواہ مذکور نے ایک ایسا بیان کیا ہی جو اولاً نہایت اہم معلوم ہوتا ہی بہ نسبت اُن گواہان کی جنکا کہ مینے حوالہ دیا ہے - اُسنے بیان کیا ہی کہ "جب مین کپڑہ خریدنے جاتا ہون تو مین

نمبر ۹۰۰ کہکر مانگتا ہون مین بیلون ٹکٹ کا کوئی ذکر نہیں کرتا ہے اگر اُسکا منشا یہ تہا کہ بازار مین تاجر کے پاس جاکر اور نمبر ۹۰۰ کا کپڑہ مانگ کر وہ مدعیان کا کپڑہ حاصل کرتا ہی تو وہ کسیقدر شہادت بغرض اظہار اس امر کے ہیکہ بازار مین عام طور پر یہ سمجہا جاتا تہا کہ نمبر ۹۰۰ مدعیان کا کپڑہ ہے لیکن معلوم ہوتا ہی کہ وہ صرف اس خرید کا ذکر کرتا ہے جو اُسنے بلا واسطہ طور پر بارلو اینڈ کمپنی سے کی ہے اور اُسکی شہادت سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب وہ بازار مین خرید کرتا تہا تو وہ صرف نمبر ہی کا ذکر نہ کرتا تہا بلکہ اُسکے منگانیوالے کا بہی ۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ اُسنے صرف ایک دفعہ بازار سے کپڑہ خرید لیا ہے اور وہ میسرز مچل بابڈ وسلے اینڈ کمپنی کا فلان نمبر کا کپڑہ تہا ۔

پس یہی کل گواہان ہین جو نمبر ۹۰۰ کے سیاہ کپڑہ کے بازار مین مشہور ہونیکا ذکر کرتے ہین ۔ میری رائے مین اس شہادت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی تعلق مابین نمبر ۹۰۰ اور مدعیان کے نام کے موجود نہین ہے جس سے لوگونکو یہ معلوم ہو کہ سیاہ کپڑہ نمبر مذکور انکی دوکان سے آیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کوئی استحقاق نسبت قطعی استعمال نمبر ۹۰۰ کے بحق مدعیان موجود نہیں ہے او نالش ہذا وجہ مذکور پر ناکامیاب رہنی چاہیئے لیکن مناسب ہے کہ مین اس شہادت کی نسبت کوئی رائے ظاہر کرون جو سوال غصب کے متعلق ہی اور اس غرض کے واسطے فرض کرتا ہون کہ مدعیان کو قطعی استعمال کا حق حاصل ہی جسکے کہ وہ دعویدار ہین میرا منشا یہ کہنے کا نہیں ہے کہ نمبر مذکور اور نام کی بالکل ایک ہی حیثیت ہے جہانتک اثبات کا تعلق ہے کہ وہ دونو مناسب طور پر قطعی استعمال کے حق کیلیے امور مدعا بہا ہین ۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ مقدمہ راجی بنام فلیمنگ محولہ بالا ایک تمثیل مہیا کرتا ہے جہانکہ ایک نمبر کے قطعی طور پر استعمال کرنیکا حق تسلیم کیا گیا ہے لیکن جب مقدمہ مذکور کا امتحان کیا جاتا ہے تو میری رائے مین وہ ایک سند نسبت تسلیم کرنے ایسے استحقاق کے نہیں ہے ۔

واقعات مقدمہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسمین ایک مجموعہ نشانہائے استعمال کردہ مدعیان کی نقل کیگئی تہی اور معلوم ہوتا ہے کہ فاضل چیف جسٹس نے اپنی رائے زیادہ تر اسی بات پر منحصر رکہی تہی ۔ بخلاف اسکے مارٹن صاحب جسٹس نے یہ خیال کیا تہا کہ صرف ایک ہی غصب جسکی شکایت کرنیکے مدعیان مستحق تہے یہ تہا کہ مدعا علیہم نے نمبر ۲۰۰۸ کا استعمال کیا ہے اور اس نمبر کے متعلق اُسنے قرار دیا تہا کہ مدعیان اپنے دعوے استحقاق قطعی استعمال کے ثابت کرنے مین قاصر رہے ہین

سنہ ۹۴ع
ٹی بارلو
بنام
گوبند رام

اور وہ حکم امتناعی جو مطابق رائے کاربتہ صاحب جیف جسٹس کے جاری کیا گیا تہا بمضمون ذیل تہا: یہ حکم دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہم کسی ایسے کپڑے کے فروخت کرنیسے باز رکھے جائیں جسپر وہ مجموعہ نشانہائے ہو جسکا ذکر دستاویز دمنسلکہ بیان حلفی الگزنڈر ولسٹر ہوٹ مین کیا گیا ہے یا کوئی اور مجموعہ نشانہائے مشابہ نشانہائے مدعیان کے ہو اور بالخصوص نمبر ۹۰۰ ہو کہ کسی ایسے مجموعہ مین استعمال کرنیسے باز رکہے جائیں گے*

استحقاق قطعی استعمال نام جیسا کہ مقدمہ سنگر مینوفیکچرنگ کمپنی مین ظاہر کیا گیا ہے ایک کامل اور غیر محدود حق نہیں ہے جسکے رو سے مالک اس امر سے متمتع ہو کہ کسی اور شخص کو جملہ اوقات کی موجودگی مین اسکے استعمال کرنیسے روکے - صرف اُس صورت مین جبکہ اُسکے استعمال کرنیسے عوام الناس کو دہوکا لگے یا اغلباً دہوکا لگنے کا احتمال ہو اُس سے امتناع کیا جاسکتا ہے یا اُس مین دست اندازی کیجا سکتی ہے - وہی حد ایک قطعی استعمال نمبر کے استحقاق پر عائد ہونی چاہئے*

پس نمبر ۹۰۰ کا اُس کپڑہ پر استعمال کیا جانا جسکو مدعا علیہم فروخت کرتے تہے صرف اُس صورت مین مدعیان کے استحقاق کا غصب ہو سکتا ہے اگر یہہ ثابت کیا جاوے کہ ایسے استعمال کا منشا ایسے عام خریداران کو فریب دیکر یہہ یقین دلانیکا تہا کہ اسباب مدعیان کا منگوایا ہوا ہے یا کہ ایسے استعمال سے یہہ اغلب ہو جائیگا کہ خریدار کو اس طرحپر دہوکا لگے - بیان یہہ کیا گیا ہے کہ شہادت سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہم کا منشا واقعی طور پر فریب دینے کا تہا*

نسبت بیع ایک ٹکڑہ کپڑہ کے مدعا علیہم کی دوکان سے جسپر مدعیان کا بیلوں ٹکٹ لگا ہوا تہا شہادت نہایت کمزور ہے اور وہ غیر کافی ہے - اس امر سے انکار نہیں کیا گیا کہ رام بخش نے ایک ٹکڑہ کالے کپڑہ کا مدعا علیہم کی دوکان سے خرید کیا تہا - مدعا علیہ ترکم جینہ نے اپنی بہیات پیش کی ہین اور میری دانست مین شہادت سے کافی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ٹکڑہ جو فروخت کیا جاکر گواہ رام بخش کے حوالہ کیا گیا تہا اُسپر وہ عام مجموعہ نشانہائے تہا جو اُن سب کپڑون پر ہے جو مدعا علیہم نے مسترز ہور ملر اینڈ کمپنی سے حاصل کئی ہین - اور کہ وہ ٹکٹ جو اس ٹکڑہ پر تہا بیلوں ٹکٹ نہ تہا بلکہ مسترز ہور ملر اینڈ کمپنی کا تیتری یا پروانہ پیتی کا ٹکٹ تہا - اُس طریق سے جسپر کہ گواہان گنپت داس اور رام بخش نے شہادت دی ہے میرے دلمین کوئی شبہہ باقی نہیں رہا کہ اُنمین سے کسی نے فریب سے بیلوں کا ٹکٹ بجائے تیتری کے ٹکٹ کے لگا دیا تہا اور مدعیان کو غلط طور پر یہہ کہا گیا تہا کہ بیلوں کے ٹکٹ والا کپڑہ مدعا علیہم کی دوکان سے خرید کیا گیا ہے

۱۸۹۶ء
ٹی بارہو
بنام
گوبندرام

مگر مجھے مشکل سے اس امر کے بیان کرنیکی ضرورت پڑتی ہے کہ مجھے کوئی شبہہ نہیں ہے کہ مدعیان نے نیک نیتی سے اس بیان کو معتبر سمجھا تھا اور انکو دھوکا دیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دوکان مدعا علیہم اور گنپت داس کی دوکان ایک ہی مکان میں ہیں اور ایک دوسرے سے چند فٹ کے فاصلہ پر ہیں۔ عذر یہہ کیا گیا ہے کہ مدعا علیہم کا اُس اسباب پر ...۹ لکھوانا جو انہوں نے میسرز ہیوڈر ملر اینڈ کمپنی سے خرید کیا تھا اتفاقی امر تھا اور انحصار اس امر پر کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ ترکم چند نے اپنے سوالات جرح میں بیان کیا ہے کہ وہ نمبر مذکور کو اہم نہیں سمجھتا۔ بیان یہہ کیا گیا ہے کہ بیان مذکور اس امر واقعہ کے نامطابق ہے کہ وہ شخص [illegible] استعمال نمبر مذکور کی تردید کرتا ہے اور نیز وہ اُس کوشش کے نامطابق ہے جو اُس نے ماہ نومبر ۱۸۹۵ء میں واسطے حاصل کرنے مال کپڑہ کے میسرز المن ہرسچوورٹ جسپر نمبر ...۵ درج ہوئی تھی ۔

میری یہہ رائے ہے کہ میں ناجائز طور پر شہادت کی چھان بین [illegible] مدعا علیہم کر دونگا اگر میں یہہ نتیجہ اخذ کروں کہ مدعا علیہم کا منشا اُس اسباب کو جو انہوں نے میسرز [illegible] سے لیا تھا بطور اسباب [illegible] فروخت کرنیکا تھا۔ ممکن ہے کہ نمبر ...۹ کی شہرت بازار میں [illegible] کی حیثیت سے ہوئی ہو اور مدعا علیہم کا یہہ خیال تھا کہ گنپت داس جو ایک [illegible] فروخت کرکے بہت کماتا ہے اور کہ مدعا علیہم کا منشا رہا ہو کہ بازار میں یہہ بیان کیا جانے [illegible] ایک طرح پر بالکل وہی تھا جو انکا ہمسایہ فروخت کرتا ہے۔ اگر مدعا علیہم کا منشا نمبر ...۹ کے استعمال کرنے سے اسی امر کے ظاہر کرنیکا تھا اور میری رائے میں شہادت سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ منشا مذکور اس سے کچھ زیادہ تھا، تو وہ ایک ایسا اظہار تھا جسکے کرنیکا مدعا علیہم کو قطعی حق حاصل تھا ۔

وہ کپڑہ جو مدعا علیہم فروخت کرتے تھے اور جسپر نمبر ...۹ کا تھا میسرز ہیوڈر ملر اینڈ کمپنی نے بتعمیل اُس معاہدہ کے منگوایا تھا جو مابین دوکان مذکور اور مدعا علیہم کے ۱۹ اپریل ۱۸۹۴ء کو تحریر ہوا تھا۔ بر طبق معاہدہ مذکور کے مدعا علیہم نے پانچ صندوق کپڑہ کے لینے کا اقرار کیا تھا جسپر ...۷ کا نمبر ہو جو نمبر کہ ایک پہلی دستاویز میں بھی درج تھا جسکا حوالہ معاہدہ مذکور میں بطور دستاویز ۲۴ کے دیا گیا ہے ۔

سنہ ۱۸۹۷ء

ڈی بابادو ... نیاد ... گووند رام

دلال نے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ کپڑہ جسپر پہلے ...۷ کا نمبر تھا اُسکا عرض ۴۵ انچ تھا اور نئے معاہدہ کا کپڑہ ۴۴ انچ عرض کا تھا۔ اسلئے مناسب یہہ سمجھا گیا تھا کہ اُسپر کوئی جدید نمبر لکھا جائے چنانچہ اُسنے نمبر ...۹ لکھا اور اسپر مدعا علیہم نے معاہدہ مذکور میں بالفاظ تاکری یہہ الفاظ درج کئے کہ وہ نمبر ...۹ کا کپڑہ لینگے یا کسی اور نمبر کا پانچ صندوق تھانے مذکور ماہ فروری سنہ ۱۸۹۵ء میں پہونچے اور وہ تمام مدعا علیہم نے ماہ مذکور کے انجام سے نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کے شروع تک فروخت کئے۔ مدعیان کے نمبر ...۹ کا اگر مدعا علیہم کے اُسی نمبر کے کپڑہ سے مقابلہ کیا جائے تو دیکھنے والے کو فوراً مجموعہ نشانہائے مذکور کے مابین نا مطابقت معلوم ہوگی۔ ہر ایک کپڑہ پر ایک صریح مورت ہی۔ مدعیان کا کٹ بیل ایک ہے جسکی شکل ... ہے اور مدعا علیہم کے کپڑہ پر تیتری کی مورت ہے جو شکل مین مثلث ہے نشان مختلف طرح مرتب کئے گئے ہین اور نمبر ...۹ کا نشان جو مدعیان کے کپڑہ پر شکل مین اُس نمبر ... ہی نہایت مختلف ہے جو مدعا علیہم کے کپڑہ پر ہے۔ مدعیان کا نمبر نہایت چمکیلے حروف مین لکھا ہوا ہے اُسپر فوراً نظر پڑجاتی ہی گرچہ نمبر جو مدعا علیہم کے کپڑہ پر ہے رنگ مین بہت پہیکا ہے اور اُسپر جلدی نظر نہین پڑتی مجھے معلوم ہے کہ مختلف مجموعہ نشانہائے کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ سوال غصب کے متعلق قطعی نہیں ہے لیکن جسکے خیال مین عام نا مطابقت نشانہائے ایک ایسا امر نہیں ہے جو ملحوظ نہ رکھا جاسکے +

جبکہ اعداد کا استعمال صحیح ... کے ساتھ کیا جائے تو یہہ یقین کرنا مشکل ہے کہ اسباب مذکور کی خرید و فروخت صرف نمبر کے ... بلا کسی حوالہ مورت کے۔ شہادت یہہ ہے کہ بہلوان کا نشان بحوالہ ... کے نہایت ... ہے اور کل واقعات کو ملحوظ رکھکر مین یہہ خیال نہیں کرسکتا کہ نمبر ...۹ کا مدعا علیہم کی طرف سے ایسے واقعات کی موجودگی مین اور دیگر نشانہائے کے ساتھ بلا کر استعمال کیا جانا بالغرض فریب دینے خریداران کے تہا تا کہ اُنہیں یہہ یقین ہو کہ وہ کپڑہ جسپر نشان مذکور ہے اور جو مدعا علیہم فروخت کرتے ہین مدعیان کا منگوایا ہوا کپڑہ ہے ایک غصب کے پورا کرنے کے واسطے یہہ ثابت کرنا کافی نہیں ہی کہ دہوکا دیا جانا ممکنات مین سی ہے

١٨٩[illegible]ء
لطیف النساء
بنام
دھنکوار

جسکی مالیت مبلغ ... ... ہوتی ہے ر نصف جسکا مبلغ ... ہے تحریر کردی ہی اُسپر سود بشرح آٹھ آنہ فی صدی فی ... کے عائد ہوگا ۔ مین زر مذکور کے واپس کرنیکی شرط ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ فصلی مین کرتا ہون جو کہ چہہ سال بعد ہی یعنی مسماۃ دھنکوار زوجہ بہکاری ساہو و کہیدو ساہو مذکور کے ۔

مین بذریعہ دستاویز ہذا کے تحریر کرتا ہون کہ مین مقرادر میرے ورثا رہاجن مذکور کو مبلغ ... ... متذکرہ صدر کا سو د جو عہ سالانہ ہوتا ہی سال بسال ماہ جیٹھ کے اخیر مین تا انقضائے میعاد بیٹہ ادا کرتے رہینگے ۔ مین مجہ مقر ادر میرے ورثا کو کوئی عذر نہین ہے اور نہوگا ۔ مین زر مذکور کو مہاجنان مذکور کے حق مین میعاد معینہ کے اندر بلا کسی عذر کے واپس کر دونگا ۔"

ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ فصلی یکم جون ۱۸۹۲ء کو ختم ہوا لیکن وہ عرصہ چہہ سال جسکا ذکر اقتباس مذکورہ بالا مین کیا گیا ہے ۱۴ رجون ۱۸۹۲ء کو ختم ہوا تہا ۔ نالش عا ۱۲ رجون ۱۸۹۴ء کو رجوع کیگئی تہی ۔ مدعا علیہم کا عذر میعاد جو تاریخ اول الذکر پر مبنی ہے عدالت ماتحت نے منظور کیا ہے ۔

مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

مسٹر ... و بابو محمد یوسف و بابو سالگرام سنگہ و مولوی محمد مصطفے خان منجانب اپیلانٹ ۔

بابو ... و بابو ... دہاک منجانب رسپانڈنٹ ۔

ہائیکورٹ (جناب ... صاحب جسٹس و ... صاحب جسٹس) نے فیصلجات ذیل صادر کیے ۔

بیورلی صاحب جسٹس ۔ نالش بابت ایک رہن نامہ کے ہی اور سوال اپیل ہذا مین صرف یہہ کہ آیا نالش اُس تاریخ سے عرصہ بارہ سال کے اندر رجوع کیگئی ہے یا نہیں جسپر کہ زر متدعویہ واجب الادا ہوا تہا ۔

دستاویز مذکورہ اساڑہ سمت ۱۲۸۳ فصلی مطابق ۱۴ رجون ۱۸۷۶ء کی مرقومہ ہے اور نالش ۱۲ رجون ۱۸۹۴ء کو رجوع کیگئی تہی سوال مذکور تعبیر دستاویز پر منحصر ہے کہ کونسی تاریخ پر زر مذکور واجب الادا ہوا تہا ۔ شرط مندرجہ دستاویز نسبت ادائگی زر کے یہہ تہی کہ وہ ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ فصلی مین ادا کیا جائیگا جو تاریخ سے چہہ سال بعد ہے یعنی چہہ سال تاریخ تحریر دستاویز مذکور سے ۱۴ رجون ۱۸۹۲ء پر ختم ہوتے ہے اور یہ جیہہ عذر کرتی ہے کہ تاریخ مذکور بلالحاظ کسی ذکر ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ فصلی کے بطور تاریخ ادائگی کے متصور کیجانی چاہیے ۔ علاوہ علیہ نے بخلاف اسکے یہہ عذر کیا ہے کہ مدیون نے اپنے آپ کو زر مذکور کے ادا کرنے کا پابند ۲۹ رجیٹھ

۱۸۹۷ء
لطیف النساء
بنام
وہنکوار

سمت ۱۲۹۴ فصلی کو یا اُسکے پہلے نبایا ہے اُس سال کے ماہ جیٹھ کے صرف ۲۹ یوم تھے تاریخ مذکور مطابق یکم جون
۱۸۸۶ء کے تھی اسلئے نالش حال زائد المیعاد ہے ۔

عدالت اپیل نے یہہ قرار دیا ہے کہ مدعیان کا عذر درست ہے چنانچہ مدعا علیہا نے اپیل کیا ہے ۔
دستاویز مذکور ۱۵ ماگھ سمت ۱۲۸۳ کو تحریر کیگئی تھی ۔ یہہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ [illegible] پندرہ یوم
پہلے نبایا گیا ہو یعنی ماہ جیٹھ سمت ۱۲۹۲ میں اور جبکہ شرط مذکور دستاویز مذکور میں [illegible] درج کیگئی تھی کہ
زر مذکور عرصہ چھہ سال کے اندر واجب الادا ہوگا تو یہہ خیال کیا گیا تھا کہ [illegible] ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ میں ختم ہوگا
سوال صرف یہہ ہے کہ آیا فریقین کی نیت یہہ تھی کہ زر مذکور عرصہ چھہ سال بعد تحریر دستاویز مذکور کے ادا
کیا جانا چاہئے بلا حوالہ کسی خاص تاریخ کے یا کہ نیت یہہ تھی کہ زر مذکور ماہ جیٹھ ۱۲۸۹ میں ادا کیا جانا چاہئے
اور ضمنی طور پر یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ماہ مذکور تاریخ تحریر دستاویز سے عرصہ چھہ سال کے اندر ہے ۔ میری
یہہ رائے ہے کہ بہ لحاظ تعبیر زیادہ تر آزادانہ اور مناسب تعبیر دستاویز مذکور یہ ہے کہ مدیون کو کامل چھہ سال
کا عرصہ تاریخ تحریر دستاویز کو [illegible] عطا کیا گیا تھا جسکے اندر وہ زر مذکور کا ادا کریں ۔ یہی رائے بمبئی
ہائیکورٹ نے بالکل ایسے ہی مقدمہ [illegible] بنام [illegible] (۱) میں اختیار کی تھی ۔ یہہ امر کہ ایک آزادانہ تعبیر
ایسے [illegible] کی صورت میں کیجاوے جیسا کہ مقدمہ حال ہے مقدمہ المناس [illegible] بنام محمد رضا (۲) میں
قرار دیا گیا تھا جسکا کہ فیصلہ عدالت [illegible] کیا ہے جسمیں یہہ تجویز ہوئی تھی کہ بابت [illegible] ماہ پوس کی
تاریخ کے دستاویز میں [illegible] نیت یہہ تھی کہ مدیون کو کامل تیس یوم کی میعاد ماہ مذکور میں عطا
کیجانی چاہئے جسکے اندر وہ زر مذکور ادا کرے ۔ گو بطور امر واقعہ کے اُس ماہ پوس میں صرف ۲۹ یوم
تھے ۔ اُس فیصلہ کی پیروی مدراس ہائیکورٹ نے مقدمہ [illegible] بنام [illegible] (۳) میں
کی ہے ۔ سندات مذکورہ اور نیز اسوجہ سے کہ ایکٹ میعاد کی تعبیر کرنے میں عدالت پر لازم ہے
کہ اُسکی آزادانہ تعبیر کرے ۔ میری یہہ رائے ہے کہ فیصلہ عدالت ماتحت درست ہے اور اپیل
ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۸۳
(۲) " " کلکتہ " ۷ " ۲۳۹
(۳) " " مدراس " ۱۷ " ۱۶

سنہ ۱۸۹۷ء
لطیف النساء
بنام
دھنکوار

امیر علی صاحب جسٹس:- مجھے یہہ بیان کرنا چاہئے کہ امر مذکور میری رائے مین ہرگز صحیح نہین ہے دفعہ ۲۵ ایکٹ میعاد کی ایک حالت جیسے مقدمہ سے متعلق نہین ہے اور مین فیصلہ بمبئی ہائیکورٹ کی پیروی نہیں کر سکتا سوال مذکور ایک سوال متعلق بہ نیت ہے - فریقین کی نیت دستاویز زیر بحث حال کے متعلق کیا تہی؟ - آیا نیت یہہ تہی کہ روپیہ ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ مین ادا کیا جائیگا یا کہ وہ تاریخ تحریر دستاویز سے عرصہ چہہ سال بعد واجب الادا رہتا؟ دستاویز مذکور مین ظاہر ہوتا ہے کہ ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ ادائگی قرضہ کا وقت تہا اور وہ نالشات جو مدعیان نے رجوع کی تہین وہ وجوہات مہیا کرتی ہین جنکا کہ عذر مدعا علیہا کے وکیل نے کیا ہے یعنی یہہ کہ ادائگی زر مذکور کا وقت ماہ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ اتہا لیکن گو مجھے سوال زیر بحث حال کی نسبت شک ہے تاہم میرا شبہہ اسقدر قوی نہیں ہے کہ مین اُس رائے سے اختلاف کرون جو میرے فاضل ہم جلیس نے اختیار کی ہے اسلئے مین اپیل ہذا کے معہ خرچہ خارج کرنے مین اتفاق کرتا ہون +

اپیل خارج کیا گیا +

---

۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۷ء

باجلاس یبولی صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس

بیجو لال پارتبیا وغیرہ (مدعیان) **بنام** بلاک لال پاٹہک (مدعا علیہ) بنیاد

فریقین - فریقین نالش وہ اشخاص جنکو ایک ہی حق تنہائی دعوے مین حاصل ہو مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۶ و ۳۰ +

ایک نالش مین جو ایک میلہ کے کرادینے کیواسطے دائر کی گئی تہی جو ایک پوجاری اس تیرتہ پر ہوتی تہی جسپر کہ ہر ایک سکن جماعت پوجاریان کو ذاتی حق رسوم مذہبی کے ادا کرنیکا حاصل تہا یہہ بات مانگی گئی تہی کہ ایسے مداخلت کے متعلق حکم امتناعی جاری کیا جاوے - مدعیان سات اشخاص تہے جو دادرسی کے دعویدار بطور پنچ یا قائممقامان کل جماعت کے تہے اور نیز اپنی ذاتی حیثیت سے - عدالت نے یہہ تجویز کی کہ مدعیان پنچ نہین ہین اور اسطرح پر وہ جماعت کے قائممقامان نہیں ہین +

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (سنہ ۱۸۸۲ء) ایک اختیار دہندہ دفعہ ہے اُسکے رو سے مدعیان کو مشترک نالش کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور وہ اسطرح پر نہین پڑہی جانی چاہئے کہ گویا کل جماعت کے لوگ بطور مدعیان شریک ہونے چاہئیں +

[illegible] ہوئی کہ دفعہ ۳۰ مجموعہ مذکور ایک اختیار دہندہ دفعہ ہے اور وہ مدعیان کے صورت حال مین ذاتی استحقاق سے دعویدار ہونے کی مانع نہیں ہے +

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ایچ ہوم ولسن صاحب کمشنر کشمنر جج گیا - مصدرہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری بابو [illegible] منصف گیا مصدرہ ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۴ء +

مدعیان نالش حال نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک جماعت گیا والان شہر گیا کے جو جاری ہین اور وہ پنچ یا قایمقامان اپنی مجلس کے ہین اور کہ مدعاعلیہ نے جو نیز ایک گیا وال ہے ایک عمارت خود اپنے فایدہ کیواسطے اُس تہرطرہ پر بنائی ہے جسپر جملہ گیا والان کو عام استحقاق رسوم مذہبی کے ادا کرنیکا حاصل ہے۔ مدعیان نے بطور پنچ اور نیز گیا والان کے اپنی ذاتی حیثیت سے نالش حال واسطے استقرار اس امر کے دایر کی ہے کہ عمارت مذکور گرائی جائے اور ایک دوامی حکم امتناعی بخلاف مدعاعلیہ کے جاری کیا جائے۔ منصف نے یہہ قرار دیا کہ مدعیان گیا والان کے قایمقام ہونیکے مستحق نہیں لیکن اُسنے نالش کو اسوجہ پر قابل قیام قرار دیا کہ ہر ایک مدعی کو مدعاعلیہ کے برخلاف اُس نقصان کی نسبت نالش کرنیکا حق حاصل ہے جو اُسکی ذات کے برخلاف کیا گیا ہے۔ صاحب جج نے برطبق اپیل کے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا کہ مدعیان نے عدالت کی اجازت مجلس کیطرف سے نالش کرنیکے لئے حاصل نہیں کی اور اُسنے اپنے فیصلہ کی تائید مین مقدمات ذیل کا حوالہ دیا:- حیات علی بنام رام ناتھ منڈل (۱) اور نیشنل بنک کا رپورلیشن بنام گوبند لال سیل (۲) لطیف النساء بیبی بنام نذیرن بیبی (۳) دہنپت سنگھ بنام پرسن ناتھ سنگھ (۴) اور نیز اُن دو مقدمات غیر رپورٹ شدہ کا جنکا حوالہ مقدمہ آخر مین دیا گیا ہے +

مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا +

بابو سارداچرن مترو و بابو لکشمی نرائن سنگھ منجانب اپیلانٹان +

بابو بید یا ناتھ دت منجانب رسپانڈنٹ +

بابو ساردا چرن مترو - مندرجہ دفعہ ۲۶ اور نہ دفعہ ۳۰ نالش حال کی مانع ہے۔ یہہ امر کہ قانوناً صریح طور پر نالش حال ہو سکتی ہے احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی تشریح ۶۔ اور دفعہ ۴۲۔ ایکٹ شہادت سے بصراحت طور پر ظاہر ہوتا ہے وہ مقدمات جنکا فاضل جج نے حوالہ دیا ہے مقدمہ حال سے مختلف ہین۔ صورت حال مین ہر ایک مدعی کو ایک ہی بنائے دعوے حاصل ہے ملاحظہ ہو ظفر علی بنام نجابا در سنگھ (۵) جواہر بنام اکبر حسین (۶) محی الدین بنام سعید الدین (۷) بنٹ کیر بنام ولد سمتھ (۸) ٹمپرٹن بنام رسل (۹) +

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۳۲ (۷) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۱۰
(۲) ،، ،، ،، ،، ۹ ،، ۴۰۴ (۸) لا رپورٹ کوئنیز بنچ ڈویژن ۱۸۹۳ء جلد ۱ صفحہ ۷۷
(۳) ،، ،، ،، ،، ۱۱ ،، ۳۳ (۹) ،، ،، ،، ،، ۱۸۹۳ء ،، ۱ ،، ۷۱۵
(۴) ،، ،، ،، ،، ۲۱ ،، ۲۱
(۵) ،، ،، الہ آباد ،، ۵ ،، ۴۹
(۶) ،، ،، ،، ،، ۷ ،، ۱۷۸

سنہ ١٨٩٥
بیجو لال بنام
بابک لال

الجمیعت احدوٹ صاحب بنام نٹ سے یہ عذر کیا کہ نالش ہذا کی پیروی در اصل مدعیان بطور پنچ گیا والان کے کرتے ہیں اور انکو اپنے ذاتی استحقاق کی طرف عود کرنیکی اجازت نہ دیجانی چاہیئے۔ وہ مقدمات جنکا حوالہ عدالت اپیل ماتحت نے دیا ہے ایسے قاعدہ کی سندات ہیں کہ عدالت کی اجازت زیر دفعہ ۳۰ حاصل کیجانی چاہیئے۔ مقدمہ محی الدین بنام سعید الدین (۱) میں معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ہذا نے رپورٹ کے صفحہ ۸۱۶ پر اس قیاس پر فیصلجات الہ آباد کو پسند کیا ہے کہ اہم تبدیلی بروئے دفعہ ۳۰ کے مجموعہ ضابطہ حال ۱۹۰۲ء میں ایزاد کیگئی ہے ۱۸۸۲ء کے بعد کوئی تبدیلی قانون عملیہ میں آئی تھی۔ مقدمات جان علی بنام رام ناتھ منڈل ولطیف النساء بیبی بنام نذیرن بیبی (۳) اسی قانون کی روسے فیصل کئے گئے تھے جو ابتک نافذ ہے۔ لیکن اگر دعوے حال بطور ایک ایسے دعوے کے بھی متصور کیا جائے جو دربارہ موثر کرانے ذاتی استحقاق ہر ایک مدعی کے ہو تاہم دیگر گیا والان بھی فریق نہ بنائے جانے چاہئیں تھے۔ ملاحظہ ہو کالی کنٹ سرما بنام گوری پرشاد سرما بہ دیوری (۴) +

ہائیکورٹ دیبلی صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس نے فیصلجات صادر کئے +

بیوسلی صاحب جسٹس:- نالش حال سات گیا والان نے اس غرض سے دائر کی ہے کہ مدعا علیہ کو کسی فعل کے متعلق بابت اس چبوترہ کے کرنے سے روکا جائے جو شہر گیا میں ایک پاک درخت کے گرد بنا ہوا ہے مدعیان عدالت میں مدعی بیان دعویدار ہوئے تھے کہ وہ ایسی پنچ یا کمیٹی میں جو تمام گیا والان کیطرف سے قائم مقامان ہیں اور اگر ایسی صورت قرار نہ بھی دیجائے تاہم ان کو فرداً فرداً اس امر کا استحقاق حاصل ہے کہ مدعا علیہ کو فعل مذکور سے روکیں اس بیان مقدمہ کے متعلق منصف نے بیان کیا ہے کہ بحیثیت پنچ مدعیان نے خود اپنی طرف سے اور بطور پنچ گیا والان کے نالش ہذا بسلسلے گرائے جانے ناجائز تعمیرات کے دائر کی ہے" بروئے شہادت کے منصف نے قرار دیا ہے کہ مدعیان پنچ نہیں ہیں جیسا کہ انہوں نے عرضیدعوای میں بیان کیا ہے چنانچہ اسنے قرار دیا کہ وہ بحیثیت مذکورہ کے کل گیا والان کیطرف قائم مقامان نہیں الاّ جبکہ انہوں نے عدالت کی اجازت زیر دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی حاصل کی ہو لیکن ساتھ ہی اسنے یہ بھی قرار دیا ہے کہ انکو فرداً فرداً یہ استحقاق حاصل ہے کہ مدعا علیہ کو افعال مذکورہ سے روکیں چنانچہ منصف مذکور نے بحق مدعیان فیصلہ کر کے نالش کی ڈگری دی ہے +

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۱۰ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳
(۲) ..... ۳۳ ..... (۴) ..... ۱۶ صفحہ ۹۰۶

زان بعد مقدمہ بطبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج کے روبرو پیش ہوا اور ڈسٹرکٹ جج نے نالش کو اسوجہ سے خارج کیا کہ چونکہ مدعیان نے عدالت کی اجازت نسبت ارجاع نالش کے کل گیادالان کیطرف سے حاصل نہیں کی اسلئے نالش خارج کیجانی چاہیئے اُسنے نالش کو بطور ایسی نالش کے متصور نہین کیا اور نہ اسکی نسبت بطور ایسی نالش کے عمل کیا ہو جو مدعیان نے اپنی ذاتی حیثیت سے دائر کی ہو مگر اپنے فیصلہ مین اُسنے تسلیم کیا ہے کہ ہر ایک مدعی کو ایک قیمتی استحقاق اس چبوترہ کی محفوظیت کیواسطے حاصل ہے اور اسلئے اُنمین سے ہر ایک مدعا علیہ کے برخلاف ایک سلسلہ نالشات ہر جانہ دائر کر سکتا ہے اور اُسنے بیان کیا ہے کہ یہ امر واقعہ یعنی یہ کہ ہر ایک مدعی کو بنائے دعوی حاصل ہے اس امر کے قرار دینے کی ایک حجت ہے کہ وہ جداگانہ نالشات بخلاف مدعا علیہ کے دائر کرنیکے مستحق نہیں لیکن مطابق اُسکی تعبیر قانون کے اُن سب کو ایک ہی نالش کے رجوع کرنے مین شامل ہونا چاہیئے اور کہ جبتک اُن سب کا نام بطور مدعیان کے درج نہو تبتک اُنکو چاہیئے کہ زیر دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت سے اجازت حاصل کرین ✦

ہماری رائے مین یہ بالکل غلط تعبیر قانون ہے بمقدمہ ہذا مین یہ امر مسلمہ ہے (اور اس اقبال کو ہم ہر دو عدالت ماتحت کے فیصلجات سے اخذ کرتے ہین) کہ ہر ایک مدعی کو فرداً فرداً بنائے دعوے حاصل ہے ہماری رائے مین کوئی وجہ اور کوئی سند بابت اس امر کے موجود نہیں کہ اُنکو ایک مشترکہ نالش کے بخلاف مدعا علیہ رجوع کرنیکی اجازت دیجائے - دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی صریح طور پر ایسے اشخاص کو ایک ہی نالش بطور مدعیان شامل ہونیکے قابل بناتی ہے - اُسمین بیان کیا گیا ہے کہ وہ جایز ہے کہ ایسے جملہ اشخاص مقدمہ مین بمنزلہ مدعیان شامل کئے جائین جنکو ایک ہی بنائے دعوی کی بابت کسی دادرسی متدعویہ کے استحقاق کا ہونا مشترکاً یا منفرداً یا بعض کو بجائے بعض کے بیان کیا جائے" فاضل ڈسٹرکٹ جج نے دفعہ مذکور کو اسطرح پر پڑھا ہے کہ کل اشخاص کو بطور مدعیان کے شامل ہونا چاہیئے جبکہ اُنکو ایک ہی بنائے دعوی بخلاف مدعا علیہ کے حاصل ہو - لیکن صورت اس طرح پر نہیں ہے - وہ صرف ایک اختیاری دفعہ ہے جسکے رو سے چند مدعیان کو جنہیں ایک ہی استحقاق دادرسی حاصل ہو ایک ہی نالش مین شامل ہونے کی اجازت دیگئی ہے بجائے اسکے کہ وہ جداگانہ نالشات دائر کرین ✦

دفعہ ۳۰ مین کسیقدر مختلف معاملہ کا ذکر ہے اُسمین بیان کیا گیا ہے کہ "جب بہت سے اشخاص ایک ہی مقدمہ مین ایک ہی حق رکھتے ہون تو جائز ہے کہ اُنمین سے ایک یا چند فریق باجازت عدالت جملہ اشخاص حقدار کیطرف سے نالش کرین یا اُنپر نالش کیجائے یا ایسی نالش مین جوابدہی کرین" دفعہ مذکور کا

بیچو لال وغیرہ
بنام
بٹاک لال

منشا یہہ ہی کہ عدالت کی اجازت سے ایک نالش ایک یا چند اشخاص منجانب جملہ اشخاص حقدار کے رجوع کر سکتے ہین یہہ بہی ایک اختیاری دفعہ ہے جسکے رو سے ایک نالش کیعض واقعات کی موجودگی مین منجانب چند اشخاص حقدار کے رجوع کیجائیگی اجازت کل اشخاص حقداران کیطرف سے دیگئی ہے لیکن دفعہ مذکور مین کوئی الفاظ بدین مضمون موجود نہین کہ جہان چند اشخاص کو ایک ہی حق نالش مین حاصل ہو تو وہ مشترکاً یا منفرداً رجوع نالش سے ممتنع ہین الا جبکہ وہ عدالت کی اجازت ان جملہ اشخاص کیطرف سے حاصل کرین جنکو کہ ویسا ہی حق حاصل ہے۔
دفعہ مذکور کے رو سے وہ خود اپنے استحقاق کی بنا پر نالش کرنے سے ممتنع نہیں ہین اسمین صرف یہہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر انکی مرضی دیگر اشخاص کیطرف سے نالش کرنے کی ہے تو انکو عدالت کی اجازت حاصل کرنی چاہئے +
اسلئے ہماری یہہ رائے ہی کہ فاضل ڈسٹرکٹ جج کا فیصلہ اس امر کے متعلق غلط ہے اور وہ منسوخ کیا جانا چاہئے لیکن چونکہ فاضل جج مذکور نے کوئی تجویز واقعات کے متعلق قلمبند نہیں کی اور چونکہ معلوم ہوتا ہی کہ بعض سوالات متعلق واقعات اُسکے روبرو اُٹھائے گئے تھے گو ان پر بحث نکیگئی تھی اور انکا فیصلہ عدالت کے اقتضائے رائے یہ بعد موازنہ شہادت متعلق بہ واقعات کے چھوڑ دیا گیا تھا اسلئے ہماری رائے ہی کہ مقدمہ صاحب جج کے پاس اس غرض سے واپس بھیجا جانا چاہئے کہ وہ واقعات پر فیصلہ قلمبند کرے +
اپیلانٹ اپنے خرچہ عدالت ہذا کا مستحق ہے +

امیر علی صاحب جسٹس:- چونکہ مقدمہ محی الدین بنام سید امین (۱) کا حوالہ ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ مین دیا ہی جس مقدمہ مین کہ مین ایک شریک تھا اسلئے میری یہہ رائے ہی کہ مجھے چند الفاظ اُس تعبیر کے متعلق ایزاد کرنے چاہئیں جو مینے دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متعلق اختیار کی ہے +
دفعہ مذکور جیسا کہ قبل ازین ظاہر کیا گیا ہی ایک اختیاری دفعہ ہی اور میری رائے مین وہ تشریح نمبر ۳ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیساتھ ملاکر پڑھی جانی چاہئے جسمین بیان کیا گیا ہی کہ "جس حال مین کہ اشخاص بابت کسی ذاتی حق کے جس کا دعوی واسطے اپنے اور دیگر اشخاص کے بشرکت کرتے ہون بہ نیک نیتی عدالت مین نزاع مجمع کرین تو تمام اشخاص جو اُس حق مین غرض رکہتے ہون واسطے مطالب دفعہ ہذا کے دعویدار بذریعہ اُن اشخاص کے سمجھے جائینگے جنہون نے ایسی نزاع رجوع کی" دفعہ ۳۰ مین یہہ حکم ہے کہ جب بہت سے اشخاص کو ایک ہی نالش مین ایکسہی حق حاصل ہو تو انمین سے ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص نالش کر سکتا ہی یا انپر نالش کیجا سکتی ہی یا نالش کی جوابدہی کر سکتا ہے مگر عدالت کی اجازت سے تاکہ فیصلہ نالش مذکور دیگر اشخاص پر قابل پابندی ہو اسلئے دفعہ ۳۰ کا اثر میری رائے مین یہہ ہی کہ جبتک ایسی اجازت شخص نالش کنندہ یا جوابدہی

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۸۱۰

کنندہ نالش سے حاصل نہیں ہے تبتک اُسکے فعل کا کوئی قابل پابندی اثر ان اشخاص پر نہیں ہے جیسا کہ وہ عام
ہونا چاہتا ہے - فرق مابین ایک مشترک استحقاق اور ایک ایسے استحقاق کا جو بشمولیت دیگر اشخاص کے استعمال کیا جاتا
ہو بہتر صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ جواہر بنام اکبر حسین (۱) مین ظاہر کیا ہے جہان ایک مشترک استحقاق موجود
ہو تو جملہ اشخاص مشترک حقدار اُن کے واسطے بطور فریق مقدمہ شامل ہونا ضروری ہے اور اگر وہ شامل نہون تو
نالش بباعث شامل نہونے کے ناقص ہوگی - اس امر کے روکنے کیواسطے کہ عمل مین بلا ضرورت بہت سے نام درج
کئے جائیں دفعہ ۳۰ کے رو سے ایک یا زیادہ اشخاص با استحقاق مشترک کو اجازت دیگئی ہے کہ عدالت کی اجازت سے
کل اشخاص حقدار کیطرف نالش کرین یا نالش کی جوابدہی کرین - دراصل دفعہ مذکور مین ایک آسانی کا قاعدہ
درج ہے جو عقل اور مصلحت عامہ پر مبنی ہے لیکن میری رائے مین اسکا منشا کسی استحقاق کے ضبط کرنیکا
نہیں ہے اور نہ اسکے رو سے ایسا کیا گیا ہے با استعمال الفاظ چیف جسٹس صاحب نے مقدمہ مذکور مین ہر ایک شخص جسکو
ایسا حق حاصل ہو اُسکے پابند استعمال کرنیکا مستحق ہے اور اُسے ہر ایک ایسے شخص کے برخلاف نہایت دعوے
حاصل جو استحقاق مذکور مین خلل اندازی کرے ۔

مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۳۰ کے رو سے یہ عذر درست نہیں ہوسکتا کہ چونکہ ایک شخص بالاشتراک
دیگر اشخاص کے ایک حق حاصل ہے اسلئے وہ خود اپنے استحقاق کے قائم یا موثر رکھنے کیلئے نالش رجوع نہیں کرسکتا
اُسکا کوئی فرض نہیں ہے کہ دیگر اشخاص کیطرف سے نالش کرے یا نالش کی جوابدہی کرے - اور اگر وہ کسی
دادرسی کی استدعا ان اشخاص کیطرف سے کرے جنکو بالاشتراک اُسکے حق حاصل ہے یا اُنکو اپنے فعل کا پابند
بنانا چاہے تو کوئی امر دفعہ مذکور یا کسی اور قانون مین ایسا موجود نہیں ہے جسکے رو سے وہ رجوع نالش سے ممنوع ہو
اگر وہ خود اپنی طرف سے اور دیگر اشخاص کیطرف سے بھی نالش کرے تاہم وہ نالش کی پیروی خود اپنی طرف سے
ہی کرسکتا ہے اور وہ ایسا کرنیکا مستحق ہوگا اگر وہ ضروری ترمیم کرلے - مقدمات انگلستان متعلق بابین
امر کتاب ڈینیل چانسری پریکٹس طبع پنجم صفحہ ۲۱۰ مین درج ہین اُنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مدعی کے
ارجاع نالش کا حق بذاتہ حاصل ہو یا مدعا علیہ اگر اُسے جوابدہی نالش کا حق بذاتہ حاصل ہو مستحق ارجاع یا
جوابدہی نالش کا کسی طریق پر ہے جسکو وہ پسند کرے بلا فریق بنانے کسی شخص کے ارجاع یا جوابدہی
نالش مین جبتک کہ اثر اُسی تک محدود ہے ان وجوہات کے رو سے مین اُس حکم سے اتفاق کرتا ہون
جو میرے فاضل ہم جلیس نے صادر کیا ہے ۔

اپیل منظور کیا گیا ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ، صفحہ ۱۷۸

۵ فروری ۱۸۹۷ء

نگرانی فوجداری

باجلاس [illegible] صاحب [illegible] صاحب جسٹس

کیلاش چندر پال و یکس دیگر (سائل) بنام کنج بہاری پودار (فریق مخالف) ۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۴۵۔ اختیار مجسٹریٹ ضلع سب ڈویژنل مجسٹریٹ ۔

ایک مقدمہ مین تہا کہ ایک مجسٹریٹ ضلع نے ایک حکم بدین بیان صادر کیا کہ انکی رای مین سب ڈویژنل مجسٹریٹ کا یہہ فرض تہا کہ کارروائیات زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری دائر کرتا ۔

تجویز ہوا یہ ہوئی کہ مجسٹریٹ ضلع کو [illegible] کوئی اختیار [illegible] کہ حاکم ماتحت کو سب ڈویژنل مجسٹریٹ کو

ابتدا کارروائیات کی ہدایت کرتا ۔

مقدمہ متعلقہ بنام گوبند چندر [illegible] کی پیروی کیگئی ۔

سنہ ۱۸۹۴ء مین ایک [illegible] بیچ سائلان اور فریق مخالف کے ایک باغ کے متعلق شروع ہوا جو پرگنہ سونار گانو ضلع نرائن گنج مین واقع تہا ۔ [illegible] یہہ ہوئی کہ انکو باقی قبضہ ایک جزو باغ کا بروے ایک بیعنامہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۳۰۰ (مطابق) رجون سنہ ۱۸۹۳ء [illegible] سے حاصل ہے ۔ دوسرا جزو باغ بعد ایک گانو کے ایک شخص مسمی الیف کو [illegible] گیا تہا کہ بعد خرید مذکور کے انہون نے الیف کو جو اسوقت وہان کا رہتا اس جزو پر قابض رہنے دیا جو اسکی ملکیت تہا اور اسکو اپنی طرف سے دوسرے جزو کی نگرانی رکہنے کے واسطے کہا تہا ۔ بخلاف اسکے سائلان نے جنمین سے ایک الیف تہا یہہ بیان کیا کہ وہ کل باغ پر قابض ہین ۔ اسکا نتیجہ انکو کو پی سرفا [illegible] دیا ہے اور کہ فریق مخالف کے بیانات اس غرض سے کئے گئے ہین کہ الیف کو بے دخل کرکے باغ سے نکالدین ۔ منکے بعد ۳ مئی سنہ ۱۸۹۴ء کو ایک بلوہ ہوگیا اور حاضرین مین سے ایک مارا گیا ۔ کیلاش پال روپوش ہوگیا ۔ اور الیف اور سیبر دو اشخاص فریق مخالف کے عدالت سشن کی سپرد کئے گئے تہے شخص اول الذکر کو تین سال اور موخر الذکر کو ۲ سال کی قید سخت کا حکم دیا گیا تہا بر طبق اپیل ہائیکورٹ سیبر کی قید کم کیگئی تہی اور الیف کے واسطے تجویز جدید کا حکم دیا گیا تہا ۔

نگرانی فوجداری نمبر ۱۰۳۴ سنہ ۱۸۹۶ء بنارضی حکم صادرہ ایل پی شایرس صاحب مجسٹریٹ ضلع ڈہاکہ صادرہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء مشعر بحالی حکم صادرہ ایل بی آر لوکس صاحب سب ڈویژنل افسر نرائن گنج مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء ۔

سنہ ١٨٩٦ع

کیلاش چندر پال
بنام
گنج بہاری

مسٹر پی ال رائے منجانب فریق مخالف:۔ یہ امر صریح ہے کہ جہانتک سبارڈینیٹ مجسٹریٹ کا تعلق ہے اُس کا یہہ خیال تہا کہ کوئی کارروائیات زیر دفعہ ١٤٥ اُٹہائی جانی چاہئیں کیونکہ ٩ اکتوبر سنہ ١٨٩٤ع کو اُسنے ایک حکم زیر دفعہ ١٤٤ صادر کیا تہا۔ اور ٤ جون سنہ ١٨٩٥ع کو اُسنے ایک اور حکم زیر دفعہ مذکور (١٤٤) صادر کیا تہا جسکے بموجب گنج بہاری کو اراضی زیر بحث مین دست اندازی کرنیسے منع کیا گیا تہا۔ مجسٹریٹ ضلع کی یہہ رائے ہتی کہ سبارڈینیٹ مجسٹریٹ کا یہہ فرض تہا کہ کارروائیات زیر دفعہ ١٤٥ دائر کرتا چنانچہ اُسنے حکم مصدرہ ٤ جون سنہ ١٨٩٥ع کو ترمیم کیا۔ اُسکے حکم پر عمل کرکے سبارڈینیٹ افسر نے ٤ اگست سنہ ١٨٩٥ع کو کارروائیات زیر دفعہ ١٤٥ رجوع کین۔ مقدمہ محولہ یعنی ملکہ معظمہ بنام گوبند چندر داس (١) ایک مجسٹریٹ ضلع کی صورت سے متعلق نہین ہے۔ مجسٹریٹ ضلع نے صرف یہہ بیان کیا تہا کہ اُسکی رائے مین سب ڈویژنل افسر کا فرض تہا کہ کارروائیات زیر دفعہ ١٤٥ دائر کرے اُسنے اپنے ماتحت عہدہ دار کو ایسا کرنیکی ہدایت نکی ہتی کوئی امر دفعہ مذکور یا کسی اور دفعہ مین ایسا موجود نہیں ہے جسکے رو سے ایک مجسٹریٹ ضلع کو حال جیسا حکم صادر کرنیسے امتناع کیا گیا ہو۔

ہائیکورٹ (گہوس صاحب و گارڈن صاحب ججان) نے تجویز ذیل صادر کی:۔

ہماری رائے مین قاعدہ ہذا اُس وجہ اوّل پر قطعی قرار دیا جانا چاہئیے جو عدالت ہذا کے حکم مورخہ ٤ جولائی گذشتہ مین مذکور ہے۔

یہہ امر بالکل صریح ہے کہ جہانتک کہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ نرائن گنج کا تعلق ہے اُس کا یہہ خیال تہا کہ کوئی کارروائیات زیر دفعہ ١٤٥ مجموعہ ضابطہ فوجداری دائر کیجانی چاہئیں کیونکہ وہ حکم جو اُسنے ١٩ اکتوبر سنہ ١٨٩٤ع کو صادر کیا تہا ایک حکم زیر دفعہ ١٤٤ مجموعہ مذکور تہا جسکے بموجب الیف کو اُس اراضی کے متعلق دست اندازی کرنے سے منع کیا گیا تہا جو متنازعہ مابین فریقین کا امر مدعا بہا ہے۔ مزید برآن ہم یہہ معلوم کرتے ہین کہ ٤ جون سنہ ١٨٩٥ع کو اُسنے ایک اور حکم زیر دفعہ مذکور (١٤٤) صادر کیا تہا جسکے رو سے اُسی طرح گنج بہاری فریق مخالف کو اراضی زیر بحث مین دست اندازی کرنیسے منع کیا گیا تہا۔ مگر مجسٹریٹ ضلع نے ٢٣ جولائی سنہ ١٨٩٥ع کو یہہ رائے اختیار کی کہ سب ڈویژنل افسر کا یہہ فرض تہا کہ کارروائیات زیر دفعہ ١٤٥ دائر کرتا چنانچہ اُسنے ٤ جون سنہ ١٨٩٥ع کو حکم مذکور کی ترمیم کی تہی مجسٹریٹ ضلع ...

(١) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ٢٠ صفحہ ٥٢٠

۱۸۹۶ء
سری ناتھ رائے
بنام
اینڈی ہالدر

مخالف اینڈی ہالدر نے موجود الوقت ڈپٹی مجسٹریٹ منشی گنج کو ایک مقدمہ کے زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری رجوع کرنیکی تحریک کی مگر اُسنے ایسا کرنیسے اسوجہ پر انکار کیا کہ اسکو ابتدائی تحقیقات سے اس امر کا یقین ہوگیا ہے کہ مبینہ راستہ ایک شارع عام نہتا - اسپر مستغیث نے ۱۹ دسمبر ۱۸۹۵ء کو سشن جج ڈاکہ کو ڈپٹی مجسٹریٹ منشی گنج کے حکم کی ناراضی پر تحریک کی جسکے بعد اُسنے استغاثہ کے لینے سے انکار کیا تہا مگر سائل کی درخواست کو منظور کیا اور ہدایت کی کہ زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مزید تحقیقات کیجانی چاہئے ۳۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو اُس ڈپٹی مجسٹریٹ نے جسنے مزید تحقیقات کرکے ایک مشروط حکم زیر دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیا تہا بالفاظ ذیل حکم مذکور کو قطعی قرار دیا :-

فریق ثانی نے نالش دیوانی میں یہہ ثابت نہیں کیا کہ اُس استحقاق کا دعویٰ جو اُسنے بیان کیا ہے درست ہے اسلئے مجموعہ مذا کی نسبت مطابق احکام قانون مندرجہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل کرنا چاہئے اور یہہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ آیا مشروط حکم جو میں نے صادر کیا ہے قرین عقل اور مناسب ہے - اس امر کا بار ثبوت کہ ایسا نہیں ہے فریق مخالف پر ہے جو وجہ ظاہر کرتا ہے اور فریق مذکور پر لازم ہے کہ جوری کے مقرر کئے جانیکی درخواست کرے یا عذر مذکور کی تائید میں آج شہادت پیش کرے مگر چونکہ ایسا نہیں کیا گیا اسلئے میں کوئی وجہ اس امر کے قرار دینے کی نہیں دیکھتا کہ حکم مذکور قرین عقل اور مناسب نہیں ہے اسلئے میں اُس مشروط حکم کو جو میں نے زیر دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیا ہے قطعی قرار دیکر یہہ ہدایت کرتا ہوں کہ مزاحمت مذکورہ پندرہ یوم کے اندر رفع کیجائے *

اس حکم کی ناراضی سے سائلان سری ناتھ رائے وغیرہ نے سشن جج ڈاکہ کو تحریک کی جسنے ۲۰ نومبر ۱۸۹۶ء کو ذیل کا حکم صادر کرکے دست اندازی کرنیسے انکار کیا :-

میں دست اندازی کرنیسے انکار کرتا ہوں - عدالت ماتحت نے مطابق ضابطہ مندرجہ مقدمہ لکہی نرائن بینرجی بنام رام کمار مکرجی[1] کے عمل کیا ہے - سائلان حال کو جبکہ اُس میں حکم دیا گیا ہے ایک موقع نسبت ثابت کرنے اپنے حقوق ملکیت متعلقہ مذکور کی نسبت عطا کیا گیا تہا لیکن وہ ایسا کرنیسے قاصر رہے ہیں - عدالت ماتحت کا حکم ایسے واقعات کی موجودگی میں بالکل مناسب اور درست ہے - درخواست ہذا نامنظور کیجاتی ہے اور عدالت ماتحت کا ضابطہ اور حکم بحال کیا جاتا ہے *

اسپر یکم فروری ۱۸۹۷ء کو سائلان سری ناتھ رائے وغیرہ نے ہائیکورٹ کو زیر دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری حکم مذکور کی منسوخی کی تحریک منجملہ دیگر وجوہات کے وجوہات ذیل پر کی :-

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۶

سنہ ۱۸۹۷ء
سری ناتھ رائے
بنام
ایمپرس

(۱) سشن جج نے مقدمہ کو تحقیقات مزید کے واسطے واپس کرنیمیں خلاف اختیار عمل کیا ہے +

(۲) ڈپٹی مجسٹریٹ کا حکم مشروطہ منسوخ کیا جانا چاہئے تہا کیونکہ مسل مین سائلان کے بر خلاف کوئی شہادت موجود نہتی +

(۳) ڈپٹی مجسٹریٹ کو چاہئے تہا کہ سائلان کو ایک موقعہ گواہان کے پیش کرنے کا دیتا جو اسنے نہیں دیا +

بابو بسنت کمار بوس و بابو جگندر چندر گھوس منجانب سائلان +

مسٹر پی ایل رائے منجانب فریق مخالف +

ہائیکورٹ (گھوس صاحب و گارڈن صاحب جسٹسان) نے تجویز ذیل صادر کی :-

بعد سماعت فریقین متعلق بہ این امر کے ہماری یہہ رائے ہے کہ قاعدہ ہذا اُن ہر دو وجوہات پر قطعی قرار دیا جانا چاہئے جنپر کہ وہ عطا کیا گیا ہے +

استغاثہ نسبت خلاف قانون مزاحمت ایک ایسے راستہ کے تہا جسکو مستغیث نے شارع عام بیان کیا ہے - اس مجسٹریٹ کی رائے جسکے روبرو استغاثہ مذکور دائر کیا گیا تہا بعد ابتدائی تحقیقات کے یہہ تہی کہ وہ راستہ ایک شارع عام نہتا چنانچہ اُسنے زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری عمل کرنے سے انکار کیا اسپر مستغیث سشن جج کے روبرو گیا - اُسکی یہہ رائے ہوئی کہ مجسٹریٹ پر لازم تہا کہ مقدمہ کی تجویز کرتا چنانچہ اُسنے ہدایت کی کہ مزید تحقیقات زیر دفعہ ۱۳۳ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ فوجداری کیجائے مجسٹریٹ نے اس حکم پر عمل کیا جیسا کہ اسپر لازم تہا اور اُسنے ایک مشروطہ حکم زیر دفعہ ۱۳۳ صادر کرکے سائلان کو بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا کہ کیون وہ مزاحمت جسکی شکایت کیگئی ہے رفع نکیجانی چاہئے +

اُنہوں نے حاضر ہوکر وجہ ظاہر کی لیکن جیسا کہ مسل سے معلوم ہوتا ہے اُنہوں نے کوئی شہادت پیش نہیں کی اور اسپر مجسٹریٹ نے بلا لینے کسی شہادت بتائید استغاثہ کے اپنے مشروطہ حکم کو زیر دفعہ ۱۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری قطعی قرار دیا +

ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سشن جج کا حکم متضمن ہدایت تحقیقات مزید صورت حال مین خلاف اختیار ہی ہم خیال کرتے ہین کہ اُسکا منشا رحکم مذکور کے زیر دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کرنیکا تہا

۱۸۹۶ء

اسمٰعیل عارف
بنام
الیس جی لسلی

نسبت کسی قسم متنازعہ مبلغ عہ کے حاصل کرے تو کوئی خرچہ مدعی کو دلایا نہ جائیگا - الا جبکہ وہ جج جو مقدمہ کی تجویز
کرے اس امر کی تصدیق کرے کہ وہ مقدمہ قابل تجویز ہائیکورٹ کے ہے - مدعا علیہ نے بہت سی رقم متدعویہ
کی نسبت میعاد کا عذر کیا - بعد نفاذ ایکٹ ۱۸۹۵ء کے جسکے کہ دفعہ ۱ میں الفاظ "ایکہزار" بجائے الفاظ "دو ہزار"
مندرجہ دفعہ ۲۲ - ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۲ء کی تبدیل کئے گئے ہیں ایک ڈگری بحق مدعی رقم متدعویہ کی نسبت صادر
کیگئی تہی اور فاضل جج نے بلا تصدیق کرنے اس امر کے کہ مقدمہ قابل تجویز ہائیکورٹ ہے مدعی کو مطابق پیمانہ
۲ کے خرچہ دلایا - مدعا علیہ نے اپیل کیا ٭

مسٹر ڈنی و مسٹر چودہری منجانب اپیلانٹ نے عذر میعاد کو ترک کیا اور وہ سوال جو فیصل کئے جانیکے واسطے
چھوڑا گیا تہا - دال خرچہ تہا ٭

مسٹر ٹی لیٹ ایکارڈ بمعیت مسٹر ہیو وسٹراد تو مرا) منجانب رسپانڈنٹ :- کوئی مفروضہ استحقاق
خرچہ اس شخص کو حاصل نہیں ہے - مدعی نے اپنی نالش ۹ دسمبر ۱۸۹۴ء میں دایر کی تہی اور ایکٹ ۱۸۹۵ء
کے صادر ہونے پر وہ اپنی نالش کو باجازت تجدید ارجاع نالش واپس لے سکتا تہا اور زاں بعد جدید نالش
ہائیکورٹ میں رجوع کر سکتا تہا - ایکٹ مذکور کا اثر پس بین ہے کیونکہ ایک معاملہ ضابطہ کی تبدیلی
ایکٹ مذکور کے ذریعے کیگئی ہے - بروقت ارجاع نالش کے کسی شخص کو اہم استحقاق نسبت خرچہ
کے حاصل تہا پس اس صورت میں یہ ایک بالکل ضابطہ کا معاملہ ہے اور وہ ضابطہ جسکی کہ پیروی
کیجانی چاہئے ایکٹ موخر الذکر میں درج ہے - ملاحظہ ہو ہیو بوسنڈری دیبی بنام رکمل حیدر بوس (۱)
(ٹریولین صاحب جسٹس :- آیا تم خرچہ وصول کرنیکے نا قابل نہتے ؟) ہاں بروقت ارجاع نالش
کے لیکن قبل عطائے خرچہ کا وقت آنیکے واضعان قانون نے نا قابلیت مذکور کو رفع کر دیا تہا
(میکلین صاحب چیف جسٹس :- پس اگر فیصلہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۵ء کو صادر ہوا تہا تو تم اپنے خرچہ
سے محروم کئے گئے تہے ؟) مگر یہ ایک عام نتیجہ تنازعہ کا ہے ٭

مسٹر ڈنی منجانب اپیلانٹ :- ایکٹ مذکور پس بین نہیں ہے - واضعان قانون کا یہ
منشا تہا کہ مدعا علیہ کو استحقاق بر نسبت ادائے خرچہ اس صورت میں عطا
کیا گیا ہے جبکہ ڈگری اسکے برخلاف ایک خاص حد سے کم رقم کی نسبت صادر کیجائے

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۳

سنہ ۱۸۹۶ء
اسمعیل عارف
بنام
لسلی

الفاظ ایکٹ مذکورسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منشا یہ تہا کہ وہ نالشات جو قبل ایکٹ مذکور کے رجوع کیگئی ہون اُس قاعدہ اختیار سماعت کی ذیل مین آنا چاہیے جو بذریعہ ایکٹ جدید کے مقرر کیا گیا ہے کیونکہ بہرحال وہ ایکٹ اصل ضابطہ نہین ہے بلکہ ایک اصل اختیار سماعت ہے ایکٹ جدید کا تعلق صرف ان نالشات سے ہونا چاہیے جو بعد یکم اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کے رجوع کیگئی ہون (ٹریولین صاحب جسٹس نے مقدمات ایٹ بنام ہلیل (۱) و ریپبلک آف کوسٹاریکا بنام ارلنجر (۲) کا حوالہ دیا) صورت حال مین کامل امتناع نسبت حصول خرچہ منجانب مدعیکے موجود ہے۔ مقدمہ ایٹ بنام ہلیل (۱) مین کوئی بیان کردہ قاعدہ مشعر اظہار استحقاق خرچہ موجود نہ تہا لیکن ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ کے روسے مدعلیہ بعض صورتون مین ذمہ دار... ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ مدعیکو خرچہ عطا کرنا گویا اسکو ایک ایسی شئے عطا کرنا ہے جس سے کہ وہ منجانب واضعان قانون محروم کیا گیا ہے اور گویا اسکو اسوجہ سے شئے مذکور کا عطا کرنا ہے کہ اسنے ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے جسکے کرنے سے واضعان قانون نے اسکو منع کیا تہا (میک لین صاحب چیف جسٹس آیا دفعہ ۲ ایکٹ عبارات عامہ متعلق نہین ہوتی؟) ٹریولین صاحب جسٹس نے مقدمہ دیب نراین دت بنام نرندر اکرشن (۳) کا حوالہ دیا) اصولہا مذکور صورت حال سے متعلق ہوتی ہین دفعہ جدید سے پرانی دفعہ منسوخ نہین کیگئی بلکہ اسکے بعد سے ایک جدید اختیار سماعت بجای پرانے اختیار سماعت کے قائم کیا گیا ہے۔

عدالت (میک لین صاحب چیف جسٹس و میکفرسن صاحب و ٹریولین صاحبان جسٹسان) نے فیصلہجات ذیل صادر کیے۔

میک لین صاحب چیف جسٹس:- سوال فیصلہ طلب اپیل ہذا مین صرف یہ ہے کہ آیا مدعیان اپنے خرچہ نالش کے مستحق ہین

نالش ہذا ایک دوکان اٹرنیان نے اپنے موکل کیخلاف واسطے دلاپانے بقایا بل خرچہ کے دائر کی ہے۔ رقم وصول کردہ مبلغ ۱۰۰۰ سے کم لیکن ۵۰۰ سے زیادہ ہے۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ بلحاظ دفعہ ۲۲ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ (دوم ۱۸۸۲ء) کی مدعیکا خرچہ دلایا نجانا چاہیے۔ دفعہ مذکور جہانتک کہ وہ ضروری ہے حسب ذیل ہے:-

"اگر کوئی نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ سوا اس نالش کے جسمین دفعہ ۱۲ متعلق ہو ہائیکورٹ مین رجوع کیجاوے اور اگر ایسی نالش مین مدعی اس نالش کیصورت مین جو مبنی بربنائے معاہدہ ہو کسی مقدار زر نقد کی ڈگری حاصل کرے جو مبلغ ۱۰۰۰ سے کم ہو اور کسی اور قسم کی نالش مین کسی مقدار زر نقد کی ڈگری جو مبلغ ۵۰۰ سے کم ہو تو مدعی کو کوئی خرچہ دلایا نہ جائیگا۔ قواعد مذکورہ بالا کسی ایسی نالش سے متعلق نہ ہونگے جسمین وہ جج جو اُسکی

(۱) ہرلیسٹن و نارمن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۲۷۔

(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۶۲

(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۰ (۲۷۳)

سنہ ۱۸۹۶ء
اسمعیل عارف
بنام
فسلی

تجویز کرے اس امر کی تصدیق کرے کہ وہ ہائیکورٹ میں رجوع کئے جانیکے قابل تھی۔

عدالت ماتحت مین فاضل جج نے خرچہ عطا کیا ہے لیکن آپنے اس امر کی تصدیق نہین کی نالش ہائیکورٹ مین رجوع کئے جانیکے قابل تھی اپنے معاملہ خرچہ کو ایک معاملہ استعمال جوڈیشل اختیار تمیزی تصور کیا ہے۔

اگر معاملہ کو صرف دفعہ مذکورہ بالا پر مبنی ہوتا تو یہ امر صریح ہوتا کہ مدعیکو کسی ایسی تصدیق کی عدم موجودگی مین خرچہ نہ دلایا جاسکتا تھا۔

مشکل صورت حال مین دفعہ ۱۱ ایکٹ ترمیم کنندہ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۵ء) سے پیدا ہوتی ہے اسمین الفاظ "ایکہزار" بجائے "دو ہزار" مندرجہ دفعہ ۲۲ محولہ بالا کے قایم کیئے گئے ہین فاضل جج عدالت ماتحت کی رائے ہے مین چونکہ نالش قبل نفاذ ایکٹ ترمیم کنندہ مذکور کے رجوع کیگئی تھی اسلیئے مدعیان کو خرچہ نہ دلایا جاسکتا تھا الا اگر آپنے باستعمال اختیار تمیزی خرچہ عطا کیا ہوتا۔

دفعہ ۱۱ ایکٹ منسوخ شدہ کا اثر دفعہ ۲۲ ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء پر کیا ہے؟ اسمین شرط دربارہ مقدار زر نقد مندرجہ ایکٹ سابقہ منسوخ کیگئی ہے لیکن اسمین کوئی کلام نہین ہے کہ اسکا اطلاق پس مین ہونا چاہیئے مدعی کیطرف سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ ایکٹ ترمیم کنندہ صرف ضابطہ سے علاقہ رکھتا ہے اور اسمین کسی اہم استحقاق کے متعلق چل اندازی نہین کیگئی اسلیئے ایکٹ جدید کا اثر پس بین ہے۔

لیکن میری یہ رائے ہے کہ مقدمہ ہذا ان مقدمات کی جماعت سوم کی ذیل مین آتا ہے جنکا ذکر ولسن صاحب جج نے فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ بیبی ٹیپ وٹ بنام نرندر کرشن (۱) صادر کرتے وقت کیا ہے آپنے بیان کیا ہے کہ "تیسری جماعت مقدمات مین وہ مقدمات شامل ہین جنمین کہ قانون بذریعہ تنسیخ قانون موجودہ کے تبدیل کیا گیا ہو اور قانون تنسیخ کنندہ مین کوئی خاص تعبیر درج نہ ہو ایسے مقدمات تابع دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عامہ کے ہین۔

دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عامہ مین بیان کیا گیا ہے کہ "کسی قانون کی منسوخی سے اس کارروائی مین خلل نہ آئیگا جو قبل ایکٹ ناسخ کے نافذ التاثیر ہونے کے رجوع کیگئی ہو۔ نالش ہذا جو حسب منشا دفعہ مذکورہ ایک "کارروائی" ہے قبل ایکٹ ناسخ کے نافذ التاثیر ہونے کے رجوع کیگئی تھی اسلیئے میری یہ رائے ہے کہ احکام

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲۔

۱۸۹۷ء
اسمٰعیل عارف
بنام
لسلی

ایکٹ ناسخ صورت حال سے متعلق نہیں ہوتے اور کہ دفعہ ۲۲ ایکٹ مطالبہ خفیفہ کی متعلق ہوتی ہے اور چونکہ مدعی نے مبلغ اعشاریہ کم ڈگری حاصل کی ہے اور صاحب جج نے کوئی سرٹیفکٹ عطا نہیں کیا اسلئے مدعی نالش کا خرچہ حاصل نہیں کر سکتا اسلئے اپیل ہذا منظور کیا جانا چاہئے۔ نیز اپیل ہذا میں ایک امر میعاد کے متعلق بھی کا بحث کی گئی تھی لیکن امر مذکور اپیلانٹ کے وکیل نے ترک کر دیا تھا۔

اسلئے اپیلانٹ اپنے وکیل کے ایک جز میں ناکامیاب رہا ہے اور ایک جز میں کامیاب ہوا ہے اسلئے کوئی خرچہ اپیل ہذا کا دلایا نہیں جا سکتا۔

میکفرسن صاحب جسٹس: میں فاضل چیف جسٹس کے ساتھ متفق ہوں میری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۲۲ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ مقدمہ ہذا سے متعلق ہوتی ہے جیسی کہ وہ بلا ترمیم بروئے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۵ء کے ہے ترمیم مذکور کا اثر کلیتاً یہ تھا کہ دفعہ ۲۲ کو ان مقدمات کے متعلق منسوخ کیا جا جنمیں مقدار ڈگری دادہ مبلغ اعشاریہ سے کم اور الف سے زیادہ ہو اور بروئے دفعہ ۲ ایکٹ عبارات کے منسوخ مذکور سے اس نالش میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جو بروقت نفاذ ایکٹ ناسخ کے دائر تھی۔ فاضل جج نے حسب منشاء دفعہ ۲۲ تصدیق نہیں کی اور اسکو معاملہ خرچہ میں کوئی اختیار تمیزی حاصل نہ تھا۔

ٹریویلین صاحب جسٹس: سوال میعاد کو مسٹر ڈلی نے ترک کیا اسلئے بہا ہو لئے صرف سوال خرچہ کا فیصل کرنا ضروری ہے۔

میری رائے میں دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۸۹۵ء صورت حال سے کوئی اطلاق نہیں رکھتی۔

بروقت اجراء نالش ہذا کے ایکٹ ۱۸۸۲ء نافذ ہوا تھا پس تبدیلی ایکٹ ۱۸۹۵ء دفعہ ۲۲ نالش ہذا میں خلل اندازی نہیں کرتی۔ معاملہ ہذا میری رائے میں بروئے دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عام کے قطعی طور پر فیصل کیا گیا ہے اور مقدمات انگلستان متعلق باثر تبدیلی قانون ضابطہ درباره کارروائیات متدائرہ کوئی تعلق نہیں رکھتے۔

زیر دفعہ ۲۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۲ء وہ اختیار تمیزی جو صاحب جج کو نسبت عطائے خرچہ کے حاصل تھا زائل کیا گیا ہے بصورت ایک ڈگری کمتر از اعشاریہ کے مدعی میرکم طور پر حصول خرچہ سے ممتنع ہے الا جب کہ وہ جج جو مقدمہ کی تجویز کرے اس امر کی تصدیق کرے کہ وہ ایک مقدمہ قابل تجویز ہائیکورٹ ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ صورت حال میں فاضل جج نے حسب منشاء دفعہ مذکور تصدیق کی ہے اُنہوں نے مقدمہ

۱۸۹۶ء

آنا جل ہارٹ
بنام
نسلی

اپنے عام اختیار تمیزی کے تابع متصور کیا ہے اور کسنے ایسی وجوہات بیان کی ہین جو یکسان طور پر ہر ایک مقدمہ سے متعلق ہو سکتی ہین خواہ انکی تجویز ہائیکورٹ مین کیگئی ہو یا عدالت مطالبہ خفیفہ مین -

بلحوظی اغراض ایکٹ مذکور کے میری یہ رای ہے کہ ایک سرٹیفکٹ صرف اُس صورت مین عطا کیا جاسکتا ہے جہان صاحب جج کی یہ رای ہو کہ مقدمہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے نہ تہا و نیز مذکور کی تعبیر ایسی سختی سے کیگئی ہے کہ مجھے معلوم نہین ہے کہ کبہی اسکے رو سے سرٹیفکٹ عطا کیا گیا ہو اس امر کا فیصل کرنا ضروری ہے کہ کس جماعت مقدمات مین ایک سرٹیفکٹ عطا کیا جانا چاہیے لیکن مجھے اس امر کے متعلق نہایت شبہ ہے کہ آیا واضعان قانون کا منشا بروے الفاظ دفعہ ہذا کے یہ تہا کہ ان اراضیات کو بہت وسیع کیا جائے جو انہون نے صاحب جج کو زیر دفعہ ۹ ایکٹ ۱۸۵۰ء عطا کئے تہے یعنے یہ کہ وہ صرف اُس صورت مین تصدیق کر سکتا ہے جبکہ بباعث مشکل یا عجیب یا اہم ہونے مقدمہ کے یا بباعث غلط سلسلہ فیصلجات مقدمات بعدالت مطالبہ خفیفہ کے مقدمہ قابل تجویز ہائیکورٹ ہو۔

مین قرار دیتا ہون کہ مدعیان عدالت ماتحت مین کسی خرچہ کے مستحق نہ تہے اور ہر ایک فریق کو خود اپنا خرچہ اپیل ہذا ادا کرنا چاہیے -

اپیل منظور کیا گیا

اٹرنیان منجانب اپیلانٹ :- بابو کدارناتہ مترا

اٹرنی منجانب رسپانڈنٹ :- مسٹر ایف ایم سلی -

صیغہ اپیل دیوانی

۷ فروری ۱۸۹۶ء

باجلاس سر فرانسس ولیم میکلین صاحب نائٹ چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

شکر اللہ قاضی وغیرہ (اصلی مدعا علیہم) بنام راما سندری داسی (مدعیہ) ٭

ایکٹ رجسٹری اراضیات (بنگال ایکٹ ۷ ۱۸۷۶ء) دفعات ۳۸ و ۷۸ - نالش لگان - آیا یہ ضروری ہے کہ اسکو نالش لگان کرنے کے قابل بنایا جاے کہ ایک پٹیندار زیر ایکٹ مذکور درج رجسٹر کیا جانا چاہیے -

ایک پٹیندار حسب منشا دفعات ۳۸ و ۷۸ ایکٹ رجسٹری اراضیات مالک اراضی نہین ہے -

٭ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۷۵۲ ۱۸۹۴ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو نفر چندر بہٹا سبارڈینیٹ جج ہوگلی مورخہ ۳ نومبر ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری مصدرہ بابو برو کمار رائے منصف سیرا مپور مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۰۹۶ء
تنکر اللہ قاضی
بنام
راما سندری داسی

اپیل ہذا ایک نالش لگان میں سے پیدا ہوا ہے۔ مدعیہ نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ ایک حصہ زمینداری کی مالک ہے اور نیز اسکے قبضہ میں دیگر حصص بطور پٹنیدار و درپٹنیدار کے ہیں اُسنے یہ بہی بیان کیا کہ اُسنے اپنا نام حصص مذکور کی نسبت زیر ایکٹ رجسٹری اراضیات درج رجسٹر کرا لیا ہے۔ مدعا علیہم نے رشتہ مالک اراضی و مزارعہ سے انکار کیا اور انہوں نے یہ بہی عذر کیا کہ چونکہ مدعیہ کا نام زیر ایکٹ مذکور درج رجسٹر نہیں کیا گیا اسلئے نالش چل نہیں سکتی۔ عدالت اول نے نالش کو یہ قرار دیکر خارج کیا کہ مدعیہ رشتہ مالک و مزارعہ کے ثابت کرنے سے قاصر رہی ہے اور اُسنے یہ بہی قرار دیا کہ چونکہ مدعیہ نے اپنا نام منگلا داسی کے حصہ کے متعلق درج رجسٹر نہیں کرایا جسکا کہ استحقاق پٹنی اُسنے خرید کیا تہا اسلئے نالش چل نہیں سکتی۔ برطبق اپیل فاضل سب آرڈینیٹ جج نے نالش کی ڈگری بدین قرار داد دی کہ بروئے ایکٹ رجسٹری اراضیات کے ضروری نہ تہا کہ پٹنیدار کا نام درج رجسٹر کیا جاتا تاکہ وہ ایک نالش کو رجوع کر سکے لیکن اُسنے اس امر کا فیصلہ نہ کیا کہ آیا رشتہ مالک و مزارعہ مابین فریقین کے موجود ہے۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

ڈاکٹر اشوتوش مکرجی و بابو جگیندر ناتہ باسو منجانب اپیلانٹ۔

بابو سرودا چرن متر و بابو ہرو کمار متر منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ (میکلین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) جہانتک کہ اغراض رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہے حسب ذیل ہے:

میکلین صاحب چیف جسٹس :- وہ امر اول جو اپیل ہذا میں اٹہایا گیا ہے یہ ہے کہ چونکہ مدعیہ کا نام درج رجسٹر نہیں کیا گیا اسلئے نالش بلحوظ دفعات ۷۸، ۷۹ و ۸۰ بنگال ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۶ء کے چل نہیں سکتی سوال یہ ہے کہ آیا مدعیہ حسب منشاء دفعات مذکور مالک اراضی ہے۔ میری رائے میں منشاء ایکٹ مذکور احکام ابتدائی سے ظاہر ہوتا ہے جو حسب ذیل ہیں:-

"درصورتیکہ امر قرین مصلحت ہے کہ واسطے تیاری اور قیام رجسٹروں کے اراضیات مال و اراضیات معافی کے اور اُنکے مالکان و مہتممان کے متعلق بہتر احکام صادر کئے جاویں" بملحوظی دفعات محولہ بالا و احکام ابتدائی ایکٹ مذکور کے میری یہ رائے ہے کہ لفظ "مالک اراضی" صرف زمیندار تک

ہی محدود ہے نہ کہ پہنچا تک۔ اسلئے مقدار نا کامیاب ہوتا ہے۔

ایک اور ابتدائی عذر یہ کیا گیا تھا کہ اپیل ہذا بہ لحاظ دفعہ ۱۰۲ ایکٹ مزارعان بنگال کے چل نہیں سکتا۔ بہ لحاظ ضمن (ب) دفعہ مذکور کے مجھ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری مقدمہ ہذا میں ایک سوال متعلق باستحقاق اراضی یا حق مندرجہ اراضی کا فیصلہ ما بین ایسے فریقین کے کیا گیا ہے جنکو اسکے متعلق مخالف دعاوی حاصل تھا اسلئے میری رائے میں اپیل ہو سکتا ہے۔

اسلئے یہ مزید سوال پیدا ہوتا ہے۔ منصف نے بطور امر واقعہ کے قرار دیا ہے کہ رشتہ مالک اراضی و مزارعہ ما بین مدعیہ اور اس مدعا علیہ کے موجود نہیں ہے جس پر کہ اسنے لگان کا دعویٰ کیا ہے۔ سبارڈینیٹ جج نے امر مذکور پر بالکل غور نہیں کیا اسکے فیصلہ میں اسکے متعلق کچھ بیان نہیں کیا گیا اسلئے میری یہ رائے ہے کہ امر مذکور کے متعلق جو مدعیہ کے دعویٰ کی بنا ہے مقدمہ سبارڈینیٹ جج کے پاس واپس بھیجا جانا چاہئے تاکہ وہ سوال مذکور کا فیصلہ کریں اور چونکہ تمام مقدمہ واپس بھیجا گیا ہے اسلئے وہ ممتنع نہیں ہے کہ کسی اور سوال کا بھی فیصلہ کرے جو پیدا ہو اور نیز اگر وہ مناسب سمجھے تو اس امر کو بھی فیصل کرے کہ کل لگان کی ڈگری صادر کیجانی چاہئے بجائے اسکے کہ صرف ایک جز کی ڈگری صادر کیجائے۔

وجوہات مذکورہ پر اپیل منظور کیا جائیگا اور مقدمہ عدالت اپیل ماتحت میں واپس بھیجا جائیگا تاکہ اسکی تجویز جدید کیجاوے۔ خرچہ اپیل ہذا نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا۔

اپیل منظور کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

باجلاس آنریبل مسٹر جسٹس بیورلی قائم مقام جسٹس

لالہ رام جیون لال (مدعا علیہ) **بنام** دل کور (مدعیہ) ابتدائی اپیل نمبر ۰۸*

دھرم شاستر۔ وصیت۔ تعبیر وصیت۔ ”مالکٹ“ اور اسکے معنی جبکہ وہ لفظ اناث موہوب لہا سے متعلق ہو۔ مشروط ہبہ کامل ہبہ۔ جائداد حین حیاتی۔ ایکٹ وراثت ہندو ۱۸۶۵ء دفعہ ۱۱۱ و ۱۲۵ ہدایت بخلاف انتقال کے۔ خرچہ۔

ایک ہندو پسماندہ مجہولہ برادران خاندان مشترکہ تابع قانون متاکشرا فوت ہو گیا اور ایک بیوہ اور دو دختران اور ایک بھائی کی بیوہ اور تین دختران برادر چھوڑ گیا۔ اسکی وصیت میں منجملہ دیگر امور کے یہ حکم دیا گیا تھا کہ انکی

* اپیل ازاں ڈگری ہائے نمبر ۸۸ و نمبر ۹۱ و نمبر ۹۲ سنہ ۱۸۹۰ء بنارضی ڈگری صادرہ بابو اڈیت چند ٹھاکر سبارڈینیٹ جج پٹنہ مورخہ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء۔

حاصل کریگا جو دختر مذکور چہوڑ جاے لیکن جب کبہی دختر مذکور لاولد فوت ہو تو اسصورت مین اسکا حصہ مساوی حصص مین پسماندہ دختران کے نام جو میرے برادر کی اور میری ہین منتقل ہوگا۔ لیکن حصہ مذکور کا کوئی علاقہ اسکے شوہر کے خاندان سے نہوگا"

فقرہ (۱۱) اگر اتفاقاً میرے برادر کی یا میری دختران مین سے کسی کے ہان لڑکا نہو بلکہ اسکے ہان لڑکی یا لڑکیان ہون تو بجاے پسر کے دختر یا دختران مذکور اس دختر کی جایداد کی وارث ہونگی جسکے ہان لڑکا نہو جو جایداد کہ اسنے من مقر سے حاصل کی ہو اور وہ اپنی مان کی بجاے قایم مقام ہوگی کسی اور شخص کو اسکے متعلق کوئی دعوے نہوگا"

فقرہ (۱۲) میرے متوفی برادر کی دختران یا انکی اولاد مستحق ہونگی کہ ان جایداد ہاے مین سے مساوی حصہ حاصل کرین جو اسوقت موجود ہین یا جو بعد ازین حاصل کیجائین اور وہ مجاز ہونگی کہ جایداد ہاے مذکور پر بالاشتراک قابض رہین۔ جبکہ انکی آپسمین بنی ہے اور بعد مشترک اہتمام کے اپنا اپنا مساوی حصہ جایداد حاصل کرین اور اسکی آمدنی کو استعمال مین لائین یا بعد جداگانہ انتظام اپنے اپنے حصہ کے اسکی آمدنی کو جداگانہ طور پر خود اپنے استعمال مین لائین لیکن میری اور میرے برادر مذکور کی دختران کو کسی صورت مین کوئی استحقاق نسبت بیع یا منتقل کرنیکے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ان جایداد ہاے یا مکانات کے حصہ کے متعلق حاصل نہوگا جو انکے حصہ مین آئین۔ اگر انمین سے کوئی ایسا کرے تو وہ عدالتہاے انصاف سے کالعدم قرار دیا جائیگا"

مدعیان ہر سہ نالشات ہذا دلکور و جھمیلا کور دو دختران موصی و برج کور ایکے از دختران برادر موصی تہین نالشات مذکور کا مدعا علیہ رام جیون لال شوہر جیو کور متوفی تہا سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا کہ وصیت کے رو سے ایک کالعدم جایداد عطا نہ کیگئی تہی اور کہ مدعا علیہ جیو کور کی جایداد کا وارث ہونیکا مستحق نہ تہا۔

مدعا علیہ نے ہایکورٹ مین اپیل کیا۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو سالگرام سنگہ و بابو مہابیر سہاے و مسٹر ایچ ای منڈیس منجانب اپیلانٹ۔

مولوی محمد یوسف و بابو تریت موہن داس منجانب رسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۹۰۔

مولوی محمد اشفاق منجانب رسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۹۱۔

بابو جوگندر چندر گہوس منجانب رسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۹۲۔

تجویز ہایکورٹ زیر دستخط صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس حسب ذیل ہے:۔

بر سبیل سے تو انصاف کی بین الکرتا ہے کہ وہ درج کی گئی ہین جو ان تین نالشات مین صادر کیگئی تہین جنکی تجویز مشترکہ کیگئی تہی اور سوال ہمارے روبرو صرف دربارہ تعبیر وصیت الا ستدلال بر شدہ ۲۵ نی ۱۸۶۴ کے ہو ۔

قبل حوالہ دینے شرائط وصیت کے یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ امر مذکور مختصرا یہی الفاظ ہے کہ آیا بموجب الفاظ وصیت کے اس دختر کا شوہر جو بعد وفات موصی کے زندہ رہی ہو اس حصہ کو حاصل کرنیکا مستحق ہے جو بہ ذریعہ وصیت کے دختر مذکور کو عطا کیا گیا ہے یا کہ آیا وہ بروے وصیت مذکور کے ہر ایک استحقاق سے محروم کیا گیا ہے اس امر کی نسبت منازعہ نہین کیا گیا کہ اگر ایک دختر کو بروے وصیت مذکور کے کامل جایداد عطا کیگئی تہی اور وصیت مین کوئی ایسا حکم نہ تہا جسکی رو سے اسکی وفات پر حصہ مذکور کسی اور شخص کو عطا کیا جاتا تو شوہر بطور اسکے وارث شرعی ہن کے اسکا مستحق ہوگا ۔ اہم اجزا وصیت کا حوالہ فاضل جج عدالت ماتحت نے دیا ہے موصی نے پہلے یہ امید ظاہر کی ہے کہ خاندان مشترک طور پر رہے لیکن تنازعہ کی صورت مین اسنے چند احکام صادر کئے ہین پہلے ہم وصیت کے فقرات ۱۰ و ۱۱ پر غور کرینگے ۔ اولا فقرہ ۹ کے رو سے مبلغ صہ روپیہ ماہوار موصی کے برادر کی بیوہ کو اور مبلغ صہ روپیہ موصی کی زوجہ چہارم کو عطا کئے گئے ہین ۔ فقرہ ۱۰ مین یہ حکم ہے کہ تین دختران موصی کے متوفی برادر کی اور دو دختران موصی کی جو زوجہ دوم کے بطن سے ہین اور نیز وہ دختر یا دختران جو زوجہ چہارم کے بطن سے پیدا ہون مالک ہونگی اور مساوی حصص مین کل جایداد ہاے منقولہ و غیر منقولہ موصی پر قابض ہونگی لہذا ہی انتظام مین اس امر کے متعلق کوئی سوال نہین ہو سکتا کہ ہبہ مذکور بصورت عدم موجودگی کسی محدود کنندہ الفاظ کے ایک کامل ہبہ ہے اور لفظ مالک جو یہان استعمال کیا گیا ہے عام طور پر ایک کامل ہبہ مفہوم ہوتا ہے لیکن یہ عذر کیا گیا ہے کہ ہم کو وصیت ہذا مین یہ مشہور خیال اہل ہنود یاد کرنا چاہیے کہ عورتونکو سواے استحقاق حین حیاتی کے اور کچھ عطا نہ کیا جانا چاہیے اور اسلئے گو لفظ مالک کا استعمال کیا گیا ہے تاہم ہمکو چاہئے کہ جایداد عطا کردہ کو ایک جایداد دختر اہل ہنود متصور کرین اس مسئلہ کی نسبت کوئی سند موجود نہین ہے الفاظ کامل ہین اور اگر وہ بلا کسی مخالف امر کے بذاتہ موجود ہون تو ہمارے واسطے یہ کہنا ناممکن ہوگا کہ انکے رو سے کامل جایداد عطا نہین کیگئی ذیل کے الفاظ پر عدالت ماتحت نے عمل کیا ہے اور اپیر عدالت ہذا مین انحصار کیا گیا ہے :" اگر اتفاقا کوئی دختر مذکور فوت ہو اور ایک ذکور اولاد چھوڑ جاوے تو پسر مذکور اپنی ماں کا قایم مقام ہوگا ۔ لیکن اگر کوئی دختر مذکورہ لاولد فوت ہو

نام دل کور

تو بصورت مین اسکا حصہ مساوی حصص مین پسماندہ دختران کے نام جو بیر برادر کی اور من مقرکی ہین منتقل ہوگا لیکن حصہ مذکور کا کوئی علاقہ اسکے شوہر کے خاندان سے نہوگا اگر اتفاقاً میرے برادر کی یا میری دختران مین سے کسی کے ہان لڑکا نہو بلکہ اسکے ہان لڑکی یا لڑکیان ہون تو بجائے پسر کے دختر یا دختران مذکور اس دختر کی جایداد کی وارث ہونگی جسکے ہان لڑکا نہو جو جایداد کہ اُسنے منمتقہ سے حاصل کی ہو اور وہ اپنی ماں کی بجائے قایم مقام ہوگی کسی اور شخص کو اسکے متعلق کوئی دعوے حاصل نہوگا"

ہماری رائے مین بلحوظی احکام دفعہ ۱۱۱ ایکٹ وراثت ہند کے جو اہل ہنود پر بموجب ایکٹ وصیت اہل ہنود کے متعلق کیا گیا ہے اور نیز بلحوظی ایک حجت بہ مقدمہ نرند ا نا تھ بنام سرکار بنام کما ساسنی داسی (۱) کے احکام مذکور صرف اس دختر کی صورت سے متعلق ہو سکتے ہین جو دوران حیات موصی مین فوت ہو الفاظ "اگر اتفاق سے کوئی دختر مذکور فوت ہو جائے" جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے ہوالہ کی وفات بر وقت خاص استعمال کئے گئے ہین کسی اور وقت کا ذکر وصیت مین سوائے اس وقت کے نہین کیا گیا جبکہ حصہ قابل تقسیم ہو بعد وقت وفات موصی کے اور قطع نظر دفعہ ۱۱۱ و مقدمہ محولہ بالا کے یہ امر صحیح ہے کہ ترتیب اس جزو وصیت مین اُن کل واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جو قبل از وفات موصی وقوع مین آئین۔ اگر ایک دختر اولاد نرینہ چھوڑ کر فوت ہو تو پسر نرینہ مذکور اپنی ماں کا قایم مقام ہوگا اور اُس حصہ کو حاصل کریگا جو وہ چھوڑ جائے یعنے وہ حصہ جس کو دختر مذکور بصورت مین حاصل کرے جبکہ وہ موصی کے بعد زندہ رہتے اس امر کی نسبت تنازعہ نہین ہے کہ پسر مذکور اس جایداد مین سے کامل جایداد حاصل کریگا۔ اگر وہ نبیرہ تو وصیت ہذا کی رسپانڈنٹ کرنا چاہتا ہے درست ہو تو گو وہ دختر کو صرف استحقاق حین حیاتی حاصل ہوگا تاہم وہ پسر جو اسکا قایم مقام ہو بہت زیادہ استحقاق جایداد مذکور مین بہ نسبت اپنی ماں کے حاصل کریگا حالانکہ وصیت مین یہ حکم ہے کہ اُس کو صرف اپنی ماں کا حصہ ملنا چاہئے۔ ایسا ہی اگر ایک دختر لاولد فوت ہو تو وہ حصہ جو اُسنے حاصل کیا ہو دیگر دختران کے نام منتقل ہوتا ہے مگر وہ ایک دختر چھوڑ کر فوت ہو تو وہ بھی اپنی ماں کی وارث بطور قایم مقام کے ہوگی جیسا کہ پسر ہوتا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۶۳

الفاظ ولیکن حصہ مذکور کا کوئی تعلق اسکے شوہر کے خاندان کے ساتھہ نہوگا" پر بہت کچھہ انحصار کیا گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ فقرہ مذکور کسی قدر ذو معنی ہے۔ شوہر کے خاندان مین بلاشبہ طور پر اسکا پسر وغیرہ بھی شامل ہے لیکن یہ فرض کرکے کہ اسکا اطلاق صرف شوہر اور ان دیگر اشخاص خاندان کے ساتھہ تھا جو سوائے انکے ہون جنکا کہ رشتہ بوساطت خون کے موصی سے ملتا ہو ہماری یہ رائے ہے کہ فقرہ مذکور کے اسطرحپر متعلق ہونیکا منشا صرف اسصورت مین تھا جبکہ دختر دوران حیات موصی مین فوت ہوجاتی۔ ایک شخص بہتر طور پر سمجھہ سکتا ہے کہ وہ شخص جو جایداد چھوڑ جاوے اور اپنی دختر کو حصہ دینا چاہے وہ یہ نہین چاہتا کہ اسکا داماد دختر مذکور کی وفات پر مالک ہو کیونکہ رشتہ داماد کا اسکے ساتھہ بالضرور بروقت وفات دختر کے منقطع ہوجاتا ہے اور سسر کا کوئی فایدہ اپنے داماد کے واسطے اسی جایداد کے عطا کرنے مین نہین ہے۔ گو وہ اسکو کامل طور پر اسصورت مین محروم کرنا نہین چاہتا جبکہ دختر مذکور زندہ ہے وہ ایسی واقعات کے متعلق احکام نہین صادر کرسکتا جو اسکی وفات کے بہت عرصہ بعد ظہور مین آئین بصورت عدم موجودگی کسی ایسے امر کے جو زیادہ تر محقق ہو یہ قیاس نہ کیا جانا چاہئے کہ محرومیت مذکور ہمیشہ کے واسطے تھی خواہ کیسے ہی واقعات ظہور مین آتے رہین۔ وصیت مین کوئی امر باظہار ایسی محرومیت کے موجود نہین۔ ہماری رائے مین موصی کا منشا صورت حالیہ مین صرف اسصورت مین داماد کو محروم کرنیکا تھا جبکہ دختر خود اسکی وفات سے پہلی فوت ہو۔

اب سوال صرف یہ باقی ہے کہ آیا وصیت مین کوئی ایسا امر موجود ہے جسکے رو سے کامل ہبہ مندرجہ فقرہ وسیم منقطع ہوتا ہے کوئی امر کسی فقرہ مین ایسا موجود نہین جسکے رو سے کسی طرحپر اس فقرہ مین خلل اندازی ہوتی ہو سوائے فقرہ مذکور کے اور اس فقرہ کا وہ جزو جو سوال ہذا سے علاقہ رکھتا ہے یہ آخری جزو ہے "لیکن میری اولاد میری برادر مذکور کی دختران کو کسی طرحپر استحقاق بیع یا انتقال باواسطہ یا بلاواسطہ طور پر مکانات یا جایداد ملحقہ مذکور کے اس حصہ کی نسبت حاصل نہوگا جو انکے حصہ مین آوے۔ اگر انمین سے کوئی ایسا کرے تو وہ عدالت انصاف سے کالعدم قرار دیا جاویگا"۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ فقرہ مذکور کا اثر یہ ہے کہ دختر کو جایداد حین حیاتی عطا کیگئی ہے یعنے یہ کہ ایک کامل جایداد کا عطا کرنا معہ ایک حد دربارہ بیع یا انتقال کے عاید کرنیکے گویا ایک جایداد حین حیاتی کا عطا کرنا ہے۔ وصیت مین کوئی امر ایسا موجود نہین جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ دختران کو جایداد حین حیاتی عطا کیگئی ہے اور اگر انکو جایداد حین حیاتی عطا کیجاتی تو اس امر کی کوئی وجہ موجود نہین کہ کیون کوئی حکم

تجویز ہائیکورٹ ڈویژن بنچ جناب میور لی صاحب و بنرجی صاحب حسب ذیل ہے:۔

مدعیان نے ایک اور نالش مین ایک ڈگری قبضہ اس جائداد کی نسبت حاصل کی تہی جس سے وہ بیدخل کئے گئے تہے اور بعد ازان یہ نالش حال واسطے زر واصلات کے دایر کی ہے۔

نالش حال ابتدا از صرف امام باندی بیگم کے برخلاف جو دوسری نالش مین اصلی مدعا علیہا تہی رجوع کیگئی تہی۔ لیکن اسنے اپنی جوابدعوی تحریری مین یہ بیان کیا تہا کہ اسکو دیگر اشخاص نے ایک جز و اراضی سے بیدخل کر دیا ہے جسکی کہ نسبت زر واصلات کا دعوی کیا گیا ہے اسلئے دیگر اشخاص مذکور یعنے دلہن گلاب کنوار دادوہ بہاری نراین سنگہ جو نالش قبضہ مین بہی فریق تہے مدعیان کی تحریک سے نالش ہذا مین شریک مدعا علیہم بنائے گئے تہے۔

امام باندی بیگم دوران نالش مین فوت ہوگئی۔

فاضل سبارڈینیٹ جج نے مدعیان کے حق مین ایک ڈگری بخلاف ورثا امام باندی بیگم کے عطا کی ہے اور اسنے ذمہ داری ایزاد کردہ مدعا علیہم کی نسبت فیصلہ کرنے سے انکار کیا ہے جسکو کہ اسنے ایک سوال مابین مدعا علیہم متصور کیا ہے۔

صرف ورثا امام باندی بیگم نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے پس صرف انہی کی ذمہ داری بمقابلہ مدعیان کا فیصلہ اپیل ہذا مین کیا جا سکتا ہے اور خواہ ہم ڈگری بخلاف ورثا مذکور کی کسی طرح پر ترمیم کرین تاہم ہم اپیل ہذا مین کوئی ذمہ داری ایزاد کردہ مدعا علیہم پر عاید نہین کر سکتے۔

وہ دو سوالات جنپر کہ ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے یہ تہے کہ (۱) آیا مدعیان زاید از عرصہ تین سال قبل از رجوع نالش کی نسبت زر واصلات وصول کر سکتے ہین؟ اور (۲) آیا ذمہ داری امام باندی بیگم نسبت زر واصلات کے اسوقت کے بعد بہی جاری رہی تہی جبکہ وہ خود جایداد مذکور سے بیدخل کیگئی تہی؟

فاضل سبارڈینیٹ جج نے زاید از عرصہ تین سال قبل از رجوع نالش کے زر واصلات کی ڈگری عطا کی ہے اسکا فیصلہ متعلق بہ این امر حسب ذیل ہے:۔ "تنقیح اول۔ زر واصلات کا دعوی ۱۲۹۷ فصلی سے کیا گیا ہے اور مجہے اس امر کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ آیا دعوی نسبت ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ فصلی کے زاید المیعاد ہے نالش حال ۲۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کو رجوع کیگئی تہی اور مدعیان کا بنائے دعوی نسبت زر واصلات ۱۲۹۷ فصلی کی شروع ۱۲۹۷ فصلی مین پیدا ہوا تہا فصلی سنہ ۱۲۹۷ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۰ء کو ختم ہوا تہا اور عرضیدعوی نالش حال کا ۲۶ ستمبر ۱۸۹۳ء

کر دو ثابت ہے اسلئے دعویٰ نسبت زر واصلات ۱۹۰۹ء کے بین المیعاد تہا لیکن کیونکر دعویٰ نسبت ۱۹۱۲ء کے زائد المیعاد ہو سکتا ہے ؟

مناسب ایکٹ میعاد کی جو متعلق ہوتی ہے مد ۱۰۹ ہے جسکی رو سے تین سال کی میعاد وقت سے عطا کیگئی ہے جبکہ زر واصلات وصول کیا گیا ہو یعنی مدعا علیہ اس جگہ زر واصلات کا ذمہ دار ہے جو اسنے وصول کیا ہو یا بہ استعمال الفاظ دفعہ ۲ ام مجموعہ ضابطہ دیوانی جو عام کوشش کرنیسے وصول ہو سکتے تہے) دوران عرصہ تین سال قبل رجوع نالش کے نہ کہ اس سے پہلے ایکٹ مذکور میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسکی رو سے عرصہ مذکور بحوالہ اس وقت کے مقرر کیا گیا ہو جبکہ لگانات واجب الادا ہوئی تہے وہ وقت وہی وصولی لگانات کا وقت ہے خواہ وہ کبہی واجب الادا ہوئی ہوں جبکہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے وہ لگانات جو اس عرصہ سے واجب الادا ہوئی ہوں اور وہ لگانات جو ابہی واجب الادا ہوئے ہوں اگر وہ وصول کئے جائیں تو مساوی طور پر فقرۂ زر واصلات کی ذیل میں آجاتے ہیں اور نیز وہ لگانات بہی جو اس وقت واجب الادا ہوئے ہوں تعبیر مذکور جہانتک کہ ہمیں معلوم ہے ہمیشہ ایکٹ میعاد کی مد مذکور کے متعلق کیگئی ہے اور ہمیں کوئی سند اسکے مخالف زیر قانون میعاد نافذ الوقت معلوم نہیں ہے ،

مقدمہ محمد ریاست علی بنام حسین بانو (۱) میں ایک ڈگری کی نسبت عرصہ ابداز تین سال کو پریوی کونسل نے نادرست خیال کیا تہا چنانچہ وہ ملکہ معظمہ باجلاس کونسل سے ترمیم کیگئی تہی فیصلجات مقدمات تہجا نہتہ پرشاد بنام بدہو سنگہ (۲) وٹہاکر داس اچارجی چکرتتی بنام شوشی بہوشن چیٹرجی (۳) وٹہاکر داس رائے بنام نوبن کرشٹو گہوش (۴) مختلف قانون کے تابع ہیں اسلئے وہ ہمپر قابل پابندی نہیں ہماری رائے میں مدعیان کسی صورت میں وہ زر واصلات وصول نہیں کر سکتے جو امام باندی بیگم نے وصول کئے ہیں یا جو وہ قبل ۹ ستمبر ۱۹۰۸ء کے وصول کر سکتی تہی۔

سوال دوم حسب ذیل طور پر پیدا ہوتا ہے یعنی جواب دعویٰ تحریری میں امام باندی بیگم نے بیان کیا تہا کہ وہ ایک حصہ اراضی کے قبضہ سے بذریعہ حکم عدالت فوجداری حاصل کردہ بہ تحریک اینا دکردہ مدعا علیہم کے بیدخل کیگئی تہی۔ تنقیح دوم اس سوال کو شامل کرنیکے واسطے کافی وسیع ہے۔ فاضل سب آرڈینیٹ جج نے اس سوال کو بطور ایک ایسے سوال کے منفصل کیا ہے جو باہمی خود مدعا علیہم کے پیدا ہوتا ہے نہ کہ مابین مدعیان اور امام باندی کے انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ سچ ہے کہ اگر اس شہادت پر جو اہمیں سنی ہی ہے غور نہ کیا جائے تو کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے موجود نہیں ہے کہ دلہن گلاب کنوار دادہ بہاری کے قبضہ میں کبہی کوئی جزو

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۷ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۲ -
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۷ صفحہ ۴۰۰ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۷۶ -

الف
تصحیح الا

ابانیات متنازعہ تہا لیکن اسکے فیصلہ سے یہ امر صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کسنے اس سوال پر
غور کرنے سے انکار کیا تہا۔

اب یہ دیکہنا باقی ہے کہ آیا سباڈینیٹ جج کی رائے قانوناً درست ہے۔ باستعمال الفاظ فیر صاحب
جسٹس مقدمہ راندھیر سنگہ بنام رادہی سنگہ (۱) کے ہم عام طور پر نوعیت دعوی زر واصلات سے کسی ایسے عرصہ کے
زر واصلات کا تخمینہ لگایا نہ جانا چاہئے جس اثنا میں کہ مدعا علیہ جو اسکا ذمہ دار بنایا گیا ہے مدعیکو بیدخل رکہنے کے
قابل نہ تہا"۔ مقدمہ مذکور میں جایداد رسیور مقرر کردہ عدالت کے قبضہ میں تہی اور اسی فاضل جج نے یہ ظاہر کیا تہا
کہ مدعا علیہ ان زمین کے ہرجانہ یا زر واصلات کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جن کے دوران میں افسر عدالت نے مدعیکو
قبضہ سے محروم رکہا تہا نہ کہ مدعا علیہ نے۔

اس سوال پر یہ امر واقعہ کہ افسر عدالت نے مدعیکو قبضہ سے محروم رکہا تہا مقدمہ مذکور اس مقدمہ سے متخالف
نہیں بنا سکتا جہاں کہ سوائے مدعا علیہ کے کسی اور شخص نے جو مدعا علیہ کے تابع یا اسکے ساتہ سازش کرکے
عمل نہ کرتا ہو مدعیکو بیدخل رکہا ہو۔

زر واصلات کی تعریف دفعہ ۲۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں اسطرح پر کیگئی ہے کہ اس سے مراد وہ منافعجات
ہیں جو شخص قابض ناجایز نے واقعی طور پر وصول کئے ہوں یا وہ عام کوشش کرکے وصول کر سکتا تہا معہ سود
منافعجات مذکور کے اگر مدعا علیہ قبضہ سے محروم رکہا گیا تہی تو اسکی نسبت مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ناجایز طور
پر یا بصورت دیگر قابض تہی اسکی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسنے واقعی طور پر یا مفہوم طور پر منافعجات وصول
کئے ہیں اور نہ وہ عام یا غیر معمولی کوشش سے انکو وصول کر سکتی تہی یہی رائے قانونی مقدمہ ہرادہن دت
بنام جے کرسٹو مینرجی (۲) میں بہی اختیار کیگئی تہی۔

شکایت یہ کیگئی ہے کہ مدعیکے واسطے نہایت مشکل تہا کہ وہ متواتر اس امر کی تحقیقات کرتا رہتا کہ آیا
ایک زیانکار قبضہ سے محروم کیا گیا ہے لیکن ہر ایک زیان کی صورت میں ذمہ داری مدعا علیہ اس زیان کے
ہرجانہ تک محدود ہے جو خود اسنے پہونچایا ہو وہ اس ہرجانہ کا ضامن نہیں ہے جو دیگر زیانکاران کے
افعال سے جنکا اسکے ساتہ کچہہ واسطہ نہو پہونچا ہو۔

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۹۔

(۲) " " جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۴۔

فصیح الدین [illegible]

مقدمہ [illegible] (۱) مین نالش ایک زیانکار اور اُسکے مزارعہ اور مزارعہ شکمی کے برخلاف دائر کیگئی تھی۔ لارڈ واٹسن صاحب نے فیصلہ کو جو اس پر اس غرض سے منحصر رکھا تھا کہ مقدمہ ہذا کی نسبت بلا فکل مدعا علیہم بیان کرے کہ کس حد تک بار ثبوت مدعا علیہ پر مشترک طور پر مستحق مالکان کو قبضہ سے محروم رکھا تھا بمطابق درخواست منجانب مزارعہ بغرض تجویز مجدد عدالت لوڈیمان صاحب نے بیان کیا تھا کہ ’’اگر صورت حال مین کوئی شہادت سوائے اسکے موجود نہوتی کہ مزارعہ شکمی قابض رہا تھا تو ہمنے مقدمہ پر مختلف طور سے غور کیا ہوتا۔ وہ شہادت جس پر عدالت نے انحصار کیا تھا یہہ تھی کہ مزارعہ اپنے مزارعہ شکمی سے لگان وصول کرتا رہا ہے اور اسلئے وہ بوساطت اُسکے قابض تھا۔ ہماری رائے مین مقدمہ مذکور مین یہہ قیاس کیا گیا ہے کہ ایک زیانکار دوسرے زیانکار کے افعال کا ذمہ دار نہیں ہے جبکہ اُسکے ساتھ کوئی علاقہ نہو۔ مین صاحب کی کتاب ہرجانہ طبع چہارم مین صفحہ ۴۱۸ پر یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک نالش زر واصلات مین جب بنائے نالش محض امر قبضہ ہو تو ہرجانہ صرف اُس وقت تک دلایا جاسکتا ہے جبتک کہ قبضہ واقعی طور پر بحال ہے مقدمہ ہذا عدالت ماتحت مین واپس جانا چاہیئے تاکہ اپیلانٹان کو ایک موقعہ اس امر کے ثابت کرنے کا ملے کہ امام باندی بیگم بیدخل کیگئی تھی کیونکہ اس کا قبضہ ڈگری نالش ابتدائی کے رو سے ختم کیا گیا تھا۔ بیدخلی کے ثابت کرنیکا بار ثبوت اُسکے قائم مقامان اپیلانٹان پر ہونا چاہیئے۔ وہ کسی زر واصلات کے ذمہ وار بعد اُسکی بیدخلی کے نہونگے اور نہ قبل ۲۶ ستمبر ۱۸۹۰ء کے وہ ذمہ وار ہین۔ عدالت ماتحت کو اس امر کا فیصلہ کرنا چاہیئے کہ کس قدر زر واصلات مابین ۲۶ ستمبر ۱۸۹۰ء اور تاریخ بیدخلی کے (اگر کوئی ہو) واجب الادا ہین اگر بیدخلی ثابت نکیجائے تو مدعیان تاریخ ارجاع نالش تک واصلات کے مستحق ہونگے۔ یہہ ضروری ہوگا کہ شہادت دینے کا موقع فریقین کو عطا کیا جائے ؛

ہم اپیل ہذا کی نسبت کوئی خرچہ نہیں دلاتے الا بحق اُن ادکردہ مدعا علیہم کے جو اپنے خرچہ کے مستحق ہین کیونکہ اپیل ہذا مین کوئی دعوے اُنکے برخلاف ضروری تھا ؛

اپیل منظور ہوا اور مقدمہ واپس ہوگیا ؛

(۱) [illegible] لا ایپلس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۴۰

اکتوبر

گورموہن

مہنت

مدعی نے ایک نالش زیر دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی بخلاف مدعا علیہ ۱ مہنت مندر سری سری نرسنگ اور مدعا علیہ ۲ کی دائر کی جسکے حق مین مدعا علیہ ۱ نے بعض جائدادہاے غیر منقولہ مملوکہ بت مذکور منتقل کی تہین۔ اُسنے بیان کیا کہ مندر مذکور ایک عام معبدگاہ سب اہل ہنود کا ہے۔ مزید دعوے مین یہہ بیان کیا گیا تہا کہ مدعی ۲ کسی مدت تک مندر مذکور کے مہنت کے فرائض ادا کرتا رہا ہے اور مدعی ۱ مندر مذکور کا پوجاری ہے اور کہ جائدادہاے مندرجہ فہرست منسلکہ عرضیدعوے بت مذکور کی جائدادہاے وقف بنائی ہین اور کہ انمین سے ایک جزو مدعا علیہ ۱ نے ناجایز طور پر بحق مدعا علیہ ۲ کے منتقل کر دیا ہے اور کہ مدعا علیہ ۱ نے بہت سے افعال سے جنکا اُسنے ارتکاب کیا ہے اپنے آپ کو عہدہ مہنت کے ناقابل بنا دیا ہے مدعیان نے یہہ استدعا کی کہ جائدادہاے متنازعہ بت کی جائدادہاے وقف قرار دیجانی چاہئین اور کہ انتقال بحق مدعا علیہ ۲ بخلاف حقوق بت مذکور کے غیر موثر قرار دیا جانا چاہئے کہ مدعا علیہ ۱ عہدہ مہنت سے معزول کیا جانا چاہئے اور اُسکی بجاے کوئی لائق شخص مہنت بنانا چاہئے اور کہ جائداد متنازعہ کا قبضہ مدعا علیہ ۲ سے لیکر شخص مقررکردہ کے حوالہ کیا جانا چاہئے۔ مدعا علیہ ۱ نے اپنے تحریری جواب دعوی مین منجملہ دیگر امور کے یہہ بیان کیا کہ نالش زیر دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی چل نہین سکتی اور کہ جائدادہاے متنازعہ بت کی ملکیت نہین ہین۔ مدعا علیہ ۲ حاضر نہوا۔ بوقت سماعت کے یہہ مزید عذر اُٹھایا گیا تہا کہ نالش زائد المیعاد ہے +

مدعیان نے ایک ڈگری عدالت ماتحت مین حاصل کی اور مدعا علیہ ۱ نے اپیل ہذا منجملہ دیگر وجوہات ذیل پر رجوع کیا اولاً یہہ کہ دفعہ ۵۳۹ مجموعہ مذکور واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہوتی۔ ثانیاً یہہ کہ منظوری کلکٹر جو مقدمہ ہذا مین دیگئی ہے ایسی نہتی جو بلحاظ دفعہ مذکور کی رو سے ضروری ہے ثالثاً یہہ کہ مدعیان کو حسب منشاء دفعہ ۵۳۹ کوئی ایسا حق جایز خدمت مین حاصل نہتا جسکے رو سے وہ زیر دفعہ مذکور نالش کر سکیے قابل ہوں و رابعاً یہہ کہ نالش زائد المیعاد ہے +

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو تاراکشور چودہری و بابو موہنی موہن چکرورتی منجانب اپیلانٹ +

بابو لال موہن داس و بابو بسنتو گوپال راے منجانب رسپانڈنٹان +

ڈاکٹر راش بہاری گھوس: - نالش زیر دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے معزولی ایک
امین و حصول قبضہ بخلاف مدعاعلیہم ۲ کے دائر کیگئی ہے جو ایک فریق ثالث ہے ایسی نالش کا ذکر دفعہ مذکور
مین نہیں کیا گیا جسکے رو سے صرف نالشات حصول دادرسی ہائے خاص کی اجازت دیگئی ہے ملاحظہ ہو نگاسامی
نائکین بنام وراد پاتا نائکین (۱)۔ اپنے فیصلہ مقدمہ مذکور مین کالنس صاحب چیف جسٹس نے بیان کیا ہے کہ یہہ
بیہہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی برتبائے سٹیٹیوٹ ۵۲ جارج سوم باب ۱۰۱ مرتب
کیگئی تھی جسکو عموماً رومیلیز ایکٹ کہتے ہین اور واضعان دفعہ مذکور کو بخوبی طور پر معلوم ہوگا کہ قرار یہہ
دیا جاچکا ہے کہ ایکٹ مذکور متعلق نہیں ہوتا جب سوال اس امر کے متعلق پیدا ہو کہ آیا ایک امین بباعث
بدعملی کے معزول کیا جانا چاہئے اسلئے اغلب یہہ نہیں ہے کہ اگر واضعان قانون کا یہہ منشا ہوتا کہ دفعہ
مذکور اس صورت سے متعلق ہو جہاں کہ معزولی ایک امین کی زیر بحث ہو تو اُس خاص دادرسی کا ذکر کیا جاتا۔
دفعہ مذکور مین وہ خاص دادرسی ہائے شمار کیگئی ہین جو عطا کیجانی چاہئیں، اور دادرسی اوّل ایک تقرر امین
جدید ہے۔ مگر چونکہ دفعہ مذکور مین چند الفاظ کے ایزاد کرنے اور یہہ کہنے کی استدعا کیگئی ہے کہ واضعان
قانون کا منشا یہہ تہا کہ ایک امین کی معزولی کا اختیار عطا کیا جاوے گو اُنہوں نے ایسا بیان
نہیں کیا۔ ان الفاظ کی نسبت کہ "یا ایسی دیگر دادرسی عطا کرے جیسی کہ بلحاظ نوعیت مقدمہ کے
ضروری ہو" برُوئے مسلّمہ قواعد تعبیر کے یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُنکے رو سے عدالت کو ایک امین کی
معزولی کا اختیار عطا کیا گیا ہے"۔ نیز ملاحظہ ہو جہان مقدمہ سبیا بنام کرشنا (۲) مقدمہ محی الدین
بنام سعید الدین (۳) مین یہہ فیصل کیا گیا تہا کہ دفعہ ۵۳۹ صرف دو قسم کے مقدمات سے متعلق ہوتی ہے خواہ
وہ متنازعہ قسم کے ہوں یا نہ۔ اختیار دربارہ معزولی امین کا استعمال ہمیشہ عدالت ہائے مفصلات سے کیا گیا
ہے چاہے جولی مذکور بالکل معدوم نہیں ہے لیکن سوائے اس دفعہ مجموعہ کے کوئی حکم قانون ایسا موجود
نہیں ہے جسکے رو سے کسی عہدہ دار کو عمل کرنیکا اختیار عطا کیا گیا ہو تا وقتیکہ شفرڈ صاحب جسٹس بمقدمہ نگاسامی
نائکین بنام وراد پاتا نائکین (۱) نیز ملاحظہ ہو سیورتن کنور جی بنام رام پرگاش (۴) ولکشمن داس پرشرام
بنام گنپت راؤ کرشن (۵) مقدمات برنبائے روایات ایٹ کتاب لوئن صاحب بابت امانت ہائے
طبع نہم صفحات ۱۰۶۲ و ۱۰۶۱ پر درج ہین۔ گو ایکٹ مذکور کے رو سے کسی دو یا دو سے زیادہ اشخاص کو
درخواست کرنیکا اختیار دیا گیا ہے تاہم الفاظ مذکور سے یہہ مراد لیجانی چاہئے کہ وہ ایسے اشخاص ہین جنکو کوئی حق حاصل ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۳
(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۷
(۳) " " " ۱۴۲ " ۱۸۶ صفحہ ۱۸۴
(۴) " " کلکتہ " ۲۰ " ۲۹ " ۱۰۰
(۵) " " بمبئی " " ۰ " ۳۶۵

اور عدالت پر نہ صرف یہہ دیکھنا لازم ہو کہ سائلان کو صریح طور پر حق حاصل ہو بلکہ یہہ ثابت کیا جانا چاہیے کہ اونکو وہ حق حاصل ہی جسکا ذکر انہوں نے عرضیدعوی مین کیا ہی - الفاظ "ایک حق" دفعہ ۵۳۹ بجائی الفاظ "ایک بلا واسطہ حق" کے جو دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۸۶۳ع کو قایم کر دیئی ہین لیکن مقامات سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہر دو فقرات کا منشا ایک ہی ہی میں یہہ بھی استدعا کرتا ہون کہ وہ منظوری جو عطا کیگئی ہتی کوئی منظوری نہتی اور مین مقدمہ نکلر نہ سکنز (۱) کا حوالہ دیتا ہون مقدمہ مذکور مین لارڈ ایلڈن صاحب نے بیان کیا ہی کہ "واضعان قانون کا منشا در و لمینز ایکٹ کے تا فذ کرنے مین یہہ تہا کہ امانتین جو خیراتی مین استعمال ہیجا کیجاتی ہین اور غرض مذکور کیواسطے ایسی کارروائیات رجوع کیجانیکو روکا جائے جو عموماً سوائے اس غرض کے اور کسی غرض کیواسطے رجوع نہیں کیجاتین کہ خرچہ سرمایہ خیراتی مین سے دلایا جائیگا - ایسی غرض کیواسطے واضعان قانون نے حکم دیا ہی کہ اٹارنی جنرل کے دستخط ہونے چاہئیں اور بصورت اسکی عدم موجودگی کے سالسٹر جنرل کے دستخط ہونے چاہئیں اور مین یہہ سمجہانا چاہتا ہون کہ کسی درخواست زیر ایکٹ مذکور پر دستخط مذکور ہونے چاہئیں سوائے اس خیال کے کہ مناسب یہہ خیال کیا جائیگا کہ مقدمہ کی سماعت اسطرح کیجائی گویا کہ وہ ایک اطلاع کی صورت مین دایر کیا گیا ہے" میعاد کے متعلق میرا یہہ عذر ہی کہ نمبر ۱۲۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہے ملاحظہ ہو قانون میعاد مٹر صاحب طبع سوم صفحات ۶۵ و ۶۶۷ - مدعیان کو کوئی الیسا حق حاصل نہ تہا جسکے سبب سے وہ ایک نالش کے زیر دفعہ ۵۳۹ دایر کرنے کے مستحق ہوتے ملاحظہ ہو جان علی بنام رام ناتہ منڈل (۲) -

بابو تارا کشور چودہری نے بہی اسی جانب سے بحث کی +

بابو لال موہن داس منجانب سپاندنٹان :- کلکتہ اور بمبئی مین یہہ قرار دیا جاچکا ہی کہ دفعہ ۳۸ خلاف معزولی امنا ء و نیز اُن نالشات سے متعلق ہوتی ہے جو اشخاص تا لث کے برخلاف رجوع کیگئی ہون ضمن ۳ دفعہ مذکور مکمل نہیں ہیں اور الفاظ "تقرر امنا ء جدید" مین پرانے امنا ء کی معزولی بہی شامل ہی - مدراس ہائیکورٹ نے یہہ قرار دیا ہے کہ ایک نالش واسطے معزولی امین کے چل سکتی ہے ملاحظہ ہو سنیا یا بنام کرشنما (۳) فیصلہ مذکور کی پیروی مقدمہ مٹر کمداس مولجی بنام کہیم جی ولبہداس (۴) مین کیگئی تہی - مقدمات لطیف الفنا ء بنام مذہیان صاحب (۵) دہرم سنگہ بنام کشن سنگہ (۶) سجید رراجا بنام

(۱) مریویل چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۵۶ (۴) انڈین لارپورٹ بمبی جلد ۱۶ صفحہ ۶۲۰
(۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۳۲ (۵) ,, ,, کلکتہ ,, ۱۱ ,, ۳۳
(۳) ,, مدراس ,, ۱۴ ,, ۱۸۶ (۶) ,, ,, ,, ,, ۷ ,, ۷۶۷

بیدیا ناتھ دیب (۱) رگھوبیر دیال بنام کیشوراسنو جداس (۲) جگن لال بنام دولت موہن ساہو (۳) کالی شنکر واس بنام گوپال چندر دت (۴) کمشنران پینالٹیز شہر لنڈن بنام گلاٹی (۵) کا بہی حوالہ دیا گیا تہا ÷

بابو بارکشور چودہری نے اس کا جواب دیا ÷

تجویز عدالت (بیزجی صاحب جسٹس ورڈپنی صاحب جسٹس) بعد بیان کئے جانے واقعات کے حسب ذیل ہے:- امر اول کے متعلق منجانب اپیلانٹ و قصص پر یہ منقسم کیا گیا ہے کہ دفعہ ۵۳۹ میں کسی امین کی معزولی کی نسبت نالش کرنیکا حکم نہیں اور نہ اسمیں کسی فریق ثالث کے برخلاف نالش کا حکم ہے - دفعہ مذکور کی غرض مطابق رائے اپیلانٹ کے یہہ ہے کہ اسکے رو سے صرف بعض ڈگریات کے حصول کے متعلق نالش کرنیکا اختیار دیا گیا ہے جنکا ذکر دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے جبکہ نالشات مذکور بخلاف ہیں موجود الوقت کے رجوع کیگئی ہوں اور استدلال یہہ کیگئی ہے کہ دفعہ مذکور اسی بنا پر مرتب کیگئی ہے جسپر کہ انگلستان کا اسٹیٹیوٹ ۵۲ جارج سوم باب ۱۰۱ موسوم رو ملیز ایکٹ مرتب کیا گیا ہے اس حجت کی تائید مین فیصلہ اجلاس کامل مدراس ہائیکورٹ بمقدمہ نگلساماتائکین بنام وراد پانائکین (۶) کا حوالہ دیا گیا ہے اور مقدمات شیورتن کنواری بنام رام پرگاش (۷) و لکشمن داس پرشرام بنام گنپت راؤ ترمبک (۸) پر انحصار کیا گیا ہے ÷

بخلاف ازین رسپانڈنٹان کیطرف سے یہہ بحث کیگئی ہے کہ دفعہ ۵۳۹ کے الفاظ اور اسکی وسعت سرسیموئیل رو ملیز ایکٹ سے مختلف ہین اور کہ عدالت ہذا و نیز بمبئی ہائیکورٹ مین یہہ قرار دیا جا چکا ہے کہ دفعہ مذکور ان نالشات سے متعلق ہوتی ہے جو واسطے معزولی امناء کے کیگئی ہوں اور نیز ان نالشات سے جو بخلاف ان اشخاص ثالث کے رجوع کیگئی ہوں جنکے قبضہ مین جائداد امانت بروئے ناجائز انتقالات منجانب امین کے منتقل ہوئی ہون اور اس حجت کی تائید مین مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا ہے:- چنتامن بہاجی دیو بنام دہوندو گنیش دیو (۹) محی الدین بنام سعید الدین (۱۰) لطیف النساء بیبی بنام نذیرن بیبی (۱۱) وبجیدر راجا بنام بیدیا ناتھ دیب (۱) ÷

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۷ (۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۲۴

(۲) " " الہ آباد " ۱۱ " ۹۵ (۸) " " بمبئی " ۸ " ۳۶۵

(۳) " " کلکتہ " ۲۰ " ۹۰۶ (۹) " " " " ۱۵ " ۶۱۲

(۴) " " " " ۲۶ " ۳۹ (۱۰) " " کلکتہ " ۲۰ " ۸۱۰

(۵) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۶۱۰ (۱۱) " " " " ۱۱ " ۳۳

(۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ " ۲۴۴

گردہوجن داس

اس سوال پر کہ آیا دفعہ ۵۳۹ کو وہ محدود نوعیت عطا کیجانی چاہئے جسکی کہ نسبت ذی علم وکلاء اپیلانٹ نے عذر کیا ہے یا کہ وہ وسیع نوعیت دیجانی چاہئے جسکا کہ عذر فریق مخالف نے کیا ہے وجوہات فریقین کا مل طور پر شفوڈ صاحب جسٹس کے فیصلہ مقدمہ رنگاسامی نائکن بنام ورادپا نائکن (۱) و نیز فیصلجات متوسامی ایار صاحب جسٹس و وائیر صاحب جسٹس بمقدمہ سبیا بنام کرشنا (۲) مین درج ہین - ہماری رائے مین اُن تمام دلائل کا مفصل ذکر کرنا ضروری نہیں ہے - صرف یہہ کہنا کافی ہوگا کہ گو دفعہ ۵۳۹ مین صریح طور پر ایک امین کی معزولی کا ذکر نہیں اور نہ جائیداد امانت کا قبضہ کسی فریق ثالث سے حاصل کئے جانیکا ذکر اُن دادرسی ہائے مین ہے جنکا ذکر خاص طور پر دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے تاہم مجموعی اس امر واقعہ کے کہ وہ مقدمات جنکے ساتھ دفعہ متعلق کیگئی ہے مبینہ خیانت کے مقدمات ہیں اور کہ دادرسی ہائے مذکورہ مین ایک جدید امین کا تقرر اور تفویض جائداد امانت بحق امین مقرر کردہ شامل ہین اور خاص کردہ دادرسی ہائے مذکورہ کے بعد یہہ عام فقرہ درج ہے کہ " ایسی مزید یا دیگر دادرسی جو نوعیت مقدمہ کے رو سے ضروری معلوم ہو " ہماری رائے مین الفاظ دفعہ مذکور مین ایک حال جیسا مقدمہ شامل ہے - چونکہ مقدمہ ہذا ایک مبینہ خیانت کا مقدمہ ہے اور دفعہ مذکور مین صریح طور پر جدید امین کے تقرر کا اختیار دیا گیا ہے - اسلئے کوئی بہتر وجہ نسبت محدود کرنے فقرہ " تقرر امین جدید " اُن مقدمات تک موجود نہیں ہے جو واسطے تقرر امنا جدید کے ہوں اور جہاں پرانے امنا بھی بدستور رہنے دیئے جائیں اور اُسمین سے وہ مقدمات مستثنا کئے جائیں جنمین کہ تقرر بعد معزولی پرانے امنا کے کیا جاتا ہو - علاوہ برآں جہانکہ صورت حال کیطرح مبینہ خیانت مین دراصل ناجائز انتقال جائیداد امانت منجانب امین شامل ہو تو جائیداد کا امنا جدید کی تفویض مین دینا معہ " ایسی مزید دادرسی کے جیسی کہ نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے ضروری ہو " بہتر طور پر جائیداد کے قبضہ کا اُس فریق ثالث سے لیا جانا شامل کرتا ہے جسکے کہ حق مین جائداد مذکور کا ناجائز طور پر منتقل کیا جانا ثابت کیا گیا ہو ۔

اسلئے ہماری یہہ رائے ہے کہ مجموعی الفاظ دفعہ مذکور کے کوئی بہتر وجہ اس خیال کے کرنیکی موجود نہیں ہے کہ دفعہ مذکور کی وسعت ایسی طریق پر محدود کیجانی چاہئے جیسا کہ اپیلانٹ کیطرف سے عذر کیا گیا ہے ۔

انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۰۴

۱۸۹

لیکن زان بعد یہہ استدعا کیگئی ہیکہ اگر ہم اُس ماخذ کو دیکہیں جس سے یہہ حکم قانونی (دفعہ ۵۳۹) اخذ کیا گیا ہی تو ہمین معلوم ہوگا کہ اس امر کی وجہ موجود ہے کہ کیوں دفعہ مذکور کی وسعت اُسطرح پر محدود کیجانی چاہیئے جیسا کہ عذر کیا گیا ہے۔ بیان یہہ کیا گیا ہے کہ دفعہ مذکور اُس سٹیٹیوٹ انگلستان سی لیگئی ہے جو سر سموئیل روملیز ایکٹ کے نام سی موسوم ہی پس گو کوئی مشابہت مابین احکام دفعہ ۵۳۹ مجموعہ مذکور اور احکام روملیز ایکٹ کے موجود ہو تاہم ہر دو قانونہائے مذکور کا مقابلہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بہت سی اہم امور مین ایک دوسرے سے مختلف ہین +

اوّلاً ضابطہ مندرجہ روملیز ایکٹ کی نسبت صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وہ سرسری ہے۔ اور کارروائیات ایکٹ درخواست سے شروع کیجاتی ہین مگر ضابطہ زیر دفعہ ۵۳۹۔ ایکٹ عام ضابطہ متعلق نالشات ہی اور کارروائیات بذریعہ عرضیدعوے کے شروع کیجاتی ہیں +

ثانیاً روملیز ایکٹ مین کوئی حد نسبت اس امر کے عاید نہیں کیگئی کہ کونسی اشخاص ادخال درخواست کے مستحق ہین مگر دفعہ ۵۳۹ مین صریح طور پر حکم ہے کہ اشخاص مستحق ارجاع نالش زیر دفعہ مذکور وہ اشخاص ہیں جنکو امانت مین کوئی حق حاصل ہو۔ بیان یہہ کیا گیا ہے کہ اگر امر مذکور ایکٹ مذکور سے نہیں لیا گیا تو وہ اُن فیصلجات سی لیا گیا ہے جو بربنائے روملیز ایکٹ صادر ہوئے ہین۔ یہہ سچ ہی۔ وہ فیصلہ جسمین سے کہ یہہ حد لیگئی ہے کہ شخص مستحق ارجاع نالش ایک شخص حق دار جائداد امانت ہونا چاہیئے فیصلہ مقدمہ کارپوریشن آف لڈلو بنام گرین ہوس (۱) ہے۔ لیکن گو یہہ ایک حد اُس فیصلے سے لیگئی ہی تاہم دیگر حدود۔ مثلاً یہہ کہ حکم ہذا اُن مقدمات سے متعلق نہوگا جو بخلاف اسنادکے رجوع کئے گئے ہوں۔ اور کہ حکم مذکور ایسی صورت سی متعلق نہوگا جہان کسی شخص اجنب کا علاقہ ہو جو اُسی مقدمہ مین درج ہین۔ صریح طور پر دفعہ مذکور مین درج نہیں کیگئیں۔ اور اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیئے ؟۔ ہماری رائے مین نتیجہ صریح طور پر یہہ ہے کہ حدود مذکور کے دفعہ مذکور کی وسعت اور اطلاق پر عاید کئی جانیکا منشا نتہا اور اسکی وجہ صریح معلوم ہوتی ہے۔ روملیز ایکٹ اُن مقدمات سی غیر متعلق قرار دیا گیا تہا جو بخلاف اسنادکے رجوع کئے جائیں اور نیز جن مقدمات مین ذوالقبائے ثالث کا تعلق ہو کیونکہ جیسا کہ ہم مقدمہ کارپوریشن آف لڈلو بنام گرین ہوس (۱) سی معلوم کرتے ہین

ضابطہ مقرر کردہ ایکٹ مذکور یعنے بذریعہ درخواست اُس قسم کے مقدمات سے غیر متعلق خیال کیا گیا تھا ٭ اور نہ ہم اس بحث کو درست تسلیم کر سکتے ہین کہ دفعہ ۳۹ کے رو سے ایک جدید اور خاص اختیار سماعت پیدا کیا گیا ہے ٭ اصلی غرض خاص احکام دفعہ ۵۳۹ کی ہمین صریح معلوم ہوتی ہے وہ اشخاص جنکو کسی امانت مین حق حاصل ہو اگر وہ سب شریک ہو سکین ہمیشہ مجاز ہین وہ ایک نالش بخلاف کسی امین کے واسطے اُسکی معزولی کے بر وجہ خیانت دائر کرین لیکن جہاں اُن سب کا شامل ہونا مشکل یا ناممکن ہو تو مناسب یہ سمجھا گیا تھا کہ اُمین سے کوئی بلا شرکت دوسروں کے نالش کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اُنہوں نے ایڈوکیٹ جنرل یا کلکٹر ضلع کی منظوری حاصل کی ہو اور یہہ شرط اس غرض سے عاید کیگئی ہے کہ کثیر التعداد نالشات امنا کے برخلاف منجانب مختلف اشخاص حقدار کے رجوع نکیجائیں جہانکہ اس شرط کی تعمیل کیگئی ہو اور کثیر التعداد نالشات کے برخلاف امنا دائر کئے جانیکا خطرہ باقی نرہا ہو تو اس صورت مین کوئی وجہ اس امر کی موجود نہیں ہے کہ کیوں نالشات زیر دفعہ مذکور کسی اور طرح سے محدود کیجائیں ٭

بحث یہہ کیگئی ہے کہ اگر ایک نالش زیر دفعہ ہذا کے بخلاف امین شخص ثالث دائر کئے جانیکی اجازت دیجائے تو نالش مذکور کی نسبت عذر استمال بیجا ہو سکتا ہے جبکہ ایک نالش زیر دفعہ ۵۳۹ کی نسبت عذر مذکور رہ سکے تو عذر مذکور بلا شبہہ طور پر موثر کیا جانا چاہئے۔ لیکن اُسکا نتیجہ یہہ نہیں ہے کہ ایک نالش بخلاف امین بجرم خیانت کے اور اُس شخص ثالث کے جسنے کوئی جائداد امانت اُس سے خرید کی ہو کسی طرح پر دفعہ مذکور کی ذیل مین نہیں آسکتی خواہ عذر دربارۂ استمال بیجا متعلق نہوتا ہو۔ صورت حال مین ہماری یہہ رائے ہے کہ کوئی عذر بہ بنیاد استمال بیجا متعلق نہیں ہو سکتا۔ نالش ہذا جہاں تک کہ کسی عذر کا تعلق ہے مناسب طور پر حسب منشا دفعہ ۲ مجموعہ مذکور مرتب کیگئی ہے ٭

زاں بعد نسبت مقدمات محولہ کے ہماری یہہ رائے ہے کہ معہ جملہ اعزاز بحق اُن فاضل ججان کے جنہوں نے مقدمہ رنگا سامی نائکن بنام ورادپا نائکن (۱) کو فیصل کیا ہے ہمین یہہ کہنا چاہئے کہ وجوہات مندرجہ فیصلجات وائیر صاحب جسٹس و انیس صاحب جسٹس مندرجہ مقدمہ سبا پنام کرشنا (۲) ہمسے تسلیم کئے جانیکے قابل ہین اور ہم اُس رائے کی پیروی کرتے ہیں جو اُنہوں نے بحوالہ منشا و تعبیر دفعہ ۵۳۹ کے اختیار کی ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۴۶۲

(۲) " " " " ۱۴ " ۱۸۶

مقدمہ شیو رتن کنواری بنام رام پرگاش (۱) مین کوئی مفصل امتحان نہیں کیا گیا کیونکہ اس فیصلہ کی وجوہات کہ دفعہ ۲۹ مجموعہ مذکور اُس مقدمہ سے متعلق نہیں ہے پوری طور پر فیصلہ مین بیان نہیں کیگئیں مقدمہ لکشمن داس پرشاد بنام گنپت راؤ کرشنا (۲) مقدمہ حال سے ممیز کیے جانیکے قابل ہے کیونکہ مدعی کی غرض نالش مذکور مین باستعمال الفاظ فاضل چیف جسٹس یہہ تھی کہ وہ صرف جائداد امانت کو اشخاص اجنبی سے حاصل کرے تا اگر صورت حال مین نالش بخلاف اُس امین کے رجوع کیگئی ہے جو خیانت کا مجرم ہے اور فریق ثالث اسوجہ سے بطور مدعا علیہ کے شامل کیا گیا ہے کہ ایک جزو جائداد امانت اُسکے قبضہ مین بذریعہ ناجائز انتقال منجانب امین کے آگئی ہے بخلاف ازین اُس رائے کی تائید جو مینے اختیار کی ہے فیصلہ ہائیکورٹ مقدمہ علیا من سجابی دیو بنام دہوندو گنیش دیو (۳) سے اور فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ [illegible] (۴) سے ہوتی ہے جسمین یہہ قرار دیا گیا تہا کہ نالش معزولی امین دفعہ ۵۳۹ کی ذیل مین [illegible] فاضل جج ان عدالت ہذا مقدمہ عبداللطیف الناراتبی بنام نندیرن بیبی (۵) و مقدمہ [illegible] بنام [illegible] (۶) سے جو بہ مضمون ہین کہ ایک نالش بخلاف امین اور اُس شخص کے جو ہے کہ انتقال منجانب امین کے دعویدار ہو دفعہ ۵۳۹ کی ذیل مین آتی ہے ہم یہہ بھی اضافہ کر سکتے ہین کہ مقدمہ مجید رضا بنام بیدیا ناتہہ دیب (۶) بالخصوص اہم ہے کیونکہ نالش مذکور بخلاف مدعا علیہم حال کے جواب [illegible] اور اُسی خیانت کے متعلق کیگئی تہی جسکا ذکر نالش حال مین کیا گیا ہے فرق صرف [illegible] مدعیان نالش مذکور مدعیان نالش حال سے مختلف تہے اور مقدمہ مذکور مین اپیلانٹ حال نے کامیابی سے یہہ عذر کیا تہا کہ وہ نالش جو واسطے معزولی ایک امین کے ہے اور واسطے تفویض جائداد امانت کے بحق امنا جدید جسکا کہ ایک جزو اُس کے حقمین منتقل ہوا ہے ایک ایسی نالش ہے جو دفعہ ۵۳۹ کی ذیل مین آتی ہے ✦

ان جملہ وجوہات کے باعث سے میری یہہ رائے ہے کہ اپیلانٹ عذر اوّل ناکامیاب رہنا چاہیے ✦

ثانیاً بہ نسبت عذر دوم کے مقدمہ جان علی بنام رام ناتہہ منڈل (۷) کی سند پر یہہ عذر کیا گیا تہا کہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۷
(۲) ،، ،، بمبئی ،، ۸ ،، ۳۶۵
(۳) ،، ،، ،، ،، ۱۵ ،، ۶۱۲
(۴) ،، ،، کلکتہ ،، ۲۰ ،، ۸۱۶
(۵) ،، ،، ،، ،، ۱۱ ،، ۳۳
(۶) ،، ،، ،، ،، ۲۰ ،، ۳۹۷
(۷) ،، ،، ،، ،، ۹ ،، ۳۴۴

اسمین شک نہیں کہ اجازت مذکور کی عبارت ایک امر مین ایسی نہین ہے جیسی کہ وہ ہونی چاہئے تہی۔ جبکہ قانون مین یہہ ہدایت کیگئی ہے کہ کلکٹر کی منظوری بطور ایک شرط مالتقدم ارجاع نالش زیر دفعہ ۵۳۹ کے حاصل کیجانی چاہیئے اسلئے کلکٹر کو چاہیئے کہ اس معاملہ مین اپنے اختیار تمیزی کا استعمال قبل عطا کرنے منظوری کے کرے۔ یہہ رائے آنریبل لارڈ ایلڈن صاحب بمقدمہ بکطرف مسکرو (۱) سے ظاہر ہوتی ہے لیکن گو کلکٹر کی منظوری عبارت مین نقص ہے تاہم ہماری یہہ رائے نہیں ہے کہ نقص مذکور مقدمہ ہذا کیلئے ہم قاتل کا اثر رکھتا ہے کلکٹر کو چاہیئے کہ اپنی منظوری کے عطا کرنے مین اختیار تمیزی کا استعمال کرے اور وہ صرف اسبات کو معلوم کرے کہ آیا اشخاص دعویدار ایسے اشخاص ہین جنکو امانت مین حق حاصل ہے بلکہ یہہ بہی معلوم کرے کہ آیا امانت ایک عام امانت ہے جسکا کہ ذکر دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے اور کہ آیا بادی النظر مین اس امر کے متعلق خیال کرنیکی وجوہات موجود ہین کہ خیانت کیگئی ہے اور جیساکہ دوران بحث مین ظاہر کیا گیا تہا کسی امر سے یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کلکٹر نے اپنے اختیار تمیزی کا استعمال نسبت دو موخرالذکر امور کے نہیں کیا۔ صرف ایک امر کے متعلق وجہ یہہ ہے کہ سائلان کے استحقاق کے متعلق منظوری مذکور کی عبارت سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ کلکٹر نے اپنے اختیار تمیزی کا استعمال نہیں کیا۔ گو یہہ امر ایسا ہی ہے تاہم ہماری یہہ رائے ہے کہ وہ بہرحال ایک بیضابطگی اُس حکم مین ہے جسکی نسبت قانون مین یہہ حکم ہے کہ وہ ارجاع نالش کے واسطے ایک شرط مالتقدم ہے اور ایسی بیضابطگی ہماری رائے مین دفعہ ۵۷۸ کی ذیل مین آتی ہے جسکے رو سے فیصلجات اور ڈگریات درست اندازی بیطبق اپیل بربنائے محض لفظی عذرات سے محفوظ کئے گئے ہین +

دوسرا سوال غورطلب یہہ ہے کہ آیا نالش زائدالمیعاد ہے۔ بخلاف مدعاعلیہ ۱ کے کوئی سوال میعاد پیدا نہیں ہوسکتا ہے نالش دفعہ ۱۰ ایکٹ میعاد کی ذیل مین آتی ہے اور بخلاف مدعلیہ ۲ کے احکام ایکٹ میعاد متعلق بہ نالش وہ ہیں جو مدبر ۱۳۴ ضمیمہ دوم مین درج ہین۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہہ حجت کیگئی تہی کہ مد مذکور نالش حال سے متعلق نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ ایک نالش قبضہ نہیں ہے اور کہ مد متعلقہ مد ۱۲۰ ہے۔ اور چونکہ نالش زائد از عرصہ چہہ سال بعد تاریخ آخری انتقال بحق مدعاعلیہ ۲ کے دائر کیگئی ہے اسلئے وہ زائدالمیعاد ہے گو وہ تاریخ انتقال اول سے بارہ سال کے اندر رجوع کیگئی ہے +

(۱) مری ویل چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۵۴

دفعہ ۱۲۰ صرف اُس صورت مین متعلق ہو سکتی ہے جب ۱۴۲ مقدمہ ہذا سے متعلق ہو پس سوال یہہ ہو کہ آیا نالش
بطور ایک نالش قبضہ کے حسب منشاء دفعہ ۱۴۲ متصور ہو سکتی ہے تذکور مین اُن نالشات کا ذکر ہے جو واسطے
دلاپانے قبضہ اُس جایداد غیر منقولہ کے رجوع کیگئی ہوں جو ناجائز کسی کے نام منتقل کیگئی ہو اور بعد مین امین یا
مرتہن ہی بعوض بدل قیمت کے خرید کیگئی ہو۔ میعاد بارہ سال ہے اور وہ تاریخ خرید سے منتقل ہوتی ہے +
عرضیدعوی کی استدعا پنجم یہہ ہے کہ جایداد مدعاعلیہم کی قبضہ سے لیکر اُس شخص کے حوالہ کیجائے جو
حسب اور امین بغرض اہتمام جایداد بابت تذکورہ مقرر کیا جاوے اور دفعہ ۵۳۹ مین جیسا کہ ہمنے قبل ازین
بیان کیاہے اس قسم کی نالش کا ذکر ہے اور وہ اُسکی ذیل مین آتی ہے +
پس اسصورت مین ہماری یہہ رائے نہیں ہے کہ یہہ کوئی ناجائز جہان مین الفاظ دفعہ مذکور کی ہی اگر یہہ کہا جاے کہ
ایک نالش جو اس غرض کیواسطے دائر کیگئی ہو ایک نالش واسطے دلاپانے قبضہ اُس جایداد کے ہی جو ناجائز منتقل کیگئی تھی
اور بعد مین امین ہی خرید کیگئی تھی اسلیئے دفعہ ۱۴۲ نالش ہذا سے متعلق ہوتی ہے اور وہ زائد المیعاد نہیں +
اسلیئے وہ وجوہات جنکی کہ استدعا ہمارے روبرو کیگئی ہی سب کے سب ناکامیاب رہتے ہین اور اپیل ہذا معہ
خرچہ خارج کیا جانا چاہئیے +

اپیل خارج کیا گیا +

استصواب فوجداری

باجلاس جنٹی صاحب جج و سٹیونس صاحب جج

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** کیملاہ منڈل وغیرہ

مجسٹریٹ کا اختیار سماعت - اختیار سپردگی بعدالت سشن - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات
۲۸ و ۲۰۶ و ۲۰۹ و ۲۱۵ و ۲۲۵ - تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۱۴۷ حکم سرکار نمبر ۹ مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۸۶۹ء - مقدمہ کرنا
سپردگی مقدمہ زیر دفعہ ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند بعدالت سشن منجانب ڈپٹی مجسٹریٹ فوجداری خلاف قانون نہیں ہے +
گو مقدمہ کی نسبت یہہ ثابت کیا گیا ہو کہ وہ قابل تجویز مجسٹریٹ درضمیمہ ۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری
ہے تاہم دفعہ ۲۰۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی ایسا حکم موجود نہیں جسکے رو سے مجسٹریٹ
ایسے امر سے ممتنع ہو کہ ایک مقدمہ کو زیر دفعہ ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند عدالت سشن کے سپرد کرے مگر شرط یہہ ہے

استصواب فوجداری نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۷ء منجانب ای احمد صاحب سشن جج رنگپور مورخہ ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء

۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء

حکم کہ یہہ قرار دیا ہوکہ ملزم نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جسکی سزا وہ اپنی رائے مناسب طور پر نہیں دیسکتا ♦

ہدایات مندرجہ سرکلر ۹ مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۶۹ء تابع احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کرنیہی جانی چاہئیں ♦

فیصلہ مئی

ملزمان پر ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو جرم بلوہ کا الزام زیر دفعہ ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند ایک شخص کی زراعت کاٹنے کے متعلق لگایا گیا تہا شہادت سے یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ ایک از اشخاص شامل بلوہ جو اُس شخص کیطرف تہا جسنے زراعت کو کاٹا تہا اُس ضرب کے صدمہ سی فوت ہوگیا تہا جو کسی شخص شامل بلوہ نے ایک تیر سے لگایا تہا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ کی یہہ رائے ہتی کہ بہ پیروی احکام مندرجہ سرکلر ۹ مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۶۹ء اُس کا یہہ فرض تہا کہ ملزم کو عدالت سشن کے سپرد کرے قائممقام سشن جج رنگپور مسٹر احمد کی جسکے روبرو ملزم سپرد کیا گیا تہا یہہ رائے تہی کہ سپردگی ملزم زیر دفعہ ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند خلاف قانون ہے کیونکہ جرم مذکور قطعی طور پر قابل تجویز مجسٹریٹ مطابق ضمیمہ دوم مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے اُسنے مقدمہ ہذا کا استصواب عدالت ہذا سے بغرض منسوخی سپردگی مذکور کے کیا ♦

بابو ہیم چندر متر منجانب ملزم :۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہہ بیان کیا ہے کہ اُسنے باعث ہائیکورٹ حکم سرکلر ۹ مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۶۹ء کے مقدمہ ہذا سپرد سشن کیا ہے۔ سرکلر مذکور مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہوتا اور کیونکہ ہلاکت صورت حال مین اُن ضربات سے وقوع مین نہیں آئی جو ملزم نے بالارادہ پہنچایئے ہون۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے درست معنے سرکلر مذکور کے نہیں سمجہے۔ زیر دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مجسٹریٹ کسی شخص کو بغرض تجویز سپرد عدالت سشن کسی ایسے جرم کیواسطے کرسکتا ہے جو عدالت مذکور کی تجویز کے قابل ہو اور زیر دفعہ ۲۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری عدالت سشن تابع دیگر احکام مجموعہ مذکور کے کسی جرم کی تجویز زیر مجموعہ تعزیرات ہند کرسکتا ہے دفعہ ۲۵۴ مین یہہ حکم ہے کہ مجسٹریٹ ملزم کی تجویز ایک مقدمہ قابل اجراء وارنٹ مین کرسکتا ہے اگر مجسٹریٹ کی رائے مین ملزم کو قرار واقعی سزا خود اُسکی طرف سے دیجا سکتی ہے۔ صورت حال مین مجسٹریٹ نے یہہ بیان نہیں کیا کہ ملزم کو وہ قرار واقعی سزا نہیں دیسکتا اسلئے اُسکو قانوناً کوئی اختیار نسبت سپردگی مقدمہ ہذا بعدالت سشن کے حاصل نہ تہا اسلئے سپردگی منسوخ کیجانی چاہئے ♦

تجویز ہائیکورٹ ریفرنس صاحب جوڈیشل کمشنر سان ، بحسب ذیل ہے :-

استصواب پیدا آیا کہ مقام سشن جج رنگپور نے بدین منشا رکیا ہے کہ کیلاسندل عیرہ کی سپردگی بعدالت مذکور منجانب ڈپٹی مجسٹریٹ آفیسر گیبدا بالغرض تجویز بجرم زیر دفعہ ۴۷۶ مجموعہ ملاحظہ برات ہند منسوخ کیا جائے +
سشن جج مذکور کی یہ رائے ہے کہ سپردگی ملزم صورت حال مین خلاف قانون ہے کیونکہ وہ جرم جسکا الزام ملزمان پر لگایا گیا ہے قطعی طور پر قابل تجویز مجسٹریٹ ہے لیکن صورت اسطرح پر نہیں ہے سشن جج نے صرف ضمیمہ ملحقہ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر غور کیا ہے لیکن ضمیمہ مذکور خود مجموعہ مذکور کے ساتھ ملاکر پڑھا جانا چاہئے کیونکہ از دفعات مجموعہ مذکور دفعہ ۲۸ ہے جسکے روسے عدالت سشن کو پابع دیگر احکام مجموعہ مذکور کے ہر ایک ملزم کی تجویز کرنیکا اختیار حاصل ہے نیز بروئے دفعہ ۱۴۰ کے وہ مجسٹریٹ جو سپردگی بعدالت سشن کرنیکا مجاز ہو عدالت مذکور کے سپرد ہر دو قسم کے مقدمات کو کرسکتا ہے یعنی جو قطعی طور پر عدالت مذکور کی تجویز کے قابل ہوں اور وہ مقدمات جو اُسکی رائے مین عدالت مذکور سے تجویز کئے جانے چاہئیں - اسلئے سپردگی مقدمہ زیر دفعہ ۴۷۶ بعدالت سشن بالضرور خلاف قانون نہیں ہے بخلاف ازین ایسی دفعات موجود ہیں جنکے روسے مجسٹریٹ کا اختیار سپردگی محدود کیا گیا ہے ایک مقدمہ قابل اجراء سمن مین اسپر لازم ہے کہ زیر دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کارروائی کرے - ایک مقدمہ قابل اجراء وارنٹ مین وہ احکام دفعہ ۲۵۴ کا پابند ہے +
دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ جب مجسٹریٹ کی یہہ رائے قرار پائے کہ یہہ قیاس کرنیکی وجہ موجود ہے کہ شخص ملزم ایسے جرم کا مرتکب ہوا ہے جسکی تجویز مطابق باب ۲۱ کے ہوسکتی ہے اور جسکو مجسٹریٹ مذکور تجویز کرنیکا مجاز ہے اور جسکے بدلے مجسٹریٹ موصوف اپنی دانست مین سزائے کافی عاید کرسکتا ہے تو اُسکو چاہئے کہ ایک فرد قرارداد جرم ملزم کی نسبت قلمبند کرے - معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کے روسے مجسٹریٹ کو ایسے واقعات کی موجودگی مین کوئی اختیار نہیں دیا گیا لیکن اگر بخلاف ازین مجسٹریٹ کو یہہ معلوم ہو کہ ملزم نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جسکے بدلے وہ اپنی دانست مین سزائے کافی عاید نہیں کرسکتا تو اسصورت مین کوئی امر مانع اسکا موجود نہیں ہے کہ

مقدمہ کو عدالت سشن کے سپرد کرے۔ باوجود اس امر واقعہ کے کہ ضمیمہ ملحق بہ مجموعہ مذکور مین مقدمہ قابل تجویز مجسٹریٹ ظاہر کیا گیا ہو ٭

مگر اُس قسم کی ملزم کیطرف سے جو نہایت معقول بیان پیش ہوا ہی یہہ بحث کی ہے (۱) مجسٹریٹ کی مقدمہ ہذا مین بہہ رائے تہی اور (۲) اُسکی بہہ رائے ہو سکتی تہی کیونکہ زیادہ سے زیادہ سزا نسبت جرم زیر دفعہ ۳۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے دو سال کی قید ہے اور مجسٹریٹ خود سزا مذکورہ کے عاید کرنیکا مجاز تہا لیکن جرم زیر دفعہ ۳۷۴ مجموعہ مذکور ایک غیر محدود جرمانہ کی سزا کے بہی قابل ہے مگر مجسٹریٹ مذکور صرف مبلغ الک … جرمانہ کرسکتا تہا۔ ممکن ہے کہ مجسٹریٹ نے مقدمہ ہذا کو عدالت سشن کے سپرد اس خیال سے کیا ہو کہ وہ جرمانہ جو وہ کریگا مناسب سزا ملزم کے جرم کی نہوگی ٭

مگر یہہ سچ ہے کہ مقدمہ ہذا مین مجسٹریٹ نے ملزم کو اسوجہ سے عدالت سشن کے سپرد نکیا تہا۔ اُسکی کارروائیات عجیب قسم کی تہیں۔ اُسنے اولاً ایک فرد قرارداد جرم ملزم کے برخلاف زیر دفعہ ۳۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند اس غرض سے مرتب کی تہی کہ مقدمہ کی تجویز خود کرے یہہ امر ۱۹ جنوری گذشتہ کو کیا گیا تہا۔ بعد ازاں بہہ … اُسنے ایک اور فرد قرارداد جرم بخلاف ملزم کے اُسی جرم کے واسطے قلمبند کی اور اُسکو تجویز کے واسطے عدالت سشن کے سپرد کیا۔ اسکی وجہ نسبت ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص کا دوران بلوہ مین ہلاک ہونا بیان کیا گیا ہے اور اُسنے یہہ خیال کیا کہ مطابق ہدایات عدالت ہذا مندرجہ سرکلر … نمبر ۱ وہ مقدمہ کی تجویز خود نکرسکتا تہا۔ اُسنے دراصل عدالت کے سرکلر کا منشا غلط سمجہا ہے جسکی رو سے مجسٹریٹ کو ہرگز یہہ ہدایت نہیں کیگئی کہ عدالت سشن مین اُن مقدمات کو ارسال کرے جو علاوہ اُنکے ہوں جو مطابق قانون کے عدالت مذکور مین ارسال کئے جانیکے قابل ہین اور ہماری رائے ہے کہ چونکہ اُسنے یہہ بیان نہیں کیا کہ اُسنے مقدمہ ہذا کو ایک ایسا مقدمہ سمجہا تہا جسمین وہ مناسب سزا عاید کرنیکے قابل نتہا۔ وہ زیر دفعہ ۳۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مقدمہ کو عدالت سشن کے سپرد نکر سکتا تہا ٭

لہٰذا ہم سپردگی ملزمان کو منسوخ کرتے ہین اور صاحب ڈویژنل مجسٹریٹ کو ہدایت کرتے ہین کہ مطابق قانون کے ملزمان کی تجویز بلا کسی دہنگ کے کرے ٭

۱۸۹۷
۱۷ فروری

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

کہاکن سنگہ (مدعی) (۱) بنام پارش داری گہوپ (مدعا علیہ)

ڈگری بموجب ڈگری - نالش بقایائے لگان - مدعی کا مبینہ شرح لگان کے ثابت کرنیسے قاصر رہنا - مناسب شرح کا معلوم کرنا - فرض عدالت +

ایک نالش بقایائے لگان بشرح مبینہ مین جسمین کہ اُن شرحوں کے ثابت کرنیسے قاصر ہی جو اُسنے بیان کی تہین یہ معلوم کرنا عدالت کا فرض نہیں ہے کہ مناسب شرح کیا ہین الاّ جبکہ اُس سے ایسا کرنے کی استدعا کیجائے +

مقدمہ بنو سنگہ بنام نیرگہن سنگہ (۱) ہین مخالف فیصلہ درج نہیں ہے +

واقعات و دلایل مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین +

مولوی محمد یوسف و مولوی محمد حبیب اللہ منجانب اپیلانٹ +

بابو سانکرام سنگہ و بابو مہابیر سہائے منجانب رسپانڈنٹ +

تجویز ہائیکورٹ دٹریولین صاحب و بیورلی صاحب حسب ذیل ہے :-

مدعی نے بیان کیا ہے کہ اُسنے موضع مقبولپور دنیگا کا ٹھیکہ ۱۲۹۲ء فصلی سے ۱۳۰۰ فصلی تک لیا ہی - مدعا علیہ موضع مذکور کا پہلا ٹھیکہ دار تہا اور یہہ امر مسلمہ ہی کہ اُسکے قبضہ مین اتبک اراضیات واقعہ موضع مذکور ہین + ۱۸۸۹ء مین مدعی نے مدعا علیہ کے برخلاف ایک نالش لگان واسطے سنین ۱۲۹۲ و ۱۲۹۵ء اور ایک حصہ ۱۲۹۶ فصلی کے بدین بیان دائر کی تہی کہ اُسکے قبضہ مین ۸ بیگہ ۴ کٹہ اراضی مبلغ ۔ فی سال کے لگان کی (بشمولیت ابواب کے) ہی اور نیز قریباً ۵۰ یا ۶۰ بیگہ اور اراضی پیداوار لگان پر ہے کل دعوے مبلغ ۔ کی نسبت تہا - مدعا علیہ نے بخلاف ازین یہہ بیان کیا کہ اُسکے قبضہ مین ۱۱ بیگہ کل اراضی ہے اور اُسکا لگان مبلغ ۔ ہے +

عدالت نے یہہ قرار دیا کہ مدعی اپنے بیانات کے ثابت کرنیسے قاصر رہا ہے چنانچہ انہون نے ایک ڈگری مبلغ ۔ کی بحق مدعی

(۱) تجویز اپیل از ڈگری اپیل ۱۳۷ ۱۸۹۵ء بنارانی ڈگری ایچ بومونٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج گیا مصدرہ ۱۱ مئی ۱۸۹۵ء مشعر ترمیم ڈگری بابو تیج چند سرکاری منصف گیا مصدرہ ۹ دسمبر ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۰

بنام
کہاکن منڈل

مقدمہ چوسنگہ بنام نرگھی ونگر(۱) پر انحصار کیا ہی جسمین گارتھہ صاحب چیف جسٹس نے (جیسا کہ رپورٹ کے ہیڈ نوٹ مین بیان کیا گیا ہی) یہہ قرار دیا ہی کہ "ایک نالش بقایائے لگان مین جہاں مدعی لگان متدعویہ کی شرح مندرجہ عرضیدعویٰ کے ثابت کرنیسے قاصر ہے تو عدالت کا یہہ فرض ہی کہ مناسب شرح لگان واجب الادا از منجانب مزارعہ بحق مالک اراضی کو معلوم کرے اور صرف اُس لگان کی ڈگری عطا کرے جسکو مزارعہ نے تسلیم کیا ہو" +

ہماری یہہ رائی ہے کہ یہہ وسیع مسئلہ اُس عبارت سے مفہوم نہیں ہوتا جو فیصلہ مقدمہ محولہ بالا کی ہے۔ رپورٹ سے یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اُن مقدمات کی دلائل کیا تہیں جو عدالت مذکور کے روبرو تہے لیکن جج نے مقدمات مذکور کی پیپر بکس کا حوالہ دیا ہے۔ اور یہہ امر صریح ہے کہ وہ تنقیح جسکا فیصلہ کیا جانا تہا یہہ تہی کہ مناسب لگان واجب الادا بحق مدعی نسبت اُس اراضی کے کیا ہے جو مسلمہ طور پر مدعاعلیہ کے قبضہ مین ہے۔ یہہ تنقیح ہماری رائے میں اُس نالش مین ایک مناسب تنقیح ہے جو واسطے معلوم کرنے شرح لگان کے دائر کیگئی ہو۔ جہانکہ فریقین کا اس امر پر اتفاق نہو کہ مناسب شرح لگان کیا ہونی چاہیے۔ ہم مشکل سے یہہ قیاس کرسکتے ہین کہ فاضل چیف جسٹس کا منشا اس امر کے قرار دینے کا تہا کہ ہر ایک نالش بقایائے لگان مین جسمین مدعی اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر ہے کہ مدعاعلیہ کے قبضہ مین اراضی بشرح معینہ ہے تہی عدالت کا فرض ہے کہ وہ معلوم کرے کہ مناسب شرح کیا ہے خواہ ایسا کرنیکی استدعا کیگئی ہو۔ یہہ ایک عام اصول قانون ہی کہ تنازعات کا فیصلہ بحوالہ عذرات فریقین کے کیا جانا چاہیے اور جبتک ایک عدالت سے خاص طور پر ایک خاص سوال مابین فریقین کے فیصلہ کرنیکی استدعا کیگئی ہو تبتک ہماری رائے مین اُسپر ایسا کرنا لازم ہی نہیں بلکہ وہ ایسا کرنیکی مجاز نہیں ہے +

صورت حال مین عدالت اپیل تحت کے فیصلہ کا اثر یہہ ہی کہ مدعاعلیہ کے قبضہ مین تابع مدعی کے ایک ایسی حقیت قرار دیگئی ہے جسکی نوعیت اور رقبہ اور لگان بالکل مختلف اُس نوعیت اور رقبہ اور لگان سے ہین جنکا ذکر مدعی نے کیا ہے اور نیز ایک اہم امر مین وہ مدعاعلیہ کے بیان سے بہی مختلف ہین۔ یہہ سچ ہے کہ مدعاعلیہ نے یہہ بیان کیا تہا کہ اُسکے قبضہ میں ۲۰ بیگہ اراضی نقدی لگان پر ہے لیکن اُسنے یہہ بہی عذر کیا تہا کہ نقدی لگان مذکور ایک مجتمع رقم ما ۱۴ روپیہ ۵ کی ہے۔ یہہ امر بالکل نامناسب ہے کہ اُسکے بیان کے ایک جزو کو بطور اقبال کے بلالحاظ دوسرے جزو بیان مذکور کے تسلیم کیا جائے +

مزید برآن فیصلہ مذکور مین یہہ امر بالکل غیر منفصل رکہا گیا ہے کہ مدعاعلیہ کی حقیت کہان واقعہ ہے دفعہ ۴۴ (ب) ایکٹ مزارعان بنگال کے رو سے یہہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک نالش حصول اراضی مین

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۹۸

بعض مقدمات مین عذرات کی سماعت بلا نوٹس کہ کیون تنسیخ یا ترمیم رپورٹ کیگئی ہے اور بعض کی سماعت اُنکے وصول ہونے پر کیگئی ہے گو کوئی نوٹس ترمیم یا تنسیخ زیر قاعدہ ع ۵۶۵ نہ دیا گیا تہا چونکہ مناسب یہہ ہے کہ طریق یکسان ہونا چاہیئے اسلیئے ہمنے مناسب سمجہا کہ اپنے فاضل ہم جلیس مسٹر جسٹس جنکنس سے مشورہ لون اور ہماری رائے یہہ ہے کہ ضابطہ مندرجہ قاعدہ ع ۵۶۵ جسکی کہ پیروی نالشات ع ۱۹۷ سنہ ۱۸۸۷ء و ع ۲۲۱ سنہ ۱۸۹۳ء مین کیگئی ہے بالضرور اختیار کیا جانا چاہیئے۔ یہہ ضروری ہے کہ نوٹس اُس میعاد کے اندر دیا جانا چاہیئے جسکا ذکر قاعدہ مذکور مین ہے یا ایسے مزید عرصہ کے اندر جو عدالت عطا کرے اور کہ ایسے نوٹس کے ساتہہ وہ وجوہات عذرات شامل ہونی چاہئیں جنپر کہ فریق عذر دار نے انحصار کیا ہے +

بصورت عدم موجودگی کسی ایسے نوٹس کے رپورٹ بباعث انقضائے میعاد کے بحال شدہ متصور ہوگی۔ قاعدہ مذکور اُن عذرات سے متعلق کیا جانا چاہیئے جو پہلے سے داخل کیئے جاچکے ہین۔ ایسے عذرات کی نسبت میری رائے مین دوسرا طریق اختیار کیا جانا چاہیئے یعنے یہہ کہ اُنکی سماعت اور فیصلہ بطریق حاضر ہونے فریقین کے کیئے جانے چاہئیں +

اٹرنیان منجانب مدعیان: مسٹر زجی سی چند رایند کمپنی +

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ: - بابو جی سی اھر +

در نالش ع ۲۴۵ سنہ ۱۸۹۱ء

"عذرات یکے از فریقین نے داخل کیئے تہے اور اُنپر بحث کیگئی تہی اور اُنکی سماعت اور فیصلہ بلا نوٹس درخواست تنسیخ یا ترمیم رپورٹ کے زیر قاعدہ ع ۵۶۵ دیئے جانیکے کیا گیا تہا +

در نالش ع ۵۹۱ سنہ ۱۸۹۲ء

"مقدمہ ہذا مین مزید عرصہ واسطے ادخال عذرات کے حاصل کیا گیا تہا اور عذرات پر بحث کیگئی تہی اور اُنکا فیصلہ بلا نوٹس درخواست تنسیخ یا ترمیم رپورٹ کے زیر قاعدہ مذکور دیئے جانیکے کیا گیا تہا +

در نالش ع ۲۲۱ سنہ ۱۸۹۳ء

"عذرات داخل کیئے گئے تہے اور نوٹس درخواست ترمیم رپورٹ مطابق وجہ مندرجہ عذرات مذکورہ کے زیر قاعدہ ع ۵۶۵ دیا گیا تہا +

در نالش ع ۳۷۴ سنہ ۱۸۹۴ء

"عذرات داخل کیگئی تہے اور اُنپر بحث کیگئی تہی اور اُنکا فیصلہ بلا نوٹس درخواست تنسیخ یا ترمیم رپورٹ کے زیر قاعدہ مذکور دیئے جانیکے کیا گیا تہا" +

سنہ ۱۸۹۶ء
ستکار برداسی ابیری
بنام
منو ہنی داسی

مزارعہ نے کسی طرح پر مالک اراضی کے استحقاق [illegible] ہوجاتا ہے کہ کونسے واقعات نسبت ایزاد کرنے عذرات کے ایک پٹہ حال میں قسم کا ضبطی سے بری ہے یہ [illegible] ہے کہ عذرات مذکور مدعا علیہا کے کلا زمینے انکار کرنے اپنے پٹہ کو ذمہ وار ضبطی کا بنا تا ہے ہمیشہ اس ملک مین رائج ر
ہیگا اور مذکور مدعا علیہا نے

جنکنس صاحب جسٹس :- نالش ہذا واسطے دلاپانے بعض مکان جسکا نام نمبر ۳۷، ابیری تولہ سٹریٹ ہے اور واسطے موثر کرانے ادائیگی بعض بقایائے کرایہ اور زر دوا دائر کیگئی ہے۔ مدعی تاریخ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ پر جسکا حوالہ مین بعد دیگا مکانات مذکور کا مالک تابع ایک حقیت کے تہا جو مدعا علیہا کو مبلغ ۳ روپیہ ماہانہ کرایہ پر مفوض تہی۔ کرایہ مذکور بقایا مین رہگیا تہا اسلئے مدعی نے اپنی ان کے ساتہہ شامل ہوکر مدعا علیہا کے برخلاف ایک نالش بقایائے مذکور کی عدالت مطالبہ خفیفہ مین دائر کی اور بطور جواب دعویٰ کے عذرات ذیل اٹہائے گئے تہے:-

روانسے مدعی یا کسی اور شخص کے تابع مزارعہ ہونے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ وہ بطور مالک کے قابض ہے اُسنے مدعیان کے حق مین کسی کرایہ کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ اسکے ذمہ کوئی بقایا نہین ہے نہ تعین کا اشتمال بیجا کیا گیا ہے عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہین"۔

زبانی شہادت بدین مضمون ہے کہ مزارعت سے انکار کیا گیا ہے اور بطور مالک کے قابض ہونیکا دعویٰ کیا گیا ہے۔ عذرات مذکور تاریخ سماعت اول پر یعنی ۲۸ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو کئے گئے تہے اور اسمین کچہہ شبہہ نہین ہو سکتا کہ بہرحال عذرات مذکور ۱۰ اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو موجود تہے۔ ۱۱ اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو مدعا علیہا کا بیان بذریعہ کمیشن کے لیا گیا تہا اور اُسنے اپنے بیان مین حسب ذیل بیان کیا تہا:-

"مین کوئی کرایہ مکانات نمبر ۳۷، ابیری تولہ سٹریٹ کا کسی اور شخص کو ادا نہین کرتی ہون کبہی اسکا کرایہ کتیانی داسی یا اسکے آبا واجداد کو ادا نہین کیا اور نہ مینے کرایہ کے بابت کتیانی داسی یا اسکے آبا و اجداد کے ادا کرنیکا اقرار کیا ہے یعنی کبہی کرایہ بوساطت اوپندر ناتہہ دے یا سرودا پرشاد دے کے کتیانی داسی یا اسکے سپرد کو ادا نہین کیا یہ زمین لاخراج ہے مین اس زمین کی مالک ہون اور مین کسی کو کرایہ ادا نہین کرتی" بعد چند التوا ات کے مقدمہ میک ایون صاحب جج ازجان عدالت مطالبہ خفیفہ کے روبرو ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو پیش ہوا جبکہ نالش باختیار رجوع ثانی اجلاس نالش کے واپس لیگئی تہی۔

وہ فیصلہ جو بموقعہ پر صادر کیا گیا تہا مسٹر ہیو نے پیش کیا ہے اور جب مسٹر گارتہہ نے جملہ عذرات کو ترک کر دیا ہے تو مینے اُسکو شہادت مین پذیر کیا ہے۔ فیصلہ مذکور سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ

سنہ ۱۸۹۶ء
[illegible]
بمقابلہ
[illegible]

اورسوال مذکور کے واسطے یہ معلوم کرنا ضروری ہوجاتا ہے کہ کونسے واقعات نسبت اجرا کرنے عذرات
مذکور کے ہین بشہادت سے میرا اطمینان اس امر کے متعلق ہوگیا ہے کہ عذرات مذکور مدعا علیہا کے مختار
بیگم سند سیرتی کی ہدایات سے مرتب کیئے تھے جو مدعا علیہا کا بہائی اور مختار عام ہے اور مختار مذکور مدعا علیہا نے
ایک ایسی دستاویز کے رو سے مقرر کیا تہا جو اسے سمجہا دیگئی تہی۔

بادی النظر مین ایک جوابدعوے مین اس شخص کے عذرات درج ہوتے ہین جسکی طرف سے وہ مرتب
کیا جاتا ہے گو شخص مذکور خصوصًا جسصورت مین جبکہ وہ پردہ نشین عورت ہو اس امر کا مجاز ہے کہ جوابدعوی
مذکور کی تردید کرے مگر صورت حال ہین مین معلوم کرتا ہون کہ عذر مندرجہ جوابدعوی کی ہرگز تردید نہ
کیگئی تہی بلکہ عورت مذکور کی اپنی شہادت سے اسکی تائید کیئے جانیکی کوشش کیگئی تہی اور آخر تک اسپر اصرار
کیا گیا تہا اور اسکی تائید اس امر سے بہی ہوتی ہے کہ اسنے کرایہ واجب الادا کو ادا نہین کیا۔ مدعا علیہا نے یہ
بیان نہین کیا کہ اسکو عذر مذکور کا علم نہین ہے اور سوالات متعلق بہ این امر کا ایک لفظ بہی اس کے
مختار عام یا اسکے وکیل پر نہین کیا گیا گو وہ مدعی کیطرف سے طلب کیئے گئے تہے اسمین شک نہین کہ
صرف مدعا علیہا کے وکیل سے اس خط و کتابت کے اظہار کا سوال کیا گیا تہا جو زیر دفعہ ۱۲۶ ایکٹ شہادت
محفوظ کیگئی ہے تو مسٹر بیو نے باستعمال اپنے غیر مشتبہ استحقاق کے اپنی اس رضامندی کے دینے سے
انکار کیا تہا جسکا ذکر دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے۔

اِن واقعات کی موجودگی مین مین قرار دیتا ہون کہ انکار مندرجہ جوابدعوی مدعا علیہا نے کیا تہا اور
تنقیح دوم پر یہ کہ وہ غلطی جو اسکے رو سے عمل مین آئی ہے کسی کارروائی مابعد سے زائل نہین کیگئی جو نالش
عدالت مطالبہ خفیفہ مین کیگئی ہو ان بعد مین تنقیح سوم پر یہ بین خیال غور کرتا ہون کہ تنقیحات اول و دوم
کا فیصلہ بصورت دیگر کیا جانا چاہیئے۔

اگر الفاظ کو اپنے اصلی معنے دیئے جائین تو میری رائے مین یہ کہنا ناممکن ہے کہ مدعا علیہا نے اپنی شہادت
مین اپنے استحقاق سے انکار نہ کیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی شہادت دینے سے تہوڑی دیر پہلے اسنے
بوساطت عام مختار کے اپنے وکیل سے مشورہ کر لیا تہا جسنے بیان کیا ہے کہ وہ مدعا علیہا کے مکان پر
واسطے لینے ہدایات کے گیا تہا اور اسنے واقعی طور پر مدعا علیہا سے ہدایات حاصل کی تہین مگر ان بعد وکیل
مذکور کو مسٹر گارتہ نے پوچہا کہ ہدایات مذکور کیا تہین لیکن چونکہ مسٹر بیو نے اپنے استحقاق کو زائل کرنا

[illegible] لعل ہو / بلاسباءمر / کہاکسنتھی داسی

دیچاہتا تہا اسلئے سوال مذکور کاجواب دیاگیا تہا بعد اسکی شہادت کے قلمبند کئے جانیکے مد شہادت کنندہ وکیل مدعا علیہا نے اسکو سنادی تہی اور اسنے اسپر بہی مہر لگا دی تہی اسلئے مین یہ قرار دیتا ہون کہ مدعا علیہانے بذریعہ اپنی اس شہادت کے جو اسنے ماہ اگست ۱۹۱۲ء کو دی تہی مدعی کے استحقاق سے انکار کیا تہا اور میری رائے تنقیح چہارم کے متعلق یہ ہے کہ کوئی ایسا زوال ضبطی عمل مین نہین آیا جسکا کہ اظہار تنقیح مذکور مین کیاگیا ہے

تنقیح پنجم کا منشا اس سوال کے اٹہانے کا ہے کہ آیا الفاظ دفعہ ۱۱۱ (جی) ایکٹ انتقال جائداد کی تعمیل کیگئی ہے مجہو اس امر مین ذرا بہی شبہ نہین کہ بذریعہ دائر کرنے اس نالش کے اور اسکی پیروی بخلاف مدعا علیہا کرنیکے مدعی نے اپنی نیت نسبت ختم کرنے پٹہ کے ظاہر کردی ہے۔

آخری تنقیح جسکی نسبت مین کارروائی کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ آیا پٹہ بباعث دوامی ہونے کے قابل ضبطی نہین ہے اس تنقیح مین ضمنی طور پر یہ تنقیح پیدا ہوتی ہے کہ آیا مدعا علیہا بروئے ایک دوامی پٹہ کے قابض ہے اور اسکے ثابت کرنیکا بار ثبوت بذمہ مدعا علیہا ہے۔

پٹہ مذکور پیش نہین کیاگیا اور عام نتیجہ نسبت ایک پٹہ مکان کے کلکتہ مین جسکا لگان ماہانہ ادا کیا جاتا ہو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مزارعت ماہانہ ہے (ملاحظہ ہو ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۱۰۶) فکورداس ملک شام جیورابح (۱) مگر مسٹر پیو نے ایک بیان مندرجہ اس تحریری جواب دعویٰ پر انحصار کیاہے جو اسکے جانشین ماسبق نے بدین مضمون داخل کیا تہا کہ مدعی کے جانشین ماسبق نے ایک موروثی مقرری پٹہ عطا کیا ہے جو ایک استحقاق کی حد تک پہنچتا ہے جو بعدمین بباعث انقضائے میعاد کے ایک حق ہو گیا تہا اور اسکی تائید مین اسنے ظاہر کیاہے کہ مدعی حال نے نالش عدالت مطالبہ خفیفہ مین مدعا علیہا کا ذکر بطور قابض پٹہ دوامی کے کیا تہا۔ لیکن مدعی نے بروقت تنازعہ کرنے مدعا علیہا کے نتیجہ دربارہ نوعیت حقیت کے یہ عذر کیاہے کہ اگر اسکا بیان درست بہی ہوتا ہم پٹہ ناقابل ضبطی نہین ہو سکتا چنانچہ مین اسی طرح پہ امر مذکور کے متعلق کارروائی کرتا ہون۔

اولاً مجہے یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ کوئی مشابہت قانون انگلستان دربارہ جائداد اصلی سے اتحاد کرنا بالکل نادرست ہے بیان یہ کیاگیا ہے کہ ایک عطیہ بذریعہ پٹہ موروثی مقرری کا اثر مشابہ انتقال لاانتہا کے ہے لیکن گو کوئی مشابہت عمل نتائج مین موجود ہوتا ہم مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بحث متعلق قانونی اثر کے جو اس مشابہت پر مبنی ہو بالکل غلط ہے۔

سنہ ۱۸۹۷ء

سکالی ارا شیو بلبھ بنام مظفر منی داسی

چونکہ زمانہ حال مین ایک انتقال لا اخراج کے روسے معطی کے قبضہ مین کوئی حق نہین رہتا اسلئے نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ ایک پٹہ دوامی کا بھی یہی نتیجہ ہے۔ بطور امر واقعہ کے یہ اثر عطیہ انگلستان کا سٹیٹوٹ ولیسٹمنسٹر ۳ سے شروع ہوا ہے جو کوایا ایمپٹورز[1] کے نام سے موسوم ہے جسکو رسے وجوہات مندرجہ امور ابتدائی کے باعث معمولی پٹہ شکمی زائل کیا گیا تھا جو ہوقت تک رائج تھا کیونکہ بروئے کامن لا کے وہ عطیہ جو بالفاظ سبجکٹ کے ایک جزو اراضی کی نسبت کیا ہو ایک رشتہ مالک و مزارعہ معہ کل امور ملحقہ برشتہ مذکور کے بثبوت استحقاق ضبطی کے پیدا کرتا ہے۔

مگر قانون ملک ہذا کے روسے بلا شبہ طور پر ایک پٹہ دوامی کی اجازت دیگئی ہے اور اہم دفعہ ۱۰۵ ایکٹ انتقال جایداد سے یہ معلوم کرتے ہین کہ وہ ایک انتقال استحقاق استعمال دوامی ہے اور بروئے دفعہ ۱۱۱ ایکٹ مذکور کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک پٹہ بروئے ضبطی کے ختم ہوجاتا ہے۔

مگر مدعا علیہ نے یہ بہت دعا کی ہے کہ گو الفاظ شرطیہ کو ایک پٹہ دوامی کے ضبط کرنیکو اسطے کافی تر وسیع ہین تاہم درحقیقت نتیجہ مذکور نا ممکن ہے اور نیز کسی صورت مین وہ حال جیسے پٹہ سے متعلق نہوگی جو قبل نفاذ ایکٹ مذکور کے تحریر کیا گیا تھا مین امور مذکور کے متعلق علے الترتیب کارروائی کرونگا۔

وہ عدم امکان جسپر مدعا علیہا نے انحصار کیا ہے اس قیاس پر مبنی ہے کہ ایک پٹہ دہندہ کو کوئی استحقاق بازگشت حاصل نہین میری رائے مین اس قیاس کے اندر وہ غلطی موجود ہے جو سندات انگلستان متعلق بہ قانون جایداد اصلی پر مبنی ہے۔

ایک شخص جو مالک اراضی ہوکر ایک پٹہ دوامی عطا کرے ایک استحقاق شکمی خود اپنے استحقاق مین سے جدا کرتا ہے اور وہ خود اپنے استحقاق کو کالعدم نہین کرتا۔ یہ نتیجہ استعمال لفظ "پٹہ" سے مفہوم ہوتا ہے جس سے ایک استحقاق ابتک بحق پٹہ دہندہ ظاہر ہوتا ہے۔ قبل عطا کرنے پٹہ کے مالک کو استحقاق قبضہ اراضی حاصل تھا اور بذریعہ عطا کرنے پٹہ کے وہ اپنے آپ کو دوران پٹہ مذکور مین استحقاق مذکور سے محروم کردیتا ہے لیکن پٹہ کا ختم کرنا معزولی استحقاق مذکور ہے اور کوئی امر مانع اس استعمال کا موجود نہین ہے جس سے کہ وہ بذریعہ پٹہ کے محروم ہوگیا تھا۔ طبعی طور پر مقدمہ گوپی کرشن تاگور بنام غلام علی[2] سے بھی جسکا حوالہ

---

(۱) اسٹیٹوٹ ۱۸ ایڈورڈ اول باب ۔

(۲) انڈین لا ریپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۴۔

کہ مسٹر میو نے دیا ہے یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ دفعہ ۱۰ کا مفہوم یہی ہے کہ وہ شخص جو دوامی مزارعت حاصل کرے کسی ایسے استحقاق سے انکار نہیں کر سکتا جو اُسکے مالک اراضی کو حاصل ہوتا اگر مزارعت دوامی نہ ہوتی۔

مین یہ بھی ظاہر کر سکتا ہون کہ دفعہ ۱۰ ایکٹ فی الحال جایداد مین حکم ہے کہ پٹہ یا تو کسی مدت کے واسطے ہونا چاہئے یا دوامی مگر دفعہ ۱۰ مین ایک پٹے کے منسوخ کرنیکا ذکر ہے جو پٹہ دار کی غلطی سے غیر محقق میعاد کے واسطے دیا گیا ہو اور گو اسپر بہت زور نہ دیا جانا چاہئے تاہم وہ مطابق اس رائے کے ہے کہ پٹہ دوامی قابل ضبطی ہے۔

خود مسٹر میو نے تسلیم کیا ہے کہ پٹہ دوامی قابل ضبطی ہوگا اگر استحقاق حصول قبضہ موجود ہو لیکن اگر وہ رائے درست ہے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ پٹہ دینے کے بعد قبضہ مین پہر بھی ملکیت ہوتی ہے کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ غیر محدود استحقاق حصول قبضہ جو تابع حقوق کے نہ ہو یا یہ محض ایک جدید حقیت کے پیدا کرنیوالا ہو ایک خلاف ورزی قاعدہ کا درست ہوگا۔

اسلئے مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ اگر پٹہ قایم کردہ مدعاعلیہا ایک ایسا پٹہ ہے جس سے ایک پٹے استقرار جایداد متعلق ہوتا ہے تو وہ باوجود دوامی ہونیکے قابل ضبطی ہے۔

لیکن یہ سوال ابہی باقی ہے کہ آیا بلحاظ دفعہ ۱۰ (ب) درج ایکٹ مذکور کے مینہ پٹہ مذکور قابل ضبطی ہے یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ کوئی ایسی سند موجود ہے جسکی رو سے ایسا پٹہ ضبطی سے بری الذمہ کیا گیا ہے جسمین یہ قایم کیا گیا ہو کہ پٹہ دار ضبطی سے سبکدوش کیا گیا ہے اور نہ کسی مینہ اصول کی بنا کی گئی ہے جسکا کہ مینی پہلے فیصلہ کیا۔ اگر شتہ مالک و مزارعہ قایم ہے تو عام قاعدہ متعلق بہ ملک بذاتقبل نفاذ ایکٹ انتقال جایداد یہ ہے کہ وہ مزارعہ جو اپنے مالک کے استحقاق سے انکار کرے اسکا پٹہ قابل ضبطی ہے اور یہ قاعدہ صرف ایک خاص اطلاق اس اصول قانون کا ہے کہ ایک شخص اقرار کرکے انکار نہین کر سکتا یا بالفاظ دیگر وہ اپنی زبان بدل نہین سکتا۔

اسلئے مین قرار دیتا ہون کہ پٹہ ختم ہو چکا ہے اور اسکا اختتام اس تاریخ سے ہوا ہے جبکہ عدالت مطالبہ خفیفہ مین عذر کیا گیا تہا۔ اس امر کی نسبت یہ شک ہو سکتا ہے کہ آیا عذرات مذکورہ ۲۸ اپریل کو مرتب کئے گئے تہے یا کہ ۱۰ اگست کو اور مدعاعلیہا کو شبہ مذکور کا استفادہ دیکر مین قرار دیتا ہون کہ پٹہ موخر الذکر تاریخ پر ختم ہوا تہا۔

۱۸۹۶ء
اودے بلدار
بنام
منمو موہنی داسی

یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ کرایہ بقایا میں ہے اور سوال صرف یہ ہے کہ کس قدر گذشتہ عرصہ کے واسطے بلحوظی قانون میعاد مدعی دعوی کرسکتا ہے۔ امر مذکور کے متعلق میرے روبرو بحث نہیں کیگئی لیکن مدہم ۱۱ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء کے رو سے تین سال کی میعاد مقرر کیگئی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۴ متعلق ہوتی ہے۔ مدعی نے کوئی کوشش مجھے اس امر کے متعلق اطمینان دلانے کیلئے نہیں کی اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ پہلی اسکی نالش بعدالت خفیفہ واپس لیگئی تھی۔ اسلئے میں کوئی وجہ اس امر کی نہیں دیکھتا کہ اُسکو اپنے دعوی کے زائد از عرصہ تین سال قبل از رجوع نالش وصول کرنیکی اجازت دیجائے۔

نیز ذریں اصلاحات کے متعلق فیصلہ دیا جانا چاہئے جسکی مقدار بذریعہ سپردگی بہ رجسٹرار کے معلوم کیجانی چاہئے اور مدعاعلیہا کو نالش ہذا کا خرچہ ادا کرنا چاہئے۔

اٹرنیان منجانب مدعی ۔ مسٹرز کالی ناتھ متر و سرید سبکاری۔

اٹرنی منجانب مدعاعلیہا ۔ بابو ایس کے دیب۔

صیغۂ دیوانی

باجلاس آنریبل مسٹر جسٹس ٹریولین مسٹر جسٹس ومیٹرز جسٹس

۱۷ فروری ۱۸۹۷ء

شیو ہلدار وغیرہ (مدعاعلیہم) بنام گوپی کشوری داسیا (مدعیہ)*

اختیار سماعت نالش وصولی لگان ماہیگیری ۔ اختیار سماعت کا غیر متعلق ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۶ (الف) ۔ جائداد غیر منقولہ استحقاق ماہیگیری۔

ایک نالش لگان ماہیگیری حسب منشاء دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک نالش جائداد غیر منقولہ ہے۔ ندرجہالا بنام گور موہن جہالا (۱) کا حوالہ دیاگیا۔

ایک نالش لگان ماہیگیری ایک عدالت میں دائر کیگئی تھی۔ اور عدالت مذکور کے اختیار سماعت دربارہ نالش ہذا کے غیر متعلق ہونیکی نسبت کافی وجہ موجود تھی۔ اس عذر کے کئے جانے پر کہ نالش بوجہ عدم اختیار سماعت کے خارج کیجانی چاہئے۔

تجویز ہوا کہ شرائط مندرجہ دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل مقدمہ ہذا میں کیگئی ہے اور عذر نسبت اختیار سماعت کے نہیں کیا جاسکتا۔

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری جے پاسفورڈ صاحب ڈسٹرکٹ جج فرید پور مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۵ء منسوخ کنندہ ڈگری مصدرہ شعر بہالی گروہر بابو بینی مادھب رائے منصف گوپال گنج مورخہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء۔

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۴۴۔

ایساہی مذاق ان نالشات میں پیدا ہوئے ہیں جو مدعی نے واسطے دلا پانے لگان ماہیگیری کے دائر کی تہین
مدعیہ کا بیان یہ تہا کہ ماہیگیری کی جگہ مہال نمبر ۴۲۰۱ مندرجہ توضیع کلکٹری ضلع پٹنہ پرگنہ اسمال پور میں
شامل ہی جو ملحق باضلاع پٹنہ و فرید پور ہے اور مطابق رواج جلکار مذکور کے پہلا موسم ماہیگیری کا ماہ بیساکھ
جیٹھ و اساڑھ ہیں اور دوسرا موسم ماہ بیساکھ پھاگن و چیت میں اور مدعاعلیہم جو موسم ہائے مذکور میں ماہیگیری
کرتے رہے ہیں اُسکے لگان کے ذمہ دار ہیں۔ نالشات مذکور عدالت منصف گوالنڈو میں رجوع کیگئی تہیں جسکے
کہ اختیار سماعت کے اندر جلکار مذکور کا ہونا مدعیہ نے بیان کیا تہا۔ مدعاعلیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا
کہ جلکار مذکور ضلع فرید پور کے اندر نہ تہا اسلئے منصف کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہ تہا۔

منصف نے عذر مذکور کو نامنظور کیا اور اُسنے مدعیہ کی نالش کی ڈگری دی۔ ایک اپیل رجوع کیا گیا تہا
لیکن ڈسٹرکٹ جج فرید پور نے اُسے یہ قرار دیکر خارج کیا کہ مدعیہ مستحق ارجاع نالش عدالت پٹنہ یا عدالت گوالنڈو
میں تہی۔ اسلئے زیر دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی منصف کو نالش کی تجویز کا اختیار حاصل تہا
اُسکے فیصلہ کا جزو حسب ذیل ہے:۔

بنائے دعوی یہ ہے مدعیہ مچھلیوں کا پکڑنا ہے کسی عدالت کے حدود اختیار کے اندر دریا مذکور مقام خیدرا سے مقام
گوالنڈو تک ہے؟ اپیلانٹان اسوجہ سے مطمئن ہیں کہ منصف نے انکو کلکتہ گزٹ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۸۷۲ء کا حوالہ
دینے کی اجازت نہیں دی۔ پس گزٹ مذکور کا حوالہ دیا جاتا ہے صفحہ ۱۴۲۷۔ اُسمین یہ بیان کیا ہے کہ ضلع فرید پور
شمالی اور شمال و مشرقی حد ضلع ہذا کی دریائے گنگا یا پدما ہے۔ دریائے مذکور ایک پانی کی ندی ہے جسکا عرض نصف
میل قریب ہے اور بعض اوقات کئی میل اسکا عرض ہوتا ہے۔ میری رائے میں اشتہار مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ دریا بین
ضلع ہذا اور پٹنہ کے واقع تہا واقع فرید پور کی حدود اختیار کے اندر ہے دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ مذکور کے رو سے نالش
یا تو عدالت پٹنہ یا عدالت گوالنڈو میں ہو سکتی ہے۔ مزید برآن مشتہرات میں یہ درج ہے کہ مچھلیاں بلگاچی پر پکڑی
جاتی ہیں اور کلکتہ روانہ کیجاتی ہیں۔ ہر ایک شخص کو یہ معلوم ہے کہ کوئی مقدار مچھلی کی جو اُس دریا پر پکڑی جاکر
گوالنڈو سے کلکتہ کو بہیجی جاتی ہے۔ پس گوالنڈو کے منصف کیطرف نالشات کی سماعت کئے جانے میں کوئی غلطی نہ
کیگئی تہی کوئی اشتہار ایسا درج نہیں جسمیں پٹنہ کی حدود قائم کیگئی ہوں اگر دریا ہی اس ضلع کی حد
بہی متصور کیا جائے تو حال جیسی نالشات یا تو پٹنہ میں یا گوالنڈو میں دائر کیجا سکتی ہیں یا یہ کہ ایک قطعہ میں
تائیدار تین مربع میل کسی عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہے“

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعاعلیہم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

اسم — ٹوپی ڈنڈی واسی

۱۰۹۷ء زمینداری ہلدار بنام گوپی منڈئی

ایڈوکیٹ جنرل (مسٹر چارلس پال) و بابو ہرا چند چکرورتی منجانب اپیلانٹان -
مسٹر جیکسن و بابو جیو داندن پرمانک منجانب رسپانڈنٹان -

ایڈوکیٹ جنرل :- نالش عدالت منصف پٹنہ میں کیجانی چاہئے تھی جہاں کہ مدعا علیہم رہتے ہیں - جلکار مذکور زمینداری اسمال پور کے ملحق ہے جو نیز عدالت پٹنہ کے حدود اختیار کے اندر ہے ایسے واقعات کی موجودگی میں چونکہ نالش منصف پٹنہ کی عدالت میں رجوع نہیں کیگئی اسلئے وہ خارج کیجانی چاہئے تھی - دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہیں ہوتی - بصورت حال ہذا کوئی سوال شبہ موجود نہیں ہے -

مسٹر جیکسن منجانب رسپانڈنٹ :- دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہوتی ہے کیونکہ اس امر کے غیر محقق ہونے کی نسبت مناسب وجہ موجود ہے کہ کس عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے - حدود ہر ایک مقدمہ کے واقعات کے رو سے معلوم کیجانی چاہئیں - ملاحظہ ہو سری متی داسی بنام للن موہنی داسی (۱) -

ایڈوکیٹ جنرل جواباً :- دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ مذکور متعلق نہیں ہوگی کیونکہ دفعہ مذکور مقدمات دخول جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہے اور جلکار حسب منشاء دفعہ مذکور جائداد غیر منقولہ نہیں ہے ملاحظہ ہو فدد جہالا بنام گورموہن جہالا (۲) -

ہائیکورٹ (میک لین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) نے فیصلجات ذیل صادر کئے :-

میک لین صاحب چیف جسٹس :- اپیل ہذا میں تین امور اٹھائے گئے ہیں اہم اور اولاً سوال یہ ہے کہ آیا عدالت ماتحت کو نالش کی سماعت کرنیکا اختیار حاصل تھا - اپیلانٹان نے یہ عذر کیا ہے کہ نالش عدالت پٹنہ میں کیجانی چاہئے تھی مگر دراصل وہ عدالت گولنڈو میں دائر کیگئی تھی - مگر رسپانڈنٹان یہ استدعا کرتے ہیں کہ خواہ یہ امر کسیطرح ہی ہو اگر کوئی مناسب وجہ نسبت غیر متحقق ہونے اختیار سماعت عدالت کے درباره امر مدعابہا نالش حال موجود ہے تو عدالت ہذا زیر دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی مجاز ہے کہ عذر مذکور کے اٹھائے جانیکی اجازت نہ دے - پس دراصل ہمکو اولاً اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ آیا کوئی مناسب وجہ نسبت غیر متحقق ہونے عدالت مجاز سماعت کے موجود تھی مجھے کسیطرح اطمینان نہیں ہے کہ مناسب حسب نتائج اس امر کے قرار دینے میں درستی پر نہ تھا کہ عدالت گولنڈو کو اختیار سماعت حاصل تھا - لیکن اگر ایسا نہو تو

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۰ (۴۷۳)
(۲) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۴۴ -

۱۹۰۲ء
ٹکیو ہلدار
بنام
گوپی شندر ادہیکاری

بینرجی صاحب جسٹس: - میری بھی یہی رائے ہے میں صرف چند الفاظ سوال اختیار سماعت کے متعلق ایزاد کرنا چاہتا ہوں۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت ذیلدار کو کوئی اختیار نسبت سماعت مقدمہ کے حاصل نہ تھا اور نالش عدالت ہبنہ میں کیجانی چاہئے تھی اور اس عذر کی وجہ دو قسم کی ہے۔

اولاً یہ حجت کیگئی تھی کہ چونکہ نالش ہذا نسبت لگان ماہیگیری کے ہے اسلئے وہ اس عدالت میں دایر کیجانی چاہئے تھی جسکے حدود اختیار کے اندر مدعا علیہ رہتا تھا نالش کیطرح جائداد غیر منقولہ کی نسبت نہیں ہے۔

دوسرا ثانیاً یہ عذر کیا گیا تھا کہ اگر نالش ہذا مناسب طور سے اس عدالت میں ہوسکتی تھی جسکو مقام ماہیگیری پر اختیار سماعت حاصل تھا تاہم عذر نسبت اختیار سماعت کا میاب ہونا چاہئے کیونکہ ماہیگیری حسب منشاء دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی جیسا اپیلانٹ کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے جائداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ اور چونکہ دیگر احکام دفعہ مذکور کی تعمیل نہیں کیگئی اسلئے کوئی امر غیر متحقق امر اختیار سماعت کے متعلق موجود نہیں۔

چونکہ نالش بقایائے لگان ماہیگیری کی نسبت ہے اسلئے احکام ایکٹ مزارعان بنگال جو نالشات بقایائے لگان سے متعلق ہیں بروئے دفعہ ۱۹۳- ایکٹ مذکور کے نالش مذکور سے متعلق کئے گئے ہیں اور یکے از احکام مذکور قابل اطلاق نالشات بقایائے لگان دفعہ ۱۴۴ مین پایا جاتا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ بنائے دعوی جملہ نالشات مابین مالک اراضی و مزارعہ میں واسطے اغراض مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسا متصور ہوگا کہ وہ اُس عدالت دیوانی کی حدود مقامی کے اندر پیدا ہوا ہے جسکو اسصورت مین نالش کی سماعت کا اختیار ہوتا اگر نالش واسطے قبضہ اُس حقیت کے کیجاتی جسکے متعلق نالش کیگئی ہے" اسلئے اُس عدالت کو نالش بقایائے لگان حال کے سماعت کرنیکا اختیار حاصل تھا جسکو مقام ماہیگیری کے قبضہ کی نالش کا اختیار سماعت حاصل ہو اور اگر مقام ماہیگیری حسب منشائے دفعہ ۱۶ (الف) ایک جائداد غیر منقولہ ہے تو دفعہ ۱۶ (الف) نالش حال سے متعلق ہوگی اور وہ کامل جواب اپیلانٹ کے عذر کا ہے بشرطیکہ دیگر احکام دفعہ مذکور کی تعمیل ہوئی ہو۔

میری یہ رائے ہے کہ مقام ماہیگیری "جائداد غیر منقولہ" کی تعریف مندرجہ ایکٹ عبارات عامہ (ایکٹ نمبر ۱ بابت ۱۸۶۸ء) دفعہ ۲ ضمن ۵ کی ذیل میں آتا ہے ضمن مذکور میں بیان کیا گیا ہے کہ "جائداد غیر منقولہ

بین الاضلاع اور وہ منافعات شامل ہیں جو اراضی سے حاصل ہوں" وغیرہ وغیرہ۔ اور استحقاق مالگذاری تعریف مذکور کی ذیل میں آتا ہے یعنی اُن منافعات کی ذیل میں جو اُس اراضی سے حاصل ہوں جو بانی کے نیچے ہو۔ وہ رائے جس کی بنا پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے مطابق آراے اجلاس کامل بمقدمہ مہاراجہ پٹیالا بنام گورموہن بہالا کے ہے گو اجلاس کامل کی رائے مقدمہ مذکور میں یہ تھی کہ مالگذاری لفظ "جائداد منقولہ" کے مضمون ذیل میں نہیں آتی جیسا کہ وہ لفظ دفعہ ۹۔ ایکٹ دادرسی خاص میں درج ہے تاہم جناب جسٹس فاضل جج اجلاس کامل مذکور نے یہ بیان کیا ہے کہ مالگذاری تعریف "جائداد غیر منقولہ" مندرجہ ایکٹ عبارات عام کی ذیل میں آتی ہے۔ اور کوئی امر مندرجہ دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی اس امر کا مانع موجود نہیں ہے کہ تعریف "جائداد غیر منقولہ" مندرجہ ایکٹ عبارات عام کو لفظ مذکورہ مندرجہ دفعہ کو متعلق کیا جائے۔

ازاں بعد یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ آیا دیگر شرائط دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل کی گئی ہے۔ دفعہ مذکور کی ضمن ۲ میں یہ قرار دیا ہے کہ جہاں کوئی بیان حسب منشائے ضمن اوّل عدالت ماتحت میں قلمبند کیا گیا ہو تو عدالت اپیل یا عدالت نگرانی بہرحال بہ سبب عدم موجودگی اختیار سماعت کو نامنظور کریگی اگر اُسے یہ معلوم ہو کہ مناسب وجہ بہ نسبت غیر متحقق ہونے اختیار سماعت عدالت کے موجود ہے۔

صورت حال میں یہ کہنا ناممکن ہے کہ کوئی مناسب وجہ اختیار سماعت کے غیر متحقق ہونے کی بہ نسبت موجود نہ تھی۔ عدالت اپیل نے اپنے فیصلہ میں امر حوالہ دینے کے دو ضلع فریدپور مندرجہ کلکتہ گزٹ کے یہ بیان کیا ہے کہ کوئی اشتہار ایسا معلوم نہیں ہے جس میں پرگنہ کی حدود بیان کی گئی ہوں"۔ یہ امر بہرحال ایک مناسب وجہ اختیار سماعت کے غیر متحقق ہونے کی پیدا کرتا ہے۔ میری رائے میں شرائط مندرجہ دفعہ ۱۶ (الف) کی مقدمہ ہذا میں تعمیل کی گئی ہے اور عذر بہ نسبت اختیار سماعت کے کامیاب نہ ہونا چاہیئے۔

میکلین صاحب چیف جسٹس :- مجھے یہ بھی اظہار کرنا چاہیئے کہ میں کامل طور پر بینرجی صاحب جسٹس سے اس امر میں اتفاق کرتا ہوں کہ استحقاق مالگذاری حسب منشائے دفعہ ۱۶ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی "جائداد غیر منقولہ" ہے۔ میری رائے میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۴۳۔

واقعات بنام گوپی مندی

۱۸۹۵ء

شیو بلابار بنام کوپی سندمی ایسی

یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اپیل نمبر ۲ تابع فیصلہ ہذا کے ہوگا۔ اسلئے وہ اپیل بھی معہ خرچہ خارج کیا جاویگا۔

اپیل خارج کیا گیا۔

صیغہ ابتدائی دیوانی
باجلاس و سبل جسٹس

۱۸۹۶ء ۱۴ ستمبر

ای ڈی سی ساسون وغیرہ (مدعیان) **بنام** ہرداس بھگت (مدعا علیہ)

ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریزیڈنسی (۱۵ سنہ ۱۸۹۵ء) دفعات ۲۱ و ۳۸ - تجویز جدید - انتیاسمات اختیار اُس بنچ کا جو برطبق درخواست تجویز جدید کے اجلاس فرما ہوا ہو - وجوہات تجویز جدید - سوال شہادت -

عدالت مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی کے جج چہارم نے اُس نالش میں جسکی تجویز اُنہونے کی تھی ایک فیصلہ بحق مدعی صادر کیا تھا مدعا علیہ نے زیر دفعہ ۳۸ - ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی (۱۵ سنہ ۱۸۹۵ء) تجویز جدید کی درخواست کی اور ججان (اول و چہارم) نے برطبق درخواست مذکور کے فیصلہ کو منسوخ کیا اور مدعی کی نالش کو معہ خرچہ خارج کیا اور مدعی کی درخواست پر عدالت مطالبہ خفیفہ کے اجلاس کامل نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا۔

ہائیکورٹ نے تجویز کی کہ ججان نے ابتدائی ڈگری کے منسوخ کرنے میں عدالت اپیل کے اختیارات کو استعمال کیا تھا اور اُنہوں نے اُس اختیار سے باہر عمل کیا تھا جو اُنکو بروے دفعہ ۳۸ - ایکٹ مذکور کے مفوض تھا کیونکہ اختیار مذکور صرف اختیار نگرانی تھا -

نیز یہ تجویز ہوئی کہ جہاں سوال ایک شہادت کا سوال ہو فیصلہ عدالت ابتدائی منسوخ کیا جاسکتا ہے اور تجویز جدید کی ہدایت صرف اُس صورت میں کیجاسکتی ہے جبکہ فیصلہ موازنہ شہادت کے برخلاف ہو -

سدا سکھ گمبیر چند بنام کنہیا (۱) کی پیروی کیگئی -

مقدمہ ہذا میں مدعا علیہم نے مدعی کے ساتھ ۲ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ایک معاہدہ نسبت خرید بعض بنڈلہائے دہوتیوں کے کیا جو ماہ نومبر و دسمبر میں براہ جہاز آنیوالے تھے - وہ جہاز جسمیں دہوتیاں تھیں پہنچکر شنبہ کے دن محصول خانہ مین داخل ہوا جس دن ۲۲ دسمبر ۱۸۹۴ء کی تاریخ تھی - چونکہ مدعیان کا مذہب یہودی تھا اور وہ کوئی کاروبار شنبہ کے دن نکرتے تھے اور ۲۳ دسمبر کو اتوار تھا اور محصول خانہ بند تھا اسلئے وہ مال اسطرح ۲۹ دسمبر تک پڑا رہا جس تاریخ یہ مدعیان نے حوالگی اسباب کی درخواست کی مگر اسی اثنا میں اسباب محصول کا ذمہ دار ہوگیا - کیونکہ ایکٹ پرسٹ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۶ء) ۲۷ تاریخ کو نافذ ہوگیا

---

(۱) انڈین لاء رپورٹس مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۹۶ -

سنہ ۱۹۰۸ء
مہ سمرا
بنام
ہرداس بھگت

دی برٹش انڈیا اسٹیم نویگیشن کمپنی لمیٹڈ مین بطلب ایک درخواست تجویز ثانی کے جسکا فیصلہ پہلے ہے ایسے جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے کیا تہا دست اندازی کرنے سے انکار کیا تہا جہانکہ شہادت مین اختلاف تہا اور وہ ایسی نہ تہی جس سے یہ نتیجہ صحیح طور پر قایم ہو سکتی کہ جج عدالت مطالبہ خفیفہ کا فیصلہ غلط تہا۔

مسٹر جیکسن منجانب مدعیان بتایید عذر مذکور۔ درخواست صورت حال مین علیحدہ کیطرف سے کیگئی تہی جسکے بر خلاف ایک ڈگری صادر ہو چکی تہی۔ وہ بطور اپیل نبارضی فیصلہ جج مہارم کے ایسی وجوہات پر کیگئی تہی جنکا علاقہ سوال موازنہ شہادت کے ساتھ تہا اپنے فیصلہ مین اجلاس کامل نے مقدمہ کی نسبت بہ حیثیت عدالت اپیل کے کارروائی کی تہی اجلاس کامل ایسا نہ کر سکتا تہا۔ ملاحظہ ہو سدا سکہ گمبیر چند بنام گنپیار (۲) دوسرا عذر جولیشہ ازطرف مدعیان سے مقدمہ مذکور مین اختیار کی تہی یہ تہی کہ اجلاس کامل عدالت مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی نے ان حدود اختیار سماعت کے باہر عمل کیا ہے جو تجویز ایکٹ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۸ کے قایم کیگئی ہین کیونکہ مقدمہ ایسا تہا جسمین مختلف اشخاص نامناسب طور پر مختلف نتائج اخذ نہ کر سکتے تہو ایک جدید تجویز کا حکم دینا غیر ضروری ہے۔ مسلمہ واقعات پر مدعیان فیصلہ کے مستحق ہین۔ ملاحظہ ہو جانسن بنام دی کریڈٹ لائینیس (۳)

سیل و اجیب جسٹس :- درخواست ہذا کے بابت سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایک ڈگری منجانب مدعیان عدالت مطالبہ خفیفہ کے جو اپیل کی مقصد ہو اس اختیار سماعت سے باہر صادر کیگئی تہی جو عدالت کو حاصل تہا اور اگر ایسا ہے تو کونسا اور حکم اب صادر کیا جانا چاہئے۔

مدعیان نالش جان میتہہ بر سامسون اینڈ کمپنی ہین اور نالش کیغرض یہ ہے کہ وہ رقم وصول کرین جو انہون نے بطور محصول اس مال کے ادا کی ہے جو مدعا علیہ کے پاس فروخت کیا گیا ہے۔

بنائے دعویٰ عرضیدعوی مین اسطرحپر بیان کیا گیا ہے :-

(۱) مدعا علیہم نے ایک معاہدہ کلکتہ مین مدعیان کے ساتھ ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کو واسطے خریدنے چند بنڈلسبت د ہو کے کیا تہا (۲) مدعا علیہم نے اسباب مذکورہ حاصل کرکے مدعیان کو قیمت متذکرہ معاہدہ ادا کر دی ہے لیکن محصول بسبب کے کا محصول ادا نہین کیا جو کہ انکو ادا کرنا چاہئے تہا اور جسکے دلاپانے کے مستحق مدعیان مدعا علیہم سے ہین تاکہ انکو ادا کرکے وہ وہ تیمنکو محصول خانہ سے چہوڑا کر مدعا علیہم کے حوالہ کر دین۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۶۹۔
(۲) ” ” مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۹۰۔
(۳) لا رپورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۳۲۔

ہریداس بھگت

اسباب مذکور پہونچ گیا اور جہاز محصول خانہ مین شنبہ کے دن ۲۲ دسمبر ۱۸۹۴ء کو داخل ہوا "

دفعہ ۲۵ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریزیڈنسی مین یہ حکم ہے کہ " جہان ایک نالش کی نسبت منازعہ کیا گیا ہو تو عدالت مطالبہ خفیفہ مجاز ہے کہ کسی فریق کی درخواست پر جو تاریخ ڈگری سے آٹھہ یوم کے اندر کیجاوے (جو ڈگری زیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر نہ ہوئی ہو) ایک تجویز جدید کے کئے جانیکا حکم دے یا ڈگری یا حکم مذکور کے منسوخ یا ترمیم کئے جانیکا حکم ایسی شرائط پر دے جیسی کہ وہ مناسب سمجھے اور وہ [illegible] از ہے کہ اس اثنا مین کارروائیات کو ملتوی کرے "

یہ امر صریح ہے کہ دفعہ مذکور بشمولیت دفعہ ۲۷ کے پڑہی جانی چاہئے جسمین یہ حکم ہے کہ " سوائے اس صورت کے جسکی نسبت باب ہذا مین یا کسی اور قانون نافذ الوقت مین بصورت دیگر حکم دیا گیا ہو ہر ایک ڈگری یا حکم عدالت مطالبہ خفیفہ قطعی ہوگا "

صرف ایک ہی مناسب معنے جو دفعات مذکورہ سے اخذ ہوسکتے ہین یہ ہین کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ ایسا یا کسی اور قسم کا حکم یا ڈگری عدالت مطالبہ خفیفہ قابل اپیل ہونا چاہئے۔

ایک ایسی ہی رائے عدالت مدراس کے ججون کی کثرت رائے سے مقدمہ سدا سکہہ گمبیر چند بنام کہمیا [illegible] مین اختیار کیگئی تہی اور اگر صفحہ ۱۱۱ طریق عمل عدالتہائے مطالبات خفیفہ مولفہ میک ایوالش صاحب پر غور کیا جائے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کا یہ طریق عمل نہین ہے کہ درخواستہائے تجویز جدید کی نسبت سوائے ان اختیارات کے کسی اور طرح پر عمل کرین جسکا استعمال عموماً عدالتہائے نظر ثانی سے کیا جاتا ہے۔ فاضل مؤلف " طریق عمل عدالتہائے مطالبہ خفیفہ " نے بہت سی ایسی صورتین بیان کی ہین جنپر عدالت مطالبہ خفیفہ نے تجویز جدید کو منظور کیا ہے ان سب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اختیار سماعت جسکا استعمال کیا گیا ہے ایک عدالت نگرانی کا ہے۔

جہان سوال ایک شہادت کا سوال ہو تو فیصلہ عدالت ابتدائی کی نگرانی کیجاسکتی ہے اور تجویز جدید کی ہدایت صرف اس صورت مین کیجاسکتی ہے جب فیصلہ مذکور صریح طور پر خلاف موازنہ شہادت ہو۔

اب ہم واقعات مقدمہ کیطرف غور کرتے ہین جو بالکل صریح ہین اسمین کچہہ شبہ نہین ہوسکتا کہ اگر ڈگری ابتدائی کے منسوخ کرنیمین جو نالش ہذا مین صادر کیگئی تہی فاضل ججان نے اس قیاس پر عمل کیا تہا کہ عدالت اول نے ایک نادرست رائے شہادت کی نسبت اختیار کی ہے یا اس نے غلط طور پر معاہدہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۹۶۔

سنہ ۱۸۹۶

سا سون
بنام
ہریداس بسکت

مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نہایت خفیف معاملہ ہے یہ صرف ایک وقوعات واقعات میں سے ہے جنپر اس سوال کے فیصل کرنے میں غور کیا جانا چاہیے کہ آیا مدعیان نے اسباب کے پہونچنے کی تاریخ پر اسکے بیچ از محصول خانہ کرنے سے اس فرض کی تعمیل میں قصور کیا ہے جو بموجب معاہدہ کے انپر عاید تہا مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج صاحبان نے مقدمہ کی نسبت کارروائی کرنے میں اس امر واقعہ کو نظرانداز کیا تہا کہ مدعیان کو اسباب کے محصول خانہ میں سے چہوڑانے کیواسطے بہت سا وقت دیا گیا تہا۔

اور نہ مدعیان پر کوئی فرض نسبت چہوڑانے اسباب کے اسکے پہنچتے ہی عاید کیا گیا تہا تاوقتیکہ ایک صحیح معاہدہ بمنشا مذکور موجود ہوتا۔ یا شہادت سے یہ ظاہر ہوتا کہ ایسا نہ کرنے سے وہ نامناسب درنگ کے مرتکب ہوئے تہے۔

شہادت میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسپر کوئی قرارداد بہ مضمون تعلیقہ کیجا سکے کہ کوئی نامناسب یا ناجایز درنگ اسباب کے چہوڑانے میں کیگئی تہی اور نہ میری یہ رائے ہے کہ اس شرط سے کہ مدعا علیہم نو تین یوم کی میعاد اسباب کے آنے کی تاریخ سے مہلت لینے کے واسطے دیجئی تہی یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مدعیان نے اسباب کے پہنچنے کی تاریخ ہی پر اسکے چہوڑا لینے کا معاہدہ کیا تہا یہ قرار دینا کہ ایسا فرض اسباب کے منگوا نیوالوں پر عاید کیا گیا ہے (علاوہ صریح معاہدہ کے) میری رائے میں ایک امر بے انصافی کرنا ہے اور بصورت عدم موجودگی کسی شہادت دربارہ اس امر کے کہ کونسا وقت مناسب ہے جسکے کہ اندر اسباب محصول خانہ سے چہوڑا جانا چاہیے تہا مجھے بذریعہ علم تجربہ کے یہ خیال کرنا چاہیے تہا کہ کسی واقعات کی رو سے یہ امر بالکل نامناسب ہے کہ اسباب محصول خانہ سے اسکے آتے ہی چہوڑا جانا چاہیے تہا شہادت کی رو سے میری یہ رائے ہے کہ ابتدائی ڈگری بالکل درست تہی اور بلحاظ اس امر واقعہ کے کہ واقعات کے متعلق کوئی تنازعہ نہیں ہے کوئی بہتر غرض تجویز جدید کا اب حکم دئے جانے سے حاصل نہیں ہو سکتی میری یہ رائے ہے کہ وہ حکم جو مجکو صادر کرنا چاہیے یہ ہے کہ فاضل قایم مقام چیف جج اور فاضل جج چہارم عدالت خفیفہ کی ڈگری ۱۷ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء منسوخ کیجاوے اور ابتدائی ڈگری فاضل جج چہارم کی بحال کیجاوے خرچہ نالش ہذا بشمولیت درخواست حال کے نتیجہ مقدمہ پر عاید ہوگا اور اسکی نسبت عدالت ماتحت سے کارروائی کیجائیگی۔

اٹرنیان منجانب مدعیان میسرز آرا برٹسن اینڈ برٹن۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہم میسرز میپول اینڈ سین۔

اجلاس کامل

باجلاس سر ورنیش پیکاک لیمن صاحب چیف جسٹس و اوکنلی صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس و ٹریویلین صاحب جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

ڈنگو قاضی (مدعی) بنام نوین کسوری چودہرانی بیوہ متوفی ایسر چندر رائے چودہری (مدعا علیہا)٭

اپیلدوم - ایکٹ مزارعان بنگال (۸ بابت ۱۸۸۵ء) دفعات ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۸ (۲) مسل حقیت اور تنازعہ قبل تکمیل مسل حقیت کے تنازعہ نسبت پیش کردہ اندراج یا ترک اندراج مندرجہ مسل حقیت کے۔

رسپانڈنٹ نے دوران کارروائیات مسل حقیت اس موضع کے جسکا وہ مالک تہا ایک درخواست واسطے تشخیص کئے جانے مناسب لگان کے کی اپیلانٹ نے دعوی کیا کہ وہ ایک رعیت بشرح مقررہ ہے۔ رسپانڈنٹ نے دعوی مذکور کے جواز سے انکار کیا اس تنازعہ کے باعث انکے مابین ایک مقدمہ شروع ہوا جسکا فیصلہ افسر مال نے اپیلانٹ کے برخلاف کیا جسکے بعد ایک اپیل سپیشل جج کے پاس کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فیصلہ متعلق امر مذکور بحال رکہا گیا تہا۔ بروقت فیصلہ افسر مال کے کوئی مسل حقیت زیر دفعہ ۱۰۵ (۱) ایکٹ مزارعان بنگال تکمیل کو نہ پہونچی تہی۔ بر طبق اپیل بعدالت ہائیکورٹ رسپانڈنٹ نے یہ ابتدائی عذر کیا کہ کوئی اپیل زیر دفعہ ۱۰۸ (۲) نہیں ہو سکتا کیونکہ مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۶ نہ تہا۔

تجویز ہوئی کہ فیصلہ متنازعہ ایک فیصلہ تہا جو کا ابرائی زیر دفعہ ۱۰۶۔ ایکٹ مزارعان بنگال میں صادر ہوا تہا اور سپیشل جج کے فیصلہ کی ناراضی سے اپیلدوم ہائیکورٹ میں ہو سکتا تہا۔

مقدمات گوپی ناتھ مسنت بنام اودیا ناتھ دانہ لال (۱) و [illegible] بنام شیب چندر کرجی (۲) جہانتک کہ انمیں فیصل کیا گیا ہے کہ اپیلدوم ہو نہیں سکتا منسوخ کئے گئے۔

مقدمہ ہذا کا استصواب اجلاس کامل سے میکفرسن صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس نے [illegible] اگست ۱۸۹۵ء کو کیا تہا حکم استصوابی بالفاظ ذیل تہا: "یہ اپیل ہذا جسمین مزارعہ اپیلانٹ ہے اور مالک اراضی رسپانڈنٹ ہے ایک کارروائی بر بابت ایکٹ مزارعان بنگال پیدا ہوا ہے ہمنے ان سوالات پر غور نہیں کیا جو نسبت اختیار سماعت عدالت مال کا اور کارروائیات کے جواز اور باضابطگی کے متعلق اٹہائے گئے ہیں کیونکہ رسپانڈنٹ نے یہ ابتدائی عذر کیا ہے کہ کوئی اپیل نہیں ہو سکتا

٭ استصواب از اجلاس کامل مقدمہ اپیل بنا راضی ڈگری اپیل نمبر ۷۔ ۱۸۹۵ء مصدرہ ایف ایچ ہارڈنگ صاحب جج ضلع میمن سنگہ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۴ء مشعر ترمیم ڈگری بابو للت کمار داس افسر بندوبست ضلع مذکور مورخہ یکم جولائی ۱۸۹۳ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۷۷۶

(۲) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۷۷۴

دنکو داھنی
دکو
بنام
توہن کسو...

"سپیشل جج کے فیصلہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کاروائیات ترتیب مسل حقیت اس موضع مین ہورہی تھین جبکہ مالک رسپانڈنٹ ہے اور مالک نے کو سنے دوران کاروائیات مین واسطے تشخیص لگان مناسب کے درخواست کی اور اپیلانٹ نے دعوے کیا کہ وہ ایک رعیت بشرح مقررہ ہے اور رسپانڈنٹ نے جواز دعوے سے انکار کیا اس تنازعہ کے باعث انکے باہین ایک مقدمہ شروع ہوا جسکا ذکر افسر مال نے اپنے فیصلہ مین بطور ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۶ ایکٹ مزارعان بنگال کے کیا ہے تنقیح فیصل کردہ یہ تہی کہ آیا اپیلانٹ ایک مقررہ شرح لگان سے قابض تہا یا محض ایک دخیلکار رعیت تہا اسکا فیصلہ اپیلانٹ کے برخلاف کیا گیا تہا جسنے ازان بعد سپیشل جج کے پاس اپیل کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فیصلہ متعلق امر مذکور بحال رکہا گیا تہا اب مزارعہ سے عدالت ہذا مین زیر دفعہ ۱۰۸ (۲) ایکٹ مزارعان بنگال فیصلہ سپیشل جج کی ناراضی سے اپیل کیا ہے۔

"مسلمہ طور پر بروقت فیصلہ افسر مال کے کوئی مسل حقیت مکمل نہ کیگئی تہی اور نہ وہ زیر دفعہ ۱۰۵ (۱) ایکٹ مذکور شایع کیگئی تہی۔ وجہ مذکور پر یہ عذر کیا جاتا ہے کہ کوئی اپیل دوم زیر دفعہ ۱۰۸ (۲) نہین ہوسکتا کیونکہ مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۶ نہ تہا۔ عذر مذکور کی تائید مین مقدمات گوپی ناتہہ سنت بنام ادا ایتا ناتہک [1] و اندلال جی بنام شب چندر بکرجی [2] کا حوالہ دیا گیا تہا۔ اگر وہ فیصلہ جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک فیصلہ زیر دفعہ ۱۰۶ نہین ہے تو بروئے صریح الفاظ دفعہ ۱۰۸ (۲) کے کوئی استحقاق اپیل دوم عطا نہین کیا گیا پس سوال یہ ہے کہ آیا وہ ایک فیصلہ زیر دفعہ ۱۰۶ ہے باوجودیکہ بوقت مسل حقیت مکمل نہ ہوئی تہی اور نہ وہ زیر دفعہ ۱۰۵ (۱) شایع کیگئی تہی۔

"مقدمات محولہ بالا ہماری رائے مین صریح پر متعلق ہوتے ہین انہین سے ہر ایک مقدمہ مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ چونکہ مقدمہ کا فیصلہ افسر مال نے قبل مرتب اور شایع کئے جانے مسل حقیت کے کیا تہا اسلئے کوئی تنازعہ موجود نہ تہا اور کوئی فیصلہ تنازعہ زیر دفعہ ۱۰۶ موجود نہ تہا۔ اسلئے کوئی اپیل دوم نہین ہوسکتا وجہ بیان کردہ یہ تہی کہ قبل مرتب کئے جانے مسل کے کوئی تنازعہ نہ ہوسکتا اور نہ کوئی فیصلہ تنازعہ درباره درستی کسی اندراج مسل مذکور کے ہوسکتا تہا۔ فیصلجات مذکور کا اثر اطلاق دفعہ ۱۰۶ کو اس تنازعہ تک محدود کرنے کا ہے جو بعد مرتب کئے جانے اور زیر دفعہ ۱۰۵ (۱) شایع کئے جانے مسل حقیت کے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ ۴۲ صفحہ ۷۷۶۔
(۲) " " " جلد ۴۳ صفحہ ۷۰۰۔

۱۸۹۶ء
دشیگو داسی
بنام
رانی کشوری
چودہرائن

اگر کسی وقت قبل ایسی اشاعت کے ایک تنازعہ نسبت درستی کسی اندراج کے (سوا اندراج لگان مقررہ زیر باب ۶) یا نسبت درستی کسی ترک اندراج کے جو افسر بندوبست نے مثل مذکور میں کیا یا ترک کیا ہو پیدا ہو تو اُسے چاہئے کہ تنازعہ مذکور کی سماعت اور فیصلہ کرے"۔

اسلئے دفعہ مذکور میں اوّلاً نسبت فیصلہ تنازعہ درباب پیش کردہ اندراج ہا یا ترک اندراج بہ مسل حقیت کے حکم ہے کیونکہ الفاظ سے کسی شے کا کیا جانا یا ترک کیا جانا مفہوم ہوتا ہے اور اُسکا وقت یعنی وقت قبل قطعی اشاعت مسل زیر دفعہ ۱۰ ہے۔ الفاظ مذکور گو وہ بذریعہ القوانین مابعد محدود کرد گئے ہیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شے کیگئی یا ترک کیگئی ہے اُن الفاظ سے اسطرح محدود نہیں ہوتی جنسے ظاہر ہوتا ہو کہ کوئی شے ابہی کیجاتی یا ترک کیجاتی ہے۔ ثانیاً نسبت فیصلہ تنازعات دربارہ اندراج ہا یا ترک اندراج کے جو مسل میں کئے گئے ہیں اور اس سے بالضرور مراد ایک مسل زیر دفعہ ۱۰ ہونی چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ تنازعہ دربارہ پیش کردہ اندراج یا ترک اندراج مسل حقیت سے کیا مراد ہے۔ بظاہر الفاظ مذکور کو کوئی معنے خطا کئے جانے چاہئیں اور اسکے معنی دریافت کے معلوم کرنیکی شکل ایک ہی ہے خواہ مکمل یا غیر مکمل مسل میں پیش کردہ یا ترک اندراج کچھ ہی ہو۔ ہر ایک صورت میں افسر مال نے کسی شے کے درج یا ترک کئے جانیکا ذکر کیا ہو اور اُسکی نسبت تنازعہ موجود ہے۔

"بظاہر ہر ایک اندراج کی حیثیت ایک پیش کردہ اندراج کی ہے جبتک کہ مسل کا مسودہ شایع نہ کیا جائے کیونکہ بظاہر ترتیب مسل کا طریق عمل ایک مسلسل طریق ہونا چاہئے اور قاعدہ نمبر ۳۲ مندرجہ باب قواعد مرتب کردہ بنگال گورنمنٹ میں صریح طور پر یہ حکم ہے کہ جملہ معلومہ تنازعات کا فیصلہ قبل شایع کرنے مسودہ مسل کے کیا جانا چاہئے۔ لیکن یہ امر ہمیں ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی اندراج واقعی موجود ہونا چاہئے صرف اسیقدر کافی ہے اگر افسر مال ایک اندراج کے کئے جانیکو پیش کرے۔ جب وہاں کارروائیات میں کسی ایسے معاملہ متعلق تنازعہ پیدا ہو جو قلمبند کیا جانا چاہئے یا اُس تفصیل کے متعلق ہو جسکے کسی ایسے معاملہ کا فیصلہ کیا جانا چاہئے اور ایک طرف سے تو اُسکا بیان کیا گیا ہو اور دوسری طرف سے اُسکا انکار کیا گیا ہو تو افسر مال کو چاہئے کہ ضروری اندراج کرنیکے واسطے تنازعہ کا فیصلہ کرے اور فیصلہ کیا جانا چاہئے کہ وہ ایسے اندراج کا کرنا چاہتا ہے جسکے کرنیکا وہ پابند ہے یا ایسے امر کو مسل

۱۹۰۷ء
دینگو ٹاکھنی
بنام
نوبن کشوری
چوہدرانی

جسکا فیصل کرنا اُسپر لازم ہے اگر وہ فریق جیپر کہ خاص معاملہ زیر بحث کے متعلق بار ثبوت عاید ہے اُس سے سبکدوشی حاصل نہ کرسکے۔ ہماری رائے میں بروئے ایکٹ یا قواعد مذکور کے یہ امر بالکل غیر ضروری ہے کہ کسی خاص مرحلہ کارروائیات میں تنازعہ پیدا ہوا ہے یا فیصل کیا گیا ہے۔ دفعہ ۷۰ میں یہ حکم ہے کہ کارروائیات زیر دفعہ ۱۰۶ میں افسر مال تابع قواعد لوکل گورنمنٹ کے آئین بنایط کو اختیار کریگا جو مجموعہ ضابطہ دیوانی میں واسطے تجویز نالشات کے درج ہے اس سے یہ مراد ہے کہ فریقین کی ترتیب بطور مدعیان و مدعا علیہم کے کیجانی چاہئے اور قواعد مذکور میں گو وہ مکمل نہیں بہت صورتوں میں اُس رشتہ کا ذکر ہے جو اُنکے مابین ہونا چاہئے۔

ہم یہ خیال نہیں کرسکتے کہ واضعان قانون کا یہ منشاء تھا کہ کسی تنازعات کا فیصلہ مسودہ مسل کی تکمیل اور اشاعت تک کیا جانا چاہئے یا اُنکا یہ منشا تھا کہ ایسی مسل کا مسودہ بنایا جانا چاہئے کہ جسمیں کسی شئے کا فیصلہ نہ کیا گیا ہو۔ ہماری یہ رائے ہے کہ ہم بروئے مقدمات محولہ اس امر کے قرار دینے سے ممتنع ہیں کہ مقدمہ ہذا میں ایک اپیل ہو سکتا ہے اور ہمکو چاہئے کہ معاملہ ہذا کا استصواب اجلاس کامل سے کریں۔ وہ سوال جسکا ہم استصواب کرتے ہیں یہ ہے کہ آیا بملحوظ مقدمات محولہ کے فیصلہ افسر مال صورت حال میں ایک فیصلہ کارروائی زیر دفعہ ۱۰۶ ایکٹ مزارعان بنگال ہے جسکو ایک ڈگری کی وقعت حاصل ہے اور کہ آیا بنا راضی فیصلہ اسپیشل جج ایک اپیل دوم عدالت ہذا میں زیر دفعہ ۱۰۸ (۳) ہو سکتا ہے۔ صورت حال یہ ہے چاہے دیگر مشابہ مقدمات موجود ہیں جسمیں بالکل یہی سوال پیدا ہوتا ہے لیکن ہماری رائے میں صرف ایک ہی مقدمہ میں استصواب کرنا کافی ہے۔

بابو دوارکا ناتھ چکربتی منجانب اپیلانٹ۔

بابو سری ناتھ داس و بابو پردمو تھو ناتھ سین منجانب رسپانڈنٹ۔

بابو سری ناتھ داس:- کوئی اپیل دوم ہائیکورٹ میں نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ فیصلہ جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہو زیر دفعہ ۱۰۶ ایکٹ مزارعان بنگال نہ تھا۔ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۱۰۸ میں ایسے بنا راضی فیصلجات افسران مال کا حکم ہے۔ ہر ایک فیصلہ افسر مال کی ناراضی سے اپیل اسپیشل جج کے پاس ہو سکتا ہے۔ لیکن فیصلجات اسپیشل جج کی ناراضی سے ایک اپیل عدالت ہائیکورٹ صرف اُن مقدمات میں ہو سکتا ہے جنکی تجویز زیر دفعہ ۱۰۶ کیگئی ہو۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۱۰۸ (۳) و دفعہ ۱۰۶ میں صرف تنازعات بعد از ترتیب مسل کا ذکر ہے۔ تنازعہ بعد تیاری مسودہ لیکن قبل تیاری قطعی مسل حقیت کے ہونا چاہئے۔ تنازعہ نسبت واقعی اندراج مسل کے ہونا چاہئے لیکن صورت حال میں کوئی مسل زیر دفعہ ۱۰۵ (۱) مکمل نہیں ہوئی تھی۔ میں مقدمات گوبلی ناتھ سنت بنام

۱۸۹۷ء
دینگو قاضی
بنام
نوبن کنوری
چودہرائنی

اداتیا ناتہ ایک (۱) و استدلال پیاری بنام شب چندر مکرجی (۲) پر انحصار کرتا ہون -

بابو دوارکا ناتھ چکربتی :- یہ ضروری نہیں ہے کہ عذر بعد تکمیل سودہ مسل کے کیا جانا چاہیئے اگرچہ عذر جو سب آرڈیننٹ جج کے روبرو ہوئے تھے تو کل کارروائیات بلا اختیار سماعت قرار دیا کر منسوخ کیجانی چاہیئین ایکٹ مذکور کی دفعہ ۱۰۸ مین کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسکے رو سے سبٹیل جج کے اختیار سماعت کو صرف ان عذرات کے معاملات تک محدود کیا گیا ہو جو بعد ترتیب مسل حقیت کے اٹھائے گئے ہون - ملاحظہ ہو گا جیرن لسکار بنام سری چرنداس (۳) مقدمہ مذکور مین کارروائیات قبل تکمیل مسل کے کیگئی تہین تاہم اپیل منظور کیا گیا تھا - مقدمہ سکرٹری آف سٹیٹ ہند بنام کجی مدی (۴) مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ الفاظ "عذر" و "تنازعہ" مترادف نہیں ہین اور یہ کہ انکا استعمال دفعات ۱۰۵ و ۱۰۶ ایکٹ مذکور مین ایک ہی معنوں مین نہیں کیا گیا - نیز اگر کارروائیات زیر دفعہ ۱۰۶ ہوں تو استحقاق اپیل موجود ہوتا ہے نیز ملاحظہ ہو مقدمات نریندرا ناتھ چودہری بنام سری ناتھ سندل (۵) و بدھ مکھی دیبی بنام بھگوان چندر چودہری (۶) بابو مہیما ناتھ داس نے جواب مین مقدمہ ارشاد علی چودہری بنام کنتا پرشاد ہزاری (۷) کا حوالہ دیا -

اجلاس کامل (مسٹر ٹریولین صاحب چیف جسٹس و اوکینلی صاحب و میکفرسن صاحب و بینرجی صاحب جسٹسان) نے حسب ذیل رائے ظاہر کی۔

مسٹر ٹریولین صاحب چیف جسٹس :- صورت حال مین میری رائے ہے کہ ایک اپیل دوم عدالت ہذا مین زیر دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مزارعان بنگال ہو سکتا ہے - مین اس نتیجہ کو ان وجوہات پر اخذ کرتا ہون جو میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس نے استصواب مین بیان کی ہیں - میں ان وجوہات کا دوبارہ ذکر کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنے آپ کو صرف یہ بیان کرنے تک محدود کرتا ہوں کہ وجوہات بیان کردہ ججان مذکور کے رو سے میں نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ اپیل ہذا ہو سکتا ہے -

اوکینلی صاحب جسٹس :- میں اس فیصلہ سے اتفاق کرتا ہوں جو ابھی صادر کیا جا چکا ہے - مین بلحاظ ایکٹ مذکور و قواعد بنگال گورنمنٹ کے یہ خیال کرتا ہوں کہ ایک اپیل ہو سکتا ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷۷۶ - (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۷۴۴ -
(۳) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۱ - (۴) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۷ (۲۶۴)
(۵) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۱ - (۶) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۲۳ -
(۷) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۹۳۵ -

سنہ ۱۸۹۷ع
دنیگو قاضی
بنام
نوین کشوری
چودہرانی

میکفرسن صاحب جسٹس :- میں بھی اتفاق کرتا ہوں -

ٹریولین صاحب جسٹس :- میں متفق ہوں میں چند الفاظ اُن فیصلجات میں ایزاد کرنا چاہتا ہوں جو صادر کئے گئے ہیں کیونکہ یکے از فیصلجات جس سے استصواب ہذا پیدا ہوا ہے ایک ایسا فیصلہ ہے جسمیں میں ایک فریق تھا - کم از کم ایک فیصلہ میں میں نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ کوئی اپیل ہو نہیں سکتا - زاں بعد مزید غور کرنیسے بالخصوص استصواب مقدمہ ہذا کو دیکھنے سے میری یہ رائے ہے کہ میں اُس فیصلہ کے صادر کرنے میں غلطی پر تھا جو میں نے پہلے صادر کیا تھا - میری رائے میں ایکٹ مزارعان بنگال میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جو وسیع الفاظ دفعہ ۱۰۲ - ایکٹ مذکور پر حاوی ہو - دفعہ مذکور بدیں الفاظ شروع ہوتی ہے - "اگر کسی وقت قبل قطعی اشاعت مسل کے" الخ - دوایت فیصلجات تجویز کے کوئی اپیل نہیں ہو سکتا الا تک ایک حکم بعد شایع کئے جانے مسودہ مسل کے بمطابق احکام دفعہ ۱۰۵ - ایکٹ مذکور صادر کیا گیا ہو یہ امر بالکل درست ہے کہ دفعہ ۱۰۲ کے مقام وقوع سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ الفاظ دفعہ مذکور تابع الفاظ دفعہ ماقبل کے ہیں - چونکہ الفاظ مذکور بقدر وسیع ہیں اور انکی رو سے آباد ہم استحقاق عطا کیا گیا ہے اسلئے میری یہ رائے ہے کہ بصورت عدم موجودگی کسی امر کے جس سے اُس استحقاق کے محدود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو اسکے رو سے عطا کیا گیا ہے - اسلئے میں اُس رائے سے اتفاق کرتا ہوں جو دیگر جہان بینچ ہذا نے اختیار کی ہے اور قرار دیتا ہوں کہ اپیل ہو سکتا ہے -

بینرجی صاحب جسٹس :- میری بھی یہی رائے ہے - میری رائے میں الفاظ دفعہ ۱۰۲ ایکٹ مزارعان بنگال اُس مقدمہ کو شامل کرنیکے لئے کافی تر وسیع ہیں جسمیں تنازعہ نسبت درستی اُس اندراج کے پیدا ہو جسکا اُس مسل میں درج کیا جانا افسر مال نے پیش کیا ہو جو تیار کیجا رہی ہو اور اگر ایسا ہے تو فیصلہ سپشل جج بر طبق اپیل بناراضی فیصلہ افسر مال صورت حال میں ایک ایسا فیصلہ ہے جو ضمن ۲ دفعہ ۱۰۸ - ایکٹ مذکور کی ذیل میں آتا ہے -

اسلئے میری رائے میں اپیل عدالت ہذا میں ہو سکتا ہے -

[اپیل مذکور بالآخر اجلاس کامل نے خارج کیا تھا -]

۱۸۹۶ء
۹ فروری

صیغہ اپیل دیوانی
باجلاس بیورلی صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس

ستر جیت پرتاب بہادر ساہی (مدعا علیہ) **بنام** دلہن گلاب کور (مدعیہ) *

ثالثی۔ فیصلہ ثالثی۔ ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے معہ خفیف ترمیم کے۔ اپیل۔ خلاف قانون فیصلہ ثالثی۔ سپردگی کی درخواست کا ایجنٹ سے بلا اختیار کیا جانا۔ علم اور تصدیق مالک۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۲۲)

ایک نالش میں جسکی جوابدہی ایک ایجنٹ (مختار عام) مدعا علیہ کیطرف سے کرتا تھا۔ ایجنٹ مذکور نے سپردگی بثالثان کی درخواست کی گو اُسکو کوئی اختیار نسبت ایسا کرنیکے بروے مختار نامہ عام کے حاصل نہ تھا۔ بعد سپردگی بثالثان کے مدعا علیہ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ ایجنٹ کو کوئی اختیار نسبت درخواست کرنے یا منظور کرنے ثالثی کے حاصل نہ تھا۔ عذر مذکور عدالت نے نامنظور کیا اور ایک ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے معہ خفیف ترمیم کے صادر کی گئی جو بحق مدعا علیہ تھی۔

تجویز ہوئی (۱) بجواب عذر مذکور کے کوئی اپیل زیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہو سکتا تھا الا اس حد تک کہ جہانتک کہ ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے تھی اور کہ اپیل اس صورت میں ہو سکتا ہے اگر فیصلہ ثالثی خلاف قانون کالعدم ثابت کیا جاوے مقدمہ نند رام دلورام بنام نیم چند جاد چند (۱) کی تشریح کیگئی۔

(۲) گو ایجنٹ کو ایک ثالثی کی درخواست کرنے یا اُسکی نسبت رضامندی دینے کا اختیار نہ تھا تاہم چونکہ مدعا علیہ کو کارروائیات کا علم تھا اور اُسنے اپنے ایجنٹ کے طریق عمل کی تصدیق کی تھی اسلئے اُسے فیصلہ ثالثی کے جواز کی نسبت سوال کرنیکی اجازت نہیں دیجا سکتی اور فیصلہ ثالثی ابتدا سے کالعدم نہ تھا۔ رامن بنام چہتن (۲) کا حوالہ دیا گیا تھا۔

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہیں تجویز ہائیکورٹ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں وہ اہم سوال جسپر اپیل ہذا میں بحث کیگئی تھی یہ تھا کہ آیا ڈگری مقدمہ ہذا جو مطابق فیصلہ ثالثی معہ کسیقدر خفیف ترمیم کے صادر کیگئی تھی تابع اپیل بعدالت ہائیکورٹ کے ہے۔

مدعا علیہم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

بابو ساگر رام سنگھ و بابو رگھو نندن پرشاد و پرشاد و مسٹر ایچ ای منڈیس منجانب اپیلانٹ۔

* اپیل از ابتدائی ڈگری نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۸۹۴ء بنارامنی ڈگری جادو ناتھ داس بابو سب جج ترہٹ مورخہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۰۔ (۲) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۵۱۔

سنہ ۱۸۹۵ع
مسترجیت نرائن
جیا دریاہی
بنام
دلہن گلاب کو

بابو اوما کالی مکرجی و بابو نیلمنی ناتہہ سین منجانب ریسپانڈنٹ۔

بابو اوما کالی مکرجی منجانب ریسپانڈنٹ نے ایک ابتدائی عذر زیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ ستدعا کی کہ اس ڈگری کی ناراضی سے کوئی اپیل سوا اسکے جہانتک کہ وہ نامطابق فیصلہ ثالثی کے ہے نہیں ہوسکتا۔

بابو ساگرام سنگہ منجانب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا کہ وہ عذرات جو فیصلہ ثالثی کی نسبت اُٹھائے گئے ہیں اگر ثابت ہو جائیں تو فیصلہ ثالثی کو خلاف قانون بناتے ہیں اور ایک سوال جیسے مقدمہ مین اپیل ہوسکتا ہے کوئی جائز سپردگی صورت حال میں نہیں کیگئی تہی کیونکہ مدعا علیہ نے اُسکے کئے جانیکا اختیار عطا نہ کیا تہا اور کل کاروائی بلا اختیار اور خلاف قانون تہی۔ ملاحظہ ہو پرتاب چندر رودر بنام برومنی داسیا[1] لالا لیسوری پرشاد بنام سیز بہجن تواری[2]، جنگلی رام بنام بلم بہت سہائے[3] نسر انجی پٹہنجی بنام معین الدین خان[4]، ونسدارام دلو رام بنام نیم چند جاد چند[5] دوسرا سوال ایک سوال میعاد ہے۔ وہ بہی ایک غلطی قانونی ہے اور فیصلہ ثالثی زیر دفعہ ۵۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی منسوخ کیا جانا چاہئے۔

بابو اوما کالی مکرجی منجانب ریسپانڈنٹ نے عذر نسبت اختیار بحث کے مقدمہ ہذا میں اُٹہائے جانے کی اجازت نہ دیجانی چاہئے۔ ملاحظہ ہو افی راسن بنام جہیتن[6] عذر مذکورہ درخواست لعدالت ماتحت میں اُٹہایا نہ گیا تہا۔ افعال ایجنٹ کی تصدیق کیگئی تہی۔ ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے تہی اسلئے کوئی اپیل ہو نہیں سکتا۔ نسبت میعاد کے کوئی غلطی فیصلہ ثالثی سے ظاہر نہیں ہوتی۔ اور کوئی عذر جوابدعوی تحریری میں بربنائے میعاد کے نہ کیا گیا تہا۔

بابو ساگرام سنگہ نے مقدمہ مکند رام سکل بنام ساگرام سکل[7] کا حوالہ دیا۔

تجویز ہائیکورٹ (بیورلی صاحب و امیر علی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:۔

اپیل ہذا اُس نالش کے مدعا علیہ کی طرف سے کیا گیا ہے جو اُسکے برخلاف عدالت سب آرڈینیٹ جج مظفر پور میں کیگئی تہی۔ مدعا علیہ نے جو ضلع گورکہپور میں رہتا تہا نالش مذکور کی جوابدہی بوساطت ایجنٹ

---

[1] ویکلی رپورٹ جلد ۳۴ صفحہ ۱۰۸۔

[2] بنگال لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۳۱۵ و ویکلی رپورٹ جلاس کامل جلد ۱۵ صفحہ ۹۰۔

[3] ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۴۷۔

[4] مور انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۲۳۳ (۱۵۵)

[5] انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۳۵۷۔

[6] انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۵۳۔

[7] انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۹۰ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۷۴۔

سنہ ۱۹۴۰ء
شری جیتیہ تارا بہادر راہی
بنام
دلہن گنگا بہار کو

مختار عام کی جس نے جواب دعوی تحریری کو داخل کیا تہا اور جسکی تصدیق کی ہتی - بعد دائر ہونے نالش از عرصہ ایک سال کے بعدالت سب آرڈینیٹ جج مقدمہ فریقین کی استدعا پر سپرد ثالثان کیا گیا تہا اور ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء کو ثالثان نے اپنا فیصلہ بدین قرار صادر کیا تہا کہ مدعی مبلغ ... روپیہ کو مدعا علیہ سے دلایا پانے کا مستحق مع علی التناسب خرچہ کے ہے - ۱۹ مارچ کو مدعا علیہ نے بوساطت اُسی مختار عام کے ایک عذر داخل کیا جسمیں اُسنے یہ استدعا کی کہ فیصلہ ثالثی اسوجہ سے منسوخ کیا جانا چاہئے کہ ثالثان نے بعض ایسے رقوم کو مجرا دیا ہے جو زائد المیعاد تہیں اور جب مقدمہ بغرض تنقیح پیش ہوا تو ایک مزید عذر زبانی بدین مضمون کیا گیا تہا کہ ہردیو نرائن کے مختار نامہ عام کے روسے اسکو ثالثی کی نسبت رضامندی دینے کا اختیار عطا نہ کیا گیا تہا - سب آرڈینیٹ جج نے عذرات مذکور کو نامنظور کر کے ایک ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی مع ایک خفیف ترمیم بحق مدعا علیہ کے صادر کی - ایک ابتدائی عذر یہ کیا گیا تہا کہ بروئے احکام دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈگری مذاکی ناراضی سے کوئی اپیل نہیں ہوسکتا "الا جہانتک کہ وہ نامطابق فیصلہ ثالثی کے ہے" لیکن ہرسے سند کے جنمیں سے تازہ ترین فیصلہ مقدمہ دلو رام بنام نیم چند جادو چند (۱) ہے یہ امر صریح ہے کہ ایک اپیل ہوسکتا ہے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ فیصلہ ثالثی خلاف قانون یا ابتدا سے کالعدم ہے - مدعا علیہ نے بذات خود عدالت ہذا میں اپیل کیا ہے اور اُسکے اپیل کی اہم وجہ جسپر ہمارے روبرو زور دیا گیا ہے یہ ہے کہ اُسکے مختار عام کو بجائے کہ اُسکو سپردگی بہ ثالثان کی نسبت رضامندی دینے کا اختیار دیا گیا ہوتا صریح طور پر بروئے شرائط مختار نامہ کے ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے - در اصل ہماری رائے میں مختار نامہ مین ایسا امتناع درج ہے - ایجنٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جملہ افعال عدالت میں اپنے مالک کیطرف سے کرے اور جملہ اقسام کی درخواست ما سوائے درخواست برداشتگی یا تسلیم دعاوی و پنچ نامجات کے " کرے - جس آخری لفظ سے ہم درخواست ہای سپردگی بہ ثالثان مراد لیتے ہیں -

اس امر کی نسبت کوئی سوال نہیں کہ درخواست سپردگی بہ ثالثان عدالت میں مدعا علیہ کیطرف سے وکیل نے کی تہی جسکے وکالت نامہ پر ہردیو نرائن کے دستخط تہے - ہردیو نرائن کو کوئی اختیار خود ایسی درخواست کے کرنیکا حاصل نہ تہا اور نہ اُسے کوئی اختیار دربارہ اس امر کے حاصل تہا کسی اور شخص کو ایسا

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱، صفحہ ۳۵ -

۱۸۹۵ء
ستر جیت پرتاب بہادر ساہی
بنام
دلہن گلاب کنور

کرنیکا اختیار عطا کرتا اسلئے درخواست مذکور مطابق احکام دفعہ ۵۰۶ مجموعہ مذکور کے نہ تھی۔ لیکن ایک مزید سوال جسپر ہمنے مقدمہ ہذا میں غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا مدعا علیہ کو سپردگی بہ ثالثان کا علم تھا اور اُسنے کارروائیات روبروے ثالثان کی نسبت رضامندی دی تہی اور اگر ایسا ہو تو آیا اُسکو اب ایسے عذر کے اُٹھانے کی اجازت دیجاسکتی ہے جبکہ فیصلہ ثالثی اُسکے برخلاف صادر ہوا ہے۔ کارروائیات مقدمہ سے ہماری رائے میں قطعی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کو ذاتی طور پر اُن امور کا علم تھا جو اُسکی طرف سے کئے جارہے تہے۔ وہ اہل ثالث مابین اراکین ایک ہی خاندان کے تہی۔ مدعی نے مدعا علیہ کی حلفی شہادت پر پابند ہونیکا اقرار کیا تھا اور اُسکے نام سمن جاری کیا گیا تھا کہ خود حاضر ہو کر شہادت دے۔ ایک درخواست جو بغرض حصول اجازت شہادت بذریعہ کمیشن کے گذرانی گئی تہی نامنظور کیگئی تہی۔ ازاں بعد چند ڈاکٹری سرٹیفکیٹ مدعا علیہ کی طرف سے بدیں مضمون داخل کئے گئے تہے کہ وہ شہادت دینے کے قابل بباعث بیماری کے نہیں ہے۔ مقدمہ اس مرحلہ پر معاملہ سپرد ثالثان کیا گیا تھا۔ پہلا حکم سپردگی ۲۹ نومبر ۱۸۹۳ء کو صادر کیا گیا تھا۔ فیصلہ ثالثی ۲۱ اپریل ۱۸۹۴ء تک صادر نہ کیا گیا تھا۔ ثالثان کے روبرو پھر مدعی نے یہ درخواست کی تہی کہ مدعا علیہ کا بیان ذاتی طور پر لیا جاے۔ مدعا علیہ نے بظاہر ذاتی طور پر شہادت دینے سے خوف کرکے اپنا مکان چھوڑ دیا تھا اور کہیں چلا گیا تھا۔ اور ثالثان اُسکو طلب نہ کرسکتے تہے۔ ان واقعات کی موجودگی میں ہم ... کرنے ... نتیجہ اخذ کرنا ممکن ہے کہ اُسکو سپردگی بہ ثالثان کا علم تھا اور اُسنے اپنے مختار ... ان ... کی ہتی جو اُسنے درخواست سپردگی بہ ثالثان کے کرانے میں کئے تہے۔ صرف اُسوقت جبکہ فیصلہ اُسکے برخلاف صادر کیا گیا۔ اُسنے عذر حال اُٹھایا۔ مقدمہ انی رامن بنام چیتین[1] میں اس امر کے قرار دینے کی ایک سند ہے کہ ایک حال جیسے مقدمہ میں اُس شخص کو جسنے باوجود علم کے کارروائیات روبروے ثالثان کی نسبت رضامندی دی ہو بعد میں یہ اجازت نہیں دیجاسکتی کہ جواز فیصلہ ثالثی کی نسبت عذر کرے۔ اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ وجہ ہذا ناکامیاب ہوتی ہے اور چونکہ مدعا علیہ نے کارروائیات ہذا میں رضامندی دی ہے اسلئے فیصلہ ثالثی کالعدم از ابتدا بباعث نقص حکم سپردگی کے نہ تھا۔

(۱) انڈین لاء رپورٹس مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۵۱۔

سنہ ۱۸۹۶
جوگیسیا داسی
بنام
بیناکو مخادا سی

ایک اور نالش بربنائے رہن تحریر کردہ برجونا تہ نے بحق بہاری لال دت سنہ ۱۸۸۶ء مین عدالت ہذا مین رجوع کیگئی تھی (نمبرہ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء) اور اس نالش مین ایک ڈگری رہن ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کو صادر کیگئی تھی بعض از جایداد ہائے تابع ڈگری مذکور مصدرہ بنالش نمبرہ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء برجونا تہ دے کا حصہ یا استحقاق مندرجہ زمینداری تپیا لاکہا ہے جو بعض از جایداد ہائے شامل رہن بحق رادہا جیبن متنافی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کہ ۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو ایک حکم نالش موخر الذکر یعنے نالش نمبرہ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء مین واسطے نیلام بہ تعداد جایداد ہائے غیر منقولہ کے حاصل کیا گیا تہا جس قدر کہ مدعاعلیہ کے اس حصہ مین سے جو بندوبست مین جدا کانہ رپوٹ تہا ہے مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۸۹۵ء ۲۷ جون سنہ ۱۸۹۵ء و ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۵ء کے اسی عمل کیا گیا تہا واسطے ادائیگی مقدار زر واجب الادا بحق لال بہاری دت بر ڈگری رہن کے کافی ہو سکا تحت این واقعات مدعیہ یہ بیان کرتی ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنیکے ناقابل رہی ہے جو اُسکے حق مین بر ڈگری ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کے واجب الادا تہی اسلئے وہ اہتمام جایداد برجونا تہ دے کی مستحق ہونے کی دعویدار ہے اس غرض سے کہ دوران اہتمام مذکور مین وہ اپنا زر واجب الادا وصول کریگی۔ بطور ایک جزو دادرسی نالش ہذا کے وہ اس امر کے استقرار کی دعویدار ہے کہ کونسی جایداد ہائے اب تابع رہن رادہا جیبن کے ہین اور نسبت حساب کتاب اس رقم کی جو کہ اسکے حق مین بر ڈگری رہن و ڈگری مذکور کے واجب الادا ہے۔ اور کونسی رقم دیگر مواخذہ داران اور روایان کے حق مین واجب الادا ہے اور واسطے نیلام اُن جایداد ہائے کے جو تابع رہن مذکور قرار دیجائین اور تقدمہائے وغیرہ کی نسبت بہی قرارداد قلمبند کیجائے۔

بعد رجوع نالش بعدالت سابق ڈیپٹی جج ہوگلی او تبل صدور ڈگری نالش مذکور کے ایکٹ انتقال جایداد نافذ ہوا تہا اسلئے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ڈگری بربنائے رہن تحریر کردہ بحق رادہا جیبن متنافی بذاتہ ایک ڈگری حسب منشا احکام دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد ہے یا کہ برخلاف اسکے ڈگری مذکور دفعہ ۹۹ ایکٹ مذکور کی تابع ہے؟

مسٹر پیو نے جو مدعی کیطرف سے پیش ہوا ہے یہ عذر کیا ہے کہ اہم سوال نالش ہذا مین یہ ہے کہ آیا مدعی بروئے واقعات بیان کردہ عرضید عوے کے ایک ڈگری اہتمام جایداد برجونا تہ دے کی مستحق ہے

سنہ ۱۸۹۲ء

جگمیا داسی
بنام
اگومنی داسی

دوسری دادرسی متدعیہ مقدمہ ہذا مین مسلمہ طور پر اہم سوالات شامل ہین لیکن عذر یہ کیا گیا ہے کہ وہ صرف ایک مابعد مرحلہ نالش مین پیدا ہونگے اور وہ مدعیہ کے استحقاق ڈگری اہتمام مین خلل نداز نہین کرتے۔

مدعا علیہا کیطرف سے چند عذرات پر بطور مانع اجراء نالش کے انحصار کیا گیا تھا اور اولاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ معاملات زیر تنقیح یا وہ جنکے تنقیحات مین اٹھائے جانیکی استدعا کیگئی ہے وہی ہین جو پہلی نالش مین زیر تنقیح تھے اور کہ عذر امر فیصل شدہ زیر دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہوتا ہے ثانیاً یہ عذر کیا گیا ہے کہ نالش بلحاظ دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے چل نہین سکتی۔

دفعہ موخر الذکر مین یہ حکم ہے کہ بعض سوالات کا فیصلہ بذریعہ حکم عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے کیا جانا چاہیئے نہ کہ بذریعہ نالش جداگانہ کے سوالات مذکور مین بروئے ضمن (ج) کے سوالات متعلق بہ اجرا یا ایفاء ڈگری شامل کئے گئے ہین اور عذر یہ ہے کہ چونکہ یہ دعوی نا ہتہ کی جائداد کا اہتمام حاصل کرنیکی غرض سے ایفاء ڈگری ہے اسلئے ڈگریدار کا استحقاق دفعہ مذکور کے روسے کارروائیات اجرا تک محدود کیا گیا ہے۔

میری رائے مین عذرات مذکور مین سے کوئی بہتر بنا پر مبنی نہین جہانتک کہ سوال استحقاق اہتمام کا تعلق ہے تنقیح یا اہم تنقیح جسکے کہ نالش حال مین اٹھائے جانے کی کوشش کیجاتی ہے بطور امر واقعہ کے نالش قبل مین اٹھائی نہ گئی تھی اور میرے روبرو کسی سند کا حوالہ بغرض اظہار اس امر کے پیش نہین دیا گیا کہ وہ ودائن جس نے ایک دفعہ ایک فیصلہ بنا بر اپنے قرضہ کے حاصل کیا ہو اس امر سے ممتنع ہو کہ عدالت انصاف مین حاضر ہو کر یہ استدعا کرے کہ قرضہ مذکور اسکے حسب ضابطہ طور پر دوران اہتمام مین ادا کیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ قبل اسکے کہ ایک دائن اپنے مدیون کی جائداد کے اہتمام کا مستحق ہو سکے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ اسکا قرضہ غیر ادا شدہ ہے اور جسکی ادائیگی وہ حاصل نہین کر سکتا اور یہ بھی درست ہے کہ قرضہ جو نالش حال کی بنا ہے دراصل وہ قرضہ ہے جو پہلی نالش مین امر زیر تنقیح تھا لیکن نالش حال مین امر موجودگی قرضہ کے زیر تنقیح کئے جانے کی کوشش نہین کیگئی بخلاف ازین مدعیہ نے ڈگری ماقبل پر بغرض اظہار اس امر کے انحصار کیا ہے کہ کوئی ایسی تنقیح ابین فریقین کے نالش حال مین پیدا نہین ہو سکتی۔ علاوہ ازین مین یہ معلوم نہین کر سکتا کہ کیون بروئے اصول کے اُس دائن کی حیثیت جس نے اپنے قرضہ کا فیصلہ حاصل کیا ہو

بوگیمی اداسی
بنام
تھاکومنی داسی

جہانتک کہ استحقاق اہتمام کا تعلق ہے اس داین سے کم ہونی چاہئے جبکا قرضہ بذریعہ فیصلہ کے غیر محفوظ ہو
نسبت دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) مجموعہ مذکور کے بین یہ قرار دینے کیطرف راغب ہونگا کہ الفاظ "سوالات
متعلق بہ اجرا یا ایفا رز ڈگری" ان سوالات ادا یا ایفا تک محدود ہونے چاہئین جو دوران اجراین یا اسکے
متعلق پیدا ہون بین یہہ خیال نہین کرسکتا کہ ایک حکم مندرجہ اس باب مجموعہ مذکور کے جو اجرا ڈگریات سے
علاقہ رکھتا ہے بدین منشا صادر کیا گیا تہا کہ عدالت ہذا کے اختیار سماعت متعلق بعطائے اہتمام کو محفوظ یا
زایل کرے۔ ایک عدالت انصاف ایک ڈگری کا اجرا کرنے بین بالضرور ان اصولہائے پر عمل نہین
کرتی جنکو کہ وہ ایک متوفی مدیون کی جایداد کا اہتمام کرنے بین استعمال کرتی ہے۔ بنا ر اختیار سماعت صورت
موخرالذکر بین یعنے بصورت اہتمام جایداد مدیون متوفی بین وہ اصول بیان کیا گیا ہے جو اجرا امانت کے
کے موثر کرنے بین متعلق کیا جاتا ہے وصی یا مہتمم مدیون متوفی بطور ایک امین کے متصور کیا جاتا ہے
جسپر لازم ہے کہ جایداد مدیون کو اسکے قرضہ کے ایفا بین صرف کرے ملاحظہ ہو سٹوری ایکوٹی جورسڈکشن طبع
دوم صفحہ ۵۲۴۔

اب صرف ایک خفیف عذر متعلق بہ نالش ہذا پر غور کرنا باقی ہے یعنی عذر میعاد پر۔ ایک داین کو اپنے
مدیون کی جایداد کے اہتمام کا دعوی کرنے کا مستحق ہونے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ یا تو اسکے
حق بین ایک ایسا قرضہ ہے جو بذریعہ نالش کے موثر کیا جاسکتا ہے یا کہ اسنے بربنائے قرضہ مذکور ایک
فیصلہ حاصل کیا ہے جو بذاتہ بذریعہ اجرا یا بذریعہ نالش جداگانہ کے موثر کیے جانے کے قابل ہے۔
مدعیہ نالش حال ایک ڈگریدار ہے اسکا فیصلہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۳ء کو حاصل کیا ہوا ہے یعنی زیادہ از عرصہ بارہ
سال قبل از جاے نالش حال کے۔ علاوہ بران ڈگری مذکور ایک ڈگری عدالت ہذا نہین ہے بلکہ وہ عدالت
مفصل کی ڈگری ہے اور کوئی کارروائی اجرا نسبت ڈگری مذکور کے ہوتے سے نہین گئی حیب کہ
بوساطت عدالت ہذا کے زیر دفعہ ۲۷۲ وہ جایداد ہاے مرہونہ قرق کیگئی تہین جو سیسہ کے قبضہ بین تہین۔
بہ لحاظ اس امر واقعہ کے کہ آیا ڈگری مذکور کی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ اجرا کیواسطے
ابتک زندہ ہے؟ میری یہ راے ہے کہ وہ ایسی متصور نہین ہوسکتی۔ مسٹر پیو نے یہ عذر کیا ہے کہ
قرقی ابتک کامل طور پر موثر ہے اور چونکہ نالش حالی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بتائید یا بتسلسل قرقی مذکور کرکی

سنہ ۱۸۹۶ء
جوگیما داسی
بنام
تناکومنی داسی

اِس سی یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ زرڈگری جو ایکدفعہ زائد المیعاد ہوجاے تو جملہ اغراض کیواسطے زائد المیعاد ہے اور اسلئے وہ ایک نالش اہتمام کی بنا نہیں ہوسکتا +

مگر بیان یہہ کیا گیا ہے کہ مدعی کا مواخذہ رہن ابتک موجود ہے اور وہ بطور کفالت زرڈگری کے نہ ترک کیا جاسکتا ہے اس امرکو ایسا ہی متصور کرکے مواخذہ مذکور صرف خاص جائداد ہائے کے برخلاف موثر ہوسکتا ہے اور وہ صرف مدعی کے فائدہ کیواسطے کام آسکتا ہے نہ کہ عام داینان کیلئے بہ خاص اور بلا شرکت غیری استحقاق اگر وہ موجود ہے تو کوئی وجہ نسبت اہتمام عام جائداد مدیون کے نہیں ہوسکتا اور نیز اگر مواخذہ مذکور ابتک بذریعہ نالش کے موثر ہوسکتا ہے تاہم یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ عدالت ہذا کو کوئی اختیار نسبت سماعت ایسی نالش کے حاصل ہوگا کیونکہ ابتدائی جائدادہائے مرہونہ اور وہ جائداد جو بتریخ اُس رپورٹ کے جو دربارہ جائداد ہائے زمینداری کے کیگئی ہے بظاہر یہہ جو ناہتہ کے حصہ میں بجائے غیر منقسم حصص زمینداری ہائے مندرجہ رہن نامہ کے آئی تھی یکسان طور پر عام ابتدائی حدود اختیار عدالت ہذا سے باہر واقع ہیں +

اِن وجوہات کی رو سے مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کا زر رہن اور وہ ڈگری جو اُسکے متعلق حاصل کیگئی تھی یکسان طور پر زائد المیعاد ہیں اسلئے مجھے یہہ قرار دینا چاہئے کہ نالش ہذا بھی جو بربنائے قرضہ مذکور دائر کیگئی ہے زائد المیعاد ہونی چاہئے اور اسلئے وہ چل نہیں سکتی +

اسلئے نالش ہذا معہ خرچہ بربنائے پیمانہ عـ۲ خارج کیجانی چاہئے +

اِس فیصلہ کی ناراضی سے مدعیہ نے اپیل کیا +

مسٹر پیو بمعیت مسٹر الیوانس پو) منجانب اپیلانٹ: — مدعیہ کا استحقاق مرتہنی ابتک موجود ہے اسلئے اُسکو بلاشبہہ طور پر استحقاق رجاع نالش زیر دفعات ۶۷ و ۹۹- ایکٹ انتقال جائداد حاصل ہے- استحقاق رجاع نالش مذکور صرف اس امر کے ثابت کرنیسے قایم ہوسکتا ہے کہ اُسکے حقوق زیر رہن مذکور ابتک موجود ہیں لنسبت اُسکے استحقاق دعوے اہتمام کے وہ نہ صرف اُس جائداد کے برخلاف کارروائی کریگی جو واقعی طور پر اُسکے رہن مین شامل ہے بلکہ تعلقات عام جائداد یا اُسکے غیر منقسم جزو کی نسبت بھی- نالش صرف اہتمام کیواسطے نہیں ہے وہ بغرض موثر کرانے رہن کے بھی ہے

۱۸۹۶ء

جوگیمیا داسی
بنام
تہاکومنی داسی

اگر مدعیہ اہتمام کی مستحق نہیں ہے تو وہ ایک نالش بربنائے رہن مین ڈگری کی استدعا کرسکتی ہی بلسبت اختیار سماعت کے یہی نالش صرف بحوالہ جائداد مرہونہ کے دائر ہنیں کیگئی بلکہ باقی جائداد کی نسبت بہی ہے جسکا بابت حصہ کلکتہ مین واقع ہے + نیز مدعیہ کو نالش ہذا کے رجوع کرنیکا حق بطور ڈگریدار کے ہی فیصلہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۲ء حاصل ہے اب تک بباعث حکم فرقی ۱۸۸۹ء کے ابتک موقوف رہی ہے اسلئے میعاد ۱۸۸۹ء سے گذرنی شروع ہوئی ہو نہ کہ ۱۸۸۲ء سے نالش ہذا دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کی تابع نہیں بلکہ مد ۱۸۰ کی تابع ہے کیونکہ جب ایک ڈگری ہائیکورٹ مین منتقل کیجائے تو وہ ہر ایک طرح پر اور جملہ اغراض اجراء کے لئے بطور ڈگری ہائیکورٹ کے متصور کیجانی چاہئے مزید برآں بروئے مد ۱۴۷ کے ایک مرتہن کو بیعات یا نیلام کیواسطے ساٹھہ سال کی میعاد دیگئی ہے اور حق واسطے موثر کرنے استحقاق مذکور کے اُسے چاہئے کہ ایک نالش زیر دفعات ۹۰ و ۹۹ - ایکٹ انتقال جائداد رجوع کرے ملاحظہ ہو چندر ناتہہ بنام بروداسندری گہوس (۱) +

نالش ہذا ایک نالش بربنائے فیصلہ نہیں ہے فقرہ مذکور ایک مشہور فقرہ ہے جسکی ایک تمثیل نالش بربنائے فیصلہ یا ست غیرہ ہے - ایک نالش منجانب ڈگریدار کیواسطے اہتمام جائداد وہ موثر کرنے ایک کفالت کے کبہی ایک نالش بربنائے فیصلہ متصور نہیں کیگئی اور نہ وہ ایسی کہلاسکتی ہی جملہ مقدمات فیصل شدہ زیر بنا مذکور سی ظاہر ہوتا ہی کہ فقرہ مذکور کے وہی معنے ہین جو مینے ظاہر کئی ہین (سیز مقدمات چودہری بیروشنا تہہ داس بنام کالی پد و مکرجی (۲) و فتح نرائن چودہری بنام چندر ابتی چودہرائین (۳) کا حوالہ دیاگیا تہا اور سیز الخصاً کیاگیا تہا)

مسٹر ڈبلی منجانب رسپانڈنٹ :- خواہ نالش ہذا بربنائے رہن دائر کیگئی ہو یا بربنائے فیصلہ بہرحال وہ زائد المیعاد ہے مدعیہ نے اہتمام کا دعوے کیا ہے لیکن وہ بیلامی دعوی نہیں ہی - وہ محض ایک نمونہ اس دادرسی کا ہے جسکی کہ اُسنے استدعا کی ہے +

نیز جائداد ہائے جو نالش ہذا مین امر متنازعہ ہین کلیتاً عدالت ہذا کے حدود اختیار سماعت سی باہر ہین جائداد ہائے واقعہ کلکتہ جو مدعا علیہا کو کلکتہ مین عطا کیگئی ہین بطور کفالت زر ڈگری کے متصور نہین ہوسکتین کیونکہ مدعیہ زیادہ سے زیادہ بربنائے اپنے رہن کے اُس حصہ جائداد ہائے رہیندار کا دعوی کرسکتی ہی

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۸۱۳
(۲) ״ ״ ״ ״ ״ ۱۷ ״ ۵۴
(۳) ״ ״ ״ ״ ״ ۲۰ ״ ۵۵۱

۱۸۹۶ء
جوگیندرداسی
بنام
تہاکومنی داسی

جو راہن کے حصہ مین آیا تہا اور وہ کل جائداد ہائے حدود اختیار کے باہر مین +

اپیلانٹ کی ڈگری صرف ایک ڈگری زرنقد تہی وہ ایک ڈگری متعلق بابت نیلام نہتی - وہ بلاشبہ طور پر ایک ڈگری ہی زیر ایکٹ انتقال جائداد نہتی وہ اب ایسی ڈگری متصور نہیں ہوسکتی اور مدعیہ نے اسکو ایک ایسی ڈگری متصور کرنیکی کوشش نہیں کی کیونکہ اُسنے ایک درخواست ہائیکورٹ مین واسطے اجراء ڈگری کی کی تہی - اگر وہ ایک ڈگری رہن ہوتی تو کوئی امر مانع اسبات کا موجود نہتا کہ مدعیہ راہن کے غیر منقسمہ حصہ زمینداری ہا کو نیلام کراتی - اُسنے صرف قرقی جائداد کی درخواست کی تہی - کوئی درخواست دائیر بغرض اجرا موجود نہیں ہے اور اس امر کے باعث مقدمہ ہذا مقدمہ چودہری پرو شرام داس بنام کالی پدو بینرجی (۱) سے ممیز ہوتا ہے +

یہہ حجت کامیاب نہین ہوسکتی کہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہیں ہوتی کیونکہ یہہ دراصل ایک ڈگری ہائیکورٹ بصیغہ اختیار سماعت ابتدائی حسب شِق ۱۸۰ - ایکٹ میعاد ہے - فیصلہ مقدمہ ٹہنکوڑی دون بنام دیندرناتہ مکرجی (۲) عذر مذکور کا ایک جواب ہے - پہلا مجموعہ ضابطہ دیوانی امر زیر بحث کے متعلق مجموعہ حال سے بالکل مختلف تہا پُرانے مجموعہ کا تعلق اثر ڈگری کے ساتہہ واسطے اغراض اجرا کے ہے - مجموعہ حال کا تعلق اُس ضابطہ کے ساتہہ ہے جسکے کہ مطابق ڈگری کا اجرا کیا جاتا ہے اور اُسکے رُو سے ڈگری عدالت ماتحت ایک ڈگری ہائیکورٹ نہیں ہوجاتی +

اگر استحقاق اجرا زائد المیعاد ہے تو کوئی نالش کسی صورت مین بر بنائے فیصلہ رجوع نہیں کیجاسکتی ملاحظہ ہو فکیر اپا بنام پنہ ورنگا پا (۳) لیکن خواہ نالش زائد المیعاد ہو یا نہ ہو بہرحال کوئی نالش از قسم حال رجوع نہیں ہوسکتی - محمد آغا علی بنام بیوہ بالمکند (۴) کشن نند رام بنام انندرام کیاجی (۵) رنگا اسری بنام سپانی اساری (۶) نصیر الدین بنام ونکیتیش پربہو (۷)

بالآخر مواخذہ رہن موجود نہیں ہوسکتا اگر مدعیہ کو ایک ڈگری رہن حاصل ہے تو مواخذہ اسمین مخلوط ہوگیا اگر نہیں تو

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۵
(۲) " " " " ۱۷ " ۴۹۱
(۳) " " بمبئی " ۷ " ۷
(۴) لارپورٹ انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۴۲
(۵) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۴
(۶) مدراس " " " ۵ " ۳۷۵
(۷) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۸۳

سنہ ۱۸۹۶ء
جوگیما داسی
بنام
تہاکومنی داسی

اُسکی حیثیت زیادہ خراب ہے۔ صورت اوّل الذکر مین نالش زیر دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ممنوع السماعت ہے اور صورت موخر الذکر مین حسب دفعہ ۲۴۴ کے ❊

مسٹر ... نے اسکا جواب دیا ❊

فیصلجات ذیل صادر کئی گئی تہے ❊

میکلین صاحب چیف جسٹس :- صورت حال مین اپیلانٹ مدعیہ نالش حال نے بطور قائمقام اپنے متوفی شوہر رادہا جیون مسانی کے ایک نالش بخلاف تہاکمنی داسی کے بحیثیت قائم مقام اُسکے شوہر متوفی برجو ناتہ ڈے کے دائر کی ہے اور نالش کی غرض یہہ ہے کہ رقم واجب الادا بحق مدعیہ بر ڈگری رہن کا حساب کتاب کیا جائے اور برجو ناتہ ڈے کی جائیداد کا اہتمام عدالت سے کیا جاوے اور ایک رسیور مقرر کیا جاوے اور دادرسی منسلکہ مولہ اکبی ... واقعات مختصر حسب ذیل ہین :-

۷ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کو برجو ناتہ ڈے نے پانچ حصص مندرجہ بتین جائیداد کے کو رہن کیا جو تمام عدالت ہذا کے حدود اختیار سے باہر تہیں اور جنکا حوالہ مین مختصر طور پر حسب ذیل دیتا ہوں (۱) قطعہ سنکارا (۲) قطعہ شیاکہالا (۳) قطعہ بیگم ... رہن مذکور بحق مدعیہ کے شوہر متوفی کے واسطے محفوظ کرنے ... اور اُسکے سود کے کیا گیا تہا ❊

۲۲ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو مسانی مرتہن نے ایک نالش عدالت سبارڈینیٹ جج ہوگلی مین واسطے دلاپانے قرضہ مذکور کے دائر کی اور ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعا علیہ برجو ناتہ ڈے اِس اثنا مین فوت ہو چکا تہا اور مدعا علیہم حال بطور مدعا علیہم کے شامل مسل کئی گئی تہے) ڈگری حسب متذکرہ فقرہ چہارم عرضیدعوی کے صادر کیگئی تہی مجہے ڈگری مذکور کا حوالہ دینا چاہئے وہ پیپر بک کے صفحہ ۱۵ پر درج ہے (بعد پڑہنے ڈگری مذکور کے صاحب موصوف نے بیان کیا کہ) میری رائے مین وہ ایک ڈگری رہن تہی گو وہ مطابق اُس نمونہ کے نہتی جو ایکٹ انتقال جائیداد کے رو سے مقرر کیا گیا ہے جو یکم جولائی سنہ ۱۸۸۲ء کو نفاذ پذیر ہوا تہا۔ لیکن وہ مطابق اُس نمونہ کے تہی جسکے مطابق بہت سے سنوات سے ایسی ڈگریات عدالت ہائے مفصل مین مرتب کیجاتی تہیں۔ ڈگری ڈگری مذکور مین ادائگی زر رہن و وصولی جائیداد مرہونہ اور اُسمین سے زر رہن کے وصول کرنے کا حکم ہے۔ یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ دعوے نالش حال مین یہہ استدعا کیگئی ہے کہ دعوے زر نقد جائیداد مرہونہ مین سے وصول کیا جانا چاہئے اور اُسکے ناکافی ہونیکی صورت مین دیگر جائیداد مدعا علیہ سے میری رائے مین ڈگری ...

سنہ ۱۸۹۶ع

جوگیمیا داسی
بنام
تہاکومنی داسی

ایک ڈگری رہن تہی یعنی ایک ڈگری جو ایک نالش رہن مین صادر کیگئی تہی جسمین مرتہن نے نہ صرف ذاتی فیصلہ بخلاف مدیون کی استدعا کی ہے بلکہ جائیداد مرہونہ کے بغرض ایفاء دعویٰ دلاپانے کی بہی استدعا کی ہے +
۱۲ جولائی سنہ ۱۸۸۳ع کو مرتہن نے عدالت منفصل مین اجراء ڈگری کی درخواست کی اور ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۸۳ع کو عدالت مذکور نے یہہ حکم دیا کہ ڈگری ہائیکورٹ مین بغرض اجراء منتقل کیجاتی چاہئے - ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۸۵ع کو ایک حکم قرقی مسٹر بولین صاحب جسٹس نے صادر کیا اور مدعیہ بیان کرتی ہے کہ حکم مذکور اتبک نافذ ہے - تاریخ حکم مذکور یعنے ماہ جنوری سنہ ۱۸۸۶ع سے مدعیہ نے ۲۹ اگست سنہ ۱۸۹۴ع تک یعنی قریباً ۸ سال بعد تک کچھ بہی نکیا جبکہ اُسنے ایک سمن اپنی نالش نیلام جائیداد ہائے مرہونہ زیر دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جائیداد مین حاصل کیا اور ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۵ع کو درخواست مذکور معہ فرچہ خارج کیگئی تہی - اس اثنا مین کارروائیات دربارہ تقسیم کل جائیداد ہائے اور جدا کرنے ان حصص کے کیگئی تہیں جو کہ ابتدائی مدعاعلیہ برجو ناتہ دے نے بروئے رہن نامہ ۶ اپریل سنہ ۱۸۸۰ع کے رہن کئے تہے - واقعات کارروائیات مذکور کا حوالہ مختصر طور پر دیا جاسکتا ہے - نالش ۱۸ فروری سنہ ۱۸۸۰ع کو رجوع کیگئی تہی اور ڈگری ۴ اپریل سنہ ۱۸۸۱ع کو صادر کیگئی تہی جسکے روسے تقسیم جائیداد اور اس امر کے استقرار کی استدعا کیگئی تہی کہ کس قدر حصہ برجو ناتہ دے کا جائیداد مذکور مین تہا +

۲۶ مئی سنہ ۱۸۹۱ع کو نالش موخر الذکر مین ایک رسیور مقرر کیا گیا تہا +

۳۰ جون سنہ ۱۸۹۵ع کو ایک ڈگری صادر کیگئی تہی جسکا منشاء فقرہ ۱۰ عرضیدعوی مین مذکور ہے + بتعمیل ڈگری مذکور کے کمشنران نے بہت سی رپورٹ کی تہیں جنکو حسب ضابطہ طور پر عدالت نے بحال کیا تہا اور بذریعہ رپورٹ مورخہ ۴ جون سنہ ۱۸۹۴ع کے قطعہ بکار امالیتی مبلغ ... روپیہ اور دیگر جائیداد مالیتی مبلغ ... روپیہ مدعاعلیہ کے حصہ مین دیگئی تہی اور قطعہ شیا کہالا و موضع بیگم پور دیگر ارکین خاندان کے حصہ مین آئے تہے - صرف ایک اور امر جسکا حوالہ دینا میرے لئے ضروری ہے یہہ ہے کہ بروئے ڈگری عدالت ہذا مصدرہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۸۳ع بنالش رہن منجانب لال بہاری دت بخلاف مدعاعلیہا حال کے ڈگری متذکرہ فقرہ ۳ مندرجہ عرضیدعوی صادر کیگئی تہی +

زیر دفعہ موخر الذکر رجوع کرے۔ لیکن دفعات مذکور متعلق نہیں ہوسکتیں اگر مرتہن نے پہلے سے ایک ڈگری نیلام حاصل کی ہو جیسا کہ میری رائے میں اُسنے حاصل کی ہے یعنے ڈگری ۱۸۸۲ء +

لیکن خواہ یہہ امر کسیطرح پر ہو نالش حال ایک ایسی نالش نہیں ہے جسکا کہ ذکر دفعات ۹۹ و ۶۷۔ ایکٹ انتقال جائداد میں ہے اور اگر وہ بملحوظی مقام وقوع جائداد مذکور اور دفعہ ۲ فرمان شاہی کر دہ ایسی نالش ہو بھی تاہم عدالت ہذا اُسکی سماعت نہیں کر سکتی +

صورت حال میں مدعیہ نے کئی سال تک اپنے حقوق پر انحصار کیا ہے اور اگر اُسنے اپنی چارہ جوئی بمقابلہ مدعا علیہا کے زائل کردی ہے تو یہہ خود اُسکی غلطی ہے۔ تنازعہ اس امر کے متعلق ۱۸۸۵ء سے ہو رہا ہے اور آٹھ سال تک مدعیہ نے کچھ نہیں کیا اور اُسنے کبھی کوئی کارروائی واسطے موثر کرانے اپنے حکم ڈگری ۱۸۸۶ء کے نہیں کی۔ اور اب قریباً ۱۳ سال بعد از جلع نالش ابتدائی کے اُسنے یہہ استدعا کی ہے کہ کل معاملہ از سر نو شروع کیا جائے اور تنازعہ کا دروازہ پھر کھول لیا جائے میری رائے میں ایسے دعوے کا کامیاب ہونا نامناسب ہے اگر ایسا کیا جائے تو تنازعہ کبھی ختم نہوگا +

وجوہات مذکورہ بالا کے روسے میری یہہ رائے ہے کہ اپیل ناکامیاب رہا ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے +

میکفرسن صاحب جسٹس:۔ خواہ نالش ہذا مبنی بہ قرضہ ابتدائی متصور کیجائے یا مبنی بر رہن یا فیصلہ یا ڈگری سنہ ۱۸۸۲ء بہرحال وہ میری رائے میں چل نہیں سکتی۔ قرضہ ایک زر ڈگری ہوچکا ہے اور بروئے مد ۱۲۲۔ ایکٹ میعاد کے کوئی نالش اب برنبائے فیصلہ مذکور نہیں کیجا سکتی بیان یہہ کیا گیا ہے کہ یہہ ایک نالش برنبائے فیصلہ حسب منشاء مد مذکور نہیں ہے کیونکہ یہہ ایک نالش متعلق جائداد ہے لیکن اگر کوئی نالش برنبائے فیصلہ رجوع نہیں ہوسکتی تو مین یہہ نہیں سمجھہ سکتا کہ کسطرح پر فیصلہ مذکور نالش ہذا میں ایک وجہ دادرسی بنایا جاسکتا ہے +

ازاں بعد یہہ بیان کیا گیا ہے کہ مواخذہ رہن اتبک موجود ہے اور زیر دفعہ ۹۹۔ ایکٹ انتقال جائداد مدعیہ اتبک ایک نالش واسطے نیلام جائداد مرہونہ کے رجوع کر سکتی ہے۔ اگر نالش حال بالفرض ایک ایسی ہی نالش متصور کیجائے تاہم مین سیل صاحب جسٹس کے ساتھہ اُن وجوہات میں متفق ہوں جو اُنہوں نے اس امر کے متعلق بیان کی ہیں کہ عدالت کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہیں لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری ۱۸۸۲ء درحقیقت ایک ڈگری نیلام جائداد ہائے مرہونہ ہے اُسمیں جائداد ہائے مذکور کا ذکر ہے اور

سنہ ۱۸۹۲ء

جوگیندر داسی بنام ... داسی

اجرا کے واسطے ارسال کیگئی تہی تو وہ در اصل ایک ڈگری عدالت ہذا ہوگئی تہی۔ میری رائے مین مقدمہ ٹنکوڑی دیبی بنام ونبدا ناتہ مکرجی (۱) اور اُن وجوہات کا حوالہ دینا کافی ہے جو اس مین اس امر کے قرار دینے کے واسطے درج ہین کہ عذر مذکور منظور نہین ہوسکتا۔

میری رائے مین اپیل ہذا ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

ٹریولیین صاحب جسٹس۔ میری رائے مین اپیل نالش ناکامیاب رہتی ہین۔

میری رائے مین یہ امر بالکل صحیح ہے کہ مدعیہ کو بہتر استحقاق اجراے نالش بخلاف قائم مقام بروجنا تہہ ڈے کے حاصل نہین ہے بہ نسبت اُسکے جو اُسے خود بروجنا تہہ ڈے کے بخلاف حاصل ہوتا اگر وہ زندہ ہوتا۔ اسکی وفات سے مدعیہ کے استحقاق اجراے نالش مین فرق نہین آسکتا گو اُسکے بیٹے سے دادرسی کی نوعیت تبدیل ہوگئی ہے۔

یہ امر بہی میری رائے مین صحیح ہے کہ حال جیسی نالش بروجنا تہہ ڈے کے مقابلہ مین کامیاب نہ ہوتی اگر وہ زندہ ہوتا وہ جزواً رہن پر اور جزواً ڈگری پر مبنی ہے۔ جہانتک کہ رہن پر مبنی ہے استحقاق مذکور ۲۹ ستمبر ۱۸۸۶ء کی ڈگری مین مخلوط ہوگیا تہا۔ جو ایک ڈگری رہن مطابق نمونہ مندرجہ ضمیمہ مفصل قبل نفاذ ایکٹ انتقال جایداد کے تہی اور اسمین وصولی زر قرضہ کی ہدایت از جایداد مرہونہ و دیگر جایداد مدعاعلیہ کیگئی تہی۔ کوئی مزید حقوق بربناے رہن نہوسکتے تہے (۲) اُن کا استحقاق ایک ڈگریدار کا استحقاق ہوگیا تہا چونکہ نالش حال زر ڈگری پر مبنی ہے اسلیئے وہ بروے مد ۱۲۲ ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے لیکن قطع نظر اسکے یہی ایک نالش واسطے موثر کرنے ڈگری کے دایر نہین ہوسکتی جبکہ اجرا زائد المیعاد ہوگیا ہو۔

ممکن ہے کہ اُن کارروائیات مین سے جو زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی شروع کیگئی ہین کوئی نتیجہ اخذ ہوسکے لیکن محض اس امر واقعہ سے کہ کارروائیات مذکور زائل نہین ہوئین ڈگری زندہ نہین رہ سکتی تاکہ وہ سواے جاری رکہنے کارروائیات متدایرہ کے کسی اور طرح پر قابل اجرا ہوسکے الفاظ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے صریح پر ایک اور درخواست کی بغرض اجراے ڈگری مذکور دایر کیے جانے سے امتناع کیا گیا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۱۔

۱۸۹۶ء
جوگیندا ناتھ
بنام
ٹھاکر منی داسی

۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ہی میری رائے مین متعلق ہوتی ہے کیونکہ کسی کارروائی متذاجرا کے کئے جانے کو زاید از عرصہ تین سال کا گذرچکا ہے اسلئے درخواست اب زاید المیعاد ہوگی۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ ۱۸۰ متعلق ہوتی ہے میری رائے مین قانون میعاد بذریعہ انتقال کارروائیات اجرا کے تبدیل نہین ہوتا ڈگری ایک ڈگری ہائیکورٹ نہین ہوسکتی گو وہ ایسا ہی موثر کیجاتی ہو جس طرح کہ ڈگریات ہائیکورٹ موثر کیجاتی ہین۔

بحث مذکور ایک ضمنی رائے سر بارنس پیکاک صاحب پر مبنی ہے جو بحوالہ معنی ایکٹ اور ایکٹ کے ظاہر کیگئی ہے۔ رائے مذکور کو ان دیگر چار ججان نے پسند نکیا تھا جو چیف جسٹس کے ساتھ اجلاس فرماتے تھے رائے مذکور اب متعلق نہین ہوتی کیونکہ اب ہمارے روبرو ایسے ایکٹ ہے جنکی عبارت بالکل مختلف ہے میری رائے مین رائے مذکور کا مقدمہ حال سے متعلق کرنا ناممکن ہے۔ الفاظ ۱۸۰ ایکٹ میعاد میری رائے مین اس تعبیر کے کرنیکواسطے بالکل صاف ہین جو مسٹر پیو نے انکی نسبت کی ہے اور مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی امر نسبت محدود کرنے الفاظ مذکورہ کے موجود نہین۔

دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے عدالت ہذا کو یہ ہدایت کیگئی ہے کہ اس ڈگری کا اجرا کر ہم انکی طرف ارسال کیجائے گویا کہ وہ ڈگری عدالت ہذا نے باستعمال اختیارات ابتدائی دیوانی کے صادر کی ہے۔ طریق اجرا بحوالہ اس ضابطہ کے ظاہر کیا گیا ہے جسکے رو سے اجرا کیا جانا چاہئے اور آئین کوئی حوالہ میعاد کا نہین دیا گیا وہ صرف ہائیکورٹ کے ضابطہ اجرائے ڈگری کے متعلق ہے۔

میری رائے مین اجرائے ڈگری سوائے اس صورت کے جس مین پہلے سے کارروائی دائر ہو (جس سے ہمارا اسوقت کوئی تعلق نہین) زاید المیعاد ہے پس اس صورت مین استحقاق مدعیہ دربارہ اجرائے نالش ہذا کے ناکامیاب رہنا چاہئے مزید بران میری یہ رائے ہے کہ الفاظ دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے نالش ہذا بہ خلاف مدیون ڈگری کے دائر نہین کیجاسکتی اسلئے وہ نالش حال کی مانع ہے۔ گو بہ لحاظ اس رائے کے جو مینے نالش کی نسبت اختیار کی ہے یہ ضروری نہین ہے کہ سوال میعاد کا فیصلہ کیا جائے۔ وہ سوالات جو نالش ہذا مین اٹھائے گئے ہین صرف " وہ سوالات ہین جو

۱۸۹۵ء
جوگیندر داسی
بنام
تھاکر سنی داسی

مابین فریقین اُس نالش کے پیدا ہوئے تھے جس میں ڈگری صادر ہوئی تھی یا مابین انکے قایم مقامان کے " اور وہ کارروائیات اجرا سے علاقہ رکھتے ہیں ۔ نالش ہذا کی غرض صریح طور پر ڈگری کا اجرا بخلاف ایک ایسی جایداد کے حاصل کرنیکی ہے جو سود کی جایداد مرہونہ کیسے ہے میں نہیں دیکھہ سکتا کہ کیون اس سوال مابین فریقین کا فیصلہ عدالت اجرا ڈگری دوران اجرا میں نہیں کیا جانا چاہیے ۔ مقدمہ پرسنو کمار سینال بنام کالیداس سینال (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ محدود تعبیر دفعہ ۲۴۴ کی نکیجائی چاہیے لیکن وہ تمام سوالات جنکا فیصلہ ممکن طور سے کارروائیات اجرا میں ہو سکتا ہے اسی طرح پر فیصل کیا جانا چاہیے ۔

میں اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون ۔ اپیل خارج کیا گیا ۔

اٹرنی منجانب اپیلانٹ :۔ بابو کالی ناتھہ متر ۔

اٹرنی منجانب ریسپانڈنٹ :۔ بابو گنند رانراین دت ۔

استصواب فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۳ مارچ ۱۸۹۵ء

ملکہ معظمہ **بنام** مانک چندر سرکار (۱)

طریق عمل ۔ اجازت استغاثہ ۔ درخواست حصول اجازت ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ا ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۹۵ و ۴۳۹ ۔ مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء دفعہ ۲۰۲ ۔ واپسی مشروط معافی ۔

ایک درخواست بعدالت ہائیکورٹ بغرض منظوری استغاثہ ایک شخص کے جسنے جھوٹی گواہی دی ہو بذریعہ تحریک منجانب سرکار کے عدالت میں کیجاتی چاہیے ۔

واپسی مشروط معافی زیر دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب اس عہدہ دار کے کیجانی چاہیے جسنے وہ عطا کی ہو نہ کہ منجانب ہائیکورٹ کے ۔

مقدمہ ہذا کا استصواب مسٹر رچ نے لیئے بدین استدعا ہائیکورٹ کیا تھا کہ وہ مشروط معافی واپس لیجائے جو جائینٹ مجسٹریٹ ہیرپور نے ایک شخص کو دی ہے اور اُسکے استغاثہ کی منظوری زیر دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری دیجانی چاہیے ۔

---

(۱) استصواب فوجداری نمبر ۔۔۔ ۱۸۹۵ء منجانب جوائنٹ مجسٹریٹ صاحب ۔۔۔ موخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ ۔۔۔ ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۶ ۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ
بنام
مانک چند سرکار

استصواب مذکور حسب ذیل تہا:-

زیر دفعہ ۳۹۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین نہایت ادب سے ہائیکورٹ سے ملتمس ہون کہ وہ مشروط معافی واپس لیجائے جو زیر دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری جائینٹ مجسٹریٹ جیسور نے رسم پرشاد بہیلیا کو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مانک چند سرکار مین جو زیر دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند تہا عطا کیگئی تہی کیونکہ اُسنے بالارادہ اپنی شہادت بعدالت سشن مین ہر ایک شے متعلق قتل عمد کو مخفی رکہا ہے اور اُسنے اپنا پہلا بیان جو اُسنے مجسٹریٹ جیسور کے روبرو دیا تہا واپس لیا ہے جسکی ایک نقل منسلکہ استصواب ہذا ہے عدالت ہذا مین اُسنے بیان کیا ہے کہ بیان مذکور بباعث اس امر کے کیا گیا تہا جو اُسے سپاہیون نے سکہائی تہی شہادت ثبت پنچایت چند اکند سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیان مذکور ملزم سے جبراً بذریعہ مارنے کے یا دہمکی دینے کے کرایا گیا تہا کوئی وجہ اسکے کامیاب ہونا نہ زیر دفعہ ۲۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کی موجود نہین کیونکہ گو یہ صاف ہی نہ ہو پہلے آپکو ملزم مانک چند سرکار کے ساتہہ مجرم نہ بنایا تہا لیکن یہ امر صریح ہے کہ یا تو اُنکی وجہ شہادت جو اُسنے جائینٹ مجسٹریٹ جیسور کے روبرو دی تہی غلط ہے یا وہ جو اُسنے عدالت سشن مین ۲۰ ماہ حال کو دی ہے جسکی نسبت سے مین استدعا کرتا ہون کہ عدالت ہذا مہربانی سے اسکے استغاثہ زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند و زیر ضمن (۳) دفعہ ۳۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی منظوری عطا کرے ملزم مانک چند سرکار متفق الرائے ہوکر جوری سے بری کیا گیا تہا محض اس سبب سے کہ ہم گواہ نے وہ بیانات واپس لئے ہین جو اُسنے جائینٹ مجسٹریٹ کے روبرو کئے تہے اور اسطرح مقدمہ ہذا مین ایک بے انصافی وقوع مین آئی ہے"

تجویز ہائیکورٹ (گہوس صاحب اور گارڈن صاحب ججان) حسب ذیل ہے:-

ہماری یہ رائے ہے کہ درخواست منظوری استغاثہ بغرض جہوٹی گواہی دینے کے بذریعہ تحریک منجانب سرکار عدالت سے عطا کیجانی چاہئے۔ نہ کہ بذریعہ حکم استصوابی کے جیسا کہ سشن جج نے صورت حال مین ارسال کیا ہے۔

نسبت دوسری سفارش کے جو سشن جج نے کی ہے ہماری رائے مین وہ غیر مستند ہے (جسکی رو سے مشروط معافی دیگئی ہے) کہ اُسے واپس لیا جائے اور عدالت ہذا ایسا کرنیکی مجاز زیر دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری نہین ہے۔

نگرانی فوجداری

باجلاس گھوس صاحب و گارتھ صاحب جسٹس۔

۲۰ مارچ ۱۸۹۶ء

ایس کھون (سایل) بنام اے میتھیوس (فریق مخالف)۔*

مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۲۶۹ فعل غفلت یعنی شخص کو ہسپتال مین لیجانے سے انکار کرنا جو ایک متعدی مرض مین مبتلا ہو۔ تعزیرات ہند دفعات ۲۶۸ و ۲۷۰۔

جبکہ ایک مان نے جسکی دختر مرض چیچک مین مبتلا تھی اسکو ہسپتال مین بتعمیل اس حکم کے لیجانے سے انکار کیا جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے صادر کیا تھا الا اسصورت مین کہ وہ بھی اسکے ساتھ جائے اور اسپر جرم زیر دفعہ ۲۶۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی تجویز مجسٹریٹ ضلع سے کیگئی تھی۔

تجویز ھوئی کہ کوئی ناجایز غفلت حسب منشا دفعہ ۲۶۹ مجموعہ تعزیرات ہند نہ کیگئی تھی۔

سایل مسز کھون ایک مکان واقعہ ہوڑا مین رہتی تھی اور اسکے ساتھ اسکی دختر اور ایک شخص مسٹر ویبر رہتے تھے۔ جو بطور دوست اس خاندان کے بلاکرایہ رہتا تھا اور اس کمرہ مین رہا کرتا تھا جو دختر کے کمرہ کے قریب تھا۔

دختر مذکور کو چیچک نکل آیا چنانچہ مجسٹریٹ ضلع نے ایک حکم اسکے ہسپتال مین لیجائے جانیکے واسطے صادر کیا۔ مسز کھون نے تعمیل حکم مذکور مین اصرار کیا اور بیان کیا کہ اگر اسکی دختر ہسپتال مین لیجائی جائے تو وہ بھی اسکے ساتھ جائیگی۔ اسپر سایل مسز کھون پر استغاثہ زیر دفعہ ۲۶۹ مجموعہ تعزیرات ہند کیا گیا اور اسکو مجسٹریٹ نے چار یوم کی قید محض کا حکم دیا۔

برطبق درخواست بعدالت ہذا مسز کھون نے ایک قاعدہ حاصل کیا جسکے رو سے مجسٹریٹ مذکور بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا کہ کیون تجویز جرم و حکم سزا زیر دفعہ ۲۶۹ مجموعہ تعزیرات ہند منسوخ نہ کئے جانے چاہئیں۔

مسٹر جیکسن بمعیت ڈاکٹر اشوتوش مکرجی و بابو مہندرا ناتھ رائے منجانب سایل۔ زیر دفعہ ۲۶۹ مجموعہ مذکور ایک فعل کا کرنا اسکے ترک کرنیکے مساوی نہین ہے۔ جہان تعزیرات ہند مین سوال ترک فعل کی نسبت کارروائی کیگئی ہے وہان صریح طور پر ایسا بیان کیا گیا ہے۔ سایل نے چیچک کے عمل کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ اس نے کس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ آیا کسی قانون مین یہ حکم ہے کہ ایک مان کو

* نگرانی فوجداری نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۶ء بابت اراضی حکم مسٹر ایچ ایف ای میگوائر صاحب مجسٹریٹ ہاوڑہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۹۰۸ء
ایس کہون
بنام
اسمپتھیرس

واقعات کی موجودگی میں اپنی دختر سے جدا رہنا چاہئے؟ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کرشنا پا (۱) مختلف تہا جہانکہ ایک شخص مبتلائے مرض ہیضہ ایک گاڑی میں بیٹہہ گیا تہا۔ صورت حال میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سائل کا ایک مکان تہا لیکن اس امر کی نسبت کوئی شہادت موجود نہین کہ مقدمہ مذکورہ مین کوئی مکان تہا۔ ایک شخص بغیر کرایہ کے ایک کمرہ مین رہتا ہے۔ دفعہ ۲۶۹ مقدمہ حال سے متعلق نہین ہوتی کیونکہ سائل نے کسی امر کا ارتکاب نہین کیا۔ دفعہ ۲۷۰ اس سے بہی کم متعلق ہوتی ہے ایسا ہی دفعہ ۲۶۸ کا حال ہے وہ امر باعث تکلیف عام کیا ہے جو ایک صد اگہر میں کیا جائے؟ کسطرح سائل کسی جرم کی مرتکب اس امر سے ہوسکتی ہے کہ اسنے اپنی دختر کو ہسپتال لیجائے جانے کی اجازت نہین دی الا جبکہ وہ خود بہی اسکے ساتہہ ہے۔

کوئی شخص منجانب معترض اظہار وجہ حاضر نہ ہوا۔

تجویز ہائیکورٹ دگہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس حسب ذیل ہے:-

واقعات مقدمہ ہذا مختصر ہین۔ سائل مسز کہون ایک خاص مکان واقعہ اوٹرہ مین اپنی دختر کے ساتہہ رہتی ہے اور ایک شخص (مسٹر ویبر) جو خاندان کا دوست ہے بلا کسی ادائگی کرایہ کے انکے ساتہہ رہتا تہا اور اس کمرہ مین رہا کرتا تہا جو دختر کے کمرہ کے قریب تہا۔ دختر مذکور کو خفیف سا چیچک نکل آیا اور مجسٹریٹ ضلع نے ایک حکم صادر کیا کہ وہ ہسپتال پہونچائی جائے۔ حکم مذکور کی تعمیل کرتے وقت مسز کہون نے عذر کیا اور کہا کہ اگر اسکی دختر لیجائی جائیگی تو وہ بہی ساتہہ جائے گی۔ اسپر ایک استغاثہ اسکے برخلاف زیر دفعہ ۲۶۹ مجموعہ تعزیرات ہند دائر کیا گیا تہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکو چار یوم کی قید محض کی سزا دیگئی ہے۔

مقدمہ کی تجویز سرسری طور پر کیگئی تہی اور مجسٹریٹ نے شہادت کا مختصر حوالہ دیکر حسب ذیل بیان کیا ہے:-

"معلوم ہوتا ہے کہ ملزم اپنے مکان مین کرایہ داران رکہتی ہے اور گواہ اس کمرہ کے قریب رہتا ہے جسمین چیچک کی مبتلا لڑکی رہتی ہے اور بہت اغلب ہے کہ چیچک شہر مین بہی پہیلجائے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ساتہہ (بالخصوص اسوجہ سے کہ وہ دایہ رہی ہے اور اسی بہتر علم ہونا چاہئے) سختی سے کارروائی کیجائے"

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۴۰

ایس کہون
بنام
ایمپریس

معاملہ کی نسبت یہ رائے اختیار کرسکتے تھے کہ ملزم حسب تذکرۂ [illegible] جرم کی۔

دفعہ ۲۶۹ مجموعہ تعزیرات ہند باب ۱۴ مین درج ہے جسکا عنوان ”دربارہ جرائم متعلق بہ صحت عوام الناس وامن وآسایش وحیا وعادات کے“

دفعہ اول یعنے دفعہ ۲۶۸ باب مذکور کی بدین حکم ہے کہ کس طرح پر ایک شخص امر باعث تکلیف عام کا مجرم ہوسکتا ہے اور دوسری دفعہ ۲۶۹ مین یہ حکم ہے کہ

”جو کوئی شخص خلاف قانون یا غفلت سے کوئی فعل کرے جو ایسا ہے اور جسکو وہ جانتا ہے یا جسکی نسبت وہ باور کرنے کیوجہ رکہتا ہے کہ اس سے کسی ایسے امر کی عفونت پہنچنے کا احتمال ہے جس سے جان کو خطرہ ہے تو شخص مذکور کو دونون قسمون مین سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائیگی جسکی میعاد چھہ مہینے تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ کی سزا یا دونو سزائین دیجائینگی“

معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ کی یہ رائے تہی کہ چونکہ ملزم نے اپنے مکان مین کرایہ دار رکہے تہے اس لئے اغلب تہا کہ کرایہ داران کو مرض مذکور ہوجاوے اور انکی وساطت سے مرض کل شہر یا ڈلہوزی مین پہیل جاوے۔ مجسٹریٹ نے اپنی تشریح ارسال کردہ بعدالت ہذا مین اسی رائے کو بیان کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ مسٹر کہون کا فعل خلاف قانون تہا لفظ ”ناجایز“ مندرجہ دفعہ ۲۶۹ سے وہی مراد ہے جو لفظ ”خلاف قانون“ کی دیگر مقامات تعزیرات ہند مین ہے اسلئے مسٹر کہون کا طریق عمل ”امر باعث تکلیف عام“ کی ذیل مین آتا ہے۔

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلطی جو مجسٹریٹ نے کی تہی یہ تہی کہ اسنے یہ خیال کیا تہا کہ مسٹر کہون نے کرایہ داران اپنے مکان مین رکہے تہے اسکی نسبت کوئی شہادت موجود نہین صرف ایک ہی شخص جو آنجا مکان مین رہتا ہے ایک دوست جو کرایہ دار نہین اور وہ مجاز ہے کہ جس وقت چاہے کہین چلا جاوے مسٹر کہون اسکی ذمہ دار نہ تہی اگر وہ وہین رہنا پسند کرے اور خود اپنی غلطی سے مرض چیچک مین مبتلا ہو۔

لفظ ”خلاف قانون“ کی تعریف تعزیرات مین کیگئی ہے لیکن لفظ ”ناجایز“ کی تعریف نہین کیگئی اور بہت سی دفعات مجموعہ مذکور مین ہر دو الفاظ مذکور کا استعمال کیا گیا ہے ایک فعل جایز ہوسکتا ہے گو وہ خلاف قانون ہو اور ایک فعل ناجایز ہوسکتا ہے گو خلاف قانون نہو۔ لیکن مجسٹریٹ کی رائے کو درست تسلیم کرکے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مسٹر کہون کا فعل ”امر باعث تکلیف عام“ کی حد تک پہنچتا تہا اور عوام الناس کی صحت مین خلل انداز ہوتا

اور

سنہ ۱۸۹۷ء
کہون
بنام
ایمپرس

وہ اپنی دختر کے ساتہہ ایک مکان مین رہتی تہی جسکی وہ مالک تہی وہ ایک وہ ایک شارع عام تہا وہ کرایہ داران کو اپنی مکان مین نہ رکہتی تہی وہ اپنی دختر ایک کمرہ مین رکہتی تہی اور کبہی اُسکو مکان سی باہر کسی عام مقام تک لیجاتی تہی - اور ہم معلوم نہین کر سکتے کہ کسطرح اُس لڑکی کو مکان مین رکہنے یا اُسکے ہسپتال مین لیجا نہین اصرار کرنے سے اُسنے کوئی ضرر عام نقصان یا تکلیف عوام الناس کو یا اُن اشخاص کو جو اُسکے قرب جوار مین رہتے تہے -

حسب منشاء دفعہ ۲۶۸ پہونچایا تہا جسمین امر باعث تکلیف عام کی تعریف کیگئی ہے ✚

یہہ امر کہ امر باعث تکلیف عام کیا شئے ہے باب مجموعہ ضابطہ فوجداری سے معلوم ہو سکتا ہے جسکا عنوان ”امر باعث تکلیف عام“ ہی اور نیز وہ ضابطہ معلوم ہوسکتا ہے جسمین ایسی امر باعث تکلیف کے واسطے درج ہی ✚

اب ہم دفعہ ۲۶۹ کیطرف عود کرتے ہین - آیا یہہ کہا جا سکتا ہے مسز کہون کا فعل اپنی لڑکی کو گہر مین رکہنے کا کو وہ مرض چیچک مین مبتلا تہی ایک فعل خلاف قانون تہا اور آیا یہہ کہا جا سکتا ہے کہ جب اُسنے ایسا کیا تہا اور جب اُسنے لڑکی کے ہسپتال مین لیجائی جانیسے انکار کیا تہا تو اُسے معلوم تہا یا اُسکے پاس اس امر کے باور کرنیکی وجہ موجود تہی کہ اغلب نتیجہ اسکا مرض چیچک کے پہیلنے مین ہوگا ؟ - ہم ان سوالات کا جواب اثبات مین دینے کے ناقابل ہین اسمین شک نہین کہ اُسکا فرض تہا اگر اُسکے پاس یہہ وسایل موجود رہتے کہ اپنے بچہ کو ایسے طریق پر رکہے جس سے دوسرے شخص بسبب مرض مذکور نہ پہیلے اور بظاہر اُسنے ایسا ہی کیا تہا جیسا کہ اُسپر لازم تہا اور ہماری رائے مین اُسنے کسی ناجائز فعل کا ارتکاب اس امر مین نکیا تہا کہ لڑکی کے ہسپتال مین لیجائے جانے مین مزاحمت کی تہی - اور اسمین شک نہین کہ یہہ امر بہتر طور پر کہا جا سکتا ہی کہ بیمار کا شارع عام مین سی لیجایا جانا زیادہ تر نقصان دہ بحق عوام کے ہوگا بہ نسبت اسکے کہ اسکو ایک پرائیویٹ مکان مین رکہا جائے ✚

ہم اس امر کے متعلق اُن چند آرائے کا حوالہ دیسکتے ہین جو لارڈ بلیکبرن صاحب نے مقدمہ میٹرو پولیٹن اسائلم ڈسٹرکٹ بنام ہل (۱) مین ظاہر کی ہین جہان سوال فیصلہ طلب یہہ تہا کہ ہسپتال چیچک ایک امر باعث تکلیف عام ہے اور جہان متعدی بیماری کے نہ پہیلانیکے فرض پر غور کیا گیا تہا - لارڈ بلیکبرن صاحب نے اپنے فیصلہ کے دوران مین حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے ”جہان اُن اشخاص کے پاس جنکو ایک متعدی بیماری والے مریض کی حفاظت حاصل ہو ایسے وسایل موجود نہون جنکے رو سے وہ بیمار کو دیگر اشخاص خانگی سے جدا نرکہ سکتے ہون جو صورت کہ غربا مین عموماً ہوتی ہی

(۱) لا رپورٹس مقدمات اپیل جلد ۶ صفحہ ۱۹۳ (۲۰۵)

جو قلمبند نکئے گئے تھے لیکن جو قبل کسی شہادت استغاثہ کے قلمبند کئے جانیکے دیگئی تھی اُسکے بعد ملزم کی تجویز شروع کیگئی اور اُسپر تجویز جرم کیجاکر اُسے دو سال کی قید سخت کا حکم دیا گیا تھا۔ مجسٹریٹ مذکور نے اپنے فیصلے کے آخری جزو مین حسب ذیل حکم دیا تھا:۔

"مین ہدایت کرتا ہون کہ اُس نقد و زیورات مین سے جو پولیس نے حاصل کی ہین ایک رقم زر تلف کردہ منجانب ملزم مقدمہ ہذا کے برابر مستغیث کو دیجانی چاہئے اور باقی روپیہ پولیس کے پاس تا صدور احکام مزید دوسرے مقدمہ کے فیصل ہونے تک رہنا چاہئے ملاحظہ ہو دفعہ ۵۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری"

جبکہ ملزم کو پولیس نے گرفتار کیا تھا تو زیورات طلائی بقیمت ... اور مبلغ ... کے نوٹ و منقودات اُسکے قبضہ مین پائے گئے تھے۔

مسٹر پی ایل رائے بمعیت بابو اتول کرشن گہوس منجانب اپیلانٹ: مجسٹریٹ کو مقدمہ ہذا فیصل نکرنا چاہئے تھا کیونکہ اُسنے اپنے آپکو اسطرحپر مقدمہ کا گواہ بنالیا تھا کہ اُسنے ملزم کو اجازت دی تھی کہ اُسکے روبرو بیان غیر قلمبند شدہ دے ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام منگیم (۱) ملکہ معظمہ بنام ڈانلی (۲) ملزم کا بیان زیر دفعہ ۳۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری قلمبند کیا جانا چاہئے تھا نسبت اُس حکم مجسٹریٹ کے جسکے روسے مستغیث کو ایک رقم مساوی اُس روپیہ کے جو تلف کیا گیا تھا اُن زیورات میں سے دلائی گئی تھی جو ملزم کے پاس پائے گئے تھے مین ملتجی ہون کہ وہ عدالت ہذا سے منسوخ کیا جانا چاہئے (گہوس صاحب جسٹس:۔ ہم حکم مذکور کو منسوخ کرسکتے ہین لیکن ہمین کوئی اختیار سماعت بخلاف ملزم کے حاصل نہین) مقدمہ ملکہ معظمہ بنام جگبنس موچی (۳) مین یہہ قرار دیا گیا تھا کہ عدالت ہذا ایسا کرسکتی ہے مجسٹریٹ ایک ایسے فعل کے کرنیسے جو اُسے نکرنا چاہئے تھا اپنے آپکو عدالت ہذا کے حدود اختیار کے باہر نہین کرسکتا ملاحظہ ہو دائیر رپورٹ صفحہ ۱۲۰۱۱ - مقدمہ باسو دیو سرما گوسائین بنام نظیر الدین (۴) بلا شبہہ طور پر یہہ برخلاف ہے لیکن مجھے یہہ معلوم نہین کہ وہ درست طور پر دفعہ مذکور پر مبنی ہے۔ اگر مستغیث حکم مذکور کی پیروی نکرے تو اُسکو تحقیر عدالت کے واسطے سزا دیجائیگی۔ (گہوس صاحب جسٹس:۔ اس صورت مین اُسپر بطور ایک مجرم کے استغاثہ کیا جائیگا)۔

ایڈووکیٹ جنرل (سر چارلس پال) بمعیت سی گریگوری منجانب فریق مخالف: اسمین شک نہین کہ وہ اقبال جو مجسٹریٹ کے روبرو کیا گیا ہے

---

(۱) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۳

(۲) ،، ،، کلکتہ ،، ۲ ،، ۴۰۵

(۳) ،، ،، ،، ،، ۳ ،، ۳۷۹

(۴) ،، ،، ،، ،، ۱۴ ،، ۴۰۲

سنہ ۱۸۹۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
فتح چند

ناقص ہے وہ قلمبند کیا جانا چاہیئے تہا نسبت عذر دوم کے مین مقدمہ باسودیو سرماگوسائیں بنام نذرالدین (۱) انچھا کرنا ہوں عدالت ہذا کو کوئی اختیار نسبت صادر کرنے حکم والپسی کے حاصل نہیں ہے اگر جانبدار دعوا ذکیگئی ہو بلا لحاظ ہو معاملہ او پر نا بانی دا مجسٹریٹ نے احکام دفعہ ۱۷ ہ کے برخلاف حکم مذکور کے صادر کرنمین عمل کیا تہا ✦

تجویز ہائیکورٹ دگہوس صاحب گارڈن صاحب جسٹسان حسب ذیل ہے:۔

اپیلانٹ حال فتح چند پر قایم مقام چیف مجسٹریٹ کلکتہ نے جرم زیر دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند یعنی خیانت مجرمانہ بحیثیت ملازم مستغیث کی تجویز کی ہے خیانت مذکور چند رقوم ملوکہ مستغیث کی نسبت کیگئی تہی معلوم ہوتا ہے کہ استغاثہ کے دایر کئے جانے پر مجسٹریٹ نے ایک وارنٹ واسطے گرفتاری ملزم کے جاری کیا تہا اور وہ مجسٹریٹ کے روبرو بتعمیل وارنٹ مذکور کے لایا گیا تہا۔ ازان بعد اُسنے چند بیانات کئے مگر وہ قلمبند نکئے گئے تہے بر وقت تجویز کے جو بعد مین کیگئی مجسٹریٹ نے اُس جرم کی نسبت شہادت لی جسکی کہ نسبت استغاثہ کیا گیا تہا اور اُسنے یہہ قرار دیکر کہ وہ جرم جو اُسکی طرف منسوب کیا گیا ہے ثابت ہوگیا ہے اُسپر زیر دفعہ ۴۰۸ تجویز جرم کر کے اُسکو دو سال کی قید کا سخت حکم دیا ✦

مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ مین اُس بیان کا حوالہ دیا ہے جو ملزم نے بر وقت گرفتار ہو کر اُسکے روبرو حاضر ہونیکے کیا تہا اور اُسنے بیان کیا ہے کہ چونکہ اُسوقت جب بیانات مذکور اُسکے روبرو کئے گئے تہے کوئی شہادت منجانب استغاثہ ملزم کے سامنے قلمبند نکیگئی تہی اسلئے اُسنے اُسکے اقبال کو قلمبند کرنا پسند نہیں کیا۔ مسٹر راے منجانب اپیلانٹ نے یہہ عذر کیا ہے کہ مجسٹریٹ نے اُن بیانات کو سُننے سے جو اسطرح ملزم نے کئے تہے اپنے آپکو ایک گواہ مقدمہ کا بنایا تہا اور اسطرح پر اُسنے اپنے آپکو مقدمہ کی تجویز کرنیکے ناقابل بنا دیا تہا اسلئے کل کارروائیات منسوخ کیجانی چاہئیں اور ایک اور مجسٹریٹ کے روبرو جدید کارروائیات کا حکم دیا جانا چاہیئے ہم اس عذر کو درست تسلیم نہیں کر سکتے۔ اسمین شک نہین کہ مجسٹریٹ نے احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق بایں امر کی پیروی نکی تہی۔ اُسپر لازم تہا کہ ہدایات مندرجہ دفعہ ۳۶۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی پیروی کرتا اور ملزم کے بیان کو اسطرح پر قلمبند کرتا جسطرح کہ اسمین حکم دیا گیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۸۳۴
(۲) " " بمبئی ۱۰ " ۶۳۰

سنہ ۱۸۹۷
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
فتح چند

اور اُسنے بیان کیا ہے کہ اُسنے حکم مذکور مطابق احکام دفعہ ۵۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کیا ہے۔ دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ "جب کوئی تحقیقات یا تجویز کسی عدالت فوجداری مین ختم ہوجائے عدالت کو اختیار ہے کہ درباب انفصال کسی دستاویز یا اور مال کے جو اُسکے روبرو حاضر کیا جائے جسکی بابت کسی جرم کا سرزد ہونا پایا جائے یا جو کسی جرم کے ارتکاب کے وقت استعمال مین آیا ہو جو حکم مناسب سمجھے صادر کرے" وہ سوال جو طبعی طور پر ایک شخص کے دلمین پیدا ہوسکتا ہے جبکہ وہ حکم زیر دفعہ ۵۱۷ کے صادر کرنیکو کہا جائے یہہ ہے کہ آیا مال پیش کردہ عدالت کی نسبت جرم کا ارتکاب کیا گیا تہا یا کہ وہ بوقت ارتکاب کسی جرم کے استعمال مین لایا گیا تہا۔ مسل مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ کسی جرم کا ارتکاب اُس جائداد کے متعلق کیا گیا تہا جو پولیس نے ملزم کے قبضہ مین پائی تہی اسلئے مجسٹریٹ کو کوئی اختیار نسبت صدور اُس حکم کے حاصل نہ تہا جو اُسنے صادر کیا ہے۔ ہمارے لئے اس امر کے متعلق کسی سند کا حوالہ دینا ضروری نہین۔ قانون کی عبارت کافی طور پر صریح ہے اور اگر مجسٹریٹ نے صرف احکام دفعہ ۵۱۷ پر عمل کیا ہوتا تو اُسنے شاید حکم زیر بحث صادر نکیا ہوتا چنانچہ ہم حکم مذکور کو منسوخ کرتے ہین ۔

ہمین یہہ اطلاع دیگئی ہے کہ مجسٹریٹ نے پہلے سے اپنے حکم زیر دفعہ ۵۱۷ کو اسطرح پر موثر کر دیا ہے کہ اُسنے جائداد مستغیث کے حوالہ کردی ہے مگر معاملہ مذکور اسوقت ہمارے روبرو پیش نہین اور ہم اس امر کو ضروری نہین سمجہتے کہ کوئی رائے اس سوال کی نسبت ظاہر کیجئے کہ کسطرح پر زر مذکور ملزم کو واپس کیا جانا چاہئے اور کہ اب ہمنے مجسٹریٹ کے حکم مذکور کو منسوخ کیا ہے۔ ہم سمجہہ نہین سکتے کہ کسطرح پر فقرہ سوم دفعہ ۵۱۷ کے روسے مجسٹریٹ ایک حکم واسطے حوالگی مال بحق مستغیث کے صادر کرسکتا تہا قبل اسکے کہ عرصہ میعاد اپیل بعدالت ہذا منقضی ہوجانا یا قبل اسکے کہ عدالت ہذا نے اپیل کا فیصلہ کیا ہوتا ۔

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہوبہاوس صاحب و سر رچرڈ کاؤچ صاحب و سر آر کوچ صاحب

۶ فروری ۱۸۹۶ء

امرینیسوری دیبی (قائم مقام مدعی ابتدائی فتنہ را دیب رکیت) بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بااجلاس کونسل (مدعا علیہ)

[برطبق اپیل نیاراضی فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ]

ایکٹ بنگالات (۵ ۱۸۶۸ء) باب ۹ دفعات ۴۵ لغایتہ ۵۶ - بہتی ہوئی اور کنارہ پر پڑی ہوئی لکڑی - استحقاق سرکار زیر دفعہ ۵۱ بابت جمع کرنیکے معہ فرض اشتہار دینے کے - معنی لفظ "جلکر" - معیار امر فیصل شدہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳ +

باب ۹ ایکٹ بنگالات ہند ۱۸۶۵ء کی غرض یہ ہے کہ مالکان کے حقوق محدود کئے جائیں اور انکو انکی مالکیت سے محروم نکیا جائے جبکہ لکڑی بہتی ہوئی یا کنارہ پر پڑی ہوئی پائی جائے - ایکٹ مذکور کی دفعہ ۵۱ کے رو سے مالک اس امر سے محروم نہیں کیا گیا کہ ابتدا استحقاق جو کچھ ہو اسکو ثابت کرے اور نہ کوئی امر مندرجہ ایکٹ مذکور سرکار کے استحقاق حصول قبضہ و تصرف چوب مین خلل انداز ہوتا ہے اگرچہ وہ بلاشبہ امکان ہوں لیکن صرف چند شرائط کے تابع گورنمنٹ کو اس بہتی ہوئی لکڑی یا کنارہ پڑی ہوئی لکڑی کی نسبت استحقاق قبضہ حاصل ہے جو اسکے عہدہ داران نے جمع کی ہو مگر جبکا دعوی اصلی مالک کیا جا سکتا جو ایک شخص قابض جلکر یا استحقاق آب ہو - شرائط مذکور یہ ہیں کہ افسر سرکاری کو چاہئے کہ لکڑی کو اسطرح جمع کرے جیسا کہ ایکٹ مین حکم ہے اور اسی کے مطابق اشتہار جاری کرے ایسے ضابطہ کی پیروی کئے جانیکی صورت مین جبکہ لکڑی بطور ملکیت سرکار کے متصور کیجائے سرکار کی حیثیت اسصورت مین جبکہ لکڑی انکی ملکیت ثابت نہو کسی طرح ایک مداخلت بیجا کنندہ سے بہتر نہیں ہے +

استحقاق دوبارہ جمع کرنیکے جو سرکار کو بروئے ایکٹ مذکور دیا گیا ہے تابع اس شرط کے ہے عوام الناس کو اشتہار دیا جائے تاکہ اصلی مالک خواہ وہ ایسا شخص ہو جسکے پاس سے لکڑی بہ گئی ہے یا وہ مالک جلکر ہو یا وہ کسی اور طرح مستحق ہو اس لکڑی کا دعوے ایسے طریق پر اور اس عرصے کے اندر کرے جو ایکٹ مذکور مین مقرر کیا گیا ہے +

کوئی قیاسی مالکیت سرکار کو حاصل نہیں ہے سوائے اس صورت کے جبکہ اسکے عہدہ داران لکڑی کو جمع کرین اور اسپر اصلی مالک کیطرف سے اولاً تابع شرط اشتہار کے قابض ہوں +

گورنمنٹ نے ایک بہتی ہوئی لکڑی کا قبضہ دریائی ڈیلٹا مین حاصل کیا اور اسپر اپنا کامل استحقاق قائم کیا - اس زمیندار نے جسکے پاس اراضی بکنار دریا تہی بذریعہ نالش ہذا کے اپنے استحقاق لکڑی مذکور کا دعوی اسوجہ پر کیا کہ وہ جلکر کا مالک ہے جہانکہ دریا اسکی اراضیات میں سے ہو کر گذرتا ہے - جلکر مذکور کی نسبت اسنے ثابت کیا کہ اسکی ڈگری ۱۸۴۲ء مین اسکے جانشین ماسبق کو ۱۸۶۲ء مین ایک نالش بخلاف سرکار مین دیگئی تہی +

سنہ ۱۸۹۷
مہارانی [illegible] دیبی
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

تجویز ہوئی کہ یہہ لفظ جس سے استحقاق آبی مراد ہے مناسب طور پر اُس سطر پر استعمال کیا گیا تہا جسمین بہتی ہوئی اور کنارہ پر پڑی پائی لکڑی اور ماہیگیری کا استحقاق شامل تہا اور نیز اُسمین دیگر حقوق اسی قسم کے پیداوار آبکے شامل تہے جس استحقاق کی ڈگری نالش مذکور مین دیگئی تہی +

قاعدہ یہہ ہے کہ جہان قطعی ڈگری کے الفاظ عام ہون تو وہ صد جہانتک کہ وہ بطور امر فیصل شدہ کے منسوخ کیجانی چاہئے اُس امر کی معلوم کرنیکی جانچ و فیصل کیجانی چاہئے جو نالش مین اصلی امر مابہ النزاع ہوا اور کہ سوال استحقاق جو دریا برآمد علاقہ مین شامل تہا جسکی کہ ڈگری سنہ ۱۸۳۳ء مین دیگئی تہی اور یہہ امر شہادت مندرجہ مقدمہ مذکور سے حکام عالیمقام پریوی کونسل کی رائے مین ثابت کیا گیا ہے +

حکام موصوف نے ہائیکورٹ کے ساتہہ اس امر مین اتفاق کیا کہ خط و کتابت و احکام عہدہ داران بعد از تاریخ ڈگری ماقبل بطور معاون تعبیر ڈگری مذکور کے استعمال نہیں کیجا سکتے۔ لیکن مسل سے یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ استحقاق مذکور صاحب جج کے روبرو زیر بحث تہا اور اُسکا منشا یہہ تہا کہ استحقاق مذکور اُس علاقہ مین شامل کیا جاوے جسکی کہ ڈگری دیگئی تہی اسلئے زمیندار کا دعوے ثابت شدہ قرار دیا گیا تہا +

اپیل نباراضی ڈگری (۲۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء) مصدرہ ہائیکورٹ منسوخ کنندہ ڈگری (۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء) مصدرہ سبارڈینیٹ جج جلپائی گوری +

اپیلانٹ رانی امرتیسوری دیبی اپنے شوہر راجہ فنندر دیب رائیکٹ ساکن بیکنٹ پور متوفی کی وصیت کے رو سے واسطے اہتمام اُسی جائداد کے وصیہ مقرر کیگئی تہی جو وہ چہوڑ گیا تہا وہ ایک پرانا مقبوضہ رائیکٹون کا ملک بہوین و کوچ بہار کی سرحدی کنارہ پر تہا۔ بعد الحاق قبول کرلینے دیب راجا اور رائیکٹ کے سنہ ۱۸۶۲ء شخص موخرالذکر ایک عام حیثیت زمیندار پر رکہا گیا تہا۔ بہوتن ڈوار ہائے کے شامل کئے جانے پر تعلقہ جات مذکور مین کسیقدر تبدیلی عمل مین آئی تہی۔ زمینداری مذکور ضلع جلپائی گوری مین تہی جو بعض دریائے تیستہ کے کنارہ پر واقع تہی اور بعض موقعونپر دریا کے دونو کنارونپر تہی۔ وہ راجہ جسنے نالش حال رجوع کی تہی ۴ فروری سنہ ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا تہا جبکہ اپیل ہذا دائر تہا۔ اور اُسکا ایک اکلوتا پسر پر سنودیب رائیکٹ نابالغ تہا۔ راجہ مذکور نے اپنی وصیت سے اپنی بیوہ کو نابالغ کا ولی اور جائداد کا مہتمم بنایا تہا +

نالش حال کی غرض ایک استقرار بدینمضمون کے بخلاف مدعاعلیہ حاصل کرنیکی تہی کہ مدعی اُس کل لکڑی کا مستحق ہے جو بہتی ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا کنارہ پر دریائے تیستہ کے اُس حصہ مین پائی جاوے جو مابین گوردمارا پہاڑ (بجانب شمال) اور سکیلیگنج (بجانب جنوب) کے واقع ہے اور نیز واسطے دلاپانے قیمت اُس لکڑی کے جو سرکار نے حدود مذکور کے مابین ارجاع نالش سے تین سال پیشتر کے عرصہ مین حاصل کی ہے +

سنہ ۱۸۹۶ء
مہاراجہ ... بنام سکرٹری آف سٹیٹ ... مہند

وہ سوال جو بر طبق اپیل ہذا پیدا ہوا تہا یہہ تہا کہ آیا اپیلانٹ کو بطور قائم مقام مالک زمینداری برکنار دریائے گوری اُس لکڑی کا استحقاق حاصل تہا جو دریا کے اُس جزو مین پائی جائے اسکے متعلق تہا اس سوال کا بہی تعلق تہا کہ آیا ایسی لکڑی کے استحقاق کا فیصلہ اُس نالش مین کیا گیا تہا جو متوفی راجہ کے جانشین ماسبق نے سنہ ۱۸۸۲ء مدعا علیہ حال کے برخلاف دائر کی تہی - نالش مذکور مین جلکر کی ڈگری دیگئی تہی - اور اب یہہ سوال بطور ایک سوال فیصلہ طلب کے پیدا ہوا ہے کہ آیا لفظ مذکور مین کل حقوق آب شامل ہین جسمین استحقاق لکڑی بہی شامل ہے یا اُسکے معنے محدود ہین - نالش ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو شروع کیگئی تہی اور وہ عدالت سب آرڈینیٹ جج رنگپور مین رجوع کیگئی تہی - اور اُس مین استحقاق مذکور کا دعوے اس وجہ پر کیا گیا تہا کہ اوسکا استعمال ایک عرصہ دراز سے بیکنٹ پور کے مالکان سے کیا جاتا ہے - عرضیدعوے مین ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء کی نالش کا حوالہ دیا گیا تہا جسمین رانی جگدیسوری دیبی بیوہ و وصیہ راجہ جگندرا نا تہہ رائیکٹ نے ایک ڈگری جلکر حدود مذکور کے اندر گورنمنٹ کے برخلاف حاصل کی تہی - اور اُسمین اس امر واقعہ کا بیان کیا گیا تہا کہ ڈگری مذکور موثر کیگئی تہی اور عہدہ داران مقامی نے تسلیم کیا تہا مگر ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء سے زمیندار بہتی ہوئی لکڑی کے جمع کرنے سے روکا گیا تہا - استحقاق متدعویہ کی مالیت تخمینا ... اور زر واصلات تین سال کی ... لگائی گئی تہی ۰

مدعا علیہ کی طرف سے تحریری جواب دعوے مین اس امر سے انکار کیا گیا تہا کہ مدعیان کو کوئی استحقاق مالکانہ دریائے مذکور مین یا اُسکے کسی جزو پر حاصل تہا جسکا کہ دعوے کیا گیا ہے گورنمنٹ کا استحقاق نسبت بہتی ہوئی اور کنارہ پر پڑی پائی لکڑی کے دفعہ ۴۵ ایکٹ جنگلات ہند سنہ ۱۸۷۸ء پر مبنی تہا - بروئے احکام دفعہ مذکور و قواعد زیر دفعہ ۵۱ مشتہر کردہ ۲ نومبر سنہ ۱۸۸۷ء کے استحقاق نسبت اُس کل لکڑی کے جو دریائے تیشٹہ مین بہتی ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا کنارہ پر پڑی ہوئی پائی جائے مدعا علیہ کی ملکیت قرار دیا گیا تہا اگر مدعا علیہ نے زیر بحث لکڑی کو حاصل کیا تہا تو اُسنے خود اپنے استحقاق کا استعمال کیا تہا - مدعا علیہ کیطرف سے یہہ بہی بیان کیا گیا تہا کہ نالش سنہ ۱۸۸۲ء مین وہ استحقاق جسکا دعوے کیا گیا تہا صرف استحقاق جلکر تہا جسمین استحقاق متدعویہ حال شامل نہیں ۰

اسرتیسور بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند

تنقیحات پیداشدہ مقدمہ ہذا مین سوالات ذیل اُٹھائے گئے تہے:- (۱) آیا مدعی کو اُس لکڑی کی نسبت استحقاق حاصل ہے جو دریا میں مابین مقامات متذکرہ صدر کے بہتے ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا کنارہ پر پڑی جاوے؟ (۲) آیا مدعی کے جانشین سابق کا استحقاق اسکی نسبت اُس نالش مین فیصل کیا گیا تہا جو اُسنے اور مدعا علیہ حال نے ۱۸۸۱ء مین دائر کی تہی؟ (۳) آیا مدعا علیہ نے اُس لکڑی کے جمع کرنیکا استحقاق زیر ایکٹ جنگلات ہند ۱۸۷۸ء وقواعد مرتبہ کردہ زیر ایکٹ مذکور مصدرہ ۲ نومبر ۱۸۷۹ء حاصل کیا ہے؟ +

۲ نومبر ۱۸۷۹ء کو گورنمنٹ نے ایک اشتہار زیر دفعہ ۴۵ ایکٹ جنگلات ہند بمضمون جاری کیا تہا کہ یہہ جزو اور دیگر اجزاء دریائے تیسٹا ایک ایسا رقبہ ہین جسکے اندر کل ایسی لکڑی جس پر نشان نہ لگا ہو سرکار کی ملکیت ہوگی الّا جبکہ کوئی شخص اُسکی نسبت اپنے استحقاق کو زیر احکام ایکٹ مذکور ثابت کرے +

۱۰ مارچ ۱۸۸۲ء کو مدعی کے جانشین سابق نے نالش ۱۸۸۱ء بخلاف سکرٹری آف سٹیٹ ہند کے واسطے قبضہ جلکر دیئے جانے کے اُسی حصہ کے متعلق دائر کی تہی جسکی کہ نسبت مقدمہ حال مین استحقاق کا دعویٰ کیا گیا ہے اور نیز زر واصلات کا دعوےٰ کیا گیا تہا +

اُس فیصلہ اور ڈگری کا ایک جزو جو ۱۸۸۲ء مین صادر کئے گئے تہے حسب ذیل:- سبارڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا تہا کہ جلکر متنازعہ اُس استحقاق زمینداری کا ایک جزو تہا جسکا دوامی بندوبست مدعی کے آبا و اجداد کے ساتہہ کیا گیا تہا جو اُسپر قبل مدخلی مبینہ کے عرصہ ۱۲ سال تک قابض تہے الخ واقعات پر اُسنے قرار دیا کہ وہ قبضۂ خاص کے ثابت کرنیکا بار ثبوت مدعا علیہ پر ڈالا گیا ہے" ملاحظہ ہو انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۹۱ +

بعد حوالہ دینے کا غذات مال چند سال پیشتر کے عدالت کی یہہ رائے تہی کہ چونکہ گورنمنٹ کو یہہ ظاہر کرنا تہا کہ انکو استحقاق جلکر حاصل ہے اور وہ اُسکے ثابت کرنیسے قاصر رہی تہی اسلئے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کیجا سکتی ہے لیکن یہہ بہی ایزاد کیا گیا تہا کہ مدعی نے اِس امر کے ثابت کرنیکے لئے شہادت پیش کی ہے کہ در اصل متنازعہ جلکر کا بندوبست اُسکے جد کے ساتہہ بطور ایک جزو زمینداری بیکنٹ پور کے کیا گیا تہا +

فیصلہ مذکور حسب ذیل الفاظ مین ختم کیا گیا تہا:-

"چونکہ پہلی دو تنقیحات کا فیصلہ اُسکے حق مین کیا گیا ہے اسلئے مدعی بلاشبہہ پر تین سال قبل از رجوع نالش کے واصلات کا مستحق ہے اور تاریخ ارجاع نالش تا تاریخ حصول قبضہ تک۔ مدعا علیہ کیجواب دعویٰ تحریری اور دستاویزات مینہ حلقی کی سو کرکیمی

۱۸۹۰ء
مرتیموری دیبی
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

جو دریا کی طغیانی سے کسی حقیت کے کنارہ پر آجاوے بخلاف سرکار کے ایک ایسا استحقاق نہین ہی جو مالکیت حقیت مذکور سے علٰحدہ ہوسکے
ایک ڈگری قبضہ حقیت کے ساتھ کوئی ایسا استحقاق شامل نہیں ہوسکتا جیسا کہ استحقاق متدعویہ حال ہی اور ڈگری استحقاق علٰحدہ
کا کوئی زیادہ تر اثر نہیں ہوسکتا اسلئے ہماری یہ رائے ہی کہ چونکہ استحقاق مذکور کا دعوےٰ صریح طور پر نالش اوّل مین نکیا گیا تہا اور نہ
اُسکا حوالہ عذرات یا تنقیحات یا فیصلہ مین دیا گیا تہا اسلئے ساب ڈسٹرکٹ جج اس امر کے قرار دینے مین درستی پر تہا کہ وہ اُس
ڈگری کے ذریعہ سے عطا نکیا گیا تہا جسمین کہ اُسکا حوالہ نہیں دیا گیا مدعی نے اپنی چند گواہان کے بیانات کی نقول بغرض ثابت کرنے
اس امر کے پیش کی ہین کہ استعمال اختیار مذکور صریح طور پر عدالت کے روبرو ظاہر کیا گیا تہا لیکن اس امر سے مقدمہ مین کچھ فرق نہیں
آتا ہمکو یہہ بہی قرار دینا چاہئے کہ ساب ڈسٹرکٹ جج اس امر کے فیصل کرنے مین درستی پر تہا کہ مدعی دادرسی مستدعیہ کو حاصل نہین
کرسکتا یہہ امر صریح ہے کہ وہ کوئی شئے بطور معاوضہ اُس لکڑی کے حاصل نہیں کرسکتا جو صریح احکام دفعہ ۴۵ لغایتہ دفعہ ۴۸
ایکٹ جنگلات کے رو سے لیگئی اور استعمال کیگئی ہی۔ بلا شبہ طور پر اس امر کی کوئی شہادت موجود نہیں کہ لکڑی مشتہر کردہ مقام کو لیجائی
گئی تہی اور نہ اس امر کی نسبت کوئی شہادت موجود ہے کہ وہ عام اشتہار جسکا ذکر دفعہ مین کیا گیا ہی دیا گیا تہا لیکن اسمین
شک نہین کہ گواہان مین سے دو نے یہہ بیان کیا ہے کہ کوئی اشتہار جاری نکیا گیا تہا لیکن مدعی کا دعوی یہہ ہے کہ احکام
ایکٹ مذکور کی تعمیل عہدہ داران سرکار نے نکی تہی اور کہ وہ اسلئے دعوی کرنیکے قابل تہا اور اُسکیواسطے سوائے نالش حال کے اور کوئی
چارہ جوئی نتہی اور نہ اُسکا یہہ دعوی ہی کہ اسکو عہدہ داران سرکار کی اُس غفلت سے کوئی نقصان پہنچا ہی جو اُنہونے ایکٹ مذکور کے
احکام کی تعمیل مین کی ہی اُسنے ایکٹ مذکور کی موجودگی کو بالکل نظر انداز ہی کیا ہی اور کوئی سوال عدالت ماتحت مین بدین مضمون
نہ اٹہایا گیا تہا کہ آیا اُسکے احکام کی تعمیل کیگئی ہی یا نہیں ہماری رائے مین مدعی کو لازم تہا کہ سوال مذکور کو اٹہاتا اگر وہ ایسا
کرنا چاہتا تہا اور اب یہہ کہنا بعد از وقت ہی کہ مقدمہ ایکٹ مذکور کے باہر ہی خواہ وہ اُسے ایسا ثابت بہی کرسکے۔
نسبت استقرار کے بحث یہہ کیگئی ہی کہ ایکٹ مذکور کے رو سے حقوق مفوضہ مین کوئی خلل اندازی نہین کیگئی۔ اسمین صریح
الفاظ مین ایسا نہین کیا گیا لیکن ہماری رائے مین ایسے حق کا قائم رکہا جانا جیسا کہ استحقاق متدعویہ ہی اُسکے احکام کے
دفعہ ۴۵ مین یہہ حکم دیا گیا ہی کہ بلا کسی استثنے کے وہ سب لکڑی جو کنارہ پر پائی جائے اور بعض مشتہر کردہ رقبہ جات کے اندر سوا الیسٹ
اُس رقبہ کے جسکی صورت حال مین استحقاق کا دعوی کیا گیا ہی سب بلا نشان لکڑی سرکار کی ملکیت متصور ہوگی اِلّا جبکہ کوئی شخص
اپنا استحقاق اُسکی نسبت حسب باب ۹ ثابت کرے اور عہدہ داران جنگلات اور دیگر عہدہ داران کو اختیار دیا گیا ہے
کہ ایسی لکڑی کو جمع کرین اور اُسکو مشتہر کردہ مقام مین اکٹہا کرین۔ اُسکے بعد کی دفعات دعاوی کے پیش کرنیکے متعلق ہین
اور اُنکا فیصلہ عہدہ داران جنگلات سے کیا جائیگا اور نالش کی اُن اشخاص کیطرف سے رجوع کئے جانے کے جنکے کہ دعاوی نسبت لکڑی
متدعویہ کے خارج کئے گئے ہون۔ سوا ان بعد دفعہ ۴۸ مین یہہ حکم ہی کہ تابع دعوی یا نالش منجانب مالک لکڑی کے ڈاک کوئی بہی
لکڑی سرکار یا اُس شخص کی تفویض مین آگئی ہے کہ جو الہ وہ زیر دفعہ ۴۷ کیگئی ہو +

١٨٩٠ء
امر سیود ہی وجی
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

نسبت از کاغذ روائیات و فیصلہ و ڈگری ۱۸۸۲ء کو اور نیز نسبت اُس اعتبار کے غلط تہا جو سرکار کو بروے ایکٹ جنگلات
ہند ۱۸۷۸ء کو عطا کیا گیا ہی لنسبت امر اول کے نالش ۱۸۸۲ء مین مابین قائم مقام جانشین سابق متوفی راجہ اور
سرکار کے یہہ فیصل کیا گیا تہا کہ حقوق ملکر جو مشابہ حقوق متنازعہ حال کے تہی دریا کے اشیا پر جہان کہ وہ جائداد
بیکنٹ پور میں سے گذرتا ہی زمیندار کو مفوض ہین - حوالکار روائیات و شہادت قلمبند کردہ مقدمہ مذکور سے
جبکہ وہ فیصلہ و ڈگری کے ساتھ ملا کر پڑہی جائین یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ فیصلہ ۱۸۸۲ء کا منشا یہہ تہا کہ اُس لکڑی کا
استحقاق جو حدود مقرر کردہ کے اندر دریا مین بہتی ہوئی یا کنارہ پر پڑی ہوئی پائی جائے زمیندار بیکنٹ پور کی
ملکیت ہے مدعا علیہ کے عذرات حال بابت امور فیصل شدہ کے زیر دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ممنوع السماعت ہین
عذرات مذکور کا آخری اور اسی فیصلہ نالش اول الذکر مین کیا گیا تہا جسمین اس سوال کا فیصلہ کیا گیا تہا کہ علاوہ کسی
ملکیت کے اور لفظ مذکور منافعجات آب کے ظاہر کرنے واسطے نہایت مناسب لفظ تہا جسمین ایسی لکڑی کے حاصل
کرنیکا استحقاق شامل تہا - مدعی کے جانشین یا بنیش استقرار مذکور ۱۸۸۲ء مین حاصل کیا تہا اور اب یہہ غرض تہی کہ
استحقاق مذکور کو بحیثیت بزیر کیا جاوی اور نسبت مالکیت بہتی ہوئی اور کنارہ پر پڑی پائی لکڑی کے بہ ثبوت تمام پہونچایا
جاوے - اس امر شہادت پر کوئی شبہہ نہین ہی بلکہ کہ مدعی استقرار متدعویہ کا مستحق تہا - دعوے زر واصلات
کی ڈگری عدم استحقاق کے ثابت کئے جانے پر دیجانی چاہئے تہی دوسری تکرار وہ ایک اہم غرض تہی بامر دوم کی
نسبت یہہ کہ ایکٹ جنگلات ۱۸۷۸ء کی رو سے کوئی ایسا استحقاق گورنمنٹ کی حقمین منتقل نہین کیا گیا
جو زمیندار کی ملکیت تہا اُسکا اثر اور منشا یہی تہا کہ ایک مفروض گورنمنٹ کے واسطے بمع کرنے بہتی ہوئی اور کنارہ
پر پڑی لکڑی کے عاید کیا جاوے جو اُسکے نوکروں نے جمع کی چاہئیے اور ایک نوٹس ایسی جانبکی نسبت جاری
کیا جاوے تاکہ اصلی مالک آکر اُسکا دعوےٰ کرے - دفعہ ۵۱ جسپر مدعا علیہ کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے فیصلہ
ہائیکورٹ سے ظاہر نہیں ہوتی ÷

مسٹر اے کوہن کونسل و مسٹر جے ایچ اے برنس منجانب رسپانڈنٹ نے یہہ حجت کی کہ نالش ۱۸۸۲ء
مین اس سوال کا فیصلہ نکیا گیا تہا جو نالش ہذا مین اٹھایا گیا ہے - اگر استحقاق دربارہ چوب دریا
برآمد کا فیصلہ نالش مذکور مین کیا گیا ہوتا تو استحقاق دربارہ چوب مذکور اُس زر واصلات
مین شامل تہا جو نالش مذکور مین عطا کیا گیا تہا اور لفظ ملکر اسقدر وسیع نہین ہے جسقدر کہ اپیلانٹ
کیطرف سے بحث کیگئی ہے یہہ ظاہر ہے کہ بہتی ہوئی لکڑی چند قسم اشخاص میں سے کسی کی مالکیت ہوسکتی ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
امرت سری دیبی
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

اور بحوالہ حقوق اشخاص مذکور کے ایکٹ جنگلات ۱۸۷۸ء مرتب کی گئی تہا۔ عویدار حال کو چاہیئے کہ ایکٹ مذکور پر
انحصار کرے کیونکہ گورنمنٹ زیر ایکٹ مذکور کامل طور پر اس لکڑی کے جمع کرنے اور اسپر اسوقت تک قابض
رہنے مین درستی پر تہی جب تک کہ اسکا استحقاق کسی اور شخص سے ثابت نہ کیا جاتا۔ وہ سوال جواب اُٹہایا گیا
ہے اہم ہے کیونکہ یہ امر تسلیم نہین کیا جاسکتا کہ مالک کنارہ دریا کل ایسی لکڑی یا اُسکے کسی جزو کا مالک سمجہا جانا
چاہیئے جو اراضی مذکور کے پاس سے ہو کر گذرے خواہ کتنی دور سے آتی ہو کوئی عاقل اسقدر وسیع معنے نہین رکہہ سکتا
ایکٹ مذکور کی غرض یہ تہی کہ مالکان لکڑی کے حق مین موجودہ حقوق محفوظ کئے جائین لیکن اپیلانٹ کا
دعوی بلا واسطہ اور اسلیئے بلالحاظ کارروائیات مقررکردہ بروئے ایکٹ جنگلات کے کیا گیا تہا۔

اس امر کی نسبت تنازعہ نہ کیا گیا تہا کہ حاکم مقدمہ ڈگری تعمیل مین ایسے حقوق آ شامل تہے جنکا دعوی
زمیندار زیر کارروائیات بندوبست مابین زمیندار وصیغہ مال کر سکتا تہا لیکن وہ استحقاق نسبت بہتی ہوئی لکڑی
کے جسکی نسبت کتاب "قانون جنگلات" مولفہ مسٹر بی ایچ بیڈن پاول سی آئی ای کا حوالہ دیا گیا تہا خلاف
سرکار کے ثابت نہ کر سکا تہا جسپر بروئے احتیاط ایکٹ جنگلات ۱۸۷۸ء کے قابض تہی۔

وکیل اپیلانٹ سے جواب طلب نہ لیا گیا تہا۔

اسکے بعد ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حکام عدالت لارڈز پریوی کونسل کا فیصلہ حسب ذیل صادر کیا گیا تہا:-

لارڈ ڈیوی صاحب:- حکام موصوف کی یہ رائے ہے کہ وہ بہت سے امور بحث
طلب جو بروئے اپیل ہذا کے اٹہائے گئے ہین زیادہ تر بعید ہو جائینگے اگر قبل بیان کئے واقعات مقدمہ کے وہ احکام
باب ۹ ایکٹ جنگلات ہند ۱۸۷۸ء کا حوالہ دین وہ مشکلات جو مقدمہ کے فیصلہ کرنے مین پیش آئی ہین
انکی بڑے مین احکام مذکورہ کی نسبت غلط فہمی واقع ہونے سے پیشتر پیدا ہوئی ہین۔

باب ۹ ایکٹ مذکور انہی ہدایات سے مبنی ہے جو مرچنٹ شپنگ ایکٹ بابت ۱۸۹۴ء کا باب ۹ ہے جسکی اہم
غرض یہ ہے کہ اصلی مالکان جہاز اور اس اسباب کو محفوظ کیا جاسکے جو [illegible] بخلاف دعاوی اُن
اشخاص کے جنکو کوئی حق حاصل نہو اور نیز بخلاف کسی دست اندازی کے جو انکے حقوق مین اُن مالکان اراضی
کیطرف سے کیجائے جنکو سرکار کیطرف سے شکستہ جہاز نکے مال و اسباب جیٹسم کا حق عطا کیا گیا ہے۔

غرض مذکور بذریعہ تقرران عہدہ داران کے موثر کیگئی ہے جنکا یہ فرض ہے کہ شکستہ جہاز و نکے اسباب کا اہتمام حاصل کرین اور بعد حسب ضابطہ نوٹس دینے ان سب اشخاص کے جنکو کوئی حق حاصل ہو واسطے اصلی مالکان کے سپرد کرین اور اگر وہ بہم نہ پہونچ سکین تو لارڈ آف مینر (مالک زمین) کے سپرد کرین جو جایز استحقاق عطیہ منجانب سرکار ثابت کرسکے۔

باب ۹ ایکٹ ہندوستان کا عنوان یہ ہے "جمع کرنا عمارت کی لکڑی کا جو بطور لاوارث بہتی ہوئی اور کنارہ پر پڑی پائی جاوے" اور اس مین دفعات ۴۵ لغایت ۵۵ بشمول ہردو شامل ہین دفعہ ۴۵ مین یہ حکم ہے کہ (۱) تمام عمارت کی لکڑی جو بطور لاوارث بہتی ہوئی یا کنارہ پر لگی ہوئی یا خشکی پر پڑی ہوئی یا ڈوبی ہوئی پائی جاوے (۲) تمام لکڑی یا عمارت کی لکڑی جسپر کوئی علامت ہو اور حسب دفعہ ۴۱ درج رجسٹر نہ ہوئی ہو یا جسکی علامات اگ گئے یا اور طرح سے مٹ گئی ہون یا بدل دیگئی ہون یا بگاڑ دیگئی ہون اور (۳) ایسے رقبون مین جنکی لوکل گورنمنٹ ہدایت کرے تمام لکڑی اور عمارت کی لکڑی جسپر علامت نہ ہو "مال سرکار متصور ہوگی سوائے اس صورت کے اور اسوقت تک کہ کوئی شخص اپنا حق اور مالکیت اسپر حسب احکام مندرجہ باب ہذا ثابت کرے" اُسی دفعہ مین یہی حکم ہے کہ جایز ہے کہ کوئی عہدہ دار جنگل یا اور شخص جو ازروے اُس کی قاعدہ منضبطہ حسب دفعہ ۵۱ کے اسکے جمع کرنیکا استحقاق رکھتا ہو اسکو جمع کرے اور لکڑی اس گودام مین لائی جائے جسے عہدہ دار جنگل نے وقتاً فوقتاً واسطے جمع رکھنے بہتی ہوئی لکڑی کے بطور گودام کے مشتہر کیا ہو۔

دفعہ ۴۶ کی رو سے عہدہ دار جنگل کا فرض ہے کہ جو لکڑی عمارتی دفعہ ۴۵ کے بموجب جمع ہوئی ہو اسکا اشتہار عام وقتاً فوقتاً دیتا رہے اور اس اشتہار مین اس لکڑی کا حال درج ہوگا اور لکھا جائیگا کہ جو شخص اسکے لینے کا دعویٰ رکھتا ہو اشتہار کی تاریخ سے اس میعاد کے اندر جو دو مہینے سے کم نہ ہو اپنے دعوے کا بیان تحریری اس عہدہ دار کے روبرو پیش کرے دفعہ ۴۷ مین یہ حکم ہے کہ جب اسطرح کا بیان حسب تذکرہ بالا پیش کیا جاوے تو عہدہ دار جنگل کو اختیار ہے کہ تحقیقات جو اسکی دانست مین مناسب ہو کرکے دعوے کو رد کرے (در صورت رد وجوہات کا قلمبند کرنا ضروری ہے) یا دعویدار کو لکڑی حوالہ کردے جب ایک سے زیادہ دعویدار ان ہون تو عہدہ دار جنگل کو اختیار ہے کہ ان اشخاص مین سے جسکو مستحق سمجھے اسے حوالہ کردے یا دعویدار ونکو عدالت دیوانی مین اپنا دعویٰ رجوع کرنیکی ہدایت کرے اور جب تک عدالت مذکور سے اسکی نسبت حکم نہو لکڑی کو روک رکھے۔

جس شخص کا دعوے اس دفعہ کے مطابق رد کیا جائے اسے اختیار ہے کہ رد ہونیکی تاریخ سے دو ماہ کے اندر اس لکڑی کے لینے کی نالش دیوانی جسکا وہ دعوے رکھتا ہو رجوع کرے لیکن اسمین صریح طور پر حکم ہے کہ کسی شخص کو کوئی ہرجہ یا خرچہ سرکار سے یا عہدہ دار جنگل سے بابت رد کئے جانے دعوے یا رکھ چھوڑنے یا اٹھا لیجانے کسی لکڑی

سنہ ۱۹۰۵ء
از بمبئی ۲۶
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

سنہ ۱۹۰۱ع

اندرسیورمنی بجا
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

کے یا اس دفعہ کے مطابق کسی اور شخص کو دینے کی بابت نہ مل سکیگا۔ بالآخر دفعہ ۹۸ مین یہ حکم ہے کہ کسی ایسی عمارت کی لکڑی نسبت کوئی حکمنامہ عدالت دیوانی یا فوجداری یا تکمیال کا جاری نہوگا تا وقتیکہ حسب احکام مندرجہ دفعہ ہذا حوالہ کردیگئی ہو یا اسکی بابت نالش رجوع ہوئی ہو۔

دفعہ ۸۹ مین یہ حکم ہے کہ اگر کوئی دعویدار مناسب میعاد کے اندر اُن چارہ جوئی ہائے سے فایدہ نہ اُٹھائے جو بروئے دفعہ ۸۴ مقرر کیگئی ہین تو ملکیت اس لکڑی کی سرکار کو حاصل ہوگی یا جسحال مین کہ وہ لکڑی کسی دوسرے شخص کو مطابق دفعہ ۸۷ کے حوالہ کیگئی ہو تو اس دوسرے شخص کو حاصل ہوگی دفعہ ۹۴ مین یہ حکم ہے کہ سرکار ذمہ دار کسی نقصان یا ہرجہ کی کسی ایسی لکڑی کی بابت نہ ہوگی جو دفعہ ۸۵ کے بموجب جمع کیجائے اور کوئی عہدہ دار جنگل ذمہ دار کسی ایسے نقصان یا ہرجہ کا نہوگا سوائے اسصورت کے کہ وہ نقصان یا ہرجہ غفلت یا بدنیتی یا فریب سے اُسنے کیا ہے۔

حکام موصوف کی رائے مین ایکٹ سنہ ۱۸۷۸ء کا اثر یہ نہین ہے کہ پرائیویٹ مالکان سے لیکر گورنمنٹ کو وہ حقوق مفوض کئے جائین جو انکو بہتی ہوئی یا کنارہ پر پڑی ہوئی لکڑی کی نسبت قبل نفاذ ایکٹ مذکور کے حاصل تہے سوائے اس حد تک کہ انکے حقوق مذکور مین اس امر سے خلل عاید ہوگا اگر وہ اپنے دعاوی مطابق اس طریق کے اور اس میعاد کے اندر پیش نکرین جیسا کہ حکم ایکٹ مذکور مین دیا گیا ہے ایکٹ مذکور کی غرض ضبطی کی نہین ہے بلکہ انتظام کی ہے اور حقوق مذکور پہلے کیطرح رکہے گئے ہین لیکن وہ اس ہم حد تک تابع بنائے گئے ہین کہ انکا استعمال مالکان کیطرف سے خود اور حسب تقاضائے رائے خود نہین کیا جاسکتا جب لکڑی عہدہ داران سرکار سے جمع کیجاوے تو وہ فوراً سرکار کی ملکیت نہین ہوجاتی بلکہ سرکار اسپر اس شخص کیطرف سے قابض ہوتی ہے جو بہتر استحقاق ثابت کرسکے خواہ بطور اصلی مالک کے جسنے کبہی اپنا استحقاق ترک نکیا ہو یا بطور معطی لہٗ استحقاق اسکے آئین سے کوئی فریق اپنے دعوے کو موثر نہین کرسکتا سوائے بخلاف سرکار کے بعد اسکے کہ اُس نے بوساطت اپنے عہدہ داران کے اسکا قبضہ حاصل کیا ہو اور اگر سرکار اُسکے استحقاق کی نسبت منازعہ کرے یا لکڑی فریق مخالف کو حوالہ کرے تو اُسے کوئی چارہ جوئی نہ تو بخلاف سرکار کے اور نہ اُس شخص کے حاصل ہوسکتی ہے جس کو کہ لکڑی حوالہ کیگئی ہو اِلا جبکہ وہ ضابطہ مقرر کردہ ایکٹ مذکور کی پیروی کرے وہ قبضہ جو سرکار نے مطابق احکام ایکٹ مذکور کے حاصل کیا ہو جایز قبضہ ہے اور اسکے روسے کوئی دعوی زر واصلات پیدا نہین ہوسکتا خواہ ایسا دعوے بروئے دفعہ ۹۴ کے مستثنے نہ کیا گیا ہو۔

سنہ ۱۸۹۵ع
اندومدھی دیبی
بنام
سکریٹری آف
سٹیٹ ہند

ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۰ع مین اولیائے قانونی جگندرا دیب رائیکٹ نے جو اسوقت پرگنہ بکیٹ پور و موضع کہاریا واقع کلکٹری جلپائی گوڑی کا مالک تہا جسکا اپیلانٹ اب وارث ہوا ہے۔ ایک نالش برخلاف سکریٹری آف سٹیٹ ہند کے بدین بیان دایر کی کہ جلکر یا استحقاق آب دریائے تیسٹا کا مابین حدود اسکی زمینداری کے اسکی ملکیت ہے اور وہ اسکے جانشینان ماسبق کے قبضہ مین دہ سالہ بندوبست کے پہلے سے ہے۔ نیز عرضیدعوے مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ اسکا باپ اور قائم مقام قانونی جوگندرا دیب رائیکٹ خلاف قانون طور پر جلکر مذکور سے منجانب سرکار بیدخل کیا گیا تہا اور اسنے استدعا کی (۱) کہ ایک ڈگری نسبت اسکے استحقاق جلکر کے صادر کیجائے اور (۲) کہ ایک ڈگری زر واصلات تین سال کی آمدنی کے متعلق صادر کیجائے ایک تحریری جواب دعوے مدعاعلیہ کیطرف سے دایر کیا گیا تہا جسمین مدعی کے جملہ اہم بیانات سے انکار کیا گیا تہا اور اس مین کوئی حوالہ ایکٹ جنگلات ہند سنہ ۱۸۷۸ع کا نہ دیا گیا تہا۔ یہ امر صریح ہے کہ اسوقت گورنمنٹ جسکی ملکیت استحقاق مذکور بصورت عدم موجودگی کسی استحقاق مدعی کے ہوتا۔ ایک قطعی دعوی جلکر متنازعہ کی نسبت کررہی تہی۔

تنقیحات کا فیصلہ بارڈیسٹرکٹ جج رنگپور نے کیا تہا۔ تنقیحات نسبت واقعات مقدمہ کے حسب ذیل تہین (۱) آیا جلکر زیر بحث اس زمینداری کا ایک جز ہے جسکا بندوبست دوامی مدعی کے جانشینان ماسبق کے ساتہ کیا گیا تہا (۲) آیا مدعی کے جانشینان ماسبق اسپر مخالفانہ طور سے قبل تاریخ بیدخلی کے عرصہ ۱۲ سال تک قابض تہے (۳) آیا مدعی کسی زر واصلات کا مستحق ہے اور کس قدر واصلات کا۔ فاضل جج مذکور نے بعد سماعت کرنے اور ملاحظہ کرنے شہادت کے ان سب تنقیحات کا فیصلہ بحق مدعی کے کیا اور اس نے ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ع ایک ڈگری قبضہ جلکر دریائے تیسٹا کے حق مین چند حدود مذکورہ کے اندر صادر کی اور نیز اسنے ایک رقم زر واصلات کی عطا کی۔

نالش مذکورہ عدالت مین نہ تو استدعامہ عرضیدعوے اور نہ آجکی ڈگری سبارڈینیٹ جج مین کوئی ذکر ان مختلف امور کا کیا گیا ہے جو لفظ جلکر مین شامل کیے گئے تہے لیکن حکام موصوف کو اسامر سے اطمینان حاصل ہے کہ لفظ مذکور عام لفظ ہے جسکی مراد ''استحقاق آب'' ہے جسپر وکیل ریسپانڈنٹ نے اپیل ہذا مین بحث نہین کی اور اسلیے اس مین صریح طور پر استحقاق نسبت چوب دریا برآمدہ کے شامل ہو سکتا ہے اور نیز اس مین استحقاق ماہیگیری اور کوئی اور استحقاق اس قسم کا پیداوار آب کے متعلق شامل ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ع

امر صدر ... بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند

ماہ فروری سنہ ۱۸۹۰ء مین نالش حال قتندرا دیب مالک پرگنہ بکینٹ پور دسومتو کمہار نے بخلاف
سکرٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل کے دائر کی تہی اور اب اسکی پیروی اسکی بیوہ وصیہ سیلارنت کے
کیجاتی ہے جو اسکے نابالغ پسر کی ولیہ ہے جو ضمیمہ ہوئے مین کارروائیات نالش سنہ ۱۸۹۱ء کا ذکر کیا گیا ہے
اور اس بیان پر کہ مقامی عہدہ داران سرکار مدعیکو اس امر کی اجازت نہین دیتے کہ وہ دریا سے بہتی ہوئی لکڑی
جو پانی مین ڈوبی ہوئی یا دریا کی تہ مین یا کنارہ پر پڑی ہوئی ہو حاصل کرے" اس مین حسب ذیل [illegible] کیگئی تہی
(۱) کہ ایک ڈگری مشعر استقرار حق مدعی دربارہ لکڑی مذکور صادر کیجائے (۲) اور ایک ڈگری زر ہرجانہ
کی عطا کیجائے متعلق جنگل متدعویہ کی حدود وہی ہین جو نالش قبل مین سابق ڈسٹرکٹ جج کی ڈگری سے
مقرر کیگئی ہین اپنے جواب دعوے تحریری مین مدعا علیہ نے بیان کیا کہ نالش مذکور مین ایک ڈگری حق
جانشین سابق مدعیکے صرف استحقاق جنگل و استحقاق ماہیگیری کی نسبت صادر کیگئی تہی اور [illegible]
وغیرہ کے کوئی تنقیح نسبت بہتی ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا کنارہ پر پڑی ہوئی لکڑی کے اٹھانے کے قائم کی گئی تہی اور نہ
کوئی فیصلہ نسبت استحقاق ایسی لکڑی کے کیا گیا تہا" مدعا علیہ نے یہ بھی بیان کیا اور اس نے عذر کیا کہ زیر
دفعہ ۴۴ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۶۵ء کے حق نسبت حاصل کرنے [illegible] لکڑی کے جو دریا [illegible] مین
تیرتی ہوئی یا ڈوبی ہوئی پائی جاتے یا کنارہ پر پڑی ہو صرف مدعا علیہ کی ملکیت ہے اور اسلئے مدعا علیہ نے خود اپنے
استحقاق کے جائز استعمال سے عمل کیا ہے ڈبلیو بکفرسن صاحب جج نے ججان ہائیکورٹ کے مقدمہ ہذا
مین یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بلاشبہ طور پر کوئی شہادت اس امر کے متعلق موجود نہین کہ وہ عام نوٹس جسکا
حکم دفعہ ۴۶ مین ہے دیا گیا تہا اس مین شک نہین کہ دو گواہان نے بیان کیا ہے کہ کوئی نوٹس نہ دیا گیا
تہا" حکام موصوف اس امر مین شک کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتے کہ رائے مذکور بہتر وجہ پر مبنی ہے انکو
معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ اور اسکے عہدہ داران یا شیران نے اس غلط فہمی پر عمل کیا تہا کہ دفعہ ۴۵ کے رو سے
گورنمنٹ کے حق مین استحقاق مالکیت دربارہ لکڑی دریا برآمد کے منتقل کیا گیا تہا اور پرائیویٹ مالکان
استحقاق مذکور سے جو انکو پہلے حاصل تہا محروم کئے گئے تہے احکام ایکٹ مذکور کے رو سے گورنمنٹ کے
اس استحقاق مین خلل اندازی نہین کیگئی جو اسے دربارہ حاصل کرنے بہتی ہوئی لکڑی اور اسکے حوالہ کرنیکے حاصل تہا

صرف اس امر کے تحقیق کرنے سے معلوم کیا جا سکتی ہے کہ مقدمہ کے اصلی امور متنازعہ کیا تھے جبکہ گواہان مدعی بنالش
شدہ نے بیان کیا ہے کہ بہتی ہوئی لکڑی کا قبضہ اور اسکے جانشینان بحق حاصل کرتے رہے ہین
اور مدعا علیہ کے گواہان کے ان سب امور مذکور کی نسبت مدعا علیہ کیطرف سے سوالات جرح کئے گئے تھے
نیز اپنے فیصلہ مین سب آرڈینیٹ جج نے تنقیح زر واصلات کی نسبت فیصلہ بحق مدعی کرکے بیان کیا ہے کہ مد
مدعا علیہ کے جواب دعوے تحریری اور دستاویز نمبر ۲ سے بھی اور خصوصاً دستاویز نمبر ۳۷ حساب و کتاب
مال وصول شدہ دربارہ چوب دریا برآمد شدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زر واصلات تین سال قبل از ارجاع
نالش و مبلغ [illegible] ہے چنانچہ [illegible] رقم مذکور کی ڈگری بخلاف مدعا علیہ کے صادر
کی [illegible] کی رائے مین اس امر کی نسبت مکمل [illegible] شہادت ہو سکتی ہے کہ
سوال استحقاق چوب دریا برآمد شدہ [illegible] ایک سوال متنازعہ تھا [illegible] اسکا [illegible] استحقاق مذکور کے اس
حکم مین شامل کرنیکا تھا جسکی [illegible] ڈگری دی تھی [illegible] حجان ہائیکورٹ کے ساتھ
اس خیال مین اتفاق کرنے مین [illegible] شہادت [illegible] تاہم احکام عہدہ داران سرکار بعد از تاریخ
ڈگری کی ہے بطور تعمیل ڈگری مذکور کے [illegible] نہین ہو سکتی

وجوہات بالا کے سبب سے حکام موصوف [illegible] کہ اپیلانٹ ایک ایسی ڈگری کا مستحق ہے
جس مین نابالغ کا استحقاق نسبت چوب دریا برآمد شدہ [illegible] شامل کیا جاوے جو اسکے جانشین سابق
نے حاصل کی ہے صرف اسی [illegible] ایک حکم بالفاظ مذکور کا اثر یہ ہوگا کہ
گورنمنٹ کا استحقاق نسبت قبضہ حاصل لینے [illegible] کے اندر حدود ڈگری مین خاص کرکے مین
اس بنا پر [illegible] کیا جائیگا کہ اسکو کامل استحقاق مالکیت اس مین [illegible] اور وہ گورنمنٹ کو لکڑی مذکور کے
جمع کرنے اور گودام مین رکھنے کی مانع ہوگی اگر وہ مناسب سمجھے اور قبضہ [illegible] اپیلانٹ یا کسی اور ایسے شخص
کیطرف سے ہوگا جو اسکی نسبت بہتر استحقاق ثابت کرسکے

حکام موصوف نہایت ادب سے ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ وہ فیصلہ منسوخ کیا جاوے
جسکی کہ نارضی سے اپیل کیا گیا ہے اور یہ قرار دیا جاوے کہ استحقاق چوب دریا برآمدہ اس حکم مین شامل ہے
جسکی ڈگری بحق جانشین سابق نابالغ کے سب آرڈینیٹ جج رنگپور نے ۸ دسمبر ۱۸۵۰ء کو صادر کی تھی
اور قرار دیا جاوے کہ اپیلانٹ اپنے خرچہ [illegible] ہائے ماتحت کا مستحق ہے رسپانڈنٹ کو چاہیے کہ

سنہ ۱۸۹۵ء
امر فیصلہ
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ بہادر

اپیلانٹ کو اسکا خرچہ اپیل ہذا ادا کرے۔ اپیل منظور کیا گیا

سالسٹران منجانب اپیلانٹ میسرز ٹی اٹل ولسن اینڈ کمپنی۔

سالسٹر منجانب ریسپانڈنٹ:- دی سالسٹر انڈیا آفس۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

۲ جولائی ۱۸۹۶ء

میاجان (مدعی) بنام حشمت علی وغیرہ (مدعاعلیہم)۔

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۲۲ ضمن (۱) متعلقہ ۔ عینیت مقبوضہ کے خرید کیے جانے کا اثر

اگر تعلقدار ایک نیلام بعلت اجراء ڈگری میں جو اسنے ایک عینیت کے بخلاف حاصل کی ہو عینیت کو خرید کرے تو ایسی خرید سے حقیت مذکور زایل نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف استحقاق دخلیکاری سے (اگر کوئی ہو) جو اسکے ملحق ہو محروم ہوجاتی ہے۔

حوالہ الحق بنام رامداس ساہا (۱) کی پیروی کیگئی۔

ایک تعلقہ پٹنی کے مالکان نے ایک ڈگری لگان بخلاف ایک عینیت کے حاصل کی اور ڈگری مذکور کے اجرا میں انہوں نے اسکی مقبوضہ عینیت نیلام کرکے خود خرید کرلیا۔ ازان بعد انہوں نے اسکو مدعیان کے پاس بیع کردیا۔ لگان واجب الادا وہی تھا جو پہلا قابض ادا کرتا تھا قبل نیلام مقبوضہ مذکور کے مدعا علیہ نے فقسوار قرار مدتے ایک جزو اسکے مقبوضہ کا حاصل کیا تھا اور بعد خرید منجانب مدعیان کے انہوں نے مدعیوں کی مخالفت حصول قبضہ اراضی کی نسبت کی۔ اسپر مدعی نے ایک نالش قبضہ دائر کی منصف نے یہ قرار دیا کہ وہ قبالہ جسکے رو سے مدعی دعویدار ہے تبہر بطور پٹہ کے متصور ہوسکتا ہے اور اسنے ایک ڈگری قبضہ بحق مدعی صادر کی۔ بر اپیل سب جج صاحب ساڈسٹرکٹ جج ڈگری مذکور اس وجہ پر منسوخ کیگئی تھی کہ مدعی نے بروے اپنی خرید منجانب تعلقداران کے کچھ حاصل نہ کیا تھا کیونکہ کوئی شے قابل انتقال موجود نہ تھی مدعی نے اپیل کیا۔

نمبر ۱۰ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۸۹۵ء بنارضی فیصلہ بابو گوپال چندر بوس صاحب سب آرڈینیٹ جج تپرہ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری بابو رومیش چندر سین صاحب منصف کومیلاہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۳ء

(۱) گذشتہ صفحہ ۱۴۲

۱۸۹۶ء
میاجان
بنام
بہنت علی

بابو گوبند چندر داس بجانب اپیلانٹ کو بعد بیان کرنے واقعات کے عدالت نے بند کر دیا اور ریسپانڈنٹ کے دلیل ست جواب طلب کیا گیا۔

بابو اکہنائے کمار جی بجانب ریسپانڈنٹ:- بعد خرید کئے جانسے مالکان اراضی سے استحقاق دخیلکاری موجود نہ رہا تہا۔

میکفرسن صاحب جسٹس:- کوئی امر ایسا موجود نہین ہے جسکے رو سے لگان اراضی استحقاق دخیلکاری کے خرید کرنے ست ممتنع ہون اور اگر وہ ایسا کرین تو حقیت قایم رہتی ہے وہ اسے بیع کر سکتے ہین اگر وہ مناسب سمجہین بصورت حال مین مشتری بیدخلی کا دعوی کر رہا ہے اُسے ایسا استحقاق ثابت کرنا چاہئے جسکے رو سے وہ مدعاعلیہ کے بیدخل کرانے کا مستحق ہو وہ استحقاق جسکے بیع کئے جانیکا منشا رہا تہا استحقاق دخیلکاری تہا جو موجود تہا انہون نے کوئی جدید مزارعت یا استحقاق دخیلکاری پیدا نہ کی تہی اور نہ انکی ایسی نیت تہی۔

تجویز عدالت (میکفرسن و بل صاحبان جسٹسان) حسب ذیل ہے:-

ہماری رائے مین عدالت اپیل ماتحت نے اس رائے کے اختیار کرنے مین غلطی کی ہے جو اُسنے مدعی کی حیثیت کے متعلق اختیار کی ہے واقعات مختصراً حسب ذیل ہین: ایک خاص تعلقہ پٹنی موجود تہا جسکے تابع ایک حقیت پٹنی ایک شخص سمیر کے قبضہ مین تہی تعلقداران نے ایک ڈگری اُسکے برخلاف بقایا لگان کی حاصل کی اور انہون نے مقبوضہ مذکور نیلام کرایا اور اُسے خود خرید کیا۔ بعد خرید کے انہون نے اسکو مدعیان کے پاس مبلغ ۱۱ سے کے عوض بیع کر دیا لگان واجب الادا وہی لگان تہا جو پہلے قابض کیطرف سے ادا کیا جاتا تہا۔

مدعاعلیہم نے قبل نیلام بابت اجرای ڈگری لگان کے ایک جزو مقبوضہ مذکور کا قصور وار مزارعہ سے خرید کیا تہا اور اب مدعی کو قبضہ اراضی دینے سے انکار کرتے ہین۔

مدعی اپنی خرید جمعیت پٹنی کی بنا پر بت مالک ثابت کرنے سے قبضہ دلایا جانا چاہتے۔

عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ جو کچہہ بروقت نیلام بابت اجرای کے بیع کیا گیا تہا وہ استحقاق دخیلکاری تہا اور یہ کہ استحقاق مذکور در حقیقت بروقت خرید مالکان اراضی کے زایل ہو گئے تہے اور کہ در اصل انہون نے کچہہ بہی حاصل نہ کیا تہا اور اسلئے مدعی نے بروی اپنی خرید منجانب مالکان مذکور کے کچہہ حاصل نہ کیا تہا۔

ہماری رائے مین حیثیت فریقین کے متعلق یہ ایک غلط رائے ہے یہ فرض کرکے کہ سمیر کو استحقاق دخیلکاری اراضی مذکور مین حاصل تہا قانون مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکے رو سے مالکان اراضی ایک حقیت دخیلکاری کے خرید کرنے سے ممتنع ہتے جو کچہہ قانون مین بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر مالکان اراضی بحیثیت

سنہ ۱۸۹۶ء

میان
بنام
مہنت علی

مالکان اراضی کے ایسی حقیت کو خرید کریں تو استحقاق دخیلکاری موجود نہ رہیگا۔ مقدمہ جواد الحق بنام راجہ اس اللہ اراین جو چند دن ہوئے کہ ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے زیر دفعہ ۱۰ فرمان شاہی فیصل کیا تھا بحوالہ دفعہ ۲ ضمن ۲ کے فیصل کیا گیا تھا کہ اگرچہ از چند شرکا ر ایک حقیت دخیلکاری کو خرید کرے تو خرید مذکور سے حقیت [illegible] زائل نہیں ہوتی بلکہ حقیت مذکور بلا استحقاق دخیلکاری کے باقی رہتی ہے۔ بسیط جیسا [illegible] ہوتا ہے کہ کل حقیت دخیلکاری کے منجانب مالکان اراضی خرید کئے جانیکا اثر[2] [illegible] ہے کہ حقیت [illegible] ہوتی ہے بلکہ حقیت مذکور انکے قبضہ مین بلا اس استحقاق دخیلکاری کے [illegible] ساتھ ملحق ہوتا علیہم کی حیثیت صورت حال مین فقط وار مزارعہ سے بڑہکر نہیں ہے [illegible] موجودہ استحقاق حاصل نہیں۔ اور یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ مالک اراضی کی مخالفت اراضی کا قبضہ حاصل [illegible] مین نہین کر سکتے ہماری رائے مین اس استحقاق کی درست نوعیت پر غور کرکے [illegible] معلوم ہوتا ہے جو مدعی نے بروئے اپنی خرید کے حاصل کیا تھا اس معاملہ کا فیصلہ مین [illegible] ان کے کیا جانا چاہئے اگر اسکو بائیان کے بمقابلہ مدعا علیہم کے حقیت مذکور کا استحقاق حاصل [illegible] قبضہ خاص رکھا تو کوئی امر ایسا موجود نہیں ہے جسکے روسے وہ حقیت مذکور کو بحق مدعی منتقل [illegible] ایسا استحقاق مفوض نہ کر سکتے ہوں جسکے روسے وہ اسپر بطور اپنے مزارعان کے [illegible] کوئی ایسا قانون معلوم نہیں ہے جسکے روسے مالکان اراضی ایک حقیت کے خرید کرنے اور [illegible] منتقل [illegible] سے ممتنع ہوں اس امر سے چندان فرق نہین آتا کہ خواہ انہوں نے بحیثیت مالکان اراضی کے پرانی حقیت کو [illegible] منتقل کیا ہو یا انہوں نے اسکو بطور ایک جدید حقیت کے منتقل کیا ہے ہماری رائے مین [illegible] درستی پر تھا کہ قبالہ مذکور کا اثر ایک رشتہ مالک و مزارعہ کے [illegible] تھا جسکے روسے [illegible] استحقاق قبضہ حقیت بطور مزارعہ عطا کیا گیا ہے اور اسکے روسے لگان واجب الادا کی مقدار مقرر کی گئی ہے پس اس صورت مین اپیلانٹ مدعا علیہم کو بیدخل کرنیکا مستحق ہے جنکو کوئی حق حاصل نہیں۔

مقدمہ کی اس رائے کے مطابق فیصلہ عدالت اپیل ماتحت منسوخ کیا جانا چاہئے اور عدالت اول کی ڈگری بحال کیجانی چاہئے اپیلانٹ اپنا خرچہ ہر دو عدالتہائے سے حاصل کریگا۔

اپیل منظور کیا گیا

(۱) گذشتہ صفحہ ۵۲۳۔

سنہ ۱۸۹۷ء
محمد عبد الحافظ
بنام
لطیف حسین

نالش ہذا ایک افسوسناک تنازعہ مابین شیعہ و سنی باشندگان موضع پلامی واقعہ ضلع گیا کے باعث پیدا ہوئی ہے اور یہ امر نہایت افسوس کے قابل ہے کہ موضع مذکور کے مسلمان باشندگان کی عقل سلیم نے اُن کو اسبات سے بعید نہ کیا کہ وہ صرف امر فضول پر اس تنازعہ مین برباد کرین بلکہ اسکے باعث نہایت سخت متعصبانہ خیالات انکے مابین پیدا ہوئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان اور مدعا علیہم موضع مذکور کے حصہ داران مین مدعیکا مذہب شیعہ ہے اور وہ چاہتا تہا کہ ایام محرم مین اس موضع کی گلیون مین سے ایک جلوس نکلے جسکے ساتھ علاوہ تعزیہ کے جو مسلمہ طور پر پیش ہوتا ہے ایک علم یا جہنڈا اور ایک مشک تیر سے چہدی ہوئی نکالے جانے تہے بظاہر اس نے پہلی دفعہ ان نشانہاے کو جلوس کے ساتھ شامل کرنیکا قصد کیا تہا اسکی نسبت بعض سنی باشندگان موضع مذکور نے ناراضمندی ظاہر کی تہی اور اس امر کی نسبت دہمکی دی گئی تہی کہ اگر مدعی اس قسم کا جلوس نکالیگا تو اسکی مخالفت جبراً کیجائیگی۔ مدعا علیہم نے اوسکے ان پولیس کے ساتھ خط و کتابت کی اور جلوس مذکور اس سال بند کر دیا گیا تہا اسپر مدعی نے اپنے حقوق کو قرار دلانے کے واسطے نالش حال عدالت دیوانی مین رجوع کی جواب دعوے مختصراً یہ تہا کہ اس قسم کی نالش چل نہین سکتی اور زان بعد شہادت سے اس امر کے ظاہر کرنیکی استدعا کیگئی تہی کہ اس قسم کے نشانہاے جیسے مدعی اپنے جلوس کے ساتھ نکالنا چاہتا تہا نہایت سخت نفرت سنی اراکین موضع کے دلمین پیدا کرینگے۔

یہ امر ہماری راے مین بالکل صحیح ہے کہ سبارڈینیٹ جج اس امر کے قرار دینے مین درستی پر تہا کہ اس قسم کی نالش یا تو اس بنا پر چل سکتی ہے کہ موضع مذکور کی سڑکین ایسی تہین جنکے استعمال کرنے کا حق عوام الناس کو حاصل تہا یا اس بنا پر کہ مدعیکو حیثیت بکی از شرکا موضع مذکور کے حق حاصل تہا۔ ہر ایک شخص جو شارع عام کو ایک جایز غرض کے واسطے یعنے اسپر تنہا چلنے کی غرض سے استعمال کرے یا بطور ایک رکن جلوس کے جو قانوناً جایز ہو اور جو دیگر اقوام کے لئے باعث اشتعال نہو اس امر کا ہے کہ شارع عام مذکور پر بلا روک کے جانے چل سکے اور وہ شخص جو اسکے استعمال مذکور کی مزاحمت کرے جو اسے قانوناً شارع عام مذکور کی نسبت حاصل ہے

سنہ ۱۸۹۶ء
محمد عبد الحافظ
بنام
لطف حسین

اس امر کا ذمہ دار ہو گا کہ اسکے برخلاف ایک نالش دیوانی رجوع کیجائے وہ مقدمات جنمین یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایک ذاتی استحقاق ارجاع نالش اس جرم کی نسبت نہین ہوتا جو عوام الناس کے برخلاف ایک شارع عام کے متعلق کیا جائے الا جبکہ کوئی خاص ہرجانہ ثابت کیا گیا ہو مقدمہ حال سے کوئی علاقہ نہین رکھتے جسکی دو وجوہات ہین اولاً اسوجہ سے کہ مدعیکے ذاتی استحقاق مین خلل اندازی کیگئی تہی اور ثانیاً یہ کہ واقعی طور پر اسے اس امر سے نقصان پہنچا تہا کہ وہ شارع عام کے اس طریق پر استعمال کرنے سے روکا گیا تہا جس طرح کہ اُسے قانوناً اجازت دیگئی تہی۔ وہ صورت حال مین بطور ایک رکن عوام الناس کے دعویدار نہین ہے جسکو کہ نقصان پہنچا ہو بلکہ بطور ایک خاص شخص کے دعویدار ہے جسکو ذاتی طور پر نقصان پہونچایا گیا ہے۔ چند مقدمات کا حوالہ سبارڈینیٹ جج نے دیا ہے اور ہماری رائے مین اُسنے یہ نتیجہ درست طور پر اخذ کیا ہے کہ نالش چل سکتی ہے۔

عملی طور پر مقدمہ ہذا مین اور کوئی بات موجود نہین وہ حکایت جو دربارہ اس امر کے ہے کہ کیونکر نشانہائے مذکور کام مین لائے جاتے ہین بیان کیگئی ہے اور گو کسی حد تک آنسی ایسے واقعات یاد آتے جنکی یاد دہانی سے مسلمانون کے ہر دو فرقہ ہائے مذکو مین مخالفت پیدا ہو سکتی ہے لیکن بلحاظ شہادت مندرجہ مقدمہ کے یہ امر بالکل صریح ہے کہ کسی فہیم رکن اہل سنت کو ایسے نشانہائے سے کوئی اشتعال پیدا نہین ہوتا۔

اس ذیعلم مولوی نے جسنے مقدمہ ہذا مین اپیلانٹ کیطرف سے ہمارے روبرو بحث کی ہے نہایت عمدگی سے اس شہادت کو ظاہر کیا ہے جو اہل شیعہ کیطرف سے یعنی مدعی کی طرف سے ایک خود مختار نے مسمی محمد یحیی نے دی تہی جسکی حیثیت اس قدر ہے کہ ذی علم وکیل اپیلانٹ نے نہ صرف اسپر حملہ کرنیکی مبادرت ہی نہین کی بلکہ اسکے متعلق نہایت معززالفاظ کا استعمال کیا ہے وہ ایک سنی فرقہ کا آدمی ہے بظاہر وہ ایک معزز شخص ہے وہ ایک وکیل اور آنریری مجسٹریٹ پٹنہ کا ہے نیز وہ جامع مسجد واقعہ محلہ پٹنہ کا سپرنٹنڈنٹ ہے اس لئے بلحاظ اسکی حیثیت وکیل کے وہ ایک ایسا شخص ہے جسکی شہادت پر ہم کو بہتر طور پر بھروسا کرنا چاہئے اور بلحاظ اسکی حیثیت سپرنٹنڈنٹ مسجد جامع کے وہ ایک ایسا شخص ہے جو نہ صرف اپنے فرقہ کے لوگون کے قواعد و رسوم سے واقف ہو سکتا ہے بلکہ اُن اشخاص کے قواعد و رسوم سے بہی جو فرقہ شیعہ سے علاقہ رکہتے ہین بعد حوالہ دینے اس طریق کے جسکے مطابق نشانہائے مذکور بیجائے جاتے ہین

سنہ ۱۸۹۷ء

محمد عبد الحافظ
بنام
لطیف حسین

اُس نے بیان کیا ہے کہ "علم کے نکالے جانے سے اہل سنت وجماعت کے لوگونکی کوئی توہین نہین ہوتی،"
ہمارے روبرو بیان کیا گیا ہے کہ کوئی بلاواسطہ شہادت کسی باحیثیت اہل سنت کی ایسی موجود نہین جس سے یہ ظاہر
ہوتا ہو کہ اس قسم کے جلوس سے سنی لوگونکو اشتعال ہوتا ہے پس اس صورت مین یہ امر بالکل صریح ہے کہ اس قسم کا جلوس
جیسا کہ مدعی نے ارادہ کیا تہا اہل سنت وجماعت کے واسطے باعث اشتعال نہین ہے اور وہ ایک ایسا جلوس
ہے جو مدعی مطابق قانون کے نکالنے کا مستحق ہے ہم اس موقعہ پر یہ بیان کر سکتے ہین کہ یہ امر نہایت قابل
تعریف ہے کہ سمجھے اِسلئے کہ قانون کی کچھہ پروا نہ کیجاتی جیسا کہ بہت سے لوگ ایسے واقعات کی موجودگی مین کرتے
ہین مدعی نے ایک ایسی عدالت انصاف سے چارہ جوئی کی ہے جو اس معاملہ کے فیصل کرنیکے قابل تہی اور اُسنے
کوئی مذہبی خیالات کا جوش ظاہر نہین کیا ہمارے واسطے اس امر کے متعلق کچھہ اور بیان کرنا چندان ضروری
نہین ہے۔

شکایت یہ کیگئی ہے کہ مدعی کو بمقدار کثیر رقم بطور خرچہ کے عطا نہ کیجانی چاہئے تہی مدعی عدالت مین جانے پر
مجبور کیا گیا تہا خرچہ کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے جو بالکل عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے اور ہم اس خرچہ مین
دست اندازی کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتے جو عدالت ماتحت نے مدعیکو عطا کی ہے۔

رسپانڈنٹ نے ہرجانہ کے متعلق عذرات بالمقابل پیش کئے ہین عدالت ماتحت نے مبلغ صہ برائے
نام ہرجانہ کے طور پر عطا کئے ہین مدعی اس امر کا شاکی ہے کہ اُسے زیادہ تر رقم دلائی جانی چاہئے تہی۔ لیکن بہ
ملحوظی جملہ واقعات مقدمہ کے اور اس امر واقعہ کے کہ صورت حال مین پہلی دفعہ استحقاق مذکور کا دعویٰ کیا گیا ہے
اور نالش کی غرض استحقاق مذکور کے موثر کرنے اور اُن تمام عذرات کے رفع کرنیکی تہی جو اس قسم کے جلوس کی
نسبت اٹہائے جا سکین۔ ہماری یہ رائے ہے کہ فاضل جج برائے نام ہرجانہ کے عطا کرنے مین درستی پر تہا۔
نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے اور عذرات بالمقابل نامنظور کئے جاتے ہین۔

اپیل خارج کیا گیا

۱۸۹۶ع
سرلیش چندر رائے
بنام
دوارکا ناتھ

مجسٹریٹ کے اس استدعا کو نامنظور کرنیپر اٹرنی مذکور نے التوا کی درخواست اسوجہ پر کی کہ وہ اٹرنی جسکو مقدمہ ہذا
مین ہدایت کیگئی ہے حاضر نہیں ہو سکتا اور کہ مستغیث کے گواہان عدالت سے چلے گئے ہین اس درخواست کی تردید
وکیل ملزم کی اور مجسٹریٹ نے مقدمہ کی تجویز کئے جانے کا حکم دیا اٹرنی منجانب مستغیث نے بیان کیا کہ اُسے واقعات
مقدمہ کا علم نہیں ہے اور کوئی شہادت استغاثہ کیطرف سے پیش نہیں کیگئی سمن مذکور خارج کیا گیا تہا اور ملزم رہا
کیا گیا تہا۔ اسکے بعد ۶ جنوری سنہ ۱۸۹۶ع کو مستغیث نے بوساطت ایک اور اٹرنی کے ایک زبانی درخواست مجسٹریٹ
شمالی ڈویژن کے پاس انہی واقعات کی بنا پر کی جو مسٹر فار آنریری مجسٹریٹ کے روبرو تہے درخواست مذکور
واسطے اجرا ایک سمن جدید کے کیگئی تہی اور الزام زیر دفعہ ۴۲۰ مجموعہ تعزیرات ہند بجائے دفعہ ۴۱۷ کے لگایا
گیا تہا۔ درخواست مذکور منظور کیگئی تہی۔ ملزم نے حاضر ہو کر یہہ عذر کیا کہ مجسٹریٹ کو کوئی اختیار قانوناً واسطے
جاری کرنے جدید حکمنامہ کے مقدمہ ہذا مین حاصل نہ تہا درصورتیکہ ملزم ایک دفعہ ایک اور مجاز مجسٹریٹ سے رہا کیا گیا
مجسٹریٹ کی رائے اسکے برخلاف تہی۔ اُسنے ۱۰ جنوری کو معاملہ کو قائم رہنے دیا تاکہ ملزم اس حکم کی ناراضی سے
ہائیکورٹ کو تحریک کرسکے اسپر ایک قاعدہ ہائیکورٹ نے جاری کیا جسکے رو سے مستغیث بغرض اظہار
وجہ اس امر کے طلب کیا گیا کہ کیون حکم مجسٹریٹ مشعر عطائے حکمنامہ بخلاف ملزم اسوجہ پر منسوخ نکیا
جانا چاہئے کہ اُسے کوئی اختیار نسبت صادر کرنے حکم مذکور کے حاصل نہ تہا +

مسٹر پی ایل رائے منجانب مستغیث دوارکا داس اگروالہ:- استغاثہ صورت حال مین یہہ ہے کہ
سائل نے اس فریب سے کہ وہ بالغ ہے تین روپیہ قرض دینے کی تحریک کی ہے اُسے معلوم تہا کہ وہ بالغ
نہیں کیونکہ اُسکے چند ماہ پیشتر اسکا ایک ولی مقرر کیا گیا تہا۔ ۲۹ اگست کو اٹرنی مستغیث نے ایک
استغاثہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ شمالی ڈویژن کے روبرو دائر کیا جسمین مقدمہ کے واقعات بیان کئے
گئے۔ بعد چند التوا ملتوی کے مقدمہ کا انتقال آنریری مجسٹریٹ مسٹر فار کے روبرو کیا گیا تہا جسنے
سمن کو خارج کیا۔ ازان بعد مستغیث نے پریزیڈنسی مجسٹریٹ سے ایک جدید سمن کے جاری کئے جانیکی
استدعا کی جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اُسے ایسا کرنے کا اختیار تہا یا بعد کارروائیات
مقدمہ ہذا اُسی مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوئیں اور ایک درخواست انتقال کے کرنے
جانیپر پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے ایک حکم بدین مضمون قلمبند کیا کہ اگر مسٹر فار کو کوئی عذر نہ ہو

[illegible] بنام [illegible]

تو مقدمہ اُسکے پاس منتقل کیا جانا چاہئے پس ہمارے روبرو آنریری مجسٹریٹ کا حکم متعلق سمن اور پریزیڈنسی مجسٹریٹ کا حکم متعلقہ سمن جدید موجود ہے۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ مقدمہ کی نظر ثانی کرے ملاحظہ ہوا پوربا کمار سیٹ بنام پیرو دکماری داسی (۱)+

منجانب مظہر (بمعیت مسٹر واٹکنس) منجانب سائل:۔ مجسٹریٹ کو کوئی اختیار نسبت تجدید سمن کے حاصل تہا مقدمہ کی تجویز ایک مجاز سماعت مجسٹریٹ کیطرف سے کیجا چکی ہے۔ اسلئے کوئی اختیار دوسرے مجسٹریٹ کے حق مین واسطے اجرا سمن جدید کے باقی نہیں مقدمہ المپوربا کمار سیٹ بنام پیرو دکماری داسی کوئی سند نہیں ہے۔ زیر دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری عدالت ہذا کو اختیار ہے کہ کسی عدالت کی کارروائیات کو طلب کرے۔ ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام ڈانٹی (۲) مقدمہ مذکور زیر مجموعہ سنہ ۱۸۹۲ء فیصل ہوا تہا لیکن اختیارات نگرانی اب بہی وہی ہین ملاحظہ ہو بنیل رتن سین بنام جوگیش چندر بہٹاچارجی (۳) کوئی بیان جدید واقعات کے متعلق موجود نہیں ہے مجسٹریٹ نے ایک جدید سمن انہی واقعات پر لیکن ایک اور دفعہ کے رو سے جاری کیا ہے اُسکو کوئی اختیار ایسا کرنیکا حاصل نہ تہا +

تجویز عدالت ہائیکورٹ (گہوس صاحب وگارڈن صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:۔

واقعات جن سے سوالات حال پیدا ہوئے ہین مختصراً حسب ذیل ہین:۔

ایک استغاثہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ شمالی ڈویژن شہر کلکتہ کے روبرو بخلاف سائل کیواسطے جرم فریب دہی زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند دائر کیا گیا تہا۔ مقدمہ بغرض تجویز کے آنریری مجسٹریٹ مسٹر فار... کے پاس منتقل کیا گیا تہا۔ بعد چند التوائون کے مقدمہ بغرض سماعت ۱۹ دسمبر گذشتہ کو پیش ہوا تہا مستغیث نے جو اوسوقت عدالت مین حاضر تہا یہ بیان کیا کہ اُسکا اٹارنی حاضر نہیں ہے اور وہ مقدمہ کی نسبت کارروائی نہیں کر سکتا اور اُسنے التوا کی درخواست کی مجسٹریٹ نے مقدمہ کو ایک گھنٹہ کیواسطے ملتوی کیا تاکہ مستغیث اپنے اٹارنی کو لاسکے یا کسی اور شخص کو ہدایت کرسکے جب مقدمہ بعد مین پیش ہوا تہا ایک اٹارنی نے مستغیث کیطرف سے پیش ہوکر مقدمہ کو پریزیڈنسی مجسٹریٹ شمالی ڈویژن کے پاس منتقل کئے جانیکی درخواست اسوجہ پر کی کہ مستغیث

---

(۱) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۴۹
(۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۵
(۳) ” ” ” ” جلد ۲۳ صفحہ ۹۸۳

سنہ ۹۷ء ۱ع
سرلیش چندر ...
بنام
دوارکاناتھ

کو یہ اطلاع ملی ہے کہ ملزم مجسٹریٹ مسٹر فار کا موکل ہے اور اُس کو ذاتی واقفیت کچھ ہی مجسٹریٹ مذکور نے
اُن وجوہات پر جو اُسنے بیان کی ہین اِس استدعا کے منظور کرنے سے انکار کیا - اسپر اٹرنی مذکور نے یہہ
مقدمہ کی ملتوی رکھی جانیکی درخواست اسوجہ پر کی کہ وہ اٹرنی جسکو حسب ضابطہ طور پر مقدمہ ہذا مین ہدایت
کیگئی ہے حاضر نہیں ہو سکتا اور کہ مستغیث کے گواہان اُس اطمینان پر عدالت سے چلے گئے ہین
جو ایک ایسے شخص نے جو ملزم کے مقدمہ کی سپردی کرتا تہا اُنکو اِس امر کی نسبت دلایا تہا کہ وہ مقدمہ
کے ملتوی رکہے جانے مین اتفاق ظاہر کریگا - اِس درخواست کی تردید وکیل ملزم نے کی تہی جسنے
یہہ بیان کیا تہا (اور بیان مذکور درست ثابت ہوا تہا) کہ کم از کم دو گواہان استغاثہ عدالت مین
موجود ہین - اسپر مجسٹریٹ نے مقدمہ کی تجویز کیجانیکا حکم دیا تہا - اٹرنی مستغیث نے بیان کیا تہا
کہ اُسے واقعات مقدمہ کا علم نہیں ہے اور کہ کوئی شہادت استغاثہ کیطرف سے پیش نہیں
کیگئی - چنانچہ مجسٹریٹ مذکور نے سمن کو خارج کرکے ملزم کو رہا کردیا *
اسکے بعد گذشتہ ۵ جنوری کو مستغیث نے بوساطت ایک اور اٹرنی کے ایک زبانی درخواست
مجسٹریٹ شمالی ڈویژن کے پاس بظاہر اُنہی واقعات پر جو مسٹر فار کے روبرو تہے واسطے اجرا ایک
سمن جدید کے کی اور اُسنے صرف استغاثہ زیر دفعہ ۴۲۰ بجائے دفعہ ۴۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے پیش کیا -
مجسٹریٹ نے درخواست مذکور منظور کیا - ایک سمن کی تعمیل ملزم پر کیگئی اُسنے حاضر ہوکر یہہ عذر کیا کہ
مجسٹریٹ کو کوئی اختیار قانوناً واسطے اجرا جدید حکمنامہ کے مقدمہ ہذا مین حاصل نہین کیونکہ ملزم
ایکدفعہ اور مجاز سماعت مجسٹریٹ سے رہا کیا جاچکا ہے - مگر مجسٹریٹ نے ۱۹ جنوری گذشتہ کو
اسکے برخلاف رائے اختیار کی لیکن اُسنے اس معاملہ کو کسیقدر عرصہ کیواسطے ملتوی رکہا تاکہ ملزم
ہائیکورٹ مین اس حکم کی ناراضی سے تحریک کرسکے - چنانچہ ملزم نے ہمارے روبرو درخواست
کرکے ایک قاعدہ حاصل کیا ہے جسکے روسے مستغیث بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا
ہے کہ کیوں مجسٹریٹ کا حکم مذکور جسکے روسے ملزم کے برخلاف حکمنامہ جاری کیا گیا ہے منسوخ
نکیا جانا چاہئے اسوجہ پر کہ اُسے کوئی اختیار ایسا کرنیکی نسبت حاصل نہیں *
وہ حکم رہائی جو مسٹر فار نے صادر کیا تہا بلاشبہہ طور پر بطور بریت کے موثر نہیں کیونکہ مقدمہ قابل اجرا
وارنٹ تہا اور الفاظ دفعہ ۲۴۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے یہہ امر بہتر طور پر اخذ کیا جا سکتا ہے کہ
اسطرحپر رہا شدہ شخص کی تجویز جدید کی مانع نہیں ہے لیکن ازان بعد یہہ سوال پیدا

سنہ ۱۸۹۷ء
سرلش چندر
بنام
دھارکانا تھہ

نسبت مقدمۂ الوریا کمارسیٹ بنام سر دلبود کماری داسی (۱) کی جسکی طرف ہماری توجہ راغب کیگئی ہی یہ امر قابل لحاظ ہی کہ درخواست تجدید کارروائیات پیش کیگئی تہی اور حکم اجرا حکمنامہ جدید اسی مجسٹریٹ نے صادر کیا تہا جسنے کہ ملزم کو رہا کیا تہا ٭

ہمسے مقدمہ ہذا مین اس امر کے فیصل کرنیکی استدعا نہین کیگئی کہ آیا وہ حکم رہائی جو مشو فارلنے صادر کیا تہا مناسب حکم تہا ہمارا تعلق اسوقت صرف اس امر کے ساتہہ ہے کہ آیا مجسٹریٹ ضلع شمالی ڈویژن تجدید کارروائیات اجراء حکمنامہ جدید بخلاف ملزم کا حکم صادر کرنیکا مجاز تہا جبکہ ایک حکم رہائیت ایک مساوی اختیارات کے مجسٹریٹ نے اسی مقدمہ مین صادر کیا ہوا تہا ہماری یہ رائے ہے کہ وہ اسطرح پر مجاز نہتہا ٭

اسوجہ سے ہم حکم زیر بحث کو منسوخ کرکے ہدایت کرتے ہین کہ قاعدہ ہذا قطعی قرار دیا جائے ٭

قاعدہ قطعی قرار دیا گیا ٭

سنہ ۱۸۹۷ء
۱۸ فروری

صیغۂ ابتدائی دیوانی

باجلاس سیل صاحب جسٹس

بابو لال وغیرہ **بنام** جے لال وغیرہ ٭

ہنڈوی - وہ روپیہ جو فریبانہ بیان پر دیا گیا ہو - نالش قبل تاریخ ادائگی ہنڈوی کے ٭

مدعاعلیہم نے ہنڈویات تحریر کرکے غلط بیانات کی بنا پر روپیہ قرض لیا درصورتیکہ انکو بیانات مذکور کے غلط ہونیکا علم تہا اور انکو معلوم تہا کہ انکے بغیر وہ روپیہ قرض نہین لے سکتے تجویز ہوئی کہ مدعیان مستحق اس امر کے ہین کہ معاہدہ کو فسخ کرکے فوراً ادائگی زر مذکور کا دعوے قبل ہنڈویات کی تاریخ ادائگی کے کرین ٭

اس امر کی کوئی وجہ موجود نہین ہی کہ کیون یہ اصول کہ فریب سے تمام اقرارنامجات ناجائز ہو جاتے ہین اُن اقرار نامجات سے متعلق نکیا جانا چاہئے جنکی شہادت ہنڈویات سے یا بیع نامہ (یا) نوشتہ یا دیگر دستاویزات قابل بیع و شرا سے ملتی ہو اگر واقعات سے یہ ظاہر ہو کہ قرضہ اُن فریبانہ بیانات کے اعتبار پر دیا گیا تہا جو مدیون نے دائن کے روبرو کئے تہے ٭

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین ٭

مسٹر کادبہہ و مسٹر چودہری منجانب مدعیان ٭

مسٹر اوتوہر منجانب مدعاعلیہم ٭

سیل صاحب جسٹس :- نالش ہذا مدعیان نے جو شنکر لال اگروالہ کے نام سے کاروبار کرتے ہین واسطے وصولیابی مبلغ معہ سود کے

٭ نالش ابتدائی دیوانی نمبر ۱۹۹ سنہ ۱۸۹۶ء

(۱) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۹

بدین بیان دلیری کی ہی کہ وہ مدعا علیہم کی دوکان آسارام جے لال کو قرض دیا گیا تھا۔ قرضۂ مذکور کی نسبت دو ہنڈویات تحریر کیجاکر مدعاعلیہ جے لال نے اپنی دوکان آسارام جے لال کے نام سے تسلیم کرکے مدعیان کو حوالہ کی تہیں۔ ہنڈویات مذکورہ جو علی الترتیب ۶ و ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کی مرقومہ ہین ۱۲ یوم کے بعد تاریخ تحریر سے واجب الوصول تہیں۔ مدعا علیہم کا روبار ۱۷ نومبر کو بند کیا گیا تہا اور مدعیان نے یہہ بیان کرکے قرضجات مذکور فریبانہ بیان سے حاصل کئے گئی ہین نالش حال قبل تاریخ ادائگی ہنڈویات مذکور کے دائر کی ہی اور عرضیدعوے ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو داخل کیا گیا تہا۔

عرضیدعوے مین اُن واقعات کا ذکر کیا گیا ہی جنکی روسے مدعاعلیہم کو روپیہ قرض دیا گیا تہا اور بعد بیان کرنے اس امر کے کہ قرضجات مذکور کی نسبت ہنڈویات جے لال نے بحق مدعیان کے تحریر کرکے تسلیم کی تہین مدعیان نے عرضیدعوے کے فقرہ پنجم مین حسب ذیل بیان کیا ہے :-

"بروئے واقعات موجودہ کے مدعیان مدعاعلیہم پر یہہ الزام لگاتے ہین کہ اُنہون نے فریبانہ طور پر رقم مذکور مدعیان سے حاصل کی ہین اور اُنکا منشا بوقت حاصل کرنے رقوم مذکور کے اُنکے ادا کرنیکا نہ تہا اور مدعیان کو یہہ مشورہ دیا گیا ہے اور وہ مستدعی ہین کہ رقوم مذکور جو اسطرح دیگئی ہین فوراً واجب الوصول ہین" +

میری رائے مین اس امر کی نسبت شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اگر شہادت سے کافی طور پر یہہ ظاہر ہو کہ وہ رقوم جنکی نسبت ہنڈویات مذکور تحریر کیگئی تہین مدعاعلیہم نے غلط اور فریبانہ بیانات کرکے حاصل کی تہین جنکو معتبر سمجہکر مدعیان کو رقوم مذکور کے قرض دینے کی تحریک ہوئی تہی تو اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مدعیان اُس معاہدہ کو منسوخ کرنیکے مستحق ہونگے جو دو ہنڈویات مذکور مین کیا گیا ہے اور نیز اُس رقم کے فوراً دلا پانیکا دعوے کرنیکے جو اُنہون نے قرض دی ہے +

سوال یہہ ہی کہ آیا شہادت پیش کردہ مدعیان فریبانہ کو ثابت کرنیکے واسطے کافی ہے جسکی روسے مدعیان اُس معاہدہ کو منسوخ کرنیکے مستحق ہوتے ہوں جو ہنڈویات مین درج ہے اور نیز وہ زر قرضہ کے قبل قبل از تاریخ ادائگی ہنڈویات مذکور دلا پانیکے مستحق ہوسکتے ہون +

بیان یہہ کیا گیا ہے کہ فریب سے کل اقرارنامجات زائل ہو جاتے ہین اور مین اس امر کی کوئی وجہ نہین دیکہتا کہ کیون وہی اصول اُن قرضجات سے بہی متعلق کیا جانا چاہئے جنکی شہادت ہنڈویات یا پرامیسری نوہاٹ یا دیگر دستاویزات قابل بیع و شرکے ملتی ہو اگر واقعات سے یہہ ظاہر ہوتا ہو

۱۸۹۶ء

بابو لال
بنام
جے لال

کہ قرضہ اُس فریبانہ بیان کو معتبر سمجھکر دیا گیا تہا جو مدیون نے دائن کے پاس کیا تہا +

پربہو لال مہتمم گماشتہ مدعیان بہ شہر کلکتہ کی شہادت سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ مدعیان کی دوکان اور آسارام جے لال کے مابین پہلے سے بہی کاروبار جاری تہا جسکی وجہ سے پربہو لال - جے لال اور کالی پرشاد کا واقف تہا - ماہ نومبر ۱۸۹۶ء مین یعنی ماہ کارتک سمبت ۱۹۵۲ مدعا علیہم کی دوکان آسارام جے لال مدعیان کی مقروض تہی اور اسلیئے پربہو لال کو جے لال اور کالی پرشاد دونو نے کہا تہا کہ انکو کچھہ اور روپیہ قرض دیا جاوے - مطابق بیان پربہو لال کے اُسنے ایسا کرنیسے انکار کیا تہا اور اُسنے کہا تہا کہ تم پہلے سے مقروض ہو اور پہلے قرضہ کی ادائگی کی تمہین کچھہ پروا نہیں +

مگر مدعا علیہم نے پربہو لال کو دق کیا اور اُنہوں نے اُسے کہا کہ جو کاروبار کلکتہ مین کیا جاتا ہی وہی آگرہ مین بہی آسارام کالی پرشاد کے نام سے کیا جاتا ہی اور دونو دوکانین بخوبی چلتی ہین اور اُنہوں نے اُسے یقین دلایا کہ زر واجب الادا حسب ضابطہ نیتی سے ادا کیا جائیگا پربہو لال نے بیان کیا ہے کہ اس بیان پر انحصار کرکے جو دربارہ قابل اطمینان حالت کاروبار مدعا علیہم کے تہا - اُسے مزید قرضہ دینے کی تحریک ہوئی تہی جو نالش ہذا مین امر زیر بحث ہے +

اس واقعہ کی تسلیم کیگئی ہی کہ بیان مذکور جہانتک کہ حالت کاروبار مدعا علیہم کا علاقہ ہی گواہ پربہو لال نے اُسوقت تک پیش نکیا تہا جبتک کہ اُسکی توجہ اس امر کی طرف اُس سوال سے راغب نکیگئی تہی جو خاص اُسی غرض کیواسطے بنایا گیا تہا اور بلا شبہ طور پر وہ ایک ایسا واقعہ ہی جو ملحوظ رکہا جانا چاہیئے اور وہ بطور امر واقعہ کے نہایت موازنہ کے قابل ہوگا اگر کوئی قابل اطمینان شہادت اُسکی تردید مین موجود ہو - یہہ دیکھنا ضروری ہی کہ کس شخص نے پربہو لال کے بیان کی تردید کی ہے صرف ایک ہی گواہ جو اس غرض کیواسطے طلب کیا گیا تہا مدعا علیہ کالی پرشاد ہی اور اُسکی شہادت کیا ہے ؟ - اُسنے عدالت اول مین بیان کیا ہے کہ وہ کبھی اپنے باپ کے ساتہہ نہ تہا جبکہ قرضجات مذکور لئے گئے تہے اور کہ اُسکا کوئی علاقہ دوکان آسارام جے لال کے ساتہہ نہیں ہے اور کہ اُسکے باپ نے اُسکے ساتہہ کبھی اس کاروبار کا ذکر نہین کیا - اور کہ اُسے اُسکے متعلق کوئی علم نہین ہے اور کہ دوکان مذکور کے شرکا صرف اُسکا باپ اور اُسکا چچا ہرارام ہین +

۱۹۰۰ء
پریولال
بنام
چجولال

شو چجولال اور نہ بدرام طلب کیگئے ہیں اور مطابق بیان کالی پرشاد کے صرف وہی اشخاص ایسے ہین جو دوکان کی
اسوقت کی مالی حالت کا بیان کرسکتے ہین جہانتک کہ تنقیح متعلق بہ شراکت کا تعلق ہے فریقین کیطرف سے یہ
بحث کیگئی ہے کہ وہ شہادت جو مقدمہ نمبر [illegible] بنام چجولال مین دیگئی تہی بطور شہادت مقدمہ ہذا کے لیجانی
چاہئیے اور مین کچھ شبہہ نہیں ہے کہ یہ شراکت ایک واقعہ متعلقہ مقدمہ ہذا مین ہے کیونکہ اگر وہ یہ امر واقعہ ہے
کہ کالی پرشاد اپنے باپ چجولال کے ساتھ شریک تہا تو اس سے پریولال کی شہادت کی کامل تائید ہوتی ہے
اور کالی پرشاد کی شہادت بہت امور مین غلط ہے مینے پہلے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کالی پرشاد اور
چجولال اس دوکان کے شرکا تھے اور مجھے پریولال کی شہادت کے شہادت کالی پرشاد کی نسبت
فوقیت کے ساتھ تسلیم کرنے مین کوئی تامل نہیں ہے اور نہ مجھے اس امر کے قرار دینے مین کوئی تامل ہے کہ یہ سچ
ہے کہ مدعا علیہ کالی پرشاد بطور راہن واقعی کے بروقت قرضہ جات کے منجانب پریولال دیے جانیکے اپنے
باپ کے ساتھ تہا اور کہ وہ حسب بیان پریولال اپنے باپ کے ساتھ اس بیان کے کرنے مین شامل تہا
کہ دوکان آسارام چجولال کی حالت قابل اطمینان ہے پریولال نے بیان کیا ہے کہ اگر بیان مذکور
نکیا جاتا تو اُسنے کبھی روپیہ نہ دیا ہوتا اور مجھے اسمین شک کرنیکی کوئی وجہ نہیں دکھتا +

صرف ایک ہی نتیجہ جو مین چجولال کی عدم موجودگی بغرض شہادت سے اخذ کرسکتا ہوں یہ ہے کہ اُسے
معلوم ہوگا کہ جسوقت اُسنے اور کالی پرشاد نے بیانات مذکورہ پریولال کے روبرو کیے تھے اسوقت انکا کاروبار
قابل اطمینان حالت مین نہتا اور اُسکی غرض شہادت نہ دینے کی یہ تہی کہ امر مذکور کو مخفی رکھے +

پس اگر مدعا علیہم نے زر مذکور غلط بیانی سے حاصل کیا تہا اور مین قرار دیتا ہوں کہ اُنہوں نے حاصل
کیا تہا اور انکو معلوم تہا کہ وہ غلط ہین اور انہیں معلوم تہا کہ انکے بغیر وہ روپیہ حاصل نہیں کرسکتے۔ میری
یہ رائے ہے کہ مدعیان مستحق ہین کہ مدعا علیہم کے کاروبار کے بند ہونے پر فوراً ان معاہدات کو منسوخ کرتے انکی
شہادت منہدومات سے ملتی ہے اور رقم ادا کردہ بحق مدعا علیہم کی نالش کرتے +

نتیجہ یہ ہے کہ ایک ڈگری بخلاف ہر دو مدعا علیہم کے کل رقم متدعویہ کی معہ خرچہ مطابق پیمانہ عدالت
کے صادر کیجانی چاہئیے +

اٹرنی منجانب مدعیان :- بابو آر سی بوس +

اٹرنی منجانب مدعا علیہم :- بابو ایس کے دیب +

۴ مارچ ۱۸۹۷ء

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس گھوس صاحب و مسٹر جسٹس رمپنی صاحب

پسوپتی بہاٹچر (مدعا علیہ) بنام نراین داسی (مدعیہ) وغیرہ (مدعا علیہم ترتیبی)

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ بابت ۱۸۸۵ء) دفعات ۱۲۱ و ۱۷۱۔ ادائگی منجانب اُس شخص کے جو نیلام کے ملتوی کرانیمیں حق رکھتا ہو ۔ رہن ۔ مواخذہ +

وہ رہن جو بروے اطلاق دفعہ ۱۷۱۔ ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) کی روسے پیدا کیا گیا ہو حسب منشاء دفعہ ۱۲۱ ایکٹ مزکور ایک مواخذہ نہیں ہے اور وہ اس حیثیت سے ایک مقبوضہ کے خریدار بعلت اجراء ڈگری بقایا لگان کی تحریک سے منسوخ کئے جانیکے قابل نہیں ہے +

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سی ظاہر ہوتے ہین +

بابو بین بہاری گھوس منجانب اپیلانٹ +

بابو تاراکشور چودہری و بابو بدہ بہوسن گنگولی منجانب رسپانڈنٹان +

تجویز ہائیکورٹ (گھوس صاحب و رمپنی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے :-

وہ سوال جو بروے اپیل ہذا کے اُٹھایا گیا ہے ۔ یہ ہے کہ آیا رہن پیدا کردہ بروے اطلاق دفعہ ۱۷۱۔ ایکٹ مزارعان بنگال حسب منشاء باب ۱۴ ایکٹ مذکور ایک مواخذہ ہے اور اسطرحپر وہ منجانب خریدار ایک مقبوضہ کے جو بعلت اجراء ڈگری بقایاے لگان نیلام کیا گیا ہو قابل نظراندازی ہے +

وہ واقعات جو عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیئے ہیں حسب ذیل ہیں :- تاریخ بعض حقیت پٹنی کی دو مقبوضجات موجود تہی جنمین سی ایک مقبوضہ مسمی سومیترا کے قبضہ مین تہا ۔ اور دوسرا سندری اور متیا موئی کے قبضہ مین + ۱۴ ماہ پوس سنہ ۱۲۹۶ شوہر متنگنی مدعا علیہا ۲ نالش حال نے ہر دو حقیت ہائی مذکور مزارعان سی خرید کین اسکے بعد سنہ ۱۸۹۱ء مین پٹنیداران نے دو نالشات واسطے وصول پانے بقایاء لگان سنوات ۱۲۹۵ الغائیہ ۱۲۹۷

---

* اپیل از ڈگری اپیل ۸۸۵ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری بابو راجندرا کمار بوس سب آرڈینیٹ جج مدنی پور مصدرہ ۱۶ فروری سنہ ۱۸۹۵ء منسوخ و ترمیم ڈگری بابو کنتی چندر بہادری منصف گرہٹا مصدرہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء +

۱۹۰۰ع
پسوپتی بہاپتر
بنام
نرائن دتا

ایک بخلاف سومیترا اور دوسری بخلاف سندری اور نتیاموئی کے دائر کی متنگنی نے ہر دو نالشات مین بطور فریق کے دست اندازی کی۔ اور بالآخر ایک صلحنامہ مابین پٹنیداران اور پسران سندری و نتیاموئی کے عمل مین آیا تہا جسکے روسے متنگنی نے لگان متدعویہ مندرجہ نالشات کے فیصل کئے جانیکا اقرار کیا تہا اور قرار یہ پایا تہا کہ پسران سندری و نتیاموئی کو چاہیئے کہ ہر دو مقبوضجات مذکور پر بطور مزارعان سماۃ مذکور کے قابض رہین ۔ ۲۰ ماہ آسن سمت ۱۲۹۹ کو متنگنی نے ایک پٹہ درمقرری نسبت مقبوضہ سومیترا کے پسوپتی کو عطا کیا جو نالش حال مین مدعاعلیہ علیہ ہے اور اسکے تہوڑے عرصہ بعد دوران کارروائیہات اجرا مین جو پٹنیداران نے نالشات متذکرہ صدر مین کی تہین اُنے اپنا مقرری موروثی استحقاق مدعاعلیہ نالش حال سرمنیا لال بیرک کے پاس فروخت کر دیا اور اُسنے اپنے ذمہ لیا کہ وہ ڈگریات مذکور کا ایفا زر رسن مین سے کر دیگا۔ مگر ایسا نکیا گیا تہا اور زان بعد پسوپتی نے مقبوضجات مذکور کو نیلام سے بچانے کیواسطے ہر دو ڈگریات کی رقم عدالت مین داخل کر دی ۱۸۹۲ع مین مقبوضجات مذکور کا لگان بہر بقایا مین پڑگیا اور پٹنیداران نے ایک نالش بخلاف سرمنیا لال بیرک واسطے دلایانے لگان مذکور کے دائر کی اُنہون نے ایک ڈگری حاصل کی جسکے اجرا مین مقبوضجات مذکور نیلام کئے گئے تہے اور کاسی ناتہہ نے خرید کئے تہے جو نالش حال مین جو مدعاعلیہ ہے ہی ۱۸۹۳ع مین پسوپتی نے ایک نالش متنگنی کے برخلاف واسطے دلایانے اُس روپیہ کے دائر کی جو اُسنے حسب متذکرہ صدر عدالت مین داخل کی تہی اُسنے ایک ڈگری بخلاف سماۃ مذکور کے رقم متدعویہ کی نسبت حاصل کی مع اس استقرار کے کہ روئے دفعہ ۱۷۱ ایکٹ مزارعان بنگال کے وہ بطور رہن کے مقبوضہ مذکور کو نیلام کرا سکتا تہا اُسنے ایسی ہی کارروائی شروع کی جبر کاسی ناتہہ نے جائداد مذکور کی نسبت دعوی کیا لیکن اُسمین ناکامیاب رہکر اُسنے نوٹس ہائے زیر دفعہ ۱۶۷ ایکٹ مزارعان بنگال جاری کرائے اور زان بعد اپنا استحقاق مندرجہ مقبوضہ مذکور مدعیہ کے پاس بیع کر دیا اِن واقعات کی موجودگی مین نالش حال واسطے کالعدم قرار دلانے پسوپتی کے رہن و پٹہ درمقرری کے دائر کیگئی ہے۔ عدالت اوّل نے نالش کو خارج کیا ہے لیکن اُسکی ڈگری برطبق اپیل کے سبارڈنیٹ جج نے منسوخ کی جسنے رہن و درمقرری پٹہ مذکور کو مدعیہ کی تحریک پر قابل تنسیخ قرار دیا کیونکہ وہ جانشین استحقاق کاسی ناتہہ تہی جسنے سرمنیا کی مقرری کو خرید کیا تہا ۔

برطبق اپیل ہذا بحث یہ کیگئی ہے کہ جہانتک رہن کا تعلق ہے فیصلہ سبارڈنیٹ جج غلط ہے

سنہ ۱۸۹۶ء
پشوپتی مہاپتر
بنام
نرائن داسی

کیونکہ وہ رہن جو بروئے الملاق دفعہ ۱۷۱۔ ایکٹ مزارعان بنگال کے پیدا کیا گیا ہو بطور ایک مواخذہ کے متصور نہیں ہو سکتا جن معنوں میں کہ لفظ مذکور باب ۱۳ ایکٹ مذکور میں استعمال کیا گیا ہے ہماری رائے میں یہہ عذر درست ہے۔ لفظ "مواخذہ" کی تعریف واسطے اغراض باب ۱۳ کے دفعہ ۱۶۱۔ ایکٹ مذکور میں کیگئی ہے اور اُس سے مراد مطابق دفعہ مذکور کے "کوئی مواخذہ یا مزارعت شکمی یا آسائش یا دیگر استحقاق پیدا کردہ بجانب مزارعہ برحقیت یا مقبوضہ خود ہے یا مزارعہ کیطرف سے اپنے استحقاق کو ایسے طور پر محدود کیا جانا جو محفوظ نہو"۔ اِس تعریف کی تعمیل کے واسطے یہہ امر صریح ہے کہ خواہ کسی خاص مواخذہ کی کوئی نوعیت کیوں نہو وہ بہرحال مزارعہ کیطرف سے پیدا شدہ ہونا چاہیئے لیکن صورت حال میں وہ استحقاق رہن جسکا دعوے پسوپتی نے کیا ہے مزارعہ نے پیدا نکیا تھا بلکہ وہ بذات خود اُسکے بروئے الملاق دفعہ ۱۷۱۔ ایکٹ مذکور کے پیدا ہوا تھا۔ اسلئے ہماری رائے ہے کہ وہ ایک مواخذہ حسب منشا باب ۱۳ نہیں ہے اور اسلئے وہ ایک ایسا مواخذہ نہیں ہے جو بروئے دفعات باب مذکور خریدار کی تحریک سے کالعدم ہو سکے ◆

مگر ہماری یہہ رائے ہے اور اِس امر سے ہم سب ار ڈسٹرکٹ جج کے ساتھہ اتفاق کرتے ہین کہ اُس ادائگی کا اثر جو پسوپتی نے کی تہی مقبوضہ سومیترا تک محدود ہونا چاہیئے جسکے کہ تابع اُسکا استحقاق وہ مقرر ہی تہا نیلام مقبوضہ سندر ہی واقع ہونے سے اُسکی حیثیت مین کچھ فرق نہیں آتا ◆

چنانچہ اپیل ہذا کی جزواً ڈگری دیجاتی ہے اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی ترمیم اِس حد تک کیجاتی ہے کہ نالش ہذا جہانتک کہ اُسکے رو سے رہن بحق پسوپتی کے مقبوضہ سومیترا پر کالعدم قرار دلانیکی استدعا کیگئی ہو خارج کیجاتی ہے۔ دیگر امور مین ڈگری بحال رکھی جائیگی۔ ہم خرچہ کی نسبت کوئی حکم صادر نہیں کرتے ◆

ڈگری ترمیم کیگئی ◆

۱۸۹۶ء
... بنام
... چکرورتی

نبائے دعوے حاصل نہیں +

تنقیح ۳ کی نسبت اُنسے یہہ رائے ظاہر کی کہ وہ قرارداد امر واقعہ جو تنقیح اوّل کے فیصلہ مین اختیار کیگئی ہے اس امر کو غیر ضروری بناتی ہتی کہ کوئی رائے تنقیح دوم کے متعلق ظاہر کیجائے اور اُسکے رو سے معاملات صریح ہوجاتے اگر مدعی ۱ نے نالش حال بشمولیت اپنی زوجہ کے دائر کی ہوتی جو مطابق خود اپنے بیان کے ایک حکمی حقیت پر قابض ہتی اور تعلقہ جات ہتینی کی شریک نہتی ۔ تنقیح پنجم پر اُنسے مدعا علیہم کی ذمہ داری کو تقسیم کردیا جہانتک کہ عوضی مدعی ۱ کا تعلق تہا ۔ اوراز ان بعد اُنہوں نے ایک ڈگری بحق صرف مدعی ۱ کے اُس رقم کے بابت حصہ کی نسبت صادر کی جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اُسنے ادا کی ہتی +

اس ڈگری کی ناراضی سے اپیل حال مدعیان ۱ و ۲ نے مشترک طور پر دائر کیا ہے ۔ نیز عذرات زیر دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدعا علیہم ۱ لغایت ۳ کیطرف سے کئے گئے ہیں +

اپنے اپیل مین مدعیان نے یہہ استدعا کی ہے کہ عدالت ماتحت نے مدعیہ ۲ کے دعوے کو اسوجہ پر خارج کرنیمیں غلطی کی ہے کہ وہ تعلقہ میراثی جسکا اُسنے عوے کیا ہے ادرست اور ناجائز ہے اور کہ شہادت متعلق بہ امر مذکور بالکل یکطرفہ ہے اور اس سے یہہ ... بمنزلہ ... آگیا ہے جبکہ کیگئی تہیں مدعیہ ۲ کو ایک موجودہ استحقاق تعقدیات زیر بحث مین حاصل تہا ۔ مزید بران عذر یہہ کیا گیا ہے کہ بربنائے قرارداد فیصلہ کردہ عدالت ماتحت جو ادائگی جسکا مدعیہ ۲ کیطرف سے کیا جانا بیان کیا گیا ہے دراصل مدعی ۱ کی طرف سے کیگئی ہتی اُسے چاہئے تہا کہ مدعیان کے حق مین ایک مشترکہ ڈگری بابت کل رقم متدعویہ کی صادر کرتی ۔ اور با لآخر عذر یہہ کیا گیا ہے کہ عدالت ماتحت کو چاہئے تہا کہ اُس درخواست کو موثر کرتی جو مدعی ۱ نے ۱۸ مئی ۱۸۹۳ء کو کی ہتی جسکے رو سے اُسنے عدالت سے استدعا کی ہتی کہ مدعیہ ۲ کا نام خارج کیا جائے اور خود اُسکا نام اُسکی بجائے اسوجہ پر قائم کیا جائے کہ اُسنے بذریعہ ہبہ کے رقم متدعویہ نالش حال کا انتقال مدعیہ ۲ سے حاصل کیا ہے ۔ بخلاف ازین رسپانڈنٹان کیطرف سے بتائید اُس ڈگری عدالت ماتحت کے جسکے رو سے مدعیہ ۲ کا دعوے خارج کیا گیا ہے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ دعوے مذکور اس وجہ سے قابل تنسیخ تہا کہ اُسمین مدعیان کا اشتمال بیجا کیا گیا تہا درصورتیکہ اُنکو مختلف بنا ہائے دعاوی حاصل تہے +

سنہ ۱۸۹۷ء
موہیا چند [illegible]
بنام
اتول چند
[illegible]

بجواب اس عذر رسپانڈنٹان کے اپیلانٹان کیطرف سے یہہ استدعا کیگئی ہی کہ رسپانڈنٹان نے مقدمہ کی تجویز واقعات پہ کرائی ہے اسلئے وہ مجاز نہیں ہین کہ کوئی عذر از قسم حال نالش کی ترتیب کے متعلق کرین ✦

ہماری یہہ رائے ہی کہ علاوہ واقعات مقدمہ کے نالش کی ترتیب [illegible] ناقص تہی کیونکہ دو مدعیان کا جنکو مختلف بناؤن پر دعاوی حاصل تہے اشتمال بیجا کیا گیا [illegible] کہ اُسنے چند رقوم زر نقد اُن دو پٹنیہائے کو جنمین اُسے کسیقدر حصہ حاصل تہا بقایا لگان کی علت [illegible] محفوظ کرنیکے واسطے ادا کی تہیں اور اسمین شک نہیں کہ اُسکی نالش درست طور پر خلاف شرکا پٹنی ہائے مذکور کے دایر کیگئی تہی ✦

مدعیہ نمبر ۲ کا دعوے جیسا کہ عرضیدعوی مین مذکور ہی یہہ ہی کہ اُسکے قبضہ مین ایک شکمی حقیت تابع پٹنی ہائے مذکور کے ہے اور کہ اُسنے چند رقوم چند تواریخ پر اسلئے محفوظ کرنے پٹنی ہائے مذکور کے ادا کی تہیں کیونکہ اُس شکمی حقیت کو کالعدم ہوجانیکا خطرہ تہا اگر پٹنی ہائے مذکور بعلت بقایا لگان کے نیلام کیجائیں۔ اسلئے اُسکی نالش مناسب طور سے بخلاف جملہ قابضان پٹنی ہائے بشمولیت مدعی نمبر ۱ کے دایر کیجا سکتی تہی نہ کہ صرف بخلاف مدعاعلیہم نالش کے ہر دو دعاوی مذکور یکجا شامل کئی جانیکے ناقابل ہیں جیسے کہ کوئی دعاوی بجانب دو اشخاص کے ہوتے ہین ✦

حجت یہہ کیگئی ہی کہ مدعی نمبر ۱ کسی ایسی نالش کا ضروری فریق نہتا جو مدعیہ نمبر ۲ دایر کرسکتی تہی اگر وہ ایک جداگانہ نالش دایر کرتی۔ کیونکہ مدعی نمبر ۱ کیطرف سے کوئی رقم واجب الادا نہتی۔ ہمین یہہ معلوم نہیں ہی کہ آیا معاملہ ایسا ہی تہا یا نہیں۔ امر مذکور کو مدعاعلیہم نے تسلیم نہیں کیا اور کوئی قرار داد اس امر کے متعلق عدالت ماتحت نے قلمبند نہیں کی۔ نیز یہہ حجت کیگئی تہی کہ اُس معاملہ بینامی کی غرض سے جسکا ذکر مدعاعلیہم نے کیا تہا ہر دو مدعیان ایک ہی نالش مین شریک ہوئے تہے۔ لیکن کسی ایسی وجہ کے عرضیدعوی مین سے معلوم کئے جانے کا خفیف شبہہ بہی پیدا نہیں ہوتا ✦

اسلئے مقدمہ ہذا دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل مین نہیں آتا جو صرف ایک ہی ایسی دفعہ ہی جسکے رو سے مختلف مدعیان ایک نالش مین شامل ہوسکتے ہین اور صرف ایک ہی صریح حکم جو مختلف مدعیان کے متعلق ہے دفعہ ۳۱ کے فقرہ دوم مین موجود ہے جسمین صریح طور پر یہہ حکم ہے کہ کسی امر مندرجہ دفعہ ہذا کی نسبت یہہ متصور نہوگا کہ اُسکے رو سے مدعیان مختلف بناہائے دعوی پر شامل ہونیکے قابل بنائے گئے ہیں ✦

۱۸۹۵ء
موہیم چندر رائے
بنام
اتول چندر
چکرورتی

اور نہ دفعہ ۸، ۵ مجموعہ مذکور کی اپیلانٹاں کی تمد ہو سکتی ہو۔ صورت حال مین کوئی ڈگری انکے حقوق مین ایسی صادر نہیں کیگئی جو دست اندازی عدالت اپیل سے بچنے دفعہ ۸، ۵ کی محفوظ قرار دیجا سکے۔ اگر یہ امر تسلیم بھی کیا جاوے کہ ایک عذر جیسا کہ مدعا علیہم نے اُٹھایا ہے مشتمل بر سوال بنیادی لگتی ہی جو امر دو کسی صورت مین بملحوظ آرای لارڈ جنٹس صاحب والا و فیف جسٹس صاحب بمقدمہ مسمر تہو یٹ بنام ہلینی (۱) بھی از شبہ نہیں ہی جیسا کہ ہمنے اوپر ذکر کیا ہے استدعا یہ کیگئی تھی کہ وہ امر واقعہ جو عدالت ماتحت نے بدین منشا قرار دیا ہی کہ وہ رقوم جنکا مدعیہ ۱ کیطرف سے ادا کیا جانا بیان کیا گیا ہی دراصل مدعی کیطرف سے ادا کیگئی تھی۔ مدعی ۱ کو ایک ڈگری مستدعویہ کی قابل بنانیکے واسطے کافی ہے +

اس عذر کے دو جوابات ہین اولاً قرار داد مذکور نہایت صریح اور مکمل نہیں ہی کہ جملہ رقوم مستدعویہ ادا کی وہ مدعی ۱ کیطرف سے ادا کیگئی تھیں۔ عدالت ماتحت نے اس امر کے متعلق صرف یہہ بیان کیا ہی کہ نسبت اُس رقم کے جسکی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ وہ گنود اسندری نے ادا کی تھی مدعی کے گواہ ۲ انجا کشور نے اس نے بیان کیا ہی کہ اُسنے مبلغ مار روپیہ چندر کشور چودہری نایب موہیم چندر رائے سے وصول کئے تھے اور کہ زر مذکور بہی جمع خرچ مین موہیم بابو کے نام درج کیا گیا تھا۔ اور کہ وہ صرف گنود ا کے نام سے جمع کیا گیا تھا۔ دراصل موہیم چندر رائے کا ہی سب روپیہ ہے اور اُسکی عورت کا نام صرف اس غرض سے استعمال کیا گیا ہی کہ وہ اپنے اُس بہانہ کو پوشیدہ رکہی جو اُسنے اُن مواضعات کی نسبت کیا تہا جنپر وہ اپنا قبضہ کسی نہ کسی طرح قائم رکہنا چاہتا تہا +

یہہ امر اس مکمل قرار داد سے مختلف ہے کہ جملہ رقوم زیر بحث مدعی ۱ نے ادا کی تھیں لیکن اگر ایسی قرار داد موجود بہی ہو تو وہ ایک قرار داد بخلاف بیانات فریقین کے ہوگی۔ مدعا علیہم نے یہہ بیان نہیں کیا کہ وہ جملہ رقوم جنکی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ مدعیہ ۱ نے ادا کی ہین دراصل مدعی ۱ کیطرف سے ادا کیگئی تہیں اور یہہ امر مدعیان کے بیانات کے بالکل خلاف ہے جو نہ صرف انہوں نے اپنے عرضیدعوی مین کئے ہین بلکہ دوران بحث مین بہی جو ہماری روبرو کیگئی ہے۔ پس اس صورت مین ہم اس عذر کو موثر نہیں کر سکتے اور نہ ہم کوئی اثر درخواست ۱۰ مئی ۱۸۹۳ء کو دیسکتے ہین جسکا حوالہ دوران بحث مین دیا گیا ہے۔ مدعی ۱ نے بعد ارجاع نالش کے درخواست مذکور بدین بیان دائر کی تھی کہ اُسنے بذریعہ ہبہ کے مدعیہ ۱ سے اُسکے حقوق رقوم مذکورہ کے متعلق حاصل کر لئے ہین +

(۱) لا رپورٹس مقدمات اپیل دس ۱۸۹۴ء صفحہ ۳۴۹

سنہ ۱۸۹۷ء
موہیاچندر رائے
بنام
الفل چندر
چکرورتی

اِس سے ترتیب نالش کا نقص رفع نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ابتدائً رجوع کیگئی تہی ایک مدعی کے بجائے دوسرے مدعی کے قایم کئے جانیکی بابت صرف اُس نالش مین دیجاسکتی ہے جو مناسب طور سے دائر کیگئی ہو چند مقدمات پر بغرض اظہار اس امر کے انحصار کیا گیا تہا کہ جہان ایک فریق گو نالش کی ترتیب کے متعلق عذر کیا گیا ہو نالش کو بنائے واقعات منفصل کرانیکے لئے چلا سکتا ہے۔ وہ مجاز نہین ہے کہ نیک عدالت اپیل سے نالش کے خارج کرانیکی استدعا کرے یا اُسکے کسی جزو کے اسوجہ پر منسوخ کرانیکی کہ ترتیب نالش مین کوئی نقص موجود ہے۔ مقدمات مذکورہ مین سے زیادہ تر اہم مقدمہ ترمنی چرن گہوس بنام منسن جہا (۱) ہے۔ مگر واقعات مقدمہ مذکور واقعات مقدمہ حال سے بالکل مختلف ہین مقدمہ مذکور مین نہ صرف عذر نقص ترتیب نالش ہی پر زور دیا گیا تہا بلکہ عدالت سے کبہی کسی تنقیح کے قایم کرنیکی استدعا نکیگئی تہی۔ مگر بخلاف ازین صورت حال مین ہم دیکہتے ہین کہ عذر نسبت اشتمال بیجا کے جواب دعوی تحریری مین اُٹہایا گیا تہا۔ عدالت سے اِس امر کے متعلق ایک تنقیح کے قایم کرنیکی استدعا کیگئی تہی اور ایک مابعد مرحلہ مین جبکہ مدعی ۱ نے عدالت سے استدعا کی تہی کہ اُسکا نام بجائے مدعی ۲ کے نام کے تبدیل کیا جائے مدعا علیہم نے درخواست مذکور کی اسوجہ پر تردید کی تہی کہ اُنہوں نے سماعت اول کے وقت ترتیب نالش کے متعلق عذر کیا ہے اور کہ عذر مذکور کا فیصلہ اُنکے حق مین کیا جانا چاہئے ❖

اُسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ مدعیان اس امر کے مستحق نہیں ہین کہ ہم سے ایک ڈگری کے اپنے حق مین اُس جزو رقم متدعویہ کے نسبت صادر کرانے کی استدعا کرین جو خارج کیا جاچکا ہے صورت حال مین سوال نسبت ترتیب اُس حکم کے پیدا ہوتا ہے جو عدالت ماتحت مین صادر کیا جانا چاہئے تہا اور نسبت نمونہ اُس حکم کے جو ہمکو مدعیہ ۲ کے دعوے کے نسبت صادر کرنا چاہئے اسمین شک نہیں کہ اگر مدعیہ ۲ کا دعوی اسوجہ سے خارج کیا جائے کہ وہ ناجائز طور پر نالش ہذا مین شامل کیا گیا ہے تو اسقدر فیصلۂ عدالت ماتحت جسکے رو سے اس سوال کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ آیا مدعیہ ۲ کو کوئی اصلی استحقاق میراث حاصل ہے خارج کیا جانا چاہئے اور مدعیہ ۲ کے دعوے کا اخراج محض اسوجہ پر مبنی رکہا جانا چاہئے کہ وہ ناجائز طور پر نالش حال مین شامل کیا جانا چاہئے۔ ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ اگر ہم ایسا حکم صادر کرین تو وہ مدعی ۱ یا مدعیہ ۲ یا کسی مدعا علیہ تا حق شامل کئے دعوے مین خلل انداز ہوگا۔ چونکہ مدعی ۱ نے اُس جزو دعوے کی نسبت ڈگری حاصل کی ہے جو اُن رقوم کے ساتہ علاقہ رکہتا ہے جو اُسنے ادا کی ہین اور چونکہ مدعا علیہم نے ڈگری مذکور کی

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۲۴

۱۸۹۵ء
موہن چندر رائے
بنام
اتول چندر
چکرورتی

نسبت اسوجہ پہ عذر نہیں کیا کہ ترتیب نالش ناقص ہے اسلئے ہم یہہ فرض کرتے ہین کہ اگر مدعیان کو عدالت ماتحت مین انتخاب کی اجازت دیجاتی تو انتخاب ایسی طریق پر کیا جاتا جسکی رو سے عدالت اُس ڈگری کے صادر کرنیکے قابل ہوتی جو اُسنے صادر کی ہے۔ بہرحال ہمارے روبرو کسی امر مخالف پر بحث نہیں کیگئی اور اغلب ہے نسبت مدعیہ نمبر ۲ کے یہہ سچ ہو کہ اگر اُسے انتخاب کا موقعہ دیا جاتا تو وہ ایک جدید نالش کے دائر کرنیکے قابل بہت عرصہ پہلے ہو جاتی لیکن چونکہ اب بہت بعد از وقت ہے اسلئے ہمین یہہ رائے ظاہر کرنی چاہئیے کہ اُسکا دعوےٰ کسی قانون میعاد کے رو سے ممنوع السماعت نہیں اسلئے کسی فریق کو اُس حکم سے کوئی نقصان نہیں پہنچا جو اب ہم صادر کرتے ہین۔ اور حکم مذکور یہہ ہے کہ مدعیہ نمبر ۲ کا دعوےٰ اسوجہ پر نامنظور کیا جائے کہ وہ ناجائز طور سے مدعی نمبر ۱ کے دعوے کے ساتھ شامل کیا گیا ہے ✦

(حکام موصوف نے یہہ بھی قرار دیا کہ اپیل بالمقابل ایسی وجوہات پر خارج کیا جانا چاہئیے جنکا بیان کرنا رپورٹ ہذا کیلئے ضروری نہیں ہے)

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ہذا اور اپیل بالمقابل دونوں ناکامیاب ہوتی ہیں اور ڈگری عدالت ماتحت بحال رکھی جائیگی تابع اُس ترمیم کے جو دربارہ ڈسمس دعوے مدعیہ نمبر ۲ کے اوپر ظاہر کیجا چکی ہے ✦

اپیل خارج کیا گیا ✦

باجلاس
مسٹر جسٹس ایکمن صاحب و مسٹر جسٹس امیر علی صاحب

۲۳ اپریل ۱۸۹۵ء

پران ناتھ رائے (مدعی)
بنام
مہیش چندر موا تر اور غیرہ (مدعا علیہم)

استحقاق ارجاع نالش۔ فریب۔ نالش بغرض تنسیخ ڈگری یکطرفہ اور نیلام بعلت اجراء ڈگری مذکور کے زیر بنائے فریب۔ باعتبار سماعت امر فیصل شدہ۔ ایک حکم اپیل کی ناراضی اپیل نکرنیکا اثر۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء (مجموعہ ضابطہ دیوانی) دفعات ۱۳ و ۱۰۸ و ۲۴۴ و ۳۱۱۔

مدعی نے ایک درخواست زیر دفعہ ۱۰۸ و ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے منسوخی ایکڈگری یکطرفہ اور نیلام جائداد مدعی بعلت اجراء ڈگری مذکور کے اسوجہ پر گذرانی کہ فریب کیا گیا ہے جسمین وہ ناکامیاب رہا اور بلا دائر کرنے اپیل بناراضی حکم نامنظوری درخواست مذکور زیر دفعہ ۱۰۸ کے اُسنے نالش حال دائر کی جسمین اُسی دادرسی کا دعوی کیا گیا۔ قرار دیا۔ ڈسٹرکٹ جج نے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا کہ نالش چل نہیں سکتی ✦

✱ اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۳۵۲ سنہ ۱۸۹۵ء بناراضی ڈگری بابو کرشنا چندر داس سب آرڈینیٹ جج پبنہ و بوگرا مصدرہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۹۰۷
پران ناتھ ... بنام مہیش چندر ...

تجویز ہوئی کہ ایسی نالش چل سکتی تہی اور کہ دفعات ۱۳ و ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اُسکی مانع نہیں ہیں اور کہ اُسکی درخواست زیر دفعہ ۱۰۸ ناکامیاب ہی تہی اور اُسنے حکم مشعر نامنظوری درخواست مذکور کی ناراضی سے اپیل کیا تہا اُس سے اپنی چارہ جوئی کے ذریعے نالش بہ بنا ئے فریب حاصل کرنیسے باز نرکہتے تہے +

نیز تجویز ہوئی کہ جب ایک فیصلہ کی ناراضی سے اپیل ہو سکتا ہو تو اسکی ناراضی سے اپیل نکریکا اثر یہ نہیں ہے کہ فیصلہ دیا ہی موثر رہتا ہے جیسا کہ وہ صادر کیا گیا ہے جہانتک کہ اُسکا تعلق کسی طریق دادرسی قابل عطا کے ساتہہ ہو۔ جو شخص اسکی ناراضی سے اپیل نکرے اُسکی حیثیت اُس شخص سے کم نہیں ہے جسنے اپیل کیا ہو لیکن ناکامیاب رہا ہو +

عبدل موزمدر بنام محمد غازی چودہری (۱) پسند کیا گیا۔ راج کشن مکرجی بنام رادہکا دہن منڈل (۲) تمیز کیگئی +

واقعات مقدمہ ہذا اور دلائل پیش کردہ کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین +

مسٹر وڈراف و بابو دوارکا ناتہہ چکرورتی منجانب اپیلانٹ +

ڈاکٹر راش بہاری گہوش بابو سرودا چرن متر و بابو مکند لال کنڈو و بابو ہرخندر بنرجی منجانب ریسپانڈنٹان +

تجویز ہائیکورٹ (مسٹر جسٹس میکفرسن صاحب و امیر علی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے :-

نالش بالا تجویز اس ابتدائی تنقیح کی خارج کیگئی ہے کہ آیا نالش بملحوظی احکام دفعہ ۱۳ و دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اور اس امر واقعہ کے چل سکتی ہے کہ مدعی کی درخواست تنسیخ ڈگری و نیلام زیر دفعات ۱۰۸ و ۳۱۱ مجموعہ مذکور نا منظور کیگئی تہی :-

نالش کی غرض ایک یکطرفہ ڈگری لگان کے منسوخ کرانیکی ہے جو مدعا علیہم ۱ و ۲ نے بخلاف رام کشن سرکار مدعا علیہ ۵ اور مدعی کے حاصل کی تہی اور نیز واسطے دلاپانے قبضہ جایداد مدعی کے منجانب مدعا علیہم ۳ و ۴ کے جو جایداد کہ بعلت اجراء ڈگری مذکور نیلام کیجا کر مدعا علیہم مذکور نے مدعا علیہ ۴ کے نام سے خرید کی تہی۔ عرضیدعوے مین بیان کیا گیا ہے کہ مدعی کا کوئی تعلق اُس جوت کے ساتہہ نہ تہا جسکی کی نسبت ڈگری لگان صادر ہوئی تہی اور نہ اُسکا کوئی تعلق رام کشن سرکار کے ساتہہ ہے اور کہ نالش فریبانہ طور پر مدعا علیہم ۱ و ۲ و ۵ کی تحریک سے اس غرض سے کیگئی تہی کہ مدعی کی جایداد کم قیمت پر حاصل کیجائے اور کہ فریب مذکور کے عملمین لانیکے واسطے کسی سمن کی تعمیل نکرائی گئی تہی اور ایک جہوٹی رپورٹ تعمیل کے متعلق کیگئی تہی اور کہ مدعا علیہم نے اُس حقیقت کے برخلاف کارروائی کی تہی جسکی کہ نسبت

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۵

(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۷ صفحہ ۴۱۳

بیان ناتمام ہونے

تمام

اقوال متعلقہ

حکم عدالت

تعبایا رو اجب الادا تھا اور نہ اُنہوں نے رام کشن کی جائداد کے برخلاف کارروائی کی ہے بلکہ اُنہوں نے فریب سے مدعی کی نہایت بیش قیمت جائداد کو نیلام کرایا ہے اور اُنہوں نے کسی حکمنامہ کی تعمیل حسب منشاء قانون مدعی پر نہیں کرائی اور ایک جہوٹی رپورٹ تعمیل کے متعلق کرائی ہے اور جائداد کو اُنہوں نے خود اُسکی مالیت سے بہت کم قیمت پر خرید کر لیا ہے - مختصراً مدعی کا دعوے یہہ ہے کہ وہ نالش جسکے باعث نیلام عمل مین آیا ہے اول سے آخر تک فریبانہ تہی جسمین ان مدعا علیہم کا تعلق تہا جنہوں نے اُسکی جائداد کو خرید کر کے اُسکا قبضہ حاصل کر لیا ہے + اس امر کے معلوم کرنیکے کہ آیا نالش چل سکتی ہے ہمین فرض کرنا چاہیے کہ واقعات ویسے ہی ہین جیسے کہ بیان کئے گئے ہین دو مزید امور جنکا ذکر عرضی دعوے مین نہیں کیا گیا لیکن جنکی نسبت کوئی تنازعہ نہیں شامل کئے جانے چاہئیں امور مذکور یہہ ہین کہ مدعی نے زیر دفعہ ۱۰۸ مجموعہ مذکور ایک درخواست واسطے تنسیخ ڈگری یکطرفہ کے اور نیز ایک درخواست زیر دفعہ ۳۱۱ واسطے تنسیخ نیلام کے گذرانی تہی اور کہ وہ دونو ناکامیاب رہی تہیں + جیسا کہ ہم فیصلہ سبار ڈینیٹ جج کو سمجھتے ہین اُسنے ابتدائی تنقیح محولہ بالا کا فیصلہ بحق مدعی کیا ہوتا اگر یہہ امر واقعہ موجود نہوتا کہ مدعی نے ایک درخواست زیر دفعہ ۱۰۸ مجموعہ مذکور واسطے تنسیخ یکطرفہ ڈگری کی تہی جسمین وہ ناکامیاب رہا تہا - اُسنے بیان کیا ہے کہ درخواست زیر دفعہ مذکور کے کرنیمین مدعی نے ایک مناسب طریق اختیار کیا تہا جو ایک ہی طریق صرف اُسکے واسطے نہ تہا بلکہ وہ اُس حکم کی ناراضی سے اپیل کر سکتا تہا جسکے رو سے اُسکی درخواست نامنظور کیگئی تہی جسکا فائدہ اُسنے نہیں اُٹہایا اور کہ حکم نامنظوری کا اثر یہہ تہا کہ ڈگری یکطرفہ ڈگری بعد از مباحثہ مین تبدیل ہو گئی تہی جسکے منسوخ کرنیکا عدالت کو کوئی اختیار سوائے بر طبق اپیل کے حاصل نہ تہا اور کہ بلا منسوخی ڈگری مذکور کے مدعی اُس جائداد کو واپس نہ پا سکتا تہا جو بعلت اجراء ڈگری مذکور نیلام کیگئی تہی +

یہہ عذر نہیں کیا گیا اور نہ اب کیا جا سکتا ہے کہ نالش واسطے منسوخی اُس ڈگری کے چل نہین سکتی جو فریب سے حاصل کیگئی ہو اور نہ یہہ عذر کیا گیا ہے کہ ایک فریبانہ ڈگری جو یکطرفہ حاصل کیگئی ہو صرف زیر احکام دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی منسوخ کیجا سکتی ہے مقدمہ عبدل موز مدر بنام محمد غازی چودہری (۱) اس امر کی ایک سند ہے کہ ایک نالش واسطے منسوخی ایک فریبانہ ڈگری یکطرفہ کے چل سکتی ہے گو کوئی کوشش واسطے منسوخی ڈگری کے نکیگئی ہو اور نالش کی تجدید زیر دفعہ ۱۰۸ نکیگئی ہو +

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ٦٠٥

۱۸۹۷ء
پران ناتھ ہمائے
بنام
الول چندر
چکرورتی

عذر یہہ کیا گیا ہی کہ جب ایک ایسا شخص جسکے برخلاف ایک یکطرفہ ڈگری صادر کیگئی ہو زیر دفعہ ۱۰۸ تنسیخ ڈگری مذکور کی درخواست کیے اور اُسمین ناکامیاب ہو تو وہ بعد اُنہی وجوہات پر جو کارروائی زیر دفعہ ۱۰۸ مین پیش کیگئی تہین ایک نالش واسطے تنسیخ ڈگری کے دایر نہیں کر سکتا خواہ فریب کا بیان کیا گیا ہو۔ ٹھیک مقدمہ حال کی نسبت یہہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ فریب جسکا ذکر صورت حال مین کیا گیا ہے صرف عدم تعمیل سمن ہے اور کارروائیات زیر دفعہ ۱۰۸ اسی معلوم ہوتا ہے کہ سمن کی تعمیل کیگئی تہی یا کم از کم یہہ کہ مدعی اس امر کے ثابت کرنیمین قاصر رہا تہا کہ سمن کی تعمیل نکیگئی تہی ہم ذی علم وکیل رسپانڈنٹ کی اس بحث کو سمجہ نہیں سکتے کہ سوال تعمیل سمن صورت حال مین امر فیصل شدہ ہو اُسکی بحث مفصل طور پر یہہ ہے کہ جب دو طریق کشادہ ہوں اور ایک اختیار کیا جائے اور اُسمین ناکامیابی ہو تو چارہ جوئی دوسرے طریق پر نہیں کیجا سکتی +

یہہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ مدعی ایک نالش تنسیخ ڈگری محض اسوجہ پر دائر نکر سکتا تہا کہ سمن کی تعمیل نکیگئی تہی یا کہ وہ کسی بہتر وجہ کے باعث نالش کی جوابدہی نکر سکا تہا اور یہہ امر یکساں ہوتا خواہ اُسنے چارہ جوئی زیر دفعہ ۱۰۸ کی ہوتی یا نہ۔ اور نہ وہ محض اسوجہ پر ایک نالش تنسیخ ڈگری دایر کر سکتا تہا کہ وہ لگان ڈگری دادہ کا ذمہ وار نہتا کیونکہ نالش مین اس امر کا فیصلہ کیا گیا تہا کہ وہ ذمہ وار تہا۔ اُسکا مقدمہ مذکورۂ بالا قسم کا نہیں ہے اسکا دعوے یہہ ہو کہ وہ نالش جسمین ڈگری حاصل کیگئی تہی کلیتاً اور ابتدا ہی سے فریبانہ تہی اور وہ اس جایداد کے دلاپانیکا مستدعی ہو جس سے کہ وہ بذریعہ ڈگری فریبانہ کے محروم کیا گیا ہو اور جو اُن اشخاص کے قبضہ مین چلی گئی ہے جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ فریق فریب تہے۔ لیکن وہ اُس ڈگری کے فریق نہتے جسمین فریبانہ ڈگری مذکور صادر کیگئی تہی۔ یہہ کہنا درست نہیں ہے کہ وہ فریب جسکا ذکر کیا گیا ہے صرف عدم تعمیل سمن ہے۔ وہ ایک جزو اُس تجویز کا اور ایک اُن وسایل مین سے تہا جنکے ذریعہ سے فریب عملمین لایا گیا تہا۔ مدعی کیواسطے دادرسی مذکور کے حاصل کرنیکے لئے یہہ ضروری ہوگا کہ ڈگری کی تردید کرے اور ثابت کرے کہ ڈگری فریبانہ ہے اور اُسنے اسکی تردید بطور فریبانہ ڈگری کے کی ہو۔ اگر ڈگری مذکور فریب سے حاصل کیگئی تہی تو مدعی اسوجہ سے اپنی جایداد سے محروم کیا گیا تہا۔ عدالت کو کامل اختیار نسبت منسوخ کرنے ڈگری کے اور واپسی جایداد کے حاصل ہو الا جبکہ اُسکا اختیار سماعت بصورت یکطرفہ ڈگری ہا کے زایل کیا جائے۔ لیکن دفعہ ۱۰۸ و دفعہ ۲۴۴ و دفعہ ۳۱۱ یا کسی اور حکم قانونی مین کوئی ایسا امر موجود نہیں ہو جسکا کہ ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا ہو اور جسکے ذریعہ سے اختیار مذکور زایل کیا گیا ہو۔ دفعہ ۱۳ مجموعہ مذکور کی صریح طور پر اسکی مانع نہیں ہے۔ تنقیحات جو پیدا ہوئی ہین وہی نہیں فریقین دونو صورتونمین ایک ہی نہیں اور اُس عدالت کو جسنے یکطرفہ نالش کا

سنہ ۱۸۹۰ پرانی نالش برائے بنا امر القول غیر چکوری

فیصلہ کیا تہا نالش ہذا کے فیصل کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہی محض اس امر واقعہ سے کہ مدعی اُس محدود وجہ
پر دادرسی کے حاصل کرنے مین ناکامیاب ہُا تہا جسپر کہ وہ اُسے زیر دفعہ ۱۰۸ حاصل کرسکتا تہا مدعی اس امر سے
مانع نہیں ہوسکتا کہ وہ اُن وسیع تر وجوہات پہ دادرسی حاصل کرے جو اب پیش کیگئی ہیں +
یہ امر درست طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مدعی مجاز تہا کہ حکم نا منظوری زیر دفعہ ۱۰۸ کی ناراضی سے اپیل کرتا-
اسکے متعلق صرف یہہ کہا جاسکتا ہی اگر وہ اپیل کرکے اُسمین کامیاب ہوتا تو نالش ہذا کی کوئی ضرورت
نہتی- اگر یہہ ایک جائز عذر ہی تو مساوی طور پر اُس صورت سے بہی متعلق ہوسکتا ہی جسمین مدعی نے اُسکو کوئی درخواست
زیر دفعہ ۱۰۸ کی ہو بلکہ اُسنے فوراً ایک نالش واسطے تنسیخ ڈگری کے کی ہو- غیر ضروری تنازعہ سے بچنا کوئی
وجہ اس بحث کی پیدا کرسکتا ہی کہ قبل اسکے کہ ایک شخص نالش رجوع کرسکے چاہیے کہ پہلے کامل طور پر چارہ جوئی
زیر دفعہ ۱۰۸ کو زائل کرلے لیکن یہہ نہیں کہ اگر وہ اپنی درخواست زیر دفعہ ۱۰۸ مین ناکامیاب ہے
تو وہ ایک نالش کے رجوع کرنے سے ممتنع ہے صرف ایک ہی مقدمہ جو ... بیانا واسطے سند عذر مدعا علیہ کے پیش
کیا گیا ہے مقدمہ راج کشن ... تہا ... مقدمہ مذکور ... مدعی نے ایک نالش
واسطے تنسیخ ڈگری لگان حاصل کردہ زیر ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ع ... فیصلہ جسپر
ڈگری مبنی ہی اُسنے داخل کیا تہا بلکہ وہ قریب ... مدعی نے
ایک درخواست ڈپٹی کلکٹر کے پاس کی تہی جسنے ڈگری ... نالش ... خاص وجہ
پر صادر کی تہی لیکن ڈپٹی کلکٹر نے درخواست کو نامنظور کیا تہا اور ... فیصلہ
فریقانہ طور پر حاصل نہیں کیا گیا- مدعی نے حکم نا منظوری کی ناراضی سے اپیل نکیا جیسا کہ وہ کرسکتا
تہا اور عدالت ہذا کے ایک ڈویژن بنچ نے قرار دیا تہا کہ چونکہ مدعی کو چارہ جوئی بوساطت اپیل
حاصل ہے جس سے اُسنے فائدہ نہیں اُٹہایا اسلئے وہ ایک نالش تنسیخ ڈگری کے عدالت دیوانی مین
رجوع کرنے سے ممتنع ہے- وہ وجہ جسپر کہ فیصلہ کیا گیا ہے صحیح نہیں ہے اور فیصلہ مین کوئی حوالہ فریب
کا بطور بنائے نالش کے نہیں دیا گیا- مقدمہ مذکور اِس امر کے قرار دینے کی ایک سند ہوسکتا ہے کہ
کوئی نالش دیوانی اُسوقت تک نہو سکیگی جبتک کہ چارہ جوئی مقرر کردہ بروئے دفعہ ۵۸ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ع
نکیجائے جو علی العموم مشابہ احکام دفعہ ۱۰۸ کی نالشات دیوانی کے متعلق ہی جسوجہ سے مقدمہ مذکور صحیح طور پر

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۱

سنہ ۱۸۹۷ء
پران ناتھ ...
بنام
اتول چندر
چکرورتی

مقدمہ عبدل موزمدر بنام محمد غازی چودہری (۱) کے مخالف ہے لیکن وہ کوئی سند اس مسئلہ کی نہیں ہے کہ اگر ایک شخص چارہ جوئی زیر دفعہ ۲۰۸ کی حاصل کرنیسے قاصر ہے تو وہ ایک نالش تنسیخ ڈگری کے بنا سے ذریعہ جوع کرنیسے ممتنع ہی جب ایک فیصلہ کی ناراضی سے اپیل ہوسکتا ہو تو اپیل نکرنیکا اثر یہ ہی کہ فیصلہ ویسا ہی رہتا ہی جیسا کہ وہ تہا جہانتک کہ دیگر طریقہائے چارہ جوئی کا تعلق ہے اُس شخص کی حیثیت جسنے اپیل نکیا ہو اُس سے کمتر نہیں ہے جسنے اپیل کیا ہو اور ناکامیاب رہا ہو +

ہمین یہہ قرار دینا چاہیے کہ نالش چل سکتی ہی اور کہ فیصلہ سبارڈینیٹ جج غلط ہی ڈگری منسوخ کیجاتی ہی اور مقدمہ زیر دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض تجویز واپس بہیجا جاتا ہی خرچہ اپیل تا انتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا +

اپیلانٹ واپسی مالیت رسوم عدالت کا مستحق ہوگا +

اپیل منظور کیا گیا اور مقدمہ واپس بہیجا گیا +

نگرانی فوجداری

سنہ ۱۸۹۷ء
۲۴ مارچ

بالحضور مسٹر جسٹس گہوش صاحب و مسٹر جسٹس گارڈن صاحب

ملکہ معظمہ قیصر ہند (فریق مخالف) * بنام ہیم کماری داسی (سائلہ)

کمیشن بمقدمہ فوجداری کمیشن واسطے بیان لینے گواہان کے - پردہ نشین عورت - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۸۸۲ع) دفعات ۶ و ۷ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ - پریزیڈنسی مجسٹریٹ کا اختیار +

یہہ امر مشکوک ہی کہ آیا پریزیڈنسی مجسٹریٹ شہر کلکتہ کو اختیار اطرار کمیشن زیر دفعات ۵۰۳ لغایت ۵۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری اُن گواہان کا بیان لینے کیواسطے حاصل ہی جو خود اُسکے حدود اختیار کے اندر رہتی ہوں لیکن مجموعہ مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہیں جسکی رو سے مجسٹریٹ مذکور اس امر سے ممتنع ہو کہ اُن گواہان کا بیان جو اُسکے حدود اختیار کے اندر رہتی ہوں سوائے عدالت کے کسی اور جگہ لے +

جہانکہ ایک پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے عدم اختیار سماعت کیوجہ سے ایک کمیشن کی بغرض بیان لینے ایک پردہ نشین عورت کے جاری کرنیسے انکار کیا اور اُسنے حکم دیا کہ اُسکا بیان عدالت مین لیا جائے جسکا اس غرض کیواسطے تخلیہ کیا جائیگا بلکہ اُسکے پرائیویٹ کمرہ عدالت مین لیا جائیگا اور مسماۃ مذکور نے ایک درخواست ہائیکورٹ مین واسطے اجرائے کمیشن گذرانی

* نگرانی فوجداری نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۸۹۷ء بناراضی حکم صادرہ ٹی ای پیرسن صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۷ء

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۰۵

سنہ ۱۸۹۷ء
بیم کمدی دیبی بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند

یا اس غرض کہ کوئی اور ایسا حکم صادر کیا جائے جو وہ مناسب سمجھیں ہائیکورٹ نے بطریق نگرانی کے ہدایت کی کہ اگر وہ عورت لکی مکان عدالت کے قریب ہے اور وہ کل خرچ ادا کرے جو عدالت مناسب متصور کرے تو مجسٹریٹ کو چاہئے کہ اسکی حاضری عدالت کو موثر نکرے بلکہ اسکا بیان مقام مذکور مین لے جیسا کہ فی الحقیقت دستور واقعی موجود ہوتا ہے اور ایسے طریق پر جیسا کہ عموماً پردہ نشین عورتونکا بیان لیا جاتا ہے +

۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۷ء کو ایک درخواست چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے پاس منجانب ایک پردہ نشین عورت کے جو انکی عدالت کے حدود مقامی کے اندر رہتی تھی اور جو بطور گواہ کے طلب کیگئی تھی بدین بیان دائر کیگئی کہ اُسے بوساطت کمیشن کے گواہی دینے کی اجازت دیجائے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے درخواست کمیشن کو اسوجہ پر نامنظور کیا کہ دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے روسے اُسے کوئی اختیار واسطے اجراء کمیشن کے ایسے شخص کے بیان لینے کیلئے عطا نہیں کیا گیا جو اُنکی عدالت کے حدود اختیار کے اندر رہتا ہو۔ مگر اُنہنے بیان کیا کہ وہ اسکا بیان ملزم کے بہروںلینے کو تیار ہے یا تو عدالت مین ایسے وقت پر جب غرض مذکور کے واسطے تخلیہ کیا جائیگا یا اگر گواہ مذکور زیادہ تر مناسب سمجھے تو عدالت مین مجسٹریٹ کے پرائیویٹ کمرہ مین بیان لیا جائیگا گواہ مذکور نے اس حکم کی ناراضی سے ایک قاعدہ ہائیکورٹ سے حاصل کیا جسکے روسے مجسٹریٹ پریزیڈنسی بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا کہ کیوں اُنکا حکم مورخہ ۲۷ فروری منسوخ نکیا جانا چاہئے اور ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کو قاعدہ مذکور بغرض سماعت پیش ہوا +

مسٹر ونی باظہار وجہ :- یہہ ایک ایسا امر ہے جو بالکل عدالت کے اختیار تمیزی مین ہے۔ پریزیڈنسی مجسٹریٹ نیا ہے کہ گواہ مذکور کا بیان اپنے کمرہ مین لے۔ درحقیقت گواہ مذکور کے واسطے مشکل ہوگا کہ وہ اسطرح پر بیان دیسکے لیکن ساتھہ ہی عدالت ایک گواہ کو مقدمہ فوجداری مین ایسی جگہ پر بیان دینے کی اجازت نہیں دیسکتی جسکو وہ خود پسند کرے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بارٹن (۱) مین کمیشن جاری کیا گیا تھا۔ دفعہ مذکور مین کمیشن ہائے واقعہ فونہائے پریزیڈنسی شامل ہین اور اسمین ہائیکورٹ بھی شامل ہے گو عبارت دفعہ مذکور کی عجیب ہے۔ اگر دفعہ مذکور کا منشا صرف اُن مجسٹریٹون کی طرف سے کمیشن جاری کئے جانیکا ہوتا جو حدود اختیار سے باہر رہتے ہون تو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بارٹن غلط ہے۔ اگر ہم اس دفعہ کے روسے کمیشن جاری نہیں کرسکتے تو ہم ہرگز ایسے جاری نہیں کرسکتے ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام بال گنگا دھر تلک (۲)

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۵
(۲) ” ” ” بمبئی ” ۲۲ ” ۲۸۵

سنہ ۱۸۹۷ع
ہیم کماری داسی
بنام
ملکہ معظمہ قیصرِ ہند

لیکن یہ فرض کرکے کہ کمیشن جاری ہوسکتا ہے آیا عدالت ہذا کو کمیشن جاری کرنا چاہئے؟ مین اشتباہ کرتا ہون کہ ایسا نہین ہوسکتا یہ ایک نہایت ناکافی طریق مقدمہ فوجداری مین شہادت لینے کا ہے (گھوس صاحب جسٹس) :- اگر عورت اپنی شہادت دینے کا بندوبست کسی نزدیک مقام پر کرلے تو ہم یہ نہین دیکھتے کہ کیون پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو وہان نہ جانا چاہئے۔ یہ امر فیصلہ مقدمہ مین تریتی دیبی (۱) سے ظاہر ہوتا ہے اگر اس مشکل کو رفع کیا جائے جو اکثر عام طور پر پیش ہونے کی صورت مین پیش آتی ہے تو اُس عورت کو مجسٹریٹ کے کمرہ مین حاضر ہونے سے عذر کیا ہے۔ مقدمہ فریدالنسا (۲) مین اختلاف کیا گیا ہے ملاحظہ ہو ہردسندری چودہراین (۳)، یہ امر مناسب نہین ہے کہ ایک ایسا مسئلہ مقدمات فوجداری مین بھی موجود ہو۔

مسٹر ہل (بمعیت مسٹر فار) بتائید قاعدہ مذکور:- یہ امر ضروری ہے کہ ایک مناسب تعبیر دفعات مجموعہ ضابطہ فوجداری کی کیجائے اگر وہ تعبیر اُنسے متعلق ہوسکے۔ یہ امر ہمیشہ قرار دیا گیا ہے کہ دفعہ ۵۰۳ ایک مجسٹریٹ کو اس گواہ کے نام کمیشن جاری کرنے کے قابل بنانے کے واسطے کافی ترسیع ہے جو خود اُسی کے ضلع کے اندر رہتا ہو دفعہ مذکور مین یہ بیان نہین کیا گیا کہ گواہ مذکور حدود اختیار سے باہر ہونا چاہئے مقدمات مین تک یہ قرار نہین دیا گیا کہ دفعہ مذکور صرف اُن گواہان سے متعلق ہوتی ہے جو اس مجسٹریٹ کے حدود اختیار سے باہر رہتے ہون جو کمیشن جاری کرے دفعہ ۶ مجموعہ مذکور کے رُو سے عدالتہائے پانچ جماعتون مین منقسم کیگئی ہین۔ دفعہ ۷ مین بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک بلدہ پریزیڈنسی ایک ضلع متصور کیا جانا چاہئے۔ پریزیڈنسی مجسٹریٹ بطور مجسٹریٹ ضلع کے سمجھا جانا چاہئے معاملہ ین تریتی دیبی (۱)، ملاحظہ طلب۔ مقدمہ مذکور مین گواہ ایک مکان حدود اختیار کے اندر لینا چاہتا تھا۔ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ماریٹن (۴)، مختلف نوعیت کا ہے۔ مقدمہ مذکور مین یہ حجت کیگئی تھی کہ کوئی کمیشن جاری نہین ہوسکتا کیونکہ انگلستان مین ایک مقدمہ فوجداری مین کوئی کمیشن جاری نہین ہوسکتا دفعات متعلق کے امر ہذا کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کمیشن اُس گواہ کے نام جاری ہوسکتا ہے جو بلدہ کے اندر رہتا ہو یہ ضروری ہے کہ عادات و رواجہائے باشندگان ملک کو ملحوظ رکہا جائے ہر دو مقدمات ہائیکورٹ الہ آباد سٹریٹ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوئی تہین جنکو عدالتہائے انگلستان کا قانون معلوم تہا اور اُنسے قانون مذکور کے تجربہ سے کام لیا تہا بہ نسبت ایک ایسے شخص کے جو اس ملک کے تجربہ سے کام لیتا صورت حال مین یہ امر نہایت سخت ہوگا اگر عدالت اس خطرہ کو ملحوظ نہ رکہے جو ایک پردہ نشین عورت کو عدالت مین حاضر ہونیکے لئے پیدا ہوتا ہے بصورت حال مین گواہ اس امر کا خواہان ہے کہ بیان دینے کیواسطے ایک کمرہ عدالت کے پاس جاسکے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۷۔ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۹۳۔
(۳) ایضاً ایضاً ایضاً جلد ۴ صفحہ ۲۰۔ (۴) ایضاً ایضاً کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۹۔

۱۸۹۷ء
ہیم کماری داسی
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

تجویز عدالت گھوس صاحب و گاسٹن صاحب جسٹسان حسب ذیل ہے:۔

سائل حال ہیم کماری داسی جو ایک پردہ نشین ہندو عورت معزز رتبہ کی شہر کلکتہ مین ہے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ سے اس غرض کے واسطے عدالت مین طلب کی گئی تھی کہ ایک خاص مقدمہ فوجداری مین شہادت دے اسپر اسنے ایک درخواست مجسٹریٹ کے روبرو دایر کی اور اسنے بیان کیا کہ وہ کبھی کسی عدالت یا مقام عام مین حاضر نہین ہوئی اور استدعا کی کہ ایک کمیشن اسکا بیان لینے کے واسطے جاری کیا جاوے مجسٹریٹ نے ۷ فروری گذشتہ کو اسکی درخواست اس وجہ سے نامنظور کی کہ زیر دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اسکو کوئی اختیار نسبت جاری کرنے ایسے کمیشن کے حاصل نہ تھا کیونکہ وہ اسکے حدود اختیار کے اندر رہتی ہے مگر اس نے اسیوقت یہ امر قلمبند کیا کہ "وہ اس عورت کا بیان ملزم کے روبرو دیا تو عدالت مین ایسے وقت لینے کو تیار ہے جبکہ غرض مذکور کے واسطے تخلیہ کیا جائیگا یا اگر زیادہ تر قرین مصلحت سمجھا جاوے تو اسکا بیان پرائیویٹ کمرہ عدالت مین لیا جائیگا"

اس حکم پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی ناراضی سے سائل نے ایک درخواست عدالت ہذا مین واسطے منظور کئے جانے کمیشن کے کی اور ایسے حکم کی جو عدالت ہذا مناسب سمجھے۔ اور ایک قاعدہ جاری کیا گیا تھا بنام مجسٹریٹ مذکور بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا کہ کیوں اسکا حکم ۷ فروری گذشتہ منسوخ نہ کیا جاوے۔

دفعہ ۵۰۳ مجموعہ مذکور حسب ذیل ہے:۔

"جب کسی تحقیقات یا تجویز مقدمہ یا اور کارروائی کے دوران مین جو اس مجموعہ کے مطابق ہو کسی پریزیڈنسی مجسٹریٹ یا مجسٹریٹ ضلع یا عدالت سشن یا ہائیکورٹ کو یہ معلوم ہو کہ کسی گواہ کا اظہار لینا واسطے حصول اغراض انصاف کے ضروری ہے مگر وہ گواہ بغیر اسقدر توقف یا صرف یا دقت کے جسکا روا رکھنا بنظر حالات مقدمہ نامناسب ہو حاضر نہین ہو سکتا تو ایسا مجسٹریٹ یا عدالت سشن یا ہائیکورٹ مجاز ہوگا کہ ایسے گواہ کے اصالتاً حاضر ہونے سے درگذر کرے اور اس مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ درجہ اول کے نام جسکے علاقہ حکومت کے حدود ارضی کے اندر گواہ مذکور رہتا ہو کمیشن واسطے لینے شہادت گواہ مذکور کے جاری کرے" وغیرہ۔

اگر وہ عورت شہر کلکتہ سے باہر کی رہنے والی ہوتی تو اس مین کچھ شبہ نہ تھا کہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو اختیار ہوتا

سنہ ۱۹۰۰ء
ہیم کمار داسی
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

کہ اسکی شہادت لینے کے واسطے زیر دفعہ مذکور کمیشن جاری کرتا لیکن یہ امر جبکہ بلحاظ الفاظ آخری جزو فقرہ اوّل دفعہ مذکور کے مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ آیا اسکو ایسا اختیار اسصورت مین بہی حاصل ہے جبکہ گواہ اسکے حدود اختیار کے اندر رہتا ہو یہ امر قابل لحاظ ہے کہ کمیشن صرف اس مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ درجہ اول کے نام جاری ہو سکتا ہے جسکے کہ علاقہ حکومت کے حدود ارضی کے اندر گواہ مذکور رہتا ہو دفعہ ۴ مجموعہ مذکور کے رو سے "پریزیڈنسی مجسٹریٹ" اور "مجسٹریٹ درجہ اول" کے مابین تمیز کیگئی ہے اور دفعہ ۳ مین "مجسٹریٹ ضلع" کی تعریف کیگئی ہے۔

ہماری توجہ چند نظائر کیطرف راغب کیگئی ہے لیکن انمین سے کسی مقدمہ مین سوا مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بالگنگا دہر تلک (۱) کے وہ سوال اٹہایا گیا معلوم نہین ہوتا جو اب ہمارے روبرو زیر بحث ہے۔ چند مقدمات مذکورہ مین وہ عدالت جسمین درخواست اجرائے کمیشن کیگئی تہی ایک عدالت مفصل تہی نہ کہ کسی بلدہ پریزیڈنسی کی عدالت (مثلاً مقدمہ ہرو سندری چودہرائن (۲) معاملہ فریدالنسا (۳) معاملہ بسنت بیبی (۴)) اس مین شک نہین کہ مقدمہ مین تریبنی دیبی (۵) ایک ایسا مقدمہ ہے جو شہر کلکتہ کا ہے لیکن مقدمہ مذکورہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ قاعدہ جو عدالت ہذا نے جاری کیا تہا بغرض اظہار وجہ اس امر کے تہا کہ کیون یہ حکم نہ دیا جانا چاہئے کہ کیون وہ عورت جو گواہ تہی شہادت دینے کے واسطے عدالت مین طلب کیجانی چاہئے (جیسا کہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے حکم دیا تہا) اور معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی نسبت بحث نہ کیگئی تہی کہ آیا پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو اپنے حدود اختیار کے اندر کمیشن جاری کرنیکا اختیار رہتا گو اس مین شبہ نہین کہ اپنے فیصلہ کے ایک جزو مین فاضل ججان نے بیان کیا ہے کہ سوال یہ ہے کہ آیا کمیشن کبہی پردہ نشین عورتون کے واسطے جاری کیا گیا ہے۔ امر مذکور کے متعلق انہون نے کوئی رائے ظاہر نہین کی انہون نے یہ بہی بیان کیا ہے کہ وہ عورت گوبندنگا سے کلکتہ تک جاتی ہے لیکن انہون نے یہ بیان نہین کیا کہ وہ کہلے طور پر ایسا کرتی ہے پس جہانتک کہ فاضل پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے وجہ ظاہر کی ہے یہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ واقعات جو انسے بیان کئے ہین اُن وجوہات مین خلل انداز کرتے ہین جنپر کہ ایسا کمیشن جاری کیا گیا تہا ۔ ازان بعد انہون نے چند ہدایات اس امر کی نسبت دی ہین کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۵۳۴
(۲) ؍؍ ؍؍ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰
(۳) ؍؍ ؍؍ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۹۲
(۴) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱۲ صفحہ ۶۹
(۵) ؍؍ ؍؍ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۷۷۵

۱۸۸۲ء
بیگم ...
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

کو رشت ... بات پر مجبور کرنے عورت کے اس امر پر کہ وہ عدالت میں حاضر ہو کس طرح پر لیجا سکتی ہے جیسا کہ ہم عدالت ہذا کے حکم کو سمجھ سکتے ہیں فاضل جج جان کا یہ منشا تھا کہ مجسٹریٹ کو خود شہادت لینی چاہیے گو اس میں شک نہیں کہ آخری فقرہ میں لفظ «کمیشن» کا استعمال کیا گیا تھا۔

مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بابن (۱) میں ایک حکم واسطے شہادت لینے گواہان کے بذریعہ کمیشن شہر کلکتہ میں عدالت ہذا نے مجسٹریٹ پریزیڈنسی کے نام جاری کیا تھا اور شہادت جو اس طرح پر لیگئی تھی بطور شہادت کے پذیرا لیگئی تھی لیکن اس مقدمہ میں بھی سوال زیر بحث اٹھایا نہ گیا تھا اور نہ اُسپر بحث کیگئی تھی۔

مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بال گنگادھر تلک (۲) میں سوال مذکور بلا شبہ طور پر اٹھایا گیا تھا لیکن یہ امر قابل لحاظ ہے کہ عدالت نے اسوقت عبارت زیر دفعہ ۷۰ ایکٹ ضابطہ فوجداری ہائیکورٹ ۱۸۷۵ء پر غور کیا تھا اور قرار یہ دیا گیا تھا کہ دفعہ مذکور کی عبارت میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جو اس عذر کی تائید میں ہو کہ عدالت کو اختیار نہ تھا کہ ایک کمیشن واسطے بیان لینے اس گواہ کے جاری کرے جو اسکے حدود اختیار کے اندر رہتا ہو۔ دفعہ مذکورہ کی عبارت دفعہ ۵۰۲ مجموعہ حال کی عبارت سے کسی قدر مختلف ہے اور سوال یہ ہے کہ آیا دفعہ مذکور کے رو سے پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایسا کمیشن اپنے حدود اختیار کے اندر جاری کرے۔

ہمنے احکام دفعات ۵۰۳ لغایت ۵۰۷ پر غور کیا ہے اور نیز اُن مقدمات پر جنکا حوالہ دوران بحث میں دیا گیا ہے اور ہماری رائے میں یہ امر مشتبہ ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے کہ آیا پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو وہ اختیار حاصل ہے جسکا دعویٰ اب اسکو واسطے سائل کیطرف سے کیا گیا ہے۔

لیکن خواہ یہ امر کسی طرح پر ہو تاہم کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسکے رو سے پریزیڈنسی مجسٹریٹ کسی ایسے گواہ کا بیان سوائے کمرہ عدالت کے کسی اور جگہ پر لینے سے ممتنع ہو جو اسکے حدود اختیارات کے اندر رہتا ہو اور باحوظی اُن اختیارات صدور احکام کے جو ہم کو عدالت ہذا کے فرمان شاہی کے رو سے عطا کیے گئے ہیں یہ امر ہمارے اختیارات کے اندر ہے کہ مجسٹریٹ کو اس طریق کی ہدایت کریں جسکے مطابق سائل کی شہادت لیجانی چاہیے۔

اس میں شک نہیں کہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے کسی قدر خیال سائلہ کا اس طریق میں رکھا ہے جبکہ اُسنے اُسکی شہادت کے لیے جانے کا حکم دیا ہے لیکن بلحوظی سائلہ کے رتبہ اور حیثیت اہل ہنود کے اور نیز

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۲۳۸۔

(۲) " " بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۰۵۔

۱۸۹۶ء
ہیم کمار جی اسی
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

اس امر واقعہ کے کہ وہ کبھی کسی پبلک یا عام مقام مین حاضر نہین ہوتی ہماری یہ رائے ہے کہ وہ طریق جو مجسٹریٹ نے ظاہر کیا ہے بلحاظ واقعات مقدمہ کے مناسب نہین ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ ہم وہی ہدایات کر سکتے ہین جو عدالت ہذا نے مقدمہ ۔۔۔ مین ترتیب دی (۱) مین کی تہین اگر وہ عورت ایک مکان ایسا ہے جو عدالت سے بہت دور نہو اور اگر وہ اُن سب اخراجات کو ادا کرے جنکو مجسٹریٹ مناسب اور قرین مصلحت سمجھے تو وہ سائلہ کو عدالت مین حاضر ہونے پر مجبور نہین کر سکتا بلکہ وہ اسکا بیان اس مکان مقرر کردہ مین فریقین حقدار کے روبرو لیسکتا ہے اور مطابق ایسے طریق کے جسپر کہ پردہ نشین عورتون کا بیان عموماً لیا جاتا ہے۔ اس مین کوئی وقت یا تضیع اوقات عدالت کو پیش آئیگی بلکہ اُسکے سبب سے وہ وقت رفع ہوجائیگی جو عورت مذکورہ کے پیش آسکتی ہے اگر مجسٹریٹ کا حکم موثر کیا جاے لیکن اگر وہ شرائط مقرر کردہ کی تعمیل کرے تو مجسٹریٹ کا حکم بحال رہیگا۔

قاعدہ قطعی قرار دیا گیا

ان شرائط پر قاعدہ ہذا قطعی قرار دیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس

سر برینس میکلین صاحب قائم مقام چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۰ فروری

کالی کرشن ٹاگور (مدعی) **بنام** عزت النسا خاتون و بابت کس دیگر (مدعا علیہم)[*]

اپیل دوم - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۶ - نالش معاوضہ استعمال و قبضہ اس اراضی کے جسکی مالیت پانسو روپیہ سے کم تھی - ایکٹ عدالتہا مطالبات خفیفہ مفصلات (۹ ۱۸۸۷ء) دفعات ۱۵ اور ۳۲ ضمیمہ ۲ - ۸ -

ایک نالش جو واسطے معاوضہ اس قسم کے ہو جو مدعا علیہم نے واقعی استعمال کنندگان اراضی سے حاصل کیا ہو جو مدعی کے مزارعان بیان کئے گئے تھے ایک ایسی نالش ہے جو قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے اسلئے ایسی نالش مین کوئی اپیل دوم ہائیکورٹ مین نہین ہو سکتا جس مین نالش کی تعین مالیت پانسو روپیہ سے کم کیگئی ہو گو وہ مقدمہ غور عدالت مطالبہ خفیفہ سے ایک عدالت دیوانی مین دایر کئے جانے کے واسطے زیر دفعہ ۲۴ - ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مفصلات اسوجہ پر واپس کیا گیا تھا کہ نالش مین ایک سوال استحقاق شامل ہے۔

---

[*] اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری اے ای سٹیلے صاحب ڈسٹرکٹ جج باقر گنج مورخہ ۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری بابو تی کہنا ملک منصف بریسل مورخہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۵۔

۱۸۹۷ء
کالی کرشن ناگور
بنام
عزت النساء خاتون

بابو بسنت کمار بوس منجانب رسپانڈنٹان نے یہ ابتدائی عذر سماعت اپیل کے متعلق کیا کہ نالش ایک ایسی نالش ہے جسکی نوعیت عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل ہے اور چونکہ اسکی تعین مالیت مبلغ صا سے کم کیگئی ہے اسلیئے کوئی اپیل دوم ہائیکورٹ مین زیر دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو کنجو بہاری سنگہ بنام مادہب چندر گہوس (۱)

بابو سرودا چرن متر منجانب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا کہ دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہین ہوتی کیونکہ عرضی دعوے عدالت مطالبہ خفیفہ مین زیر دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مفصلات عدالت دیوانی مین دائر کرنے کے واسطے واپس دیا گیا تہا۔ دفعہ ۲۳ کا منشا یہ ہے کہ عام عدالت دیوانی کو اختیار سماعت عطا کیا جاے۔ ملاحظہ ہو مہامیا داسیا بنام نتیا ہر بداس بیراگی (۲) ٹ بر ٔ د دفعہ ۱۳ تشریح دوم مجموعہ ضابطہ دیوانی کی فیصلہ نسبت سوال استحقاق کے قطعی ہے یہ در اصل ایک نالش زیر مد ۱ ضمیمہ ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مفصلات کے واسطے فیصل یا موثر کرانے کی اور استحقاق مندرجہ جائداد غیر منقولہ کے نسبت۔ دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مفصلات کا اثر یہ تہا کہ نالش ہذا بعد واپسی عرضی دعوے کے ایک ایسی نالش مین تبدیل ہو گئی تہی جو واسطے فیصل یا موثر کرانے کی استحقاق مندرجہ جائداد غیر منقولہ کے تہی۔ یہ نہی کہا جا سکتا ہو کہ نالش ہذا ایک نالش لگان ہے جیسی کہ مد ۸ ضمیمہ ایکٹ ۹ ششماء مین مذکور ہے۔ مدعی نے یہ بیان نہین کیا کہ مدعا علیہ ایک مداخلت بیجا کنندہ ہے بلکہ اُسنے ایک ایسی رقم کے دلاپانے کی استدعا کی ہے جو مدعیکے مزارعان سے وصول کیگئی ہے۔ صورت حال مین مدعی نے الوائے کا دعوی کیا ہے پس مقدمہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے۔

بابو بسنت کمار بوس جواباً: محض اس امر واقعہ سے کہ ایک نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ مین ایک سوال استحقاق جائداد غیر منقولہ اٹہایا گیا ہے مقدمہ ہذا احکام دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل سے خارج نہین ہوتا ملاحظہ ہو موہیش مہتو بنام بیرو (۳) مقدمہ متو کرو پن بنام سکن (۴) مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نالش جسکی نوعیت قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ ہو بوجہ سے حسب منشا مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۶ نوعیت مذکور سے باہر نہین ہو جاتی کہ اس عدالت ... مین وہ بطور نالش مطالبہ خفیفہ کے رجوع کیگئی تہی زیر دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مفصلات بیغہ دیوانی مین رجوع کیے جانے کیواسطے عرضی دعوی کو واپس کیا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۰۴۔
(۲) ،، ،، ،، جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۵۔
(۳) ،، ،، ،، جلد ۲ صفحہ ۴۷۰۔
(۴) ،، ،، مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۸۸۔

ہائیکورٹ وسکلین صاحب جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس نے فیصلجات ذیل صادر کئے :-

میکلین صاحب چیف جسٹس :- میری یہ رائے ہے کہ ابتدائی عذر کامیاب ہونا چاہئے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ حکم دیا گیا ہے کہ کوئی اپیل دوم کسی نالش از قسم سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ مین نہ ہوسکیگا جبکہ نالش کے امر مدعا بہا کی مالیت مبلغ ۵۰۰ روپیہ سے زیادہ نہو - اگر ہم ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کیطرف رجوع کرین تو ہمکو ضمن ۲ دفعہ ۱۵ ایکٹ مذکور مین یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ بہ تابعی ان مستثنیات کے جو ضمیمہ مذکور مین خاص کیگئی ہین (یعنی ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور مین) اور تابع احکام کسی قانون نافذ الوقت کے جملہ نالشات از قسم دیوانی جنکی بابت مبلغ ۵۰۰ روپیہ سے زیادہ نہو قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ ہونگی " اگر معاملہ ایسا ہوتا تو اس مین کچھہ شبہ نہو سکتا تہا کہ نالش حال قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ تھی اور اسلئے وہ دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل مین آتی تہی اور کوئی اپیل دوم نہو سکتا تہا -

لیکن یہ بحث اپیلانٹ کیطرف سے زور دیکر کیگئی ہے کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ ۱۸۸۷ کے رو سے مقدمہ ہذا مین فرق پیدا ہوا ہے - دفعہ مذکور مین حسب ذیل :- باوصف اسکے کہ اس ایکٹ کے حصہ مافوق مین کوئی مضمون مندرج رہا ہو جب کسی مدعی کا حق اور دادرسی جسکا وہ عدالت مطالبات خفیفہ مین دعوے کرتا ہے جایداد غیر منقولہ کی حقیت یا کسی ایسی حقیت کے ثبوت یا بطلان پر منحصر ہوگی جو عدالت بطریق ناطق تجویز نہین کر سکتی ہے تو عدالت مذکور کو اختیار ہوگا کہ کسی حالت دوران کارروائی مین عرضی دعوے واپس کر دے تاکہ وہ اس عدالت مین پیش کیا جاوے جو حقیت مذکور کے تجویز کرنیکی مقتدر ہو - دفعہ مذکور صرف اختیار دہندہ دفعہ ہے اور اسکے رو سے عدالت کو کسی مرحلہ کارروائیات مین اس غرض سے عرضی دعوے کے واپس کرنیکا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی ایسی عدالت مین دائر کیا جاوے جو سوال استحقاق کو فیصل کر سکے لیکن جیسا کہ دوران بحث مین ظاہر کیا گیا تہا دفعہ مذکور مین یہ بیان نہین کیا گیا کہ ایسی نالشات عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل نہونگی - اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا تو انہون نے آسانی سے یہ بیان کیا ہوتا کہ ایک نالش جہانتک تنقیح ثبوت یا عدم ثبوت استحقاق پر مبنی ہو عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل نہ رہے گی

سنہ ۱۸۹۰ء

کالی کرشن ٹاگور

بنام

عزت اللہ اخوان

سنہ ۱۸۹۶ء

کالی کرشن ناگر
بنام
عزت النساء خاتون

اسلئے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکورہ کے رو سے حال جیسی نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے ناقابل سماعت نہاہت بنائی گئی جسکی کہ نسبت زیر دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کوئی اپیل دوم نہو سکے۔

لیکن اسی بات سے کامل طور پر معاملہ متنازعہ حال فیصل نہین ہوتا۔ ایک اور امر کی استدعا ہمارے روبرو کیگئی ہے۔ استدعا یہ ہے کہ مقدمہ حال مستثنے مندرجہ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کی ذیل مین آجاتا ہے جو ایک ایسی استثنا ہے جسکے رو سے مقدمہ اطلاق دفعہ ۱۵ ایکٹ مذکور کی ذیل سے خارج ہوجاتا ہے۔ بیان یہ کیا گیا کہ نالش حال واسطے دلاپانے لگان کے ہے۔ میری رائے مین بلحاظ عرضیدعوے کے اور بلحاظ معانی لفظ لگان کے یہ نتیجہ اخذ کرنا آسان نہین ہے کہ نالش حال واسطے دلاپانے لگان کے ہے یہ ایک نالش واسطے دلاپانے ہرجانہ کے ہے وہ نتیجہ جو مینے اخذ کیا ہے میری رائے مین اس اصول کے مطابق ہے جو عدالت ہذا کے اجلاس کامل نے مقدمہ موہیش چندر بنام پیرو[1] مین قایم کیا ہے اور نیز مطابق اس قانون کے ہے جو ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ منوکرون بنام سٹن (۲) مین قرار دیا ہے۔

ان وجوہات کے رو سے میری یہ رائے ہے کہ ابتدائی عذر کامیاب ہونا چاہئے اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے

بینرجی صاحب جسٹس:۔ میری بھی یہی رائے ہے ابتدائی عذر یہ ہے کہ اپیل دوم بروئے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے سوال غور طلب یہ ہے کہ آیا نالش کی نوعیت قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ تہی درصورتیکہ اسکی مالیت مسلمہ طور پر مبلغ پانسو روپیہ سے کم تہی زیر تعلیم وکیل اپیلانٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ نالش کی وہ نوعیت دو وجوہات سے بدلتی تہی اولاً اسوجہ سے کہ گو عرضیدعوے ابتداءً عدالت مطالبہ خفیفہ مین رجوع کیا گیا تہا تاہم وہ صاحب جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے زیر دفعہ ۲۳ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء ایک ایسی عدالت مین دائر کئے جانے کیواسطے واپس بہیجا تہا جسے اس سوال متعلق کے فیصل کرنیکا اختیار حاصل ہو جو مقدمہ مین شامل تہا اور ثانیاً اسوجہ سے کہ بلحاظ نوعیت مقدمہ کے نالش بطور ایک نالش لگان کے متصور کیجانی چاہئے تہی اور اسلئے وہ زیر ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے مستثنے کیگئی تہی نسبت پہلی جزو بحث ہذا کے میری یہ رائے نہین ہے کہ ایک نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۰۔

(۲) " " مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۹۸۔

سنہ ۱۸۹۷ء

راجا رام پانڈے
بنام
رگھونندن تواری

معلوم ہوتا ہے کہ ایک عذر منظور کیا گیا تھا تاہم کس طرح پر میعاد زیر دفعہ ۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سے مخلصی حاصل کر سکتی
ہو جبکہ وہ مد دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ساتھ ملا کر پڑھی جاوے ہ) حکم مذکور زیر دفعہ ۲۸۰ صادر کیا گیا تھا۔
درخواست مذکور عدالت کے روبرو نہیں ہے لیکن وہ ممکن طور پر بطور ایک حکم [illegible] جایداد مقروقہ کے
حسب منشاء دفعہ ۲۷۸ کے کیجا سکتی تھی کیونکہ جایداد مقروقہ ایک استحقاق مقرری تھی [illegible] ایک عذر دربارہ
قرقی ہو سکتی ہے۔ قرقی بمدیون ڈگری کے استحقاق کی کیگئی تھی خواہ وہ کچھ ہی تھا نیز آیا حال جیسے مذکور ہے
طور پر دفعہ ۲۸۰ مین مذکور نہین ہے "مقرریدار" ایک زراعت یا کوئی اور شخص ہے جو مدیون ڈگری کو
لگان ادا کرتا تھا، اگر کوئی جوڈیشیل حکم اس عذر پر صادر نہ ہو سکتا تھا جو مرافعہ [illegible] نے زیر دفعہ ۲۷۸ کیا تھا۔
بطور ایک حکم زیر دفعہ ۲۸۰ کے وہ خلاف اختیار تھا جایداد مقروقہ بروے حکم مذکور کے قرقی سے واگذار نہیں ہوئی
تھی (ٹریولین صاحب جسٹس) حکم مذکور کے رو سے اس حد تک قرقی واگذار کیجا سکتی ہے جہانتک کہ عدالت
مناسب سمجھے، فقرہ "اس حد تک" سواء اس فقرہ کے کہ "جزواً اپنی طرف سے اور جزواً کسی اور شخص کی طرف سے"
استعمال کیا گیا ہے یا اس سے مراد شرکا کا استحقاق ہو سکتا ہے جہان کل جایداد قرق کیگئی ہو لیکن اس سے مراد
شکمی حقوق کی نہین لیجا سکتی جنمین حقیت [illegible] شامل ہین اور جملہ عام حقوق شامل نہین۔ دفعہ ۲۸۲
اسصورت مین ضروری نہین ہے۔

بابو گوپ چندر سرکار منجانب ریسپانڈنٹان سے جواب طلب کیا گیا تھا۔

تجویز ہائیکورٹ (ٹریولین صاحب جسٹس و بورنی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:-

نالش ہذا مدعی نے دائر کی تھی جو [illegible] جایداد بعلت اجراء اس ڈگری کے خرید کی تھی جو اسنے
بخلاف اُن اشخاص کے حاصل کی تھی جو بروے اس مقرری کے دعویدار ہین جو مدیون ڈگری نے بعد صدور ڈگری
لیکن قبل قرقی کے تحریر کی تھی۔ نالش کو ہر دو عدالتہاے ماتحت نے اسوجہ پر زایدالمیعاد قرار دیا ہے کہ وہ بعد میعاد
تین سال مقرر کردہ مد ۹۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد بصورت نالشات منسوخی دستاویزات کے دائر کی گئی تھی۔

ہماری رائے مین اس سوال پر غور کرنا ضروری نہین کیونکہ ہماری رائے مین نالش ایک سال کی میعاد
مقرر کردہ بروے مد ۱۱ ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور کے زایدالمیعاد ہے۔

سنہ ١٨٩٦ء

راجا رام پانڈے
بنام
رگھونندن تواری

مینے مقرریدار نے ایک دعویٰ رجوع کیا دعوے مذکور داخل تہمین کیا گیا لیکن حکم داخل کیا گیا ہے حکم صادر کردہ مین بیان کیا گیا ہے کہ کیا گیا تہا حکم مذکور ۲ جون سنہ ١٨٩٦ء کا مرقومہ ہے اُسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ دعویداران کے گواہان کا بیان لیا گیا تہا اور کہ دعویداران کے وکیل نے کسی مزید گواہ کے طلب کرنے سے انکار کیا تہا اور کہ ڈگریدار کے وکیل کی حجت سماعت کیگئی تہی اور کہ مقرری پٹہ مذکور ثابت کیا گیا تہا اور دعوے منظور کیا گیا تہا اور جائداد موسومہ مقرری کے نام کیجاتی تہی ۔

یہ ایک جوڈیشل فیصلہ بروئے دفعہ ۲۸۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی در بارہ دعوے قبضہ جائداد زیر مقرری مذکور ہے دعوی منظور کیا گیا تہا دفعہ مذکور مین یہ ہدایت ہے کہ جب عدالت کو اطمینان ہو جاوے کہ باعتبار وجوہ مندرجہ دعوے متعلقہ یا اقسام کے جائداد مذکور قرقی کے وقت مدیون ڈگری کے قبضہ مین یا اسکی طرف امانتاً کسی اور شخص کے قبضہ مین نہ تہی یا کسی کاشتکار یا اور شخص کے دخل مین نہ تہی جو مدیون ڈگری کو لگان دیتا ہو یا یہ کہ گو وہ جائداد قرقی کے وقت مدیون ڈگری کے قبضہ مین تہی ہو مگر وہ اپنے لئے یا بطور اپنی ملکیت کے اسپر قابض نہ تہا بلکہ کسی غیر شخص کے لئے یا بطور امانتدار غیر شخص کے یا جزواً اپنے لئے اور جزواً دوسرے شخص کے لئے قبضہ رکہتا تہا تو عدالت کو اس حکم کا صادر کرنا لازم ہوگا کہ جائداد مذکور کلاً یا جزواً جس قدر مناسب معلوم ہو قرقی سے واگذار کیجاوے ۔

اس حکم کا اثر یہ تہا کہ جائداد متعلقہ مقرری کی قرقی واگذار کیگئی تہی اور یہ ہدایت یہ کیگئی تہی کہ وہ تابع استحقاق مقرری مذکور کے نیلام کیجاوے جو کچہ نیلام کیا جاتا تہا وہ در اصل استحقاق حصول لگان مقرری تہا جہانتک ہم معلوم کرسکتے ہین کوئی اور تعبیر نہین ہوسکتی جو حکم مذا کی کیجاوے پس اس صورت مین نتیجہ یہ ہے کہ ڈگریدار یہ اگر وہ جائداد کو بری از مواخذہ مقرری نیلام کرنا چاہتا تہا لازم تہا کہ ایک سال کے اندر نالش دائر کرتا نالش ایک سال کے ختم ہونے سے بہت عرصہ بعد رجوع کی گئی تہی اس سے یہ [illegible] زاید المیعاد ہے ۔

اسوجہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے ۔

اپیل خارج کیا گیا

اختیارات وصیت

باجلاس سر فرینسس ولیم میکلین صاحب نائٹ چیف جسٹس

بمعاملہ اسٹیٹ رام چندر گھوس (متوفی)

۱۸۹۷ء

ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) ضمیمہ ۱ - ۱۱ - رسوم پروبیٹ - ترکہ مشتبہ

کسی رقم واجب الادا بحق جایداد متوفی کے وصول ہونے کا مشتبہ ہونا ایک کافی وجہ علے التناسب رسوم واجب الادا برائے پروبیٹ وصیت کی نہین ہے -

مقدمہ ہذا کا استصواب مسٹر پامر ان افسر تشخیص کمشنران واسطے فیصلہ چیف جسٹس کے زیر دفعہ ۵ ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) کیا ہے -

"موصی نے اپنی وصیت مورخہ ۸ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء مین رقوم ذیل کا ذکر بطور رقوم واجب الادا بحق خود کیا ہے:-

مبلغ لعہ ,, , ومبلغ ,, , بمبلغ ,, , والے ,, , ومبلغ ,, , دمار کل ,, ,,

" درخواست پروبیٹ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدار جایداد و ترکہ متوفی جہانتک سائلان معلوم کر سکتے ہین اور جو غالباً سائلان کے قبضہ مین بعد ادائگی اسکے قرضجات کے آئیگا مبلغ [illegible] روپیہ سے زیادہ نہوگا -

" درخواست مذکور کے ساتھ ایک فہرست ہے جس مین حسب ذیل مودرج ہین :-

" (۱) ایک فہرست جایدادہاے غیر منقولہ

" (۲) ایک فہرست جایدادہاے منقولہ قابل وصول جسمین قرضجات واجب الادا بحق جایداد صرف [illegible] ,, درج ہے -

" (۳) ایک فہرست جایدادہاے ناقابل وصول جسمین دیگر قرضجات واجب الادا بحق جایداد درج ہین -

" (۴) ایک فہرست قرضجات واجب الادا منجانب متوفی -

واقعات بیان کردہ کے سبب سے سائلان یہ استدعا کرتے ہین کہ مقدار رسوم پروبیٹ کے محسوب کرنے مین قرضجات واجب الادا منجانب جایداد تا بحد مبلغ [illegible] ,, اور ایسے قرضجات واجب الادا بحق جایداد جنکا ذکر بطور جایداد ناقابل وصول کے کیا گیا ہے تا بحد [illegible] ,, منہا کئے جانے چاہیئن -

۱۸۹۷ء

میکلین صاحب چیف جسٹس:- میری رائے مین مقدمہ ہذا تابع فیصلہ سر رچرڈ کوچ صاحب بمعاملہ اہتاب بیبی (۱) ہے جس سے اختلاف کرنیکی مین کوئی وجہ نہین دیکھتا +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس فرنسیس ولیم میکلین صاحب نائب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۱ مارچ ۱۸۹۷ء

سری ہری بنرجی و ینک کس دیگر (مدعیان) **بنام** کہتیش چندر رائے بہادر (مدعا علیہ) بلا ج

امر فیصل شدہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳ - مالک و مزارعہ نالش لگان سوال استحقاق جو ضمنی طور پر ایک نالش ما سبق مین پیدا ہوا ہو - نالش مابعد واسطے استقرار حق بابت اراضی خرید کردہ کے +

ایک نالش الف نے بخلاف ب وغیرہ کے لگان کیواسطے دائر کی اور وہ معاملہ جو بلا واسطہ طور پر اور دراصل زیر تنقیح تہا یہ تہا کہ وہ حصہ کونسا ہے جسکی نسبت الف لگان کا مستحق ہے - مدعی نے کل لگان کی ڈگری حاصل کی - ایک نالش مابعد منجانب ب وغیرہ بخلاف الف بغرض استقرار استحقاق اراضی خریدکردہ بعلت اجراء ڈگری ہن مین جوابدعوی یہ تہا کہ پہلی ڈگری لگان بطور امر فیصل شدہ کے عائل تہی اور کہ تنقیح نالش لگان یہ نہی کہ کس حصہ کے لگان کا مدعی مستحق ہے؛ یہ کہ کس جزو جائداد کا مستحق مدعی بطور مالک ہے سوال استحقاق کی نسبت نالش مذکور مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ضمنی طور پر پیدا ہوا تہا نہ کہ بلا واسطہ طور پر - اور کہ وہ ایسے طریق پر فیصل نکیا گیا تہا جسپر کہ وہ اب پیدا ہوا ہے اسلئے نالش مابعد بطور امر فیصل شدہ کے عائل نہتی +

رن بہادر سنگہ بنام لچہو کور (۲) کی پیروی کیگئی - راد ہا مادہب ہولدر بنام منوہر مکرجی (۳) کی تمیز کیگئی +

بنہ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۲۰۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری مصدرہ الفرڈ الیف سٹین برگ صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ندیا مصدرہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۴ء متغیرہ تنسیخ ڈگری بابو دہنیدر ناتہ پال منصف رنا گہاٹ مصدرہ ۸ ستمبر ۱۸۹۳ء +

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۴

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۱ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۲۳

(۳) " " " " جلد ۱۵ صفحہ ۷۵۶ و " " " جلد ۱۵ صفحہ ۹۷

سنہ ۱۸۹۶ء
سری ہری منجی
بنام
کنہیش چندر رائے
بہادر

نانک چند بنام تلک دہی کور (۱) در گوپال لال بنام بولاکی (۲) کا حوالہ دیا گیا +

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہیں +

بابو سرودا چرن متر و بابو ہرا لما دمتر منجانب اپیلانٹان +

ڈاکٹر آسوتوش مکرجی منجانب رسپانڈنٹ +

بابو سرودا چرن متر: فیصلہ نالش لگان بطور امر فیصل شدہ کے حائل نہیں کیونکہ اگر سوال استحقاق کا اسمین فیصل بہی کیا گیا تہا تاہم وہ ضمنی طور پر فیصل کیا گیا تہا نہ کہ بلاواسطہ طور پر یہ ملاحظہ ہو آرائے جوڈیشل کمیٹی بمقدمہ رن بہادر سنگہ بنام لچہو کور (۳) +

ڈاکٹر آسوتوش مکرجی: فیصلہ سوال استحقاق نالش لگان بطور امر فیصل شدہ کے نالش استحقاق مین حائل ہوسکتا ہے اگر ایک ہی استحقاق ہر دو نالشات مین زیر تنقیح ہو یہ ملاحظہ ہو مقدمہ مہر چند رکند و بنام تارک چندر بوس (۴) گوپال بنام گوپی ناتہ سرکار (۵) راد ہا مادہب ہالدار بنام منو ہر مکرجی (۶) دکہیانی دیبیا بنام دولی گوبند چودہری (۷) ہراسی لال چودہری بنام سرت چندر داس (۸) ایک فیصلہ بطور امر فیصل شدہ کے حائل ہوتا ہے اگر معاملہ کا فیصلہ در اصل کیا گیا ہو یا بشرطیکہ ضرور تہا کہ متنازعہ فیہ ہوتا دیکہو ملاحظہ ہو سورجو منی دیبی بنام سرانند موہاپتر (۹) پہلوان سنگہ بنام مہیشر بخش سنگہ (۱۰) +

بابو سرودا چرن متر جواباً +

تجویز ہائیکورٹ (جسٹس ہیل صاحب نائب جسٹس بینرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

اپیل ہذا اُس نالش مین پیدا ہوتا ہے جو مدعیان اپیلانٹان نے بلحاظ استقرار حق بر بنائے خرید ایک حصہ اراضی ایک آنہ ۵ گنڈہ ۲ کرا ۲ کرانت مندرجہ بعض اراضی کے دایر کی تہی اور نسبت اس مزید استقرار کے کہ استحقاق مدعا علیہ نمبر ۱ بر بنائے خرید کے صرف چہ آنہ کے حصہ اراضی مذکور کی نسبت ہے اور اسلئے مدعا علیہ نمبر ۱ مدعیان سے صرف پانچ روپیہ کچہ آنہ سالانہ لگان کے دلا پانیکا مستحق ہے اور واسطے واپسی ایک رقم زر نقد کے جسکی نسبت بیان

(۱) انڈین لاریورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۵ (۶) انڈین لاریورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۶۷
(۲) " " " ۵ " ۲۶۹ (۷) " " " ۲۱ " ۳۴۰
(۳) " " " ۱۱ " ۳۰۱ (۸) " " " ۲۳ " ۴۱۵
(۴) " " " ۳ " ۱۴۵ (۹) بنگال لاریورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۴
(۵) کلکتہ لاریورٹ ۶ " ۱۲۳۰ (۱۰) " " ۱۲ " ۳۹۱

سنہ ۱۸۹۷ء
سری ہری بنرجی
بنام
کہتیش چندر
بہادر

کیاگیا ہے کہ مدعاعلیہ ملہ نے ناجائز طور پر نالش کرکے مدعیان سے زر وصول کی ہے وہ بیانات جنپر مدعیان نے دادرسی کے لیے مقدمہ مبنی رکہا ہے مختصراً حسب ذیل ہین :۔ مدعیہ ملہ کے شوہر نے جبکہ وہ مدعیان ملہ وملہ کے ساتہہ رہتا تہا ایک موروثی مقرری پٹہ پایا ہے۔ وامی الشرح لگان مقررہ اراضی متنازعہ کی نسبت جو ایک اراضی معافی ہے اُسکے پہلے مالکان سے حاصل کیا تہا یعنے مدعاعلیہم ملہ لغایت ملہ سے اور کہ ازان بعد مالکان مذکورین سے بعض نے اپنا حصہ ۸ گندہ چند کرانٹ شوہر مدعیہ ملہ کے اور مدعیان ملہ وملہ کے پاس فروخت کردیا اور ۲۶ ماہ جیٹہ سنہ ۱۲۸۸ء (مطابق ۶ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء) کو یکے از مالکان ماقبل یعنے مدعاعلیہ ملہ نے اپنا حصہ ایک آنہ ۲ گندہ ۲ کرا ۲ کرانٹ مدعیہ ملہ کے شوہر کے پاس بیع کردیا اور حصہ مذکور کو مدعیان ملہ نے ۱۸ اگست سنہ ۱۸۸۱ء کو بذریعہ نیلام بعلت اجراء ڈگری حاصل کردہ بربنائے رہن کے نام پر خرید کرلیا اور مدعاعلیہ ملہ نے بعلت اجراء ایک ڈگری کے بخلاف بعض دیگر مدعاعلیہم کے اُنکے حصص مندرجہ اراضی مذکور کو ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء کو خرید کرلیا اور کہ بعد ازان مدعاعلیہ ملہ نے مدعیان پر ایک دعوے نسبت کل لگان حقیت موروثی مقرری کے دائر کیا اور باوجود اس امر مدعیان کے کہ مدعاعلیہ ملہ کل ۱۶ آنہ کے لگان کا مستحق نہیں ہے نالش لگان کی ڈگری کلیتاً صادر کیگئی تہی اور کل لگان مدعیان سے وصول کیا گیا ہے اور کہ گو مدعی کی خرید ایک آنہ ۲ گندہ ۲ کرا ۲ کرانٹ مدعاعلیہ ملہ کی خرید سے بعد کیگئی تہی تاہم اُنکی خرید اسوجہ سے موثر کیجانی چاہئے تہی کہ وہ رہن ماقبل کے ایفا میں کیگئی تہی۔ مدعاعلیہ ملہ کا جواب یہہ تہا کہ معاملہ زیر بحث بباعث فیصلہ نالش لگان ماقبل کے امر فیصل شدہ تہا اور کہ مدعیان اس حصے کے مستحق نہیں ہین جسکا کہ اُنہوں نے دعوے کیا ہے ؛

عدالت اوّل نے امر فیصل شدہ کے عذر کو نامنظور کیا اور واقعات پر اُسنے قرار دیا کہ گو وہ خرید جو مدعیان نے ۸ گندہ کے حصہ کی نسبت بیان کی ہے ثابت نہیں کیگئی تاہم وہ اپنے استحقاق دربارہ حصۂ ایک آنہ ۲ گندہ ۲ کرانٹ کے استقرار کے مستحق بطور خریداران زیر ڈگری رہن کے تہے اور نیز اس مزید استقرار کے کہ مدعاعلیہ ملہ صرف مبلغ ... سالانہ لگان کے دلاپانے کا مستحق ہے اور نیز واسطے واپسی کسیقدر رقم کے ؛

۱۸۹۶ء
سری ہری بنرجی
بنام
گہتیش چندر رائے
بہادر

عدالت اول کی ڈگری کی ناراضی سے مدعا علیہا نے اپیل رجوع کیا اور عدالت اپیل ماتحت نے بلا فیصلہ کرنے واقعات مقدمہ کے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا ہے کہ وہ بطور امر فیصل شدہ بباعث فیصلہ نالش لگان ناقابل ممنوع السماعت ہے ✣

بطبق اپیل دوم مدعیان کیطرف سے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ فیصلہ عدالت اپیل ماتحت قانوناً غلط ہے کیونکہ سوال استحقاق کا فیصلہ اگر نالش لگان مین کیا ہی گیا تہا تاہم وہ ضمنی طور پر فیصل کیا گیا تہا نہ کہ بلاواسطہ طور پر اور اسلئے فیصلہ نالش لگان اُسے امر فیصل شدہ نہیں بنا سکتا - اب عذر یہہ کیا گیا ہے جیسا کہ عدالت اپیل ماتحت مین تسلیم کیا گیا تہا کہ ڈگری نسبت واپسی روپیہ کے جو عدالت اول نے صادر کی ہے قائم نہیں رہ سکتی ✣

یہہ سوال کہ آیا عذر امر فیصل شدہ قانوناً درست ہے اسکا جواب دیئے جانیکے واسطے واقعات مقدمہ پر مبنی ہونا چاہئے ✣

نالش اول جسکے فیصلہ پر عذر امر فیصل شدہ مقدمہ ہذا مین مبنی ہے ایک نالش بقایائے لگان چند سال تہی جو لگان کہ اراضی متنازعہ حال کی نسبت واجب الادا تہا نالش مذکور مدعا علیہ حال نے بخلاف مدعیان حال کے دائر کی تہی - وہ تنقیح جو سوال استحقاق کی نسبت اُٹہائی گئی تہی حسب ذیل تہی :-

"کس قدر لگان کا مدعی مستحق ہے؟" فیصلہ عدالت اول اس تنقیح کے متعلق حسب ذیل تہا :-

"مدعی نے اُس سرٹیفکیٹ کی رو سے خرید کی تہی جو در بارہ بقایائے لگان واجب الادا بحق مدعی کے تہا خرید مذکور ۱۸۸۲ء مین کیگئی تہی - ۱۸۸۱ء مین مدعا علیہا کے شوہر نے کہ از مالکان اول دینہ ہو چکے تہی ایک نالش بر بنائے بین نامہ کی تہی لیکن اُنمیں مدعی ایک فریق نہ بنایا گیا تہا اُسنے جایداد کو نیلام کراکے خود خرید کیا تہا لیکن دینہ ہو مقدمہ سرٹیفکیٹ مین ایک فریق تہا اور مدعی نے استحقاق مذکور کو خرید کیا تہا ✣

مدعا علیہم نے یہہ ثابت نہیں کیا کہ کس طرح پر اور کب اُنہوں نے گولپ سندری کا استحقاق خرید کیا تہا مین مدعی کو کل لگان کا مستحق قرار دیتا ہون ✣

اور فیصلہ ڈسٹرکٹ جج بر طبق اپیل اس امر کے متعلق حسب ذیل تہا :-

سنہ ۱۸۹۰ء

سری ہری مکھرجی
بنام
گنیش چندر
بہادر

دوم ثانیاً یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ ۱۲ مالکان کا نام رجسٹر ب مین زیر ایکٹ رجسٹری دنگال ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۶ء) درج رجسٹر ہے اور زیر دفعہ ۷۸ مدعا علیہم پر لازم نہیں ہی کہ اُنکو لگان ادا کرین اگر وہ لعد مین اُسکا مطالبہ کرین - ثالث لعبد مدعا علیہم نے اپنے علٰے مالکان اراضی کے دو حصص کی خرید کا ذکر کیا ہے - اُنہوں نے صرف ایک ہی سرٹفکیٹ نیلام پیش کیا ہے اور وہ مدعی کی خرید سے لعد کی تاریخ کا ہے اور اسلئے اُسکا کچھ فایدہ نہین ہے اور وہ درست طور پر عدالت ماتحت سے نامنظور کیا گیا ہے - اسلئے مدعا علیہم اپنے عذر کو ثابت نہیں کرسکے +

پس عدالت ابتدائی و عدالت اپیل کے فیصلجات نسبت تنقیح دربارہ حصص نالش لگان اوّل کے حسب متذکرہ صدر مین سوال یہہ ہے کہ آیا وہ فیصلجات نالش حال مین جو دربارہ استقرار استحقاق مدعی نسبت حصہ خرید کردہ بعلت اجراء ڈگری ہے بطور امر فیصل شدہ کے حائل ہوتے ہین - ہماری یہہ رائے ہی کہ سوال مذکور کا جواب نفی مین دیا جانا چاہئے +

فیصلہ نالش اوّل کو نالش ہذا مین قطعی ہونیکے واسطے یہہ ظاہر کیا جانا چاہئے کہ وہ معاملہ جو بلاواسطہ اور اہم طور پر نالش حال مین زیر تنقیح ہی بلاواسطہ اور اہم طور پر نالش ماقبل مین زیر تنقیح تہا - اب وہ معاملات جو بلاواسطہ اور اہم طور پر نالش حال مین زیر تنقیح ہین (قطع نظر اُن امور کے جو ترک کئی گئی ہین اور اپنی توجہ کو صرف اُن امور تک محدود کرکے جن تک کہ دعوے اب محدود کیا گیا ہے) یہہ ہین کہ آیا مدعیان مدعا علیہ ۲ دینو نبر ہو کے حصہ کے مستحق ہین اور کس حصہ کا مدعا علیہ ۱ مستحق ہے مگر سوال نالش اوّل مین یہہ تہا کہ وہ کون حصہ ہے جسکے کہ لگان کا مدعا علیہ ۱ نالش حال مدعی نالش مذکور مستحق تہا - اور گو اُس حصہ لگان کا فیصلہ جسکا کہ ایک فریق مستحق ہے عام طور پر اُسکے حصہ مندرجہ اُس جائداد کی مقدار پر منحصر ہے جسمین حقیت شامل کیگئی ہے یا بالفاظ دیگر اُسکے استحقاق کی حد تک بلحوظ ترتیب تنقیح مذکور اور فیصلجات عدالت ہائے ابتدائی و اپیل نالش اول الذکر کے سوال استحقاق کی نسبت یہہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ نالش مذکور مین صرف ضمنی طور پر زیر تنقیح تہا نہ کہ بلاواسطہ طور پر اور وہ مطابق اُس ترتیب کے اُٹھایا یا کیا جانا چاہئے تہا جسمین وہ اب اُٹھایا گیا ہی اور نہ سوال مذکور اُس ترتیب کے مطابق نالش اول مین اُٹھایا گیا تہا +

تنقیح نالش لگان مین یہہ تہی کہ "کس حصہ کے لگان کا مستحق مدعی ہے" نہ کہ "کس حصہ جائداد کا مستحق مدعی بطور مالک کے ہے" اور فیصلہ عدالت اپیل اُس رائے پر مبنی تہا جو احکام ایکٹ

سنہ ۱۸۹۷ء
سری ہری بنرجی
بنام
گہنیش چندر رائے
بہادر

رجسٹری اراضیات پر مبنی ہے اور اس امر واقعہ پر کہ مدعیان حال کی خرید اُس خرید سے بعد کی ہے جسکا دعوے مدعا علیہ ملے نے کیا ہے - وہ آراے جو ضروری ہی اور کافی واسطے فیصل کرنے نالش لگان کے تھیں اور جو ایک حال جیسی نالش مین قطعی نہیں جو واسطے فیصل کرنے استحقاق اراضی کے ہے جو لگان لگایا گیا ہے لانیکے استحقاق سے ممیز کیا جا سکتا ہے اور جسمین مدعیان مافوق استحقاق کا دعوے کرتے ہین باوجودیکہ اُنکی خرید مدعا علیہ ملے کی خرید سے بعد کی تہی - اسوجہ سے کہ خریدار مذکور ایک ڈگری بر بنائے رہن ماقبل کے ایفا مین تہی - دفعہ ۷۷ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء بنگال و دفعہ ۶ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ء ایک نالش لگان مین کسی ایسے سوال استحقاق کی نسبت تحقیقات کئے جانیکی مانع ہین جو بلا واسطہ مسل رجسٹری اراضی کے ہو - مگر ضمن (الف) دفعہ ۸۹ ایکٹ اول الذکر کے رو سے استحقاق حصول استقرار بلا واسطہ الیسی مسل کے بذریعہ نالش عمری کے محفوظ کیا گیا ہے اور مقدمات نانک چند بنام تکسو بی کور (۱) و دیبر گوپال لال بنام بولا کی (۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ استحقاق قبضہ اور اسلئے استحقاق حصول لگان بذریعہ نالش ایسے خریدار کو حاصل ہوتا ہے گو خریدار مابعد بایفائے رہن ماقبل سوال تقدم استحقاق خود کو اس نالش مین اُٹھا سکتا ہے جو مناسب طور پر اس غرض کیلئے مرتب کیگئی ہو ٭

وہ رائے جو ہمنے سوال مرفیصل شدہ کی نسبت قایم کی ہے اُسکی تائید کامل طور پر فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ رن بہادر سنگہ بنام لچہو کور (۳) ہوتی ہے ٭

ریسپانڈنٹان کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ یہ رائے خلاف فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ راہا دسولدار بنام منوہر مکرجی (۴) کے ہے - ہماری رائے مین یہ عذر درست نہیں ہے - مقدمہ محولہ بالا مین فیصلہ نالش ماقبل جو ایک نالش لگان تہی کسی ایسی رائے پر مبنی ہو سکتا تہا جو ایکٹ رجسٹری اراضی یا ایکٹ مزارعان بنگال پر منحصر ہو کیونکہ وہ ایکٹ ملے بعد مین صادر ہوئے تہے - اور وہ سوال استحقاق جو نالش مابعد مین اُٹہایا گیا تہا نالش لگان مین منفصل کیا گیا تہا ملاحظہ ہو مقدمہ

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۵
(۲) " " " " ۵ " ۲۶۹
(۳) " " " " ۱۷ " ۳۰۱ و لارپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۲۳
(۴) " " " " ۱۵ " ۷۵۶ و " " " ۱۵ " ۹۷

سنہ ۱۸۹۷

سری ہری بینرجی
بنام
گنیش چندر رائے
بہادر

بابو کشن کرجی بنام ناوملہ دہوبا الدار (۱) اسلئے مقدمہ مذکور مقدمہ حال سی ممیز ہو سکتا ہی +

وجوہات بالا کے رو سے ہماری یہہ رائے ہی کہ عدالت اپیل ماتحت اس امر کے قرار دینے مین غلطی پر تہی کہ نالش بطور لا انفصال شدہ کے ممنوع السماعت ہے اسلئے وہ فیصلہ جسکی کہ نار اضی سے اپیل کیا گیا ہی منسوخ کیا جانا چاہئے اور مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین واقعات پر فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا جانا چاہئے خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا +

اپیل منظور کیا گیا اور مقدمہ واپس بہیجا گیا +

اجلاس کامل

سنہ ۱۸۹۷
۱۱ مارچ

جسٹس
باجلاس سر فرنسس ولیم میکلین صاحب نائب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس میکفرسن صاحب و مسٹر جسٹس ٹریولین صاحب و مسٹر جسٹس بنرجی صاحب و مسٹر جسٹس اٹیلی صاحب

ہیماوارہی نابتھاب بوساطت لبنی مال و سولیہ جگاد لیسور دیبی و یک کس دیگر (مدعا علیہم ۹ و ۱۰) بنام رامنی کنٹار اتی (مدعی) و غیرہ (باقی مدعا علیہم) *

تقسیم - استحقاق تقسیم - تقسیم مابین زمیندار اور پٹنیدار ان کے - تقسیم مابین فریقین کے جنمین سی ایک کے قبضہ مین ایک استحقاق تابع استحقاق دوسرے شخص کے ہو +

مدعی ایک کامل حقیت کا مالک تہا اور سالانہ مالگذاری سرکار کو مبلغ ... روپیہ ادا کرتا تہا ... مین اُسکے باپ نے ایک پٹہ پٹنی نسبت غیر منقسمہ حصہ جائداد چہ آنہ کے مدعا علیہم کے جانشینان سابق کو عطا کیا -

مدعیان نے یہہ بیان کیا کہ اراضی کا قبضہ اجمالی ہر گروہ اور مدعا علیہم جداگانہ طور پر اپنے اپنے حصہ کا لگان مزارعان سے وصول کرتے ہین تاہم مشکل اور دقت جائداد کے انتظام مین پیدا ہوئی ہی اسلئے اُسنے اپنے دس آنہ کے حصہ اراضی غیر منقسمہ کے دلاپانیکی نالش بذریعہ پیمایش کرا اور جدا کرکے چہ آنہ کے حصہ پٹنیداران کے کی ہی - کل حقیت مذکور کی اراضی پہلے کیطرح کل رقم مالگذاری واجب الادا بحق سرکار کی ذمہ داری کہی جاتی تہی +

اجلاس کامل نے قرار دیا کہ مدعی ڈگری تقسیم کا مستحق تہا +

مقدمہ ہذا کا استصواب اجلاس کامل سے میکفرسن صاحب و جنکنس صاحب جسٹسان نے بتاریخ ... سنہ ۱۸۹۶ ع کو حسب ذیل رائے ظاہر کرکے کیا تہا :-

---

* استصواب از اجلاس کامل بمعہ مرافعہ اپیل زر ڈگری ابتدائی نمبر ۲۳۴ سنہ ۱۸۹۴ ع بنا راضی ڈگری بابو نیل مادہب والیس رائے بہادر سہار ڈسٹرکٹ جج رنگپور مصدرہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۴ ع +

(۱) دیکہو رپورٹر جلد ۲۱ صفحہ ۳۴۹

سنہ ۱۸۹۶ء
ہیما دار ہی نتہ
خاں
بنام
مدنی کنساما

ت واقعات مقدمہ ہذا مختصر اور صریح ہیں مدعی ایک کامل جائداد کا مالک ہے اور سالانہ مالگذاری مبلغ ایک ۲۴۱۲ روپیہ سرکار کو ادا کرتا ہے سنہ ۱۸۵۸ء میں اُسکے باپ نے ایک پٹہ پٹنی نسبت غیر منقسمہ ۶ آنہ کے حصہ کے مدعا علیہم کے جانشین سابق کو عطا کیا تھا ۔ مدعی نے بیان کیا کہ اراضی کا قبضہ اجمالی ہے گو وہ اور مدعا علیہم اپنے اپنے حصص کی نسبت مزارعان سے جداگانہ لگان وصول کرتے ہیں تاہم مشکل اور دقت تمام جائداد میں پیدا ہوتی ہے اور اُسنے نالش حال اپنے دس آنہ کے حصہ اراضی غیر منقسمہ کے بذریعہ تقسیم دلا پانیکے لئے دائر کی ہے اور واسطے جدا کئے جانے چہ آنہ کے حصہ پٹنیداران کے ۔ اور کل حقیت کی اراضی پہلے کیطرح کل مقدار مالگذاری سرکار واجب الادا کی ذمہ وار رہنی تہی ✦

ت مدعا علیہم لکان محال پٹنی ہیں صرف وہ مدعا علیہم نے دعوی تقسیم کی مخالفت کی ہے اور سب آرڈمینٹ جج نے ڈگری تقسیم اراضی صادر کی ہے جسکے تحت جائداد دو حصص میں جنمیں سے ایک دس آنہ کا اور دوسرا چہ آنہ کا ہے منقسم کیگئی ہے حصہ اول [illegible] اور حصہ دیگر بحصہ مدعا علیہم کو بطور اراضی زیر محال پٹنی کے عطا کیا گیا ہے ۔ اس ڈگری کی [illegible] سے جسکے از عذر دار مدعا علیہم بعدالت ماتحت تہا اپیل کیا ہے اور [illegible] پیش کیگئی ہے یہہ ہے کہ چونکہ فریقین کے حقوق ایک ہی نہیں ہیں کیونکہ مدعی زمیندار ہے اور مدعا علیہم پٹنیداران ہیں اور اسطرح پر اُنکے قبضہ میں ایک استحقاق تابع استحقاق زمیندار کے ہے اسلئے نالش تقسیم چل نہیں سکتی ۔ بیان یہہ کیا گیا ہے کہ تقسیم کا اثر یہہ ہے کہ مزارعان کی حیثیت مالک اراضی کی تحریک سے اسطرح پر تبدیل کیگئی ہے کہ وہ ایک غیر منقسمہ جائداد کے ایک جزو کے مزارعان تہے اور اب ایک خاص جزو اراضی مذکور کے مزارعان بنائے گئے ہیں جو درست نہیں ہے ۔ یہہ اثر تقسیم مذکور کا ہو سکتا ہے لیکن اسکا جواب یہہ ہے کہ مدعا علیہم کے جانشینان سابق نے بذریعہ لینے ایک پٹہ پٹنی کے نسبت غیر منقسمہ ۶ آنہ کے حصہ مذکور کو تابع اُن ذمہ واریوں کے حاصل کیا تہا جو ایسے استحقاق مندرجہ جائداد کے ملحق ہوں اور کہ مدعا علیہم بطور اُنکے جانشینان کے اُنہی شرائط کے تابع ہیں گو اُنمیں سے ایک ذمہ واری تقسیم ہو ✦

ت نالش ہذا بطور ایک نالش منجانب مالک اراضی بخلاف مزارعہ بغرض تبدیلی نوعیت مزارعت متصور نہیں ہو سکتی مدعی بلا شبہہ بطور مدعا علیہم کا مالک یعنی اُس ۶ آنہ کے حصہ اراضی کی نسبت ہے جسپر وہ بروئے استحقاق پٹنی کے قابض ہیں

۱۸۹۶ء

بہادری ناتھ خان
بنام
رامنی کنٹ رائے

لیکن وہ استحقاق زمینداری کا بجائی مالک ہے اور اس حیثیت سے وہ دس آنہ کے حصہ پر قابض ہے اور حیثیت مذکور کے رو سے اُسنے نالش حال دائر کی ہے۔ پٹہ پٹنی مین کوئی شرط بخلاف تقسیم کے موجود نہین ہے اور نہ کوئی مفہوم معاہدہ تقسیم نہ کرنیکا موجود ہے۔ عطائے پٹنی دربارہ چھ آنہ کے حصہ تقسیم غیر منقسمہ کے بابت اُسکے استحقاق با حیثیت مالکانہ دربارہ باقی دس آنہ کے حصہ مین کچھ خلل واقع نہین ہوا اور وہ مجاز تھا کہ مدعا علیہم کو کی نسبت جس طرح چاہتے کارروائی کرتا یہ فرض کرکے کہ اس نے اُسکو اس چھ آنہ کے حقیقت جدا کرکے فروخت کیا ہو جیسے کہ استحقاق پٹنی عاید تھا تو خریدار اسکے برخلاف استحقاق تقسیم حقوق زمینداری کا مستحق ہوگا اور اُسکو بھی استحقاق خریدار کے برخلاف یہی حاصل ہوگا۔ بروئے تقسیم کے استحقاق پٹنیداری اس اراضی تک محدود ہوگا جو چھ آنہ کے حصہ دار کو ملیگی یہی طریق پر اُسکی تقسیم عملمین لائیجائیگی۔ یہ ایسا ہی ہے اگر وہ باقی دس آنہ کی نسبت پٹہ پٹنی کا مالک ہے تو وہ پٹنیداران جو باقی چھ آنہ کے پٹنیداران ہے ساتھ اجمالی قبضہ رکھتے ہوں ہماری رائے مین تقسیم کے مستحق ہونگے۔ کوئی امر ایسا موجود نہین ہے جسکے رو سے مدعی اس امر کے کرنے سے ممتنع ہو جیسے کہ وہ شخص کرسکتا ہے جسنے کلیتاً استحقاق اسی سے حاصل کیا ہو۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس امر سے فرق نہین آتا کہ اُسکی حیثیت دو گونہ ہے یعنی وہ پٹہ دار بھی ہے اور باقی حصہ کا مالک ہے اور کہ وہی نہ کہ پٹنیدار تقسیم کا دعوے کرتا ہے۔ ہماری رائے میں مقدمہ کی نسبت اسی اصول پر کارروائی کیجانی چاہئے گویا کہ عطا کنندہ پٹنی رعیتکا ایک شریک ہو اور جملہ فریقہائے حقدار شامل کئے گئے ہوں۔

"فریقین کا قبضہ بحالت حصص کل جایداد پر اجمالی یا مشترک قبضہ ہے جس جایداد کے کہ تقسیم کا دعوے کیا گیا ہے اور وہ جایداد کل مدعا علیہم کی جایداد ہے۔ موخر الذکر امر کے رو سے مقدمہ ہذا مقدمہ پاربتی چرن دیب بنام امین الدین (۱) سے ممیز ہوتا ہے اور نیز ایک امر مین وہ مقدمہ کنہا لال پال چودھری بنام بی موکلس (۲) سے ممیز ہوتا ہے کیونکہ ایک ایسے حصہ کے پٹہ مین جو کل جایداد کا ایک جزو بناتا ہو اور بعض مواضعات کے حصہ کے پٹہ مین جو کل جایداد کا ایک جزو بناتے ہوں کچھ فرق نہیں ہے۔

" قبضہ مین اشتراک موجود ہے لیکن استحقاق مشترک نہین اور فریقین در اصل نسبت دس آنہ اور چھ آنہ

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۷۷۔

(۲) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۹۔

۱۸۹۵ء

مہادیو ناتھ خان
بنام
رانی کنڈرالے

شئے کی نوعیت پر مبنی ہونگی جو تابع مشترک قبضہ کے ہے اور نیز اس فریق کے استحقاق کی نوعیت پر جو تقسیم کا دعویٰ کرتا ہے اور اُن شرائط کی نوعیت پر جنپر کہ مختلف شرکا اپنے اپنے حقوق پر قابض ہیں اور نیز بہت سے دیگر امور پر۔ لیکن ہمکو کوئی بہتر اور کافی وجہ اس امر کے خیال کرنیکی نہین دیکھتا کہ مقدمہ حال ایک استثنا قاعدہ مذکور کی ہے یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ وہ جایداد جسکی تقسیم کا دعوے صورت حال مین کیا گیا ہے یا تو ناقابل تقسیم ہے یا اُسکی نوعیت ایسی ہے کہ تقسیم متدعویہ کے رو سے کسی حصہ کی مالیت مین فرق آجائیگا۔ اور نہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سائل تقسیم کا استحقاق محدود ہے اور اس تقسیم کا کوئی مستقل اثر ہوگا جو اُسکی تحریکات سے کیجائیگی۔ دو وجوہات جنپر فاضل وکیل اپلانٹان نے اپنی اس عذر کو مبنی رکھا ہے کہ مقدمہ حال مین کوئی تقسیم نہ کیجانی چاہئے صرف دو ہین یعنے اولاً یہ کہ مدعی کسی ایسی تقسیم کا مطالبہ مدعا علیہم کے برخلاف موجودہ نہین کرسکتا کہ اُسکے جانشین سابق نے ایک غیر منقسمہ حصہ جاگیر کی پٹنی مدعا علیہم کے جانشین سابق کو عطا کی تھی اور ثانیاً یہ کہ اُن فریقہاے کے مابین کوئی تقسیم نہین ہوسکتی جنکو یکسان حقوق حاصل ہون بلکہ انمین سے ایک کے قبضہ مین ایسا استحقاق ہو جو دوسرے کے استحقاق کا تابع ہو۔

وجہ اول کی تائید مین یہ بحث کیگئی ہے کہ جبکہ جانشین سابق نے ایک غیر منقسمہ حصہ جاگیر کی پٹنی کل زمینداری مین عطا کی ہے اسلئے اگر مدعی کو تقسیم کرانے اور پٹنی کے ایک خاص حصہ زمینداری تک محدود کرنے کی اجازت دیجاوے تو گویا اسکو شرائط پٹنی کے تبدیل کرنیکی اجازت دیجائیگی جو خلاف منشا پٹہ دار کے ہے ایک ایسا ہی عذر مقدمہ مسماۃ نیامو ڈیردن[1] مین بھی مدعا علیہ کیطرف سے اُٹھایا گیا تھا جسکے جانشین سابق نے ایک پٹہ کے عطا کرنیکا اقرار نسبت ایک نصف حصہ کا تہائی کے کیا تھا۔ عذر مذکور ایک نالش تعمیل مختص قرار نامہ مذکورہ و تقسیم جایداد مذکورہ مین کیا گیا تھا اور وہ نامنظور ہوا تھا اور اس امر کی کوئی وجہ موجود نہین کہ کیون مقدمہ ہذا مین مخالف اصول کی پیروی کیجانی چاہئے۔ پٹہ پٹنی مین کوئی شرط بہ خلاف تقسیم کے درج نہین اور اگر اس مین ہوتی تاہم یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا وہ ہر وقت قابل پابندی ہوتی۔

عذر جناب اپلانٹان اس قیاس پر مبنی ہے کہ کوئی ہبہ اور مناسب تقسیم زمینداری مذکور کی ایسے

(۱) بیو ہیورڈ جلد ۲ صفحہ ۱۴۲۔

سنہ ۱۸۹۶ء
سمادھی ناتھ خان
بنام
رامنی کانت رائے

ہندوستان محولہ بالا مین سے صرف ایک ہی مقدمہ جو بلاواسطہ طور پر مقدمہ حال سے کوئی علاقہ رکہتا ہے مقدمہ نکندا لال پال چودہری بنام لی ہورگس (۱) ہے جس مین فاضل حجان نے بیان کیا ہے کہ "ہمین کوئی ایسا مقدمہ ہندوستان معلوم نہین جسمین ایک شخص قابض استحقاق شکمی کی نسبت قرار دیگیا ہو کہ اُسے استحقاق تقسیم بمخالفت مالک جائداد کو حاصل ہے" اور اُنہون نے ایک وجہ امر مذکور کے قرار دینے کی نالش تقسیم درست طور پر خارج ہوگئی ہے یہ بیان کی ہے کہ وہ حق جو مدعیان کو حاصل تہا استحقاق مدعا علیہم کے تابع تہا لیکن دیگر وجوہات بہی ایسی موجود تہین جنپر کہ فیصلہ مقدمہ مبنی تہا اور وجوہات بالا کے لحاظ سے مین اس رائے کو تسلیم نہین کرسکتا نسبت عام اصول قانون کے جو یہ ہے کہ کوئی تقسیم اُن فریقہائے کے مابین نہین ہوسکتی جنمین سے ایک کا حق دوسرے کے تابع ہو میری یہ رائے ہے کہ عدالت کو ہر ایک مقدمہ مین یہ فیصل کرنا چاہئے کہ آیا یہ بلحاظ نوعیت حقوق فریقین کے اور جملہ دیگر واقعات ضروری کے آسانی اس امر مین ہے کہ تقسیم کی منظوری دیجائے اور اگر عدالت سوال مذکور کا فیصلہ اثبات مین کرے تو محض یہ امر واقعہ کہ فریقین کے حقوق یکسان نہین ہین تقسیم کا مانع نہین ہوسکتا۔ یہ رائے نہ صرف مقدمات انگلستان محولہ بالا کے مطابق ہے یعنی ہنیٹن بنام ڈہرؤن (۲) ویر گس بنام بیش (۳) جہانتک کہ انہین عام اصولہائے کے متعلق کارروائی گئی ہے بلکہ وہ قواعد انصاف و نیک نیتی کی بہی مطابق ہین جنکی پیروی کرنیکی ہدایت عدالتہائے ملک ہذا کو ایسے مقدمات مین کیگئی ہے جنکے متعلق کوئی خاص قاعدہ قانون نہو سکتا ہو (ملاحظہ ہو ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۳۷)

وجوہات بالا کے رُو سے میری یہ رائے ہے کہ واقعات مینہ پر ایک ڈگری تقسیم مناسب طور سے صادر ہوسکتی ہے۔

میک لین صاحب چیف جسٹس: مجہہ بنیرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ کو پڑہنے سے بہت فائدہ ہوا ہے اور مین اُسکے نتیجہ سے اتفاق کرتا ہون مین یہ ایزاد کرنا چاہتا ہون کہ میرا فیصلہ صرف خاص واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق ہوگا۔

میکفرسن صاحب جسٹس: مین بنیرجی صاحب جسٹس سے اتفاق کرتا ہون

ٹریولین صاحب جسٹس: مین بنیرجی صاحب جسٹس سے اتفاق کرتا ہون

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۹ ۔
(۲) دی انڈین لا رپورٹ جلد اول صفحہ ۱۵۵ ۔
(۳) جوان رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ ۔

سنہ ۱۸۹۸ء
چودھری ناتھ خان
بنام
رمنی کنت رائے

میورلی صاحب جسٹس:- وہ عبارت جو مقدمہ کلکتہ [illegible] بنام [illegible] ہی مور اگلس (۱) مین استعمال کیگئی ہے بالکل درست نہین ہوسکتی لیکن مقدمہ مذکور مین اس امر کے فیصل کرنیکا منشا تھا کہ محض اشتراک قبضہ یعنے محض قبضہ مشترک کے بسبب سے وہ اشخاص جو اس طرح قابض ہون اس امر کے مستحق نہین ہوسکتے کہ اراضی کو بذریعہ پیمایش کے تقسیم کرا لین پھیری کے یہ مین استحقاق تقسیم صرف ان شرکا کے مابین موجود ہوتا ہے جنکو کیا ن حقوق جائیداد مین حاصل ہون ایک عارضی پٹہ دار غیر منقسمہ حصہ جائیداد کو میری رائے مین اجازت نہ دیجانی چاہیئے کہ اپنے پٹہ دہندہ کو تقسیم کے اخراجات کا زیر بار بنائے لیکن خواہ یہ امر کچھ ہی ہو سوال مذکور در اصل مقدمہ ہذا مین پیدا نہین ہوتا بصورت حال مین عملی طور پر دس آنہ کے حصہ جائیداد کا مالک تقسیم کا دعوے بہ خلاف خود اپنے (بحیثیت مالک چھہ آنہ کے حصہ کے) اور ان پٹیداران کے کرتا ہے جو چھہ آنہ کے حصہ پر اسکے تابع قابض ہین ہین بصورت حال میری کوئی اعتراض تقسیم کے متعلق نہین کرسکتا اور مین سوال مستفسرہ کا جواب اسطرح پر دیتا ہون۔

اپیل صیغہ دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس

۲۰ اپریل ۱۸۹۲ء

جگندر ناتھ رائے بہادر (مدعی) **بنام** جے سی پرائس (مدعا علیہ)[*]

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۲۴ نالش بخلاف عہدہ دار سرکاری کے ان افعال کی نسبت جو اسنے سرکاری حیثیت سے کئے ہون۔ نوٹس اجرا نالش۔ نالش ہرجانہ بخلاف عہدہ دار سرکاری کے مداخلت بیجا اشتمال بنا ہائے دعاوی۔ ترمیم عرضیدعوے۔

۵ جلسہ
دفعہ ۴۲۴
مجموعہ ضابطہ دیوانی

مدعی نے مدعا علیہ پر جو ایک عہدہ دار سرکاری ہے ایک نالش واسطے دلا پانے ہرجانہ دو مختلف افعال کے دائر کی (یعنی ناجایز گرفتاری اور مداخلت بیجا کے) جنکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ وہ ناجایز طور پر اور بدنیتی سے مدعا علیہ نے دو مختلف موقعون پر کئے ہین اور اس نے ایک رقم کا دعوے بطور ہرجانہ ہر افعال مذکورہ کے کیا۔ کسی ترمیم عرضیدعوے کی درخواست عدالت ماتحت مین دی گئی تھی —

---

[*] اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۱۴۹ سنہ ۱۸۹۱ء بنا راضی ڈگری بابو چندر کمار دتا قایم مقام سب آرڈینیٹ جج راج شاہی مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۱ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۹۔

۱۸۹۶ء
جوگندرا ناتھ
رائے بہادر
بنام
پرا ایمن

نالش مذکور ۱۸ اگست ۱۸۹۵ء کو رجوع کیگئی تھی اور عرضی دعوی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ افعال مذکور بدنیتی سے اور دشمنی کے باعث عمل میں لائے گئے تھے اسلئے کوئی ضرورت مدعاعلیہ پر نوٹس زیر دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل کرنیکی نہ تھی اور اگر نوٹس زیر دفعہ مذکور کی تعمیل مدعاعلیہ پر ۱۸ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ہوگئی تھی ۔

مدعاعلیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ نالش ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو یعنے قبل انقضائے میعاد دو ماہ کی تاریخ سے جو کہ نوٹس زیر دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۰ ستمبر ۱۸۹۵ء) سے رجوع کیگئی تھی اور وہ افعال جنکی شکایت کیگئی ہے مدعاعلیہ نے آفیشل حیثیت سے اور نیک نیتی سے کئے تھے اسلئے نالش چل نہیں سکتی ۔

سبارڈینیٹ جج نے نالش کو اس وجہ پر خارج کیا کہ مدعاعلیہ بطور عہدہ دار سرکاری کے دو ماہ کے نوٹس زیر دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا مستحق قبل ارجاع نالش کے تھا کیونکہ وہ افعال جنکی شکایت کیگئی ہے مدعاعلیہ نے آفیشل حیثیت سے کئے تھے ۔

مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا ۔

بابو سریناتھ داس و بابو ہرا پرشاد چیٹرجی منجانب اپیلانٹ ۔

بابو ہیم چندر بنیرجی ۔ بابو رام چرن متر و بابو پراتھا ناتھ سین منجانب ریسپانڈنٹ ۔

تجویز ہائیکورٹ (مسٹر جسٹس امیر علی صاحب و مسٹر جسٹس [illegible]) حسب ذیل ہے :-

وہ سوال جو اپیل ہذا میں اٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا نالش بلا تعمیل نوٹس یا قبل انقضائے میعاد اُس نوٹس کے رجوع کیجا سکتی ہے جسکا حکم دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں ہے ۔ دعوی جیسا کہ وہ عرضی دعوی میں درج ہے یہ ہے کہ مدعاعلیہ نے جو مجسٹریٹ ضلع راجشاہی تھا مدعی کو جرائم زیر دفعہ ۳۰۶ و دفعہ ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند عدالت سشن کی سپرد کیا اور مدعی بروئے حکم مجسٹریٹ مذکور کے ضمانت پر رہا کیا گیا تھا ۔ [illegible] عدالت سشن تاریخ مقررہ پر عمل میں نہ آئی تھی بلکہ مدعی کی درخواست پر ملتوی کیگئی ۔ بعد التوائے مذکور کے مدعی نے بیان کیا ہے کہ [illegible] تو مدعاعلیہ نے [illegible] ایک وارنٹ کے گرفتار کرایا اور وہ راجشاہی میں لیجایا گیا جہاں پھر وہ جدید ضمانت کے مہیا کرنے پر رہا کیا گیا تھا ۔ اُسنے یہ الزام لگایا ہے کہ یہ فعل خلاف قانون اور مفسدانہ تھا

سنہ ۱۸۹۰
جوگندر ناتھ رائے بہادر
بنام
پرائس

خان بعد عرضیدعوی مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعد سپردگی مدعی کے - مدعا علیہ نے دیگر اشخاص کے ساتھ شامل ہو کر مدعی کے مکان واقع شہر مین بلا اسکے علم اور رضامندی کے اور خلاف انکار اسکے ملازمان کے مداخلت بیجا کی ہے - ان مدخلاف قانون افعال کے متعلق مدعی نے استدعا کی ہے کہ مبلغ ... روپیہ ... اسے بطور ہرجانہ کے دلایا جائے - عرضیدعوی مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ گو کوئی نوٹس زیر دفعہ ۴۲۴ ضروری نہ تہا تاہم ایک نوٹس دیا گیا تہا -

مدعا علیہ نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ ایک نوٹس دیا گیا تہا لیکن اُسنے یہ عذر کیا کہ نالش چل نہین سکتی کیونکہ وہ قبل انقضائے میعاد معینہ کے دائر کی گئی تہی اور اسمین کچہ شبہ نہین ہے کہ معاملہ اسطرح وقوع مین آیا تہا - سبارڈینیٹ جج نے مقدمہ کو اُسیوجہ پر خارج کیا ہے اور اب مدعی نے بدین عذر اپیل کیا ہے کہ بروے واقعات بیان کردہ عرضیدعوی کے ایک نوٹس کا دیا جانا ضروری نہ تہا اور اگر وہ تہا بہی تو بارڈینیٹ جج کو کوئی اختیار نالش خارج کرنیکا حاصل نہ تہا کیونکہ دفعہ ۴۲۴ صرف ضابطہ کے متعلق ہے - ہماری رائے میں اس امر کے متعلق خفیف سا شبہ بہی نہین ہوسکتا کہ بروے واقعات بیان کردہ عرضیدعوی کے وہ فعل اول جسکا مدعی شاکی ہے یعنے اُسکی گرفتاری بروے وارنٹ ایک ایسا فعل تہا جو مدعا علیہ نے اپنی آفیشل حیثیت سے کیا تہا - مدعا علیہ اسوقت بطور ضلع مذکور کا مجسٹریٹ تہا حیثیت مذکور کے رو سے اُسنے مدعی کو سپرد کیا تہا اور اُسی حیثیت سے اُسنے یہ ضروری سمجہا تہا کہ مدعی کو اس غرض سے گرفتار کرایا جائے کہ جدید ضمانت مہیا کرے - ہمارا کوئی تعلق اس سوال کے ساتھ نہین ہے کہ آیا وہ فعل مطابق قانون تہا یا کہ خلاف قانون - صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ وہ ایک ایسا فعل ہے جسکے متعلق ہماری رائے مین صریح طور پر دفعہ ۴۲۴ مین حکم ہے - وکیل اپیلانٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ جن افعال مذکور کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے وہ بدنیتی سے کیئے گئے ہیں اسلئے دفعہ ۴۲۴ متعلق نہین ہے اور کہ مذکورہ بالا افعال سے متعلق ہے ... کئے ہون اور بطور سند کے اُسنے مقدمہ شہنشاہ بیگم بنام فرگسن (۱) کا حوالہ دیا ہے - اسمین بلا شبہ لوپ صاحب آنریبل اور کننگہم صاحب جسٹس نے ظاہر کی ہین جنسے عذر مذکور کی تائید ہوتی ہے - لیکن وہ نہایت مختلف قسم کا مقدمہ تہا اور ہماری رائے مین آرائے ظاہر کردہ بحوالہ واقعات مقدمہ مذکور کے متصور کیجانی چاہئین - مقدمہ مذکور مین آفیشل ٹرسٹی راجمن سرکاری اپنے مدعی نے نالش کی تہی جو اُس جائداد امانت مین بعض حقوق کا دعوی کرتا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۹۹ -

۱۸۹۶ء
جوگندر ناتھ
بنام رائے بہادر
پرائیس

جسکے حاصل کرنے میں وہ کامیاب ہا تہا اور جس نالش میں جو مدعی نے ایں سرکار کے برخلاف رجوع کی تہی یہ قرار دیا گیا تہا کہ کوئی نوٹس ضروری نہیں ہے۔ مقدمہ حال بالکل مختلف قسم کا مقدمہ ہے اور ہمیں ایسی تمثیل معلوم نہیں اور نہ ہمارے روبرو کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ دیا گیا ہے جسمیں یہ قرار دیا گیا ہو کہ دفعہ مذکور اُس عہدہ دار سرکاری کی صورت سے متعلق نہیں ہوتی جسپر اُس نقصان دہ فعل کا الزام لگایا گیا ہے جو اُسنے اپنے آفیشل حیثیت سے کیا ہو ہماری رائے میں دفعہ مذکور کے رو سے کوئی تمیز مابین اس قسم کے افعال کے نہیں کیگئی خواہ وہ بالارادہ کئے گئے ہوں یا نہ ہوں۔

ذان بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ سبارڈینیٹ جج کو کوئی اختیار واسطے دیسی نالش کے حاصل نہ تہا لیکن اگر قانون میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ "کوئی نالش رجوع نہ کیجانی چاہیئے" تو ہم معلوم نہیں کر سکتے کہ اُسکی تجویز کسطرح کیجا سکتی ہے اور کونسا اور طریق سوائے نالش کے خارج کرنیکے اختیار کیا جانا چاہیئے تہا۔

ذان بعد نسبت فعل دوم کے جسکے متعلق ہرجانہ کا دعویٰ کیا گیا ہے یعنے مداخلت بیجا نہ مدعیہ کے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا بروے بیانات مندرجہ عرضیدعویٰ کے فعل مذکور ایک ایسا فعل تہا جو مجسٹریٹ نے اپنی آفیشل حیثیت سے کیا تہا۔ لیکن ہماری رائے میں سوال مذکور پر غور کرنا غیر ضروری ہے۔ یہ فرض کرکے سوال مذکور کے متعلق ایک نوٹس کا دیا جانا ضروری نہ تہا تو نالش ایسی نالش تہی جو نسبت پہلے فعل کے رجوع نہ کیجا سکتی تہی ہر دو افعال عرضیدعوے میں مخلوط کئے گئے ہیں اور ایک مجتمع رقم کا دعویٰ بابت ہرجانہ کے دونو افعال کی نسبت کیا گیا ہے۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم ترمیم عرضیدعوے کی اجازت اسطرح پر دیں کہ اُسمیں سے بنائے دعوے اور وہ ہرجانہ خارج کیا جائے جسکا دعویٰ گرفتاری کی نسبت کیا گیا ہے تاکہ نالش ہذا ایک نالش بابت صرف بجا الزام مداخلت بیجا کے ہو جاوے۔ اسصورت میں بہی اس سوال کا فیصلہ کرنا پڑیگا کہ آیا مدعا علیہ مبینہ مداخلت بیجا کا ارتکاب کرنے میں اپنی آفیشل حیثیت سے عمل کر رہا تہا یا نہیں اور امر مذکور کے متعلق شہادت لینی پڑیگی۔ ہماری رائے میں یہ ایک ایسا مقدمہ نہیں ہے جسمیں ہم کو اب عرضیدعوی کی ترمیم کی اجازت دینی چاہیئے مدعی نے شروع سے ابتک اس امر پر اصرار کیا ہے کہ نالش بہی کہ وہ مرتب کیگئی ہے چل سکتی ہے اور اجازت ترمیم عرضیدعوے کی درخواست ہرگز عدالت ماتحت میں نہیں کیگئی۔ اسلیئے ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ خارج کرتے ہیں۔

اپیل خارج کیا گیا۔

۱۸۹۷ء
امرتو لال دت
بنام
سرنو موئی داسی

وفات میری زوجہ کے حاصل کرے اور میں جائداد مذکور کا ہبہ اور انتقال بحق پسر مذکور اور اُسکے ورثا کے کرتا ہوں"
تجویز ہوئی کہ دوسرا پسر متبنےٰ اسوقت تک بقایا، آمدنی یا منافعجات جائداد ہائے کا مستحق جبتک کہ اُسکی
تبنیت گرنہ جائے یا فوت نہ ہوجائے اور نہ وہ کل جائداد کے حاصل کرنیکا مستحق ابتداً ہوگا بہ حسب تذکرہ وصیت کے
ہبہ یا تہا۔ ایک ہندو موصی اس امر کا مجاز ہے کہ مناسب حد قائم کرکے اس آمدنی جائداد کے جمع کئے
جانیکی ہدایت کرے جو بروے اُسکی وصیت کے اُسکے اوصیا یا امنا کی تفویض میں آئی ہو بصورت عدم موجودگی
خاص حکم حد مذکورہ ہونی چاہیئے جسکے روسے اس میعاد کا فیصلہ کیا جائے جبتک کہ انتقال جائداد کے
طریق کی ہدایت اور اسکا انصرام موصی سے کیا جائے۔

نالش ہذا واسطے تعبیر وصیت ایک شخص مسمی ہریداس دت ہندو باشندہ کلکتہ کے دائر کیگئی تہی۔ اُسکی وصیت کے
وہ حصص جو رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہیں فیصلہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

وصیت مذکور ۳۰ اکتوبر ۱۸۷۵ء کی مرقومہ تہی اور موصی اسی دن فوت ہوگیا تہا۔ ان اوصیا میں سے
جنکا کہ نام وصیت میں درج تہا صرف موصی کی بیوہ مدعا علیہا سرنو موئی داسی اور دوارکا ناتھ دت نے
پروبیٹ حاصل کیا۔ دوسرے وصی مدہوسودن دت نے پروبیٹ حاصل نہ کیا اور نہ اُسنے کوئی حصہ اہتمام
جائداد موصی میں یا ان تبنیت ہائے میں لیا جو بحق موصی کے کیگئی تہیں گو اُسنے واقعی طور پر اپنے
عہدہ کو ترک نہ کیا تہا۔ سدہ کیم اپریل ۱۸۸۰ء کو فوت ہوا۔ بیوہ سرنو موئی داسی نے ایک پسر کو بطور
پسر موصی کے ۹ اگست ۱۸۷۶ء کو تبنیت میں لیا تہا جو ۲۹ جنوری ۱۸۸۱ء کو دس سال کی عمر میں
اور بلا [illegible] فوت ہوگیا۔ ۹ فروری ۱۸۸۱ء کو بیوہ مذکور نے مدعی کو تبنیت میں لیا جسنے ماہ جولائی
۱۸۹۱ء میں سن بلوغ حاصل کیا اور تاریخ رجوع نالش پر اُسکے یہاں ایک پسر موجود تہا۔ ہر دو
تبنیت ہائے بہ تعمیل اختیار مندرجہ وصیت کے کیگئی تہیں اور وہ دوارکا ناتھ دت وصی کی رضامندی
سے کیگئی تہی۔

مدعی نے نالش حال میں بطور جائز پسر متبنےٰ موصی کے کل جائداد موصی کے مستحق ہونیکا دعویٰ کیا بعد اُسکے
کہ وہ وظائف سالانہ اور [illegible] جنکے متعلق وصیت میں حکم ہے اور نیز یہ کہ بہرحال اُسے بقایا
آمدنی دوران حیات بیوہ کی اداکیجاتی رہے۔ مدعا علیہا سرنو موئی داسی نے مدعی کی تبنیت کے جواز سے
انکار کیا اور اُسنے بطور وارثہ پہلے پسر متبنےٰ کے جائداد کی مستحق ہونیکا دعویٰ کیا۔ دیگر مدعا علیہم نے
جو دختران اور اُنکے پسران تہے مدعی کی تبنیت کے جواز سے انکار کیا +

سنہ ۱۸۹۶ع

امرتولال دت
بنام
سرلوموئی داسی

مسٹر ڈبلیو سی بونرجی و مسٹر دتی و مسٹر کے ایس بونرجی منجانب مدعی۔
ایڈووکیٹ جنرل (سر چارلس پال) مسٹر جے ٹی وڈراف و مسٹر گرفتھ ایوانس و مسٹر سنیغن و مسٹر ایکر بہٹی منجانب
[illegible] علیہا سرلوموئی داسی۔
مسٹر جیکسن و مسٹر گارتہ منجانب دیگر مدعا علیہم۔
مسٹر ڈبلیو سی بونرجی:۔ اختیار تبنیت ایک جائز اختیار تہا۔ الفاظ مندرجۂ فقرۂ ہشتم تعمیم کنندہ متصور کئے
جانے چاہئیں۔ مقدمہ دلومنی داسی بنام پرو سنو موئی داسی (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اختیار تبنیت کی
نرم تعبیر کیجانی چاہیئے اور عدالت کو ہمیشہ اس امر کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ الفاظ وصیت کو مناسب معنے عطا
کرے۔ صرف بیوہ ہی ایک ایسی شخص ہے جو واقعی طور پر تبنیت لے سکتی ہے۔ لیکن دیگر اشخاص اُسکے ساتہ
اس لڑکے کے منتخب کرنے مین شامل ہوسکتے ہین جو تبنیت مین لیا جاتا ہے۔ موصی کی نسبت یہ فرض
کیا جانا چاہیئے کہ اُسے قانون معلوم ہے اور عبارت وصیت سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا منشار
یہ تہا کہ بیوہ دیگر اوصیاء کے اتفاق سے تبنیت لے۔ اوصیاء کا ذکر اُنکے نام سے کسی موقع پر وصیت مین
بعد فقرۂ دوم کے نہین کیا گیا اور بیوہ کا ذکر بعد فقرۂ مذکور کے صرف ایک دفعہ اُسکے نام سے کیا گیا ہے
یعنے فقرۂ ہشتم مین جسمین تبنیت کا ذکر ہے۔ اس سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی تبنیت بیوہ
کیطرف سے کیجانی چاہیئے اور اوصیاء کو چاہیئے کہ اُسکی امداد مناسب انتخاب کے کرنے مین کرین۔
اختیار مذکور کا استعمال جائز طور پر کیا گیا تہا۔ اختیار مذکور رمہو سودہن دت (اور سعود ادت) کا ناتہ دت کو ذاتی
طور پر نہ کیا گیا تہا بلکہ موصی کے اوصیاء کو عطا کیا گیا تہا یعنے اُن اشخاص کو جو کہ وصیت کا [illegible]
حاصل کرین اور اُسکی جائداد کا اہتمام کرین۔ وصیت [illegible] ایک وصیت [illegible]
کے ہے [illegible] اوصیاء کو جنکا نام وصیت مین درج ہے کوئی استحقاق حاصل نہین ہوتا جبتک کہ وہ
پروبیٹ حاصل نہ کرین۔ یہ امر واقعہ کہ مہو سودہن دت نے کبہی اپنی حین حیات مین پروبیٹ حاصل نہ
کیا تہا اُسکے عہدہ وصی کو ترک کرنیکے برابر ہے۔ اسلیئے تبنیت منجانب بیوہ باتفاق اُن وصی کے
جسنے پروبیٹ حاصل نہ کیا تہا ایک جائز استعمال اختیار ہے۔
ایک [illegible] بالکل [illegible] تبنیت گیرندہ قائم مقام ہوتی ہے جیسی کہ طبعی پسر کی اور وہ اپنے
تبنیت گیرندہ باپ کا وارث ہوجاتا ہے ملاحظہ ہو پدما کماری دیبی بنام کورٹ آف وارڈس (۲) پسر
[illegible] قانونی وارث موصی کا ہوتا ہے اور اُسے کسی ہبہ کی ضرورت نہیں ہوتی وہ بطور وارث قانونی

(۱) انڈین جیورسٹ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰۔ (۲) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۲ (۳) (۱) دی لا رپورٹس انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۲۲۹ [illegible]

۱۸۹۶ء
امرتولال دت
بنام
سریندرموہی داسی

کے کل جائداد بیدہ تبنیت گیرندہ کا مستحق ہوتا ہے الاّ جہانتک کہ جائداد مذکور جائز طور پر منتقل کیگئی ہو ملاحظہ ہو ناگو بنام ناگو رمن(۱) [جنکنس صاحب جسٹس :- آیا دعیکو زیادہ سے زیادہ مزدری استحقاق عطا نہین ہوتا ؟ - فرض کرو کہ بیوہ کی حین حیات مین بلا اولاد نرینہ کے فوت ہوجاے ؟] جبکہ ایک جائداد ایک شخص کی تفویض مین تابع دو عین آنے ایک خاص واقعہ کے آئی ہو تو وہ شخص جسکی کہ تفویض مین جائداد آئی ہے واقعی قبضہ کا مستحق ہے - مدعی کو ایک معوضہ استحقاق تابع صرف اس امر کے حاصل ہوا ہے کہ اسکی جائداد زائل ہوجائیگی اگر وہ دوران حیات بیوہ مین بلا اولاد نرینہ کے فوت ہوجائے - بطور ایک جائز پسر متبنےٰ کے وہ بطور وارث قانونی کے قابض ہوتا ہے - وہ فقرہ جسکی روسے اسکا قبضہ محدود کیا گیا ہے ناجائز ہے - بہرحال وہ لقایا آسنی کا مستحق بعد کا فی تکمیل ادائگی وظائف سالانہ کے ہے -

بروئے تبنیت دوم کے بیوہ نے اس جائداد کو ترک کردیا تہا جو اسنے بطور وارث پہلے پسر متبنےٰ کے حاصل کی تہی - ملاحظہ ہو دہرم داس پانڈے بنام شاما سندری دیبیا(۲) - جہان دو بیوگان تہین اور ایک پسر متبنےٰ تہا تو پسر مذکور نے ہر دو بیوگان کی جائداد کو زائل کردیا تہا - ملاحظہ ہو موندا کنی داسی بنام ادینا تہہ دے(۳) - پریوی کونسل کی رائے بمقدمہ بہوبن موئی دیبیا بنام رام کشورا چارجی چوہدری(۴) مندرجہ صفحہ ۱۱۳ رپورٹ میرے عندیہ کی تائید مین ہے نیز ملاحظہ ہو بیکنٹ منی رائے بنام کرسٹو سندری رائے(۵) [جنکنس صاحب جسٹس :- بطور امر واقعہ کے یہ امر مقدمہ مذکور مین مابین بیوہ اور پسر کے پیدا نہوا تہا لیکن پریوی کونسل رائے کا حوالہ پسندیدگی کے ساتہہ دیا گیا ہے] مقدمہ رام سندری سنگہ بنام سربانی داسی [illegible] سے امر مذکور کی کامل تائید مین ہے کہ دوسری تبنیت سے تبنیت گیرندہ ماں کی جائداد زائل ہوگئی تہی - [جنکنس صاحب جسٹس :- لیکن آیا اس سے صرف یہی ظاہر نہین ہوتا کہ دوسری تبنیت سے پسر متبنےٰ صرف اس امر کا مستحق ہوجاتا ہے کہ اپنی تبنیت گیرندہ ماں کی وفات [illegible] وارث ہو فیصلہ ایک استقرار متعلق بعدم جواز تبنیت ہے اور اسمین اس سوال کے متعلق کارروائی نہیں کیگئی کہ کسکی تفویض جائداد بعد تبنیت سوم کے آئی تہی آیا ماں کی یا پسر کی] - واقعات مقدمہ مذکور کے سبب یہ ضروری تہا کہ سوال مذکور کا فیصلہ کیا جانا چاہیئے - لیکن استدعا یہ کی گئی ہے کہ جہانتک وہ وسیع ہے فیصلہ مقدمہ مذکور کامل طور پر میرے عندیہ کی تائید مین ہے

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۷ ویکلی رپورٹ جلد ۱۸ صفحہ ۳۳۲ (۲) مورز انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ [illegible]
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۹ - (۴) " " " جلد ۱ صفحہ ۲۷۹
(۵) ویکلی رپورٹر جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۲ - (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۱ -

مقدمہ ہو بن موئی مین یہ سوال پیدا نہوا تہا۔ ایکا درائے حکام پریوی کونسل کی میری تائید مین ہے ملاحظہ
ونکی وینکما کرتسنا راؤ بنام وینکٹا راما لکشمی (۱)۔ علاوہ ان آراء کے کی صریح سندات عدالتہائے بمبئی و الہ آباد میری تائید
مین ہین ملاحظہ ہو جمنا بائی بنام رائے چند بہالچند (۲) راد ہی وناگ رائو بنام لکشمی بائی (۳) دلکشمی چند بنام گوتو بائی
(۴) ایک ایسا مقدمہ موجود ہے جسمین سوال مذکور غیر منفصل چھوڑ اگیا تہا لیکن امر مذکور درحال اس مقدمہ مین پیدا
نہوا تہا ملاحظہ ہو راما سامی ایان بنام وینکٹا رامیا ان (۵)۔

ایڈووکیٹ جنرل: کل وصیت پر غور کیا جانا چاہیئے اور اچہے اور برے اجزاء وصیت پر ملا کر غور کرنا چاہیئے
چاہیئے کہ اصلی نیت موصی کی معلوم کیجائے ملاحظہ ہو ناگور بنام ناگور (۶)۔ اوصیا صورت حالین سرسری طور پر
منتخب نہ کئے گئے تہے موصی نے اپنے باپ کو اور اپنے چچا کو وصی مقرر کیا تہا اور نیز اُسنے انکو امنا مقرر کیا تہا۔
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشخاص مذکور پر اُسے کامل اعتماد تہا۔ اختیار مذکور بالارادہ طور پر تین اشخاص کو دربارہ
تبنیت کے عطا کیا گیا تہا۔ فقرہ ہشتم معہ فقرہ (۴) الف سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوصیا کی رضامندی اختیار مذکور مین شامل
نہین کیجا سکتی۔ نیت یہ تہی کہ اگر ایک وصی فوت ہو جائے تو بیوہ اور پسماندہ وصی تبنیت لے سکتے ہین بلکہ یہ تہی کہ بیوہ
اور دو اوصیا کو تبنیت لینی چاہیئے اور بیوہ کی وفات پر سہ دو اوصیا کو تبنیت لینی چاہیئے۔ الفاظ مندرجہ فقرہ
ہشتم جسکے سے اختیار مذکور عطا کیا گیا ہے منقسم طور پر پڑہے نہین جا سکتے۔ ایک شخص مجاز ہو کر اختیار تبنیت
تابع ایک حد کے عطا کرے جیسا کہ صورت حالین کیا گیا ہے۔ جہانکہ ایک بیوہ کو اختیار تبنیت عطا کیا گیا ہو لیکن
اختیار مذکور اسطرح پر محدود کیا گیا ہے کہ دا شمول دو دیگر اشخاص کے تبنیت لے۔ اسکی حیثیت اعلے تر نہین ہے۔
تبنیت مین اہم حق اوصیا کو حاصل ہے۔ اِن واقعات کی موجودگی مین اختیار مذکور قانوناً ناقص ہے اور استعمال
نہین کیا جا سکتا ملاحظہ ہو کتاب گولپ چند سرکار دربارۂ تبنیت صفحات ۲۳۳ و ۲۳۴۔ انکی رائے درست معلوم ہوتی ہے
نیز ملاحظہ ہو سر ندرو کیستب بنام درگا سندری داسی (۷) ایک شخص جسنے ایسا غیر معمولی اختیار تبنیت عطا
کیا ہو یا لضرور بعض خاص وجوہات بطریق پر تقرر کے کرنیکے لیئے رکہتا ہوگا جبکہ اُسنے تقرر مذکور کیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۴۰۱ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۱
(۲) " " بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵۔ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۱۔
(۴) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۹۱۳۔
(۵) " " مدراس جلد ۲ صفحہ ۹۱۔ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۲۱۹۔
(۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۴۷۔
(۷) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۱۳ ۔ " " جلد ۹ صفحہ ۱۰۸۔

اور اسکو بالضرور اُن شخص پر خاص اعتماد ہوگا جسکو اُسنے منتخب کیا ہو۔ باپ کی وفات سے کل اختیار تبنیت زائل ہو گیا تھا
یہ ایک رضامندی کیصورت نہیں ہے بلکہ ایک اختیار کی صورت ہے اور اختیار ایک وجہ کے باعث عطا کیا گیا ہے مقدمہ
بھیم چندر سین بنام ہیرالال سیل (۱) مین دو امور کا فیصلہ کیا گیا تھا یہ کہ دستاویز تبنیت کی تعبیر سخت طور پر
کیجانی چاہیئے اور جبکہ ایک وصی کی رضامندی ضروری ہو تو تبنیت بلا رضامندی مذکور ناقص ہے اختیارات
کی تعبیر سختی سے کیجانی چاہیئے۔ ملاحظہ ہو کتاب فیرویل صاحب بارہ اختیارات صفحہ ۱۲۹ اس ایک اختیار تبنیت کی
نوعیت وصیتی نہیں ہے ملاحظہ ہو سوہن موئی دیبیا بنام رام کشور اچارجی چودھری (۲) اور چونکہ وہ ایک وصیت مین
شامل ہے اسلئے اُسکی نوعیت بالضرور وصیتی نہین ہو جاتی ایک ”وصیت“ قانونی استقرار نیت کا موصی
دربارہ اُسکی جائداد کے ہے جسکے موثر کیے جانیکا منشا بعد وفات موصی کے ہو“ ایکٹ وراثت (۱۰ سنہ ۱۸۶۵ع) دفعہ
۳ و ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ (۵ سنہ ۱۸۸۱ع) دفعہ ۳ ملاحظہ طلب۔ اگر وصیت مین سوائے اختیار تبنیت کے اور کچھ
درج نہین ہے تو اختیار مذکور وصیتی نہوگا۔ اور پروبیٹ کا حاصل کرنا ضروری نہ ہوگا ”وصی“ وہ شخص ہے
جسکے حق مین تعمیل آخری وصیت شخص متوفی کی بذریعہ تقرر موصی کے محدود کیگئی ہے“ دفعہ ۳۔ ایکٹ
وراثت و دفعہ ۳۔ ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ ملاحظہ طلب۔ جبکہ اُسکا نام اختیار تبنیت کے ساتھہ درج ہو تو اُسکا
کوئی تعلق جائداد موصی کے ساتھہ نہین ہے۔ وہ ایک ذاتی امانت ہے اور وہ اختیار مذکور کا استعمال بباعث اپنے
عہدہ کے نہین کرتا۔ دفعہ ۹۲ ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ مین صرف اُن اختیارات کا حوالہ دیا گیا ہے جنکا استعمال
اوصیاء سے یکے بعد دیگرے کیا جاسکے اور اگر میرا عذر درست ہے تو اُسکے احکام سے ایک اختیار مین خلل اندازی واقع
نہین ہوتی صورت حال مین اختیار مذکور اوصیاء کو یکے بعد دیگرے عطا نہ کیا گیا تھا۔ لفظ ”اوصیاء“ مندرجہ
فقرہ ہشتم و فقرہ چہاردہم (الف) صرف ایک تعریفی لفظ ہے۔ گو اختیار تبنیت وصیت مین درج ہے اور اُن اشخاص کو
جو بروے وصیت کے بطور اوصیاء نامزد کیے گئے ہین اُنکی تعمیل کا حکم دیا گیا ہے۔ اس امر کے روسے اُنکو کوئی مختلف
اختیار عطا نہین کیا گیا الا جبکہ یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ اختیار مذکور کے اُنکی طرف یکے بعد دیگرے استعمال کیے جانیکا منشا تھا
الفاظ ”بیوہ“ و ”وصیہ“ مندرجہ فقرہ ہشتم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختیار مذکور اوصیاء کو یکے بعد
دیگرے عطا نہ کیا گیا تھا اور مزید برآن بعد حسب ضابطہ اہتمام جائداد کے وہ اُسپر بطور اوصیاء کے قابض نہ ہونگے بلکہ بطور
امنا کے۔ لفظ ”اوصیاء“ سے موصی کی مراد بالضرور اُن اشخاص کی ہوگی جنکا نام فقرہ دوم مین درج ہے

(۱) انڈین جرنل سلسلہ جدید جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ —

(۲) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۲۷۹ —

[illegible]

یہ امر واقعہ چنداں ضروری نہیں ہے کہ انکے نام دو بارہ نہیں لئے گئے۔ اور فقرہ مبہم سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک فرقی اتحاد کا معاملہ تھا اور منشا یہ نہ تھا کہ اوصیاء یکے بعد دیگرے عمل کریں۔ اختیار مذکور تقسیم کنندہ مستعمل نہیں ہو سکتا وصیت کیا اگر یہ سالشہر نے تحریر کی تھی اور اگر منشا یہ ہوتا کہ اختیار مذکور منقسم طور پر استعمال کیا جانا چاہیے تو ان الفاظ مطابق "بیوہ کی وفات کے بعد" کے ایزاد کئے جاتے۔ جونہی کہ انکے فرائض بطور اوصیاء کی تکمیل ہوگئی تھی اوصیا بطور امناء کے قابض ہوتے تھے۔ یہ تبنیت مذکور موصی کی وفات سے پچاس سال بعد کیجا سکتی تھی بیوہ کا اختیار تبنیت اسوجہ سے مسدود کیا گیا تھا کہ موصی کا منشا تھا کہ ایک مناسب شخص منتخب کیا جائے۔ تاہم جدعمل تبنیت میں ایک لڑکے کا منتخب کرنا ہے۔ اور یہ ایک نہایت خفیف امر ہے کہ موصی نے اپنے باپ کو ان اشخاص میں سے ایک مقرر کیا ہے جنہوں نے انتخاب مذکور کرنا ہے۔

اگر پہلی تبنیت جائز تھی تو اس لڑکے کی وفات پر بیوہ بطور اسکے وارث کے جانشین ہوئی تھی۔ آیا اس تبنیت سے جو بیوہ نے اپنے شوہر کے حق میں کی تھی ایک اور شخص کی جائداد شامل ہو سکتی ہے؟۔

مقدمہ پدما کماری دیبیا بنام کورٹ آف وارڈس (۱) میں چندر بلی نے اپنی جائداد کو بحق دوسرے پسر متبنے کے ترک کیا تھا دوسرا پسر متبنے پہلے پسر متبنے کا بھائی تھا۔ اگر تسلیم کیا جائے کہ وہ جائداد جو بیوہ نے پہلے پسر متبنے کی وفات پر حاصل کی تھی پسر مذکور کا ترکہ تھی تو وہ جائداد بیوہ کیطرف سے بذریعہ دوسری تبنیت کے منتقل نہیں ہوسکتی بہون موئی دیبیا کے مقدمہ سے میرے اس عذر میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا کیونکہ جب آخری مرحلہ مقدمہ میں یہ سوال حکام پریوی کونسل کے روبرو پیدا ہوا تھا تو انہوں نے اسے غیر منفصل متصور کیا تھا۔ مقدمہ بیکنٹ منی رائے بنام کرسٹو سندری رائے (۲) صریح طور پر میری تائید میں ہے۔ ہیڈنوٹ غلط ہے اور اسمیں فرض یہ قرار دیا گیا تھا کہ دوسرا پسر متبنے بعد بیوہ کے وارث ہو سکتا ہے۔ اگر مقدمہ رام سندر سنگھ بنام سرپنی دسی (۳) کا کوئی تعلق مقدمہ ہذا کے ساتھ ہے تو وہ بھی میری تائید میں ہے کیونکہ اسمیں مقدمہ بیکنٹ منی رائے بنام کرسٹو سندری رائے (۲) سے مادہ کو پہلے فیصل نہیں کیا گیا مقدمہ منداکنی داسی بنام ادینا تھ رائے (۴) مقدمہ حال سے کوئی تعلق نہیں رکھتا کیونکہ گو پسر متبنے دربارہ جائداد بذریعہ تبنیت گیرندہ کے بیوہ کے استحقاق سے فوقیت رکھتا ہے تاہم وہ اس استحقاق سے فوقیت نہیں رکھتا جو ایک ماں کو بطور وارث اپنے پسر کے حاصل ہوتا ہے مقدمہ کالی پرسو گھوس بنام گوکل چندر متر (۵)

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ [illegible] —

(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۳۹۲ —

(۳) ،، ،، جلد [illegible] صفحہ ۱۲۱ —

(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۹ — (۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ —

میری تائید مین ہے۔ ہائیکورٹ کلکتہ نے اب تک کبھی یہ فیصلہ نہین کیا کہ بیوہ بذریعہ تبنیت دوم کے اُس جائداد کو زائل کردیتی ہے جو اُسنے بطور وارثہ اپنے پسر متبنے کے حاصل کی ہے اور مین عذر کرتا ہون کہ مقدمہ محولہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنکی بیوہ اسطرح جائداد سے محروم نہین ہوجاتی۔ فیصلجات آلہ آباد و بمبئی ہائیکورٹ کلکتہ ہائیکورٹ پر قابل پابندی نہین ہوسکتے۔ دراصل اُنکی وقعت امریکہ کی سندات بعد النہائے انگلستان سے زیادہ نہیں ہے اور نسبت مقدمہ جمنا بائی بنام رائچند بہالچند (۱) کے یہ عذر ہے کہ آرائے حکام پریوی کونسل بمقدمہ راماسامی ایان بنام وینکٹ رامیان (۲) کی اطلاع اُن ججان کو نہ گئی تھی جنھون نے مقدمہ مذکور کو فیصل کیا تھا گو وہ حکام پریوی کونسل کی جدید تر رائے اِس سوال کے متعلق تھی اور اُنھون نے ایک پہلے مقدمہ ولنکی وینکٹا کرشنا راؤ بنام وینکٹ راما لکشمی (۳) کی پیروی کی تھی۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ اسوجہ سے فیصلہ مذکور کسی سند کے ہونے سے محروم ہوجاتا ہے نسبت مقدمہ رائچی وناتک راؤ بنام لکشمی بائی (۴) کے فیرن صاحب جسٹس نے اپنے آپ کو پابند پیروی فیصلہ مقدمہ جمنا بائی بنام رائے چند بہالچند (۱) کا سمجھا تھا [جنکنس صاحب جسٹس: لیکن اُسنے اُسے پسند کیا تھا] مین آزادانہ طور پر اقرار کرتا ہون کہ مین اُن وجوہات کو سمجھنے کے قابل نہین جنپر کہ فیصلہ مقدمہ لکشمی چند بنام گوتو بائی (۵) کیا گیا تھا نسبت آرائے پریوی کونسل کے یہ عرض ہے کہ مقدمہ بھون موئی (۶) ۱۸۶۵ء مین فیصل کیا گیا تھا اور مقدمہ ولنکی وینکٹا کرشنا راؤ بنام وینکٹ راما لکشمی (۳) ۱۸۷۶ء مین اور مقدمہ راماسامی ایان بنام وینکٹ رامیان (۲) ۱۸۷۹ء مین پس وہ رائے جو میرے حق مین ہے سب سے جدید اور ایک ایسی رائے ہے جو لبعد امر مذکور کے دو دفعہ حکام موصوف کے روبرو پیش ہونیکے ظاہر کیگئی تھی۔

[مسٹر بینرجی: مین بھی مقدمات ورتھنگٹن بنام ایونس (۷) و گرین بنام گرین (۸) و ڈاسن بنام بیلے (۹) پر اپنے اِس عذر کی تائید مین انحصار کرتا ہون کہ اختیار مذکور کا استعمال جائز طور پر کیا گیا تھا] مقدمات مذکور صورت حال پر حاوی نہین۔ صورت حال مین کوئی سوال بہ شرط نہین ہے علاوہ اس رائے کے مین صاحب کی رائے میرے حق مین ہے [جنکنس صاحب جسٹس: معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر مین نے کوئی خاص رائے ظاہر نہین کی ملاحظہ ہو دفعہ ۱۷۹] اُسنے اُنکو بطور ایک غیر منفصل سوال کے متصور کیا ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۱۹۴

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۲۵۔ (۶) مور ز انڈین اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹
(۲) ؍؍ ؍؍ مدراس جلد ۲ صفحہ ۹۱ (۷) سائین اینڈ اسٹیفن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶۵۔
(۳) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱ صفحہ ۱۷۴ (۸) رپورٹ جون ولنٹوچ صاحبان جلد ۲ صفحہ ۵۳۱۔
(۴) ؍؍ ؍؍ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۱۔
(۵) ؍؍ ؍؍ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۳۱۹۔ (۹) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۷۵۰۔

سنہ ۱۸۹۷ء

امرتولال دت
بنام
سرسوتی داسی

[جنکنس صاحب جسٹس :۔ ہدایت کیگئی ہے کہ بقایا آمدنی بیوہ کی وفات تک جمع کیجائے۔ آیا کوئی ایسا امر موجود ہے جسکے سبب سے ایسی ہدایت ناجائز ہو؟] مجھے کسی ایسی سند کا علم نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ ایسی ہدایت ناقص ہے۔ بہرحال اگر ہدایت دربارہ جمع کرنیکے ناقص ہے تو ایسی جمع کے متعلق کوئی وصیت نہ کیگئی تہی اور وہ پہلے پسر متبنے اکی وراثت میں بطور وارث قانونی کے آئی تہی اور اُسکی وفات پر بیوہ کے قبضہ میں بطور اُسکی وارثہ کے۔

مسٹر گرفتہہ ایوالنس صاحب :۔ اصول مندرجہ مقدمہ اُمن بنام بیت (۱) واسطے تعبیر ہبہ جات مشروطہ کے قایم کیا گیا تہا اور وہ اختیارات سے متعلق نہیں کیا جا سکتا۔ اُسکا کوئی تعلق صورت حال کے ساتہ نہیں ہے جہانتک موصی کا یہ منشا ء نہ تہا کہ اختیار مذکور وصیتی ہے اور وہ کامل طور پر ایک رشتے دار شامل کرنیکے واسطے پیدا کیا گیا تہا۔ یہ قیاس کرنا غلطی ہے ایک شخص اہل ہنود اختیار تبنیت کے عطا کرنے میں صرف مذہبی اغراض کا پابند ہے بہت سی دیگر وجوہات بہی موجود ہیں مثلاً مداومت موصی کے نام کی۔ شاذ صورتوں میں متبنے پسران نافرمانبردار ثابت ہوتے ہیں اور تبنیت گیرندہ باپ کی جائداد کو تلف کر دیتے ہیں۔ اسیوجہ سے موصی نے اپنے باپ اور چچا کو تبنیت کرنیکے لیئے منتخب کیا تہا تاکہ ایک بہتر چال چلن کا لڑکا منتخب کیا جائے۔ یہ امر کہ موصی صرف اغراض مذہبی کا پابند نہ تہا وصیت کے فقرہ چہاردہم سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر الفاظ مندرجہ فقرہ ہشتم کو تقسیم کنندہ سمجہا جائے تو الفاظ "جنکو کہ بیئے کامل اجازت تبنیت کی دی ہے" کوئی معنے نہیں رکہتے۔ گو شرط متعلق بہ اختیار تبنیت کے رو سے وہ ناقص ہو جاتا ہے تاہم تم اختیار مذکور کو بلا شرط مذکور کے موثر نہیں کر سکتے لیکن اختیار مذکور کی تعبیر سختی سے کیجانی چاہیئے ملاحظہ ہو سر مذر و کیشب رائے بنام درگا سندری داسی (۲) [جنکنس صاحب جسٹس :۔ آیا تم یہ کہتے ہو کہ عبارت وصیت سے موصی کا یہ منشاء نہ تہا کہ تبنیت مطابق دہرم شاستر کے عمل میں آنی چاہیئے؟] میرے واسطے یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ میں یہ عذر کرتا ہوں کہ اختیار مذکور بیوہ کو اور اوصیا رکو مشترک طور پر عطا کیا گیا تہا وہ ایک اختیار تبنیت بحق صرف بیوہ کے نہ تہا بلکہ اُسکو چاہیئے تہا کہ مطابق ہدایت کے تبنیت کرے اور اُسکی تبنیت بحق مدعی برضامندی دوارکا ناتہہ دت شرائط اختیار مذکور کی تعمیل نہیں ہے [جنکنس صاحب جسٹس :۔ مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مونمتہا ناتہہ دت بنام

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۷۵۰۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۱۳ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۸۔

امرت لال بنام [illegible] موتی داسی

الوتھا ناتھ سے دا ا مین سر بارلس پیکاک صاحب نے ایک تمیز مابین تبنیت اور نامزدگی شخص نامزد کردہ کسکی ہی اور اُسنے ظاہر کیا ہی کہ صرف شخص نامزد کردہ کیصورت مین ایک اختیار کی تعبیر سختی کے ساتھ کیجانی چاہیئے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے خاص طور پر مقدمہ مذکور کو اُسصورت سے ممیز کیا تھا جہانکہ تبنیت ہر دو سے دہرم شاستر کے کیگئی ہو]۔ دو خیالات ایک دوسرے کو باطل نہین کر سکتے۔ سر بارلس پیکاک صاحب نے صرف وصیتی نامہ کے متعلق کارروائی کی ہے اور یہ ضروری نہتھا ایک سادہ اجازت تبنیت پر غور کیا جائے یہ اصول کہ اختیارات تبنیت کی تعبیر سختی سے کیجانی چاہیئے اولاً سنہ ۱۸۶۴ء مین قایم کیا گیا تھا ملاحظہ ہو مقدمہ موہندر لال مکرجی بنام رو کنی دیبی (۲) اور اُسوقت سے اُسکی خلاف ورزی نہین کیگئی۔ ایک شخص اپنی بیوہ کو تبنیت عطا کر سکتا ہے لیکن وہ اجازت مذکور کو جس حد کے ساتھ چاہیے محدود کر سکتا ہی اور اگر وہ ایسی حدود کو ایزاد کرنا پسند کرے تو اجازت مذکور بطور عام اجازت تبنیت کے نہین پڑھی جا سکتی یہ ممکن نہین ہی کہ صورت حالیہ مین اختیار کو تبدیل کیا جائے یا اُن حدود مین سے کسی کو رفع کیا جائے جنسے کہ وہ محدود کیا گیا ہے۔

مین علے سبیل البدلیت یہ بھی عذر کرتا ہون کہ اگر اختیار مذکور کی تعبیر بطور اختیار تبنیت کی بیوہ برضامندی اوصیاء کے کیجائے تاہم ہر دو اوصیاء کی رضامندی جائز استعمال اختیار مذکور کیواسطے ضروری نہتی۔ [جنکنس صاحب جسٹس نے مقدمہ پٹن بنام سمتھ (۳) کا حوالہ دیا]۔

مسٹر جیکسن منجانب دیگر مدعا علیہم:۔ مناسب مقام فقرہ چہاردہم (الف) کیواسطے بعد فقرہ ہشتم کے تھا کیونکہ موصی کا یہ منشا تھا کہ وہ ایک اختیار تبنیت اوصیاء کو عطا کر سکتا ہے اور ایسا اختیار ناقص ہے موصی کا منشا یہ تھا کہ اختیار تبنیت اُن تین اشخاص کو عطا کرے جنکا نام وصیت مین درج ہے لیکن قانوناً ایسا کرنیکے ناقابل تھا۔ بیوہ ایک امین ہے ملاحظہ ہو فقرہ ہفتم وصیت مذکور۔ اور بہرحال مدعی نہ تو اصلی جائداد اور نہ بقایا ئے آمدنی کا مستحق اُسوقت تک ہے جبتک کہ امانت ہائے پیدا کردہ بذریعہ وصیت کے تعمیل کیگئی ہو۔ مدعی کے اصلی باپ کو احکام وصیت کا کامل علم تھا کیونکہ وہ موصی و وارث کا ناتھ وت کا مہر تھا اور عملی طور پر کل جائداد کا انتظام بعد وفات وارث کا ناتھ وت کے کرتا تھا اسلئے مدعی بر طبق اپنی

(۱) انڈین جرنل سلسلہ جدید جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔

(۲)

(۳) بیو لنس رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۶۴

امرت لال دت بنام سرنو موئی داسی

تبنیت کے جملہ احکام وصیت کا پابند ہو۔ ایک بچہ تبنیت میں لیا جا سکتا ہے لیکن ساتہہ ہی بیوہ اُسکے طبعی باپ سے یہ معاہدہ کر سکتی ہے کہ وہ جائداد جو بچہ مذکور کو عام طور پر حاصل ہوگی محدود کیجائیگی۔ ملاحظہ ہو چنگو رگہو ناتہہ راجہ دکشن بنام جنا کی (۱) رلوبھی ونا مک راؤ بنام لکشمی بائی (۲) راما سامی ایان بنام وینکٹا رامیان (۳) لکشمی بنام سبرمنیا (۴) بہیا رسید ت سنگ بنام امند کنوار (۵)۔ ورثائے قانونی اِس امر کے مستحق ہین کہ کل جائداد کو مدعی کے حوالہ کئے جانے سے روکین۔ اور وہ بقایا ء آمدنی کا بہی مستحق نہین ہے کیونکہ اُسکی تبنیت کیوقت اُسکے طبعی باپ کو معلوم تہا کہ بقایا ء آمدنی جمع کیا جائیگا اور اُسنے بروئے دستاویز تبنیت کے اِس امر مین رضامندی ظاہر کی تہی کہ جملہ احکام وصیت کی تعمیل کیجائیگی۔

مسٹر بونرجی جواباً:۔ مدعی کی دستاویز تبنیت سے یہ امر صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے رو سے کوئی اقرار دربارہ محدود کرنے حقوق پسر متبنیٰ کے نہین کیا گیا پس مقدمات محولہ منجانب مسٹر جیکسن کوئی علاقہ نہین رکہتے۔ دستاویز تبنیت سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اُن اشخاص نے جنکو اختیار مذکور عطا کیا گیا تہا اُس طریق کے متعلق جسکے مطابق اختیار مذکور کا استعمال کیا جانا تہا وہی رائے اختیار کی تہی جسکے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ درست رائے تہی۔ صرف ایک ہی مناسب تعبیر جو وصیت کے فقرہ ہشتم کی کیجا سکتی ہے یہ ہے کہ بیوہ کو چاہیئے کہ اوصیاء کی رضامندی سے تبنیت کرے۔ نیز اگر اختیار مذکور دربارہ تبنیت کے بہر اشخاص کو عطا کیا گیا تہا جو خلاف قانون ہوگا تاہم عدالت اختیار مذکور کو اُس حد تک قایم رکہیگی جہانتک کہ وہ جائز تہا اور اُسے اُس حد تک نامنظور کریگی جہانتک کہ وہ ناجائز ہے ملاحظہ ہو دیٹ بنام ویٹ (۶) جہان بڑے ماریشین ایکٹ کے عدالت نے ایک ہبہ کو اُس حد تک قایم رکہا تہا جہانتک کہ وہ ایک جائز ہبہ تہا۔ لیکن مین یہ عذر کرتا ہون کہ اختیار مذکور ایک اختیار بحق بیوہ دربارہ اس امر کے ہے کہ اوصیاء کی رضامندی سے تبنیت لے اور وہ ایک جائز اختیار ہے۔ وہ حصہ جو اوصیاء کو تبنیت مین لینا چاہیئے تہا بباعث اُنکے عہدہ کے تہا۔ یہ امر عبارت وصیت سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ بیوہ کا نام صریح طور پر اختیار تبنیت مین درج ہے مگر اوصیاء کا نام درج نہین۔ نیز فقرہ سیزدہم مین ایک اختیار دربارہ تقرر جدید اوصیاء کے عطا کیا گیا ہے جنکو بالکل وہی اختیارات حاصل ہونگے جیسے کہ پہلے اوصیاء کو تہے

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۹۹۔ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۰۔
(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۱۔ (۵) " " " کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۵۶۔
(۳) " " مدراس جلد ۲ صفحہ ۹۱۔ (۶) ٹرم رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۷۱۔

۱۸۹۷ء
امرت لال دت
بنام
سرتوسوئی داسی

اختیار مذکور کا استعمال جائز طور پر کیا گیا تہا اور صرف پس ماندہ وصی کی رضامندی (چونکہ دوسرا فوت ہوگیا تہا) ضروری تہی۔ ملاحظہ ہو امیٹ بنام سمتہہ (۱) ڈاہن بنام پیسے (۲)۔
یہ امر کہ ایک بیوہ اس جائداد کو جو اُسے مفوض ہوئی ہے تبنیت دوم کے زائل کر دیتی ہے اس اصول پر مبنی ہے کہ بیوہ کو اختیار ہے کہ اپنی جائداد کو بغرض منتقل کرنے جائداد وارث بازگشت قریب تر کے ترک کر دے۔ ایک بیوہ ہمیشہ برضا و رغبت اپنی جائداد کو وارث بازگشت قریب تر کے حوالہ کر سکتی ہے ملاحظہ ہو لوکشو سربارے انام ہر بیاتہہ سربارے (۳) ایک بیوہ کو کبہی تبنیت کی ضرورت نہیں گو اُسے ایسا اختیار دیا گیا تہا اور تبنیت اُسکی طرف سے ہمیشہ بالارادہ عمل میں آتی ہے۔ اُسکی طرف سے تبنیت کے صرف عمل میں آنے ہی سے اُسکی جائداد حق پسر متبنےٰ کے منتقل ہو جاتی ہے۔
مقدمہ راما سامی ایان بنام وینکٹ رامیان (۴) جس پر اسقدر زور فریق مخالف کی طرف سے انحصار کیا گیا ہے بہت کم وقعت رکہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ امر مذکور نہ تو کسی عدالت ماتحت میں اور نہ حکام پریوی کونسل کے روبرو اٹہایا گیا تہا اور نہ اسپر انہوں نے کسیطرح غور کیا ہے۔ مقدمہ ونکی وینکٹا کرشنا راؤ بنام وینکٹا راما لکشمی (۵) میں امر مذکور عدالت ماتحت میں اٹہایا گیا تہا۔ اور وہ سر جیمس کولول صاحب نے دوران بحث میں ظاہر کیا تہا اور اسپر بحث کیگئی تہی اور ضرور ہے کہ حکام موصوف نے قبل ظاہر کرنے اپنی رائے کے اُسپر غور کیا ہوگا۔
ہدایت نسبت جمع کرنیکے ناقص ہے ملاحظہ ہو کمار اسیما کرشنا دیب بنام کمار اکرشنا دیب (۶) [جنکنس صاحب جسٹس:۔ ہدایت مذکور بخلاف قاعدہ مداومت نہ کیے ہتی] مستفیدی استحقاق مندرجہ جائداد بیرو دہرم شاستر کے ملتوی نہیں رکہا جاسکتا اور نہ وہ بلا مالک کے رہ سکتا ہے ملاحظہ ہو دہرم شاستر مین صاحب دفعہ ۳۸۷۔ برامائی داسی بنام جیگس چندر دت (۷)، مکند لال شا بنام گنیش چندر شا (۸) کالی ناتہہ ناگ چودہری بنام چندر ناتہہ ناگ چودہری (۹)۔
جنکنس صاحب جسٹس:۔ جیسا کہ مقدمہ ابتداءً مرتب کیا گیا تہا بیان یہ کیا گیا تہا کہ بہت سی خیانتیں کیگئی ہیں اور اسوجہ پر داد رسی کا دعوی کیا گیا تہا۔ مگر جب معاملہ ہمارے روبرو پیش ہوا تو اس بحث کا نتیجہ جو عمل میں آیا یہ ہوا کہ

(۱) بیولنس رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴۔ (۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱۔
(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۶۹۱۔ (۷) " " جلد ۸ صفحہ ۴۰۰۔
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۰۳۔ (۸) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۴۔
(۴) " " مدراس جلد ۲ صفحہ ۹۱۔ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۱۹۶ (۹) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۸۷۸۔
(۵) " " " جلد ۱ صفحہ ۱۴۴ و " " جلد ۴ صفحہ ۱۔

سنہ ۱۸۹۵ء

امرتولال دت
بنام
سرنو موئی داسی

الزامات مدعی واپس لئے گئے تھے اور دعوے ایک عوے تعمیل وصیت واہتمام ہوگیا۔

وہ موصی جسکی وصیت کے روسے کار روائیات ہذا پیدا ہوئی ہین ایک شخص مسمی ہرمداس دت تہے جو مالدار ہندو ذات سودرکا تہا اور کلکتہ کا باشندہ تہا جو ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۸ء مین ایک بیوہ مدعا علیہا مسماتی سرنو موئی داسی اور دو شادی شدہ دختران مدعا علیہم مسماتی پرموئی داسی و مسماتی رانی منی داسی چہوڑ کر فوت ہوا تہا۔ دختران مذکورہ مین سے اول الذکر کے ہان بروقت وفات اسکے باپ کے تین پسران مدعا علیہم رادہا پرشاد ملک و کانشی پرشاد ملک اور ایک اور جواب فوت ہوچکاہے موجود تہے نیز اسکے ہان بعد وفات اسکے باپ کے دو اور پسران پیدا ہوئے تہے جو مدعا علیہم بہاری لال ملک و بہاری لال ملک ہین۔ دوسری دختر کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اسکے ہان کوئی اولاد نہ تہی۔

۔ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۷۸ء تاریخ وفات ہرمداس دت پر اس نے اپنی آخری وصیت تحریر کی اور اسکا مضمون مفصل طور پر عرضیدعوے کے فقرہ دوم مین درج ہے اسکے رو سے اُس نے اپنی زوجہ اور اپنے باپ یا بو مادہو سودن دت اور اپنے چچا دوارکا ناتہ دت کو اوصیا مقرر کیا جس مین سے صرف اُسکی زوجہ اور چچا نے وصیت کو ثابت کیا ہے بلا سبب اسکے باپ نے کبہی فرائض وصی کی تعمیل نہین کی اور نہ اُس نے اہتمام جایداد مین دست اندازی کی لیکن ساتہ ہی اُس نے کبہی پروبیٹ کی تردید نہین کی۔ ۹ اگست کو بیوہ مذکورہ نے دوارکا ناتہ دت کی رضامندی سے ایک پانچسال کے بچہ مسمی جیتی پرشاد ملک کو بطور پسر موصی کے تعمیل اختیار مندرجہ وصیت تبنیت مین لیا جس کا حوالہ مفصل طور پر بعد مین دیا جائیگا لیکن پسر متبنے مذکورہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۸۰ء کو صرف ساتہ سال کی عمر مین فوت ہوگیا۔

یکم اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کو موصی کا باپ فوت ہوگیا تہا اور ۹ فروری سنہ ۱۸۸۱ء کو مدعی کے طبعی باپ نے مدعی کو تبنیت مین لیا اور موصی کی بیوہ نے اسکو جسکی عمر اسوقت ۸ سال کی تہی بطور پسر موصی کے تبنیت مین لیا۔ وصی دوارکا ناتہ دت اس موقعہ پر حاضر تہا اور اس نے رضامندی ظاہر کی تہی۔ یہ تبنیت پہلی تبنیت کیطرح بہ تعمیل اختیار مندرجہ وصیت موصی کے کیگئی تہی اور یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ قبل رجوع نالش ہذا کبہی جواز تبنیت کے متعلق کبہی عذر نہ کیا گیا تہا۔ بہ خلاف ازین مدعی کی پرورش حسب ضابطہ کی جاتی تہی اور وہ بطور متبنے موصی کے متصور کیا

سنہ ۱۸۹۶ء
امرتو لال دت
بنام
سریندر موہن داسی

ان امور کے فیصل کرنیکے لئے تنقیحات ذیل قایم کیگئی ہین:-

اول- آیا اختیار تبنیت قانوناً جایز ہے؟

ثانیاً- اگر ایسا ہے تو آیا اسکا استعمال جایز طور پر کیا گیا تھا؟

ثالثاً- اگر ایسا تھا تو آیا مدعی بروے درست تعبیر وصیت کے اور بطور پسر متبنے موصی کے جایداد ذیل کا مستحق تھا،

(الف) بقایا آمدنی جایداد کا جب تک اسکی تبنیت گیرندہ مان موقوف ہنو۔

(ب) کامل استحقاق جایداد کا تابع صرف ادائیگی ہاے مندرجہ وصیت کے؟ اور مین ان تنقیحات کا فیصلہ اس ترتیب کے مطابق کرتا ہون جسمین وہ مذکور ہین۔

۱- آیا اختیار تبنیت قانوناً جایز ہے؟

وہ فقرات وصیت جو خاص طور پر اس امر سے علاقہ رکھتے ہین فقرات ۸ و ۹ ہین جو درج ہوا اوپر مذکور ہین اور وہ حجت جو اختیار مذکور کے جواز کے برخلاف پیش کیگئی ہے مختصراً یہ ہے۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ گو ایک ہندو نیابتاً اپنی بیوہ کو اختیار تبنیت دیسکتا ہے تاہم وہ اختیار کسی اور شخص کو نہین دیا جاسکتا اس لئے استدعا یہ کیگئی ہے کہ اختیار تبنیت حال ناقص ہے کیونکہ گو وہ نیابتاً بیوہ کو دیا گیا ہے تاہم صرف اسی کو عطا نہین کیا گیا بلکہ اسکو بشمول دیگر اشخاص کے دیا گیا ہے۔ مدعا علیہم کیطرف سے یہ امر تسلیم کیا گیا ہے اور بلا شبہ طور پر یہ ایک جزو انکی حجت کا ہے کہ گو بیوہ کا اختیار تمیزی بروے ایک نیابتاً اختیار کے ان معنون مین کامل ہے کہ وہ اسکی تعمیل پر مجبور نہین کیجا سکتی الا جبکہ وہ خود ایسا کرنا پسند کرے تاہم کوئی شرط یا حد اسکے اس نیابتی اختیار کے استعمال پر عاید کیجاسکتی ہے اور اس لئے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہانتک کے شامل ہونا دو اوصیا کا اسکے کامل اختیار تمیزی کے استعمال پر ایک حد قایم کرتا تھا جس کا کہ استعمال بصورت دیگر کیا جاسکتا تھا۔ اسکے بروے اختیار مذکور ناجایز نہین ہوسکتا ممکن ہے کہ صرف بیوہ ہی واقعی رسم تبنیت کے عمل مین لانے کے قابل ہے اور صرف وہی بچہ کو تبنیت مین لے سکتی ہے لیکن مین عبارت استعمال کردہ موصی مین کوئی ایسی بات معلوم نہین کرتا جسکے بروے یہ نتیجہ نکل سکے کہ اسکا یہ منشا تھا کہ اوصیا کو رسم مذکور مین حصہ لینا چاہئے جسکے کہ لینے کے وہ بروے دہرم شاستر کے ناقابل بنائے گئے ہین۔

وصیت کے فقرہ ختم کی تصریح عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ موصی کا یہ منشا تھا کہ لڑکے کی تبنیت مطابق

احکام دہرشاستر کے کیجا ہے اور گو اسکی رائے کے متعلق قیاس قایم کرنے سے کچھہ فایدہ نہو تاہم میری یہ رائے ہے کہ اسکا یہ ایک موتمن لئے مقرر کئے جانے کے علاوہ جو بروے وصیت کے جایداد کا مالک ہو کچھہ اور بھی تہا اور مجھے وصیت کی عبارت کی ایسی تعبیر کرنے سے انکار کرنا چاہیئے جسکے روسے اسکے احکام بیفایدہ ہو جائین میری رائے مین موصی نے دیگر اوصیا اپنی زوجہ کے ساتھہ اس غرض سے شامل کیا تہا کہ عاقلانہ طور پر پسر متبنے کا انتخاب کیا جائے اور اسکی یہ نیت تہی کہ اس امر کو ایک ضروری شرط تبنیت کی بنایا جائے کہ انکو ایسی رسم کی ادائیگی مین حصہ لینا چاہیئے جس سے مطلع ہین اسلئے مین قرار دیتا ہون کہ اختیار تبنیت جایز ہے۔

۲۔ دوسری تنقیح جسپر مجھے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا اختیار تبنیت کا استعمال جایز طور پر کیا گیا تہا۔ مدعا علیہم کا عذر اس امر کے متعلق دو قسم کا ہے اولاً یہ بحث کیگئی ہے کہ اختیار مذکور کا استعمال نہین کیا جا سکتا تہا کیونکہ باپ جو یکے از اوصیا مندرجہ وصیت تہا اسوقت فوت ہو چکا تہا اور اختیار مذکور ایسا نہ تہا جو پس ماندگان کے نام منتقل ہوا ہو تہا۔ اوروزان بعد سرگرفتہ ایوانس صاحب نے یہ حجت کی ہے کہ الفاظ دستاویز تبنیت سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے اور نیز شہادت و اقبالہا ئے مقدمہ ہذا سے کہ پہاندہ وصی دوارکا ناتہہ نے ایسا حصہ تبنیت مین نہ لیا تہا جیسا کہ اسکے لئے بروے اختیار مذکور کے ضروری تہا چنانچہ اگر اختیار مذکور منتقل بھی ہوا تہا تاہم اسکی شرائط ملحوظ نہ رکہی گئی تہین۔

پس یہ ہر دو امور مجھے تعبیری معلوم ہوتے ہین پس اولاً یہ ضروری ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ عبارت وصیت کے معنے کیا ہین اور تحقیقات مذکورہ مین واقعات موصی اور ہر ایک ایسے امر واقعہ کو ملحوظ رکہا جانا چاہیئے جسکا علم الفاظ مستعملہ کے درست اطلاق کیطرف یا غرض یا ہو متعلقات کی کچھہ وقعت نہین ہے۔ الا جبکہ انہین عام قاعدہ تعبیر ظاہر کیا گیا ہو کیونکہ الفاظ اور واقعات ایک مقدمہ کے شاذ صورت مین مطابق الفاظ و واقعات دوسرے مقدمہ کے ہوتے ہین۔

مگر ایک اصول فیصلجات مین سے اخذ کیا جاتا ہے جو سوال حال کے متعلق اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ جہان ایک اختیار اوصیا کو عطا کیا ہو اگر وہ انکو قانوناً حاصل نہو اگر درست تعبیر وصیت کے روسے یہ معلوم ہو کہ اختیار مذکور کے ساتھہ عہدہ وصی شامل تہا تو وہ عہدہ مذکور کے قابض موجود الوقت کے نام منتقل ہوگا

سنہ ۱۸۹۷ء

امرتو لال دت
بنام
سرنو موئی دبی

بنام درگا سندری داسی (۱) ہے جس کے رو سے بلا شبہ طور پر یہ قائم کیا گیا ہے کہ اس اختیار کی تعمیل اہم طور پر کیجانی چاہئے جو نیا بتاً بیوہ کو عطا کیا گیا ہو۔ پس جہانکہ اختیار مذکور کے رو سے صرف دو پسران کے یکے بعد دیگرے تبنیت میں لینے کا اختیار دیا گیا ہو یہ امر غیر ممکن ہے کہ اختیار مذکور کا استعمال سوائے درست تعمیل ہر ایک کے کیا جا سکے گو تبنیت مطابق بہ اختیار مذکور کا نتیجہ دہرم شاستر کے خلاف اور اسلئے بلا کسی اثر کے ہوتا۔

دوم مقدمہ بھیم چرن سین بنام ہیرا لال سیل (۲) ہے جسمیں دوسرے شخص کی رضامندی کا لیا جانا بطور ایک شرط تبنیت کے ضروری تھا اور قرار دیا گیا تھا کہ رضامندی مذکور کی عدم موجودگی گو باعث وفات کے تھی تبنیت کی مانع ہے۔

پس وہ بحث جو مقدمات مذکور کو مقدمہ حال سے متعلق کرتی ہے قابل شرح ہے۔ مینے بطور امر تعبیری کے یہ قرار دیا ہے کہ اختیار مندرجہ وصیت ہذا بموجب واقعات مقدمہ ہذا کے ان اشخاص کے حق منتقل ہوا تھا جنکہ وہ استعمال میں لایا گیا تھا پس مطابق میری رائے کے ضروریات اختیار مذکور کی تعمیل کیگئی ہے۔

مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مقدمہ بھیم چرن سین بنام ہیرا لال سیل (۲) مقدمہ مشابہ مقدمہ حال کے ہے کیونکہ مجھے مقدمہ حال میں ویسی ہی تعبیر وصیت ہذا کی کرنی چاہئے تھی۔ اولاً میں اس اصول کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ کوئی اصلی مشابہت مابین ہر دو مقدمات مذکور کے ہے اور ثانیاً مجھے یہ ظاہر کرنا چاہئے جیسا کہ مینے پہلے ہی سے دوران بحث میں کیا ہے کہ مقدمہ مذکور میں تبنیت مطابق دہرم شاستر کے عمل میں نہ آ سکتی تھی اور اختیار زیر بحث بمقدمہ مذکور نیابتاً بیوہ کو عطا نہ کیا گیا تھا بلکہ ایک پسر کی بیوہ کو دیا گیا تھا اور فیصلہ مقدمہ مذکور پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوگا کہ سر بارنس پیکاک صاحب نے صریح طور پر اپنے آپ کو اس رائے کے ظاہر کرنے سے باز رکھا ہے کہ اسصورت میں کیا نتیجہ ہوتا اگر تبنیت مطابق دہرم شاستر کے عمل میں آ سکتی۔

اس حجت پر غور کرنا ابھی باقی ہے کہ شرائط اختیار مذکور کی تعمیل نہیں کیگئی کیونکہ صرف بیوہ ہی نے نہ کہ بشمولیت پسماندہ وصی کے لڑکے کو تبنیت میں لیا تھا۔ مینے قبل ازین اپنی رائے نسبت معنی اختیار مذکور کے ظاہر کی ہے اور اگر رائے مذکور درست ہے تو نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ عذر مذکور کامیاب نہیں ہو سکتا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۱۳۔

(۲) انڈین جرنل سلسلہ جدید جلد ۲ صفحہ ۲۲۵۔

جگل لال دت
بنام
سرتومودی داسی

اختیار مذکور مین یہ بیان نہین کیا گیا کہ وہ رسم جسکے منجانب بیوہ ادا کئے جانے کی اجازت بموجب قانون کے دیگئی ہے دوسرے اشخاص سے ادا کیجانی چاہیئے اسلئے مین یہ قرار دیتا ہون کہ محض اس امر واقعہ سے کہ پسماندہ ومی نے واقعی اور جسمانی طور پر تبنیت مین کوئی حصہ نہین لیا۔ اختیار مذکور کے شرائط کی عدم تعمیل نہین ہوئی اسلئے مین قرار دیتا ہون کہ اختیار مذکور کا استعمال جایز طور پر کیا گیا تہا۔

۳۔ اب مین تنقیح سوم کیطرف غور کرتا ہون جو اس تعبیر پر مبنی ہے جو وصیت کے فقرہ ہم کی کیجانی چاہیئے اسکے رو سے موصی نے اپنے اوصیا اور امناکو یہ ہدایت کی ہے کہ اسکی جایداد کی آمدنی مین سے بعض ادائیگی ہائے بشمول ماہانہ وظیفہ مبلغ ما روپیہ بحق اسکی زوجہ کے دوران حین حیات مین اور مبلغ صہ ماہانہ پسر متبنے کے حق مین کرین جو زندہ رہکر ۱۸ سال کی عمر دوران حیات زوجہ مذکور مین حاصل کرے مگر شرط یہ ہے کہ وہ اسکے تابع اختیار رہے اور نیک چلین کا ہو انتقال جد اس نے بیان کیا ہے کہ "میرے اوصیا وامناکو چاہیئے کہ آمدنی مذکورہ کے بقایا کو کفالت نامجات سرکاری مین انکے مشترک نام سے لگائین لیکن کسی صورت مین متبنے پسر مذکور کو کوئی اختیار میری جایداد و ترکہ پر میری زوجہ کی وفات تک نہوگا"

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ صورت حال مین ایک ہدایت واسطے جمع کرنیکے درج ہے اور امر اول جو فیصل کیا جانا چاہیئے یہ ہے کہ مطابق قانون متعلق بہ وصیت ہائے اہل ہنود کے آیا یہ ہدایت موثر ہے یا موثر کیجانی چاہیئے۔

اس مین شبہ نہین کہ مسٹر بونرجی نے ابتدائے بحث مین اس امر کو بحث کے باہر متصور کیا ہے لیکن فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اس رائے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اسلئے مجھے امر مذکور کا امتحان کرنا چاہیئے۔

جمع کرانا بقایا کا معہ ایک استثنا کے جو اغراض حال کے لئے غیر ضروری ہے کامل طور پر بموجب دفعہ ۱۰۲ ایکٹ وراثت ہند کے ممنوع ہے لیکن بلحاظ دفعہ ۲۔ ایکٹ وصیت ہائے اہل ہنود کے یہ معلوم ہوگا کہ دفعہ ۱۰۲۔ ان دفعات مین سے ایک ہے جو ایسی وصیت ہائے اہل ہنود سے جیسی کہ وصیت زیر بحث ہے متعلق نہین اسلئے کوئی امتناع قانونی ایسا موجود نہین ہے جس کے رو سے اس جمع کے کرنے سے منع کیا گیا ہو جسکی ہدایت ایک وصیت اہل ہنود مین کیگئی ہو۔

اسلئے اس امر کا امتحان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیا ہدایت نسبت جمع کرنیکے احکام دہرمشاستر کے خلاف ہے

سنہ ۱۸۹۶ء

امرتو لال دت
بنام
سرنو موئی داسی

اغلباً اس امر واقعہ کیطرف زیادہ وقعت کو منسوب کرنا غلط ہوگا کہ دفعہ ۴ - ۱ - ایک اہل ہنود کی وصیت سے متعلق نہین کیگئی لیکن مین بلا شبہ طور پر اس بحث کو تسلیم نہین کرسکتا کہ یہ ایک امر واقعہ کا تسلیم کرنا ہے کہ جمع کرنیکی اجازت کبھی وصیت ہائے اہل ہنود مین نہین کیگئی - ایسی ہی وجوہات کے باعث دیگر فقرات ایکٹ وراثت جو وصیت ہائے اہل ہنود پر حادی ہین متعلق نہین ہوتے یہ بلا شبہ طور پر ایک صورت ہے کہ ہدائیت دربارہ جمع کرنے کے وقتاً فوقتاً وصیت ہائے اہل ہنود مین پائی جاتی ہے اور ایسی ہدائیت کے ایزاد کرنیکا طریق کسیقدر وقعت رکھتا ہے -

مقدمہ سورجی منی داسی بنام دینو بندو ملک (۱) مین اُس ہندو موصی کی وصیت جو سنہ ۱۸۲۲ء مین فوت ہوا تہا زیر بحث تہی اور مقدمہ پر عدالت عالیہ کلکتہ کے روبرو بحث کیگئی تہی اور اُنکے فیصلہ مین آرائے ذیل ظاہر ہوتی ہین :- "ہمارے خیال مین موصی ہذا مجاز اس امر کا تہا کہ اگر اُسکی مرضی ہوتی تو صریح طور پر جمع بقایائے آمدنی جائداد کا حکم مطابق حدود قانونی کے دے سکتا تہا اور جمع ہائے مذکور کو تابع کسی حد کے کرسکتا تہا بصورت کسی پسر کے بلا اولاد نرینہ فوت ہونیکے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے صریح یا مفہوم طور پر ایسا نہین کیا "

مقدمہ لبونا تہہ چندر بنام راما سندری داسی (۲) مین فقرۂ ذیل فیصلہ حکام پریوی کونسل مین درج ہے :- " اولاً یہ امر قابل لحاظ ہے کہ موصی نے کوئی ہدائیت نسبت جمع کرنے کے نہین کی - اسلئے یہ دیکہنا باقی ہے کہ آیا عدالت الفاظ وصیت سے بطور ایک ناقابل تردید نتیجہ کے یہ معلوم کرسکتی ہے (جیسی کہ بحث کیگئی تہی) کہ موصی کی یہی منیت تہی - یہ امر نہائیت اہم ہے کیونکہ مقدمہ سناتن بساک بنام جگت سندری داسی (۳) مین جسپر بطور ایک سند مقدمہ ہذا کے انحصار کیا گیا ہے ایک صریح ہدائیت نسبت جمع کرنیکے موجود تہی - مقدمہ مذکور مین یہ ہدائیت کیگئی تہی کہ بقایا آمدنی زر اصل مین شامل کیا جانا چاہیئے - صورت حالمین ایسی ہدائیت نہین - یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ موصی اپنے پسر کی جائداد کو منتقل نہ کرسکتا تہا اور نہ اپنے پسر کے وارث کو جائداد کے حاصل کرنیسے روک سکتا تہا اسلئے سوال صورت حال مین صرف یہ ہے کہ کہ آیا موصی نے یہ ہدائیت کی ہے کہ بقایا آمدنی خود اُسکی جائداد مین ایزاد کیا جائیگا یا اُسکا ایک جزو

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۵۲۶ (۵۳۶) -
(۲) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۴۱ (۶۱)
(۳) " " " جلد ۸ صفحہ ۶۶ -

سنہ ۱۹۱۵ء
امرتولال دت
بنام
سر تو موتی داسی

بنایا جائے کیونکہ اگر اُسنے ایسا نہین کیا تو وہ اُسکے پسر کی جائداد تھی اور موصی کو اُسکے منتقل کرنیکا کوئی اختیار حاصل نہتھا۔ مقدمہ کی اِصورت مین حکام موصوف کی یہ رائے ہیکہ وصیت ہذا سے خواہ اُسکی کوئی تعبیر کیجائے عدم موجودگی کسی ہدایت دربارہ جمع کرنیکے ظاہر ہوتی ہے "

یہ سچ ہے کہ مقدمات مذکورہ مین یہ فیصل نہین کیا گیا کہ ہدایت نسبت جمع کرنے کے جائز ہے لیکن اُنسے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جمع کرنیکی ہدایت کرنیکا طریق عمل بہت عرصۂ دراز کا ہے اور اُسوقت یہ خیال کیا گیا تہا کہ ایسی ہدایت کا اثر نہایت اہم ہوگا مسٹر پوترجی سے جنہنے یہ عذر کیا ہے کہ ہدائیت نسبت جمع کرنیکے ناقص ہے یہ سوال کیا تہا کہ مجھے اُن سندات کا حوالہ دے جنپر کہ اُسنے انحصار کیا ہے اور اب مین اُنکی نسبت کارروائی کرتا ہون۔ مقدمہ اول مقدمہ کمارا اسیما کرشنا دیب بنام کمارا کرشنا دیب (۱) ہے جسکی رپورٹ ہیڈ نوٹ مین حسب ذیل کیگئی ہے:۔

"ایک ہندو نے برؤے اپنی وصیت کے ایک امانت کے قایم کرنیکی کوشش واسطے جمع کرنے بقایا آمدنی کے عرصہ ۹۹ سال کیلئے کی تہی (بعد چند سالانہ اداگیہاے کے) – اور اُسنے اپنے امنا کو یہ اختیار دیا تہا کہ ایسی امانت کو بعد انقضائے میعاد ۹۹ سال کے جاری رکہین " وصیت مین کوئی انتقال مستفیدی استحقاق زمینداری کا درج نتہا۔ تجویز ہوئی کہ ایسی امانت کالعدم ہے۔

تجویز ضمنی:۔ مداومت اسوائے صورت مذہبی وخیراتی اوقاف کے) برؤے دہرم شاستر کے جائز نہین مقدمہ گوبردہن بسیاک بنام شامچند بسیاک (۲) کی تشریح کیگئی۔

مقدمہ مذکور مین عذر یہ کیا گیا تہا کہ امانت ہائے وصیت ناجائز اور کالعدم ہین نہ صرف مداومت کی وجہ پر بلکہ اسوجہ سے کہ کوئی انتقالِ استحقاق مستفیدی جائداد مذکور کے متعلق نہین کیا گیا۔ مقدمہ اوّلاً مارمن صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا جسنے رپورٹ کے صفحہ ۲۴ پر بیان کیا تہا کہ "مین یہ ازاد کرسکتا ہون کہ وصیت مین کوئی انتقال مستفیدی استحقاق کا کل جائداد موصی کے متعلق نہین کیا گیا × × × × ۹۹ سال کے انجام پر بہی کوئی ہبہ استحقاق مستفیدی کا کسی شخص کے حق مین نہین ہے۔ مہتمم موجود الوقت مجاز ہے کہ خود اپنی مرضی سے بقایا آر کو جمع کرتا رہے۔ کوئی استحقاق ورثائے موصی کو وصیت مین واسطے استعمال جائداد کے بعد انقضائے میعاد مذکور کے بہی عطا نہین

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱

(۲) بورکی رپورٹ صفحہ ۲۰۲

سنہ ۱۸۹۷

امرتولال دت
بنام
سرنومئی داسی

کیا گیا مقدمہ ہذا اسٹر تہلوسن کی وصیت سے بہت دور ہے ؛؛ (۱)

زاں بعد صفحہ ۹۲ پر اُسنے بیان کیا ہے کہ :-

؛؛ مقدمہ حالیہ میں امانت واسطے دوامی جمع کے فریقین کو جملہ منافع جات جائداد کے استعمال کرنیسے محروم کرتی ہے میری رائے میں یہ امر صریح ہے کہ امانت واسطے جمع کرنیکے بطور ایک ایسی شرط کے متصور کیجانی چاہیئے جو ہر ایک مالک جائداد کے طبعی حقوق استعمال جائداد کے خلاف ہی اور نیز خود نوعیت جائداد کے نامطابق اور اسلیئے کالعدم ہے ؛؛

اس فیصلہ کی نارضی سے ایک اپیل کیا گیا تہا جو چیف جسٹس صاحب سر بارنس پیکاک صاحب و مارکبی صاحب کے دبرو پیش ہوا تہا

سر بارنس پیکاک صاحب نے (صفحہ ۲۳ پر) بیان کیا ہے کہ :-

؛؛ اسمین کچہہ شبہہ نہین کہ وصیت ہذا اگر اُسکی تعبیر مطابق قانون انگلستان کے کیجائے بروئے قانون متعلق بہ مدادمت باطل کے کالعدم ہے سوال یہ ہے کہ آیا وہ بروئے دہرم شاستر کے جائز ہے ؟ ؛؛

زاں بعد (صفحات ۳۵ و ۳۶ پر) اُسنے بیان کیا ہے کہ :-

؛؛ وصیت حال کی رو سے بقایا جائداد جو زیر تنازعہ ہے پوتے اور اُسکے جانشین کو عطا کیا گیا ہے اس امانت پر کہ اُسکی آمدنی کا استعمال ۹۹ سال تک کیا جانا چاہیئے بلکہ وہ جدید جائداد کے خرید کرنے اور ایک سرمایہ کے جمع کرنے مین صرف کیا جانا چاہیئے جو واسطے ادائیگی اُسکی مالگذاری سرکاری کے ہو اور میری رائے مین حکم مذکور مدادمت تک وسیع ہوسکتا ہے اگر دہرم شاستر کی رو سے وہ جائز ہو مجھے کوئی ایسا قاعدہ دہرم شاستر معلوم نہین جسکی رو سے عطیہ جات یا ہبہ جات دوامی بروئے وصیت کا امتناع صریح طور پر کیا گیا ہو لیکن میری رائے مین وہ کل منشا دہرم شاستر کے خلاف معلوم ہوتا ہے ؛؛

نتیجہ یہ کہ فیصلہ مابین صاحب جسٹس بحال رکہا گیا تہا لیکن بلحاظ واقعات مقدمہ اور فیصلہ جات صادر کردہ کے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی امر فیصل کردہ یہ تہا کہ ہدایت نسبت جمع کرنے کے ایک کوشش واسطے پیدا کرنے مدادمت کے تہی اور اُسکی رو سے ہدایت یہ کیگئی تہی کہ استعمال عرصہ دراز کیواسطے ملتوی رکہا جائے بہ نسبت اُسکے جبتک کہ کامل تفویض باز رکہی جاسکے اور اسلیئے وہ ہدایت ناقص تہی ۔ مقدمہ مذکور مین یہ فیصل نکیا گیا تہا کہ وہ جمع جسکا منشا مدادمت کا نہو کالعدم ہے اور اسلیئے مین مقدمہ مذکور کو ایک ایسی سند متصور نہین کر سکتا جو امر زیر بحث حال کے

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۲۲ -

سنہ ۱۸۹۶ع
امرتو لال دت
بنام
سرلو موئی داسی

متعلق ہو۔ زان بعد تیسرا مقدمہ برا مائی داسی بنام جوگس چندر دت (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا لیکن مقدمہ مذکور مین یہ فیصل کیا گیا ہے جو امر زیر بحث حال کے متعلق اہم ہے کہ ایک کوشش واسطے ملتوی کرنے عرصۂ ادائیگی یا استعمال منجانب موہوب لہٗ دربارہ استحقاق مفوضہ کے غیر موثر ہے۔

زان بعد مقدمہ کالی ناتہ ناگ چودہری بنام چندر ناتہ ناگ چودہری (۲) پر انحصار کیا گیا تہا جہانکہ وصیت مذکورۂ عدالت مین ایک ہبہ موصی کی جائداد کا بحق اسکے پوتونکے درج تہا اور زان بعد ہدایات دربارہ التوائے ادائیگی اور جمع کرنیکے درج تہین اور مقدمہ مذکور مین مطابق اُن اصولوں کے جو مسلم ہین یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک کامل ہبہ بذریعہ ایک ہدایت التوائے ادائیگی اور جمع کرنیکے محدود نہین کیا جا سکتا۔ جواز ہدایت دربارہ جمع کا سوال مقدمہ مذکور مین پیدا نہوا تہا۔

پانٹیفکس صاحب جسٹس نے بیان کیا ہے کہ:۔

"لیکن ہماری رائے مین اُنکی وصیت مین کافی بلا واسطہ الفاظ ہبہ کے درج ہین۔ وہ فقرات جنمین التوائے استعمال قبضہ کی کوشش کیگئی ہے اور جمع کرنیکی ہدایت درج ہے بطور نا مطابق الفاظ کے منسوخ یا نظر انداز کئے جانے چاہئین"

وہ آخری مقدمہ جسکی اطلاع مجہے دیگئی ہے مقدمہ مکند ولال شا بنام گنیش چندر شا (۳) ہے جسمین یہ فیصل کیا گیا تہا کہ جہان ایک ہندو موصی نے اپنی کل جائداد غیر منقولہ اپنے پسران کو عطا کی ہو لیکن اُنکے استعمال جائداد مذکور کو ایک فقرہ بدین مضمون سے محدود کیا ہو کہ اُنکو بیس سال تک کوئی تقسیم نہ کرنی چاہیئے تو حد مذکور بباعث خلاف ہبہ ہونیکے کالعدم تہی۔

فیرن صاحب جسٹس نے اپنے فیصلہ کے دوران مین بیان کیا ہے کہ "اب بلا یہ کہنے کے کہ ایک ہندو موصی منافع جات یا آمدنی جائداد اسنا کو نہین دیسکتا اور نہ اُنکو ہدایت کرسکتا ہے کہ اُنکو الغائے قرضجات مین ایک خاص عرصہ تک استعمال کرین میری رائے مین وہ مجاز نہین ہے کہ کل جائداد ایک بالغ شخص کو عطا کرے اور ساتہہ ہی اُسکو جائداد مذکور کے استعمال مطابق قانون سے باز رکہے۔ امتناع برخلاف وصولی و استعمال آمدنی تا لغایتہ بیس سال کے میری رائے مین صرف ایک ایسی حد جائداد پر قائم کرتا ہے جو ہبہ کے خلاف ہے وہ محض ایک جزو جائداد کا

(۱) ہندو لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۴۰۰۔
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۸۲۸۔
(۳) " " " جلد ۱ صفحہ ۱۰۴۔

سنہ ۱۸۹۶ء
امرتو لال دت
بنام
سرنو موئی داسی۔

بحق ایک شخص کے یا کسی غرض کیلئے عطا کرنا اور باقی جزو کا دوسرے شخص کے حق مین یا کسی اور غرض کیواسطے عطا کرنا نہین ہے بلکہ وہ کل جائداد کو بحق ایک شخص کے عطا کرنا ہے اور ہبہ مذکورہ کے استعمال کے برخلاف ایک امتناع کا قایم کرنا" اس فیصلہ اور دو ما قبل فیصلجات کی کلید صریح ہے اور وہ عدم جواز اُس شرط کا ہے جسکے رو سے ایک ہبہ کے کامل استعمال کو محدود کیا گیا ہو اور اصول مذکور صورت حال سے کچھ علاقہ نہین رکھتا۔

مسٹر مینر می نے نہایت مناسب طور سے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ علاوہ ان مقدمات کے وہ کسی مقدمہ کا حوالہ دینے کے ناقابل ہے اور نہ وہ کسی ایسی رائے کا حوالہ دیسکتا ہے کہ ایک ہدایت واسطے جمع کرنیکے ضروری ہے اور جملہ واقعات کی موجودگی مین کالعدم ہے اور ورثائے اس امر کے مستحق ہین کہ عرصہ ہدایت کردہ کی جمع کا دعوے اسطرح پر کرین کہ گویا وہ منتقل کیا گیا ہے اور مجھے یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا کوئی عام اصول قانونی ایسا موجود ہے جس سے ایسا نتیجہ اخذ ہوسکے۔

پس آیا کوئی ایسا اصول مصلحت عامہ موجود ہے جسکے رو سے بقایا کا جمع کرنا درست ہو؟ مین فرض کرتا ہون کہ اس غرض کے واسطے دہرم شاستر کو ملحوظ رکھا جانا چاہیئے نہ کہ مصلحت انگلستان کو اور جہانتک مجھے معلوم ہے ایسی ہدایت مطابق طریقہائے زندگی وخیالات اہل ہنود کے ہے اور انکا منشا ورسم و رواج کے مطابق ہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ اگر اتفاق حین حیاتی بیوہ کو عطا کیا گیا ہوتا تو وہ جمع جسکی ہدایت کیگئی تہی بربنائے اُسکے عمل نتیجہ کے ایک زیادہ تر حد آمدنی کے خرچ کرنے پر بہ نسبت اُسکے ہوتی جو ضروری نتیجہ حیثیت مذکور کا ہوتا۔ پس آیا وہ کسی اصول قانون کے خلاف ہے؟ ۔ آیا یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جمع کا اثر صورت حالیہ مین کیا ہے۔ ہدایت مذکور دوران حیات بیوہ موصی تک کیلئے ہے کہ بقایا آمدنی کو جمع کیا جائے اور اُسکی وفات کے بعد اسناد کو چاہیئے کہ اُسے بحق ایسے پسر متبنے کے حوالہ کرین جو بیوہ کے بعد زندہ رہے اور مطابق تشریح مندرجہ وصیت کے ہو۔

اسلئے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ قطع نظر کسی سوال جواز جمع ہائے کے وہ روپیہ اسطرح پر منتقل کیا گیا ہے کہ بعد وفات بیوہ کے مستفیدی طور پر اُنکی تفویض مین آجائے۔ یہ سچ ہے کہ موصی کے عطیہ کی غرض موصی کی وفات پر معلوم نہین کیگئی۔ لیکن بنا بریں وہ ایک ضروری اظہار خلاف قانون دوری کا نہین ہے یہ جمع کا بحق اُس شخص کے عطا کرنا نہین ہے جسنے سرمایہ کو خود حاصل کرنا ہے اگر یہ معلوم ہوسکے کہ وہ کون

امرتو لال دت
بنام
سرنو موئی داسی

شخص سے شخص مذکور بھی حال ہوسکتا ہی اگر وہ بیوہ کے بعد زندہ ہے یا وہ کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہی جو اُسکے بعد متبنے کیا گیا ہو لیکن یہ امر ہر ایک صورت مین صریح ہے کہ سرمایہ بذاتہٖ بہتر طور پر عطا کیا جائیگا پس کیون جمع مذکور عطا نکیجائیگی؟ ۔ اگر موصی کو اجازت دیجائے کہ سرمایہ بذاتہٖ ایک آئندہ وقت پر عطا کرے تو یہ امر بے ترتیب معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اس عرصہ کے منافعہ جات عطا نہ کرنے چاہئین ۔

اگر اسوقت وہ شخص جو بیوہ کی وفات کے بعد وارث ہے معلوم کیا جائے تو ہمین بلا شبہ طور پر کوئی شک نہین ہوسکتا کہ اُسکا استحقاق نسبت عرصۂ درمیانی کے منافعہ کے وارث قانونی کے استحقاق سے زیادہ ہوگا پس کسطرح وارث کو اسوجہ سے زیادہ تر استحقاق حاصل ہوسکتا ہے کہ وہ شخص ابھی معلوم نہین ہوسکتا ہے ۔ اگر بحث یہ کیجائے کہ اثر یہ ہے کہ ایک کامل استحقاق آئندہ تاریخ پر بلا محدود کرنے درمیانی استحقاق مستفیدی کے پیدا کیا جائے اور اسلیئے وارث قانونی کو چاہیئے کہ اُن منافعہ جات کو حاصل کرے جو اس اثنا مین پیدا ہوئے ہین تو یہ بحث جیسا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے خود لونزجی کی اس بیان سے زائل ہوجاتی ہے کہ امنا کو ہدایت کیجاسکتی ہے کہ ایک سرمایہ واسطے ادائگی قرضجات کے جمع کرین اور نیز اس امر واقعہ سے کہ امنا کو صورت حالین یہ ہدایت کیگئی ہے کہ اس اثنا کی آمدنی کو اُس شخص کے حوالہ کرین جسنے اُس سرمایہ کو حاصل کرنا ہے جس سے کہ وہ حاصل ہوئی ہے ۔ مین اتفاقیہ طور پر یہ رائے ظاہر کرسکتا ہون کہ یہی عذر نسبت جمع کرنیکے عدالتہائے انگلستان مین کیا گیا تہا لیکن وہ کامیاب نہ ہوا تہا گو وہ اصول جسپر وہ مبنی ہے ویسا ہی پر وقعت قانون انگلستان مین ہے جیسا کہ وہ شاستر مین ہے ۔ یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ اسپر متبنے جسکو بیوہ کی وفات پر سرمایہ عطا کیا گیا ہے ہبہ مذکور کے حاصل کرنیکے ناقابل ہے کیونکہ بموجب دفعہ ۹۹ ۔ ایکٹ وراثت ہند کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر جائداد کا ہبہ بحق ایک ایسے شخص کے کیا جائے جسکی نسبت بیان کیا گیا ہو کہ وہ ایک خاص حد تک فلان شخص سے رشتہ رکہتا ہے لیکن اگر اُسکا استعمال ایک ایسے وقت تک ملتوی رکہا جائے جو موصی کی وفات کے بعد تک ہے اور اگر وہ شخص جو صفت مذکور سے موصوف ہو موصی کی وفات پر زندہ ہو یا جو اس اثنا مین پیدا ہوجائے تو جائداد اس موخر الذکر وقت مین شخص مذکور کے نام منتقل ہوگی ۔ اسلیئے بلحوظی اس امر واقعہ کے کہ استحقاق جمع کرنیکا تسلیم کیا گیا ہے گو وہ واقعی طور پر عدالت عالیہ اور پریوی کونسل نے بحال نہین رکہا اور کہ ہدایت واسطے جمع کرنے کے کوئی نئی بات نہین ہے اور نیز بلحوظی اُن بہت سی آرائے کے جنپر مینے بحث کی ہے مین قرار دیتا ہون کہ ایک متعدد شخص مناسب حد کے ساتھ اُس جائداد کی آمدنی کے جمع کرنیکی ہدایت

۱۸۷۶ء

امرتو لال دت
بنام
سرنو موئی داسی

کرنیسے ممتنع نہین ہے جو بروئے اُنکی وصیت کے اُسکے اوصیا یا امنار کی تفویض مین آتی ہے۔ مگر وہ صورت حالیہ قطعی طور پر کامل نہین ہے کیونکہ اس امر پر غور کرنا ابھی باقی ہے کہ آیا خاص ہدایت صورت حالیہ ناقص ہے کیونکہ قانونکی اجازت سے بڑھکر ہے -

اب مجھے اصولاً یہ معلوم ہوتا ہی اگر جمع ہائے کی اجازت دیجاسکتی ہے تو بصورت عدم موجودگی خاص حکم کے محدود ہونی چاہیئے جسکے رو سے وہ عرصہ منفصل ہو جسکے کہ دوران مین انتقال جائداد کی ہدایت منجانب موصی کیجاسکے اور معیار مذکور کو صورت حال کے ساتھ متعلق کرکے میری یہ رائے ہے کہ وہ جمع جسکی ہدایت صورت حالیہ دوران حیات بیوہ مین لگگئی تھی اُس سے زیادہ نہیں ہے جسکی کہ اجازت بروئے قانون کے دیگئی ہے -

پس مطابق اس رائے کے جو مینے مقدمہ ہذا کے متعلق ظاہر کی ہے میری یہ رائے ہے کہ مدعی اسوقت بقایا رآمدنی یا منافعجات جائداد ہائے کا مستحق موصی کی بیوہ کی وفات تک نہیں ہے اور کہ وہ (بعد ادائے اُنکی اخراجات مندرجہ وصیت کے بھی) اس امر کا مستحق نہین ہے کہ اصلی جائداد اُسکے حوالہ کیجائے - مدعی نے حساب وکتاب کا دعوٰی کیا ہے اور چونکہ ایڈوکیٹ جنرل نے اُسکی مخالفت نہین کی اسلئے مین اُسے منظور کرنا چاہتا ہون - کیونکہ بروقت اوّلاً پیش ہونے مقدمہ کے بعض الزامات خیانت اس خیال سے ترک کئے گئے تہے کہ مدعی امنار کے طریق عمل کے متعلق ایسے عذرات کے کرنیکا مستحق ہوگا جو بعد لئے جانے حساب وکتاب کے کئے جاسکین لیکن مین حساب وکتاب کی ہدایت صرف مدعی کے خرچ سے کرتا ہون اور چونکہ ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ اغلباً حساب وکتاب کی ضرورت نہوگی اسلئے ڈگری حساب وکتاب مشروط ہوگی -

اسلئے ڈگری مین یہ استقرار درج ہوگا کہ مدعی جائز طور پر تبنیت مین لیا گیا ہے اور کہ مطابق درست تعبیر وصیت کے وہ بیوہ کی حین حیات مین اس امر کا مستحق نہین ہے کہ اُس جائداد کو جو موصی چھوڑ گیا ہے اُسکے حوالہ کیجائے یا کہ وہ بقایا رآمدنی جائداد موصی کو حاصل کرے جسکی نسبت وصیت مین ہدایت کیگئی ہے کہ وہ کفالت نامجات مین لگائی جائے - ماذان بعد ڈگری مین زرمدعی کے خرچ پر جائداد و قرضجات موصی کے حساب وکتاب کی ہدایت درج ہوگی لیکن حکم یہ دیا جائیگا کہ کوئی کاروائی بروئے اس ہدایت کے سوائے اجازت صاحب جج کرہ واحد کے نکیجانی چاہیئے - اس امر کی تحقیقات کیجائیگی کہ ضروری اخراجات خانگی اور نیز موصی کے دیوتا سری سری ٹہاگر راداگووندجی کی پوجا کیواسطے کسقدر رقم کا ادا کرنا ضروری ہوگا مزید غور ملتوی رکہا جائیگا اور درخواست کرنیکی اجازت ہوگی - جملہ فریقیائے کا خرچہ بشمول خرچہ مطابق پیمانہ نمبر ۳ کے مابین سالسٹر و موکل جائداد مین سے ادا کیا جائیگا -

سنہ ۱۹۰۰ — موتی لال دت بنام سرنو سوامی داسی

اٹارنیان منجانب مدعی: ۔ میسرز جی سی جیند اینڈ کو ۔

اٹارنی منجانب مدعاعلیہم: ۔ مسٹر آر رنڈل ۔

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہاؤس و لارڈ میکناٹن و لارڈ ڈیوی و صاحبان و سر آرتھر ولسن صاحب

سنہ ۱۸۹۷ — ۲ مارچ

شیو ساگر سنگہ وغیرہ (مدعیان) بنام سیتارام سنگہ (مدعاعلیہ) ۔

[برطبق اپیل بنا رضی فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ]

امر فیصل شدہ ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۱۳ ۔ کا رروایات بنالش قبل سے امر زیر تنقیح جسکی سماعت نہ کیگئی ہو اور جسکا قطعی فیصلہ نالش مین نہ کیا گیا ہو ۔

جو امور منفصلہ شدہ کی تائید کیواسطے یہ کافی نہین ہے کہ فریق اب نالشات وہی ہین اور کہ وہی امر زیر تنقیح ہے ۔ چاہیئے کہ معاملہ مذکور کی سماعت کیگئی ہو اور قطعی طور پر اسکا فیصلہ کیا گیا ہو ۔ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ملاحظہ طلب ۔

سنہ ۱۸۶۸ع مین ایک متوفی مالک کے رشتہ داران نے اپنا استحقاق نسبت وراثت کے بیان کرکے اس امر کے استقرار کی نالش کی کہ وہ اسکے وارثان قریب تر ہین ۔ مدعاعلیہ نے بلا واسطہ اولاد ہونیکا استحقاق قایم کیا اور اسنے بیان کیا کہ وہ مالک مذکور کی دختر کا بیٹا ہے ۔ عدالت اول نے یہ فیصل کیا کہ یہ بیان مدعاعلیہ کا درست ہے اور اسنے نالش کو خارج کیا ۔ ہائیکورٹ نے حکم شسی کو وافقت پر بحال نرکہا بلکہ اسوجہ پر کہ نالش بوجہ نقص فریق ہای کے ناقص ہے ، اور کہ ایک ڈگری استقراری صادر نہین ہوسکتی ہے ۔ سنہ ۱۸۹۰ع مین نہی مدعیان نے ان فریقین کے حقوق کو خرید کرکے جو نالش اولین شریک ہوئے تہے نالش حال اسی غرض کیواسطے اسی مدعاعلیہ کے برخلاف رجوع کی جسکو سب آرڈینیٹ جج نے رجوع ہی نتہا جسنے کہ نالش اول کو فیصل کیا تہا ، اب اس دختر کا پسر قرار دیا ۔ ایک بنچ ہائیکورٹ نے جسمین وہ جج ان اجلاس فرما نتہے جنہون نے اپیل اول کو سماعت کیا تہا ، نالش اول کی مسل کا معاینہ کرکے سب آرڈینیٹ جج کے فیصلہ کو منسوخ کیا مگر انہون نے اس امر کے فیصل کرنے سے انکار کیا کہ آیا نالش موخر الذکر بربنائے امر منفصل شدہ کی ممنوع السماعت ہے یا نہین لیکن انہون نے یہ رائے ظاہر کی کہ انہون نے فیصلہ عدالت ماتحت بنالش اول کو بحال کہا ہوتا اگر وہ انکے روبرو بربنائے واقعات پیش کیجاتی ۔ انہون نے فیصلہ مذکور کو فیصلہ زیر بحث سے بہتر قرار دیکر اس رائے کو فیصلہ موخر الذکر کے منسوخ کرنے سے موثر کیا ۔

تجویز ہوئی کہ سوال ولدیت کی سماعت اور اسکا قطعی فیصلہ سنہ ۱۸۶۵ع مین نکیا گیا تہا ۔ اپیل بنالش مذکور کے سے کسی قطعیت بفیصلہ عدالت اول کو زائل کیا گیا تہا اور اس مین فیصلہ بربنائے واقعات نہ کیا گیا تہا

سنہ ۱۸۹۷ء
شیو ساگر سنگھ
بنام
سیتا رام سنگھ

اسلئے کوئی امر فیصل شدہ صورت حالین موجود تہا لیکن جبتک ایسا ہی متصور نہ کیا جائے فیصلہ نالش اول کوئی تعلق اس سوال کے ساتہ نہین رکہتا جو مقدمہ حال مین زیر تنقیح ہے۔ تنقیح مذکور کا فیصلہ درست طور پر سب آرڈینیٹ جج نے شہادت پر کیا ہے چنانچہ اسکا فیصلہ بحال کیا گیا تہا۔

اپیل بنا رامنی ڈگری (۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء) صادرہ ہائیکورٹ مشتر تنسیخ ڈگری (۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۰ء) صادرہ سب آرڈینیٹ جج گیا

نالش ہذا ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کو تین پسران جواہر سنگھ نے جو سنہ ۱۸۸۲ء مین فوت ہوا تہا بشمول ایک بڑے بہائی کے جو اب فوت ہو چکا ہے مدعا علیہ سیتا رام سنگھ کے دائر کی تہی جو بروقت ارجاع اپیل ہذا کے نابالغ تہا۔ اسکی طرف سے اسکا ولی ادیت سنگھ قایم مقام تہا جسکو اُسنے اپنا باپ و رجائز شوہر اپنی مان آنرکوئر کا بیان کیا تہا جو سنہ ۱۸۹۳ء مین فوت ہوئی تہی۔ نالش کی غرض جسکی مالیت بمبلغ ۔۔۔ قرار دیگئی تہی ایک استقراری ڈگری کے حاصل کرنیکی تہی جسکے رو سے مدعیان کا استحقاق قبضہ قایم کیا جائے جو انکو نصف موضع مال موسوم بہ نذورا واقعہ ضلع گیا کی نسبت حاصل تہا۔ انہون نے دعویٰ کیا کہ وہ مطابق قانون متاکشرا کے ماہی پت سنگھ کے نزدیک تر ورثائے یکجدی ہین جو انکے باپ جواہر کا بہائی تہا اور وہ دونو موضع نذورا کے پہلے مالکان تہے۔ ماہی پت ۲۸ اگست سنہ ۱۸۸۲ء کو ایک دختر آنرکوئر چہوڑکر جو ۲۹ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو فوت ہوئی مطابق بیان مدعیان کے بلا اولاد نرینہ فوت ہوا تہا۔ . . . .

. . . سیتا رام کا جوابدعویٰ یہ تہا کہ وہ اُس دختر کا پسر ہے اور وہ اُس انددواج سے پیدا ہوا تہا جو ادیت سنگھ کے ساتہ اُسنے کیا تہا۔ اسطرح پر ماہی پت سنگھ اپنے ناناکیطرف سے دعویدار تہا۔ اُسکا دعوے یہ تہا کہ اُسکا استحقاق مدعیان کی نسبت فوقیت رکہتا ہے۔

جواہر سنگھ پدر مدعیان و ماہی پت سنگھ پدر آنرکوئر مین سے ہر ایک نے موضع نذورا کا نصف نصف حصہ حاصل کیا تہا ماہی پت کا نصف حصہ نالش حالین امر متنازعہ ہے۔ جواہر سنگھ کی وفات پر جو ماہ جولائی سنہ ۱۸۷۹ء مین واقع ہوئی تہی مدعیان اُسکے پسران اُسکے نصف حصہ پر قابض ہوئے۔ پہر ماہی پت کی وفات موقوعہ ماہ اگست سنہ ۱۸۸۲ء پر انہون نے اُسکے نصف حصہ کا بہی قبضہ بخلاف اپنے چچازاد آنرکوئر کے حاصل کرلیا جسنے اُنکے دعویٰ کی مخالفت کی سوال یہ تہا کہ آیا سماۃ مذکور کا باپ اور جواہر بزیر قانون متاکشرا کے مشترک حصہ داران تہے یا اُنکی جائداد منقسمہ تہی۔ ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو جواہر سنگھ کے پسران نے ایک حکم داخلخارج حصہ ماہی پت کے متعلق اپنے حق مین حاصل کیا اور اسوقت سے وہ تاریخ ارجاع نالش حال تک اسپر قابض ہین

سنہ ۱۸۹۷
شیوساگر سنگھ
بنام
سیتارام سنگھ

وہ نتیجہ جو سبارڈینیٹ جج نے اخذ کیا ہے بلحاظ جملہ واقعات و حالات متنازعہ مابین فریقین کے بحال نہین رہ سکتا چنانچہ واقعات مقدمہ پر انہون نے اپیل کی ڈگری دی اور نالش کو خارج کیا ۔

انہون نے نالش اول مابین فریقین کا حوالہ دیا جسکا فیصلہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۲ کو ہوا تہا اور ذیل مین انکے فیصلہ کا وہ جز درج ہے جسمین وجوہات بیان کیگئی ہین :-

"مسل و فیصلہ و دیگر کارروائیان اُس وقت عدالت کے روبرو پیش تہین جبکہ اُسنے نالش کا فیصلہ کیا تہا اور جب اپیل یہ ہمارے روبرو پیش کیگئی تہی تو کل پیپر بک مقدمہ مذکور کا حوالہ فریقین کیطرف سے دیا گیا تہا ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انصافاً ہمین کل پیپر بک کا معاینہ کرنا چاہیے اور چونکہ اسکا حوالہ دیا گیا ہے اسلئے ہم کوئی وجہ اس امر کی نہین دیکھتے کہ کیون ہمین اسکی نسبت بطور ایک جز مسل کے کارروائی نہ کرنی چاہیئے یہ امر صریح ہے کہ اگر ضروری کارروایات کیگئی ہوتین تو انکا ہر ایک حصہ شہادت مین پذیرا کیا جاتا ۔

"اس بنا و بحوالہ اجمالی حال کے ہمنے فیصلہ پر غور کیا ہے اور ہمنے کامل غور شہادت مندرجہ مقدمہ پر بہی کیا ہے اور اگر وہی شہادت موجود ہوتی جو مقدمہ مذکور مین زبانی طور پر لیگئی تہی تو ہمارے لیے فیصلہ مین دست اندازی کرنا نہایت مشکل ہوتا کیونکہ وجوہات سبارڈینیٹ جج بربنائے واقعات بالکل درست معلوم ہوتی ہین اور اُسکے نتیجہ کی یہ وجہ کہ آنرکور کی عمر جبکہ سیتارام کا پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے اسقدر تہی کہ وہ بچہ جننے کے ناقابل تہی بظاہر معقول معلوم ہوتی ہے ۔"

اسکے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسطرحپر کارروائیان نالش اول جو اُسی دادرسی کے متعلق تہین نالش ہذا سے متعلق ہوسکتی ہین یہ امر قابل لحاظ ہے کہ نالش مذکور وسط سنہ ۱۸۹۰ مین رجوع کیگئی تہی اور نالش حال وسط سنہ ۱۸۹۵ مین رجوع کیگئی ہے آنرکور سنہ ۱۸۹۰ مین فوت ہوئی تہی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ پہلی نالش اُس عورت کے فوت ہوتے ہی دائر کیگئی تہی جبکہ جملہ واقعات متعلق بامر ولدیت کا ثابت کرنا بلنسبت تین سال بعد کے آسان تر تہا ۔ اور دونون مسلہائے کے پڑہنے سے یہ امر معلوم ہوجاتا ہے کہ نہ صرف مختلف گواہان ہی مدعیان کی تائید مین طلب کئے گئے ہین بلنسبت انکے جو پہلے مقدمہ مین طلب کئے گئے تہے بلکہ دعوی ایک بالکل مختلف وجہ پر مبنی ہے ۔ پہلے مقدمہ مین جو آنرکور کی [illegible] تین سال بعد رجوع کیا گیا تہا بہت گواہان طلب کئے گئے تہے جنہون نے بیان کیا تہا کہ شخص آنرکور کا [illegible] بیان کیا تہا کہ [illegible] وفات کے انکا کوئی لڑکا زندہ تہا گو انہون نے بیان کیا کہ انکے یہان بہت بچے پیدا ہوئے تہے اور بعض گواہان طلب کردہ مدعیان نے بیان کیا ہے کہ قبل انکی وفات کے ایک بچہ چودہ سال کا موجود تہا [illegible] گواہان مدعیان نے بیان کیا کہ انکی وفات کے وقت آنرکور کی عمر ۶۲ سال کی تہی نالش اول مین [illegible] شہادت پیش کیگئی تہی ۔ شہادت صرف یہ تہی کہ وہ لاولد فوت ہوئی تہی سادہ اُس شہادت پر

۱۸۹۶

شیو ساگر سنگھ
بنام
سیتا رام سنگھ

سبارڈینیٹ جج نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ وہ اُسپر عمل کر سکتا ہے اور اُسنے بہر حال یہ خیال کیا کہ سیتا رام اُنکو منکا لپر ثابت کیا گیا ہے
اور اُسنے یہ نتیجہ نکالا کہ نالش خارج کیجانی چاہیئے اور وہ خارج کیگئی تھی۔ اور شہادت مندرجہ مقدمہ مذکور کو پڑھکر ہمنے یہ نتیجہ
اخذ کیا ہے کہ اگر صرف مقدمہ مذکور ہی موجود ہوتا اور مدعیکا دعویٰ برطبق اپیل کے ہمارے پاس آتا تو ہمارے لئے
اُسمین دست اندازی کرنا یا فیصلہ مذکور کو منسوخ کرنا ناممکن ہوتا اور اُسی تنقیح کی تجویز صورت حالیہ میں کیگئی تھی جسکا
فیصلہ دو سبارڈینیٹ ججان نے کیا تھا جنمیں سے ایک نے ایک نتیجہ اور دوسرے نے دوسرا نتیجہ اخذ کیا تھا۔ اور
عملی طور پر ہم کو یہ بیان کرنا چاہیئے اُنمیں سے کونسا نتیجہ بروئے واقعات مقدمہ کے درست ہے۔ ہماری یہ رائے
ہے کہ یہ ملحوظ رہے اس امر واقعہ کے کہ فی الاصل ایک تجویز دوم ہے اور تجویز دوم بعد ایسی تحقیقات کے ہے جس سے
مدعیان کو درست طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ مدعاعلیہ کا دعویٰ کیا ہے قبل اسکے کہ ایک ڈگری بحق مدعیان حال
جیسی نالش میں صادر کیجائے ایک نہایت مختلف دعوے ثابت کیا جانا چاہیئے اور اس شہادت سے جو صورت
حالیہ میں دیگئی ہے نہایت مختلف قسم کی شہادت پیش کیجانی چاہیئے۔
لیکن علاوہ اسکے ہم صورت حالیہ میں دیکھتے ہیں کہ نہ صرف مختلف گواہی مدعیان نے اس مقدمہ میں پیش کی ہیں بہ نسبت
اُنکے جو انہوں نے مقدمہ اولین طلب کئے تھے۔ بلکہ انہوں نے اُس دعوے سے جو اُس وقت کیا گیا تھا بالکل مختلف
دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے مقدمہ حال کو اس بیان پر مبنی رکھا ہے کہ جس وقت مدعاعلیہ کا پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے
اُس وقت مسماۃ مذکور کی عمر اسقدر تھی کہ وہ بچہ جننے کی عمر سے گذر چکی تھی انہوں نے کوئی ایسا دعویٰ تجویز اول کے وقت نکیا تھا
اور اسکے بعد انہوں نے بیان کیا ہے کہ:۔

"بعض امور صورت حالیہ بحوالہ امر زیر بحث کے امر فیصل شدہ ہونے کے اٹھائے گئے ہیں۔ مطابق اس رائے کے جو
ہم نے اختیار کی ہے ہمارے لیئے اس سوال کا فیصل کرنا ضروری نہیں ہے اور میری رائے میں بہتر یہ ہے
کہ ہم اپنی رائے یہ ظاہر کریں کہ ہم اس سوال کے متعلق کوئی رائے ظاہر کرنا نہیں چاہتے"۔
خرچہ کی نسبت عدالت ماتحت کا حکم باقی ڈگری کے مطابق تھا لیکن برطبق اپیل ہذا کوئی حکم نسبت خرچہ کے
صادر نکیا گیا تھا۔

برطبق اپیل منجانب مدعیان:۔

مسٹر جے دتی منجانب اپیلانٹان نے یہ بحث کی کہ اگرچہ اصل مقدمہ فیصل شدہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۶ء کا حوالہ درطور پر
بھی اس حکم میں دیا گیا تھا جس میں سبارڈینیٹ جج کے فیصلہ مقدمہ ہذا اور فیصلہ مقدمہ اول کا مقابلہ کیا گیا ہے تاہم کوئی اہم
فرق نا معلوم نہیں ہوتا اور کوئی ایسا نتیجہ مقابلہ شہادت سے پیدا نہ ہوتا تھا جیسا کہ فیصلہ زیر بحث حال
میں ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ دعوے جو اپیلانٹان نے کیا تھا ہر صورت میں ایک ہی تھا مقدمہ

موخرالذکر کی شہادت سے زیادہ تر کامل طور سے ظاہر ہوتا تہا کہ سیتارام سنگھ آنرکور کا پسر ثابت نہیں کیا گیا کیونکہ اسکی عمر بچہ جننے کی عمر سے بہت زیادہ تہی؛ جسکی کہ عمر تاریخ سماعت مقدمہ پر بہت کم تہی - وہ دعاوی جو قایم کیے گئے تہے ہر دو موقعونپر یکسان تہے - اور اگر پہلے موقعہ پر اپیلانٹان نے اسکی عمر کے متعلق شہادت پیش نہ کی تہی تو اسکی یہ وجہ تہی کہ انہون نے اس لڑکے کو اسوقت تک نہ دیکہا تہا اور وہ عدالت مین پیش نہ کیا گیا تہا - بعد مین انہون نے اسی بات کو اپنا ایک اہم ثبوت بنایا جو دونون موقعونپر بیان کیگئی تہی - ہائیکورٹ نے اس سوال پر سرسری غور کیا تہا کہ آیا امر فیصل شدہ کا جواب دعوے قایم رہ سکتا ہے اور انہون نے اسکا فیصلہ نہ کیا تہا - اُسے یہ فیصلہ کرنا چاہیئے تہا کہ کوئی امر فیصل شدہ موجود نہین -

در اصل ہائیکورٹ نے ۲۲ مارچ ۱۸۹۶ء کے فیصلہ مین ایسے واقعات کو بحال رکہا تہا جنپر آنرکور کے یہان پسر کے موجود ہونے یا نہ ہونیکی تنقیح کا فیصلہ اُن واقعات پر نہ کیا جاسکتا تہا جو عدالت کے روبرو موجود تہے یعنے بباعث عدم موجودگی ضروری فریق ہائے نالش کے - اسلئے سوال زیر تنقیح نہ صرف غیر منفصل ہی چہوڑا گیا تہا بلکہ فیصلہ کیا گیا تہا کہ اسکی سماعت اور تجویز نہین کیجا سکتی - مقدمہ کالی کرشن ٹاگور بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا - ڈگری بہی کسی فریق کے امر فیصل شدہ نہ بناتی تہی جو مانع سماعت ہونیکے واسطے ایسا امر ہونا چاہیئے جسکی سماعت اور تجویز قطعی طور پر ہوگئی ہو - شہادت سے اپیلانٹان کے دعوے کی تائید ہوتی ہے +

مسٹر سی ڈبلیو ارا تہون منجانب رسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا کہ نالش حال بباعث فیصلہ نالش اول کے ممنوع سماعت تہی - ڈگری بیارونیٹ جج مصدرہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۰ء نالش حال کی مسل مین بلا تبدیلی کے اور بلا منسوخ کئے جانیکے موجود تہی - اسپر اُسنے بطور ایک قطعی فیصلہ کے انحصار کیا اور اُسنے یہ حجت کی کہ اس سے بروے ایک فیصلہ بجوالہ فیصلہ مذکور بنالش ہذا سے مخلصی حاصل نہیں ہو سکتی - مداخات بہی رسپانڈنٹ کے ہین -

وکیل اپیلانٹان سے جواب طلب نکیا گیا تہا -

اسکے بعد ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کو حکام عالیمقام پریوی کونسل کا فیصلہ لارڈ میکناٹن صاحب نے صادر کیا :-

لارڈ میکناٹن صاحب :- سوال پیش ہذا مین یہ ہے کہ آیا نابالغ رسپانڈنٹ سیتارام سنگھ آنرکور کا پسر ہے یا نہین جو ماہ نومبر سنہ ۱۸۶۸ء مین فوت ہوئی تہی -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۳ -

۱۸۹۶ع

شیو ساگر سنگہ
بنام
سیتا رام سنگہ

اس سوال کے جواب پر اپیلانٹان کا استحقاق دربارہ نصف حصہ موضع مذکور اکے مبنی ہے -

آنر کور دیبت سنگہ کی زوجہ تہی جو ولی مذکورہ مسل ہے اور سیتا رام کا مبینہ باپ ہے اور وہ ماہی بت سنگہ کی صرف ایک ہی بچہ اور وارثہ تہی -

ماہی پت سنگہ اور اُنکے چچا زاد جواہر سنگہ نے حصص زیر بحث مشترکہ حسابات کتاب سے خرید کیئے تہے اور انہون نے انکی رجسٹری اپنے مشترک نام سے کرائی تہی - ماہی پت جو جواہر کے بعد زندہ رہا تہا ماہ اگست سنہ ۱۸۸۱ع مین فوت ہوا تہا - اُسکی وفات پر مدعیان نے جو جواہر کے پسران تہے رجسٹری کی درخواست اس سبب سے کی کہ خاندان مشترک تہا اور وراثت اُنکی ملکیت تہی - ڈپٹی کلکٹر نے سرسری درخواست پر فیصلہ اُنکے حق مین کر دیا -

پہر آنر کور نے ایک نمبری نالش واسطے دلا پانے اپنے باپ کے نصف حصہ کے دائر کی - نالش مذکور مین برقرار رہا گیا تہا کہ خاندان مشترک نہتا اور یہ فیصلہ برطبق اپیل کے بحال رکہا گیا تہا لیکن رجسٹری کلکٹر کی بہیجات مین تبدیل نکیگئی تہی اور کل جائداد کا قبضہ اُسوقت سے مدعیان کو حاصل رہا تہا -

نالش حالیہ مین جو سنہ ۱۸۸۸ع مین شروع کیگئی تہی مدعیان نے اس امر کے استقرار کا دعوے کیا کہ سیتارام آنر کور کا پسر نہتا اور نہ وہ بوساطت دختر کے ماہی پت کا نواسہ تہا اور کہ آنر کور کوئی بچہ چہوڑکر فوت نہوئی تہی - سبارڈینٹ جج گیا نے ایک استقرار بمضمون مذکور صادر کیا - ہائیکورٹ (پیتہرام صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) نے فیصلہ مذکور کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کیا - حکم منسوخی مذکور کی ناراضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے -

سنہ ۱۸۸۵ع مین ایک تنازعہ انہی فریقین کے مابین شروع ہوا تہا جسمین یہی تنقیح پیدا ہوئی تہی - ایڈیشنل سبارڈینٹ جج گیا نے جسنے مقدمہ کی تجویز کی تہی (جو سبارڈینٹ جج نالش حال سے مختلف شخص تہا) مدعیان کی زبانی شہادت کو کوئی موازنہ عطا نہ کیا - اور اُسنے قرار دیا کہ بار ثبوت بذمہ مدعیان تہا جس سے اُنہون نے سبکدوشی حاصل نہین کی اور اُسنے نالش کو خارج کیا - برطبق اپیل کے ذیل ججان ہائیکورٹ (مستر صاحب و اگنیو صاحب جسٹسان) نے ڈگری کو بحال رکہا مگر اُنہون نے اصلی سوال زیر تنقیح مابین فریقین کے متعلق کارروائی نہین کی - اُنہون نے قرار دیا کہ نالش بعض اشخاص کی عدم موجودگی مین جبکہ مدعیان جیسا حق حاصل ہے چل نہین سکتی اور علاوہ عذر مذکور کے

سنہ ۱۸۹۶ء
سشیو ساگر سنگہ
بنام
سیتارام سنگہ

اُنکی یہ رائے تہی کہ بموجب اُن خاص واقعات نالش کے عدالت کو چاہیئے تہا کہ بر وقت استعمال اختیار تمیزی کے ایک ڈگری استقراری صادر کرتی خواہ فاضل ججان کی رائے ان امور کے متعلق درست تہی یا غلط فیصلہ صریح طور پر اس بناء پر مبنی تہا کہ سیتارام کی ولدیت کے متعلق فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے چنانچہ اپیل خارج کیا گیا تہا -

ذاں بعد مدعیان نے اُن اشخاص کے حقوق کو خرید کرکے جو نالش اولین شامل نتہے جدید کارروائی شروع کین - عذر یہ کیا گیا تہا کہ مدعیان نالش دوم کے رجوع کرنیسے بباعث فیصلہ نالش سابق کے ممتنع تہے - ایک ابتدائی فیصلہ مین سبارڈینیٹ جج نے امر مذکور کا فیصلہ بالکی تامل کئے کیا - ... ۲۹ ... کو اُسنے اہم سوال پر فیصلہ صادر کیا - اُسنے غور سے شہادت اور جملہ واقعات مقدمہ کی تلط ثانی کی - اُسپر زبانی شہادت جانب مدعیان کا اسقدر اثر نہ ہوا تہا جیسا کہ اُسپر مدعا علیہ کے اُس دلیل کا اثر ہوا تہا جسکے کہ مطابق اُسکے دعوے کے متعلق اُس شہادت کی عدم موجودگی مین ... لگگئی تہی جو بصورت نیک نیتی مدعا علیہ کے بلا شبہ طور پر پیش کیجاتی - اُسنے قرار دیا کہ مدعیان نے بالفاظ ... مین کافی استحقاق ثابت کیا ہے - اور مدعا علیہ اُسکی تردید کرنیسے کامل طور پر قاصر رہا ہے -

حکام عالیہ: ہم کیواسطے ضروری نہین ہے کہ سوائے سبارڈینیٹ جج کی اُس رائے سے اتفاق کرنیکے اور کچہ بیان کرین جو اُسنے سوال مذکور کے متعلق ظاہر کی ہے کیونکہ اُس حد تک فاضل ججان ہائیکورٹ نے وجوہات اور نتیجہ عدالت ماتحت کا اختیار کیا ہے -

انہوں نے بیان کیا ہے کہ "ہم نے نہایت غور سے شہادت مندرجہ مقدمہ ہذا کو پڑہا ہے اور اگر صرف وہی زبانی شہادت موجود ہوتی جو مقدمہ مذکور مین لیگئی تہی تو ہماری رائے مین ہمارے لیئے فیصلہ مذکور مین دست اندازی کرنا نہایت مشکل ہوتا کیونکہ سبارڈینیٹ جج کی وجہ بربنائے شہادت مقدمہ مذکور بالکل درست معلوم ہوتی ہے اور وہ وجہ جو اُسنے اُس نتیجہ کی بیان کی ہے جو اُسنے اخذ کیا تہا یعنے یہ کہ اُسوقت جب مدعا علیہ کا پیدا ہونا بیان کیا جاتا ہے انرکور کی عمر اسقدر تہی کہ وہ بچہ جننے کے ناقابل تہی بہتر وجہ معلوم ہوتی ہے "

سنہ ۱۸۹۷ء
شیو ساگر سنگھ
بنام
سیتا رام سنگھ

وہ طریق جیسے کہ مطابق فاضل ججان ہائیکورٹ نے اُس فیصلہ کو کیا تہا جسکو بر روے شہادت پیش کردہ بروقت تجویز کے خود انہون نے بہتر وجہ پر مبنی قرار دیا ہے شاذ سرسری طریق تہا معلوم ہوتا ہے کہ بروقت تجویز کے فریقین نے شہادت مین فیصلہ ڈگری اور اُن بیانات مندرجہ نالش اول کو پیش کیا تہا جنکو انہون نے اہم سمجہا تہا لیکن فاضل ججان کی تشفی بر طبق اپیل کے اِس کرد بیان گذشتہ سے نہوئی تہی - انہون نے انصافاً اِس امر کو ضروری سمجہا تہا کہ وہ کل پیپر بک بنالش سنہ ۱۸۸۵ء کا معاینہ کرین اور اُسکو بطور ایک جزو مسل کے متصور کرین یہ دلنو مسامہ کو پیر بکرا انہون نے قرار دیا کہ گواہان منجانب مدعیان کے ہر دو نالشات مین ایک ہی نہ تہے اور انہون نے جانبین پہ قیاس کیا کہ مدعی اُس دعوے سے بالکل مختلف دعوے کرتے ہین جو انہون نے ابتداءً کیا تہا - شہادت بنالش اول پر غور کرکے انہون نے یہ رائے ظاہر کی کہ اگر نالش مذکور انکے روبرو بر طبق اپیل کے پیش ہوتی تو انکے واسطے فیصلہ سبارڈینٹ جج کا منسوخ کرنا ناممکن ہوتا جسنے مدعیان کے دعوے کو اِس خیال سے خارج کیا تہا کہ بہر حال سیتا رام آنرکور کا بیٹا ثابت کیا گیا ہے - اُنہون نے یہہ بہی بیان کیا کہ ایک ہی تنقیح کا فیصلہ دو سبارڈینٹ ججان نے کیا تہا - سوال یہ پیدا ہوتا ہے دو نون مین سے کونسا فیصلہ درست تہا - بر روے واقعات موجودہ انہون نے پہلے فیصلہ کو سبقت دی جو آنرکور کی وفات کے قریب تر صادر کیا گیا تہا بہ نسبت دوسری تجویز کے نتیجہ کے جو بعد ایسی تحقیقات کے اخذ کیا گیا تہا جس سے انکی رائے مین یہ مدعیان پر ظاہر ہو چکا تہا کہ مدعاعلیہ کا دعوی کیا ہے "

حکام عدالت العالیہ اِس طریق کارروائی کو ہرگز کافی نہین سمجہتے - اِس امر کی وجہ معلوم کرنا کہ کیون مدعیان نے مختلف گواہان بروقت تجویز دوم کے طلب کئے تہے چندان مشکل نہین ہے - مقدمہ اولین سبارڈینٹ جج نے مدعیان کے گواہان کی شہادت کو اسوجہ پر غیر معتبر سمجہا تہا کہ یا تو وہ سب بباعث رشتہ کے طرفداری کرتے ہین یا بباعث پہلے تنازعات کے ادیت سنگھ کے برخلاف نقصان پہونچانا چاہتے ہین - مدعیان کو مشکل سے یہ الزام دیا جا سکتا ہے کہ انہون نے دوسری دفعہ اُنہی گواہان پر انحصار کرنا پسند نہین کیا جو اسطرح پر غیر معتبر سمجہے گئے تہے - اور نہ یہ کہنا ہی درست ہے کہ نالش دوم مین مدعیان نے ایک بالکل مختلف دعوے قایم کیا تہا - ہر دو نالشات مین اُنکا دعوے ایک ہی تہا - انہون نے بیان کیا تہا کہ آنرکور لاولد فوت ہوئی تہی لیکن جب سیتا رام کی پیدائش کا وقت مقرر کیا گیا تہا تو سوال مذکور نیا دفتر عدود کیا گیا تہا

۱۸۹۰ء
شنبو ساگر سنگہ
بنام
سیتا رام سنگہ

اُسوقت مدعیان کے واسطے یہ ثابت کرنا کافی تہا کہ اُسوقت آنزکور کی عمر بچہ جننے کی عمر سے بہت زیادہ تہی وہ دعوے جو اُنہون نے ابتدا مین کیا تہا بلا شبہ طور پر ثابت ہوگیا تہا اگر وہ یہ ثابت کرتے کہ اُسوقت جبکہ آنزکور کے ہان بچہ کا پیدا ہونا بیان کیا جاتا ہے طبعی طور پر آنزکور کا بچہ کی مان ہونا ایک ناممکن امر تہا۔

یہ امر بالکل درست ہے کہ بروقت تجویز اول کے مدعیان نے اس امر کو اپنے دعوے کا ایک جزو نہ بنایا تہا کہ آنزکور اپنی عمر کے آخری حصہ مین بچہ جننے کے ناقابل تہی۔ بظاہر اُنکے پاس کوئی وجہ اس امر کا قیاس کرنے کی موجود نہ تہی کہ اس قدر نزدیک تر تاریخ اُنکے دعویدار بالمقابل کی پیدایش کی نسبت مقرر کیجایگی جو اُسوقت تک کبہی عدالت مین پیش نہ کیا گیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو امید تہی کہ دعویدار کی عمر بہت زیادہ ہوگی جب جواب دعوے ظاہر کیا گیا تہا اور ادیت سنگہ نے جو مدعا علیہ کا پہلا گواہ تہا اپنا بیان سیتارام کی پیدایش کے متعلق دیا تہا تو سوال مذکور کی ضرورت ظاہر ہوگئی تہی اور یہ اُسوقت سے ہر ایک گواہ مدعا علیہ پیش ہونے نے بروقت عام امتحان کے یہ بیان ۔ ۔ نہ کیا تہا کہ کسقدر آنزکور کی عمر تہی۔ تہین اس امر کے متعلق سوالات جرح کئے گئے تہے لیکن اُنمین سے کوئی یہ بیان نہ کر سکا تہا کہ آنزکور کی عمر اُسکی شادی کے وقت کس قدر تہی یا وہ ماہی پت کی وفات کے وقت کس قدر عمر تہی۔ ان سب نے اُسکی عمر کے متعلق بالکل لاعلمی ظاہر اقرار کیا تہا۔ مزید برآن یہ امر قابل لحاظ ہے کہ دو گواہان مدعیان نے بروقت سوالات جرح کے بیان کیا تہا کہ آنزکور کی عمر اس قدر ہوگئی تہی جس مین بچہ کا جننا ناممکن یا کم از کم وہ نہایت غیر اغلب ہے۔ ایک نے بیان کیا تہا کہ ماہی پت کی وفات پر وہ ۵۰ سال کی تہی ایک اور شخص نے جس نے اپنی عمر ۴۸ سال کی بیان کی تہی بیان کیا تہا کہ وہ اُس سے بڑی تہی۔ پس پہلا بیان نسبت آنزکور کی عمر کے مدعیان کیطرف سے قبل انفصال حقیقت مدعا علیہ کے ظاہر کیا گیا تہا۔ اور اگر بروقت تحقیقات اول کے مدعیان نے منفی اطلاع بابت تقرر عمر سیتا رام کے حاصل کی ہوتی تو مدعا علیہ کے مشیران کو اُسکا علم ہوتا تو وہ اُسکی تردید بروقت تجویز دوم کے کرتے اور اُسکی تردید کرنا اُنکے واسطے آسان تہا اگر اُنکا دعوی درست تہا مگر بجائے پیش کرنے شہادت دربارہ عمر آنزکور کے بروقت وفات ماہی پت کے بابت پیدا ہونے پسر کے ادیت سنگہ نے اپنی پہلی شہادت کے دوبارہ دینے پر انحصار کیا اور اس بیان پر کہ آنزکور صرف اُسکی دوسری عورت تہی۔ اس نے بیان کیا کہ اُسکی شادی پہلے ایک عورت سے ہوئی تہی جسکے ساتہہ وہ زیادہ از عرصہ بیس سال تک رہا تہا اور اُس نے آنزکور کے ساتہہ

بعد اُنکی وفات کے شادی کی تھی۔ اس قدر اُسے یاد تھا اور اُسکے متعلق اس نے مثبت طور پر حلف لیا ہے۔ لیکن اُسے پہلی عورت کے متعلق کچھہ یاد نہ تھا اُسے اسکا نام بھی یاد نہ تھا اور سبارڈینیٹ جج نے بعد سوالات جرح کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اُسکے بیان کا کم از کم وہ حصہ ایک خیالی حکایت ہے۔

شاید اس امر کے متعلق شک ہوسکتا ہے کہ آیا فاضل ججان ہائیکورٹ اس قیاس کے محض شہادت مقدمہ اول سے اخذ کرنے مین درستی پر تھے کہ ایک ایسے مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے جو اُنکے روبرو پیش نہ تھا اور جسپر وہ کوئی بحث کو نہ سن سکتے تھے مگر یہ امر صریح ہے کہ بروے اس طریق کے جو انہون نے اختیار کیا تھا اُنہون نے ایک قطعی فیصلہ مابین فریقین کا اثر اس فیصلہ کو عطا کیا گیا تھا جو بر طبق اپیل کے منسوخ کیا گیا تھا اور جو اُس عدالت کی رائے مین جو اُسکی نظرثانی کرنے کی مجاز تھی ہرگز موثر نہ کیا جانا چاہئے تھا اس مین شک نہین کہ جبتک کہ معاملہ فیصلہ سبارڈینیٹ جج بنا لش اول بطور امر فیصل شدہ کے متصور نہ کیا جاوے تب تک وہ کوئی تعلق معاملہ زیر تنقیح کے ساتھہ نہین رکھہ سکتا اگر فرض بھی کیا جاوے کہ پہلا فیصلہ عدالت ماتحت درست تھا یہ نتیجہ کسی طرح پر نہین نکلتا کہ دوسرا بھی غلط ہونا چاہئے۔

بحث یہ کیگئی تھی اور اس امر پر نہایت اصرار کیا گیا تھا کہ فیصلہ نالش اول عذر امر فیصل شدہ کی تائید کرتا ہے حکام عالیمقام پریوی کونسل کی رائے مین عذر مذکور درست نہین۔ وہ ہائیکورٹ مین زیادہ تر قبولیت کی نظر سے دیکھا گیا تھا تو وہ کامل طور پر تسلیم نہ کیا گیا تھا اُن فاضل ججان نے جنہون نے فیصلہ صادر کیا تھا اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی تھی:-

”چند امور صورت حال مین معاملہ زیر بحث کے امر فیصل شدہ ہونے کے متعلق ظاہر کئے گئے ہین۔ ہم اس امر کو ضروری نہین سمجھتے کہ اس سوال کا فیصلہ کیا جاوے اور میری رائے مین بہتر یہ ہے کہ ہم اس سوال کے متعلق کسی قسم کی کوئی رائے ظاہر نہ کرین“

حکام موصوف سمجھہ نہین سکتے کہ ایسے امر کو حجت کے قابل متصور کرنے سے کیا فایدہ ہوسکتا ہے اور اس طرح پر ایک ایسے قانون کو مشکوک کرنے سے جو مقدمہ ہذا مین صریح عبارت مین ظاہر کردہ معلوم ہوتا ہے ایک امر فیصل شدہ کے عذر کی تائید کرنے کے لئے یہ کافی نہین ہے کہ فریقین وہی ہین اور وہی امر زیر تنقیح ہے معاملہ مذکور کی قطعی سماعت اور تجویز کیگئی ہونی چاہئے۔ اگر مقدمہ اول مین کوئی اپیل نہ کیا جاتا تو فیصلہ سبارڈینیٹ جج کے روسے بلاشبہ طور پر یہ عذر پیدا ہوسکتا تھا لیکن اپیل کئے جانے سے فیصلہ مذکور کی قطعیت زایل ہوگئی

سنہ ۱۸۹۶ء
شیو ساگر سنگھ
بنام
سیتا رام سنگھ

ہوئی۔ عدالت ماتحت کا فیصلہ جو کہ فیصلہ عدالت اپیل کے منسوخ کیا گیا تہا۔ اور صرف ایک ہی امر جسکا قطعی فیصلہ عدالت اپیل سے کیا گیا تہا یہ تہا کہ نالش سنہ ۱۸۸۵ء مین کوئی فیصلہ بربنائے واقعات کے نکیا جانا چاہئے تہا۔

حکام پریوی کونسل کے روبرو چند فیصلجات لکار روائیات اجرا اس غرض سے پیش کئے گئے تہے کہ امر فیصل شدہ کے عذر کی تائید ہوتی ہے لیکن ہر ایک مقدمہ مین فیصلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت نے صریح طور پر اس نالش کے کسی جز کو محفوظ رکہا تہا کہ سیتا رام کی ولدیت کے سوال کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

حکام موصوف ہائیکورٹ کے ساتھ اس خیال مین اتفاق کرتے ہین کہ سبارڈینیٹ جج نے ایک درست نتیجہ بربنائے شہادت اور واقعات مقدمہ کے اخذ کیا تہا کہ انکی یہ رائے نہ تہی کہ شہادت نالش اول مین کوئی ایسا امر موجود تہا یا فیصلہ ابتدائی عدالت سبارڈینیٹ جج یا مطابق الفاظ دلیل جو بیان کئے گئے تہے مقدمہ مین کوئی ایسا امر تہا جس سے کوئی شبہ نسبت ولدیت اس فیصلہ سے ظاہر ہوتا تہا جسکو کہ انہون نے منسوخ کیا تہا۔

اسلئے حکام موصوف نہایت عجز سے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو مشورہ دیتے ہین کہ ہائیکورٹ کا فیصلہ منسوخ کیا جانا چاہیے اور اپیل نالش ابتدائی فیصلہ سبارڈینیٹ جج کا معہ خرچہ بحال کیا جانا چاہئے۔ ریسپانڈنٹ اپیل ہذا کا خرچہ ادا کریگا

سالیسٹران جانب اپیلانٹان۔ میسرز ٹی ایل ولسن اینڈ کمپنی

سالیسٹر جانب ریسپانڈنٹ۔ مسٹر ایچ جی ڈولیمور۔

اپیل منظور کیا گیا

باجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آر کوچ صاحب و سر ایف جون صاحب

۲۴ فروری و
۲۰ مارچ ۱۸۹۶ء

میری ٹائم کمپنی (مدعیان) بنام برٹش انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی (مدعا علیہم)

(برطبق اپیل بنا راضی فیصلہ امیر البحر قائم کردہ ریکارڈر رنگون)

جہازون کا ٹکرانا نقصان جو ایک چلتے ہوئے جہاز کے ایک لنگر ڈالے ہوئے جہاز سے ٹکرانے کے باعث پہونچے۔ بار ثبوت نسبت جواز فعل اس جہاز کے جو لنگر ڈالے ہوئے تہا۔

جبکہ ایک چلتا ہوا جہاز ایک لنگر ڈالے ہوئے جہاز سے ٹکرائے جو مقام مناسب پر کہڑا ہوا اور رات کیوقت اس سے لنگر ڈالنے کی روشنی ظاہر ہوتی ہو تو یہ امر صریح ہے کہ ثبوت بیان ہی کا اہم طور پر چلتے ہوئے جہاز پر عاید کیا جا

سنہ ۱۸۹۵ء
میری ٹگ کمپنی
بنام
برٹش انڈیا سٹیم
نیویگیشن کمپنی

چاہیے ساتھ ہی لنگر ڈالے ہوئے جہاز کا فرض ہے کہ مناسب پہرا واسطے ظاہر کرنے لنگر ڈالنے کی روشنی کے رکھے اور
ہر ایک ایسا امر کرے جس سے جہاز ٹکرانے سے بچ جاوے اور اس سے نقصان نہ پہونچے۔ اگر صورت حال کیطرح نقصان رسیدہ
جہاز کلیتاً دوسرے جہاز کے غلط طریق اختیار کرنے سے مشکل میں پڑا ہوا اور مجبور ہوا ہو کہ فوراً کوئی چارہ جوئی کرے تو وہ
عدالت سے مناسب بدل کا دعوی کرنیکا مستحق ہے گو وہ بعد میں محکم ثابت نہو۔

ایک آگبوٹ ایک دریا میں داخل ہوتے وقت ایک کشتی سے جو مناسب مقام پر لنگر ڈالا ہوا تہا اور جو لنگر ڈالنے کی روشنی
دکہا رہا تہا ٹکرایا۔ اس کشتی کے نزدیک ایک دو مستول کا جہاز تہا جس کے ایک طرف سے ہوکر وہ آگبوٹ گذرنا چاہتا تہا تاکہ
اس جہاز اور کشتی کے درمیان میں سے نکلجاوے مگر وہ آگبوٹ دونوں کے ایک طرف ہوکر ہی گذر سکتا تہا بروقت پہونچنے آگبوٹ
مذکور کے دونوں لنگر ڈالے ہوئے جہاز دریا کی لہر سے ادہر ادہر ہو گئے اور انکے لنگر اکہڑ گئے اور پیچھے کیطرف دہکیلے گئے۔
آگبوٹ کے مالکان نے یہ عذر کیا ہے انکو یہ دہوکا لگا تہا کہ دو مستول کا جہاز چل رہا ہے حالانکہ اسکے لنگر ڈالنے کی روشنی
ظاہر ہو رہی تہی دوسرے جہاز پر الزام عاید کرنا ٹکرانے والے جہاز کے لیے کوئی عذر بمخلاف شکایت کشتی کے قرار نہ دیا گیا تہا۔
اہم الزام کشتی کے برخلاف یہ تہا کہ اس نے خطرہ کے معلوم کرتے ہی زنجیر کو ڈہیلا نہیں کیا بلکہ لنگر کو ویسا ہی بہنے دیا
مگر معلوم یہ ہوا تہا کہ اگر کشتی پہلے سے بروقت ٹکرانے کے چلتی ہوتی تاہم اس امر کے باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے
کہ زنجیر کے ڈہیلا کرنے سے حادثہ رک جاتا یا اسکا زور کم ہو جاتا۔

برخلاف ازیں واقعات بمخلاف آگبوٹ کے حسب ذیل تہے:- (۱) یہ کہ بلا کسی مشکل کے رستہ ایسے طریق پر تبدیل کیا
جاسکتا تہا کہ جس سے کل خطرہ ٹکرانیکا رفع ہو سکتا تہا (۲) اور کہ آگبوٹ پر کافی پہرہ نہ تہا خصوصاً کشتی کے خواص کے
متعلق (۳) کہ آگبوٹ کیطرف سے گذرنے کے رستہ کے متعلق قیاس کرنے میں غلطی کیگئی تہی اور نیز لہر کے زور اور
اسکے رو کے متعلق چنانچہ صرف وہی ذمہ وار قرار دیا گیا تہا اور اسکے مالکان ہرجانہ کے ذمہ وار قرار دیئے گئے تہے۔

اپیل نا راضی فیصلہ و ڈگری (۸ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء) صادرہ ریکارڈر رنگون باستعمال اختیارات امیر البحری۔
اپیل ہذا اپیلانٹان نے واسطے دلاپانے مبلغ (رقم) روپیہ بطور اس ہرجانہ کے دائر کی تہی جو انکو بباعث ٹکرانے
انکی کشتی مسمی میری اور رسپانڈنٹان کے آگبوٹ مسمی مینچی کے پہونچا تہا۔ یہ حادثہ قریباً ساڑہے دس بجے رات کے
۱۸ فروری سنہ ۱۸۹۵ء کو دریائے رنگون کے شہر پر وقوع میں آیا تہا اور اپیلانٹان نے بیان کیا تہا کہ وہ بباعث غفلت
مینچی کے عملہ میں آیا ہے۔

رسپانڈنٹان نے اپیلانٹان پر مبلغ (رقم) روپیہ کا دعوی بالمقابل بطور اس ہرجانہ کے کیا تہا جو مینچی کو حادثہ

سنہ ۱۹۰۰ء
میری ٹائم کمپنی
بنام
برٹش انڈیا سٹیم
نیویگیشن کمپنی

کپتان کی نسبت وسطے گذرنے دو جہازون کے درمیان مین سے جبکو اُس نے لنگر ڈالے ہوئے دیکھا تہا یہ تہی منظور کہ جہاز سے پلٹ کو اگبوٹ پر لایا جائے جب وہ میری کے نزدیک پہنچا تو کپتان نے معلوم کیا کہ وہ بہت قریب ہے اور ٹکر بالضرور لگیگی جہاز کا کپتان بروقت نظر آنے اگبوٹ کے پیٹ کے جہاز پر تہا اور وہ وہان کسی قدر مشتاق رہا۔ اور جب مینچی بہت دور نہ رہگیا تہا تو وہ اپنے جہاز کیطرف اپنی کشتی مین بیٹہکر روانہ ہوا اور حادثہ کے وقت وہ نصف یا ایک سو گز کے فاصلہ پر اپنے جہاز سے تہا اُس نے دیکہا کہ حادثہ ہونیکو ہے اور حکم آواز دی کہ ٹہرو اُسکا اثر یہ ہونا چاہئے تہا کہ پہلے کشتی لنگر کیطرف کہنچی جاتی جب لنگر اٹہایا گیا تہا تو کشتی تیرنے لگی تہی لیکن اسکا اثر وہی تہا جو مین نے ابہی بیان کیا ہے چنانچہ کشتی فوراً چل نہ سکتی تہی مینچی اُسکے ساتھ ٹکرایا اور اُسکو نقصان پہونچا جسکے معاوضہ کا دعوے کیا گیا ہے"

اُن بعد فیصلہ مین اُن سوالات کا ذکر ہے جو اسیسران پر کئے گئے تہے اور جو اُنہون نے جواب دیے تہے دیگر سب کا حوالہ حکام موصوف نے فیصلہ مین دیا گیا ہے۔ اور بالآخر یہ فقرہ درج تہا کہ :-

"اس صورت مین نالش ناکامیاب رہتی ہے اور مقدمہ خارج کیجانی چاہئے"

مقابل مین سے جو کمپنی نے الف نے مبلغ روپیہ زر کا کیا تہا مدعیہ کے ... روپیہ لائے گئے تہے اور ... ڈگری نے جو ہین بطور مالکان مینچی کے صادر کیگئی تہی۔

مسٹر جوزف والٹن کیوسی و مسٹر ٹبلر اسپینل منجانب اپیلانٹان :- واقعات قرار داد و بفیصلہ عدالت ماتحت ... جس سے عدالت مذکور یہ ظاہر کرنیکی مجاز ہوکہ کیپٹن میری کی غلطی ہے بحث اپیلانٹان کیطرف سے یہ تہی ... مینچی کے ترک فعل اور غفلت کے باعث عمل مین آیا ہے کیونکہ اُس نے درمیان میری ... جہاز ... راستہ اختیار کیا تہا اور اُس نے غلط وقت پر یہ کوشش کی تہی کہ میری کے پاس سے ہوکر گذرے ... پہرہ جیسا کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے مینچی پر نہ رکہا گیا تہا گو اسکا فرض تہا کہ میری اور پلٹ جہاز دونون ... کرے اور نہ مینچی نے اپنے انجن کو بند یا کم درست موقعہ پر کیا تہا اور نہ اُس نے اپنی تیزی کو کم کیا تہا اور نہ اُس نے ... ریگولیشن دربارہ باز رکہنے حوادث سمندر" کی تعمیل کی تہی بخلاف انکے ہر ایک طرح ... پیشبندی میری کیطرف سے واسطے روکنے حادثہ کے کیگئی تہی جو صرف مینچی کی غفلت کے باعث ہوا تہا۔

سر والٹر فاسو کیوسی و مسٹر لارسٹن پیٹن منجانب ریسپانڈنٹان کمپنی :- قرار داد عدالت ماتحت

٦

سنہ ۱۹۱۵ء

میری ٹاک کمپنی

بنام

برٹش انڈیا سٹیم

نیویگیشن کمپنی

اور اسیسران کی رائے جسکے مطابق فیصلہ عدالت تہا درست نہین۔ مطابق شہادت کے [illegible]
جہاز کی ایسی تہی جس سے ظاہر ہوتا تہا کہ وہ راستہ جو مینچی نے اختیار کیا تہا شروع مین [illegible]
وہ مقام جسپر جہازون نے پہلے لنگر ڈالے ہوئے تہے خود انکے افعال سے تبل [illegible]
ہوگیا تہا انہون نے لنگر اٹہائے تہے اور چلنا شروع کردیا تہا اور پلیٹ جہاز نے انکے [illegible]
کی تہی گویا کہ وہ ابہی کہڑا ہے بخلاف اسکے کوئی شہادت نسبت غفلت مینچی کے موجود نہین [illegible]
ہوتا تہا کہ مینچی نے اس مشکل مین جو اچانک پیدا ہوئی تہی اور حادثہ وقوع آنیکے قریب [illegible]
اپنے امکان کے مطابق کوشش کی تہی پلیٹ جہاز کی روشنی سے مینچی کو غلطی ہوئی تہی [illegible]
سکے کہ لنگر کا زنجیر جہاز کے نزدیک ڈالتی جبکہ حادثہ کا وقوع مین آنا اغلب تہا اپنا لنگر اٹہا لیا تہا زنجیر [illegible]
کرنے سے اغلباً وہ حادثہ جو اسکے مستول کو پہونچا تہا اسکے تنے کو پہنچا جیسا کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے [illegible]
بہر حال نقصان مین کمی ہوتی۔ جہاز کا مالک ایک کشتی مین جہاز کیطرف آرہا تہا اور لہرا کے [illegible]
تہی کشتی مین سے اس نے حکم دیا تہا اور جب جہاز چل پڑا تہا تو کشتی کا پہنچنا بہت آسان ہوگیا تہا [illegible]
ایک جہاز کے جس نے لنگر ڈالا ہو جسکے ساتہ ایک چلتا ہوا جہاز ٹکرائے مقدمہ کلیر [illegible] مفصلہ [illegible]
عدالت عالیہ ممالک متحدہ کا حوالہ دیا گیا تہا اس مقدمہ مین لنگر ڈالے ہوئے جہاز پر الزام قایم کیا گیا تہا [illegible]
بنایا گیا تہا۔

مسٹر جورف والٹن کیوسی نے اسکا جواب دیا۔

اسکے بعد ۲ مارچ کو حکام عالیمقام پریوی کونسل کا فیصلہ حسب ذیل صادر کیا گیا:

سر فرینس جون صاحب:۔ اپیل ہذا بنارا ضی فیصلہ عدالت ریکارڈر رنگون باختیارات ایڈمیرٹی
دائر کیا گیا ہے جو اس مقدمہ مین صادر کیا گیا تہا جو بابین میری ٹاک کمپنی لیمٹڈ مالکان میری ٹاک اور برٹش انڈیا
سٹیم نیویگیشن کمپنی کے بطور مالکان ایس ایس مینچی کے ہوا تہا۔

(۱) ادمیو جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۰۔

۱۸۹۵ء

میرچنٹ کمپنی
بنام
برٹش انڈیا سٹیم
نیویگیشن کمپنی

اسپلانٹان نے اس حادثہ کی نسبت جو مابین میری اور مینچی کے دریائے رنگون کے منبع پر ۸ فروری ۱۸۹۵ء کی رات
کو عمل میں آیا تھا دعویٰ کیا اور رسپانڈنٹان نے بالمقابل دعویٰ کیا۔

میری نے لنگر ڈالا ہوا تھا اور وہ اُس جوار میں کھڑی تھی جو نہایت زور سے بہ رہا تھا جسکی شہادت گواہان
نے دی ہے ایک پلٹ جہاز موسوم [illegible] بھی لنگر ڈالے ہوئے ایک ایسے موقعہ پر کھڑا تھا جو فاضل ریکارڈر کی
رائے میں کشتی مذکور سے آگے تھا اور اسکے درمیان قریبًا ۴۰۰ یا ۵۰۰ گز کا فاصلہ تھا مینچی دریائے رنگون میں
آ رہا تھا اور اس نے پہلے پلٹ جہاز ایکطرف سے دیکھا تھا اور تھوڑے عرصہ بعد اسقدر فاصلہ پر دیکھا تھا جس کو
کپتان نے چار میل بیان کیا ہے۔ ایک میل کے فاصلہ سے مطابق شہادت کپتان اور ایک تیسرے افسر کے
[illegible] تھا اور دیگر اشخاص کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاصلہ بہت کم رہ گیا تھا مینچی نے دائیں طرف
[illegible] کیا اُسکا منشا یہ تھا کہ میری اور پلٹ جہاز کے درمیان سے ہوکر گذرے اور وہ اُسکے پاس سے ہوکر ایک شخص
[illegible] گذرا۔ جب مینچی ابھی کسی قدر فاصلہ پر تھا پلٹ جہاز نے لنگر اُٹھا لیا اور فاضل ریکارڈر نے یہ
[illegible] ایک ایسی جگہ پر ٹھہر گیا جو میری کے بہت نزدیک تھی اس میں شبہ نہیں کہ اُسکے ایسا کرنے کی
[illegible] اُس کشتی کے نزدیک ترین [illegible] جسمیں پلٹ کو گرایا جاتا تھا پلٹ جہاز کے لنگر ڈالنے کی روشنی تبدیل نہ
[illegible] تھی مینچی [illegible] داہنے طرف کے تختے کے چوبیس فٹ اُسکے [illegible] سے تھا میری کے [illegible] پر ٹکرایا جس سے
[illegible] مینچی کیطرف سے یہ دعوے کیا گیا تھا کہ اسکے راستہ میں اسوجہ سے غلطی واقع ہوئی تھی کہ کسے
یقین [illegible] تھا کہ پلٹ جہاز ٹھہرا ہے

مینچی کیطرف سے یہ بھی بحث کیگئی تھی کہ میری نے ایک نامناسب موقعہ پر بلحاظ مقام پلٹ جہاز کے
لنگر ڈالا تھا اور کہ میری پر مناسب احتیاط سے بہرہ نہ تھا اور کہ میری کے کپتان نے اپنے کشتی کے انتظام میں
غلطی کی تھی یعنی یہ کہ بجائے زنجیر کو ڈھیلا کرنے کے اُس نے اُسے کس لیا تھا قبل اسکے کہ حادثہ وقوع میں آیا۔

فاضل ریکارڈر نے اسیسران سے چھہ سوال دریافت کئے:-

(۱) آیا ملیٹ جہاز اور میری نے مناسب موقعوں پر لنگر ڈالے تھے؟ -
(۲) آیا پنچی کا کپتان اپنے جہاز کے چلانے مین جائز طور پر عمل کرتا تھا جیسا کہ اُسنے کیا تھا؟ -
(۳) آیا ملیٹ جہاز مناسب طور پر چلایا گیا تھا؟ -
(۴) اگر نہین تو آیا ایسے ناجائز طور پر چلانے سے حادثہ وقوع مین آیا تھا؟ -
(۵) اگر مناسب احتیاط سے میری پر پہرہ رکہا جاتا تو آیا حادثہ وقوع مین آنے سے رُک سکتا تھا؟ -
(۶) آیا میری کے کپتان نے زنجیر کے کہینچنے کا حکم دینے مین مناسب طور سے عمل کیا تہا یا کہ اُسے زنجیر کے ڈہیلا کرنیکا حکم دینا چاہیئے تہا؟ -
وہ جوابات جو اسیسران نے سوالات مذکور کے دیئے تھے حسب ذیل تھے :-
(۱) میری نے ایک خطرناک موقع پر لنگر ڈالا تہا -
(۲) ہان اگر ملیٹ جہاز ٹہرا رہتا تو پنچی کا کپتان آسانی سے اُسکے نیچے آجاتا بلا کسی قسم کا صدمہ کشتی کو پہنچنے کے نتیجہ پنچی کے کپتان کو اس واقعہ سے غلطی ہوئی تہی کہ ملیٹ جہاز کے کمانڈر نے لنگر ڈالنے کی روشنی اُس وقت تک قایم رکہی تہی جبکہ جہاز چل رہا تہا -
(۳) نہین -
(۴) ہان -
(۵) اگر مناسب پہرہ رکہا جاتا تو حادثہ وقوع مین نہ آتا یا اُسکا اثر بہت کمزور ہو جاتا - ہماری رائے مین کشتی کا مالک مجاز نہ تہا کہ اُسکو بلا کسی قابل شخص کی حفاظت کے چہوڑ کر چلا جاتا -
(۶) اُسے چاہیئے تہا کہ جب پنچی اسقدر نزدیک آگیا تہا تو زنجیر کو ڈہیلا کرتا -
اِس شہادت پر فاضل ریکارڈر نے فیصلہ بحق ریسپانڈنٹان بربنائے دعوے بالمقابل کے صادر کیا -
حکام پریوی کونسل اولاً پنچی کے طریق عمل پر غور کرینگے - اِس امر کے متعلق سوال نہین ہو سکتا کہ میری نے لنگر ڈالا ہوا تہا اور مناسب روشنی دے رہی تہی اور کہ پنچی نے اُسکی روشنی کو قبل حادثہ کے بہت عرصہ پہلے اور بہت دور سے دیکہا تہا اور داہنے طرف کو اِس غرض سے پہر گئے تہے تاکہ وہ دو جہازونکے درمیان ہوکر گذرے حادثہ وقوع مین آیا تہا جب ایک چلتا ہوا جہاز ایک لنگر ڈالے ہوئے جہاز سے جس مین

سنہ ۱۸۹۹ع
میونگم کمپنی
بنام
برٹش انڈیا سٹیم
نیویگیشن کمپنی

بیان یہ کیا گیا ہے کہ میری نے ایک نہایت نامناسب موقعہ پر لنگر ڈالا تہا لیکن حکام موصوف کی رائے مین
یہ الزام قایم نہین رہ سکتا - کوئی قاعدہ ایسا موجود نہین ہے جسکے روسے کوئی خاص موقعہ جہازون کے لنگر ڈالنے کے
واسطے دریا کے اُس حصہ مین مقرر کیا گیا ہو - اور حکام موصوف کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ نہ تو یہ ملحوظ ہی ہے اور نہ قرین قیاس
کہ وہ جہاز جسکے پاس میری نے لنگر ڈالا تہا باعث جہاز تہا اور نہ بلحاظ اُس مقام کے جو میری نے بمقابلہ اُس
جہاز کے اختیار کیا تہا کوئی قصور اُسپر عاید ہو سکتا ہے - دوسرے امر کے متعلق اسسٹنٹ پورٹ افسر کی شہادت
حکام موصوف کی رائے مین قطعی معلوم ہوتی ہے - یہ بہی بحث کیگئی ہے کہ میری پر پوری احتیاط پہرہ کی نہ
کیگئی تہی جہانتک کہ اِس الزام نے اِس بیان کی صورت اختیار کی ہے کہ کوئی شخص پہرہ پر موجود نہ تہا یا کہ
کوئی مناسب شخص اُسکا مہتمم نہ تہا حکام موصوف کی رائے مین دعوے ثابت کردہ سے لازم نہین پڑتا -
حکام موصوف کی رائے مین یہ قرار دینا مناسب نہین ہے کہ کپتان پر بالضرور یہ الزام لگانا چاہئے کہ وہ
اپنے جہاز کو لنگر ڈالکر دوسرے جہاز پر چلا گیا تہا اور وہ کوئی وجہ اِس شک کے کرنیکی نہین دیکہتے کہ وہ شخص
جسکو اہتمام دیا گیا تہا ایک پہرہ دار کے فرائض کی تعمیل کرنیکا مجاز تہا -

واقعات نسبت میری کے فعل کے مختصراً یہ معلوم ہوتے ہین کہ قبل حادثہ کے [illegible] پہنچنے
قریب پہنچنے کے میری کے کپتان نے جو اُسوقت اپنے جہاز سے بہت فاصلہ پر تہا حکم دیا تہا کہ لنگر کا زنجیر
کہینچا جائے اور ایسا ہی کیا گیا تہا اِس فعل سے میری پیچہے آگے کیطرف قریباً ۵ فٹ کے اور پہر پیچہے کو لوٹا
اور اگر لنگر کا زنجیر پہلے ہی ڈہیلا کیا جاتا تو حادثہ کے وقوع مین آنے سے اُسکو اسقدر نقصان نہ پہنچتا -

حکام موصوف کو کوئی شبہ نہین ہے کہ ایک جہاز کے لنگر ڈالنے کی صورت مین یہ فرض اُسپر عاید
ہوتا ہے کہ ایک شخص برابر پہرہ پر کہڑا رہے اور اُسکا فرض ہے کہ معلوم کرے کہ آیا لنگر ڈالنے کی
روشنی درست طور پر جلتی ہے اور نیز یہ کہ ہر ایک امر حادثہ کے روکنے کے متعلق اپنے امکان کے مطابق
کرے - بہت سے ایسے امور بلا شبہ طور پر کئے گئے تہے اور یہ بہی ضروری ہے کہ کسی امداد کا مطالبہ بروقت
ضرورت کے کیا جائے - مقدمہ دی کلیرا (۱) منفصلہ عدالت عالیہ ممالک متحدہ جسپر ذولعلم وکیل ریسپانڈنٹ
نے انحصار کیا ہے اُسمین مطابق رائے حکام موصوف کے سوائے اصول مذکور کے تسلیم کرنیکے اور کچہہ فیصلہ

---

(۱) اوہیو جلد ۱۲ صفحہ ۲ -

میری ہاک کمپنی بنام برٹش انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی

نہین کیا گیا معلوم یہ ہوگا کہ عدالت عالیہ کو بطریق اپیل کے ایک اختیار سماعت حاصل ہے جو سوالات قانونی مندرجہ مسل کے فیصل کرنے تک محدود ہین۔ عدالت ماتحت نے بطور امر واقعہ کے قرار دیا تہا کہ دعیکا جہاز جولیا نیول جو جارا کے ساتھہ ٹکرایا تہا ناجائز طور پر لنگر ڈالے کہڑا تہا اور اُسپر کوئی پہرہ نہ تہا اور طوفان بڑہتا جاتا تہا اور وہ اُسوقت شروع ہوا تہا جبکہ جارا نے لنگر ڈالا تہا اور وہ ایک عظیم طوفان برف کا تہا اور اگر جولیا نیول پر کافی پہرہ ہوتا تو حادثہ وقوعین نہ آتا اور کہ جارا کا انتظام درست تہا اور کافی روشنی اُسپر موجود تہی اور عدالت ماتحت نے قرار دیا تہا کہ پہرہ کا جہاز پر نہ رکہنا حادثہ مذکور کا باعث تہا۔ رپورٹ سے یہ معلوم نہین کیا جاسکتا اور نہ اِسکے بیان کرنیکی چندان ضرورت تہی کہ حادثہ سے بچنے کے واسطے کونسا خاص طریق جولیا نیول کو اختیار کرنا چاہیئے تہا۔ کیونکہ صرف سوالات قانونی پر غور کرنا ضروری تہا۔ عدالت عالیہ نے یہ قرار دیا تہا کہ صرف جولیا نیول الزام کا مستحق ہے لیکن فیصلہ مذکور سے کوئی امداد تحقیقات حالیہ نہین ملتی۔ کیونکہ وہ اِس قیاس پر مبنی ہے کہ غفلت عملین آئی تہی جیسی کہ صورت حال ہے اور صرف غفلت ہی ایک امر زیر تنقیح ہے۔

مگر نہ صرف عام ذمہ نسبت حفاظت لنگر کے اُن سوالات کے فیصل کرنیکے واسطے ناکافی ہے جو مقدمہ حالیہ اُٹھائے گئے ہین بلکہ اگر یہ تسلیم بہی کیا جائے کہ شخص مہتمم غلطی پر تہا تاہم دیگر سوالات پیدا ہوتے ہین۔ اِس امر پر غور کیا جانا چاہیئے کہ آیا اگر وہ طریق جو سب سے بہتر بیان کیا گیا ہے اختیار کیا جاتا تو نتیجہ حادثہ مین بہت خلل واقعہ ہوتا۔ اور حکام پریوی کونسل کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ اِس امر کا قیاس کرنیکی کوئی وجہ موجود نہین کہ اگر زنجیر ڈہیلا کیا جاتا جبکہ اُسکے ڈہیلا کرنیکا موقعہ تہا تو حادثہ وقوع مین نہ آتا یا اُسکا اثر بہت کم ہوتا لیکن خواہ یہ امر اُس سے زیادہ مشتبہ ہو جسقدر کہ حکام موصوف کی رائے مین وہ ہے تاہم ایک اور اہم امر باقی رہجاتا ہے ایک مجاز جہاز ران جیسا کہ حکام موصوف کو مشورہ دیا گیا ہے مجاز تہا کہ آخری وقت تک یہ قیاس کرتا کہ نہ پہنچی اُسکے پاس سے ہوکر گذر جائیگا اور جہانتک مناسب طور سے ممکن ہوسکتا تہا پہنچی اُسکے پیچہے سے

سنہ ۱۸۷۶ء
میری کاملک کمپنی
بنام
برٹش انڈیا اسٹیم
نیویگیشن کمپنی

گئے جائینگا نہ کہ وہ امداد نہ کر سکتا تہا بلکہ اپنے جہاز کو اوٹہانیسے وہ حادثہ کو زیادہ تر سخت بنادیا۔
پس کلیۃً بباعث غلط طریق مینیجی کے وہ نہایت مشکل مین تہا جس مین ایک فوراً چارہ نہ ہوسکتا
تہا۔ جیساکہ عدالت ہٰذا اور دیگر عدالتہا ئے نے قرار دیا ہے وہ مناسب معاوضہ کے دلاپانیکا مستحق
اُس فعل کے باعث ہوگیا تہا جسکے کرنے کا اُسنے فیصلا کیا تہا گو بعد مین یہ معلوم بہی ہوجائے کہ ایسا
طریق سب سے اچہا طریق نہ تہا۔

رسپانڈنٹان کے وکیل نے یہ ظاہر کیا ہے کہ کپتان میری کا یہ حکم کہ زنجیر کہینچا جاے بلا حوالہ
مینیجی کے پہنچنے کے دیا گیا تہا قبل اِسکے کہ کوئی خطرہ حادثہ کا تہا اور محض اسوجہ سے کہ جہاز اُس کشتی
کے قریب آجائے جسمین وہ خود تہا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے حکام موصوف کی رائے مین دراصل
ایسا نہ کیا گیا تہا لیکن اگر ایسا ہی تہا تاہم یہ امر نہایت اغلب ہے کہ میری نے بروقت ٹکرانے
کے لنگر کہینچا ہوا تہا۔ اور اگر وہ دراصل چل رہا تہا تو زنجیر کے چہوڑدینے سے کچہہ فائدہ
نہ ہوسکتا تہا۔

اِن وجوہات کے باعث حکام پریوی کونسل کی یہ رائے ہے کہ صرف مینیجی ہی حادثہ کے وقوع
مین آنیکا ذمہ وار تہا۔

حکام موصوف نہایت عجز سے ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ عدالت ریکارڈ
کا فیصلہ منسوخ کیا جانا چاہیئے اور فیصلہ بحق اپیلانٹان بربنائے دعوائے اور بالمقابل دعوائے کے
کیا جاکر مقدمہ اِس غرض سے واپس بہیجا جانا چاہیئے کہ ہرجانۂ واجب الادا بحق اپیلانٹان معلوم کیا
جائے۔ رسپانڈنٹان کو چاہیئے کہ اپیلانٹان کا خرچہ اپیل ہٰذا اور خرچہ دعوائے و دعوائے بالمقابل
بعدالت ماتحت ادا کرین۔

اپیل منظور کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹان:۔ میسرز لیٹے اینڈ ہارٹ۔
سالسٹران منجانب رسپانڈنٹان:۔ میسرز والٹن جانسن بب اینڈ واٹن۔

استصواب فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و ولکنس صاحب جسٹس

جی بنبو (مستغیث) **بنام** ڈبلیو بنبو (مدعاعلیہ)

عدالت فوجداری کا حکم دربارہ کفاف کے - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ع) دفعات ۴۸۸ و ۱۷۷ استغاثہ منجانب زوجہ بخلاف شوہر بغرض حصول کفاف - اجراء سمن - پریزیڈنسی مجسٹریٹ کا اختیار سماعت -

اگر ایک شخص اپنی زوجہ کے کفاف ادا کرنے میں غفلت یا اس سے انکار کرے تو مناسب عدالت واسطے سماعت کرنے استغاثہ زوجہ کے وہ عدالت ہے جسکے حدود اختیار کے اندر اُسکا شوہر رہتا ہو -

استصواب منجانب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ زیر دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری - واقعات مقدمہ ہذا اور وہ سوال جسکا استصواب ہائیکورٹ کی اظہار رائے کے واسطے کیا گیا ہے ذیل کی چٹھی استصوابی سے ظاہر ہوتے ہیں :-

"صورت حال میں شوہر آسنسل میں رہتا ہے اور اُسکی زوجہ کلکتہ میں رہتی ہے -

یہ سوال فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا میں ایک سمن شوہر کے نام اس غرض سے جاری کر سکتا ہوں کہ وہ میری عدالت میں حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرے کہ کیوں اُسے اپنی زوجہ کو کفاف ادا کرنا چاہیئے - یہ ایک سوال اختیار سماعت کے متعلق ہے :-

"واضعان قانون نے یہ منشا ظاہر نہیں کیا کہ ایک مجسٹریٹ اپنے اختیار سماعت کا استعمال اُن تمیز یا باہر کرے جسکے اندر وہ گورنمنٹ کیطرف سے مقرر کیا گیا ہو اور مجموعہ میں بذریعہ دفعہ ۱۷۷ کے ایک اہم اصول یہ درج کیا گیا ہے کہ ایک عدالت کا اختیار سماعت دربارہ تحقیقات ایسے جرم کے جسکی تعریف دفعہ ۴ مجموعہ مذکور میں کیگئی ہے اُس مقام تک محدود ہے جسمیں جرم مذکور کا ارتکاب ہوا ہو +

یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کفاف کا ادا نہ کرنا حسب منشاء دفعہ ۴ ایک جرم کہلا سکتا ہے جہانتک کوئی حکم ادائگی کفاف موجود نہو کیونکہ فرض مذکور کی عدم تکمیل کے نتائج کوئی تعزیر شامل نہیں کیگئی - تعزیر مذکور صرف زیر دفعہ ۴۸۸ پیدا ہوتی ہے اگر ایک شوہر ادائگی کفاف سے انکار کرے بعد اسکے کہ ایک حکم اُسکے برخلاف ایسا کرنیکے واسطے صادر ہوا ہو - مجسٹریٹ کے حکم ادائگی کفاف کی تعمیل نہ کرنا جرم ہے لیکن صورت اولذکر میں ادائگی کفاف سے انکار کرنے میں کوئی تعزیر ملحق نہیں ہے - ایسا انکار ایک ایسا ترک فرض ہے جسکی وجہ سے زوجہ کو استحقاق سمن حاصل ہوتا ہے - عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور اُس صورت میں اُسکو حصول کفاف کا استحقاق اُسکے گھر میں حاصل ہوتا ہے - اسلئے پہلا حکمنامہ واسطے طلبی شوہر کے بغرض ادائگی کفاف یعنی زوجہ اُس ضلع میں صادر ہونا چاہیئے جسمیں فرض مذکور کی تعمیل بادی النظر میں کیجانی چاہیئے یعنے جس ضلع میں کہ شوہر رہتا ہو میری یہ رائے نہیں ہے کہ فرض مذکور اور استحقاق ملزوم کسی ایسے امر سے تبدیل ہو سکتے ہیں جسکا ذکر زوجہ نے یکطرفہ بر وقت درخواست سمن کے کیا ہو +

* استصواب فوجداری نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۶ع منجانب ٹی اے پیرسن صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ مصدرہ ۴ مئی سنہ ۱۸۹۶ع

۱۹۰۷ء
جمی نمبو
بنام
ڈبلیو بلیو

بہت سے مقدمات اس سوال کے متعلق موجود ہیں جنمیں سے ایک معاملہ درخواست فخرالدین (۱) منفصلہ ججان بمبئی ہائیکورٹ سے جمین قرار دیا گیا ہے کہ درخواست بمن دفعہ نفقہ کے اس ضلع مین کیجانی چاہیئے جہان شوہر رہتا ہو۔ فاضل ججان مذکور نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ الفاظ دفعہ ۴۸۸ مین اس مجسٹریٹ کا ذکر صرف بطور ایسے مجسٹریٹ کے کیا گیا ہے جسکے کہ اختیار سماعت کے اندر وہ شخص رہتا ہو جسکے کہ برخلاف استغاثہ کیا گیا ہو۔ جسے اختیار سماعت حاصل ہے اور انہون نے اپنی آراء کی تائید بڑے دلائل مصلحت عیاں کرکے کی ہے۔

برخلاف اسکے الہ آباد ہائیکورٹ کا ایک فیصلہ معاملہ درخواست ڈی کیسٹر (۲) ہے جسمین مختلف رائے اختیار کیگئی ہے لیکن وہ ایک تنہا جج کا فیصلہ ہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ درخواست صورت حالیہ میں ایسے طریق پر رتیب دی گئی کہ وہ واقعات مقدمہ الہ آباد محولہ بالا کی ذیل مین آتی ہے۔ اور مقدمہ الہ آباد مین فاضل جج ناکس صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بیرونی واقعات مقدمہ کے زوجہ کو استحقاق واسطے تمیز کرنے خود اپنی جائے رہائش کے حاصل تھا اور بمن کی درخواست اس عدالت مین کرنیکا جسکے کہ حدود اختیار کے اندر وہ رہتی تھی۔ اور فاضل جج نے مقدمہ معاملہ ناڈ (۳) کا حوالہ بتائید رائے مذکور کے دیا تھا۔ فیصلہ معاملہ ناڈ کوئی اہم سند نہین ہے کیونکہ رپورٹ مین کوئی دلائل بیان نہین کی گئین۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ معاملات پیدا نہوئے تھے جنکا ذکر بمبئی ہائیکورٹ نے مقدمہ محولہ بالا مین کیا ہے۔

میں اس رائے کی پیروی کرنیکو تیار ہون (جیسا کہ عموماً پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالتہائے کا طریق عمل رہا ہے) جو فاضل ججان ہائیکورٹ بمبئی نے اختیار کی ہے اور اسکو تنہا فاضل جج الہ آباد ہائیکورٹ کے فیصلہ پر ترجیح دیتا ہون لیکن چونکہ معاملہ کسیقدر مشکل ہے اور ایسا معاملہ ہے کہ اسکے متعلق کسی خاص فیصلہ پریزیڈنسی کا موجود ہونا ضروری ہے اور جہانتک مجھے معلوم ہے کوئی فیصلہ اس امر کے متعلق کلکتہ ہائیکورٹ کا موجود نہین اسلئے مین فاضل ججان ہائیکورٹ کے پاس اس سوال کا استصواب کرتا ہون کہ آیا عدالت ہذا یا عدالت سنل ایک ایسی عدالت ہے جسے سمن متدعیہ جاری کرنا چاہیئے "

تجویز ہائیکورٹ (گھوس صاحب و ڈلکس صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:-

ہماری یہ رائے ہے کہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے اس معاملہ مین درست رائے اختیار کی ہے جیسا کہ ویسٹ صاحب جسٹس نے معاملہ درخواست فخرالدین (۱) مین رائے ظاہر کی ہے "عورت کا یہ فرض ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھ رہے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۰۔

(۲) " " الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۸۔

(۳) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۲۲۳۔

اور اُسکا استحقاق ملزوم یہ ہے کہ اُسکو شوہر کے گھر کے اندر گذارہ دیا جائے ۔ اور جب شوہر اپنے فرض کی تعمیل سے قاصر ہے تو مناسب عدالت واسطے سماعت استغاثہ زوجہ کے وہ عدالت ہے جسکے کہ حدود اختیار کے اندر شوہر رہتا ہو ۔ عبارت دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری اس رائے کی تائید مین ہے ۔ اور ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اصول جو تابع دفعہ ۱۷۷ مجموعہ مذکور کے ہے مقدمہ ہذا سے متعلق کیا جائے تو استغاثہ کے متعلق اُس عدالت سے تحقیقات کیجانی چاہیئے جسکے کہ اختیار سماعت کے حدود مقامی کے اندر شوہر نے اپنی زوجہ کو گذارہ دینے سے انکار کیا ہو مسل معہ اس اظہار رائے کے واپس بھیجی جائے ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس اوکنلی صاحب جج اور پریٹ صاحب جج

گرلش چندر سمال (مدعاعلیہ) بنام دوارکا ناتھ دندا وغیرہ (مدعیان)

فریقین ۔ ایزادی فریقین نالش مین ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۳۲ ۔ عدالت ایزاد کنندہ مدعاعلیہ ۔ میعاد ۔

کوئی سوال میعاد اُس صورت مین پیدا نہین ہوتا جہان عدالت خود اپنی تحریک سے زیر دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک فریق مدعاعلیہ کو نالش مین ایزاد کرے ۔ اورینٹل بنک کا رپوریشن بنام چیرپل (۱) کی پیروی کیگئی ۔

نالش ہذا واسطے دلا پانے رقم واجب الادا بر بنائے رہن نامہ مورخہ ۲۴ چیتھ سنہ ۱۲۸۸ (۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۱ع) کے دائر کی گئی تھی ۵ ۲ بیساکھ سنہ ۱۲۹۴ (۷ مئی سنہ ۱۸۸۷ع) کو اپیلانٹ مدعاعلیہ نمبر ۷ نے ایک رہن انتفاعی استحقاق انفکاک راہنان جائداد مرہونہ اور چند دیگر جائدادہائے کے متعلق حاصل کیا ۔ بروقت اجراے نالش کے وہ فریق نہ بنایا گیا تھا لیکن وہ بروئے ایک حکم عدالت زیر دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایزاد کیا گیا تھا ۔ اُسنے ایک تحریری جوابدعوے میں عذر داخل کیا کہ نالش زائد المیعاد ہے منصف نے عذر مذکور کو منظور کرکے نالش کو مدعاعلیہ مذکور کے برخلاف خارج کیا اور نیز مدعاعلیہ نمبر ۶ کے برخلاف جو ناجائز طور پر فریق مقدمہ بنایا گیا تھا لیکن اُسنے اُنکی ڈگری بخلاف دیگر مدعاعلیہم کے صادر کی

اپیل از ڈگری اپیلی نمبر ۵۴۸ سنہ ۱۸۹۵ع بابت حکم بابو راجندر کمار بوس سب آرڈینیٹ جج مدناپور مصدرہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۴ع مشعر ترمیم فیصلہ بابو دینبندھو موہن سین منصف کونٹائی مصدرہ ۱۸ فروری سنہ ۱۸۹۴ع

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۲ ۔

گریش چندر
بنام
دوارکا ناتھ

بمطابق اپیل بعدالت سبارڈینیٹ جج ڈگری مذکور کی ترمیم کیگئی تھی سبارڈینیٹ جج مذکور نے یہ قرار دیا تھا کہ نالش زاید المیعاد تھی کیونکہ دیگر مدعا علیہم نے ایک تمسک مورخہ ۲۹ آسن سمت ۱۲۹۲ (۱۳ اکتوبر ۱۸۹۵) مین قرضہ کو تسلیم کیا ہے اور کہ مدعیان اُس تاریخ سے میعاد کو شمار کرنیکے مستحق ہین ـ

مدعا علیہ نمبر ۷ نے اپیل کیا ـ

بابو جگت چندر بنرجی منجانب اپیلانٹ ـ

مسٹر ایچ ای منڈیز منجانب ریسپانڈنٹ ـ

تجویز عدالت (اونکلی صاحب و ہل صاحب ججان) حسب ذیل ہے :-

نالش ہذا واسطے ولاپانے ایک رقم واجب الادا بربنائے رہن نامہ ۱۲ جیٹھ سمت ۱۲۸۹ کے دائر کیگئی ہے اور صرف ایک ہی امر زیر اپیل مدعا علیہ نمبر ۷ کے متعلق ہے جو استحقاق انفکاک کا رہن کو بعد رہن بحق مدعیان کے ہوا تھا ـ مدعا علیہ مذکور ابتداءً شامل مسل نہ تھا لیکن وہ دوران نالش مین عدالت اوّل کیطرف سے زیر دفعہ ۳۲ مجموعہ مذکور ایزاد کیا گیا تھا ـ

مقدمہ اورنٹیل بنک کارپوریشن بنام جیبریل (۱) مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ جہان عدالت ایک اطلاع کے دیئے جانے پر ایسے فریق کو ایزاد کرے جسکو وہ نالش کے فیصل کرنیکے واسطے ضروری سمجھے تو کوئی سوال میعاد پیدا نہین ہوسکتا ـ

مدعا علیہ نمبر ۷ صورت حالمین بروئے ایکٹ انتقال جائداد کے ایک ضروری فریق واسطے انفصال نالش کے تھا ـ اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ کوئی سوال میعاد پیدا نہین ہوتا اور رہن زیر بحث بخلاف مدعا علیہ نمبر ۷ کے اور نیز بخلاف دیگر مدعا علیہم کے سوائے مدعا علیہ نمبر ۱ کے موثر کیا جانا چاہیئے ـ

اسلئے اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے ـ

اپیل خارج کیا گیا ـ

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۲ ـ

باجلاس ریمپنی صاحب جسٹس و سٹیونس صاحب جسٹس

۱۸۹۷ء
۱۰ مئی

اسیکا پرشاد (مدعی) بنام چودھری کیشری سہائے وغیرہ (مدعا علیہم)*

استحقاق دخیلکاری - انتقال استحقاق - نالش واسطے درج رجسٹر کرانے نام کے سررشتۂ مالک اراضی مین -

استحقاق اجرائے نالش - نوٹس - ایکٹ مزارعان (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۷۳ -

بروئے ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) کے ایک رعیت کے مقبوضہ کا منتقل الیہ جسکا استحقاق دخیلکاری قابل انتقال بروئے رواج کے ہے ایک نالش اس غرض سے رجوع نہین کر سکتا کہ اسکا نام سررشتۂ مالک اراضی مین درج رجسٹر کیا جائے اور اسکے بائع کا نام خارج کیا جائے -

یہ استقرار کہ منتقل الیہ مذکور پر بحیثیت مزارع حقیت کے لگان کا ذمہ دار ہے تعمیل سمن مقرر کردہ بروئے دفعہ ۷۳ ایکٹ مذکور کے ساتھ حاصل نہین کیا جا سکتا -

مدعی نے صورت حالمین بیان کیا تہا کہ بعض جوتی گزشتہ کاشت مع استحقاق انتقال کے مدعا علیہ نمبر ۳ کے قبضہ مین تابع مالکان اراضی مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ کے تہی - اور کہ مدعا علیہ نمبر ۳ نے اسکو مدعی کے پاس بروئے ایک رجسٹری شدہ دستاویز بیع مورخہ ۲ اگست سنہ ۱۸۸۹ء کے بیع کیا تہا اور اسکا قبضہ اسکے حوالہ کیا تہا اور کہ ماہ جیٹھ (مئی) سنہ ۱۸۹۰ء مین اسنے درخواست کی کہ مالکان اراضی کے سررشتہ مین اسکا نام بجائے اسکے بائع کے نام کے درج رجسٹر کیا جائے اور اسنے بیان کیا کہ وہ ایک سال کا لگان اور سلامی ادا کریگا اور گو مدعا علیہ نمبر ۲ نے سلامی اور لگان وصول کر لئے ہین تاہم مدعا علیہ نمبر ۱ نے انکے لینے سے انکار کیا ہے اور کہ ایک نالش بکقان لگان مدعا علیہ نمبر ۱ نے بخلاف مدعا علیہ نمبر ۳ کے دائر کی ہے جسمین مدعی زر ڈگری کے داخل عدالت کرنے پر مجبور کیا گیا تہا اور اسکی استدعا دربارہ فریق نالش بنائے جانیکے نامنظور کی گئی تہی چنانچہ مدعی نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی کہ وہ مستحق اپنا نام درج رجسٹر کرانیکا سررشتۂ مدعا علیہ نمبر ۱ مین ہے - عدالتہائے ماتحت نے حقیت مذکور کو بروئے رواج کے قابل انتقال قرار دیا لیکن انہون نے قرار دیا کہ مدعی اپنا استحقاق بذریعہ خرید کے ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے اور انہون نے نالش کو خارج کیا ہے -

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۶۱ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری بی سی جیمبرس صاحب ڈسٹرکٹ جج آرہ مصدرہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی حکم بابو چندر کمار رائے منصف ضلع مذکور مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء -

اسبیکا پرشاد
بنام
کیتری سہاے

مولوی محمد یوسف (از طرف مسٹر گریگوری) و بابو رگھونندن پرشاد منجانب اپیلانٹ -
بابو سالگرام سنگھ و بابو مہابیر سہائے منجانب رسپانڈنٹان -
تجویز ہائیکورٹ ریمپنی صاحب و سٹیونس صاحب جٹسان حسب ذیل ہے :-

ریمپنی صاحب جٹس :- نالش ہذا اس شخص نے جو بیان کرتا ہے کہ وہ ایک مقبوضہ دخیلکاری کا منقولہ الیہ بخلاف مالک جوت کے دائر کی ہے جو اس امر کے استقرار کا مستدعی ہے کہ وہ اپنا نام سرشتہ مدعاعلیہ نمبر ۱ مین درج رجسٹر کرالئے اور مدعاعلیہ نمبر ۳ اپنے بائع کے نام کے خارج کرانیکا مستحق ہے -
عدالتہائے ماتحت نے واقعات مقدمہ پر غور کر کے نالش کو اسوجہ سے خارج کیا ہے کہ مدعی نے اپنی جوت زیر بحث کی خرید کو بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۳ کے ثابت نہین کیا -
صرف ایک ہی امر جو مدعی کے حق مین ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ جوت مذکور قابل انتقال ہے - اب مدعی نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے اور وہ عدالت ماتحت کی قرارداد کی تردید کرتا ہے - مگر ہماری رائے مین یہ ضروری نہین ہے کہ واقعات مقدمہ ہذا پر غور کیا جائے کیونکہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ نالش بروئے احکام ایکٹ مزارعان بنگال کے چل نہین سکتی - مدعی بروئے خود اپنے بیان کے ایک رعیت دخیلکار ہے وہ ایک مستقل حقیت کا قابض نہین ہے اور نہ وہ ایک مزارعہ بشرح مقررہ ہے بلکہ صرف ایک رعیت معہ استحقاق دخیلکاری کے ہے جسکو عدالت اپیل ماتحت نے قابل انتقال قرار دیا ہے -
ان واقعات کی موجودگی مین ہماری یہ رائے ہے کہ وہ دادرسی مستدعیہ کا مستحق نہین ہے یعنے وہ اپنا نام سرشتہ مالک اراضی مین درج رجسٹر نہین کرا سکتا اور نہ مدعاعلیہ نمبر ۳ کے نام کو خارج کرا سکتا ہے -
بظاہر عدالتہائے ماتحت نے اس امر واقعہ کو نظر انداز کیا ہے کہ ایسی نالش بروئے ایکٹ مزارعان بنگال کے چل نہین سکتی مالک اراضی کیواسطے یہ ضروری نہین ہے کہ اپنے مزارعان کا نام اپنے سرشتہ مین درج رجسٹر کرے - ایکٹ مذکور مین انتقال حقوق مستقل حقیت داران و رعیتان بشرح مقررہ کے اسمار کے درج رجسٹر کئے جانیکے متعلق حکم ہے - لیکن انتقال ہائے حقوق دخیلکاری اس طرح پر درج رجسٹر نہین کئے جاتے اور نہ کوئی ایسا حکم قانونی موجود ہے جسکے بروسے

سنہ ۱۸۹۶ع
امبیکا پرشاد
بنام
کلکٹر شاہ آباد

وہ مالک اراضی کے سررشتہ مین درج رجسٹر کیئے جاسکتے ہون ۔ جب حقوق دخیلکاری قابل انتقال بروئے رواج منتقل کیئے گئے ہون تو بلاشبہ طور پر منتقل الیہم زیر ایکٹ دادرسی خاص اس امر کے استقرار کی نالش کرسکتے ہین کہ انہون نے بعض حقوق حاصل کئے ہین لیکن یہ امر صریح ہے کہ اگر ایسی نالش کی غرض نالش حال کیطرح اس امر کے استقرار کی ہو کہ سابقہ مزارعہ اب لگان کا ذمہ وار نہین ہے اور منتقل الیہ اب مالک اراضی کا ذمہ وار ہے تو ایسا استقرار بلا تعمیل نوٹس زیر دفعہ ۱۳ کے حاصل نہین کیا جاسکتا ۔ مقدمہ حالیہ مین یہ بیان نہین کیا گیا کہ کسی ایسے نوٹس کی تعمیل کیگئی تھی اور یہ ایک وجہ نالش ہذا کے خارج کئے جانیکی معلوم ہوتی ہے ۔ خواہ یہ امر کسیطرح پر ہو یہ امر صریح ہے کہ مقدمہ اسوجہ پر خارج کیا جانا چاہیئے کہ نالش بروئے احکام قانون موجودہ کے چل نہین سکتی ۔

اسلئے ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین ۔

اپیل خارج کیا گیا ۔

باجلاس آنریبل صاحب جسٹس گھوش صاحب جسٹس ٹ

سنہ ۱۸۹۶ع
۲۷ مئی و ۲۰ جون

ستچیتانند مہاپتر (مدعی) **بنام** بولارام گورائن وغیرہ (مدعاعلیہم) *

استحقاق اجراء نالش ۔ بیعنامہ میعادار ۔ نالش بیعیات ۔ مالک مرتہن لہٗ ۔ فریقین ۔ ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۸۵ ۔

ایک نالش بیعیات اس شخص کیطرف سے بھی رجوع کیجاسکتی ہے جسکا ذکر رہن نامہ مین بطور مرتہن کے کیا گیا ہو گو وہ دراصل شخص مرتہن لہٗ کا بیعنامہ میعادار ہو اور ایسی نالش اسوجہ پر خارج نہ کیجانی چاہیئے کہ شخص مذکور بطور فریق کے شامل نہین کیا گیا ۔

نالش بیعیات و قبضہ اراضیات مرہونہ حال برئے رہن کٹ قبالہ کے دائر کیگئی تھی ۔ مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا تھا کہ مدعی صرف بیعنامہ میعادار اپنے دادا کا ہے جسنے روپیہ ادا کیا تھا اور جو دراصل مرتہن لہٗ تھا اور کہ مدعی اجراء نالش کا مجاز نہین اور کہ انہون نے کامل رقم زر رہن کی حاصل نہکی تھی ۔

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۹۵ع بنا راضی فیصلہ بابو کدار ناتھ موزمدر سبارڈینیٹ جج مان بھوم مصدرہ ۱۵ جون سنہ ۱۸۹۴ع متغیر بحالی فیصلہ بابو سوشی بھوشن چیٹرجی منصف پرولیا مورخہ ۸ جنوری سنہ ۱۸۹۹ع

سنہ ۱۸۹۶ء

سیتا ناتھ مہاپتر
بنام
بولارام گورین

ہردو عدالتہائے ماتحت نے قرار دیا ہے کہ مدعی صرف بینامیدار تہا اور گو وہ اجرائے نالش کا مجاز تہا
مدعی نے اپیل کیا۔

بابو دوارکا ناتہہ چکرورتی منجانب اپیلانٹ۔

بابو جوگیش چندر دے منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت راونکلی صاحب و پل صاحب ججسان حسب ذیل ہے

نالش ہذا واسطے تعیات اور حصول قبضہ اراضی مرہونہ کے دائر کیگئی ہے۔ مدعاعلیہم کا جواب یہ تہا کہ گو رہن نامہ مدعی کے نام سے لکہا گیا تہا تاہم روپیہ بسوناتہہ مصر کا روپیہ تہا جو مدعیکا دادا ہے۔ انہوں نے یہ بہی بیان کیا کہ بالورام گورائین تحریر کنندہ رہن مذکور نے بابت رقم در رہن کی حاصل نہ کی تہی۔ ہردو عدالت ہائے ماتحت نے قرار دیا ہے کہ بسوناتہہ مصر مالک اصلی تہا اور کہ مدعی جسکے کہ نام سے رہن نامہ کا تحریر ہونا بیان کیا گیا ہے۔

ایک بالکل مشابہ مقدمہ میں یہی امر بغرض فیصلہ عدالت ہذا کے روبرو پیش ہوا تہا اور فیصلہ یہ کیا گیا تہا کہ معاہدہ کی تکمیل اُن فریقہائے سے کیجانی چاہیئے جنکے کہ مابین وہ عمل میں آیا ہے اور نالش اسوجہ سے خارج نہ کی جانی چاہیئے کہ موتمن لہ بطور فریق کے شامل نہیں کیا گیا۔

خواہ بولارام گورائین نے روپیہ بسوناتہہ مصر سے حاصل کیا تہا یا نہ تاہم انتقال جائداد مرہونہ بذریعہ دستاویز کے بحق مدعیکے کیا گیا تہا۔ اور چونکہ معاہدہ بعوض بہتر زر بدل کے کیا گیا تہا ہماری یہ رائے ہے کہ مدعاعلیہم کو اجازت نہیں دیجا سکتی کہ وہ بیان کریں کہ شرائط دستاویز مذکور کل نادرست ہیں اور وہ شخص جس سے زر مذکور وصول کیا گیا تہا لیکن جسکے حق میں دستاویز بموجب شکے رو سے کوئی حق منتقل نہیں کیا گیا شامل کیا جانا چاہیئے۔

اسلئے ہم عدالتہائے ماتحت کی ڈگریات کو منسوخ کرکے مقدمہ کو واقعات پر فیصل کئے جانیکے لیئے واپس بہیجتے ہیں خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا۔

اپیل منظور ہوا مقدمہ واپس بہیجا گیا

باجلاس مسٹر جسٹس بنرجی صاحب جسٹس و مسٹر جسٹس ایکین صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۰ فروری

بہو بہا ترینی دیبیا و یک کس دیگر (مدعا علیہم) بنام بہاری لال سنیال (مدعی) وغیرہ (مدعا علیہم تتمہ)

وصیت — تشریح وصیت — تعبیر وصیت — ہبہ جائداد غیر منقولہ — ہبہ بحق بیوگان — استحقاق حین حیاتی — ایکٹ وراثت (۱۰ ایکٹ ۱۸۶۵ء) دفعہ ۸۲ — ایکٹ وصیت ہائے اہل ہنود (۲۱ ایکٹ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۲ — ہبہ۔

ایک ہندو موصی نے بارہ آنہ کا حصہ جائداد بحق اپنی دو زوجگان کے بذریعہ فقرہ دوم اپنی وصیت کے عطا کیا جو حسب ذیل ہے:—

"میری پہلی اور دوسری زوجگان مشترک طور پر بارہ آنہ کو حصہ جائداد متروکہ کی مستحق ہونگی اور داور سہ جو میری خالہ زاد برادر سان گ متوفی کے پسران ہیں اور جو آباواجداد کے وقت سے ہمارے ساتھ رہتے ہیں باقی حصص میں چار آنہ کی حصہ کے مستحق مطابق قواعد ذیل کے ہونگے" فقرہ چہارم حسب ذیل تھا۔ "اگر کوئی تنازعہ یا نا اتفاقی مابین میری زوجگان کے ہو یا اگر ان دونوں میں سے کسی ایک یا دونوں اور اوصیا متذکرہ صدر میں باہم تنازعہ ہو اور زوجگان مذکور یا انمیں سے ایک سے مکان ہائے موصی میں یا مطابق قواعد مذہب اہل ہنود کسی پاک مکان میں رہیں اور انکا چال چلن درست ہو تو انمیں سے ہرایک کو ماہانہ گذارہ مبلغ ... کے واسطے ملیگا لیکن بصورت دیگر وہ کامل طور پر اپنے استحقاق کو زائل کردینگی" فقرہ نہم میں یہ حکم تھا کہ کوئی شخص زوجگان مذکور کے یا ان کے پدران خاندان میں سے اور ... یا جائداد پر کسی استحقاق کے عملیں لانیکا مستحق نہوگا جو موصی چھوڑ گیا ہے۔ فقرہ پنجم میں موصی کے ہمشیرہ زادہ کی تعلیم کے متعلق حکم تہا۔ ہبہ بدیں مضمون تہا کہ جو کوئی شخص خلاف احکام وصیت کے عمل کرے وہ اپنے حقوق کو زائل کردیگا اور حسب ضابطہ دیگر وصیا کے نام منتقل ہونگے۔

بروئے شہادت کے یہ معلوم ہوتا تہا کہ ضبطی بروئے فقرہ چہارم وصیت مذکور کے مدعا علیہا کے حق میں عملیں آئی تہی جو چھوٹی بیوہ موصی کی تہی کیونکہ اُسنے شرط متعلق بہ جائے رہائش کی خلاف ورزی کی تہی۔

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۸۲ ایکٹ وراثت ہند (۱۰ ایکٹ ۱۸۶۵ء) مقدمہ سے متعلق ہوتی ہے جسمیں حسب ذیل حکم ہے: "جبکہ کوئی جائداد کسی شخص کو ہبہ کیجائے تو موہوب لہ اُس کل حق کا مستحق ہے جو موصی کو اُس جائداد میں حاصل ہو الا اسصورت میں کہ وصیت نامہ سے واضح ہو کہ موصی کا یہ منشا تہا کہ اُسکو حق محدود عطا کرے۔"

نیز تجویز ہوئی کہ وصیت کے رو سے صرف محدود حق بیوگان کو عطا کیا گیا تہا اور وصیت کے فقرہ دوم کی تعبیر اسطرح کیجانی چاہیئے کہ اُسکے رو سے بیوگان کو بطور مشترک مزارعان کے استحقاق حین حیاتی بارہ آنہ کے حصہ جائداد میں مع استحقاق پس ماندگی کے عطا کیا گیا تہا۔

فقرہ مندرجہ وصیت دربارہ سکونت کے جائز اور قابل پابندی تہا۔

مرافعہ اول از ڈگری ابتدائی نمبر ۱۱۱ سنہ ۱۸۹۵ء بنام ڈگری بابو کرشنا چندر داس سب آرڈینیٹ جج ضلع دیناج پور مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۶ع

بہوباتربنی دیبی
بنام
پیاری لال منڈل

نیز تجویز ہوئی کہ مدعی موصی کا بھتیجہ و نبادہ جو موصی کی وفات کے وقت موجود تہا جو اُسکی بیوگان کے بعد وارث بلا فصل قریب تر تہا برو دئیے وصیت کے جائداد کے حاصل کرنیکا مستحق تہا نہ کہ ورثائے استری دہن بڑی بیوہ موصی کے

واقعات مقدمہ ہذا کامل طور پر فیصلہ میں بیان کئے گئے ہین -

ڈاکٹر راش بہاری گہوش و بابو سرود اچرن متر و مولوی محمد حبیب اللہ و بابو ہرنچند بینرجی جانب اپیلانٹان -

بابو بہیروناتہ داس و بابو گولپ چندر سرکار و بابو مہیر پرشاد چٹرجی منجانب رسپانڈنٹان -

تجویز عدالت (بینرجی صاحب و رمپنی صاحب ججان) حسب ذیل ہے:-

نالش ہذا واسطے تعبیر وصیت جیندر ناتہ میترا کے اور واسطے استقرار اس امر کے کی گئی ہے کہ پیاری سندری اُسکی بڑی بیوہ کی وفات کے بعد وہ بارہ آنہ کا حصہ جائداد متروکہ برو دئیے وراثت کے مدعی کے نام جو اُسکا بھتیجہ و نبادہ ہے منتقل ہوا ہے اور نیز واسطے استقرار اس امر کے کہ مدعا علیہا نمبر ۱ ہوبہاتربنی موصی کی چھوٹی بیوہ نے اپنے جملہ حقوق متعلقہ جائداد شوہری زائل کر دئیے ہین اور کہ وہ ہبہ جو اُسنے بحق مدعا علیہ نمبر ۲ کیلاش چندر سرکار کے عطا کی ہے بمقابلہ مدعی کے غیر موثر ہے اور کہ مدعا علیہ نمبر ۱ بہر حال جائداد کے اہتمام کے قابل نہ ہو اور نیز نالش ہذا مین بعض جائداد مذکور کا قبضہ دلا پانے اور بعض جائداد مذکور کے قبضہ کی بحالی کی استدعا کیگئی ہے - وہ اہم بیانات امور واقعہ جنپر نالش مبنی رکہی گئی ہے یہ ہین کہ جیندر ناتہ میترا کی وفات پر اُسکی بیوہ پیاری سندری اور راد ہو سودہن چکرورتی نے اُسکی وصیت کا پروبیٹ حاصل کیا تہا اور وہ اُسکی جائداد کا اہتمام کرتے تہے اور کہ راد ہو سودہن چکرورتی اور پیاری سندری کی وفات پر مدعا علیہا نمبر ۱ نے جہیہات اہتمام ترکہ حاصل کی تہین اور کہ مدعا علیہا نمبر ۱ نے بباعث نااتفاقی شریک بیوہ اور وصی کے اپنے شوہر کے مکان رہائشی خاندانی کو چہوڑ دیا تہا اور وہ ایک بدچلن زندگی بسر کر رہی ہے اور اسلئے اُسکا استحقاق نسبت جائداد شوہر کے برو دئیے شرائط وصیت زائل ہوگیا ہے اور کہ بارہ آنہ کے حصہ جائداد موصی مین سے جسکا ہبہ بحق بیوگان کے کیا گیا تہا وہ چہہ آنہ کا حصہ جو پیاری سندری نے حاصل کیا تہا اُسکی وفات پر برو دئیے وراثت کے مدعی کے نام منتقل ہوا تہا اور وہ چہہ آنہ کا حصہ جو مدعا علیہا نمبر ۱ نے حاصل کیا تہا وہ بہی اُس کے حق مین بطور وراثت بزدیک تر ہونے کے اس وجہ سے منتقل ہوا کہ

بہوبا تری وغیرہ بنام پیاری لال بنیال

کہ بیوہ مذکور کے حقوق زائل ہوگئے ہین اور کہ ہبہ حصہ مذکور کی بابت جو مدعا علیہا نمبر ۱ مدعا علیہ نمبر ۲ کے حقمین عطا کی ہے ناجائز ہے ۔ درگا ناتہہ جکرتی مدعی نے ناتہہ جکرتی لیسران خالہ زاد و برادر زاد موصی جنہون نے چار آنہ کا حصہ بذریعہ وصیت کے حاصل کیا ہے ۔ مدعا علیہم نمبر ۳ و ۴ بنائے گئے ہین ۔
نالش کی تردید مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ کی ہے جنہون نے علیحدہ علیحدہ تحریری جواب داخل کئے ہین اور انکے جوابکا مضمون یہ ہے کہ بارہ آنہ کا حصہ جائداد جسکا بسبب حق وراثت بیوگان کے لیا گیا ہو مدعا علیہا نمبر ۱ کی تفویض مین آگیا ہے اور کہ مدعی کا یہ بیان کہ مدعا علیہا نمبر ۱ نے اپنے حقوق بلا وجہ منتقل کئے ہیں ۔۔۔ شریک بیوہ مدعی کے ساتھہ نا اتفاقی ہے اور اپنے مکان سکونتی کی رہائش چھوڑ دی ہے ۔۔۔ وہ پاکر امن نہین ملے پیا مادہ نادرست ہے اور کہ وہ ہبہ جو مدعا علیہ نمبر ۲ کے حق مین عطا کیا گیا ہے جائز ہے اور چونکہ ہبہ بضرورت جائز کے کیا گیا تہا اسلئے قابل پابندی ہے اور کہ مدعی موصی کی ہمشیرہ کا ولد الحلال لیسر نہین ہے اور اسلئے وارث بازگشت نزدیک تر نہین ۔

ان عذرات پر چند تنقیحات قائم کیگئی تہین اور عدالت ماتحت نے ان جملہ تنقیحات کا فیصلہ بحق مدعی کر کے اسکے حق مین ایک ڈگری حسب استدعا صادر کی ۔

ڈگری مذکور کی نارضی سے مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ نے اپیل ہذا رجوع کیا ہے اور انکیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے :-

اولاً کہ عدالت ماتحت نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ بیوگان موصی محدود جائداد حاصل کی تہی حالانکہ انکو یہ قرار دینا چاہیئے تہا کہ انہون نے بموجب وصیت کے کامل جائداد حاصل کی تہی ۔

ثانیاً یہ کہ عدالت ماتحت کو یہ قرار دینا چاہیئے تہا کہ بیوگان نے بطور مشترک مزارعان کے ہبہ حاصل کیا تہا اور کہ پیاری سندری کی وفات پر کل جائداد موہوبہ مدعا علیہا نمبر ۱ کے حقمین بذریعہ استحقاق پسماندگی کے منتقل ہوئی تہی ۔

ثالثاً یہ کہ گو انہون نے ہبہ کو بطور مزارعان مشترک کے ہی حاصل کیا تہا تاہم عدالت ماتحت کو یہ قرار دینا چاہیئے تہا کہ وہ حصہ جو پیاری سندری نے حاصل کیا تہا اسکی وفات پر اسکے استری دہانا کے نام منتقل ہوا تہا نہ کہ مدعی کے نام ۔

رابعاً یہ کہ عدالت ماتحت نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ مدعا علیہا نمبر ۱ نے اپنا استحقاق مندرجہ جائداد خود ہی منتقل کر دیا ہو ۔ حالانکہ اسے یہ قرار دینا چاہیئے تہا کہ فقرہ مندرجہ وصیت استحقاق یہ ضبطی کالعدم تہا

سنہ ۱۹۰۰ء
بہو اترینی دیبیا
بنام
پیاری لال سنیال

جایداد مذکور بلاکسی اختیار انتقال کے حاصل ہوئی ہے اور وہ جایداد جسکی نسبت انکو کوئی استحقاق انتقال حاصل نہین انکا
استری دھن [illegible] انکی کامل جایداد نہین بنا سکتی (ملاحظہ ہو دیباچہ کا باب دفعہ ۱۰۱ و ۱۹۱) [illegible] بوجہ انکی وفات سے
انکے شوہر کے وارثان کے نام منتقل ہونی چاہیئے (ملاحظہ ہو ڈائجسٹ کولبرک صاحب جلد ۲ صفحہ ۴۰۱ شرح اختلاف)
ازین اگر دفعہ ۲۰ ایکٹ وراثت ہند کی مقدمہ ہذا سے متعلق ہوتی ہے تو جب تک وصیت سے یہ ظاہر نہو کہ مجوزہ
استحقاق کے پیدا کرنے کا منشا تہا انکی نسبت یہ قرار دیا جائیگا کہ انہون نے کامل جایداد حاصل کی تہی۔

پس صرف ایک ہی وجہ جسپر ممکن طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دفعہ ۲۰ صورت حال سے متعلق نہین
ہوتی یہ ہے کہ آخری فقرہ دفعہ ۳ ایکٹ وصیت ہائے اہل ہنود کے رو سے وہ متعلق نہین ہو سکتی لیکن سوال یہ ہے
کہ آیا اسکے یہ معنے واقعی طور پر دفعہ مذکور صورت حال سے متعلق نہین ہوتی؟ اس مین مضمون حکم مندرجہ دفعہ ۲
ایکٹ انتقال جایداد کیطرح یہ بیان نہین کیا گیا کہ کوئی حکم مندرجہ ایکٹ ہذا کسی قاعدہ دہرم شاستر مین خلل انداز نہوگا
بلکہ اس مین صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی حکم مندرجہ ایکٹ ہذا کے رو سے ایک ہندو کو اختیار نہین دیا گیا کہ جایداد
مین کوئی ایسا حق پیدا کرے جو وہ پہلے پیدا نہ کر سکتا تہا" لیکن ایک ہندو شوہر کبہی اس امر کے ناقابل نہ تہا کہ
ایک کامل استحقاق مندرجہ جایداد غیر منقولہ موہوبہ بحق زوجہ اپنی زوجہ کے حق مین پیدا کرے گو ایسے استحقاق کے
پیدا کرنیکے واسطے یہ ضروری ہے کہ صریح عبارت منشا مذکور کے ظاہر کرنیکو اسلئے استعمال کیجائے اس لئے
اطلاق دفعہ ۲۰ حال جیسی صورت کے اسوجہ سے ممنوع نہین ہو سکتا کہ دفعہ ۳ ایکٹ وصیت ہائے اہل ہنود مین
امتناع موجود ہے اور نہ مقدمات کالی ناتہ ناگ چودہری بنام چندر ناگ چودہری (۱) و النگا منجری دیبی بنام
سونا منی دیبی (۲) مجوزہ جناب سپانڈٹمان سوال حال سے علاقہ رکہتے ہین۔ ایکٹ وراثت ہند کی ۹۸ دفعہ جسکی رو سے
اہل ہنود کے متعلق ہونے کی نسبت مقدمات مذکور مین قرار دیا گیا تہا کہ وہ بہرکیف دفعہ ۳ ایکٹ وصیت ہائے
اہل ہنود کے ممنوع ہے۔ دراصل اس جایداد مین ایک حق کے پیدا کرنے کی اجازت دئے جانے سے علاقہ
رکہتی تہی جو ایک ہندو پہلے پیدا نہ کر سکتا تہا یعنے استحقاق بحق ایک پیدا ناشدہ شخص کے مگر ہم اس امر کو بیان
کرنے مین مجبور ہین کہ گو ہم دفعہ ۳ ایکٹ وصیت ہائے اہل ہنود کی ایسی تعبیر کرنیکے ناقابل ہین جسکے رو سے
دفعہ ۲۰ ایکٹ وراثت ہند کی حال جیسے مقدمہ سے متعلق نہو سکے تاہم ہم اس امر کو نہایت مشتبہ سمجھتے
ہین کہ آیا واضعان قانون کی توجہ اس امر کیطرف راغب کیگئی تہی کہ دفعہ ۲۰ کے وصیت ہائے اہل ہنود نے

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۳۰۰
(۲) " " " " صفحہ ۱۳۴

۱۸۸۰ء
مہارانی بیبی
بنام
پیاری لال سنیل

متعلق ہونے کا اثر جو یہ ہے کہ اس قاعدہ دہرم شاستر کو منسوخ کیا جاوے کہ ہبہ جایداد غیر منقولہ منجانب شوہر بحق
ہبہ بالا ایسے صریح الفاظ کے جنسے کامل جایداد پیدا ہو صرف محدود استحقاق منتقل کرتا ہے۔

ہماری رائے میں جو دفعہ ۲ ایکٹ وراثت ہند وصیت ہنود سے متعلق ہے۔ اب مفصل طور پر مقدمات
بحوالہ منجانب فریقین متعلق بہ امر اول پر غور کرنا ضروری ہوجاتا ہے کیونکہ مقدمات مذکورہ بالا حوالہ احکام دفعہ مذکورہ کے
فیصل کیے گئے تھے ہم مقدمات مذکورہ کے متعلق صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ شاید ایک اہم تمیز جو بعض
اوقات نظرانداز کیجاتی ہے ظاہری اختلاف مابین مقدمات مذکورہ کو مطابق بناتی ہو۔ قاعدہ دہرم شاستر محولہ
بالا اس تصور پر مبنی ہے جو کہ دادا کیطرف منسوب کرکے دیا بہاگا کے باب دفعہ ۳۱ میں مذکور ہے اور صرف ہبہ
جایداد غیر منقولہ بحق زن کی صورت تک محدود ہے اور اسی خاص صورت سے فیصلہ مقدمہ گنج بہاری ہو بنام پریم
چند دت (۱) متعلق ہے۔ مگر مقدمہ گوکلانی کور بنام بیجہی پرشاد (۲) میں سوال فیصلہ طلب یہ تہا کہ آیا ہبہ
بحق دختر کے بدے ایک کامل جایداد منتقل ہوتی ہے اور فاضل ججان نے یہ قرار دیا تہا کہ کوئی امر دہرم شاستر میں
بغرض اظہار اس امر کے موجود نہیں کہ ہبہ بحق اناث سے مراد محدود ہبہ ہے۔
لیکن گو دفعہ ۸۲ ایکٹ وراثت ہند کی صورت حال سے متعلق ہوتی ہے تاہم ہماری یہ رائے ہے کہ
وصیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف محدود استحقاق کے پیدا کرنیکا منشا بحق بیوگان کے تہا ایک حالت میں ایسی دستاویز کی
تعبیر کرنے میں جو ایک ہندو کی وصیت ہے حکام پریوی کونسل نے مقدمہ محمد شمس الہدا بنام شیوکرام (۳)
میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "اس امر پر غور کرنا نادرست نہیں ہے کہ شخص اہل ہنود کے عام خیالات اور خواہشات
نسبت انتقال جایداد کے کیا ہیں۔ قیاس یہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک ہندو کی عموماً یہ خواہش ہوتی ہے کہ جایداد
بالمخصوص جدی جایداد اسکے خاندان کے قبضہ میں رہے اور قیاس یہ بہی کیا جاسکتا ہے کہ ایک ہندو کو یہ بہی
معلوم ہوتا ہے کہ بہرحال عورتوں کو کامل جایداد وراثت قابل انتقال عطا نہیں ہوتی" اور خیالات خواہشات
مذکورہ کافی اور پرزور طور پر وصیت حال میں ظاہر ہیں کیونکہ گو ہبہ بحق دو بیوگان موصی اور ہبہ بحق اسکے خالہ زاد
برادر کے پسر کے ایک ہی فقرہ (یعنے فقرہ دوم) وصیت میں درج ہیں تاہم وہ جایداد جو بیوگان کو عطا

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۸۴۔
(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۲۴ صفحہ ۳۹۰۔
(۳) لاء رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۷۔

سنہ ۱۸۹۱ع
بیوپاترینی دیبیا
بنام
چارٹی لال چنیال

کیگئی ہے بعض حوادث کے وقوع مین آنے پر جسکا ذکر فقرہ چہارم مین کیا گیا ہے قابل ضبطی بنائی گئی ہے جو حوادث کہ مطابق خیالات اہل ہنود کے بیوہ کیطرف سے ترک فرائض کی حد تک پہنچتے ہین نیز فقرہ نہم مین موصی نے بیان کیا ہے کہ ہمیری دونو زوجگان کے خاندانہائے پدری مین سے کوئی شخص اس روپیہ اور جایداد پر کسی اختیار کے عملین لانیکا مستحق نہوگا جو مین چھوڑ گیا ہون" یہ امر کامل طور پر نامطابق اسبات کے ہے کہ زوجگان کو کامل جایداد عطا کیگئی تہی کیونکہ صورت مذکورہ مین بصورت عدم موجودگی اولاد کے انکی جایداد انکے برادران اور والدین کے نام منتقل ہونی چاہیے (ملاحظہ ہو دیا بہاگا باب ۴ دفعہ ۲ فقرہ ۲۹) مزید برآن اگر بیوگان کو ایک کامل جایداد کو عطا کرنیکا منشا رہا تو موصی کا ہمشیرزادہ جو نزدیکتر وارث بازگشت تہا اور جو مطابق فقرہ پنجم وصیت کے اسکا عزیز تہا کوئی شئے حاصل نہ کریگا پس ایسی نیت بالکل غیر اغلب ہوگی خصوصاً جب ہم دیکھتے ہین کہ موصی نے چار آنہ کا حصہ جایداد اپنے خالہ زاد برادر کے پسران کو عطا کیا تہا۔ اس لئے ہماری یہ رائے ہے کہ بیوگان نے بیحکم وصیت کے صرف استحقاق مین حیاتی حاصل کیا ہے۔ ہم معلوم کرتے ہین کہ وہ رائے جو ہمنے اختیار کی ہے مقدمات پنچومنی داسی بنام ترلیکو موہنی داسی (۱) و ہیرا بائی بنام لکشمی بائی (۲) کے عین مطابق ہے۔

عذر دوم کی تائید مین اپیلانٹان کیطرف سے یہ حجت کیگئی ہے جہان ہبہ بحق دو اشخاص کے بلا تخصیص انکے حصص کے کیا گیا ہو تو وہ بطور مشترک مزارعان کے معہ استحقاق پس ماندگی جایداد کو حاصل کرتے ہین اور دفعہ ۹۳ رکلیٹ وراثت ہند و فیصلہ کورٹ صاحب چیف جسٹس مقدمہ محمد شمس الہدیٰ بنام شیوکرام (۳) پر انحصار کیا گیا ہے۔ نیز یہ استدعا کیگئی ہے کہ درصورتیکہ ہبہ بحق دو پسران ہمشیرزادہ موصی مین یہ صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انکو چاہیے کہ چار آنہ کا حصہ جو انکو عطا کیا گیا ہے مساوی حصص مین حاصل کرین تاہم اس بارہ آنہ کے ہبہ بحق بیوگان کی نسبت جو اسی فقرہ مین مذکور ہے کوئی ذکر ان حصص کا نہین کیا گیا جنکے مطابق انکو جایداد حاصل کرنی چاہیے اور اس سے یہ نیت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بطور مشترک مزارعان کے قابض تہین۔

بحوالہ پہلے جزو حجت مذکورہ کے گو وہ رائے جسکا عذر کیا گیا ہے مطابق قواعد قانون انگلستان کے ہے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۴۲۔
(۲) " " بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۷۳۔
(۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۷۰ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۱۱۳

سنہ ۱۸۹۰ع

بیوبا تریمی دیبیہ
بنام
پیارے لال سیال

دیکہا خلاصہ کتاب جرمن صاحب دربارہ وصیت ہائے طبع پنجم صفحہ ۱۱۵ (۱) تاہم وہ ایسی قرین عقل نہین ہے کہ بالفرض قبول کیجاے جبکہ کوئی جایداد بحق دو یا زیادہ اشخاص کے ہبہ کیگئی ہو اور گو تخصیص انکے حصص کی نہ کیگئی ہو تو طبعی قیاس یہ ہوگا کہ منشا یہ ہے کہ وہ مساوی حصص مین جایداد کو حاصل کرین اور جب جایداد موہوبہ قابل وراثت ہو تو یہ قیاس کرنا نہایت قرین عقل ہے کہ ہر ایک موہوب لہ اور اُسکے ورثا موصی کے عطیہ کے مستحق رہینگے بہ نسبت اسکے کہ اسکا منشا یہ تہا کہ موہوب لہم کو چاہیے کہ استحقاق پسماندگی کے ساتہہ جایداد کو حاصل کرین اور آخری پسماندہ موہوب لہ کے ورثا کل جایداد کو حاصل کرینگے ہم دیکہہ سکتے ہین کہ قانون انگلستان مین بہی حتے الامکان بحق مزارعت مشترکہ کے قایم کیگئی ہے اور جیسا کہ لارڈ ہترلو صاحب نے مقدمہ جولف بنام ایسٹ (۱) مین ظاہر کیا ہے "عدالت مزارعت مشترکہ کی ڈگری حتے الامکان صادر کرتی ہے" دفعہ ۹۳ ساکسیشن ایکٹ جو صرف اسصورت سے متعلق ہے جب یکے از دو موہوب لہم موصی سے پہلے فوت ہو جائے سوال حال سے کچہہ علاقہ نہین رکہتی اور نہ فیصلہ سر آرکس صاحب بمقدمہ محمد شمس الہدیٰ بنام شیوکرام (۲) مین جسمین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اس امر کا فیصل کرنا ضروری نہین سمجہا کوئی ایسا صریح قاعدہ درج ہے جسکی نسبت کہ اپیلانٹان نے عذر کیا ہے۔ فاضل چیف جسٹس نے صریح طور پر بطور رای کے جو تعبیر ہبہ کے جسکی وجہ سے ایک مزارعت مشترکہ پیدا ہوتی تہی یہ رای ظاہر کی ہے کہ "صرف اسی تعبیر کی وجہ سے جایداد موصی کے خاندان مین رہسکتی ہے" اور نیت واسطے رکہنے جایداد کے موصی کے خاندان مین وصیت کی عبارت سے اور واقعات متعلقہ سے ظاہر ہوتی تہی برخلاف ازین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ ریون پرشاد بنام رادہابی (۳) مین قرار دیا ہے کہ مشترک موہوب لہم ایسی صورت مین بطور مشترک مزارعان کے جایداد حاصل کرینگے مگر اس بحث کا جزو دوم ہماری راے مین درست ہے اور ہماری یہ رای ہے کہ ہم کو وصیت کے فقرہ دوم کی تعبیر اس طرح پر کرنی چاہیے کہ اُسکے رو سے بیوگان کو بطور مشترک مزارعان کے استحقاق حین حیاتی بارہ آنہ کے حصہ جایداد مین عطا کیا گیا تہا اور نیز انکو استحقاق پسماندگی حاصل تہا اگر یہ نیت ہوتی کہ بیوگان کو بارہ آنہ کا حصہ بطور مشترک مالکان کے ملنا چاہیے تو انکے حصص کی تخصیص اسی طرح پر کیگئی ہوتی جیسی کہ اسی فقرہ مین موصی کے خالہ زاد برادر کے پسران کے حصص کی نسبت کیگئی ہے لیکن بہرحال مطابق اس رای کے جو ہبہ بحق بیوگان کے متعلق اپیلانٹان کے

---

(۱) مقدمات کرائون مؤلفہ براؤن صاحب جلد ۳ صفحہ ۳۵۔

(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۷۰۰۔

(۳) مور زانڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۱۳۷۔

سنہ ۱۹۰۲ع
بیوہ اتربتی دیبا
بنام
پیارے لال سنیال

پہلی عذر پر اختیار کی ہے یعنے یہ کہ اسکی رو سے صرف استحقاق حین حیاتی پیدا کیا گیا ہے یہ سوال کہ آیا انہون نے جایداد کو بطور مشترک مزارعان یا مالکان مشترک کے حاصل کیا تھا عملی طور پر چندان اہم نہین ہے کیونکہ اگر انہون نے بطور مشترک مزارعان کے استحقاق حین حیاتی ہی حاصل کیا تھا تو انمین سے کسی کی وفات پر وہ جایداد جو اسکو حین حیات کے واسطے عطا کیگئی تھی پسماندہ بیوہ کے نام بطور وارث نزدیک تر موصی کے منتقل ہونی چاہئے تھی جو استحقاق بیوہ کو اسی طرحپر حاصل کرتی ہے جیسی کہ کسی وصیت کے نہ کیے جانے کی صورت مین حاصل کرتی الاّ جبکہ ایسی جایداد بوجہ دیگر احکام وصیت کے زایل کیگئی ہو۔

مطابق اس رائے کے جو ہمنے بحث بیوگان کے متعلق اختیار کی ہے یعنے انہون نے بطور مشترک مزارعان کے جایداد موہوبہ مین استحقاق حین حیاتی حاصل کیا تھا اور نیز انکو استحقاق پسماندگی حاصل تھا اپیلانٹان کا عذر سوم پیدا نہین ہو سکتا۔

اب ہم عذر چہارم پر غور کرتے ہین جسمین دو سوالات شامل ہین یعنے یہ کہ وصیت کے فقرہ چہارم کا منشا اور اثر کیا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ بیوگان اپنے حقوق کو بعض حوادث کے عمل مین آنے پر زایل کر دینگی؟ اور کہ کس حد تک حوادث مذکور ظہور مین آئے ہین؟ وصیت کا فقرہ چہارم جسکا وہ ترجمہ جو پیپر بک مین درج ہے کسی قدر غلط ہے حسب ذیل ہے "اور اگر کوئی تنازعہ یا نااتفاقی باہین دو زوجگان مذکور کے ہو یا اگر کوئی نااتفاقی باہین انمین سے کسی یا دونو اور وصی مذکورہ بالا کے ہو اور زوجہ یا زوجگان مذکور میرے مکان سکونتی خاندان مین رہین یا مطابق قواعد مذہب اہل ہنود کے کسی مقدس مقام مین رہین اور انکا چال چلن درست ہو تو انمین سے ہر ایک کو ماہانہ کفاف مبلغ عـــہ روپیہ گذارہ کے واسطے دیگا لیکن دوسری صورت مین وہ کامل طور پر اپنے استحقاق سے محروم ہو جائیگی" اس فقرہ کی تعبیر بری از مشکل نہین ہے ہماری رائے مین اس سے یہ مراد ہے کہ اگر دو بیوگان ایک دوسرے کے ساتھ تنازعہ کرین یا اگر انمین سے کوئی یا دونو موصی کے ساتھ تنازعہ کرین اور یا تو موصی کے مکان سکونتی خاندان مین یا کسی مقدس مقام مین رہین اور قواعد اہل ہنود کی پابند رہین اور انکا چال چلن درست ہو تو انمین سے ہر ایک کو مبلغ عـــہ روپیہ ماہانہ کفاف ملیگا لیکن اسکے خلاف عمل کرنیکی صورت مین یعنے اگر وہ نہ تو موصی کے مکان سکونتی خاندان مین رہین اور نہ کسی مقدس مقام مین مطابق قواعد مذہب اہل ہنود کے اور نہ پاکدامنی سے رہین تو وہ کامل طور پر اپنے حقوق کو زایل کر دینگی چنانچہ مطابق اس فقرہ وصیت کے ہر ایک بیوہ اپنے استحقاق کو زایل کرتی ہے اگر وہ دوسری بیوہ یا وصی کے ساتھ تنازعہ کرے اور

سنہ ۱۹۰۸

بہوباترینی دیبیا
بنام
پیاری لال بنیال

موصی کے مکان رہایش خاندان مین یا کسی مقدس مقام مین نرہے اور مطابق قواعد مذہب اہل ہنود کے پاک زندگی نہ بسر کرے پس اگر یہ ثابت کیا جائے کہ موصی کی چہوٹی بیوہ مدعا علیہا نمبر ا نے بڑی بیوہ سے تنازعہ کیا تہا اور نیز وہ موصی سے اور نہ تو وہ موصی کے مکان سکونتی خاندان مین رہتی تہی اور نہ کسی مقدس مقام مین بلکہ اپنے باپ کے گہر مین رہتی ہے تو ہماری رائے مین ضبطی یا کسی سوال دربارہ اس امر کے عمل مین آگئی ہے کہ آیا اسکا چال چلن خراب ہوگیا ہے جسکا جواب عدالت ماتحت نے اثبات مین دیا ہے ذریعہ وکیل اپیلانٹان نے مقدمہ فلنگہم بنام براؤن (۱) اور فیصلہ لارڈ کینورتہ بمقدمہ کلیورنگ بنام ایلیسن (۲) کی سند پر یہ عذر کیا ہے کہ فقرہ مندرجہ وصیت جسکے رو سے کسی خاص مکان مین رہنا ضروری قرار دیا گیا ہے بباعث غیر مستحق ہونے اور قرین انصاف ہونے کے کالعدم ہے اس لئے اُسکی خلاف ورزی سے ضبطی عمل مین نہین آسکتی اور قرارداد عدالت ماتحت دربارہ سوال پاکدامنی شہادت کے مطابق نہین ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ کوئی امر غیر مستحق یا بعید از انصاف شرط مذکور مین موجود نہین ہے جس سے وہ کالعدم ہو جائے ایسی وجوہات کے باعث جنکا علم موصی کو سب سے بہتر طور پر حاصل تہا جیسا کہ فقرہ نہم وصیت مذکور سے ظاہر ہوتا ہے اسکو کوئی محبت اپنی زوجگان کے رشتہ داران پدری کے ساتہہ نہ تہی اور نہ اُنسے اُسپر اعتماد تہا پس اُس نے طبعی طور پر اس امر پر اصرار کیا تہا کہ اُسکی بیوگان اسکے مکان رہایشی خاندان مین رہین یا اگر یہی ناتفاقی پیدا ہو تو آسانی کے واسطے اسکا بیان کیا تہا کہ کسی مقدس مکان مین مطابق قواعد مذہب اہل ہنود کے رہین۔ اور بلحاظ عادات و طریقہ زندگی بیوگان اہل ہنود کے کوئی ایسی مشکل جیسی کہ مقدمات محولہ مین ظاہر ہوتی ہے وصیت موجودہ کی اس شرط کے متعلق پیدا نہین ہوسکتی جو زیر بحث ہے بخلاف ازین ایک ایسی شرط کو جس کے رو سے ایک خاص مکان مین رہنے سے موہوب لہٗ جایداد موہوبہ کا مستحق ہوتا ہو جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے مقدمہ گنیندرا موہن تاگور بنام جوتیندرا موہن ٹاگور (۳) مین جائز قرار دی ہے اور نیز ہائیکورٹ بمبئی نے

(۱) رپورٹ ٹرنر و فلپس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۵۴۰۔
(۲) تعیناً سہ ہوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۷۰۷۔
(۳) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۳۹۰۔

۱۹۱۲ء
بہوباترینی وغیرہ
بنام
پیارے لال سنیال

مقدمہ بہولچمی بہای شنکر بنام بابی اوجم را (۱) وگریانا مرکنڈی تاتک بنام ہونا نار (۲) مین قرار دیا ہے کہ ایک شرط مندرجہ وصیت شوہر جسکے بدوسے ایک خاص مکان مین سکونت رکھنا بیوہ کو مستحق گذارہ بنانے کے واسطے ضروری ہو قانوناً ناجایز ہے اور گو فاضل جج جان نے ہر دو مقدمات مذکورہ مین قرار دیا تھا کہ خلاف ورزی شرط مذکورہ پر وجہ جائز بیوہ کے استحقاق کو زایل نہین کرسکتی تاہم کوئی سوال وجہ جایز صورت حال مین پیدا نہین ہو سکتا بلحاظ اس امر کے کہ خود وصیت مین یہ حکم ہے کہ جب رہایش بمکان سکونتی خاندان اختیار نہوسکے تو بیوہ کسی مقدس مکان میں رہنے کی مجاز ہے اور دیہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس شرط علے سبیل البدل کی تعمیل نہ کرنیکی کوئی وجہ جایز موجود تھی۔

شرط مذکور ہماری رائے مین جایز اور قابل پابندی تھی اب ہم یہ دیکھتے ہین کہ آیا وہ شرط توڑی گئی ہے اس سوال کا جواب دینے مین چندان وقت صرف نہین ہوتا۔ مدعا علیہا نمبر ۱ بہوباترینی نے اپنے بیان مین اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ بعد پیاری سندری اسکی شریک بیوہ کے پروبیٹ حاصل کرنیکے اُس نے کاروائیات بغرض تنسیخ پروبیٹ مذکور دایر کی تہین جنمین وہ ناکامیاب رہی تھی اور اس نے ایک اور مقدمہ واسطے لئے جانے حساب کتاب کے پیاری سندری کے برخلاف دایر کیا تھا اُس نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ مادھو سودھن چکراورتی وصی مندرجہ وصیت کے ساتھ بھی اسکا تنازعہ تھا اور گو بہوباترینی اور اسکے چند گواہان مثلاً اُسکے برادر چندرنا تھہ چکراورتی اور اسکے نائب گریش چندر سرکار نے بیان کیا ہے کہ وہ بعض اوقات اپنے شوہر کے مکان واقعہ کالاگاچی مین اور بعض اوقات اپنے باپ کے گھر واقعہ بچرا مین رہتی ہے تاہم ہم عدالت ماتحت کے ساتھ اس خیال سے اتفاق کرتے ہین کہ انکی شہادت غیر معتبر ہے اور اسکی رو سے ان گواہان کی شہادت کی تردید نہین ہوسکتی جنکا بیان مدعی کی طرف سے لیا گیا ہے اور انمین سے دو کو یعنے مودھو سودھن میترا اور پیارا شنکر مازندی کو جو باحیثیت اور باوقار شخص ہین اور اُنکے بیانات کے طرز سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہون نے بالکل سچ سچ بیان کیا ہے ہم ہرگز غیر معتبر نہین سمجھ سکتے ہر دو گواہان مذکور نے ثابت کیا ہے کہ آخری چھہ سال تک بہوباترینی اپنے باپ کے مکان واقعہ بچرا مین رہتی رہی ہے اور گو انہون نے بیان کیا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مکان سکونتی مین کبھی جاتی ہو تاہم وہ اسکے وہان سکونت رکھنے کی حد تک نہین پہنچتا۔ بہوباترینی کا یہ اقبال کہ اسکا پیاری سندری اور مادھو سودھن چکراورتی اور مدعی اور اسکی ماں اور درحقیقت قریباً ہر ایک رشتہ دار شوہری کے ساتھ تنازعہ ہے صریح طور پر اس شہادت منجانب مدعی کی تائید کرتا ہے کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۰
(۲) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۳

سنہ ۱۸۹۷ع
بہوباترینی دیبیا
بنام
پیاری لال سنیال

اُسنے اپنے شوہر کے مکان رہایشی کو ترک کردیا تہا اور کہ وہ اپنے باپ کے مکان واقعہ بچرہ مین رہتی ہے۔ اسلئے ہم بروئے شہادت کے قرار دیتے ہین کہ شرط نسبت رہایش کے صحیح طور پر توڑی گئی ہے از روے ضبطی جسکا ذکر وصیت کے فقرہ چہارم مین لیا گیا ہے عملمین آئی ہے۔

مقدمہ کی اِس تعبیر کے رو سے سوال بدچلنی پر غور کرنا ضروری نہین ہے لیکن چونکہ قرارداد عدالت ماتحت متعلق سوال مذکور نہایت ضرر رسا علیہا نمبر ۱ کے برخلاف ہے اور چونکہ شہادت متعلق بہ امر مذکور پر ہمارے روبرو کامل طور بحث کیگئی ہے اور وہ ہماری رائے مین قرارداد مذکور کو جائز بنانیکے واسطے ناکافی ہے اسلئے ہم اُن وجوہات کا بیان کرنا مناسب سمجہتے ہین جنکے رو سے ہم عدالت ماتحت سے اِس امر کے متعلق اختلاف کرتے ہین۔ ہماری رائے مین شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی سال سے موضع بچرا مین مدعا علیہا نمبر ۱ کے متعلق بہت سی بدلگمانی موجود ہے جو بباعث اُسکی عام شرم و حیا کو قائم نرکہنے کے باعث پیدا ہوئی ہے اور نیز بباعث اُسکے غیر معمولی ملاپ کے جو مدعا علیہ نمبر ۲ کیلاش چندر شاہ کے ساتہہ بالخصوص ہے ہمکو یہہ بھی بیان کرنا چاہیئے کہ ہم شہادت پیش کردہ منجانب مدعا علیہم سے یہ معلوم کرتے ہین کہ کیلاش چندر شاہ ہرگز بہوباترینی سے ملنے کیواسطے بچرا مین نہین جاتا مگر شہادت مذکور غیر معتبر ہے کیونکہ وہ نہ صرف پرانسا کمار نندی کی شہادت ہی کے برخلاف ہی جسکو ہم کامل طور پر معتبر سمجہتے ہین بلکہ اغلب امور مقدمہ کے بھی برخلاف ہے کیلاش چندر شاہ وہ شخص ہے جسنے ایک پٹنی بہوباترینی کے حصہ کی حاصل کی ہے اور جو اُسکے کاروبار کا نگران ہے لیکن گو صورت اسطرح ہے تاہم یہ سوال باقی رہجاتا ہے کہ شہادت الزام بدچلنی کے ثابت کرنیکے واسطے کافی ہے۔ اور اُس سوال کا جواب ہماری رائے مین نفی مین دیاجانا چاہیئے۔ وہ گواہان جنپر بالخصوص عدالت ماتحت نے اِس امر کے متعلق بہروسہ کیا ہی یادہیب چندر چکرادرتی اور اُسکا پسر پرنند و اور اُسکا بہتیجا ادمیش اور اُسکا پردہیت سودہو سودن میترا اور وکیل درگاکنشو چکرادرتی ہین۔ لیکن سودہوسودن میترا نے جسکو ہم سچا گواہ سمجہتے ہین بیان کیا ہی کہ مینے خود کوئی بات خلاف چالچلن بہوباترینی کے نہین دیکھی لیکن مینے ایسا ہی سنا ہے" جو کچہہ درگا کنٹ چکرادرتی نے اپنے بیان مقدمہ ہذا مین کہا ہے اور نیز اُس بیان مین جو داخل کیا گیا تہا اور جسکو اُسنے درست تسلیم کیا تہا وہ کسیطرح صریح شہادت بدچلنی کی نہین ہوسکتا وہ بیانات اور طریق عمل جو بہوباترینی کیطرف منسوب کئے گئے ہین اُسکے بیجرم ہونیکے بالکل مطابق ہین اور وہ صرف بے شرمی کی شہادت ہوسکتے ہین۔ گواہ یادہیب اور اُسکے پسر اور بہتیجے نے بلاشبہ طور پر ایسے واقعات بیان کئے ہین جو اگر درست ہون تو بدچلنی کی شہادت ہوسکتے ہین لیکن بلحوظی اُس تنازعہ کے جو بہوباترینی اور یادہیب کے مابین موجود تہا

۱۸۹۷

ہوباتی بی دیبا
بنام
پیاری لال منیال

آیا کوئی ایسا ہی مسلمہ قاعدہ قانون متعلق مقدمہ ہذا ایسا موجود ہے کہ ایک ہبہ کالعدم ہے الّا جبکہ وہ بالغرور بحق ایسے اشخاص کے ہو جو سب موصی کی وفات پر زندہ ہوں؟ - اگر ایسا قاعدہ ہے تو ہبہ مذکور ناکامیاب رہتا ہے الّا جبکہ یہ ممکن ہو کہ اُسکی تعبیر بطور ایک سلسلہ ہبہ جات کے کیجائے جنمین سے ایک یا زیادہ جائز ہو سکتا ہے اور باقی سب کالعدم ہیں - اگر ایسا نہین تو اس امر کی کوئی وجہ موجود نہین ہے کہ کیون ہبہ مذکور جائز نہ ہونا چاہیئے جہانتک کہ وہ مدعیکے استحقاق کو پیدا کرتا ہے جو بلاشبہ طور پر تاریخ وفات موصی پر موجود تھا - ایک موقعہ پر یہ خیال کیا گیا تھا کہ ایک ایسا قاعدہ قانون ہبہ جات اہل ہنود سے متعلق تھا - اور مقدمات سودامنی داسی بنام جوگیش چندر دت (۱) دکھرو کنی داسی بنام درگامنی داسی (۲) مین بہ پیروی لیک بنام راہنین (۳) یہ قرار دیا گیا تھا کہ ایک ہبہ بحق ایک جماعت کے جنمین سے چند اشخاص بعد وفات موصی کے پیدا ہونیوالے ہون بالکل کالعدم ہے - لیکن اب مستند طور پر بروئے فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ راے لشن چند بنام اسیدا کور (۴) کے مستند طور پر فیصل کیا گیا ہے کہ وہ راے نادرست ہے اور اسکی تائید نہ تو پیروئے دھرم شاستر کے ہوتی ہے اور نہ بروئے کسی حکم ایکٹ وراثت ہند کے جو اہل ہنود سے متعلق کئے گئے مین مقدمہ مذکور مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے قرار دیا تھا کہ ہبہ بحق واہب کے "پوتے سترجیت کے اور برادران سترجیت کے جو بعد مین پیدا ہون" جائز تھا جہانتک کہ سترجیت کے حقوق کا تعلق ہے - اور بہ پیروی مقدمہ مذکور عدالت ہذا نے مقدمہ رام لال سیٹ بنام کنائی لال سیٹ (۵) مین یہ قرار دیا تھا کہ ایک ہبہ منجانب ایک ہندو کے بحق اپنے دو زندہ نبیرگان اور اُنکے برادران کے جو بعد مین پیدا ہون ایک جائز استحقاق بحق دو زندہ نبیرگان کے منتقل کرتا تھا - اگر صورت یہی ہے تاہم اس امر کی اہم وجہ موجود ہے کہ کیون مدعی جو موصی کی وفات پر زندہ تھا اور جو اُسکی بیوگان کے بعد وارث بازگشت قریب تر ہے بروئے ہبہ مذکور کے جائداد کے حاصل کرنیکا مستحق قرار دیا جانا چاہیئے - وہ چند مشترک موہوب لہم مین سے ایک نہین ہے جنمین سے بعض جائداد حاصل کرنیکے ناقابل ہون بلکہ وہ ایک شخص اُس سلسلہ اشخاص مین سے ہے جنمین سے وہ شخص جو وارث بازگشت قریب تر تاریخ زوال استحقاق بیوہ پر ہو جائداد کو حاصل کرسکتا ہے اور وہ اُس وقت اوصاف مذکورہ سے موصوف تھا جبکہ استحقاق مذکور زائل ہو گیا تھا موصی کی نیت صریح طور پر یہ تھی کہ اُس صورت مین جو عمل مین آئی ہے اُسکو چاہیئے کہ جائداد حاصل کرے اور اس امر کی کوئی وجہ موجود نہین ہے کہ کیون نیت مذکور موثر نہ کیجانی چاہیئے +

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ - (۲) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۵۵ - (۳) میرس پریوی کونسل رپورٹس جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ - (۴) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۵۶۰ - (۵) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۶۳ -

۱۸۹۶ء
بہو باتری نی دیبیا
بنام
پیاری لال سینال

اسلیے وہ جملہ وجوہات جنکی استدعا ہمارے روبرو کیگئی ہے ناکامیاب ہوتی ہین اور وہ ڈگری جسکی نارضی سے اپیل کیا گیا ہے بحال کیجاتی چاہیئے سوائے خرچہ کے متعلق لیکن بلحوظی اس امر کے کہ سوال نسبت تعمیر ومیت کے بالکل بری از شکل نہین ہے اور نیز یہ دیکھکر کہ وہ الزام بدچلنی جو مدعاعلیہا نمبر ا کے برخلاف لگایا گیا تھا ثابت نہین کیا گیا ہماری یہ رائے ہے کہ مدعاعلیہم گو وہ ناکامیاب رہے ہین مدعیکے خرچہ کے ذمہ دار قرار نہ دیئے جانے چاہئین پس نتیجہ یہ ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت بحال کیجاتی ہے الا اُس حدتک جہانتک کہ اُسکے رو سے مدعاعلیہم خرچہ مدعیکے ذمہ دار بنائے گئے ہین اور فریقین اپنا اپنا خرچہ عدالت ہذا اور عدالت ماتحت خود برداشت کرینگے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

باجلاس بنرجی صاحب جج و ہینی صاحب جج

۱۸۹۷ء
۲۲ اپریل

حمید النساء بیبی دیگر کس دیگر (مدعیان) **بنام** گوپال چندر ملاکر (مدعاعلیہ) ٭

تعین مالیت نالش - تعین مالیت مین مبالغہ کرنا - ایکٹ تعین مالیت نالشات (۷ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۱۱ - منصف کا اختیار سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۷۸ - اختیار سماعت - ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۱۵ ضمن ۳ -

ایک نالش عدالت منصف مین واسطے دلاپانے زرنقد اور ہرجانہ مالیتی للعہ کے دائر کیگئی تھی - منصف نے ایک ڈگری بحق مدعی مبلغ للعہ کی صادر کی لیکن اُسنے باقی روپیہ کا دعویٰ خارج کردیا جو ہرجانہ کے متعلق تھا - بر طبق اپیل کے سبارڈنیٹ جج کی یہ رائے تھی کہ دعوے بہت مبالغہ سے کیا گیا ہے اسلیے اُسنے قرار دیا کہ نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے تھی اور اُسنے ہدائت کی کہ عرضیدعوے مدعیکو عدالت مناسب مین دائر کرنے کے واسطے واپس دیا جاوے -

تجویز ہوئی کہ چونکہ نالش کی تجویز عدالت اول نے واقعات پر کی تھی اور تعین مالیت کی زیادتی جو عدالت اپیل نے قرار دی ہے نالش کے بربنائے واقعات فیصل کیے جانے مین اہم نقصان پہنچاتی تھی تو عذر نسبت اختیار سماعت کے موثر نہ کیا جانا چاہیئے تھا اسلیے عدالت ماتحت نے عرضیدعوے کے واپس کرنیکی ہدائت کرنے مین غلطی کی ہے ٭

٭ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۵ ۱۴ سنہ ۱۸۹۵ء بنارضی ڈگری بابو پرناچندر شوم سبارڈینیٹ جج چوبیس پرگنہ مصدرہ ۲۹ مئی سنہ ۱۸۹۵ء مشتہر تنسیخ ڈگری بابو موتی لال حلدار منصف علی پور مورخہ ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء -

سنہ ۱۸۹۷ء

حمید النسا بیبی
بنام
گوپال چند

موہنی لال بنام کہنیا رام مرداری (۱) کی پیروی کیگئی۔ ستندا کمار بینرجی بنام ایشن چندر بینرجی (۲)
و بولونیلی نانن بنام کیبل (۳) سے تمیز کیگئی۔

واقعات مقدمہ ہذا اور دلایل تجویز ہائیکورٹ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر راش بہاری گھوس و مولوی عبدالجواد منجانب اپیلانٹان۔

بابو نیل مادہب بوس و ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ (بینرجی صاحب و میپنی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:-

بینرجی صاحب جسٹس:- اپیل ہذا اُس نالش میں سے پیدا ہوا ہے جو مدعیان ہلا اشان نے واسطے دلاپانے مبلغ الف للعہ رر کے بدین بیان دائر کی تہی کہ مدعی نمبرا نے مدعاعلیہ کو ایک کرنسی نوٹ مبلغ الف ر کا تبادلہ کیواسطے اس غلطی سے دیا تہا کہ وہ صرف ایک سو کا نوٹ ہے اور مدعاعلیہ نے تہوڑے عرصہ بعد مدعی نمبرا کو ایک نوٹ مبلغ مار کا واپس کر دیا اور اُسے یہ یقین دلایا وہ وہی نوٹ ہے جو اُسنے مدعاعلیہ کو دیا تہا۔ اور اُسنے بیان کیا کہ وہ اسکا روپیہ نہین لے سکا اور کہ بعدہین مدعی نمبرا کے شوہر کے واپس آنے پر غلطی معلوم ہوگئی اور مدعاعلیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ مبلغ الف للعہ کا نوٹ واپس کرے لیکن اُسنے اُسکے حاصل کر لینے سے انکار کیا۔ اور چونکہ مدعیان کے پاس وہ الف ر نہ تہا مدعیان نے اپنے مکان کی تعمیر کے واسطے مبلغ للعہ قرض اٹہایا اور اسطرحپر اُنکو مبلغ مار للعہ سود ادا کرنا پڑا۔ اسلیئے مدعیان مبلغ للعہ ر بطور فرق مابین نوٹ ہائے الف ر و مار کے مع مبلغ مار للعہ بطور ہرجانہ کے دلانیکے مستحق ہیں۔

جوابدعوے یہ تہا کہ مدعاعلیہ مدعیہ کے دعوے کا ذمہ وار نہین ہے اور کہ بر بنائے عرضیدعوی کے دعوے صرف مبلغ للعہ رر کی نسبت کیا جانا چاہیئے تہا اور بظاہر اُس مین اس غرض سے مبالغہ کیا گیا ہے کہ وہ اُس عدالت مناسب کے اختیار سماعت سے باہر کیا جائے جسمین نالش رجوع کیجانی چاہیئے تہی۔

فریقین کی تجویز تنقیحات ذیل پر کیگئی:- اولاً۔ آیا عدالت کو نالش کی تجویز کا اختیار حاصل ہے؟

---

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۱۔

(۲) ؁ ؁ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳۔

سنہ ۱۸۹۷ء

حمید اللہ جی
بنام
گوپال چند

ثانیاً آیا مدعا علیہ نے مبلغ الٹ کے نوٹ کے روپیہ کا جو مدعیہ کی ملکیت تہا استعمال بیجا کیا تہا؟ ثالثاً آیا مدعیان کسی ہرجانہ کے مستحق ہین اور اگر ہین تو کسقدر کے؟"

عدالت اول نے تنقیح سوم کے متعلق یہ قرار دیکر کہ دعوے ہرجانہ ثابت نہین ہوا اُسنے اپنے فیصلہ تنقیح اولین بیان کیا کہ "مدعی کا دعوے جیسا کہ عرضیدعوے مین بیان کیا گیا ہے دو اجزا مین منقسم ہے ایک مبلغ لعما رجو اُنکے مبلغ الٹ کے نوٹ کی وہ قیمت جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نے استعمال بیجا کیا تہا اور دوسرا جزو مبلغ مالللعہ ہے جو رقم ہرجانہ متدعویہ تہی - اوپر یہ ظاہر کیا جا چکا ہے کہ موخر الذکر دعوے مبلغ مالللعہ کا ثابت نہین کیا گیا - مدعیکا دعوے اب صرف اُن کے دعوے کے پہلے جزو تک محدود ہے یعنے مبلغ لعما رتک" سوال جسپر اب عدالت کے روبرو ذی علم وکیل مدعا علیہ نے زور دیا ہے یہ ہے کہ مدعیان کا دعوے جواب الٹ سے کم ہے عدالت مطالبہ خفیفہ واقعہ سیالدہ سے منفصل کیا جانا چاہیئے نہ کہ عدالت ہذا سے کیونکہ مدعیان مجاز نہ تہے کہ ایک نادرست ایزادی کے کرنے سے نالش حال کو عدالت ہذا کی سماعت کے اندر لے آئین اور عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت کو زائل کر دین" اور اُسکے بعد اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ "صورت حالیہ مین مدعیان نے نہایت جائز طور پر ہرجانہ کا دعوے کیا تہا لیکن وہ اُسکے ثابت کرنے سے قاصر رہے ہین اس قصور سے وہ عدالت ہذا کے اختیار سماعت کو زائل نہین کر سکتے" اور ذالِک بعد تنقیح دوم کا فیصلہ بحق مدعیان کے کرکے عدالت اول نے اُنکے حق مین ایک ڈگری مبلغ لعما رکی صادر کی -

برطبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری مذکور کو منسوخ کرکے حکم دیا ہے کہ عرضیدعوے مدعیان کو اس غرض سے واپس دیا جائے کہ وہ عدالت مجاز مین داخل کرین اسوجہ پر کہ نالش مناسب طور سے عدالت مطالبہ خفیفہ مین ہو سکتی تہی نہ کہ عدالت منصفی مین - دعوے بالارادہ طور پر مبالغہ آمیز کیا گیا تہا تاکہ نالش عدالت منصفی مین ہو سکے اپنے فیصلہ کی تائید مین عدالت اپیل ماتحت نے مقدمات نندا کمار بینرجی بنام ایشن چندر بینرجی (۱) دبو نو بلی نون بنام کیمبل (۲) و لکشمن بہٹکار بنام بابا جی بہٹکار (۳) کا حوالہ دیا ہے -

---

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۱ -
(۲) " " جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳ -
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۱ -

۱۸۹۷ء

حمید النساء بیبی بنام گوپال چندر

برطبق اپیل دوم یہ عذر مدعیان کیطرف سے کیا گیا ہے کہ فیصلہ عدالت اپیل ماتحت قانوناً غلط ہے اور کہ وہ مقدمات جنپر فیصلہ مذکور مین انحصار کیا گیا ہے مقدمہ حال سے ممیز ہو سکتے ہین اور اس عذر کی تائید مین دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات (۷ ۱۸۸۷ء) و مقدمات سوہی لال بنام کہیا لعل مارواڑی (۱) و دمودر تراجی گوساوی بنام ترمبک سکہارام (۲) پر انحصار کیا گیا ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ اپیلانٹان کا عذر درست ہے۔ معاملہ دراصل اسطرح پر ہے۔ برو ئے ضمن ۳ دفعہ ۱۵ ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء کے مقامی عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار سماعت دربارہ نالشات زر نقد کے حاصل ہے جبکہ زر متدعویہ مبلغ الف (۱۰۰۰) روپیہ سے زیادہ نہو۔ اور برو ئے دفعہ ۱۹ ضمن ۲ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء کے مقامی منصف کو [illegible] نالشات کی تجویز کرنیکا اختیار حاصل ہے جہان مالیت مبلغ ایک [illegible] روپیہ سے زیادہ نہو اسلئے صورت حالیہ مین اگر دعوی صرف مبلغ لعار کی نسبت تہا جسکی ڈگری عدالت اول نے دی تہی تو عدالت مطالبہ خفیفہ کو نہ کہ عدالت منصف کو نالش کی سماعت کرنیکا اختیار حاصل تہا۔ اور سوال یہ ہے کہ آیا دگو نالش کی مالیت مبلغ الف [illegible] روپیہ یعنے ایک ایسی رقم قرار دیگئی تہی جو عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے زیادہ تہی اور قابل تجویز منصف تہی) یہ امر واقعہ کہ تعین مالیت مذکور برو ئے مبالغہ کے کیگئی تہی تاکہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے بچ کر نالش کو عدالت منصف مین دائر کیا جائے جیسا کہ عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا ہے نالش کو دراصل ایک ایسی نالش بنا دیتا ہے جو جو عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل ہو اور مزید علاوہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ مدعیکو عدالت مذکور مین داخل کرنیکے واسطے واپس دیا جائے باوجودیکہ نالش کی تجویز منصف نے بربنائے واقعات کے کی تہی اور باوجودیکہ عدالت اپیل نے یہ قرار نہین دیا کہ مالیت کے زیادہ معین کرنیسے مقدمہ کے بربنائے واقعات فیصل کرنے مین بہت نقصان واقعہ ہوا ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ بہ لحوظ احکام دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات کے اس سوال کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیئے دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ باوجود کسی حکم مندرجہ دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کوئی عذر اس مضمون کا کسی عدالت مین مسموع نہ ہوگا۔

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۵ صفحہ ۷۶۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۰۔

سنہ ۱۸۹۶ء
حمید الدین (؟) بنام گوپال چندر

الف جبکہ عذر مذکور ایسی عدالت مرافعہ اولیٰ مین کیا جائے جسکی سماعت کیوقت یا اُسکے قبل اسوقت تنقیح طلب پہلے سے تیار ہوکر درج دفتر ہو رہین یا عدالت ماتحت صیغہ اپیل مین بشمول درخواست اپیل اس عدالت کے کیا جائے یا (ب) جبکہ عدالت اپیل کو بسبب ایسی وجوہات کے جو اُسکو قلمبند کرکے دفتر مین رکھنا پڑیگا اسبات مین تشفی ہو کہ نالش یا اپیل مذکور کی مالیت زیادہ یا کم ٹہرائی گئی ہے اور یہ کہ نالش یا اپیل مذکور کی زیادتی یا کمی مالیت کے سبب نالش یا اپیل کو اُسکی روداد کی بناء پر تصفیہ کرنے مین خلل واقعہ ہوتا ہی"

اور ز ان بعد دفعہ مذکور مین حکم ہے کہ "اگر عذر اس طریق پر کیا جائے جو ضمن الف دفعہ ماتحت امین مندرج ہے مگر عدالت اپیل کو اُن دو لوباد (؟) مین تشفی نہو جو ضمن (ب) دفعہ ماتحت مذکور مین مندرج ہین اور اپنے روبرو دوسری تجویزات اپیل کے تجویز کرنیکے سامان ضروری رکھتی ہو تو وہ اپیل مذکور کو اسطور پر فیصل کریگی کہ گویا عدالت مرافعہ اولیٰ یا عدالت اپیل ماتحت کی حد اختیار سماعت کی بابت کوئی نقص نہین تہا۔

پس صورت حالیہ مین گو عذر عدالت اولین قبل سماعت اوّل کے کیا گیا تہا اور گو عدالت اپیل کی تشفی ہوگئی تہی کہ نالش کی تعین مالیت زیادہ کیگئی ہے تاہم اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ اُسکو اس امر سے تشفی ہو کہ زیادتی مالیت سے نالش کے بر روئے روئیداد فیصل کرنے مین خلل واقعہ ہوا ہے۔ اسلیئے صورت حالیہ مین عدالت اپیل نے مطابق ضمن ۲ دفعہ ۱۱ کے عمل کیا ہے۔

ذی علم وکیل ریسپانڈنٹ نے یہ حجت کی ہے کہ دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات صورت حال سے کوئی علاقہ نہین رکہتی کیونکہ ایکٹ مذکور کا منشا صرف طریق تعین مالیت کے بعض نالشات مین مقرر کرنیکا ہی اور دفعہ ۱۱ کا اطلاق اُن مقدمات تک محدود ہے جہان تبدیلی اختیار سماعت اعلےٰ سے ادنےٰ یا باہم پلہ عدالت مین کیا جائے یعنے عدالت سبارڈنیٹ جج سے عدالت منصف مین یا اسکے خلاف نہ کہ اُس صورت مین جہان تبدیلی عدالت قطعی اختیار سماعت سے جیسی کہ عدالت سمال کاز خفیفہ ہے عدالت منصف مین کیا جائے۔

ہماری رائے مین یہ عذر درست نہین گو ایکٹ مذکور کی غرض ایک تعین مالیت کے طریق کی بعض نالشات مین مقرر کرنیکی ہے تاہم دفعہ ۱۱ حصہ سوم ایکٹ مذکور کی ذیل مین آتی ہی جسکا عنوان بطور حصہ متعلق بہ احکام مستزادکے ہے اور دفعہ مذکور کی عبارت مین کوئی امر ایسا نہین جس سے اُسکا اطلاق اسطرح پر محدود کیا گیا ہو اسلیئے ہماری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات مقدمہ حال سے متعلق ہو

باجلاس بنچ جناب مسٹر جسٹس [illegible] و مسٹر جسٹس [illegible] صاحب

سنہ ۱۸۹۷ع
۲۶ اپریل

راج لکہی گہوس (مدعی) بنام وبندراچندر موجمدر نابالغ بوساطت ولی سرٹیفکیٹ یافتہ و رسیور رپاری لال (مدعا علیہم) وغیرہ

ایکٹ رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ع) دفعہ ۷۷۔ نالش برغرض رجسٹری کرانے ایک انتقال کے۔ عدالت کا اختیار دربارہ تحقیقات درستی و جواز دستاویز کے اور اسکا اثر۔ انتقال کا منجانب سرٹیفکیٹ یافتہ ولی کے بخلاف ورزی شرائط اس منظوری کے تحریر کیا جانا جو صاحب جج ضلع نے عطا کی ہو۔ ایکٹ گارڈین و وارڈس (۸ سنہ ۱۸۹۰ع) دفعہ ۳۰۔

ایک نالش زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ رجسٹری مین ایک عدالت کسی ایسے معاملہ کی تحقیقات نہین کرسکتی جو ایک دستاویز کے جواز مین قطع نظر اسکے اصلی ہونیکے ۔خلل انداز ہو۔ اسکے جواز کی سوال کا فیصلہ اس نالش مین کیا جانا چاہیئے جو مناسب طور پر غرض مذکور کیواسطے مرتب کیگئی ہو۔

بالیسل اتل بنام ادوناچالاچٹی (۱) کو پسند کیا گیا۔

پس جہان ایک دستاویز منجانب سرٹیفکیٹ یافتہ ولی نابالغ کے بخلاف ورزی شرائط اس منظوری کے تحریر کیگئی تہی جو صاحب جج ضلع نے عطا کی تہی۔ تجویز ہوئی کہ عدالت زیر دفعہ ۷۷ اسکی رجسٹری کی ہدایت کرسکتی ہے اگر دستاویز کا فی الحقیقت اصلی ہونا ثابت کیا جاوے گو دستاویز مذکور نابالغ کی تحریک سے زیر دفعہ ۳۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع [illegible]

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہین کامل طور پر تجویز ہائیکورٹ مین بیان کئے گئے ہین۔

بابو ہری موہن چکراورتی منجانب اپیلانٹ۔

بابو بسنت کمار بوس و ڈاکٹر اشوتوش مکرجی و بابو جیاشندرانا تہہ بوس منجانب رسپانڈنٹ۔

بابو ہری موہن چکراورتی:۔ عدالت ہائے ماتحت نے نالش زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ رجسٹری کی وسعت کے متعلق غلط رائے اختیار کی ہے عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ چونکہ دستاویز مذکور ولی نے تحریر کی تہی اسلئے اسکی رجسٹری کا حکم دیا جانا چاہیئے بلالحاظ اس سوال کے کہ آیا رجسٹری شدہ دستاویز نابالغ کے برخلاف قابل پابندی ہوگی یا نہ ملاحظہ ہو بالیسل اتل بنام ادوناچالاچٹی (۱)۔

٭ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۳۶۳ سنہ ۱۸۹۵ع بنا راضی ڈگری بابو امرتالال پال سبارڈینیٹ جج ڈاکہ مورخہ ۸ مئی سنہ ۱۸۹۵ع اشعر بحالی ڈگری بابو نوگندرا ناتہہ وہر منصف منشی گنج مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۸۹۴ع۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۵۵۔

سنہ ۱۸۹۷

راج لکھی گھوش
بنام
دیندرا چندر موجمدار

بابو لبنت کمار بوس:- ایک نالش زیر دفعہ ۷۷، ایکٹ رجسٹری مین عدالت مستحق اس امر کی ہے کہ ایک دستاویز کے اصلی ہونے اور اسکے جواز کے متعلق تحقیقات کرے - صورت حالیہ مین ولی نے مسلمہ طور پر اس اختیار سے باہر عمل کیا تہا جو اسکو صاحب جج نے عطا کیا تہا اسلئے دستاویز مذکور نابالغ پر قابل پابندی نہین ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر اشوتوش مکرجی:- سوال یہ ہے کہ آیا دستاویز حسب منشاء دفعہ ۳۴، ایکٹ رجسٹری تحریر کیگئی ہے مسلمہ طور پر دستاویز زیر بحث نابالغ مدعا علیہ نے تحریر نہ کی تہی - اسکے ولی کو صرف محدود اختیار واسطے تحریر کرنے دستاویز کے اسکی طرف سے حاصل تہا اور اگر صورت حال کیطرح ولی نے اپنے اختیار سے باہر عمل کر کے اپنے دستخط کر دیئے ہون تو وجہ مذکور سے دستاویز کا منجانب نابالغ یا از طرف نابالغ حسب منشاء دفعہ ۳۴، تحریر کیا جانا قرار نہین دیا جاسکتا اسلئے نالش بخلاف نابالغ کے خارج کیجانی چاہیئے۔

بابو ہری موہن چکرورتی نے اسکا جواب دیا۔

تجویز ہائیکورٹ (مینرجی صاحب و پیٹنی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:-

اپیل ہذا اس نالش مین سے پیدا ہوا ہے جو مدعی اپیلانٹ نے زیر دفعہ ۷۷- ایکٹ رجسٹری نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ واسطے حصول ایک ڈگری بدین ہدایت کے دائر کی تہی کہ اس انتقال کی رجسٹری کیجائے جو نابالغ مدعا علیہ نمبر ۱ کیطرف سے اسکی مان مدعا علیہا نمبر ۲ مقرر کردہ زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ نے تحریر کیا ہے - کیونکہ سب رجسٹرار نے اور بر طبق اپیل رجسٹرار نے اس دستاویز کی رجسٹری کرنیسے انکار کیا تہا مدعا علیہا نمبر ۲ عہدہ ولایت سے معزول کیگئی ہے - مدعا علیہ نمبر ۱ کیطرف سے پیاری لال داس قائم مقام ہے جو بعد مین ولی مقرر کیا گیا تہا۔

ہر دو مدعا علیہم نے جداگانہ بیانات تحریری داخل کئے ہین اور دونو نے اس انتقال کے اصلی ہونیسے انکار کیا ہے جو مدعی نے پیش کیا ہے، و نیز انہون نے یہ بہی استدعا کی ہے چونکہ اجازت عطا کردہ صاحب جج ضلع زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ یہ تہی کہ جائداد زیر انتقال زیر بحث بعوض مبلغ ۔ روپیہ کے فروخت کیجائے اور چونکہ بیع بحق مدعی صرف ۱۰۰ پر کیگئی ہے پس اگر انتقال مذکور اصلی بہی ہے تاہم وہ اسوجہ سے ناجائز ہے کہ وہ خلاف شرائط اجازت مذکور کے تحریر کیا گیا تہا۔

عدالت اول نے یہ قرار دیا کہ انتقال مذکور ایک اصلی دستاویز ہے لیکن اسنے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا کہ

سنہ ۱۸۹۲

راج لکھی گہوس

بنام

ویشدا چندر موجید

وہ ناجائز ہے کیونکہ وہ ولی نابالغ نے بخلاف ورزی شرائط اُس منظوری کے تحریر کیا تھا جو صاحب جج ضلع نے عطا کی تھی - اور برطبق اس کے منصف کے فیصلہ کو سبارڈنیٹ جج نے بحال رکھا ہے -

برطبق اپیل دوم مدعی کیطرف سے یہ عذر کیا جاتا ہے :-

اوّلاً کہ عدالتہائے ماتحت نے صاحب جج ضلع کے حکم مشعر عطائے منظوری بیع جائداد زیر بحث کی تعبیر کرنے مین غلطی کی ہے اور اس امر کے قرار دینے مین وہ بیع جسکی منظوری دیگئی تھی ایک خاص قیمت پر کیجانی چاہیئے تھی حالانکہ حکم مذکور مین کوئی ذکر قیمت کا نہین کیا گیا - اور ثانیاً یہ کہ اگر فرض بھی کیا جائے کہ بیع مذکور صاحب جج کی اجازت کے خلاف تھی تاہم عدالت ایک نالش زیر دفعہ ۷۷ مین اس امر کی پابند ہے کہ صرف سوال اصلیت انتقال کی تحقیقات کرے اور چونکہ قرار داد سوال مذکور بحق مدعی ہے اسلئے عدالتہائے ماتحت نے نالش کے خارج کرنے مین قانوناً غلطی کی ہے -

امر اوّل پر غور کرنا چندان ضروری نہین - اُس رائے کے مطابق جو ہم نے نالش زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ رجسٹری کی وسعت کے متعلق اختیار کی ہے اس سوال کا تصفیہ کرنا غیر ضروری ہے - ہم صرف ضمنی طور پر یہ معلوم کر سکتے ہین کہ گو صاحب جج ضلع کے حکم مشعر عطائے اجازت مین کوئی ذکر قیمت کا نہین کیا گیا تاہم حکم مذکور اُس درخواست کے ساتھ ملا کر پڑھا جانا چاہیئے جسپر کہ وہ صادر کیا گیا تھا اور حکم اور درخواست مذکور کو ملا کر پڑھنے سے ہماری یہ رائے ہے کہ عدالتہائے ماتحت کی وہ رائے جو انہون نے اختیار کی ہے بالکل درست ہے اور کہ بیع بحق مدعی بخلاف ورزی شرائط اجازت مذکور ہے اسلئے اپیلانٹ کا عذر اوّل ناکامیاب رہنا چاہیئے -

وہ سوال جو عذر دوم مین اٹھایا گیا ہے یعنے یہ کہ آیا ایک نالش زیر دفعہ ۷۷ - ایکٹ رجسٹری مین عدالت کسی ایسے معاملہ کی تحقیق کر سکتی ہے جو ایک دستاویز کے جواز مین خلل انداز ہو قطع نظر اسکے اصلی ہونیکے ایک ایسا سوال ہے جو بالکل بری از مشکل نہین ہے سلیکن بعد کامل غور کرنیکے ہماری یہ رائے ہے کہ سوال مذکور کا جواب بحق اپیلانٹ کے دیا جانا چاہیئے -

وہ نالش جسکا ذکر دفعہ ۷۷ - ایکٹ رجسٹری مین ہے باستعمال الفاظ دفعہ مذکور "ایک نالش واسطے حصول ڈگری بدین ہدایت کے ہے کہ ایک دستاویز کی رجسٹری کیجائے" اور نہ "ایک نالش واسطے حصول ڈگری بدین بدین استقرار کے کہ دستاویز مذکور جائز اور قابل پابندی ہے" پس عدالت کو ایسی نالش مین کس امر کی تحقیقات کرنی چاہیئے ؟ - آیا وہ صرف ایک سوال دربارہ اصلی ہونے دستاویز کے ہے یا کہ اسکے اصلی اور جائز ہونیکے متعلق ؟

سنہ ۱۸۹۹ع
راج لکھی گہوش
بنام
دہندراچند
موجیدر

ہماری یہ رائے ہے کہ وہ صرف اولذکر قسم کا سوال ہے کیونکہ وہ سوال صرف تحریر کے متعلق ہے معہ اس سوال ملحقہ کے کہ آیا تحریر کنندہ نابالغ یا فاترالعقل یا مجنون ہے جسکی تحقیقات کرنا افسر رجسٹری کا فرض زیر دفعہ ۳۴ و ۳۵ ایکٹ مذکور ہے جبکہ ایک دستاویز بغرض رجسٹری کرانیکے پیش کیجائے اور تحقیقات ایک نالش زیر دفعہ ۷۷ مین جو آخری کارروائی واسطے موثر کرانے رجسٹری کے ہے اسی سوال تک محدود ہونی چاہیئے +

جہانتک صورت حال کیطرح دستاویز ایسی ہو جسکا رجسٹری کرانا زیر دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری ضروری ہو دفعہ ۴۹ ایکٹ مذکور کیوجہ سے وہ کسی ایسے معاملہ مین ناقابل پذیرائی شہادت ہے جو جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہو تاوقتیکہ اسکی رجسٹری کیگئی ہو اور نالش زیر دفعہ ۷۷ کی غرض یہ ہے کہ ایک دستاویز کی رجسٹری اس غرض سے کرائی جائے کہ اسکے ناقابل پذیرائی ہونیکا امتناع رفع کیا جائے اور اسکے جواز کا سوال عدالت مناسب مین فیصل کئے جانیکے واسطے چھوڑا جاتا ہے ہم کو یہ بھی بیان کرنا چاہیئے کہ رائے مطابق مقدمہ بالبل آمل بنام اردنا چالاچٹی (۱) کے ہے -

اسمین شبہ نہین کہ بادی النظر مین بے ترتیب معلوم ہوتا ہے کہ وہ دستاویز جو صریح طور پر ناجائز ہے جیسی کہ صورت حال میں ہے اسکے رجسٹری کئے جانیکا حکم دیا جانا چاہیئے اگر وہ رائے جو ہم نے دفعہ ۷۷ کے متعلق اختیار کی ہے درست ہے لیکن تہوڑا سا غور کرنیسے معلوم ہوگا کہ بہت ہی زیادہ بے ترتیبی وقوع مین آئیگی اگر اسکے برخلاف رائے کو تسلیم کیا جائے کیونکہ وہ فریق جسنے دستاویز پیش کی ہے باوجود اسکے ناجائز ہونیکے دادرسی کا مستحق بطور واپسی زربدل وغیرہ کے ہو سکتا ہے جسکے عطا کرنیسے محدود وسعت نالش زیر دفعہ ۷۷ (جو صرف بغرض حصول ایک ڈگری مشعر ہدایت رجسٹری دستاویز کے ہے) عدالت کو روک سکتی ہے - مقدمہ حال ایک تمثیل امر مذکور کے متعلق ہے - گو دستاویز حال زیر دفعہ ۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع قابل تنسیخ ہے تاہم مدعی اُس زربدل کے واپس پانیکا مستحق ہے جو اُسنے ادا کیا ہے لیکن عدالت اُسکو دادرسی مذکور نالش ہذا مین عطا نہین کر سکتی -

معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز مذکور نابالغ کے ولی نے تحریر کی تہی - یہ سچ ہے کہ وہ بخلاف ورزی شرائط اُس منظوری کے تحریر کیگئی تہی جو صاحب جج ضلع نے عطا کی تہی لیکن قانون (دفعہ ۳۰ ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ع) مین صرف یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دستاویز مذکور قابل تنسیخ ہے - پس اسصورت مین مطابق اُس رائے کے جو ہم نے وسعت نالش زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ رجسٹری کے متعلق اختیار کی ہے مدعی کامیابی کا مستحق ہے +

اسلئے ڈگریات عدالتہائے ماتحت منسوخ کیجانی چاہئین اور مدعی کی نالش کی ڈگری معہ خرچہ کل عدالتہائے کے دیجانی چاہیئے +

اپیل منظور کیا گیا -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۵۵ -

باجلاس مسٹر جسٹس ٹریولین صاحب و مسٹر جسٹس بیورلی صاحب۔

۱۸۹۶ء
۱۹ مارچ

پرین داس وغیرہ (مدعاعلیہم) **بنام** بہٹو مہتن وغیرہ (مدعیان) ٭

دہرم شاستر۔ خاندان مشترکہ۔ خاندان مشترکہ اہل ہنود تابع قانون متاکشرا۔ نیلام جائداد مشترکہ خاندان بعلت اجرائے ڈگری بخلاف پدر۔ ڈگری ہرجانہ سرقہ یا استعمال بیجا۔ قرضہ ماقبل۔ مذہبی فرض پسران کا واسطے ادائگی قرضہ پدری کے۔ نیک نیت خریدار۔

ایک ڈگری ہرجانہ سرقہ یا استعمال بیجا حاصل کردہ بخلاف رام دس دو ارکین خاندان مشترکہ اہل ہنود تابع قانون متاکشرا کے اجراء مین جدی جائداد خاندانی نیلام کیگئی تہی اور خریداران نے قبضہ حاصل کیا تہا۔ ایک نالش بجانب پسران رام دس وچند دیگر ارکین خاندان کے مین جو انہون نے بغرض وصولیابی اپنے حقوق مندرجہ جائداد مذکور کے دائر کی تہی۔

تجویز ہوئی کہ کوئی قرضہ ماقبل از ڈگری صورت حال مین موجود نتہا اور کہ گو استحقاق حصول ہرجانہ سرقہ یا استعمال بیجا کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہی کہ اُسکے سے ایک "قرضہ" پیدا ہوا تہا تاہم قرضہ مذکور بر خلاف قانون ہونے یا خلاف اخلاق ہونیکا دہبہ عائد تہا اور پسران پر مذہبی فرض واسطے ادائگی قرضہ کے نتہا اور پسران کے حقوق بروئے نیلام کے منتقل نہوئے تہے۔

نیز تجویز ہوئی کہ خریداران صورت حال مین نیک نیت خریداران کے فائدہ کے مستحق نہ تہے کیونکہ اگر ڈگری کا امتحان کیا جائے تو اُنکی تحقیقات ضروری ہو جاتی۔

جائداد زیر بحث صورت حال مین ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود تابع قانون متاکشرا کی جدی جائداد تہی جو بعلت اجراء ایک ڈگری بخلاف چند ارکین خاندان کے نیلام کیگئی تہی۔ خاندان مذکور کے ارکین تین برادران منگرو مہتن و درشن مہتن وسوبہا مہتن اور اُنکی زوجگان اور پسران تہے جنمین سے درشن قبل از رجوع نالش ہذا کے فوت ہو گیا تہا۔ وہ ڈگری جسکے اجراء مین نیلام عمل مین آیا تہا ایک نالش ہرجانہ سرقہ یا استعمال بیجا منجانب منگرو وسوبہا مہتن اور اُن دیگر اشخاص مین صادر کیگئی تہی جنکا خاندان سے کوئی علاقہ نہ تہا۔ مدعیان نالش حال جو اپنے حقوق مندرجہ جائداد مشترکہ کے دلا پانے کے دعویدار ہین زوجہ و پسران منگرو اور بیوہ و پسران درشن اور خود سوبہا اور اُسکی زوجہ اور پسران ہین

٭ اپیل از ابتدائی ڈگری نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۸۹۵ء بر خلاف ڈگری مسٹر کے ایس فخرالدین حسین سب آرڈینیٹ جج پٹنہ مورخہ ۲۸ جون سنہ ۱۸۹۵ء۔

سنہ ۱۸۹۶ع
پرمین داس
بنام
بہٹو مہتن

مدعا علیہم نمبرا لغایتہ نمبر ۴ خریداران بعلت اجرا تہے اور منگرو مہتن مدعا علیہ نمبر ۵ تہا اور ڈگریدار مدعا علیہ نمبر ۶ ہے سرٹیفکیٹ نیلام مین یہ تخصیص کیگئی تہی کہ کسکی جایداد نیلام کیگئی ہے لیکن اسمار فریقین بنالش ہرجانہ ابتدائی کا ذکر کیا گیا تہا وہ اہم سوال جسپر بحث کیگئی ہے یہ تہا کہ اس استحقاق کی حد کس قدر ہے جو بروئے نیلام کے منتقل ہوا تہا۔ واقعات کامل طور پر تجویز ہائیکورٹ مین بیان کئے گئے ہین۔

مدعا علیہم نمبر الغایتہ ۴ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو کرونا سندہو مکرجی و بابو تریت موہن داس و مولوی محمد حبیب اللہ منجانب اپیلانٹان۔

بابو داماکالی مکرجی منجانب ریسپانڈنٹان۔

بابو کرونا سندہو مکرجی :- ڈگری و کارروائیات نیلام بخلاف منگرو دسوبہا خاندان پر قابل پابندی ہین کیونکہ وہ اعلی ارکین خاندان تہے اور خاندان ہی کو ناجایز تعلق کا فایدہ پہونچا تہا خریدار پر لازم نہ تہا کہ کارروائیات نیلام کے علاوہ کسی امر کی تحقیقات کرتا اُسے کوئی اطلاع نہ دیگئی تہی مقدمہ سورج بنسی کور بنام شیو پرشاد سنگہ (۱) مین بوجہ حیلہ مقدمہ گردہاری لال بنام کنتو لال (۲) کے حکام پریویکونسل نے قرار دیا تہا کہ خریدار پر لازم نہین ہے کہ اس امر کے علاوہ کسی شے کی تحقیق کرے کہ ایا ڈگری مناسب طور سے بخلاف باپ کے عطا کیگئی تہی۔ ایک نیک نیت خریدار جیسا کہ اپیلانٹ ہے پسران کے دعوے کے برخلاف محفوظ کیا گیا ہے۔ پسران پر ایک ہی فرض واسطے ادائگی قرضجات پدری کے عاید تہا۔ ذمہ داری ہرجانہ و دیگر قرضجات پدری مین کوئی فرق نہین ہے مقدمہ مالونی بابو بنام سودہن موہن (۳) مین ڈگری زر واصلات کے متعلق تہی ملاحظہ ہو مقدمہ بینی پرشاد بنام پوہلن چند (۴) دوسرا امر یہ ہے کہ چونکہ خریدار مالک اراضی تہا اسلئے نالش حال واسطے لاپانے قبضہ کے اُسکے برخلاف زیر دو سال کی میعاد زیر مد ۳ ضمیمہ ۳ - ایکٹ فرمان بنگال کے زاید المیعاد ہے نیز نالش برو جہ ایکسالہ میعاد کے زاید المیعاد ہے کیونکہ دعوے یا عذر جو اجرا مین کیا گیا تہا نیلام حال سے پہلے نامنظور کیا گیا تہا سو بہا مہتن کی حیثیت بہر حال صریح طور پر رہی ہے جو منگرو کی ہے اور وہ ڈگری کا مستحق نہین۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۸ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۸۸۔
(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۷ و " " جلد ۱ صفحہ ۳۲۱۔
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۶ و " " جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۸
(۴) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۲۔

سنہ ۱۸۷۶ء
پریمن داس
بنام
بہٹو مہتن

بابو ارباکالی مکرجی منجانب رسپانڈنٹان: ڈگری واسطے ہرجانہ سرقہ یا استعمال [illegible] گئے تھی یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ اُس "قرضہ" کی نسبت تھی جو باپ نے اٹھایا تھا اور یہ ہرگز نہین کہا جاسکتا کہ پسران ایسے ہرجانہ کے ذمہ دار بباعث مذہبی فرض کے تھے کسی مقدمہ رپورٹ سے یہ مسئلہ درست معلوم نہین ہوتا۔ صورت حال مین اس امر سے کچھ فرق نہین آتا کہ خریدار ایک شخص اجنبی تھا اسپر لازم تھا کہ تحقیقات کرتا بلنسبت سوبہا مہتن کے معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہم نے اُسکے استحقاق کے متعلق سوال نہ اٹھایا تھا اور نہ انہون نے اُسکے برخلاف عدالت ماتحت مین کارروائی کی تھی انہون نے عدالت مذکور مین صرف منگرو کی نسبت کارروائی کی تھی اور بطریق اپیل کے سوبہا کے حصہ کا دعوے نہین کرسکتے۔ ان بی بنسبت میعاد کے عذر یہ ہے کہ ایکٹ مزارعان مقدمہ حال سے متعلق نہین ہوتا کیونکہ نالش مابین ایک رعیت اور اسکے مالک اراضی کے نہ تھی اور امر مذکور عدالت ماتحت مین اٹھایا نہ گیا تھا۔ ایک سال کی میعاد بھی متعلق نہین ہوسکتی کیونکہ مسل مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ دعوی مذکور کے مقدمہ کی تجویز اور فیصلہ باضابطہ طور پر کئے گئے تھے۔

بابو کرنا سندہو مکرجی نے اسکا جواب دیا۔

تجویز ہائیکورٹ (ٹریولین صاحب و بیورلی صاحب ججان) حسب ذیل ہے:۔

نالش حال جملہ ارکین خاندان متاکشر نے سوسے ایک کن مسمی منگرو مہتن کے جو مدعاعلیہ نمبرا تھا واسطے والاپانے قبضہ اس جائیداد کے دائر کی تھی جو بعلت اجرائے اُس ڈگری کے نیلام کیگئی تھی جو بمقابلہ منگرو مہتن و سوبہا مہتن مدعی منبشہ کے حاصل کیگئی تھی خاندان مذکور کے ارکین تین برادران اور انکی زوجگان اور پسران ہین۔ وہ نالش جسمین ڈگری مذکور حاصل کیگئی تھی واسطے دلاپانے ہرجانہ اُس دھان کے دائر کی گئی تھی جو مدعاعلیہم نالش مذکور نے چرایا تھا۔ مدعاعلیہم نالش مذکور مین منگرو مہتن و سوبہا مہتن بھی شامل تھے ہم عموماً یہ بیان کرسکتے ہین کہ ڈگری نالش مذکور مین دعوے کا ذکر بطور ایک رقم دعویداری مبلغ صمار سے ۶۱۲ بطور ہرجانہ قیمت شالی استعمال کردہ مدعاعلیہم کے کیا گیا تھا بیان مذکور بلحاظ اس اہم سوال کے ضروری ہے جسپر اپیل ہذا مین بحث کیگئی ہے۔

کوئی شہادت مقدمہ ہذا مین کسی کارروائی اجرا کے متعلق نہین دیگئی اور ہمارے پاس صرف سرٹیفکیٹ نیلام اور ڈگری ہے جو داخل کیا گیا ہے سرٹیفکیٹ نیلام کے عنوان مین فریقین کے اسمائے درج ہین اور اُسمین اس امر کی تصدیق کیگئی ہے کہ فلان کاشت کا نیلام کیا گیا ہے لیکن یہ بیان نہین کیا گیا کہ وہ کسکی ملکیت ہے۔

۱۸۹۵ء
پرمین داس
بنام
بسنٹو مہتن

خود اسکی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ اس نیلام کا اثر یہ تہا کہ کل خاندان کے حقوق متدعیہ کاشت مذکور منتقل کئے گئے تہے بخلاف اسکے اپیلانٹان کیطرف سے یہ بحث کیگئی ہے کہ اسکے رو سے صرف منگرو مہتن کا حق منتقل ہوا تہا۔

ہم درشن مہتن کے پسران کے حقوق کا فیصلہ فوراً کر سکتے ہین جو یکے از برادران مذکور تہا اور نیز بسو و درشن کے حقوق کا وہ حجت جو ہمارے روبرو کیگئی تہی کلیتاً ایک پسر بر ہندو تابع قانون متاکشرا کے اُس فرض پر مبنی ہتی جو اسپر واسطے ادائیگی قرضجات پدری کے عاید ہے اور بصورت حال ہین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جو ممکن طور پر کسی فعل مہتمم کے رو سے خاندان پر قابل پابندی ہو سکتا ہے۔ وا گیہ ظاہر نہین کیا گیا کہ منگرو یا سوبہا خاندان کا مہتمم تہا اور کہ وہ خاص قرضہ (اگر وہ قرضہ تہا) جو پیدا کیا گیا تہا ایک ایسا قرضہ نہ تہا جو مہتمم نے بحیثیت مہتمم کے یا کسی طرح پر بغرض استفادۂ خاندان کے اٹہایا تہا۔ ہمنے کہا ہے کہ "اگر وہ ایک قرضہ تہا" کیونکہ درحقیقت ہماری رائے مین وہ ہرگز قرضہ نہ تہا۔ کوئی ایسا طریق موجود نہین ہے جسکے ذریعہ سے درشن مہتن کی اولاد پابند بنائی جاسکے اس لئے جہانتک انکا تعلق ہے اپیل ہذا ناکامیاب رہنا چاہئے۔

اب ہم دیگر اشخاص کے متعلق کارروائی کرتے ہین ہماری رائے مین یہ تسلیم کیا جانا چاہئے کہ یہ نیلام بعلت اجراء ایک ڈگری کے کیا گیا تہا جو بخلاف منگرو مہتن اور سوبہا مہتن کے ہتی۔ نیلام مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک ایسی نالش مین عمل مین آیا تہا جو جملہ مدعا علیہم کے برخلاف دائر کیگئی تہی اور جب تک اسکی خلاف ثابت نہ کیا جائے ہم کو یہ قیاس کرنا چاہئے کہ ڈگریدار نے منگرو اور سوبہا دونو کے برخلاف کارروائی کی تہی جو نالش مذکور مین مدعا علیہم تہے اور جنکا حق کاشت بنا مین تہا۔ عرضیدعوے مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ کارروائیا صرف منگرو مہتن کے برخلاف کیگئی تہین لیکن بیان مذکور کی تائید مین آسانی سے ثبوت پیش کیا جاسکتا تہا بصورت عدم موجودگی کسی ثبوت کے ہم کو یہ فرض کرنا چاہئے کہ سرٹیفکٹ نیلام تعمیل ایک مناسب کارروائی بخلاف ہر دو برادران کے حاصل کیا گیا تہا پس اس صورت مین نتیجہ یہ ہے کہ جہانتک سوبہا مہتن کا تعلق ہے اسکی نالش ناکامیاب رہنی چاہئے۔

لیکن مقدمہ دیگر اشخاص کے متعلق بالکل مختلف ہے گو سرٹیفکٹ نیلام کا منشا جائداد کے برخلاف نیلام ہونیکا ہے تاہم پسران ذمہ دار نہین ہو سکتے اِلّا جبکہ یہ ثابت کیا جائے کہ ایک مناسب ڈگری بخلاف انکے باپ کے درباره ایک قرضہ قابل ادا کے حاصل کیگئی تہی جو جایز یا خلاف اخلاق غرض کے واسطے اٹہایا نہ گیا تہا

سنہ ۱۸۹۴ء
پرمیشر داس
بنام
بشو مہتن

مختصر طور پر نتیجہ سندات متعلق بایں امر کا ہے۔ اولاً ہماری یہ رائے نہین ہے کہ کوئی قرضہ ماقبل موجود تہا متعلقات محولہ کا تعلق ایسے معاملات کے ساتھ ہے جو بطور معاہدہ یا کسی شئے قریب بہ معاہدہ کے مابین باپ اور کسی دوسرے شخص کے کئے گئے ہون اور اُن قرضجات کا ادا کرنا جو اسطرح پر اٹہائے گئے تہے پسران کا فرض مذہبی ہوگیا تہا لیکن صورت حال مین کوئی قرضہ قبل از ڈگری موجود نہ تہا۔ صورت حال مین صرف استحقاق حصول ہرجانہ در بدفعل ناجایز کے موجود تہا پس مقدمات مذکور صورت حال سے کوئی علاقہ نہین رکہتے لیکن اگر یان ہی کیا جا سکے کہ اس استحقاق ہرجانہ کے رو سے ایک قرضہ قبل اجراء نالش کے پیدا ہوتا تہا تاہم یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کس طرح پر قرضہ مذکور برخلاف قانون ہونے یا خلاف اخلاق ہونیکا دہبہ موجود نہ تہا۔ اس قرضہ کی ابتدا اگر وہ قرضہ تہا، وہ جرم سرقہ تہا جو اُن اشخاص نے کیا تہا جنپر نالش کیگئی تہی۔

عذر یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ خریدار ایک نیک نیت خریدار ہے اسلئے اُسپر لازم نہ تہا کہ واقعات مذکور کی تحقیقات کرتا اُس سند پر جسکا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا ہے حجت یہ کیگئی ہے کہ اُسپر ڈگری کے علاوہ کسی امر کی تحقیق کرنا لازم نہ تہا بہرحال ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ اُس کو اس ڈگری کی تحقیقات نہ کرنی چاہئے جسکے باعث نیلام عملین آیا تہا اس مین شبہ نہین کہ خریدار جایداد ایسے واقعات کی موجودگی مین جب اُنکی نسبت ثابت کیا گیا ہو کہ اُسے معلوم تہا کہ وہ اشخاص جو ارکین خاندان تہے نہایت ناجایز طور پر عمل کرینگے اگر وہ کم از کم ڈگری کے متعلق تحقیقات نہ کریگا ڈگری کے رو سے یا تو خریدار کو اطلاع حاصل ہوتی ہے یا وہ تحقیقات شروع کرتا ہے صورت حال مین ڈگری مین قرضہ کا ذکر نہین کیا گیا جو بادی النظر مین خاندان یا جایداد زیر بحث پر قابل پابندی ہوتا لیکن کم از کم یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسمین خریدار کو تحقیقات کرنی چاہئے۔

ایک اور ایسا امر موجود ہے جسکا حوالہ دینا ہمارے واسطے ضروری ہے شروع مین یہ بحث کیگئی تہی کہ نالش زائد المیعاد ہے اوگا اسوجہ پر کہ دعوی جایداد مذکور کی نسبت اجراء نہین کیا گیا تہا۔ عرضیہ عدالت مین داخل نہین کیا گیا اور شہادت مندرجہ مسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی فیصلہ دعوی مذکور پر نہ کیا گیا تہا۔ دعوی بعد از وقت کیا گیا تہا اور اُسکے متعلق کوئی اور کارروائی عملین نہ آئی تہی۔

ازان بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ برو ایکٹ مزارعان بنگال کے دو سال کی میعاد متعلق ہوتی ہے لیکن نالش ہذا

سنہ ۱۹۰۷ء
پرمین داس
بنام
بہوٹو مہتو

متخاصب ایک میت دخیلکار کے بخلاف مالک اراضی نہیں ہے بلکہ ایک ایسے شخص کے برخلاف ہے جو ممکن ہے کہ اسکا مالک اراضی ہوا ور جسپر بحیثیت غیر استحقاق دخیلکاری کے اور بباعث خرید مذکور کے نالش کیگئی ہے۔

یہی امور غور طلب مقدمہ ہذا میں تھے۔

نتیجہ یہ ہے کہ ہم کو عدالت ماتحت کی ڈگری کی ترمیم بذریعہ نامنظور کرنے مجق سو بہا حق حقیقہ مدعو یہ کے کرنی چاہئے اسلئے جہانتک کہ اسکا تعلق ہے نالش خارج کیجانی چاہئے تابع اس ترمیم کے ڈگری بحال رکھی جاتی ہے۔

اپیلانٹان کو چاہئے کہ رسپانڈنٹان کو خرچہ اپیل ہذا ادا کریں۔

اپیل جزوا منظور کیا گیا۔ ڈگری ترمیم کیگئی۔

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۲ مارچ ۱۸۹۶ء

پھمینشر سنگہ (مدعی) **بنام** دوکہہ مدھن جہا و یک کس دیگر (مدعا علیہم)

رہن۔ رہن انتفاعی۔ تمسک سود بہرنا بشرط واپسی۔ تعبیر رہن نامہ۔ نالش واسطے دلاپانے زرنقد اور نیلام کے ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۷۔

ایک سود بہرنا رہن نامہ میں یہ شرط درج تھی: "بعد ادائیگی زر اصل کے ماہ چیت سمت ۱۲۹۱ میں ہم دستاویز ہذا اور اراضی کو واپس لینگے بصورتیکہ ہم ادائیگی زر اصل سے تاریخ ادائیگی پر قاصر رہیں تو دستاویز سود بہرنا موثر رہیگی"

تجویز ہوئی کہ اس معاہدہ میں کوئی اقرار واسطے واپسی زر اصل کے موجود نہ تہا اور نہ کوئی ایسا اقرار ان شرائط سے مفہوم ہوتا تہا جو ربارہ واپس لینے دستاویز اور اراضی کے تہیں اسلئے کوئی استحقاق ڈگری زرنقد موجود نہ تہا۔

تجویز ہوئی کہ زیر دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) ایک مرتہن انتفاعی (تا وقتیکہ کوئی شئے معاہدہ میں ایسی نہو جس سے استحقاق مفہوم ہوتا ہو) نہ تو بیباع اور نہ نیلام کی نالش کر سکتا ہے۔

[illegible] بنام امراؤ بیگم (۱) و چھیہ بنام کنجن (۲) و راتیا بنام گرودا (۳) کا حوالہ دیا گیا۔ و یکٹا سامی بنام سبرامینا (۴) کی پیروی نہ کیگئی۔

یہ اپیل از ڈگری ہمارے اپیل نمبری ۱۴۱۵ و ۲۰۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنارانحی ڈگری مصدرہ بابو جگا دہر لیب صاحب سبارڈینیٹ جج ترہٹ مورخہ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء بر شمول [illegible] ڈگری بابو گیا نند را چند بنیر جی منصف صاحب مود ہوبنی مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۶۷۔ (۲) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۹۔
(۳) " " مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ (۴) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۸۰۰۔

سنہ ۱۸۹۰ع
بہیشر سنگہ
بنام
دوکہہ موہن

بابو رام چرن متر نے اُسکا جواب دیا۔

تجویز ہائیکورٹ (ٹریویلین صاحب جسٹس وبیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:۔

گو ان دونو مقدمات کی تجویز عدالت اپیل ماتحت مین اور ہمارے روبرو مشترک طور پر کیگئی تہی تاہم وہ جملہ امور مین یکسان نہین ہین۔

وہ ہر دو نالشات واسطے دلا پانے اُس روپیہ کے دائر کیگئی تہین جسکی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ بمبنائے رہن مع انتفاعی کے واجب الادا ہے اور ہر دو مقدمات مین مرتہن نے بیان کیا تہا کہ اُسنے جایداد مرہونہ کا قبضہ چہوڑ دیا ہے مقدمہ نمبر ۱۳۱۔ مین مدعی نے استدعا کرکے عدالت اول سے ایک ڈگری نیلام حاصل کی تہی۔ مقدمہ نمبر ۱۳۲ مین اُس نے صرف ڈگری زرنقد کی استدعا کی تہی جو اوّلاً اُسے عطا کیگئی تہی۔ عدالت اپیل ماتحت نے ہر دو ڈگریات کو منسوخ کرکے نالشات کو اسوجہ پر خارج کیا ہے کہ معاہدہ مین استحقاق ارجاع نالش دربارہ زرنقد کے عطا نہین کیا گیا ہے۔ ہمنے اپیلہائے ہذا مین بحث کو کسی قدر مفصل طور سے سماعت کیا ہے اور ہماری یہ رائے ہے کہ وہ خارج کیئے جانے چاہئین۔

سوال ہذا جزواً اس تعبیر پر مبنی ہے جو ایک خاص معاہدہ کی کیجانی چاہیئے اور جزواً اُس تعبیر پر جو بعض دفعات ایکٹ انتقال جایداد کی کیجانی چاہیئے۔

اوّلاً ہم معاہدہ بمقدمہ اپیل نمبر ۱۳۱ کو لیتے ہین۔ بعد بیان کرنے ضرورت زر قرضہ بشرح الخ۔ معاہدہ مذکور مین بیان کیا گیا ہے کہ بعوض سود کے تحریر کنندگان نے بعض اراضی بہرنا کا قبضہ تین سال کے واسطے سمت ۱۲۹۴ سے سمت ۱۲۹۶ فصلی تک عطا کیا ہے۔ اور کہ بہرنا دار مذکور کو چاہیئے کہ جایداد بہرنا کا قبضہ اپنے پاس رکہے اور اُسکی آمدنی کو میعاد مذکور تک استعمال مین لاوے۔ ہم لگان واجب الادا کو سال بسال ادا کرتے رہینگے اور ہم اُس کو اُسکے ساتہہ کوئی تعلق نہوگا اور بعد ادا کرنے زر اصل کے ماہ چیت سمت ۱۲۹۶ مین ہم دستاویز ہذا اور اراضی کو واپس لینگے۔ درصورتیکہ ہم ادائیگی زر اصل واجب الادا سے تاریخ مذکور پر قاصر رہین دستاویز سود بہرنا موثر رہیگی"

اس معاہدہ مین کوئی اقرار واسطے واپسی زر اصل کے موجود نہین اسلئے کوئی استحقاق دربارہ ڈگری زرنقد کے موجود نہین۔ عذر یہ کیا گیا تہا کہ احکام دربارہ واپسی دستاویز اور اراضی کے بمطابق ادائیگی زر اصل سے ایک اقرار واسطے واپسی زر اصل کے مفہوم ہوتا تہا۔ ہماری رائے مین یہ درست نہین ہے۔ حکم

سنہ ۱۹۰۱ء
پرتھیپرسنگھ
بنام
وکھیہ موہن

حکم مذکور صرف ایک ایسا حکم ہے جو عموماً دربارہ انفکاک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اسکے رو سے وہ کم از کم مرضہ میعاد مقرر کیا گیا ہے جسکے کہ اندر راہن انفکاک کرا سکتا ہے اسمین کچھ اور حکم نہین ۔ ہماری رائے مین یہ دستاویز ایک رہن انتفاعی حسب منشاء دفعہ ۵۸ (د) ایکٹ انتقال جایداد ہے فقرہ مذکور حسب ذیل ہے :۔

"جب راہن جایداد مرہونہ پر مرتہن کو قابض کرا دے اور اسکو اختیار دے کہ تا ادا ے زر رہن وہ اسپر قابض بنا رہے اور زر لگان اور منافع جو اس جایداد سے پیدا ہو لیتا رہے اور زر لگان و منافع کو بجائے سود یا بجائے اصل زر رہن یا جزواً بوجہ سود اور جزواً بوجہ اصل زر رہن کے محسوب کرے تو یہ معاملہ رہن رہن انتفاعی کہلاتا ہے اور مرتہن ایک مرتہن انتفاعی کہلاتا ہے"

صورت حال مین معاہدہ بالکل اسی طرح پر کیا گیا ہے راہن نے جایداد مرہونہ کا قبضہ مرتہن کو حوالہ کیا تھا اور اسکو یہ اختیار دیا تھا کہ تا ادائگی زر رہن قبضہ بحال رہے اور اسکا منافع اور لگان بعوض سود کے حاصل کرتا رہے ۔

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ مرتہن انتفاعی کی چارہ جوئی کیا ہے یہ امر دفعہ ۶۷ مین درج ہے جسمین بعد کاروائی کرنے عام استحقاق رہن دربارہ بیعبات یا نیلام کے تین صورتہاے کو اس عام استحقاق سے مستثنے کیا گیا ہے ایک مرتہن سادہ بیعبات کی نالش نہین کر سکتا ایک مرتہن بیع مشروط نیلام کی نالش نہین کر سکتا ایک مرتہن انتفاعی بہ حیثیت مرتہن یعنے جب تک کوئی ایسا امر معاہدہ مین موجود نہو جس سے استحقاق مفہوم ہوتا ہو بیعبات یا نیلام کی نالش نہین کر سکتا ہماری رائے مین یہ طبعی معنے الفاظ دفعہ ۶۷ کے ہین ۔ گو دفعہ مذکور مین ارجاع نالش کا ذکر ہے تاہم ہماری یہ رائے ہے کہ الفاظ مذکور اس طریق کے متعلق نہین ہین جسکے مطابق نالش دربارہ اس چارہ جوئی کے رجوع کیجاتی ہے جسکا کہ مدعی مستحق ہے یہ نہین ہو سکتا کہ الفاظ مذکور واسطے ارجاع نالش بیعبات یا نیلام کے "صرف چارہ جوئی علے سبیل البدلیت کے مانع ہین اور کسی دادرسی کے مانع نہین ۔

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ آیا کوئی شئے اس اقرار نامہ مین ایسی موجود ہے جسکے رو سے دفعہ [illegible] ہو سکے کوئی صریح معاہدہ دربارہ ڈگری نیلام یا بیعبات کے موجود نہین ۔ آیا ایسا معاہدہ مفہوم ہو سکتا ہے ؟ ہم اسمین کوئی ایسی شئے نہین دیکھتے جس سے ہم ایسا اقرار مفہوم کر سکین ۔

۱۸۹۷ء
بلیشر سنگھ
بنام
دوکہہ موہن حیا

چند مقدمات متعلق بایں امر کا حوالہ ہمارے روبرو دیاگیا ہے اور انہین سے چند کا ذکر کرنا بہتر ہوگا ۔

مقدمہ عمدہ بنام لعل و بیگم (۱) ایک صریح سند اس امر کی ہے کہ نالش حال چل نہین سکتی تین فیصلجات مدراس ہائیکورٹ کا حوالہ دیاگیا تہا ۔ انہین سے اول وینکٹا سامی بنام سبرامنیار (۲) ہے اسمین معلوم ہوتا ہے کہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک مرتہن انتفاعی ایک ڈگری نیلام کا مستحق ہے شرایط رہن کا ذکر مقدمہ مذکور مین نہین کیا گیا اور اس عام اصول کی پیروی نہ کیگئی تہی جو اسطرح پر قایم کیا گیا ہے ۔

مقدمہ چوٹہو بنام کنجن (۳) مین ایک بنچ نے جسمین ان ججان مین سے ایک شامل تہا جنہون نے مقدمہ وینکٹا سامی بنام سبرامنیار (۲) کو فیصل کیا تہا مختلف نتیجہ اخذ کیا تہا اور قرار دیا تہا کہ مرتہن انتفاعی بصورت عدم موجودگی معاہدہ بخلاف اسکے نہ تو نیلام اور نہ بیعبات کی نالش کر سکتا ہے ۔

مقدمہ رامیا بنام گرووا (۴) مین ایک اور ڈویژن بنچ نے قرار دیا تہا کہ جہان شرط واسطے ادائیگی زرنقد کے ہو مرتہن جایداد کو نیلام کرا سکتا ہے ۔ مقدمات مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہان دستاویز زیر بحث سوا رہن انتفاعی کے اور کچھہ زیادہ نہو جیسے کہ اسکی تعریف دفعہ ۵۸ مین کیگئی ہے تو کوئی چارہ جوئی بذریعہ نیلام یا بیعبات کے حاصل نہین ہوتی ۔ دستاویز حال مین کوئی ایسا امر موجود نہین جس سے وہ ایک سادہ رہن انتفاعی سے مختلف ہو سکے ۔

اس لئے ہمین قرار دینا چاہئے کہ نالش ناکامیاب ہوتی ہے ۔

دوسرے مقدمہ مین وہ شئے جسکی استدعا کیگئی ہے ڈگری زرنقد ہے دستاویز مین کوئی شرط ایسی نہین جسکے روسے راہن نے اپنے آپکو ادائیگی زرنقد کا پابند بنایا ہو اور کسی شرط مندرجہ دفعہ ۶۸ ۔ ایکٹ انتقال جایداد کی تعمیل نہین کیگئی ۔ مدعی ڈگری زرنقد کا مستحق نہین ہے ۔

ہمارے واسطے کسی رائے کا در بارہ اس امر کے ظاہر کرنا ضروری نہین کہ آیا وہ کسی اور ڈگری کا مستحق ہے کیونکہ اسوقت [illegible] اس نے کسی اور ڈگری کی استدعا نہین کی ۔

ہر دو اپیلہاے معہ خرچہ خارج کئے جاتے ہین ۔

اپیلہاے خارج کئے گئے

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۷ ۔
(۲) ،، ،، مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۹۸ ۔
(۳) ،، ،، ،، جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۹ ۔
(۴) ،، ،، ،، جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۲ ۔

۱۸۹۶ء
کمینہ بی بی
بنام
فیض الدین علی

میکلین صاحب چیف جسٹس - مین افسوس کرتا ہون کہ مقدمہ ہذا مین ہمکو اصلی رسپانڈنٹ کیطرف سے مقدمہ مین پیش ہوکر جانے کا فائدہ حاصل نہین ہوا جو نیلام مورخہ ۵ مارچ ۱۸۹۳ء مین خریدار نیلام ہے۔

وہ واقعات جنپر فیصلہ [illegible] ہمارے لئے ضروری ہین مختصر حسب ذیل ہین - ۱۹ دسمبر ۱۸۹۲ء کو مدعی نے نالش مین ایک ڈگری بمبلغ [illegible] حاصل کی [illegible] ۱۸۹۳ء کو ایک [illegible] ڈگری نیلام نالش مذکور مین [illegible] تھی اور اسی سال مین ۵ اپریل سنہ مذکور کو رسپانڈنٹ نے جسکا حوالہ دوران بحث مین بطور اصلی رسپانڈنٹ کے دیا گیا ہے، آٹھ آنہ کا حصہ جائیداد زیر رہن بابت اجرائے ایک دوسری ڈگری زر [illegible] کے خرید کر لیا - ۱۶ اگست ۱۸۹۳ء کو جائیداد مرہونہ ایک ڈگری نیلام کی تعمیل مین نیلام ہوگئی تھی جسکا حوالہ بطور ڈگری ۲۰ مئی ۱۸۹۳ء کے دیا ہے اور نیلام مذکور مین اپیلانٹ حال خریدار ہوا - ۱۰ ستمبر ۱۸۹۳ء کو یعنی نیلام مذکور کے تھوڑے عرصہ بعد مدیون ڈگری نے فسخ نیلام کی درخواست زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی گذرانی اور اسی سال کی [illegible] ستمبر کو اصلی رسپانڈنٹ نے ایک ایسی ہی درخواست زیر دفعہ مذکور گذرانی۔

درخواستہای مذکورہ سب آرڈینیٹ جج کے روبرو پیش ہوئین [illegible] انکی سماعت بر بنائے واقعات کی اور ۲۸ مارچ ۱۸۹۶ء کو فیصلہ محفوظ رکھا - لیکن اسدن اصلی رسپانڈنٹ نے ایک درخواست گذرانی جو منظور ہوگئی تھی درخواست بدین مضمون تھی کہ نیلام ۱۶ اگست ۱۸۹۳ء بر طبق ادائیگی اس روپیہ کے منسوخ کیا جاوے جو بابت زر اصل و سود و خرچہ کے بروئے رہن مذکور واجب الادا ہے اور کہ ادائیگی مذکور کئے جانے پر نیلام منسوخ کیا جاوے اور وہ جائیداد کے انفکاک کا مستحق قرار دیا جاوے - اسی سال ۳۰ مارچ کو فاضل سب آرڈینیٹ جج نے اصلی رسپانڈنٹ کی درخواست کو منظور کرکے حکم دیا کہ نیلام منسوخ کیا جاوے مطابق اس رائے کے جو فاضل سب آرڈینیٹ جج نے اختیار کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ خیال کیا تھا کہ اسپر فیصلہ مقدمہ پریم چند پال بنام پورنما داسی (۱) قابل پابندی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسپر اس سے غور نہ کیا تھا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۶

۱۸۹۶ء
کہترناتہ پلیوس
بنام
فیض الدین علی

ان واقعات پر وہ سوال جسکا ہمنے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا وہ فاضل جج جنکی رائے مقدمہ محولہ بالا کے مطابق معلوم نہین ہوتی لیکن جنکی نسبت آنیے ہماری رائے مین درست طور پر خیال کیا تہا کہ وہ ہمپر قابل پابندی ہے قانوناً درستی پر تہا ۔ اصلی سوال یہ ہے کہ آیا اصلی رسپانڈنٹ کی درخواست مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء پر صاحب عدالت ماتحت کو ۱۶ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کا نیلام منسوخ کرنا چاہیئے تہا جسکے رو سے کہ اپیلانٹ نے جایداد کو خرید کیا تہا میری یہ رائے ہے کہ اس نتیجہ کے اخذ کرنے مین جو اُسے اخذ کرنا چاہیئے تہا اُس نے ایسا نتیجہ اخذ کیا تہا جو غلط تہا دوسری رائے جو مینے حیثیت فریقین کے متعلق اختیار کی ہے یہ ہے کہ :- اپیلانٹ بروئے نیلام مورخہ ۱۶ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کے خریدار تہا بروے احکام دفعہ ۳۱۲ مجموعہ مذکور کے وہ مستحق اس امر کا تہا کہ عدالت سے ایک حکم بحالی نیلام کی درخواست کرتا الا جبکہ اُسکا نیلام زیر دفعہ ۳۱۰ (الف) یا دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور منسوخ کیا گیا ہوتا کوئی درخواست زیر دفعہ ۳۱۰ (الف) نہ کیگئی تہی اب ہم کو چاہیئے کہ اس امر کو نظر انداز کرین دو درخواستہائے تنسیخ نیلام بروئے احکام دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور کیگئی تہین لیکن ہم اغراض فیصلہ ہذا کے لئے فرض کرتے ہین اور ہم کو فرض کرنا چاہیئے کہ درخواستہائے مذکورہ نامنظور کیگئی تہین ۔ درخواستہائے کیگئی تہین لیکن اُنپر کوئی فیصلہ صادر نہوا تہا وہ عملی طور پر ترک کیگئی تہین ایک جدید درخواست ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو واسطے منسوخی نیلام کے بجائے درخواستہائے مذکور کے کیگئی تہی اور بیان کیا گیا تہا کہ زر ادا جسکا ادا بحق بیدون ڈگری ادا کیا جائیگا ۔ ایسے حکم کے صادر کرنے کے واسطے کونسا اختیار سماعت موجود تہا؟ مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بروئے دفعہ ۳۱۲ مجموعہ کے خریدار اپیلانٹ مستحق تہا کہ ایک حکم مشعر بحالی نیلام حاصل کرتا الا جبکہ نیلام بروئے واقعات محولہ بالا کے منسوخ کیا گیا ہوتا ۔

یہ رائے میری دانست مین مطابق فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ برج موہن ٹہاکر بنام رائے اوما ناتہ چودہری (۱) کے ہے جسمین لارڈ ہبہوس صاحب نے رپورٹ کے صفحہ ۱۸ پر بیان کیا ہے کہ :"صورت حال مین ایک حکم نیلام صادر ہوا تہا اور جایداد نیلام پر چڑہائی گئی تہی لیکن کوئی حکم بحالی نیلام صادر نہ ہوا تہا ۔ بروئے دفعہ ۳۱۲ کے اگر کوئی ایسی درخواست نہ کیجائے جیسی کہ دفعہ ۳۱۱ مین مذکور ہے تو عدالت ہذا پر صرف ایک فرض باقی رہتا ہے یعنے یہ کہ ایک حکم مشعر بحالی نیلام بحوالہ فریقین نالش اور خریدار کے صادر کرے سبارڈینیٹ

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸ ۔

سنہ ۱۸۹۰ء

کیشر ناتھ بسواس
بنام
فیض الدین علی

جج نے ایسا کرنے سے انکار کیا تھا اور اُس نے نیلام کو منسوخ کرکے ہدایت کی تھی کہ زرثمن بعض شرائط پر واپس دیا جائے " مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ حال مطابق اس اصول کے ہے جو مقدمہ مذکور مین درج ہے اِس مین شبہ نہین کہ دفعہ ۳۱۴ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی نیلام جائداد غیر منقولہ بابت اجرائے ڈگری کامل نہ ہوگا الا جبکہ وہ عدالت سے بحال کیا گیا ہو اور دفعہ ۳۱۶ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ استحقاق نسبت جائداد نیلام کردہ کے خریدار کے حق مین اس تاریخ سے منتقل ہوگا یعنے اُسکی ملکیت حاصل ہوگی اُس سے پہلے نہین لیکن اگر زیر دار نیلام ۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۰ء ایک حکم سے بحالی نیلام کا مستحق ہوگیا تھا جیسا کہ ہماری رائے مین وہ ہوا تھا کیونکہ کوئی درخواست زیر دفعہ ۳۱۰ (الف) اور کوئی کافی سبب درخواست زیر دفعہ ۳۱۱ نہ کیگئی تھی تو مین یہ معلوم نہین کرسکتا کہ کونسا اختیار عدالت ماتحت کو دربارہ منسوخی نیلام کے ان شرائط پر حاصل تھا جنکہ اُس نے اُسے منسوخ کیا ہے مین ہمو قعہ پر یہ ظاہر کرسکتا ہون کہ یہ ایک سوال راہن اور مرتہن کے نہین ہے بلکہ وہ ایک سوال مین فریقہائے ثالث یعنے دو اجنبی خریداران کے ہے۔ ذی علم وکیل اپیلانٹان نے ہماری توجہ اُس مقدمہ کیطرف راغب کی ہے جسکا پابند فاضل جج عدالت ماتحت نے اپنے آپکو سمجھا تھا یعنے مقدمہ پریم چند پال بنام پرنیما داسی (۱) کیطرف۔ ہیڈ نوٹ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ استحقاق انفکاک جائداد اُسوقت تک محدود ہوتا ہے جبتک نیلام واقعی طور پر بحال نہ کیا گیا ہو۔ لیکن امر مذکور فیصلہ مقدمہ مذکور کے واسطے ضروری نہ تھا اور نہ وہ مقدمہ مذکور مین پیدا ہوا تھا تاریخ نیلام مقدمہ مذکور مین ۷ اگست سنہ ۱۸۹۰ء تاریخ بحالی نیلام ۸ ادسمبر سنہ ۱۸۹۰ء تھی لیکن قبل تاریخ بحالی نیلام کے کوئی کوشش انفکاک کی نہ کیگئی تھی وہ سوال جواب پیدا ہوا ہے مقدمہ مذکور مین پیدا نہ ہوا تھا اور نہ وہ اعتراض فیصلہ کے واسطے ضروری تھا اس مین شبہ نہین کہ ضمنی آرائے بہ مضمون مذکور موجود ہین یعنے یہ کہ استحقاق انفکاک تاریخ بحالی نیلام تک قایم رہتا ہے گو منشا مذکور نہایت محدود طریق پر بیورلی صاحب جج نے رپورٹ کے صفحہ ۵۴ پر ظاہر کیا ہے جہان اُس نے یہ بیان کیا ہے کہ " اگر مدیون ڈگری زرڈگری کو تاریخ خرید اور تاریخ بحالی نیلام کے مابین داخل کرے تو ممکن ہے کہ نیلام منسوخ کیا جاسکے۔ عبارت مذکور مین بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ میری رائے مین فیصلہ مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین جو واقعی فیصلہ مقدمہ کے نقیض ہو جسکا پابند فاضل جج عدالت ماتحت نے اپنے آپکو سمجھا ہے۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶ ۵۴۔

۱۸۹۶ء
گھنیر ماہتو و دیگر
بنام
فیض الدین علی

جیساکہ مینے قبل ازین بیان کیاہے مین افسوس کرتا ہون کہ ہم کو اسکے مخالف رائے کرنیکا جناب سپائنڈنٹ بحث کیئے جانے سے فایدہ حاصل نہین ہوا لیکن مطابق اس رائے کے جو مینے اختیار کی ہے میری یہ رائے ہے کہ سارٹیفیکٹ جج غلطی پر تہا اپیل ہذا منظور کیا جاتاہے اور سپانڈنٹ کو خرچہ اپیل ہذا ملنا چاہیئے ۔

بنیرجی صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون ۔

اپیل منظور کیگئی ۔

اپیل فوجداری

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈ صاحب جسٹس

۱۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پنچکوڑی و یک کس دیگر (اپیلانٹان) **بنام** ملکہ معظمہ (رسپانڈنٹ)*

بلوہ ۔ مجمع خلاف قانون ۔ متعلق حفاظت خود اختیاری جایداد ۔ ضرب شدید کا ایک عام غرض کے تعمیل مین پہنچانا

مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعات ۹۶ و ۹۹ و ۱۴۷ و ۱۴۹ و ۳۲۵ ۔

ملزمان نے یہ اطلاع پاکر کہ مستغیث کے فریق نے یہ ارادہ کیاہے کہ اُس قطعہ اراضی کا قبضہ جبراً حاصل کرے جو عدالت نے ملزم کے قبضہ مین قرار دیا تہا ۔ بہت سے لوگ جمع کئے جنمین سے بعض مسلح تہے اور وہ گاؤن مین سے ہوکر اراضی زیر بحث کیطرف گئے ۔ جبکہ وہ ہل چلانے مین مصروف تہے تو مستغیث کے فریق نے (جن مین سے بعض مسلح تہے) اگر ہل کے چلائے جانے مین دست اندازی کی جسکے باعث لڑائی شروع ہوئی جسکے دوران مین مستغیث کے فریق کا ایک آدمی ضرب شدید حاصل کرکے بعد مین فوت ہوگیا اور ملزمان کے فریق مین سے دو کو ضرب آئی ۔

تجویز ہوئی کہ اگر ملزمان اتفاقاً قابض اراضی تہے اور انہون نے اس امر کو ضروری سمجہا تہا کہ اپنے آپ کو اُس سختی سے محفوظ کرین جو مستغیث کے فریق کیطرف سے کیجائے تو وہ مجاز اُس پیشبندی کے کرنیکے تہے جو انہون نے کی تہی اور نیز اُس جبر اور تعدی کے استعمال مین لانے کے جو سختی مذکور کو روکنے کے واسطے ضروری تہی ۔

نیز تجویز ہوئی کہ ایسے واقعات کی موجودگی مین انکی نسبت درست طور سے یہ قرار نہین دیا جاسکتا کہ وہ مجمع خلاف قانون کے اراکین تہے ۔

ملکہ معظمہ بنام ہرسنگ پتہو بانجی (۱) بریندر سنگہ بنام خوب لال (۲) شنکر سنگہ بنام برما مہتو (۳) کی پیروی کیگئی گنوری لال داس بنام ملکہ معظمہ (۴) سے تمیز کیگئی ۔

*اپیل فوجداری نمبر ۳۷ سنہ ۱۸۹۶ء بنارا ضی حکم مسٹر ای ایچ ہوم وڈ صاحب سشن جج گیا مورخہ ۲۳ نومبر ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ ۔ (۲) بنگال لا رپورٹ فوجداری جلد ۹ صفحہ ۲۲ ۔ (۳) بنگال رپورٹ فوجداری جلد ۲۳ صفحہ ۲۵ ۔ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰ ۔

سنہ ۱۸۹۶ء

پچکوڑی
بنام
ملکہ معظمہ

اسپلانٹان پرشن جج گیا نے جرائم زیر دفعات ۱۴۷ و ۱۴۹ و ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند مصرحہ ذیل کی تجویز کی تھی یعنی ایک مجمع خلاف قانون کے ارکین ہو کر انہوں نے جبر و تعدی کا استعمال مجمع مذکور کی غرض مشترک کے تعمیل میں کیا تھا اور مستغیث کے فریق میں سے کسی ایک شخص کو ضرب شدید بہ تعمیل عام غرض مذکور کے پہونچائی تھی بعض بابو ہندوں اور مسلمانان کے مابین بعض اراضیات کے متعلق تنازعہ تھا جسکی نسبت سشن جج نے قرار دیا تھا مسلمانان نے جو ملزمان ہیں پانچ یا چھہ سال پہلے سے قبضہ حاصل کیا ہوا تھا اور وہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء تک اس سے قابض رہے تھے ملزمان مسلمانان نے یہی یہ عذر کیا تھا کہ وہ جائز طور سے ہل چلانے میں مصروف تھے جبکہ مستغیث کے فریق نے اگر انپر حملہ کیا تھا۔

ملزمان نے بخلاف ازین بیان کیا تھا کہ انکے مقرر کردہ ایک ڈگری لگان دیکطرفہ کے اجرا نہ خلاف ایک فریق ثالث میں اراضی مذکور کو خرید کیا تھا اور انہوں نے اسکا قبضہ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء میں حاصل کیا تھا اور ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کو چند یوم بعد اسکے کہ انہوں نے اراضی مذکور میں نواح وہاں کی کاشت کی تھی جبکہ وہ اراضیات پر ہل چلا رہے تھے ملزمان نے بشمول کثیر التعداد اشخاص مسلح کے اگر انپر حملہ کیا تھا چنانچہ انہیں سے ایک شخص کو ضرب شدید پہونچی تھی جو چار یوم بعد فوت ہوگیا تھا سشن جج نے یہ قرار دیا کہ مجمع خلاف قانون ملزمان کیطرف سے جمع کیا گیا تھا اور نیز مستغیث کیطرف سے اور ہر ایک فریق اپنے استحقاق یا مفروضہ استحقاق مندرجہ جائداد کو ڈگری کرنا چاہتا تھا اور اس نے ملزمان کو جرم بلوہ اور جبر مجرمانہ کے استعمال بغرض حصول قبضہ اراضی کا مجرم قرار دیکر ایک ایک سال کی قید سخت کا حکم دیا اس حکم سزا کی ناراضی سے ملزمان نے اپیل کیا ہے۔

مسٹر پی ایل رائے بمعیت بابو دسرتھی سنیال بجانب اپیلانٹان: — صاحب سشن جج نے یہ قرار دیا ہے کہ اپیلانٹان نے جائداد متنازعہ کا قبضہ پانچ یا چھہ سال سے حاصل کیا ہوا تھا اور تاریخ بلوہ تک انکا قبضہ جاری تھا اس قرار داد پر عام غرض مجمع خلاف قانون کی ناکامیاب ہوتی ہے اور ان واقعات کی موجودگی میں ملزمان کو بلاشبہ طور پر استحقاق حفاظت خود اختیاری دربارہ اپنی ذات اور جائداد کے حاصل تھا۔ ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام متو سنگھ (۱) ہر جو سنگھ بنام خوب لال (۲) اتکر سنگھ بنام بودھ مہتو (۳) فریق مخالف کیطرف سے مستدم گھوشی ال بنام ملکہ معظمہ (۴) کی سند پر یہ عذر کیا جاسکتا ہے کہ

(۱) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۳ صفحہ ۴۱۔
(۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۲۲۔
(۳) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۔
(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۰۶۔

سنہ ۱۸۹۶ء
پچکوڑی
بنام
ملکہ معظمہ

اپیلانٹان کو کوئی استحقاق حفاظت خود اختیاری حاصل نہ تہا۔ مگر مقدمہ مذکور متعلق نہیں ہے۔ اُس میں صرف یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کوئی استحقاق حفاظت خود اختیاری بخلاف مداخلت بیجا دیوانی کے موجود نہیں (دیکھو مسٹر جسٹس.... مقدمہ مذکور کے رپورٹ ...) مقدمات منسوخ کئے گئے ہیں جنکا کہ تم نے حوالہ دیا ہے) لیکن فیصلہ زیر بحث ایک مقدمہ اجلاس کامل نہیں ہے اور اسلئے عذر یہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ متعدد مقدمات جنکا کہ مینے حوالہ دیا ہے بوجہ فیصلہ مذکورہ کے منسوخ کئے گئے ہیں۔ اُن مقدمات میں جنکا کہ مینے حوالہ دیا ہے ایک درست اصول درج ہے جو جملہ مقدمات پر حاوی ہونا چاہئے یعنے یہ کہ ایک شخص اپنے استحقاق پر قابض رہنے کا مستحق ہے اور اس غرض کے واسطے وہ اور اُسکے ہمسائگان مستحق ہیں کہ مناسب جبر کا استعمال اسلئے نکال دینے مداخلت کنندگان کے کریں ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام زرنگ پتہا بہائی (۱)

بابو رگھونندن پرشاد بمعیت مسٹر گریگوری منجانب سرکار۔ مقدمہ گوری لال داس بنام ملکہ معظمہ (۲) کی سند پر ملزمان کو صورت حال میں کوئی استحقاق حفاظت خود اختیاری حاصل نہیں ہے۔ وہ مسلح ہو کر گئے تھے اور ہر طرح پر وہ لڑنے کو تیار تھے اور اُنہوں نے لڑ کر ہمارے ایک آدمی کو مار دیا ہے اپیل ہذا خارج کیا جانا چاہئے۔

تجویز عدالت اگوس صاحب گارڈن صاحب جسٹسان حسب ذیل ہے :-

اپیلانٹان حال پچکوڑی وغیرہ نسبت سشن جج گیا نے جرائم زیر دفعات ۱۴۷ و ۱۴۹ و ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند مصرحہ ذیل کی تجویز کی ہے کہ وہ ایک مجمع خلاف قانون کے ارکین تھے اور جبر و تعدی کا استعمال تعمیل عام غرض مجمع مذکور کے کیا گیا تہا اور سنیت کے فریق میں سے کسی ایک شخص کو تعمیل عام غرض مذکورہ کے ضرر شدید پہونچی تہی اور اُنمیں سے ہر ایک کو ایک سال کی قید سخت کا حکم دیا گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے اُن دو فریقان کے مابین جو بابون اور مسلمانان کے نام سے موسوم ہیں بعض اراضیات کے متعلق تنازعہ تہا لیکن سشن جج نے یہ قرار دیا ہے کہ مسلمانان نے پانچ یا چھہ سال کے عرصہ سے قبضہ حاصل کیا ہوا ہے اور وہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء تک برابر قابض رہے ہیں مگر استغاثہ کیطرف سے یہ دعوے کیا گیا ہے کہ ایک ڈگری لگان (کیطرفہ) کے اجرا میں جو ایک فریق ثالث کے برخلاف حاصل کی گئی تھی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۴۴۔
(۲) " " کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۶۔

سنہ ۱۸۹۸ء
پچکوڑی
بنام
ملکہ معظمہ

مستغیثان کے مشترکہ نے اراضی مذکور کو خرید کیا تھا اور ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء میں قبضہ حاصل کیا تھا اور کہ گذشتہ [illegible]
کو وہ یعنے بابو ہنارے اراضیات پر ہل چلانے میں مصروف تھے جبکہ ملزمان نے معہ کثیر التعداد اشخاص مسلح کے
اُنپر حملہ کیا اُس حملہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شخص کو اُنکی جماعت میں سے یعنے دیپا سنگہ کو ضرب شدید پہونچی جسکے باعث
وہ چار دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اس دعوے سے صریح طور پر ملزمان نے انکار کیا ہے جنہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اُنکا فریق
(مسلمانان) باوجود اُس نیلام کے جو عمل میں آیا تھا اُس جائداد پر برابر قابض رہا تھا اور وہ جائز طور پر اراضیات پر
ہل چلانے میں مصروف تھے جبکہ مستغیثوں کے فریق نے اُنپر حملہ کیا اور اُس زد و کوب کے دوران میں جو اُنکے
مابین عمل میں آئی دیپا سنگہ کو ضرب لگی تھی اور نیز خود اُنکی طرف سے بھی دو آدمیونکو ایسی ہی ضرب پہنچی تھی ہمنے
قبل ازین بیان کیا ہے کہ فاضل سشن جج نے قرار دیا ہے کہ ملزم کے فریق (مسلمانان) نے جائداد مذکور کا
قبضہ پانچ یا چھہ سال سے حاصل کیا ہوا تھا اور وہ برابر قابض تھے اور اب ہم بیان کر سکتے ہیں کہ افسر مذکور
نے اُس شہادت پیش کردہ منجانب استغاثہ کو غیر معتبر سمجھا ہے۔ جو بدین مضمون تھی کہ انہوں نے واقعی قبضہ
جائداد ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء میں حاصل کیا تھا اور کہ انہوں نے چند یوم بلوہ سے پہلے [illegible] وہان کی کاشت اراضی مذکور
میں کی تھی اور تاریخ وقوعہ مذکور پر وہ اراضیات ہل چلانے میں مصروف تھے اس میں شک نہیں کہ فاضل سشن
جج نے اپنے فیصلہ کے ایک جزو میں بعض آرائے ظاہر کی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے یہ یقین تھا
کہ دیپا سنگہ نے اراضیات کی کاشت کی ہے لیکن ساتھ ہی اُس نے بیان کیا ہے کہ اُسکے متعلق کوئی شہادت
موجود نہیں اسلیئے ہم اُن قرار دادہائے پر جو سشن جج نے مقدمہ ہذا میں قلمبند کی ہیں فرض کرتے ہیں کہ
مستغیثوں کے فریق نے کبھی واقعی قبضہ اراضی کا حاصل کیا تھا اور ہماری یہ رائے ہے کہ ہم اس امر واقعہ سے
کہ جائداد ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء میں ملزمان کے قبضہ میں تھی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اُنکا قبضہ تاریخ وقوعہ تک
جاری رہا تھا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ فاضل جج نے اُس شہادت استغاثہ کو بھی غیر معتبر سمجھا ہے جسکے رو سے یہ ثابت کرنے
کی کوشش کیگئی تھی کہ مستغیث کی جماعت جو تاریخ وقوعہ پر اراضی مذکورہ پر گئی تھی تعداد میں صرف چار
آدمیونکی تھی ہماری رائے میں معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہ قرار دیا ہے کہ مجمع خلاف قانون مستغیث کیطرف سے

سنہ ۱۸۹۷ء
سچکوڑی
بنام
ملکہ معظمہ

اونیہ ملزمان کیطرف سے کیا گیا تھا اور ہر ایک فریق اپنے استحقاق یا مفروضہ استحقاق متدعیہ جایداد کو موثر کرنا چاہتا تھا لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ جہانتک جماعت ملزمان کا علاقہ ہے کس طرح پر وہ حیثیت قایم کیجا سکتی ہے اگرچہ کہ یہ تنقیح قرار دیا ہے اور قرض کیا ہے فاضل سشن جج نے درحقیقت یہ قرار دیا ہے کہ اشخاص موخرالذکر برابر پانچ یا چھ سال تک قابض رہے ہیں اور تاریخ وقوعہ تک وہ جایز طور پر قابض تھے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ملزمان تاریخ مذکور پر ایک استحقاق یا مفروضہ استحقاق کے موثر کرنیکی کوشش حسب منشاء دفعہ ۱۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند کرتے تھے معلوم ہوتا ہے (اور ہماری رائے میں سشن جج کی منشاء دفعہ کے متعلق یہی تھی) کہ ملزمان کی جماعت کو یہ معلوم ہوا تھا کہ مستغیث کی جماعت اراضی پر جبراً قبضہ کرنا چاہتی ہے اور کہ اپنے آپکو مستغیث کے جبر سے بچانے کے لئے اُنہوں نے بہت سے آدمیوں کو جمع کیا جنمیں سے چند مسلح تھے اور دو گانوں سے ہوکر اراضی زیر بحث کیطرف گئے اور درصورتیکہ وہ لوگ واقعی طور پر اراضی پر ہل چلانے میں مصروف تھے باہون بھی مسلح ہوکر آئے اور اُنہوں نے ہل چلانے میں دست اندازی کی اور نتیجا ہر دو فریقین کے باہم جنگ و جدل شروع ہوا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک طرف سے دیپا سنگہ کو ضرب شدید پہنچی اور مسلمانوں کیطرف سے دو شخصوں کو ضرب پہنچی ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ملزمان کی جماعت تاریخ وقوعہ پر جایز طور سے قابض اراضی تھے اور اگر اُنہوں نے اس امر کو ضروری سمجھا تھا کہ اپنے آپکو اس حق سے محفوظ کریں جو مستغیث کی جماعت سے کیجاوے تو وہ ایسی پیشبندی کے کرنے کے مجاز تھے جو انکے خیال میں ضروری تھی اور ہماری یہ رائے ہے کہ ایسا کرنے میں اُنکی نسبت درست طور پر یہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ ایک مجمع خلاف قانون کے ارکین تھے اُس رائے کی تائید بعض مقدمہ جات میں جیسا کی ہے ملکہ معظمہ بنام ترتک پتھا بھائی (۱) و رجو سنگہ بنام خوشحال (۲) و شنکر سنگہ بنام ملکہ معظمہ (۳) سے ہوتی ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ واقعات مقدمہ گنتوری لال داس بنام ملکہ معظمہ (۴) واقعات مقدمہ حال سے ممیز ہو سکتے ہیں

اب ہم دو اپیلانٹان حال کے طریق عمل کی نسبت غور کرتے ہیں جہانتک کہ سچکوڑی کا تعلق ہے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسل میں کوئی شہادت ایسی موجود نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اُس نے کسی جبر یا تعدی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۴۲
(۲) ... صفحہ ۹۵

سنہ ۱۸۹۷ء
بہابل شاہ
بنام
ترک ناتھ

اختیار گرفتاری بلا وارنٹ جسکا حوالہ ضمن (د) دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین دیا گیا ہے ایک غیر محدود اختیار ہے نہ کہ اختیار مشروط جیسا کہ دفعہ ۴۷ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۶ء کے رو سے دیا گیا ہے جسکے رو سے پولیس افسر کو گرفتاری بلا وارنٹ کا اختیار صرف اس صورت مین دیا گیا ہے جبکہ ملزم ضمانت زیر دفعہ مذکور پیش نہ کرے۔

پس جہان ایک افسر پولیس نے ایک جرم زیر دفعہ ۱۰ ایکٹ افیون کی نسبت ملزم کے گہر کی تلاشی بلا حکم مجسٹریٹ کے کی تھی تجویز ہوئی کہ اسکا فعل نہ تو زیر دفعہ ۴۷ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۶ء اور نہ زیر مجموعہ ضابطہ فوجداری جایز ہو سکتا ہے اور کہ وہ ایک نالش ہرجانہ تلاشی خلاف قانون مین ذمہ دار تہا۔

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہین اور دلائل فریقین کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین۔

بابو گریسچا شنکر موزمدار منجانب اپیلانٹ۔

بابو سریناتھ داس و بابو موہنی موہن چکربتی منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ (میکلین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:۔

میکلین صاحب چیف جسٹس:۔ صورت حال مین مدعی نے مدعا علیہ جو سب انسپکٹر پولیس ہے اسوجہ سے ہرجانہ کی نالش کی تہی کہ اس نے ناجایز اور خلاف قانون طور پر اسکے مکان مین داخل ہو کر اسکی تلاشی کی تہی وہ سوال جسکا ہمنے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا افسر پولیس کو بروے واقعات مقدمہ ہذا کے کوئی استحقاق بابہ اس امر کے حاصل تہا کہ مدعی کے مکان مین داخل ہو کر اسکی تلاشی کرتا۔

اس منصف نے جسکے پاس نالش ابتداءً کیگئی تہی بحق مدعی فیصلہ کر کے ایک ڈگری مبلغ عـــہ ہرجانہ کی صادر کی۔ مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ کسی شے کا اہم سرجانہ کی صورت مین دعویدار نہین ہے اور کہ اسکی نالش کی غرض یہ تہی کہ اپنے آپکو اس تہمت سے بری الذمہ کرے جو اسپر ان کارروائیات کی وجہ سے عاید ہوئی ہے جو پولیس افسر نے کی تہین۔

مقدمہ ثانی بعد بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع کے روبرو پیش ہوا تہا اس نے منصف کے فیصلہ کو منسوخ کر کے مدعی کی نالش کو خارج کیا۔ صاحب جج ضلع نے اپنے فیصلہ مین اس سوال قانونی پر غور نہین کیا جو ڈپٹی صاحب جسٹس نے اٹہایا تہا اور جسپر ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے۔

مدعی نے صاحب جج ضلع کے فیصلہ کی ناراضی سے عدالت ہذا مین اپیل کیا اور ڈپٹی صاحب جسٹس نے فیصلہ مذکور کو بحال رکہا اسلئے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے۔

سنہ ۱۹۰۸ء
بہابل شاہ
بنام
ترک ناتہ

اپیلانٹ نے اپنے اپیل کو اس وجہ پر مبنی رکہا ہے کہ سب انسپکٹر کو کوئی اختیار بنسبت تلاشی مکان مدعیکے زیر واقعات مقدمہ ہذا حاصل نہ تہا۔ میرے لئے واقعات مقدمہ کا مفصل بیان کرنا ضروری نہین کیونکہ وہ سوال جسکا ہمنے فیصلہ کرنا ہے اور جسکا فیصل کرنا اسوقت ضروری ہے ایک سوال قانونی ہے لیکن مختصر واقعات حسب ذیل ہین:- پولیس سب انسپکٹر نے بدین مضمون اطلاع حاصل کی مدعی ناجایز طور پر پوست کی کاشت اپنی ارضی مین کرتا ہے اور بباعث اس اطلاع کے وہ اسموقعہ پر گیا جہان بیان کیا گیا تہا کہ پوست کی کاشت کیجاتی ہتی اُس نے وہان صرف ایک پودا پوست کا دیکہا لیکن کسی قرینہ سے اُسے یہ شک ہوا کہ اُسی کہیت مین اور پودے پوست کے پیدا ہوتے رہے ہین اور کہ وہ پہلے سے کاٹ لئے گئے ہین اس سے اُسنے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ مدعیکے مکان مین بیجا ئے گئے ہین پس افسر پولیس مدعیکے مکان مین گیا اور اُسکی تلاشی کی لیکن وہان کوئی پودا پوست کا نہ ملا۔ زان بعد مدعیکے برخلاف فوجداری کارروائیات کیگئی ہین جنکا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ وہ بری کیا گیا اس وجہ سے نالش حال رجوع کیگئی ہے اغراض مقدمہ ہذا کے واسطے صرف اسی قدر واقعات کا بیان کیا جانا ضروری تہا، اصلی سوال دراصل یہ سوال قانونی ہے کہ آیا افسر پولیس کو کوئی اختیار اُس تلاشی کے کرنیکا تہا جو اُسنے کی تہی۔

جیسا کہ مینے قبل ازین بیان کیا ہے۔ صاحب جج ضلع نے اس سوال قانونی پر غور نہین کیا جو پٹینی صاحب جسٹس کے روبرو اُٹہایا گیا تہا اور جو ہمارے روبرو بہی) اُٹہایا گیا ہے۔ پٹینی صاحب جسٹس کی یہ رائے ہتی کہ بروئے ایکٹ افیون (۱۸۷۸ء) کے افسر پولیس کو کوئی اختیار اُس تلاشی کے کرنے کا حاصل نہ تہا جو اُس نے کی تہی۔

اس امر کو عملی طور پر ذریعہ وکیل رسپانڈنٹ نے تسلیم کیا ہے گو اپنی بحث کے اخیر مین اُس نے کسی قدر مذبذب طور پر ظاہر کیا تہا کہ تلاشی کا اختیار زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور حاصل تہا بہ لحوظی عبارت دفعہ مذکور کے میری یہ رائے ہے کہ مقدمہ ہذا دفعہ مذکور کی ذیل مین نہین آتا اور مین پٹینی صاحب جسٹس کے ساتہ اس امر مین اتفاق کرتا ہون۔

زان بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ تلاشی کا اختیار بحیثیت ایکٹ ۱۸۷۸ء کے رو سے حاصل نہ تھا۔

سنہ ۱۹۰۱ء

بہاری شاہ
بنام
ترک ناتھ

منشاء ضمن (ف) دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری عطا کیا گیا ہے (میری رائے میں ہرگز نہیں - یہ ایک کامل اختیار گرفتاری نہیں ہے وہ صرف اس امر پر مشروط ہے کہ اگر ملزم ضمانت نہ دے - اسکا ذکر بطور استحقاق دربارہ زیر وجہ نہ کی بصورت عدم ادائگی ضمانت کے کیا جا سکتا ہے عہدہ دار پولیس پر لازم ہے کہ ملزم کی حاضر ضمانت لے اسلئے افسر پولیس کو کوئی بھی اختیار گرفتاری کا زیر دفعہ مذکور حاصل نہیں الا جبکہ ملزم انکار کرے یا اس ضمانت کے دینے کے قابل نہو جسکا حوالہ دفعہ مذکور میں دیا گیا ہے - میری رائے میں ایسا محدود اختیار گرفتاری (جو اختیار گرفتاری اس جرم کے باعث نہیں ہے جسکا ارتکاب کرنا اسکے برخلاف بیان کیا گیا ہے بلکہ گرفتاری صرف بباعث نہ دینے ضمانت کے بغرض حاضری روبرو مجسٹریٹ کے کیجاتی ہے) ایسا اختیار گرفتاری بلا وارنٹ نہیں ہے جیسا کہ تعریف جرم قابل دست اندازی " میں مذکور ہے - اختیار گرفتاری بلا وارنٹ مندرجہ تعریف مذکور میری رائے میں اس اختیار گرفتاری کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جو باعث جرم مبینہ کے کیجائے لیکن اختیار گرفتاری زیر دفعہ ۵۵ ایک [illegible] جرم مبینہ کی نسبت نہیں ہے بلکہ اسوجہ سے کیجاتی ہے کہ ملزم ضمانت نہیں دیسکتا یہ ایک بالکل مختلف امر ہے - پس چونکہ مقدمہ ہذا ایک مقدمہ قابل دست اندازی حسب منشاء تعریف مندرجہ مجموعہ مذکور نہیں ہے اسلئے وہ ایک مقدمہ غیر قابل دست اندازی ہے اور زیر دفعہ ۱۵۵ پولیس افسر کو بلا حکم مجسٹریٹ کے اسکی تفتیش کرنیکا اختیار حاصل نہ تھا -

پس اس صورت میں اور چونکہ اسکا اختیار تلاشی زیر دفعہ ۱۶۵ مجموعہ مذکور تابع اسکی تفتیش جرم کے ہے جسکی تفتیش [illegible] اختیار دیا گیا ہے - افسر پولیس کو کوئی حق اس تلاشی کے کرنیکا حاصل نہ تھا جو اس نے زیر دفعہ ۱۶۵ کی تھی - اس لئے میری رائے ہے کہ پولیس افسر نے مدعی کے مکان میں داخل ہوکر اسکی تلاشی کرنے [illegible] قانون طور پر عمل کیا تھا اسلئے ایک نالش ہرجانہ منجانب مدعی اسکے برخلاف ہو سکتی ہے یہ [illegible] کیا گیا تھا کہ اگر دفعہ ۱۶۵ مذکور کوئی اختیار مدعی کی تلاشی کرنے کی نسبت حاصل نہ تھا تو دعوے ہرجانہ [illegible] جاتا ہے -

ساتھ ہی میں یہ بھی ایزاد کرنا چاہتا ہوں اور میری رائے میں یہ ایزاد کرنا میرا فرض ہے کہ

سنہ ۱۸۹۶ء

سبابل شاہ بنام ترک ناتھ

کہ مینے کوئی امر مقدمہ ہذا مین ایسا نہین دیکھا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ افسر پولیس نے نیک نیتی سے عمل نکیا تھا اور نہ اس یقین سے عمل کیا تھا کہ وہ تلاشی کے کرنیکا مجاز ہے اور کہ وہ اپنے فرض کی تعمیل کر رہا ہے۔ اسلیئے نتیجہ یہ ہے کہ ڈگریات صاحب جج ضلع و دیپٹی صاحب جٹس منسوخ کیجائینگی اور منصف کی ڈگری بحال کیجائیگی۔ اپیلانٹ اپنا خرچہ کل عدالتہائے کا حاصل کریگا۔

بنرجی صاحب جٹس :۔ میری بھی یہی رائے ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا مدعاعلیہ نے جو سب انسپکٹر پولیس ہے اپنے آپ کو نالش ہذا مین ذمہ وار ادائیگی ہرجانہ اسوجہ سے بنایا ہے کہ اسنے مدعیکے مکان کی تلاشی ایسے واقعات کی موجودگی مین لی ہے جنکو فاضل ڈسٹرکٹ جج نے قرار دیا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ مدعیکے مکان کی تلاشی لینے مین اسنے عداوت یا بغض سے کام نہ لیا تھا بلکہ نیک نیتی سے اور یہ باور کرکے عمل کیا تھا کہ وہ صرف اپنے فرض کی تعمیل کر رہا ہے۔ اور قرارداد مذکور کا تسلیم کرنا عدالت کا فرض ہے اور مین یہ بھی کہہ سکتا ہون کہ مین قرارداد مذکور سے اختلاف کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتا میری یہ رائے ہے کہ بلحاظ اُن واقعات کے جو شہادت مین ظاہر کیئے گئے تھے صرف یہی قرارداد عدالت الضاف [illegible] کر سکتی تھی۔ لیکن ازان بعد یہ سوال باقی رہجاتا ہے کہ آیا قرارداد مذکور کے باعث مدعاعلیہ حال جیسی نالش مین ذمہ واری سے بری ہو سکتا ہے اگر وہ تلاشی جو اُسنے مدعیکے مکان کی کی تھی بالکل خلاف قانون تھی۔ اس سوال کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیئے اسلیئے اس سوال پر غور کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ آیا وہ تلاشی جو مدعاعلیہ نے مدعیکے مکان کی کی تھی قانوناً جائز تھی یا نہین۔ اس امر کی استدعا [illegible] وجہ د نہائیت کمزور طور پر کیگئی تھی کہ تلاشی مذکور کا اختیار برو‌ئے دفعہ ۱۴ ایکٹ افیون ۱ ت ۱۸۷۸ء کے حاصل تھا مین دیپٹی صاحب جٹس ان کے ساتھ اس خیال مین بالکل متفق ہون کہ دفعہ مذکور مقدمہ حال سے متعلق نہین ہو سکتی کیونکہ کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ افسر پولیس کو کوئی ذاتی علم تھا یا اطلاع تحریری برین مضمون دیگئی تھی کہ اُس مکان مین جسکی اُسنے تلاش کی تھی پوست کے ڈوڈے موجود تھے جو تعریف افیون مندرجہ ایکٹ افیون کی ذیل مین آتے تھے پس اس صورت مین سوال یہ رہجاتا ہے کہ آیا وہ تلاشی جو اُسنے کی تھی برو‌ئے دفعہ ۱۶۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جائز تھی جیسا کہ دیپٹی صاحب جٹس نے قرار دیا ہے۔

اس غرض کیواسطے کہ ایک تلاشی برو‌ئے دفعہ مذکور کے جائز ہو یہ ضروری ہے کہ پولیس افسر کو اس امر پر غور کرنا

سنہ ۱۸۹۷ع
بہابل شاہ
بنام
ترکنا تہہ

چاہیئے کہ کسی خاص شئے کا پیدا ہونا ایک جرم کی تلاشی کیواسطے ضروری ہے جسکی کہ تلاشی لینے کا اختیار دیا گیا ہے جرم صورت حالیہ یہ تہا کہ ناجائز طور پر پوست کی کاشت کیگئی ہے جو زیر دفعہ ۹ - ایکٹ افیون قابل سزا ہے اور سوال یہ باقی رہجاتا ہے کہ آیا وہ ایک ایسا جرم ہے جسکی تلاشی لینے کا اختیار بلا حکم مجسٹریٹ کے افسر پولیس کو حاصل ہے دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یہ حکم ہے کہ "کوئی عہدہ دار پولیس مجاز نہوگا کہ کسی غیر قابل دست اندازی مقدمہ مین بلا حکم مجسٹریٹ کے تلاشی لے" اگر جرم صورت حالیہ غیر قابل دست اندازی تہا تو افسر پولیس کو اُسکی تلاشی لینے کا کوئی اختیار حاصل نہ تہا اور مقدمہ دفعہ ۶۵ مجموعہ مذکور کی ذیل مین نہین آتا - بحوالہ تعریف "مقدمہ غیر قابل دست اندازی" و "جرم غیر قابل دست اندازی" مندرجہ ضمن (ف) دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مین قرار دیتا ہون کہ "جرم غیر قابل دست اندازی سے مراد وہ جرم ہے اور مقدمہ غیر قابل دست اندازی سے مراد وہ مقدمہ ہے جسمین ایک عہدہ دار پولیس بلا دیر یزیڈنسی کے اندر یا باہر بلا وارنٹ گرفتار کرنیکا مجاز نہو" ضمیمہ دوم مجموعہ ضابطہ فوجداری مین زیر عنوان "جرائم بخلاف دیگر قوانین" ظاہر ہوتا ہے کہ کس جرائم کیواسطے جو مجموعہ تعزیرات ہند کی ذیل مین نہین آتے ایک افسر پولیس بلا وارنٹ گرفتار کرسکتا ہے اور اُن جرائم کی نسبت تین سال یا زیادہ کی قید کی سزا دیجاتی ہے جرم صورت حالیہ زیر دفعہ ۹ - ایکٹ افیون قید کی سزا کے قابل ہے جو ایک سال سے زیادہ نہین ہوسکتی پس مقدمہ ہذا ایک ایسا مقدمہ نہین ہے جسمین ایک افسر پولیس زیر احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری بلا وارنٹ گرفتار کرسکتا ہے -

زاں بعد یہ عذر کیا گیا ہے اور عذر مذکور کو رمپنی صاحب جسٹس نے تسلیم کیا ہے کہ زیر دفعہ ۲۴ - ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۷ع افسر پولیس کو صورت حالیہ اختیار دیا گیا تہا کہ مدعی کو بلا وارنٹ گرفتار کرے - مگر دفعہ ۲۴ کے رُو سے جیسا کہ صریح طور پر فیصلہ فاضل چیف جسٹس صاحب مین ظاہر کیا گیا ہے افسر پولیس کو غیر مشروط طور پر اُس شخص کی گرفتاری کا اختیار نہین دیا گیا جسکے کہ برخلاف اطلاع متذکرہ دفعہ مذکور حاصل ہوئی ہو - اُسکے رُو سے افسر پولیس کو صرف یہ اختیار دیا گیا ہے کہ شخص مذکور سے ضمانت لے اور شخص مذکور کی حراست کا اختیار صرف ضمانت مطلوبہ کی عدم ادائیگی پر پیدا ہوتا ہے ذمہ داری گرفتاری اُس

۱۸۹۵ء
بہابل شاہ
بنام
ترک ناتھ

جرم کے متعلق نہین ہے جسکا شک شخص مذکور پر کیا گیا ہے بلکہ اُسکی ناقابلیت ادائگی ضمانت کی نسبت ہے
جسکی ادائگی کا وہ ذمہ دار ہے ۔ پس اس صورت مین مقدمہ بالتعریف مقدمہ قابل دست اندازی کی ذیل مین
نہین آتا اور افسر پولیس بروئے دفعہ ۱۶۵ مجموعہ مذکور کے تلاشی لینے سے ممتنع تہا اور دفعہ ۱۶۵ کو کوئی علاقہ
نہین رہتی اسلئے وہ رائے جو مقدمہ کی نسبت یعنی صاحب جسٹس اور فاضل جج ضلع نے اختیار کی ہے
نادرست قرار دیجانی چاہیئے اور فیصلہ اور ڈگری ہر دو فاضل ججان مذکور منسوخ کئے جانے چاہئین اور
منصف کی ڈگری معہ خرچہ بحال کیجانی چاہیئے ۔

اپیل منظور کیا گیا ۔

اجلاس کامل

باجلاس سر فرنسیس میکلین صاحب چیف جسٹس و ٹریولیین صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس داکلنی صاحب جسٹس و مکفرسن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۳ فروری و ۱۰ مارچ

موتی سنگہ و یکس دیگر (مدعاعلیہم) بنام رامو پرتی سنگہ و یکس دیگر (مدعیان) *

سود ۔ ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۸۶ ۔ رہن بذریعہ بیع بشرط ادائے سود بعد از تاریخ ادائگی ۔

ایکٹ سود (۲۸ سنہ ۱۸۳۹ء) ۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم دفعات ۱۱۶ و ۱۳۲ ۔

اجلاس کامل کی کثرت رائے سے (میکلین صاحب چیف جسٹس وائکنی صاحب جسٹس و مکفرسن صاحب جسٹس کی)
تجویز کی کہ جب رہن نامہ مین کوئی شرط واسطے ادائگی سود بعد از تاریخ ادائگی کے درج نہو تو سود بموجب
ایکٹ سود (۲۸ سنہ ۱۸۳۹ء) کے واجب الادا ہے ۔ مد ۱۱۶ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد مین ایسے مقدمات
کی نسبت عرصہ میعاد مقرر کیا گیا ہے اور اسلئے صرف چھ سال کا سود بعد از تاریخ ادائگی بشرح ۶ روپیہ فیصدی
فی سال کے واجب الادا ہے ۔ راہن اسوقت تک انفکاک کا مستحق نہین جبتک کہ زر اصل معہ سود مذکور و خرچہ ادا کر دے ۔
گردہری کور بنام بہیہ بانیسوری کمار سنگہ (۱) پسند کیا گیا ۔
متہورا داس بنام نرسنہہ بہادر پال (۲) ، گنگا بنام نولر (۳) دبکرماجیت تواری بنام درگا دیال تواری (۴) ۔
کا حوالہ دیا گیا ۔

* استفواب از اجلاس کامل بمقدمہ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۴۳۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری جی جی ڈے صاحب ڈسٹرکٹ جج
شاہ آباد معدرہ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء بشرط ترمیم ڈگری بابو کالیدین کرجی منصف آرہ معدرہ یکم مئی سنہ ۱۸۹۳ء ۔

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۹ ۔ (۳) لارپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۲۰ ۔
(۲) " " الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۹ ۔ (۴) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۴ ۔

۱۸۹۶ء
موتی سنگھ
بنام
راموہری سنگھ

ٹریولین صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ سود لبعد از تاریخ ادائیگی بطور الیہ سود کے متصور کیا جانا چاہیے جو رہن پر حسب دفعہ ۸ ایکٹ انتقال جائداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واجب الادا تہا۔ ایسی صورت میں وہ ایک موخذہ جائداد مرہونہ پر ہے اور عرصہ میعاد جو ایسے سود کے دعویٰ سے متعلق ہے بموجب مد ۱۳۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے بارہ برس کا ہے۔

استصواب ہذا ٹریولین صاحب بنرجی صاحب جسٹسان نے اجلاس کامل کے پاس بالفاظ ذیل کیا ہے:۔
"سوال مقدمہ ہذا میں یہ ہے کہ کونسی مدت ایکٹ میعاد بابت دعوے سود در بارہ رہن لبعد از تاریخ ادائیگی سے متعلق سمجہی جاہیں جبکہ رہن نامہ میں کوئی شرط ایسی سود کی نسبت درج نہ ہو بالخصوص بلحوظ احکام ایکٹ سود (۲۳ سنہ ۱۸۶۳ء) کے۔
"اگر فیصلہ ڈویژن بنچ بمقدمہ بکرماجیت تواری بنام درگادیال تواری (۱) درست ہے تو مد ۱۳۲ ایسی صورت میں متعلق ہوگی لیکن مقدمہ گدری کور بنام بہوپانیوری کمار سنگھ (۲) میں مد ۱۱۶ متعلق کیگئی ہے۔
"مقدمہ بکرماجیت تواری بنام درگادیال تواری (۱) کی تائید سندات ذیل سے ہوتی ہے:۔ راماریدی بنام اپاجی ریدی (۳) کرسٹنا سری بنام وراداراجو لوریدی (۴) اور کسی حد تک فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ جمعیت مل داس بنام بہج بہوگن لال (۵) جس میں امر زیر بحث حال پر بحث نکیگئی تہی۔ بخلاف ازین مقدمہ گدری کور بنام بہوپانیوری کمار سنگھ (۲) ذیل کے فیصلجات درج رپورٹ کے مطابق ہے۔ غلام عباس بنام محمد جعفر (۶) بدی بیبی سہیل بنام سامی پلائی (۷) ہتیا راتل بنام لکشمی اتل (۸) منصب علی بنام گلاب چند (۹) دہگوان سنگہ بنام دہیاؤ سنگہ (۱۰)۔ ہم اپیل ہذا کا استصواب اجلاس کامل سے کرتے ہیں"۔
اہم جزو رہن نامہ میں یہ حکم تہا کہ "اگر زربدل مع سود بشرح ۱/۲ فیصدی فی ماہ ۳۰ ربھادر و سمت ۱۲۹۰ کو واپس کیا جائے تو وہ جائداد جسکی بیع مشروط کیگئی ہے راہنان کے نام پہر منتقل ہوجائیگی لیکن اگر زربدل اس وقت ادا نکیا جائے تو رہن کا استحقاق انفکاک زائل ہوجائیگا"۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ — (۶) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۳ نوٹ۔
(۲) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۱۹ — (۷) " " مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۰۔
(۳) " " مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۴۴ — (۸) " " " جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۳۔
(۴) " " " جلد ۱۸ صفحہ ۳۳۰ نوٹ — (۹) " " الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۸۵۔
(۵) " " الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۱۱ — (۱۰) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۶۔

۱۸۹۷ء
موتی سنگھ
بنام
راموہری سنگھ

بابو کشن لال منجانب اپیلانٹان :- بروئے ایکٹ سود کے سود صرف بطور معاوضہ فسخ معاہدہ کے دلایا گیا ہے نہ کہ بطور ایک جزو ترضہ واجب الادا بروئے رہن نامہ کے - مدعیان بعد تاریخ ادائگی کے کسی سود کے مستحق نہیں ہین ایسا دعویٰ بروئے مد ۱۱۶ ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے - میعاد تاریخ فسخ معاہدہ سے گننی شروع ہوتی ہے یعنے اُس وقت سے جبکہ روپیہ واجب الادا ہوا تہا - سود صرف بطور ہرجانہ فسخ معاہدہ کے دلایا جانا چاہیئے نہ کہ بطور سود زیر اقرار نامہ کے ملاحظہ ہو کک بنام فولر (۱) السٹن میال بنام اودیت نرائن (۲) (میک لین صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ مشہور اوس بنام نرندرا بہادر پال (۳) کا حوالہ دیا) مقدمہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ مد ۱۱۶ متعلق ہوتی ہے [ٹریولین صاحب جسٹس :- اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہم کو کم از کم چہہ سال کا سود ادا کرنا چاہیئے - بنرجی صاحب جسٹس :- اگر نالش واسطے بیعیات کے ہوا اور عرضیدعویٰ سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایسی ہی نالش تہی تو سوال نسبت مقدار زر واجب الادا کا فیصلہ بموجب دفعہ ۸۶ ایکٹ انتقال جائداد کے کیا جانا چاہیئے] بروئے رہن نامہ کے راہنان پر لازم نہیں ہے کہ بعد تاریخ ادائگی کے کوئی امر عمل مین لائین بلکہ انپر قبضہ کا عطا کرنا بہی لازم نہیں ہے - اگر زر مذکور ادا نکیا گیا تہا تو بیع مکمل کیجانی چاہیئے تہی - اور مرتہنان کو چاہیئے تہا کہ ایک نالش قبضہ رجوع کرتے لیکن جبکہ مدعا علیہم پر کسی امر کا کرنا لازم نہ تہا تو مدعیان کسی ہرجانہ کے مستحق نہیں ہین لیکن اگر عدالت اسکے برخلاف رائے اختیار کرے تو مین عذر کرتا ہون کہ مد ۱۱۶ متعلق ہوتی ہے لیکن مدعا علیہم کو کیفیت مین اُس عرصہ کے سود کی ادائگی کا حکم نہ دیا جانا چاہیئے جو مدعیان کیطرف سے ارجاع نالش مین دیر کرنیکے باعث گذرا ہے -

بابو تہاکر ناتہہ پلیت منجانب ریسپانڈنٹان :- دفعات ۸۶ لغایتہ ۸۸ ایکٹ انتقال جائداد مقدمہ حال سے متعلق ہوتی ہین - دفعہ ۸۶ مین ایک حساب کتاب کے متعلق حکم ہے نہ صرف اُس عرصہ کی نسبت جو تاریخ رہن سے تاریخ ارجاع نالش تک ہے بلکہ اُس تاریخ تک جہانتک کہ قانون مین اجازت دیگئی ہے یعنے اُس وقت تک جبتک کہ رہن کو ادائگی زر کی اجازت دیگئی ہے ملاحظہ ہو سرپاتہ سنگھ بنام جوگندرا نرائن بہلے چودہری (۴) [میک لین صاحب چیف جسٹس :- سوال یہ ہے کہ

(۱) لا رپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۲۷ -
(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۸۶ -
(۳) ״ ״ ״ جلد ۱۹ صفحہ ۴۹ -
(۴) ״ ״ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۷۰ -

سنہ ١٨٩٧ع
موتی سنگھ
بنام
ماموہنی سنگھ

کسقدر سنوات کے سود کے مدعیان مستحق ہیں؟ [فیصلہ مقدمہ مشہور اودہن بنام [illegible] سال سے ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ کم از کم چھ سال کے سود کے مستحق بشرح مقررکردہ ہیں یہ دعویٰ سود کا بطور ہرجانہ نہ
تھا بلکہ دعویٰ سود کا برنباے رہن نامہ ہے [میک لین صاحب چیف جسٹس :۔ معلوم ہوتا ہے
کہ رہن نامہ سے "زربدل" "زربدل معہ سود" میں تمیز کیگئی ہے "زربدل معہ سود" عرصہ
ایک سال کے اندر ادا کیا جاتا ہے اور زاں بعد یہ شرط درج ہے کہ اگر "زربدل" عرصہ ایک سال کے
اندر ادا نہ کیا جائے تو رہن کا بیبات ہو جائیگا] ہر دو فقرات مذکور کے معنے ایک ہی ہونے چاہئیں
یعنے اس رقم کی ادائگی جبکہ ادا کرنے پر راہنان انفکاک بحق خود کے مستحق ہو جائیں ۔ فقرہ دوم صرف
ایک نتیجہ فقرہ اول کا ہے [میک لین صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ چھجو مل بنام بھوکن لال (١)
کا حوالہ دیا] گو کوئی شرط نسبت ادائگی سود بعد از تاریخ ادائگی کے رہن نامہ میں درج نہیں ہے تاہم تاریخ
مذکور کا سود بشرح مناسب عطا کیا جانا چاہیئے ملاحظہ ہو رام ربی بنام ایاجی ربی (٢) دھنیا اہل
بنام لکشمی اہل (٣) نہایت بے انصافی بحق مدعیان ہوگی اگر انکو کل عرصہ کے سود کے بشرح مقررہ
حاصل کرنیکی اجازت نہ دیجائے ملاحظہ ہو فاطمہ بیگم بنام محمد اوشہ (٤) عدالت کو سود کے عطا کرنیکا اختیار
حاصل ہے اور سود مذکور اسیطرح جیسے واجب الادا ہے جسطرح کہ زر رہن اور خرچہ نالش ہی ملاحظہ ہو بکرماجیت
تواری بنام درگا دیال تواری (٥) چتر بہائی کرشن بنام ہربہام جی ہری سنگجی (٦) [مقدمات بلدیو
پانڈے بنام گوکل پرشاد (٧) و بالگوبند داس بنام نرائن لال (٨) و دینا دیال لال بنام ہیت
نرائن سنگھ (٩) و دانچند مہراج بنام باپو صاحب ستم بہائی (١٠) کا بھی حوالہ دیا گیا تھا] ۔

بابو بکھن لال نے اسکا جواب دیا ۔

اجلاس کامل نے فیصلجات ذیل صادر کئے:۔

میک لین صاحب چیف جسٹس :۔ اس سوال کا جواب جسکی استدعا بروئے [illegible] کیگئی ہے
میری رائے میں اس سوال پر مبنی ہے کہ کسطرح پر سود پیدا ہوتا ہے ۔ اگر وہ بروئے ایکٹ ٣٢ سنہ ١٨٣٩ع کے پیدا ہوتا ہے

(١) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ١٧ صفحہ ١١٥ ۔ (٦) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ٢٠ صفحہ ٧٤٤ ۔
(٢) " " مدراس جلد ١٨ صفحہ ٢٤٨ ۔ (٧) " " الہ آباد جلد ١ صفحہ ٦٠٣ ۔
(٣) " " " جلد ١٨ صفحہ ٣٣١ ۔ (٨) " " " جلد ١٥ صفحہ ٣٣٩ ۔
(٤) " " کلکتہ جلد ٩ صفحہ ٣٠٩ ۔ (٩) " " کلکتہ جلد ٢ صفحہ ١٤١ ۔
(٥) " " " جلد ٢١ صفحہ ٢٧٤ ۔ (١٠) " " بمبئی جلد ٣ صفحہ ١٣١ ۔

۱۸۹۷
موتی سنگھ
بنام
داسوہری سنگھ

اور اُسی سے سود واجب الادا ہونے کو میعاد اُسی میں ... ضمیمہ ایکٹ میعاد (۱۵ ... ۱۸۷۷) متعلق ہوتی ہے امر مذکور کے تعلق میں فیصلہ مقدمہ گوری کور بنام بہو پانچہ بی کماری سنگھ (۱) کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں جو اس امر کے متعلق مطابق جدید تر فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ مشہور اوہن بنام نرند بہادر پال (۲) کے ہے مگر مطابق رائے مندرجہ مقدمہ موخر الذکر کے مقدمہ مذکور میں اس امر کے قرار دینے میں غلطی کیگئی ہے کہ کوئی سود واجب الوصول نہتا بلحوظ فیصلہ مقدمہ پریوی کونسل کے یہ امر صریح ہے کہ چہ سال کا سود واجب الوصول ہے - اس امر پر مقدمہ حالیہ میں بحث نہ کیگئی تہی اور نہ اُسکے متعلق بلحوظ فیصلہ موخر الذکر کے بحث کیجا سکتی تہی بروئے دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائداد کے راہن اُسوقت تک انفکاک نہیں کرسکتا جبتک کہ سود واجب الادا ادا نہ کرے - نیز اگر معاہدہ میں سود بعد از تاریخ ادائگی کے متعلق شرط کیگئی ہو تو وہ بہی اُسیقدر مواخذہ جائداد پر عائد کرتا ہے جیسا کہ زر اصل کا ہے اور راہن انفکاک کا مستحق نہیں جبتک کہ اُسے ادا نہ کرے - ایسی صورت سے دفعہ ۱۳۲ ایکٹ میعاد کی متعلق ہوتی ہے -

ہر ایک مقدمہ میں یہ معلوم کیا جانا چاہیئے کہ کسطرح سود پیدا ہوتا ہے آیا بروئے ایکٹ مذکور کے یا کہ بروئے معاہدہ کے صورت حالیہ میں معاہدہ کی عبارت اُس معاہدہ کی عبارت سے بہت مختلف ہے جو مقدمہ پریوی کونسل میں موجود تہا اور اُسکی تعبیر کرنے میں معلوم نہیں کرسکتا کہ کوئی نیت سود بعد از تاریخ ادائگی کے ادا کرنیکی ظاہر ہوتی ہو اسلئے مدعی صرف چہ سال کا سود بروئے ایکٹ مذکور کے اور ایک سال کا سود بروئے شرط مندرجہ دستاویز کے حاصل کرسکتا ہے اور مدعا علیہ اُسوقت تک انفکاک نہیں کرسکتا جبتک کہ کل زر اصل مع سود مذکور و خرچہ کے ادا نہ کرے - کوئی امر اس تعبیر میں ایسا موجود نہیں جو فیصلہ مقدمہ بکرماجیت تواری بنام درگا دیال تواری (۳) کے مخالف ہو - میں کوئی امر خلاف فیصلہ مذکور کے معلوم نہیں کرسکتا کوئی سوال میعاد مقدمہ مذکور میں اٹہایا نہ گیا تہا -

ریسپانڈنٹ کیطرف سے ایک اور امر کی استدعا کیگئی تہی اُسنے مناسب طور سے بیان کیا ہے کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلہ کی تائید اُن وجوہات کے علاوہ دیگر وجوہات پر کرسکتا ہے جو صاحب جج نے بیان کی ہیں اور اُسنے بیان کیا ہے کہ اگر وہ صرف چہ سال کے سود کا مستحق قرار دیا گیا ہے تو وہ اُس سود کی استدعا بشرح ۶ فیصدی فی سال کے یعنے شرح مقررکردہ پر کرسکتا ہے جبتک کہ وہ اُس روپیہ سے زیادہ حاصل نہ کرے جو اُسکو

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۹ -
(۲) " " الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۹ -
(۳) " " کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۴ -

۱۸۹۶ء
موتی سنگھ
بنام
رامیشری سنگھ

عدالت ماتحت نے دلایا ہے میری رائے مین یہ بحث کامیاب نہین ہو سکتی - اوّلاً صاحب جج عدالت ماتحت نے اپنے اختیار تمیزی کا استعمال سوال سود کی متعلق کیا ہے اور ثانیاً مجھے اِس امر مین شبہہ ہے کہ آیا وہ بطور عدالت اپیل کے مقدار مذکور کو مقرر کرسکتا ہے اگر معاملہ غیر منفصل ہوتا تو مقدمہ پریوی کونسل چیچ مل بنام برج بہوکن لال (۱) مدعی کے عذر کی تائید مین ہوتا پس اسلئے عدالت ماتحت کے فیصلہ کی ترمیم اسطرح کیجانی چاہیئے کہ چھ سال کا سود بشرح ۶ فیصدی کے اور پہلے سال کا سود بشرح مقررکردہ دلایا جاوے اور چونکہ فریقین جزواً کامیاب ہوئے ہین اسلئے کوئی خرچہ اپیل ہذا کا دلایا نہین جاسکتا ہے -

اوکنیلی صاحب جسٹس :- مین اس فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون جو ابھی چیف جسٹس صاحب نے صادر فرمایا ہے

میکفرسن صاحب جسٹس :- مین بھی اتفاق کرتا ہون -

ٹریولین صاحب جسٹس :- مجھے بنرجی صاحب جسٹس کے اس فیصلہ کو پڑھنے سے فائدہ حاصل ہوا ہے جو انہون نے صادر کیا ہے - اور مین اس نتیجہ کے ساتھ اتفاق کرتا ہون جو انہون نے اخذ کیا ہے بباعث ان وجوہات کے جو فیصلہ مین بیان کیگئی ہین -

بنرجی صاحب جسٹس :- وہ نالش جسکی وجہ سے یہ استفسار پیدا ہوا ہے مدعیان رسپانڈنٹان نے ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء کو بعوض بیعات اس رہن مشروطہ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۲ء کے دائر کی تھی جسمین یہ شرط درج تھی کہ زر اصل معہ سود بشرح ۱½ فیصدی فی ماہ کے ماہ ستمبر ۱۸۸۳ء مین ادا کیا جانا چاہیئے جواب تک جہانتک کہ اسپر اغراض اپیل ہذا کیلئے غور کرنا ضروری ہے یہ تھا کہ کوئی سود بعد گذرنے میعاد شرائط رہن نامہ کے کسی عرصہ بعد از تاریخ ادائیگی کے واسطے واجب الادا نہ تھا اور کہ دعوے سود بعد از تاریخ مذکور زائد المیعاد تھا

عدالت اوّل نے جوابدعوے کو موثر کرکے ایک ڈگری مشعر ادائیگی زر اصل و سود تا تاریخ ادائیگی معہ خرچہ کے عرصہ ۶ ماہ کے اندر صادر کی اور بصورت عدم ادائیگی کے بیعات کا حکم دیا -

برطبق اپیل منجانب مدعیان عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری مذکور کی ترمیم اسطرح پر کی کہ بعد تاریخ ادائیگی کے بشرح ۶ فیصدی فی سال سود دلایا جائے -

برطبق اپیل دوم از علیہ اسپلانٹان کیطرف سے عذر کیا گیا ہے کہ کوئی سود بعد گذرنے میعاد رہن نامہ کے کسی عرصہ بعد از تاریخ ادائیگی نسبت

---

(۱) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۱۱ -

سنہ ۱۸۹۷ء
موتی سنگھ
بنام
رامو سہری سنگھ

واجب الاداء نہ تہا اور کہ اگر کوئی سود واجب الادا تہا بہی تو اُسکا دعوے زائد المیعاد ہے ۔
ڈگری صورت حالیہ زیر دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جائداد صادر کیگئی تہی جسمین یہ حکم ہر کہ: "عدالت ایک ڈگری بدین حکم صادر کریگی کہ اُس رقم کا حساب کتاب لیا جائے جو بحق مدعی دربارہ زر اصل و سود بر بنائے رہن اور خرچہ نالش کے واجب الادا ہو" اور سوال یہ ہے کہ کونسی رقم بحق مدعیکے "زر اصل و سود بر بنائے رہن" کی نسبت واجب الادا ہے - اسکا جواب تعبیر رہن نامہ پر مبنی ہونا چاہیئے - دستاویز مذکور مین یہ حکم ہے کہ "اگر زربدل مع سود کے بشرح ۱/۲ فیصدی فی ماہ ۳۰ بیساکھ (؟) سنہ ۱۲۹۰ کو ادا کیا جائے تو وہ جائداد جو بذریعہ بیع مشروط کے رہن کیگئی ہے راہنان کے نام پہر منتقل کیجائیگی لیکن اگر زربدل اُس وقت تک ادا نہ کیا جائے تو رہن کا استحقاق انفکاک زائل ہو جائیگا" الفاظ "مع سود" کے فقرہ دوم محولہ بالا مین ترک کیئے جانیسے چندان فرق عائد نہین ہوتا جبکہ شرط دربارہ سود تا تاریخ ادائگی کے صریح طور پر کیگئی ہے - اسمین شبہہ نہین کہ دستاویز مین کوئی شرط صریح واسطے ادائگی کسی سود کے بعد از تاریخ ادائگی درج نہین لیکن چونکہ رہن بروے بیع مشروط کے کیا گیا ہے تو ایسی شرط بالعموم اسمین درج نہین ہوسکتی اور بہر حال محض عدم موجودگی ایسی صریح شرط کے باعث یہ نیت مفہوم نہین ہوتی کہ بعد تاریخ ادائگی کے کسی سود کا دعوے نہ کیا جانا چاہیئے - بخلاف ازین یہ قیاس کرنا مناسب ہوگا کہ فریقین کا یہ منشاء تہا کہ رہن جو جائداد مرہونہ پر قابض رہا تہا اور اُسکی آمدنی کو استعمال مین لاتا رہا تہا اُسکے انفکاک کا کسی وقت بعد تاریخ ادائگی کے محض زر اصل و سود تا تاریخ ادائگی ادا کرنے پر اور بلا ادا کرنے کسی سود کے اُس عرصہ کی نسبت جو تاریخ مذکور کے بعد کا ہے مستحق ہوگا - آیا یہ احکام پریوی کونسل بمقدمہ متہورا داس بنام نرندر بہادر پال (۱) اُس رائے کی تائید مین ہین جو ہمنے اختیار کی ہے مقدمہ کک بنام فولر (۲) کا حوالہ بخلاف رائے مذکور کے دیا گیا تہا لیکن مقدمہ مذکور مین صرف یہ فیصل کیا گیا ہے کہ "ایک معاہدہ ادائگی اُس رقم پر جو ایک عرصہ مقررہ کیلئے کسی خاص شرح سود پر قرض لیگئی ہو ایک مزید معاہدہ واسطے جاری رکہنے اُسی شرح سود کے بعد از تاریخ مذکورہ تا واقعی ادائگی" مفہوم نہین ہوسکتا - مقدمہ حالیہ مین کوئی سوال بہ نسبت شرح سود کے نہین ہے - عدالت ماتحت نے زیر ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء مطابق اپنے اختیار تمیزی کے ۶ فیصدی فی سال کی شرح سے

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۹ -
(۲) لاء رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۲۷ -

۱۹۱۰ء
موتی سنگھ
بنام
واسودیو سنگھ

سود دلایا ہے اور مدعیان اُس شرح پر راضی ہوگئے ہیں سوال اب یہ پیدا ہوا ہے کہ آیا کوئی سود بعد از تاریخ
ادائگی بمنائے رہن واجب الوصول ہے میری یہ رائے ہے کہ اس سوال کا جواب بحق مرتہنان کے دیاجانا چاہئیے۔
قانون (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے رُو سے انکو بعد تاریخ ادائگی کے سود لینے کی اجازت دیگئی ہے عدالت اپیل ماتحت
نے باستعمال اپنے اختیار تمیزی کے بعد تاریخ مذکور کے ایک خاص شرح سے سود دلایا ہے۔ اور رہن نامہ میں
کوئی ایسی شرط درج نہیں جسکے رُو سے وہ ایسے سود کے غیر مستحق قرار دئیے گئے ہوں یا جسکے رُو سے، راہنان بلا
ادائگی سود مذکور کے انفکاک کے مستحق بنائے گئے ہوں۔ وہ سود بعد از تاریخ ادائگی جو صورت حالیہ میں
دلایا گیا ہے میری رائے میں بطور سود واجب الادا بربنائے رہن کے حسب منشاء دفعہ ۸۶ ایکٹ انتقال
جائداد متصور کیا جانا چاہئیے پس اس صورت میں وہ ایک مواخذہ جائداد مرہونہ پر ہے اور وہ
عرصہ میعاد جو اس بزور دعوے کے متعلق ہے زیر مد ۱۳۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد بارہ سال ہے۔
اُس رائے کی جو مینے اختیار کی ہے مقدمات ذیل سے تائید ہوتی ہے۔ راما ریڈی بنام اپاجی ریڈی (۱) دھنپال
داس بنام منشی کھوکن لال (۲) دیگر ماجیت تواری بنام درگادیال تواری (۳) فیصلہ تنقیح الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ
نرنجا بہادر پال بنام خادم حسین (۴) ومقدمہ منصب علی بنام گلاب چند (۵) دبھگونت سنگھ بنام دریاؤ سنگھ (۶)
فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ غلام عباس بنام محمد جعفر (۷) جنسے اسکے خلاف رائے کی تائید ہوتی ہے در اصل بوجہ
فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ متہو راداس بنام نرنجا بہادر پال (۸) کے منسوخ کئے گئے ہیں۔
بوجوہات بالا میں نہایت ادب سے فیصلہ مقدمہ گردی کور بنام بھوبانی میوری کمار سنگھ (۹) سے اختلاف کرکے قرار دیتا
ہوں کہ وہ ڈگری جسکی نارضی سے اپیل کیا گیا ہے اسلئے میری رائے میں اپیل دوم معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئیے۔

میکلین صاحب چیف جسٹس :- چونکہ گزشتہ رائے عدالت بھی اُس رائے کے ہے جو مینے
ظاہر کی ہے اسلئے ڈگری عدالت ماتحت اُس حد تک ترمیم کیجائیگی جو مینے اپنے فیصلہ میں ظاہر کی ہے۔
لیکن جیسا کہ مینے بیان کیا ہے کوئی خرچہ اپیل ہذا میں دلایا نہ جائیگا۔

(۱) انڈین لاءرپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۸ - (۵) انڈین لاءرپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۸۵۔
(۲) " " الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۵۱۱ - (۶) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۶۔
(۳) " " کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۴ - (۷) " " کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۔
(۴) " " الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۸۱ - (۸) " " الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۔
(۹) " " کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۔

۱۸۹۹ع
۲۲ اپیل

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر فرینسس ولیم میکلین صاحب نائب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس حسن امام صاحب جج

حیدہ بی و اسیا و غیرہ (مدیونان ڈگری) بنام سنتو بی و اسیا الوریارڈ (نیلام) وغیرہ (ڈگریداران) ایکٹ میعاد (۱۵ ایکٹ ۱۸۷۷ع) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۸ - درخواست تنسیخ نیلام منجانب اس شخص کے جو نیلام میں حق رکھتا ہو - ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ایکٹ ۱۸۸۵ع) دفعہ ۱۷۳ - ایکٹ میعاد مد ۱۶۶ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ ایکٹ ۱۸۸۲ع) دفعات ۳۱۱ و ۳۴۴ - اپیل دوم -

ایک درخواست تنسیخ نیلام زیر دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مزارعان مد ۱۷۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کی تابع ہے اور وہ اس تاریخ سے تین سال کے اندر گذرانی چاہیے جبکہ استحقاق درخواست کنندہ پیدا ہو -

جہانکہ خریدار نیلام مدیون ڈگری کا ایک بیناسید ہو تو ایک درخواست تنسیخ نیلام زیر دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مزارعان بنگال و دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں ایک اپیل دوم ہائیکورٹ میں بنا بر اس حکم کے صادر ہوا درخواست مذکورہ کے ہو سکتا ہے کیونکہ درخواست مذکور زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور ہوئی ہے -

اپیل ہذا اس درخواست سے پیدا ہوا ہے جو ماہ فروری ۱۸۹۳ع میں یکے از مدیونان ڈگری اور ورثا دیگر مدیونان ڈگری متوفی کیطرف سے واسطے منسوخی نیلام ایک جائداد کے کیگئی تہی جو ماہ ستمبر ۱۸۹۲ع میں علیحدہ اجرائے ایک ڈگری بقایائے لگان کے نیلام کیگئی تہی - درخواست مذکور زیر دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مزارعان بنگال و دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین بیان کیگئی تہی کہ نیلام اسوجہ سے عمل میں آیا تہا کہ ڈگریدار نے فریب سے یکے از مدیونان ڈگری کے ساتھہ سازش کی تہی اور مدیون ڈگری مذکور نے جائداد نیلام کردہ اپنی زوجہ کے نام سے خرید کر لی تہی - خریدار نیلام کا عذر یہ تہا کہ درخواست مذکور زیر مد ۱۶۶ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد ہے اور کہ وہ یکے از مدیونان ڈگری کی بیناسید نہیں ہے اور کہ سائلان کو کوئی منصب اعتراض حاصل نہیں - منصف نے یہ قرار دیکر کہ خریدار نیلام یکے از مدیونان ڈگری کا بیناسید رہا تہا اور کہ درخواست زائد المیعاد نہیں کیونکہ وہ اس تاریخ سے عرصہ تیس یوم کے اندر دیگئی تہی جبکہ سائلان کو اولاً فریب کا علم ہوا تہا -

* اپیل از حکم نمبر ۳۴۲ سنہ ۱۸۹۴ع بنا بر اس حکم بابو براجو بہاری سوم سب آرڈینیٹ جج ضلع بیر بہوم مورخہ ۱۸ جون ۱۸۹۴ع منسوخ کنندہ حکم بابو کیلاش چندر سین منصف جیپور مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۳ع -

اور کہ سائلان کو درخواست مذکور کے کرنیکا حق حاصل تھا نیلام منسوخ کردیا۔ برطبق اپیل کے سبارڈنیٹ جج نے منصف کے فیصلہ کو بدیں قرار داد منسوخ کیا کہ کوئی فریب ثابت نہ کیا گیا تھا اور کہ درخواست زائد المیعاد تھی کیونکہ وہ تاریخ نیلام سے عرصہ تیس یوم کے اندر نہ لگئی تھی۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے دیونان ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو سرت چندر رائے چودہری منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر این چیٹرجی و بابو نلینی ناتھ سین منجانب رسپانڈنٹان۔

مسٹر چیٹرجی منجانب رسپانڈنٹان نے اپیل کی سماعت کے متعلق اسوجہ پر ابتدائی عذر کیا کہ صورت حال مین کوئی اپیل دوم ہو نہین سکتا۔

بابو سرت چندر رائے چودہری منجانب اپیلانٹان:- فریقین نالش ہذا ہی ہین جو درخواست مین بہی فریق تھے اور سوال زیر بحث دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل مین آتا ہے اسلئے اپیل دوم ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو پروسنو کمال سنیال بنام کالی داس سنیال (۱)۔

ایکٹ مزارعان بنگال مین کوئی خاص میعاد واسطے درخواست زیر دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مذکور کے مقرر نہین کیگئی اسلئے بروئے دفعہ ۱۸۵ ضمن (۲) کے عام قانون میعاد مقدمہ پر حاوی ہونا چاہیئے۔ چونکہ کوئی اور حکم مندرجہ ایکٹ میعاد خاص طور پر حال جیسی درخواست سے متعلق نہین ہے اسلئے مد ۱۷۸ ضمیمہ دوم متعلق ہونی چاہیئے اگر مذکور متعلق ہوتی ہے تو درخواست حال بالکل میعاد ہی مین ہے۔

مسٹر چیٹرجی:- سوال مذکور دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل مین نہین آتا بالخصوص جبکہ یکے از فریق ہائے درخواست مذکور یعنے خریدار نیلام ایک اجنبی شخص ہے لہذا کوئی اپیل دوم نہین ہو سکتا۔ مد ۱۷۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد متعلق نہین ہوتی۔ مد ۱۶۶ متعلق ہوتی ہے جسمین اس قسم کی درخواستہائے کے متعلق حکم ہے اگر تسلیم ہی کیا جائے کہ درخواست زائد المیعاد نہین تاہم نیلام بحال رہنا چاہیئے۔ نیلام صرف قابل تنسیخ ہے کالعدم نہین ملاحظہ ہو گوپال چندر متر بنام رام لال گوسائین (۲)۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۳۔
(۲) " " جلد ۱۴ صفحہ ۵۵۴۔

سنہ ۱۸۹۷

خیدمنی داسیا
بنام
سنتو منی داسیا

ہائیکورٹ (میک لین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) نے فیصلجات ذیل صادر کیئے۔

میک لین صاحب چیف جسٹس :- میری رائے مین مقدمہ ہذا اس سوال کے فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا جانا چاہیئے کہ آیا مقدمہ دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مزارعان بنگال کی ذیل مین آتا ہے جیسا کہ مین سمجھ سکتا ہون امر مذکور پر فاضل جج عدالت ماتحت کے روبرو بحث نہ کیگئی تہی اور انہون نے اسکی سماعت اور تجویز نہین کی اسوجہ سے کہ انہونے یہ قرار دیا تہا کہ قانون میعاد اپیلانٹان کی درخواست زیر دفعہ مذکور کا مانع ہے۔ اپیلانٹ نے بیان کیا ہے کہ رائے مذکور غلط ہے اُسنے عذر کیا ہے کہ وہ جز و ایکٹ میعاد کا جو ایک درخواست زیر دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مزارعان بنگال سے متعلق ہوتا ہے صرف مد ۱۷۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ہے جسکے روسے تین سال کی میعاد حال جیسی کارروائی کے کرنیکے واسطے عطا کیگئی ہے اپیلانٹ نے صریح طور پر مد مذکور کے اندر درخواست کی ہے۔ مین عذر مذکور کا کوئی جواب نہین دیکھتا۔ مین کوئی اور مد ایکٹ میعاد کی ایسی نہین دیکھتا جو مقدمہ سے متعلق ہوتی ہو اور نہ مین کوئی حکم ضمیمہ سوم ایکٹ مزارعان بنگال مین معلوم کرتا ہون جسکے روسے ایک درخواست زیر دفعہ ہذا کی نسبت کارروائی کیگئی ہو۔

پس اسصورت مین ہماری یہ رائے ہے کہ درخواست مد ۱۷۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کی ذیل مین آتی ہے یہ امر بلا شبہ طور پر ایک بے ترتیبی ہے کہ درخواستہائے زیر دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مزارعان بنگال کی صورت مین تین سال کی میعاد عطا کیجانی چاہیئے جسکے کہ اندر درخواست فسخ نیلام کیجا سکے سوا دیگر ایسی ہی درخواستہائے کیصورت مین مثلاً درخواست فسخ نیلام بوجہ بیضابطگی بہ تعمیل و اشتہار نیلام مین یا جو اسوجہ پر کیگئی ہو کہ ڈگریدار نے بلا اجازت عدالت کے خرید کی ہے۔ صرف تیس یوم کی میعاد زیر مد ۱۶۶ ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور عطا کیگئی ہے مگر خواہ ہمارے فیصلہ کے نتیجہ سے بے ترتیبی مذکور پیدا ہوتی ہو یا نہ تاہم ہمنے کوئی حجت ریسپانڈنٹان کیطرف سے باظہار اس امر کے سماعت نہین کی [illegible] ۱۷۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد صورت حال سے متعلق نہین ہوتی ہماری رائے مین وہ متعلق ہوتی ہے اور فاضل جج عدالت ماتحت اس امر کے قرار دینے مین غلطی پر تہا کہ درخواست مذکور جہانتک کہ وہ زیر دفعہ ۱۷۳ ایکٹ مزارعان بنگال تہی زائد المیعاد ہے۔

ایک اور امر جو ریسپانڈنٹ کیطرف سے اٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ کوئی اپیل دوم عدالت ہذا مین نہین ہوسکت

۱۸۹۷ء
نیلاش منڈل
بنام
...ود اسندری
داسی

نکلی تھی ۲۴ فروری ۱۸۷۸ء کو عدالت ابتدائی نے نالش مذکور کی ڈگری بحق مدعیہ کے مع خرچہ صادر کی تھی
یعنے عدالت نے اُسوقت یہ ڈگری صادر کی تھی کہ مدعیہ ایک خاص مقدار لگان متدعویہ کی مستحق ہے ۱۳ ار
اپریل ۱۸۹۴ء کو ایکے سولہ سال بعد اُسی مدعیہ نے ایک اور نالش لگان اُسی مدعاعلیہ کے برخلاف بدین
استدعا رجوع کی ہے کہ مدعاعلیہ سے وہ لگان دلایا جائے جو سنین مابعد کی نسبت واجب الادا ہوا ہے
مدعاعلیہ نے ایک جواب دعویٰ بشرح چند عذرات کے پیش کیا ہے مقدمہ اوّلاً منصف اور پھر سبارڈینیٹ جج
کے روبرو پیش ہوا تھا اور اُن دونوں نے یہ قرار دیا ہے کہ ڈگری نالش اوّل بطور امر فیصل شدہ
کے نسبت دعوائے نالش حال کے عائل ہے اور اسلیئے مدعاعلیہ بباعث ڈگری نالش اوّل کے
اُن عذرات کے اٹھانے سے ممتنع ہے جنکو اُسنے خواہ درست یا غلط طور پر بطور جواب نالش ہذا کے مقصود
کیا ہے میری رائے مین ڈگری نالش اوّل اُسکے ایسا کرنیکی ہرگز مانع نہین ہے - ایک ڈگری نالش اوّل
منجانب مالک اراضی متعلقہ مزارعہ دربارہ لگان واجب الادا ایک نالش مابعد مین بطور امر فیصل شدہ کے
عائل نہین ہو سکتی جو بغرض دلا پانے لگان مابعد کے اُسی مدعی کی طرف سے اُسی مدعاعلیہ کے برخلاف رجوع
کیگئی ہو مدعاعلیہ نالش مابعد مین اس امر کے ثابت کرنیکا مستحق ہے کہ لگان واجب الادا نہین -
ڈگری نالش اوّل کسی طرح اُسکے ایسا کرنیکی مانع نہین -
ریسپانڈنٹ نے اہم طور پر تشریح دوم دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر انحصار کیا ہے لیکن اوّلاً ملحوظی
خود دفعہ ۱۳ کے آیا ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ سوال کہ آیا کوئی لگان اب واجب ادا ہے بلا واسطہ اور اہم
طور پر نالش اوّل مین زیر تنقیح تھا یا کہ اُسکا قطعی فیصلہ اور سماعت عدالت نے نالش اوّل مذکور مین کیا
تھا ؟ وہ لگان جسکا دعوائے مدعیہ نے اب کیا ہے بروقت رجوع نالش اوّل کے واجب الادا نہوا تھا
عدالت نے اس سے پہلے صرف یہ فیصل کیا تھا کہ ایک خاص مقدار لگان متدعویہ مدعاعلیہ
کیطرف سے بحق مدعی واجب الادا ہے آیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ لگان جسکا
دعوائے اب کیا گیا ہے بالضرور بوجہ فیصلہ ۱۸۷۸ء کے ویسا ہی مدعاعلیہ کیطرف سے
واجب الادا ہے اور مدعاعلیہ کسی ایسے عذر کے کرنے سے ممتنع ہے جو وہ نالش حال
کی نسبت کر سکتا ہے ؟ میری رائے مین دعویٰ حال بلا واسطہ یا اہم طور پر زیر تنقیح
نہ تھا اور نہ اُس کا قطعی فیصلہ اور سماعت نالش اوّل میں نہ کیا گیا تھا - نسبت
تشریح دوم کے جس کی عبارت میری رائے مین نہایت صریح نہین ہے

۱۸۹۷ء
کیلاش منڈل
بنام
برو داسندری داسی

اسمین یہہ بیان کیاگیا ہے کہ "ہر امر جو اُس مقدمہ سابق مین جوابدعوی کی بنا قرار دیا جاسکتا تہا اور قرار دینا چاہئے تہا سمجہا جائیگا کہ وہ مقدمہ مین ایک امر صریحًا اور دراصل تنقیح طلب تہا"
ہمارے روبرو کوئی ایسے وسایل موجود نہیں ہین جنسے ہم یہہ کہنے کے قابل ہوں کہ وہ معاملہ جو مدعاعلیہ اب اُٹہانا چاہتا ہے ایک نالش ماقبل بغرض لگان مین جوابدعوی کی بنا قرار دیا جاسکتا تہا اور قرار دینا چاہئے تہا۔ وہ معاملات جو وہ اب قایم کرنا چاہتا ہے سنہ ۱۸۸۸ء مین مدعاعلیہ کے علم مین نہو سکتے تہے۔ پس آیا ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ اب اُن معاملات کے پیش کرنیسے ممتنع ہے؟ میری رائے مین ہرگز نہیں۔ ممکن ہے کہ معاملہ مذکور پر مزید غور کرکے ایک خاص تنقیح کا جو بالکل تنقیح قایم کردہ حال کے مطابق ہو اُسوقت فیصل کیاگیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو اصول امر فیصل شدہ ممکن طور پر اُس خاص تنقیح سے متعلق ہوسکتا ہے +

ایک فیصلہ بمقدمہ کونر راؤ بنام گرراؤ (۱) اس تشریح پر موجود ہے جو بلاشبہہ طور پر مقدمہ حال سے کچھ علاقہ رکہتا ہے ہیڈ نوٹ مقدمہ مذکور کا حسب ذیل ہے: "ایک نالش ماقبل مابین مدعی و مدعاعلیہ مین مدعی نے بیان کیا تہا کہ جائداد خاندانی دو حصص مین تقسیم ہوچکی ہے اور بروئے اُس دستاویز تقسیم کے جو اُسوقت تحریر کیگئی تہی اُسنے ایک حصہ کا اُن حصص مین سے دعوی کیا تہا۔ چونکہ دستاویز مذکور ناجائز قرار دیگئی تہی اسلئے نالش خارج کیگئی تہی اور مدعی کو عام تقسیم کی نالش کرنے کی اجازت بطور ایک ازارکین خاندان مشترکہ اہل ہنود کے دیگئی تہی۔ تجویز ہوئی کہ نالش دوم امر فیصل شدہ نہتی کیونکہ گو مدعی نالش اوّل مین علی سبیل البدلیت عام تقسیم کا دعوی کرسکتا تہا درصورتیکہ وہ اُس تقسیم کے ثابت کرنیسے قاصر رہتا جو اُسنے بیان کی تہی تاہم یہہ نہین کہا جاسکتا کہ اُسے ایسا ہی کرنا چاہئے تہا۔
مقدمہ مذکور مقدمہ حال سے کچھ علاقہ رکہتا ہے جہانتک کہ تشریح دوم دفعہ ۱۳ کا تعلق ہے۔
میری رائے مین اپیل کامیاب ہونا چاہئے اور مقدمہ عدالت اوّل مین بغرض تجویز جدید واپس بہیجا جانا چاہئے۔ خرچہ کا فیصلہ عدالت تجویز جدید کنندہ سے کیا جائیگا +
بینرجی صاحب جسٹس: میری بہی یہی رائے ہے عذر امر فیصل شدہ صورت حال مین الفاظ تشریح دوم دفعہ ۱۳ مجموعہ

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۹

سنہ ۱۸۹۷ء
کیلاش منڈل
بنام
برودا سندری داسی

ضابطہ دیوانی پر مبنی ہے عذر یہہ کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ بجواب نالش اوّل کے اُس جوابدعوی کو پیش کر سکتا تہا جو اُسنے اب پیش کیا ہے یعنی یہہ کہ مدعیہ صرف بینا میدار ہے یہہ ایک کافی وجہ اس امر کی ہے کہ کیوں وہ اب جواب مذکور کے اٹہانے سے ممتنع ہے اسمین شبہہ نہیں کہ تشریح دوم کے الفاظ بہت وسیع ہین لیکن سوال یہہ ہے کہ آیا اُسمین حال جیسی نالش شامل ہوسکتی ہے یہہ فرض کرکے کہ معاملہ زیر تنقیح حال ایک وجہ جوابدعوی کی نالش اوّل مین بنائی جانی چاہئے تہی تاہم یہہ سوال باقی رہتا ہے کہ آیا اُسکا فیصلہ اور تجویز قطعی طور پر عدالت نے حسب منشاء دفعہ ۱۳ کیا تہا۔ تشریح دوم مین صرف یہہ بیان کیا گیا ہے کہ: "ہر امر جو اُس مقدمہ سابق مین جواب یا دعوے کی بناء قرار دیا جاسکتا تہا اور قرار دینا چاہئے تہا سمجہا جائیگا کہ وہ مقدمہ مین ایک امر صریحاً اور در اصل تنقیح طلب تہا" لیکن اُسمین یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ "اور اُسکی نسبت یہہ فرض کیا جائیگا کہ اُسکا صریح اور قطعی فیصلہ کیا گیا ہے" گو سوال مذکور پر عدالت نے کبہی غور نکیا ہو اور باوجودیکہ نالش مابعد کا امر مدعا بہا نالش اوّل کے امر مدعا بہا سے بالکل مختلف ہو۔ صرف اُس صورت مین جبکہ ہر دو نالشات کا امر مدعا بہا ایک ہی ہو معاملۂ مذکور کی نسبت یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اُسکی سماعت اور تجویز قطعی طور پر حسب منشاء دفعہ ۱۳ مجموعۂ مذکور کیگئی ہے گو معاملۂ مذکور کبہی زیر تنقیح نہوا ہو لیکن یہہ قرار دینا بہت مشکل ہے کہ وہ معاملہ جو کبہی تنقیح نالش اوّل مین اُٹہایا نہیں گیا اور جو نالش مابعد کے جوابدعوے مین اُٹہایا گیا ہے جسکا امر مدعا بہا پہلی نالش کے امر مدعا بہا سے مختلف ہے باوجودیکہ بروئے تشریح دوم دفعہ ۱۳ کے نصرف ایک ایسا امر متصور کیا جانا چاہئے جسکی تجویز اور سماعت قطعی طور پر کیگئی ہے بلکہ بطور ایسے امر کے بہی جو اہم طور پر تنقیح مین اُٹہایا گیا تہا۔ پس اس صورت مین میری یہہ رائے ہے کہ تشریح دوم رسپانڈنٹ کی تائید نہیں کرتی۔ اس رائے کی تائید جو مینے اختیار کی ہے کامل طور پر فیصلۂ عدالت ہذا مقدمہ سر کم ابو تراب عبد الوہاب بنام رحمن بخش (۱) سے ہوتی ہے۔ میری یہہ رائے ہے کہ مجہے یہہ بہی بیان کرنا چاہئے کہ ایک حال جیسے مقدمہ سے آنریبل وائس چانسلر صاحب نائیٹ بروس بمقدمہ پارس بنام حمکیسن (۲) کامل طور پر متعلق کیجانی چاہئے جو باوجود منسوخی فیصلۂ مذکور کے تسلیم کیگئی ہین اور اُسپر عمل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو کلکہ بنام ہیچنگس (۳)

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۸۳

(۲) ستہیس لیگل کیسز جلد ۲ صفحہ ۷۵۷

(۳) لارپورٹ کوئینز بینچ ڈویژن جلد ۶ صفحہ ۳۰۰

۱۸۹۵
کیلاش منڈل
بنام
بروداسندری داسی

و ہگیت درگا پرشاد سنگہ بنام ٹھکیتنی درگا کنواری (۱) وہ آرائیں جنکا مینے حوالہ دیا ہی یہہ ہین:- میری رائی میں خیال یہہ کیا جاتا ہی کہ قاعدہ بخلاف پہر شروع کرنے معاملات فیصل شدہ کے عام طور پر اس حد کے تابع ہی کہ خواہ کیسا ہی ضروری بعض واقعات کا قایم کرنا ایک جوڈیشل فیصلہ کی درستی کیواسطے کیوں نہو اور خواہ فیصلہ کیسا ہی قابل پابندی اور قطعی کیوں نہو- وہ کل واقعات بالضرور مابین فریقین کے ثابت شدہ نہیں ہین اور کوئی فریق مجاز ہے کہ انکی نسبت کسی اور غرض سے تنازعہ کرے مگر شرط یہہ ہی کہ فیصلہ کے امر مدعا بہا کا انتزاع نکیا جائی تاکہ انکی صریح غرض ناکامیاب ہوگا +

ان وجوہات کی رو سے میری یہہ رائے ہی کہ مقدمہ تجویز جدید کیواسطے واپس بہیجا جانا چاہئے +

اپیل منظور کیا گیا مقدمہ واپس بہیجا گیا +

باجلاس سر فرینسس میکلین صاحب نائٹ چیف جسٹس بہادر و جسٹس ...

۱۸۹۵
۲۶ مارچ

ہری موہن شاہا (مدعی) ... بنام ... بابو رالی (مدعا علیہ) ✻

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم دفعہ ۱۴۴- نالش قبضہ اراضی منجانب ایک خریدار نیلام کے جسنے علامتی قبضہ حاصل کیا ہو بموجب ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۳۱۸ و ۳۱۹- ایکٹ مذکور دفعہ ۱۳۸-

ایک نالش قبضہ اراضی منجانب اُس خریدار نیلام مین جسنے قبضہ علامتی حاصل کیا تہا مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا تہا کہ نالش زائد المیعاد ہی کیونکہ وہ تاریخ خرید نیلام سے بارہ سال کے اندر رجوع نہین کیگئی +

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مقدمہ سے متعلق ہوتی تہی اور کہ نالش اُس تاریخ سے عرصہ بارہ سال کے اندر رجوع کیگئی تہی جبکہ خریدار نیلام نے اُسکا علامتی قبضہ حاصل کیا تہا اسلئے وہ زائد المیعاد نہتی +

اپیل ہذا اُس نالش مین پیدا ہوا ہی جو واسطے استقرار حق اور حصول قبضہ کے قطعہ اراضی کے دائر کیگئی تہی

✻ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ... سنہ ۱۸۹۵ء بنارالضی ڈگری بابو گوپال چندر چاکی سب آرڈینیٹ جج ڈہاکہ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری بابو ... چندر بوس منصف ڈہاکہ مورخہ ۲۳ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء +

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۵ صفحہ ۱۴۹- و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ (۲۰۰)

مدعی کا بیان یہ تہا کہ اُسنے جائداد متنازعہ کو ایک نیلام بعلت اجراء مین خرید کیا تہا اور چونکہ اُسنی صرف قبضہ علامتی کیا تہا اسلئے وہ قبضہ واقعی لینے کیواسطے گیا جبکہ اُسکی مزاحمت مدعاعلیہم نے کی اور یہی وجہ ارجاع نالش ہذا کی ہی۔ مدعاعلیہ نے اہم طور پر یہہ عذر کیا کہ نالش زائد المیعاد ہی کیونکہ وہ غرید نیلام سی عرصہ ۱۲ سال کے اندر رجوع نکی گئی تہی۔ منصف نے نالش کو یہہ قرار دیکر خارج کیا کہ وہ بروئے مد ۱۳۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے۔ بر طبق اپیل کے فاضل سبارڈینیٹ جج نے عدالت ماتحت کے فیصلہ کو بحال رکہا +

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا +

بابو سرودا چرن متر منجانب اپیلانٹ +

مولوی مصطفے خان منجانب رسپانڈنٹ +

بابو سرودا چرن متر: عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ کرشنا لال دت بنام رادہا کرشن سرکہل (۱) پر انحصار کیا ہے جو بہ ڈے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ جگوبندہو متر بنام پرمانند گوسامی (۲) کی منسوخ کیا گیا ہے جسمیں کہ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ جگوبندہو مکرجی بنام رام چندر بیساک (۳) کی پیروی کیگئی تہی۔ قبضہ علامتی کے دینے سے مدعی کو صورت حال مین ایک جدید عرصہ میعاد عطا ہوتا ہے ملاحظہ ہو لوکیسر کور بنام پرگنا رائی (۴) شاما چرن چیٹرجی بنام مادہب چندر مکرجی (۵) دسیو و بنام منوسامی (۶)

مولوی مصطفے خان منجانب رسپانڈنٹ:۔ مقدمہ حال مقدمہ جگوبندہو متر بنام پرمانند گوسامی (۲) و جگوبندہو مکرجی بنام رامچندر بیساک (۳) سے ممیز ہو سکتا ہی اور تمیز مذکور مستند طور پر مقدمہ لکشمن بنام مورو (۷) مین تسلیم کیگئی ہی۔ ہردو مقدمات اجلاس کامل کلکتہ ہائیکورٹ ایسے مقدمات ہین جنمین صرف علامتی قبضہ عطا کیا جاسکتا تہا اور وہ حال جیسے مقدمہ پر حاوی نہیں ہین جہانکہ جائداد متنازعہ ایک ایسا مکان ہی جسکا قبضہ مدیون ڈگری کو حاصل ہے اور امر فیصل کردہ بمقدمہ اجلاس کامل جگوبندہو متر بنام پرمانند گوسامی (۲) یہہ ہے کہ صرف ایک ہی طریق جسکے مطابق عدالت خریدار کو بخلاف مدیون ڈگری کے قبضہ عطا کر سکتی ہے قبضہ علامتی ہے اور وہ جملہ اغراض کے لئے موثر ہے

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۲ (۵) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۹۳
(۲) " " ۱۶ " ۵۳۰ (۶) " " مدراس " ۱۰ " ۵۳
(۳) " " ۵ " ۵۸۴ (۷) " " بمبئی " ۱۶ " ۲۲۲ (۲۲۸)
(۴) " " ۶ " ۱۸۱

سنہ ۱۸۹۶ء
ہری موہن شاہا
بنام
بابو رالی

مقدمہ مذکور مین جائداد متنازعہ کا واقعی قبضہ مدیون ڈگری کو حاصل نہتا۔ اور اسلئے وہ قبضہ جو خریدار نیلام نے زیر دفعہ ۳۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی حاصل کیا تہا محفوظیت میعاد کیواسطے کافی نہتا۔ صورت حال مین مدیون ڈگری کو واقعی قبضہ جائداد حاصل تہا اور وہ قبضہ علامتی جو خریدار نیلام نے زیر دفعہ ۳۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی حاصل کیا تہا قانوناً کوئی قبضہ نہتا۔ پس اسصورت مین نالش زائد المیعاد ہے +

ہائیکورٹ (میک لین صاحب چیف جسٹس و بنیرجی صاحب جسٹس) نے فیصلجات ذیل صادر کئے:-

میک لین صاحب چیف جسٹس :- میری رائے مین سبارڈنیٹ جج صورت حال مین غلطی پر تہا اُسنے مقدمہ کو مقدمہ کرشنا لال دت بنام رادہا کرشن سرکہیل (۱) کی سند پر فیصل کیا تہا لیکن مقدمہ مذکور بروئے فیصلہ مقدمہ جگوبندہو متر بنام پرنانند گوسامی (۲) کے منسوخ کیا گیا ہے اور مقدمہ موخر الذکر بلاشبہ طور پر اصول مندرجہ مقدمات جگوبندہو مکرجی بنام رامچندر بیاک (۳) ولوکیسر بنام پرگنالئے (۴) وسیو بنام متوسامی (۵) وشاما چرن چیٹرجی بنام مادہب چندر مکرجی (۶) کے مطابق ہے +

ریسپانڈنٹ کے وکیل نے یہہ استدعا کی ہی کہ مقدمہ ہذا صریح طور پر اُن مقدمات سی ممیز ہو سکتا ہی جنکا کہ مینے حوالہ دیا ہے بباعث اس امر واقعہ کے کہ بعض مقدمات مذکور مین مزارعان قابض تہے جسصورت مین کہ دفعہ ۳۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک مناسب دفعہ ہتی جسکے روسے قبضہ علامتی لیا یا دیا جاسکتا تہا۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ مقدمات مذکور مقدمہ حال سی اسوجہ پر ممیز ہو سکتا ہی کہ صورت حال مین مدیون ڈگری قابض تہا اور اسلئے واقعی قبضہ زیر دفعہ ۳۱۸ مجموعہ مذکور عطا کیا جانا چاہئیے تہا نہ کہ قبضہ علامتی زیر دفعہ ۳۱۹ مجموعہ مذکور۔ لیکن خواہ صورت کسیطرح پر ہو ہمارے روبرو ایک ایسا امر موجود ہے جس سے ہم کوئی چارہ نہین دیکہہ سکتے جو یہہ ہے کہ قبضہ خواہ اُسے علامتی قبضہ کہا جائے صورت حال مین مدعی کو عدالت دیوانی سی عطا کیا گیا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۲
(۲) " " " ۱۶ " ۵۳۰
(۳) " " " ۵ " ۵۸۴
(۴) " " " ۷ " ۱۸۴
(۵) " مدراس " ۱۰ " ۵۳
(۶) " کلکتہ " ۱۱ " ۹۳

سنہ ۱۸۹۷ء
ہری موہن شاہ
بنام
بابو رالی

اور مقدمہ لوکیسر کور بنام پرگن رائے (۱) مین یہہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ باضابطہ قبضہ جو عدالت دیوانی نے معاملۂ اجراء مین عطا کیا ہو مابین فریقین کے قانوناً اور بطور امر واقعہ کے بطور ایک کامل انتقال قبضہ کے ایک فریق سی بحق دوسرے فریق کے عامل ہوتا ہی صورت حال مین یہہ امر صریح معلوم ہوتا ہی کہ قبضۂ علامتی جو قانوناً ایک قبضہ ہے ۸ نومبر ۱۸۸۱ء کو عطا کیا گیا تہا ممکن ہی کہ وہ سوجہ سی غلط طور پر عطا کیا گیا ہو کہ واقعی قبضہ زیر دفعہ ۳۱۸ عطا کیا جانا چاہئے تہا لیکن تاہم ایک قبضہ مدعی کو عدالت دیوانی سی دلایا گیا تہا۔ اور بر بنائے واقعات موجودہ کے مجہے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ عرصہ میعاد اُس تاریخ سی گذرنا شروع ہونا چاہئے جبکہ قبضہ مذکور عطا کیا گیا تہا یعنے ۸ نومبر ۱۸۸۱ء سی جس صورت مین کہ مدعی کا دعوے میعاد مین ہی۔ میری یہہ رائے ہے کہ اپیل منظور کیا جانا چاہئے اور مقدمہ واقعات پر فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا جانا چاہئے۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا ۔

بینرجی صاحب جسٹس :- میری بہی یہی رائے ہی ذی علم وکیل رسپانڈنٹ نے مقدمہ حال کو مقدمہ جگوبندہو متر بنام پرنانند گوسامی (۲) سی ممیز کرنیکی کوشش اسطرح پر کی ہی کہ درصورتیکہ مقدمہ مذکور مین جائداد متنازعہ کا قبضہ مزارعان کو حاصل تہا اور اُسکا قبضہ خریدار نیلام کیطرف سے صرف زیر دفعہ ۳۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی حاصل کیا جا سکتا تہا تاہم جائداد متنازعہ صورت حال مین خود مدیون ڈگری کے قبضہ واقعی مین ہتی۔ چنانچہ اُسکا قبضہ خریدار نیلام کیطرف سے زیر دفعہ ۳۱۸ مجموعہ مذکور حاصل کیا جانا چاہئے تہا نہ کہ زیر دفعہ ۳۱۹۔ اور چونکہ مدعی خریدار نیلام نے بروئے دفعہ اوّل الذکر کے قبضہ لینے کی کوشش نکی تہی جیسا کہ اُسکو کرنا چاہئے تہا اسلئے وہ قبضہ علامتی جو اُسے زیر دفعہ ۳۱۹ عطا کیا گیا تہا کالعدم متصور کیا جانا چاہئے اور وہ اُسکو جدید بنائے دعوے اسوجہ سی عطا نہیں کرتا کہ مدیون ڈگری کا قبضہ جاری رہا تہا جہانتک کہ قانون میعاد کا تعلق ہے لیکن بحوالہ مقدمہ جگوبندہو متر بنام پرنانند گوسامی (۲) کے مین یہہ قرار دیتا ہون کہ نہ تو اُن فاضل ججان نے جنہون نے مقدمہ اجلاس کامل کو فیصل کیا تہا درستی فیصلہ مقدمہ کرشنا لال دت بنام رادہا کرشن سرکہل (۳) کی نسبت شک کیا تہا اور نہ اُن فاضل ججان نے جو اجلاس کامل مین اجلاس فرما تہے اپنے فیصلہ مین اُس تمیز پر چندان زور دیا تہا جسپر ذی علم وکیل رسپانڈنٹ نے انحصار کیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۱۸
(۲) " " " ۱۹ " ۵۲۰
(۳) " " " ۱۰ " ۴۰۲

سنہ ۱۹۰۵ء
ہری موہن شاہ
بنام
بابو لال

درستی فیصلۂ مقدمہ کرشنا لال دت بنام رادھا کرشن سرکہل (۱) کی نسبت حکم استصوابی مین شک ظاہر کیا گیا تہا اور فیصلہ اجلاس کامل کی رو سے ججان استصواب کنندہ کی رائے تسلیم کیگئی ہے جیسا کہ فقرہ ذیل سے ظاہر ہوگا:۔
"وہ مقدمہ جسکا ذکر اُس ڈویژن بنچ نے کیا ہے جسنے سوال ہذا کا استصواب اجلاس کامل سے کیا ہے یعنے مقدمہ کرشنا لال دت بنام رادھا کرشن سرکہل (۱) بلا حوالہ پہلے مقدمہ اجلاس کامل کے فیصل کیا گیا تہا جسکی اطلاع بظاہر فاضل ججان کو نہ دیگئی تہی۔" مزید برآں مقدمہ لوکیسر کور بنام پرگن رائے (۲) وساما مرن چیٹرجی بنام مادہب چندر مکرجی (۳) مین جن ہر دو مقدمات مین ڈگریدار نے اُس جائداد کا علامتی قبضہ حاصل کیا تہا جسکا کہ قبضہ واقعی مدیون ڈگری کو حاصل تہا۔ اور اسلئے جسکا واقعی قبضہ ڈگریدار حاصل کر سکتا تہا باوجود امر مذکور کے یہہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ باضابطہ قبضہ جو ڈگریدار کو عطا کیا گیا تہا کافی قبضہ بخلاف مدیون ڈگری کے ہے بنسبت مقدمہ لکہمن بنام مور (۴) کے جسپر رسپانڈنٹ کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے یہہ کہنا کافی ہے کہ اُسمین سوال حال کا فیصلہ نہین کیا گیا۔ ٹیلنگ صاحب جسٹس نے اپنے فیصلہ کے انجام پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ بباعث کئی ایک وجوہات کے اُس سوال پر فیصل کرنا ضروری نہتا جو اب اُٹہایا گیا ہے۔ میری رائے مین سندات کا موازنہ صحیح طور پر بحق اُس رائے کے ہے جسکی نسبت ذی علم وکیل اپیلانٹ نے عذر کیا ہے اور میری رائے مین بہی موازنہ بحق اُسی رائے کے ہے۔ کیونکہ گو واقعی قبضہ خریدار نیلام کیطرف سے صورت حال مین حاصل کیا جا سکتا تہا تاہم چونکہ اُسنے قبضہ کسی نہ کسی صورت مین بوساطت عہدہ دار عدالت کے حاصل کیا تہا اور چونکہ مدیون ڈگری ان کارروائیات مین ایک فریق تہا اور وہ ایک فریق متصور کیا جانا چاہئے جو حصول قبضہ کے متعلق کیگئی تہیں اسلئے مدیون ڈگری یہہ کہنے کا مجاز نہیں ہے کہ کل کارروائی کالعدم کیجانی چاہئے اور کہ خریدار نیلام بطور ایک ایسے شخص کے متصور کیا جانا چاہئے جسنے کبہی کوئی قبضہ حاصل نہین کیا اگر بعد اُس تاریخ کے جبکہ قبضہ علامتی خریدار نیلام کو عطا کیا گیا تہا مدیون ڈگری نے اپنا قبضہ جاری رکہا تہا تو اُسکا قبضہ اُس تاریخ سے ایک مداخلت بیجا کنندہ کا قبضہ ہوگیا تہا اور

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۲
(۲) " " " " ۷ " ۴۱۸
(۳) " " " " ۱۱ " ۹۳
(۴) " " " " ۱۶ " ۷۲۲

۱۸۹۷ء
ہری موہن شاہ
بنام
بابو لالی

خریدار نیلام کو ایک جدید بنائے دعویٰ حاصل ہوا تھا اور وہ نالش جو اُسکی بنا پر کیجاوے تابع دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کی ہے اور عرصہ میعاد تاریخ حوالگی قبضہ علامتی سے شمار کیا جانا چاہئیے پس نالش ہذا بالکل میں المیعاد ہے +

اپیل منظور کیا گیا معہ خرچہ واپس بھیجا گیا +

باجلاس سر فرنسیس ولیم میکلین صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جج

۲ اپریل ۱۸۹۶ء

کشوری موہن رائے چودھری وغیرہ (مدعیان) بنام نندکمار گھوسل وغیرہ (مدعا علیہم) بنا۔

مالک اراضی و مزارعہ۔ نوٹس بیدخلی۔ نالش بیدخلی۔ مزارعت جسکے رو سے سالانہ لگان محفوظ کیا گیا ہو۔ کس نوٹس کی مستحق وہ رعیت ہے جو سالانہ مزارعت پر قابض ہو +

اُس مزارعت میں جو برو نے ایک قبولیت کے معہ محفوظی لگان سالانہ کی بید آگئی ہو مزارعہ چھ ماہ کے نوٹس کا مستحق ہے جو سال مزارعت کے انجام پر ختم ہو قبل اسکے کہ وہ بیدخل کیا جا سکے +

اپیل ہذا اُس نالش میں سے پیدا ہوا ہے جو مدعیان نے واسطے حاصل کرنے قبضہ خاص اراضی کی بذریعہ گرائے جانے کچا پشتہ اور ایک گھاٹ کے جو مدعا علیہم نے بلا رضامندی و اجازت مدعیان کے تعمیر کئے تھے دائر کی تھی۔ مدعیان کا بیان یہ تھا کہ مدعا علیہم کے جانشین باسبق نے اراضی مذکور کا پٹہ نسبت بذریعہ عطا کرنے ایک رجسٹری شدہ قبولیت کے ۱۴ ماہ پوس سنہ ۱۲۹۳ کو حاصل کیا تھا۔ اور کہ بعد اسکی وفات کے مدعا علیہم اراضی مذکور پر بطور کرسا رعیتان یا مزارعان اختیاری کے قابض ہیں اور کہ مدعا علیہم نے بلا علم و رضامندی مدعیان کے اراضی مذکور پر پختہ تعمیرات کی ہیں اور اسطرح پر اُسکی حیثیت کو تبدیل کر دیا ہے اور وہ ذمہ وار بیدخلی کے ہو گئے ہیں اور کہ ایک نوٹس کی تعمیل ماہ جیٹھ گذشتہ میں بدین [illegible] کیگئی تھی کہ مدعا علیہم پشتہ اور گھاٹ کو گرا دیں اور اراضی کا قبضہ ماہ اساڑھ گذشتہ میں حوالہ کر دیں اور چونکہ وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے ہیں اسلئے نالش حال رجوع کیگئی ہے۔ مدعا علیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا ہے کہ کوئی رشتہ مالک و مزارعہ موجود نہیں ہے اور کہ کوئی کافی نوٹس نہیں دیا گیا اور کہ پشتہ اور گھاٹ مذکور کھلے طور پر مدعیان کے علم سے بنائے گئے ہیں اسلئے نالش ناکامیاب رہنی چاہئیے

نمبر ۱۰۔ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۹۹۵ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ایچ جے ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ جج ڈھاکہ مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء مشعر تنسیخ ڈگری بی این بنرجی صاحب ایڈیشنل سب جج ضلع مذکور مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء

سنہ ۱۸۹۷ء
کشوری موہن رائے
بنام
کمار گھوسل

عدالت اول نے ایک ڈگری بحق مدعیان صادر کی ۔ بر طبق اپیل کے فاضل جج ضلع نے نالش کو یہہ قرار دیکر خارج کیا کہ نوٹس بیدخلی کافی نہتا اور کہ مدعیان نے مدعا علیہم کو عمارات پختہ تک کے تعمیر کرنیکی اجازت دی تہی اور اُنہیں اُنہوں نے کوئی عذر نکیا تہا اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا +

مسٹر سی ۔ پی ۔ ہل و بابو نسبت کمار بوس و بابو جوگند راچندر گھوس منجانب اپیلانٹان +

مسٹر وڈراف و بابو ہری موہن چکربتی منجانب رسپانڈنٹان +

مسٹر ہل :۔ کوئی حکم دربارہ نوٹس کے سوائے اُسکے موجود نہین ہی جو کہ بروئے دفعہ ۱۰۶ ۔ ایکٹ انتقال جائیداد کے دیا گیا ہے جہانکہ کوئی معاہدہ موجود نہو وہان کوئی حکم دربارہ نوٹس کے موجود نہیں ۔ مقدمہ ہذا دفعہ ۱۰۶ ۔ ایکٹ انتقال جائیداد کی ذیل مین نہیں آتا ۔ نوٹس ایک مناسب نوٹس ہونا چاہئے ملاحظہ مقدمہ مادہاگوبند کور بنام رکہل داس مکرجی (۱) سوال یہہ ہی کہ آیا اغراض کاروبار دوکانداری کیلئے دو ماہ کا نوٹس ایک مناسب نوٹس ہے ۔ مین استدعا کرتا ہوں کہ وہ مناسب ہے ۔ چونکہ مدعا علیہم نے مالک اراضی کے استحقاق سے انکار کیا ہے اسلئے مقدمہ ہذا مین کوئی سوال دربارہ کافی ہونے نوٹس کے پیدا نہیں ہوتا ۔ یہہ ایک سوال ضبطی نہیں ہے بلکہ سوال یہہ ہے کہ آیا نوٹس کے ثابت کئے جانے کی ضرورت رفع ہوگئی ہے جسکا ثابت کرنا بصورت دیگر مدعیان پر لازم تہا ۔ ایسی صورتوں مین مدعی کیواسطے تعمیل نوٹس کا ثابت کرنا ضروری نہیں ہی ملاحظہ ہو بابا بنام وشوناتہ جوشی (۲) گوپال راؤ گنیش بنام کشور کالیداس (۳) +

مسٹر وڈراف منجانب رسپانڈنٹ :۔ مقدمہ ہذا دفعہ ۱۰۶ ۔ ایکٹ انتقال جائیداد کی ذیل مین نہیں آتا رسپانڈنٹان چہہ ماہ کے نوٹس بیدخلی کے مستحق ہین جو سال کے انجام پر ختم ہونا چاہئے ملاحظہ ہو مقدمہ راجندر وناتہ لکہوپا [illegible] بنام بابا سید رحمن (۴) +

مسٹر سی ۔ پی ۔ ہل نے اسکا جوابدیا +

ہائیکورٹ (میکلین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) نے فیصلجات ذیل صادر کئے :۔

میکلین صاحب چیف جسٹس :۔ دو یا تین امور پر اپیل ہذا مین بحث کیگئی ہے لیکن اصلی سوال یہہ ہی کہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۸۲ (۸۹)
(۲) " " بمبئی " ۸ " ۲۲۸
(۳) " " " " ۹ " ۵۲۷
(۴) " " کلکتہ " " ۲۴ ۱ ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱۲۹

کستوری موہن رائے بنام کمار گھوسل

آیا مدعیان مدعاعلیہم کو اُس اراضی سے بیدخل کرنیکے مستحق ہین جو اُنکے قبضہ مین ہے۔ وہ ایک قبولیت متذکرہ صفحات ۲۵ و ۲۶ پیپربک کے ہی۔ سوال مذکور اس امر پر مبنی ہے کہ آیا مناسب نوٹس بیدخلی مدعیان کیطرف سے مدعاعلیہم کو دیا گیا تہا۔ وہ سوال جسکا کہ ہمنے فیصلہ کرنا ہے اور جسکا فیصلہ کرنا ہم چاہتے ہین یہہ ہے کہ آیا نوٹس ایک بہتر اور کافی نوٹس تہا جس سے مدعیان جائداد زیر بحث کا قبضہ مدعاعلیہم سے حاصل کرنیکے مستحق ہو جاتے تہے۔ مین مناسب نہیں سمجہتا کہ واقعات مقدمہ کو پہر بیان کیا جاوے جو نہایت مفصل طور پر فیصلہ عدالت ماتحت مین بیان کئے گئے ہین اور نہ اُنکا بیان کرنا اسوجہ سے ضروری ہے کہ امر زیر بحث ایک نہایت مختصر امر ہے پٹہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہم اس جائداد کے پٹہ داران ہوئے تہے اور اُنپر لازم تہا کہ مبلغ ؏صہ سالانہ لگان چار اقساط مین ادا کرین اور اُسکا سالانہ داخلہ حاصل کرین +

سوال اول یہہ ہے کہ اُس مزارعت کی نوعیت کیا تہی جو بروے دستاویز مذکور کے پیدا کیگئی تہی۔ میری رائے مین وہ ایک مزارعت واسطے محفوظ کرنے سالانہ لگان کے تہی۔ ہم اس امر کا فیصلہ نہیں کرتے کہ آیا مزارعت دوامی تہی یا نہیں ہمنے اسبات کا ذکر اسوجہ سے کیا ہے کہ ظاہر یہہ کیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ بعد مین ایک سوال متعلق بامر مذکور پیدا ہو اور اُسکی نسبت تنازعہ کیا جاوے۔ پس مزارعت حال کو ایک مزارعت بحفوظیت لگان سالانہ متصور کرکے بالفاظ دیگر ایک مزارعت سالانہ لیکن لفظ مذکور کا استعمال اس غرض سے نہیں کیا گیا کہ بعد مین یہہ سوال پیدا ہو سکے کہ آیا وہ دوامی مزارعت ہے یا نہیں متصور کرکے سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا نوٹس بیدخلی ایک بہتر اور کافی نوٹس تہا +

مدعاعلیہم یہہ عذر کرتے ہین کہ وہ چہہ ماہ کے نوٹس کے مستحق تہے مسلمہ طور پر صورت حال مین چہہ ماہ کا نوٹس نہ دیا گیا تہا +

اس سوال پر غور کرنے مین مسٹر رل و مسٹر وڈراف دونو نے اس امر مین اتفاق کیا ہے کہ دفعہ ۱۰۶ ایکٹ انتقال جائداد مقدمہ حال سے کوئی علاقہ نہیں رکہتی پس اسصورت مین کونسا نوٹس اس قسم کی مزارعت مین ضروری ہے جو مزارعہ کو قبل بیدخل کئے جانیکے دیا جانا چاہئے؟۔ مسٹر رل نے یہہ عذر کیا ہے کہ مطابق قانون انگلستان کے ایسی مزارعت کی صورت مین چہہ ماہ کا نوٹس دیا جانا ضروری ہے جو سال مزارعت کے انجام پر ختم ہو بظاہر کوئی بلا واسطہ سند اس امر کے متعلق عدالت ہائے ہندوستان کی موجود نہیں گو مسٹر وڈراف نے مقدمہ راجندر و ناتہ مکہو دہیا

سنہ ۱۸۹۶
کشوری موہن رائے
بنام
کمار گہوسل

بنام بابا سید رحمن (۱) پر انحصار کیا ہے لیکن جیسا کہ مسٹر پل نے ظاہر کیا ہے مقدمہ مذکور دراصل مقدمہ حال پر حاوی نہیں۔ اُسمین صرف یہہ قرار دیا گیا ہے کہ بہ ایک شیت جسکی مزارعت صرف بہ شرط ایک مناسب نوٹس بیدخلی کے ہو سکتی ہو جو سال کے انجام پر ختم ہو اس امر کا دعوی کر سکتا ہے کہ ایک نالش بیدخلی جو اُسکے برخلاف اُسکے مالک اراضی نے دائر کی ہے اسوجہ پر خارج کیجاوے کہ اُسنے کوئی ایسا نوٹس حاصل نہیں کیا"۔ چونکہ کوئی رسند کسکے برخلاف اس ملک مین موجود نہیں ہے اسلئے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے اور نہ ہمارے روبرو کوئی وجہ ظاہر کیگئی ہے کہ کیوں قاعدہ قانون انگلستان ایسی مزارعت سے متعلق نکیا جانا چاہئیے جیسی کہ مزارعت حال ہے اور ہماری یہہ رائے ہے کہ چہہ ماہ کا نوٹس جو سال مزارعت کے انجام پر ختم ہو ایک ایسا نوٹس ہے جسکا مستحق مزارعہ ایک حال جیسی صورت مین ہے۔ گو مقدمہ ہذا دفعہ ۱۰۶ ایکٹ انتقال جایداد کی ذیل مین نہیں آتا تاہم ہماری رائے مطابق اصول مندرجہ دفعہ مذکور کے ہے جو دربارہ اُن مزارعتہا کے ہے جسمین سالانہ لگان محفوظ کیا گیا ہو ✦

چونکہ صورت حال مین چہہ ماہ کا نوٹس نہ دیا گیا تہا اسلئے نالش ناکامیاب رہتی ہے ✦

جیسا کہ ہمنے دوران بحث مین ظاہر کیا ہے ہماری یہہ رائے نہیں ہے کہ ہمین اپیلانٹ کو یہہ اجازت دینی چاہئیے کہ اُس سوال کو اُٹہاوے جو کسی عدالت ماتحت مین اُٹہایا نہین گیا جو یہہ ہے کہ چونکہ مدعا علیہم نے مدعیان کے استحقاق سے انکار کیا تہا داگر دراصل اُنہون نے جوابدعوے تحریری مین اُس سے انکار کیا تہا جسکو کہ مسٹر ڈونسان نے تسلیم نہین کیا) اسلئے مدعیان پر لازم تہا کہ نوٹس بیدخلی کو ثابت کرتے۔ وہ سوال اب ہمارے روبرو پیش نہیں ہے ✦

ایک اور امر (جو ضمنی امر ہے) باقی ہے اور وہ یہہ ہے :- اپیلانٹ کیطرف سے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ مدعیان اب یہہ قبضہ حاصل کرنیکے مستحق ہین اسوجہ سے کہ مدعا علیہم نے بلا رضامندی پٹہ دہندگان کے بعض تعمیرات مستقل قسم کی اراضی پر بنائی ہین اور اُسنے اپنی تائید مین ضمن ب دفعہ ۱۰۸ ایکٹ انتقال جایداد کا حوالہ دیا ہے لیکن جیسا کہ مسٹر ڈونسان نے ظاہر کیا ہے دفعہ مذکور صرف اسصورت مین متعلق ہوتی ہے جب کوئی معاہدہ اُسکے خلاف موجود نہو لیکن اگر یہہ درست نہی ہو برخلاف قرارداد عدالت اپیل ماتحت کے مدعیان نے تعمیرات مذکور کے کئے جانیمین رضامندی ظاہر کی تہی۔ میری یہہ رائے نہیں کہ عذر مذکور کامیابی سے اُٹہایا جاسکتا ہے اُسکی استدعا ہمارے روبرو نہایت کمزور طور پر کیگئی ہے۔ اس امر کے متعلق یہہ ذکر کیا جاسکتا ہے کہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۶

سنہ ۱۸۹۰ء
کنوری موہن دئے
بنام
کمار گھوسل

پٹہ مین کوئی شرط قبضہ کے ضبط کرنیکی بصورت انفساخ کسی شرط مندرجہ پٹہ کے درج نہین ہی +

اِن وجوہات پر میری یہہ رائے ہی کہ اپیل نالش کامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیے +

بنیرجی صاحب جسٹس:- میری بہی یہہ رائے ہی کہ اپیل ہذا اور مدعی کی نالش خارج کیجانی چاہئیے محض اسوجہ پہ کہ کوئی نوٹس بیدخلی جو بہر حال ضروری تہا نہیں دیا گیا - مزارعت بروے قبولیت یعنے معاہدہ صریح کے پیدا کیگئی ہتی اور یہہ امر فریقین کیطرف سے تسلیم کیا گیا تہا کہ مقدمہ دفعہ ۱۰۶ - ایکٹ انتقال جائیداد کی ذیل مین نہیں آتا - قیاس مذکور پہ عمل کرکے اور بلا فیصل کرنے اس امر کے جسکا فیصل کرنا ضروری ہے کہ درست نوعیت مزارعت کی کیا ہے میری رائے مین کم ازکم یہہ قرار دیا جانا چاہئیے کہ مزارعت واسطے محفوظ کرنے سالانہ لگان کے ہتی اور سال مزارعت ۱۴ ماہ پوس سمت ۱۲۹۴ سے شروع ہوا تہا +

یہہ فرض کرکے کہ مزارعت صرف بروے نوٹس بیدخلی کے ختم ہوسکتی ہتی سوال یہہ پیدا ہوتا ہی کہ نوٹس کی نوعیت کیا ہونی چاہئیے ہتی اور میری یہہ رائے ہے کہ نوٹس ایسی صورت مین کم ازکم چہہ ماہ کا نوٹس ہونا چاہئیے تہا جو سال مزارعت کے انجام پر ختم ہوتا - گو مقدمہ دفعہ ۱۰۶ مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہولی تاہم اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ واضعان قانون نے اس ملک مین یہہ مناسب نہین سمجہا کہ اس قاعدہ قانون انگلستان سے اختلاف کیا جاوے کہ سالانہ مزارعت صرف چہہ ماہ کے نوٹس سے ختم ہوسکتی ہی ہر مزید برآن وہ قاعدہ جسکے روسے یہہ ضروری ہے کہ ایک مزارعت قابل اختتام سالانہ کے ختم کرنیکے واسطے ایک ایسا نوٹس دیا جانا چاہئیے جو سال مزارعت کے ساتہہ ہی ختم ہو ایک ایسا قاعدہ ہے جو نہایت بہتر وجہ پہ مبنی ہے - اُسکے روسے تنازعہ دربارہ تقسیم لگان رفع کیا گیا ہے +

اِن وجوہات پر میری یہہ رائے ہے کہ نوٹس مذکور اگر مزارعت بروے نوٹس بیدخلی کے ختم ہونے کے قابل ہو، چہہ ماہ کا نوٹس ہونا چاہئیے جو سال مزارعت کے انجام پر ختم ہو +

چونکہ صورت حال مین نوٹس سے یہہ شرط پوری نہین کیگئی اسلئے میری یہہ رائے ہے کہ نالش درست طور پر خارج کیگئی ہے +

اپیل خارج کیا گیا +

۱۸۹۵ء
۱۵ و ۲۱ و ۲۲ مارچ

اجلاس کامل

باجلاس سر فرانسس ولیم میکلین صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پگٹ صاحب و کلنی صاحب و مسٹر جسٹس میکفرسن صاحب و مسٹر جسٹس ٹریولین صاحب و مسٹر جسٹس بنرجی صاحب

جگو دیشری دیبیا (مدعا علیہا عدا) **بنام** کیلاش چندر لاہری وغیرہ (مدعیان)[*]

تقسیم۔ ایکٹ تقسیم جائداد ہائے (بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۶ء) تقسیم جائداد ہائے مال۔ عدالت دیوانی کا اختیار سماعت۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۶۵ و ۳۹۶۔ حکم مشعر تقرر کمیشن بغرض عملدرآمد تقسیم کے بعد ڈگری ابتدائی کے۔ اپیل حکم درمیانی حکم مذکور کی ناراضی سے اپیل نکرنیکا اثر۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴۔

دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک نالش تقسیم جائداد مال سے متعلق نہیں ہوتی جبکہ کسی جداگانہ تقسیم مالگذاری کی استدعا نکیگئی ہو۔ اسلئے عدالت دیوانی کو ایسے مقدمہ مین تقسیم کی ڈگری صادر کرنیکا اختیار حاصل ہے اور ایک نالش قبضہ بعد تقسیم ایک حصہ جائداد غیر منقسمہ کے جس حصہ مین کہ مدعی کو حق حاصل ہو ایک عدالت دیوانی مین چل سکتی ہے اگر کسی تقسیم مالگذاری کی استدعا نکیگئی ہو۔

دیبی سنگھ بنام شیو لال سنگھ (۱) پسند کیا گیا اور اسکی پیروی کیگئی۔ مہربان دوٹ بنام بہاری لال بارک (۲) منسوخ کیا گیا نیز تجویز ہوئی درآں حالیکہ صاحب میکفرسن صاحب جج و ٹریولین صاحب و بنرجی صاحب جسٹسان مخالف تھے کہ وہ حکم جو ایک نالش تقسیم مین ابتدائی ڈگری کے بعد صادر کیا گیا ہو جسکی رو سے ایک کمیشن واسطے عملدرآمد تقسیم کے مقرر کیا گیا ہو ایک حکم بکار روائیات اجراء نہیں ہے اسلئے اسکی ناراضی سے زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک درمیانی حکم ہے جسکی رو سے نالش بلا قطعی فیصل کئے جانیکے ملتوی رکھی گئی ہے اور اپیلانٹ اسکے متعلق ایک اپیل بنا راضی قطعی ڈگری مین عذر کر سکتا ہے۔

مقدمہ ہذا کا استصواب اجلاس کامل سے میکفرسن صاحب و بل صاحب جسٹسان نے بالفاظ ذیل کیا تھا۔

یہ نالش ہذا جو سنہ ۱۸۸۱ء سے شروع ہے کئی موقعوں پر بطریق اپیل کے صاحب جج ضلع کے روبرو پیش ہوئی ہے۔ اسکے فریقین ایک جائداد مال کے مالکان ہین جسکے مواضعات مختلف مالکان کے مابین تقسیم کئے گئے ہیں

[*] ہذا استصواب اجلاس کامل بمقدمہ اپیل بنا راضی ڈگری اپیل نمبر ۲۴۲ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری صادرہ جے آلیف بریٹ بیہی صاحب ڈسٹرکٹ جج پٹنہ و بوگرا مورخہ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء مشعر ترمیم ڈگری بابو کرشن چندر داس سب آرڈینیٹ جج ضلع مذکور مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۳

(۲) " " " ۲۲ " ۶۷۹

سنہ ۱۸۹۲ء
مگو دلہیری دیبا
بنام
کیلاش چندر لاہری

لیکن جسکی مالگذاری ایک مشترکہ طور پر علیحدہ کیجاتی ہے - نالش واسطے تقسیم اراضی آٹھہ مواضعات کے ہی جسمین مدعی
اور مدعا علیہم مطابق اُن حصص کے مشترک حق رکہتے ہین جو ضمیمہ منسلکہ عرضیدعوی مین خاص کیگئی ہین -
دیگر مواضعات کے مالکان جنکا کوئی حق آٹہہ مواضعات مذکورہ مین نہین ہے فریق نالش نہین بنائے گئے -
نالش کی غرض یہہ ہے کہ کل جائداد اصلی جداگانہ جائداد ملے مین تقسیم کیجائے اور نہ کوئی تقسیم مالگذاری
کی کیجاوے بلکہ آٹہہ مواضعات کی اراضی اُن اشخاص کے مابین تقسیم کیجاوے جنکو مشترک حق اُسمین حاصل ہے +
۲ - جملہ مدعا علیہم نے سوائے مدعا علیہم ۱۱ و ۱۲ کے جنکو ہم مخالف فریق کے نام سے موسوم کرینگے تقسیم مین رضامندی
ظاہر کی تہی مدعا علیہ ۱۲ کی نسبت بہی جو مدعا علیہا ۱۱ کا شوہر ہے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مخالفت کرتا ہے
لیکن قرار یہہ دیا گیا ہے کہ اُسکو جائداد متنازعہ مین کوئی حق حاصل نہین اور اُسکا نام منجملہ فریق مرحلہ جات
مقدمہ مین اپیلانٹان مین شامل نہیں +
۳ - مخالف مدعا علیہم نے اولاً یہہ عذر کیا کہ عدالت دیوانی کو تقسیم مندعویہ کے کرنیکا کوئی اختیار حاصل نہین
اور کہ مدعی نے کسی خاص جلکر واقعہ مواضعات مذکور کی تقسیم کا دعوی نہین کیا - ۸ دسمبر ۱۸۸۹ء کو سبارڈینٹ
جج نے عذرات مذکور کو منسوخ کر کے ایک ڈگری صادر کی جسکے رو سے تقسیم مندعویہ کی ہدایت کیگئی - مخالف
مدعا علیہم نے اپیل کیا - لیکن ڈگری مذکور کو صاحب جج ضلع نے ۵ جون ۱۸۹۰ء کو بحال رکہا - ازان بعد
ایک امین عدالت نے بروئے حکم عدالت کے تقسیم کر دی - اُن عذرات مین سے ایک جو انکی تقسیم کے
متعلق کئے گئے تہے ایک عذر یہہ تہا کہ بعض ایسی اراضی تقسیم مین شامل کیگئی ہے جو دیگر حصہ داران کے
قبضہ مین تہی - عذر مذکور ماہ نومبر ۱۸۹۱ء مین نامنظور کیا گیا تہا اور ۱ مئی ۱۸۹۲ء کو سبارڈینٹ
جج نے ایک ڈگری مشعر بحالی تقسیم صادر کی +
۴ - مخالف مدعا علیہم نے اپیل اور انکا ایک عذر بظاہر اُس عذر سے علاقہ رکہتا تہا جو امین کی رپورٹ
کے متعلق کیا گیا تہا گو مفصل احوال معلوم نہیں ہوتا - عذر مذکور یہہ تہا کہ بعض اراضی جو حد و پیمائش
تہید بستی کے اندر ہے جو کہ از مواضعات زیر تقسیم تہا بہت عرصہ سے قطعی قبضہ مدعا علیہا ۱۱
اور دیگر مالکان مواضعات متصلہ مین تہی جو زیر تقسیم نہ تہی - صاحب جج نے یہہ قرار دیا کہ کوئی ایسی
شہادت موجود نہیں ہے جسکے رو سے یہہ کہا جا سکے کہ آیا عذر مذکور بہتر بنا پر مبنی ہے یا نہیں

سنہ ۱۸۹۷ء
جگو دیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

یہہ ہدایت کی کہ اراضی متنازعہ مذکور بعد معلوم کئے جانے اُسکے رقبہ اور حدود کے باقی اراضی پر زمینداری سے جدا کیجانی چاہیئے اور کہ اُسکا ایک جزو ہر ایک شریک بٹے ہر ایک کے مطابق اُسکے استحقاق مندرجہ موضع مذکور کے عطا کیا جانا چاہیئے۔ یہہ امر اُسنے اسوجہ سے کیا تہا کہ کوئی نقصان اُن حصہ داران کو نہ پہنچے جنکو کہ بہت سا حصہ اراضی مذکور کا عطا کیا گیا ہے درصورتیکہ بعد مین وہ اراضی ایک جزو موضع تاہٹ ثابت ہو اُسنے ساتہہ ہی یہہ ہدایت کی کہ تحقیقات کا خرچ مدعا علیہا جگو دیشری سے ادا کیا جانا چاہیئے۔ ایک نگرانی تقسیم مذکور کا حکم بہی کسی اور وجہ سے دیا گیا تہا جسکا بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ حکم مذکور ۲ اگست ۱۸۹۳ء کو صادر ہوا تہا ✦

۳۰ جنوری ۱۸۹۶ء کو سبارڈینیٹ جج نے بعد منسوخ کرنے تقسیم کے ایک قطعی ڈگری صادر کی اُسنے بیان کیا ہے کہ چونکہ جگو دیشری نے خرچہ تحقیقات حسب ہدایت داخل نہیں کیا اسلئے وہ حکم واپسی کا جزو محولہ بالا کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ اور اُسنے مسماۃ مذکور کے اس عذر کو نامنظور کیا کہ اراضی تاہٹ تقسیم میں شامل کیگئی ہے کیونکہ اُسنے اُسکی تائید مین کوئی شہادت پیش نکی تہی۔ اسلئے معاملہ مذکور پہلے کیطرح ہو گیا تہا ✦

برمخالف مدعا علیہم نمبر ۱ عدالت ضلع مین اپیل کیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ تقسیم خفیف سی تبدیل کیگئی تہی۔ اُنہوں نے اب بنا راضی ڈگری عدالت اپیل اپیل کیا ہے لیکن عدالت اپیل کے آخری فیصلہ مین کوئی حوالہ اُن سوالات کا نہین دیا گیا جو اُٹہائے گئے تہے ✦

یہہ سوالات مذکور تعداد مین تین ہین اوّلاً یہہ کہ بموجب احکام دفعہ ۲۶۵ کے جبکہ وہ دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ساتہہ ملا کر پڑہی جائے عدالت کو کوئی اختیار اراضی مال کی تقسیم کا حاصل تہا اور کہ تقسیم کلکٹر سے کیجانی چاہیئے۔ ثانیاً یہہ کہ تقسیم ناکمل ہے کیونکہ عذر قبل صادر کئے جانے ابتدائی ڈگری کے کیا گیا تہا غیر منقسمہ چہوڑا گیا ہے بحث یہہ کیگئی ہے کہ اگر وہ تقسیم کیجاتی تو وہ کلیتاً بیکے از حصہ داران کو عطا کیجاتی اور دوسرے حصہ داران کو کسی اور طرح پر معاوضہ دیا جاتا۔ ثالثاً یہہ کہ تقسیم ناقص ہے کیونکہ تقسیم صرف اُس اراضی کی کیجا سکتی ہے جسکا واقعی یا تعبیری قبضہ فریقین کو حاصل ہے اور موضع تاہٹ کی اراضی متنازعہ شامل کیجانی چاہیئے تہی۔ مرسپانڈنٹان نے

۱۸۹۷ع
جگدیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

بیان کیا ہے کہ وہ خرچہ تحقیقات کے حسب ہدایت ادا کرنیکے مجاز نہتے کیونکہ اُسنے کل حکم صاحب جج کی نسبت بحوالہ اراضی متدعویہ بطور جزو موضعہ تابع کے عذر کیا تہا +

دسوال اوّل پر مخالف فیصلجات عدالت ہذا موجود ہین جکے رو سے ہماری رائے مین استصواب از اجلاس کامل ضروری ہو جاتا ہے مقدمہ دیبی سنگہ بنام شیو لال سنگہ (۱) مین پیتہرم صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس نے قرار دیا ہے کہ عدالت دیوانی اراضی مال کو تقسیم کرسکتی ہے لیکن وہ مالگذاری کی تقسیم نہیں کرسکتی بالفاظ دیگر وہ کل جائداد کو چند جائداد ہائے قابل ادائگی مالگذاری مین تقسیم نہین کرسکتی لیکن وہ جائداد کی اراضی کو تقسیم کرسکتی ہے۔ مگر شرط یہہ ہے کہ کوئی تقسیم مالگذاری کی نکیجائے اور کہ کل اراضی جو حقیت مذکور مین شامل ہو پہلے کیطرح کل مالگذاری کی ذمہ وار رہتی ہے یہی تعبیر دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی اُن مقدمات سے متعلق قرار دیگئی تہی جنمین کامل تقسیم اراضی و مالگذاری کی استدعا کیگئی تہی +

مقدمہ جہربان راوٹ بنام بہاری لال بارک (۲) مین مٹرولین صاحب و بیورلی صاحب جسٹسان نے قرار دیا ہے کہ زیر دفعہ ۲۶۵ مجموعہ مذکور عدالت دیوانی ایک جائداد ادائگی مالگذاری کی اراضی کو تقسیم نہین کرسکتی خواہ کسی تقسیم مالگذاری کی استدعا مانگیگئی ہو۔ ہماری رائے مین بلا شبہہ طور پر فیصلۂ مذکور کا منشا یہی تہا۔ یہہ امر صحیح ہے کہ کسی تقسیم مالگذاری کی استدعا مقدمہ مذکور مین نکیگئی تہی اور جہانتک کہ اُس کا علاقہ اطلاق دفعہ ۲۶۵ کے ساتہہ ہے یہہ امر غیر ضروری سمجہا گیا تہا کہ آیا اُسکی استدعا کیگئی تہی یا نہیں کیونکہ ہر ایک صورت مین خیال یہہ کیا گیا تہا کہ عدالت دیوانی تقسیم نہیں کرسکتی۔ یہہ سچ ہے کہ فاضل ججان نے فیصلہ مقدمہ دیبی سنگہ بنام شیو لال سنگہ (۱) سے تمیز کی تہی لیکن اُس سے اختلاف نہ کیا تہا۔ لیکن نہایت احترام کے ساتہہ ہم کوئی تمیز اصول فیصلہ مذکور مین نہیں دیکہتے گو واقعات مقدمہ مین کوئی تمیز موجود ہو۔ یہہ امر صحیح ہے کہ مقدمہ دیبی سنگہ بنام شیو لال سنگہ (۱) کا فیصلہ تعبیر دفعہ مذکور دربارہ اختیار عدالت دیوانی متعلق بہ تقسیم جائداد مال پر کیا گیا تہا جبکہ کسی جداگانہ تقسیم اراضی کا دعوےٰ نکیا گیا تہا۔ اس امر واقعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ ایک جزو اراضی زیر تقسیم کا قبضہ بطور حقیت مقرری کے حاصل تہا اور اگر اُسکا حوالہ دیا جاتا تو اُسکے رو سے تقسیم اراضی قابل ادائے

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۳
(۲) " " " " ۲۳ " ۶۷۹

مالگذاری زیادہ تر قابل پذیرائی ہوتی اگر دفعہ ۲۶۵ متعلق کیجاتی - ہماری راے مین ہر دو مقدمات مذکور مین تعبیر دفعہ ۲۶۵ کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے +

(۱) استدعا یہہ کیگئی تھی کہ چونکہ اپیلانٹان نے ڈگری تقسیم ابتدائی کی ناراضی سے اپیل نہیں کیا جب یہہ قرار دیا گیا تھا کہ عدالت دیوانی تقسیم کرسکتی ہے تو وہ وجہ مذکور پر بنا راضی آخری ڈگری کے اپیل نہیں کرسکتی ایک ڈگری تقسیم اور ایک ڈگری حساب کا - اب دو ڈگریات ہین جنکی ناراضی سے اپیل ہوسکتا ہے - اسلئے فیصلجات مقدمات لیلا رام و دیگر بنام رامچندر رے رام ولسواس ناتہہ چاکی بنام بائی کنٹ دت (۲) کی تطبیق کرنا مشکل ہے +

(۲) مگر عذر حال نسبت اختیار سماعت عدالت دربارہ تقسیم کے ہے - اور ڈگری ابتدائی مین صرف یہہ ہدایت کیگئی ہے کہ تقسیم کیجاے نہ یہہ کہ تقسیم کیجانی چاہیے +

(۳) وہ سوال جسکا استصواب ہم کرتے ہین یہہ ہے کہ آیا بلحاظ احکام دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت دیوانی اراضی جائیداد قابل ادائے مالگذاری کی تقسیم کرسکتی ہے جبکہ کسی جداگانہ تقسیم مالگذاری سرکار کی استدعا نکیگئی ہو "

ڈاکٹر راش بہاری گہوس دمعیت بابو نکیمٹ ناتہہ داس و بابو کشوری لال سرکار منجانب اپیلانٹ +

مسٹر وڈراف دمعیت بابو سرینا تہہ داس و بابو سرودا چرن متر و بابو موہنی موہن چکربتی)
منجانب رسپانڈنٹان +

مسٹر وڈراف نے یہہ ابتدائی عذر کیا کہ مقدمہ کا استصواب مناسب طور سے نہیں کیا گیا لیکن عدالت نے اسکو یہہ اطلاع دی کہ دقت مذکور ملحوظ رکہی گئی ہے اور کہ فاضل ججان نے ایک حکم مشعر استصواب اپیل صادر کیا ہے اُنہے یہہ بہی استدعا کی کہ سوال استصواب پیدا نہیں ہوتا اور کہ اُس عدالت کو جسنے اپیل کی سماعت کی تہی یہہ قرار دینا چاہیے تہا کہ اپیل زائد المیعاد ہے مگر حکام موصوف نے اپیلانٹ کے وکلا سے مقدمہ کو شروع کرنیکے لئے کہا +

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۲۹
(۲) " " " ۲۳ " ۴۰۶

۱۸۹۷ء
جگمودیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندرہاجرا

ڈاکٹر راش بہاری گہوش :۔ عدالت دیوانی کو کوئی اختیار اجراء کمیشن کا بغرض تقسیم حاصل نہ تھا کیونکہ گو نالش
واسطے کامل تقسیم جائداد کہ حسب منشاء دفعہ ۲۶۵ تھی یا نہیں تاہم وہ بہرحال ایک نالش تقسیم جائداد غیر منقولہ قابل
ادائگی مالگذاری سرکار تھی نہ یہ امر واقعہ کہ نالش ہذا واسطے تقسیم ایک غیر منقسمہ حصہ جائداد کی تھی غیر ضروری ہے۔
واسطے اغراض دفعہ ۲۶۵ مجموعہ مذکور کے لفظ "جائداد" اُن معنوں میں محدود نکیا جانا چاہیئے جنمیں کہ اُسکا
استعمال ایک تقسیم جائداد ڈگری میں کیا گیا ہے بلکہ اُسکی تعبیر مطابق اُسکے عام معنوں کے کیجانی چاہیئے
ملاحظہ ہو سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام نندن لال (۱)۔

لیکن گو مقدمہ دفعہ ۲۶۵ مجموعہ مذکور کی ذیل مین نہیں آتا تاہم عدالت دیوانی کا اختیار سماعت بروئے
دفعہ ۳۹۶ کے رد کیا گیا ہے اور اگر وہ دفعہ ۳۹۶ کی ذیل مین نہیں آتا تو اجراء کمیشن ایک غیر مجاز کارروائی تھی
ایک سلسلہ نظائرات باستثنائے مقدمہ دیبی سنگہ بنام شیولال (۲) اس مسئلہ کی تائید مین ہے کہ کوئی تقسیم بوساطت
عدالت دیوانی کے عمل مین نہیں آسکتی ملاحظہ ہو بدری رائے بنام بہگونت نرائن دوبی (۳) [او کنلی صاحب جسٹس :۔
فیصلہ مذکور زیر ایکٹ ۱۸۵۹ء تھا جسکے الفاظ بالکل مختلف تھے۔ الفاظ مذکور وہی تھے جیسے کہ ایکٹ ۱۸۷۹ء کے
لیکن ایکٹ ۱۸۸۲ء مین تبدیل کئے گئے ہیں] نالش مذکور مین فریقین نے صرف تقسیم اراضی کی نالش کی تھی
اور انہوں نے تقسیم مالگذاری کی استدعا نہیں کی تھی اور عدالت کا اختیار زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی کے وسیع نہیں کیا گیا
کیونکہ دفعہ ۱۱ ایکٹ تقسیم کی رو سے ایک شخص کا استحقاق دعوی تقسیم جائداد قابل ادائے
مالگذاری محدود کیا گیا ہے۔ ایک نالش جو صرف ایک حصہ جائداد مال کی تقسیم کیواسطے دائر کیگئی ہو جاری نہیں
رکھی جا سکتی دیکھو ... بنام ... (۴) عدالت دیوانی صرف فریقین کے حقوق کو قرار دے سکتی ہے۔
قانوناً یہ اختیار کلکٹر کو مفوض ہے کہ اس حکم کو موثر کرے جو بروئے ایک ڈگری عدالت دیوانی کے صادر کیا
گیا ہے ملاحظہ ہو مہرن بنام گوبردہن شنکر (۵) فیصلہ مذکور کوئی سند اُس مسئلہ کی نہیں ہے جو مقدمہ دیبی سنگہ
بنام شیولال مذکور (۲) مین قائم کیا گیا ہے جو یہ ہے کہ کلکٹر ایک ڈگری تقسیم صرف اسصورت مین
صادر کرتا ہے جبکہ فریقین تقسیم اراضی اور تقسیم مالگذاری دونوکا دعوے کرین بخلاف ازین وہ ایک
سند میری تائید مین ہے ۔

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۵
(۲) " " " ۱۶ " ۲۰۳
(۳) " " " ۸ " ۶۴۹
(۴) کلکتہ لارپورٹ " " ۲۶۰
(۵) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۹۸

جگر دیئی دیبا بنام کیلاش چندر

بمبئی ہائیکورٹ نے ہمیشہ عدالت دیوانی کے اختیار تقسیم اراضیات قابل ادائے مالگذاری سے انکار کیا ہے ملاحظہ ہو دتاترے اتما ولد بنام مہادا جی پرشرام (۱) شرنیواس ہنمنت بنام گوروناتھ شرنیواس (۲) دیپ گوپال سلونت بنام واسودیو بہل سلونت (۳) اور مدراس ہائیکورٹ نے اسی اصول پر عمل کیا ہے ملاحظہ ہو راموجاما بنام ورداتی پن (۴) وینکٹ رنگ کرالا ئیا نگر (۵) [نیز مقدمہ مہربان راؤ بنام بہادری لال باریک (۶) پر انحصار کیا گیا تھا] *

مسٹر وڈراف منجانب ریسپانڈنٹان: - جملہ مقدمات محولہ منجانب اپلانٹ جہانتک کہ انکا تعلق ہو ساتھ ہی ایسے مقدمات ہیں جنکا فیصلہ ایکٹ ۱۸۸۲ء کیا گیا ہے جبکہ ایکٹ مذکور کے کوئی حکم قابل اپیل نہ تھا بلکہ اسکی نسبت آخری اپیل میں عذر ہو سکتا تھا مگر قانون موجودہ کے بہت سے احکام قابل اپیل ہیں اور انکی نسبت جداگانہ طور پر [illegible] اپیل نہ [illegible] ڈگری آخری اپیل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو مقدمہ [illegible] دفعہ [illegible] ایک ڈگری ہے [illegible] تصفیہ دربارہ سوال استحقاق تقسیم ہے اگر وہ جدا ہو سکتا ہے تو وہ ایک حکم مشعر تعمیل ڈگری تھا اور اسلئے اسکی ناراضی سے زیر دفعہ ۲۴۴ اپیل ہو سکتا تھا اسلئے اسکے متعلق زیر دفعہ ۵۹۱ بر بنائے اپیل آخری عذر نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ [illegible] بنام درگاچرن سین (۷) [illegible] حکم زیر دفعہ ۳۹۶ ہے اور اسلئے انکا اپیل نہیں ہو سکتا۔ جہاں عدالت اپیل نے یہہ ہدایت کی ہو کہ ایک کمشنر [illegible] کے نام تقسیم کے عمل میں لانیکے واسطے جاری کیا جاوے اور اس غرض سے کہ اپنا اپنا حصہ فریقین کو علیحدہ دیا جائے تو ایسا حکم ایک ڈگری کی حد تک پہنچتا ہے ملاحظہ ہو [illegible] بنام لال موہن [illegible] (۸) [illegible] بنام سونا منی داسی (۹) گو ایک مقدمہ میں جو اسی جلد میں درج رپورٹ ہے اختلاف کیا گیا ہے ملاحظہ ہو [illegible] بنام [illegible] (۱۰) اور مقدمہ [illegible] بنام [illegible] (۱۱) میں اجلاس کامل نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک حکم مشعر قرار داد حقوق فریقین و مشعر ہدایت تقسیم حسب منشاء دفعہ ۲ مجموعہ مذکور ایک ڈگری ہے اور اسلئے اسکی ناراضی سے بطور ایک ڈگری کے اپیل ہو سکتا ہے *

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۵۲۸ (۷) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۳۱۸
(۲) " " ۱۵ " ۵۲۷ (۸) " " ۱۲ " ۲۰۹
(۳) " " ۱۲ " ۲۷۱ (۹) " " ۱۲ " ۲۲۶
(۴) " مدراس ۶ " ۹۰ (۱۰) " " ۱۲ " ۲۵۵
(۵) " " ۶ " ۹۶ (۱۱) " " ۱۹ " ۲۹۳
(۶) " کلکتہ ۲۳ " ۷۶۹

۱۸۹۰ء
مسماۃ گیلیشوری دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

نیز الفاظ "جایداد ادا کنندہ مالگذاری بحق سرکار" سے مراد وہ لیجانی چاہیے جو قانونی استعمال میں مذکور ظاہر ہوتی ہے اُنسے مراد وہ ہے جو کہ ایک لفظ تقسیم جایداد والے میں ظاہر کیگئی ہے - عدالت ہائے دیوانی کو جایداد ہائے "کی تقسیم کا اختیار حاصل ہے لیکن کلکٹر کو کبھی کسی شے کے کرنیکا سوائے عملین لانیکال تقسیم اختیار حاصل نہیں یعنے الفیمات کے حصص حقداران کو عطا کرنے اور مالگذاری سرکار کو تقسیم کرنیکے سوائے +

دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک حصہ جایداد سے متعلق نہیں ہوتی - یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ جایداد جسکی تقسیم کی استدعا صورت حال مین کیگئی ہے ایک جزو جایداد ہے اور کہ کسی تقسیم مالگذاری کی استدعا نہین کیگئی - اِن واقعات کی موجودگی مین عدالتہائے دیوانی صریح طور پر نالش کی سماعت کرسکتی ہین ملاحظہ ہو شاما سندری دیبیا بنام پورلش نرائن بلاے (۱) چندر ناتھ منڈی بنام ہر نرائن دیب (۲) نیز ملاحظہ ہو وہ مقامات جو برو ٹن صاحب کی شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی کی شرح دفعہ ۲۶۵ میں درج ہین +

ڈاکٹر راش بہاری گہوش نے اس کا جواب دیا +

اجلاس کامل نے تجاویز ذیل صادر کین :-

میکلین صاحب چیف جسٹس :- سوال فیصلہ طلب یہہ ہے کہ "آیا بلحاظ احکام دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت دیوانی اراضی قابل ادائے مالگذاری کی تقسیم کرسکتی ہے جبکہ جداگانہ تقسیم مالگذاری سرکار کی استدعا نکی گئی ہو" +

ایک ابتدائی عذر یہہ کیا گیا ہے کہ کوئی اپیل مقدمہ ہذا مین نہیں ہوسکتا اسلئے اس امر کا معلوم کرنا ضروری ہوجاتا ہے کہ کاروائیات نالش ہذا کیا کچھ ہوئی ہین سائل کنندہ مدعا علیہا نے اپنے جوابدعوے تحریری مین یہہ عذر کیا تہا کہ نالش کلکٹری مین کیجانی چاہیے تھی نہ کہ عدالت دیوانی مین - امر مذکور کا فیصلہ انکے برخلاف سبارڈینٹ جج اور صاحب جج ضلع دونوں نے کیا تہا - ۸ دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبارڈینٹ جج نے ایک حکم درمیانی دربارہ تقسیم کے صادر کیا جو صاحب جج ضلع نے ۶ جون ۱۸۸۹ء کو بحال رکہا تہا - ڈگری میری رائے مین ایک ڈگری حسب منشاء دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی تھی اور اُسکی نا راضی سے اپیل ہوسکتا تہا +

اس ڈگری سے بظاہر یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کس سے تقسیم کیجانی چاہیے تہی آیا کلکٹر سے یا کہ امین سے +

---

(۱) دیکھو رپورٹ مذکور جلد ۳ صفحہ ۱۰۲

(۲) انڈین لاء رپورٹس کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۵۳

۱۸۹۷ء
جگو دلیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندر

بموقت سماعت اپیل کے یہہ تسلیم کیا گیا تھا کہ عدالت دیوانی کا امین بروئے ایک حکم منصف مصدرہ ۱۳ نومبر ۱۸۸۹ء
کے مقرر کیا گیا تھا اور بحث فریقین کیطرف سے اسی بنا پر مبنی رکھی گئی تھی مگر میں نے کارروائیات مذکور کی مسل کو
طلب کیا ہی اور میں بطور امر واقعہ کے قرار دیتا ہوں کہ امین بروئے حکم مذکور کے مقرر نکیا گیا تھا اور کارروائیات
سے یہہ امر صریح طور پر ظاہر نہیں ہوتا کہ کب اور کس سے مقرر کیا گیا تھا۔ مگر تقسیم امین سے کیگئی تھی اور اُسنے اپنی
آخری رپورٹ ۱۵ فروری ۱۸۹۲ء کو کی تھی۔ مدعا علیہ نے اپیل ہذا تک کبھی تقرر مذکور کی نسبت عذر نکیا
تھا۔ بخلاف ازین اُسنے تقرر مذکور کو بہتر متصور کیا تھا اور وقتاً فوقتاً منصف جج اور قرار دادیں سے امین کے
متعلق عذر کرتا رہا تھا۔ امین کی رپورٹ کے متعلق بہت تنازعہ کیا گیا ہے لیکن ۳۰ جنوری ۱۸۹۴ء کو
سبارڈینیٹ جج نے ایک قطعی ڈگری صادر کی تھی جسکو صاحب جج ضلع نے ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو
بحال رکھا تھا۔ اسلئے پانچ یا چھہ سال تک کارروائیات تقسیم امین کیطرف سے کیجاتی رہی تھیں بہت سا وقت
صرف کیا جا چکا ہے اور بہت سا خرچہ عاید ہو گیا ہے۔ اب اولاً بر طبق اپیل ہذا کے یہہ استدعا کیگئی ہے
(جو اپیل ۲۸ فروری ۱۸۹۵ء کو رجوع کیا گیا تھا) کہ وہ جملہ کارروائیات بیضابطہ ہیں اور کہ تقسیم
کلکٹر سے کیجانی چاہئیے تھی نہ کہ امین عدالت دیوانی سے۔ کیونکہ یہہ امر صریح نہیں ہے کہ کب اور کس سے
امین مذکور مقرر کیا گیا تھا یا کس کے حکم سے وہ مقرر ہوا تھا اسلئے میں قطعی طور پر یہہ نہیں کہہ سکتا
کہ آیا وہ حکم قابل اپیل ہے یا نہیں اور نہ بلحاظ اُس رائے کے جو میں نے واقعات مقدمہ کے متعلق ظاہر کیا
کی ہے یہہ ضروری ہے کہ ایسا ہی کیا جاوے اور نہ اس امر کا فیصل کرنا ضروری ہے کہ آیا مدعا علیہ
کے لئے امر مذکور کا اب اٹھانا بعد از وقت ہے یا نہیں مجھے یہہ بھی ظاہر کرنا چاہئیے کہ کسی امر سے
یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اُسنے کبھی تقرر امین کے متعلق عذر کیا تھا۔ بخلاف ازین معلوم ہوتا ہے کہ
اُسنے کامل طور پر کارروائیات مذکور میں رضامندی ظاہر کی تھی اور اگر امر مذکور کا فیصل کرنا ضروری
ہوتا تو مقدمہ حال کا مقدمہ گیان چندر سین بنام درگا چرن سین (۱) سے تمیز کرنا مشکل ہوگا جو مقدمہ
میری رائے میں ایک اصول انصاف پر مبنی ہے اور قرین عقل ہے میرے لئے اس بحث وقت
اور اغلب بے انصافی کا ظاہر کرنا غیر ضروری ہے جو کسی اور نتیجہ کے اخذ کرنے سے پیدا ہوگی۔ اس سے
یہہ مراد ہوگی کہ کارروائیات تقسیم بروئے ڈگری درمیانی بلا کسی فائدہ کے کئی سال تک جاری رہ سکتی ہیں

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۱۵

سنہ ۱۸۹۶ع
گکو دشہری دیبیا
بنام
کیلاش چندر دہوری

گئے ہیں - مقدمہ مذکور مین ڈگری اِس صورت سے لکہا گیا تہا جسمین تقسیم کا حکم دیا گیا تہا بلکہ وہ بٹوارہ ایک بابجو حکم کے
کیا گیا تہا۔ حکم مذکور میری رائے مین ایک درمیانی حکم اُس نالش کے دوران مین دیا گیا تہا جسکا قطعی فیصلہ
نہوا تہا۔ وہ ایک حکم اجرا نہ تہا بلکہ بطور ایک حکم زیر دفعہ ۲۴۴ کے قابل اپیل نہ تہا مین یہ معلوم نہیں کر سکتا
کہ کسطرحپر کوئی اجرا ہوسکتا ہے سوائے اُس قطعی حکم یا ڈگری کے جو اُس شخص کے برخلاف موثر کیا جا سکتا
ہو جسپر کہ وہ قابل پابندی ہے - کارروائیات مابعد ڈگری درمیانی کے طبعی نتیجہ ڈگری مذکور کا ہین
لیکن جہانتک مجھے معلوم ہے وہ بابت اجراء ڈگری مذکور کے نہیں ہین - میری رائے مین ایک صریح
تمیز مابین اُن افعال کے جو بہ تعمیل یا بباعث ایک ڈگری یا حکم کے کئے گئے ہوں اور مابین اُن افعال
کے موجود ہے جو بابت اجراء ڈگری یا حکم مذکور کے کئے گئے ہوں *

نسبت سوال دوم کے میری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۲۴۴ کوئی علاقہ مقدمہ حال کے ساتھ نہیں رکہتی
دفعہ مذکور صرف اُس مقدمہ سے متعلق ہوتی ہے جہانکہ ڈگری مین کل جائداد قابل ادائے مالگزاری
سرکار کا حکم دیا گیا ہو وہ ڈگری جو نسبت تقسیم ایک جزو یا حصہ غیر منقسمہ جائداد کے ہو کسی معنون مین
در ایک ڈگری قبضہ جزو جائداد غیر منقسمہ کی نہیں ہے - معمولی معنے جائداد ادا کنندہ مالگزاری
سرکار کے جسمین وہ جائداد شامل ہے جسکا نمبر توجیہ جو ... مین جداگانہ ہے - میری یہ رائے ہے کہ
اس امر کا قیاس کرنیکی اہم وجہ موجود ہے کہ دفعہ مذکور صرف ڈگری قبضہ کل جائداد سے متعلق ہوتی ہے
استدعا یہ کیگئی ہے کہ دفعہ مذکور صرف اُس مقدمہ سے متعلق ہوتی ہے جہانکہ مدعی نے تقسیم مالگزاری کی
استدعا کی ہو اور ڈگری مین ایسا ہی حکم دیا گیا ہو - میری رائے مین امر مذکور کا فیصل کرنا بر طبق مقدمہ ہذا
غیر ضروری ہے کیونکہ نالش ہذا صرف ایک جزو جائداد سے علاقہ رکہتی ہے لیکن اگر اُسکا فیصل کرنا
ضروری ہو تو مین یہ بیان کرونگا کہ کوئی امر دفعہ ہذا مین ایسا موجود نہین ہے جسکے رو سے اُسکا اطلاق
اسطرحپر محدود کیا گیا ہو - ایک نالش کنندہ عدالت دیوانی سے مالگزاری کی تقسیم کی استدعا نہیں
کرسکتا اور عدالت دیوانی کو کسیطرحپر کوئی اختیار تقسیم مالگزاری کے کرنیکا حاصل نہیں (ملاحظہ ہو
دفعہ ۲۹ بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۶ع)

مین یہ قیاس نہیں کر سکتا کہ دفعہ مذکور کا منشا یہ تہا کہ صرف اُس مقدمہ سے متعلق ہونیکا ہے جہان
دعویدار نے عدالت دیوانی سے ایسی شئے دلانیکی استدعا کی ہو جو عدالت اُسے عطا نہیں کر سکتی

سنہ ۱۸۹۵ء
بگو دیئی دیبیا
بنام
بلاش چندر لاہری

یعنے تقسیم مالگذاری کی اور جبانکہ عدالت نے استدعا مذکور کی تعمیل کی ہو۔ جبکہ ایک حکم زیر دفعہ ۲۶۵ واسطے
تقسیم مالگذاری کے صادر ہوا ہو تو کلکٹر پر لازم ہے کہ بہ تعمیل اختیارات عطا کردہ قانون مالگذاری کے اسکی
تقسیم کرے نہ کہ بہ تعمیل ڈگری عدالت دیوانی ۔

اوکنلی صاحب جسٹس :- مین فیصلہ صادر کردہ ٹریولین صاحب جسٹس کے ساتھہ اتفاق کرتا ہون ۔

میکفرسن صاحب جسٹس :- میری یہہ رائے ہے کہ مقدمہ ہذا مین اپیلانٹ بر طبق اپیل بنا راضی ڈگری آخری
یہہ سوال اُٹہا سکتا ہے کہ تقسیم کلکٹر سے کیجانی چاہئے تہی نہ کہ عدالت دیوانی سے ۔ وہ بلا عذر کرنے دربارہ
جواز یا درستی ڈگری تقسیم ابتدائی کے ایسا کر سکتا ہے کیونکہ ڈگری مذکور مین یہہ ہدایت نکیگئی تہی کہ تقسیم کس طرح
کیجانی چاہئے ۔

یہہ فرض کرکے کہ اپیل ہو سکتا ہے یہہ عذر کہ تقسیم کلکٹر سے کیجانی چاہئے تہی ناکامیاب ہوتا ہی ۔
وہ ڈگری جسکا حوالہ دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین دیا گیا ہے۔ میری رائے مین یا تو ایک ڈگری
تقسیم جائداد غیر منقسمہ ادا کنندہ مالگذاری ہے جو چند جائداد ہائے مال مین تقسیم کیجاوے یا ایک
ڈگری قبضہ جداگانہ ایک حصہ جائداد مذکور کی جسکا کہ قبضہ بطور ایک جداگانہ جائداد کے حاصل کیا جاوے۔
یعنے ایک ایسی ڈگری جسمین تقسیم مالگذاری و نیز تقسیم اراضی کی کلیتاً یا جزواً ہدایت کیگئی ہو۔ اگر الفاظ
"یہ جداگانہ قبضہ ایک حصہ کا" تنہا ہوتے تو اُنکے معنون کی نسبت کچہہ شبہہ ہو سکتا تہا لیکن بلحاظ
تعلق عبارت کے اُنکے معنے صریح طور پر وہی معلوم ہوتے ہین جو کہ بیان کئے گئے ہین ۔
جبکہ کسی تقسیم مالگذاری کی استدعا نکیجاوے تو مین کوئی تمیز مابین اُس مقدمہ کے جسمین مدعی بطور
ایک شریک حصہ دار جزو جائداد کے کل جائداد کی اراضیات کو تقسیم کرانا چاہتا ہو اور اُس مقدمہ
کے نہیں دیکہتا جسمین اُسکا استحقاق ایک خاص حصہ جائداد تک محدود ہو اور وہ صرف
اُسی جزو جائداد کی اراضی کو تقسیم کرانا چاہے اگر دفعہ مذکور کے رو سے عدالت دیوانی ایک صورت
مین تقسیم کے کرنیسے ممتنع ہے تو میری رائے مین وہ دوسری صورت مین بہی ممتنع ہے ۔
جب تک کہ مالگذاری غیر منقسمہ رہے تب تک کوئی تقسیم جائداد عمل مین نہیں
آتی اور ایک شخص اُسکے ایک جزو پر بطور غیر منقسمہ جائداد قابل ادائی مالگذاری کے قابض
ہوتا ہے خواہ اُسکا حصہ کل جائداد کا ایک جزو ہو یا ایک جزو حصہ جائداد مذکور کا

۱۸۹۷ء

جگو دلیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

اگر عدالت دیوانی کل جائداد کی اراضی کے تقسیم کرنیسے ممتنع ہے گو خود جائداد مذکور تقسیم نکیجائے تو امتناع مذکور الفاظ "جداگانہ قبضہ حصہ جائداد غیر منقسمہ" کی طرف منسوب کیا جانا چاہئے لیکن الفاظ مذکور ایک جز و جائداد مذکور کی اراضیات کی تقسیم سے بہی متعلق ہونگے جیسے کہ وہ کل جائداد کی اراضیات کی تقسیم سے متعلق ہین + اسلئے مین اُس تمیز مین کوئی دقت معلوم نہیں کرسکتا جو مقدمہ مہربان راؤٹ بنام بہاری لال بارک (۱) مین مقدمہ مذکور اور مقدمہ دیبی سنگہ بنام شیو لال سنگہ (۲) کے مابین کیگئی ہے۔ میری رائے مین ہر دو مقدمات مذکور کے اصول مین فرق ہے اور میری رائے یہہ ہے کہ مقدمہ موخر الذکر درست طور پر فیصل کیا گیا تہا+ جب تک یہہ امر دفعہ ۲۶۵ مین درج ہو کوئی قانون نافذ الوقت جنوبی صوبجات بنگال مین ایسا موجود نہین ہے جسکے رو سے عدالت دیوانی کل یا جزو اراضی جائداد غیر منقسمہ قابل ادائگی مالگذاری کی تقسیم کرنیسے ممتنع ہو جب تک کوئی تقسیم مالگذاری کی نکی گئی ہو اور کل جائداد مذکور کی اراضی پہلے کیطرح کل مالگذاری کی ذمہ وار ہے۔ میری رائے مین دفعہ ۲۶۵ کوئی ایسا امتناع موجود نہیں ہے +

بنیرجی صاحب جسٹس:- وہ نالش جسمین سے استصواب ہذا پیدا ہوا ہے مدعی رسپانڈنٹ نے اُن بعض مواضعات کی اراضی کی تقسیم کے واسطے دائر کی تہی جنکا قبضہ مشترک اُسکو اور مدعا علیہم کو حاصل تہا اور جو ایک جائداد ادا کنندہ مالگذاری کا ایک جزو بناتے تہے۔ عرضیدعوے مین صریح طور پر بیان کیا گیا تہا کہ استدعا صرف تقسیم اراضی کی نسبت بلا تقسیم مالگذاری کے کیگئی ہے۔ مدعا علیہم نے یہہ استدعا کی تہی کہ نالش عدالت دیوانی کی سماعت کے قابل نہیں اور اُنہون نے اور بہت سے عذرات اُٹہائے تہے۔ لیکن عدالت اوّل نے جملہ تنقیحات کا فیصلہ بحق مدعی کر کے ایک حکم ابتدائی اُسکے حق مین ۸ دسمبر ۱۸۹۳ء کو صادر کیا تہا جسمین ہدایت کیگئی تہی کہ جائداد متنازعہ مابین مدعی اور مدعا علیہم کے تقسیم کیجائے مطابق اُن حصص کے جنکا کہ ذکر عرضیدعوے مین کیا گیا ہے ڈگری مین کوئی ہدایت نسبت اس امر کے درج نہتی کہ آیا تقسیم کلکٹر سے کیجانی چاہئے یا کہ امین عدالت دیوانی سے لیکن ایک حکم اُسی روز بدین ہدایت صادر کیا گیا تہا کہ تقسیم امین سے کیجانی چاہئے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۷۰۹

(۲) " " " ۱۶ ۲۰۳

۱۸۹۵ء
جگدیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

بعض مدعا علیہم نے ڈگری مذکور کی ناراضی سے اپیل کیا لیکن اپیل مذکور صاحب جج ضلع نے ۶ جون ۱۸۹۵ء کو نامنظور کیا۔ اُسکے بعد ایک کمشنر تقسیم عمل مین لانیکے واسطے مقرر کیا گیا تھا اُسنے اراضی مذکور کے چند قطعات بنائے اور ایک ڈگری عدالت اول نے قطعات مذکور کی بنا پر ۲ مئی ۱۸۹۲ء کو صادر کی۔ ڈگری مذکور بر طبق اپیل کے منسوخ کیگئی تھی اور مقدمہ عدالت اول مین واپس بھیجا گیا تھا اور وہ ڈگری جو عدالت مذکور نے صادر کی تھی بعد واپسی کے کسیقدر ترمیم کے بعد بروئے ڈگری صاحب جج ضلع کے ۱۲ ستمبر ۱۸۹۴ء کو بحال رکھی گئی تھی +

اس ڈگری کی ناراضی سے مدعا علیہا ملنے اپیل دوم حال رجوع کیا ہے اور صرف ایک ہی وجہ جسکی استدعا اُسکی طرف سے کیگئی ہے یہہ ہے کہ اراضی زیر بحث ایک جزو جائداد قابل ادائے مالگذاری ہے اسلئے ڈگری تقسیم کلکٹر سے موثر کیجا سکتی ہی جیسا کہ دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین حکم ہے اور تقسیم جو کمشنر مقرر کردہ عدالت دیوانی نے کی ہے خلاف قانون ہے اور منسوخ کیجانی چاہیے +

مدعی رسپانڈنٹ کیطرف سے یہہ ابتدائی عذر کیا گیا ہے کہ اپیلانٹ وجہ مذکور کی استدعا اوّلاً اسوجہ سے نہیں کر سکتا کہ اُسنے کوئی اپیل عدالت ابتدائی کے اُس حکم کی ناراضی سے جسکے بموجب کمشنر کو تقسیم کرنیکی ہدایت کیگئی تھی گو وہ حکم قابل اپیل تھا اور ثانیاً اسوجہ سے کہ حکم کی بابت قابل اپیل تھا تاہم اُسنے اُسمین رضامندی ظاہر کی تھی اور اُسکی نسبت کسی عذر کے نہ پیش کرنے سے کمشنر کو تقسیم کرنیکی اجازت دی تھی +

میری یہ رائے ہے کہ عذر ابتدائی کا جزو اوّل ناکامیاب رہنا چاہیے۔ عدالت اول کا وہ حکم جسکے رو سے کمشنر کو تقسیم کرنیکی ہدایت کیگئی تھی ایک حکم قابل اپیل نہ تھا کیونکہ کسی اپیل کا حکم کسی ایسے حکم کی ناراضی سے بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں دیا گیا اور اگر وہ قابل اپیل ہوتا تو محض اس امر واقعہ سے کہ مدعا علیہا نے اُسکی ناراضی سے اپیل نہیں کیا وہ وجہ حال کے استدعا کرنے سے باز نہیں رکھی جا سکتی +

ذی علم وکیل رسپانڈنٹان نے یہہ استدعا کی ہے کہ حکم زیر بحث ایک ڈگری تقسیم کے اجراء کے متعلق ہے اسلئے وہ ایک حکم زیر دفعہ ۲۴۴ تھا اور وہ تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ کی ذیل مین آتا ہے اسلئے قابل اپیل تھا +

۱۸۹۷ء

جگدیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

اِس عذر کے دو جواب دیئے جاسکتے ہیں اوّلاً مطابق اُس رائے کے جو بیشے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور کے
متعلق اختیار کی ہے میری یہ رائے ہے کہ وہ ڈگری تقسیم جو ۸ دسمبر ۱۸۸۸ء کو صادر کیگئی تھی گو اُسمین بعض
حقوق فریقین کا فیصلہ کیا گیا تھا اور بطور ایک ڈگری کے قابل اپیل تھی [ملاحظہ ہو دلہن گلاب کور بنام اندر
دولاری کور (۱)] تاہم وہ ایسی ڈگری نتھی جو زیر دفعہ مذکور صادر کیگئی ہو اور نہ وہ ایک آخری ڈگری
نالش ہذا میں تھی بلکہ جیسا کہ عدالت نے صریح طور پر بیان کیا ہے ایک درمیانی ڈگری تھی اور کہ وہ حکم
جو کارروائیات مابعد میں واسطے تقسیم کے عملمین لانیکے قبل صدور ڈگری آخری کے صادر کیا
گیا تھا بطور ایک ایسے حکم کے متصور کیا جانا چاہیئے جو مزید کارروائیات نالش میں صادر کیا گیا
ہو۔ نہ کہ بطور ایک حکم بکارروائیات اجراء ڈگری کے جیسا کہ حکم دفعہ ۲۴۴ میں ہے۔ [ملاحظہ ہو
دوارکاناتھ مصر بنام ہرندراناتھ مصر (۲)] ثانیاً خواہ وہ حکم جسکے رو سے تقسیم منجانب امین یا کمشنر
عدالت دیوانی عملمین لائے جانیکی ہدایت کیگئی تھی مناسب طور سے بطور ایک حکم بکارروائیات
اجراء ڈگری کے متصور کیا جائے تاہم وہ میری رائے میں وہ ایک ایسا حکم متصور نہیں ہو سکتا
جو دفعہ ۲۴۴ کی ذیل میں اور اسلئے لفظ "ڈگری" معنوں میں آسکے۔ ہر ایک حکم جو بعلت اجراء
ایک ڈگری کے صادر کیا گیا ہو دفعہ ۲۴۴ کی ذیل میں نہیں آسکتا اگر ایسا ہوتا تو ہر ایک حکم
درمیانی بکارروائیات اجراء جیسا کہ حکم مشعر عطائے یا انکار عطائے حکمنامہ طلبی گواہان ہے۔
قابل اپیل ہوتا۔ اور اسطرح ایسی کارروائیات کے احکام کی ناراضی سے اپیل کرنے کو زیادہ تر
وسعت دیجائیگی بہ نسبت اُسکے جو بنا راضی اُن احکام کے دیگئی ہے جو نالشات میں قبل ڈگری
صادر کئے جائیں (ملاحظہ ہو سرنیاتھ رائے بنام رادھاناتھ مکرجی (۳) وبہاری لال پنڈت بنام لالا رتن
ملک (۴)) ایک حکم بکارروائیات اجراء دفعہ ۲۴۴ کی ذیل میں صرف اسصورت میں آسکتا ہے جب
اسمین کسی سوال متعلق بہ حقوق و ذمہ واریہائے فریقین کا فیصلہ بحوالہ دادرسی عطا کردہ برُوئے ڈگری
کے کیا گیا ہو نہ کہ اسصورت میں جبکہ صورت حال کیطرح اُسکے رُو سے صرف ایک ضمنی سوال کا فیصلہ
کیا گیا ہو کہ آیا کارروائیات فلان طریق کے مطابق کیجانی چاہئیں۔ مجھے یہ بھی بیان کرنا چاہیئے کہ
عبارت دفعہ ۲۴۴ سے جسمین یہ حکم ہے کہ بعض سوالات کا فیصلہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے حکم سے کیا جانا
چاہیئے نہ کہ بذریعہ نالش جداگانہ کے یہ صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سوالات جنکے متعلق دفعہ مذکور میں حکم ہے ایسی قسم کے ہونی چاہئیں

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۳۴ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۷۳
(۲) " " " ۲۲ " ۴۲۵ (۴) " " ۱۸ " ۴۷۹

۱۸۹۶ء
جگدیشری دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

جن سے یہہ قیاس کرنا ممکن ہو کہ بصورت عدم موجودگی دفعہ مذکور کے وہ ایک جزو نالش کا امر مدعا بہا نہ ہوتے
لیکن ایک ضمنی قسم کا سوال تعریف مذکور کی ذیل مین نہیں آسکتا اور وہ حکم جسکے رو سے ایسے سوال کا فیصل
کیا گیا ہو تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ کی ذیل مین نہیں آتا +

چونکہ حکم زیر بحث میری رائے مین قابل اپیل نہین ہے اسلئے اس مزید سوال کا فیصل کرنا غیر ضروری سمجھتا ہون جو
اُس امر کے متعلق اُٹھایا گیا ہے جو ایک فریق کے ناراضی ڈگری یا حکم قابل اپیل بین المیعاد اپیل نکرنیکا ہے
جس سوال کے متعلق سندات مین اختلاف ہے ملاحظہ ہو مقدمات بولورام بنام رامچندر رے (۱) دلبجانا تہ
چاکی بنام بابی کنٹو دتا (۲) جو اُس حکم کی ناراضی سے اپیل نکرنیکے اثر کے متعلق ہین جو حسب منشاء دفعہ ۲
ڈگری کا اثر رکھتا ہو - اور مقدمات چھید لال بنام بادالله (۳) سوتری بنام رامجی (۴) وکنتا پرشاد ہزاری
بنام جگت چندر دت (۵) جو احکام قابل اپیل کی ناراضی اپیل نکرنیکے اثر کے متعلق ہین ٭

اب اُس سوال پر غور کرنا باقی ہے جو عذر ابتدائی کے جزو دوم مین اُٹھایا گیا ہے (جو در اصل عذر
ابتدائی کی نوعیت نہیں رکھتا) جو یہہ کہ آیا مدعا علیہا نے اُس حکم مین رضامندی ظاہر کرنیسے
جسکے رو سے تقسیم کے منجانب امین کئے جانے کی ہدایت کیگئی تہی اور تقسیم عمل مین آنیکی نسبت عذر نکرنے سے
اپنے آپ کو اس امر کی استدعا کرنیکے ناقابل بنا دیا ہے کہ جس پر ہمارے روبرو زور دیا گیا ہے - اگر
وہ امر جو اپیلانٹ کیطرف سے اُٹھایا گیا ہے کہ تقسیم کلکٹر کیطرف سے کیجانی چاہئے تہی نہ کہ امین سے صرف
ایک سوال متعلق بہ ضابطہ ہے نہ کہ متعلق بہ اختیار سماعت تو اپیلانٹ نے اُس ضابطہ مین رضامندی
ظاہر کرنیسے جو عدالت اوّل نے اختیار کیا تہا اپنے آپکو اُسکی نسبت عذر کرنیکے ناقابل بنا دیا ہے -
مقدمہ گیان چندر سین بنام درگا چرن سین (۶) ایک صریح سند اس امر کے متعلق ہے - نیز اپیلانٹ
کی عذر کی تردید بروئے دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیجا سکتی ہے - لیکن اپیلانٹ کیطرف سے
یہہ استدعا کیگئی ہے کہ اگر مقدمہ دفعہ ۲۶۵ کی ذیل مین آتا ہے تو وہ سوال جو اُسکی طرف سے
اُٹھایا گیا ہے ایک سوال متعلق بہ اختیار سماعت ہوگا نہ کہ متعلق بہ ضابطہ - چونکہ امر مؤخر الذکر
بالکل بری از شبہہ نہیں ہے اور چونکہ مطابق اُس رائے کے جو ہمنے دفعہ ۲۶۵ کی متعلق اختیار کی ہے

(۱) انڈین لاء رپورٹس کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۹ (۴) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۲
(۲) " " " ۲۳ " [illegible] (۵) " کلکتہ " ۲۳ " ۳۳۵
(۳) " الہ آباد " ۱۱ " ۳۴۵ (۶) " " " ۷ " ۳۱۸

سنہ ۱۸۹۷ء
جگو بندری شیہا
بنام
کیلاش چندر لاہری

اپیل ہذا بربنائے واقعات کے ناکامیاب رہتا ہے۔ مین اس امر پر غور کرنا ضروری نہیں سمجھتا کہ آیا وہ عذر جو اپیلانٹ کیطرف سے کیا گیا ہے اختیار سماعت سے علاقہ رکھتا ہے یا کہ صرف ضابطہ سے +

اب ہم اُس سوال کیطرف عود کرتے ہین جو اپیلانٹ کیطرف سے اُٹھایا گیا ہے جو یہہ ہے کہ آیا بملحوظی احکام دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت دیوانی ایک جائیداد قابل ادائے مالگذاری کی اراضی کی تقسیم کر سکتی ہے جب کہ کسی جداگانہ تقسیم مالگذاری سرکار کی استدعا نکیگئی ہو۔ میری یہہ رائے ہے کہ اس سوال کا جواب اثبات مین دیا جانا چاہئے +

دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی حسب ذیل ہے: "اگر ڈگری بابت تقسیم یا علیحدگی قبضہ حصہ محال غیر منقسمہ کے جسکی مالگذاری سرکار مین دیجاتی ہے صادر ہوئی ہو تو تقسیم محال یا علیحدگی حصہ کی معرفت صاحب کلکٹر کے مطابق اُن قانون کے اگر کوئی ہو عملمین آئیگی جو بمادہ تقسیم یا علیحدہ کرنے دخل حصص ایسے محالات کے اُس وقت نفاذ پذیر ہو"

اس دفعہ کی تعبیر کرنے مین بملحوظی آرائے حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ نرمدا وزاہتہ سرکار بنام کامل لسینی داسی (۱)، کے ہمکو چاہیے کہ پہلے ایکٹ کی عبارت کا امتحان کرین۔ دفعہ مذکور مین صریح طور پر دو جماعت کے مقدمات کا ذکر ہے یعنے ایک واسطے تقسیم غیر منقسمہ محال کے جسکی مالگذاری سرکار مین دیجاتی ہو اور دوسرے واسطے جداگانہ قبضہ ایک حصہ محال مذکور کے اور سوال یہہ ہے کہ "وہ تقسیم محال غیر منقسمہ جسکی مالگذاری سرکار مین دیجاتی ہو" سے کیا مراد ہے اور "جداگانہ قبضہ حصہ محال مذکور" سے کیا مراد ہے؟ جیسا کہ مین فقرات مذکور کو سمجھ سکتا ہوں جنکی تشریح مجموعہ مین نہیں کیگئی فقرہ اول سے مراد ایک غیر منقسمہ محال کی تقسیم جو مالگذاری ادا کرتا ہو بہت سے چھوٹے محال ہائے مین مطابق اُن حصص کے ہے جنکا حق چند مشترک مالکان کو حاصل ہو جنمین سے ہر ایک اُن جزو مالگذاری کا ذمہ دار ہو جو اُسپر تشخیص کیگئی ہو اور فقرہ موخر الذکر سے مراد جداگانہ قبضہ اُسکے حصہ محال غیر منقسمہ کا ہے جو ایک جداگانہ محال نبا تا ہو جو صرف اپنے ہی حصہ مالگذاری کا ذمہ دار ہو اور باقی حصص محال مذکور کے جو مشترک رہے ہوں اُنپر باقی حصہ مالگذاری کی ذمہ داری عائد ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۶۳

سنہ ۱۸۹۵ء
مگو ورشی دیبیا
بنام
کیلاش چندر لاہری

مین یہہ بہی ایزاد کرسکتا ہون کہ الفاظ "قبضہ جداگانہ حصہ محال" جو دفعہ ۲۶۵ ایکٹ ۸ بابت ۱۸۸۵ء مین بہی
درج ہین معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۴ ضمن ۲ ریگولیشن ۱۹ بابت ۱۸۱۴ء سے لیگئی ہین جو ایک قانون متعلق تقسیم محالات
بوقت صدور مجریہ ۱۸۷۶ء کے نافذ الوقت تہا الفاظ "تقسیم نادرست" سے اگانہ قبضہ حصہ محال بیاسی بصورت
عدم موجودگی کسی امر نقیض کے ایک کامل تقسیم اور علیحدگی مفہوم ہوتی ہے اور موجودگی فقرہ جسکی سرکار
مین مالگذاری ادا کیجاتی ہو جو بطور صفت جائداد غیر منقسمہ کے واقعہ ہوا ہے بظاہر یہہ ظاہر کرتی ہے
کہ تقسیم یا علیحدگی مین نہ صرف تقسیم یا علیحدگی اراضی شامل ہونی چاہئے بلکہ تقسیم و علیحدگی مالگذاری
واجب الادا بحق سرکار بہی ۔ لیکن جہان صورت حال کیطرح نالش جاسنے تقسیم اراضی ایک جداگانہ محال
کے ہو نہ کہ کل محال قابل ادائگی مال کی نسبت اور مالگذاری واجب الادا بحق سرکار غیر منقسم چہوڑی جانی
ہو تو مقدمہ میری رائے مین دفعہ ۲۶۵ کی ذیل مین نہین آتا اور تقسیم کلکٹر سے نکیجانی چاہئے بلکہ
امین عدالت دیوانی سے کیجانی چاہئے ٭

یہہ نتیجہ مینے نحوی تعبیر دفعہ مذکور سے اخذ کیا ہے اور قانون نافذ الوقت متعلق تقسیم علیحدگی
قبضہ حصص محال غیر منقسمہ کا جسکی مالگذاری سرکار مین ادا کیجاتی ہو جسکا حوالہ خود دفعہ مذکور
مین دیا گیا ہے امتحان کرنیسے وہ وجہ ظاہر ہوتی ہے جو دربارہ اس امر کے ہے کہ کیون ایک ڈگری
تقسیم مکمل یا علیحدگی حصہ محال مذکور مین یہہ ہدایت ہونی چاہئے کہ تقسیم کلکٹر سے کیجائے
حالانکہ تقسیم و علیحدگی اراضی بلا تقسیم مالگذاری عدالت دیوانی سے کیجانی چاہئے - قانون
مذکور جہانتک کہ اُس ضلع کا تعلق ہے جس سے مقدمہ ہذا آیا ہے ایکٹ بنگال ۸ بابت ۱۸۷۶ء
مین درج ہے ایکٹ مذکور کی دفعہ ۵ مین یہہ حکم ہے کہ "کل تقسیم محالات جسکے کئے
جانیکی ہدایت بعد نفاذ ایکٹ ہذا کے کیجائے بروئے احکام ایکٹ ہذا کے کیجانی چاہئے
اور کوئی ایسی تقسیم جو اسکے خلاف کیگئی ہو کسی اراضی کو اُس مالگذاری کی ذمہ داری سے
بری الذمہ نکریگی جو دربارہ اُس کل محال کے ہو جسکا کہ وہ ایک جزو بناتی ہے" دفعہ ۱۰ مین
وہ اصول درج ہے جسکے کہ مطابق مالگذاری تشخیص کردہ بر محال جداگانہ محالات پر منقسم کیجانی چاہئے

۱۸۹۰ء

محمد ... بنام کیلاش چندر ...

مالگذاری کو مشترک کئے جاوین تو کوئی وجہ اس امر کی موجود نہیں ہے کہ کیون کلکٹر تقسیم کیجانیکی ہدایت کیجاوے در اصل عدالت دیوانی کلکٹر کو کسی تقسیم کرنیکی ہدایت موخر الذکر جماعت مقدمات مین نہیں کر سکتی کیونکہ ایسا کرنیسے بروے آخری جزو دفعہ ۳۰ محولہ بالا کے امتناع کیا گیا ہے ﴿

بیان یہہ کیا گیا ہے کہ دفعہ ۲۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی اُن جملہ مقدمات سے متعلق ہوتی ہے جہان تقسیم یا علیحدگی قبضہ کل محال کی استدعا بلا لحاظ اس امر کے کیگئی ہو کہ آیا مالگذاری تقسیم کیجانی چاہئیے یا نہیں لیکن کسی تقسیم مالگذاری کی استدعا ایسی نالش مین عدالت دیوانی سے نہیں کیجا سکتی کیونکہ عدالت مذکور کو کوئی اختیار اُسکی تقسیم کا حاصل نہین ہے مین اس حجت کو درست تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہہ سچ ہے کہ دفعہ ۲۹ بنگالی ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۶ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت دیوانی کو کوئی اختیار واسطے خاص کرنے اُس مقدار مالگذاری کے حاصل نہیں ہے جسکا کہ ذمہ دار کوئی جداگانہ محال ہو۔ لیکن اُسی دفعہ سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت دیوانی کلکٹر کو یہہ ہدایت کر سکتی ہے کہ اراضیات کا انتقال کسی شخص کے حق مین کرے جنہر کہ وہ بطور جداگانہ محال کے قابض ہو یعنی بموجب تعریف الفاظ "محال" و "جداگانہ" مندرجہ دفعہ ۴ ضمن ۱ و ۵ و ۶ اسکے بطور ایک جداگانہ قطعہ اراضی ذمہ وار ادائگی مالگذاری بحق سرکار کے۔ پس گو عدالت دیوانی مالگذاری کو تقسیم نہیں کر سکتی تاہم وہ قرار دے سکتی ہے کہ مالگذاری تقسیم کیجانی چاہئیے ﴿

دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حوالہ بتائید عذر اپلانٹ کے دیا گیا تھا۔ حجت یہہ کیگئی تھی کہ سوائے دفعہ ۲۶۵ کے یہہ صرف ایک ہی اور حکم ہے جو در بارہ تقسیم جائداد غیر منقولہ کے ہے۔ اور چونکہ جائداد زیر بحث کی نسبت یہہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک ایسی جائداد ہے جو مالگذاری سرکار ادا نہیں کرتی اسلئے دفعہ مذکور اس سے متعلق نہیں۔ اور نیز دفعہ ۲۶۵ بھی غیر متعلق ہے کوئی حکم مجموعہ مذکور مین مقدمہ حال کے متعلق نہین ہے ﴿

اس مین شبہہ نہیں کہ عبارت دفعہ ۳۹۶ کے رو سے کسیقدر مشکل پیدا ہوتی ہے۔ یہہ امر غالب ہے کہ دفعہ مذکور کا منشاء اُن جملہ مقدمات پر حاوی ہونیکا ہے جو علاوہ مقدمات متذکرہ دفعہ ۲۶۵ کے ہین لیکن واضعان قانون نے صریح طور پر ایسا بیان نہیں کیا اور دفعہ ۳۹۶ مین اُن الفاظ کا استعمال نہین کیا گیا جو دفعہ ۲۶۵ مین ہین جس سے یہہ کہنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اُسکا منشا حسب متذکرہ صدر ہے ﴿

سنہ ۱۸۹۰ء
مجگرنت دیبیا
بنام
کیلاش چندر
لاہری

[illegible] متعلق تھے یا نہین بالخصوص اسوقت جبکہ عدالت اپنی کمشنرونکے ذریعے سے تحقیقات اور تیاری نقشہ
[illegible] زیر [illegible] صدور ڈگری تقسیم جاری کرسکتی تھی +

اب اُن مقدمات پر غور کرنا باقی ہے جنکا حوالہ الفاظ بحث مین امر بحث حال کے متعلق دیا گیا ہے اُنمین
مقدمات مثلاً شاما سندری دیبیا بنام پرکش نرائن رائے (۱) و چندر ناتھ نندی بنام ہر نرائن دیب (۲)
[illegible] بنام رام رنجن چکربتی (۳) و بدری رائے بنام بھگوت نرائن دوبی (۴) ایسے مقدمات مین جو
متعلق نہین - لیکن اُنمین بعض آرائے فاضل ججان کی ایسی موجود ہین جنکی تعبیر بحق اپیلانٹ کیجا سکتی
ہے - اُنمین سے دو مقدمات مین یعنے دمودر مصر بنام سینا بتی مصرائن (۵) و سکرٹری آف سٹیٹ بنام
نندان لال (۶) مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم مالگذاری کی یا تو استدعا کیگئی تھی یا وہ استدعائے
مین شامل تھی - لیکن جو امر کہ فاضل ججان نے مقدمات مذکور مین بیان کیا ہے وہ اُس رائے کے
خلاف نہیں ہوسکتا جو مینے صورت حال مین اختیار کی ہے - بخلاف اُس رائے کے جو اپیلانٹ نے
اختیار کیا ہے فاضل ججان کی آرائے بمقدمہ ٹھورن بنام گوری شنکر (۷) موجود ہین جنکے روسے اُسکی
خلاف رائے کی تائید ہوتی ہے - دو مقدمات جو در اصل متعلق ہوتے ہین جو ایکدوسرے کے مخالف
ہین مقدمات سومی سنگھ بنام شیولال سنگھ (۸) مہربان راوت بنام بہاری لال بارک (۹) ہین
وجوہات مذکورہ بالا کے روسے میری یہہ رائے ہے کہ فیصلہ مقدمہ اوّل الذکر درست ہے اور مین
نہایت ادب سے فیصلہ موخر الذکر سے اختلاف کرتا ہون +
نتیجہ یہہ ہے کہ مین سوال مستصوبہ حال کا جواب اثبات مین دیتا ہون اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ
خارج کرتا ہون +

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۱۰۲ (۸) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۴۳
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۵۳ (۹) " " " " ۲۳ " ۶۷۹
(۳) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۰۷
(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۶۴۹
(۵) " " " " ۱۰ " ۵۳۷
(۶) " " " " ۱۱ " ۴۳۵
(۷) " " " " ۱۵ " ۱۹۸

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء

بینی پرشاد سنہا (مدعا علیہ ۹) بنام بیوٹ لال (مدعی) وغیرہ (مدعا علیہم)

نیلام بعلت بقایاء مالگذاری ۔ مواخذہ ۔ ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعات ۱۶۱ و ۱۶۷ ۔ نوٹس ۔ رہن ۔ ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۷۳ +

وہ نیلام جو زیر دفعہ ۱۶۱ و دفعات مابعد ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) کیا گیا ہو در اصل مواخذجات کو منسوخ نہین کرتا نوٹس زیر دفعہ ۱۶۷ مطابق اس ضابطہ کے دیا جانا چاہئے جو دفعہ مذکور مین درج ہے +

دفعہ ۷۳ ۔ ایکٹ انتقال جائداد کے رو سے صرف ایک حق مرتہن کو بقایا زرثمن نیلام کی نسبت عطا کیا گیا ہے اور وہ ان مقدمات کے متعلق ہے جبکہ قانون مین بصورت دیگر یہہ حکم دیا گیا ہو کہ نیلام کا اثر ایک رہن کے کالعدم کریگا ۔ اسکا منشا یہہ نہیں ہے کہ کسی طرح پر خریدار نیلام کے حق کو نسبت بقایاء مالگذاری یا لگان کے وسیع کیا جاوے +

پریم چند پال بنام پرنیا داسی (۱) کا حوالہ دیا گیا +

اپیل ہذا و اپیل نمبر ۲۳۰ سنہ ۱۸۹۴ء ایک ہی نالش مین سے پیدا ہوئی ہین اور انکی تجویز مشترک طور پر کیگئی تہی وہ واقعات جو رپورٹ ہذا کے واسطے ضروری ہین تجویز ہائیکورٹ مین بیان کئے گئے ہین ۔ وہ امر جس پر بحث کیگئی تہی منجانب مدعا علیہ نمبر ۹ بینی پرشاد سنہا اپیلانٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۱۹۵ کے تہا جسنے درمقرری حقوق ایک حصہ محال بہادا کہر کے ایک نیلام بعلت بقایا مالگذاری واجب الادا منجانب درمقرریداران مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت نمبر ۵ مین خرید کئے تہے ۔ مدعی کے قبضہ مین ایک رہن نامہ انہی مدعا علیہم کیطرف سے تہا جسکی نسبت عدالت نے یہہ قرار دیا تہا کہ اسمین حقوق درمقرری علاوہ دیگر جائدادات کے شامل ہین ۔ مدعی نے یہہ استدعا کی کہ خرید منجانب مدعا علیہ نمبر ۹ کے تابع مواخذہ رہن مدعی کے تہی اور اگر عدالت اسکے خلاف قرار دے تو مدعی بقایاء زرثمن کی نسبت استقرار کا مستحق ہے +

سبارڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا کہ خرید بری از مواخذجات نہتی کیونکہ وہ ایک خرید نیلام زیر ایکٹ مزارعان بنگال مین نہتی کیونکہ نیلام اُس بقایا کی نسبت عمل مین نہ آیا تہا جو درمقرری ہذا کی نسبت

---

* اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۹۴ء تا راضی ڈگری بابو برج موہن پرشاد سبارڈینیٹ جج گیا ۔ مورخہ ۱۳ فروری سنہ ۱۸۹۴ء +

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۶ +

سنہ ۱۸۹۷ع
بینی پرشاد دبیتہا
بنام
رلیوٹ لال

ا ، حبیب اللہ دار ہو بلکہ ایک اور موضعہ کی نسبت بہی تہا - زان بعد اُنہے حسب ذیل بیان کیا :-
" نیز نیلام مطابق احکام ایکٹ مزارعان بنگال کے عملین نہ آیا تہا - معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اشتہار کچہری اور ٹہانہ پولیس مین چسپان نکیا گیا تہا - یہہ امر بہی قابل لحاظ ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۹ نے احکام دفعہ ۱۶۷ ایکٹ مذکور کی پیروی نکی ہتی اُسے چاہئیے تہا کہ ایک درخواست کلکٹر صاحب کے پاس واسطے منسوخی نیلام کے کرتا "
مدعا علیہ نمبر ۹ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا +
مسٹر ڈبلیو سی بونرجی و بابو کرونا سندہو مکرجی منجانب اپیلانٹ +
مسٹر جی ٹی ڈی ہف و بابو وما کالی مکرجی و بابو امرندرا ناتھ چیٹرجی و مولوی محمد حبیب اللہ منجانب رسپانڈنٹان +
مسٹر بونرجی :- مدعی آپنے مواخذہ کو بخلاف محال کے موثر نہین کرسکتا - اُسکی چارہ جوئی صرف یہہ ہے کہ بابایا زرثمن نیلام کی نسبت کارروائی کرے - قرقی و اشتہار نیلام زیر ایکٹ مزارعان بنگال عملین آئے تہے - اور نیلام بری از مواخذجات تہا - زرثمن نیلام جائداد کا قائمقام ہے اور مرتہن اب صرف اُسی زرثمن پر نظر رکہ سکتا ہے مدعی کا طریق عمل بعد از نیلام بلحوظی احکام دفعہ ۱۶۷ کی نوعیت وجواز نیلام مین خلل انداز ہین ہو سکتا زرثمن نیلام جائداد کا قائمقام بری از مواخذہ رہن ہے - عدالت ماتحت نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ مدعی زرثمن مذکور کے بر خلاف کارروائی نکر سکتا تہا - دفعہ ۷۳ - ایکٹ انتقال جائداد مین ایک ایسی ہی صورت کے متعلق حکم ہے - مرتہن کا حق اب دراصل بقایا یا زرثمن کی نسبت بعد ادائگی اُس رقم کے ہے جسکی کہ نسبت جائداد نیلام کیگئی ہے +
وکیل رسپانڈنٹان سے جواب طلب کیا گیا تہا +

تجویز ہائیکورٹ (مسٹر پرنسپ صاحب و ہیورلی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے :-
چونکہ ہر دو اپیلہائی ہذا ایک ہی فیصلہ سے پیدا ہوئی ہین اسلئے ہمارے واسطے آسانی کا باعث ہوگا اگر ہم دونون کی نسبت ایک ہی فیصلہ مین کارروائی کرین - گو وہ سوالات جنکا فیصلہ اپیلہائے مذکور مین کیا جاتا ہے مختلف ہین - نالش کسیقدر دقیق ہے - لیکن چونکہ بحث ہمارے روبرو ایسے امور تک محدود رکہی گئی تہی جنکے کہ ساتہہ اپیلانٹان اپیلہائے ہذا کا تعلق ہے - اسلئے وہ واقعات جنکا ذکر

کرنا ضروری ہے بسبب نہین مین نالش بعض جائداد ہائے کے رہن کے موثر کرنیکے واسطے رجوع کیگئی تہی اور جملہ اشخاص حقدار جائداد ہائے مذکور فریق بنائے گئے تہے +

اپیل نمبر ۱۹۵ اجسپر کہ پہلے بحث کیگئی تہی مدعاعلیہ نمبر ۹ بینی پرشاد نے رجوع کیا ہی۔ مختصر طور پر بینی پرشاد کی حیثیت یہہ تہی کہ اُسنے حقیت درمقرری مندرجہ محال بہدا کہری کو اُس نیلام مین خرید کیا ہے جو حقیت مذکور کے کے بقایا مالگذاری کے متعلق عملمین آیا تہا۔ حقیت مذکور راہن کی ملکیت تہی اور رہن چہارم مین جسکی بناء پر نالش کیگئی ہے راہن کی ملکیت حقوق مقرری مندرجہ ۲ آنہ ۸ دہر محال مذکور کے شامل تہی۔ رہن مذکور ۱۷ فروری ۱۸۸۲ء کا مرقومہ تہا اور وہ نیلام جسمین اپیلانٹ نے خرید کی تہی ۸ اگست ۱۸۹۱ء کا مرقومہ تہا +

عذر اوّل جو اپیلانٹ کیطرف سے اُٹہایا گیا تہا یہہ تہا کہ حقوق درمقرری مملوکہ راہنان بذریعہ رہن مدعی کے حقمین منتقل نہوئے تہے۔ ہم اس امر کو صریح سمجہتے ہین کہ مقرری کی تشریح مندرجہ رہن مذکور مین حقوق درمقرری بہی شامل تہے اور فاضل سبارڈینیٹ جج نے اپنے فیصلہ مین ظاہر کیا ہے کہ کسطرح پر حقوق درمقرری ایسے متصور کئے گئے ہے کہ گویا وہ واقعی طور پر حقوق مقرری ہین۔ درمقرری گو وہ ایک پٹہ شکمی ہی ایک پٹہ ہے اور ہماری صریح طور پر یہہ رائی ہے کہ راہنان کا منشاء اپنے رہن بحق مدعی مین یہہ تہا کہ اپنے کل حقوق مندرجہ جائداد کو منتقل کرین +

دوسرے سوال پر زیادہ تر زور کے ساتہ عذر کیا گیا تہا سب سے اوّل ہم یہہ ظاہر کرینگے کہ یہہ فرض کرکے کہ حقیت مذکور مطابق دفعہ ۱۶۱ - اور دفعات مابعد ایکٹ مزارعان بنگال کے نیلام کیگئی تہی (جو ایک ایسا امر ہے جسکا فیصلہ اسوقت ضروری نہیں) یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی نوٹس زیر دفعہ ۱۶۷ - ایکٹ مذکور نہ دیا گیا تہا۔ جائداد کے مطابق ایکٹ مزارعان بنگال نیلام کئے جانے کا منشاء تہا اور اشتہار نیلام مین بیان کیا گیا ہے کہ "نیلام عام طور پر عملمین آئے گا اور استحقاق قبضہ کاشت مذکور (جس سے بظاہر حقیت مراد ہے) معہ اختیار تنسیخ جملہ مواخذجات کے نیلام کیا جائیگا" یہہ امر صریح ہے کہ حکم مذکور کے مطابق درحقیقت مواخذجات منسوخ نکئے گئے تہے۔ ہمارے روبرو یہہ عذر نہیں کیا گیا کہ وہ منسوخ کئے گئے تہے اسلئے نتیجہ یہہ ہے کہ زیر دفعہ ۱۶۷ نوٹس مطابق اصل ضابطہ کے دیا جانا چاہئے جو دفعہ مذکور مین درج ہے +

سنہ ۱۸۹۶ء
بینی پرشاد سنہا
بنام
ریوٹی لال

مسٹر بنرجی منجانب اپیلانٹ نے یہہ عذر کیا ہے کہ زیر دفعہ ۴۰ - ایکٹ انتقال جائداد حقوق راہن مندرجہ جائیداد مذکور بروئے نیلام کے اُس بقایا زر رہن کی طرف منتقل کئے گئے تہے جو بعد ادائگی اُس رقم کے باقی رہے جسکے واسطے جائیداد نیلام کیگئی تہی - ہم دفعہ مذکور کو وہ موازنہ نہیں دلسکتے جسکا عذر کیا گیا ہے - ہماری رائے مین دفعہ ۴۰ کی غرض یہہ ہے کہ مرتہن کو اُس نقصان کے اثرون سے سبکدوش کیا جائے جو وہ اُسکو اُس جائیداد کے نیلام سے پہونچ سکتے ہین جو اُسکے روپیہ کی کفالت تہی - اور کہ اُسکو بقایا زر رہن کے متعلق ایک استحقاق عطا کیا جائے - کسی طرح پر یہہ منشا نہیں ہے کہ اُن اشخاص کے حقوق کو وسیع کیا جائے جو نیلام بعلت بقایا مالگذاری یا لگان مین خریدار ہین - اگر وہ نیت ہوتی تو کوئی مابعد حکم قانون جسکے روسے یہہ حکم دیا جاتا کہ نیلام بعلت بقایا مالگذاری یا لگان کے روسے مواخذہ سے بریّت حاصل ہوتی ہے غیر ضروری ہوتا - ہماری رائے مین اُن مقدمات کا حوالہ دیئے جانے کا منشا ہے جہان قانون مین اسکے خلاف حکم ہو کہ نیلام بعلت بقایا مالگذاری یا لگان کا اثر یہہ ہونا چاہیئے کہ رہن کالعدم ہو جائے - اس رائے کے متعلق سند موجود ہے یعنے فیصلہ نارس صاحب و بیورلی صاحب جسٹسان بمقدمہ پریم چند پال بنام پورنیما داسی (۱) جسکا حوالہ سبارڈینیٹ جج نے اپنے فیصلہ مین دیا ہے - رہن مذکور جائداد سے ملحق تہا اور کسی عمل قانون کے روسے وہ زائل ہوا تہا اسلئے نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ مدعی کا حق اُسکے متعلق اُس حقیت کے نیلام سے زائل نہیں ہوا جسکے بعد حسب منشاء قانون کوئی بریّت مواخذجات سے حاصل نہین کیگئی ٭

نیز یہہ بہی قرار دینے کی استدعا کیگئی ہے کہ سبارڈینیٹ جج کو یہہ ہدایت کیجانی چاہیئے تہی کہ جائیداد دولتپور کہیرا جو مدعی کے پاس رہن کیگئی تہی اور وہ کسی اور رہن کے تابع نہی اولاً نیلام کیجانی چاہیئے - یہہ عذر بطور ایک توسیع اصول مارشلنگ (ترتیب کفالت) کے پیش کیا گیا تہا یہہ ایک ایسا مقدمہ نہین ہے جو دفعہ ۸۱ - ایکٹ انتقال جائیداد کی ذیل مین آتا ہو - یہہ ایک مقدمہ مابین مرتہنان کے نہیں ہے اور چونکہ مدعی کی خرید بلا رفع مواخذجات کا اثر وہی ہوگا گویا کہ اُسنے تابع مواخذجات کے خرید کی ہے اسلئے یہہ امر راہنان کے حق مین بے انصافی کا باعث ہوگا اگر کوئی ایسا حق منظور کیا جائے اور ہمین کوئی ایسی سند معلوم نہیں ہے جسکے روسے اُسکو ایسا حق بخلاف مرتہنان کے حاصل ہو - مقدمہ لالہ دلا ورسہائے بنام دیوان بلاقی رام (۲) جسکا حوالہ انڈین لا رپورٹ مین سے دیا گیا ہے ایک سند بخلاف اُس حق کے ہے جسکا حوالہ دیا گیا ہے - اسکے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۶ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۸

سنہ ۱۸۹۶ع
بینی پرشاد سنہا
بنام
ریوٹے لال

روسے اپیل نمبر ۹۵ کا فیصلہ ہوجاتا ہے جو معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئیے +

اپیل نمبر ۱۳۲ مین اپیلانٹ مدعا علیہ نمبر ۸ ہی جو نیلام بعلت بقایا مالگذاری سرکار مین کل منقسمہ حصہ محال ہیدر اکبر تا بجد ۲ آنہ کا خریدار ہوا تہا۔ یہہ ایک جداگانہ محال نہین ہو لیکن مالگذاری سرکار جداگانہ طور پر ادا کیجاتی تہی +

بحث اول جو ہمارے روبرو کیگئی ہی نہایت عجیب ہے۔ ایک ڈگری مدعا علیہم نمبر ۲۵ لغایتہ نمبر ۲۹ نے بخلاف راہنان کے بعض جائدادہای کے رہن ناموجات پر حاصل کی تہی جسکی تفصیل کا یہان درج کرنا ضروری نہین ہی۔ مدعی نالش مذکور نے بوساطت مدعی حال کے جو اسکا مختار تہا قبل نیلام جائداد کے بقایا زرشمن محال ہیدر اکبر کا قبضہ بعد نیلام بعلت بقایا مالگذاری سرکار کے حاصل کیا تہا اور راہنان کی رضامندی سے اُسنے زر مذکور کو ادائگی زر واجب الادا بحق خود مین استعمال کیا تہا۔ اسمین کوئی امر ممنوع نہ تہا۔ قرضہ فی الواقعہ واجب الادا تہا۔ مدیونان نے خاص راہنان کو اجازت دی تہی کہ یہہ روپیہ حاصل کرلین اور وہ فی الواقعہ اُنکے حق مین واجب الادا تہا۔ ممکن ہو کہ اگر مدعی نے اپنے حقوق مرتہنی کو بیان کیا ہوتا تو وہ ایسی ادائگی کے کئے جانیکو روک سکتا تہا۔ لیکن کہ یہہ امر کسطرح اپیلانٹ حال جسنے روپیہ اُس جائداد کے واسطے ادا کیا تہا جو اُسنے خریدکی تہی اُس امر کے متعلق عذر کر سکتا تہا جو کہ کیا گیا تہا ہماری سمجھ مین نہیں آسکتا۔ وہ تابع رہن مدعی کے خرید کر رہا تہا۔ وہ رقم ادا کردہ کے ایک جزو کو اتحقاق انفکاک مین استعمال کرنے کے واسطے واپس نہیں لیسکتا تاکہ زر رہن کا کوئی جزو ادا کرے یہہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کسطرح سے مدعی کا فعل کسی طرح سے ایک استحقاق کو اُسکے برخلاف پیدا کرسکتا ہے +

ازان بعد یہہ ظاہر کیا گیا تہا کہ سود مرکب عاید کیا جانا چاہئے۔ معاہدہ سود مرکب کی نسبت تہا اور ہمین یہہ معلوم نہیں ہے کہ رقم مذکور درست طور پر معلوم نہیں کیگئی +

انشائے اپیل ہذا بہی ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئیے +

اپیل خارج کیا گیا +

اپیل

۵ مئی ۱۸۹۶ء

باجلاس مسٹر میکفرسن صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس

سرت چندر پرکالیشتہا (مدعی علیہ) **بنام** پرکاش چندر داس چودہری (مدعا علیہم)

ریگولیشن اراضیات مال آسام (اول ۱۸۸۶ء) دفعات ۵۴ ضمن (ط) و ۶۷ و ۹۶ ۔ نالش تقسیم ۔ عدالت دیوانی کا اختیار سماعت تقسیم "کمل" و "غیر مکمل" ۔ کل محال ✣

ایک محال اسوجہ سے حسب منشاء ریگولیشن اول ۱۸۸۶ء آسام کل محال کہلانیکے قابل نہیں ہوتا کہ چند قطعات اراضی اُسکے اور کسی محال کے مشترک ملکیت ہیں یا کہ وہ بلا بٹوارہ دیتے ہیں یا کہ اُنکا قبضہ کسی غیر محدود طریق پر بالاشتراک دوسرے اشخاص کے رکہا گیا ہی ✣

جہانکہ نالش واسطے تقسیم ایک محال کے رجوع ہوگئی ہتی اور بعض جزو اُسمین سے بطور بلا بٹوارہ یا ڈیمیتر جایداد دیا اسوجہ مستثنیٰ رکہگئی ہتے کہ اُنکا قبضہ بالاشتراک اشخاص ثالث کے رکہا گیا ہی اور یہ بیان نکیا گیا تہا کہ کس حیثیت سے اُنکا قبضہ ہوا ہے

تجویز ہوئی کہ عدالت دیوانی کا اختیار سماعت بروئے دفعہ ۹۶ ریگولیشن مذکور کے ممنوع تہا ۔

نالش ہذا اُن تین یکسان نالشات مین سے ایک ہے جو مدعی سے عدالت سبارڈینیٹ جج سلہٹ مین واسطے تقسیم اراضیات واقع مختلف مواضعات کی دایر کی تہین جنکا علاقہ جہہ جایداد ہائے مال واقع پرگنہ چیک کے ساتہہ تہا ۔ ان نالشات مین بعض قطعات تقسیم سے اسوجہ سے مستثنیٰ رکہے گئے ہیں کہ وہ یا تو ڈیمیتر یا بلا بٹوارہ ہین یا اُنکا قبضہ اجمالی طور پر بشمولیت دیگر اشخاص کے رکہا گیا ہی لیکن یہہ امر کس طرح اور کس استحقاق سے اشخاص مذکور کا قبضہ تہا یا کس طرح اراضیات مذکور مشترک تہیں عرضیدعوی مین بیان نکیا گیا تہا ۔ تقسیم مالگذاری سرکاری دربارہ اراضیات زیر بحث کی استدعا نکیگئی ہتی اور نہ کوئی بیان مدعیان نے بدین مضمون کیا تہا کہ اُنکی درخواست دربارہ کامل تقسیم سے عہدہ داران مال نے انکار کیا تہا ۔

مدعا علیہم نے منجملہ دیگر وجوہات کے یہہ بہی بیان کیا کہ نالشات بروئے احکام ریگولیشن اراضیات مال آسام ۱۸۸۶ء کے قابل قیام نہیں ✣

سبارڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا کہ مقدمات مذکور مین "ناکمل تقسیم" کا دعوی کیا گیا تہا اور چونکہ یہہ بیان نہین کیا گیا کہ مدعی کی درخواست "تقسیم مکمل" سے کلکٹر نے انکار کیا ہی اسلئے عدالت دیوانی کو کوئی اختیار نسبت سماعت نالشات مذکور کے زیر دفعہ ۹۶ ضمن (ط) ریگولیشن اراضی مال آسام (اول ۱۸۸۶ء) حاصل نہتا اور اُسنے نالش حال کو اسی سبب سے خارج کیا

اپیل از ڈگری ابتدائی مورخہ ۱۸۹۴ء بابو جے گوپال سنہا سبارڈینیٹ جج سلہٹ مصدرہ ۳۰ جون ۱۸۹۴ء

سرت چندر پرکاش ...
بنام
پرکاش چندر داس

نالش نمبر ۱۳۲ قریباً ۹۰ قطعات اراضی کی تقسیم سے متعلق ہے جنکا تعلق کسی نہ کسی تعلقہ نمبر ۸ یا ۱۱ یا ۱ کی ساتھ ہے انمیں سے
۶۰ قطعات تعلقہ نمبر ۸ مین ہین جنمین جملہ مدعا علیہم بشمول فریقین نالش نمبر ۲۰ کا حصہ ہے اور تین قطعات تعلقہ مذکورہ
اور تعلقجات نمبر ۱۱ و ۱ مین مشترک طور پر واقعہ ہین نیز بعض اراضیات جنکی تقسیم کا دعوی نالش نمبر ۲۰ مین کیا گیا ہے اور جو
فریقین نالش مذکور کی ملکیت ہین نالش نمبر ۱۳۲ واسطے تقسیم قریباً ۹۰ قطعات اراضی کے ملحق بہ دیگر تعلقہ جات کے دائر
کیگئی ہے انمین سے قریباً ۳۰ قطعات تعلقہ نمبر ۱ ملحوکہ جملہ فریقین نالش سے علاقہ رکہتے ہین - باقی بعض تعلقہ جات کی
مشترکہ اراضیات ہین جنمین تعلقہ جات نمبر ۱ و ۸ و ۱۱ و ۲۳ و ۲۶ فریقین نالش نمبر ۲۰ کی ملکیت ہین اور تعلقہ جات
نمبر ۹ و ۱۲ و ۲۵ صرف دو مدعا علیہم نالش نمبر ۱۳۲ کی ملکیت ہین +

اسطرح پر معلوم ہوجاتا ہے کہ بعض قطعات واقعہ تعلقہ جات نمبر ۱ و ۸ و ۱۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۶ جنکا تعلق مشترک
طور پر تعلقہ جات مذکورہ و دیگر تعلقہ جات کی ساتھ ہے نالش نمبر ۲۰ سے خارج رکہی گئی ہین اور دیگر نالشات شامل کیگئی
ہین - دفعہ ۱۵۴ ریگولیشن آسام کے رو سے عدالتہای دیوانی کسی معاملہ ذیل مین اختیار سماعت کے استعمال
کرنیسے ممتنع ہین :- (د) دعاوی دربارہ کامل تقسیم (ھ) دعاوی دربارہ ناکمل تقسیم بجز ایک استثنا کے جو صورت
حال سے متعلق نہین ہوتی ہے (و) تقسیم اراضی یا تقسیم مالگذاری بعد از تقسیم اراضی - بروے دفعہ ۹۶ کے تقسیم کا ذکر یا تو
بطور مکمل تقسیم یا ناکمل تقسیم کے کیا گیا ہے "کامل تقسیم" سے مراد تقسیم محال قابل ادائے مالگذاری کی دو یا زیادہ
محال ہاے مین ہے جنمین سے ہر ایک جداگانہ مالگذاری تشخیص کردہ کا ذمہ دار ہو "ناکمل تقسیم" سے مراد تقسیم
محال قابل ادائے مالگذاری ایک یا دو اجزا مین ہے جو مشترک طور پر مالگذاری کی ادائگی کے ذمہ وار ہون -
دفعہ ۹۷ مین یہہ حکم ہے کہ کوئی شخص ناکمل تقسیم محال کی درخواست کرنیکا مستحق ہوگا الا برضامندی
درج رجسٹر شدہ حصہ دار کے جسکے قبضہ مین نصف سے زیادہ جائداد ہو یا واسطے مکمل تقسیم کے اگر
نتیجہ تقسیم یہہ ہو کہ ایک علیحدہ گانہ جائداد واجب الادا مالگذاری سالانہ تا بجد مبلغ صہ کے پیدا ہوجاے -
لیکن اگر تقسیم سے بوجہ موخر الذکر پر انکار کیا گیا ہو تو عدالت دیوانی زیر ضمن (ھ) دفعہ ۱۵۴ ایک
دعوے تقسیم ناکمل کو سماعت کرسکتی ہے واقعہ مذکورہ وقوع مین نہین آیا +

یہہ ایک صورت مکمل تقسیم کی نہین ہے کیونکہ کسی تقسیم مالگذاری کی استدعا نہین کیگئی
اور اپیلانٹان مدعیان کیطرف سے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت دیوانی کا اختیار سماعت بروے دفعہ ۱۵۱ کے

سنہ ۱۸۹۷ع
سرت چندر کالی تنہا
بنام
پرکاش چندر داس

زائل نہین کیا گیا کیونکہ وہ نامکمل تقسیم جسکا حکم ریگولیشن مذکور مین ہی کل محال کی تقسیم دو یا زیادہ اجزا مین ہے مگر اپیلانٹان صرف ایک جزو محال کی تقسیم کے دعویدار ان ہین یا اگر زیادہ تر درستی کے ساتھ بیان کیا جائے تو چند محال ہائے اجزا کی تقسیم کا دعوے کرتے ہین +

ممکن ہے کہ بعض واقعات کی موجودگی مین یہہ عذر درست ہو - اگر اپیلانٹان اور مدعا علیہم مالکان ہون اور ایک کل جائداد کے خاص اجزا پر قابض ہون اور انکو باقی اجزا مین کوئی حق سوائے عام ذمہ داری مالگذاری کے حاصل نہو تو ممکن ہے کہ عدالت باوجود ریگولیشن مذکور کے اس خاص جز و کی تقسیم کر سکے جو انکی ملکیت ہے - مگر صورت حال مین وہ بات موجود نہین ہے اور ہم امر مذکور کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہین کرتے - جہانتک کہ عرضی دعوے سے ظاہر ہوتا ہے اپیلانٹان اور مدعا علیہم کل چند تعلقہ جات کے کامل مالکان ہین نہ کہ انکے کسی خاص جزو کے اور وہ اس امر کے خواہان ہین کہ تعلقہ جات مذکور کی اراضیات کو ایسے طریق پر تقسیم کیا جائے جو انکے واسطے نہائت آسان ہو انہون نے بعض قطعات کو اسوجہ سے مستثنے رکہا ہے کہ وہ مشترک طور پر تعلقہ جات مذکور اور دیگر تعلقہ جات سے علاقہ رکہتے ہین - نیز انہون نے بعض قطعات کو اسوجہ سے مستثنے رکہا ہے کہ وہ مشترک طور پر تعلقہ جات مذکور اور دیگر تعلقہ جات سے علاقہ رکہتے ہین - نیز انہون نے بعض قطعات کو بطور براہتر و دبیتر کے اور بعض کو بباعث مشترک قبضہ دیگر اشخاص کے مستثنے رکہا ہے - لیکن یہہ امر کہ کس طرح اور کس استحقاق سے اشخاص مذکور قابض ہین بیان نہیں کیا گیا +

یہہ امر بالکل صریح ہے کہ اپیلانٹان نے چند تعلقہ جات کی اراضیات کو شامل کیا ہے اور اسطرح وہ عدالت کو ایسا اختیار سماعت عطا نہیں کر سکتے جو وہ کسی ایک قطعہ مذکور کے متعلق استعمال نہیں کر سکتے اور نہ وہ ایسا اختیار سماعت بذریعہ خارج کرنے اُن قطعات اراضی کے عطا کر سکتے ہین جو مناسب طور سے اُنکے ساتھ شامل ہین ریگولیشن مذکور کی سب سے محدود تر تعبیر کر کے عدالت ہائے دیوانی کسی دعوے تقسیم کل محال واجب الادائے مالگذاری کے سماعت کرنیسے ممنوع ہین اور نہ ایسے محال کی اراضی کو تقسیم کر سکتی ہین - ایک جائداد اسوجہ سے کل جائداد کہلانیکے ناقابل نہیں ہو تی کہ چند قطعات اراضی اُسمین اور کسی محال مین مشترک طور پر شامل ہین یا اسوجہ سے کہ قطعات مذکور براہتر یا دبیتر ہین یا کہ اسکا قبضہ اجمالی طور پر بالاشتراک دیگر اشخاص کے رکہا گیا ہے - عرضی دعوی سے ظاہر ہونا چاہیے کہ عدالت کو نالش کے امر مدعابہا کی نسبت کارروائی کرنے کا اختیار سماعت حاصل ہے - عرائض دعوے نالشات حال مین یہہ ظاہر نہیں کیا گیا بلکہ اُنسے اسکے برخلاف ظاہر ہوتا ہے اور

سنہ ۱۸۹۷ء
سرچندر کاشینا
بنام
پرکاش چندر داس

ہماری رائے میں نالشات درست طور پر خارج کیگئی ہیں +

اسلئے بظاہر تقسیم ہونیکے کہ ہمیں بہت دقت پیش آئیگی کیونکہ خواہ اراضیات تقسیم ہی کیجائیں تاہم وہ اُن تعلقجات سے ملحق ہونگی جنکے کہ ساتھ وہ اب ملحق ہیں - مگر اس امر پر زور دینا غیر ضروری ہے ہم اپیلہائے مذکورہ معہ خرچہ خارج کرتے ہیں +

اپیلہائے خارج کئے گئے +

نگرانی فوجداری

باجلاس مسٹر گھوس صاحب جسٹس و ولکنس صاحب جسٹس

متا دیال (سائل) بنام ملکہ معظمہ (فریق مخالف)*

۵ مئی سنہ ۱۸۹۷ء

ایکٹ رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۷۳ و دفعہ ۸۲ - سب رجسٹرار جو بروے حکم رجسٹرار کے تحقیقات کرے - ذمہ داری گواہ کی جو ایسی تحقیقات میں شہادت دے دربارہ استغاثہ کے +

تحقیقات زیر دفعہ ۷۴ ایکٹ رجسٹری خود رجسٹرار کو کرنی چاہئے نہ اپنے اختیارات کو نیابتاً کسی کے سپرد نہیں کرسکتا ایک سب رجسٹرار کی نسبت جو ایسی تحقیقات بروے حکم رجسٹرار کے کی ہو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بتعمیل احکام ایکٹ رجسٹری کے اُس کارروائی یا تحقیقات زیر ایکٹ مذکور میں عمل کر رہا تھا - حکم استغاثہ زیر دفعہ ۸۲ - ایکٹ رجسٹری جو اُس گواہ کے برخلاف صادر کیا گیا ہے جسنے ایسی تحقیقات میں سب رجسٹرار کے روبرو شہادت دی ہو قانوناً غلط ہے +

دو اشخاص بشن دیال و گنگا پرشاد نے اسپیشل سب رجسٹرار گیا کے پاس ایک درخواست واسطے رجسٹری ایک دستاویز کے کی جسکی نسبت اُنہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک شخص تلسی کور نے تحریر کی ہے - سب رجسٹرار نے اُسکی رجسٹری کرنے سے اسوجہ سے انکار کیا کہ تلسی کور نے دستاویز مذکور کے خود تحریر کرنیسے انکار کیا ہے اسپر بشن دیال اور گنگا پرشاد نے زیر دفعہ ۷۳ - ایکٹ رجسٹری رجسٹرار ضلع کے پاس درخواست کی جسنے بجائے اسکے کہ خود اس معاملہ میں تحقیقات کرتا مقدمہ کو واسطے تحقیقات اور رپورٹ کے سب رجسٹرار کے پاس ارسال کیا - دوران تحقیقات میں سائل کا بیان بطور گواہ کے لیا گیا تھا جسکو سب رجسٹرار نے غیر معتبر قرار دیا - رجسٹرار ضلع نے سب رجسٹرار کی رپورٹ پر عمل کرکے بشن دیال اور گنگا پرشاد کی درخواست کو خارج کرکے حکم دیا کہ سائل پر زیر دفعہ ۸۲

---

* نگرانی فوجداری نمبر ۲۰۳ سنہ ۱۸۹۷ء بمقابلہ حکم مسٹر ایچ سویج صاحب رجسٹرار ضلع گیا مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۷ء متضمن بحالی حکم مولوی فیض اللہ اسپیشل سب رجسٹرار ضلع مذکور مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۷ء +

۱۸۹۷ء
متا دیال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

ایکٹ رجسٹری استغاثہ کیا جاے۔ سایل نے ہائیکورٹ مین ایک درخواست واسطے منسوخی حکم رجسٹرار ضلع کے گذرانی۔

بابو لکشمی نرائین سنہا منجانب سایل +

تجویز ہائیکورٹ (گہوس صاحب و ولکنس صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:۔

ہماری یہہ رائے ہے کہ قاعدہ ہذا قطعی قرار دیا جانا چاہیے۔ صاحب رجسٹرار ضلع نے ایک حکم بدین ہدایت صادر کیا ہے کہ سایل پر اُن جہار بیانات کے متعلق استغاثہ کیا جاے جو اُسنے سب رجسٹرار کے روبرو اُس دستاویز کے تحریر کیے جانیکی نسبت دیئے ہیں جو بغرض رجسٹری پیش کیگئی تہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب رجسٹرار نے دستاویز کی رجسٹری کرنے سے انکار کیا تہا اور زیر دفعہ ۷۳ ایکٹ رجسٹری ایک درخواست رجسٹرار ضلع کے پاس واسطے حصول حکم رجسٹری کے کیگئی تہی۔ رجسٹرار ضلع نے معاملہ مذکور مین خود تحقیقات کرنیکے بغیر جیساکہ دفعہ ۷۴ ایکٹ مذکور مین حکم ہے اپنے اختیارات نیابتاً اُسی سب رجسٹرار کو عطا کیے جسنے سایل کی شہادت حلفاًلی تہی اور اُسنے ایک رپورٹ رجسٹرار کے پاس بدین مضمون کی کہ دستاویز مذکور اصلی نہیں ہے۔ صاحب رجسٹرار ضلع نے رپورٹ مذکور پر انحصار کرکے سایل پر زیر دفعہ ۸۲ ایکٹ رجسٹری استغاثہ کیے جانیکا حکم دیا +

ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ رجسٹرار ضلع مجاز تہا کہ اپنے اختیارات کو جو بروئے دفعہ ۷۴ ایکٹ مذکور عطا کیے گئے ہین سب رجسٹرار کو نیابتاً عطا کرتا۔ ورنہ سب رجسٹرار ہی مجاز تہا کہ سایل کے بیانات معاملہ رجسٹری و تحریر دستاویز زیر بحث مین لیتا +

ایکٹ مذکور کی دفعہ ۸۲ مین بیان کیا گیا ہے کہ "جو شخص جرایم مفصلہ ذیل مین سے کسی جرم کا مرتکب ہو وہ مستوجب سزاے قید اُس میعاد کا ہوگا جو سات برس تک ہوسکتی ہے اور اُسپر جرمانہ بہی ہوسکیگا یا دونو سزائیں ہونگی: (الف) بالارادہ دروغ بیان کرنا بحلف یا بلا حلف عام اس سے کہ وہ بروبرو کسی عہدہ دار مامور بہ تعمیل ایکٹ ہذا کے کسی کارروائی یا تحقیقات محکومہ ایکٹ ہذا مین قلمبند ہوا ہو یا نہین" الخ

اب سوال یہہ ہے کہ آیا سب رجسٹرار صورت حال مین وہ بہ تعمیل ایکٹ ہذا کے کسی کارروائی یا تحقیقات محکومہ ایکٹ ہذا مین حسب منشاء دفعہ مذکور عمل کر رہا تہا اسمین شبہہ نہیں کہ اُسکو لوکل گورنمنٹ

سنہ ۱۸۹۷ء
متا دیال
بنام
ملکہ معظمہ قیصر ہند

کیطرف سے بعض اختیارات کے عمل مین لانیکا اختیار زیر ایکٹ مذکور دیا گیا تہا۔ لیکن وہ اختیارات جو بذریعہ دفعہ ۴ کے تمقرر کئی گئی ہین کلیتاً خود رجسٹرار کو حاصل ہین اور اگر وہ اپنے اختیارات بنیابتاً کسی اور شخص کو عطا نہین کر سکتا تو یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ سب رجسٹرار حسب منشاء دفعہ ۷۲ ۸ ایکٹ مذکور عمل کر رہا تہا ✦

معاملکی اس تعبیر کے مطابق ہماری یہہ رائے ہے کہ وہ منظوری استغاثہ سایل جو سب رجسٹرار نے دی ہے قانوناً غلط ہتی اور اسلئے منسوخ کیجانی چاہئے ✦

قاعدہ قطعی قرار دیا گیا ✦

استصواب فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و لکنس صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۷ء
۲۶ رجون

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** تومی حیدی وغیرہ (فریق اول) وغیرہ (فریق دوم) *

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۴۸۔ حکم و تشخیص خرچہ۔ التواء سنوائی حق فریقین ✦

ایک حکم دربارہ ولغرض تشخیص خرچہ زیر دفعہ ۱۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری بوقت صدور فیصلہ زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ مذکور فریقین کے روبرو صادر کیا جانا چاہئے ایسی خرچہ کا حکم اور اُسکی تشخیص مجسٹریٹ کیطرف سے بعد از بہت عرصہ گذرنے کے ندیا جانا چاہئے اور نہ وہ حکم بلا موقعہ دینے فریقین کو کہ حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرین دیا جانا چاہئے ✦

ہر دو مقدمات ہذا کا استصواب ہائیکورٹ سے سشن جج باقر گنج نے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا تہا واقعات کافی طور پر چٹھی استصوابی سے ظاہر ہوتے ہین جسکا اہم جزو حسب ذیل ہے:۔

پہلا۔ سایلان ہر دو مقدمات مین ایک ہی ہین اور ہر دو مقدمات ایکدوسرے کے بالکل مطابق ہین اسلئے وہ ایک ہی فیصلہ کے تابع ہونے چاہئین ✦

دوم۔ سایلان دو مقدمات زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری روبروے ڈپٹی مجسٹریٹ فیروز پور مین فریق دوم تہے فریقہاے اول اور اراضیات متدعویہ مختلف تہی۔ ہر دو مقدمات کا فیصلہ (ہر دو جداگانہ فیصلجات کے) ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو کیا گیا تہا اور ہر ایک مین فریق اول قابض قرار دیا گیا تہا کوئی حکم خرچہ بذریعہ آخری فقرہ دفعہ ۱۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اُسوقت صادر نکیا گیا تہا۔ فیصلہ مین خرچہ کے متعلق کوئی حکم نتہا ۴ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء کو فریق اول نے ایک

۱۸۹۶ء
غلام علی تعمیر عمید
بنام
ذمی جدتی

درخواست (سادہ کاغذ پر) بدین استدعا گذرانی کہ فریق دوم کے برخلاف خرچہ کا حکم صادر کیا جائے اور اُس درخواست پر ڈپٹی مجسٹریٹ نے ذیل کا حکم قلمبند کیا:۔ "فریق دوم کو چاہئے کہ خرچہ مبلغ سے فریق اول کو ادا کرے۔" حکم مذکور ۲ جنوری ۱۸۹۶ء کا مرقومہ ہے ۔

دیسہ۔ حکم مذکور کی نالشی ہی شکایت کیگئی ہے اور اُسکے جواز کی نسبت سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ ۳ ماہ ۱۰ یوم بعد فیصلہ مقدمہ کے صادر کیا گیا تھا اور نیز یہ کہ فریق دوم کی عدم موجودگی میں اور بلا اُسکی اطلاع کے صادر کیا گیا ہے۔ مقدمہ منجد اسندری چودہری بنام کالی کرسٹو پال چودہری (۱) میں ہائیکورٹ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ الفاظ "مجسٹریٹ صادر کنندہ فیصلہ" (مندرجہ دفعہ ۱۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی) سے یہ مراد لیجانی چاہئے کہ اُسکے معنے نہ صرف مجسٹریٹ صادر کنندہ فیصلہ ہیں بلکہ بوقت صدور فیصلہ ہی (ملاحظہ ہو آخری سطر انو فیصلہ مذکور کا جو رپورٹ کے صفحہ ۳۹۱ پر ہے) مگر مقدمہ مذکور میں درخواست خرچہ صرف دو یوم بعد فیصلہ کے کیگئی تھی اور فاضل ججان نے اُن وجوہات پر جو فیصلہ میں بیان کی گئی ہیں دست اندازی کرنے سے انکار کیا تھا۔ رائے محولہ بالا کے ظاہر کرنے میں فاضل ججان نے ایک غیر رپورٹ شدہ فیصلہ مقدمہ محولہ صفحہ ۳۹۰ کی پیروی کی تھی۔ ایک اور مقدمہ گدیر چیتر جی بنام عباد اللہ لسکار (۲) میں معلوم ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ نے وہی رائے اختیار کی تھی اور یہ معلوم ہوگا کہ حکم خرچہ اسوجہ سے منسوخ کیا گیا تھا کہ وہ فریق دوم کی عدم موجودگی میں صادر کیا گیا ہے ۔

پنجم۔ میری رائے میں فیصلہ محولہ بالا کا اثر یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ ایک حکم خرچہ زیر باب ۱۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری بروقت صدور فیصلہ کے صادر کیا جانا چاہئے یا کم از کم اُسکے بعد عرصہ مناسب کے اندر اور روبرو ہر دو فریقین کے اور بعد نوٹس دیئے جانیکے۔ صورت حال میں حکم خرچہ یکطرفہ اور زائد از عرصہ تین ماہ بعد صدور فیصلہ کے صادر کیا گیا تھا۔ میری رائے ہے کہ وہ دیر جو فریق اول کیطرف سے درخواست کے کرنے میں کیگئی تھی نامناسب ہے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مقدمات ہذا استصواب حکام ہائیکورٹ کردوں"۔

تائید استصواب ہذا کے کوئی حاضر نہوا ۔

تجویز ہائیکورٹ (گھوس صاحب و ولکنس صاحب ججان) حسب ذیل ہے:۔

ہماری یہ رائے ہے کہ ان ہر دو مقدمات میں مجسٹریٹ کو چاہئے تھا کہ احکام خرچہ زیر دفعہ ۱۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری یکطرفہ صادر نہ کرتا۔ جبکہ اُسکے احکام زیر دفعہ ۱۴۵ میں کوئی ہدایات نسبت خرچہ کے درج نہیں ہے۔ اور کوئی درخواست خرچہ اُسکے پاس تاریخ صدور احکام مذکورہ سے عرصہ تین ماہ بعد تک نہیں کی گئی تھی۔ کارروائیات زیر دفعات مذکورہ کی نوعیت نیم دیوانی قسم کی ہے دفعہ ۱۴۸ کا منشاء یہ معلوم ہوگا کہ ایک

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۳۸۷ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۸۴

سنہ ۱۸۹۷
ملکہ معظمہ قیصر
بنام
لوتمی چند وغیرہ

حکم اور تشخیص خرچہ اُسوقت فریقین کے روبرو صادر کیا جانا چاہیے۔ پس اس صورت میں ایسے خرچہ کا حکم دیا جانا چاہیے اور وہ مجسٹریٹ سے بعد عرصہ دراز کے اور بلا موقعہ دینے فریقین کو حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرنیکے لئے۔ صادر نکیا جانا چاہیے +

ہم مجسٹریٹ کے حکم مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء کو جو ہر دو مقدمات میں صادر کیا گیا ہے منسوخ کرتے ہیں +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس میکفرسن صاحب و مسٹر جسٹس امیر علی صاحب

سنہ ۱۸۹۷
۷ مئی

اوما سندری دیبی (مدعیہ) سائل **بنام** شبنی چودہرانی و دیگر مسئول علیہم فریق مخالف

ڈگری - ترمیم یا تبدیلی ڈگری - اختیار ہائیکورٹ دربارہ ترمیم ڈگری عدالت ماتحت کے جو مناسب طور پر مرتب کیگئی ہو - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۰۶ و ۵۵۱ - ڈسمسی اپیل کا اثر - طریق عمل +

حکم ڈسمسی اپیل زیر دفعہ ۵۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک آخری فیصلہ اُن سوالات کا ہے جو اپیل میں اٹھائے گئے ہوں اسلئے وہ ایک "ڈگری" ہے اور اس امر میں کوئی تمیز مابین اُس اپیل کے جو زیر دفعہ ۵۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی خارج کیا گیا ہو اور اُس اپیل کے نہیں ہے جو کسی اور دفعہ مجموعہ مذکور کے روسے بعد کامل سماعت کے خارج کیا گیا ہو - رائل بیوی بنام لنگاریڈی (۱) کا حوالہ دیا گیا +

جبکہ ایک اپیل زیر دفعہ ۵۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی خارج کیا گیا ہو یا بصورت اپیل دوم کے جب ڈگری مشعر ڈسمسی نالش ہو تو اُسکا اثر عملی طور پر یہ ہے کہ وہ ڈگری جو بحال کیگئی ہے ایک قطعی ڈگری قابل اجرا ہو جاتی ہے اور ہائیکورٹ کو جو ایسا حکم صادر کرے اختیار ہے کہ عدالت ماتحت کی ڈگری کو جو دراصل بحال رکھی گئی ہے ترمیم کرے تاکہ وہ مطابق اُس فیصلہ کے ہو جائے جو نیز بحال رکھا گیا ہے +

سائل نے ایک نالش بخلاف مدعا علیہم کے عدالت منصف [illegible] میں واسطے دلا پانے قبضہ دو قطعات اراضی اور اُٹھا دیجانے

* فیصلہ دیوانی نمبر [illegible] سنہ ۱۸۹۵ء بمقدمہ اپیل بنا راضی ڈگری اپیل نمبر [illegible] سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ڈبلیو ایچ ایچ صاحب قائمقام ڈسٹرکٹ جج [illegible] صادرہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء مشعر ترمیم ڈگری بابو [illegible] چودہری منصف ضلع مذکور مورخہ ۱۹ فروری سنہ ۱۸۹۴ء +

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱

۱۸۹۷ء
اونا سندری دیبی
بنام
سندو بشینی چودہرانی

اُس یا خانہ کے جو قطعہ نمبر ۲ پر واقعہ تہا دایر کی۔ منصف نے نالش کی ڈگری قطعہ نمبر ۱ کی نسبت صادر کی اور اُسکو قطعہ نمبر ۲ کے متعلق خارج کیا۔ اُس ڈگری کی ناراضی سے فریقین نے عدالت ضلع مین اپیل کیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مدعا علیہم کا اپیل خارج کیا گیا تہا اور مدعی کے اپیل کی ڈگری دیگئی تہی۔ لیکن وہ دادرسی جسکا کہ مدعی مستحق تہا ڈگری مین خاص نکی گئی تہی بنمونہ ڈگری صرف "اپیل ڈگری" کا ہے ✤

مدعا علیہم نے ایک اپیل دوم ہائیکورٹ مین بناراضی ڈگری صاحب جج ضلع رجوع کیا جو زیر دفعہ ۵۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی خارج کیا گیا تہا۔

زان بعد مدعی نے ڈگری مذکور کے اجرا کی استدعا بطور ایک ڈگری قبضہ قطعات اراضی مذکور اور اُٹہائے جانے یا خانہ مدعا علیہم کے کی۔ جنہون نے اجراء ڈگری کی نسبت اس اہم وجہ پر عذر کیا کہ وہ ڈگری جو مدعی نے حاصل کی ہتی ناقابل اجرا ہتی۔ ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے مدعا علیہم کے عذر کو نامنظور کرکے اجرا کا حکم دیا ✤

مدعا علیہم نے صاحب جج ضلع کے حکم کی ناراضی سے جسکے روسے اجراء کا حکم دیا گیا تہا کہ ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔ ہائیکورٹ نے یہہ قرار دیا کہ ڈگری کا اجراء قطعہ نمبر ۱ کے متعلق نہین کیا جا سکتا کیونکہ وہ مطابق قانون کے نہین ہی جسکے روسے یہہ حکم دیا گیا ہی کہ ڈگریات مین صریح طور پر دادرسی عطا کردہ خاص لکہی جانی چاہئے۔ اور ڈگری صورت حال سے یہہ معلوم کرنا ناممکن ہی کہ کس دادرسی کا مدعی مستحق تہا۔ اور قطعہ نمبر ۱ کے متعلق ڈگری کے منظور کرنے مین ہائیکورٹ نے یہہ رائے ظاہر کی کہ اگر ڈگری عدالت ماتحت اُسکے فیصلہ کے مطابق نہتی تو رسپانڈنٹ صاحب جج ضلع کے پاس ایک درخواست زیر دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی اُسکے مطابق کرانیکے واسطے کر سکتا تہا۔ زان بعد سایل نے صاحب جج ضلع کے پاس جسنے ڈگری زیر بحث صادر کی ہتی ایک درخواست بغرض مطابق بنائے جانے ڈگری مذکور کے فیصلہ مذکور کے ساتہ۔ گذرانی۔ صاحب جج ضلع نے درخواست مذکور کو اسوجہ پر نامنظور کیا کہ اُسکو کوئی اختیار ڈگری کے متعلق کارروائی کرنیکا نہین ہے کیونکہ اُسکی ناراضی سے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جاچکا ہے۔ اسپر سایل نے ہائیکورٹ مین درخواست کرکے قاعدہ ہذا حاصل کیا جسکے روسے فریق مخالف بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا تہا کہ کیون صاحب جج ضلع کو ہدایت نکیجانی چاہئے کہ ڈگری کی ترمیم اسغرض سے کرے کہ اُس سے ظاہر ہو کہ کس دادرسی کا سائل مستحق ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء
اوما سندری دیبی
بنام
بندو باسنی چودہرانی

اور اُس نے علے سبیل البدلیت یہ بہی استدعا کی کہ ڈگری کے مرتب کیئے جانے کی ہدایت مطابق اُس فیصلہ ہائیکورٹ کے کیجائی چاہیئے جسکے رو سے مدعا علیہم کا اپیل دوم زیر دفعہ ۱۰۵ مجموعہ مذکور خارج کیا گیا تہا اور اُس مین وہ حیلہ دادرسی ہائے ایزاد کیجانی چاہیئین جو سائیل کو بروئے فیصلہ صاحب جج ضلع کے عطا کیگئی ہین جو فیصلہ کہ اپیل مین بحال کیا گیا تہا ۔ دوران سماعت قاعدہ ہذا مین یہ سوال پیدا ہوا تہا کہ آیا حکم ہائیکورٹ مشعر ڈسمسی اپیل زیر دفعہ ۱۰۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک ڈگری ہے اور کہ آیا ہائیکورٹ کو اختیار تہا کہ عدالت ماتحت کی ڈگری کو ایسے حکم کے رو سے بحال رکہے ۔

بابو سرینات داس و بابو بسنتا کمار بوس و بابو کری تنتا کمار بوس بابو دوارکا ناتہ چکرورتی منجانب سائیل ۔

بابو نیل مادہب بوس و بابو جوگیش چندر رائے و بابو مکند ناتہ رائے منجانب فریق مخالف ۔

تجویز ہائیکورٹ (میکفرسن صاحب و میر علی صاحب جٹسان) حسب ذیل ہے :۔

بر طبق اپیل بنا رہنی حکم مشعر منظوری اجرائے ڈگری عدالت ہذا نے یہ قرار دیا کہ ڈگریدار بروئے ڈگری مذکور کے خاص دادرسی متدعویہ کا مستحق نہ تہا اور اُس نے یہ رائے ظاہر کی کہ اگر ڈگری مطابق فیصلہ کے نہین ہے تو مناسب طریق اوسکے واسطے یہ ہے کہ اُسے بذریعہ ایک درخواست زیر دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مطابق فیصلہ کے بنا رہے زان بعد مدعیہ نے جو ڈگریدار رہنی صاحب جج ضلع کے پاس جسنے ڈگری مذکور صادر کی تہی ایک درخواست بدین غرض کی کہ وہ مطابق فیصلہ کے بنائی جائے صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ چونکہ ڈگری عدالت ضلع تابع اپیل بعدالت ہذا کے ہو چکی ہے اسلئے اوسکو کوئی اختیار اوسکے متعلق کارروائی کرنیکا نہین ہے اوسپر قاعدہ ہذا سائیل نے بغرض اظہار وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ کیون صاحب جج ضلع کو ہدایت نہ کیجانی چاہیئے کہ ڈگری کو مطابق احکام دفعہ ۲۰۶ کے تبدیل کرے صاحب جج اس امر کے بیان کرنے مین درستی پر نہ تہا کہ عدالت ہذا نے عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری کو تبدیل کیا تہا کیونکہ مسلمہ طور پر اُس نے ایسا نہین کیا جو کچہہ وقوع مین آیا تہا وہ یہ تہا کہ عدالت نے مدعا علیہ کے اپیل کو زیر دفعہ ۱۰۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی خارج کیا تہا بحث یہ کیگئی ہے کہ ڈسمسی زیر دفعہ ۱۰۵ ایک ڈگری یا تصفیہ حقوق فریقین نہین ہے بلکہ وہ انکار سماعت اپیل سے زیادہ کسی حد تک نہین پہونچتی اور اسلئے عدالت اپیل ماتحت بروئے حکم ڈسمسی مذکور کے اُس ڈگری کی ترمیم کی درخواست کو سماعت کرنے سے ممنوع نہین ہے جو کہ اُس نے صادر کی ہے

سنہ ۱۸۹۶ع
ارماسندری دیبی
بنام
بندونیسی چودہرانی

یہ صحیح ہے کہ عدالت نیز دفعہ ۵۵۱ عمل کرتے وقت کامل طور پر اپیل کی نسبت کارروائی نہین کرسکتی اور نہ کوئی تبدیلی اُس فیصلہ یا ڈگری مین کرسکتی ہے جسکی کہ نارضی سے اپیل کیا گیا ہو بجز اُسکے کہ ایک قطعی فیصلہ اپیل کا ہے اور اوسکے روسے اُن سوالات کا فیصلہ کیا جاتا ہے جو اپیلانٹ نے اوٹہائے ہون جہانتک کہ اُنکا فیصل کرنا اغراض اپیل کے واسطے ضروری ہو اور ہم کوئی تمیز مابین اُس اپیل کے جو زیر دفعہ ۵۵۱ خارج کیا گیا ہو اور اوس اپیل کے نہین دیکہتے جو کسی اور دفعہ کے رو سے بعد کامل سماعت کے خارج کیا گیا ہو۔ مقدمہ رائل ریڈی بنام لنگا ریڈی (۱) اُس رائے کی تائید مین ہے۔ خواہ درست ہو یا غلط مگر عدالت ہذا کا یہ طریق عمل نہین ہے کہ اُن مقدمات مین ڈگریات مرتب کرے جو زیر دفعہ ۵۵۱ خارج کئے گئے ہون یا بصورت ایک ایسے امر کے جبکہ ڈگری ایک ڈگری ڈسمسی ہو تو سوائے اوسکے قلمبند کرے کہ اپیل خارج کیا گیا ہے لیکن اسکا اثر عملی طور پر یہ ہے کہ وہ ڈگری جو بحال رکہی گئی ہے ایک قطعی ڈگری قابل اجرا بنائی جاے اور اس امر کے متعلق کوئی سوال نہین ہوسکتا کہ عدالت ہذا کو اُس ڈگری کی ترمیم کا اختیار حاصل ہے جو در اصل اسکے رو سے بحال رکہی گئی ہو تاکہ وہ مطابق اوس فیصلہ کے ہو جاے جو نیز بحال رکہا گیا ہے وہ قاعدہ جو صورت حال مین جاری کیا گیا ہے اوسکے رو سے فریق مخالف بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا ہے کہ کیون صاحب جج ضلع کو ترمیم مذکور کے کرنیکی ہدایت نہیجائی چاہیے لیکن یہ امر عین مطابق اوس حکم کے معلوم نہین ہوتا جو عدالت نے بروقت صدور مقدمہ کے صادر کیا تہا۔ مگر کل فریقہا سے اب عدالت کے روبرو پیش ہین اور ہم کامل طور پر اس معاملہ کی نسبت واقعات پر کارروائی کرسکتے ہین یہ ایک مسلمہ امر واقعہ ہے کہ ڈگری صاحب جج ضلع مطابق اوسکے فیصلہ کے نہین ہے ڈگری مین صرف یہ ہدایت کیگئی ہے کہ اپیل کی ڈگری دیجاوے اور اوسمین کوئی دادرسی عطا کردہ خاص نہین کیگئی فیصلہ مین یہ امر صریح طور پر قرار دیا گیا تہا کہ مدعیہ نے اپنا استحقاق اور قبضہ قطعہ نمبر ۲ کی نسبت ثابت کیا ہے جسپر کہ پاخانہ واقعہ تہا اور کہ مدعا علیہ کو چاہیے کہ پاخانہ مذکور کو اوٹہاکر زمین کو خالی کردے اسلیے ہم یہ ہدایت کرتے ہین کہ ڈگری صاحب جج ضلع مشعر تنسیخ ڈگری عدالت اول کی ترمیم کیجاوے اور یہ قرار دیا جاوے کہ مدعیہ کا استحقاق نسبت اراضی (قطعہ نمبر ۲) کے جسپر پاخانہ بنایا گیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱

۱۸۹۷ء
اندامسندری دینی
بنام
بندرشینی چودہرانی

ثابت ہوچکا ہے اورکہ وہ اوسکے قبضہ کی مستحق ہے اور مدعاعلیہ کو چاہیئے کہ پاخانہ کو گراکر زمین خالی کردے مدعاعلیہ خرچہ اپیل و نالش بعد التہائے ماتحت معہ عام سود کے ادا کرے۔ ایک نقل حکم ہذا کی عدالت ماتحت مین ڈگری کے ساتھہ منسلک کرنیکے لئے بہیجی جانی چاہیئے۔

ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم کیگئی

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس امیر علی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۲۴ جون

وبندرا ناتہہ ملک بنام پولین بہاری ملک ویک کس دیگر *

ایکٹ انتقال جائیداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳۵ ضمن (د)۔ رہن۔ دعوے قابل ارجاع نالش۔ ایکٹ انتقال جائیداد دفعہ ۸۴۔ انتقال دعوے واسطے اوس رقم کے جو اوسکی مالیت سے کم ہو۔ وصولی رقم واقعی ادا کردہ کی معہ سود واخراجات ضمنی کے۔

ایک مدیون جو مستفادہ دفعہ ۱۳۵ ایکٹ انتقال جائیداد (۴ ۱۸۸۲ء) کا دعوے کرے اپنی ذمہ داری سے بری ہوجاتا ہے اگر وہ کسی وقت قبل آخری فیصلہ کے وہ رقم ادا کرے یا پیش کرے جو واقعی طور پر ادا کیگئی ہے معہ سود واخراجات ضمنی کے۔

منچی رام بارک بنام ایشن چندر چکربتی (۱) کی پیروی کیگئی۔

مقدار سود تابع دفعہ ۸۴ ایکٹ انتقال جائیداد کے ہے۔

مدعاعلیہ پولین بہاری ملک نے ایک رہن اور مزید مواخذہ علی الترتیب ۲۳ ستمبر اور ۲ نومبر ۱۸۸۲ء کو بحق سوداامنی داسی کے تحریر کیا جس نے انکا انتقال بحق مدعی کے ۲ جنوری ۱۸۹۱ء کو کردیا انتقال مذکورہ کا ذکر سنکر راہن نے منتقل الیہ کو زیر دفعہ ۱۳۵ ایکٹ انتقال جائیداد روپیہ ادا کرنے کیواسطے پیش کیا جو قیمت کہ اوس نے واقعی طور پر انتقال مذکور کے عوض دی تہی معہ سود اور دیگر اخراجات ضمنی کے۔ رقوم مذکور کی مقدار کے متعلق تنازعہ ہوگیا تہا مدعی اونکو مبلغ ۔۔۔ روپیہ بیان کرتا تہا اور مدعاعلیہ صرف مبلغ ۔۔۔ روپیہ اور موخر الذکر رقم بروقت سماعت کے درست ہوتی تہی اس روپیہ کے لینے سے منتقل الیہ نے انکار کیا تہا جس نے ایک نالش (۱) واسطے دلاپانے

---

* نالش ابتدائی دیوانی نمبر ۱۳۹ ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۰۔

۱۸۹۶ء
دبندرا ناتھ ملک
بنام
پولین بہاری ملک

کل رقم واجب الادا بربنائے رہن و مواخذہ مزید کے دایر کی۔ بروقت سماعت کے مدعا علیہ نے اوس رقم کو پیش کیا جو واقعی طور پر مدعی نے ادا کی تھی معہ سود اور اخراجات ضمنی کے۔ مدعی نے کسی ایسی رقم کے لینے سے انکار کیا جو رقم متدعویہ سے کم ہو۔ مقدمہ کی سماعت کیگئی اور امیر صاحب جسٹس نے ۲۱ اپریل ۱۸۹۶ء کو ایک فیصلہ (۱) صادر کیا اور ہدایت کی کہ رجسٹرار کے روبرو ایک تحقیقات واسطے مستحق کرنے ان اخراجات کی رقم کے کیجائے جو انتقال مذکور مین ضمنی طور پر عاید ہوئے ہین۔

مسٹر ایس پی سنہا منجانب مدعی:۔ وہ رقم جو مدعا علیہ نے ۱۰ اپریل ۱۸۹۶ء کو واسطے ادائیگی خرچہ و دیگر اخراجات ضمنی انتقال مذکور کے داخل کی تہی ناکافی ہتی کیونکہ اوس نے صرف معاصہ داخل کئے تہے واقعی اخراجات صاحب رجسٹرار نے مبلغ معامہ قرار دیئے ہین اسلئے مدعی استفادہ دفعہ ۱۳۵ ایکٹ انتقال جایداد کا مستحق نہین ہے زر تعاپا عدالت مین اوسیوقت داخل کیا جانا چاہیئے تہا جب یہ معلوم ہوا تہا کہ وہ رقم جو ابتدا ءً داخل کیگئی ہے کافی نہین۔ اور مبلغ صہ کا اوسوقت داخل کیا جانا جبکہ مقدمہ ۲۲ مئی گذشتہ کو فہرست مقدمات مین شامل کیا گیا تہا عذر مذکور کو رفع نہین کرتا۔ نیز ہم آخری فیصلہ کی تاریخ تک رقم کے سود کے مستحق ہین۔

امیر علی صاحب جسٹس:۔ واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر ابتدائی فیصلہ (۱) مین درج ہین صرف اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ رجسٹرار نے بذریعہ ہدایت کردہ تحقیقات کے روسے قرار دیا ہے کہ اخراجات انتقال مذکور مبلغ معامہ کی حد تک پہنچتے ہین۔ اوسکی رپورٹ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کی مرقومہ ہے ۸ مئی گذشتہ کو ایک درخواست واسطے مقرر کئے جانے تاریخ مزید سماعت اور فیصلہ آخری کے کیگئی تہی۔ مقدمہ کی تاریخ ۲۲ مئی مقرر کیگئی تہی لیکن وہ فریقین کی رضامندی سے ۲۹ مئی تک ملتوی رکہا گیا تہا۔ ۲۷ تاریخ کو مدعا علیہ نے ایک مزید رقم مبلغ صہ روپیہ کی داخل کی۔ مسٹر سنہا منجانب مدعی نے عذر کیا ہے کہ وہ رقم جو مدعا علیہ نے ۱۰ اپریل ۱۸۹۶ء کو داخل کی تہی ناکافی تہی کیونکہ اوس نے صرف مبلغ معاصہ داخل کئے تہے علاوہ اوس زر معاوضہ کے جو مدعی نے اپنے انتقال کے لئے دیا تہا مگر اخراجات مذکور اب مبلغ معامہ قرار دیئے گئے ہین اسلئے مدعا علیہ استفادہ دفعہ ۱۳۵ ایکٹ انتقال جایداد کا مستحق نہین ہے۔ اوس نے یہ بہی عذر

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۸۱۔

۱۸۹۶ء
دینبندنا تہہ ملک
بنام
پولین بہاری ملک

گیاہے کہ زر بقایا اوسیوقت عدالت مین داخل کیاجانا چاہئیے تہا جب کہ یہ معلوم ہوا تہا کہ وہ رقم جوابتداً داخل کیگئی ہے کافی نہ تہی اور کہ مبلغ سے روپیہ وسوقت داخل کئے گئے تہے جبکہ مقدمہ ۲۲ مئی گذشتہ کو فہرست مقدمات مین شامل کیاگیا تہا اور یہ امر اوسکے عذر کو رفع نہین کرتا۔ نیز اوس نے آخری فیصلہ کی تاریخ تک سود کا دعویٰ کیا۔

نسبت امر اول کے یہ امر بظاہر مدعا علیہ کے واسطے ناممکن تہا کہ وہ معلوم کرتا کہ اخراجات کس حد تک پہنچتے ہین مدعی نے کوئی اطلاع متعلق بہ این امر نہ دی تہی اسلئے رقم مذکور کے معلوم کرنیکو واسطے تحقیقات کی ہدایت کیگئی تہی بروئے واقعات موجودہ مدعا علیہ کے متعلق صرف یہ امید ہوسکتی تہی کہ وہ ایک رقم تخمیناً داخل کرے چنانچہ اوس نے عدالت مین مبلغ مع علاوہ اوس رقم کے داخل کئے تہے جو مدعی نے ادا کی تہی۔ اور اسطرح سے اوس نے اپنی نیت ظاہر کی تہی کہ وہ اوس مطالبہ پر کاربند ہے جو اوس نے کئی بار مدعی سے کیاہے ۱۹ دسمبر ۱۸۹۲ء کو یہ قرار دیا گیا تہا کہ اخراجات مبلغ معہ کئی آنہ کے حد تک پہنچتے ہین۔ مقدمہ موچی رام بارک بنام ایشن چندر چکربتی (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مدیون جو استفادہ دفعہ ۱۳۵۔ ایکٹ انتقال جایداد کا دعویٰ کرے اپنی ذمہ داری سے بری ہوجاتاہے اگر وہ کسی وقت قبل آخری فیصلہ کے زرمعاوضہ معہ اخراجات وسود کے ادا کردے۔ مدعا علیہ نے صورت حال مین شروع ہی سے دفعہ مذکور کے استفادہ کا دعویٰ کیاہے اوس نے زرمعاوضہ مذکور انتقال کئے جانے سے تہوڑے عرصہ بعد مدعیکے پیش کیا تہا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس امر کا خواہان رہا ہے کہ وہ مدعیکو وہ رقوم ہی ادا کریگا جنکا کہ مستحق وہ دربارہ اخراجات ضمنی وسود کے ہو۔ اس امر کے ظاہر کرنیکو واسطے کہ وہ نیک نیتی سے عمل کررہا تہا اوس نے عدالت مین مبلغ ۔ ۱۰ اپریل ۱۸۹۶ء کو داخل کئے تہے۔ میری رائے مین وہ استفادہ دفعہ ۱۳۵۔ ایکٹ انتقال جایداد کا مستحق ہے۔

میری یہ بہی رائے ہے کہ زیر دفعہ ۸۴۔ ایکٹ انتقال جایداد مدعی مبلغ کے سود کا مستحق صرف ۶ مارچ ۱۸۹۶ء تک تہا۔ مین سمجہتا ہون کہ وہ رقم جو عدالت مین داخل کیگئی ہے کامل طور پر اوس رقم کے برابر ہے جسکا کہ مستحق مدعی زیر دفعہ ۱۳۵ ہے اسلئے مین حکم دیتا ہون کہ وہ رقوم جو عدالت مین مدعا علیہ نے داخل کی ہین مدعیکو ادا کیجاتین اور مدعیکو چاہئیے کہ اوس جایداد کا انتقال ثانی بحق مدعا علیہ کے کرے جو تابع رہن کو مذکور

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۰۵۔

۱۸۹۶ء
بہدر ناتہ ملک
بنام
پولین بہاری ملک

بری اُن جملہ اخراجات کے جو اوس نے یا کسی ایسے شخص نے عاید کیئے ہون جو اوسکی وساطت سے دعویدار ہوا وہ اُسے چاہیئے کہ وہ تمام دستاویزات متعلق بہ جایداد مذکور جو اوسکے قبضہ یا اختیار مین ہین اوسکے حوالہ کر دے ایسے تحقیقات کا تصفیہ عدالت کے رجسٹرار سے کیا جانا چاہیئے اگر فریقین کے مابین اوسکے متعلق اختلاف کیا جاوے۔

بلحوظی طریق عمل میکے مجھے یہ ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ مدعا علیہ کو خرچہ نالش مطابق پیمانہ نمبر ۲ کے ادا کرے۔

اٹرنی منجانب مدعی:۔ مسٹر این سی بوس۔

اٹرنی منجانب مدعا علیہ پولین بہاری ملک:۔ مسٹر جی سی فار۔

باجلاس جنکنس صاحب جسٹس

۱۳ جولائی ۱۸۹۶ء

اچال بالا بوس بنام سرندر ناتہ ڈے ✻

سود در رہن۔ سود ڈگری رہن پر۔ ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۹۰ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۷۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۰۹ و ۲۲۲ و ۲۴۴۔ ضمیمہ ۴ نمونہ جات نمبر ۱۰۹ و نمبر ۱۲۸ نمونہ ڈگری۔ طریق عمل۔

عدالت کو اختیار ہے کہ ایک ڈگری رہن زیر دفعہ ۸۶ ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) مین تاریخ ڈگری سے بعد کا سود اوس تاریخ سے جو ڈگری مین ادائیگی کے واسطے مقرر کیگئی تاریخ ادائیگی رقم مذکور تک عطا کرے۔

امولک رام بنام لچھمی نرائن (۱) سے اختلاف کیا گیا۔

نالش ہذا واسطے دلاپانے مدعا علیہ سے زر اصل ادا کردہ بربنائے دو بنگالی دستاویزات رہن معہ سود و خرچہ کے دائر کیگئی تھی اور سوال صرف یہ اُٹھایا گیا تھا کہ آیا بلحوظی فیصلہ مقدمہ امولک رام بنام لچھمی نرائن (۱) کی ڈگری مین ادائیگی سود مابعد کا حکم اوس عرصہ کے متعلق دیا جانا چاہیئے جو بعد انقضاے تاریخ ادائیگی کے (جو عرصہ چھ ماہ تک تاریخ ڈگری سے مقرر کیگیا ہے) واقعی وصولی تک گذرا ہو۔

مسٹر ڈی منجانب مدعی:۔ آیا عدالت ہذا ایک نالش رہن مین زیر دفعات ۲۰۹ و ۲۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کسی ایسے حکم کے رو سے سود کے ادا کرنے سے ممتنع ہے جو ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) مین درج ہے؟

✻ نالش ابتدائی دیوانی نمبر ۲۴ ۱۸۹۶ء

(۱) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۴

۱۸۹۷ء
اجالا بالا بوس
بنام
سرندرا ناتھ دے

ایک ڈگری رہن ایک ادائیگی زر حسب منشا دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہوتی ہے۔ عدالت ہذا کا طریق عمل کئی سالہائے گذشتہ سے یہ رہا ہے کہ ایسا سود ادا کیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو قواعد و احکام ہائیکورٹ صاحبان قاعدہ نمبر ۵۵) فیصلہ مقدمہ امولک رام بنام لچھمی نراین (۱) عدالت ہذا پر قابل پابندی نہین ہے اور نہ وہ درست ہے۔ فیصلہ مذکور اس قیاس پر مبنی ہے کہ الفاظ دفعہ ۸۸ مجموعہ جو بہ اسطرح ہین "بحق مدعی واجب الادا ہو" جو اس امر کے استعمال کئے گئے ہین کہ زیر دفعہ ۸۶ حساب و کتاب لیا جانا چاہئے اور کہ اگر رقم مذکور کے علاوہ کوئی بقایا ہو تو وہ مدعا علیہ کو ادا کیا جانا چاہئے لیکن اس رقم سے زیادہ بھی ادا کیا جا سکتا ہے جو بروئے ایسے حساب و کتاب کے واجب الادا معلوم ہو کیونکہ دفعہ ۹۴ مین خرچہ مابعد کے بخلاف مدعا علیہ ادائی جانیکے متعلق حکم ہے۔

ایکٹ مذکور مین قطعی فیصلہ کا قیاس کیا گیا ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۹۲ و دفعہ ۸۶ مین یہ حکم ہے کہ عدالت دو صورتوں مین سے ایک کے مطابق ڈگری صادر کر سکتی ہے یا تو ایک ڈگری مشعر حکم حساب و کتاب رقم واجب الادا بربنائے زر اصل معہ سود و خرچہ صادر کر سکتی ہے یا ایک ڈگری مشعر قرارداد زر اصل معہ سود و خرچہ تا تاریخ ڈگری صادر کر سکتی ہے۔ الفاظ جو اسطرح ہین "واجب الادا ہو" مندرجہ فقرہ دوم اس رقم کے علاوہ نہین رکھتے جو صرف تاریخ مابعد پر واجب الادا ہو بلکہ اس مین ایک ممکن ڈگری مشعر قرارداد رقم واجب الادا بر تاریخ ڈگری شامل ہے۔ ایک ایسی ڈگری پر سود لایا جاتا ہے دفعہ ۸۰ کے رو سے عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ میعاد ادائیگی کو وسیع کرے۔ یہ امر مشکل سے ہو سکتا تھا اگر بعد مین سود کا عاید ہونا بند کیا گیا ہوتا۔ دفعہ ۸۸ مین الفاظ جو اسطرح ہین "بحق مدعی واجب الادا معلوم ہو" مین بالضرور اس رقم کا معلوم کیا جانا شامل نہین ہے جو تاریخ ادائیگی پر واجب الادا ہو۔ دفعہ ۹۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ "رقم واجب الادا موجود الوقت بربنائے رہن" سے وہ رقم مراد نہین ہو سکتی جو بروئے ڈگری ابتدائی کے واجب الادا ہو اس سے تصفیہ مابعد ظاہر ہوتا ہے جسکے متعلق دفعہ ۹۴ مین حکم ہے۔ دفعہ ۹۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی نالش بروئے ان واقعات کے جنکی نسبت دفعہ مذکور مین حکم ہے زر ثمن مین سے کل سود واجب الادا بربنائے رہن کے پانے کا مستحق ہوگا اس سے بھی ایک آخری تصفیہ کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ دفعات ۲۰۹ و ۲۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے کامل اختیار عدالت کو دستی ممہر ایسی حکم کے دیا گیا ہے جو دربارہ مابعد سود بربنائے ڈگری کے ہو ملاحظہ ہو نمونہ نمبر ۱۳۵ مندرجہ ضمیمہ مجموعہ ضابطہ دیوانی نمونہ ملے نہ کہ خود مجموعہ مذکور کے احکام پر مبنی ہین

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۷۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
اچالا بالا بوس
بنام
سرندرا ناتھ دے

اور جب وہ بشمولیت احکام مجموعہ مذکور متعلق بہ امر زیر بحث حال کے پڑہے جائیں تو اولسے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ سود مابعد ڈگری سے متعلق دلایا جانا چاہئے۔

مدعا علیہ کیطرف سے کوئی حاضر نہوا۔

جنکنس صاحب جسٹس:۔ یہ ایک عام نالش رہن ہے جسمین مدعیہ اپنی کفالت کو موثر کرانا چاہتی ہے اور وہ سوال جو زیر بحث ہے صرف یہ ہے کہ آیا ڈگری مین ادائیگی سود مابعد کا حکم دیا جانا چاہئے تہا ایک فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ امولک رام بنام لچھمی نراین رام سے متعلق کیا گیا ہے جسکا ہیڈ نوٹ حسب ذیل ہے:۔

ایک نالش بربنائے رہن بغرض نیلام جائداد مرہونہ مین عدالت کو کوئی اختیار زیر دفعہ ۸۶ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء یا بخر استقرار زیر دفعہ مذکور مین اس عرصہ کی نسبت سود عطا کرنیکا حاصل نہین ہے جو بعد تاریخ ادائیگی کے ہو جو تاریخ کہ ڈگری سے عرصہ ۶ ماہ کے اندر مقرر کیجاتی ہے۔

دفعات ۲۰۹ و ۲۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۸۸۲ء ان خاص احکام دربارہ عطائی سود پر حاوی نہین ہین جو کہ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء مین درج ہین۔

اُس ڈگری کی تعبیر کرنے مین جسکے الفاظ ذو معنی ہین اگر ممکن ہو سکے تو ایسی تعبیر اختیار کیجانی چاہئے جسکے رو سے ڈگری مطابق قانون ہو جائے نہ کہ ایسی ڈگری جسکے کہ صادر کرنیکا عدالت صادر کنندہ ڈگری کو کوئی اختیار نہو۔

وہ جزو فیصلہ مذکور جو واقعی امر زیر بحث کے ساتہہ علاقہ رکہتا ہے حسب ذیل ہے:۔

اب ڈگریداران کیطرف سے یہ عذر کیا جاتا ہے کہ ڈگری مذکور کے رو سے اونکو زر اصل کا سود بعد انقضائے اوس میعاد چہہ ماہ کے عطا کیا گیا تہا جو عدالت نے واسطے ادائیگی زر مذکور کے مقرر کی تہی ہم کو دیکہنا چاہئے کہ صورت حال مین مطابق قانون ڈگری کیا ہوگی۔ ایک ڈگری نیلام زیر ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء صادر ہو سکتی تہی۔ امر مذکور کو ملحوظ رکہنا ضروری ہے وہ ڈگری جو حال جیسی نالش مین صادر ہو سکتی ہے وہ ہے جو دفعہ ۸۸ ایکٹ مذکور مین خاص کیگئی ہے ایک ڈگری ہے زیر دفعہ ۸۸ کے مطابق اوس مضمون کے ہوگی جسکا ذکر دفعہ ۸۶ ایکٹ مذکور کے فقرات اول و دوم مین کیا گیا ہے اور اوسمین عدالت یہ بہی حکم شامل کریگی کہ درصورت ادا نہ ہونے زر باقیتی حسب مندرجہ دفعہ مذکور منجانب مدعا علیہ کے جائداد مرہونہ یا اوسکا جزو بقدر کافی نیلام کیا جائے اور اوسکا زر ثمن (بعد وضع کرنے اخراجات نیلام کے) زر ثمن مذکور سے عدالت مین جمع ہوکر اوسمین سے وہ مبلغ جو باقیتی مدعی قرار پایا ہو ادا کیا جائے اور زر بقایا اگر کوئی ہو مدعا علیہ کو یا اور ایسے اشخاص کو دیا جائے جو اوسکے پانے کے مستحق ہون"۔

سنہ ۱۹۰۸ء

اچلا بلا بوس

بنام

غفیر ندر ناتھ دے

اس امر کے معلوم کرنیکے واسطے کہ اس مضمون کی ڈگری کیا ہوگی جسکا ذکر دفعہ ۸۶ مین کیا گیا ہے ہمین دفعہ ۸۶ کیطرف غور کرنا چاہئے ۔ ہم معلوم کرتے ہین کہ بروئے فقرہ اول دفعہ ۸۶ کے عدالت ایک ڈگری بدین حکم صادر کریگی کہ زر واجب الادا بحق مدعی بربنائے زر اصل وسود وخرچہ نالش کا اگر کوئی ہو تاریخ محولہ ذیل پر حساب کتاب لیا جائے یا زر واجب الادا مذکور تاریخ صدور ڈگری مذکور پر واجب الادا اقرار دے ۔ یہ امر صریح ہے کہ الفاظ دفعہ ۸۸ سے جو قیمتی مدعی قرار پایا ہو سے وہ رقم مراد ہونی چاہئے جسکا ذکر دفعہ ۸۶ کے فقرہ اول مین کیا گیا ہے یعنی یا تو رقم واجب الادا جو بروئے اوس حساب کتاب کے معلوم ہوئی جسکے لینے کی ہدایت دفعہ مذکور مین کیگئی ہے یا وہ رقم جو عدالت نے بروقت صدور ڈگری کے واجب الادا قرار دی ہو یہ امر بھی ظاہر ہے کہ زیر دفعہ ۸۶ کوئی آیندہ سود بعد اوس تاریخ کے حساب کتاب مین درج نہین کیا جا سکتا اور عدالت کیطرف سے واجب الادا اقرار دیا جا سکتا ہے جو تاریخ صدور ڈگری سے عرصہ ۶ ماہ کے اندر ہو اور دفعہ ۸۸ سے یہ امر صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زر ثمن جسکی ڈگری زیر دفعہ مذکور دیگئی ہو بعد وضع کرنے اخراجات نیلام کے رقم واجب الادا بحق مدعی کے ایفا مین استعمال کیا جانا چاہئے اور کہ زر بقایا اگر کوئی مدعا علیہ یا کسی اور شخص کو عطا کیا جانا چاہئے جو اوسکا مستحق ہو ۔ دفعہ مذکور سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صرف وہ رقم جو عدالت نے بروقت صدور ڈگری کے واجب الادا اقرار دی ہو یا بروئے حساب کتاب زیر دفعہ ۸۶ کے واجب الادا معلوم ہو ۔ عدالت زر ثمن نیلام مین سے مدعی کو ادا کرسکتی ہے اور عدالت کو کوئی اختیار نہین ہے کہ حساب کتاب زیر دفعہ ۸۶ یا اپنی قرارداد زیر دفعہ مذکور مین اوس تاریخ سے بعد کا سود عطا کرے جو تاریخ ڈگری سے عرصہ ۶ ماہ کے اندر مقرر کیجاتی ہے بعض اوقات کی موجودگی مین اوس رقم کو متحقق کرنے مین جو بحق مرتہن واجب الادا ہو بعض مزید اخراجات زیر دفعہ ۹۴ ایکٹ مذکور زر رہن مین ایزاد کئے جاتے ہین لیکن کوئی حکم ہی واسطے ایزاد کرنے مزید سود کے جہانتک کہ ہمین معلوم ہے موجود نہین ہے ۔

ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ خرچہ ڈگری دادہ پر سود کا عطا کرنا خلاف احکام دفعہ ۸۶ ہے وہ اختیار جسکا استعمال عدالتہائے عطائے سود تا نوایت وصولی زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی کرتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری دادہ نیلام کیصورت مین بروئے دفعات ۸۶ و ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے زائل کیا گیا ہے بہتر یہ ہوگا کہ اگر عدالتہائے اول یا عدالتہائے اپیل ان مقدمات مین جو زیر ایکٹ انتقال جایداد پیدا ہوتے ہون دفعات ایکٹ مذکور پر غور کرین جنمین قانون متعلق بہ این امر درج ہے جنکا کہ نافذ کرنا واضعان قانون ہند نے ضروری سمجھا ہے ہم کو یہ حیثیت جج ان کے کوئی اختیار نسبت تبدیلی قانون کے حاصل نہین اور ہمکو کوئی اختیار نسبت تصادر کرنے ڈگری ایسی ایسی کے نہین جو خلاف احکام قانون ہون جبکہ قانون مین ڈگری صادر کرنیکا نمونہ درج ہے یہ قیاس کرنا محفوظ نہین ہے کہ قانون انتقال جایداد ایسا قانون ہے جو انگلستان کی عدالتہائے چانسری مین استعمال کیا جاتا ہے "

بباعث دقیق عملی مشکلات کے اس فیصلہ کے رو سے پیدا ہونے کے اوسکا وسیع کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ یہ ایک عام امر ہے کہ نیلام بروئے ڈگری بلا شبہ طور پر اور بالضرور کسی قدر درنگ کے ساتھ عمل مین آتا ہے اور یہ امر عموماً وقوع مین آتا ہے کہ

سنہ ۱۸۹۶ء
اچالابالاپرس
بنام
سرندرانا تھہ رای

التوا اس قدر ضروری بحق راہن کے ہوتا ہے جس قدر کہ بحق مرتہن کے ہوتا ہم یہ امر اعتبار تعبیر ایکٹ پر حادی نہین ہو سکتا۔ اگر اوسکی عبارت صریح اور صاف ہو۔ وہ دفعات جنکا حوالہ مقدمہ مذکور مین دیا گیا ہے دفعات ۸۶ لغایت ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد مین و نیز دفعات ۳۰۹ و ۲۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کے درست منشا کو معلوم کرنیکیواسطے ہر دو مجموعہ ہای مذکور کے دیگر احکام کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔

دفعہ ۸۸ مین حسب ذیل حکم ہے:۔

"اگر نالش واسطے نیلام کے رجوع ہو اور مدعی کامیاب ہو جاوے تو عدالت کو لازم ہے کہ ڈگری متضمن اوس حکم کے صادر کرے جو دفعہ ۸۶ کے فقرہ اول مین مندرج ہے اور اوس مین یہ بھی حکم شامل کرے کہ درصورت نہ ادا ہونے زر یا قیمتی حسب مندرجہ دفعہ مذکور منجانب مدعا علیہ کے جایداد مرہونہ یا اوسکا جزو بقدر کافی نیلام کیا جاوے اور زر نیلام (بعد وضع کرنے اخراجات نیلام کے زرثمن مذکور سے) عدالت مین جمع ہو کر اوس مین سے وہ مبلغ جو قیمتی مدعی قرار پایا ہو ادا کیا جاوے اور جو باقی رہے (اگر کچھہ باقی ہو) وہ مدعا علیہ کو یا اور لوگون کو دیا جاوے جو اوسکے پانے کے مستحق ہون"

"اگر نالش واسطے اسقاط حق راہنی کے ہو اور مدعی کامیاب ہو اور اوس مین رہن قسم صحیح بالوفا سے نہو تو عدالت کو اختیار ہے کہ بروقت درخواست مدعی یا کسی اور شخص کے جسکو زر رہن یا حق انفکاک رہن سے تعلق ہو اگر مناسب سمجھے اوسی قسم کی ڈگری (بجائے ڈگری بیعبات کے) باندراج ان شرائط کے جو مناسب معلوم ہون صادر کرے جس مین یہ شرط بھی اگر عدالت مناسب سمجھے شامل ہو سکتی ہے کہ شخص مذکور ایک تعداد معقول جو عدالت مقرر کرے اور جو واسطے ادائے اخراجات نیلام اور مصارف تعمیل شرائط ڈگری کے کافی ہو داخل کرے"

اسلئے واسطے معلوم کرنے کامل اثر دفعہ ۸۸ کے دفعہ ۸۶ کو ملحوظ رکھنا چاہئے جو حسب ذیل ہے:۔

"جس نالش مین اسقاط حق راہنی کا دعویٰ ہو اگر مدعی کامیاب ہو جاوے تو عدالت ڈگری اوس حکم سے صادر کرے گی کہ اوس تاریخ تک جو ذیل مین مذکور ہے مدعیکو رہن کے رو سے بابت اصل و سود اور خرچہ مقدمہ کے جس قدر پاتا ہے اگر اوسکا کچھہ پانا قرار دیا گیا ہو اوسکا حساب کیا جاوے یا جو کچھہ بابت اصل و سود اور خرچہ کے تاریخ ڈگری تک مدعیکا پانا ہو ڈگری مین ظاہر کر دیگی اور اوس مین یہ حکم شامل کریگی کہ اگر مدعا علیہ اوس تاریخ سے جس تاریخکو عدالت کل مبلغ یا قیمتی مدعی ظاہر کرے چھہ مہینے کے اندر اوس روز پر جو کہ عدالت سے مقرر ہو زر یا قیمتی مذکور مدعیکو ادا یا عدالت مین جمع کر دے تو مدعیکو لازم ہے کہ دستاویزات متعلقہ جایداد مرہونہ جو اوسکے قبضہ یا اختیار مین ہون مدعا علیہ کو یا اوس شخص کو جو اوسکی طرف سے مقرر ہو حوالہ کرے اور جایداد مرہونہ کو صاف اور بری اون تمام مواخذہ جات سے جو مدعی نے یا کسی اور شخص نے جو اوسکی

سنہ ۱۸۹۷ء
اچالا بابوس
بنام
سرندرا ناتھ دے

طرف سے دعویدار ہوا وسپر قایم کئی ہون یا اگر مدعی اور لوگون کے ذریعہ سے دعویدار ہو تو صاف اور بری ان مطالبہ جات سے جو ان لوگون نے اوسپر قایم کئی ہون مدعا علیہ کے نام منتقل کردے اور اگر ضرورت ہو مدعا علیہ کو جایداد پر قابض کرا دے ''

ازان بعد دفعہ ۸۹ مین یہ حکم ہے کہ :-

''اگر کسی مقدمہ مذکورہ دفعہ ۸۸ مین مدعا علیہ مبلغ یا عدالت مین تاریخ مقررہ پر تعداد زر رہن واجب اور خرچہ اگر دلایا گیا ہو اور خرچہ آیندہ جو دفعہ ۹۴ مین مذکور ہے ادا کرے تو اگر ضرورت ہو مدعا علیہ جایداد مرہونہ پر قابض کرا دیا جائیگا الا اگر زر واجب الادا ادا نہ کیا جاے تو مدعی یا مدعا علیہ (جیسی کہ صورت ہو) عدالت مین اسبات کی درخواست کرسکیگا کہ حکم قطعی واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے صادر ہو ازان بعد عدالت حکم اس مضمون کا صادر کریگی کہ جایداد مذکور یا جزو اوسکا بقدر کافی نیلام ہو کر اوسکے زر ثمن کی نسبت ویسا ہی عمل کیا جاے جیساکہ دفعہ ۸۸ مین مذکور ہے اوسوقت سے مدعا علیہ کا حق بابت انفکاک رہن کے اور نیز کفالت دونون معدوم ہو جاینگے ''

اوس فیصلہ سے جسکا کہ مینے حوالہ دیا ہے یہ معلوم ہوگا کہ مطابق اوس راے کے جو الہ آباد ہائیکورٹ نے ظاہر کی ہے فقرہ ''جو بسطر خرچہ بحق مدعی واجب الادا معلوم ہو'' مندرجہ دفعہ ۸۸ سے مراد وہ رقم ہے جسکا کہ حوالہ دفعہ ۸۶ کے فقرہ اول مین دیا گیا ہے بالفاظ دیگر لفظ ''بسطر خرچہ'' کے رو سے صرف مختلف عنوانہاے مقروضیت ہی کا حوالہ نہین دیا گیا جنکا کہ ذکر فقرہ مذکور مین کیا گیا ہے یعنے زر اصل وسود و خرچہ کا بلکہ اوس تاریخ کا بھی جو وہان ظاہر کیگئی ہے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ''بسطر خرچہ'' کو اسقدر وسعت دینا اوس امر کے مخالف ہے جو اوس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ فقرہ مذکور مین الفاظ ''جو بسطر خرچہ تاریخ ڈگری پر واجب الادا ہو'' اوسوقت سے علاقہ رکھتے جو علاوہ اوسوقت کے ہی بحوالہ جسکے وہ حساب و کتاب لیا جانا چاہئے جسکا کہ ذکر دفعہ مذکور کے فقرہ مذکور مین کیا گیا ہے اس امر سے یہ نتیجہ جایز طور پر پیدا ہوتا ہے کہ فقرہ ''جو بسطر خرچہ واجب الادا معلوم ہو'' مندرجہ دفعہ ۸۸ بالضرور یہ معنی نہین رکھتا کہ اوس سے وہ تاریخ مراد ہے جو دفعہ ۸۶ مین ظاہر کیگئی ہے -

لیکن بلحاظ دفعہ ۹۰ کے یہ امر مشکل ہے کہ اوسکے احکام کی تطبیق اس راے کے ساتھہ کیجاے کہ مرتہن بعد سود کا مستحق نہین ہے دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ '' جب ایسے نیلام کا خالص زر ثمن اوس تعداد کے ادا کے لئے کافی نہو جو اوسوقت رہن کی بابت واجب الادا ہو - اگر زر بقایا مدعا علیہ کی ذات اور جایداد سے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر فرینسس میکلین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

۴ مئی ۱۸۹۷ء

متھورانا تھہ گھوس (خریدار نیلام) بنام نوبن چندر کندو بسواس (سائل) وغیرہ (ڈگریدار و دیونان ڈگری) (بنام)

اپیلیدوم حکم مشعر نامنظوری تنسیخ نیلام - اپیل بناراضی حکم مشعر واپسی مقدمہ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

دفعہ ۵۰۸ ضمنہا ۲ و ۲۴ و دفعہ ۶۲ ۔

گو احکام زیر دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی زیر ضمن ۲۰ دفعہ ۵۰۸ قابل اپیل ہین تاہم دفعہ موخر الذکر کے احکام اوسکے آخری فقرہ کے تابع ہین جسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "احکام مصدرہ زیر دفعہ ہذا ناطق ہونگے" اسلیئے اوس حکم کی ناراضی سے کوئی اپیلیدوم نہین ہو سکتا جو زیر دفعہ ۵۶۲ ضمن ۱۲ صادر کیا گیا ہو باوجودیکہ وہ ایک حکم مصدرہ عدالت اپیل ما تحت مشعر واپسی مقدمہ زیر دفعہ ۵۶۲ ہو کیونکہ حکم مذکور ایک ایسے مقدمہ مین صادر کیا گیا ہے جو ابتدا ءً ایک اپیل بناراضی حکم منظور کردہ زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور تھا ۔

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کے لیئے ضروری ہین کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین ۔

نمبر اپیل از حکم اپیل نمبر ۲۲۴ سنہ ۱۸۹۶ء بناراضی حکم بابو بیام چندر رائے سابارڈینیٹ جج جیسور مورخہ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء مشعر تنسیخ حکم بابو بدہو بہوسن بینرجی منصف ضلع مذکور مورخہ ۶ مئی سنہ ۱۸۹۶ء

"نیلام کا اشتہار کم سے کم ایک ماہ پیشتر دیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۲۹۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی) الا جبکہ کوئی جایداد مرہونہ کلکتہ سے باہر ہو اوس صورت مین اشتہار زیادہ تر میعاد کا دیا جاتا ہے اور نیز وہ اوس ضلع مین مشتہر کیا جاتا ہے جہانکہ جایداد واقعہ ہے ضابطہ مذکورہ تابع قواعد نمبر ۳۹۲ و نمبر ۴۰۳ قواعد و احکام بلچمبرس صفحہ ۱۹۴ کے ہے ۔

مد نیلام اوس صورت مین ملتوی کیا جا سکتا ہے اگر جسٹر ار تاریخ مقررہ نیلام پر حاضر نہو سکتا ہو یا باعث عدم موجودگی بولی دینے والونکے "یا کسی اور کافی وجہ پر یا فریقین کی رضامندی سے" ملاحظہ ہو قواعد نمبر ۴۰۷ و نمبر ۴۰۸ و نمبر ۴۱۲ قواعد و احکام بلچمبرس صفحات ۱۹۵ و ۱۹۶ ایسی مثیلات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جہانکہ نیلام پے در پے ملتوی رکھا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ نیلام کی کوئی اور تاریخ مقرر کیجائے اور کہ اشتہار نیلام زیر قواعد ۴۱۳ و ۴۱۴ پھر جاری

سنہ ۱۹۰۲ء
مہتور ناتہہ گہوس
بنام
نوبن چندر کندو سوامی

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو کشوری لال سرکار منجانب اپیلانٹ
مسٹر این چٹرجی و بابو نلینی ناتہہ سین منجانب رسپانڈنٹان -

تجویز ہائیکورٹ (میک لین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

بینرجی صاحب جسٹس (باتفاق رائے میک لین صاحب چیف جسٹس) :- اپیل ہذا اوس درخواست مین سے پیدا ہوا ہے جو رسپانڈنٹ نے واسطے تنسیخ نیلام ایک حقیت گنٹی کے دایر کی تہی جو بعلت اجراے ڈگری بقایا مے لگان عمل مین آیا تہا - درخواست بدین بیان کیگئی تہی کہ اوسکے قبضہ مین ایک حقیت شکمی تابع حقیت گنٹی کے ہے - درخواست مذکور کا منشا زیر دفعہ ۲۴۴ و دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کئے جانے کا تہا -

کیا جارے جسکا اثر تاریخ ادائیگی مین درنگ جایۂ کرنیکا ہے -

" یہ امر بہی قابل لحاظ ہے کہ خریدار کو زر ثمن کے ادا کرنیکو واسطے ہمیشہ میعاد دیجاتی ہے (ملاحظہ ہو قاعدہ ۲۹۴ اور نمونہ شرائط نیلام قواعد و احکام جلد چہارم صفحات ۱۹۱ و ۲۰۴) اور ممکن ہے کہ وہ میعاد کے اندر ایسا کرنے سے قاصر ہے اور یہ ضروری ہو کہ اوسکے برخلاف زیر قاعدہ ۲۴۵ کارروائی کیجاے اور کہ بہ خلاف ازین اگر وہ استحقاق سے حاصل کرنے کو تیار نہو تو زر ثمن کو عدالت مین زیر قاعدہ ۲۴۴ تابع اپنے استحقاق کے داخل کر سکتا ہے اور کہ عموماً بعد نیلام کے عذر کیا جا سکتا ہے اور نیلام منسوخ کیا جا سکتا ہے یا باعث غلطی یا غلط بیانی خریدار یا نوعیت جایداد کے معاوضہ دلایا جا سکتا ہے - ملاحظہ ہو قواعد نمبر ۳۰۴ لغایت نمبر ۳۲۳ صفحات ۱۹۷ و ۱۹۸ و نمونہ شرائط نیلام صفحہ ۲۰۴ " اسطرح پر معلوم ہوگا کہ زر ثمن کسی صورت مین مرتہن کو ادا کئے جانیکے واسطے فوراً تیار نہین ہو سکتا اور بعض صورتون مین وہ ایک غیر محدود عرصہ تک ادا نہین کیا جا سکتا جو عرصہ کہ نتایج کارروائیات منجانب یا بہ خلاف خریدار پر مبنی ہے -

مطابق فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ کے ایک مرتہن کو کسی صورت مین اوس تاریخ کے بعد سود نہین دلایا جا سکتا جو تاریخ ڈگری سے عرصہ ۶ ماہ بعد تک مقرر کیجانی چاہئے -

" قبل نفاذ ایکٹ انتقال جایداد کے ڈگریات نیلام ہائیکورٹ کلکتہ سے نالشات رہن و دیگر نالشات مین صادر کیجاتی تہین اور اوسکے ضمنی قواعد ضابطہ مصدرہ زیر ضمن ۲۴ فرمان شاہی سنہ ۱۸۶۵ء و زیر دفعہ ۱۲ و ۶ ایکٹ ۱۸۶۲ء (جسکی ترمیم ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء مین کیگئی ہے) احکام و قواعد جلد چہارم مین درج ہین اور انمین بہت سے قواعد دربارہ نیلام ہارے منجانب رجسٹرار کے شامل ہین (صفحہ ۱۰۹ ملاحظہ طلب) جنکی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور بالخصوص وہ قواعد ذیل کیطرف جو یکم مئی سنہ ۱۸۸۸ء کو موثر کئے گئے تہے -

سنہ ۱۸۹۶ء
متہورا ناتہہ گہوس
بنام
نوبن چندر کندو بسواس

منصف نے قرار دیا ہے اور میری رائے مین درست قرار دیا ہے کہ دفعہ ۲۴۴ حال جیسے مقدمے سے کوئی علاقہ نہین رکہتی اور اوس نے درخواست کو اسوجہ پر نامنظور کیا ہے کہ سایل کسی ایسی درخواست کے کرنے کا مستحق زیر دفعہ ۳۱۱ نہ تہا۔

بناراضی حکم منصف کے سایل نے ایک اپیل کیا اور ذیلم سارڈی نینٹ جج عدالت ماتحت نے منصف کے حکم کو منسوخ کر کے ہدایت کی ہے کہ درخواست کی سماعت کیجائے اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کیا جائے سارڈینیٹ جج کے اس حکم کی ناراضی سے خریدار نیلام نے اپیلدوم رجوع کیا ہے۔

(۱) قاعدہ نمبر ۵۵ بصفحہ ۲۲۸: جب تک بصورت دیگر حکم نہ دیا گیا ہو سود ایک رہن پر شمار کیا جائیگا اوس شرح جو اوس مین مذکور ہے چہ ماہ کے اخیر تک تاریخ ڈگری سے یا کسی مزید عرصہ کے اخیر تک جہانتک کہ وہ عرصہ وسیع کیا جائے۔ ایسا سود زر اصل مین ایزاد کیا جائیگا اور ازان بعد سود کل رقم پر بشرح ۶ فیصدی فی سال کے شمار کیا جائیگا۔

(۲) قاعدہ نمبر ۳۴۴ بصفحہ ۲۴۰: جب تک عدالت یا جج اسکے خلاف حکم نہ دے ہر ایک ڈگری بابت نیلام جائداد مرہونہ مین یہ ہدایت درج ہوگی کہ اگر وہ روپیہ جو نیلام سے حاصل ہو زر اصل و سود کی مقدار کل کے ایفا کے واسطے کافی نہ ہو تو مدعا علیہ کو چاہیے کہ اس کمی کو پورا کرے معہ سود کے بشرح ۶ فیصدی فی سال ملاحظہ ہو نوٹ زیر قاعدہ ہذا۔

(۳) انفساخ رہن مین ضابطہ مذکورہ تابع قواعد عدالت کے تہا اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جب تک ایکٹ انتقال جائداد نفاذ پذیر نہ ہوا تہا۔

(۴) ایکٹ مذکور کی دفعہ ۱۰۴ کے رو سے عدالت کو قواعد کے حسب ذیل مرتب کرنیکا اختیار دیا گیا ہے۔ حکام ہائیکورٹ مجاز ہیں کہ وقتاً فوقتاً قواعد مناسب جو اس ایکٹ کے نقیض نہ ہوں اس باب کی شرائط کی تعمیل کے لیے نسبت اپنی عدالت اور عدالتہائے دیوانی کے جو انکے تحت حکومت ہوں مرتب کرتے رہیں۔

(۵) زیر دفعہ مذکور کلکتہ ہائیکورٹ نے صیغہ ابتدائی کے واسطے قواعد مرتب کئے ہین جنکی ایک مطبوعہ نقل منسلکہ قواعد ہذا ہے قواعد متعلق بہ نیلامہائے بجانب رجسٹرار پر غور کیا گیا تہا جسکا نتیجہ یہ ہوا تہا کہ بعض منسوخ کئے گئے تہے اور بعض کی ترمیم کیگئی تہی قاعدہ نمبر ۵۵ جسمین مزید سود کے عطا کرنیکی ہدایت کیگئی ہے ترمیم کیا گیا تہا لیکن اوس ہدایت مین کوئی خلل واقع نہ ہوا تہا۔

(۶) پس معلوم ہوتا ہے کہ تعبیر قانون بجانب الہ آباد ہائیکورٹ اوس تعبیر قانون کے خلاف ہے جو کلکتہ ہائیکورٹ نے کی ہے جسکی کہ شہادت قواعد ہذا سے ملتی ہے اور یہ بہی ایزاد کیا جانا چاہیے کہ وہ طریق عمل جسکی پیروی کلکتہ ہائیکورٹ نے کی ہے عین مطابق اوسکے قواعد کے ہے"

۱۸۹۵ء
مستھورانتھ گہاس
بنام
لونی چند کندو
لسواش

بروقت سماعت اپیل کے یہ ابتدائی عذر منجانب ذنیلم وکیل رسپانڈنٹ کے کیا گیا ہو کہ مقدمہ ہذا مین کوئی اپیل دوم نہین ہوسکتا ۔ وہ وجہ جسپر ابتدائی عذر مبنی ہے یہ ہے کہ وہ حکم جو عدالت اپیل ماتحت نے صادر کیا ہو ایک حکم زیر دفعہ ۵۸۸ ضمن ۱۶ تہا جو برطبق اپیل بنارہنی حکم منصف شعر انکار منسوخ نیلام جائداد غیر منقولہ صادر کیا گیا تہا اور چونکہ حکم مذکور کی نوعیت حسب مذکورہ بالا تہی اسلئے وہ حسب منشا آخری فقرہ دفعہ ۵۸۸ قطعی ہے ۔

اِن عذر کے جواب مین ذنیلم وکیل اپیلانٹ نے استدعا کی ہے کہ اپیل ہذا برئے ضمن ۲۸ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور کے درست طور پر رجوع کیا گیا ہے ۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ وہ حکم جسکی نارضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک حکم واپسی مقدمہ معدالت اپیل ماتحت زیر دفعہ ۵۶۲ ہی اسلئے اسکا اپیل ہوسکتا ہے اور مقدمات کرتے سو بلدار بنام رامجن سو بلدار (۱) وکلکٹر بجنور بنام جعفر علیخان (۲) ومہادیو نرسنگہ بنام راگہو کیشو (۳) پر اِس عذر کی تائید مین انحصار کیا گیا ہے ۔

لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ ابتدائی عذر کامیاب ہونا چاہیئے اور وہ مقدمات جنکا حوالہ اپیلانٹ کیطرف سے دیا گیا ہے مقدمہ حال سے ممیز ہوسکتے ہین ۔ یہ سچ ہے کہ احکام زیر دفعہ ۵۶۲ شعر واپسی مقدمہ زیر ضمن ۲۸ دفعہ ۵۸۸ قابل اپیل ہین لیکن احکام دفعہ مذکور آخری فقرہ دفعہ مذکور کے تابع ہین جسمین یہ بیان کیا گیا ہو کہ " احکام صادرہ برطبق اپیلہائے زیر دفعہ ہذا قطعی ہونگے " اس آخری فقرہ دفعہ مذکور کا اثر اُس حکم کی نارضی سے اپیل کیئے جانیکا مانع ہے جو برطبق اپیل زیر دفعہ مذکور صادر کیا گیا ہو اور جہان حکم واپسی ایک ایسی مقدمہ مین صادر کیا گیا ہو جو بذاتہ ایک اپیل بنارضی حکم زیر دفعہ مذکور ہو تو حکم مذکور گو اُسکے رو سے مقدمہ واپس بہیجا گیا ہو ہماری رائے مین ایک ایسا حکم ہے جو قابل اپیل نہین ۔ اگر ہم ضمن ۲۸ دفعہ ۵۸۸ کی تطبیق آخری فقرہ دفعہ مذکور کے ساتھہ کرین تو ہمین چاہیئے کہ ضمن ۲۸ کو ایسا سمجھین گویا کہ اسمین صرف اُن احکام کا حوالہ دیا گیا ہی جو زیر دفعہ ۵۶۲ اُن مقدمات مین صادر ہوئے ہون جو اپیلہائے بنارضی ڈگریات ہون ۔ نسبت مقدمات محولہ کے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ سب احکام واپسی کے متعلق ہین جو برطبق اپیلہائے بنارضی ڈگریات ابتدائی ہین نہ کہ برطبق اپیلہائے بنارضی احکام ۔ وہ عذر جو مقدمات مذکور مین اپیل بنارضی حکم واپسی کی سماعت کے متعلق کیا گیا تہا یہ تہا کہ مقدمات کی نوعیت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کی ہے اور ایسی صورتون مین اپیل دوم زیر دفعہ ۵۸۶ نہین ہوسکتا اور کہ ایک اپیل بنارضی حکم شعر واپسی مقدمہ جو اپیل دوم

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۳ ۔
(۲) ” ” الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۸ ۔
(۳) ” ” بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۹۲ ۔

مشہور امانتہ گوڑ بنام نوین چندر کنڈو لسواس سنہ ۱۸۹۶ع

ہو سکتا نہین ہو سکتا اور عذر مذکور اس وجہ پر منسوخ کیا گیا تہا کہ ضمن ۲۸ دفعہ ۵۸۸ تابع احکام مستثنیات دفعہ ۵۸۶ کے نہین ہے جو حکم کہ اپیل بنا ہی ڈگریات اپیل سے علاقہ رکہتے ہین نہ کہ اپیل ثانی احکام کے ساتہہ۔ یہ سوال کہ آیا قانون کی وہ رای درست ہے یا نہین ایک ایسا سوال ہے جسپر غور کرنا ہمارے لیے مقدمہ ہذا مین ضروری نہین صرف اسقدر کہنا کافی ہے مقدمہ ہذا مقدمات مجوزہ سے صریح طور پر ممیز ہو سکتا ہے *

پس اس صورت مین ہماری یہ رائے ہے کہ ابتدائی عذر موثر کیا جانا چاہیے اور اپیل ناسعہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

باجلاس مسٹر فرنسس ولیم میکلین صاحب چیف جسٹس و بنچ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ع ۲۴ مارچ

بہادر چند داس (ڈگریدار) بنام لال موہن داس وغیرہ (مدیونان ڈگری)

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ ضمن (۴)۔ کارروائی ممد اجراء ڈگری۔ درخواست واسطے شامل کرنے ورثائے متوفی مدیون ڈگری کے۔ درخواست مطابق قانون۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعات ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۴۸ و ۲۴۸ و ۲۳۲ و ۲۷۲۔

ایک درخواست منجانب ڈگریدار واسطے شامل کرانے ورثائے مدیون ڈگری متوفی کے گو وہ نامنظور کیگئی ہو۔ ایک درخواست مطابق قانون طور پر واسطے ایک کارروائی ممد اجراء ڈگری کے حسب منشاء ضمن ۴ مد ۱۷۹ ایکٹ میعاد ہے۔

ایک درخواست منجانب ڈگریدار بغرض اجراء ڈگری قرق شدہ کے اور نیز ایک درخواست بغرض اجراء ایک اور ڈگری کے جو اسنے خود اپنی ڈگری کے اجراء مین قرق کرائی ہو گو نامنظور کیگئی ہون۔ درخواستہا مطابق قانون ہین۔

واقعات مقدمہ ہذا اور وجوہات فریقین کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین۔

بابو سنتہا ناتہہ متر منجانب اپیلانٹ۔

بابو بیکنٹ ناتہہ داس منجانب ریسپانڈنٹان۔

اپیل ثانی حکم ۳۲۰ سنہ ۱۸۹۶ع بنارا منی حکم ایچ بی رنیم صاحب قائمقام ایڈیشنل جج ڈاکہ مورخہ ۵ جون سنہ ۱۸۹۶ع از ترمیم حکم بابو شام چند رائے قائم مقام سیار ونیٹ جج ضلع مذکور مورخہ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ع۔

بہادر چند داس
بنام
لالو ہند داس

عدالت (میکلین صاحب چیف جسٹس و بیرجی صاحب جسٹس) نے فیصلجات ذیل صادر کئے :-

میکلین صاحب چیف جسٹس :- جب ایک شخص کو واقعات مقدمہ ہذا کا علم ہو جائے تو وہ امر جسکا فیصلہ کیا جاناہی نہایت محدود ہو جاتاہے سوال یہ ہے کہ آیا ڈگریدار کی درخواست مورخہ ۵ جون سنہ ۱۸۹۳ء ایک ایسی درخواست تہی جو اُسنے مطابق قانون طور پر کسی کارروائی ممد اجراء کے کرانیکے واسطے حسب منشاء ضمن ۴ مد ۹۷ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کی تہی -

واقعات حسب ذیل ہیں - صورت حال ہیں اپیلانٹ ڈگریدار ہے اور رسپانڈنٹ مدیونڈگری اُن بہت سی کارروائیات کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے جو ڈگریدار نے اپنے فیصلہ سے فائیدہ اٹہانیکے واسطے کی ہیں لیکن اُسنے چند کارروائیات کی ہیں جنسے اُس کو فائیدہ نہیں ہوا - ۵ جون سنہ ۱۸۹۳ء کو اُسنے ایک درخواست ذو معنے قسم کی کی - درخواست مذکور کا ایک جزو یہ تہا کہ مدیونڈگری متوفی کے ورثا بجائے مدیونڈگری کے شامل مسل کئے جاویں تاکہ کارروائیات اُنکے برخلاف کیجاسکیں اور دوسرا جزو درخواست مذکور کا یہ تہا کہ ایسی کارروائی کیجائے جسکے روسے وہ بطور اجراء کے اپنے فیصلہ سے فائدہ اٹہا سکے بیان یہ کیا گیا ہے کہ درخواست مذکور حسب منشاء ضمن محولہ بالا ایک کارروائی ممد اجراء مطابق قانون نہیں ہے -

وہ وجہ جسپر یہ رائے مبنی رکہی گئی ہے یہ ہے کہ جب ڈگریدار نے درخواست حال کی تہی اُسوقت وہ ڈگری جو اُسنے حاصل کی تہی خود اُسکے ڈگریدار سے قرق کیجاچکی تہی پس اسصورت میں اُسکو کافی حق ڈگری حاصل کردہ میں حاصل تہا جس سے وہ ایک درخواست ممد اجراء کرسکتا -

میری رائے میں وہ ایک جائیز عذر نہیں ہے ڈگریدار کو اُس وقت تک ڈگری حاصل کردہ میں ایک حق حاصل تہا اور حکم قرقی کے روسے وہ ایک درخواست اجراء کے کرنیسے ممتنع نہو گیا تہا - ایسی کارروائی خود اُسکے ڈگریدار کے حقوق کے مقابلہ میں مخالفانہ نہوگی کیونکہ اسبات میں دونو کا فائیدہ ہوگا کہ اگر ممکن ہوسکے تو ڈگری سے بذریعہ اجراء کے فائدہ اٹہایا جائے - وہ خود اپنے ڈگریدار کو روپیہ ادا کرسکتا تہا اور اسصورت میں ڈگری پر کوئی حکم قرقی موثر نہیں رہسکتا - فاضل جج عدالت ماتحت نے اُس جزو درخواست مذکور پر کوئی غور نہیں کیا جسکے روسے یہ استدعا کیگئی تہی کہ متوفی مدیونڈگری کی بجائے

سنہ ۱۸۹۶ء
بہادر چند داس
بنام
لال موہن داس

اُسکے ورثا شامل مسل کئے جاوین۔ اُنکے شامل مسل کئے بغیر ڈگریدار کارروائیات اجراء نہ کرسکتا تہا میری رائے مین اُنکی درخواست بغرض مذکور ایک کارروائی ممد اجراء مطابق قانون ہے۔

مجہے یہ بیان کرنا چاہیے تہا کہ ایک اور عذر بہی بہ مضمون کیا گیا تہا کہ وہ ایک درخواست مطابق قانون نہی کیونکہ وہ نامنظور کیگئی تہی میری رائے مین نہ مطابق قانون ہے سے یہ مراد نہین ہوسکتی کہ وہ بالضرور کامیاب ہونی چاہیے کیونکہ یہ ایک نہایت مجرد تعبیر ضمن مذکور کی ہی اور نہ عبارت ضمن مذکور سے یہ رائے درست معلوم ہوتی ہی۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر درخواست ۵ جون سنہ ۱۸۹۳ء ایک کارروائی ممد اجراء مطابق قانون تہی تو درخواست اجراء حال زائد المیعاد نہین ہے۔

مجہے اس اظہار رائے کا ذکر بہی کرنا چاہیے جو یہ بین مضمون کیا گیا تہا کہ درخواست قبل سورخہ ۲ رجون سنہ ۱۸۹۰ء بتائید اجراء بہتر وجہ پر مبنی تہی اور اسلیئے ۵ جون سنہ ۱۸۹۳ء کی درخواست بذاتہ خارج از میعاد نہی مین اس اظہار رائے کو کوئی دقت نہین دیکہتا اور مجہے اس امر سے اطمینان نہین ہے کہ مین مناسب طور سے اُسپر غور کرسکتا ہون۔

صاحب جج نے جسنے اولاً اس امر کا فیصلہ کیا تہا اسکا فیصلہ بحق ڈگریدار کے کیا تہا لیکن صاحب جج ضلع نے فیصلہ مذکور کو منسوخ کیا ہے میری رائے مین درخواست ۵ جون سنہ ۱۸۹۳ء ایک درخواست مطابق قانون بغرض کارروائی ممد اجراء تہی اور میری رائے مین مقدمہ ہذا اصولاً مقدمہ حفیظ الدین چودہری بنام عبد العزیز (۱) کے مطابق ہے۔

میری یہ رائے نہین ہے کہ عبارت دفعہ ۷ ایمنڈمنٹ ایکٹ میعاد بحق مدیون ڈگری کے سمجہی جانی چاہیے جسنے اپنا تعداد انہین کیا اور بہت سے مقدمات درج رپورٹ شدہ ایسے ہین جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ دفعہ استہلاکے جنہین سے بعض اسقدر قوی نہین بطور کارروایات ممد اجراء کے منظور کیگئی ہین۔ ان وجوہات پر میری یہ رائے ہی کہ صاحب جج ضلع غلطی پر تہا اور کہ عدالت اول کا حکم بحال کیا جانا چاہیے اسلیئے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۷۔

سنہ ۱۸۹۶ع

بہادر چند داس
بنام
لال موہن داس

اپیل ہذا معہ خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت منظور کیا جانا چاہیئے -

بینرجی صاحب جسٹس - میری بھی یہی رائے ہے - وہ سوال جو ہمارے روبرو اٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا درخواست اجراء ڈگری متوفی مسئول الیہ جو ۲۲ ر نومبر سنہ ۱۸۹۲ع کو کیگئی ہے زائد المیعاد ہے پہلی درخواست اجراء ۱۰ ر فروری سنہ ۱۸۸۹ع کو کیگئی تھی اور اسلیئے میعاد میں تھی - دوسری درخواست اجراء ۸ ر مئی سنہ ۱۸۹۰ع کو کیگئی تھی جو گذشتہ درخواست سے عرصہ تین سال کے اندر تھی اور اسلیئے وہ بھی میعاد میں تھی - ازان بعد ۶ ر جون سنہ ۱۸۹۰ع کو ایک درخواست اجراء ڈگری ہذا کے متعلق بذریعہ موثر کرنے اجراء ایک اور ڈگری کے جو بعلت اجراء ڈگری حال قرق کیگئی تھی گذرانی گئی تھی اور وہ ۱۱ ر جون سنہ ۱۸۹۰ع کو نامنظور کیگئی تھی - ایک اور درخواست جو اجراء ڈگری ہذا کے متعلق کیگئی تھی ۵ ر جون سنہ ۱۸۹۳ع کو داخل کیگئی تھی جو درباره اجراء ڈگری کے بعد شامل مسل کیئے جانے قائم مقامان متوفی مدیون ڈگری کے تھی - درخواست مذکور ۱۶ ر جون سنہ ۱۸۹۳ع کو اسوجہ پر نامنظور کیگئی تھی کہ چونکہ وہ ڈگری جسکے اجراء کی استدعا کیگئی ہے ایک دیگر ڈگری کے اجراء میں قرق کیگئی ہے جو ڈگرِ دار حال کے برخلاف حاصل کیگئی تھی قرق کیگئی ہے اسلیئے کوئی اجراء نہیں کیا جا سکتا بظاہر حکم مذکور بحوالہ احکام دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا گیا تھا - قرقی مذکور بعد میں رفع کیگئی تھی اور درخواست اجراء حال ۱۱ ر دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع کو کیگئی تھی -

عدالت اوّل نے مدیون ڈگری کے اس عذر کو نامنظور کیا کہ درخواست حال زائد المیعاد ہے اور اسنے اجراء کا حکم دیا بر طبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے حکم مذکور بدین قرار داد منسوخ کیا ہے کہ اجراء زائد المیعاد ہے اور سوال یہ ہے کہ آیا فیصلہ عدالت اپیل ماتحت متعلق بامر مذکور درست ہے -

اگر درخواست ۵ ر جون سنہ ۱۸۹۳ع ایک درخواست مطابق قانون طور پر عدالت مناسب میں واسطے کسی کارروائی ممد اجراء کے حسب منشاء ضمن ۴ مد ۹ ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ہے تو درخواست حال جو درخواست مذکور کی تاریخ سے عرصہ تین سال کے اندر ہے زائد المیعاد نہیں ہے مگر شرط یہ ہے کہ درخواست ۵ ر جون سنہ ۱۸۹۳ع بذاتہ زائد المیعاد نہو تسلیم وکیل سپاہ ندشان نے یہ عذر کیا ہے کہ وہ درخواست حال زائد المیعا

ہے کیونکہ درخواست ۵ رجون سنہ ۱۸۹۳ء ایک درخواست مطابق قانون حسب منشاء ضمن ۴ مد ۹، ا نہ تہی اور نیز اس وجہ سے کہ اگر درخواست مذکور مطابق قانون سمجہی جائے تاہم وہ درخواست بذاتہ زائد المیعاد تہی کیونکہ وہ دوسری درخواست اجراء مورخہ ۸ رمئی سنہ ۱۸۹۰ء سے زائد از عرصہ تین سال بعد رجوع کیگئی تہی اور درمیانی درخواست اجراء مورخہ ۱۱ رجون سنہ ۱۸۹۰ء مطابق قانون نہ تہی ۔

اس لیئے وہ دو سوالات جنپر ہمنے غور کرنا ہے یہ ہین کہ آیا درخواست ۵ رجون سنہ ۱۸۹۳ء مطابق قانون تہی اور کہ آیا درخواست ۶ رجون سنہ ۱۸۹۰ء مطابق قانون تہی ۔

نسبت درخواست ۵ رجون سنہ ۱۸۹۳ء کے اہم عذر یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ زیر دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت پر لازم تہا کہ ڈگری ہذا کے اجراء کو ملتوی کرتی کیونکہ اسکی قرقی کا نوٹس ایک دوسری عدالت سے حاصل کیا جاچکا تہا اسلیئے کوئی درخواست اجراء مطابق قانون طور پر نہیں کی جاسکتی تہی ۔ اگر فرض کیا جائے کہ وہ درخواست ایسی ہی تہی تاہم درخواست ۵ رجون سنہ ۱۸۹۳ء محض ایک درخواست اجراء نہ تہی بلکہ اُس مین ایک مزید استدعا واسطے شامل مسل کیئے جانے قائم مقامان متوفی مدیون ڈگری کے کیگئی تہی اور گو عدالت پر زیر دفعہ ۲۷۳ مجموعہ مذکور لازم تہا کہ اُس وقت تک اجراء کو ملتوی رکہتی جبتک کہ وہ نوٹس جو اُس شخص کی تحریک سے جاری کیا گیا تہا جسنے کہ ڈگری کو قرق کرایا تہا واپس نہ کیا جاتا ۔ تاہم ہماری یہ رائے نہین ہے کہ کوئی امتناع دربارہ اِس امر کے موجود تہا کہ حسب استدعا متوفی مدیون ڈگری کے قائمقامان کو بجائے اُسکے شامل مسل کیا جاتا ۔ دفعہ ۲۷۳ مجموعہ مذکور کی غرض التواء اجراء کی ہدایت کرنے مین محض یہ ہے کہ قابض ڈگری مقروقہ ڈگری مذکورہ کے منفعت کو حاصل کرنیسے باز رکہا جائے لیکن یہ منشاء نہین ہوسکتا کہ ایک ضمنی کارروائی از قسم مذکور جو ایک ضروری کارروائی اجراء ہے نہ کی جائے ۔

ایسی کارروائی کے کیئے جانیسے بجائے اسکے کہ وہ غرض زائل کیجاتی جسکے واسطے ڈگری قرق کیگئی تہی اُس کی تائید ہوتی تہی کیونکہ اُس فریق کے قائم مقامان شامل مسل کیئے جاتے جسکے کہ برخلاف اجراء بہ تحریک ڈگریدار قرق کیا جاسکتا تہا لیس ہمعصر رائے مین جہانتک کہ استدعائے شمولیت کا تعلق ہے ڈگریدار حال عدالت سے ایسی درخواست کیکے کرنے مین گویا یہ درخواست مطابق قانون طور پر

سنہ ۱۹۰۲ء
بہاد چند داس
بنام
لال سوہن داس

عدالت مناسب سمجھے کرے یا کہ حسب منشاء ضمن ۴ مد ۹۰ ایک کارروائی مجدداً اجرا کی جائے۔

عذر کیا گیا تھا کہ چونکہ اس عدالت نے جسکے پاس درخواست مذکور کیگئی تھی اُسے نامنظور کیا تھا اور کوئی اپیل حکم نامنظوری مذکور کی نارافی سے نہ کیا گیا تھا اسلئے ہمین یہ خیال کرنا چاہیئے کہ درخواست مذکور مطابق قانون طور پر نہ کیگئی تھی میری یہ رائے ہے کہ ایسی تعبیر ہرگز درست نہین ہوسکتی۔ اس مسئلہ کی تائید کرنا جیساکہ عذر وکیل ذیعلم رسپانڈنٹ نے کیا ہے گویا یہ قرار دینا ہے کہ صرف کامیاب درخواست ہی ضمن ۴ مد ۹۰ کی ذیل مین آسکتی ہے۔ یہ منشاء ہرگز واضعان قانون کا نہین ہوسکتا ملاحظہ ہو حفیظ الدین چودہری بنام عبدالعزیز (۱)۔

اب مین ۶ رجون سنہ ۱۸۹۶ء کی درخواست پر غور کرتا ہون۔ وہ وجہ جسپر یہ عذر کیا گیا ہے کہ درخواست مذکور مطابق قانون نتھی یہ ہے کہ درخواست مذکور ڈگریدار نے ایک دوسری ڈگری کے اجرار کے واسطے کی تھی جو کہ اُسنے بعلت اجراء ڈگری حال کے قرق کرائی تھی اور عدالت نے وہ اس وجہ سے نامنظور کی تھی کہ زیر دفعہ ۲۷۳ مجموعہ مذکور مناسب ضابطہ ڈگریدار کے واسطے یہ تہا کہ عدالت مین یہ درخواست کرتا کہ ڈگری قرق کردہ کا زرثمن خود اُسکی ڈگری کے ایفاء مین لگایا جائے۔ بجائے اسکے کہ خود اپنی تحریک سے درخواست مذکور کے اجراء کی استدعا کرتا۔ گو درخواست مذکور عدالت نے نامنظور کی تھی تاہم دفعہ ۲۷۳ مجموعہ مذکور اُسکی مانع نہ تہی اور اغراض حال کے واسطے وہ بطور ایک درخواست مطابق قانون کے متصور کی جانی چاہیئے۔ ملاحظہ ہو پیاری موہن چودہری بنام رومیش چندر نندی (۲)۔

ذیعلم وکیل رسپانڈنٹان نے دوران بحث مین بہت سے مقدمات کا حوالہ دربارہ معنی الفاظ "مطابق قانون طور پر درخواست کرنے" کے دیا ہے مگر اُنمین سے کوئی مقدمہ متعلق نہین ہے اور میری یہ رائے نہین ہے کہ ہم اس امر کے قرار دینے مین درستی پر ہونگے کہ وہ درخواست جو نیک نیتی سے بغرض حصول ایفاء ڈگری کے کیگئی ہو محض اس وجہ سے مطابق قانون قرار نہ دیجانی چاہیئے کہ اُس عدالت نے جسمین درخواست مذکور کیگئی تھی اسی وجہ سے اُسکا منظور نہ کرنا مناسب سمجھا تہا۔ وہ رائے جو مینے اختیار کی ہے فاضل ججان مدراس ہائیکورٹ کی اُس رائے کے مطابق ہے جو مقدمہ کنہی مین

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۷۵۵۔
(۲) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۱۔

۱۸۹۶ء بہادر چند و اس بنام لالا سوہن داس

بنام بیشا گری بہکنتن (۱) مین اختیار کیگئی تہی۔ عدالت کو بروقت خارج کرنے درخواست اول کے اس امر پر غور کرنا پڑا تہا کہ آیا از روئے قانون میعاد کیواسطے درخواست مذکور بطور ایک درخواست مطابق قانون کے متصور ہوسکتی تہی یا نہین۔ اسلیئے وہ حکم جسکے روسے درخواست اول نامنظور کیگئی تہی سوال حال کے متعلق قطعی متصور نہین ہوسکتا۔ پس استدعا مین میری یہ رائے ہے کہ اس عذر مین کوئی وقعت نہین ہی جو رسپانڈنٹ کیطرف سے پیش کیا گیا ہی کہ ہر دو درخواست کے مجملہ بالا مطابق قانون متصور ہونی چاہئین اور اگر عذر مذکور ناکامیاب رہتا ہے تو درخواست حال صریح طور پر بین المیعاد ہے۔

اپیل منظور کیا گیا۔

اختیار سماعت وصیتی

یا جلاس سیسل صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء ۵ مئی

بمعاملہ اسباب آر پورتہوس (متوفی)

وصیت۔ نا مکمل نمونہ وصیت۔ وصیت تحریر کردہ موصی۔ خالی جگہ کا وصیت کے متن چہوڑا جانا۔ درخواست پروبیٹ۔

ایک موصی بطور اپنی وصیت کے ایک مطبوعہ نمونہ وصیت چہوڑ گیا جسکی خانہ پری نا مکمل طور پر کیگئی تہی اور اُسنے اسمین اپنا نام اور پتہ دستاویز کے عنوان پر تحریر کیا تہا اور نہ اُسپر اپنے دستخط کئے تہے لیکن اُسنے تصدیق کنندہ فقرہ پر اپنے دستخط کئے تہے اور فقرہ انتقال کنندہ کو مکمل کیا تہا جسکے روسے اُسنے اپنی جائداد اپنی زوجہ کے نام منتقل کی تہی اور اُسکو تنہا وصیہ بنایا تہا۔

تجویز ہوئی کہ اسیقدر کافی تہا اور وصیت کا پروبیٹ دیا جانا چاہیئے۔

معاملہ اسباب کیمو (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

درخواست حال کرہ واحد مین واقعات ذیل کی موجودگی مین کیگئی تہی۔ رابرٹ پورتہوس ملازم ایسٹ انڈیا ریلوے کمپنی ایک مطبوعہ نمونہ وصیت پر جو ریلوے کمپنی نے اپنے ملازمان کے استعمال کیواسطے مقرر کی ہوئی تہی اپنی وصیت کرکے فوت ہوا جسکی خانہ پری صورت حالیہ مین حسب ذیل طور پر صرف جزوی طور پر کیگئی تہی:-

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۴۱۔

(۲) لا رپورٹ پروبیٹ و طلاق جلد ۱ صفحہ ۶۵۳۔

بمقابلہ اسباب

پورہتوس

یہ میری آخری وصیت ہے

اولاً مین ہدایت کرتا ہون کہ میرے کل قرضجات کریا کرم رسومی اخراجات میری وصیت و مد زیل سے میری وفات کے

بعد ادا کئے جاوینگے۔ اور

ثانیاً مین وصیت کرتا ہون کہ میرا کل اسباب خانگی پہننے کے کپڑے کتابین ظروفات تصویرین چھکڑے گھوڑے اور گاڑیان اور

نیز وہ جملہ رقوم زر نقد جو کہ مکان پر میری یا پاس میرے حقیق واجب الادا بروقت میری وفات کے ہون اور نیز میرے جملہ دیگر

سرمایہ جات کفالت نامجات زر نقد و قرضجات بر بنا تمسکات اور میری جائداد دیگر خواہ وہ کہیں ہون اور خواہ وہ کسی

قسم کی ہی ہو منقولہ و غیر منقولہ میری عورت ایگنس پرہتوس کو واسطے استعمال اپنے کے کامل طور پر عطا کیا جاوے

اور مین اپنی عورت ایگنس پرہتوس کو وصیت ہذا کی وصیئہ مزداد مقرر کرتا ہون اور بذریعہ وصیت ہذا کے جملہ

وصیت ہائے قبل کو جو کہ قبل ازین کی ہین منسوخ کرتا ہون مین وصیت ہذا کو اپنی آخری وصیت قرار دیتا

ہون جسکی کہ شہادت مین مین رابرٹ پورہتوس مذکور نے اپنے دستخط اس آخری وصیت پر ۱۱ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو کئے ہین

دستخط موصی مذکور و تسلیم کردہ موصی بطور آخری وصیت ہمارے روبرو اور ہمنے بطور گواہ کے موصی مذکور کے روبرو اور ایکدوسرے کی موجودگی مین دستخط کئے ہین	ولیم گارڈن پورہتوس ڈیوڈ ہیوج۔

مطبوعہ فارم مذکور ایک ایسی فارم تہی جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمان سے استعمال کیجاتی تہی اور اُس

مین خالی جگہ واسطے پُر کئے جانے خود موصی سے رکہی گئی تہی ربہت سے مقام خالی مذکور کو موصی نے پر نہ کیا تہا۔

لیکن متن وصیت مین اُس نے اپنی زوجہ کا نام بطور بسماندہ موہوب لہا اور وصیہ کے درج کیا تہا اور نیچے اُس نے تحریر

کیا تہا کہ جسکی کہ شہادت مین مین رابرٹ پورہتوس مذکور نے دستخط کئے ہین " لیکن اوس نے دستاویز پر دستخط

نہ کئے تہے۔ اب ایک درخواست وصیہ اور تنہا موہوب لہا کیطرف سے واسطے قبول کئے جانے وصیت مذکور

کے بغرض پروبیٹ کی ہے۔

مسٹر لونگمور و میشرز مورگن اینڈ کمپنی منجانب سائل نے واقعات کو بیان کیا اور استدعا کی کہ وصیت کا

۱۸۹۰ء
معاملہ اسباب
گور ہتوس

پروبیٹ عطا کیا جانا چاہیے اور اس نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا۔ سکاربنالی بنام گنبس(۱) معاملہ اسباب کرنی (۲) معاملہ اسباب کمپٹن (۳)،

سیل صاحب جسٹس: میں عطائے پروبیٹ کا حکم دیتا ہوں کیونکہ شہادت سے میرا اطمینان ہوگیا ہے کہ موصی کا بذریعہ دستخط کرنے فقرہ تصدیق پروبیٹ کی تکمیل کرنیکا تھا (ملاحظہ ہو معاملہ اسباب کیسمور (۴))

اٹرنیان منجانب سائل: میسرز مورگن اینڈ کمپنی۔

اپیل از ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر پرنسپ و مسٹر میک لین صاحبان قائم مقام چیف جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس

۲۹ جنوری ۱۸۹۱ء

چوتمل ڈوڈگر وغیرہ (مدعیان) **بنام** رورس سٹیم نیویگیشن کمپنی (مدعا علیہم) ۱۸ جولائی

ایکٹ برندگان مال عوام (۳ ۱۸۶۵ء) دفعات ۶ و ۸۔ غفلت۔ نقصان بذریعہ حادثہ کے معاہدہ خاص۔ نالش ہرجانہ۔

مدعیان نے مدعا علیہم کو کچھ اسباب کلکتہ لیجانے کیواسطے دیا جو ایک جہاز مملوکہ مدعا علیہم میں لیجایا جانا تھا۔ اسباب کی ربردی شرائط معاہدہ خاص یا روانہ فارورڈنگ نوٹ مالکے لیا گیا تھا جسپر مالک اسباب نے دستخط کیے تھے۔ یکے از شرائط معاہدہ مذکور حسب ذیل تھی: یہ کمپنی کسی نقصان اسباب یا ہرجانہ یا معاوضہ کی ذمہ دار نہوگی سوائے اُن ذمہ داریوں کے جسکے کہ تابع وہ بروئے کسی قانون نافذ الوقت مابین کمپنی و مالک کے ہیں۔ جب مدعا علیہم کے جہاز میں مال مذکور ڈالا گیا تو وہ آتش زدگی سے تلف ہوگیا۔ بروقت تجویز مقدمہ کے مدعا علیہم نے ایسی شہادت پیش کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ واقعات کی نوعیت قبل آتش زدگی مذکور کے کیا تھی۔ وہ واقعات کیسے تھے جنسے آتش زدگی معلوم ہوئی تھی (لیکن اوسکی وجہ کے متعلق نہیں) اور کونسے وسایل کا استعمال اوسکے فرو کرنے کے واسطے کیا گیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ آتش زدگی پر کے واقعات ظاہر کردہ کے بلا کسی تشریح وجہ آتش زدگی کے بذاتہ ایک شہادت غفلت کی ہے۔

---

* اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۱۹۲ سنہ ۱۸۹۰ء بناراضی فیصلہ سیل صاحب جسٹس مورخہ ۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۰ء متعلقہ نالش نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء۔

(۱) رابنسن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ٧٠٥۔

(۲) ،، ،، جلد ۱ صفحہ ٧٠٩۔

(۳) سوانسٹن ٹرسٹرز رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۲۴۔

(۴) لا رپورٹ پروبیٹ و طلاق جلد ۱ صفحہ ٦٥٣۔

۱۸۹۶ء
چونی لال دوگر
بنام
برٹش انڈیا سٹیم نیویگیشن کمپنی

نیز فیصلہ سپیل صاحب جسٹس کو منسوخ کرکے تجویز ہوئی کہ مدعا علیہم نے اس بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل نہیں کی جو انپر قانوناً
عاید کیا گیا تہا جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ انہوں نے کوئی غفلت نہیں کی۔
سنٹرل کا چارلی کمپنی بنام بورن سٹیم نیویگیشن کمپنی لا،کی تفسیر کیگئی۔

(۱) اپیل نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۶ء بنارا ضی نالش ابتدائی دیوانی نمبر ۲۷۴ سنہ ۱۸۹۳ء ابتدائی نالش آنریبل صاحب جسٹس لینے کی تہی اور
اسکا فیصلہ بر طبق اپیل ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو بحال رکہا گیا تہا۔

تجویز عدالت اپیل (پیتہرم صاحب چیف جسٹس بکٹ صاحب جسٹس میکفرسن صاحب جسٹس) جس سے واقعات مقدمہ کما حقہ طور پر ظاہر ہوتے ہین حسب ذیل ہے

پیتہرم صاحب چیف جسٹس :- مدعا علیہم حسب منشا ایکٹ بربندگان مال سنہ ۱۸۶۵ء بربندگان مال عوام ہین۔ ونالش حال انکے برخلاف
واسطے دلا پانے قیمت ۲۶ صندوق چاء چار کے دائر کیگئی ہے جوانکی حوالہ واسطے لیجانے کے جانے نیچو گنجم واقعہ سلہٹ سے کلکتہ تک کئے گئے تہے مدعیان
مالکان چاء ہین اور مدعا علیہم نے اوسکا بیمہ کیا تہا۔ مدعا علیہم کی ذمہ واری بروئے ایکٹ بربندگان مال کے محدود کیگئی ہے جسکی دفعہ ۶ مین یہ حکم ہے کہ
بربندگان مال مجاز ہین کہ بروئے معاہدہ خاص تحریری بدستخط مالک کے ذمہ واری کو محدود کرسکین دفعات ۸ مین یہ حکم ہے کہ اونکی ذمہ واری در باب
غفلت کے بروئے معاہدہ خاص کے محدود کیجا سکیگی اور دفعہ ۹ مین یہ حکم ہے کہ کسی ایسی نالش مین جو بربندگان مال عوام کے برخلاف واسطے نقصان
یا عدم حوالگی اسباب کے کیجاوے مدعی کے واسطے غفلت کا ثابت کرنا ضروری نہوگا بالفاظ دیگر یہ کہ عدم حوالگی اسباب ایک صریح شہادت
غفلت کی ہوگی۔

مقدمہ مذکور کے واقعات حسب ذیل ہین :- قبل ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کی اوس تاریخ پر مدعا علیہم اور انڈیا جنرل سٹیم نیویگیشن کمپنی نے بطور اپنے
ایجنٹان سٹیشن ہائے دریا پشمول نیچو گنج کے ایک ہی شخص کو مقرر کیا۔ ایجنٹان مذکور دونو کمپنیون کا کام کرتے ہے اور وہ اسباب جو وہ سٹیشن ہائے
مذکور پر واسطے کلکتہ لیجائے جانے کے انڈیا جنرل سٹیم نیویگیشن کمپنی کے نام پر حاصل کرتے تہے عموماً مدعا علیہم لیجایا کرتے تہے اور وہ اسباب جو وہ
سٹیشن ہائے مذکور پر کلکتہ بہیجے جانیکے واسطے مدعا علیہم کے نام سے حاصل کرتے تہے عموماً انڈیا جنرل سٹیم نیویگیشن کمپنی سے لیجایا جاتا تہا۔ ۲۴
اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو ایک اقرار نامہ مابین انڈیا جنرل سٹیم نیویگیشن کمپنی اور مدعا علیہم کے بطور فریق نمبر ۱ اور مدعیان مالکان چاء کے
بطور فریق نمبر ۲ عمل مین آیا جسکے رو سے ہر دو کمپنی ہا مذکور نے یہ اقرار کیا کہ وہ کسی خاص شرح سے مدعیان کا اسباب لیجایا کرینگے اور مدعیان نے
اقرار کیا کہ وہ اپنا کل اسباب ہر دو کمپنی ہا مذکور مین سے کسی کمپنی کے جہاز مین بہیجا کرینگے۔ آخری فقرہ اقرار نامہ مذکور حسب ذیل تہا۔
«شرائط مندرجہ بل آف لیڈنگ جو کمپنی ہائے مذکور اس اسباب کی نسبت عطا کرین جسکو وہ بروئے اقرار نامہ ہذا یا کسی اور طور
کے پہنچانے کے واسطے لیجائین (سوائے اسصورت کے جبکہ انکی شرائط صریح طور پر مخالف احکام اقرار نامہ ہذا کے ہون) فریقین
پر قابل پابندی ہونگی» ۳ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو مسٹر لیس باغ چاء واقعہ سلہٹ نے ۲۶ صندوق چاء کے جو نالش ہذا مین امر

سنہ ۱۸۹۷
چونی لال گوڑ
بنام
رورس سٹیم نیویگیشن کمپنی

فقرہ مذکور کی تعبیر کی نسبت تجویز ہوئی زیرا کہ سیل صاحب جسٹس بعدالت ہائیکورٹ و ٹریولین صاحب جسٹس لعدالت اپیل کہ
الفاظ سے کوئی قانون نافذ الوقت اُنکی روسے کا من لا کا حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ قانون مندرجہ ایکٹ بربرندگان مال (ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۵ع) کا حوالہ دیا
گیا ہے اور کہ جب تک اُسکی ذمہ داری بر ذمہ معاہدہ صریح کے وضع نہ کیجاتی تب تک مدعا علیہ کمپنی صرف اُس نقصان یا ہرجانہ کی ذمہ دار
تھی جس سے کہ بسبب وہشی حالکے اُنکی اجازت اُنکو بر و ئے دفعہ ۶ ایکٹ مذکور کے نہین دیگئی یعنی صرف اُس نقصان کے جو بذریعہ
غفلت یا فعل مستلزم السزا اُنکے یا اُنکے ملازمان یا ایجنٹان کے وقوع مین آیا ہو۔
فیصلہ ایل صاحب جسٹس بمقدمہ سنٹرل کاچار ٹی کمپنی بنام رورس سٹیم نیویگیشن کمپنی را کی پیروی کیگئی۔

مابہ النزاع یہ نہین ہے کہ گنج مین اُن اشخاص کے نام جو دو کمپنی ملکے کے ایجنٹ ہین معہ ایک چپنگ نوٹ کے جسپر اُس نے دستخط کئے تھے ارسال کئے
نوٹ مذکور ایک مطبوعہ فارم پر جو انڈیا جنرل سٹیم نیویگیشن کمپنی کا تھا تحریر کیا گیا تھا اور مطبوعہ عنوان سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کمپنی مذکور کے
نام ارسال کیا گیا ہے اوس مین ذیل کا فقرہ ہفتم درج تھا "کمپنی کسی نقصان یا ہرجہ یا عدم حوالگی یا کمی اسباب کی ذمہ دار نہ ہوگی جو
قدرتی باعث سے وقوع مین آوے یا بباعث دکیتی یا تلف ہونے یا ہرجانہ بذریعہ حادثہ جہازات یا آگ یا دہکہ کے پانی کے ہونے یا زنگ یا
حوادثات مشین یا جہاز کے انجن سے جدا ہوجانے یا پانی کے دباؤ یا پانی کے دریا مین کم ہونے یا کسی اور حادثہ دریا یا جہاز رانی سے خواہ اُسکی
نوعیت کچھ ہی ہو" اسباب مذکور نیچہ گنج مین اُن اشخاص سے وصول کیا گیا تھا جو بطور ایجنٹان ہر دو نیویگیشن کمپنی ہاے کے عمل کرتے
تھے اور وہ انسچ جہاز نوگانگ ملکیت مدعا علیہم پر بتعمیل انتظام کے مابین کمپنی ہاے مذکور کے بار کیا گیا تھا اور نیز بتعمیل اقرار نامہ مابین
ہر دو کمپنی ہاے مذکور و مالکان چارے مذکورہ بالا کے بل آف لیڈنگ پر ایجنٹان مذکور نے دستخط کئے تھے جہاز مذکور اگبوٹ موکم کے
بائین طرف رکھا گیا تھا جو نیز مدعا علیہم کی ملکیت تھا اور جسکا حکمران کپتان جے سی ایلن تھا اگبوٹ موکم کا طول ۲۴۰ فٹ اور عرض ۵۵ فٹ
ہے اور جہاز نوگانگ کا عرض ۳۰ فٹ ہے پس اُن دونون کے قریباً ۲۴۰ × ۸۵ فٹ جگہ گھیری ہوئی تھی سدہ دو موجا زیر بحث کے
نیچہ گنج سے ۳ نومبر کی صبح کو روانہ ہوے اور بعد ۸ بجے صبح کے ۴ نومبر کو ایک مقام واقعہ دریا کے کشیارا مین تھے جسکو کپتان ایلن نے
لانگ کیسی پچ کے نام سے موسوم کیا ہے اس مقام پر دریا کا تہ بہت سیدھا ہے جو مطابق شہادت کے قریباً ۸۰۰ فٹ لمبا ہے
اُسکے نیچے اگر دریا داہنی طرف پھر جاتا ہے اور ایک تنگ ندی بنجاتا ہے اور زان بعد ایک اور سیدھا راستہ جو قریباً تین سو ہاتھ کا ہے
دوسری طرف تک راستہ کے ہی بنتا ہے۔ دریا کا عرض اوس راستہ کے شروع مین ۳۴۰ فٹ ہے لیکن جہان سے وہ تبدیل ہوتا
ہے اُسکا عرض تقریباً ۲۰۰ فٹ رہ جاتا ہے اور جہاز کے چلنے کے قابل پانی صرف ۱۷۰ فٹ چوڑا ہے۔ بایان طرف دریا کا

(۱) غیر رپورٹ شدہ

سنہ ۱۸۹۷ع

چوتمل و دیگر

بنام

رور سٹیم نیویگیشن کمپنی

تجویز ضمنی بطبق اپیل (از رائے میکفرسن صاحب جسٹس باشتباہ میکلین صاحب چیف جسٹس) کہ تعبیر فقرہ مذکور درست ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز سپیشل صاحب جج میں جسکے رو سے نالش خارج کیگئی تھی کامل طور پر بیان کئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہے:۔

مدعا نالش ہذا واسطے دلاپانے قیمت ۲۳۲ صندوق سن کے جو مدعیان کیطرف سے مدعاعلیہم کو سراج گنج سے کلکتہ تک لیجانے کے واسطے حوالہ کئے گئے تھے دائر کیگئی ہے۔

قریباً متوازی اور نرم زمین سے بنا ہوا ہے جملہ گواہان کا بیان ہے کہ اس موقعہ پر جہاز رانی مشکل کام ہے اور صرف اسطرح جہاز چل سکتا ہے اگر اوسکو ریتلے کنارہ کنارہ لیجایا جاے اور بائیں طرف کے کنارہ سے ہرگز چھوا نہ جاے لیکن وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی کرنا ممکن نہیں ہے اور بعض اوقات نہایت تجربہ کار کمانڈر بھی اس مقام سے گذرنے کے وقت اوس کنارے سے ٹکرا جاتا ہے۔ صبح زیر بحث پر دریا کا رو قریباً تین میل فی گھنٹہ کے تھا۔ کپتان ایلین اوس پل پر تھا جو اگبوٹ کے سامنے طرف تھا اور کپتان ویسٹ برگ جو جہاز کا کمانڈر تھا اپنے کمرہ میں کچھ تیاری کر رہا تھا اوسکا کمرہ جہاز کے سامنے کیطرف تھا اور اس میں سے وہ دیکھ سکتا تھا کہ جہاز کس طرف کو جارہا ہے جب سیدھی سڑک کے شروع میں پہنچا جسکے بعد وہ ایک طرف کو پھر جاتی ہے تو کپتان نے انجن کا زور کم کردیا اور فلوٹیلا قریباً ۶۰ فٹ اوس راستے سے طے کر گیا اور اس راہ میں وہ چار دفعہ ٹھہرا تھا جنمیں سے ایک کا باعث انجن کا ٹھہرنا تھا اور تین بباعث ندی کی رو کے عمل میں آئے تھے اوس راستہ کے انجام پر پہونچکر جبکہ فلاٹیلا ریتلی تہ کے مقابل میں تھا کپتان نے اوسے ٹھہرا دیا اور زاں بعد انجن کو پیچھے کیطرف چلایا اسپر فلاٹیلا ندی کی رو کے مقابل میں قریباً ۲۰ فٹ تک گیا جبکہ اوسکا پچھلا حصہ متوازی کنارہ دریا سے ٹکرایا۔ بعد اسکے کہ جہاز کا پچھلا حصہ کنارے سے ٹکرایا تھا تو سامنا حصہ بھی اوسی طرف کو گھوم گیا اور سارا جہاز اوسی کنارے سے ٹکراتا ہوا کسی قدر فاصلہ تک چلا جونہی کہ جہاز اوس کنارہ سے ٹکرایا تھا اوسی وقت یہ معلوم ہوا تھا کہ اوس میں پانی آرہا ہے اور کپتان نے فوراً انجن کو نہایت تیز رفتار سے چلایا اور وہ فلاٹیلا سے دوسری طرف کے سیدھے راستہ میں جا ملا جہاں کہ فلاٹیلا آسانی سے گھوم سکتا تھا اور اوسنے گھوم کر جہاز کو ریتلے کنارہ پر سیدھے راستہ سے قریباً کئی سو گز کے فاصلہ پر ٹھہرا دیا بعد اوسکے کنارہ پر لانے کے معلوم ہوا تھا کہ اوسکے تختہ ہارے آہنی میں جسنے کہ وہ بنا تھا سامنے کیطرف قریباً چھ فٹ لمبی

سنہ ۱۸۹۱ع
چوتمل و دیگر
بنام
رورس سٹیم نیویگیشن
کمپنی

مدعیان سوداگران ہین اور کلکتہ اور سراجگنج مین کاروبار کرتے ہین انکا نام کلکتہ کی دکان کا روبار مین تھان سنگہ کورامچند ہے اور سراجگنج کی دوکان مین بہوڈسنگہ بالچند کے نام سے کاروبار کرتے ہین مدعاعلیہم بردندگان مال عوام ہین اور یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ عام کاروبار کے دوران مین انہون نے اسباب زیر بحث کلکتہ تک لیجانے کیواسطے لیا تھا اور اسباب مذکور کا نقصان بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ اسباب مذکور بجز و شرائط ایک اقرارنامہ کے لیا گیا تھا جو اُس فارورڈنگ نوٹ مین مندرج ہے جسپر مدعیان کیطرف سے دستخط کئے گئے ہین اور وہ ایک معاہدہ خاص حسب

دراڑ تھی جسکا انجام ایک سوراخ مین ہوتا تھا جو ۳ فٹ لمبا اور ۷ انچہ چوڑا تھا۔ یہ سوراخ جہاز کے ایک طرف ایسے مقام پر تھا جو پانی کی سطح سے دو فٹ نیچا تھا جب کہ وہ کنارہ سے ٹکرایا تھا اور جہاز کے تجربہ کار ان بیان کرتے ہین کہ وہ کسی سخت شی کے ٹکرانے سے ہوا تھا جو کنارہ مین سے جہاز کے اندر گھس گئی تھی لیکن وہ سوراخ کنارہ سمندر سے ہرگز نہ ہو سکتا تھا اگر اُسوقت اُس جگہ پر کوئی غیر معمولی شے موجود نہ ہوتی۔ انکی رائے کا میلان میری دانست مین اسطرف ہے کہ وہ بباعث کسی لکڑی کے ٹکڑہ کے اُسجگہ پر موجود ہونے کے ہوا تھا جہانکہ جہاز ٹکرایا تھا گو تلاش کئے جانے پر وہان کوئی ایسی شے پائی نہ گئی تھی مجھے اس امر مین کچھہ شبہ نہین ہے کہ نقصان مذکور کسی بڑے لکڑی کے ٹکرہ سے یا کسی درخت کے حصہ سے جسکا کہ دوسرا حصہ سمندر کے کنارہ کے اندر گھسا ہوا تھا پہنچا تھا لیکن کسی شہادت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ آیا وہ لکڑی دریا مین تیرتی تھی یا کنارہ کے اندر ایک طرف سے گھسی ہوئی تھی میری رائے مین اس امر کی تحقیقات کرنا ضروری نہین ہے۔ ۷۷ اصندوق مال کے چار جو نالش ہذا مین زیر بحث ہین اسطرح ضائع ہو گئے تھے اور کلکتہ لیجانے کے قابل نہ رہے تھے۔

ان واقعات کی شہادت پر فاضل جج عدالت ماتحت نے قرار دیا ہے کہ حسب منشاء دفعہ ۹ ایکٹ بردندگان مال ایک معاہدہ موجود تھا جسکے رو سے بردندگان کی ذمہ داری صرف غفلت کی ذمہ داری تک محدود کیگئی تھی اور کہ کپتان اگبوٹ نے جہاز کو کنارہ سے ٹکرانے مین غفلت کی ہے لیکن اُس نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ جہاز کا نقصان کپتان کی اس غفلت سے نہ ہوا تھا کہ اُس نے جہاز کنارہ سے ٹکرایا ہے بلکہ ایک مخفی خطرہ کی موجودگی کے باعث ہوا ہے جسکی نسبت شک کرنیکی کوئی وجہ موجود نہ تھی اور اسلئے نالش کو خارج کیا ہے۔

بر طبق اپیل ہذا اول مسٹر مو منجا نب مدعیان نے یہ عذر کیا تھا کہ چونکہ سپنگ نوٹ اوسکے نوکر کے ایجنٹان نے تحریر کیا ہے جو مالکان جار تھے اور وہ نوٹ ایک فارم انڈیا جنرل سٹیم نیویگیشن کمپنی پر تحریر کیا گیا تھا اسلئے کوئی معاہدہ مدعاعلیہم عالی کے ساتھہ نکیا گیا تھا جسکے رو سے انکی ذمہ داری محدود ہو جاتی اور کہ وہ نقصان جو اسباب کے ذمہ دار بطور بیمہ کنندگان کے ہین مگر نقصان مذکور غلطی سے وقوع مین آیا ہو یا نہ ہین تسلیم کرتا ہون کہ مین اس حجت کے سمجھنے کے ناقابل ہون اُن

چوتمل ڈوگر
بنام
[illegible] سٹیم نیویگیشن کمپنی

منشا ایکٹ معاہدہ بیان ہے۔ اور ان امور کے درست طور پر معلوم کرنے کے لئے جو نالش ہذا مین پیدا ہوئے ہین واقعات ذیل کا بیان کرنا ضروری ہے جو یا تو تسلیم کردہ ہین یا ثابت شدہ۔ اسباب کے سراجگنج مین ماہ نومبر ۱۸۹۳ع مین جہاز خیبر پر لیجانے کے واسطے حوالہ کیا گیا تھا اور جہاز مذکور جسپر ۲۹۰۰ من جٹ لدی ہوئی تھی کلکتہ مین ۷ نومبر کو پہنچا تھا اور اوسنے پرنسپ گھاٹ پر لنگر ڈالا تھا۔

۵ بروے ہدایات حاصل کردہ منجانب مدعاعلیہ کمپنی کے جہاز مذکور ہوگلی ملس کیطرف لیجایا گیا تھا اور وہان اسکا اسباب اتارا گیا تھا۔ ان بعد جہاز مذکور واپس کیا گیا اور سب پور اور ہوڑا ملس مین باقی اسباب اتارا گیا۔ ۴ دسمبر کو وہ دریا کے درمیان مین لایا گیا تھا اور وہان اوس نے باقی اسباب جہاز ہیلجان پر اتار دیا۔ بعدہ ہاوڑہ برج کے اوپر سے لیجایا جاکر یونین پریس کے مقابل کیطرف ٹہرایا گیا۔ جہاز مذکور وہان ۵ دسمبر

واقعات جنکا ذکر فیصلہ ہذا کے شروع مین کیا گیا ہے یہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ سپنگ نوٹ جو فارم جاری کردہ ایک کمپنی پر تحریر کیا گیا تھا در اصل دونو کمپنی کے ایجنٹ کے نام ارسال کیا گیا تھا اور کہ مدعاعلیہم اسباب مذکور کو شرح مقررہ مطابق شرائط نوٹ مذکور کے لیگئے تھے۔

وہ امر جسپر اہم طور پر ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے اور جو میری راے مین صرف ایک ہی ایسا امر ہے جو مقدمہ ہذا مین پیدا ہوتا ہے یہ ہی کہ آیا شہادت مندرجہ مسل کے رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاز کے کپتان نے جہاز کو کنارہ سے ٹکرانے مین غفلت کی ہے کیونکہ اگر اوسنے ایسا کیا ہے تو اس امر مین کچھ شبہ نہین کہ نقصان کا باعث وہی غفلت ہے کیونکہ جہاز کے ایک طرف سوراخ اوسوقت ہوا تھا جبکہ وہ کنارہ سے ٹکرایا تھا۔

اس مین کچھ شبہ نہین کہ بروے دفعہ ۹ ایکٹ برندگان مال کے نقصان بخلاف برندگان کے غفلت کی شہادت ہے لیکن جہان صورت حال کیطرح فریقین نے کل شہادت عدالت کے روبرو پیش کردی ہو تو عدالت کا فرض ہے کہ شہادت مذکورہ سے یہ معلوم کرے کہ آیا نقصان مذکور برندگان یا انکے ملازمان کی غفلت سے ہوا ہے یا نہین صورت حال میں کوئی امر ایسا معلوم نہین کرتا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ کپتان ایلن نے بباعث ناتجربہ کار ہونے کے غفلت کا ارتکاب کیا تھا اس لئے میری یہ راے ہے کہ مدعی نالش ہذا مین کامیاب نہین ہو سکتا۔ فعل مذکور ابتدا ہی سے مشکوک تھا کیونکہ مدعیکو بروقت ارجاع نالش کے یہ معلوم نہ تھا کہ کس طرح پر حادثہ وقوع مین آیا تھا اور اوسنے کلیتاً اوس غفلت کے قیاس پر عمل کیا تھا جو بروے دفعہ ۹ کے پیدا ہوتا ہے اور اسے امید تھی کہ برندگان اوسکی تردید نہ کر سکینگے۔ جب کل مقدمہ پر غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ سوال صرف یہ ہے کہ آیا کپتان ایلن نے انجن کو بند کرکے اسکے پیچھے ہٹانے مین ناتجربہ کاری یا غفلت سے کام لیا تھا اور کہ آیا جہاز اوسکی غفلت سے

سنہ ۱۸۹۶ء
چوتیل وڈگر
بنام
برودس سٹیم نیویگیشن کمپنی

کی شام کو پہونچا - ۲ دسمبر کو تمام دن اُس اسباب کے اتارنے مین صرف ہوا جو یونین پریس مین دیا جاتا تہا اور اُس دن اُدہمین سے ۱۳۰۰ صندوق سن کے اتارے گئے اور وہ پہر کسی اور جگہ اسباب حوالہ کرنے کو روانہ ہوا جو کسیقدر نمک اور بوریان تہین - کام تاریخ کو علے العموم ۲ بجے ختم کیا گیا اور مطابق اُس شہادت کے جو مدعاعلیہ کمپنی کیطرف سے پیش کیگئی ہے عام کارروائی واسطے محفوظ کرنے اسباب جہاز کے آتشزدگی وغیرہ کے متعلق کیگئی تہی -

ٹکرا گیا تہا اس سوال پر غور کرتے وقت یہ یاد رکہنا ضروری ہے کہ جب فلاٹیلا ریتلی تہ کے مقابل مین تہا تو کپتان نے اُسکو روک لیا تہا اور زان بعد انجن کو پیچہے کیطرف چلایا تہا اور کہ اُسکے اس فعل کیوجہ سے فلاٹیلا پیچہے ہٹکر کنارہ سے ٹکرا گیا تہا اور تجربہ کار اشخاص کا بیان ہے کہ نہایت محفوظ طریق اسجگہ سے گذرنے کا یہ ہے کہ ریتلی تہ کے قریب سے گذر جاوے لیکن یہ امر ہمیشہ ممکن نہین ہے وکیل مدعیان نے اس امر پر ہمارے روبرو بہت زور دیا ہے کہ ہم کو یہ قیاس کرنا چاہئے کہ جب فلوٹیلا ریتلی تہ کے مقابل مین تہا تو وہ آسانی سے اسجگہ پر سے عبور کرنیکے قابل تہا اور اس صورت مین وہ ہرگز کنارہ سے نہ ٹکرا سکتا تہا اور وہ اسی امر کی کوشش کر رہا تہا جبکہ اوسکی امید کے خلاف جہاز کنارہ سے جا ٹکرایا تہا ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ امر مذکور کا اظہار اس امر واقعہ سے ہوتا ہے کہ اوسنے حکم دیا تہا کہ مستول بیدہے کہینچا جاوین جبکہ فلاٹیلا چل رہا تہا اور کہ اوسنے بباعث غفلت اور ناتجربہ کاری کے اوسکو ٹہرا کرکے انجن کا رُخ پیچہے کیطرف کر دیا تہا اور اُسکے ایسا کرنیکا باعث بالضرور یہ تہا کہ فلاٹیلا ایک لکڑی کی گیلی کیطرح پانی کے رُو مین جہان اوسکو وہ لیجاتی چلا جائے - یہ امر مدعیان نے کپتان مذکور پر سوالات جرح کرتے وقت معلوم کیا ہے کہ یہ امر خطرناک اور غیر محفوظ ہے اگر جہاز بلا کسی اختیار کے اسطرح پر چہوڑ دیا جاوے میری رائے مین اس امر کی تائید اُن امور واقعہ سے نہین ہوتی جو مقدمہ ہذا مین ثابت ہوئے ہین مین شہادت مندرجہ مسل سے یہ نتیجہ اخذ نہین کر سکتا کہ جب فلاٹیلا ریتلی تہ کے مقابل مین تہا اوسوقت ممکن تہا کہ آسانی سے اُس خطرناک مقام سے گذر جاتا یا کہ کپتان مذکور کا منشا اسی طریق سے داخلے گذرنے کا تہا یا اوسنے ایسا کرنیکی کوشش کی تہی تجربہ کار آدمیون کا بیان ہے کہ بعض اوقات یہ ممکن ہے کہ بائین کنارہ سے جہاز گذر جاسکے اور کسی شہادت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ جب فلاٹیلا ریتلی تہ کے مقابل مین تہا تو وہ آسانی سے گذر سکتا تہا یہ امر متحقق ہے کہ کپتان اوسوقت پل پر باہر کی طرف دیکہہ رہا تہا

سنہ ۱۸۹۷ء

چھوٹی لال وغیرہ
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن کمپنی

؛ وہ پیش بندی ہائے جو کیگئی تہین انکی تشریح کپتان ڈنکن کمانڈر جہاز کی شہادت اور عبدالکریم سیاہ رنگ اور تمیز دین
وچمین کی شہادت سے ہوتی ہے جو بروقت آتش زدگی کے پہرہ پر تہا معلوم ہوتا ہے جہاز مذکور اُس نمونہ پر بنایا
گیا تہا جو عموماً جہازہائے مملوکہ کمپنی مین جو سن کیلیجانیکے واسطے بنائے جاتے ہین استعمال کیا جاتا ہے یعنے اُسکا تختہ اور
اطراف لوہے کے تہے۔ اُسکا طول ۲۰۰ فیٹ اور عرض ۳۱ فیٹ تہا۔ اُسکی چہت دہاریدار لوہے کی چادرونکی تہی
جو نچلے تختہ سے ۱۰ فٹ اونچی تہی اور وہ ہر طرف سے جھکی ہوئی تہی جو چار نظرف سے صرف ۱۰ فٹ کے فاصلہ پر
نچلے تختہ سے رہجاتی تہی۔ تختہ کے ہر ایک طرف دہاریدار لوہے کے پتہرے لگے ہوئے تھے جن سے
وہ حصہ جہاز کا جس مین اسباب کہا جاتا تہا اُس حصہ سے جدا ہوتا تہا جسمین کپتان اور ملاح رہتے تہے
اور کہ جو کچھہ اُسنے کیا تہا وہ جان بوجھکر اور علم سے کیا تہا اور یہ غلطی تہا کہ جہاز کے ٹہرانیکا اثر یہ ہوگا کہ وہ
پانی کے بہاؤ کے ساتھہ پیچھے ہٹکر بائین کنارہ سے ٹکرائیگا۔ وہ نتیجہ جو مین اخذ کرسکتا ہون صرف یہ ہے کہ کپتان ایلین
نے معلوم کیا تہا کہ وہ بلا ٹکرانے بائین کنارہ کے اُس مقام سے عبور نہین کرسکتا اور اُسنے انجن کو اس غرض سے بند
کیا تہا کہ فلاٹیلا اُس کنارہ سے ہٹجائے اور اُسنے انجن کو پیچھے کیطرف اس غرض سے چلایا تہا کہ جہاز کے ٹکرانیکی طاقت
بہت کم ہوجائے۔ اور کہ وہ مقام جہان اُسنے اپنے آپ کو بعد ٹکرانیکے دیکہا تہا اس غرض کیواسطے نہایت مناسب
تہا جسکا اظہار اس امر واقعہ سے ہوتا ہے کہ وہانسے وہ اس قابل ہوگیا تہا کہ فلاٹیلا کو اُس مقام سے بلا کسی روک
کے عبور کرائے اور یہ امر کہ ٹکر کوئی سخت نہتی اس امر واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کنارہ سے ٹکرانیکے باعث جہاز کو
کوئی سخت صدمہ نہ پہنچا تہا جو سب تجربہ کار گواہان بیان کرتے ہین کہ اگر صدمہ زور سے پہنچتا تو بہت نقصان
ہوتا بیان یہ کیا گیا ہے کہ کپتان ایلین نے ستونکے اٹہانیکا حکم اس غرض سے دیا تہا کہ ریتلی تہہ کے قریب
ہوکر گذرے۔ میری رائے مین اُسکا نتیجہ بالضرور یہی نہین ہوسکتا۔ کپتان ایلین سے یہ سوال نہین کیا گیا
کہ کیون اُسنے ایسا حکم دیا تہا اور چونکہ جہاز کا سامنا طرف بروقت ٹکرانیکے بائین کنارہ سے دور تہا ممکن ہے
کہ یہی وجہ صدمہ کے کم ہونیکی ہوئی ہو۔
میری رائے مین کچھہ شبہ نہین ہے کہ اگر بار ثبوت غفلت کے ثابت کرنیکا مدعیان پر ڈالا جاتا تو وہ اُس سے
ہرگز سبکدوشی حاصل کرسکتے اور چونکہ وہ کل شہادت جسپر فریقین نے انحصار کیا ہے ہمارے روبرو موجود ہے
اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ کوئی غفلت یا ناتجربہ کاری عمل مین نہین آئی مقیاس غفلت کی کافی تردید
کیگئی ہے۔ اور مسئلہ الیہم دعوے حال کے خارج کرانیکے مستحق ہین ؛ ۔

۱۸۹۶ء
پھوٹمل و دیگر
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن
کمپنی

کپتان اس حصہ مین رہتا تہا جو جہاز کی سامنے کیطرف تہا اور ملاح پچھلے حصہ مین رہتے تہے۔ اُن پر دونکے اندر دروازہ لگے ہوئے تہے جنمین سے اُس حصہ جہاز کیطرف سے جاتے تہے جہان اسباب ہوتا تہا اور جبکہ دروازے بند کیئے جاتے تہے تو اُس حصہ کا تعلق بالکل منقطع ہوجاتا تہا جسمین کپتان اور ملاح رہتے تہے۔ اس پردہ سے ملحق تہا جسکا کہ مینے ذکر کیا ہی ٹاٹ کے پردہ لگے ہوئے تہے جو نچلے تختہ تک پہونچتے تہے اور وہ برابر سامنے سے پیچھے تک لگے ہوئے تھے وہ اوپر سے لوہے کے پردہ کے ساتہہ ملحق تہے اور نیچے تختہ جہاز کے ساتہہ میخون سے لگے ہوئے تہے۔ اور پردہ ہائے مذکور کے اندر ایک بالنونکا کٹہرہ بنا ہوا تہا اور اس کٹہرہ کے خالی جگہ اس غرض سے رکہی گئی تہی کہ اسباب بارکردہ کے گرد پہرا جا سکے اندر کے حصہ مین یعنے اُس حصہ مین جو اس چوطرفہ

ان وجوہات کے باعث میری یہ رائے ہے کہ صاحب جج نالش کے خارج کرنے مین درستی پر تہا اور کہ اپیل معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

بگٹ صاحب جسٹس:۔ نیز میری یہ رائے ہے کہ ڈگری عدالت ابتدائی بحال کیجانی چاہیئے اور اپیل خارج کیا جانا چاہیئے۔ دوران بحث مین ہمارے روبرو دو باتین اور اٹہائے گئے ہین جنپر مین اپنی رائے ظاہر کرنا چاہتا ہون ۔

مین اس امر سے بالکل متفق ہون کہ ذمہ داری مدعاعلیہم کا اُن شرائط کے مطابق فیصلہ کیا جانا چاہیئے جو فارورڈنگ نوٹ کی پشت پر درج ہین باوجود اس امر واقعہ کے کہ انڈیا جنرل سٹیم نیویگیشن کمپنی کا نام اُسپر مطبوع ہے نہ کہ مدعاعلیہ کمپنی کا میری رائے مین ۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء کے معاہدہ اور اُس طریق کے اثر سے جسکے مطابق دونون کمپنیان اپنا کاروبار کرتی ہین یعنے جیسا کہ فاضل جج نے بیان کیا ہے کہ "وہ مشترک طور پر اپنا کاروبار چلاتی ہین" یہ امر واقعہ کہ انڈیا جنرل کی فارم استعمال کیگئی تہی بالکل غیر ضروری ہوجاتا ہے اور اُسکے بدلے کمپنی مذکور کے نام کا فارورڈنگ نوٹ پر طبع ہونا ایک محض بے اثر امر ہوجاتا ہے۔

دوسرا امر جسکی نسبت مین اپنی رائے ظاہر کرنا چاہتا ہون سوال ہرجانہ کے متعلق ہے۔ فاضل جج نے اپنی رائے کو کپتان ایلن کے انکار پر مبنی رکہکر یہ کہا ہے کہ فلاٹیلا کے چلانے مین غفلت کا عمل مین آنا ثابت ہوگیا ہی اُسنے بیان کیا ہی کہ "مین سوائے اسکے اور کچھہ قرار نہین دیسکتا کہ جہازونکے اسقدر دور لیجانے مین جہانکہ حادثہ وقوع مین آیا تہا اور انکو سمندر کے رو مین چہوڑدینے مین کپتان ایلن نے اسقدر تجربہ سے کام لیا تہا جیسا کہ بڑے واقعات سے ضروری تہا یا بالفاظ دیگر اُسنے غفلت کا ارتکاب کیا تہا"

مگر فاضل جج نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ ہرج جو واقعی طور پر پہنچایا گیا تہا وہ طبعی اور اغلب نتیجہ کپتان کی غفلت کا نتہا۔ اس سوال کا جواب کہ آیا جبکہ وہ دریا مین جہاز چلانیکے خطرہ سے واقف تہا تو اُسے چاہیئے تہا

سنہ ۱۸۹۷ء
چہوٹا لال دوبے
بنام
ریور شیم نیویگیشن کمپنی

راستہ کے اندر تہا اسباب چہت تک لادا جاتا تہا۔

یہ شہادت ہے کہ ۵½ بجے شام کے جب کام بند کیا گیا تہا مطابق عام طریق کے پردے چہوڑے گئے تہے اور تختہ کے ساتہہ محفوظ کئے گئے تہے۔ پتہر ونکے دروازہ بند کئے گئے تہے اور آگ اُسکے اوپر سے خواہ وہ پکانیکے واسطے تہی یا کسی اور غرض کے واسطے بجہا دیگئی تہی۔

کہ بحیثیت ایک تجربہ کار آدمی کے معلوم کرتا کہ اُس مقام پر جہاں جہاز ٹکرایا ہے اغلباً کوئی ایسی شئے موجود ہوگی جو جہاز کے ایک طرف گہس جائیگی یعنی مین دیا جانا چاہئے سو مشئے خواہ وہ کچہہ ہی ہو جسکے کہ باعث نقصان پہنچا ہے پانی کی سطح کے اندر تہی اور نظر نہ آتی تہی کوئی ایسی شئے بظاہر نظر نہ آتی تہی جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ ایسی شئے اُس مقام پر موجود ہوگی۔ سمندر کا کنارہ عمودی ہے اور اُسکے نیچے سمندر کی تہہ بہت گہری ہے اور یہ گہراؤ پانیکی لہر سے اور بہی بڑہ جاتا ہے اور یہ ہرگز معلوم نہیں ہوسکتا کہ کوئی ایسی شئے پانی مین تیرتی ہوگی یا کنارہ سے ملحق ہوگی۔ وہ مٹی کا کنارہ ہے اور اُسمین کوئی پتہر یا درخت نہین ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ دریا کے اس کنارہ کیطرف عموماً بڑی بڑی لہرین اٹہتی ہین اسکی یہ رائے نہتی کہ کپتان لین مناسب طور سے یہ خیال کرسکتا تہا کہ اُس مقام پر جہاں جہاز ٹکرائیگا کوئی غیر معمولی شئے موجود ہوگی اور وہ جہاز کو بہتا ہوا چہوڑ دینے مین صرف یہ خیال کرسکتا تہا کہ جہاز کنارہ سے جاکر ٹکرائیگا اور اُسکی وجہ سے ایسا نتیجہ پیدا ہوگا جو بالعموم ٹکرانے سے پیدا ہوتا ہے اور کہ یا تو اُس کو کوئی نقصان نہ پہونچیگا یا اُسکا نقصان ٹکر کے زور کے مطابق ہوگا۔

اور مقدمات شارپ بنام پادل (۱) و گرین لینڈ بنام چیپلین (۲) اور اُن دیگر مقدمات کی سند پر جنکا حوالہ پالک صاحب کی کتاب ٹارٹ صفحہ ۳۰ پر دیا گیا ہے اُسنے قرار دیا ہے کہ نقصان مدعاعلیہم کی غفلت کیطرف منسوب نہین ہوسکتا۔

برطبق اپیل کے ہمارے روبرو اِس قرارداد کی لنبت عذر کیا گیا ہے اور اُن مقدمات پر جو متعلق کئے گئے ہین فریقین کیطرف سے بحث کیگئی ہے میری رائے مین اپیلانٹان اپنے دعوی کو کسیقدر بڑہاکر بیان کرتے ہین۔ ایک امر جسکی لنبت انہون نے عذر کیا ہے یہ تہا کہ اگر بباعث غفلت کے جہاز ایک ایسے راستہ پر سمندر کی رو مین چلایا گیا تہا سوائے اُس راستہ کے جو نہایت بہتر اور محفوظ راستہ تہا تو جو کچہہ کہ اُس راستہ مین جو اختیار کیا گیا تہا وقوع مین آیا ہو اُسکے ذمہ دار مدعاعلیہم ہین خواہ اُس کا خیال پہلے سے پیدا ہوسکتا تہا یا نہین۔ مین فاضل وکیل اپیلانٹان کی اِس بحث کا اثر یہ سمجہتا ہون کہ "اگر بباعث غفلت کے جہاز اصلی راستہ سے بہر گیا تہا اور وہ ایک پتہر سے ٹکرایا تہا تو وہ بروئے معاہدہ کے ذمہ دار ہوگا" یعنے بروئے معاہدہ بحیثیت بردہ مال کے۔

(۱) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۷ صفحہ ۲۵۳ -

(۲) ایکسچکر ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۲۴ -

سنہ ۱۸۹۷ء
چھوٹے لال و دیگر
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن کمپنی

"ایک ہیٹری ملازمان مدعا علیہم کمپنی نے تیار کی تھی جسکے روسے جہاز کا تعلق کنارہ کے ساتھہ کیا جاتا تھا اور وہ اسباب اتارنیکے واسطے استعمال کیجاتی تھی -

"جہاز مذکور کنارہ سے ۴۰ یا ۴۱ فیٹ کے فاصلہ پر تھا اور وہ لنگر چھوڑ کر آگے پیچھے ہو رہا تھا اور وہ رسون سے کنارہ کے ساتھہ ملحق کیا ہوا تھا سامان اسباب کے کمرہ کا راستہ بذریعہ ایک پردہ کے ڈالے جانیکے بند کیا گیا تھا اور نیز بذریعہ بالنونکے کھٹکے کے لگائے جانیکے یا امر صریح ہے کہ جب یہ سب کچھہ کیا گیا تھا تو اسباب کا تعلق ملاحون اور جملہ دیگر اشیار سے جو باہر تھین منقطع کیا گیا تھا ۱۲ بجے رات کو تمیز الدین پہرہ پر تھا وہ اور ایک اور شخص ۱۲ بجے پہرہ پر لگائے گئے تھے اور انہون نے پہلے دو اشخاص پہرہ دار کو اس وقت سبکدوش کیا تھا قاعدہ یہ ہے کہ پہرہ ہر گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد مطابق موسم کے تبدیل کیا جاتا ہے بہت عرصہ کا پہرہ عموماً گرمیون کے موسم مین ہوتا ہے "-

یہ امر مطابق عبارت استعمال کردہ مقدمہ ڈیولیس بنام گیریٹ (۱) کے ہے ایک حال جیسی مقدمہ سے متعلق ہوسکتا ہے مقدمہ مذکور کا حوالہ عموماً ایسے مقدمات مین دیا جاتا ہے جو مین اسکے مطابق نہین ہوتے - وہ ایک مقدمہ ایسی تبدیلی راہ کا تھا جو واقعات موجودہ کے روسے جائز نہتی جو محض ایک غفلت تعمیل معاہدہ کا فعل تھا بلکہ ایک فعل بخلاف ورزی معاہدہ مذکور تھا اور بالعموم مقدمہ مذکور اُس قیاس پر مبنی سمجھا جاتا ہے جیسا کہ وہ مقدمات سکرانگا بنام سٹیمپ (۲) ولی بنام ڈوبلیڈے (۳) وغیرہ مین سمجھا گیا ہے -

مین ایسے قاعدہ کے حال جیسے مقدمات سے متعلق کرنیمین تامل کرتا ہون لیکن بروئے واقعات مقدمہ ہذا کے مین اس رائے مین حصہ لینے کے ناقابل ہون جو مینے اپنے فاضل ہم جلیس کی فیصلہ عدالت ابتدائی سے مقتبس کی ہے -

میری رائے مین شہادت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کنارہ کے ساتھہ ٹکرانے سے جہاز روکا جا سکتا ہے اور کہ ٹکر ہمین خطرہ ہے جو حتے الامکان رفع کیا جا سکتا ہے - لہذا یہ ایک خطرہ غیر متعلق قسم کا ہے جسکی مقدار بہت سی شرائط پر منحصر ہو سکتی ہین مثلاً نوعیت اور صورت کنارہ زیر بحث کی اور پانی کا عمق اور لہر کی تیزی - ایک عام قسم کا خطرہ خصوصاً اس صورت مین کہ دریا کا کنارہ عمودی کنارہ مٹی یا ریت کا ہو یہ ہے کہ اسکے ساتھہ ٹکرانے مین جہاز کی کل خراب ہو جائیگی اور اسکے تختے ٹکر کی سختی سے ٹوٹ جاینگے - لیکن یہ امر کہ صورت حالیہ مین وقوع مین آیا تھا ایک اور قسم کا خطرہ ہے جو بصورت کنارہ کے ساتھہ نہ ٹکرانیکے وقوع مین نہ آسکتا تھا جیسا کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے یہ ظاہر نہین کیا گیا اسنے اس قیاس کے کرنیکی کوئی وجہ موجود ہے کہ وہ صدمہ کسی ایسی شئے سے پہنچا تھا جو سمندر کی تہ سے اوپر کو اٹھی ہوئی

(۱) بنگہام رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۷۱۶

(۲) لا رپورٹ کامن پلیز دویژن جلد ۵ صفحہ ۲۹۵ -

(۳) لا رپورٹ کوئنز بنچ دویژن جلد ۷ صفحہ ۱۰۱ -

۱۸۹۷ء
چھوٹے لال ودیگر
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن
کمپنی

"تمیز الدین نے بیان کیا ہی کہ جب پہرہ پر آیا تو وہ جہاز کے اوپر اور نیچے گیا اور اُسکے چارون طرف پہرا اور دوسرا پہرہ دار جہاز کے پچھلی طرف کو کہڑا رہا تہا - وہ جہاز کے اوپر نیچے دو دفعہ گیا تہا - اور زاں بعد اُسکی توجہ کسی ٹوٹنے ہوئے ٹکڑہ جہاز کیطرف راغب ہوگئی جو جہاز کے لنگر کے ساتہہ لپٹا ہوا نظر آیا تہا - اس کام مین وہ ۷ یا ۸ منٹ مصروف رہا - زاں بعد اُسنے پانی مین سے روشنی دیکھی - اور جب اوپر کو نظر اٹہائی تو اُسے معلوم ہوا کہ جہاز کے درمیان مین پچھلی طرف کو آگ لگی ہوئی ہے اور وہ ایسا مقام تہا جہان سے واپس آتے ہوئے صرف ۷ منٹ کا عرصہ ہوا تہا اور اُسوقت سب کچھ بالکل درست تہا اُسنے کپتان کو اطلاع دی اور چونکہ وہ بباعث آگ کے لگنے کے ناقابل ہوگیا تہا کہ جہاز کے اُس طرف کو جاسکے اس لیئے اُسنے دوسری طرف سے ہوکر ملاحون کو جگا دیا ملاحون نے آگ کے بجہانیکی کوشش کی اولاً بذریعہ

تہی - ہمین شبہ نہین کہ دریا میدم کی گہرائی کسی ایسی شئے کی موجودگی کے قیاس کو رفع کرتی ہے اور نیز اُس سوراخ کی شکل سے ہی یہی ظاہر ہوتا ہے جو جہاز مین ہوا ہے اسلیئے یہ خیال کہ کوئی چیز سمندر کی سطح سے ابہرا ہوا تہا رفع ہوجاتا ہے - اغلباً نقصان مذکور بباعث کسی لکڑی یا درخت کے پہنچا ہوگا جو کنارہ دریا مین باہر کیطرف نکلا ہوا تہا یا کسی ایسی لکڑی سے جو پانی مین تیرتی تہی اور جو جہاز اور کنارہ سمندر کے درمیان مین آگئی ہوگی جبکہ جہاز کنارہ کے ساتہہ ٹکرایا تہا - مسٹر مکنتوش نے ان امور مین سے امر اول کو صریح طور پر شہادت مین تسلیم کیا ہے - میری رائے مین یہ نہین کہا جاسکتا کہ ایسی شئے کے ساتہہ ٹکرانیکا خطرہ حد شکوک و شبہات سے بری ہے - ایسے کنارہ ہاے دریا عموماً سمندر کی لہرون سے کٹ کر سو تو نیچے گل جاتے ہین اور وہ درختان جو اُنمین اُگے ہوئے ہون بالفرور سمندر مین آجاتے ہین یا کنارہ سے باہر ابہر آتے ہین - کسی گواہ نے یہ بیان کیا ہی کہ وہان کوئی درخت تہا جہانکہ جہاز ٹکرایا تہا یا صرف ایک درخت تہا مین شہادت مذکور کی درستی کو تسلیم نہین کرسکتا عابد علی نے بیان کیا ہے کہ لوگ کوشش کرتے تہے کہ جہاز کو اس موقعہ پر درختون سے باندہ دیا جاوے جہانکہ وہ ٹکرایا تہا مین اس مین شک کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکہتا - نیز کپتان نے بیان کیا ہے کہ جہاز کے ٹکراتے ہی اُسکے دلمین یہ خیال پیدا ہوا تہا کہ وہ کسی سخت شئے سے ٹکرایا ہے "مجہے معلوم ہوا کہ کوئی شے ٹوٹ گئی ہے اور عموماً جو کشتیاں سول کی لکڑی لاتی ہین اس مقام پر انکو کہول دیتی ہین" اور جب اُس سے یہ سوال کیا گیا کہ اُس کا منشا سخت شئے سے کیا ہے تو اُس نے کہا کہ "ایک پرانا درخت یا لکڑی کی گیلی"

پانی کے ڈول نکلے اور بعد ازان بذریعہ فایر پمپ جو موجود تہا لیکن چونکہ وہ پردہ کے اندر سے بہر کر نہ سکتے تہے اسلئے وہ باہر کیطرف کو نکل گئے۔ کپتان ڈنکن اوس وقت اسوجہ سے ملاحونکے پاس نہ پہنچ سکتا تہا کہ آگ اُنکے درمیان حایل ہوگئی تہی اور وہ ایکدوسرے کی بات نہ سن سکتے تہے۔ مگر اُسنے بیان کیا ہے اُسنے حتے الامکان نہایت کوشش کی تہی اوّلاً اُسنے جہاز سفجان کا تعلق کاٹ دیا تہا جو فیر کے ساتہہ بندہا ہوا تہا سفجان پانی کی لہر سے درمیان مین چلا گیا تہا اور بالکل محفوظ رہا تہا

اور زان بعد اس امر کا ذکر کرتے وقت جسکی وجہ سے نقصان مذکور پہنچا تہا اُسنے بیان کیا ہے "وہ ایک سول کی لکڑی ہوگی جسکا ایک طرف کٹا ہوا تہا"

مین اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ کنارہ سے ٹکرانیکا ایک خطرہ یہ تہا کہ جو کچہہ دراصل وقوع مین آیا ہے شاید واقع ہو اگر جہاز کنارہ کے ساتہہ ٹکر لے اور میری رائے اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے تو اُسکے روسے کپتان کی شہادت پر کوئی وجہہ نہین لگتا کہ اوس کو ایسے اتفاقات کا علم تہا جنسے ایسے خطرہ کا خیال پیدا ہو سکتا تہا نہ صرف بطور اغلب امور کے بلکہ بطور بالکل ممکن امور کے گو اسمین شبہہ نہین کہ یہی ایک وجہ بہت سی وجوہات مین تہی جسکے باعث کپتان کا فرض ہوگیا تہا کہ کنارہ سے ٹکرانے سے جہاز کو بچانے کیواسطے حتے الامکان نہایت کوشش کرے تاکہ ایسا وقوع مین نہ آئے پس بطور امر واقعہ کے اُسکی غفلت کے باعث جہاز کنارہ کے ساتہہ ٹکرایا تہا اسلئے مدعا علیہم اُس نقصان کے ذمہ وار تہے جو لکڑی سے پہنچا تہا یا کسی اور شے سے جسکی وجہ سے جہاز مین سوراخ ہوا تہا۔

اِس سوال پر کہ آیا غفلت کیگئی تہی یا نہین فاضل جج نے اپنے آپ کو کپتان کے انکار سے اس نتیجہ کے کرنیکا پابند سمجہا ہے کہ غفلت کیگئی تہی۔ اس مین شبہہ نہین کہ اگر دستاویز مذکور کو لفظی طور پر پڑہا جائے اور وہ بطور ایک درست بیان امور واقعہ کے متصور کیجائے تو اُس سے اوّلاً ظاہر ہوتا ہے کہ کپتان نے مطابق بیانات اشخاص تجربہ کار اور خود اُسکے اقبال کے فلاٹیلا کے چلانے مین غلطی کی ہے۔

اُسنے انکار مذکور مین بیان کیا ہے کہ جب وہ قریباً ۸ بجے صبح کے سیدہے راستہ پر پہنچا تہا تو اُسنے ما کم کے انجن کو آہستہ کر دیا تہا اور اُسکی تیزی کم کر دی تہی زان بعد اُسنے اُنکو بالکل ٹہرا دیا تہا اور اس طرح جہاز بالکل بند کر دیا تہا" اور زان بعد اُسنے چند فقرات متعلق بہتر طور سے عبور کرنیکے ایزاد کئے ہین جس سے یہ صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بالکل غلطی پر ہے اور دراصل اُسنے سب کچہہ غلط لکہا ہے۔ اسمین کچہہ شبہہ نہین یہ بالکل غلطی کا کام تہا کہ فلاٹیلا اُس مقام سے گذرتے وقت بلا کسی اختیار کے چہوڑ اگیا تہا۔

مگر سوال ہمارے واسطے یہ ہے کہ واقعی طور پر اُسنے کیا کیا تہا اور وہ رائے جو اُسنے اپنے انکار مین چہہ ہفتہ بعد ظاہر کی ہے

۱۸۹۷ء

چہوٹا لال وغیرہ
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن
کمپنی

"زان بعد کپتان مذکور نے بعض پردونکو اِس غرض سے گرا دیا کہ انمین آگ نہ لگ جا‌ئے - اور فوراً اُسکے بعد اُسکو مجبوراً اپنے کرہ مین شعلونکے بیچ مین بجہانا پڑا اور وہ جہاز پر سے معہ اپنی عورت کے کود پڑا اور وہ ایک رسی کے ساتہ جو کنارہ سے بندہی ہوئی تہی لٹکتا رہا جبتک کہ وہ ایک کشتی سے بچایا گیا جو بعض ملاح لے آئے تہے -"

"خیبر مین دو فائر پمپ تہے ایک تو کپتان کے کرہ مین تہا اور دوسرا ملاحونکے کرہ مین - اور کپتان کا بیان ہے کہ جب اُس دن کا کام بند کیا گیا تہا تو اُسنے جہاز کے گرد پہر کر دیکہا تہا کہ پمپ مذکور درست اور کام دینے کے قابل ہین اور اسباب بہی اچہی ترتیب سے رکہا ہوا تہا اور وہ پہر قبل سونیکے جہاز کے گرد پہرا تہا اور اُسنے معلوم کیا تہا کہ ہر ایک شئے بہتر ترتیب سے رکہی ہوئی ہے - اُس وقت ۹ یا ۹½ بجے تہے -"

بالکل بیفایدہ ہہی الّا اُس حد تک جہانتک کہ غالباً اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے در اصل ایسا ہی کیا ہوگا جو اسمین بیان کیا گیا ہے اُسنے اپنی شہادت مین بیان کیا ہے کہ اُسنے کل راستہ مین جہاز کو بے اختیار چہوڑا تہا اُسکی شہادت کا ایک جزو اِس امر کے متعلق ضروری ہے مگر لیکن جو کچہ کہ اُسنے در اصل کیا ہے اُسکے متعلق میری رائے مین انکار سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اُسنے کوئی ایسی غفلت کی تہی جس سے حادثہ وقوع مین آیا تہا - اُسنے بیان کیا ہے کہ اُسنے انجن کو بند کر دیا تہا اور ایسا ہی بہت مدت تک رکہا تہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فلاٹیلا کے ٹکرانے سے بہت عرصہ پیشتر اُسنے انجن کی رفتار بند کی ہوئی تہی - یہ بلا شبہ طور پر ایک ایسا فعل غفلت تہا جس سے نہایت نقصان رسان نتیجہ وقوع مین آسکتا تہا - اسمین شبہ نہین کہ انکار مین ایسا بیان نہین کیا گیا جس سے ماسوائے لفظ "زان بعد" کے یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ کس جگہ پر انجن بند کیا گیا تہا یا کس جگہ سے اُسکی رفتار تبدیل کیگئی تہی -

مین اِس امر کو بروئے شہادت کے درست سمجہتا ہون کہ نقطۂ الف مندرجہ دستاویز نمبر ۲ تک فلاٹیلا کی رفتار چار میل فی گہنٹہ تہی اور اُس مقام پر کپتان نے بیان کیا ہے کہ اُسنے انجن کی رفتار تبدیل کر دی تہی - مارڈے انجنیر نے اُسکی تردید اِن بیانمین کی ہے لیکن مین زیادہ تر ان اندراجات کی درستی پر انحصار نہین کرتا جو انجنیر مذکور کی کتاب مین درج ہین بلحوظی اُس طریق کے جسکے کہ مطابق اُسنے اُسکو مرتب کیا ہے ہم فرض کرتے ہین کہ انجن کی رفتار فوراً اُسی وقت تبدیل کیگئی تہی جبکہ فلاٹیلا مقام الف پر پہنچا تہا یا اُسکے قریب ہی فوراً بہ تعمیل حکم تبدیلی کے - مقام مذکور اُس مقام سے ۲۰۰ فٹ کے فاصلہ پر تہا جہانکہ جہاز ٹکرایا تہا - کوئی سوال گواہان سے اِس امر کے معلوم کرنیکے متعلق نہین کیا گیا کہ کس عرصہ مین انجن کا رخ تبدیل کئے جانے ایک میل فی گہنٹہ کی رفتار کم ہو سکتی ہے میری رائے مین اسکا جواب نہایت

۱۸۹۶ء
چھوٹے مل وغیرہ
بنام
ریورس اسٹیم نیویگیشن
کمپنی

بطور نتیجہ آتشزدگی مذکور کے جہاز مذکور معہ کل اسباب کے بشمولیت اسباب زیر بحث کلیتًہ تلف ہوگیا تھا۔ ان واقعات کی موجودگی مین بہت سے سوالات اٹھائے گئے ہین جنکے ساتھ مین ترتیب وار کارروائی کرتا ہون۔

سوال اول یہ ہے کہ آیا بروئے کسی شرط معاہدہ خاص کے مدعاعلیہ کمپنی اس نقصان کی ذمہ داری سے بری کیگئی ہے جس وقت آگ لگ گئی تھی اسوقت اسٹیک جہاز مین ۸۰۰۰ صندوق سن کے موجود تھے اور باقی سب اسباب ان کارخانہ جات مین اتار دیا گیا تھا جہان جہان کہ جہاز مذکور گیا تھا۔

درستی کے ساتھ دینا آسان نہ تھا لیکن تقریبًا قریبًا بیان کیا جا سکتا تھا۔ اس امر کے ساتھ ہمارا کوئی علاقہ نہین ہے لیکن وہ مقدمہ کے ساتھ کسیقدر تعلق رکھتا ہے۔ چار میل فی گھنٹہ کے حساب سے فلاٹیلا کے کنارہ آب تک پہونچنے مین صرف ۴۰ سیکنڈ صرف ہوتے ہین۔ ایک امر شہادت کے متعلق کپتان نے بیان کیا ہے کہ "جب انجن کی رفتار بند کردیجائے تو جہاز کسیقدر عرصہ تک چلتا رہتا ہے" بیشک ایسا ہوسکتا ہے اور یہ امر صورت مین درست ہوسکتا ہے جب انجن کا رخ تبدیل کردیا جائے خصوصًا جبکہ اسقدر بھاری جہاز ہو جیسا کہ فلاٹیلا تھا۔

کپتان نے اس امر کے بیان کرنے پر اصرار کیا ہے کہ جہاز اسکے اختیار کے اندر تھا۔ مین اس مین شک کرنیکی کوئی وجہ معلوم نہین کرسکتا۔ اگرچہ سب سے پہلا موقعہ انجن کے رخ کے تبدیل کرنیکا ۳۵ سیکنڈ پہلے تھا قبل اسکے کہ جہاز کنارہ سے ٹکرایا تھا۔ مین یہ نہین کہہ سکتا کہ کپتان نے غلط بیان کیا ہے اور اس مین شبہ نہین کہ فلاٹیلا بباعث تبدیل کئے جانے انجن کے رخ کے محض ایک گیلی سی سطح آب پر تھی اور وہ اس وجہ سے بالکل اختیار سے باہر ہونیکے باعث کنارہ کیطرف دھکیلا گیا تھا۔ لیکن صرف یہی فعل غفلت کا ہے جسکے باعث نقصان زیر بحث وقوع مین آیا ہے ہر ایک دیگر امور مین کپتان کے طریق عمل کی تردید نہین کیگئی۔

مین یقین کرتا ہون کہ فلاٹیلا اختیار کے اندر تھا گو حادثہ کا وقوع مین آنا کسی اور وجہ سے روکا نہ جا سکتا تھا اور کہ حادثہ بباعث تبدیلی رخ انجن کے وقوع مین نہ آیا تھا۔

ان وجوہات پر مین اس امر سے اتفاق کرتا ہون کہ کوئی غفلت ایسی ثابت نہین کیگئی جسکے باعث نقصان پہنچا ہو اس لیے اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیے۔

میکفرسن صاحب جسٹس:- میری رائے بھی بباعث وجوہات متذکرہ فیصلہ بالا کے یہ ہے کہ اپیل ہذا ناکامیاب رہنا چاہیے۔ مین فیصلہ مذکور مین اور کچھ اضافہ کرنا نہین چاہتا۔

سنہ ۱۸۹۷ء
چھوٹے لال وغیرہ
بنام
ریورسٹیم نیویگیشن کمپنی

مدعا علیہ کمپنی نے فارورڈنگ نوٹ کے فقرہ ہفتم پر اس غرض سے انحصار کیا ہے کہ اون کے رو سے وہ ذمہ داری نقصان اسباب مدعی سے اون واقعات کی موجودگی مین بری الذمہ ہوگئے ہین جن کی تفصیل اوپر بیان کی ہے۔

فقرہ مذکور حسب ذیل ہے:-

کمپنی کسی ہرجانہ یا معاوضہ کی ذمہ دار اوس نقصان اسباب کے متعلق نہوگی (خواہ وہ اسباب بروقت نقصان کے جہاز پر ہو یا کسی اور جگہہ پر رکھا ہوا ہے) سوائے اوس ذمہ داری کے جسکے کہ وہ بروئے احکام کسی قانون نافذالوقت کے تابع ہون یا بروئے کسی معاہدہ جو کمپنی اور مالک اسباب کے مابین کیا گیا ہو۔

مدعیان یہہ عذر کرتے ہین کہ اس فقرہ کے رو سے کوئی بریت از ذمہ داری بحق مدعا علیہ کمپنی کے پیدا نہین کی گئی لیکن اُس کا یہ اثر ہے کہ اوس پر ایک عام ذمہ داری بربندگان مال عوام کی عائد کرے یعنے ذمہ داری بیمہ کنندگان۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ وہ قانون جس کا حوالہ فقرہ مذکور مین دیا گیا ہے عام قانون نافذالوقت ہے لیکن وہ ذمہ داری جو مدعا علیہ کمپنی پر قانوناً عائد کی گئی تھی ایک ذمہ داری بیمہ کنندگان تھی جو صرف خاص معاہدہ کی حدود کی تابع تھی جیسا کہ بروئے ایکٹ بربندگان مال کے حکم دیا گیا ہے۔

برخلاف ازین مدعا علیہ کمپنی یہہ عذر کرتی ہے کہ بلحاظ رشتہ مابین فریقین بروقت تعمیل معاہدہ کے اور بلحاظ کل معاہدہ مذکور کے یہہ فرض کیا جانا چاہیئے کہ فقرہ ہذا کا منشار مدعا علیہ کمپنی کی ذمہ داری کے اس طور پر محدود کرنیکا تھا جیسا کہ ایکٹ مذکور مین بیان کیا گیا ہے اور مطابق مناسب تعبیر فقرہ مذکور کے وہ ایسے طرق پر پڑھا جانا چاہیئے کہ اوس کے رو سے کمپنی سوائے اوس ذمہ داری کے جملہ ذمہ داریوں سے بری الذمہ کیگئی ہے جس سے کہ سبکدوشی حاصل کرنے سے وہ بروئے ایکٹ بربندگان مال کے ممتنع تھی۔

اس فقرہ پر ہل صاحب جج نے ایک جدید مقدمہ سنٹرل کاچار کمپنی بنام ریورس سٹیم نیویگیشن کمپنی (۱) مین غور کیا ہے جہان یہہ سوال پیدا ہوا تھا کہ مناسب تعبیر فقرہ زیر بحث کی کیا ہے اور فقرہ مذکور کی نسبت فاضل جج نے اپنے پر غور فیصلہ مین حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے:-

---

(۱) غیر رپورٹ شدہ فیصلہ عدالت اپیل شعر بجالی فیصلہ ہل صاحب جج گذشتہ صفحہ ۸۰۰ پر بیان کیا گیا ہے۔

چھوٹے مل وغیرہ
بنام
ریورسٹیم نیویگیشن
کمپنی

لیکن منجملہ کیا گیا تہا اگر اس امر کو ایسا ہی متصور کیا جائے تو بل آف لینڈنگ (جو صورت حال مین فارورڈنگ نوٹ ہے) کی شرط ہفتم میہ اثر نہین رکہہ سکتی کہ مدعا علیہ کمپنی کی عام قانونی ذمہداری کو کم کرے کیونکہ کمپنی اوس کے رو سے ذمہ داری نقصان یا ہرجانہ سے محفوظ کی گئی ہے سوائے اوس ذمہ داری کے جسکے کہ تابع وہ بروئے احکام کسی قانون نافذ الوقت کے ہوسکتی ہے یا بالفاظ دیگر یہ بیان کیا گیا تہا کہ صرف ذمہ داری اوس نقصان کی جو سوائے کسی قدرتی حادثہ یا دشمنان سرکار کے فعل کے وقوع مین آیا ہو کیونکہ قانون کے رو سے اون پر اوس نقصان کی ذمہ داری عاید کیگئی ہے جو باعث مذکورہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے وقوع مین آیا ہو۔ فقرہ مذکورہ کے الفاظ چنان وسیع نہین ہین لیکن ایسی تعبیر جیسی کہ مذکورہ بالا ہے اوس کے منشاء کو کالعدم کردیتی ہے جسکے رو سے میری رائے مین کمپنی کی ذمہ داری نقصان اسباب کے متعلق سوائے اون امور کے قایم رکہی گئی ہے جن مین کہ کامن لا کے رو سے وہ ذمہ داری رفع کی گئی ہو اور میری رائے مین مناسب تعبیر فقرہ مذکور کی یہہ ہے کہ کمپنی برندہ مال صرف اوس صورت مین نقصان اسباب کی ذمہ دار ہے جو ایسے باعث سے وقوع مین آیا ہو جس سے سبکدوشی حاصل کرنے کی اجازت کمپنی کو عطا نہین کی گئی۔ یعنے وہ صرف اوس نقصان کی ذمہ دار ہے جو باعث غفلت یا فعل مستلزم استرار کمپنی یا اون کے ملازمان یا [illegible] کے وقوع مین آیا ہو الا جبکہ وہ ذمہ داری بروئے صریح معاہدہ کے وسیع کی گئی ہو جسکا موجود ہونا کبہی صورت مقدمہ حال مین ظاہر نہین ہوتا۔ یعنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مجہے فقرہ مذکور کی وہ تعبیر اختیار کرنی چاہیے اور مین صرف ایک ابتدا مے ظاہر کرتا ہون جو یہہ ہے کہ اگر مدعیان کی تعبیر درست ہو تو فقرہ زیر بحث غیر ضروری ہوگا کیونکہ اگر وہ خارج کیا جاوے تو [illegible] مدعا علیہ کمپنی کی حیثیت بالضرور وہ ہوگی جس مین کہ مطابق عذر مدعیان کے وہ بروئے فقرہ ہفتم کے رکہی گئی ہے مگر بخلاف اون الفاظ "احکام قانون نافذ الوقت" میری دانست مین کسی ایسے قانون یا [illegible] کو ظاہر کرتے ہین جو علاوہ کامن لا کے ہے اور اگر اوس ذمہداری کو ملحوظ رکہا جائے جو مدعا علیہ کمپنی پر بروئے قانون نافذ بروقت معاہدہ کے عائد کی گئی ہے تو یہ معلوم کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ذمہ داری دراصل کیا تہی جو بروئے احکام ایکٹ برندگان مال کے مدعا علیہ کمپنی پر عائد کی گئی تہی۔

سنہ ۱۸۹۵ء
چہوٹے مل جوہر گر
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن
کمپنی

"ایکٹ مذکور کی غرض جو اوس کی تمہید مین بیان کیگئی ہے حسب ذیل ہے۔
چونکہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ ذمہ داری بہرندگان مال عوام کی درصورت گم ہونے یا نقصان پہونچنے اوس مال کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچانے کے لئے اون کو سپرد ہوا ہو محدود کیجائے اور مزید برآن ذمہ داری اشخاص مذکور کی بوجہ تلف یا نقصان مال مذکور کے جو اون کی یا اون کے ملازمون یا گماشتون کی غفلت یا فعل مستلزم السزا سے واقع ہو مقرر کیجائے لہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے:۔"

اسلئے مطابق تمہید مذکور کے منشاء یہہ تہا کہ مدعا علیہ کمپنی کی ذمہ داری بحیثیت کامن کیریر کا جو اوس وقت موجود تہی اوس مین ایکٹ ہذا کے رو سے کوئی مخل اندازی نہین کی گئی لیکن جہانتک کہ کسی ذمہ داری کے عائد کرنیکا علاقہ ہے صرف ایک ہی ذمہ داری جو صحیح طور پر عائد کی گئی ہے اوس نقصان کے متعلق ہے جو بوجہ غفلت بہرندگان مال یا اون کے گماشتون یا ملازمون کے وقوع مین آیا ہو اس لئے اون الفاظ مندرجہ فقرہ ہفتم کو پہلے سے جن مین ذمہ داری مذکور کا حوالہ دیا گیا ہے یعنے ذمہ داری غفلت کا معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ مذکور کا اثر یہ ہے کہ کمپنی جملہ ذمہ داریہائے سے ماسوائے اوس نقصان کی ذمہ داری کے بری الذمہ کیجائے جو بباعث غفلت یا فعل مستلزم السزا کمپنی مذکور یا اوس کے ملازمان کے وقوع مین آیا ہو۔

لیکن خواہ فقرہ مذکور کی درست تعبیر یہی ہو تاہم بیان یہ کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ کمپنی نے اپنے آپ کو اوس محفوظیت کا مستحق بنایا ہے جو اون کو بروئے فقرۂ مذکور کے عطا کی گئی تہی کیونکہ اونہون نے شرائط معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔

یہ بیینہ خلاف ورزی دو قسم کی ہے۔

اول بیان یہ کیا گیا ہے کہ خیر کلکتہ مین پہونچگیا تہا اور ان بعد نامناسب [illegible] کلکتہ سے کلکرانیز بورگی از کیطرف چلا گیا تہا دوم ثانیاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ کمپنی کا فرض یہہ تہا کہ اسباب کو جگرناتھ گہاٹ پر اوتار دیتی جہانکہ وہ معمولاً اسباب کو اوتار دیتے ہین جبکہ کوئی خاص ہدایت اوس کے خلاف نہ کی گئی ہو۔ یونین پریس کیطرف جانا گویا خلاف ورزی معاہدہ کرنا تہا حالانکہ اونہون نے مدعیان کا اسباب جگرناتھ گہاٹ پر ابہی اوتارا نہ تہا۔

معاہدہ یہہ تہا کہ اسباب سراج گنج سے کلکتہ تک لیا جائیگا میری یہ رائے ہے کہ لفظ کلکتہ جو معاہدہ مین استعمال کیا گیا تہا اوس سے بندر کلکتہ مراد ہے اور یہ امر کہ فریقین کا بہی منشاء رہا فقرہ یازدہم سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے جس مین بندر دیگر بندرگاہ کا ذکر کیا گیا ہے اس مین کچہہ شبہ نہین کہ اسٹیمر ہوگلی علاوہ یونین پریس حدود بندر کلکتہ کے اندر ہین۔

۱۸۹۷ء
چہوٹے لال مکر
بنام
ریور اسٹیم نیویگیشن کمپنی

عذر یہ کیا گیا ہے کہ معاہدہ یہہ تہا کہ مدعیان کا اسباب سراج گنج سے لیجایا جاکر عرصہ مناسب کے اندر جگرناتہہ گہاٹ پر حوالہ کیا جائیگا لیکن میری رائے میں کوئی ایسا فرض مدعا علیہ کمپنی پر بروئے معاہدہ کے عاید نہین کیا گیا۔ مدعا علیہ کمپنی کا فرض اسباب کے بندر کلکتہ مین لانے کے لیے یہہ تہا کہ اسباب کے پہونچنے کا نوٹس موسوم علیہ کو دیتے اور عرصہ مناسب کے اندر اوس مقام مناسب پر اسباب کو حوالہ کرتے جو مالکان یا موسوم علیہم نے مقرر کیا ہوتا یا اگر مقرر نکیا گیا ہوتا تو ایسے مناسب مقام پر اسباب حوالہ کرتے جو خود کمپنی مقرر کرتی مگر اس معاہدہ کے کوئی اور معنے کئے جاسکتے ہیں توکمپنی کیواسطے بحیثیت برندگان مال کے اپنا کام چلانا بہت مشکل ہوجائیگا وہ مال کلکتہ مین باہر سے بہت سا اسباب بہت سے مقامات کے واسطے لاتے ہین اور میری رائے مین وہ طریق حوالگی جو اونہون نے اختیار کیا ہے نہایت مناسب ہے۔ طریق مذکور حسب ذیل ہے۔ جبکہ مقام حوالگی ارسال کنندہ اسباب یا اوس کے ایجنٹان نے بروقت روانگی کے مقرر کیا ہو تو ایسے تقرر کا نوٹس کمانڈر جہاز کیطرف سے کمپنی کلکتہ کو دیا جاتا ہے اور ازان بعد اسباب مذکور کی حوالگی کا انتظام اون مقامات پر مطابق اوس ترتیب کے کیا جاتا ہے جو بلحاظ جہاز ان کے پاس سے ہوتا ہے۔ والا نسبت اوس اسباب کے جسکے کہ ارسال کنندہ یا موسوم علیہ نے مقام متعین نہین کیا ہے متعلق کوئی ہدایت نکی ہو وہ جگرناتہ گہاٹ پر حوالہ کیا جاتا ہے جس قدر کہ جلد بروئے انتظام حوالگی اسباب کے ممکن ہو سکے ایسی حوالگی کی حسب ضابطہ اطلاع مالکان یا موسوم علیہم کو دیجاتی ہے جبکہ موخر الذکر اشخاص کا نام معلوم ہو۔

مابین ۱۷ نومبر و ۴ دسمبر کے بہت سا اسباب حوالہ کیا گیا تہا اور مین کوئی وجہ اس امر کے ظاہر کرنیکی معلوم نہین کرسکتا کہ کوئی نامناسب درنگ ایسے اسباب کی حوالگی مین واقعہ ہوئی تھی۔ یہہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ اون تاریخہائے کے مابین قریب ۲۰۰۰ من اسباب ۲۵ یوم مین اور ۳۶ دنون مین بھی حوالہ کی گئی تہی اور بطور امر واقعہ کے خیبر یونین پریس کیطرف دہان کسیقدر سن کی حوالگی کرنیکے واسطے جو مدعیان نے بروئے فارورڈنگ نوٹ مذکورۂ بالا کے ارسال کی تہی بہیجا گیا تہا۔ سہ دو قطعات اسباب مذکور کا ذکر فارورڈنگ نوٹ مین بطور ارسال کردہ بروئے حکم کے کیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بعد مین ایک نوٹس مدعا علیہ کمپنی نے دوسرے قطعہ اسباب کے مالکان یا موسوم علیہم سے واسطے حوالگی بر مقام یونین پریس کے حاصل کیا تہا اور بوقت حوالگی قطعہ اسباب مذکور کے جہاز کو آگ لگ گئی تہی جسکی

۱۸۹۶ء
جیوٹ مل اینڈ گر
بنام
ریور اسٹیم نیویگیشن

وجہ سے دوسرا قطعہ اسباب سندر بجفار ورڈنگ نوٹ سعہ باقی سن کے جو ابہی حوالہ کیگئی تہی تلف ہوگیا تہا۔
نسبت اسباب زیر بحث کے کمپنی نے کوئی اطلاع در بارہ حوالگی بر جگزنا تہہ کہاٹ کے حاصل کی تہی۔ اس لئے
میری رائے مین کوئی خلاف ورزی شرائط معاہدہ منجانب مدعاعلیہ کمپنی کے اوس وقت تک نہ کی گئی تہی جبکہ
جہاز یونین پریس کیطرف روانہ کیا گیا تہا۔

اب سوال صرف یہ باقی ہے کہ آیا نقصان بباعث غفلت مدعا علیہ کمپنی کے وقوع مین آیا تہا۔
اس مین کچہہ شبہ نہین کہ اس امر کے ثابت کرنیکا بار ثبوت کہ نقصان بباعث غفلت یا بدعملی کمپنی یا اوسکے
ملازمان کے عمل مین نہ آیا تہا مدعاعلیہ کمپنی پر ہے اور وہ طریق جسکے مطابق اونہون نے اوس سے سبکدوشی
حاصل کرنے کی کوشش کی ہے بذریعہ ثابت کرنے اس امر کے ہے کہ بروقت آتش زدگی کے یا اوس سے عین پہلے
کیا کچہہ کیا گیا تہا اور نیز بذریعہ ثابت کرنے اس امر کے کہ کسقدر پیش بندی اونہون نے کسی نقصان اسباب کے متعلق
کی تہی جبکہ وہ اون کی حفاظت مین تہا۔

وہ نتیجہ جو اس سوال کی نسبت میری رائے مین اخذ کیا جا سکتا ہے اوس اعتبار پر مبنی ہونا چاہیے جو ان
گواہان کا کیا جا سکتا ہے جنہون نے مقدمہ ہذا مین شہادت دی ہے کیونکہ اگر وہ بیان جو اونہون نے دیا ہے تسلیم
کیا جانا چاہیے تو میری رائے مین کوئی شبہ اس امر کے متعلق باقی نہین رہتا کہ پیش بندی بخلاف نقصان جو ایک
فہیم شخص کر سکتا ہے مدعاعلیہ کمپنی نے بروقت وقوعمین آنے نقصان کے کی ہوئی تہی۔ شہادت سے صرف یہی ظاہر
نہین ہوتا کہ ہر ایک قسم کی پیش بندی جہاز کے اندر سے آتش زدگی وقوعمین آنے کے متعلق کی گئی تہی بلکہ یہ بہی
ثابت کیا گیا ہے کہ ایسی کارروائیات بہی کیگئی تہین جن کی وجہ سے باہر سے بہی آگ کے لگنے کا خطرہ باقی نہ رہا تہا۔
مینے نہایت غور سے تین گواہان کی شہادت کو پڑہا ہے اور مینے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اصل مین وہ حکایت

۱۸۹۵ء
چہوٹے ڈگرمل
بنام
ریورشیم نیویگیشن کمپنی

جو وہ بیان کرتے ہین قابل اعتبار ہے اور وہ ایسے گواہان ہین جو نہایت ایمانداری سے وقوعۂ آتش زدگی کے متعلق سچ کہنا چاہتے ہین۔ جملہ گواہان پر نہایت قابلیت کے ساتہہ سوالات جرح کئے گئے تہے اور مجہے گواہان مذکور کے بیانات اور بوقت سوالات جرح کے جوابات سے جو میری رائے بالضرور بنیاد ڈالی نہین ہو سکتی اور جن سے انکے بیانات کی اہم تائید ہوئی تہی مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایمانداری سے مطابق اپنی یادداشت کے واقعات کا ذکر کرتے تہے اور وہ بلاشبہ طور پر سیکہی سکہائی باتین نہ کہتے تہے ۔

اسمین شبہ نہین کہ کسیقدر اختلاف موجود ہے لیکن کوئی شخص امید نہین کر سکتا کہ ایسے گواہان کی شہادت مین خفیف اختلاف نہ ہو جو ایک واقعہ کے وقوع مین آنے کے ڈہائی سال بعد شہادت مین طلب کئے گئے ہون کہ اوس پیش بندی کے متعلق جو مدعا علیہ کمپنی نے اختیار کی تہی چار یا پانچ امور کی نسبت نکتہ چینی کیگئی ہے ۔ بیان یہ کیا گیا تہا کہ جب رات کے وقت کام بند کیا گیا تہا تو کنارہ کے ساتہہ جہاز کا تعلق باقی رکہنا نامناسب تہا اور کہ بباعث نزدیک ہونے دیسی کشتیون کے جنپر کہ آگ تہی جہاز کے کمانڈر کے واسطے نامناسب تہا کہ اوس جگہ قیام رکہتا بالخصوص جبکہ اس امر کا کوئی مانع موجود نہ تہا کہ اون کشتیون کے پاس سے ہٹکر کسی اور جگہ مقام کیجاتا

میری رائے مین شہادت کے رو سے یہ بیان کرنا ناممکن ہے کہ ان پیش بندی ہائے مین سے کسی کے نکرنے مین غفلت کی گئی تہی۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ منتظمان جہاز کو جنسے مراد کپتان و پہرہ داران وغیرہ ہین اوس رات کسیطرح ان کشتیون کے نزدیک ہونے کی وجہ سے خطرہ کی امید ہو سکتی تہی۔ بیان یہ کیگیا ہے کہ کپتان اور پہرہ دار کی شہادت متعلق بہ آتش زدگی کے مابین بہت اختلاف موجود ہے اس امر کی نسبت کوئی سوال نہین ہے کہ جسوقت کہ کپتان ڈنکن نے انکار کیا تہا تو اوس نے بیان کیا تہا کہ ۹ بجے جب وہ جہاز کے گرد پہر رہا تہا تو اوس نے کوئی نشان آگ کا اون کشتیون پر نہ پایا تہا اور نہ اوسنے ۹ بجے رات کی گشت مین آگ دیکہی تہی لیکن میرے رائے مین اوس کی شہادت کی مناسب شرح ہو سکتی ہے جو یہہ ہے کہ جس وقت کا ذکر اوسنے اپنی شہادت عدالت مین کیا ہے وہ اوس وقت سے مختلف ہے جسکا کہ حوالہ اوس نے اپنے انکار مین دیا ہے مین اس امر کو نہایت مناسب سمجہتا ہون کہ ۹ بجے اوس نے کوئی آگ نہ دیکہی تہی یا اوس کو بوقت انکار کے یاد نہ تہا لیکن یہ امر صریح ہے کہ ۹ بجے کے بعد اوس نے آگ دیکہی تہی۔ اوس کو اور پہرہ دار کو یاد ہے کہ آگ کہانا پکانے کے واسطے

۱۸۹۷ء
چہوٹے لال وغیرہ
بنام
ریورسٹیم نیویگیشن
کمپنی

اُس ڈنگھی پر نظر آتی تہی جو جہاز کے نزدیک تہی۔ کپتان نے بیان کیا ہے کہ اوس نے اون لوگون سے جو ڈنگھی پر تہے آگ بجہانے کے واسطے کہا تہا اور جہانتک اُسے معلوم ہے اونہون نے ایسا نہ کیا تہا۔ مگر پہرہ دار نے بیان کیا ہے کہ اوس وقت کپتان نے اوس کو بہیجا تہا اور اوس نے ڈنگھی کے لوگون سے کہا تہا کہ آگ کو بجہا دین اور اوس نے اوسپر اصرار کیا تہا اور اوس نے بیان کیا ہے کہ آگ بجہا دی گئی تہی

میری رائے مین ان دو حکایات کا اختلاف تشریح کے قابل ہے بلحوظ اوس عرصہ کے جو اوس کے وقوع مین آنیکے بعد گذرا ہے میری یہہ رائے ہے کہ کپتان کو یاد تہا کہ اوس نے اوس وقت کیا کیا تہا لیکن وہ یہہ بات بہول گیا تہا کہ اوس نے بعد مین پہرہ دار کو ڈنگھی والون کے پاس بہیجا تہا۔ میری رائے مین کپتان اور پہرہ دار کی شہادت سے کافی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اوس رات کو آگ نظر آتی تہی لیکن سوائے کہانا پکانیکے آگ کے جو ڈنگھی پر تہی باقی روشنی چراغون کی تہی جو بالعموم ایسی دیسی کشتیون پر ہوتے ہین جنکا کہ ذکر گواہان مذکور نے کیا ہے اور میری رائے مین شہادت مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین جس سے کپتان بطور ایک فہیم شخص کے کسی واقعہ خطرہ کا باعث کشتی مذکور کو سمجہتا جس سے یہ قیاس ہو سکتا ہو کہ اوس کا خیال جو حادثہ کے وقوع مین آنے کے [illegible] تہا اس غرض کے واسطے ناکافی تہا بلحوظ اون واقعات کے جو جہازرانی سے علاقہ رکہتے ہین یہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ یہ آسان بات نہین ہے کہ جہاز کا کپتان دیسی کشتیون کی قرابت سے اپنے آپ کو دور رکہے۔

یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ شہادت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ یہ ممکن نہ تہا کہ وہ قلی جو تمام دن اس جہاز پر کام کرتے رہے تہے اوس رات اوسی حدود کے اندر رہے ہون جہانکہ اسباب اتارا گیا تہا۔ لیکن میری رائے مین کپتان اور پہرہ دار کی شہادت اسبات کے خلاف ہے کہ مزدورونکا اوس موقعہ پر رہنا ممکن تہا جہان اسباب اتارا گیا تہا بعد اوس کے کہ دن کا کام ختم ہو گیا تہا اور یہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ کوئی اظہار دوران سوالات جرح مین اس امر کا نہین ہوا کہ یہ بات ممکن تہی۔ اگر ایسا ہوتا تو مدعا علیہ کمپنی اوس امر کا ذکر کر سکتی تہی۔ لیکن میری رائے مین موجودہ شہادت سے میرا یہہ کہنا مناسب ہے کہ اس امر کی کوئی بنا موجود رہے کہ ۶ نومبر کی رات کو اوس مقام پر جہان جہاز کا اسباب اتارا گیا تہا کوئی مزدور رات بسر کرتے تہے

سنہ ۱۸۹۷ء
چیپ ٹال ڈگر
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن کمپنی

اور نہ بلحاظ شہادت کے اس امر کے اظہار کی کوئی وجہ موجود ہے کہ آگ بجہانیکے پمپ درست نتہے یا یہ کہ عارض نقصان کو رفع کرنیکے ناقابل تہے جو وقوع مین آیا تہا آگ کے بلحفت بہڑکنہ کے باعث کپتان اور ملاحان کے باہمی بات چیت کرنیکا راستہ مسدود ہوگیا تہا پمپ ہاے کے ساتہہ.. انٹ کی نالی لگی ہوئی تہی اور کپتان اور پہرہ دار نے کافی طور پر ظاہر کیا ہے کہ کسطرح پیر اون کا استعمال کرنا ناممکن ہوگیا تہا اسلئے بہرحال میری یہ رائے ہے کہ شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نقصان بباعث کسی غفلت یا بدعملی مدعاعلیہ کمپنی کے وقوع مین نہ آیا تہا میری راے مین اوس اسباب کے بچانے کے واسطے جو اون کی حفاظت مین تہا اسقدر پیش بندی کی تہی جسقدر کہ قرین عقل اور مناسب تہی۔

اسمین شبہ نہین کہ بعد آتش زدگی مذکور کے زیادہ تر سخت قواعد کمپنی نے واسطے محفوظیت اوس اسباب کے جو اون کے حوالہ کیا گیا ہو اختیار کئے ہین۔ لیکن مین اس قیاس کے کرنے کی کوئی وجہ نہین دیکہتا کہ بروقت آتش زدگی مذکور کے کمپنی کے پاس کوئی وجہ اس قیاس کے کرنے کی موجود تہی کہ وہ تجویز جو اونہون نے اوسوقت اختیار کی تہی غرض مذکور کے واسطے ناکافی ہی۔

صرف یہ امید ہو سکتی تہی کہ مزید پیش بندی اے جسقدر کہ تجربہ سے معلوم ہون بعد مین اختیار کیجانی چاہئین لیکن یہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ کمپنی نے وسائل مذکور کے پہلے سے اختیار نہ کرنے مین غفلت کی تہی اس لئے میری یہ راے ہے کہ نقصان زیر بحث معاہدہ خاص کی فقرہ مستثنے کی ذیل مین آتا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ نالش معہ خرچہ مطابق بیانہ نمبر ۲ کے خارج کیجانی چاہئے "۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعیان نے اپیل کیا۔ اپیل مذکور کی سماعت ۱۵ و ۱۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو کی گئی تہی۔

مسٹر بونرجی (بمعیت ایڈووکیٹ جنرل سر جی سی پال) منجانب اپیلانٹان:۔ وہ معاہدہ خاص جسپر مدعاعلیہم نے انحصار کیا ہے بے معنے ہے اور بلاشبہ طور پر وہ معنے نہین رکہتا جو مدعاعلیہم نے اوس کے کئے ہین وہ عام طور پر اون معنون مین استعمال نہین کیا جا سکتا جن مین کہ اونہون نے اوسے استعمال کیا ہے شہادت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اوس کو اوس شخص نے سمجہا تہا یا اوسے سمجہایا گیا تہا جسنے اوس پر دستخط کئے تہے اور دستخط انگریزی حروف مین کئے گئے ہین مدعاعلیہم نے اپنی ذمہ داری کسی خاص امر کے واسطے محدود نہین کی

۱۸۹۷ء
چھوٹ مل ڈگر
بنام
ریور سٹیم
نیویگیشن کمپنی

وہ بریت جسکی استدعا صورت حال مین کیگئی ہے عام الفاظ مین ہے اسلیئے کوئی معاہدہ خاص موجود نہین ہے اسلیئے مدعا علیہم ذمہ وار ہین خواہ انکی طرف سے غفلت عمل مین آئی تہی یا نہین۔

نیز فرائض و ذمہ واریہائے بردندگان مال بموجب عام قانون انگلستان کے تابع ہین۔ ایکٹ بردندگان مال کے رو سے کامن لا تبدیل نہین کیا گیا ملاحظہ ہو (را) وادی فلاٹیلا کمپنی بنام ہیگو انداہن (۱) اور اُسکے رو سے ایک بردندہ مال کو اجازت نہین دیگئی کہ اپنے آپ کو اُس ذمہ داری سے جو خود اُسکی غفلت کیوجہ سے باعث عاید ہوئے ہو و معاہدہ کے بری الذمہ کرے اور بردندہ مال عام بروئے ایکٹ مذکور کے صرف اپنی ذمہ واری کو محدود کر سکتا ہے وہ اُس سے بالکل سبکدوشی حاصل نہین کر سکتا اور نہ وہ بلا معاہدہ خاص کے اسباب کے لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب سیکنا مارا دربارہ بردندگان مال صفحات ۴۲ و ۲۷۔

مدعا علیہم نے اسباب کی ایسی حفاظت نہ کی تہی جیسی کہ ایک فہیم شخص کو کرنی چاہیئے۔ اسباب جہاز کے اندر اسطرح چہوڑا گیا تہا کہ آگ کے لگنے پر پمپ کا نل باہر نکالا نہ جا سکا اور جب وہ نکالا گیا تو بہت ناقابل استعمال ہو چکا تہا۔ اگر مناسب پہرہ رکہا جاتا تو آگ بہڑک سکتی تہی۔ ایک اور تمثیل غفلت کی یہ ہے کہ کپتان جہاز نے ویسی کشتیونکو معہ اُنکے اوپر آگ کے موجود ہونیکے نزدیک فاصلہ پر رہنے دیا تہا گو ہوا نہایت سخت چل رہی تہی۔ غفلت کی تعریف کئی ایک طرح پر مقدمات ملیتہ بنام برمنگہم واٹر ورکس کمپنی (۲) وگرل بنام جنرل آیرن سکریو کالیر کمپنی (۳) و ہیون بنام پنڈر (۴) مین کیگئی ہے۔ صورت حال مین جملہ وسایل غفلت موجود ہین۔

مسٹر وڈراف (معیت مسٹر ہل و مسٹر ونی) منجانب رسپانڈنٹان:۔ مدعا علیہم کا فرض دربارہ ثابت کرنے اس امر کے تہا کہ انہون نے مناسب فہیم اشخاص کیطرح عمل کیا تہا۔ اُنکا فرض صرف یہی نہین ہے کہ غفلت کی تردید کرین۔ بلکہ اُنکو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ بباعث اُنکی غفلت کے نقصان نہین پہنچا۔ مدعا علیہم کو چاہیئے تہا کہ مناسب حفاظت اُس اسباب کی کرتے جو اُنکی حفاظت مین دیا گیا تہا ملاحظہ ہو ہیین لینڈ بنام جیپ لیبن (۵) لیکن وہ آتش زدگی کا باعث ظاہر کرنیکو طلب نہین کیئے گئے۔ انپر لازم ہے کہ آتش زدگی کے برخلاف پیش بندی کرتے اُنپر لازم تہا کہ آتش زدگی کے رفع کرنیکے واسطے ایسے بہتر وسایل کا استعمال کرتے جسقدر کہ ممکن ہو سکتے ہین حالانکہ اُنکا ایسا ہرگز خیال نہ تہا۔ اور انہون نے حتے الامکان اُس سے محفوظ رہنے کی کوشش کی تہی۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۲۰۔ (۲) ایکسچکر رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۷۸۱۔
(۳) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۱ صفحہ ۶۰۰۔ (۴) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۵۰۳۔
(۵) ایکسچکر رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۴۴۔

۱۸۹۶ء
چھوٹے لال و دیگر
بنام
ریورس سٹیم
نیویگیشن کمپنی

اگر فارورڈنگ نوٹ بے معنے ہو تو شہادت پر غور کرنا بالکل ضروری نہین ہے لیکن خود مدعیان نے وہ رائے اختیار نہ کی تہی کیونکہ اُنہون نے شہادت پیش کی تہی - اِس معاہدہ کے کئے جانے ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہم اسباب مذکور کو برندگان مال عوام کی ذمہ داری پر حاصل نہ کر رہے تہے -

مسٹر ہل بجانب ریسپانڈنٹان (۱) : ایکٹ برندگان مال عوام کے رو سے برندگان پر ذمہ داری عاید کیگئی ہے اور یہ معاہدہ اِس غرض سے کیا گیا تہا کہ ذمہ داری کو محدود کیا جائے عدالت کا میلان اسطرف ہونا چاہیئے کہ فارورڈنگ نوٹ کی ایسی تعبیر کرے جس سے وہ بے اثر نہ ہو جائے -

کوئی تنقیح بر وقت تجویز کے دربارہ اِس امر کے قایم نہ کیگئی تہی کہ مدعیان نے اِس معاہدہ کو خاص کیا تہا اور نہ کوئی شہادت بدین اظہار پیش کیگئی ہے کہ اُنہون نے اُسکو نہ سمجہا تہا اور نہ اُنہون نے اُسکو ایک وجہ اپیل بنایا - مزید بران یہ ہو سکتا ہے کہ خود مدعا علیہم کو بہی آتشزدگی کی وجہ معلوم نہ ہو لیکن اگر شہادت سے ظاہر ہو کہ اُنہون نے حسب ضابطہ کوشش کی تہی تو اُنہون نے اُس بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کر لی ہے جو اُنکے ذمہ تہا یہی امر زیر بحث مقدمہ سنٹرل انڈیا جیوٹ کمپنی بنام ریورس سٹیم نیویگیشن کمپنی (۱) مین بہی تہا - لنیت کشتیونکے جو اُنمین سے سب سے نزدیک تہی وہ جہاز سے پانچ فٹ پرے تہی اور ہوا ایسے رخ پر چلتی تہی جس سے شعلے جہاز کیطرف نہ جا سکتے تہے - کپتان کشتی والون سے صرف یہ کہہ سکتا تہا کہ کشتی دور تر کہیچ لے اور اُسنے ایسا ہی کیا تہا - نیز وہ پیش بندی جو آتشزدگی سے روکنے کیواسطے کیگئی تہی اِس امر کو بہت مشکل بنا دیتی تہی کہ وہ آگ سمجہا دیجائے جو باوجود جملہ پیش بندیہائے کے بہڑک اٹہی تہی - لیکن یہ امر واقعہ مدعا علیہم کے برخلاف نہین ہو سکتا -

وہ پیش بندیہائے جو ضروری تہین اور وہ وسایل جنکا استعمال کیا گیا تہا بالضرور ایسے ہونے چاہییں تہے کہ اُس سے بڑہکر ایجاد نہو سکین - صرف اسیقدر کافی تہا اگر وہ ایسے تہے جیسا کہ ایک عام عقل کا آدمی حاصل کر سکتا ہے اور جس سے مدعا علیہم کو بہت دقت پیش نہ آتی ملاحظہ ہو فری نیل بنام لنڈن نارتہ ویسٹرن ریلوے کمپنی (۲)، وِنگ بنام نارتہ سٹیفورڈ شائر ریلوے کمپنی (۳)، سکاٹ بنام لنڈن اینڈ سینٹ کیتہرائن ڈاکس کمپنی (۴) -

مسٹر بونرجی نے اسکا جواب دیا -

(۱) گزشتہ صفحہ ۸۰۷ نوٹ - (۲) فوسٹر و فنلیسن جلد ۳ صفحہ ۱۰۵۸ -
(۳) فوسٹر و فنلیسن جلد ۴ صفحہ ۳۳۷ - (۴) ہرلسٹن و کولٹمین رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۹۶ -

۱۸۹۷ء
چہوٹ مل وغیرہ
بنام
بیلور سٹیم
نیویگیشن کمپنی

مین اپنے آپ کو صرف یہ کہنے تک محدود کرتا ہون کہ تعبیر مذکور بلا خلاف وہدی الفاظ استعمال کردہ کے نہین کیجاسکتی اگر عبارت مذکور کو عام معنون مین پڑہا جائے تو میری رائے مین وہ صریح اور درست عبارت ہے اور وہ ایک ایسی فقرہ مین استعمال کیگئی ہے جو دستاویز مذکور کے دیگر فقرات کے بالکل مطابق ہے۔ اور تعبیر مذکور کا اثر یہ ہے کہ معاہدہ مین ایسے الفاظ ایزاد کئے جاوین جو اُس مین موجود نہین ہین اور کہ ایک جابرانہ اور غیر معمولی تعبیر الفاظ مستعملہ کی کیجائے۔

پس اس امر کو بحق مدعا علیہم فرض کرکے کہ درست تعبیر فارورڈنگ نوٹ کی وہی ہے جو کہ وہ بیان کرتے ہین باقی سوال یہ رہجاتا ہے کہ آیا مدعا علیہم نے اُس بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کی ہے جو بلا شبہہ اور مسلمہ طور پر اُنپر ڈالا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اُنکی طرف سے کوئی غفلت عمل مین نہین آئی۔

غفلت کی تعریف مسٹر بیرن ایلڈرسن نے مقدمہ بلیتھ بنام برمنگھم واٹر ورکس کمپنی (۱) مین بالفاظ ذیل کی ہے: "غفلت کسی ایسے فعل کا ترک کرنا ہے جو ایک عام فہیم شخص کو بہ تعمیل کاروبار انسانی کے کرنا چاہیئے یا وہ کسی ایسے فعل کا کرنا ہے جو ایک فہیم شخص کو نہ کرنا چاہیئے" اور یہی تعریف بعد ازین دیگر ججان نے بہی اختیار کی ہے۔

صورت حال مین کوئی شہادت سوائے مدعا علیہم کی شہادت کے پیش نہین کیگئی ملنظاہر مدعیان کوئی شہادت پیش نہ کرسکتے تہے۔

اس مقدمہ کے ساتہ اُس اصول کے متعلق کرنہین جو بیرن ایلڈرسن صاحب نے قائم کیا ہے یہ معلوم کرنا ضروری ہے اگر ممکن ہو کہ کس طرح پر آگ پیدا ہوئی تہی اور کونسی پیش بندیان مدعا علیہم نے بخلاف آتشزدگی کے کی تہین اور نیز اُسکے فرو کرنیکے واسطے بیان متعلق بہ فرو کرنے آگ کے جو کپتان جہاز اور پہرہ دار نے دیا ہے یہ ہے کہ آگ بباعث ایک چنگاری کے اُس دیسی کشتی مین سے آنیکے لگی تہی جو جہاز کے قریب تر موجود تہی جس طرف سے کہ ہوا چل رہی تہی۔ مگر یہ رائے رسپانڈنٹان کے وکیل نے تسلیم نہین کی یعنی غالباً اُس وقت کے جبکہ آگ لگی تہی اور اُس وقت کے جبکہ مطابق شہادت پہرہ دار کے دیسی کشتیونکی آگ بجہا دیگئی تہی دیکہی کہ شہادت اور کپتان کی شہادت کے درمیان اس امر کے متعلق اختلاف موجود ہے۔ کپتان نے بیان کیا ہے کہ جب وہ ۹ بجے رات کے واپس آیا تہا تو آگ دیسی کشتیون مین

(۱) ایکسچکر رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۷۸۱ (۷۸۴)۔

۱۸۹۶ء
چھوٹ مل وغیرہ
بنام
ریورسٹیم
نیویگیشن کمپنی

ابھی جل رہی تھی اور پہرہ دار نے بیان کیا ہے کہ اُسوقت آگ بجھا دیگئی تھی) اور بلحوظی اس امر واقعہ کے
کہ پردہ ہائے جہاز سونے ٹاٹ کے بنے ہوئے تھے اور بلحوظی موسم ماہ مذکور کے جبکہ پر دن پر بہت
سی شبنم پڑتی چاہیئے میری رائے مین یہ امر نہایت غیر اغلب ہے کہ آتشزدگی باعث مذکور سے ہوئی
ہو۔ اگر یہ رائے درست ہو اور یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ آگ کسی قدرتی باعث سے پیدا ہوئی تہی مثلاً برق
وغیرہ سے تو یہ نتیجہ نہایت اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہاز کے اندر ہی سے پیدا ہوگئی تہی اگر یہ امر لیا
ہی ہو تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا صرف آتشزدگی جو حسب مذکورہ بالا جہاز کے اندر ہی سے بالضرور
پیدا ہوئی ہوگی بصورت عدم موجودگی منجانب مدعاعلیہم کسی تشریح کے بذاتہ ایک شہادت غفلت کی
ہے جہانتک کہ مقدمات محولہ سے ظاہر ہوتا ہے کوئی صریح سند اس امر کے متعلق موجود نہین ہے گو
مقدمہ سکاٹ بنام لنڈن وسینٹ کیتہرائن ڈاک کمپنی (۱) مین چیف جسٹس ارل صاحب نے بیان
کیا ہے کہ "جب ایک شے کا زیر انتظام مدعاعلیہ یا ملازم مدعاعلیہ کے ہونا ثابت کیا گیا ہو۔ اور حادثہ ایک
ایسا حادثہ ہو جو عام طور پر وقوع مین نہ آسکتا ہو اگر اشخاص مہتمم نے مناسب حفاظت سے کام کیا ہو۔ تو یہ
ایک مناسب شہادت بصورت عدم موجودگی کسی تشریح منجانب مدعاعلیہم کے مہیا کرتا ہے کہ حادثہ
بباعث غفلت کے وقوع مین آیا تہا" اس مین شبہ نہین کہ الفاظ مذکور کا استعمال ایک ایسے حادثہ
کے متعلق کیا گیا تہا جو مختلف تہا اور جو ایسے واقعات کی موجودگی مین پیدا ہوا تہا جو واقعات موجودہ سے
مختلف تہے۔ اگر آتشزدگی کے باعث کی نسبت کوئی شہادت موجود نہ ہو اور مدعاعلیہم نے اُسکی کوئی
تشریح نہ کی ہو تو آیا اُنکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہون نے اُس بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کی
ہے جو مسلمہ طور پر اُنپر غفلت کی تردید کرنیکے متعلق عائد تہا؟ مدعاعلیہم یہ عذر کرتے ہین کہ اگر وہ کل شہادت
کو عدالت کے روبرو پیش کرین تو یہ کہنا عدالت کے اختیار مین ہے کہ آیا اُنہون نے بار ثبوت سے سبکدوشی
حاصل کی ہے اور استفسار مقدمہ سنٹرل کالچارٹی کمپنی بنام ریورس سٹیم نیویگیشن کمپنی (۲) پر کیا گیا
تہا جو کہ عدالت ہذا نے ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو فیصل کیا ہے لیکن درج رپورٹ نہین ہوا۔ مگر مقدمہ مذکور
مین کسی ایسے سوال قانونی کا فیصلہ نہین کیا گیا جو مقدمہ حال سے علاقہ رکہتا ہو اس مین صرف یہ فیصل
کیا گیا تہا اولاً کہ ایک معاہدہ خاص موجود ہے جسکی نسبت کوئی مناسب شبہ نہین کیا جاسکتا
اور ثانیاً بروئے واقعات کے یہ کہ غفلت کی تردید کیگئی ہے۔

---

(۱) ہرلسٹن وکولٹ مین رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۹۶۔
(۲) گذشتہ صفحہ ۸۰۷ نوٹ۔

سنہ ۱۸۹۶ع
چہوٹےلال و دیگر
بنام
رنیو سٹیم
نیویگیشن کمپنی

مدعیان یہ بیان کرتے ہین کہ مدعا علیہم نے نہ صرف غفلت ہی کی تردید نہین کی بلکہ بموجب خود
اپنے بیان کے وہ اسکے مجرم بہی ہوئے لنے بیان کیا ہے کہ کپتان نے بڑے واقعات موجودہ کے ایسی
پیش بندیہا نہ کی تہین جو ایک ایسی حیثیت کے فہیم شخص کو کرنی چاہیئے تہین - وہ عذر کرتے ہین کہ اوزار سامان
فرو کردن آتش بالکل نادرست تہے اور پہرہ ناکافی تہا اور پہرہ دار جو ایک پرانا ملاح تہا اپنے فرض
کی تعمیل نہ کر رہا تہا -

جملہ صورتون مین وہ مقدار حفاظت کی جو کیجانی چاہیئے تہی اس خطرہ کے مطابق اور مساوی ہونی
چاہیئے تہی جو غالباً موجود تہا - اصول مذکور کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے ہم قرار دیتے ہین کہ جہاز
کی باربرداری مسلمہ طور پر بڑہ یا جانے والی تہی اور میری رائے مین بلحاظ نوعیت اسباب کے
مدعا علیہم کو چاہیئے تہا کہ ہر وقت مناسب اور موثر آلات واسطے فرو کرنے آگ کے موجود رکہتے کہ
مبادا کوئی حادثہ وقوع مین نہ آئے -

اب مین شہادت پر غور کرتا ہون کسیقدر اہم اختلاف مابین کپتان کے ان بیانات کے ہے
جو اسنے دو موقعون پر دیئے ہین پہلی شہادت مین اسنے کوئی ذکر ۹ بجے رات کی گشت کا اور ولیسی کشتیون پر
آگ کے دیکہنے کا نہین کیا - نہ مابین ساحل دریا اور جہاز کے موجود ہونے کا - یہ ایک شرح طلب امر ہے
کہ کیون اسنے شہادت مذکور مین امورات کا ذکر نہین کیا - لیکن مین اب اسکی شہادت مابعد پر غور کرتا
ہون - اسنے بیان کیا ہے کہ وہ جہاز کے گرد ۵½ بجے شام کو پہرا تاکہ معلوم کرے کہ ہر ایک شے
ترتیب کے موافق ہے اور اسنے دیکہا کہ دونو پمپ درست ہین - ایک پمپ جہاز کے سامنے کیطرف
رکہا ہوا تہا اور دوسرا اسکے پیچہے کیطرف اسنے بیان کیا کہ اسنے دروازونکو بند کردیا تہا اور کل آگ
جہاز کے اوپر کی ۷ بجے شام کو بجہا دیگئی تہی اور اس وقت سب چیز درست تہی - وہ پہر ۹ بجے رات کو
گشت کے واسطے آیا اور اسنے دیکہا کہ کل کشتیون پر آگ روشن ہے اور جب وہ ۹ بجے اپنے بستر پر
سونے گیا تو ان سب مین آگ موجود تہی - یہ بات پہرہ دار کی شہادت کے نامطابق ہے - اسنے
بیان کیا ہے کہ اسوقت صرف ایک کشتی پر آگ تہی جو اسکے کہنے سے بجہا دیگئی تہی کپتان کو بظاہر
یہ خیال تہا کہ جہاز کے قریب ولیسی کشتیون پر آگ روشن ہے - یہ امر پہرہ دار کی اس شہادت سے صریح
طور پر ظاہر ہوتا ہے جو پیپر بک کے صفحات ۴ و ۵ و ۶ پر درج ہے - اسنے بیان کیا ہے کہ بباعث
اس آگ کے خطرناک ہونیکے جو وہان ہی پر موجود تہی کپتان نے مجہے بلایا اور کپتان نے مجہسے اس

خطرہ کا ذکر کیا۔ پہلے جب مین کپتان کے پاس گیا تو کپتان نے مجہے کہا کہ تو درست حفاظت نہین کرتا اُسنے مجہے بہلا بُرا کہکر یہ کہا کہ ‘‘ نزدیک کی ٹانگہی مین آگ ہے۔ اُن لوگون سے کہدو کہ آگ بجہا دین ممکن ہے کہ ہمارے جہاز کو آگ لگ جائے ’’

کپتان نے یہ خیال کیا کہ اُس آگ سے بہت خطرہ تہا اُسکی توجہ فوراً اُس خطرہ کی طرف منعطف ہوئی تہی۔ اِن واقعات کی موجودگی مین میری یہ رائے ہے کہ ایک فہیم شخص یہ دیکہہ سکتا تہا کہ آیا وہ پمپ جو اُسکے جہاز پر تہے عمدہ طور پر چلنے کے قابل تہے۔ لیکن کپتان نے کچہہ نہ کیا اور وہ سونے کیلئے چلا گیا تہا۔

آگ ۱/۲ ۱۲ بجے لگی تہی۔ ایک پرانا ملاح مسمی تمیز الدین اُس وقت داہنی طرف پہرہ پر تہا اور وہ ۱۲ بجے پہرہ پر آیا تہا اور امید علی بائین کیطرف کے پہرہ پر تہا لیکن بیماری کیوجہ سے وہ بلایا نہ گیا تہا۔ اُسکی غیر حاضری از حلقہ گواہان افسوس ناک امر ہے۔ مطابق بیان تمیز الدین کے اُس وقت سب کچہہ درست تہا جبکہ وہ پہرہ پر آیا تہا وہ پہرہ پر منجملہ دیگر فرائض کے آتش زدگی کا خیال رکہنے کیواسطے تہا۔ اُسنے آگے بڑہکر دیکہا تو سات یا آٹہہ فٹ تک کوئی درخت جہاز کے لنگر کے ساتہہ جکڑا ہوا تہا ازان بعد اُسنے آگ کی روشنی معلوم کی۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ اگر اُسنے آگ کو درست وقت پر دیکہا ہوتا تو وہ اُسے بجہا سکتا تہا اور کپتان نے بہی یہ بیان کیا ہے کہ جب اُسنے آگ کو دیکہا تہا اُس وقت اُس کا فرو کرنا چنداں مشکل نتہا۔ اگر تمیز الدین تختہ جہاز پر آگے پیچہے پہرتا رہتا بجائے اسکے کہ سات یا آٹہہ منٹ تک لنگر کیطرف دیکہتا جسکی بظاہر کوئی ضرورت نہ تہی تو وہ مطابق خود اپنے بیان کے آگ کو اُسکے مشتعل ہوتے ہی دیکہہ لیتا اور اُسنے اُسکو بجہا دیا ہوتا۔ میری رائے مین اُسکی شہادت سے یہ مراد ہے کہ اگر اُسنے پہلے آگ کو دیکہا ہوتا تو وہ اُسے بجہا سکتا تہا۔ اِس گواہ کی شہادت سے یہ معلوم کرنا آسان نہین ہے کہ آیا اُس وقت ولیسی کشتیونکے اندر آگ موجود تہی۔ مگر اُسنے آگ اور روشنی کا ذکر بالکل صریح طور پر کیا ہے۔ لیکن بطور نتیجہ اُسکی شہادت کے میری رائے مین اُسکی یہ مراد ہے کہ روشنی دیکہی گئی تہی نہ کہ آگ۔

جب اُسنے آگ کو دیکہا تہا تو اُسنے امید علی کو زور سے آواز دی اور نیز کپتان کو پکارا اور ازان بعد وہ تختہ کے اوپر سے جہاز کے دوسری طرف کو گیا اور اُسنے جلتی ہوئی سن پر ڈولون سے

۱۸۹۷ء
چہوٹ مل دوگر
بنام
ریور سٹیم
نیویگیشن کمپنی

پانی ڈالا اور زان بعد اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے بمعہ کمساتہہ آگ کے بجہانیکی کوشش کی لیکن اُس کا نل وہانتک نہ پہونچ سکا جہانکہ آگ تہی۔ بالفاظ دیگر پمپ کا نل بہت چہوٹا تہا۔ جہاز قریباً ۲۷۰ فٹ لمباتہا اور دونو اطراف کے مابین کا فاصلہ ۲۲۵ فٹ تہا پمپ ہائے جہاز کے دو اطراف پر تہے۔ اسلیئے ہر ایک پمپ کے ساتہہ ۱۱۰ فٹ کا نل ہونا چاہیئے تہا تاکہ کل وہ جہاز پر جاری ہوتے اِس امر کی کوئی شہادت نہین ہے کہ نل کی لمبائی کسقدر تہی لیکن وہ مسلمہ طور پہ کافی نہ تہا۔ یہی بیان کپتان نے پمپ متعلق صفحہ ۴۹ پر دیا ہے "مین پمپ کے ساتہہ اکیلا کچہہ نہ کرسکتا تہا۔ پمپ ہائے بالکل درست اور کار آمد تہے۔ پمپ ہائے سے اسوقت کام لیا جا سکتا تہا جبکہ آگ پہلے نمودار ہوئی تہی یعنے جب آگ پہلے دیکہی گئی تہی اگر دو نو پمپ ایک ہی جگہ پر ہوتے اور کام دیتے تو اُنسے آگ فرد ہوسکتی تہی جبکہ وہ اوّلاً دیکہی گئی تہی۔ لیکن جہان وہ رکہے ہوئے تہے میری رائے مین وہ کافی کام نہ دے سکتے تہے۔ ہر ایک پمپ کے واسطے ۱۰۰ فٹ کا نل ضروری تہا" اور صفحہ ۵۰ پہ اُسنے بیان کیا ہے کہ "کوئی کوشش ملاحون نے پمپ کے چلانیکے واسطے نہ کی تہی۔ پمپ ہائے کا استعمال اُس وقت کیا جا سکتا تہا جب آگ پہلے دیکہی گئی تہی وہ ۲ یا ۳ منٹ سے زیادہ عرصہ تک جلتی نہ رہی تہی"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پمپ جو جہاز کے سامنے طرف تہا بیفائدہ تہا کیونکہ وہان اشخاص اس سے کام لینے کو موجود نہ تہے اور اکیلا کپتان اُس کو چلا نہ سکتا تہا اور کہ مطابق کپتان کی رائے کے دو نو پمپ ایک ہی جگہ ہونے چاہئین تہے۔ اور اگر وہ اسطرح پر ہوتے اور مناسب طور سے چلائے جاتے تو اغلباً اُنسے آگ فرد ہو جاتی اور کہ اُسکا نل بہت چہوٹا تہا۔ میری رائے مین ایک فہیم شخص بالخصوص اُسصورت مین جبکہ اُسکی توجہ ایسی صریح طور پر خطرۂ آتش کیطرف منعطف ہوئی تہی۔ پمپ ہائے مذکور کو ایک نادرست حالت مین نہ رکہہ سکتا تہا۔

سپرنگ کی شہادت اہم ہے۔ اُسنے صفحہ ۲۲ پر بیان کیا ہے کہ "مینے ڈولونسے پانی ڈالنا شروع کیا مینے اور کچہہ نہین کیا۔ ایک پمپ ہی جہاز پر تہا۔ بلکہ دو پمپ تہے ایک جہاز کے سامنے کیطرف اور دوسرا پچہلی طرف کوئی جگہ پمپ کے چلانیکے واسطے موجود نہتی" اِس سے میری رائے مین وہ پمپ مراد ہے جو جہاز کی پچہلی طرف تہا

سنہ ۱۹۱۷ء
چھوٹا مل و دیگر
بنام
ریور سٹیم نیویگیشن کمپنی

"کیونکہ مزدوروں نے اسباب کمروں میں سے نکالا ہوا تھا اور تختہ پر بہت سا اسباب جمع ہوا تھا۔ پانی کے ڈالے جانے سے کچھ فائدہ نہوا تھا ہمنے اور کچھ نہ کیا تھا" صفحہ ۶۳ پر اس نے بیان کیا ہے کہ "یہ اسباب سندرجہ جہاز دروازوں تک بھرا ہوا تھا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ رات کامل طور پر بند ہو گیا تھا اور چھت کیطرف کو جانا ممکن تھا" صفحہ ۶۵ پر اوس نے بیان کیا ہے کہ "پچھلی طرف کا پمپ جو کام نہ دے سکتا تھا وہ اسباب کے پیچھے پڑا ہوا تھا تمام تختہ جہاز پر اسباب بھرا ہوا تھا۔ ہمارے پاس ۱۰۰ فٹ نل پمپ کے ساتھ موجود نہ تھا پمپ کے آس پاس کوئی اسباب نہ تھا لیکن پمپ کے سامنے دروازہ تھا اور دروازہ کے ساتھ میں سن تھی چنانچہ ہم پانی کو دروازہ اور اسباب کے اوپر سے ہو کر اندر نہ لیجا سکتے تھے پمپ ہمارے جہاز کے ساتھ ملحق تھے وہ جدا بھی ہو سکتے تھے اور مستقل طور سے ملحق نہ تھے آگ اندر کیطرف بھڑک رہی تھی جہانکہ اسباب تھا اور یمکن نہ تھا کہ پمپ کے ذریعہ سے پانی اندر پہونچایا جا سکتا ہمنے پمپ کے چلانے کی کوشش کی تھی لیکن ہمیں معلوم ہوا کہ نل وہانتک پانی نہ پہونچا سکتا تھا جہاں آگ تھی ہم اپنی کشتی کو [illegible] نہ سکتے تھے کیونکہ سیڑہی کشتی کے عین اوپر تھی"

دراصل کل بیان مذکورہ کا یہ منشا ہے کہ پمپ ہمارے بالکل بیکار تھے پچھلا پمپ بباعث دروازہ کے پیچھے ہونیکے چلایا نہ جا سکتا تھا کیونکہ دروازہ کے ساتھ ہی سن کا انبار تھا جسکے باعث وہ ہل نہ سکتا تھا۔ سامنے کیطرف کا پمپ اسوجہ سے چلایا نہ جا سکتا تھا کہ کپتان وہاں اکیلا تھا اور نل بہت چھوٹا تھا کوئی پمپ کام نہ دے سکتا تھا کیونکہ نل کی لمبائی چھوٹی تھی اور چھوٹی کشتی پر بھی نہ چلایا جا سکتا تھا کیونکہ سیڑھی اوس کے اوپر تھی اور کشتی مہیا نہو سکتی تھی۔

اس لیئے وسایل فرو کرنے آتش ظاہراً ناکافی اور غیر موثر تھے۔ کپتان کو یہہ معلوم ہونا چاہیئے تھا یا بہر حال اوس کو یہہ معلوم کر لینا چاہیئے تھا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فہیم شخص جبکہ آتش زدگی کا خطرہ اس قدر نزدیک تر ہو جیسا کہ اوس رات کو تھا اور بلحاظ نوعیت اسباب کے جہاز کے یہ بالضرور خیال کرتا کہ آیا پمپ قابل کار آمد ہیں۔ اگر وہ درست طور پر کام دیتے تو شہادت سے بہتر طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اغلبا آگ بجھائی جاتی جبکہ کپتان نے اولا اوسے دیکھا تھا جس صورت میں کہ نقصان اغلبا وقوع میں نہ آتا۔ میری رائے میں

۱۸۹۶ء
چہوٹے مل وغیرہ
بنام
ریورس اسٹیم نیویگیشن کمپنی

اور لالٹین کے پردہ مین آگ بہڑکی تہی اگر اوس کی وجہہ یہی تہی تو شہادت کے رو سے مجہے یہ قرار دینا چاہیئے کہ غفلت کی گئی تہی اور کہ اگر احتیاط سے کام کیا جاتا تو آگ بجہائی جا سکتی تہی محض اس امر واقعہ کے باعث کہ آگ نزدیک تر تہی جس سے چنگاریون کا جہاز کی طرف آنا ممکن تہا یہ ضروری تہا کہ مزید پیش بندی کیجاتی اور کپتان کو اس امر کا بخوبی علم تہا۔

دوسرا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ آگ جہاز کے اندر سے پیدا ہوئی تہی اور اوس کی تشریح کرنا سپانڈنٹان کا فرض ہے صرف وہی ایسا کر سکتے ہین اون کا یہ بیان ہے کہ کئی گہنٹہ پیشتر سے کوئی آگ یا روشنی جہاز پر نہ تہی جس سے کرسن یا پردہ مین آگ لگ سکتی تہی اور کہ وہ کمرہ جہاز کا جہان آگ لگی تہی باقی جہاز سے بالکل علیحدہ اور بند تہا اور کہ کوئی شخص ملاحون مین سے یا کوئی اور اوس کے اندر نہ گیا تہا۔

شہادت متعلق بہ امر موخر الذکر بلاشبہ طور پر مکمل نہین ہے اور مین اس امر سے مطمئن نہین کہ کوئی اوس کے اندر نہ گیا تہا صرف ایک ہی پہرہ دار جسکا کہ بیان لیا گیا ہے وہ شخص جو پہرہ پر جہاز کے دائین طرف آتش زدگی سے تہوڑا عرصہ پہلے گیا تہا اور ہمکو کچہہ معلوم نہین کہ اس سے پہلے پہرہ کے دوران مین جہاز کی بائین طرف کیا کچہہ کیا گیا تہا اگر وہ جملہ پیش بندیان کی گئی ہوتین جنکا کیا جانا بیان کیا گیا ہے تو آگ لگنا قریبًا ناممکن تہا اور اوس کی کوئی تشریح کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

یہ ایک ایسا مقدمہ نہیں ہے جسمین عدالت کسی خاص فعل یا ترک فعل متعلق بہ آتش زدگی کو ظاہر کر کے یہ کہہ سکتی ہو کہ وہ غفلت کی حد تک پہونچتا ہے اور اس وجہ سے کہ واقعات کامل طور پر عدالت کے روبرو پیش نہین ہین آتش زدگی کا باعث ظاہر نہین ہوتا بہت زور بیانات چیف جسٹس صاحب بمقدمہ سنٹرل کا چارلی کمپنی بنام روورس اسٹیم نیویگیشن کمپنی (۱) پر زور دیا گیا ہے جو یہ ہے کہ "جب فریقین نے وہ کل شہادت جسپر وہ انحصار کرتے ہین عدالت کے روبرو پیش کی ہو تو عدالت پر لازم ہے کہ بروے شہادت مذکور کے یہ بیان کرے کہ آیا نقصان بباعث غفلت بربندگان مال یا اون کے ملازمان کے عمل مین آئی ہے یا نہین" وہ نہایت مختلف قسم کا مقدمہ تہا اوس مین جملہ واقعات عدالت کے روبرو موجود تہے اور عدالت بروے واقعات کے یہہ کہہ سکتی تہی کہ اوس مین کوئی غفلت نہین کی گئی تہی۔ میرے راے مین چیف جسٹس صاحب نے

(۱) گذشتہ صفحہ ۸۰۹ کا نوٹ

سنہ ۱۹۰۶ء
چھیٹ مل گوڈکر
بنام
ریورسٹیم نیوگیشن
کمپنی

جو کچھ بیان کیا تھا وہ بلحاظ واقعات موجودہ کے تھا۔

آتش زدگی کو ایک نتیجہ باعث غفلت تصور کر کے میری یہ رائے ہے کہ شہادت مذکور کی تردید نہین کی گئی۔

نیز مین فاضل چیف جسٹس کے ساتھہ اون وجوہات مین اتفاق کرتا ہون جو اوس نے دربارہ اس امر کے ظاہر کی ہین کہ آلات فرو کردن آتش غیر موثر اور ناکافی تھے۔ اسلیئے اپیل ہذا کا میاب ہونا چاہیئے۔

ٹریولین صاحب جسٹس ۔ دو سوالات مقدمہ ہذا مین حسب ذیل ہین اولاً یہ کہ فارورڈنگ نوٹ کے فقرہ ہفتم کے کیا معنے ہین اور ثانیاً یہ کہ اگر فقرہ مذکور کی تعبیر درست کی گئی ہے تو آیا مدعاعلیہم بروئے واقعات موجودہ کے نقصان من کے ذمہ دار ہین ۔ بنسبت سوال اول کے مین اون آرا سے اختلاف نہین کر سکتا جو میل صاحب جسٹس نے مقدمہ ہذا مین اور ہل صاحب جسٹس نے مقدمہ سنٹرل کا چار ٹی کمپنی بنام ریورسٹیم نیوگیشن کمپنی (۱) مین ظاہر کی ہین۔

وہ تعبیر جو انہون نے اختیار کی ہے میری رائے مین صرف ایک ہی تعبیر ہے جو فقرہ زیر بحث کو موثر کر سکتی ہے۔

وہ تعبیر جو اپیلانٹان نے ظاہر کی ہے ایسی ہے جسکے رو سے فقرہ مذکور بالکل کالعدم ہو جاتا ہے اس اہم فقرہ کا ہرگز یہ منشا نہین ہو سکتا کہ مالک اسباب کو یہ اطلاع دیجاوے کہ کمپنی کی ذمہ داری ویسی ہی بیع ہے جیسی کہ اون دیگر برندگان کی ہو جنہون نے کوئی معاہدہ خاص نہ کیا ہو۔ اس فقرہ سے کمپنی کا یہ منشا تھا کہ اپنے آپ کو کسی ایسی ذمہ داری سے محفوظ کرے جس سے کہ بروئے معاہدہ محفوظیت حاصل کرنیکا اختیار اوسے قانوناً عطا کیا گیا تھا۔

جیسا کہ مسٹر بونرجی نے بیان کیا ہے اس فقرہ کا ترجمہ کسی دیسی زبان مین کرنا نہایت ہی مشکل ہوگا لیکن مدعاعلیہم نے عدالت ابتدائی مین معاہدہ کے سمجھنے سے انکار نہین کیا اور کوئی تنقیح ایسی قائم نہین کی گئی جس مین یہ سوال شامل ہو۔ صرف ایک ہی تنقیح متعلق بہ امر معاہدہ کے حسب ذیل ہے ۔ آیا یہ فرض کر کے نقصان بباعث غفلت یا بدعملی مدعاعلیہ کمپنی کے عمل مین آیا تھا ۔ مدعاعلیہ کمپنی بروئے شرائط فارورڈنگ نوٹ کے ایسی ذمہ داری اور نقصان سے محفوظ کی گئی ہے یا۔ اس تنقیح کے رو سے صرف تعبیر فارورڈنگ نوٹ کا

---

(۱) غیر رپورٹ شدہ۔

۱۹۱۰ء

چھوٹے لال ڈوگر
بنام
ریور نیویگیشن
کمپنی

سوال اوٹھایا گیا ہے۔ اسلیئے سوال دوم پر غور کرنا ضروری ہے۔

اس سوال کے متعلق مجھے کوئی شبہہ نہین ہے کہ بروئے قانون کے مدعاعلیہ کا فرض ہے کہ غفلت کی تردید کرے یعنے ایسے واقعات کو ظاہر کرے جنسے یہہ ظاہر ہو کہ اونہون نے غفلت نہین کی۔

ایکٹ بربندگان مال کی دفعہ ۹ مین جو یہہ حکم ہے کہ "جب کوئی نالش بنام بربندگان مال کے بعلت آتلاف یا نقصان پہونچانے یا حوالہ نہ کرنے اوس مال کے دائر ہو جو بہیجے جانیکے لیئے اون کو سپرد ہوا ہو تو مدعی کے لیئے یہہ ثابت کرنا ضروری نہین ہے کہ وہ آتلاف یا نقصان یا عدم حوالگی بربندگان مال یا اون کے ملازمون یا گماشتون کی غفلت یا فعل مستلزم السزا سے وقوع مین آئی ہے" بالفاظ دیگر نقصان اسباب ایک صریح شہادت غفلت یا فعل مستلزم السزا بربندہ مال یا اوس کو ملازمان یا گماشتگان کی ہے اور اس لیئے اگر بربندہ مال اپنے آپ کو بری الذمہ کرنا چاہیئے تو اوس کو چاہیئے کہ ایک صریح شہادت کی تردید کرے یعنے اوس کو ثابت کرنا چاہیئے کہ نقصان مذکور خود اوس کے یا اوس کے ملازمان یا گماشتگان کی غفلت یا فعل مستلزم السزا کے بغیر وقوع مین آیا تہا۔ عذر یہہ کیا گیا ہے چیف جسٹس صاحب کا فیصلہ مقدمہ مسٹل کا چارلی کمپنی بنام رور سٹیم نیویگیشن کمپنی (۱) مین قانون کی مختلف تعبیر کی گئی ہے مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ ایسا ہی کیا گیا ہے مقدمہ مذکور مین جملہ واقعات ظاہر تہے نقصان جہاز بباعث اوس کے رک جانیکے وقوع مین آیا تہا اور سوال صرف یہہ تہا کہ آیا کپتان نے رکاوٹ مذکور سے نہ بچنے مین غفلت کی ہے اس مین شبہ نہین کہ اگر جملہ واقعات عدالت کے روبرو موجود ہون اور کوئی امر مخفی نہو تو عدالت بروئے واقعات مذکور کے کہہ سکتی ہے کہ آیا غفلت کی گئی ہے لیکن صورت حال مین کسی امر سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ آتش زدگی کا باعث کیا تہا ہم اوس کے متعلق صرف قیاس کر سکتے ہین۔

اب صرف یہہ دیکھنا باقی ہے کہ آیا صورت حال مین مدعاعلیہ کمپنی نے قیاس غفلت کی تردید کی ہے یا اوس نے عدالت کے روبرو ایسے واقعات پیش کیئے ہین جنسے غفلت یا فعل مستلزم السزا کی تردید ہوتی ہو۔

اونہون نے درحال اس امر کے ثابت کرنیکی کوشش نہین کی کہ کسطرح آگ لگی تہی اسمین کچھ شبہ نہین کہ عدالت ماتحت مین مدعاعلیہ نے یہہ بیان کیا تہا کہ ممکن ہے کہ اسباب اوس آگ سے جلگیا تہا جو نزدیک کی کشتی سے اوڑکر آئی تہی اوس بیان کی تردید ہنڈی علم دکیل کمپنی نے ہمارے روبرو کی ہے۔ اسمین شبہہ نہین

(۱) کلکتہ صفحہ ۸۰ ، نزدیک۔

سنہ ۱۸۹۵ء
چھوٹا مل گوکر
بنام
ریورسٹیم نیویگیشن کمپنی

کہ اوس کی نسبت تحقیقات کرنا ضروری نہین۔

مطابق حکایت مدعاعلیہم کے ایک موٹا پردہ اسباب کی محفوظیت کیواسطے جہاز کے مشرقی طرف پر رکہا ہوا تہا کشتی کی آگ مین سے ایک چنگاری کے آنے سے اگر فرض بہی کیا جائے کہ اوس وقت آگ جلتی تہی تو پردہ اور اسباب مین آگ نہ لگ سکتی تہی۔ اگر ایسا ہی ہوا تہا تو ہم پہرہ دار کو چاہئے تہا کہ اوسے دیکہے مدعاعلیہم کی شہادت سے اگر اوس کو معتبر سمجہا جائے یہہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ آگ باہر کیطرف سے نہ لگ سکتی تہی بہر صورت کنارہ کیطرف ہرگز نہ لگ سکتی تہی وہ پیش بندیان جو کیگئی تہین اوس کے روکنے کیواسطے کافی تہین۔

خود مدعاعلیہم کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آگ کشتیون مین سے یا کنارہ کیطرف نہ آسکتی تہی پس صرف ایک ہی اور وسیلہ باقی ہے جو یہہ ہے کہ آگ بباعث غفلت کے جو خود جہاز پر کی گئی تہی یا انجان سے شروع مین آگئی تہی وہ کسی ایسی آگ سے جل نہ اوٹہا تہا جو انجن پر سے آئی ہو کیونکہ ہوا کنارہ کیطرف کو چل رہی تہی اور آگ خیبر کے اوس طرف لگی تہی جو کنارہ کیطرف تہا اگر آگ کسی ایسے فعل سے بہی پیدا ہوئی ہو جو کسی شخص نے انجان پر سے کیا ہو تاہم مدعاعلیہم ذمہ دار ہون گے میری رائے مین شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آگ بباعث کسی ایسے فعل کے لگی ہوگی جو خیبر کے اوپر کیا گیا تہا یا اوس پر کسی حادثہ کے وقوع مین آنے کے باعث شہادت سے کوئی اور باعث ظاہر نہین ہوتا۔

وہ اشخاص جو خیبر پر تہے وہ مدعاعلیہم کمپنی کے ملازمان یا گماشتگان تہے اون کے افعال کی ذمہ وار کمپنی ہے۔

بلحوظی اس امر واقعہ کے کہ آگ پہلے خیبر سے شروع ہوئی تہی اور خیبر قبضہ کمپنی مین تہا اسلئے مین یہ کہہ سکتا ہون کہ مدعاعلیہ کمپنی کا فرض تہا کہ باعث آتش زدگی کو ثابت کرتی۔ مین ایک لمحہ کے واسطے بہی یہ باور نہین کر سکتا کہ ہر ایک شخص کو جو جہاز پر موجود تہا باعث آتش زدگی کا علم نہ تہا ذی علم وکیل اپیلانٹان نے ظاہر کیا ہے کہ آگ باہر سے آئی تہی یعنے نزدیک کی کشتیون مین سے۔ اگر ایسا یہ بیان درست ہے تو جواب تسلیم نہین کیا جا سکتا۔

۱۸۹۷ء
چہوٹا مل ڈوگر
بنام
رپوبشیم نیویگیشن
کمپنی

اگر وہ آگ جو کشتیوں پر تھی خطرہ کا ماخذ تھی تو ضرور پیش بندی ہونا چاہئے کیجانی چاہئے تہین اور پہرہ مضبوط کیا جانا چاہئے تہا نیز ذی علم وکیل رسپانڈنٹان نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ آگ باہر کی طرف سے آئی تہی لیکن وہ ہمارے روبرو یہہ ظاہر نہین کر سکتا کہ کس طرح پر آئی تہی۔

میری رائے مین مدعاعلیہ کمپنی نے کوئی ایسا امر ثابت نہین کیا جس سے آتش زدگی کا کوئی باعث ظاہر ہوتا ہو۔

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ شہادت در بارہ پیش بندی ہائے آتش زدگی کے بہت کم وقعت رکہتی ہے جبتک کہ اوس کے ساتہہ ایسی شہادت شامل نہ ہو جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ آگ ایسی تہی جسکی نسبت پیش بندی نہین کیجا سکتی تہی۔ بالآخر میری یہہ رائے ہے کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آلات جو جہاز پر آگ کے بجہانے کے واسطے موجود تہے اوس موقعہ کے بالکل نامطابق تہے جبکہ خطرہ موجود تہا جہانتک کہ مین شہادت سے معلوم کر سکتا ہون وہ آگ جو کپتان یا ملاحون کے کمرہ مین مشتعل ہوئی تہی بجہائی جا سکتی تہی اگر وہ وقت پر دیکہی جاتی۔ لیکن اس سے زیادہ اور کچہہ نہ کیا جا سکتا تہا۔ واقعی طول [illegible] ل کا ثابت نہین کیا گیا۔ لیکن بظاہر وہ اوس آگ کے بجہانے کے واسطے ناکافی تہا جو جہاز کے درمیان مین مشتعل ہوتی۔ مین تسلیم کرتا ہون آلات فرو کردن آتش کا جہاز مین موجود رکہنا ایک پیش بندی ہے لیکن اگر ایک برنده مال اپنے کام کی آسایش کے واسطے کافی آلات آگ کے بجہانے کے جہاز مین نرکہے تو مشکل سے یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اوس نے آگ کے برخلاف مناسب پیش بندی کی ہے۔

مین اپیل ہذا کو منظور کرکے ہرجانہ کے متعلق تحقیقات کرنے کا حکم دیتا ہون اور مدعیان کو اون کا خرچہ ہر دو عدالت ہائے دلاتا ہون۔

اپیل منظور کیا گیا۔

اپلانٹ کی جانب سے اٹارنی بابو اشوتوش دہر

رسپانڈنٹان کی جانب سے اٹارنی :- مسٹرز آرنا بہ رش اینڈ بوٹمن۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر فرانسیس ولیم میکلین صاحب نایب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

ایشن چندر داس سرکار (مدعی)* بنام لبتو سردار وغیرہ (مدعا علیہم)

1897 ء
17 مئی

ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳ حقوق منتقل الیہ نیک نیتی سے اور بعوض زر بدل کے - نیک نیتی اور اسکے معنے - اثر اس انتقال کا جو اس غرض سے کیا گیا ہو کہ ایک ڈائن کو التوا رمین ڈالا جائے یا اپیل یا کیا جائے اور منتقل الیہ کو ایسی نیت کا علم نہونا - اپیل دوم - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۸۴ و ۵۸۵ - قرار داد امر واقعہ نتیجہ قانون جبکے جائز بنانیکے واسطے واقعات قرار دادہ ناکافی ہون -

جہانکہ منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی کو اس بات کا علم نہو کہ انتقال کنندہ کی نیت اپنے دائنان کو التوا رمین ڈالنے یا انکے پس پا کرنے کی ہی - بلکہ اسکو صرف اس بات کا علم ہو کہ انتقال کنندہ کے برخلاف کار سعائی اجرا ہو رہی ہے تو صرف یہی علم انتقال مذکور کو ناجائز بنانیکے واسطے کافی نہین ہی اور اسکے رو سے منتقل الیہ ایک منتقل الیہ بلا نیک نیتی کے حسب دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) نہین ہوتا -

رام بہن سنگ بنام جانکی ساہو (۱) کا حوالہ دیا گیا -

جہانکہ عدالت اپیل ماتحت نے ایک نتیجہ اخذ کیا ہو جو غلط تعبیر قانون پر مبنی ہو تو فیصلہ مذکور کا اپیل دوم ہو سکتا ہے -

لچھمیسر سنگ بنام منور حسین (۲) و رام گوپال بنام شمس خاتون (۳) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض مقدمہ ہذا کیلئے ضروری ہین اور دلائل فریقین کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر وڈراف و مسٹر ڈبلیو سی بونرجی و بابو اوپندرا ناتھ متر منجانب اپیلانٹ -

مسٹر جیکسن و بابو گریجا شنکر موزمدر منجانب ریسپانڈنٹان -

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۳۰۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنارا ہنی ڈگری پی سی متر صاحب ڈسٹرکٹ جج فرید پور مصدرہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء اشو سجالی ڈگری بابو بینی مادہب رائے منصف گولنڈو مصدرہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء -

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۳

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۳ -

(۳) " " " جلد ۲ صفحہ ۹۳ -

۱۸۹۶ء
لین چندر داس
بنام
بشو سردار

تجویز ہائیکورٹ (مسٹر لین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

اپیل ہذا اس نالش مین سے پیدا ہوا ہے جو مدعی (اپیلانٹ) نے واسطے استقرار حق و بحالی اپنے قبضہ آٹھ آنہ کے حصہ جوت کے جس بیان رجوع کی تھی کہ حصہ مذکور جو ابتداءً مدعا علیہم نمبر ۵ و ۶ کی ملکیت تھا مدعی نے مدعا علیہم مذکور سے بعوض مبلغ الف کے ۸ ماہ پوس سمت ۱۲۹۷ (یکم جنوری ۱۸۹۲ع) کو بذریعہ ایک رجسٹری شدہ بیعنامہ کے خرید کیا تھا اور کہ مدعا علیہ نمبر ۴ نے بعلت اجرا ڈگری بخلاف مدعا علیہم نمبر ۵ و ۶ کے حصہ مذکور کو قرق کرالیا تھا - مدعی نے اسکی نسبت ایک دعوی کیا تھا لیکن وہ نامنظور کیا گیا تھا اور کہ جائداد مذکور بعلت اجراء ڈگری کے مدعا علیہ نمبر ۴ کے نیلام کیگئی تھی اور مدعا علیہم نمبر ا لغایۃ نمبر ۳ نے ۱۲ مارچ ۱۸۹۲ع کو خرید کرلی تھی - دو دیگر اشخاص مدعا علیہم نالش بنائے گئے تھے لیکن بعد مین مدعی کی تحریک سے انکے نام مسل مین سے خارج کیئے گئے تھے -

نالش کی جوابدہی مدعا علیہم نمبر ا لغایۃ نمبر ۴ نے کی تھی اور انکا جوابدعوے جہانتک کہ اسپر اغراض رپورٹ ہذا کیلیئے غور کرنا ضروری ہے مدعی کی خرید سے انکار تھا اور یہ کہ وہ ایک اصلی اور نیک نیت معاملہ نہین ہے -

عدالت اول نے یہ قرار دیا کہ مدعی کی خرید ایک اصلی اور نیک نیت معاملہ نہتی بلکہ وہ ایک برائے نام معاملہ تھا جو اس غرض سے کیا گیا تھا مدعا علیہ نمبر ۴ کے دعوی کو پس پا کیا جائے چنانچہ اسنے نالش کو خارج کردیا -

برطبق اپیل منجانب مدعی عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا ہے کہ مدعی نے جائداد مذکور کو خرید کیا تھا لیکن نیک نیتی سے نہین چنانچہ اسنے عدالت اول کی ڈگری کو بحال رکہکے نالش کو خارج کیا ہے -
برطبق اپیل دوم مدعی کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ فیصلہ عدالت اپیل ماتحت قانوناً غلط ہے کیونکہ محض اس امر سے کہ مدعی کو اسبات کا علم تھا کہ مدعا علیہ نمبر ۴ نے کارروایات اجرا بخلاف مدعا علیہم نمبر ۵ و ۶ کے شروع کی ہین اسکی خرید بلا نیک نیتی کے نہو جاتی تھی جیسا کہ عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا ہے - مزید برآن یہ عذر کیا گیا ہے کہ صرف ایک ہی شئے جو خرید کو ایک خرید بہ نیک نیتی بنانیکے واسطے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ اصلی اور بعوض بدل قیمتی کے ہونی چاہیئے اور اصلی خرید بعوض بدل قیمتی خواہ وہ اس نیت سے کیگئی ہو کہ دائنان کو پس پا کیا جائے ایک خرید بہ نیک نیتی ہوتی ہے اور وہ

ایشن چندر داس بنام لبھو سردار

سنبھال رکھی جانیکی مستحق ہی اور اس عذر کی تائید مین مقدمات ذیل پر انحصار کیا گیا تھا ڈ بنام ڈکسی (۱) ایل بنام سلون ہنیس کمپنی (۲)، رامبرن سنگہ بنام جانکی ساہو (۳) اشکر ایا بنام کیا (۴) سیا میبی بنام بالگوبند داس (۵) دسکھا رام ماہی پت بنام داؤد ولد جو ابہائی (۶) -

بخلاف ازین رسپانڈنٹان کیطرف سے یہ حجت کیگئی ہے کہ سوال نیک نیتی ایک سوال امر واقعہ ہی اور عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیا ہی کہ مدعیکی خرید نیک نیتی سے نہ تھی اسلیئے عدالت ہذا مجاز نہین ہی کہ امر مذکور مین بر طبق اپیل دوم کے دست اندازی کرے - اور اس حجت کی تائید مین مقدمہ درگا چودہرانی بنام جواہر سنگہ چودہری (۷) کا حوالہ دیا گیا ہے -

اس خرید کا جواز جسکی رو سے مدعی دعویدار ہی بحوالہ دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد کے معلوم کیا جانا چاہیئے جسمین یہ حکم ہے کہ "ہر ایک انتقال جائداد غیر منقولہ کا" (ہم صرف اس قدر حصہ دفعہ مذکور کو مقتبس کرتے ہین جسقدر کہ مقدمہ حال سے متعلق ہے) "جو اس نیت سے کیا گیا ہو کہ انتقال کنندہ کی دائنان کو پس پا کیا جائے یا التوا مین ڈالا جائے - اس شخص کی تحریک سے کالعدم کیا جا سکتا ہی جو اسطرح پس پا کیا گیا ہو یا التوا مین ڈالا گیا ہو" اور زان بعد ایک قاعدہ شہادت کو قایم کرنیکے بعد دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ "کوئی امر مندرجہ دفعہ ہذا کسی منتقل الیہ بہ نیک نیتی و بعوض بدل قیمتی کے حقوق مین خلل انداز نہ ہوگا"

پس اس کل دفعہ کو پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا منشا جہانتک کہ وہ ایک حال جیسے مقدمہ سے متعلق ہوتی ہی یہ ہے کہ جہان انتقال جائداد غیر منقولہ کا اس نیت سے کیا گیا ہو کہ انتقال کنندہ کے دائن کو پس پا کیا جائے یا اسکو التوا مین ڈالا جائے تو وہ شخص مذکور کی تحریک سے قابل کالعدم ہے لیکن جہان منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی جائداد کو نیک نیتی سے حاصل کرے یعنے بلا فریق ہونے کسی سازش انتقال کنندہ مین تو اسکے حقوق مین کسی امر مندرجہ دفعہ ہذا کے رو سے خلل واقع نہ ہوگا -

الفاظ "نیک نیتی" کی تعریف ایکٹ مذکور مین نہین کیگئی اور نہ اسکی تعریف ایکٹ عبارت عامہ ۱۸۶۶ء مین ہے جو بروقت نفاذ پذیر ہونے ایکٹ انتقال جائداد کے نافذ تھا -

---

(۱) کوئینز بنچ جلد ۷ صفحہ ۸۹۲ -
(۲) ڈرائوری رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۹۲ -
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۳ -
(۴) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ -
(۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۴۸ -
(۶) " " بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۶ -
(۷) " " کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۳

۱۸۹۶ء
اپیل چندداس
بنام
بشو سردار

لیکن دفعہ مذکور پر کلیتاً غور کرنیسے وہ رائے درست معلوم ہوتی ہے جو ہم نے اختیار کی ہے۔ اور کہ غرض آخری فقرہ دفعہ ۵۳ کی یہ ہے کہ ایک مقبوضہ انتقال بعوض بدل قیمتی کو محفوظ کیا جائے باوجودیکہ انتقال مذکور سے یہ منشا ہو کہ دائنان کو التوا میں ڈالا جائے یا لپس پا کیا جائے لیکن ایک مزید سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جہاں منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی کو ایک منشائے اجرا بخلاف انتقال کنندہ کا علم ہو تو ایسا علم بذاتہ اس انتقال کے ناجائز بنانیکے واسطے کافی ہے باوجودیکہ منتقل الیہ کو کسی نیت انتقال کنندہ دربارہ لپس پا کرنے یا التوا میں ڈالنے دائنان کا علم نہو اور باوجودیکہ اُسنے ایمانداری سے یہ باور کیا ہو بیع مذکور اس غرض سے کیگئی ہے کہ دائنان کا ایفا کیا جائے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ محض منشائے اجرا بخلاف انتقال کنندہ کا علم ہی اس امر کیواسطے کافی نہیں ہے کہ منتقل الیہ کی نسبت یہ کہا جاسکے کہ اُسنے نیک نیتی سے معاملہ نہیں کیا جبکہ اُسنے انتقال کنندہ کی اس نیت مین حصہ نہ لیا ہو کہ اپنے دائنان کو لپس پا کرے یا التوا مین ڈالے۔

اس رائے کی کامل تائید نہ صرف عقل سے ہوتی ہے بلکہ بروئے سند کے بھی ملاحظہ ہو مقدمہ رام برن سنگھ بنام جانکی ساہو[1]۔ مگر ہم اس عذر کو بطور ایک درست عذر کے تسلیم نہیں کرسکتے جسکی استدعا اپیلانٹ کی طرف سے کیگئی ہے جو یہ ہے کہ ایک منتقل الیہ کو حسب منشاء دفعہ ۵۳۔ ایک نیک نیت منتقل الیہ بنانیکے واسطے صرف اسی قدر ضروری ہے کہ انتقال اصلی ہونا چاہیئے اور کہ گو منتقل الیہ نے منتقل کنندہ کی اس نیت مین حصہ لیا ہو کہ دائنان کو التوا میں ڈالا جائے یا لپس پا کیا جائے تاہم وہ ایک منتقل الیہ نیک نیت ہوگا۔ یہ نہین کہا جاسکتا کہ ایک منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی جو انتقال مذکور کو اس نیت سے قبول کرے کہ انتقال کنندہ کی امداد دربارہ اس امر کے کرے کہ وہ اپنی جائداد غیر منقولہ کو روپیہ مین تبدیل کرلے جو آسانی سے چھپایا جاسکتا ہے اور دائنان سے مخفی کیا جاسکتا ہے اور اسطرح پر دائنان کو التوا مین ڈالے یا لپس پا کرے حسب منشاء دفعہ ۵۳۔ ایک منتقل الیہ نیک نیت ہے۔ ہماری رائے مین مقدمات محولہ اس رائے کی تائید نہین کرتے وہ مقدمات زیر اسٹیٹوٹ الزبتھ باب ۵ ہین اور گو اسٹیٹوٹ مذکور دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائداد کا جزواً بنا ہے تاہم اُسکی عبارت مختلف ہے اور قانون ہندوستان بہ نسبت قانون انگلستان کے زیادہ تر وسیع ہے مقدمہ وڈ بنام

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۳ -

ایشن چندر داس
بنام
بشوسر داس

ڈگری (۱) میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ انتقال جائداد لعوض بدل قیمتی محض اس وجہ سے کالعدم نہیں ہی کہ وہ اس نیت سے کیا گیا ہی کہ ڈگریدار کے اجراء کو لیس پا کیا جائے۔ اور یہی رائے مقدمہ اپیل بنام سلون آمنی لس کمپنی (۲) میں اختیار کیگئی تہی لیکن وہ اسقدر وسیع نہیں ہیں جسقدر کہ اپیلانٹ کا عذر وسیع ہے اس میں شبہ نہیں کہ یہ کہنا گویا اپنی تردید کرنا ہے کہ منتقل الیہ لعوض بدل قیمتی جو انتقال کو اس نیت سے قبول کرے کہ انتقال کنندہ کی امداد اس امر میں کرے کہ وہ اپنی جائداد غیر منقولہ کو روپیہ میں تبدیل کرلے جو آسانی سے چہپایا جاسکتا ہے اور وہ اسطرح پر اپنے دائنان کو لیس پا کرسکتا ہے یا زنہمہ ایک نیک نیت منتقل الیہ متصور کیا جائیگا اور وہ انتقال جو اُنکے حق میں کیا گیا ہو بحال کیا جانا چاہیئے گو دفعہ ۵۳ میں یہ بیان کیا گیا ہی کہ وہ انتقال جو ایسی نیت سے کیا گیا ہو دائنان کی تحریک سے قابل کالعدم قرار دیئے جانیکے ہے جہانتک منتقل الیہ ایک دائن انتقال کنندہ کا ہو اور انتقال مذکور کو اُس قرضہ کے ایفاء میں قبول کرے جو اُسکے حق میں واجب الادا ہے گو اُسے یہ علم ہو کہ اُسکا ایسا کرنا انتقال کنندہ کے دیگر دائنان کو لیس پا کرنا ہے تاہم انتقال مذکور دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائداد کے آخری فقرہ کی ذیل میں آئیگا لیکن ایسی صورت ہمارے روبرو موجود نہیں ہے اور اس امر کے متعلق زیادہ بیان کرنا غیر ضروری ہے۔

ازاں بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرارداد قلمبند کی ہی کہ مدعیکی خرید نیک نیتی سے نکیگئی تہی تاکہ عدالت ہذا اُس میں بر طبق اپیل دوم دست اندازی نہ کرسکے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اگر عدالت اپیل ماتحت نے شہادت کے روسے یہ قرار دیا ہوتا کہ مدعیکو متدائرہ اجراء ڈگری بخلاف بائعان ہی کا علم تہا بلکہ اُسنے اپنے بائع کی اس نیت میں حصہ لیا تہا کہ اجراء مذکور کو التواء میں ڈالاجائے یا لیس پا کیا جائے تو قرارداد مذکور میں بر طبق اپیل دوم خلل اندازی نکیجا سکتی تہی لیکن اگر بعد قرار دینے اس امر کے بائعان کی نیت یہ تہی کہ اپنے دائنان کو لیس پا کرے اور کہ مدعیکو صرف متدائرہ اجراء بخلاف بائعان کا علم تہا نہ کہ کسی اور امر کا۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعیکی خرید نیک نیتی سے نہ تہی۔ پس نتیجہ مذکور ایک ایسا نتیجہ ہے جو اس رائے قانونی پر مبنی ہے کہ محض علم منتقل الیہ کا درباره اس امر کے کہ ایک اجراء متدائرہ موجود ہے معہ انتقال کنندہ کی اس نیت کے کہ دائنان کو لیس پا کیا جائے جو ایک ایسی نیت ہے جس کا علم منتقل الیہ کو نہ تہا بالفرد خرید مذکور کو ایک ایسی خرید بناتا ہے

---

(۱) کوئینز بنچ جلد ۷ صفحہ ۸۹۲۔ (۲) ڈریوری رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۹۲۔

الیش چندر داس بنام لشو سردار

یو نیک نیتی سے نہین کیگئی - جو ایک ایسی رائے قانونی ہی جو غلط ہی جیسا کہ ہم نے اوپر ظاہر کیا ہے - اور اگر ایسا ہی ہو تو فیصلہ مذکور کی نسبت اپیل دوم مین عذر کیا جا سکتا ہی -

اس رائے کی تائید مین ہم مقدمات لچھمیر سنگھ بنام منور حسین (۱) و رام گوپال بنام شمس خاتون (۲) کا حوالہ دیسکتے ہین -

اب جیسا کہ ہم فیصلہ فاضل جج عدالت ماتحت کو سمجھہ سکتے ہین اُسنے کوئی قرارداد بدین مضمون اخذ نہین کی کہ مدعی مدعا علیہم نمبر ۵ و ۶ کی اِس نیت مین شریک ہوا تہا کہ دائنان کو التوا مین ڈالا جائے یا لیس پا کیا جائے لیکن اُسنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعی کی خرید نیک نیتی سے کیگئی تہی کیونکہ اُسنے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی کو مستدائرہ اجراء ڈگری بخلاف مدعا علیہم نمبر ۵ و ۶ منجانب مدعا علیہ نمبر ۴ ہی کا صرف علم تہا لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے ایسا نتیجہ مدعی کی نیک نیتی کے مطابق ہو سکتا ہے اور مدعی کی خرید اس وجہ پر ناجائز نہین ہو سکتی کہ وہ نیک نیتی سے نہین کیگئی الا جبکہ یہ امر صریح طور پر ثابت کیا جائے کہ خریدار اُس سازش یا الغان مین شریک تہا جو واسطے لیس پا کرنے دائنان کے کیگئی تہی - ہم کو یہ بہی بیان کرنا چاہیئے کہ ہماری یہ رائے نہین ہے کہ فاضل جج عدالت ماتحت اس امر مین درستی پر تہا کہ دفعہ ۵۳ مین اُس نوٹس لعبیری کی تعریف کو ایزاد کرے جسکا ذکر ایکٹ مذکور کی دفعہ ۳ مین کیا گیا ہے -

مطابق اس رائے کے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ مقدمہ کو عدالت اپیل ماتحت مین اس غرض سے واپس بہیجا جائے کہ وہ اس سوال کا فیصلہ کرے کہ آیا مدعی نے جائداد متنازعہ کو مدعا علیہم نمبر ۵ و ۶ سے اس غرض سے خرید کیا تہا تا کہ وہ اپنے دائن مدعا علیہ نمبر ۴ کو لیس پا کرنیکے قابل ہو جائین - یا اس علم سے کہ اُنکا منشا ر ایسا کرنیکا ہے -

اگر وہ ایک مثبت قرارداد سوال مذکور پر قلمبند کرے تو نالش خارج کیجانی چاہیئے اور اگر وہ ایک منفی قرارداد قلمبند کرے تو مدعی ایک ڈگری کا مستحق ہوگا -

خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا -

اپیل منظور کیا گیا اور مقدمہ واپس بہیجا گیا -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۳ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۹ صفحہ ۴۸ -
(۲) " " " جلد ۲ صفحہ ۹۳ و " " " جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۸ -

سنہ ۱۸۹۶ء
۲۹ و ۷ جون

باجلاس اوکنلی صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

الیش چندر ہزرا وغیرہ (مدعیان) بنام راجیشور منڈل وغیرہ (مدعا علیہم)*

نالش بید خلی - نالش بخلاف چند مدعا علیہم کے - بنائے دعویٰ -

ایک نالش بید خلی بخلاف چند مدعا علیہم مین جو مختلف حقوق درباره مختلف حصص اراضی متدعویہ کے بیان کرتے ہوں صرف ایک ہی بناء دعویٰ ہوتا ہے نہ کہ چند جداگانہ بناہائے دعویٰ -

پس ڈگری صاحب جج ضلع کو منسوخ کرکے جسنے نالش کو اشتمال بیجا بناہائے دعویٰ پر خارج کیا تھا حسب مذکورہ بالا تجویز کیگئی -

نالش بید خلی ہذا مدعیان نے بطور ورثائے بازگشت ایک عورت برہما سوئی دیبی کے دائر کی تھی مدعا علیہم نے اپنا اپنا جداگانہ استحقاق بنسبت مختلف قطعات اراضی کی بر بنائے خرید منجانب برہما سوئی دیبی ظاہر کیا - منصف نے نالش کی جزواً ڈگری دی لیکن بر طبق اپیل بحضور صاحب جج ضلع کے فیصلہ و ڈگری مذکور محض اس وجہ پر منسوخ کئے گئے تھے کہ جداگانہ اور صریح بناہائے دعویٰ موجود ہین اور کہ نالش اُنکے اشتمال بیجا کیوجہ سے ناقص ہے - مدعیان نے اپیل کیا -

بابو نوبن رنجن چیٹرجی منجانب اپیلانٹان اپیل کا افتتاح کیا جسپر عدالت نے

بابو ہربندر و نرائن متر سے جواب طلب کیا جو منجانب رسپانڈنٹان حاضر ہوا تھا -

اُسنے یہ بحث کی کہ چونکہ کوئی شہادت اشتمال مدعا علیہم کے متعلق موجود نہین ہے اور چونکہ اراضی کا دعویٰ مدعا علیہم نے بربنائے جداگانہ حقوق کے کیا ہے اسلئے نالش بروجہ اشتمال بیجا کے ناقص ہے [اوکنلی صاحب جسٹس: - فیصلہ جات مقدمات واسودیو شنبھاگا بنام کلیدی نرایائی (۱) و محمد بنام کرشنن (۲) تمہارے برخلاف ہین] - لیکن ایسے ہی مقدمہ مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ مدعیکو منتخب کرنا چاہیئے کہ کس مدعا علیہ کے بخلاف کارروائی کرے ملاحظہ ہو نرسنگہ داس بنام منگل دوبے (۳)، رام نرائن دت بنام الزداپرشاد جوشی (۴) -

---

*اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۸۱۳ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی فیصلہ جی گارڈن صاحب قایم مقام جج ضلع بیربھوم مورخہ ۸ راگست سنہ ۱۸۹۵ء شو تنسیخ فیصلہ بابو رام چرن ملک منصف بولپور مورخہ ۶ راگست سنہ ۱۸۹۴ء -

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۹۰ -

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۶ -

(۳) " " الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۶۳ - (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۸۱ -

سنہ ۱۸۹۷ع

الیش چندر

بنام

رامیشور منڈل

بابو علینی رنجن چیٹرجی نے اسکے جواب مین مقدمات ذیل کا حوالہ دیا عبدل بنام ایا گار (۱) سامی چٹی بنام امانی اچی (۲) الکو بیبی بنام لالہ رام چندر لال (۳) و محمد علی بنام ولائیت علی (۴)۔

تجویز عدالت (اوکنلی صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :۔

مقدمہ ہذا مین مدعیان نے اسوجہ پر نالش کی ہے کہ وہ لبعد وفات بہاموئی دیبی کے بحیثیت ورثا ر بازگشت قبضہ اراضی کو مستحق ہین یا الفاظ دیگر انہون نے بیدخلی کی نالش کی۔ بنا ر دعوی یعنے جس امر کے ثابت کرنیکے پابند قبل اپنی کامیابی کے مدعیان تہے یہ تہا کہ وہ جائداد مذکور کے متعلق بر بہاموئی کے ورثا ر بازگشت ہین اور کہ دعوی زائد المیعاد نہین ہے۔ مدعاعلیہم نے ایسا جواب پیش کیا جو انہون نے دعوی سے نجات پانیکے واسطے مناسب سمجہا۔ لیکن دراصل بنا ر دعوی ایک ہی تہا۔ انگلستان مین بہی ایک نالش بیدخلی مین جملہ فریقان قابض شامل کئے جاتے ہین اسلیئے ہماری یہ رائے ہے کہ فیصلہ عدالت ماتحت غلط ہے اور اسکو منسوخ کرکے ہم مقدمہ کو عدالت ماتحت مین واقعات پر فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجتے ہین۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا۔

اپیل منظور کیا گیا اور مقدمہ واپس بہیجا گیا۔

باجلاس اوکنلی صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۷ع

ا رمئی و ۲۸ جون

شفیع الرحمن (مدعاعلیہ) بنام محرم النسا بیبی و یکس دیگر (مدعیان) وغیرہ (مدعاعلیہم)

لتعمیل محض۔ معاہدہ مشترک۔ استحقاق ایک فریق معاہدہ کا دربارہ لتعمیل محض کے بخلاف رضامندی دیگر فریقان کے۔ ایکٹ دادرسی خاص (۱ سنہ ۱۸۷۷ع) دفعہ ۱۶۔

بروئے ایک ہی معاہدہ انتقال اراضی کے جو چند اشخاص کے حق مین کیا گیا ہو انہین سے بعض مستحق اس امر کے نہین ہوجاتے کہ معاہدہ کی تعمیل محض کا دعوی کرین اگر دیگر واقعات سے تعمیل محض کا دعوی نہ چل سکتا ہو۔

مدعاعلیہ نمبر ا نے ایک نیلام مین بعض اراضیات مملوکہ مدعاعلیہم و مدعیان خرید کرلین۔ اسنے لبعد مین اقرار کیا کہ وہ جداگانہ انتقالہائے ثانی بحق ہر ایک مالک کے کر دیگا جبکہ اس کو مبلغ صعار علاوہ اس رقم کے ادا کیا جائیگا جو اسنے اراضیات مذکور کی قیمت مین ادا کی ہے ؎۔

؎ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۲۰۹ سنہ ۱۸۹۵ع بنا راضی فیصلہ بابو برو چندرا کار سبل ڈسٹرکٹ جج پداؤن مورخہ ۲۲ ر اپریل سنہ ۱۸۹۵ع اشر بحالی فیصلہ بابو ملاچندرا کار بوس سبارڈینیٹ جج پداؤن مورخہ ۹ ر نومبر ۱۸۹۳ع۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۰۔ (۳) ویکلی رپورٹ جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۰۔

(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۹۰۔ (۴) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۵۵۔

۱۹۰۵ء — سفی الرحمن بنام محرم النسا بیبی

مدعیان نے تعمیل معاہدہ کی خواہش کی لیکن دیگر شرکا نے نالش بخلاف ٹھیکہ دار کے رجوع کرنے مین شامل ہونے سے انکار کیا چنانچہ مدعیان نے اونکو بھی مدعا علیہم مین شامل کیا۔

سبارڈینیٹ جج نے نالش کی ڈگری دی اور اسکا فیصلہ بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع سے بحال رکھا گیا تھا۔

مدعا علیہ نمبر ا ٹھیکہ دار نے اپیل کیا۔

مسٹر کہند کار و بابو ہرو چند چکر بتی منجانب اپیلانٹ نے یہ بحث کی کہ معاہدہ ایک تھا بلکہ بہت تھے اور کہ نالش بروجہ اشتمال بیجا کے ناقص ہے اور چونکہ اُن اشخاص مین سے چند اشخاص جنکے کہ حق مین معاہدہ کیا گیا تھا تعمیل مختص کے خواہان نہین ہین اسلئے نالش کی ڈگری نہ دیجانی چاہئے تھی۔

مولوی محمد مصطفے خان (معیت ڈاکٹر راش بہاری گہوس) نے یہ عذر کیا کہ معاہدہ جدا ہونے کے قابل تھا اور کہ دفعہ ۔ ایکٹ وادرسی خاص کی ذیل مین آتا ہے۔ اگر ایک مشترک مالک مہنی دیگر شرکا کے ساتھ ایک نالش لگان مین شامل ہونے سے انکار کرے تو وہ تنہا نالش کر سکتے ہین اور وہی اصول مقدمہ حال سے متعلق ہونا چاہئے۔

تجویز عدالت : داد کنلی صاحب و پل صاحب جسٹسان حسب ذیل ہے :۔

مدعا علیہ نمبر ا اپیلانٹ نے ایک مشترکہ معاہدہ چند اشخاص کے حق مین کیا تھا جو یہ تھا کہ "مدعی مبلغ صمار کے بطور منافعہ وصول کرنے پر علاوہ اوس قیمت کے جو اوس نے جایداد کے متعلق ادا کی ہے" وہ ایک جداگانہ دستاویز ہر ایک شخص کے حق مین تحریر کر دیگا۔

بعض فریقہائے معاہدہ مذکور کی تعمیل مختص کے دعویدار ہین اور اُنہون نے اُن دیگر اشخاص کو جو معاہدہ کی تعمیل کرانے سے انکار کرتے ہین بطور مدعا علیہم کے شامل کیا ہے۔

اسلئے سوال یہ ہے کہ ایک معاہدہ کے چند فریق برخلاف معاہدہ کنندہ کے معاہدہ کی تعمیل مختص کرا سکتے ہین جبکہ دیگر اشخاص اوسی جماعت کے مدعا علیہم بنائے گئے ہون؟

ہماری رائے از روئے اصول کے یہ ہے کہ وہ ایسا نہین کر سکتے اور کہ ایک نالش تعمیل معاہدہ مین دونو طرف کے فریقین بطور مدعیان اور مدعا علیہم کے ترتیب دئیے جانے چاہئین۔ اسلئے ہم اپیل منظور کرکے ڈگری دیتے ہین اور نالش ہذا کو معہ خرچہ کل عدالتہائے کے خارج کرتے ہین۔

اپیل منظور کیا گیا

سنہ ۱۸۹۵ء
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکہن لال رائے

تجویز ہوئی کہ کل وصیت کی درست تعبیر کرنے پر ہمیرج قانونی معنے مستعمل الفاظ بلحاظ انتقال کے مضمون منہ رجہ محدود نہوتے تہے جس کو کوئی اور معنی اس امر کے ظاہر ہونے سے پیدا ہوتے کہ الفاظ کا استعمال ایک نا مناسب طور سے نہین کیا گیا تہا اور کہ کوئی نیت ایسی ظاہر نہ کیگئی تہی جس سے صرف جایداد مین حیاتی ہمشیرہ زادہ اور اوسکی اولاد ذکور کو عطا کیگئی ہوتی جو انتقال کہ مطابق دہرم شاستر کے ہو سکتا تہا بلکہ ایک قابل انتقال و قابل وراثت جایداد کا ہبہ اوسکے حق مین کیا گیا تہا۔

خاص جایداد بروے وصیت کے اس بات پر عطا کیگئی تہی کہ اوسکی آمدنی اغراض مذہبی و خیراتی مین صرف ایک سبب سے امتناع انتقال جایداد مذکور کے صرف کیجائے نیز ایک ہبہ جایداد بلاے موصی کا بحق سرکار واسطے اغراض خیراتی کے کیا گیا تہا جیکہ کوئی ایسا شخص نہ نہ ہے جو موصی کا سہولا بلکہ کا مستحق ہو۔ اگر وہ نسبت اس جایداد قابل وراثت کے ظاہر کیا جاتا جسمین موہن کا استحقاق ہبہ کے شامل ہوتا تو امتناع انتقال ناجایز ہوتا اور اوسکا کوئی اثر انتقال جایداد مذکور پر نہ پڑتا مگر چونکہ وہ ایک ایسی جایداد کی نسبت کیا گیا ہے جو اغراض مذہبی و خیراتی کے واسطے عطا کیگئی تہی اسلیے وہ بروے دہرم شاستر کے جایز تہا۔

کوئی فیصلہ نسبت اثر ہبہ جایداد قابل وراثت کے ضروری نہ تہا کیونکہ وہ شرط جسکے رو سے اوسکا انتقال محدود کیا گیا تہا وقوع مین نہ آئی تہی، ورنہ آسکتی ہے۔

اپیل (معہ دو مجتمع سپیلان کے) بنا راضی ڈگری ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء (ا) مصدرہ ہائیکورٹ مشعر تنسیخ ڈگری ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۰ء مصدرہ عدالت ضلع ہوگلی۔

یہ ہر سہ اپیل ہاے جنمین سے دو مجتمع ہین بروے حکم مصدرہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء کے یکجا سماعت کیے گئے تہے جنمین سوال درست تعبیر وصیت مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۶۵ء تحریر کردہ سرودا پرشاد رائے ساکن چکدیگی ضلع بردوان کا فیصلہ کیا گیا تہا موصی ۔۔۔ سنہ ۱۸۶۵ء کو بعد تحریر کرنے ایک تتمہ وصیت کے ۹ ماہ گذشتہ جسمین وصیت کا ذکر کیا گیا تہا فوت ہوا تہا سنہ ۱۸۶۶ء مین اور وصیت کے تحریر کیے جانے کے امر واقعہ کی تردید اوسکی بیوہ راجیسری دیبی نے ایک نالش مین کی تہی جو موصی کے ہمشیرہ زادہ للت موہن رائے کے برخلاف جو اوسوقت نابالغ تہا اور اوسکی طرف سے اوسکا ولی دوران مقدمہ مین قایم مقام تہا دایر کیگئی تہی۔ عدالت ضلع بردوان مشرقی نے بر طبق اپیل کے ۱۵ جون سنہ ۱۸۶۸ء کو یہ قرار دیا تہا کہ وصیت حسب ضابطہ طور پر تحریر کیگئی تہی۔

نالش حال ۲ فروری سنہ ۱۸۸۹ء کو بعد وفات بیوہ راجیسری دیبی موقوعہ فروری سنہ ۱۸۸۹ء موصی کے دو نزدیک تر گوتر اج سپندگان نے

(۱) چکہن لال بنام للت موہن سنگہ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۹۰۶۔

۱۸۹۷ء
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکہن لال رائے

جاوسکے پڑداد اکی اولاد سلسلہ ذکورمین تہے دایر کی تہی۔ مدعاعلیہم موصی کی ہمشیرہ کے پسران یا اونکی او
اوہنون نے وصیت پر انحصار کیا۔ مطابق فیصلہ عدالت اول کے جو بالآخر درست قرار دیا گیا تہا وصیت کے
روسے مدعاعلیہ نمبر ا للت موہن سنگہ رائے کو جو موصی کی تیسری ہمشیرہ کا پسر تہا ایک کامل جایداد قابل ور
عطا کیگئی تہی۔ ہائیکورٹ نے اوس ڈگری مین جسکی نا راضی سے اپیل نذر کیا گیا ہے للت موہن رائے کو صرف
جایداد حین حیاتی کا مستحق قرار دیا ہے اور اوس نے ایک ڈگری بحق مدعیان بطور ورثائے بازگشت کے صادر کی
اسوجہ پر کل جایداد ملے کی نسبت سوائے حین حیاتی للت موہن کے جو اپیلانٹ ان حال ہین ہے اصلی اپیلانٹ
بلا وصیتی متوفی تہی۔

فریقین قانون متاکشرا کے تابع تہے انکے آبا و اجداد شمال و مغرب سے آئے تہے۔ وصیت و تتمہ وصیت زیر
جو قبل نفاذ ایکٹ وصیت ہائے سنہ ۱۸۷۰ء کے تحریر کئے گئے تہے کافی طور پر چیندر مادہب گہوس صاحب جسٹس
فیصلہ بر ضبق اپیل بہ ہائیکورٹ میں درج کئے گئے ہین۔ للت موہن سنگہ رائے اوسوقت نابالغ تہا جبکہ ادس
سرودا پرشاد سنہ ۱۸۶۰ء مین بلا ولد فوت ہوا تہا مہتممان مقرر کردہ بروئے وصیت کی درخواست پر کورٹ آف
وارڈس نے جایداد کا قبضہ نابالغ کیطرف سے حاصل کرلیا۔ اوسکے بالغ ہونے پر کورٹ آف وارڈس نے اوسے قا
کرادیا اور اوسکا قبضہ برابر جاری رہا۔

وصیت مین ایک آخری ہبہ بحق سرکار اوس صورت مین جبکہ ان اشخاص مین سے کوئی باقی نہ رہے
بروئے وصیت کے فایدہ پہونچایا گیا ہے کسی خیرات کیغرض سے کیا گیا ہے جسکے واسطے موصی نے بعض
وقف کی ہے۔ اسلئے بروئے ایک حکم صادرہ عدالت اول مورخہ ۳ اگست ۱۸۹۰ء قبل فیصل کرنے تنقیحا
نالش کے سرکار بطور مدعاعلیہ کے شامل کیگئی تہی بعد داخل کرنے جواب دعوے کے سرکار کیطرف سے پہر کوئی
حاضر نہ ہوا۔

دو اہم سوال جو اب اٹہایا گیا ہے یہ تہا کہ آیا وصیت کے روسے اپیلانٹ للت موہن کو ایک کامل جایداد
قابل وراثت عطا کیگئی تہی اور بجواز بعض ہبہ جات کے امور متنازعہ دربارہ اسامر کے موجود تہے کہ آیا موصی
انتقالہائے جایداد قواعد وراثت مندرجہ دہرم شاستر کے خلاف تہے اور اگر ایسا تہا تو خلاف ورزی ہائے مذکو
کیا اثر تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۸۸۳ع
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکھن لال رائے

رشتہ فریقین ذیل کے شجرہ نسب سے ظاہر ہوتا ہے :-

نل سنگہ رائے

- بہیرب سنگہ رائے
  - امبیکا نند رائے
    - سرودا پرشاد (موصی)
    - بردا (دختر)
    - کہردا (دختر)
      - پریا مبادا (مدعا علیہ نمبر ۳)
        - ہبل چندر رائے نابالغ مدعا علیہ نمبر ۴
      - للت موہن (مدعا علیہ نمبر ۱)
      - بپن موہن (مدعا علیہ نمبر ۲)
- ہری سندر رائے
  - چکھن لال رائے مدعی نمبر ۱
  - شوشی بہوشن مدعی نمبر ۲ متوفی
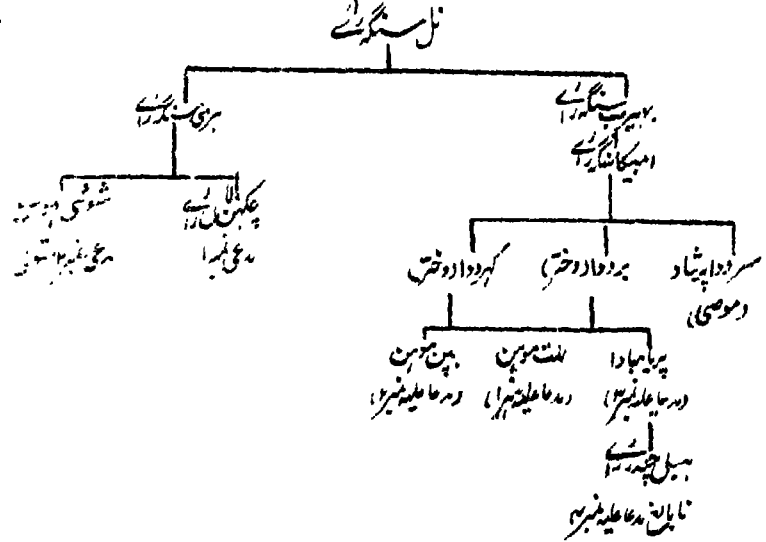
عرضیدعوے مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ بروے وصیت کے نہ تو للت موہن اور نہ کسی اور شخص نے کامل استحقاق بعد موصی کا حاصل کیا تہا اور کہ تابع ہبہ جات نہ ہبی و خیراتی کے اور ایسی دیگر ہبہ جات کے جو جایز قرار دیئے جا سکتے ہین کل جایداد مدعیان کی تفویض مین بطور ورثاے قانونی بروے شاکستراکے آتی ہے اسی مرکے استقرار کا دعوے کیا گیا تہا۔

للت موہن کا جواب یہہ تہا کہ مطابق درست تعبیر وصیت کے ایک کامل جایداد قابل ورثہ و قابل انتقال اوسے عطا کیگئی تہی اور کہ بہر صورت اوسکا استحقاق اوسوقت زایل ہو سکتا ہے اگر وہ لاولد فوت ہو جاوے اور کہ اسصورت مین ہبہ مدعیان کے حق مین نہین کیا گیا بلکہ دیگر اشخاص کے حق مین ہے۔ ورثاے قانونی بروے جایز ہبہ جات بعد از ہبہ بحق مدعا علیہ کے محروم کئے گئے ہین اسلئے وہ دعوے نہین کر سکتے۔

بپن موہن رائے کے جواب سے للت موہن کی تائید کیگئی تہی اور وہ یہہ تہا کہ موصی نے صریح طور پر اپنی یہ نیت ظاہر کی ہے کہ مدعیان وراثت سے محروم کئے جائین کیونکہ اوس نے للت موہن سنگہ رائے کو جو اوسکا ہمشیرہ زادہ ہے ایک کامل جایداد قابل وراثت عطا کی ہے جو دیگر ہمشیرہ زادگان کے نام بروے وصیت کے قابل انتقال ہے اور کہ انکی عدم موجودگی مین بپن موہن وارث ہوگا اور اوسکے بعد دیگر اشخاص مذکورہ وصیت کامل جایداد حاصل کرینگے

پریا مبادا نے ایک بیان مدین عذر داخل کیا کہ وصیت جایز ہے اور کہ احکام بحق خود اوسکے اور اوسکے قایم مقامان کے موثر کئے جانے چاہئین تحریری جواب دعوے داخل کردہ منجانب سرکار یہ تہا کہ آخری ہبہ

سنہ ۱۸۹۶ء
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکھن لال رائے

بحق سرکار جو وصیت کے فقرہ سیز دہم مین درج ہے قانوناً ناطق اور جایز ہوگا اگر وہ رتوعہ جسکا وصیت مین ذکر کیا گیا ہے وقوع مین آئے۔

تنقیحات مین یہ اہم سوال اٹھایا گیا تہا کہ آیا موصی کسی اور کس جزو جایداد کی نسبت اسوجہ سے بلا وصیت فوت ہوا تہا کہ وصیت یا اوسکا کوئی جزو غیر موثر ہے اوس مین اوسنے کوشش کی تہی کہ ایک جدید قاعدہ وراثت خلاف احکام دہرمشاستر قایم کرے یا کہ آیا موصی نے جایز طور پر ایک جایداد قابل وراثت اور قابل انتقال کا ہبہ کیا تہا۔

صاحب جج ضلع (جی کرانورڈ صاحب) نے اپنے فیصلہ مین وصیت کی تعبیر کی ہے اور اُسکا اختصار کرکے اوسکا ترجمہ نہایت اہم الفاظ مین کیا ہے اوسکی رائے مین یہ امر صریح تہا کہ موصی کا یہ منشا تہا کہ وصیت اوسکی کل جایداد کی وراثت پر حاوی ہونی چاہیئے اور وہ چاہتا تہا کہ اوس اولاد کو وراثت سے محروم کرے جو مدعیان کی طرح اوسکے پردادا کے اولاد سلسلہ ذکور مین سے تہے، وہ اوسکے ورثا ہوتے اگر وصیت نہ کیجاتی اور یہ امر ویسا ہی صریح تہا کہ موصی نے یہ وصیت کی تہی کہ اگر اوسکے ہان کوئی اولاد نہ ہو جیسا کہ فی الواقعہ وقوع مین آیا تہا، تو للت موہن اوسکا ہمشیرہ زادہ وارث ہوگا اور اوسکو اہم فایدہ بروے وصیت کے پہنچایا گیا تہا۔ مطابق فیصلہ مذکور کے یہ امر واقع کہ موصی نے صریح طور پر یہ حکم دیا تہا کہ اوس جایداد کی آمدنی جو اغراض مذہبی و خیراتی کے واسطے منتقل کیگئی تہی اُسی طرح پر ہمیشہ کے واسطے استعمال کیجانی چاہیئے اور کہ اوسنے جایداد مذکور کے منتقل کیے جانے سے منع کیا تہا دیگر اوسنے ہدایات مذکورہ مین سے کوئی ہدایت باقی جایداد سے متعلق نہ کی تہی جوکہ نہایت خفیف تہی اور کسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکا یہ منشا تہا کہ اوسکے جانشینان اوس جایداد کو حاصل نہ کرین جو اغراض مذہبی و خیراتی کے واسطے وقف نہین کیگئی تہی تابع شرایط وصیت کے۔

صاحب جج ضلع نے یہ ظاہر کیا تہی کہ اوسکو کل وصیت کی نسبت یہ اطمینان نہین ہوا کہ موصی کا یہ منشا تہا کہ ایک تجویز مسلسل قایم مقامان کے متعلق قایم ہو بخلاف ازین اوس نے یہ قرار دیا تہا کہ ہبہ جایداد بحق للت موہن موثر طور پر بذریعہ قابل اور مناسب الفاظ کے کیا گیا تہا جو یہ تہے کہ وہ میری جایداد کا مالک ہوگا اوسکے بعد اور الفاظ تہے جنکے رو سے موہوب لہ اور اوسکے ورثا کو آمدنی جایداد عطا کیگئی تہی اور یہ نہ ظاہر ہوتا تہا کہ اونکا استعمال آمدنی مذکور محدود کیا گیا ہے۔ صاحب جج کی رائے مین ہبہ کی بابت سیز دہم فقرہ وصیت کے محدود نہ کیا گیا تہا جسکی عبارت اوسکی رائے مین صرف وہ طریق ظاہر کرتی تہی جسکے بموجب موصی نے کہا آمدنی مذکور خرچ کرنی چاہیئے نیز اوسکی یہ رائے تہی کہ اگر اس فقرہ کی عبارت کا اثر ایک امانت [illegible] موہوب لہ پر عاید کرنیکا تہا تاہم یہ امر صریح تہا کہ امانت مذکور ایسی امانت تہی جسکو عدالت موثر نہ کرسکتی [illegible]

[illegible]
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکہن لال رائے

یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہبہ بحق للت موہن ناطق تہا اور سکے فیصلہ کا ایک جزو حسب ذیل ہے:۔

"ہبہ جایداد بحق للت موہن صبری رائے میں موثر طور پر مناسب الفاظ میں کیا گیا تہا۔ الفاظ وہ میری جایداد کا وارث ہوگا" اگر تنہا استعمال کئے جاتے تو ایک جایداد قابل وراثت کو منتقل کرنے کے لحاظ سے ہوتے۔ اوہن ناگور بنام چندا موہن ناگور (۱) صفحہ ۲۹۵ رپورٹ مقدمہ مذکور جسکا اقتباس مقدمہ موہن موہنی دیبا بنام ہرلش چندر چودہری (۲) میں کیا گیا ہے حیثیت مذکور کو زیادہ تر تقویت ہوتی ہے جب کہ بعد ایسے الفاظ کے ہیں جنکے رو سے موہوب لہ اور اوسکے ورثا کو آمدنی جایداد عطا کیگئی ہے بلا کسی ظاہر اس امر کے کہ اوسکا استعمال آمدنی مذکور کسی طرح تک محدود ہے۔

"ازان بعد اس امر پر غور کیا گیا ہے کہ آیا ہبہ بہ اتباع الکلام فقرہ ۹ کے زایل کیا گیا ہے۔ الفاظ بعد منہائی اپنے ضروری اخراجات اور سالانہ اخراجات بر دست وصیت کے اپنی بہن اس قدر بقایا رکہے جو جایداد کی معقولیت کے واسطے کافی ہو اور اوسکو چاہئے کہ اوس بقایا کو ایسے نیک کام میں صرف کرے جس سے خاندان کا عزت بڑہے۔ عذر کیا گیا ہے کہ اسکے رو سے موہوب لہ کی حیثیت ایک امین بقایا آمدنی کیسی ہو جاتی ہے۔ یہ امر مجکو نہایت غیر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ موصی کا جس نے سہ کا سالانہ وظیفہ اسطرح اپنے ہمشیرہ زادہ کے حق میں مقرر کیا تہا یہ منشا ہو کہ اس میں صرف اخراجات ضروری کے خرچ کرنے ہی کا اختیار اوسکو عطا کرے اگر وہ اوسکا وارث ہو اور اعلے رکن خاندان کی حیثیت اختیار کرے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کسی امانت کا منشا نہ تہا بلکہ اوس طریق کے متعلق صرف ہدایت کیگئی تہی جسکے مطابق موہوب لہ کو آمدنی کا استعمال کرنا چاہئے تہا۔ اس رائے کی تایید ان واقعات سے ہوتی ہے کہ موہوب لہ کو کامل اختیار تمیزی دربارہ فیصلہ کرنے اس امر کے عطا کیا گیا ہے کہ اوسکے ضروری اخراجات کیا ہیں اور کہ کوئی اندازہ ذاتی اخراجات کا مقرر نہیں کیا گیا اور کوئی درست اختیار تمیزی دربارہ اس امر کے نہیں دیا گیا کہ کونسے نیک کام کئے جانے چاہئیں اور وہ نیک کام موصی کے فایدہ کے واسطے بیان نہیں کئے گئے۔ روحانی فایدہ یا ثواب جو کچھہ اوس سے حاصل ہوتا ہے موہوب لہ کے حق میں ہے اور وہ خرچ اسصورت میں خود اوسی کے فایدہ کے واسطے ہے۔

"گر یہ فرض کرکے کہ فقرات استعمال کردہ کا اثر یہ ہے کہ ایک امانت موہوب لہ پر واسطے خرچ کرنے بقایا آمدنی کے عطا کیگئی ہے یہ امر بالکل صریح ہے کہ اوسکی نوعیت ایسی ہے کہ اوسکو عدالت موثر نہیں کر سکتی۔ وہ اسوجہ سے ناجایز ہے کہ اوس میں امانت کی غرض خاص نہیں کیگئی۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ آیا کوئی موجودہ امانت بحق ورثا کے موجود ہے جیسا کہ مدعیان نے عذر کیا ہے انکے عذر کی تایید میں میرے روبرو دو مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے شب چندر ملک بنام ترپورہ سندری داسی (۳) و سندیل بنام میٹ لنڈ (۴) اور نیز مقدمہ گوکل ناتہ گوہا بنام ایشر لوچن رائے (۵) کا

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ ۔ لا رپورٹ انڈین اپیل جلد سپلیمنٹ صفحہ ۴۷ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۳ (۲۷) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ (۳) مورس لفٹن رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۹۸ (۱۰۲) ۔ (۴) لفٹن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۷۵ (۴۷۲ و ۴۷۹)
(۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۲۔

سنہ ۱۹۰۸ء
للت موہن سنگھ رائے
بنام
چکھن لال رائے

موصی نے پسران کو اور انکی عدم موجودگی مین دختران کو ایک کامل جایداد وراثت عطا کی تھی اگر کوئی اولاد موجود نہو جیسی کہ صورت وقوع مین آئی تھی تو للت موہن جو موصی کی دختر سوم کا سب سے بڑا پسر تھا کل جایداد کا مالک ہونا چاہیے "جو نسلاً بعد نسل میری جایداد کی آمدنی کو استعمال کرتا رہیگا" کوئی کوشش واسطے پیدا کرنے اوس مقصد کے نہ کیگئی تھی یہ قیاس کرنا غلط تھا کہ جس مین خود اپیلانٹ کے لاولد فوت ہونیکا ذکر نہ کیا گیا تھا اور کہ اوس نے کوئی حوالہ عدم موجودگی اولاد نرینہ کا نہ دیا تھا اور نہ یہ درست تھا کہ وصیت کو ایسے طریق پر پڑھا جاتا جسکے رو سے ہر طرح طور پر قانونی طریق وراثت کی خلاف ورزی بذریعہ محروم کرنے ورثا ے اناث کیجا سکے۔

عدالت اپیل ماتحت نے غلط طور سے وصیت پر غور کیا ہے کیونکہ اوس مین جایداد واسطے حین حیاتی کے بحق موہوب لہم ثابت کرنے کی کوشش کیگئی ہے عدالت مذکور نے وصیت کی یہ تعبیر کی ہے کہ اوسکے رو سے اوّلاً استحقاق حین حیاتی موصی کے ہمشیرہ زادہ کو عطا کیا گیا ہے اور ازان بعد اوسکے آیندہ پسران اور پوتون کو لیکن اناث محروم کیگئی ہین اگر یہ تعبیر درست ہوتی تو عدالت اپیل کے نتیجہ کی وجہ بیان کیگئی ہوتی کہ بعد پہلے مالک حین حیاتی کے جایداد بروے وصیت کے منتقل نہ کی گئی تھی اور وہ بصورت بلاد ہیتی کے موصی کے درست ورثا کے نام منتقل ہوتی ہے لیکن اپیلانٹ کا دعوے یہ تھا کہ ہائیکورٹ کی تعبیر درست ہے۔ للت موہن کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ وہ الفاظ جنکے رو سے ایک جایداد قابل وراثت ناقابل انتقال عطا کیگئی تھی صریح ہین اور کہ یہ بحق اوسکے بروے مابعد کے ہبہ جات کے تبدیل نہین کیا گیا جو بعد وفات مدعا علیہ لاولد کے موثر ہونے تھے جو صورت کہ اب تک عمل مین نہ آئی تھی اور وہ شاید کبھی وقوع مین نہ آئیگی اور یہ امر کہ الفاظ تیرا پترادے لازم بہتر الفاظ واسطے موثر کرنے جایداد قابل وراثت کے ہین فیصلہ مقدمہ رام لال مکرجی بنام سکرٹری آف سٹیٹ (۱) سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر موصی نے اناث کو محروم کیا ہوتا جو در اصل صورت نہین اور اگر اوس نے بذریعہ استعمال کرنے الفاظ "بلا اولاد نرینہ فوت ہو" کے غیر محدود عدم موجودگی اولاد نرینہ منصور کی ہو جو غیر صورت موجودہ نہ تھی تو ایسی خلاف ورزی قواعد دہرمشاستر مین صرف عدم جواز محدود شامل تھی اور اوسکے رو سے اہم ہبہ بحق للت موہن مین خلل اندازی نہ ہو سکتی تھی ہبہ جات مابعد کا جواز مقدمات سورجی منی داسی بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۳۰۴۔

سنہ ۱۸۹۷ء
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکہن لال رائے

توپینو بند و ملک[1] وجتندر اموہن ٹاگور بنام گنندرا موہن ٹاگور[2] سے ہوتی ہے۔

فیصلہ مقدمہ ترو کیسر رائے بنام شوشی شیکہر ونیہ رائے[3] کو بھی ہدایت صورت حال کی نسبت نہین ہے کیونکہ مقدمہ مذکور مین موصی نے انتقال منجانب موہوب لہ کی نسبت منع کیا تہا اور مقدمہ مذکور مین ہبہ کے رو سے ایک غیر محدود عدم موجودگی اولاد ظاہر کیگئی تہی بصورت حال مین وسیع حد دو ناقبل ہبہ کامل پر عاید کیگئی تہین جو صریح الفاظ مین کیا گیا تہا۔ ایسا ہبہ جیساکہ بر رائے وصیت کے بحق للت موہن کیا گیا تہا بروے انتقالہائے مابعد کے زایل نہین کیا جاسکتا کوئی وجہ اس امر کی موجود نہ تہی کہ کامل مالکانہ حقوق اوس سے دور کیے جاوین جسکو کہ وہ بہ ذریعے صریح الفاظ کے عطا کیئے گئے مین۔ اگر ایسا ہبہ تعلق عبارت سے مفہوم ہوتا تہا تو الفاظ مذکور کی نسبت کوئی شبہ نہ کیا جاسکے بلکہ انسے صریح طور پر موصی کی نیت ایسے طریق پر عمل کرنیکی ظاہر ہو جو خلاف اوسکے اظہار رائے قابل کے ہو۔

نسبت الفاظ ،، لاولد فوت ہونے کے یہ عذر کیا گیا تہا کہ انسے ایک غیر محدود عدم موجودگی اولاد ذکور لال موہن کی نسبت ظاہر نہین ہوتی عدم موجودگی پسران سے استحقاق زایل ہوتا تہا اور جایداد دیگر ہمشیرہ زادگان کے نام منتقل ہوتی تہی ۔ سوہن موہن دیبیا بنام ہرلیش چندر چودہری[4] کا حوالہ دیا گیا تہا۔

مسٹر اے فلپس بمعیت مسٹر ایچ ایچ کونلس حاضر ہوکر بنیر کونسل منجانب اپیلانٹان یا اپیلہا مجتمع۔

مسٹر ای فلپس نے یہ استدعا کی کہ خود ہائیکورٹ کی تعبیر وصیت مطابق انکی رائے کے برخلاف یہ وجہ موجود ہے کہ ہبہ بصورت زایل ہونے ہبہ لال موہن کے قایم نہین رہسکتا اس سے یہ مراد ہے کہ ہبہ ایک وقف مذہبی و خیراتی کے ساتہہ منسلک تہا۔ یہ امر ہبہ کو مطابق دہرم شاستر کے بناتا ہے۔

مسٹر ایم ہربکنہر پ کیوسی و مسٹر جے ڈی مین و مسٹر جی آر ے رینین منجانب سپانڈنٹ چکہن لال رائے نے یہ عذر کیا کہ وہ تعبیر جو وصیت کی نسبت ہائیکورٹ نے کی ہے درست ہے موصی کا ہبہ جایداد کا ے

(۱) موز انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۱۲۳۔
(۲) بنگال لاء رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ و لاء رپورٹ انڈین اپیل جلد سپلیمنٹ صفحہ ۴۷
(۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۵۲ و لاء رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۵۱
(۴) ،، ،، ،، جلد ۴ صفحہ ۲۳ و ،، ،، ،، ،، جلد ۵ صفحہ ۱۳۵

سنہ ۱۸۹۷ع
للت موہن ٹیگور راے
بنام
چکھن لال راے

حین حیاتی ناجایز تہا۔ بذریعہ ہبہ کرنے اِن چند پے درپے جایدادہاے کے وصیت کے روسے ایک مداومت قایم کرنیکی کوشش کیگئی تہی۔ اُنمین سے کسی کے روسے کامل استحقاق منتقل نہ کیاگیا تہا اور ایسا طریق انتقال ملکیت بروے دہرم شاستر وراثت کے جایز نہین ہے۔ وصیت کے روسے صرف آمدنی جایداد اُن قابضان کو عطا کیگئی تہی جو حقوق حین حیاتی حاصل کرنا چاہتے تہے۔ اس امر کے روسے وصیت و فیصلہ مقدمہ شوک مئی چندر داس بنام منوہری داسی (۱) کی ذیل مین آتی تہی۔ یہ صحیح ہے کہ الفاظ پترا پترادے کرام اگر وہ بروے تعلق عبارت کے غیر محدود سمجہے جاوین تو اُنسے ایک وراثت قابل انتقال ظاہر ہوتی ہے لیکن صورت حال مین وصیت کے بہت سے امور سے ظاہر ہوتا تہا کہ نہ تو الفاظ مذکور اور نہ لفظ مالک غیر محدود ہین۔ ایک جز و فیصلہ سر بی پیکاک صاحب جسٹس بمقدمہ ٹاگور (۲) کا حوالہ باظہار اس امر کے دیاگیا تہا کہ الفاظ پتر پترادے کرام وغیرہ کا اثر بعض وصیت ہاے مین ایسے الفاظ سے کم کیا جاسکتا ہے جنسے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ موصی کی نیت ایک کامل جایداد قابل وراثت کے عطا کرنیکی نہ تہی۔ مقدمات جنت موہن ٹاگور بنام گنندرا موہن ٹاگور (۳) و محمد شمس الہدے بنام شیو کرام (۴) کا حوالہ دیاگیا تہا۔ نسبت لفظ مالک کے مقدمہ پونتی داسی بنام تیلکو موہنی داسی (۵) کا حوالہ دیاگیا تہا۔ نسبت مرجابت وصیتی کے لبسونا تہ حیدر بنام بابا سندری داسی (۶) کا حوالہ دیاگیا تہا۔

نسبت بیہ مابنواتش نہیں و خیرات کے یہ عذر کیاگیا تہا کہ ممنوع دربارہ انتقال جو از اُن جایدادہاے تک محدود تہا جو اغراض مذکور کے واسطے دیگئی تہی ناجایز ہے۔ وہ جایداد جو للت موہن کو عطا کیگئی تہی اُسکی حین حیات تک جایز نہین ہو سکتی ہے جیسا کہ اُسکو ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے لیکن بعد اُسکے ایسے ہبہ جات کئے گئے ہین جو ناجایز متصور کئے جاتے۔ پا ہین وصیت کے وہ منسوخ کئے گئے ہین کیونکہ اُنکے روسے ایسی جایدادہاے پیدا کیگئی ہین جو بروے دہرم شاستر کے قوانین وراثت کے نامطابق ہین اور کہ نیت یہ تہی کہ جایداد ورثاے مذکورین سے کے بعد دیگرے منتقل ہوتی جاتی اور کبہی وارث اناث کی تفویض مین

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۶ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۰۴
(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۰۳ (۱۸۲)
(۳) " " جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد سپلیمنٹ صفحہ ۴۷
(۴) " " جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۶ و " " جلد ۲ صفحہ ۷
(۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۲
(۶) مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۴ (۷۴)

سنہ ۱۸۹۷ء
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکھن لال رائے

دہ آتی چاہیئے نیز ہبہ بحق دیگر ہمشیرہ زادگان کے بعد زوال استحقاق للت موہن بہی ناجایز ہے کیونکہ وہ بحق ایک غیر مستحق جماعت کے کیا گیا ہے اور اس مین ایسے اشخاص شامل ہین جو بعد وفات للت موہن کے قابل حصول جایداد نہ تہے۔ مقدمہ دنیکنٹا ماہی پتی سرکار بنام گنگا سرا پرشاد رائے (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا جہانکہ ایک غیر موثر کوشش واسطے محدود کرنے انتقال جایداد کے کیگئی تہی۔ اپیلانٹان کیطرف سے یہ ثابت نہین کیا جا سکتا کہ مقدمہ ہذا اُن قواعد کے تابع نہین ہے جو فیصلہ مقدمہ ٹاگو (۲) مین درج ہین اور نہ مقدمہ سورجی منی داسی بنام دینو بندو ملک (۳) کے فیصلہ سے اپیلانٹان کیغرض پوری ہوتی ہے جسمین یہ فیصل کیا گیا ہے کہ ہبہ جات بعد زوال استحقاق اول کے جایز ہین۔ نیز مقدمہ تیرا کیسر رائے بنام سوستی شنکر بیشر رائے (۴) کا حوالہ دیا گیا تہا۔

مسٹر آر بی ہلڈین کیوسی نے اسکا جواب دیا۔

اسکے بعد ۲۰ مارچ کو حکام عالیمقام پریوی کونسل کا فیصلہ لارڈ ڈیوی صاحب نے صادر کیا:۔

لارڈ ڈیوی صاحب: ۔سوال اپیلہائے ہذا مین ایک ہندو مسمی سرودا پرشاد رائے کی وصیت کی تعبیر کے متعلق ہے جو ۱۸ مارچ ۱۸۸۳ء کو ۳۳ سال کی عمر مین فوت ہوا تہا۔ موصی ایک بہت مالدار شخص تہا اور جیساکہ اوسکی وصیت سے ظاہر ہوتا ہے نہایت عالی حوصلہ اور سخی تہا اور نیز وہ اپنے خاندان کے اعزاز کو بہت ملحوظ رکہتا تہا۔ وہ لاولد تہا اور ایک بیوہ چہوڑ گیا تہا جو ۱۸۹۳ء مین یعنے قریباً ایک سال قبل از اجراء نالش ہذا کے فوت ہو گئی تہی۔ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا کہ موصی کے ہمشیرہ زادہ اپیلانٹ حال للت موہن رائے کو ایک قابل وراثت و قابل انتقال استحقاق جایداد موصی کی نسبت تابع اوس ہبہ خیراتی کے حاصل ہوا تہا جسکا ابہی ذکر کیا جائیگا لیکن اوسنے اس سوال کا فیصلہ نہ کیا تہا کہ آیا للت موہن کا استحقاق زایل ہونے کے قابل تہا کیونکہ وہ واقعات جنپر یہ امر مشروط رکہا گیا تہا کبہی وقوع مین نہ آسکتے تہے ڈگری صاحب جج ضلع کو ہائیکورٹ نے منسوخ کر دیا تہا چیف جسٹس سر ڈبلیو سی پیتہرم صاحب و جسٹس چندر مادہب گہوس

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۵ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۹۷ رپورٹ شدہ بطور دنیکنٹا ما ہی پتی بنام پدا دکیاما

(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد سپلیمنٹ صفحہ ۴۷

(۳) مورز انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۱۲۳۔

(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۵۲ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۵۱

سنہ ۱۸۹۷ء
للت موہن سنگہ رائے
بنام
چکھن لال رائے

صاحب موصوف نے تجویز کی تہی کہ اپیلانٹ للت موہن رائے کو صرف استحقاق حین حیاتی جایداد موصی مین حاصل ہے اور کہ وہ ہبہ جو اپیلانٹ کے سلسلہ مذکور مین سے کسی وارث کی عدم موجودگی مین موثر کیا جاتا ہے قانوناً ناقص اور ناجایز ہے اور کہ تابع اپیلانٹ کے استحقاق حین حیاتی اور تابع ہبہ جات کے جو بحق مذہبی وخیراتی امور کے کئے گئے ہین مدعیان نالش حال بطور ورثائے قانونی کے اس جایداد کے وارث ہونے کے مستحق ہین جو موصی چہوڑ گیا ہے۔ اپیل حال بنا راضی فیصلہ ہائیکورٹ رجوع کیا گیا ہے۔

وصیت ناموں دستاویزات وغیرہ کی تعبیر کے متعلق دو اصول ایسے موجود ہین جو حکام موصوف کی رائے مین فیصلہ مقدمہ ہذا سے متعلق ہوتے ہین۔ اصول اول یہ ہے کہ صریح اور بلا شبہ انتقال کنندہ الفاظ بروئے عام اظہار نیت کے محدود نہ کئے جانے چاہیئین۔ اصول دوم مطابق الفاظ لارڈ ٹامن صاحب کے یہ ہے کہ اصطلاحی الفاظ یا وہ الفاظ جنکا مفہوم قانونی ہو قانونی طور پر موثر کئے جانے چاہیئین گو موصی نے نامطابق الفاظ کا استعمال کیا ہو الّا جبکہ نامطابق الفاظ مذکور ایسی نوعیت کے ہون جن سے یہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہو کہ موصی کا منشا اصطلاحات کے استعمال کرنے سے انکے مشہور معنی نہ تہا ملاحظہ ہو ڈیوڈس گلینی بنام گلینی [۱]۔

وصیت صورت حال بالفاظ ذیل شروع ہوتی ہے جنپر کہ ریسپانڈنٹ چکھن لال رائے نے بغرض اظہار اس نیت کے اختیار کیا ہے کہ جایداد ناقابل انتقال بنائی گئی تہی :-

"یہ امر نہایت ضروری ہے کہ کوئی خاص طریق واسطے محفوظ کرنے روحانی فایدہ کے اختیار کیا جاوے اور اوسکے واسطے مناسب وسائل جتنے کئے جاوین کہ وہ طریق ہکو بعد میری وفات کے مسلسل طور پر جاری رکہا جاوے اور کہ میری خاندان کے اراکین کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور کہ ایسی ہی وہ مقدمہ بازی بابت کرنے جایداد وغیرہ کے میرے خاندان کے نام کو دہبا نہ لگانے الخ"

بعد ازان فقرہ مذکور کے موصی نے کہ دو احکام آمدنی بعض تعلقہ جات چٹگانگ مین سے دیا ہے اور نیز واسطے قایم رکہنے ان مذہبی تعمیرات کے جو اوسکے والد ۔۔۔ اوسکی ماں نے تعمیر کئے تہے اور اوس شفاخانہ کے جو خود اوس نے بنایا تہا اور مستقل امداد پچاس بیکس اشخاص کے واسطے جنکے واسطے وہ ایک مکان تعمیر کرانا چاہتا تہا اور کہنو

---

[۱] پورٹیئس نوٹ ڈی داود العنس صاحبان جلد ۵ صفحہ ۲۰۲

سنہ ۱۹۰۶ع

للتا موہن سنگر رائے

بنام

چکھن لال رائے

ہدایت کی تہی کہ جملہ تعلقہ جات مذکور کی آمدنی ہمیشہ کے واسطے حسب متذکرہ صدر استعمال کیجانی چاہئے اور کہ تعلقہ جات مذکور ناقابل انتقال ہونگے اور کہ آمدنی جایداد ہائے مذکور سوائے اغراض مذکورہ کے اور کسی امر مین صرف نہ کیجانی چاہئے اگر تعلقہ جات مذکور کی آمدنی کم ہو تو وہ مقدار جسکی ضرورت ہو ہمیشہ کے واسطے مبلغ دو لاکھ للعہ کے زرکاغذات کمپنی کے سود مین سے جو موصی کی ملکیت مین ہے لیجانی چاہئے۔

بروئے فقرۂ دوم کے اُس نے خود اپنے استحقاق دربارہ تعلقہ جات مذکور کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ بعد اوسکی وفات کے استحقاق مذکور اُس شخص کو حاصل ہوگا جو اوسکا قایم مقام مقرر کیا جائے۔

بعد بیان کرنے فقرہ سوم مین اس امر کے کہ اُسکے پاس بہت سی جایداد علاوہ اوسکے ہے جو اغراض مذہبی وخیراتی مین لگائی گئی ہے موصی نے فقرۂ چہارم مین جایداد کا انتقال حسب ذیل الفاظ مین کیا ہے:-

(۴) اگر خدا کے فضل سے کوئی لڑکا یا لڑکے میرے پیدا ہون تو بعد میری وفات کے میرا لڑکا یا لڑکے مالک میری جایداد کے ہونگے اور اہتمام دیو سیوا اور شفاخانہ کا اور نگرانی بیکسون کو روزانہ کہلانیکی اور جملہ دیگر کاروبار اُنکے متعلق رہیگا بعد دینے جلنے وظائف ماہواری وغیرہ حسب الیظ وصیت نامہ کے جو کچھ منافع جایداد مین سے فاضل بچیگا وہ حسب مرضی اُنکے اور اونکے وارثان کے حسب ضرورت صرف ہوا کریگا اگر کوئی لڑکا پیدا نہ ہو اور لڑکی یا لڑکیان پیدا ہون تو وہ لڑکیان مع لڑکون اور پوتون اور اُنکے ورثا کے یکے بعد دیگرے مالک میری جایداد کی ہوکر اور مہتمم کل کام دیو سیوا و شفاخانہ اور نگران بیکسون کو روزانہ کہلانیکی اور دیگر امور کی رہکر سب کام چلا دینگی اگر کوئی اولاد میرے پیدا نہ ہو یعنی لڑکا یا پوتا یا پڑپوتا یا لڑکی یا نواسہ یا اگر بوقت وفات میری وہ زندہ نہ ہون تو میرا بہانجہ سری مان للت موہن رائے بابا جی جو میری بہن سری متی کہرودا کے بطن سے سب سے بڑا لڑکا ہے اور جسکو مین اوسکی پیدایش کے وقت سے بطور بیٹے کے چاہتا ہون اور جو میرے پاس رہکر مجھکو اپنی نیک چلنی اور عمدہ چال کے سیکہنے سے راضی رکھتا ہے اور جسکی مین پرورش کرتا رہا ہون یہ بہانجہ سری مان للت موہن رائے بابا جی میری وفات پر میری جگہ پر قایم مقام ہوکر اور میرے کل علاقہ جایداد وغیرہ کا مالک ہوکر اور بطور میرے قایم مقام کے رہکر اور ایشور کی سیوا اور شفاخانہ کا مہتمم اور لوگون کو روزانہ کہلانے وغیرہ کل امور مذکورۂ بالا کا ہوکر اور خاص مکان سکونت واقعہ سرپا چک ڈگی مین جو میرا موروثی مقام سکونت ہے سکونت پذیر ہوکر جایداد بدستور قایم رکھکر مع لڑکے اور پوتے اور اسی طرح دیگر ورثا یکے بعد دیگرے کے میرے

سنہ ۱۹۲۶ء
للتا موہن سنگھ راے
بنام
چکھن لال راے

علاقہ کی آمدنی سے متمتع ہوگا اگر میری وفات اوسکی نابالغی کیحالت مین وقوع پذیر ہو تو میری زوجہ سری متی چندیشوری دیبی اور میری پھوپھی کا لڑکا سری مان جوگیندر ناتھ ہڑ کے سرکاری ہی رہتی نابالغ کے لیا اور ایسا ہو کر ... لے کے کل کام جو میرے وصیت نامہ مین شرح مین کرتے رہینگے تا بلوغ نو بلوغ بہت پر جایداد پر ... کا نہ قلمی ... اگر وہ بلا چھوڑنے لڑکے کے مرجاے تو اوسکی زوجہ وظیفہ ماہواری تاحیات اپنے پاویگی اگر وہ اولاد اناث چھوڑ کر مرے تو وہ لڑکی یا لڑکیان میری جایداد سے خرچ اور اخراجات شادی پاوینگی اگر کہا ... کوئی لڑکا یا پوتا یا پڑپوتا وغیرہ نہ رہے تو میری ہمشیرگان یا دادا کے دو اکے بطن سے جو لڑکے ہون انہین سے بعد فارغ کرنے اوسکے جو ہے سمجھہ ہو یا جسکو عارضہ مرگی کا ہو سب سے بڑا لڑکا مہتمم میرے علاقہ اور جایداد وغیرہ کا ہوگا اور وہ معہ لڑکے اور پوتے اور اسی طرح پر ورثا یکے بعد دیگرے کے مالک میری جایداد کا ہوکر اور دیوسیوا اور شفاخانہ کا مہتمم اور لوگون کو روزانہ کھلانے وغیرہ کل امور کا نگران رہکر جایداد کی حفاظت کریگا اور آمدنی سے متمتع ہوگا اور وہ سود کا عدالت کمپنی کا لیگا اور آمکی تجدید وغیرہ حسب ضرورت ہوکر ادیگا"

فقرات نمبرہ لغایت نمبرہ مین احکام دربارہ قابل وراثت وظیفہ سالانہ بحق اپیلانٹ درج ہین درحالیکہ موصی کے پسران یا دختران جایداد کو حاصل کرین اور نیز انہین احکام بطور کفاف اور وظیفہ کے بحق ہمشیرگان موصی و دیگر ہمشیرہ زادگان کے درج ہین صرف ایک ہی امر قابل لحاظ یہ ہے کہ وہی الفاظ استعمال کیے گئے ہین جو فقرہ چہارم دربارہ ہبہ کے ہین یعنے "بصورت موجود نہ ہونے بیٹے پوتے پڑپوتے وغیرہ کے" فقرہ پنجم مین مراد وفات یا اولاد نرینہ یا اولاد ہو سکتی ہے اور فقرہ ہفتم مین بالضرور تعلق عبارت کے لحاظ سے اوسکے وہی معنے ہونے چاہئین۔

یہ امر تسلیم کیا گیا تھا کہ فقرہ نہم کے روسے آمدنی جایداد کی امانت پیدا نہین کیگئی بلکہ اوسکے روسے صرف ایک زاہدانہ خواہش یا امید ظاہر کیگئی ہے۔

فقرہ سیزدہم مین ایک ہبہ جایداد موصی بحق سرکار باغراض خیراتی اسصورت مین درج ہے جو بدین الفاظ ظاہر کیگئی ہے :-

"اور اگر بعد ازین ان چند اشخاص کی وفات پر جنکا ذکر مین نے وصیت مین کیا ہے کہ وہ میرے شبلایت ہونگے کوئی ایسا شخص زندہ نہ رہے جو شبلایت ہونیکا مستحق ہو"

موصی نے ایک تتمہ وصیت تحریر کیا تھا جو اسی تاریخ کا مرقومہ تھا جسپر کہ وہ فوت ہوا تھا

۱۸۹۶ء
للت موہن سنگھ رائے بنام جگمہن لال رائے

اُسمین وصیت کا ذکر کیا گیا ہے جو بعض امور مین وصیت کی اصلی عبارت سے کسیقدر مختلف ہے لیکن حکام موصوف کی رائے میں کوئی امداد اُس سے خود وصیت کی تعبیر کے متعلق حاصل نہین ہوتی تو اُس کا حوالہ غرض مذکور کے واسطے دینا جائز بہی ہو۔

ورثائے قانونی کیطرف سے یہ عذر نہ کیا گیا تہا کہ موصی کا پسر اگر کوئی ہوتا یا اُسکی دختر اگر کوئی ہوتی تو ایک کامل جائداد قابل وراثت قابل انتقال حاصل کرتا اور نہ یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ اشخاص جنکے حق مین بعد ہبہ بحق اپیلانٹ اور اُسکی اولاد کے جائداد عطا کیگئی ہے ایک استحقاق حین حیاتی حاصل کرینگے۔ اور نہ یہ عذر کیا گیا تہا کہ الفاظ ہبہ بحق اپیلانٹ ایسے ہیں جن سے اُسکو بہی ایک جائداد قابل وراثت و قابل انتقال عطا ہوتی ہے۔ یہ الفاظ کہ "میری کل جائداد ہا کا مالک ہوگا" اُس غرض کے واسطے کافی ہین بجز اُس صورت کے کہ تعلق عبارت سے اسکے خلاف ظاہر ہوتا ہو خواہ الفاظ "نسلاً بعد نسلاً استعمال کرتا رہے" کا استعمال نہ بہی کیا گیا ہوتا جو الفاظ کہ بالعموم وصیت ناموں میں اہل ہنود مین استعمال کئے جاتے ہیں اور اُنہوں نے ایسے اصطلاحی الفاظ کی وقعت حاصل کی ہے جنسے ایک جائداد قابل وراثت و قابل انتقال منتقل ہوتی تہے۔ مگر رسپانڈنٹان نے یہ عذر کیا ہے کہ صریح معنی الفاظ استعمال کردہ کے بروے قرینہ عبارت وصیت کے محدود کئے گئے ہین اور اُنہوں نے اپنی یہ حجت دو طریق پر بیان کی ہے۔ اولاً یہ بیان کیا گیا تہا کہ ایک عام نیت وصیت مین دربارہ اس امر کے ظاہر کیگئی تہی کہ صرف استحقاق حین حیاتی اپیلانٹ اور اُسکی اولاد کو عطا کیا جائے اور اُن کو انتقال کا اختیار حاصل نہو۔ اور کہ ایسے عام اظہار نیت کی تائید بروے الفاظ "جائداد کو بحال رہنے دین" اور اُس فقرہ سے کیگئی ہے جسکے رو سے اپیلانٹ کے حق مین ہبہ کیا گیا ہے۔ ثانیاً یہ عذر کیا گیا تہا کہ وصیت ایسی کافی طور پر ظاہر کردہ نیت واسطے محروم کرنے اناث کے ورثاء سے بیان کیگئی تہی جنکے رو سے وراثت صرف بحق ذکور کے باقی رہجاتی تہی اور اپیلانٹ کو ایک جائداد بحق خود و ورثائے خود (ذکور) عطا کیگئی تہی جو اگر استحقاق حین حیاتی سے زیادہ ہو تو بروے مسلمہ اصول دہرم شاستر کے کالعدم ہے۔

حکام موصوف کوئی صریح امتناع وصیت ہذا میں بخلاف انتقال اُن جائدادہا کے علاوہ کرنے جنکا استحقاق موہوب لہم کو عطا کیا گیا ہے جیسا کہ اُن جائدادہا کی نسبت موجود ہے جو اغراض مذہبی و خیراتی کیواسطے خاص کیگئی ہیں۔ اگر کوئی ایسا فقرہ ایک جائداد قابل وراثت میں زیادہ [illegible] تو وہ ناجائز اور کالعدم ہوتا۔ مقدمہ ہذا مطابق مقدمہ شکما چیندہ اس نام

منوہری داسی (۱) کے نہیں ہے جسمین بلاواسطہ شرط بخلاف انتقال کے یہ تجویز کیگئی تہی کہ کوئی نیت جائداد کے منتقل کرنیکی موجود نہ تہی - ہبہ بحق سرکار مندرجہ فقرہ - ۱۳ وصیت ہذا کی تعبیر جسپر کہ رسانڈ نثان نے کسیقدر انحصار کیا ہے اسطرح کیجا سکتی ہے کہ وہ اُن اشخاص کے ناکامیاب ہونے پر موثر ہو سکتا ہے جنکا نام بطور قائمقامان کے بیان کیا گیا ہے یا جو بزرگ خریدکے قابض ہون جس صورت میں کہ وہ جائز ہوگا لیکن وہ امر وقوع میں نہین آیا یا اسکی تعبیر اسطرح کیجا سکتی ہے کہ اُسمین عام ناکامیابی ورثاء کے بعد کے لئے حکم ہے جسصورت مین وہ بلا شبہ طور پر نا جائز ہے ممکن ہے کہ موصی نے ناکمل طور پر اُن الفاظ کو سمجھا ہو جنکا کہ اُسنے استعمال کیا ہے یا اُسنے ایک جائداد قابل وراثت کے عطا کرنیکا اثر غلط طور پر سمجھا ہو لیکن اس امر سے عدالت مجاز نہین ہو سکتی کہ ایک عبارت کو اُسکے عام قانونی معنون کے علاوہ کوئی اور معنی عطا کرے -

اس حجت کا دوسرا پہلو زیادہ تر قرین قیاس ہے اور وہ ایسا معلوم ہوتا ہے جسکو حکام ہائیکورٹ نے پسندیدگی سے دیکھا ہے - بیان یہ کیا گیا تہا کہ حکم واسطے اپیلانٹ کی بیوہ کے بصورت اُسکے لاولد فوت ہونے کے اور حکم واسطے اُسکی دختران کے نا مطابق ہبہ بحق اپیلانٹ کے ہے کیونکہ اُسصورت مین مطابق قانون متاکشرا کی بیوہ اور دختران بطور ورثاء اپیلانٹ کے وارث ہونگی لیکن حکم متعلق بہ بیوہ و دختران اپیلانٹ کے اُس فقرہ کے ساتھ ملاکر پڑہا جانا چاہئے جو عین اُسکے بعد درج ہے اور جو نہائیت درستی کے ساتھ اُسکے پہلے پڑہا جا سکتا ہے - مقدمہ سورجی منی داسی بنام دینو بندو ملک (۲) میں یہ فیصل کیا گیا تہا کہ ایک ہندو موصی جائداد کو بذریعہ وصیت ہبہ ایک ایسی شرط پر عطا کر سکتا ہے جو ابھی وقوع مین آنے والی ہے لیکن شرط مذکور موصی کی وفات سے پہلے ظہور میں آنی چاہئے یعنی وہ ایک ایسے شخص کے حق مین ہبہ کر سکتا ہے جو موصی کے عین حیات مین پیدا ہوا ہو -

حکام موصوف کوئی رای دربارہ تعبیر یا جواز اُس ہبہ کے ظاہر کرنا نہین چاہتے جو وصیت کے فقرہ چہارم کے رو سے کیا گیا ہے وہ ایسا کرنا ضروری نہیں سمجھتے - وہ امر (خواہ وہ کچھ ہی ہو) کبہی وقوع مین نہین آسکتا - اور اگر وہ وقوع مین آتی تو غالباً سوال مابین ایسے فریقین کے پیدا ہوگا جو علاوہ متنازعین حال کے ہون - اگر وہ وقوعہ جسکا حوالہ فقرہ مذکور مین دیا گیا ہے اپیلانٹ کی وفات بلا اولاد نرینہ ہے تو اُسکے رو سے مطابق اور قابل فہم سلسلہ میعاد کا پیدا ہوتا ہے - وہ ایک ہبہ بحق اپیلانٹ

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۹۴۸ (۲) مورننگ انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۱۲۳ -
لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۳ -

سنہ ۱۹۰۵ء
للت موہن سنگہ رائے
بنام
جگہن لال رائے

قابل منسوخی برطبق اُسکی وفات بلا اولاد نرینہ کے ہوگا معہ اس شرط کے اُس صورت مین اُسکی بیوہ اور دختران کا کفالت مقرر کیا جائیگا جو بہ سبب دفعہ دوم کے اثر کے محروم ہوجائینگی۔ حکام موصوف کے روبرو اس امر پر زور دیا گیا تہا کہ وہ واقعہ جسکا حوالہ دیا گیا ہے غیر موجود و عدم موجودگی اولاد نرینہ ہے۔ اسمین شبہ نہیں کہ اُسصورت مین فقرہ مذکورنا جائز ہوگا۔ لیکن واسطے معلوم کرنے تعبیر اور منشائے موصی کے اُسکے اُس اثر پر غور کرنا چاہئے جو دیگر احکام وصیت پر پڑتا ہے۔ حکام موصوف کی رائے مین الفاظ فقرہ مذکور سے کوئی نیت دربارہ عطا کرنے وراثت استحقاق حین حیاتی کے بحق اپیلانٹ یا اُس اولاد نرینہ کے ظاہر نہین ہوتی۔ یا الفاظ ہبہ بحق للت موہن رائے کے تبدیل کرنے کی۔ اور اگر وہ موثر کیجا سکتی تاہم احکام کفالت بحق بیوہ و دختران بے معنی ہوسکتے تہے حکام موصوف کوئی کافی وجہ اس امر کی نہین دیکہہ سکتے کہ ہبہ بحق اپیلانٹ مین ایک مفہوم امتناع بخلاف اُن اناث کے ایزاد کرین جو بطور ورثاء کے مالک ہون تاکہ وہ نوعیت یا مقدار جائداد اپیلانٹ کو محدود کرین یا اُسے بذریعہ تعبیر کے ورثائے ذکور تک محدود کرین گو اسکی وراثت قابل منسوخی ہوسکتی ہے درحالیکہ دفعہ دوم جائز ہے اور وہ واقعہ وقوع مین آجاے جسپر دفعہ کو موثر کیا جاتا ہے۔

اسلئے حکام موصوف کی یہ رائے ہے کہ ڈگری ہائیکورٹ منسوخ کیجانی چاہئے اور اسکی بجائے صاحب جج ضلع کی ڈگری بحال کیجانی چاہئے۔ اس غرض سے کہ بعد مین کوئی غلط فہمی نہو انکی یہ رائے ہے کہ لفظ "کامل" ترک کیا جانا چاہئے اور اسکی بجائے عبارت ذیل درج کیجانی چاہئے "لیکن عدالت ہذا مناسب نہین سمجہتی کہ کوئی استقرار اسوقت دربارہ تعبیر یا جواز فقرہ منسوخی یا ہبہ دوم متعلق بہ جائداد مدعا علیہ نمبر ۱ کے جو موصی کی وصیت مین درج ہے کیا جائے" نسبت خرچہ کے رسپانڈنٹ جگہن لال رائے اور اُسکے متوفی برادر شوشی بہوشن رائے کو جسکا وہ خود قائمقام ہے (مدعیان نالش کو جملہ اپیلانٹان کے خرچہ کی ادائگی کا حکم بروئے ڈگری صاحب جج ضلع کے دیا گیا تہا۔ ڈگری مذکور ہائیکورٹ سے منسوخ کیگئی تہی۔ خرچہ اپیلانٹان بعدالت ماتحت وہائیکورٹ جائداد مین سے دلایا گیا تہا۔ حکام پریوی کونسل سے استدعا کیگئی ہے کہ رسپانڈنٹان کا خرچہ اپیل ہذا جائداد مین سے دلایا جائے۔ لیکن اسکا اثر یہ ہوگا کہ

سنہ ۱۸۹۷ع
للت موہن سنگھ رائے
بنام
چکھن لال رائے

اپیلانٹان کو اپنے کامیاب اپیل کا خرچہ ادا کرنا پڑیگا۔ حکام موصوف عدالت ضلع کے اختیار تمیزی دربارہ خرچہ کو منسوخ کرنا نہین چاہتے ہین۔ رسپانڈنٹ چکھن لال رائے بروے وصیت کے دعویدار نہین ہے بلکہ اُسکے برخلاف دعوی کرتا ہے۔ اور حکام موصوف کی یہ رائے ہے کہ اپیلانٹان بعدالت ہائیکورٹ کو چاہئیے کہ اپیل مذکور کا خرچہ ادا کرین جو انکی رائے مین خارج کیا جانا چاہئیے تھا اور چکھن لال رائے کو چاہئیے کہ للت موہن رائے کا خرچہ اپیل ہذا ادا کرے۔

مگر علاوہ اپیل ہذا کے دو دیگر اپیلہا بنا راضی ڈگری ہائیکورٹ اُن اشخاص نے دائر کئے ہین جو بروئے ہبہ دوم کے مستحق ہو سکتے ہین۔ جہانتک کہ رسپانڈنٹ چکھن لال رائے کا تعلق ہے اُنکا دعوے اپیلانٹ نمبر ا کے برابر ہے۔ اگر للت موہن رائے ایک جائداد قابل وراثت حاصل کرے تو ورثائے قانونی کو کوئی بلا واسطہ حق تعبیر یا جواز ہبہ دوم مین حاصل نہین ہے کیونکہ وہ یکسان طور پر محروم کئے گئے ہین۔ خواہ للت موہن رائے کی وراثت قابل منسوخی ہو یا نہو۔ ہر دو جماعت ہائے اپیلانٹان نے کسی حال مابین خود مریحث کرنے یا اس امر کے استقرار کی استدعا کرنے سے انکار کیا تھا کہ ہبہ دوم کی تعبیر کیا ہے اور وہ جائز قرار دیا جاوے۔ لیکن چونکہ اپیلہائے مذکور کا پیش کیا جانا بموجب ڈگری ہائیکورٹ کے روسے جائز تھا گو بالآخرہ غیر ضروری ثابت ہوئے ہین۔ اسلئے حکام موصوف کی یہ رائے ہے کہ وہ اپیلانٹان کو کسی خرچہ رسپانڈنٹان کی ادائگی کا حکم نہیں دیسکتے۔

اسلئے حکام عالیمقام پریوی کونسل نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ ڈگری ہائیکورٹ منسوخ کیجاوے اور اُسکی بجائے ڈگری عدالت ضلع اسطرح پر ترمیم کیجاوے کہ لفظ کامل خارج کر دیا جاوے اور الفاظ مذکورہ بالا ایزاد کئے جائین اور ترمیم کیا کر ڈگری عدالت ضلع بحال کیجاوے اور مدعیان نالش کو حکم دیا جاوے کہ خرچہ اپیل ہائیکورٹ ادا کرین اور رسپانڈنٹ چکھن لال رائے کو حکم دیا جاوے کہ اپیلانٹ للت موہن رائے کا خرچہ اپیل ہذا ادا کرے۔ اور نسبت خرچہ و مجتمع اپیلہا کے کوئی حکم صادر نہ کیا جاوے۔ نیز نسبت خرچہ مین موہن رائے دیر یا مباد دلیسر یہ یا مباد کے جو رسپانڈنٹان اپیل اصلی ہین سکرٹری آف اسٹیٹ ہند ایک فریق نالش بنایا گیا تھا لیکن اُسنے کوئی دعوی پیش نہین کیا اور نہ حاضر ہوا ہے۔ اسلئے حکام موصوف کوئی حکم اُسکے خرچہ اپیل ہذا (اگر کوئی ہو) کی نسبت صادر نہین کرتی۔

اپیل منظور کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹ للت موہن سنگھ رائے: مسٹرز وتہر سر اینڈ وتہرس۔

سنہ ۱۸۹۶ء
للتہ موہن سنگھ رائے بنام جگہن لال رائے

سالسٹر منجانب اپیلانٹان بن موہن سنگھ و پیاریا باداراے و ہیل چند رائے :- مسٹر جیمس ٹی وتھرس
سالسٹران منجانب سپانڈنٹ جگہن لال رائے :- مسٹرز ٹی ایل ولسن اینڈ کمپنی -

باجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آر کوچ صاحب

۱۹ و ۲۲ فروری و ۲۰ مارچ ۱۸۹۶ء

رام اوتار وغیرہ (مدعا علیہم) محمد ممتاز علی (مدعی)

[برطبق اپیل بنا راضی فیصلہ جوڈیشل کمشنر اودہ]

نابالغ - ناجائز تسلیم حقوق بخلاف نابالغ - واقعات کا اُس مہتمم سے مخفی رکہا جانا جو کورٹ آف وارڈس سے مقرر کیا گیا ہو - عدالت بندوبست کے حکم کا منسوخ کیا جانا -

بروقت بندوبست ضلع اودہ کے ایک بندوبست شکمی کی ڈگری مطابق ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۶ء کے صادر کی گئی تھی جسکے رو سے قواعد دربارہ دعاوی حقوق تابع مالکانہ متعلق باراضیات جائز بنائے گئے ہین - دعویدار نے اپنے آپ کو بذریعہ اُس حقیت برت کے جو اُسے حاصل تھی اُس موضع کا شکمی مالک بیان کیا تہا جو ایک نابالغ تعلقہ دار کی ملکیت مین تہا جسکی جائیداد کورٹ آف وارڈس کے اہتمام مین تھی جسکے کہ قائمقام ڈپٹی کمشنر ضلع مذکور نے جائداد کا ایک مہتمم مقرر کیا تہا - مہتمم مذکور نے دعوی مذکور کے حق مین رپورٹ کی تھی اور ڈپٹی کمشنر نے اسکے تسلیم کئے جانیکی منظوری عطا کی تھی، جسپر ڈگری بندوبست شکمی ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۱ء کو صادر کیگئی تھی نالش حال تعلقہ دار نے بعد حاصل کرنے سن بلوغ کے اس غرض سے رجوع کی تھی کہ ڈگری مذکور اس وجہ پر منسوخ کیجائے کہ وہ ذریعہ سازش سے حاصل کیگئی ہے اور کہ مہتمم برت دار مذکور کا بہائی تہا اور وہ اُسکے ساتہہ موضع مذکور مین شریک خاندان تہا - وہ واقعات جو مہتمم نے مخفی رکہے تہے نالش ہذا مین ثابت کئے گئے تہے - مدعا علیہم نے بذریعہ شہادت کے ہبینہ برت کے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ناکامیاب رہے تہے -

تجویز ہوئی کہ وہ اقبال جو سنہ ۱۸۷۱ء مین عدالت بندوبست مین کیا گیا تہا مدعی پر قابل پابندی نہ تہا اور اگر یہ فرض بہی کیا جائے کہ مدعا علیہم کے آبا و اجداد قبل سنہ ۱۸۵۶ء کے کسیطرح پر قابض بہی تہے تاہم شہادت اس امر کے ظاہر کرنیکے واسطے بالکل ناکافی تہی کہ عطیہ دوامی حقوق تابع مالکانہ حاصل کیا گیا تہا - ڈگری عدالت اپیل ماتحت بحال رکہی گئی تہی -

۱۸۹۷ء
راجہ اوتار وغیرہ
بنام
محمد ممتاز علی

اپیل بناراضی ڈگری (۳ جولائی ۱۸۹۶ء) صادرہ جوڈیشل کمشنر منسوخ ڈگری ۱۰ جنوری ۱۸۹۶ء صادرہ ڈسٹرکٹ جج فیض آباد۔

مدعی نالش حال جواب سائل ہذا راجہ محمد ممتاز علیخان بعض تعلقہ دار ملا سپور ضلع گونڈا جسمین تعلقہ اتر دلی بہی شامل ہے تعلقہ موخرالذکر میں موضع محمد پور بنجارا واقع تہا جسکی نسبت تنازعہ حال شروع ہوا ہے اس موضع کا رام غلام پسر جواہر لال اور رام اوتار مدعاعلیہ نمبر ۱ نالش ہذا نے ۱۸۷۱ء میں بروقت اُس بندوبست کے جو اُس سال ضلع گونڈا مین جاری تہا ایک بندوبست ماتحتی بطور مالک ماتحت حسب منشائی ایکٹ ۲۶ ۱۸۶۶ء ایکٹ بندوبست ماتحتی اودہ کے حاصل کیا۔ رام غلام نے بروقت بندوبست کے یہ بیان کیا تہا کہ اُسکے قبضہ میں موضع مذکور کی حقیت برتے ہے جو جواہر لال کو جو اُسکا باپ تہا ۱۸۳۳ء میں راجہ محمد خان جسکی طرف سے عطا کیگئی تہی جو اُسوقت تعلقہ دار تہا اور ۱۸۹۵ء مین فوت ہوا تہا۔

نیز جواہر لال مدعاعلیہ نمبر ۲ سالگرام کا باپ تہا جو دوران اپیل ہذا میں فوت ہوا تہا اور اُسکی طرف سے اب اُسکے پسران قائمقام ہیں جو بجائے اُسکے مسل ہذا مین ۱۱ نومبر ۱۸۹۵ء کو درج کئے گئے ہتے۔

حکم مورخہ ۳۰ جون ۱۸۷۱ء صادرہ ڈپٹی کلکٹر بحیثیت افسر بندوبست بدین عنوان تہا: "رام غلام بنام راجہ ممتاز علیخان تعلقہ دار" اور جسمین ایک قبال دعوی مدعلیہ تاریخ مذکور منجانب سالگرام مہتمم مشعر تسلیم دعوی مذکور کا حوالہ دیا گیا تہا استحقاق برت درباب موضع محمد پور کی ڈگری رام غلام کے حق مین صادر کیگئی تہی۔

راجہ اُسوقت نابالغ تہا اور اُسکی عمر چند سال کی تہی اُسکی جائداد جو فہرست ہائے نمبر ۱ و ۲ تیار کردہ زیر ایکٹ محال ہائے اودہ ۱۸۶۹ء مین داخل تہی کورٹ آف وارڈس کے اہتمام مین تہی جسکا قائمقام مطابق ریگولیشن ۱۰ ۱۸۹۳ء ڈپٹی کمشنر ضلع مذکور تہا جس نے حسب ہدایت قانون جائداد کا مہتمم مقرر کیا تہا۔ وہ مہتمم جو اسطرح پر مقرر کیا گیا تہا سالگرام تہا جس نے جائداد کا اہتمام تعلقہ دار ما سبق کے تحت کیا ہوا تہا۔ مہتمم مذکور نے جبکہ اُس سے ڈپٹی کمشنر نے اُس دعوی کی نسبت رپورٹ طلب کی جو افسر بندوبست کے روبرو کیا گیا تہا دعوی کی تائید مین رپورٹ کی اور اُسنے اس امر واقع کو مخفی رکہا کہ بحیثیت حقیقی برادر رام غلام کے وہ موضع محمد پور مین اُسکے ساتہہ حصہ کا مستحق تہا ڈپٹی کمشنر نے مہتمم کی رپورٹ پر قرار دادا قبال دعوی مذکور کو منظور کیا۔

۱۸۹۷ء
رام اوتار وغیرہ
بنام
محمد ممتاز علی

بر طبق اپیل ہذا اہم سوالات یہ تہی کہ آیا وہ اقبال کہ جسپر ڈگری عدالت بندوبست مبنی تہی اور نیز ڈگری مذکور راجہ پر قابل پابندی ہے۔ یہ امر بہی متنازعہ تہا کہ آیا مدعا علیہم کے ذمہ اس امر کے بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کرنا تہا کہ حقیت برت موجود تہی اور اگر ایسا تہا تو آیا اُنہوں نے اُسکے متعلق کافی شہادت دی ہے یا نہیں۔

راجہ کے بالغ ہونے پر ۱۸۹۶ء مین کورٹ آف وارڈس نے جائیداد تعلقہ داری کا اہتمام اُسکے حوالہ کر دیا۔ ۹ مارچ ۱۸۹۶ء کو اُسنے نالش حال واسطے منسوخی ڈگری بندوبست ۱۸۷۱ء کے بدین بیان دائر کی کہ وہ ایک ایسی اقبال پر مبنی ہے جو جہوٹا اور سازشی تہا۔ اور نیز اُسکا دعوی ثابت شدہ تہا، جملہ واقعات حکام موصوف کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین اور نیز اُن دعاوی کے منشاء سے جو مدعی اور مدعا علیہم نے کئے تہے۔

صاحب جج ضلع نے اپنے فیصلہ میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کورٹ آف وارڈس خاطر طور سے نالش بندوبست ۱۸۷۱ء مین مدعا علیہ بنایا گیا تہا اور کہ دعوی مدعی بنالش مذکور ایک ایسی عہدہ دار نے تسلیم کیا تہا جسکو اختیارات کورٹ آف وارڈس حاصل تہے اسلئے ڈگری بندوبست جائز اور قابل پابندی مابین فریقین ہے۔ بحوالہ فریب و سازش کے جسکا الزام لگایا گیا تہا صاحب جج ضلع نے یہ بیان کیا کہ بلاشبہ طور پر رسالگرام کو بلا واسطہ استحقاق بندوبست تعلقہ منی میں حاصل تہا۔ اور کہ حقوق تابع مالکانہ بحیثیت برتیا کی ڈگری اُسکے برادر رام غلام کے حق مین صادر ہوئی تہی جبکا وہ شریک جائداد تہا۔ اور چونکہ اُسنے واقعات مذکورہ کا ذکر اپنی رپورٹ مین نہ کیا تہا اسلئے کل معاملہ کو مین اُسکی نیک نیتی ظاہر نہوتی تہی۔ لیکن صرف اسی وجہ پر عدالت یہ قیاس نہ کر سکتی تہی کہ وہ فریب کا مجرم ہے زیر دفعہ ۱۱۱۔ ایکٹ شہادت ہند ۱۸۷۲ء اپیلانٹ کا فرض تہا کہ معاملہ کی نیک نیتی ظاہر کرنے لیکن اسکا جواب یہ تہا کہ جو دعوی تسلیم کیا گیا تہا وہ سچا تہا نہ کہ جہوٹا۔ یہ آخری امر دستاویزی شہادت پر غور کرکے اخذ کیا گیا ہے جسپر عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ رام غلام قابض برت ثابت ہوا ہے مدعی کا دعوی مع خرچہ خارج کیا گیا تہا۔

عدالت اپیل جوڈیشل کمشنر و ایڈیشنل جوڈیشل کمشنر نے شہادت پر نظر ثانی کی اور یہ قرار دیا کہ وہ امور جنپر کہ ڈپٹی کمشنر نے بحیثیت قائمقام کورٹ آف وارڈس کے ۱۸۷۱ء مین اقبال دعوی کو تسلیم کیا تہا نہایت کمزور اور ناکافی تہے۔

۱۸۹۷ء
رام اوتار وغیرہ
بنام
محمد ممتاز علی

اُنہوں نے یہ خیال کیا کہ کورٹ آف وارڈس کیطرف سے خلاف امتناعات احکام ریگولیشن ۱۰ سنہ ۱۷۹۳ء دفعہ ۱۲ اکے غفلت کیگئی ہے۔ اُنہوں نے آرائے مندرجہ فیصلہ لچھمن سنگہ بنام مہر مجلس دہر سنگہ میونسپلٹی (۱) کا حوالہ دیا۔ اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ نالش حال مین مدعاعلیہم ایک ایسے استحقاق دربارۂ حقیت شکمی کے ثابت کرنے سے قاصر رہے ہین جیسا کہ بروے قانون ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۶۶ء کے تسلیم کیا جاسکتا تہا۔ اُنہوں نے دفعہ ۲ ایکٹ مذکور و قواعد مندرجہ ضمیمہ ایکٹ مذکور کا حوالہ دیا اور نیز مقدمہ درگ بجاری سنگہ بنام گوپال دت پانڈے (۲) کا۔ اُنہوں نے عدالت اول کی ڈگری کو منسوخ کرکے موضع زیر بحث کی ڈگری بحق مدعی دہاد کی۔

پر طبق اپیل مدعاعلیہم :-

مسٹر ایف مرسین منجانب اپیلانٹان نے یہ بحث کی کہ کوئی کافی ثبوت نسبت اُس فریب کے نہیں دیا گیا جسکا کہ الزام عرضی دعوی میں لگایا گیا ہے۔ ڈگری عدالت بندوبست باضابطہ طور پر سنہ ۱۸۰۱ء مین حاصل کیگئی تہی اور وہ جائز متصور ہونی چاہئے۔ اقبال دعوی اور اسکے اثر کے سوال سے قطع نظر کرکے شہادت مندرجہ مقدمہ ایک استحقاق کے بحق رام غلام اور اسکے ورثا کے بباعث برت قائم کرنے کی واسطے کافی تہی۔ جوڈیشل کمشنران کے فیصلہ مین بہتیرے ایسے فریب کا قیاس کیا گیا ہے جسکی تائید شہادت سے نہیں ہوتی اور نہ شہادت سے وہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا تہا۔ یہ عام قاعدہ مدنظر نہین رکہا گیا کہ فریب کا قیاس نہ کیا جانا چاہئے۔ اور نیز اس امر کو ملحوظ نہ رکہا گیا تہا کہ اپیلانٹان کا استحقاق ایک ایسا استحقاق تہا جو منجانب یا بوساطت حقوق تعلقہ داری کے قائم نہ کیا گیا تہا بلکہ وہ درحقیقت بلاواسطہ استحقاق شخص مذکور الذکر کا تہا۔ یہ امر ہدایات سرکار (مورخہ ۱۰ وا اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ء) مندرجہ ضمیمہ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۶۶ء متعلق بہ حقوق تابع مالکانہ اور اُن اشخاص کے بندوبست شکمی سے ظاہر ہوتا ہے جنکو شکمی حقوق موقع جائداد حاصل ہون۔ مزید بیان یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ بلا لحاظ ڈگری عدالت بندوبست سنہ ۱۸۰۱ء کی اپیلانٹان بطور برتیا کے قابض رہنے کے مستحق تہے۔ اور یہ استدعا یہ کیگئی تہی کہ اگر استحقاق اپیلانٹان دربارہ بندوبست شکمی تسلیم بہی نہ کیا گیا ہوتا تاہم وہ اپنے مقبوضہ سے بیدخل کئے جانے کے مستوجب نہ تہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ سلسلہ ۷ صفحہ ۱۹ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۹۔

(۲) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۲۱۰ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۱۔

سنہ ۱۸۹۷ء
رام اوتار
بنام
محمد ممتاز علی

دربارہ اثر اقبال دعوے مستم کے مقدمہ محمد ممتاز علیخان بنام شیورتن گر (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا ۔

مسٹر جے ڈی مین و مسٹر سی ڈبلیو ارا تہون منجانب رسپانڈنٹ سے جواب طلب نہ کیا گیا تہا ۔

اسکے بعد ۲۰ مارچ کو حکام عالیمقام پریوی کونسل کا فیصلہ لارڈ واٹسن صاحب نے صادر فرمایا ۔

لارڈ واٹسن صاحب :۔ رسپانڈنٹ راجہ محمد ممتاز علیخان اپنے چچا راجہ امراؤ علیخان کی وفات پر ریاست بلاسپور واقعہ ضلع گونڈا کا مالک ہوا تہا جسمین تعلقہ اترولا بہی شامل ہے اسوقت رسپانڈنٹ ابہی بچہ ہی تہا اور اوسکی ریاست کورٹ آف وارڈس کے اہتمام مین اخیر سال ۱۸۶۵ء سے ۱۲ نومبر ۱۸۷۶ء تک رہی تہی جبکہ اوسنے سن بلوغ حاصل کیا تہا ۔ ماہ مارچ ۱۸۹۰ء مین اوسنے نالش حال عدالت ضلع فیض آباد مین بخلاف رام اوتار ساگرام وغیرہ کے دائر کی تہی جسمین اوسنے یہ استدعا کی تہی (۱) کہ ایک ڈگری قبضہ نسبت کل موضع محمدپور بنجارا کے صادر کیجائے جو تعلقہ اترولا مین شامل ہے (۲) وہ حکم منسوخ کیا جائے جو عدالت بندوبست نے ۳۰ جون ۱۸۷۱ء کو صادر کیا تہا جسکے روسے موضع بنجارا کے برت کی ڈگری بحق رام غلام کے صادر کیگئی تہی اور (۳) ایک ڈگری زر واصلات صادر کیجائے ۔

اپیلانٹان حال ابتدائی یا قایم مقام مدعا علیہم نالش ہین اور سوائے ایک شخص کے جسنے بذریعہ خرید کے ایک حصہ استحقاق متدعویہ دیگر مدعا علیہم کا حاصل کیا ہے وہ ایک شخص مسمی جواہر لال کی اولاد مین جسکی نسبت اہنون نے بیان کیا ہے کہ دوامی تدابع مالکانہ حقوق موضع مذکور کے اوسکو ۱۸۳۰ء مین یا اوسکے قریب راجہ محمد خان جیو کیطرف سے عطا کئے گئے تہے جو رسپانڈنٹ کا جانشین ماسبق تہا ۔ جواہر لال کے چار پسران تہے سب سے بڑا رام غلام تہا جو رام اوتار کا دادا تہا اور سب سے چہوٹا ساگرام تہا جو نالش ہذا مین ابتدائً مدعا علیہ تہا ۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ جواہر کیوفات پر اوسکے اراکین خاندان اوسکے تابع مالکانہ استحقاق واقعہ موضع بنجارا کے وارث ہوئے تہے رام غلام نے عدالت بندوبست سے ۱۸۷۰ء مین وہ حکم جسکی منسوخی کی استدعا کیگئی ہے بلور قایم مقام کے اور نیز سب جملہ اراکین خاندان کے حاصل کیا تہا بہت سے سال ہوئے تک قبل وفات راجہ امراؤ خان متوفی ۱۸۶۵ء کے ساگرام کو اوس نے بطور مہتمم اپنی جایداد کے مقرر کیا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۹۲۴ ۔ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲۴ صفحہ ۔

سنہ ۱۸۹۷ء
رام اوتار
بنام
محمد ممتاز علی

ہوا تہا اور وہ کل دوران اہتمام کورٹ آف وارڈس مین بہی اسی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

وہ دعوے جو رسپانڈنٹ نے قایم کیا ہے دراصل یہ ہے کہ جواہر لال کو کوئی علیحدہ حقوق تابع مالکانہ کا اوسکے مورث کیطرف سے نہین دیا گیا اور کہ مدعاعلیہم کو کوئی ایسا حق موضع بنجارا مین حاصل نہین اور کہ ڈگری عدالت بندوبست بحق رام غلام فریب اور سازش سے حاصل کیگئی ہے اور کہ اوس استحقاق کی موجودگی کی نسبت کوئی شہادت پیش نہین کیگئی اور نہ کوئی تحقیقات کیگئی ہے جو اوسوقت رام غلام نے بیان کیا تہا اور کہ اوسنے اپنے برادر سالگرام کو یہ تحریک کی تہی کہ ایک اقبال دعوے کورٹ آف وارڈس کیطرف سے داخل کرے جسکی بنا پر ڈگری صادر کیگئی تہی۔ اپنے جواب دعوے تحریری مین اپیلانٹان نے بیان کیا ہے کہ ابتدائی پرت پٹہ جو سنہ ۱۸۳۳ء مین راجہ محمد خان جیون نے جواہر لال کو عطا کیا تہا بروقت بندوبست سرسری کے پیش کیا گیا تہا لیکن مسل کا غذات بشمولیت دستاویز مذکور کے دوران غدر مین تلف ہوگئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو دستاویز مذکور عدالت بندوبست مین سنہ ۱۸۶۸ء سے پہلے پیش کیگئی ہوگی۔ نیز انہون نے رسپانڈنٹ کے بیان فریب سازش سے انکار کرکے بیان کیا ہے کہ رام غلام کے دعوے کا اقبال "مطابق ہدایت مہتمم کورٹ آف وارڈس کے کیا گیا تہا جس نے بعد تحقیقات کرنے کے رام غلام کو اوسکے تسلیم کرنیکی ہدایت کی تہی" اور کہ وہ اور انکے جانشینان ماسبق سنہ ۱۸۳۳ء سے موضع مذکور پر بطور مالکان کے تابع تعلقہ دار اترولا کے قابض ہین۔

چار تنقیحات صاحب جج ضلع نے تجویز مقدمہ کے واسطے قایم کی تہین (۱) آیا مدعی پر ڈگری سنہ ۱۸۶۸ء قابل پابندی نہین ہے؟ (۲) اگر نہین تو آیا دعوے حال زاید المیعاد ہے؟ (۳) اگر زاید المیعاد نہین تو آیا مدعاعلیہم موضع مذکور کے قبضہ کے مستحق بطور تابعداران برت کے نہین ہین؟ (۴) اگر وہ اسطرح پر مستحق نہین تو کس دادرسی کا مدعی مستحق ہے؟ فاضل جج نے حکام پریوی کونسل کی رائے مین غلطی سے تنقیح سوم کے ثابت کرنے کا بار رسپانڈنٹ پر عاید کیا ہے گو یہ قرار دیا جاوے کہ ڈگری سنہ ۱۸۶۸ء ایسی نہ تہی جس سے ایک امتناع نالش پیدا ہو تو خود اپنے استحقاق کے ثابت کرنیکا بار ثبوت اپیلانٹان پر تہا۔ تنقیح میعاد کے متعلق گہر د عدالتہاے ماتحت نے اپیلانٹان کے برخلاف فیصلہ کیا ہے اور اوسکے متعلق اپیل ہذا مین کوئی سوال نہین اٹہایا گیا صاحب جج ضلع نے

سنہ ۱۸۹۱ء
رام اوتار
بنام
محمد عثمان وغیرہ

۶ جنوری سنہ ۱۸۸۸ء کو تنقیحات نمبر ۱ و نمبر ۲ کا فیصلہ بحق اپیلانٹان کے کیا جن قرارداد ہائے کے رو سے تنقیح چہارم پر غور کرنا غیر ضروری ہوگیا اور ۔ پلانٹف کی نالش اوس سے معہ خرچہ خارج ہوگئی ۔ رسپانڈنٹ کے اپیل پر جوڈیشل کمشنر نے صاحب جج ضلع کے فیصلہ بربنائے تنقیحات نمبر ۱ و نمبر ۲ کو منسوخ کرکے انکا فیصلہ بحق رسپانڈنٹ کے کیا چنانچہ ایک ڈگری بحق رسپانڈنٹ کے موضعہ محمد پور پنجابا کے قبضہ کے متعلق مطابق شرائط عرضیدعوی کے صادر ہوگئی اوس نے اسقدر امر مندرجہ عرضیدعوی کے متعلق بہ زرواصلات کو خارج کیا کیونکہ کوئی شہادت بروقت تجویز کے تائید تنقیح چہارم کے پیش نہ ہوگئی تہی اور اس لئے رسپانڈنٹ کو اوسکے خرچہ بردو عدالتہائے ماتحت سے محروم کیا کیونکہ ان چند دستاویزات متعلق بہ کاروائیات عدالت بابت مورخہ سنہ ۱۸۹۱ء مین جعلی الفاظ ایزاد کئے گئے تہے

جب فیصلجات صادر کردہ صاحب جج ضلع فیض آباد و جوڈیشل کمشنر پر غور کیا جاتا ہے تو یہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی اصلی اختلاف رائے جو انکے باہن ہے تنقیح سوم کے متعلق ہے ۔ فاضل جج عدالت ضلع کی یہ رائے تہی کہ اپیلانٹان تنقیح اول کی نسبت اپنے حق مین قرارداد حاصل کرنے کے مستحق نہ ہوتے اگر وہ تنہا ہوتی ۔ لیکن بلحاظ اس امر کے کہ اوسکی رائے مین وہ ایک قرارداد زیر تنقیح سوم کے مستحق تہے اونکو جایز حقوق تابع مالکانہ بلا واسطہ ڈگری ۳۰ جون سنہ ۱۸۸۱ء کے حاصل تہے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی یہ رائے تہی کہ ڈگری سنہ ۱۸۸۱ء کافی سمجہی جانی چاہئے کیونکہ اوسکی رائے مین رام غلام اوسکے حاصل کرنیکا مستحق ہوتا اور اوس لئے وہ حاصل کی ہوتی اگر اسوقت حسب ضابطہ تحقیقات کیجاتی بجائے اسکے کہ اوس اقبال پر عمل کیا جاتا جو سالگ رام نے داخل کیا تہا جو محض کسی استحقاق مین ۵ ر ۲ پا کا حصہ رکہتا تہا جسکا کہ حوالے اوسکے بہائی رام غلام نے کیا تہا ۔ حکام موصوف کی رائے مین فاضل جج کی وجوہات بالکل کافی معلوم نہین ہوتین مگر وہ واقعات جو بروقت عطا کرنے ڈگری سنہ ۱۸۸۱ء کے موجود تہے ایسے تہے جنکو کہ اپیلانٹان بطور ایک ایسے استحقاق کے پیش نہ کرسکتے تہے جس سے تعلقدار قبضہ سے محروم کیا جاسکتا تو قرارداد متعلق بہ تنقیح اول حسب مذکورہ بالا ہونی چاہئے تہی اور اوسکے رو سے اپیلانٹان کے جواب دعوے مین خلل اندازی نہ کی جانی چاہئے تہی درصورتیکہ وہ بروئے تنقیح سوم کے اس امر کے ثابت کرنے کے قابل ہین کہ

۱۸۹۵ء

رام اوتار

بنام

محمد ممتاز علی

اُنہون نے تابع مالکانہ حقوق یکے از جانشینان ماسبق ریسپانڈنٹ سے حاصل کئے تہے۔

حکام موصوف کی رائے مین اس امر کے متعلق چندان شبہ نہین ہو سکتا کہ ہملوظی اُن واقعات کے جو بروئے ثبوت کے ظاہر کئے گئے ہین ڈگری بندوبست ریسپانڈنٹ پر قابل پابندی قرار نہین دیجا سکتی جو اوسکے صدور کی تاریخ پر نابالغ تابع اہتمام کورٹ آف وارڈس تہا اوسکی جایداد تابع اہتمام کورٹ آف وارڈس کا مقامی مہتمم ساگک رام تہا جسکی طرف سے اور دیگر اراکین خاندان جو اہرلال کیطرف سے رام غلام کی درخواست پیش کیگئی تہی تاہم صرف ساگک رام ہی عدالت بندوبست مین بطور قایم مقام کورٹ آف وارڈس کے واسطے تحفظیت حقوق ریسپانڈنٹ کے اُن مداخلت ہائے سے پیش ہوا تہا جو جواہرلال کی اولاد کیطرف سے کیجائین یہ امر یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو اعلے عہدہ دار کورٹ آف وارڈس کا اوس ضلع اور وہ مین تہا یہ تحریک کیگئی تہی کہ اُنکے استحقاق کو تسلیم کرے کیونکہ ساگک رام نے اوسکو اسی امر کی تحریک کی تہی اور اوسیکو اوسنے ہدایت کی تہی کہ درخواست مذکور پر رپورٹ کرے۔ یہ امر مشکل سے سمجھہ مین آسکتا ہے کہ ایک ایسی اعلے عہدہ دار نے ایسی تحقیقات کو ساگک رام کی تفویض مین دیا ہوتا یا اوسنے اوسکی رپورٹ پر عمل کیا ہوتا اگر اوسکو رپورٹ کنندہ کے اوس رشتہ کا علم ہوتا جو اوسکا سائلان کے ساتہہ تہا یا اس بات کا کہ اونکی درخواست کی کامیابی مین اوسکو بہی ذاتی طور پر حق حاصل ہوتا ہے۔

ساگک رام نے جیسا کہ طبعی طور پر امید ہو سکتی ہے جملہ امور کے متعلق ایک ایسی رپورٹ کی جو اوسکے بہائی کے دعوے کے حق مین مفید تہی اوس مین بیان کیا گیا ہے کہ موضع بنجارا رام غلام کا برت ہے اور کہ ۱۸۴۲ء کے شروع مین اوسنے جنگل کو صاف کرکے اوس عطیہ کے مطابق اوسکو آباد کیا تہا جو پہلے سے راجہ نے کیا ہوا تہا اور عطیہ مذکور کے بعد اوسکو بذریعہ حاصل کرنے حق چہارم اور بذریعہ ادا کرنے مالگذاری سرکار بحق راجہ کے قبضہ حاصل تہا اور کہ ۱۸۵۰ء مین موضع مذکور کا بندوبست اوسکے نام پر بحیثیت برتیا کے کیا گیا تہا اور کہ پہر ۱۸۵۹ء مین اوسی کے نام پر بندوبست کیا گیا تہا جسمین اوسکی حقیقت برت تسلیم کیگئی تہی اور کہ اہتمام کے شروع ہونے کے وقت سے کورٹ آف وارڈس نے اوسکا قبضہ جاری رکہا تہا بعد اسکے کہ وہ مالگذاری سرکار واجب الادا دربارہ موضع مذکور بمنہائی حق چہارم کے ادا کرے ان بیانات مہتمم کو معتبر جانکر ڈپٹی کمشنر نے دعوے کے قبول کئے جانیکا اختیار دیا اور اقبال دعوے حسب ضابطہ طور پر ساگک رام نے داخل کیا تہا

سنہ ۱۸۹۶ء

رام اوتار
بنام
محمد ممتاز علی

او نادسکی نسبت عدالت بندوبست نے اپنا حکم مشعر بحالی تابع مالکانہ حقوق رام غلام کے صادر کیا تہا باوجودیکہ اُس بیان کے جو اپیلانٹان نے اپنے جواب دعوے تحریری مین کیا تہا کوئی اشارہ برت پتر کا نہین کیا گیا اور نہ اس امر کا ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی ایسی دستاویز عدالت بندوبست مین سنہ ۱۸۵۷ء مین یا سنہ ۱۸۵۹ء مین پیش کیگئی تہی، ہر دو متوفہ ہائے مذکور پر موضع مذکور کا عارضی بندوبست جواہر لال کی اولاد کے ساتہہ کیا گیا تہا لیکن کوئی تحقیقات نسبت سوال استحقاق تابع مالکانہ کے نہ کی گئی تہی۔ بندوبست ہائے مذکور اغلباً اسوجہ سے کئے گئے تہے کہ وہ قابض تہے اور اُنکو اسوجہ سے آسانی ہوئی تہی کہ سالگ رام اُسوقت بھی سنہ ۱۸۶۱ء کی طرح مہتمم جائداد تہا۔

سالگ رام کا بیان بطور گواہ کے اس نالش مین لیا گیا تہا اور اُس نے ظاہر کیا تہا کہ اپنے بہائی کی درخواست پر عدالت بندوبست مین رپورٹ کرتے وقت "مین نے یہ بیان کرنا ضروری سمجہا تہا کہ رام غلام میرا بہائی ہے کیونکہ ہر ایک شخص کو معلوم تہا کہ میرا بہائی ہے" لیکن اوس نے یہ ظاہر نہین کیا کہ کیون وہ اس امر واقعہ کی اطلاع دینے سے قاصر رہا تہا کہ اوسکو درخواست مذکور کی کامیابی مین اہم فایدہ حاصل ہوتا ہے جو کچہہ اوس نے شہادت مین بیان کیا ہے سوائے اسکے اور کچہہ نہین کہ وہ اشخاص جو جواہر لال کے خاندان سے واقف تہے اوس رشتہ کو جانتے تہے جو اُسے رام غلام کے ساتہہ حاصل تہا۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل صاحب جج ضلع کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہین کہ "یہ امر اس اعمال کی حد تک پہنچتا ہے کہ اوس نے یہ رپورٹ نہ کی تہی کہ رام غلام اسکا بہائی تہا اور یہ امر واقعہ نہایت زور کے ساتہہ کل معاملہ مین اوسکی بدنیتی ظاہر کرتا ہے" حکام موصوف یہ بہی ارشاد کر سکتے ہین کہ اُنکی رائے مین یہ شک کرنا جایز ہے کہ سنہ ۱۸۶۱ء مین سالگ رام اور اوسکے برادر رام غلام کے قبضہ مین وہ دستاویزات نہ تہین جنسے وہ استحقاق تابع مالکانہ ظاہر ہوتا ہو جسکا کہ انہون نے دعوے کیا تہا یا کم از کم اُنکے پاس کوئی بہتر وجہ اس امر کی موجود تہی کہ بروقت امتحان کے دستاویزات مذکور کو عدالت بندوبست مین پیش نہ کرین حکام موصوف کو یہ قیاس کرنا چاہئے کہ ڈپٹی کمشنر کو اُن واقعات کا علم نہ تہا جنکے رو سے سالگ رام ایک ناقابل اعتبار اور خود غرض مشیر ہوتا تہا اگر اوسکو واقعات مذکورہ کا علم ہوتا تو اوسکا سالگ رام کی رپورٹ کو منظور کرنا ایک سخت ترک فرض کی حد تک پہنچتا جو بذاتہ اس امر کے لئے کافی تہا کہ عدالت بندوبست کی ڈگری کو رسپانڈنٹ پر قابل پابندی نہ رہنے دے۔

سنہ ۱۹۱۰ء
رام اوتار
بنام
محمد ممتاز علی

اب صرف یہ سوال غور طلب باقی ہے کہ آیا رسپانڈنٹان اس استحقاق تابع مالکانہ واقعہ موضع بنجارا کے ثابت کرنے مین کامیاب ہوئے ہین جو انہون نے تعلقہ دار اترولا سے قبل غدر کے حاصل کیا تھا؟ امر مذکور کے متعلق فاضل ججان عدالتہاے ماتحت نے مختلف نتائج اخذ کئے ہین۔

یہ شہادت کا بہتر نتیجہ معلوم ہوتا ہے اور فرض کیا جا سکتا ہے کہ جو تار للہ اور اُسکا خاندان کسی نہ کسی استحقاق کے روسے موضع زیر بحث پر سنہ ۱۸۵۷ء یعنی ایام غدر تک قابض تھے اسلئے سوال مابین فریقین اس تنقیح تک محدود ہو جاتا ہے کہ آیا وہ قبضہ جو انکو اس موضع مین حاصل تھا ایک حقیت تابع راجہ کیطرف منسوب ہو سکتا تھا اور کہ آیا وہ مستقل تھا یا کہ عارضی۔ رسپانڈنٹان نے علاوہ زبانی شہادت کے جو بذاتہ معاملہ استحقاق کی نسبت غیر مکتفی ہے بہت سی دستاویزات پیش کی ہین جنمین سے بعض ثابت نہین ہوئی ہین اور دیگر دستاویزات کوئی وقعت شہادت کی نہین رکھتین جبکہ سوال تعلقہ دار کے ساتھ ہو اور باقی دستاویزات کی درستی کی نسبت جو زیادہ تر دوسلے اپیلانٹ کے استحقاق کی نوعیت کے ساتھ رکھتی ہین رسپانڈنٹان نے عذر کیا ہے۔

ایک اہم وجہ جسکے روسے فاضل جج عدالت ضلع کو ایک نتیجہ بحق اپیلانٹان بربنائے تنقیح سوم اخذ کرنے کی تحریک ہوئی تھی فقرات ذیل مین ظاہر کیگئی ہے: ”دیگر دستاویزات کے روسے بلا کسی شبہ کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک شخص رام غلام کو اس موضع کا قبضہ بطور برت دار کے ایام غدر سے پہلے ۱۸۶۲ء تک حاصل تھا اور اس امر سے مدعی نے انکار نہین کیا۔ لیکن مدعی کیطرف سے باظہار اس امر کے شہادت پیش کیگئی ہے کہ رام غلام جو موضع مذکور پر قابض تھا ایک اور شخص مسمی رام غلام مصر تھا نہ کہ وہ رام غلام جس نے سنہ ۱۸ء مین ڈگری حاصل کی تھی جو ایک کالیستھ ہے۔ مدعی نے بروقت ادخال نالش حال کے یہ بیان نہ کیا تھا کہ موضع مذکور کا قبضہ ایک شخص رام غلام مصر کو حاصل تھا اور صرف ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۰۹ء کو جب آرا ۱۵ مندرجہ کالم ۱ بیان معافی دربارہ موضع متنازعہ پڑہی گئی تھین تو یہ عذر مدعی کی طرف سے اٹھایا گیا تھا۔ یہ امر مجھے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آراے مندرجہ کالم ۶ منشی کی غلطی ہے۔ ایک اور موضع موسوم بہ اجہاوا کا قبضہ رام غلام مصر کو حاصل تھا اور اس منشی نے جسنے ہر دو بیانات قلمبند کئے تھے یہ خیال کیا تھا کہ رام غلام ساکن اجہاوا و رام غلام ساکن مہمد پور دونون ایک ہی شخص تھے اور اسوجہ سے غلطی وقوع مین آئی تھی“

۱۸۹۶ء

رام اوتار
بنام
محمد ممتاز علی

حکام موصوف اس امر مین شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتے کہ اندراج بندوبست معافی جسمین رام غلام ساکن بنجارا کا ذکر بطور رام غلام قوم مصر کے کیاگیا ہے اوس منشی کی غلطی سے کیاگیا تہا جسنے کہ اندراج مذکور کیا تہا۔ بندوبست مذکور سنہ ۱۸۳۱ء مین اوسوقت کیاگیا تہا جب کہ وہ رام غلام جسنے ۳۰ جون سنہ ۱۸۳۱ء کو ڈگری حاصل کی تہی عدالت بندوبست سے عارضی طور پر قابض کیاگیا تہا۔ لیکن انکی یہ رائے ہے کہ فاضل جج نے اس قیاس کے کرنے مین غلطی کی تہی کہ ریسپانڈنٹ نے دوران نالش مین ضمنی طور پر اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ رام غلام کی نسبت یہہ قرار دیا جانا چاہئے کہ اوسکو وہ استحقاق تابع مالکانہ حاصل تہا جسکا کہ دعوے اپیلانٹان کرتے ہین اگر یہ ثابت کیاجائے کہ وہ رام غلام جسکا ذکر بطور مصر کے کیاگیا ہے دراصل ایک کالیستہہ تہا۔ حکام موصوف مسل مین کوئی ایسا امر نہین معلوم کرسکتے جس سے قیاس مذکور جائز ہوسکتا ہو۔ بیان معافی سنہ ۱۸۳۱ء اگر وہ شہادت استحقاق ہے بہی تو محض ظاہر کنندہ ثبوت اور غیر قطعی ہے یہ ثابت نہین کیاگیا کہ کسکی اطلاع پر وہ مرتب کیاگیا تہا یا یہ کہ اوسکی عبارت کا علم راجہ کو تہا گو ممکن ہے کہ انکا علم اوسکے مہتمم سالگرام کو ہو۔ شہادت مذکور کی تنہا غرض جسکا کہ فاضل جج مذکور نے حوالہ دیا ہے (یعنی شہادت گپتا پسر رام غلام مصر) یہ ظاہر کرنے کی ہے کہ وہ دستاویز جو بتائید استحقاق اپیلانٹان پیش کیگئی ہے دراصل اوسکی متعلق نہین ہے۔

اُن دستاویزات مین سے جو اپیلانٹان نے پیش کی ہین اور جنپر انہون نے انحصار کیا ہے تین دستاویزات نہایت اہم ہین اور وہ سب راجہ کیطرف سے جاری شدہ ہین اور صرف یہی تین دستاویزات از قسم مذکور مسل مین پائی جاتی ہین جیساکہ فاضل جج ان ہردو عدالتہائے ماتحت نے بیان کیا ہے انکی درستی کی نسبت نزاع کیاگیا تہا اور یہ امر اپیل ہذا مین ریسپانڈنٹ نے تسلیم نہین کیا۔ جوڈیشل کمشنر نے اسی قیاس پر اپیلانٹان کے برخلاف فیصلہ کیا ہو اور اوسنے اس امر کا فیصلہ نہین کیا کہ آیا وہ اصل ہین اور حکام پریوی کونسل نوعیت دستاویزات مذکور پر غور کرکے اُس نتیجہ سے اختلاف کرنے کے قابل نہین ہین جو اوسنے اخذ کیا ہے۔

دستاویزات مذکور مین سے دستاویز اوّل ایک رسیدہے جو سنہ ۱۸۲۳ء مین جواہرلال نے مہاراجہ محمد خان کی مہر لگاکر بعوض مبلغ مالگذاری کے تحریر کی ہے جو دربارہ بریت زمینداری موضع محمد پور المعروف بنجارا کے ہے۔

سنہ [illegible]ء
رام اوتار
بنام
محمد ممتاز علی

نیز اوس مین یہ الفاظ درج ہین ہٰذا یہ دستاویز تحریر کیگئی ہے تاکہ سند رہے،، دستاویز مذکور کی نسبت اپیلانٹ نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک تسلیم منجانب راجہ کے اوس رقم کی نسبت ہے جو اوست جواہر لال نے بطور معاوضہ عطاے دوامی حقوق تابع مالکانہ موضع مذکور کے ادا کی تہی مگر یہ قابل لحاظ ہے کہ اوس مین کوئی ذکر نہ تو شرائط یہ حقیت اور نہ اوسکی میعاد کا کیا گیا ہے۔ خیال یہ کیا گیا ہے کہ وہ امور خود دستاویز عطیہ مین درج کئے گئے ہونگے جسکی نسبت اپیلانٹان نے بیان کیا ہے کہ وہ انہون نے بروقت بندوبست سرسری پیش کی تہی اور وہ دوران غدر مین تلف ہو گئی ہے۔

دوسری دستاویز ایک پٹہ مرقومہ ۱۸۶۳ء ہے جو اہر لال مذکور بہ مُہر راجہ امراؤ علیخان واسطے اصلاف کرنے جنگل مع قوعہ موضع محمد پور المعروف بنجارا کے ہے جسکا رقبہ ایک ہزار پانچسو پانچ را[illegible] ... بیگہہ ہے پٹہ کی میعاد اسطرح پر بیان کیگئی ہے: ”وہ سات سال تک لگان رکہنی نہتی) اور آنی جنگل استعمال کرسکتا ہے اور سات سال کے بعد اوسے چاہئے کہ بہ سبکی ساتہ پیداوار جنگل مذکور بشرح بٹائی مروجہ مواضعات جنگل تقسیم کرے اور وہ اپنا حصہ چہارم بحساب اپنے برت زمینداری کے اپنی مالگذاری سرکاری مین سے لیسکتا ہے“

تیسری دستاویز ایک پٹہ مرقومہ ۱۸۶۵ء ہے اُسپر بہی راجہ امراؤ علی خان کی مُہر ہے اور وہ اُسی جواہر کے حق مین ہے اوسکے رو سے شخص مو خرالذکر کے حق مین چار سال کے عرصہ کے لئے وہی موضع محمد پور بنجارا بمبلغ ۱۱ عہ سالانہ جمع پر عطا کیا گیا ہے اور اوس مین شرط ہے کہ اوسکو یعنے جواہر لال مذکور کو بلا کسی تامل کے کاشت کرنی چاہیے اور چاہئے کہ خود وہان رہایش اختیار کرے اور اور لوگون کو بسا ے اور مالگذاری سرکار ہر سال ادا کرتا ہے اور اوسکو چاہئے کہ مالگذاری سرکاری کا حصہ چہارم بطور اپنے حق زمینداری کے حاصل کرے،،

۱۸۶۳ء کی رسید حکام پریوی کونسل کی رائے مین اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے بالکل ناکافی ہے کہ جواہر لال نے اُس سال راجہ سے ایک دوامی عطیہ حقوق تابع مالکانہ کا حاصل کیا تہا جیسا کہ اپیلانٹان نے بیان کیا ہے۔ ایسے استحقاق کا موجود ہونا اس امر واقعہ کے نامطابق ہے کہ جواہر لال نے بعد مین راجہ سے ۱۸۶۳ء و ۱۸۶۵ء مین تہوڑی میعاد کے پٹہ جات اُسی اراضی کے متعلق حاصل کئے تہے جو مطابق عذر اپیلانٹان کے پہلے ہی سے کامل طور پر بااستحقاق بہ حیثیت مالک حقوق شکمی کے اوسی کی ملکیت تہی۔

۱۸۹۷
راجہ اودیتار بنام محمد ممتاز علی

حکام عالی مقام پریوی کونسل نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اُس فیصلہ کو بحال رکھکر جسکی ناراضی سے اپیل خارج کیا گیا ہے اپیل ہذا خارج کیا جائے۔ اپیلانٹان کو چاہئے کہ رسپانڈنٹ کو خرچہ اپیل ہذا ادا کریں۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹان:۔ مسٹرز واکر اینڈ رو۔

سالسٹران منجانب رسپانڈنٹ:۔ مسٹرز ایل ولسن اینڈ کمپنی۔

۱۸۹۷
۱۸ مارچ و ۷ اپریل

باجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آر کوچ صاحب

دیبی پرشاد سنگھ و یک کس دیگر (مدعیان) **بنام** جے ناتھ سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم)

[برطبق اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ فورٹ ولیم واقع بنگال]

مالکان کنارہ دریا۔ استحقاق آبپاشی جہانکہ ندی مختلف جائدادہا میں سے گذرتی ہو۔ مساوی حقوق اوپر اور نیچے والے مالکان کنارہ دریا در بارہ استعمال آب۔ تنقیحات جنمیں واقعی حقوق اٹھائے نگئی ہوں۔

ایک مالک کنارہ دریا جہان ندی ایکی اوپر والی جائداد سے نیچی طرف بہتی ہو مستحق پانی کے رُکاؤ بلا کسی مزاحمت کے اور بلا کسی ہم کمی کے جو اوپر والے مالک سے پیدا کئے جائینگے ہے۔ جو مالک کہ جائز غرض کیواسطے صرف اُسقدر پانی لے سکتا ہے جو پانی کی رو میں بیجا خلل اندازی نہ کرے۔

نالش ہذا میں اوپر والے مالک نے اس استحقاق کا دعوی کیا ہے کہ وہ اپنی جائداد پر ندی کو بند لگا سکتا ہے اور اسقدر پانی جمع کر سکتا ہے جسقدر کہ وہ آبپاشی کیواسطے ضروری سمجھے اور صرف بقایا آب جو اگر کوئی ہے نچلے مالک کیطرف چھوڑ سکتا ہے۔ اُسکو کوئی ایسا حق حاصل نہیں جبکہ کوئی ایسا معاہدہ نچلے مالکان کیساتھ نہیں کیا گیا اور نہ اُسنے یہ حق بذریعہ استحقاق تصرف قدیم حاصل کیا ہے۔ اُسکا عام استحقاق قانونی یہ ہے کہ اغراض آبپاشی کیواسطے اُسقدر پانی حاصل کرے جو اُس پانی میں اہم بیجا واقع ہونے کے بغیر لیا جا سکے جو کہ نچلے مالکان کیطرف بہتا ہے۔ یہ امر کہ کونسی مقدار پانی کی بلا توڑنے اہم شرط مذکور کے حاصل کیجا کر استعمال کیجا سکتی ہے ایک ایسا سوال ہے جو ہر ایک مقدمہ کے واقعات سے تعلق رکھتا ہے اور وہ اہم طور پر ندی کی فراخی اور اُسکے مناسب پر مبنی ہے جو اُس پانی کو جو استعمال کیا جا سکتا ہو اُس رقبہ کے ساتھ ہو۔

نالش ہذا میں اوپر والے مالک کا دعویٰ بہت مبالغہ کیساتھ کیا گیا ہے۔ اور اصلی سوال در بارہ اُسکے مناسب حصہ کے ترک کیا گیا ہے کسی تنقیح میں امر مذکور نہیں اُٹھایا گیا اور نہ کوئی شہادت اُسکی تخمینا فیصل کرنیکے واسطے دیگئی۔ عدالت اول و عدالت اپیل اول نے ایسی مقدار آب کی ڈگری عطا کرنیکی کوشش کی تھی جو اُنکی رائے میں مناسب ہو

لیکن ہائیکورٹ نے درست طور پر یہ ظاہر کیا ہے کہ کوئی وسایل عدالت ہائے دیوانی کے پاس ایسے موجود نہ تھے جن کے ذریعہ سے
اوپر والے مالک کے حق محدود تر استحقاق کی ڈگری بہ نسبت اُس مبالغہ آمیز حق کے صادر کیجا سکتی
تھی جسکا کہ دعوی کیا گیا ہے اور نالش درست طور پر خارج کیگئی تھی۔

اپیل بناراضی ڈگری (۱۹ مئی ۱۸۹۳ع) مصدرہ ہائیکورٹ مشعر تنسیخ ڈگری (۳۰ جون ۱۸۹۱ع) مصدرہ
سب آرڈینیٹ جج شاہ آباد جسنے تفصیل کو تبدیل کرکے وہ ڈگری (۱۲ دسمبر ۱۸۸۹ع) بحال رکھی تھی جو منصف
سہسرام نے بحق مدعی صادر کی تھی۔

مدعیان اپیلانٹان حال نے دراصل یہ دعوی کیا تھا کہ وہ ندی کدرا کی پانی کو بلا مزاحمت کے اغراض آبپاشی
میں استعمال کرنیکے مستحق ہیں جو انکے موضع رامگڈہ واقعہ شاہ آباد میں سے گذرتی ہے اور انکا یہ استحقاق بذریعہ
استحقاق مدعا علیہم محدود نہیں ہو سکتا جو اُن مواضعات کے مالکان ہیں جو ندی کی نچلی طرف کو واقع ہیں۔
رامگڈہ مابین موضع چکہریا ملکہ مہاراجہ ڈمراؤں بجانب جنوب مواضعات ناتا و کہاجہ نراین پور
مملوکہ مدعا علیہم کی بجانب شمال کے واقع ہے۔ ندی کدرا کا بہاؤ جنوب کیطرف سے بجانب شمال ہے اور وہ جملہ
مواضعات مذکورہ میں سے گذرتی ہے مدعیان حال نے قبل ۱۸۸۲ع کے ایک بند ندی مذکور پر موضع چکہریا میں
اپنی اراضیات کے اوپر کیطرف بنایا تھا تاکہ کدرا کا پانی ایک تالاب حوض میں جمع ہو جسکا رقبہ قریب ۵۰ بیگہ
ہے جو اُنہوں نے اپنے موضع رامگڈہ میں اغراض آبپاشی کے واسطے بنایا ہے۔ اُس موقع پر ایک برخلاف دو
نالشات سنہ ۱۸۸۲ع میں واسطے اُٹھانے بند مذکور کے دائر کیگئی تھیں ایک نالش منجانب راجہ کے تھی
اور دوسری مدعا علیہم حال کیطرف سے۔ تنازعہ مذکور کا اختتام ۱۹ نومبر ۱۸۸۵ع کو فیصلہ ہائیکورٹ (ولسن صاحب
و اوکینلی صاحب جسٹسان) کے ہوا تھا جسکے رو سے ڈگریات مقامی عدالتہائے شاہ آباد مشعر انہدام
بند مذکور بحال رکھی گئی تھیں۔

ازان بعد مدعیان نے دوسرے ایک بند کے بنانیکی کوشش کی تھی تاکہ کدرا کا پانی اُسی غرض سے
خود اپنے موضع رامگڈہ کی حدود کے اندر حاصل کریں۔ بند مذکور مدعا علیہم نے گرا دیا جسپر مدعیان نے
نالش حال ۹ جنوری ۱۸۸۹ع کو رجوع کی۔

عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ بعد فیصل ہونے نالشات مذکور کے مدعیان نے ایک بند ندی
کدرا میں خود اپنے موضع رامگڈہ کی حدود کے اندر واسطے پر کرنے تالاب یا حوض کے بنایا تھا۔ اور کہ
مدعا علیہم نے اپنی نمبر سنہ ۱۸۸۸ع میں بند مذکور کو گرا دیا ہے اور افعال مذکور کی نسبت مدعیان اپنی رجوع
بعدالت قومی دار کے ہاتھ کوئی چارہ جوئی حاصل نہیں کر سکے۔ اسلئے نالش حال واسطے دلا پانے

۱۸۹۷ع
دیبی پرشاد سنگھ
بنام
جے ناتھ سنگھ

سنہ ۱۸۹۷ء

دیبی پرشاد شکلہ
بنام
جے ناتھ سنگھ

ہرجانہ اُس نقصان کے جو پہنچا ہے اور واسطے اِس استقرار حق کے دائر کیگئی ہے:-

"کہ مدعیان مستحق اس امر کے ہیں کہ ندی میں بند لگا کر اسکے پانی کو اپنے تالاب کیطرف لیجائیں جو مدعیان کی جائداد کی اندر ہے۔ اور یہ کہ مدعا علیہم کو کوئی حق حاصل نہیں کہ مدعیان کی مزاحمت کسی بند کے ندی میں جانب مدعا علیہم اوپر لگائے جانے میں کریں"۔

عرضی دعوی میں یہ بیان بھی کیا گیا تھا:-

"مدعیان یہ ادعا کرتے ہیں کہ بلا واسطہ کسی فیصلہ عدالت کے وہ بحیثیت مالکان کنارہ دریا کے کامل استعمال آب دریا کے مستحق ہیں جو انکی جائداد میں ہو کر گذرے اور غرض مذکور کے واسطے وہ مستحق ہیں کہ کوئی بند ندی کی تہ پر اپنی جائداد کی حد کی اندر تعمیر کریں اور کوئی رستہ پانی کو اپنے تالاب واقع راگڈھ میں اغراض آبپاشی کے واسطے لیجانے کیلئے بنائیں"۔

"مدعا علیہم بحیثیت مالکان کنارہ دریا کے جو بہت نیچے ہیں صرف اسقدر پانی کے مستحق ہیں جو بعد پر کیے جانے مدعیان کے تالاب واقعہ راگڈھ کے باقی رہے"۔

اپنے جواب دعوی تحریری میں مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ زائد از عرصہ ساٹھ سال سے ندی کا پانی بلا کسی مزاحمت کے مواضعات ماتا و کہاجہ و نرائن پور میں بہ گذرتا ہے جو راگڈھ سے نیچے کیطرف انکی ملکیت میں ہیں۔ اور یہ کہ انہوں نے ایک استحقاق استعمال حاصل کیا ہے جسمیں مدعیان جائز طور پر دست اندازی نہیں کر سکتے۔ اہم تنقیحات حسب ذیل تھیں:-

"آیا مدعیان کا استحقاق دربارہ لیجانے پانی کے ندی کے بہاؤ سے راگڈھ تالاب کیطرف کسی عدالت مجاز سے قرار دیا گیا ہے؟ آیا انہوں نے استحقاق آسائش دربارہ استعمال ندی کے پانی کی بغرض آبپاشی زائد از عرصہ ۲۰ سال کے استعمال سے حاصل کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو کہاں؟ اور یہ کہ آیا وہ ایک جدید بند موقع پر بند بنانیکے مستحق ہیں درصورتیکہ پہلا بند واقع چکہر با حکم عدالت سے اُٹھا یا گیا ہے؟"

"آیا مدعیان بطور مالکان ساحل دریا کی ندی کا پانی تالاب راگڈھ میں اغراض آبپاشی اراضیات موضع مذکور کے واسطے لیجا سکتے ہیں اور آیا مدعیان کا وہ حق ابتک موجود ہے؟"

"کس ہرجانہ یا دادرسی کے مدعیان مستحق ہیں؟"

منصف نے اس سوال متعلق بہ حقوق مدعیان کا فیصلہ کیا کہ آیا بحیثیت مالکان ساحل دریا بار بردیگر باتیں کامل وہ مستحق ہیں کہ اپنے تالاب کو پر کرنیکے واسطے جسقدر پانی چاہیں بلا لحاظ ضرر ہائے مدعا علیہم کے لیجائیں اُسکی یہ رائے تھی کہ انکو قانوناً کوئی ایسا حق حاصل نہ تھا اور اُسنے امر مذکور کے متعلق بہت سی سندات کا حوالہ دیا ہے

سنہ ۱۸۹۶ع
دیبی پرشاد سنگھ
بنام
جے ناتھ سنگھ

مگر انکی یہ بھی رائے تھی کہ گو مدعیان استقرار استدعت کے مستحق نہیں ہیں تاہم وہ مناسب حصہ آب ندی کے اس غرض کیواسطے مستحق ہیں کہ وہ اپنے موضع کی آبپاشی کے قابل ہوں بلا اسکے کہ نچلے مواضعات کی آبپاشی میں خلل اندازی واقع ہو۔ آپنے اپنے فیصلہ کو اسطرح پر ختم کیا ہے :-

"میری یہ رائے ہے کہ مدعیان مناسب حصہ آب ندی کے اسغرض سے مستحق ہیں کہ اپنے موضع کی آبپاشی کرنیکے قابل ہوں لیکن نچلے مواضعات کی آبپاشی میں خلل واقع نہو۔ اس مضمون پر کامل غور کرنیسے اور نالشات متعلقہ روئداد اپیل کی جرح سے جو حاصل ہوئی مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اگر حکم کے ساتھ جب تک بطور ضمیمہ کے مناسب ہدایات درج نہوں تو وہ بسا اوقات غیر مفید ثابت ہوگا اور عموماً اسکے اجرا میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ وہ حکم جسکو میں اب صادر کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ مدعیان مناسب استعمال حصہ آب کے لئے ندی کے مستحق ہیں جس سے مدعا علیہم کی آبپاشی اور ندی کے رد میں ایسا خلل اندازی نہو۔ اُس موقع پر جہانسے وہ پانی کا راستہ کاٹنا چاہتے ہیں وہ ایک مستقل یا عارضی تعمیر بنا سکتے ہیں خواہ پختہ ہو یا خام اور خواہ کنارہ پر ہو یا ندی کی تہ پر لیکن اُسے کامل طور پر ندی کا پانی مسدود نہونا چاہئے جس سے وہ اسقدر پانی لے سکیں جو کل ندی کے پانی کے چہارم حصہ سے زیادہ نہو جو اس موقع پر پہنچتا ہو۔ اگر اس حکم کے موثر کرنیکے واسطے یہ ضروری معلوم ہو کہ پانی کاٹنے کی جگہ حدود درالگدہ کے اندر کسی اور جگہ تبدیل کیجانی چاہئے تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔ اگر بعد تخمینہ کیئے جانے (اگر ایسا کرنا ممکن ہو) اُس تمام پانی کے جو پہاڑ وں سے ندی میں آتا ہے چہارم حصہ کے روکا جانا نچلے مالکان کیواسطے کافی مقدار پانی کی نہ چھوڑے تو وہ پنجم حصہ تک کم کیا جاسکتا ہے۔ دیگر ہدایات اُس کمشنر کے نام جاری کیجانی چاہئیں جو انجنیران صیغہ آبپاشی میں سے بروقت اجرائے حکم ہذا کے منتخب کیا جائیگا جیسا کہ عدالت ہذا نے بعض مقدمونمیں کیا ہے جبکہ یہ حکم اجرا کیواسطے پیش ہوا تھا مثلاً دربارہ تبدیل کرنے فراخی و عمق ندی کے۔

اگر اس حکم کا اجرا بلا ایک بند کے کل ندی کے آر پار لگائی جانیکے ناممکن ثابت ہو تاہم ایسا ہی کیا جانا چاہئے لیکن اُس بند میں سوراخ رکھے جانے چاہئیں تاکہ کامل طور پر پانی کی رو بند نہو جائیگا۔ پانی کا رُخ تالاب کیطرف پھرایا جاسکتا ہے لیکن اُس میں عارضی طور پر بھی پانی کا رو بند نہونا چاہئیے۔

"اُسوقت تک حکم کی تعمیل کامل طور سے نہیں کیگئی معاملات ابھی ویسے ہی رکھے جانے چاہئیں جیسے کہ وہ ہیں۔ بربنائے واقعات موجودہ کے مدعیان کو ہرجانہ نہیں دلاتا خواہ اُنکو کوئی نقصان بھی پہنچا ہو نالش کی ڈگری حسب بند کو وہ بالا صادر کیجانی چاہئیے۔ فریقین حسب واقعات ہذا اپنا اپنا خرچہ خود برداشت کرینگے"۔

فریقین نے صاحب جج کی عدالت میں اپیل کیا۔ سبارڈینیٹ جج نے منصف کی ڈگری کی ترمیم اسوجہ پر کی کہ وہ طریق اجرائے ڈگری جو مقرر کیا گیا ہے مشکل سے عمل میں آسکتا ہے اور اُسنے اپنا فیصلہ حسب ذیل ظاہر کیا :-

۱۸۹۶ء
دیبی پرشاد سنگھ
بنام
جے ناتھ پرشاد سنگھ

"بھوجو ملی ندی کی وسعت اور اُس حاج کو جو ادپر والے مالکان ساحل دریا نے اسطرحپر اختیار کیا ہے کہ ندی کے آر پار ایک
بند عارضی طور پر لگا دیتے ہین تاکہ پانی اپنی اراضیات کیطرف لیجاتے ہین اور بھوجو ملی اونچی سطح مدعیان کے تالاب مین مجوزہ عیان
کے مقمین یہ قرار دیتا ہون کہ مدعا علیہ عارضی طور پر ندی کے آر پار ایک بند اپنے موضع کی حدود کے اندر لگانیکے مستحق ہین اور اسطرحپر ندی کا
پانی بوساطت نالیونکے اپنی اراضیات کیطرف لیجاسکتے ہین اور اگر ضرورت سمجھین تو انگڈہ کے تالاب کیطرف لیکر
بند مذکور ہر ایک فصلی مہینہ کے پہلے سات یوم مین ڈالا جاسکتا ہے اور مدعیان خود مدعیان کے خرچ کو آٹھوین دن اُٹھا یا جانا چاہیے
تاکہ عرصہ مذکور مین کامل استحقاق پانی کی نسبت حاصل ہوگا اور اسکے بعد پانی نیچلے مالکان ساحل کیطرف جائیگا۔
منصف کا حکم اسقدر درست ہوسکتا ہے لیکن پانی کا اسطرحپر مسدود کرنا ناممکن ہے جس سے صرف چوتہا حصہ مدعیان
کیطرف جانہ کر اُس سے زیادہ۔ اور ساتہہ ہی باقی پانی کا رو بہی جاری رہے۔
مین کوئی وجہ سرجانہ کی دلانیکی نہین دیکھتا۔ اور مین ہر ایک فریق کو اپنا اپنا خرچہ خود برداشت کرنیکی ہدایت کرتا ہون
اُس ترمیم کے ساتہہ منصف کا فیصلہ بحال رکہا جاتا ہے"
فریقین نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جسکا فیصلہ (مصدرہ مکیفرسن صاحب و بینرجی صاحب جسٹسان)
بعد بیان کرنے عرضیہ دعوی اور کارروائیات عدالت اول کے اسطرحپر تحریر کیا گیا ہے :۔
"فریقین نے ڈگری مذکور کی ناراضی سے اپیل کیا ہے اور عدالت اپیل تحتانی نے بالعموم اُس رائے کو بحال رکھکر جو منصف نے
دربارہ حقوق فریقین کے اختیار کی تہی مناسب طور سے قرار دیا ہے کہ ڈگری منصف دربارہ اُس طریق کے جسکے مطابق مدعیان
کو چوتہا حصہ پانی کا حاصل کرنا چاہیے عمل مین نہین آسکتی ہے لیکن بوجہ عدم موجودگی کسی اور اظہار رائے دربارہ اس امر کے کہ پانی
کی رو کسطرحپر محدود کیجانی چاہیے۔ اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ سب سے آسان طریق یہ قرار دینے کا تہا کہ مدعیان مستحق ہین کہ ایک عارضی
بند ندی کے آر پار اپنے موضع کی حدود کے اندر بغرض اسکے کہ کل پانی کو استعمال کرین ہر فصلی ماہ کے پہلے سات یوم تک لگایا کرین اور
باقی مہینہ مین بند مذکور اُٹھا یا جائے تاکہ پانی کی کل رو بلا کسی مزاحمت کے جاری رہے۔
"کسی عدالت نے یہ ظاہر نہین کیا کہ کس بنا پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ مدعیان چہارم حصہ پانی کے مستحق ہین اور اگر وہ تجویز
جو منصف نے بتائی تہی ناممکن تہی تو وہ تجویز بہی جو سب آرڈینیٹ جج نے اختیار کی ہے ویسی ہی قابل اعتراض ہے اور کسی فریق
کو اُس سے تشفی نہین ہوئی۔ وہ ایک بہت نادرست طریق اُس مشکل کے حل کرنیکا ہے جو بلاشبہ طور پر صورت حال مین موجود ہے
اور نیز چند دیگر مقدمات از قسم حال مین اور وہ طریق سوائے رضامندی فریقین کے اختیار نہین کیا جاسکتا۔ یہ امر صریح ہے کہ کتنا بہت
سخت مشکلات پیدا ہوسکتی ہین اگر اُن تنازعات کے فیصل کرنیکا یہی طریق اختیار کیا جائے جو مابین اوپر والے اور
نیچلے مالکان ساحل دریا کے پیدا ہوا ہے۔ یہ امر صریح ہے کہ وہ استحقاق جو مدعیان قائم کرانا چاہتے تہے ایک غیر محدود
استحقاق دربارہ مسدود کرنے پانی کی رو کے تہا تاکہ وہ اُس پانی کو اُس حد تک استعمال مین لاسکین جہانتک کہ وہ کسی

چوہدری شام نگر بنام ... [illegible]

وقت مناسب ہمین خواہ اُس حد کو مقرر کرنے ... [illegible] ... علاقہ تھا
طور پر اس امر کے قرار دینے مین درستی پر نہین تھے کہ قانوناً مدعیان کو وہ حق حاصل نہ تھا اور نہ کوئی سند اس مخالفت نتیجہ
کے اخذ کرنے ... [illegible] ... گئی ہو ... مدعی کا یہ دعوی نہ تھا کہ اگر وہ وسیع استحقاق ... ثابت کرنے سے قاصر ہون
تو وہ کسیقدر کمتر ... کے مستحق ہین یا کہ وہ ایک محدود حد تک بند کی تعمیر کرنیکے مستحق ہین تاکہ انکو کسیقدر پانی ملتا رہے
اور مدعا علیہم کو باقی پانی ... [illegible] ... واسطے ... کوئی استحقاق ... بیان نہ کیا گیا تھا اور
جب ... استحقاق متدعویہ قائم نہ کیا جا سکا تو ہماری رائے مین عدالتہائے ماتحت نے اُس محدود ... کے ... کرنے مین غلطی کی ہے
... [illegible] ...
... [illegible] ... دریا کو حقوق کے نہین کیا جا سکتی۔

... [illegible] ... کیا گیا ہے کہ مدعیان کم از کم اپنے دعوی ... فیصلہ کرانیکے مستحق ہین۔ اور عدالتہائے ماتحت نے
اس اصول کو نہین سمجھا جس پر کہ دعوی مذکور مبنی ہے۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ مدعیان کا بنائے دعوی اُس بند کے گرا دیجانے
سے پیدا ہوا تھا جو کہ انہون نے تعمیر کیا تھا۔ اور کہ وہ معاوضہ کے مستحق ہین اُس نقصان کا معاوضہ جو انہدام
مذکور سے اور اُس نقصان زراعت سے وقوع مین آیا ہے جو انہدام مذکور کے باعث ہوا تھا ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو
لیکن اس طریق کے مطابق نہ تو عدالت اول اور نہ عدالت اپیل ماتحت مین دعوی کیا گیا تھا جیسا کہ قبل ازین
بیان کیا گیا ہے وہ استحقاق جسکا دعوی مدعیان نے کیا تھا نہایت وسیع قسم کا تھا یعنے کل پانی کی رو اُس حد تک
مسدود کرنیکا جہانتک کہ اُسکا کل پانی تالاب واقع ... [illegible] ... کیطرف بہکر آجائے۔ عرضیدعوی مین کوئی ایسا
موجود نہین جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ بند جو انہون نے ... [illegible] ... مین تعمیر کیا تھا اور جسکو مدعا علیہم نے گرا دیا تھا
ایک ایسا بند تھا جس سے کل پانی کی رو مسدود نہوتی تھی اور اُسکے روکنے سے مدعا علیہم کو بحیثیت نچلے مالکان ساحل
دریا کے ایک کافی مقدار پانی کی مہیا ہوسکتی تھی جسکے کہ وہ مستحق تھے۔ عدالتہائے ماتحت نے یہ خیال کیا ہے اور عرضی
دعوی کو پڑھکر ہمین معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے مناسب خیال کیا ہے کہ وہ بند جو مدعیان نے قائم کیا تھا اور جسکا
مدعا علیہم سے گرایا جانا بیان کیا جاتا ہے طول و عرض مین اُسیقدر تھا جسقدر کہ مدعیان نے صورت حال مین تعمیر کرنیکے حق
ہونیکا دعوی کیا ہے۔ پس اگر مناسب تنقیح اُٹھائی نہ گئی تھی تو وہ ہماری رائے مین مدعیان کا قصور تھا اور
اب جبکہ یہ تنازعہ زائد از عرصہ چار سال تک جاری رہا ہے یہ استدعا کرنا بعید از وقت ہے کہ مقدمہ واپس بھیجا
جانا چاہئے اور مناسب تنقیح مرتب کیجانی چاہئے۔ ہماری رائے مین چونکہ مدعیان اُس خاص استحقاق کے ثابت
کرنے سے قاصر رہے ہین جو کہ انہون نے بیان کیا ہے اور جبکہ کہ ہم نے ابھی حوالہ دیا ہے اسلئے انکی نالش خارج کیجانی چاہئے
اس قسم کے مقدمات مین عام الفاظ مین یہ بیان کرنا ناممکن ہے کہ فریقین کے کیا حقوق ہین۔ کوئی ایسے مسایل

سنہ ۱۸۹۶ء

دیبی پرشاد سنگہ
بنام
جگناتہ سنگہ

اسکے بعد - اپیل کو حکام عالیمقام پریوی کونسل کا فیصلہ لارڈ واٹسن صاحب نے صادر فرمایا۔

لارڈ واٹسن صاحب :- اپیلانٹان محال رانگڈہ کے مالکان ہین جسمین تین مواضعات شامل ہین جنمین سے ایک ندی بہتی ہے جسکا نام سیر موقعہ پر کدرا ہے اور اسکی رو جنوب سے شمال کیطرف ہے قبل اسکے کہ وہ جنوب کیطرف سے رانگڈہ مین داخل ہو ندی کدرا قریب کے مواضعات جکہریا ملوکہ مہاراجہ دمراون مین سے ہوکر گذرتی ہے - اور موضع رانگڈہ مین سے ہوکر مواضعات ناتا دکہا جاد نراین پور کیطرف چلی جاتی ہے جو رسپانڈنٹان اپیل ہذا کی ملکیت ہین۔

اپیلانٹان ایک موقع پر آبپاشی کے واسطے اُس پانی کو استعمال کرتے تہے جو کدرا میں سے آتا تہا جو ایک تالاب واقع رانگڈہ مین جمع کیا جاتا تہا قبل اسکے کہ وہ زمین کی سطح پر چہوڑا جاے پانی کا رو موضع جکہریا کے قریب ندی کی تہ پر ایک بند کے تعمیر کرنیسے تبدیل کیا گیا تہا جو مہاراجہ دمراون کی ملکیت تہا جسمین سے پانی بذریعہ ایک نالی کے اپیلانٹان کے تالاب کیطرف اراضیات جکہریا کے بیچ مین سے لایا جاتا تہا - نالی مذکور کی سطح ندی کے پانی کی سطح سے عام بہاو کے وقت اونچی رہتی تہی قبل اختتام سنہ ۱۸۸۸ء کی اپیلانٹان نے بند کی تعمیر مین کسیقدر تبدیلی کی جسکے باعث دو جداگانہ نالشات اُنکی برخلاف واسطے رفع کرنے بند مذکور کے ایک سپانڈنٹان حال کیطرف سے اور دوسری مہاراجہ دمراون کیطرف سے دایر کیگئی تہین -

نالشات مذکور منصف سسرام کے روبرو پیش ہوئین جس نے دونون کی تجویز یکجا کی اور دونون کے متعلق حکم ذیل صادر کیا :-

"کہ ایک ترمیم شدہ ڈگری ہر دو نالشات ہذا کی نسبت واسطے رفع کئے جانے بند متنازعہ کے صادر کیجائے - یہ امر فیصل کیا گیا ہے کہ بند مذکور جدید تعمیر کیا گیا ہے اور کہ مدعیان اسکے رفع کرانیکے مستحق ہین - مدعیان و مدعا علیہم ہر دو نالشات مستحق ہین کہ اپنی اراضیات کی آبپاشی بہاو کے پانی سے کرین اور کہ وہ نالی جو تالاب رانگڈہ کیطرف جاتی ہے قدیمی ہے اور مدعیان اُس نالی کے بند کرانیکے مستحق نہین ہین اور کہ مدعیان و مدعا علیہم نالش نمبر ۳۳۹ (نالش مہاراجہ) مستحق اس امر کے ہین نہ ایک عارضی بندسی خاص مقام پر لگائین لیکن جو ایسا نہو کہ اُس سے مدعیان اور دیگر مالکان بجانب شمال کے حقوق مین خلل انداز ی ہو -"

سنہ ۱۹۰۶ء
دیبی پرشاد سنگھ
بنام
بجے ناتھ سنگھ

ڈگری مذکور کی ناراضی سے سبارڈینیٹ جج شاہ آباد کے پاس اپیلہاے کئے گئے تھے اور ان بعد ہائیکورٹ
مین جنکا نتیجہ یہ ہوا تہا کہ مابین فریقہاے اپیل ہذا کے ڈگری مذکور بحال رکہی گئی تہی اور مابین اپیلانٹان حال اور
مہاراجہ کے وہ اہم طور پر تبدیل کیگئی تہی بالآخر یہ فیصل ہوا تہا کہ اس سوال مین جو مابین اوسکے اور اپیلانٹان کے
ہو ہماری یہ راے ہے کہ اپیلانٹان کو کوئی حق نسبت تعمیر کرنے بند کے موضع چکہر یا کے اندر حاصل نہین ہے تاکہ ندی
کہرا کا پانی اُس نالی مین لائین جو تالاب کیطرف جاتی ہے ۔
ان تنازعات کا آخری فیصلہ ماہ نومبر ۱۸۹۸ء تک نہ کیا گیا تہا اور ان بعد اپیلانٹان نے ایک بند ندی کہرا
مین خود اپنی جایداد کے اندر لگایا اور انہون نے ایک جدید نالی تعمیر کی جسمین سے پانی انکے حوض کیطرف جاتا تہا بند
مذکور رسپانڈنٹان نے تلف کردیا تہا چنانچہ اپیلانٹان نے ایک درخواست عدالت فوجداری مین انکے برخلاف کی
جو ان دسمبر ۱۸۹۸ء کو اسوجہ سے نامنظور کیگئی تہی کہ انکو چاہیے کہ اپنا استحقاق عدالت دیوانی مین قایم کرین اسلیے نالش
حال عدالت منصفی سہسرام مین ۹ جنوری ۱۸۹۹ء کو رجوع کیگئی تہی ۔
مرجع دعوے کے الفاظ پر غور کرنا اسوجہ سے ضروری ہے کہ وہ حقوق جنکا ذکر اوس مین کیا گیا ہے اور وہ
چارہ جو یہاے جنکی استدعا کیگئی ہے اہم وجوہ تجویز ہائیکورٹ کی بناتے ہین جسکے کہ اپیلانٹان نالش حال شاکی ہین
عرضیدعوے مین بالآخر اپیلانٹان کے استحقاق کے قرار دیے جانے کی استدعا کیگئی ہے جسمین رسپانڈنٹان کے
افعال کا عدم جواز شامل ہے جسکے روسے انہون نے بند کی تعمیر مین خلل اندازی کی ہے اور استقرار مذکور کے بعد ایک
حکم امتناعی کی استدعا کیگئی ہے جسکے روسے رسپانڈنٹان آیندہ کے واسطے ایسے افعال کے کرنے سے باز رکہے جائین
اور بذریعہ ہرجانہ کی استدعا اوس نقصان کی نسبت کی گئی ہے جو اپیلانٹان کو پہنچا ہے اوسمین کل چہ نتایج مرجع مین
نتیجہ اول جو باقی نتایج کی بنا ہے اس امر کے قرار دلانے کا ہے کہ مدعیان مستحق ہین کہ دریا کے پانی کو اپنے تالاب
رام گڈہ کیطرف بذریعہ تعمیر کرنے بند وغیرہ کے کسی مقام پر جو انکی جایداد کے اندر ہو لیجائین اور کہ مدعا علیہم کو کوئی
حق مدعیان کی مزاحمت کرنیکا کسی بند کی تعمیر مین حاصل نہین ہے جو انکی جایداد سے باہر دریا مین بنایا جاوے اور وہ
افعال مدعا علیہم جنکا ذکر کیا گیا ہے ناجایز ہین" دوسرا نتیجہ ایک حکم امتناعی کی نسبت ہے جسکے روسے رسپانڈنٹان
آیندہ کے واسطے ایسے ناجایز افعال کے کرنے سے باز رکہے جائین باقی دو نتایج ہرجانہ کے واسطے ہین تیسرا

سنہ ۱۸۹۷ء

دیبی پرشاد سنگھ
بنام
جوناتھ سنگھ

نتیجہ اوس نقصان کے متعلق ہے جو پہلے سے بذریعہ گرائے جانے بند کے پہنچا تہا اور چوتہا اوس نقصان کے متعلق ہے جو اسوقت تک پہنچنے والا تہا جب تک کہ اپیلانٹان عدالت کے حکم سے اس قابل نہ بنائے جائیں کہ دریا کا پانی تال واقعہ رام گڈہ کیطرف لیجائین - پانچوان نتیجہ ایسی ڈگری کے متعلق ہے ”جو عدالت کو مناسب معلوم ہو واسطے بلا مزاحمت بہاؤ پانی نکے دریا کیطرف سے بطرف تالاب مذکور بغرض آبپاشی“ اور چہٹا اور آخری نتیجہ خرچہ مقدمہ کی نسبت ہے -

استحقاق ایک مالک ساحل دریا کا واسطے تبدیل کرنے رَو اور استعمال کرنے پانی نکے بغرض آبپاشی بلا شبہ طور پر عرضیدعوے مین کمتر بیان نہین کیا گیا - وہ استحقاق جسکا کہ دعوے اپیلانٹان نے نتیجہ اول مین کیا ہے کمتر وسیع الفاظ مین متن عرضیدعوے مین کیا گیا اور وہ نہ تو اُس استحقاق سے کم اور نہ زیادہ ہے جو اوپر والے مالک کو دربارہ مسدود کرنے دریا کے پانی نکے اپنی جایداد کے اندر اور واسطے جمع کرنے اُس قدر پانی کے حاصل ہے جو اغراض آبپاشی کے واسطے ضروری ہو اور وہ صرف باقی پانی اگر کوئی باقی ہو تو نچلے مالکان کیطرف چہوڑ سکتا ہے - بصورت عدم موجودگی ایسے استحقاق کے جو بر بدلے اوس معاہدہ کے جو نچلے مالکان کے ساتہہ کیا گیا ہو حاصل کیا گیا ہو یا بروے تصرف قدیم کے قانوناً کسی ایسے استحقاق کو تسلیم نہین کیا گیا - عام استحقاق ایک مالک بحیثیت اپیلانٹان کا یہ ہے کہ اوس قدر پانی لیکر اغراض آبپاشی مین صرف کرے جو اُس مقدار آب کو بہت کم کرنے کے بغیر حاصل ہو سکے جو نچلے مالکان ساحل دریا کیطرف بہ رہا ہو اور جس سے اوسکی نوعیت مین فرق نہ آئے یہ امر کہ کونسی مقدار آب بغرض اہم شرط مذکور کے لیجا سکتی ہے جملہ صورتون مین ایک سوال واقعات سے جو زیادہ تر دریا کے عرض اور اُس تناسب پر مبنی ہے جو استعمال کردہ پانی کو کل تعداد آب کے ساتہہ حاصل ہو -

عرضیدعوے مین کوئی بیان نسبت نوعیت اوس بند کے نہین کیا گیا جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ ناجایز طور پر رسپانڈنٹان نے گرا دیا ہے اور نسبت اُس مقدار آب کے جو ندی کے ذریعہ سے تال رام گڈہ کیطرف پہیر گیا تہا اور کوئی تنقیح اس سوال کے تصفیہ کرنے کیواسطے قایم نہ کیگئی تہی کہ آیا وہ بند جو تلف کیا گیا تہا ایسا بند تہا جسکے تعمیر کرنے کے مستحق اپیلانٹان جایز طور پر تہے - تاہم یہ امر صریح ہے کہ جب تک اُس سوال کا فیصلہ بحق اپیلانٹان نہ کیا گیا ہو - تب تک کوئی حکم امتناعی جاری نہین کیا جا سکتا اور نہ کوئی ڈگری ہرجانہ رسپانڈنٹان کے برخلاف صادر کیجا سکتی ہے -

سنہ ۱۸۹۹ء
دیبی پرشاد سنگھ
بنام
جونا تہ سنگھ

نیز عرضیدعواے مین کوئی ذکر در بارہ طول وعرض و نوعیت اوس بند کے ہنین کیا گیا جسکے تعمیر کرنیکے مستحق ہونیکا دعواے اپیلانٹان بمنظوری عدالت کرتے ہین اور نسبت اوس مقدار پانی کے جو اوس کی وجہ سے وہ ندی کدرا مین سے لے سکتے ہین اور اوس کے پہر ندی مین واپس بہیجے جانے کی نسبت کوئی شرط ہنین کیگئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے اس امر واقعہ کو نظر انداز کیا ہے کہ اون کا استحقاق نسبت حاصل کرنے پانی کو اور وہ مقدار جسکے کہ حاصل کرنیکے وہ مستحق ہین ایسے امور تہے جو ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے تہے اور وہ انہی امور پر منحصر تہے جنکا کہ ذکر اونہون نے ہنین کیا اور اونہون نے ایک ایسے استحقاق پر انحصار کیا ہے جو بدانتہ مبالغہ آمیز ہے۔ افسوسناک نتیجہ یہ ہے کہ کوئی تنقیح قایم کردہ بمقدمہ ہذا حکام موصوف کی رائے مین ایسی نہین ہے جسکا کافی جواب بلا تحقیقات اون امور کے دیا جاسکے جو نہ تو بیان کئے گئے ہین اور نہ اونکی نسبت ثبوت دیا گیا ہے رسواے اون تنقیحات کے جنکا تعلق قانون میعاد کے ساتہہ ہے جن کی کوئی بنا در اصل معلوم نہین ہوتی)

یہ عجیب بات ہے کہ ہر ایک فریق نے یکسان اعتماد کے ساتھ اون ڈگریات پر جو نالشات ماقبل متعلق بہ بند تعمیر کردہ بموضعہ چکدیا مین حاصل کیگئی تہین۔ اپنے حق مین بطور امر فیصل شدہ کے انحصار کیا ہے۔ وہ ڈگری جو مہاراجہ دمراؤن نے حاصل کی ہے امر فیصل شدہ نہین اور مقدمہ حال مین خلل اندازی نہین کرسکتی اوس نالش مین جو رسپانڈنٹان حال کی تحریک سے کیگئی تہی یہ امر بلاشبہ طور سے قرار دیا گیا تہا کہ ہر دو فریقہاے اپیل ہذا اغراض آبپاشی کے واسطے ندی کدرا سے پانی لینے کے مستحق ہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی تنقیح مذکور سکے در بارہ اوس واقعی مقدار آب کے نہ تو کوئی تنقیح قایم کیگئی تہی اور نہ ثبوت پیش کیا گیا تہا جو اپیلانٹان کے تال مین چکدا کے بند کے ذریعہ سے لیجایا جاتا تہا۔ اپیلانٹان اوس قرارداد سے کوئی فایدہ حاصل نہین کرسکتے اور نہ اوس کے ذریعہ سے کوئی تائید اون کے دعواے حال کی ہوتی ہے کیونکہ اوس مین یہ شرط لگی تہی کہ وہ غیر معمولی طور پر پانی کے بہاؤ مین خلل اندازی کرنیکے مستحق نہین جس سے رسپانڈنٹان اور دیگر مالکان بجانب شمال کو نقصان پہونچے بنسبت اس قرارداد کے کہ رسپانڈنٹان اپنی اراضیات کی آبپاشی کے واسطے پانی لینے کے مستحق ہین ہماری یہ رائے ہے کہ یہ امر اسمقدمہ مین غیر متعلق تہا جسکا کہ صاحب جج فیصلہ کر رہا تہا۔ انکے استحقاق دربارہ حصول آب بغرض مذکور کی موجودگی اور بصورت موجودگی اسکی تعداد کا تصفیہ نہ کیا جاسکتا تہا۔

سنہ ۱۸۹۷ء
دیبی پرشاد سنگھ
بنام
جے ناتھ سنگھ

الا اگر تنازعہ اُن مالکان ساحل دریا کے ساتھہ ہوتا جو اُنکے مواضعات کے نیچے کے تہے۔

منصف نے بعد لینے شہادت کے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۳ء کو فیصلہ صادر کیا۔ اُس نے اُن سندات کا حوالہ دیا جن سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ ہندوستان کا قانون دربارہ حقوق آب کے قانون انگلستان سے مختلف نہین ہے اور اُس نے حکام عالیمقام پریویکونسل کی رائے مین درست طور پر یہ قرار دیا تہا کہ اُس مالک ساحل دریا کو جو اُس ندی کے پانی کو استعمال کرنا چاہتا ہے جو تہارے موضع کی طرف بہتی ہے یہ چاہیئے کہ اُسکو ایسا استعمال نہ کرے جس سے وہ تلف یا بے سود ہو جاوے اور اوسکی مقدار اس قدر کم ہو جاوے کہ نچلے مالکان ساحل دریا کو اُس سے نقصان پہونچے۔ چنانچہ اُس نے مدعی علیہ کے پہلے نتیجہ کو منظور کرنے سے انکار کیا اور اُس نے حکم امتناعی یا ہرجانہ مدعی کو عطا نہ کیا۔ لیکن اوس نے قرار دیا کہ "اپیلانٹان مناسب حصہ پانی ندی کا ایسے طرح استعمال کرنے کے مستحق ہین جس سے پانی کی اوس رو مین خلل اندازی نہ ہو جو نچلے مالکان اراضیات کیطرف جاری ہو اور اُنکو نقصان نہ پہونچے" قرارداد مذکور بذاتہ حکام عالیمقام کی رائے مین بالکل درست ہے گو اوس مین کوئی ایسا امر قائم نہین کیا گیا جسکی کہ استدعا اپیلانٹان کے عذرات مین کیگئی ہے۔ ازان بعد ڈسٹرکٹ جج نے ایک حکم بالفاظ ذیل صادر کیا:- "ہمو قعہ پر جہانکہ وہ (اپیلانٹان) ایک نالی کاٹنا چاہتے ہین وہ ایک مستقل یا عارضی تعمیر بند یا تمام دریا کے کنارہ یا اوسکی تہ یا دونو پر بنا سکتے ہین لیکن وہ ایسی ہونی چاہیئے کہ اُنکو کل ندی کے اُس قدر پانی کے چہارم حصہ سے زیادہ پانی حاصل نہ ہو جس قدر کہ اوس مقام پر بہتا ہو"۔ حکم مذکور کے ساتہہ تین شرائط عاید کیگئی تہین:- (۱) کہ موقعہ اُس نالی یا بند کا اگر ضروری سمجہا جاوے تو حدود رام گڈہ کے اندر منتخب کیا جانا چاہیئے۔ (۲) کہ اگر بعد تخمینہ لگانے اُس پانی کے جو ندی مین سے بہ رہا ہو (اگر ایسا ممکن ہو) چوتہائی حصہ کے روکے جانے سے نچلے مالکان کے واسطے کافی پانی باقی نہ رہے تو وہ پانچوین حصہ تک کم کیا جا سکتا ہے اور (۳) کہ بروقت اجراء حکم ہذا کے صیغہ آبپاشی کے انجنیر کو جو اس غرض کے واسطے منتخب کیا جاوے دربارہ تبدیل کرنے عرض و عمق ندی اور دیگر ایسے امور کے ہدایات کیجانی چاہیئین۔

برطبق اپیل بجانب رسپانڈنٹان بنار اضی فیصلہ مذکور وہ سب آرڈینٹ جج شاہ آباد سے بحال رکہا گیا تہا۔

مگر اوسمین یہ ترمیم کیگئی تہی کہ بجائے اپیلانٹان کو چہارم یا پنجم حصہ آب کدرا کے عطا کرنیکے جو بذریعہ قایم کرنے ایک مستقل بند کے لیا جاتا تہا فاضل جج نے یہ حکم دیا کہ اپیلانٹان کو اجازت دیجانی چاہیئے کہ ایک عارضی بند ندی کے آرپار ہر ایک قمری مہینہ کے پہلے سات یوم تک لگائین اور کل ندی کے پانی کو راگھوگڑہ کے تال کیطرف اس عرصہ مین لیجائین اور باقی ۲۱ یوم مہینہ کے کل پانی کو نچلے مالکان ساحل دریا کیطرف جانے دین۔ فاضل جج مذکور نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ "منصف کا حکم اصولاً درست ہے لیکن ندی کے بہاؤ کو ایسے طریق پر محدود کرنا ناممکن ہے جس سے صرف چوتہا حصہ پانی کا مدعیان کیطرف آسکے اور ساتہہ ہی باقی بہاؤ مین خلل اندازی واقع نہو"

سبارڈینیٹ جج کی رائے نہایت باوقعت ہے لیکن حکام عالیمقام پریوی کونسل کی رائے مین نہایت اہم عذر منصف کی ڈگری کی نسبت یہ ہے کہ کل ندی کدرا کے پانی کا وہ حصہ جسکے استعمال کرنے کا اختیار اپیلانٹان کو اغراض آبپاشی کے واسطے دیا گیا تہا اُس نے بلا کسی شہادت کے لینے یا تحقیقات کے کرنے کے مقرر کیا تہا اوس ترمیم کی نسبت بہی جو سبارڈینیٹ جج نے اوسکے فیصلہ کی نسبت کی تہی یہی عذر ہوسکتا ہے۔ قانوناً زیادہ تر قابل اعتراض بہ نسبت اوس حکم کے ہے جسکی کہ ترمیم کیگئی تہی۔ قانونی استحقاق نچلے مالکان ساحل کا یہ ہے کہ ندی کا پانی مسلسل طور پر حاصل کرتے رہین اور اوسمین کوئی مزاحمت یا کمی پیدا نہ کیجاے انکا استحقاق صرف اس شرط کے تابع ہے کہ اوپر والا مالک مجاز ہے کہ جایز اغراض قانونی کے واسطے ندی مین سے اوسوقت جبکہ اوسکی اراضیات مین سے گذرتی ہو اوس قدر پانی حاصل کرے جس سے اوسکے بہاؤ مین خلل واقع نہو اور دیگر مالکان کے حقوق مین فرق نہ آئے۔

اپیلانٹان اور رسپانڈنٹان دونوں نے فیصلہ سبارڈینیٹ جج کی ناراضی سے اپیل کیا اور ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۲ع کو ایک ڈویژنل کورٹ ڈبلیو میکفرسن صاحب جسٹس و گرداس بنیرجی صاحب جسٹس نے اپیلانٹان کے اپیل کو خارج کرکے رسپانڈنٹان کا اپیل منظور کیا اور نالش کو معہ خرچہ خارج کیا۔ حکام عالیمقام ہائیکورٹ کے فیصلہ سے اتفاق کرنے مین کوئی تامل نہین کرتے۔ اپیلانٹان کی نالش ایک استحقاق قانونی کے بیان پر مبنی ہے جو صریح طور پر

ناقابل تیار ہے۔ اور جبتک وہ بحال نہ کیا جاوے وہ چارہ جو یہانسے حکم امتناعی و ہرجانہ کو حاصل نہین کر سکتے جو اصلی غرض انکی نالش کی ہے اگر انکے استحقاق بحالی بند کی تائید اسوجہ پر کیجاتی کہ وہ مقدار آب جو انکے تال کیطرف جاتی تھی اسیطور پر پانی کی رَو مین خلل اندازی نہ کرتی تھی اور وہ اس سے زیادہ نہ تھی جس قدر کہ وہ مستحق تھے تو عدالت یہ تجویز کرنیکو قابل ہوتی کہ کونسی مقدار آب کو ندی کے راہ سے جایز طور پر اغراض آبپاشی کے واسطے بلا خلل اندازی کیے جانے حقوق ریپانڈنٹان لیجا سکتا تھا اور نیز یہ کہ کس طرح پر اور کن وسایل سے وہ مقدار آب لیجا سکتی تھی بصورت موجودہ مین امور مذکور کا کافی فیصل کرنا ناممکن ہے جنکی کہ نسبت بلاشہادت یا تحقیقات کے فاضل ججان عدالتہاے اول و دوم نے کارروائی کی ہے۔

چنانچہ حکام لارڈ شپ جوڈیشل کمیٹی نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ وہ فیصلہ بحال رکھا جاوے جسکی کہ ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے۔ اپیلانٹان کو چاہیے کہ ریسپانڈنٹان کو خرچہ اپیل ہذا ادا کرین۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹان۔ میسرز ٹی ایل ولسن اینڈ کمپنی۔

سالسٹر منجانب ریسپانڈنٹان۔ مسٹر جیس ٹی وتہرس۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و سیٹوسن صاحب جسٹس

۱۸ جون ۹۵ء

منی رام چودہری (مدعا علیہ) بنام بشن پرکاش نراین سنگہ (مدعی) بجواب

اپیل۔ حکم مشعر منظوری نظر ثانی فیصلہ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۹ در جوازت اپیل۔

ادس حکم کی ناراضی سے جسمین ایک فیصلہ کی نظر ثانی منظور کیگئی ہو کوئی اپیل نہین ہو سکتا۔ الا ان صورتون مین جو دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین خاص کیگئی ہین۔ مقدمہ بہلی دیرشا سیٹم نیویگیشن کمپنی بنام ایس ایس زواری (۱) کی پیروی کیگئی۔ ہرنندن سہاے بنام بہاری سنگہ (۲) و برداچرن گہوس بنام گوبند پرشاد تواری (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

* اپیل از حکم ابتدائی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۵ء بتاریخ حکم مقدمہ بابو ہرکا ناتہہ متر سبارڈینیٹ جج سرون مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۱۔

(۲) " " کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۳

(۳) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۴۹۸۔

سنہ ۱۸۹۶ء

منی رام چودہری
بنام
بشن پرکاش نرائن سنگہ

یہ امر کہ اوس عدالت نے جسنے نظر ثانی منظور کی ہے بلا کافی وجوہات کے ایسا کیا ہے ایک جائز وجہ اپیل زیر دفعہ ۶۲۲ نہین ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک وہ اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہین حسب ذیل ہین:-

مدعی نے اپنا عرضیدعوے ۱۰ اگست ۱۸۹۵ء کو رجوع کیا تہا اور بعد چند التوا مقدمے کے ۱۰ اپریل ۱۸۹۶ء کی تاریخ آخری سماعت کے واسطے مقرر کیگئی تہی۔ اُس تاریخ پر مدعی نے التوا کی درخواست کی جو نامنظور کیگئی تہی اسپر اُسنے کسی شہادت کے پیش کرنے سے انکار کیا۔ اسپر گواہان مدعاعلیہ کا بیان لیا جاکر نالش معہ خرچہ خارج کیگئی تہی۔ ۵ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعی نے ایک درخواست نظر ثانی فیصلہ گذرانی جسکی مخالفت مدعاعلیہ نے کی لیکن بالآخر وہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کو منظور کیگئی تہی۔ مدعاعلیہ نے حکم مذکور کی ناراضی سے زیر دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی اسوجہ پر اپیل کیا کہ کوئی کافی وجہ نظر ثانی کے منظور کرنیکی موجود نہتی۔

مولوی محمد یوسف و بابو دگمبر چٹرجی منجانب اپیلانٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

مولوی محمد یوسف نے شہادت پر بحث کرکے یہ عذر کیا کہ کوئی کافی وجہ واسطے منظور کرنے نظر ثانی کے موجود نتہی۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس:- اُس حکم کی ناراضی سے کوئی اپیل نہین ہوسکتا جسکے روسے فیصلہ کی نظر ثانی منظور کیگئی ہو الّا اُن وجوہات پر جو دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین خاص کیگئی ہین جنمین وہ وجہ شامل نہین ہے جسکی کہ حجت اب عدالت ہذا کے روبرو کیگئی ہے۔ مقدمہ بمبئی و پرشیا سٹیم نیویگیشن کمپنی بنام ایس ایس زرّاری (۱) مین متعلق ہے (رٹریولین صاحب جج: آیا کوئی مقدمہ مطابق یہ عدالت ہذا کا موجود ہے؟) اصول مقدمہ بمبئی کی پیروی مقدمہ برندن سہارے بنام بہاری سنگہ (۲) و برودا چرن گہوس بنام گوبند پرشاد تواری (۳) مین کیگئی تہی۔

مولوی محمد یوسف جواباً:- اگر عدالت ماتحت نے نظر ثانی کو بلا وجہ کافی کے منظور کیا ہے جیسا کہ مین عذر کرتا ہون کہ اُس نے کیا ہے تو اوسنے خلاف احکام دفعہ ۶۲۲ فقرہ ۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی عمل کیا ہے اسلئے مقدمہ ہذا تابع دفعہ ۶۲۹ ضمن (ب) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے۔

(۱) انڈین لاءرپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۷۱۔

(۲) انڈین لاءرپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۔

(۳) انڈین لاءرپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۸۴۔

سنہ ۱۸۹۶ع
منی رام چودھری
بنام
کشن پرکاش نراین سنگھ

تجویز ہائیکورٹ رٹرولین صاحب و ٹیولس صاحب ججان حسب ذیل تھا:-

اپیل ہذا بنارامنی اوس حکم کے کیا گیا ہے جسکے رو سے ایک نظرثانی منظور کیگئی تھی۔ وہ مقدمات جنمین ایسا اپیل ممکن ہے دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین بیان کئے گئے ہین۔ اور ایک صریح سند بمبئی ہائیکورٹ کی مقدمہ بمبئی و پرشیا سٹیم نیویگیشن کمپنی بنام ایس ایس زواری (۱) بدین مضمون ہے کہ ایک اپیل بلا واسطہ طور پر ہو سکیگا الا ان وجوہات پر جنکا ذکر دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے۔ دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین بیان کیا گیا ہے کہ عذر بطور اپیل کے اوس حکم کی نسبت کیا جا سکتا ہے جسکے رو سے درخواست منظور کیگئی ہو یا وہ کسی اپیل بنارامنی ڈگری آخری مین کیا جا سکتا ہے اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک صورت مین یعنی خواہ اپیل بنارامنی حکم مذکور یا اپیل بنارامنی ڈگری آخری مین ایک اپیل صرف ان [illegible] وجوہات پر ہو سکیگا جنکا ذکر کیا گیا ہے نہ کسی اور وجہ پر۔ دو سندات عدالت ہذا کی بمقدمہ [illegible] بنام [illegible] (۲) وبرووا چرن گھوس بنام گوبند پرشاد تواری (۳) ایسی موجود ہین جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وجوہات جنکی بابت اپیل ہذا مین کیگئی ہے ایسی وجوہات نہین ہین جو ایک اپیل بنارامنی ڈگری آخری مین اٹھائی جا سکتی ہین وہی وجوہات مقدمہ حال سے بھی متعلق ہو سکتی ہین۔ علاوہ برآن [illegible] فیصلجات عدالت ہذا مین [illegible] کا فیصلہ پسندیدگی سے دیکھا گیا ہے جسکا کہ ہمنے حوالہ دیا ہے اور صریح طور پر متعلق ہوتا ہے۔ وہ وجوہات جنکی کہ بحث ذی علم وکیل اپیلانٹ نے کی ہے وجوہات زیر دفعہ ۶۲۹ نہین ہین اور اسلئے ہمارے [illegible] غور کرنا ضروری نہین ہے۔

اسوجہ پر ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

اپیل خارج کیا گیا

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۷۱۔
(۲) ،، ،، کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۔
(۳) ،، ،، ،، جلد ۲۲ صفحہ ۹۰۴۔

نگرانی فوجداری

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و ولکنس صاحب جسٹس

۲۰ جون ۱۸۹۶ع

تلسی بیوہ (سایل) بنام سوہینی (فریق مخالف)۔

ایکٹ انسداد بیرحمی حیوانات (۱ ۱۸۶۹ع) دفعات ۲ و ۳ بیرطان کیکڑے حیوانات بیرحمی حیوانات۔

احکام ایکٹ ۱۸۶۹ع اوس بیرحمی سے متعلق ہین جو کسی حیوان سے کیجاے خواہ وہ خانگی ہو یا وہ وحشی حالت مین پکڑا گیا ہو کیکڑے حسب منشاء دفعہ ۲ ایکٹ ۱۸۶۹ع حیوانات ہین۔ اگر ایک شخص ایک مقام مین انکی ٹانگین توڑکر اور انکے خول چھیل کر ایسی طرح سے بیچنے کے واسطے لائے جس سے بالضرور انکو تکلیف پہنچتی ہو تو وہ ذمہ دار اُس تعزیر کا ہے جو دفعہ ۲ ایکٹ مذکور کے روسے مقرر کیگئی ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز ولکنس صاحب جسٹس سے ظاہر ہوتے ہین:۔

بابو امرندر ناتھ چیٹرجی منجانب سایل۔

ہایکورٹ (گھوس صاحب و ولکنس صاحب جسٹسان) نے تجاویز ذیل صادر فرمائین:۔

ولکنس صاحب جسٹس:۔ سایل مقدمہ حال تلسی بیوہ پر پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کے روبرو یہ الزام لگایا گیا تھا کہ "اوسکے قبضہ مین چند کیکڑے فروخت کے واسطے ۲۰ اپریل ۱۸۹۶ع کو نیو مارکیٹ مین موجود تھے جو بوجہ اعضا شکنی کے سخت تکلیف کا باعث ہو رہے تھے" شہادت سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس عورت نے ایک سو زندہ کیکڑے ٹانگین توڑکر فروخت کے لئے رکھے ہوئے تھے اور گواہ سوہینی نے اسکو دیکھا ہے کہ وہ انہین چند کے پیٹھ کا خول ایک بٹہ سے توڑ رہی تھی تاکہ خریداران کو یہ دکھاوے کہ زندہ کیکڑے حالت صحت مین تھے۔

ملزمہ نے وہ واقعات تسلیم کئے تھے جنکا کہ الزام لگایا گیا تھا اور اُسپر زیر دفعہ ۲ ایکٹ انسداد بیرحمی حیوانات (۱ ۱۸۶۹ع) تجویز جرم لگیگئی تھی اور اوسکو عہ جرمانہ کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور بصورت عدم ادائیگی کے ایک ماہ کی قید محض برداشت کرنے کا۔

ہمارے روبرو یہ عذر کیا گیا ہے کہ تجویز جرم خلاف قانون ہے کیونکہ کیکڑا حسب منشاء ایکٹ مذکورہ "حیوان" نہین ہے یعنی یہ کہ وہ ایک "خانگی یا پکڑا ہوا حیوان" نہین ہے۔

نگرانی فوجداری نمبر ۳۰۹ سنہ ۱۸۹۶ع بنا راضی حکم مصدرہ ٹی ایس پیرسن صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۸۹۶ع

۱۹۱۷ء
ناسی
بنام
سودمینی

اوس فاضل وکیل نے جسنے مقدمہ ہذا مین ہمارے روبرو بحث کی اسقدر تو اس بیان پر مبنی رکہا ہے کہ انگلستان اور ہندوستان مین قانون متعلق ہے اس امر کے خاص ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا ہرگز یہ منشا نہ تہا کہ وہ سوائے اُن حیوانات کے دیگر حیوانات سے متعلق کیا جائے جنکا ذکر یا تو بطور "خانگی" یا "پرورده" حیوانات کے کیا جاسکتا ہے۔

اس عذر کی تائید مین وس نے ہمارے روبرو بنگال ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۹ء (جو اب کلکتہ مین نافذ نہین) اور چند انگریزی سٹیٹیوٹہاے ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۹۷ و ۳۹ و ۴۰ وکٹوریہ باب ۷۷ اور درمیانی سٹیٹیوٹہاے کا حوالہ دیا ہے اور اس لئے خاص طور سے مقدمات ایلن بنام پورٹ (۱) و ہارپر بنام مارکس (۲) پر انحصار کیا ہے۔ ہر دو مقدمات مذکور کا فیصلہ زیر ایکٹہاے بیرحمی حیوانات سنہ ۱۸۴۹ء و سنہ ۱۸۵۴ء یعنی ۱۲ و ۱۳ وکٹوریہ باب ۹۲ و ۱۷ و ۱۸ وکٹوریہ باب ۶۰ کر کیا گیا تہا۔ مقدمہ اول الذکر مین سوال فیصلہ طلب یہ تہا کہ آیا بعض جنگلی چوہے جو پانچ چھہ دن پہلے جال مین پکڑے گئے تہے اور اسوقت سے مقید رکہے گئے تہے حسب منشا سٹیٹیوٹہاے مذکور "خانگی" حیوانات ہین۔ دوسرے مقدمہ مین اُسی سوال کا فیصلہ اُن چند شیرون کے متعلق کیا جانا تہا جو ایک پنجرے مین رکہے گئے تہے اور جنکو کچہ سکہلایا جاتا تہا۔ ہر دو مقدمات مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ حیوانات مذکور "خانگی" نہ تہے۔ اور اس مین شبہ نہین کہ نہ تو سٹیٹیوٹہاے مذکور اور نہ کوئی اور سٹیٹیوٹ نافذ الوقت انگلستان مین اُن حیوانات کے متعلق حکم ہے جو خانگی نہ ہون (کسیقدر مستثنیات جو صورت حال سے متعلق نہین) اور ایسے پکڑے ہوئے حیوانات ہون جنکا ذکر ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء مین کیا گیا ہے جو ہندوستان مین نافذ ہے۔

مگر سائل کے وکیل نے یہ عذر کیا تہا کہ ذخیرہ قانون مطبوعہ انگلستان و مقدمات فیصل شدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا منشا یہ تہا کہ صرف دو جماعتہاے حیوانات قانون مین شامل کیجائین یعنے (۱) وہ حیوانات جو خانگی ہون (۲) وہ حیوانات جو گو وحشی حالت مین پکڑے گئے ہون مگر وہ بعد پکڑے جانیکے پالتو ہوئے یا پالے گئے ہون۔ میری رائے مین یہ عذر بہیج اور ظاہری معانی اُن الفاظ کے مخالف ہے جنکے رو سے "حیوان" کی تعریف ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء مین کیگئی ہے وہ عذر درست نہین ہوسکتا تا وقتیکہ ہم لفظ "یا" مندرجہ تعریف مذکور سے مراد "اور" کی لین نہ کہ "یا" کی

(۱) رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن (سنہ ۱۸۹۰ء) جلد ۲ صفحہ ۵۰۷۔
(۲) " " " " (سنہ ۱۸۹۴ء) جلد ۲ صفحہ ۳۱۹۔

سنہ
تلسی
بنام
سومینی

میری یہ رائے ہے کہ ہم ایسا کرنیکے مجاز نہ ہونگے۔ ہمپر لازم ہے کہ جب کسی قانون کی تعبیر کرین تو اوسکی عبارت کو صریح اور ظاہری معنے عطا کرین۔ بلا کسی ایسے قیاس کے اوسکا منشا شاید یہ ہے کہ اوس قانون کو بلا تبدیل رہنے دیا جائے جو پہلے موجود تھا۔ نرندر ناتھ سرکار بنام کملا باسنی داسی (۱) ملاحظہ طلب۔ چنانچہ جب ہم یہ قرار دیتے ہین کہ عبارت ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء کے رو سے صریح اور صاف الفاظ مین لفظ "حیوان" کی تعریف ایسی حد تک وسیع کیگئی ہے جو پہلے قانون مین معلوم نہ تھی تو ہم اس قیاس کے کرنے کے مجاز نہ ہونگے کہ بالارادہ طور پر واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا۔ ہم ایک ایکٹ کے الفاظ کو اس طرح پر تبدیل نہین کر سکتے جس سے کہ انکے معنے اُس سے مختلف ہو جائین جو ظاہری طور پر انکے معلوم ہوتے ہون۔ اسلئے صحیح طور پر احکام ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء اوس بیرحمی سے متعلق ہوتے ہین جو کسی ایسے حیوان کے ساتھ کیگئی ہو جو یا تو خانگی ہو یا وحشی حالت مین پکڑا گیا ہو اور مقید ہو۔

زان بعد ہمارے روبرو یہ حجت کیگئی ہے کہ اگر تجویز جرم بحال رکھی جاوے تو اوسکا اثر گویا اوس تجارت کو بند کرنے کا ہے جو ہمیشہ سے موجود ہے اور جو بہت سے لوگون کا ذریعۂ معاش ہے۔ مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ اس بات سے ہماری رائے مین خلل واقع نہین ہوتا۔ اس بات پر غور کرنا واضعان قانون کو بوقت مرتب کرنے ایکٹ کے لازم تھا اور جس قدر ہم کو معلوم ہے اوسوقت اسکے متعلق خیال کیا گیا تھا۔ ہمارا فرض صرف یہ ہے کہ جیسا قانون ہو ویسا ہی اُسے استعمال کرین اور اوسکی تعبیر کرین۔

بالآخر سائل کیطرف سے یہ بیان کیا گیا تھا کہ بصورت عدم موجودگی شہادت باظہار اس امر کے کہ کیکڑون کو اوس طریق سے تکلیف پہونچائی گئی تھی جو بیان کیا گیا ہے تجویز جرم بحال نہین رہ سکتی۔ میری رائے مین مناسب طور سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بصورت عدم موجودگی ثبوت بخلاف اسکے ایک زندہ کیکڑے کی ٹانگین کھینچکر نکال دینا اور اوسکے خول کو توڑنا ایسے افعال ہین جن سے بالضرور اوسکو تکلیف پہونچی ہوگی۔

اسلئے مین قاعدہ ہذا کو خارج کرتا ہون۔

گہوس صاحب جسٹس: ۔ میری بھی یہی رائے ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دلیل قوانین و نظائرات انگلستان سے اس امر کے متعلق اخذ نہین کیجا سکتی جیسا کہ عذر کیا گیا ہے۔ اگر کوئی دلیل اخذ کیجا سکتی ہے تو وہ استغاثہ کی تائید مین ہے نہ کہ تردید مین۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۶۳۔

سٹیٹیوٹ ۱۲ و ۱۳ وکٹوریہ باب ۹۲ (دفعہ ۲۹) میں لفظ "حیوان" کی تعریف اس طرح پر کیگئی ہے :-
"لفظ حیوان سے مراد کوئی گھوڑا۔ گھوڑی۔ بیل۔ گائے۔ خچر۔ بچھیرا۔ گدہا۔ بہیڑ۔ بیلا۔ سور۔ سورنی۔ بکری۔ کتا۔ بلی۔ یا کوئی اور خانگی حیوان ہے"۔ اور سٹیٹیوٹ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریہ باب ۶۰ میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ لفظ "حیوان" کے معنی ایکٹ مذکور (۱۲ و ۱۳ وکٹوریہ باب ۹۲) اور ایکٹ ہذا میں کوئی خانگی حیوان ہے خواہ وہ اُس قسم کا ہو جسکا کہ ذکر ضمن ۲۹ ایکٹ مذکور میں کیا گیا ہے یا کسی اور قسم کا اور خواہ وہ چارپایہ ہو یا نہ"۔ چنانچہ سٹیٹیوٹہائے مذکور کا اطلاق صریح طور پر خانگی حیوانات تک محدود کیا گیا تھا خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور خواہ وہ چارپایہ ہوں یا نہ۔ ہر دو سٹیٹیوٹہائے مذکور ۱۸۴۹ء و ۱۸۵۴ء میں علے الترتیب نافذ ہوئے تھے اور ہم معلوم کرتے ہیں کہ اوس ایکٹ میں جو واضعان قانون ملک ہذا نے اس امر کے متعلق ۱۸۶۹ء میں صادر کیا تھا (بنگال ایکٹ ۱ ۱۸۶۹ء) اور جس میں صریح طور پر قانون انگلستان کی پیروی کیگئی تھی حیوان کی تعریف اسطرح پر کیگئی تھی "لفظ حیوان سے مراد کوئی خانگی چارپایہ یا خانگی پرندہ ہے" یہ تعریف دراصل وہی تھی جو سٹیٹیوٹہائے مذکور میں کیگئی تھی۔ اور اگر ہم صورت حال میں ایکٹ ۱۸۶۹ء کی نسبت کارروائی کرتے تو وہ تعریف حیوان کی جو اوس میں کیگئی ہے دعوائے استغاثہ کا ایک جواب ہوسکتی تھی کیونکہ کیکڑا نہ تو ایک خانگی چارپایہ اور نہ خانگی پرندہ ہے مگر بنگال ایکٹ ۱ ۱۸۶۹ء پر ایکٹ ۱۱ ۱۸۹۰ء حاوی ہوگیا ہے اور ہم معلوم کرتے ہیں کہ لفظ حیوان کی تعریف اوس میں حسب ذیل کیگئی ہے :- "لفظ حیوان سے مراد اہلی یا وحشی یا پکڑا یا پالا ہوا حیوان مراد ہے"

بلحوظی اس تعریف کے اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ واضعان قانون کا منشا ۱۸۹۰ء میں یہ تہا کہ قانون کے اطلاق میں بعض دیگر قسم کے حیوانات بھی شامل کریں جو بروئے ایکٹ ۱۸۶۹ء کے شامل نہ تہے اور نیز اسبارے میں ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ واضعان قانون ملک ہذا نے بروقت صادر کرنے اُس ایکٹ کے جو کل ہندوستان سے متعلق ہو یہ قرار دیا تہا جیساکہ ججان انگلستان نے بھی بعض مقدمات میں (مثلاً ایلن بنام پورٹ (۱) ہاپر بنام مارکس (۲) سٹیٹیوٹ ملک مذکور کے متعلق خیال کیا تہا کہ قانون مندرجہ بنگال ایکٹ ۱۸۶۹ء کافی وسیع نہیں ہے اسلئے اُنہوں نے لفظ "جانور" کی تعریف زیادہ تر وسیع کی تھی تاکہ اطلاق

---

(۱) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن (۱۸۸۳ء) جلد ۱۲ صفحہ ۵۷۔
(۲) " " " (۱۸۹۳ء) جلد ۲ صفحہ ۳۱۹۔

حنفہ ۱۸۹۰ء
تمسی
بنام
سومینی

قانونی کے اندر دیگر جانور بہی علاوہ اہلی یا وحشی چار پائیان وغیرہ کے آجائین اور انہون نے غرض مذکور کو بذریعہ استعمال کرنے الفاظ "اہلی یا وحشی پکڑا ہوا" کے حاصل کیا تہی جب تک ایک حیوان وحشی حالت مین ہو اور وہ انسان کے تابع حکم نہ کیا گیا ہو تو وہ بالکل مختلف نوعیت رکہتا ہے لیکن جب وہ پکڑ کر پالا جاتا تو قانون اسکو بیرحمی سے محفوظ کرتا ہے اگر ایسی بیرحمی ایسی جگہ یا ایسے طریق پر کیجائے جسکا کہ ذکر ایکٹ مذکور مین کیا گیا ہو۔

ذی علم وکیل سائل نے دوران بحث مین یہ سوال اوٹہایا ہے کہ آیا ایک کیکڑا جانور کی ذیل مین آتا ہے میری رائے مین کچہہ شبہ نہین ہو سکتا کہ وہ لفظ مذکور کی ذیل مین آتا ہے لفظ "جانور" سے مراد بالعموم ایک زندہ شئے یا ذی حیات سے جسکو حس حاصل ہو اور بالارادہ حرکت کر سکے اور جو اونچی حیثیت بمقابلہ نباتات کے رکہتا ہو۔

وہ کیکڑے جو سائل کے پاس تہے پکڑے ہوئے جانور تہے وہ شارع عام مین فروخت کے واسطے رکہے گئے تہے اور انکے خول توڑے گئے تہے جس سے بالضرور انکو تکلیف پہونچتی تہی اسلئے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ سائل نے جرم زیر دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کا ارتکاب کیا ہے۔

نتیجہ یہہ ہے کہ قاعدہ ہذا خارج کیا جاتا ہے۔

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و ولکنس صاحب جسٹس

۲۶ جولائی ۱۸۹۰ء

کنالی لال گوالہ ویک کس دیگر (سائلان) **بنام** ملکہ معظمہ قیصر ہند ہند۔

ناجایز گرفتاری۔ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۷۹ و ۳۴۲۔ غلطی امر واقعہ۔ ایک فعل جو نیک نیتی سے اس یقین کے ساتہہ کیا گیا ہو کہ وہ قانوناً جایز ہے۔

ایک چپراسی عدالت معہ دو ملازمان ڈگریدار کے ایک وارنٹ گرفتاری بخلاف مدیون ڈگری مسمّی کی تعمیل کے واسطے گیا مسمّی کے مکان کے مردانہ کمرہ مین سے ایک پالکی جسکے دروازے بند تہے نکلتی ہوئی دیکہی گئی رسائیلان نے یہ یقین کرکے کہ مسمّی اس پالکی مین بہاگنا چاہتا ہے اوسکو ٹہرالیا اور اوسے کہولکر دیکہا گو اوس شخص نے جو پالکی کے ساتہہ تہا سخت اصرار سے کہا تہا کہ اوس مین ایک عورت ہے رسمیہ طور پر پالکی مین ایک معزز

مقدمہ نگرانی فوجداری نمبرہ ۴۴۸ سنہ ۱۸۹۰ء بنارامنی حکم مصدرہ جے ٹکس رائیٹ صاحب سشن جج پٹنہ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ء مشعر ترمیم حکم مصدرہ بابو راما نو گراہ نراین سنگہ ڈپٹی مجسٹریٹ پٹنہ مورخہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء

سنہ ۱۸۹۰ء
کنائی لال گورایہ
بنام
ملکہ معظمہ قیصر ہند

پردہ نشین عورت تہی۔

تجویز طلب ہوئی کہ بلحاظ شرائط دفعہ ۹۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے سائلان کی تجویز جرم زیر دفعہ ۱۴۳ درست نہ تہی۔

واقعات جو رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہین اوپر بیان کئے گئے ہین۔

مسٹر پی ایل رائے و مسٹر کے این سین گپتا (از طرف مولوی محمد اشفاق) منجانب سائلان۔

تجویز ہائیکورٹ (گہوش صاحب و وِلکنس صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے:-

ہماری رائے بلحاظ احکام دفعہ ۹۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے یہ ہے کہ صورت حال مین تجویز جرم درست نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل سشن جج کی یہہ رائے تہی کہ کوئی غلطی واقعات اوسوقت وقوع مین نہ آئی تہی جبکہ سائلان نے پالکی کی تلاشی کرنے کی کارروائی کی تہی مگر ہم یہ قرار دیتے ہین کہ پالکی اوسوقت زنانہ کمرہ مین سے نہ نکلی تہی بلکہ مردانہ کمرہ سے آئی تہی اور چونکہ مدیون ڈگری اوسی گہر مین تہا اسلئے سائلان نے فعل مرتکبہ کرنے مین طبعی طور پر یہ خیال کیا تہا کہ اس امر کے باور کرنے کی وجہ موجود ہے کہ مدیون ڈگری بہاگنا چاہتا ہے (کیونکہ اوسکی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا گیا تہا) جس سے ایسے وارنٹ کی تعمیل سے بچ رہے۔

اوس عورت نے جو پالکی مین تہی شہادت دی ہے اوس نے بیان کیا ہے کہ سب کارروائی ایک لمحہ مین ہوگئی تہی پس صورت مین ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ سائلان کا منشا کسی نقصان کے پہنچانے کا تہا جب کہ وہ پالکی کو دیکہنے گئے تہے کیونکہ اونکے پاس کوئی وجہ اس امر کے باور کرنے کی موجود تہی کہ ممکن ہے کہ مدیون ڈگری پالکی مین ہو۔ اس لئے ہماری یہ رائے نہین ہے کہ سائلان پر تجویز جرم زیر دفعہ ۱۴۳ مجموعہ تعزیرات ہند کی جاسکتی ہے اسلئے ہم تجویز جرم و حکم سزا کو منسوخ کرکے ہدایت کرتے ہین کہ جرمانہ اگر وصول کیا گیا ہو تو واپس دیا جاوے۔

تجویز جرم منسوخ کیگئی

۳۰ جون ۱۸۹۷ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس و وِلکنس صاحب جسٹس

کوور سنگہ (مدعاعلیہ) بنام گورسند پرشاد سنگہ و یککس دیگر (مدعیان) ۔

نیلام بعلت بقایائے مالگذاری ۔ خریدار نیلام بعلت مالگذاری ۔ ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء دفعہ ۵۴ ۔ کل محال ۔

ایکٹ تقسیم محالات ذی بنگال ایکٹ ۸ ۱۸۷۶ء دفعہ ۱۲۳ ۔ بندوبست کا وقت ۔

ایکجدید محال جو کلکٹر نے بروقت تقسیم کے پیدا کیا ہو ایکٹ ۱۱ کا کل محال حسب منشاء دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء ہے الفاظ بندوبست کا وقت" مندرجہ دفعہ مذکور سے مراد وہ وقت ہے جبکہ اوسکا بندوبست اوس کے ساتھہ کیا گیا تہا اور ایک مستقل بندوبست شدہ محال کی صورت مین اُس سے مراد بندوبست کا وقت ہے تقسیم منجانب کلکٹر کے روسے صرف مقدار مالگذاری منقسم کیجاتی ہے کسی معنون مین بروقت ایسی تقسیم کے کوئی بندوبست مالگذاری کا نہین کیا جاتا ۔

نالش ہذا واسطے بقایائے لگان کے اُن اراضیات کاشت کی نسبت دایر کیگئی تہی جسپر مدعاعلیہ موضع ولپور جہانپور ضلع شاہ آباد مین قابض رہتے ۔ راجہ رام سنگہ پہلے مالک جایداد مشمولہ موضع نے اوسکو بروئے ایک دستاویز کے رہن کردیا جسکے روسے اوس لئے لگانات بحق مرتہن کے ۱۸۸۳ء مین منتقل کر دیئے مدعیان خریداران نیلام بعلت مالگذاری ۳ آنہ ۷ دام کے حصہ موضع مذکور کے ہین جو اصلی محال ہین سے بذریعہ اوس تقسیم کے جدا کیا گیا تہا جو کلکٹر نے ۱۸۸۴ء مین کی تہی اور جسکا نمبر رجسٹر مالگذاری مین ۶۰۵۶ ہی لگایا گیا تہا والواب متدعویہ بابت سنین ۱۲۹۸ لغایتہ ۱۳۰۱ فصلی کے ہین جو وہ چار سال کا عرصہ ہے جو ۲۹ ستمبر ۱۸۹۰ء سے شروع ہوتا ہے یعنی خرید منجانب مدعیان کے بعد سے ۔ مدعاعلیہ نے عذر کیا کہ اوس نے بروئے دستاویز انتقال کے ادایگی کردی ہے اور اوس نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ حجت کی کہ مدعی "کل محال" کا خریدار حسب منشا دفعہ ۳۷ ۔ ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء نہ تہا اور کہ بندوبست کا وقت جو دفعہ مذکور مین بیان کیا گیا ہے وہ وقت ہے جبکہ جدید محال بر طبق تقسیم کے پیدا کیا گیا تہا اور اسلئے خرید منجانب مدعی بری از انتقال مذکور نہ تہی ۔

عدالت اول نے سوال مواخذہ کی تجویز کرنے سے اسوجہ سے انکار کیا کہ وہ ایک ایسا سوال نہین ہے جو

اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۶۰۴ ۱۸۹۵ء بنارضی ڈگری ہیلفرنج بارننگٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج شاہ آباد مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۵ء مشعر تنسیخ ڈگری بابو موہن چندر سرکار منصف آرہ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۵ء

جایداد مذکورہ پر ایک نالش بقایاے لگان مین پیدا ہو سکتا ہو اور اُس نے نالش کو اُن اقساط کے عدم ادا کیا جو پہلے مالک کے منتقل الیہ کے حق مین کیگئی تہین۔ مدعیان نے صاحب جج ضلع کے ان اپیل کیا اور اُنکا اپیل ڈگری دیگئی تہی۔

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مولوی محمد یوسف منجانب اپیلانٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو ستیش چندر گہوس منجانب رسپانڈنٹان

تجویز ہائیکورٹ د ٹریولین صاحب و [illegible] حسب ذیل ہے:۔

مدعیان خریداران نیلام بعلت اجرا بقایا مالگذاری سرکار ہین اُنہون نے بقایاے لگان کی نالش کی ہے مدعا علیہم یہ دعوے کرتے ہین کہ اُنہون نے لگان اُن اشخاص کو ادا کر دیا ہے جنکے حق مین پہلے مالک نے لگان منتقل کر دیا تہا۔

سوال ہمارے روبرو یہ ہے کہ آیا بلحاظ احکام دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء کے مدعی اُس انتظام کو نظر انداز کرنیکا مستحق ہے جو پہلے مالک کے ساتہہ کیا گیا تہا۔

ہمارے روبرو یہ استدعا کیگئی ہے کہ گو مدعی نے ایک ایسی جایداد خرید کی ہے جو برطبق تقسیم منجانب کلکٹر کے ایک جداگانہ محال ہوگئی ہے اور جسپر جداگانہ نمبر توجیع لگایا گیا ہے اور جسپر جداگانہ مالگذاری سرکار عاید کیگئی ہے تاہم وہ ایک کامل محال کا خریدار حسب منشاء دفعہ ۳۷ نہین ہے اور کہ اوسنے جایداد کو بری از ان جملہ مواخذہ جات کے خرید کیا ہے جو اُسپر بعد تقسیم کے عاید کئے گئے ہون۔ ہم کامل طور سے فاضل جج کے فیصلہ متعلق بہر دو سوالات مذکور اور اُن وجوہات کے ساتہہ اتفاق کرتے ہین جو اوس نے بیان کی ہین وہ محال جسکی کہ مالگذاری بروے ایکٹ تقسیم محال ہاے کے تقسیم کیگئی ہو چند کامل محال ہاے مین منقسم ہو جاتا ہے اور ہر ایک محال اُنمین سے بذاتہ ایک کامل محال جملہ اغراض کے واسطے ہو جاتا ہے۔ جہانتک ہم کو معلوم ہے ہمیشہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ تقسیم منجانب کلکٹر کا یہی اثر ہے۔ دفعہ ۱۲۳ ایکٹ تقسیم ہماری راے اس امر کے متعلق بالکل صریح ہے یہ امر واقعہ کہ ایکٹ تقسیم ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء سے بعد کا ہے کوئی فرق عاید نہین کرتا سوال صرف یہ ہے کہ آیا جدید محال پیدا کردہ ایک ایسا کامل محال ہے جسکا کہ ذکر ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء مین کیا گیا ہے ہمارے روبرو یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ کسی قسم کا فرق مابین اُس محال کے جسکی مالگذاری بروے ایکٹ تقسیم کے جدا کیگئی ہو اور جسکا جداگانہ قبضہ دیا گیا ہو اور اُس کامل محال کے ہے جسکا ذکر ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء مین کیا گیا ہے۔

شوندہ کور و دیگر
بنام
گوبند پرشاد سنگہ

۱۸۹۲ء
گورسنگھ
بنام
گورسندر سنگھ

دو صورتوں میں سے ایک صورت میں جبکہ الفاظ ہوقت بندوبست منضبطہ دفعہ ۳۲ - ایکٹ اسٹامپ استعمال کیا جاوے

پہلی صورت میں جیسے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بندوبست سے مراد معاہدہ ہمراہ سرکار کے ہو

جبکہ وہ کیا گیا ہو یا ہستقل بندوبست عہد جاگیرداری کی صورت میں اُس سے مراد مستقل بندوبست ہے -

دوسری صورتوں میں اُس سے مراد وہ آخری بندوبست ہمراہ سرکار کے ہے جبکہ وہ کیا گیا ہو - تقسیم

اُس مالگذاری کی مقدار میں فرق نہیں آتا جو واجب الادا رہتا ہے اسکے رو سے مقدار مذکور صرف تقسیم

کیجاتی ہے - ایسی تقسیم کسیوقت کسی معنوں میں کوئی بندوبست مالگذاری نہیں کہا گیا - ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ

خارج کرتے ہیں

اپیل خارج کیا گیا -

بحضور مسٹر جسٹس ٹیرل و مسٹر جسٹس میکفرسن و مسٹر جسٹس امیر علی صاحبان جج

۱۸۹۲ء
۹ جولائی

ادہو یا چرن دے داس و دیگر (مدعیان) بنام السیوری وغیرہ (مدعا علیہم) *

ایکٹ میعاد (۱۵ - ۱۸۷۷ء) دفعہ ۴ - درخواست اجراء نالش بصیغہ مفلسی - نامنظوری درخواست مذکورہ

توسیع اُس میعاد کی جو واسطے ادائیگی رسوم عدالت کے عطا کیگئی ہو - ادائیگی رسوم عدالت بعد مرور میعاد

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ - ۱۸۸۲ء) دفعات ۴۹ و ۴۱۰ و ۴۱۳ -

جہانکہ ایک درخواست واسطے اجازت اجراء نالش بصیغہ مفلسی کے نامنظور کیگئی ہو اور آسمی اور سی کی

نالش کا کامل رسوم عدالت ادا کیا جاوے تو نالش مذکور باغراض میعاد کے واسطے صرف بعد ادائیگی رسوم کے

متدائرہ متصور کیجانی چاہئے نہ کہ تاریخ ادخال درخواست مفلسی پر ایسے مقدمہ سے دفعہ ۴ - ایکٹ میعاد

کی متعلق نہیں ہوتی -

مدعی نے ۲۶ نومبر ۱۸۹۰ء کو جائداد غیر منقولہ کے دلا پانے کی نالش بصیغہ مفلسی رجوع کرنے کی درخواست

کی - اُسکی درخواست ماہ مئی ۱۸۹۱ء میں نامنظور کیگئی تھی اور اُسکو کامل رسوم عدالت کے ادا کرنیکی

میعاد عطا کیگئی تھی اور اندران مدت اُسکی درخواست بطور عرضیدعوی نالش مذکور کے متصور کیگئی تھی مگر

اُسوقت نالش مذکور کے اجراء کی میعاد ختم ہو گئی تھی کیونکہ بنائے دعوی ۲۸ نومبر ۱۸۷۸ء کو پیدا شدہ

قرار دیگیا تھا - تجویز ہوئی کہ نالش اُسوقت رجوع نہ کیگئی تھی جبکہ درخواست اجراء نالش بصیغہ

* اپیل ڈگری اپیل نمبر ۱۹۴۴ سنہ ۱۸۹۱ء بنا راضی ڈگری مصدرہ اسیج کاکس صاحب ڈسٹرکٹ جج تیرہ مورخہ

۲۱ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء منسوخ کیجانیکی ڈگری مصدرہ بابو گریش چندر مکرجی سبارڈینیٹ جج ضلع مذکور

مورخہ مئی سنہ ۹۲ ۱۸ء -

۱۸۹۷ء
اوبہویا چرن دے
رائے
بنام
بسپوتی کنور وغیرہ

مفلسی گذرانی گئی تہی بلکہ اُسوقت جبکہ محصول رسوم عدالت ادا کیا گیا تہا سلیم ہوا نذا المیعاد ہے۔ کیشب رامچندر دیشپانڈے بنام کرشنا راؤ وینکٹیش انعامدار (۱) و نریں گوا بنام ہیرا لال (۲) و عباسی بیگم بنام نہنی بیگم (۳) کی پیروی کیگئی۔ سکنر بنام آر ڈی (۴) سے تمیز کیگئی۔

واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے واقعات فیصلہ ہذا میں کافی طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

بابو سریناتہہ داس و بابو مورارسی لال موجود منجانب اپیلانٹان۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو گوبند چندر داس منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز ہائیکورٹ (میکفرسن صاحب و امیر علی صاحب) بشان حسب ذیل ہے:-

۲۶ نومبر ۱۸۹۵ء کو اپیلانٹان نے ایک درخواست اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی گذرانی۔ درخواست مذکور ۱۲ مئی ۱۸۹۶ء کو نامنظور کیگئی تہی۔ سب آرڈینیٹ جج نے بروئے ایک حکم معنونہ تاریخ مذکور کے انکو میعاد عطا کی جسکے اندر ضروری رسوم عدالت ادا کیا جانا تہا بعد میں اسٹامپ داخل کیا گیا تہا اور بظاہر وہ پہلی درخواست مفلسی پر لگایا گیا تہا جو بطور عرضیدعوی نالش مذکور کے متصور کیگئی تہی۔

قرار دیا گیا ہے کہ اپیلانٹ کا بنائے دعوی نالش مذکور کی نسبت ۲۸ نومبر ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوا تہا چنانچہ وہ عرصہ جسکے کہ اندر نالش رجوع کیجاسکتی تہی دو یوم بعد ادخال درخواست مفلسی منقضی ہو گیا تہا۔ اب ہر دو عدالتہائے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا ہے کہ وہ زاید المیعاد ہے۔ اور ہم اس امر کو بالکل صریح سمجہتے ہیں کہ فیصلہ مذکور درست ہے۔

زیر دفعہ ۴۰۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت پر لازم تہا کہ یا تو درخواست مذکور کو منظور یا نامنظور کرتی۔ اگر وہ درخواست کو منظور کرتی تو اُسپر نمبر ثبت کیا جاکر بطور عرضیدعوی نالش کے درج رجسٹر کیجانی چاہئے تہی۔ اور اگر وہ نامنظور کیگئی تہی تو زیر دفعہ ۴۱۳ سائل اُسی استحقاق کی نالش بحیثیت مفلس کے نہ کر سکتا تہا۔ بلکہ وہ مجاز تہا کہ ایک معمولی طریق میں استحقاق مذکور کی نالش کرتا۔ دفعہ ۴ ایکٹ میعاد میں یہ حکم ہے کہ ایک مفلس کیصورت میں نالش اُسوقت رجوع ہوتی ہے جبکہ درخواست ارجاع نالش بصیغہ

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۰۸۔
(۲) ” ” الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۲۶۔
(۳) ” ” ” ” ۱۸ ” ۲۰۶
(۴) ” ” ” ” ۲۰ ” ۲۴۱

۱۸۹۷ء
اودہو یا چرن کنڈو
راے
بنام
بسیسور سین وغیرہ

داخل کیجاوے۔ دفعہ مذکور صرف اس صورت سے متعلق ہوتی ہے جسمیں درخواست نظرثانی کیگئی ہو۔
سب آرڈینیٹ جج کو بعد نامنظور کرنے درخواست کے کوئی اختیار نہ تہا کہ ادخال عرضیدعوی کی میعاد عطا کرتا یا درخواست مذکور کو بطور عرضیدعوی نالش مذکور کے متصور کرتا۔ احکام دفعات ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی و دفعہ ۴ ایکٹ میعاد سے صریح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نالش کس مدت بعد نامنظوری درخواست مفلسی کے رجوع کیجانی چاہئیے تہی۔ اس امر پر غور کرنا ضروری نہیں کہ درست وقت اُسکے رجوع کا کونسا ہے کیونکہ بہرصورت نالش زائد المیعاد تہی۔ عدالت ماتحت کا فیصلہ مطابق فیصلہ بمبئی ہائیکورٹ بمقدمہ گنیش رامچندر ریشابڈے بنام گرشنا راو وینکٹیش انعامدار (۱) و فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ نریپی کوار بنام مکہن لال (۲) و مقدمہ عباسی بیگم بنام نہنی بیگم (۳) کے ہے۔
ولیم وکیل اپیلانٹ نے مقدمہ سکنر بنام آرڈی (۴) پر انحصار کیا ہے لیکن مقدمہ مذکور صریح طور سے ممیز ہوسکتا ہے کیونکہ مقدمہ مذکور میں کوئی حکم مشعر نامنظوری درخواست موجود نہ تہا۔ اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

اختیار سماعت دیوالیہ

باجلاس جنکنس صاحب جسٹس

۲۴ جون ۱۸۹۷ء

بمعاملہ بیر سنگ دت دیوالیہ

تشخیص خرچہ۔ اختیار تمیزی افسر تشخیص کنندہ کا۔ خرچہ دو وکلاء کا۔ کارروائیات دیوالیہ۔ بیانات نامناسب طریق عمل کے۔ خریدار۔

بعض کارروائیات دیوالہ میں ایک قاعدہ بخلاف خریدار جائداد دیوالیہ کے بغرض اظہار وجہ اس امر کے حاصل کیا گیا تہا کہ کیوں ایسی خرید منسوخ نہ کیجانی چاہئیے اور خریدار کیطرف سے نامناسب طریق عمل کا کیا جانا بیان کیا گیا تہا جسکی طرف سے بوقت سماعت قاعدہ مذکور کے دو وکیل موجود تہے۔ خریدار کے خرچہ کی تشخیص کیے جانے پر دیگر فریق نے دو وکلاء کے خریدار کے خرچہ کے دلائے جانے کی نسبت عذر کیا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۵۰۸۔
(۲) ؍؍ ؍؍ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۵۲۴۔
(۳) ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱۸ ؍؍ ۲۰۶۔
(۴) ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۲ ؍؍ ۲۴۱۔

۱۸۹۶ء
بمعاملہ
بیرنر سنگھ دت
دیوالیہ

تجویز نہ ہوئی کہ ملحوظی اُن بیانات کے جو کئے گئے ہین ا تشخیص کنندہ نے وسعت اختیار تمیزی کا استعمال ہر دو وکلا کے خرچے کے عطا کرنے میں کیا تہا۔

درخواست ہذا بطور عذر کے بل خرچہ کی تشخیص کی نسبت پیش ہوئی۔ بحث کی گئی تھی کہ خرچہ کسی ایک فریق کو عطا نہ کیا جانا چاہئیے تہا۔ گو فریق مذکور پر جو خریدار تہا سازش اور فریب کا الزام لگایا گیا تہا۔ دیوالیہ بیرنر سنگھ دت نے اپنی درخواست دیوالہ ۱۵ نومبر ۱۸۹۵ء کو رجوع کی تھی۔ اُن بعض جائداد کے مرتہن نے جو شخص دیوالیہ کی ملکیت تہین ۲۳ جنوری ۱۸۹۶ء کو ایک حکم نیلام بذریعہ افیشل اسینی جائداد ہائے مذکور کی نسبت حاصل کیا جو حسب ضابطہ طور پر نیلام کیا گیا اور ایک شخص گنبد رنا تہ جس نے اپنی عورت کو کم کماری دیسی کے واسطے اور اُسکی طرف سے بعوض مبلغ ... خرید کی تہین جو روپیہ ادا کیا گیا تہا اور مکان مذکور کا انتقال حسب ضابطہ طور پر تحریر اور رجسٹری کیا گیا تہا جسمین مرتہن ایک فریق تہا۔ شخص دیوالیہ نے مکان مذکور کا قبضہ بروئے حکم سپردگی مورخہ ۱۵ نومبر ۱۸۹۵ء کے عطا کرنے سے انکار کیا اور یکم اگست ۱۸۹۶ء کو خریدار نے ایک قاعدہ حاصل کیا اور ۲ اگست کو ایک حکم بدین مضمون صادر کیا کہ دیوالیہ کو چاہئیے کہ مکان مذکور کا قبضہ افیشل اسینی کے حوالہ کرے۔ دیوالیہ کے حکم مذکور کی تعمیل کرنے سے قاصر رہنے پر ایک اور قاعدہ خریدار نے ۷ ستمبر ۱۸۹۶ء کو بخلاف دیوالیہ کے بغرض اظہار وجہ اس امر کے حاصل کیا تہا کہ کیون وہ تحقیر عدالت کے جرم مین بوجہ عدم تعمیل حکم ۲ اگست ۱۸۹۶ء قید نہ کیا جانا چاہئیے اور ۷ ستمبر ۱۸۹۶ء کو جبکہ دیوالیہ حاضر نہ تہا ایک حکم واسطے حکمنامہ قرقی کے بخلاف ذات شخص دیوالیہ کے بوجہ عدم تعمیل حکم ۲ اگست ۱۸۹۶ء کے صادر کیا گیا تہا۔ اسی اثنا مین ۴ ستمبر ۱۸۹۶ء کو ایک قاعدہ بعض دائنان دیوالیہ نے بخلاف خریدار اور افیشل اسینی کے بغرض اظہار وجہ اس امر کے حاصل کیا تہا کہ کیون نیلام مکان ہائے دیوالیہ بہ تعمیل حکم ۲۳ جنوری ۱۸۹۶ء منسوخ نہ کیا جانا چاہئیے اور جائداد دوبارہ نیلام کیجانی چاہئیے اور خریدار کو نیلام مذکور اور درخواست ہذا کا خرچہ ادا نہ کرنا چاہئیے۔ دوران سماعت قاعدہ ہذا میں افیشل اسینی مزید کارروائی متعلق بہ نیلام کرنے سے باز رکہا گیا تہا اور نیز اس امر سے کہ جائداد کا قبضہ خریدار کو عطا کرے ۱۹ جنوری ۱۸۹۶ء کو قاعدہ ہذا معہ خرچہ بخلاف خریدار و افیشل اسینی خارج کیا گیا تہا۔ بوقت سماعت قاعدہ مذکور کے دائنان اور افیشل اسینی کیطرف سے صرف ایک ہی وکیل تہا لیکن خریدار کی طرف سے دو وکلاء تہے تشخیص خرچہ خریدار پر افسر تشخیص کنندہ مسٹر بلیمبرجی نے حکم ذیل صادر کیا:—

"مقدمہ ہذا میں ایک مکان جو دیوالیہ نے رہن کیا ہوا تہا افیشل اسینی نے بروئے ایک حکم نیلام صادرہ مرتہن کے نیلام کردیا تہا۔ بعد ازاں ایک ذریعہ کے خریدار نے قبضہ کی درخواست کی اور ایک حکم بدین مضمون صادر کیا گیا تہا کہ دیوالیہ کو

۹۶ء ملیز
بمعاملہ
بسیر سنگھ دت
دیوالیہ

چاہیئے کہ مکان کا قبضہ دیدے لیکن اُسکی تعمیل سے انکار کیا گیا تھا۔ دیوالیہ کے اٹرنی نے یہ جواب دیا کہ اُنکے موکل نے یہ اطلاع دی ہی کہ جائداد زیر بحث دیندار نا تھ دت پسر دیوالیہ کے قبضہ میں گذشتہ دو برس سے ہے۔ یہ بیان اُس بیان کے خلاف ہے جو دیوالیہ کے بیان حلفی کے فقرات ۲، ۱۶ و ۱۸ میں درج ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دیوالیہ اُسپر قابض تھا اور وہ اُس وقت تک قابض رہا تھا جبتک کہ ڈگری کی درخواست تنفیخ نیلام کیگئی تھی۔ ایسی درخواست کیگئی تھی جسکی تائید میں اُن اشخاص کے بیانات حلفی داخل کئے گئے تھے جنہوں نے اقرار کیا تھا کہ اُنہوں نے سازش سے اور بددیانتی سے جائداد کی قیمت کے کم کرنے کیلئے عمل کیا تھا۔ بیانات بخلاف خریدار ثابت نہوئے تھے اور درخواست مذکور معہ خرچہ نامنظور کیگئی تھی۔

اُب عذرداری یادداشتوں (۱) کی نسبت اور فریقین کے مابین دو وکلاء کے خرچہ کی نسبت وجوہات ذیل پیش کیا گیا ہے :-

"(۱) کہ یہ ایک معاملہ دیوالہ ہے جسمیں کوئی خاص ہدایات عدالت کیطرف سے نہ کیگئی تہیں۔

"(۲) کہ یہ ایک اہم امر نہیں ہے۔

"(۳) کہ سائلان نے صرف ایک وکیل مقرر کیا تہا اور ایسا ہی فنشل اسینی نے بھی کیا تہا۔"

"(۱) نسبت وجہ اول کے بصورت عدم موجودگی خاص ہدایات کے ظاہر ہوتا ہے کہ منشا یہ نتہا کہ اسکے رو سے تشخیص کنندہ کے اختیار تمیزی میں خلل واقع ہو۔

"(۲) بخلاف خریدار کے جسکو استفادہ جائداد خریدکردہ سے محروم کرنیکی کوشش بوجہ نامناسب طریق عمل کے کیگئی تھی درخواست مذکور بلاشبہ طور پر اہم تہی

"(۳) افیشل اسینی صرف کارروائیات کا انجام دیکھنے کے واسطے حاضر ہوا تہا اسلئے یہ ضروری نہ تہا کہ اسکی طرف سے ایک سے زیادہ وکیل ہوتے۔ اس امر سے انکار نہیں کیا گیا کہ سائلان کا صرف ایک ہی وکیل تہا لیکن امر مذکور غالبا ایک کافی وجہ اس امر کی نہیں ہے کہ خریدار کے دو وکلاء کا خرچہ عطا کرنے سے انکار کیا جائے جبکہ درخواست مذکور کا بہت اثر پڑا تہا۔"

بلحاظ نوعیت و واقعات مقدمہ کے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ خریدار مجاز تہا کہ دو وکلاء مقرر کرتا۔ اور کہ اُسکا معقول نہ تہا کہ میں نے کم کیا ہے۔ اور دو خلاصہ ما کا خرچہ مابین فریقین کے منظور کیا جانا چاہیئے۔

وانسان شخص دیوالیہ نے اس حکم کی ناراضی سے اسوجہ پر عذرات داخل کئے کہ خریدار کو دو وکلاء کا خرچہ

۱۹۱۶ء
بمعاملہ
بیرسنگہ دت
دیوالیہ

عطا نہ کیا جانا چاہئے تہا۔ عذرات مذکور بغرض سماعت ۲۴ جون ۱۹۱۶ء کو پیش ہوئے۔

مسٹر زوراب منجانب خریدار۔

مسٹر ڈی سو ہنو منجانب وائینان۔ یہ ایک معاملہ کارروائیات دیوالہ سے ہے کارروائیات دیوالہ مین صرف ایک وکیل کا خرچہ مابین فریقین کے دلایا جاتا ہے اگر کوئی فریق دو وکلاء کو مقرر کرنا چاہے تو وہ دوسرے وکیل کا خرچہ خود ادا کرنے پر مجبور کیا جانا چاہئے۔ اس کارروائی اور کسی دیگر کارروائی مین کوئی فرق نہین ہے۔ افیشل اسینی اور دائنان کیطرف سے اس کل کارروائی مین صرف ایک ہی وکیل رہا ہے۔ عدالت ہذا کو اختیار ہے کہ افسر تشخیص کنندہ کے حکم کو منسوخ کرے کیونکہ اسنے اپنے اختیار تمیزی کا استعمال اس معاملہ میں غلط طور پر کیا ہے۔

جٹکنسن صاحب جٹس:۔ درخواست ہذا بطریق عذرات کے دربارۂ تشخیص ایک بل خرچہ کے اسوجہ پر کیگئی ہے کہ دوسرے وکیل کا خرچہ عطا نہ کیا جانا چاہئے تہا۔ وہ مقدمہ جسمین دو وکلاء مقرر کئے گئے ہتے بلاشبہ طور پر کارروائی دیوالہ کا مقدمہ تہا اور جیسا کہ مجہے وکلاء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے اس موکل پر جس نے دو وکیل مقرر کئے ہتے ایک ایسی سازش کا الزام لگایا گیا تہا جو فریب کی حد تک پہنچا تہا۔

اپنے اختیار تمیزی کے استعمال میں افسر تشخیص کنندہ نے یہ خیال کیا تہا کہ مقدمہ ایسا نہ تہا جسمین وکیل دوم کا خرچہ دلانا مناسب تہا۔ میں اُس بحث میں جو میرے روبرو کیگئی ہے کوئی ایسا امر معلوم نہیں کر سکتا جس سے مین یہ قیاس کرسکون کہ اس اختیار تمیزی کا استعمال غلط طور پر کیا گیا تہا۔

اسلئے میں یہ قرار دیتا ہون کہ عذر مذکور نادرست ہے اور عذرات مذکور معہ خرچہ نامنظور کئے جاتے ہین۔

اٹرنیان منجانب کسوم کماری داسی:۔ میشرز دگنم اینڈ کمپنی۔

اٹرنی منجانب دائینان:۔ بابو جی سی۔ دہر۔

۱۰ مارچ ۹۷ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر فرنسیس ولیم میکلین صاحب نائٹ چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

کرستو دہون گہوس (مدعی) **بنام** بروجو گوبند درائے (مدعا علیہ) ٭

مالک اراضی و مزارعہ۔ نالش اضافہ لگان۔ ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۲۹ ۔ تیزادی لگان بذریعے معاہدہ بذریعہ زائد از ۲ ر فی روپیہ۔ اقرار نامہ کالعدم۔ ایکٹ معاہدہ (۹ ۱۸۷۲ء) دفعات ۲۳ و ۲۴

ایک معاہدہ زیر دفعہ ۲۹۔ ایکٹ مزارعان بنگال البرضا دیگی لگان اضافہ شدہ زائد از ۲ ر فی روپیہ کالعدم ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہین اور دلائل کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین۔

سر گرفتہ الیانس و بابو جسو دانندن پرامنگ منجانب اپیلانٹ۔

بابو نیل مادہب بوس و بابو لال موہن گنگولی منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ (میکلین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:۔

میکلین صاحب چیف جسٹس (باتفاق رائے بینرجی صاحب جسٹس):۔ اپیل ہذا مین ایک مختصر امر اٹھایا گیا ہے۔ مدعی ایک مینداد ہے اور مدعا علیہ اُسکا مزارعہ ہے۔ بروئے قبولیت کے مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا کہ وہ مدعی کو مزید لگان مبلغ ۱۲ ر ۱ ادا کریگا۔ یہ ایزادی زائد از ۲ ر فی روپیہ ہے جو اُس لگان مین لگگئی تھی جو پہلے مزارعان کیطرف سے ادا کیا جاتا تہا بروئے دفعہ ۲۸۔ ایکٹ مزارعان بنگال کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ "جہان ایک مزارعہ دخیلکار اپنا لگان زر نقد میں ادا کرتا ہو تو اُسکے لگان میں ایزادی نہ کیجانی چاہئیے الا مطابق احکام ایکٹ ہذا کے۔ بروئے دفعہ ۲۹ کے لگان زر نقد بروئے معاہدہ زیادہ کیا جا سکتا ہے اور بروئے ضمن (ب) کے وہ اُسقدر زیادہ نکیا جانا چاہئیے جو ۲ ر فی روپیہ سے زیادہ بڑہ جائے۔ مدعی نے مدعا علیہ پر اضافہ لگان کی نالش کی ہے۔ مدعا علیہ نے بیان کیا ہے کہ اقرار نامہ مذکور خلاف احکام ایکٹ مزارعان بنگال کے ہے۔ اور بلحوظی دفعات ۲۳ و ۲۴

٭ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۶۸ ۱۸۹۵ء بنارا ضی ڈگری مصدرہ ایف بی ٹیلر صاحب ڈسٹرکٹ جج مرشدآباد مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۹۵ء مشتمر ترمیم ڈگری مصدرہ بابو کالی پرستا مکرجی منصف کہنڈی مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۴ء

۱۸۹۶ع

کرستو دہون گہوس بنام بروجو گوبندو رائے

ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ع) کے اقرارنامہ مذکورہ کالعدم ہے۔ میری رائے میں اُسکا عذر درست ہے لیکن اپیلانٹ یہ عذر کرتا ہے کہ معاہدہ مذکور جدا کئے جانیکے قابل ہے اور اُسکا جائز جزو ناقص جزو سے جدا کیا جاسکتا ہے اور ڈگری صرف جائز جزو کی دیجاسکتی ہے یعنی صرف اُسقدر مزید لگان کی جو دعوے آئندہ رعیت پر بڑھ نہ جائے میں اس رائے کو قبول نہیں کرسکتا۔ میری رائے میں ایکٹ مزارعان بنگال کی غرض رعیتان کی محفوظیت ہے۔ اگر اپیلانٹ کا عذر درست ہو تو مالک اراضی ایک اقرارنامہ ازدیاد لگان کا حد قانون سے بہت زیادہ کرسکتا ہے تاکہ اگر بعد میں رعیت عذر کرے تو عدالت سے یہ استدعا کرے کہ اُسکو صرف حدود قانون کے اندر ازدیاد کی ڈگری دیجائے۔ اس رائے کا اختیار کرنا میری دانست میں رعیتان کے واسطے بہت مضر ہوگا۔ صورت حال میں معاہدہ مزید لگان کے ادا کرنیکا ہے۔ معاوضہ ادائیگی مزید لگان دو حصص میں منقسم نہیں ہے پس کس طرح پر عدالت اس صورت میں ناجائز حصہ کو جائز حصہ سے جدا کرسکتی ہے؟ اگر وہ ایسا نہیں کرسکتی تو معاہدہ کالعدم ہے۔ اگر اپیلانٹ کی حجت بہتر وجہ پر مبنی ہو تو اُسکا نتیجہ وہ ہوگا جو میں نے ظاہر کیا ہے۔ وہ در اصل ہم سے یہ استدعا کرتا ہے کہ ایک جدید معاہدہ فریقین کے واسطے بنایا جائے۔ یہ رائے اُن آرائے کے مطابق ہے جو مقدمات پکرنگ بنام الفرڈ کومب ریلوے کمپنی (۱) و بیکر بنام ہیج کاک (۲) میں ظاہر کیگئی ہے جیسا کہ پیٹی صاحب جسٹس نے مقدمہ موخرالذکر میں بیان کیا ہے "عدالت ایک جدید شرط اس غرض سے پیدا یا مقتبس نہیں کرسکتی کہ ایک دستاویز کو جو بصورت دیگر کالعدم ہے جائز بنادے"۔ یہ رائے اُس رائے کے مطابق ہے جو رمپینی صاحب جسٹس نے مقدمہ غیر رپورٹ شدہ منوہن سرکار بنام اناتھ منڈل (۳) میں ظاہر کی ہے جسکا کہ حوالہ دیا گیا ہے۔

میری رائے میں صاحب جج ضلع اسلام کے قرار دینے میں درستی پر تھا کہ اقرارنامہ مذکور بروئے اُن دفعات کے ناجائز تھا جنکا کہ حوالہ ایکٹ معاہدہ و ایکٹ مزارعان بنگال میں سے دیا گیا ہے۔ اس رائے کے مطابق یہ غیر ضروری ہو جاتا ہے کہ اُس سوال پر غور کیا جائے جو دفعات ۲۹ و ۱۷۸ ایکٹ مزارعان بنگال کے اثر پر مبنی تھا۔ اپیل ہذا مع خرچہ خارج کیا جانا چاہئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

(۱) لا رپورٹ کامن پلینز جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ (۲۵۰)۔

(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۹ صفحہ ۵۲۰۔

(۳) اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۳۴۶ سنہ ۱۸۹۴ع۔

باجلاس سر فرنسس ولیم میکلین صاحب نائیٹ چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

۷ اپریل ۱۸۹۵ء

الوکیشی داسی (مدعا علیہا) بنام ہرچند داس (مدعی) *

تعمیل مختص - ناکامیاب انکار معاہدہ منجانب مدعا علیہ ڈگری نالش بوجہ عدم ادائیگی بقایا زر بدل بعرصہ میعاد مقررکردہ مستحق مدعی دربارہ واپسی بیعانہ جزو زر بدل ادا کردہ جہانکہ تعمیل مختص سے انکار کیا جائے - ایمان داری و عدل - بنگال و ممالک مغربی و شمالی و آسام کا ایکٹ عدالتہائے دیوانی (۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۳۷ -

ایک نالش تعمیل مختص معاہدہ مین مدعا علیہا نے کلیتاً معاہدہ سے انکار کیا - عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیکر کہ ایک معاہدہ مابین فریقین موجود تہا تعمیل مختص کے منظور کرنے سے اسوجہ پر انکار کیا کہ مدعی بقایا زر ثمن کو تاریخ مقررہ پر ادا کرنے سے قاصر رہا ہے لیکن اسنے ایک ڈگری دربارہ واپسی بیعانہ کے صادر کی - برطبق اپیل منجانب مدعا علیہا بعدالت ہائیکورٹ -

تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعا علیہا نے ناکامیابی سے کل معاہدہ کا انکار کیا تہا اور مدعی کی طرف سے کوئی تنسیخ معاہدہ عمل مین نہ آئی تہی اسلیئے وہ مدعی اس بیعانہ کے واپس پانیکا مستحق تہا جو اوس نے ادا کیا تہا -

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کے واسطے ضروری ہیں اور دلائل فریقین تجویز ہائیکورٹ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

بابو بویدیو ناتھ دت منجانب اپیلانٹ -

بابو لال بہاری متر منجانب رسپانڈنٹ -

ہائیکورٹ (میکلین صاحب چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس) نے تجاویز ذیل صادر کین :-

میکلین صاحب چیف جسٹس :- نالش ہذا منجانب مشتری کے بغرض تعمیل مختص ایک معاہدہ خرید بعض جائیداد بعوض مبلغ ... صد روپیہ کے کیگئی ہے مدعا علیہا نے معاہدہ سے کلیتاً انکار کیا اور اُسنے بیان کیا کہ مدعی کا دعویٰ بالکل دروغ ہے - اوسکا جواب دعوے یہی تہا -

معاملہ مذکور کی تجویز منصف نے کی تہی جس نے مدعی کی نالش کو خارج کیا - سبارڈینیٹ جج نے قرار دیا کہ ایک معاہدہ مابین فریقین موجود تہا اور اُس نے مدعا علیہا کے جواب کو غیر معتبر سمجہا -

---

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۱۲۱ سنہ ۹۵ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو بینی مادہب متر سبارڈینیٹ جج ہوگلی مورخہ ۲۵ ر مارچ سنہ ۹۵ء مشعر ترمیم ڈگری مصدرہ بابو سرت کمار گہوسل مورخہ ۲۹ ر دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء -

سنہ ۱۸۸۶

الوکیشی داسی بنام پرامیند داس

لیکن اس مین نے تعمیل مختص کے دعوی کو اسوجہ پر نامنظور کیا کہ مدعی نے تاریخ مقررہ پر بقایا زرشن ادا نہیں کیا اقرار نامہ مذکور ایک زبانی اقرار تہا اور سبارڈینیٹ جج کے فیصلہ مین کوئی قرار ولو امر واقعہ بدین مضمون موجود نہین ہے کہ مدعی نے کبھی یہ اقرار کیا تہا کہ وہ زرشن کو تاریخ معاہدہ سے عرصہ ایک ماہ کے اندر ادا کر دیگا۔ صاحب جج نے بطور امر واقعہ کے قرار دیا ہے کہ مدعا علیہ نے ایک انتقال کے ایک ماہ کے اندر تحریر کرنیکا اقرار کیا تہا اور اُس سے اُس نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور ہماری رائے مین وہ نتیجہ درست ہے کہ مدعی کی طرف سے بقایا زرشن کے عرصہ مذکور کے اندر ادا کرنیکا اقرار کیا گیا تہا لیکن سبارڈینیٹ جج نے کوئی قرارداد امر واقعہ اس امر کے متعلق قلمبند نہین کی لیکن خواہ یہ امر کسیطرح پر ہو سبارڈینیٹ جج نے ڈگری تعمیل مختص کے صادر کرنیسے انکار کیا تہا۔ امر مذکور کی نارضی سے کوئی اپیل نہین کیا گیا اور میرے واسطے اوس جزو مقدمہ کی نسبت کچہہ بہی بیان کرنا ضروری نہین ہے۔ مگر مدعی نے بطور بیعانہ کے ایک رقم قریبًا مبلغ ۰۰ کی ادا کی ہوئی تہی۔ عدالت ماتحت نے بطور امر واقعہ کے قرار دیا ہے اور امر مذکور کے متعلق عذر نہین کیا گیا اور نہ کیا جا سکتا ہے کہ زر مذکور مدعی کی طرف سے مدعا علیہ کو ادا کیا گیا تہا۔ مدعا علیہ نے اُس مبلغ ۰۰ کے اپنے پاس رکہنے پر اصرار کیا ہے۔ مدعی یہ عذر کرتا ہے کہ اگر وہ تعمیل مختص کی ڈگری کا مستحق نہ ہو تاہم وہ بہر حال واپسی بیعانہ مذکور کا مستحق ہے۔ سبارڈینیٹ جج نے عذر مذکور کو تسلیم کرکے ایک ڈگری واپسی بیعانہ اُس کے حق مین صادر کی ہے۔ مدعا علیہ نے فیصلہ مذکور کی نارضی سے اپیل کیا ہے۔ مدعا علیہ جس نے یہہ بیان کیا تہا کہ بالکل کوئی معاہدہ نہ کیا گیا تہا اب بیعانہ مذکور کے اپنے پاس رکہنے پر اصرار کرتا ہے۔ میری رائے مین وہ اوس کا مستحق نہین ہے۔ یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ نہ تو ایکٹ دادرسی خاص اور نہ ایکٹ معاہدہ مین کوئی ایسا حکم موجود ہے جو اس سوال سے علاقہ رکہتا ہو اسلئے ہمکو یہہ خیال کرنا چاہئے کہ مناسب اور قرین انصاف کونسا امر ہے اور قانون انگلستان متعلق بہ این امر کیا ہے۔

یہہ بیان کرنا چندان ضروری نہین کہ عدالت ہائے انگلستان کے بہت سے فیصلجات متعلق بہ این امر موجود ہین لیکن مین اون کا مفصل ذکر کرنا ضروری نہین سمجہتا۔ ذی علم وکیل اپیلانٹ نے مقدمہ ہجو بنام سمتہہ (۱) کا حوالہ دیا ہے اُس نے اوس کا حوالہ بطور ایک فیصلہ بتائید خود کے دیا ہے لیکن اوس کے واقعات مقدمہ حال کے واقعات سے اسقدر مختلف ہین کہ وہ کچہہ تعلق نہین رکہہ سکتا۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۷ صفحہ ۸۹۔

لیکن اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لارڈ کاٹن صاحب جسٹس نے کونسا اصول قائم کیا ہے جسپر کہ سوالات از قسم حال کا فیصلہ کیا جانا چاہئے جو ایک ایسی رائے ہے جس سے اُن دیگر لارڈ جسٹسان نے اختلاف کیا تہا جو عدالت کے اراکین تھے رپورٹ کے صفحہ ۹۵ پر لارڈ کاٹن صاحب جسٹس نے بیان کیا ہے کہ " مین یہ نہین کہتا کہ اُن جملہ مقدمات مین جہانکہ عدالت ہذا تعمیل مختص سے انکار کرے بائع بیعانہ کے پاس رکہنے کا مستحق ہونا چاہئے ایسے واقعات بہی موجود ہو سکتے ہین جن کے رو سے عدالت ہذا انکار کرنے کی مجاز ہو اور جن کے رو سے عدالت پر لازم ہو کہ مطابق عام قواعد کے تعمیل مختص کا حکم دینے سے انکار کرے جن مین یہ نہ کہا جا سکتا ہو کہ خریدار نے معاہدہ کو فسخ کیا تہا یا اوس نے اوس کو بالکل فسخ کر دیا تہا جس سے بائع زربیعانہ کے پاس رکہنے کا مستحق ہو گیا تہا۔ اس غرض سے کہ بائع ایسا عمل کرنے کے قابل ہو جائے میری رائے مین خرید ار کیطرف سے ایسے افعال موجود ہونے چاہئین جو نہ صرف ایسی ڈہنگ کی حد تک پہونچتے ہون جس کے رو سے وہ تعمیل مختص کی چارہ جوئی سے محروم ہو جائے بلکہ جن کے رو سے اوسکا طریق عمل فسخ معاہدہ کی حد تک پہونچتا ہو "

صورت حال مین کوئی واقعات فاضل سبارڈینیٹ جج نے ایسے قرار نہین دیئے جن سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ مدعی نے بذریعہ اپنی ڈہنگ کے استحقاق تعمیل مختص کو زائل کر دیا ہے یا اوس کی طرف سے ایسا طریق عمل ظاہر ہوا ہے جو فسخ معاہدہ کی حد تک پہونچتا ہو۔ بخلاف ازین واقعات سے اسکے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ ایک حال جیسے مقدمہ مین جہانکہ مدعاعلیہ نے ناکامیابی سے کل معاہدہ سے انکار کیا ہو اور جہان مدعی کی طرف سے کوئی فسخ معاہدہ عمل مین نہ آیا ہو بلکہ بخلاف ازین اوس کے موثر کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ میری رائے مین یہ مناسب نہ ہوگا کہ مدعاعلیہ کو بیعانہ کے پاس رکہنے کی اجازت دیجائے۔

ان وجوہات پر مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت کا فیصلہ درست ہے اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے۔

بینرجی صاحب جسٹس:- میری بہی یہی رائے ہے فریقین کیطرف سے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ نہ تو ایکٹ معاہدہ اور نہ ایکٹ دادرسی خاص مین کوئی حکم متعلق بہ صورت حال موجود ہے۔ اسلئے وہ بروئے ضمن (۲) دفعہ ۷ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے قواعد انصاف و عدل و ایمانداری کے تابع ہونا چاہئے۔ آیا کوئی امر انصاف و عدل و ایمانداری کے رو سے ایسا موجود ہے جسکے رو سے مدعاعلیہا صورت حال مین اُس روپیہ کے پاس رکہنے کی مستحق ہو جو مدعی نے بطور جزو زرثمن کے واسطے مرہونہ جائیداد مبیعہ کے ادا کیا تہا؟

۱۸۹۶ء
ہو کشی داسی
بنام
ہرا چند داس

اِس سوال کا جواب نفی مین دیا جانا چاہئے کیونکہ بروئے واقعات قرار دادہ کے یہ کہنا ناممکن ہے کہ مدعا علیہا ۱ نے کوئی ایسا دعوے ثابت کیا ہے جسکے روسے وہ اس روپیہ کے پاس رکھنے کی مستحق بخلاف مدعی کے ہے اوسکا جوابدعوی یہ تہا کہ بباعث کسی قصور مدعی کے اوسکو نقصان پہونچا ہے اسلئے وہ زر مذکور کے رکھنے کی مستحق ہے۔ اوسکا جواب معاہدے سے کلیتاً انکار رہا جو غلط ثابت ہوا ہے۔

پس اس صورت مین وہ وجوہات جنپر کہ مدعی کی استدعا تعمیل مخص سے انکار کیا گیا ہے اولاً یہ ہین کہ مدعی نے بقایا زرثمن میعاد معینہ متذکرہ عرضیدعوی کے اندر ادا نکیا تہا اور ثانیاً یہ کہ مدعا علیہ ۲ نے جائداد کو نیک نیتی سے اور بعوض بدل قیمتی کے بلا علم معاہدہ بحق مدعی کے خرید کیا ہے۔ میری رائے مین کوئی ایسا امر موجود نہین جس سے مدعا علیہا ۱ بیعانہ کے پاس رکھنے کی مستحق ہو۔

نسبت مقدمہ محولہ ہو بنام سمتہہ (۱) کے جیساکہ فاضل چیف جسٹس صاحب نے ظاہر کیا ہے وہ مقدمہ کوئی سند اوس وسیع اصول کی نہین ہے جسکا عذر ذی علم وکیل اپیلانٹ نے کیا ہے خود مقدمہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک صورت مین جہان تعمیل معاہدہ مین قصور واقعہ ہوا ہو بایع بیعانہ کے پاس رکھنے کا مستحق نہین ہوجاتا۔ وہ صرف خاص واقعات کی موجودگی مین ایسا کرنیکا مستحق ہوتا ہے جن مین سے کوئی صورت حال مین موجود نہین۔

اپیل خارج کیا گیا۔

باجلاس سر فرنسس ولیم میکلین صاحب نیٹ چیف جسٹس و بینرجی صاحب جسٹس

۲۴ جون ۱۸۹۶ء

پیاری موہن کرجی (سائل)، **بنام** ابہلا چرن بند و پادہیا و مجلس میونسپل کمشنران اتر پاڑہ (فریق مخالف)۔*

امر فیصل شدہ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳ تشریح ۲۔ دوسری نالش بغرض عدم تعمیل و نیز بنابر واقعات۔ امر جو صریحاً اور در اصل تنقیح مین اوٹہایا جاکر قطعی طور پر مسموع ہو کر فیصل کیا گیا ہو۔ ایکٹ میونسپلٹی بنگال (بنگال ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۴ء) دفعہ ۳۶۳۔

ایک نالش مین جو ایک شخص الف نے بخلاف ج کے بغرض دلاپانے ہرجانہ اس امر کے دائر کی تہی کہ اوسنے بعض مواد فاسد اوسکی زمین سے نہین اوٹہایا وہ سوالات جو اوٹہائے گئے تہے یہ تہے کہ آیا نوٹس دیا گیا تہا اور کہ آیا مدعا علیہ پر لازم تہا کہ مدعی کی جائداد پر سے کوڑا اوٹہائے۔ عدالت نے یہ قرار دیکر کہ کوئی نوٹس موجود نہ تہا جو بذاتہ ایکسانی وجہ دوسری نالش کی زیر دفعہ ۳۶۳ ایکٹ میونسپلٹی بنگال تہی۔

* عرضی اپیل دیوانی نمبر ۶۸ سنہ ۹۷

سنہ ۱۸۹۷ع
پیاری موہن بکر
بنام
ابیکا چرن کہوبہ

اور نیز بربنائے واقعات کے نتیجہ اخذ کے مدعاعلیہ پر لازم نہ تہا کہ مواد فاسد کو ٹھی کی اراضی سے اٹہاکر نالش کو خارج کر دیا ایک نالش مابعد مین جو انہین فریقین کے مابین تہی مدعی نے اوسی دادرسی کا دعوی کیا جسکا نالش اول مین کیا گیا تہا جواب یہ تہا کہ نالش بطور امر فیصل شدہ کے ممنوع السماعت ہے۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ وہ معاملہ جو صریح اور در اصل نالش مابعد مین تنقیح طلب تہا وہی نالش اول مین صریحا اور در اصل تنقیح طلب تہا اور وہ ایک ہی فریقین کے مابین مسموع ہو کر قطعی طور پر فیصل ہو چکا تہا باوجود اس امر واقعہ کے کہ نالش ماقبل بباعث فیصلہ عدالت کے جو کسی اور امر سے بہی علاقہ رکہتا تہا ناکامیاب رہی تہی اسلئے نالش مابعد بطور امر فیصل شدہ کے ممنوع السماعت تہی۔

شب چرن لال بنام رگہونا تہہ (۱) سے تمیز کیگئی۔

واقعات مقدمہ ہذا و دلائل فریقین کامل طور پر تجویز ہائیکورٹ مین بیان کئے گئے ہین۔

بابو گریش چندر چودھری بتائید قاعدہ مذکور۔

بابو بہوپانی چرن دت بغرض اظہار وجہ۔

تجاویز ذیل عدالت ومیکلین صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس نے صادر کین۔

میکلین صاحب چیف جسٹس:- مجہے بنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ مقدمہ ہذا کے پڑہنے سے استفادہ ہوا ہے اور مین اُس نتیجہ سے اتفاق کرتا ہون جو اُنہون نے اخذ کیا ہے۔ اُنہون نے اس معاملہ پر ایسا کامل غور کیا ہے کہ مین نہایت مختصر الفاظ مین اُن وجوہات کو بیان کرنا چاہتا ہون جنپر کہ میری رائے مین قاعدہ ہذا خارج کیا جانا چاہئے صرف ایک ہی سوال جسکا کہ ہمنے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا عذر امر فیصل شدہ کامیاب ہونا چاہئے۔ اس مین شبہہ نہین کہ تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ مدعی حال نے ایک نالش بخلاف مدعاعلیہ حال کے دائر کی تہی جسمین اوسی دادرسی کا دعوی کیا گیا تہا جسکا کہ دعوی نالش حال مین کیا گیا ہے یعنی مدعاعلیہ سے اس بات کا ہرجانہ دلا پایا کہ اُسنے بعض جائداد متعلقہ مدعی سے مواد فاسد نہین اٹہایا۔ نالش مذکورہ دو وجوہات پر ناکامیاب ہوئی تہی (۱) عدم موجودگی نوٹس زیر دفعہ ۳۰۳۔ ایکٹ میونسپلٹی بنگال اور (۲) کہ بربنائے واقعات مدعاعلیہم ذمہ دار نہ تہے مسلمہ طور پر فریقین کی سماعت نالش کو مین بربنائے واقعات کیگئی تہی اور نالش کا فیصلہ برخلاف مدعی حال کے کیا گیا تہا۔ نالش حال واسطے اوٹہانہ جانے مواد فاسد کے ...... واسطے کی گئی ہے۔ مگر وہ تنقیح جو در اصل فیصلہ طلب ہے در حقیقت وہی ہے۔

وہ سوال جسکا ہمنے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا بلحوظ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۴۰۱۔

سنہ ۱۸۹۷ء
پیاری موہن کرجی
بنام
ابنا چرن بندوپادہیا

اور تشریح دوم دفعہ مذکور کے وہ امر جو درحقیقت اور صریحاً نالش حال مین تنقیح طلب ہے ایک عدالت مجاز سماعت نے نالش ماقبل مین مسموع ہو کر قطعی طور پر فیصل ہو چکا ہے جو انہی فریقین کے مابین تہی - میری رائے مین وہ اسی طرح پر فیصل کیا گیا ہے صرف ایک ہی وجہ جو نالش حال کے بطور امر فیصل شدہ ممنوع السماعت نہونے کیواسطے بیان کیگئی ہے یہ ہے کہ چونکہ عدالت نے نالش اول مین یہہ فیصل کیا تہا کہ نالش عدم موجودگی نوٹس کیوجہہ پر خارج کیجاتی چاہئے (مین اس امر کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہین کرتا کہ آیا بلحوظی عبارت دفعہ ۱۴۲ بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ء کی رائے مذکور درست ہے) اسلئے دیگر تنقیحات کا تصفیہ کرنا غیر ضروری ہوگیا تہا اسلئے واقعات کی نسبت یہ خیال نہین کیا جا سکتا کہ اونپر نالش اول مین ایسا غور کیا گیا تہا جس سے مدعاعلیہ یہ کہنے کا مستحق ہوجاتا ہو کہ معاملہ نالش حال درحقیقت اور صریحاً نالش اول مین تنقیح طلب تہا اور مسموع ہو کر قطعی طور پر فیصل کیا گیا تہا لیکن حجت مذکور کا جواب میری رائے مین یہہ ہے کہ درحقیقت وہ سوال جسپر بردو فریقہائے تنازعہ کنندہ کے علم اور رضامندی سے غور کیا گیا تہا صریحاً اور درحقیقت تنقیح طلب تہا اور وہ مسموع ہو کر قطعی طور پر فیصل کیا گیا تہا کیونکہ سوال مذکور کمتر صریحاً اور درحقیقت تنقیح طلب تہا اور مسموع ہو کر قطعی طور پر فیصل نکیا گیا تہا بدینوجہ کہ عدالت نے ایک اور امر کا بہی فیصلہ کیا تہا جو اگر درست ہوتا تو اوس نالش کا فیصلہ ہوجاتا اور اگر غلط ہوتا تو اوسکا یہ اثر نہوتا فیصلہ بربنائے واقعات ایک مزید وجہہ اوسی نالش کی بنا تا تہا اور فریقین نے فیصلہ مذکور کی استدعا کی تہی - مدعی مجاز تہا کہ عدالت سے صرف امر نوٹس کے فیصل کرنیکی استدعا کرتا اور اگر اوسکا فیصلہ اوس کے خلاف ہوتا تو واقعات پر فیصلہ کرنے سے انکار کرتا لیکن اوسنے طریق مذکور کو اختیار نکیا تہا - اوسنے واقعات کی سماعت ہونے دی تہی اور اوسکا خیال تہا کہ شاید فیصلہ اوسکے حق مین ہوجائے - آیا اب وہ یہہ کہہ سکتا ہے کہ اوسکا قطعی فیصلہ نکیا گیا تہا ؟ سوال ذمہ داری مدعاعلیہ دربارہ اوٹہانے مواد فاضلہ کے مدعی کی زمین سے صریح طور پر ایک ایسا امر تہا جو نالش اول مین صریحاً اور درحقیقت تنقیح طلب تہا اور وہی نالش حال مین بہی امر تنقیح طلب ہے نالش اول مین مدعی نے ایک فیصلہ بربنائے ذمہ داری مذکور کی استدعا کی تہی اور عدالت نے امر مذکور کو فیصل کیا تہا - سائل نے مقدمہ شب چرن لال بنام رگہو نندن (۱) پر بہت انحصار کیا ہے - ان وجوہات پر جو بینرجی صاحب جسٹس نے بیان کی ہین

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ -

۱۹۱۶ء

چیرمین ۔ گبن

بنام

امیلیا جان بندو پادہیا

میری یہ رائے ہے کہ مقدمہ ہذا منیر ہو سکتا ہے۔ واقعات مقدمہ ہذا بہت مختلف ہین۔ قاعدہ مذکورہ خارج کیا جانا چاہئے۔

بینرجی صاحب جسٹس ۔ سائل حال نے جو عدالت ماتحت مین مدعی تہا ہمسے زیر دفعہ ۲۵ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ منفصل اس ڈگری عدالت ماتحت کے منسوخ کرنیکی درخواست کی ہے جسکے روسے اسکی نالش ہرجانہ بخلاف فریق مخالف میر مجلس میونسپل کمشنران اترپاڑہ کے خارج کیگئی ہے۔

نالش مدعی نے بدین بیان رجوع کی تہی کہ مدعاعلیہ نے ناجائز طور پر مواد فاسد کے بعض جائیداد مملوکہ مدعی سے اٹھا لینے مین انکار کیا ہے اور اسلئے اسکو اس کے اٹھانیکا خرچ خود برداشت کرنا پڑا ہے۔ جوابدعوی یہ تہا کہ مدعاعلیہ پر لازم نہ تہا کہ مدعی کی جائیداد پر سے اس مواد فاسد کو اٹھائے اور کہ سوال ذمہ داری مدعاعلیہ اسوجہ سے امر فیصل شدہ ہے کہ اوسکا فیصلہ اس نالش ماقبل مین بخلاف مدعی کے ہوا تہا جو اس نے اسی ہرجانہ کے واسطے کسی پہلے عرصہ کے متعلق رجوع کی تہی۔ عدالت ماتحت نے عذر امر فیصل شدہ کو موثر کیا ہے اور بلا فیصل کرنے واقعات کے نالش کو خارج کیا ہے۔

ذیعلم وکیل سائل یہ عذر کرتا ہے کہ فیصلہ مذکور غلط ہے اور کہ فیصلہ نالش اول نالش حال کا مانع نہین ہے۔ کیونکہ فیصلہ نالش مذکور دربارہ تنقیح ذمہ داری مدعاعلیہ کے مقدمہ مذکور کے فیصل کرنیکے واسطے ضروری نہ تہا کیونکہ نالش بوجہ عدم موجودگی نوٹس کے حسب منشاء دفعہ ۳۶۳ ایکٹ میونسپلٹی بنگال قاصر رہی تہی اور اپنے عذر کی تائید مین اسنے مقدمہ شب چرن لال بنام رگہوناتہہ (۱) پر انحصار کیا ہے۔

میری یہ رائے ہے کہ عذر مذکور درست نہین ہے۔ یہ سچ ہے کہ نالش اول مین عدالت نے صرف تنقیح ذمہ داری مدعاعلیہ ہی کا فیصلہ نکیا تہا بلکہ تنقیح متعلق بہ نوٹس کا فیصلہ بہی مدعی کے برخلاف کیا گیا تہا اور یہ بہی سچ ہے کہ بصورت عدم ثبوت نوٹس کے ایک نالش بخلاف میونسپل کمشنران کسی امر زیر ایکٹ بنگال ۳ سنہ ۱۸۸۴ء کی نسبت زیر دفعہ ۳۶۳ ایکٹ مذکور خارج کیجانی چاہئے۔ لیکن اولاً یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا نالش اول دفعہ ۳۶۳ کی ذیل مین آتی تہی جبکہ نالش کسی امر مرتکبہ زیر ایکٹ میونسپلٹی کی نسبت نتہی بلکہ ایک ترک فعل کے متعلق تہی جسکا کرنا مطابق عذر مدعی کے میونسپلٹی پر لازم تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۴۔

سنہ ۱۸۹۷ء
پیاری موہن کرجی
بنام
امبکا چرن بندو پادھیا

اور ثانیاً اگر نالش مذکور دفعہ ۳۶۳ کی ذیل میں آتی بھی ہوتا ہم یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ چونکہ نالش عدم موجودگی نوٹس کی وجہ پر ناکامیاب ہی تھی اسلئے عدالت کا فیصلہ سوال ذمہ داری مدعاعلیہ کی نسبت اس امر کا مانع نہیں ہے کہ وہ ایک جدید نالش میں اُس کا فیصلہ کرے جبکہ سوال مذکور اٹھایا جائے جو فریقین نالش اول سے اوٹھایا جانا چاہیئے تھا اور اوسکا فیصلہ ایک مزید وجہ دوسری نالش کی بنا تا تھا۔

دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں یہ حکم ہے کہ "کوئی عدالت کسی ایسے مقدمہ یا بحث کی تجویز نکریگی جس میں وہ امر جو صریحاً اور دراصل تنقیح طلب ہو ایک مرتبہ پہلے مابین فریقین کے" میں صرف اُسقدر حصہ دفعہ مذکور کا مقتبس کرتا ہوں جسقدر کہ سوال متنازعہ حال کے ساتھہ علاقہ رکھتا ہے "ایسی عدالت میں صریحاً اور دراصل تنقیح پاکر اوسکی معرفت مسموع اور قطعاً فیصل ہوچکا ہو جو اوس کی سماعت کرنیکی مجاز ہو" اور دفعہ مذکور کی تشریح دوم میں بیان کیا گیا ہے کہ "ہر امر جو اس مقدمہ سابق میں جواب یا دعوی کی بناء قرار دیا جاسکتا تھا اور قرار دینا چاہیئے تھا سمجھا جائیگا کہ وہ مقدمہ میں ایک امر صریحاً اور دراصل تنقیح طلب تھا" سوال ذمہ داری مدعاعلیہ دربارہ اوٹھلنے کوڑے کے مدعی کی جائیداد سے ایک ایسا امر ہے جو "صریحاً اور دراصل نالش اول میں تنقیح طلب تھا" جیسا کہ وہ نالش حال میں بھی ہے خواہ فقرہ مذکور کے کوئی معنے لئے جائیں۔ اور سوال یہ تھا کہ آیا وہ نالش اول میں اوجہ سے اہم نتھا کہ نالش بباعث فیصلہ عدالت دربارہ کسی اور امر کے بھی ناکامیاب رہی تھی؟

جبکہ ایک نالش میں ایک سے زیادہ سوالات پیدا ہوں مطابق واقعات مقدمہ کے جو اُن سوالات کی نوعیت پر مبنی ہوں اور اُس فیصلہ پر جو کیا گیا ہو تو یا تو یہ ضروری ہوگا کہ اُن سب کا فیصلہ کیا جائے یا اُن میں سے چند کا فیصل کرنا کافی ہوگا۔

امر اول کے رو سے کوئی دقت پیش نہیں آتی جہانتک کہ سوال زیر بحث حال کا علاقہ ہے لیکن وہ مقدمہ جسپر ہمنے غور کر نا ہے اُس قسم کا نہیں۔ دوسری جماعت کے مقدمات میں عدالت یا تو صرف اُن سوالات کو فیصل کرسکتی ہے جنکا فیصل کرنا ضروری معلوم ہو اور اُس صورت میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی) یا وہ کل سوالات کا فیصلہ کرسکتی ہے۔

اس موخر الذکر جماعت مقدمات میں عدالت یا تو اپنے فیصلہ کا نتیجہ ہر ایک سوال تنقیح طلب کے متعلق بہ نمونہ استقرار یا بصورت دیگر ڈگری میں درج کرسکتی ہے (اور اس صورت میں بھی کوئی مشکل پیدا نہیں ہوسکتی) یا وہ ایسا نہیں کرسکتی۔

سنہ ۱۸۹۶ع

پیاری موہن گوجی
بنام
امبیکاچرن بدد
پادہیا

اس موخرالذکر قسم کے مقدمات پہر دو جماعت ہائے مین منقسم ہین اور انہین سے ایک جماعت مین ڈگری کی تائید بروئے فیصلہ کے ہوتی ہے جو درباره ہر ایک سوال منفصل کردہ کے ہو اور وہ مقدمہ جسپر ہمنے غور کرنا ہے اُسی قسم کا ایک مقدمہ ہے اور دوسری جماعت مین وہ بجائے فیصلہ بعض سوالات مذکورہ کے ہوتا ہے مثلاً جہانکہ نالش ایک سوال میعاد یا سوال نوٹس ابتدائی پر ناکامیاب ہو لیکن جہان سوال استحقاق کا فیصلہ بحق مدعی کے کیا گیا ہو

وہ مقدمہ جسکی نسبت ہم کارروائی کررہے ہین چونکہ اس موخرالذکر قسم کا نہین ہے اس لئے اس امر پر غور کرنا ضروری نہین کہ آیا فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ نصرت خان بنام پہدو بلدیا (۱) بہتر قانون ہے یا کہ وہ اصل پریوی کونسل نے مقدمہ مہرن بہادر سنگہ بنام چہوکور (۲) مین منسوخ کردیا ہے جو ایک ایسا سوال ہے جسکی نسبت یہ متصور ہوسکتا ہے کہ اوسکا قطعی فیصلہ مقدمات نند دلال بہٹاچارجی بنام مہو کہی دیبی (۳) و ٹہاکر مندیو بنام ٹہاکر مہادیو سنگہ (۴) کے روسے کیا گیا۔

فیصلہ نالش اول جو صورت حال مین عذرامر منفصل شدہ کی بنا بنایا گیا ہے منجملہ دو سوالات پیدا کردہ کے ہر ایک سوال کو منفصل کردیتا ہے یعنی سوال نوٹس اور سوال ذمہ داری مدعا علیہ بخلاف مدعیکو اور مدعا علیہ کی ذمہ داری کا سوال صریحاً اور دراصل نالش اول مین بہی اُٹہایا گیا تہا جیسا کہ وہ نالش حال مین اٹہایا گیا ہے پس یہ نہین کہا جاسکتا کہ فیصلہ نالش اول درباره سوال ذمہ داری مدعا علیہ سو چہ ڈگری سے موقوف رکہا گیا تہا کہ ڈگری بجائے فیصلہ نہ کو رکے تہی یا کہ سوال مذکور مقدمہ مذکور مین صریح اور اہم نہ تہا اگر سوال نوٹس کا فیصلہ بحق مدعیکے کیا جاتا تو سوال ذمہ داری مدعا علیہ صاف طور پر ایک صریح اور اہم سوال مقدمہ مذکور مین ہوتا پس آیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہو جہ سے ایسا سوال نہ رہا تہا کہ سوال نوٹس کا فیصلہ پہلے کیا گیا تہا اور اُسپر بہ نسبت دیگر سوالات کے پہلے غور کیا گیا تہا بلحاظ عبارت تشریح دوم دفعہ ۱۳ محولہ بالا کے جسکے رو سے کوئی ایسا معاملہ جو نالش یا جواب دعوے کی وجہ ہوسکتا تہا ایک ایسے امر کی ذیل مین آجاتا ہے جو صریحاً اور دراصل

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۱۹ -
(۲) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۱ وال رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۷ صفحہ ۲۳ -
(۳) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۱۷ -
(۴) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۶۴۷ -

سنہ ۱۸۹۶ع
پیاری موہن کرجی
بنام
امبیکا چرن بندو پادہیا

تنقیح طلب مین یہ کہنا نہایت مشکل سمجھتا ہون کہ سوال نہا کا جواب اثبات مین دیا جانا چاہئے۔ اس مین شبہ نہین کہ حجت یہ کیجا سکتی ہے کہ چونکہ مدعی کسی مفید قرارداد مندرجہ فیصلہ اول دربارہ ذمہ داری مدعا علیہ سے اسوجہ پر فایدہ نہ اٹہا سکتا تہا کہ بجائے قرارداد مذکور کے ڈگری صادر ہوئی تہی اسلیئے اوسے کسی غیر مفید قرارداد پر سوال مذکور کا پابند قرار نہین دیا جانا چاہئے لیکن حجت مذکور کا جواب یہ ہے کہ مدعی بہتر طور پر ایک مخالفانہ قرارداد دربارہ سوال ذمہ داری سے اس طرح پر بچ سکتا تہا کہ عدالت سے یہ استدعا کرتا کہ پہلے سوال نوٹس کا فیصلہ کیا جائے اور اگر سوال نوٹس کا فیصلہ اوسکے برخلاف ہو تو سوال ذمہ داری کا فیصلہ نہ کیا جائے اگر بجائے ایسا کرنیکے مدعی نے عدالت اور اپنے فریق مخالف کو اس امر کی تحریک کی تہی کہ کل سوال ذمہ داری مدعا علیہ پر غور کیا جائے جس سے اغلباً بہت وقت ضائع ہوا تہا تو اب اوسکے واسطے اوسکے نتیجہ کی شکایت کرنا بعد از وقت ہے اور ہم وجوہ امر فیصل شدہ کو ملحوظ نہ رکھینگے جو یہ ہے کہ تنازعات کو قطعی طور پر فیصل کیا جائے اور یہ کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو ایک ہی معاملہ کی نسبت دوبارہ تنگ نہ کرسکے اگر ہم یہہ قرار دین کہ فیصلہ نالش اول بطور امر فیصل شدہ کے عامل نہین ہے۔

فیصلہ اول کی عبارت سے ایک اور امر بہی ظاہر ہوتا ہے جس کو ملحوظ رکہکر اس سوال کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے گو عدالت نے نالش اول مین سوال نوٹس کا فیصلہ بخلاف مدعی کے کیا تہا تاہم معلوم یہ ہوتا ہے کہ اوس نے کسی قدر مذبذب نتیجہ امر مذکور پر اخذ کیا تہا اور اس طرح پر اپنے اس فیصلہ کو تقویت دی تہی کہ نالش خارج کیجانی چاہئے اوس نے سوال ذمہ داری مدعا علیہ پر بہی غور کیا تہا اور اوسنے قرار دیا تہا کہ کوئی ذمہ داری ثابت نہین ہوتی اگر ایسا تہا تو یہ نہین کہا جا سکتا تہا کہ فیصلہ سوال ذمہ داری نالش کے فیصل کرنیکے واسطے ضروری نہ تہا۔

صرف ایک ہی سند جسکا حوالہ اوس رائے کی تائید مین دیا گیا ہے جسکا کہ عذر وکیل سائل نے کیا ہے مقدمہ شب چرن لال بنام رگہونا تہ (۱) ہے مگر مقدمہ مذکور مقدمہ حال سے بالکل قابل امتیاز ہے کیونکہ سوال فیصلہ طلب مقدمہ مذکور مین یہ تہا کہ آیا قرارداد دربارہ استحقاق سجق مدعی بنالش اول زیر دفعہ ۴۳ ایکٹ دادرسی

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۴۔

سنہ ۱۸۹۹ع
پیاری موہن مکرجی
بنام
امبکا چرن بندوپادہیا

خاص جواسوجہ سے خارج کیگئی تھی کہ مدعی غیر قابض قرار دیاگیا تھا اسلیئے وہ محض استقراریہ ڈگری کی استدعا کرنیکا مستحق تھا بطور امر فیصل شدہ کے نالش مابعد مین عائل ہوسکتی تھی اور سوال مذکور کا جواب نفی مین دیاگیا تھا جیسا کہ دیا جانا چاہئیے تھا اگرچہ نالش اول بجائے قرارداد بحق مدعی دربارہ سوال استحقاق کے تھی اور اس لیئے وہ دراصل قرارداد مذکور پر حاوی ہوگئی تھی مگر جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے صورت حال کے سوال کی نوعیت یہہ نہین ہے یہ سچ ہے کہ فاضل ججان نے اپنے فیصلہ مقدمہ شب چرن لال بنام رگھونا تھ داس مین یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "مزید برآن اگر دو قرارداد ہائے امر واقعہ موجود ہون جنمین سے کسی کے رو سے اوس ڈگری کا صادر کرنا قانوناً جایز ہو جو صادر کیگئی تھی تو ان ہر دو قرارداد ہائے امر واقعہ مین سے وہ ایک جو طبعی نتیجہ ضروری تنقیحات کے رو سے پہلی قلمبند کیگئی ہو اور جسکے قلمبند کرنے سے دوسری قرارداد کا قلمبند کرنا اوس ڈگری کے صدور کے واسطے غیر ضروری ہوگیا ہو جو صادر کیگئی تہی ۔ ایک ایسی قرارداد ہے جو ہماری رائے مین بطور امر فیصل شدہ کے عائل ہوسکتی ہے" اس مین شبہ نہین کہ یہہ آرائے بحق سائل کے ہین ۔ لیکن وہ مقدمہ مذکور کے فیصلہ کے واسطے ضروری نہ تہین ۔ اور مع حیلہ اعزاز بحق ان فاضل ججان کے جنہون نے قرارداد ہائے مذکور قلمبند کی تہین ۔ مین وجوہات مذکورہ بالا کے رو سے اوس قاعدہ کی پیروی نہین کرسکتا جو انمین درج ہے مین یہ بہی ایزاد کرسکتا ہون کہ گو ہر دو تنقیحات مین سے کسی کا فیصلہ مقدمہ کے فیصل کرنے کے واسطے کافی ہوسکتا ہے اور گو انکا طبعی نتیجہ صریح ہوتا ہم جب کہ عدالت ان دونون پر غور کرے بجائے ایک کے اپنے نتیجہ کو انمین سے اوس ایک کے فیصلہ پر مبنی رکہے جو طبعی طور پر پہلے ہو یہ کہنا آسان یا بےخطر نہین ہے کہ صرف موخر الذکر [illegible] فیصلہ ہی ضروری تہا اور کہ دوسری تنقیح کا فیصلہ بیفایدہ تہا ۔

جبکہ قانوناً ایک ہی معاملہ کے متعلق نالش کی تجویز دو مرتبہ کا امتناع نہین کیاگیا بلکہ صریح اور بلا واسطہ تنقیح کا فیصل کرنا بہی ممنوع ہے تو اس نتیجہ سے بچنا ناممکن ہے جو عدالت ماتحت نے اخذ کیا ہے ۔

وجوہات بالا کے رو سے میری یہ رائے ہے کہ عدالت ماتحت کا فیصلہ درست تہا اور کہ قاعدہ ہذا معہ خرچہ کے خارج کیا جانا چاہئیے ۔

قاعدہ خارج کیاگیا ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ ۔

سنہ ۱۸۹۷ع

بروجو دربیہ ہبا

بنام

ماناہتہ گھوس

حساب وکتاب پر جو ہائیکورٹ کے صیغہ ابتدائی مین دایر ہے دعوی نمبر ۲۹۹ سنہ ۱۸۹۳ع مین ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۳ع کی تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر رضامند ہوگا۔ نالش نمبر ۲۹۹ نالش حال ہے۔

(۲) ۱۱ جون سنہ ۱۸۹۳ع کو مدعا علیہ نے ایک نالش واسطے منسوخی اقرارنامہ مذکور کے بوجہ جبر اور ناجایز دباؤ کے دایر کی۔ نالش مذکور حسب ضابطہ بغرض سماعت پیش ہوئی اور اقرارنامہ مذکور سیل صاحب جسٹس نے جایز قرار دیا جسکا فیصلہ بر طبق اپیل کے ہمنے بحال رکھا تھا۔ اسلئے اغراض حال کے واسطے یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ مدعا علیہ نے ایک جایز اور قابل پابندی اقرارنامہ تحریر کیا ہے اور اوس نے اقرار کیا ہے کہ وہ ایک ڈگری حساب وکتاب بنالش حال پر رضامند ہے۔

(۳) ان واقعات کی موجودگی مین مدعی زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ استدعا کرتا ہے کہ اقرارنامہ مذکور قلمبند کیا جاے اور ایک ڈگری مطابق اقرارنامہ مذکور کے صادر کیجاے۔ سیل صاحب جسٹس نے ڈگری مستدعیہ صادر کی۔ مدعا علیہ یہ عذر کرتا ہے کہ جہانکہ اقرارنامہ واسطے تصفیہ نالش کے تحریر کیا گیا ہو جیسا کہ صورت حال مین ہے تو عدالت صرف زیر دفعہ ۳۷۵ اقرارنامہ مذکور کی نسبت کارروائی کرسکتی ہے اگر دونون فریقین رضامند ہون۔ اور اگر وہ متفق نہون تو اقرارنامہ مذکور بذریعہ ایک جدید نالش تعمیل مخصوص کے موثر کیا جاسکتا ہے۔ مدعا علیہ نے مقدمہ ہیراسندری دیبی بنام دکھی میسر ملیا (۱) پر انحصار کیا ہے۔ مدعی نے مقدمات ذیل پر انحصار کیا ہے:۔ دینکٹاپانیا م چمام ہتما یانم (۲)، رتن سے لالجی بنام پوری بائی (۳)، گوکلداس ملبداس مینوفکچرنگ کمپنی بنام سکاٹ (۴)، آپا سامی بنام منیکم (۵)، وسامی بائی بنام پریم جی پراگجی (۶)۔

(۴) ہمارے متفق طور پر یہ رائے ہے کہ وہ رائے جسکی حجت مدعی نے کی ہے اور جو سیل صاحب جسٹس نے اختیار کی ہے درست ہے اور چونکہ ہماری رائے اوس رائے سے مخالف ہے جو عدالت نے مقدمہ ہیراسندری دیبی بنام دکھی میسر ملیا (۱) مین ظاہر کی ہے اس لیئے ہم سوال ذیل کا تصفیہ باجلاس کامل سے کرتے ہین:۔ آیا جب فریقین نے ایک اقرارنامہ کے ذریعہ نالش کے امر متنازعہ کا تصفیہ کیا ہو تو عدالت بذریعہ ایک حکم صادرہ بنالش کے یہ حکم دیسکتی ہے یا نہین کہ اقرارنامہ مذکور قلمبند کیا جاے اور آیا وہ ایک ڈگری مطابق اوسکے صادر کرسکتی ہے اگر یکے از فریقین اقرارنامہ مذکور معترض ہو۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۰۱۔
(۳) ،، ،، بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۰۔ (۴) ،، ،، بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۲۔
(۵) ،، ،، مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۰۳۔ (۶) ،، ،، ،، جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۔

سنہ ۱۹۰۵ع
ہیرو دیوی بیبیہا
بنام
راماناتھ گھوس

۹ امی کا اقرارنامہ حسب ذیل الفاظ مین تہا:-

"بعوض اسکے کہ تمنے مجھکو اجراے ڈگری نالش لگان نمبر ۲۱۲ سنہ ۱۸۹۳ع بعدالت سابارڈینیٹ جج درجہ دوم ہوگلی مین گرفتار ہونیسے سبکدوش کیاہے مین بذریعہ تحریر ہذا کے حسب ذیل اقرار کرتا ہون (۱) کہ مین تمہارے حق مین آجکی تاریخ سے تین دن کے اندر ایک ایسا سب دستاویز تمہارے منشا کے مطابق تحریر کردونگا جسکے رو سے مین اپنے تمام حقوق مندرجہ جایداد واقع سلہٹ امر معاہدہ بنالش نمبر ۲۸ سنہ ۱۸۹۳ع بعدالت سبارڈینیٹ جج سلہٹ ترک کردونگا اور مین اقرار کرتا ہون کہ مین کسی طرح تمہارے تمام اور قبضہ جملہ زمینداری واقع سلہٹ مین خلل اندازی نکرونگا جنکا دعوے نالش مذکور مین کیا گیاہے یا بصورت دیگر (۲) ایک ڈگری حساب وکتاب مین اوس نالش مین جواب ہائیکورٹ کے صیغہ ابتدائی مین دائر ہے زیر نالش نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۳ع آج سے ایک ہفتہ کے اندر رضامندی ظاہر کرونگا اور (۳) آج سے تین دن کے اندر اپنی درخواست کو درباب اجرا نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۵ع بنالش نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۳ع بعدالت سبارڈینیٹ جج ہوگلی واپس لونگا جو زیر دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے قلمبند کرانے مبینہ انتظام کے کیگئی ہے۔

"نیز مین اقرار کرتا ہون کہ مین کوئی کارروائی درباب تردید ڈگری سبارڈینیٹ جج سلہٹ بنالش نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۳ع مورخہ ۲۶ مارچ گذشتہ نہ کرونگا اور نیز مین اپنے حقوق اگر کوئی ہون زیر مبینہ انتظام مذکور جو مین نے اپنی درخواست مذکور زیر دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بعدالت سبارڈینیٹ جج درجہ دوم ہوگلی مین بیان کئے ہین ترک کردونگا"

مسٹر ال رمیت مسٹر سینٹ جان سٹیفن (منجانب اپیلانٹ):- دفعہ ۲۵۸ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہوتی بلکہ وہ اُن مقدمات تک محدود ہے جہان جملہ فریقہاے اس امر پر رضامند ہون کہ صلحنامہ قلمبند کیاجانا چاہئے دفعہ مذکور مین بالکل ورزارتی عمل کا حوالہ دیاگیا ہے۔ دیگر دفعات مجموعہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہان فریقین کسی طرح ایک معاہدہ کے ضابطہ کو محدود یا موثر کرنا چاہتے ہین اور حکم دیاگیاہے کہ جوڈیشل تحقیقات کسی انتظام کی موجودگی کے متعلق کیجاے مثلاً دفعہ ۵۰۱ مین اُن فریقین کے متعلق حکم ہے جو ضابطہ کو محدود کرنا چاہین دفعہ ۵۰۱ مین اقرارنامہ کی موجودگی کے متعلق جوڈیشل تحقیقات کئے جانیکا حکم ہے۔ وہ دفعہ ۵۲۳ کے فریقین کو اس امر کے ثابت کرنیکا موقعہ دیے جانیکا حکم ہے کہ کیون اقرارنامہ داخل کیا جانا چاہئے اور اُس سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ جوڈیشل تحقیقات کیجانی چاہئے پس ادائیگی بعدالت کے متعلق قبل اسکے کہ عدالت کوئی شے قلمبند کرسکے زیر دفعہ ۲۰۹ یہ حکم دیاگیاہے کہ ایسی رقم کا قبول کیاجانا صرف جزوی ایفاے دعوے کی نسبت نہین ہے بلکہ ایک تحریری اجمال موجود ہونا چاہئے جسمین امر مذکور بیان کیاگیا ہو اور بیان مذکور داخل کیاجانا چاہئے۔

بعلاوہ ادائیگی بحق ڈگریدار جو عدالت سے باہر کیگئی ہو شبہ ہے دفعہ ۲۵۸ کے رو سے ڈگری ایسی ادائیگی کی تصدیق کرسکتاہے تاہم نہین ہے سکے کہ ادائیگی یا تصفیہ قلمبند کیاجاسکے حکم دیاگیا کہ مدیونکے نام نوٹس بغرض اظہار وجہ بخلاف اسکے جاری کیاجانا چاہئے۔

سنہ ۱۹۰۷ء

بروجہ ورلیہ بہنا
بنام
رامنا تہہ گہوس

کوئی ایسا ہی حکم دربارۂ تحقیقات موجودگی اقرارنامہ کے دفعہ ۳۷۵ کے روسے نہیں دیا گیا۔ اس لئے اگر اقرارنامہ اوسوقت تسلیم نہ کیا جاوے جب کہ عدالت سے اوسکے قلمبند کرنیکی استدعا کیگئی ہو تو عدالت کو اس سوال کی تجویز کرنی چاہیئے کہ آیا ایسا اقرارنامہ تحریر کیا گیا تہا۔ مقدمات محولہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر ہائیکورٹ اسے نے وہی رائے اختیار کی ہے اور وہی طریق عمل ہائیکورٹ کلکتہ کا بہی رہا ہے۔

نیز دیگر دفعات مجموعہ کے روسے تنقیحات اُن امور تک محدود کیگئی ہیں جو نالش میں پیدا ہوتے ہوں اور عدالت کسی فریق کی تحریک سے اُن امور کی تحقیقات نہیں کرسکتی جو نالش کی منشاء سے باہر ہوں لیکن اقرارنامہ علاوہ صرف امور مندرجہ نالش سے علاقہ رکہتا ہے بلکہ ایک اور نالش کی ڈگری کے اجرا سے بہی عدالت ہوگئی ہیں تہی۔ اسی وجہ پر عدالت نے ایک ایسے اقرارنامہ زیر دفعہ ۳۷۵ کے قلمبند کرنے سے انکار کیا تہا۔ ملاحظہ ہو فضل علی میاہ بنام قمرالدین بہویا (۱)

خواہ یہ امر کسی طرح پر ہو سوال متعلق موجودگی اقرارنامہ اور اُس دادرسی کی تجویز پر جسکی استدعا بر بنائے اقرارنامہ مذکور کے کیگئی ہے ہر ایک جہ جواب جو اوس فریق کو حاصل ہے جو اقرارنامہ سے انکار کرتا ہو اپیلانٹ مقدمہ حال کو بہی حاصل ہے (فیصلہ مقدمہ ہراسندری دیبی بنام دکہی نیسر ملیا (۲) پر بہی انحصار کیا گیا تہا)

مسٹر وڈراف ومسٹر دلی منجانب رسپانڈنٹ:۔ یہ کہنا نادرست ہے کہ اقرارنامہ کا زیر دفعہ ۳۷۵ قلمبند کرنا محض وزارتی امر ہے کیونکہ ایسا کرنے میں عدالت اپنے جوڈیشل اختیارات کا استعمال کرتی ہے۔ وہ تعبیر جو اپیلانٹ نے دفعہ مذکور کی کی ہے بہت محدود ہے اور خود دفعہ مذکور میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جس سے یہ تعبیر درست ہو سکے اگر عدالت کا اس امر سے اطمینان ہو گیا ہو کہ نالش کا تصفیہ کلاً یا جزواً بذریعے ایک جائز اقرارنامہ کے کیا گیا تہا تو اوسپر لازم ہے کہ اقرارنامہ مذکور کو قلمبند کرے خواہ کوئی فریق اوس میں رضامندی ظاہر نہ کرے دفعہ مذکور میں کوئی ذکر جوڈیشل تحقیقات کا نہیں ہے اوسکے روسے صرف یہ ہدایت کیگئی ہے کہ عدالت کو چاہیئے کہ صلحنامہ کو قلمبند کرے۔ سوائے فیصلہ مقدمہ ہراسندری دیبی بنام دکہی نیسر ملیا (۲) کے جملہ عدالتہائے کی سندات اوس عذر کے خلاف ہیں جو اب پیش کیا گیا ہے۔ وکیل مذکور نے اُن مقدمات پر انحصار کیا جنکا کہ حوالہ حکم استصواب میں دیا گیا ہے اور نیز مقدمہ کروپن بنام راما سامی (۱) و آپا سامی نیاکن بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۱۷۰۔

(۲) " " " ۲۳ " ۲

(۳) " " مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۳۔

۱۹۱۷ء
بروجودر لیلہ بہونہا
بنام
سامنہا تہہ گھوس

درا داچری (۱) ایچ:-

اجلاس کامل نے تجاویز ذیل صادر کین بہ

میک لین صاحب چیف جسٹس :- وہ سوال جسکا ہمنے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ "آیا جب فریقین نالش نے بذریعہ ایک اقرارنامہ کے نالش کے امر مدعا بہا کا تصفیہ کر لیا ہو تو عدالت بذریعہ اوس حکم کے جو نالش مین صادر کیا جاے یہ حکم دیسکتی ہے یا نہین کہ اقرارنامہ مذکور قلمبند کیا جاے اور آیا وہ ایک ڈگری اوسکے مطابق صادر کرسکتی ہے اگر کوئی ایک از فریقین اقرارنامہ معترض ہو" گو سوال مذکور مین خاص طور پر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حوالہ نہین دیا گیا تاہم الفاظ مستعمل سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے اور یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ سوال جو در اصل ارسال کیا گیا تھا یہ ہے کہ آیا عدالت دفعہ مذکور کے رو سے حکم صادر کرسکتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ نالش حال کے مابین بہت تنازعہ ہو چکا ہے اور مقدمات فوجداری و دیوانی ہو چکے ہین بالآخر اُنہون نے اقرارنامہ مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۹۴ء کو تحریر کیا ہے۔ اس اقرارنامہ کے رو سے مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ اقرار کیا تھا "کہ وہ ایک ڈگری حساب و کتاب پر اوس نالش مین جو اوسوقت ہائیکورٹ کے صیغہ ابتدائی مین دائر ہے (نالش نمبر ۳۰۹ ۱۸۹۴ء) آجکی تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر رضامندی ظاہر کریگا" یعنے تاریخ تحریر اقرارنامہ ۱۹ مئی ۱۸۹۴ء سے۔ نالش نمبر ۳۰۹ نالش حال ہے۔ اقرارنامہ مذکور مین دیگر امور کا بھی حوالہ دیا گیا تھا اور جہانتک کہ مدعی کا تعلق ہے اقرارنامہ مذکور کی تعمیل اوسکی طرف سے کیجا چکی ہو ۱۱ جون ۱۸۹۴ء کو مدعا علیہ نے ایک نالش واسطے منسوخ کرنے اقرارنامہ مذکور کے بربناے جبر و دباؤ ناجائز کے دائر کی۔ نالش مذکور حسب ضابطہ بغرض سماعت پیش ہوئی اور اقرارنامہ مذکور سیل صاحب جسٹس نے جائز اور قابل پابندی قرار دیا جسکا فیصلہ بر طبق اپیل کے عدالت ہذا سے بحال رکھا گیا ہے۔ اس لئے اغراض حال کے واسطے یہ فرض کیا جانا چاہئے کہ مدعا علیہ نے ایک جائز اقرارنامہ تحریر کیا ہے جس سے میری مراد ایک اقرارنامہ مطابق قانون کے ہے اور اُس نے اقرار کیا ہے کہ نالش حال مین ایک ڈگری حساب و کتاب پر رضامندی ظاہر کریگا۔

ان واقعات کی موجودگی مین مدعی نے زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ مذکور اقرارنامہ مذکور کے قلمبند کرانے اور ایک ڈگری حساب و کتاب کی مطابق اوس فقرہ اقرارنامہ مذکور کے صادر کرانے کی استدعا کی ہے جس کو پیش نظر رکھنا ہے۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۴۔

سنہ ۱۸۹۷ء

برجو درلبھ سنہا بنام رانا تپیہ پرکاس

سیل صاحب جج نے حسب استدعا ایک ڈگری صادر کی اور ایک اپیل بعد مین عدالت ہذا مین پیش کیا گیا تہا جس سے استصواب حال پیدا ہوا ہے اپیلانٹ یہ عذر کرتا ہے کہ اگر صورت حال کیطرح ایک اقرار نامہ تصفیہ نالش بہی تحریر کیا گیا تو عدالت صرف زیر دفعہ ۳۷۵ اقرار نامہ مذکور پر عمل کرسکتی ہے اگر فریقین رضامند ہون اور اگر وہ رضامند نہون تو اقرار نامہ مذکور بذریعہ ایک جدید نالش تعمیل مختص کے موثر کیا جاسکتا ہے۔

اگر یہ رائے درست ہو تو وہ عملی طور پر دفعہ ۳۷۵ کو کالعدم بنادیتی ہے مقدمہ ہذا صریح طور پر دفعہ ۳۷۵ کی عبارت کی ذیل مین آتا ہے جسمین اقرار نامہ کے قلمبند کرنیکے متعلق کچھہ بہی بیان نہین کیا گیا اور نہ عدالت کیطرف سے کسی ڈگری کو صادر کئے جانیکا حکم ہے صرف اُس صورت مین ایسا ہوسکتا ہے جبکہ فریقین رضامندی ظاہر کرین۔

بذریعہ موجودہ اقرار نامہ کے مدعاعلیہ نے پہلے سے اقرار کیا ہے کہ وہ ایک ڈگری حساب کتاب مین رضامندی ظاہر کریگا اور یہ کہنا کہ دفعہ ۳۷۵ صرف اُس صورت مین متعلق ہوسکتی ہے اگرچہ رضامندی مذکور کے اور اُس کے علاوہ فریقین بالضرور پہر رضامندی ظاہر کرین یا کرتے رہین قبل اس کے کہ اقرار نامہ قلمبند کیا جائے یا ڈگری صادر کیجائے میری رائے مین گویا بالکل جدید الفاظ اور جدید مضمون دفعہ مذکور مین ایزاد کرنا ہے جسکے واسطے مین کوئی سند حاصل نہین کرسکتا ہمارے روبرو نہایت زور سے یہ حجت کیگئی ہے کہ اگر دفعہ مذکور متعلق قرار دیجائے سوائے رضامندی فریقین کے تو مدعاعلیہ کی حیثیت اُس سے بدتر ہوگی جیسی کہ اُس کی ایک جدید نالش تعمیل مختص مین ہوتی کیونکہ مؤخر الذکر صورت مین اوسکو استحقاق اپیل حاصل ہوسکتا ہے اور صورت اول الذکر مین بباعث ان الفاظ دفعہ ۳۷۵ کے کہ "اور یہ ڈگری قطعی ہوگی" اوسکو کوئی ایسا حق حاصل نہوگا۔ ممکن ہے کہ واضعان قانون نے یہ خیال کیا ہو کہ اگر فریقین نے اپنی نالش کا تصفیہ بذریعہ اقرار نامہ کے کیا ہو اور ایک ڈگری مطابق اُس کے صادر ہوتی ہو تو تنازعہ کا اختتام کردیا جاوے اور کہ کوئی اپیل اُس ڈگری کی نارضی سے نہوسکیگا۔ لیکن میری یہ رائے نہین ہے کہ الفاظ مذکور خواہ انکا اثر وہی ہو جیسا کہ عذر اپیلانٹ نے کیا ہے۔ ایسے طریق پر پہلے الفاظ دفعہ مذکور کی تعریف کرسکتے مین جس سے اپیلانٹ کامیاب ہونیکا مستحق ہو اور میری رائے مین الفاظ مذکور نہایت صریح اور صاف مین۔

مین یہ ظاہر کرسکتا ہون کہ کوئی ابتدائی عذر دربارہ اپیل متدائرہ کے رسپانڈنٹان نے صورت حال پر نہین کیا اور کہ مقدمہ ہرا سندری دیبی بنام وکبی نیسرمیا (۱) مین یہ قرار دیگیا تہا کہ ایک اپیل ہوسکتا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۰۔

سنہ ۱۹۱۵ء
برجو در بہاری سنہا
بنام
راجا ناتھ گھوس

حجت یہ کیگئی تھی کہ اقرار نامہ مذکور مین سوائے تصفیہ نالش حال کے دیگر امور کا بھی حوالہ دیا گیا تھا اور کہ عدالت انکو جدا نہین کرسکتی اور اسلئے وہ ایک ڈگری نالش حال مین صادر نہین کرسکتی بلکہ اوسکو چاہئے کہ فریقین کو ایک جداگانہ نالش کی ہدایت کرے صورت حال مین عملی طور پر کوئی ایسی مشکل موجود نہین ہے مدعی نے اپنا فرض پورے طور پر ادا کردیا ہے اور کل باقی تعمیل اقرار نامہ کی مدعاعلیہ کی طرف سے کیجانی چاہئے تھی۔ لیکن بہرحال قبل اسکے کہ کوئی ڈگری برنبائے اقرار نامہ مذکور کے صادر کیجاسکے عدالت بالضرور یہ حکم دیگی کہ کارروائی جو مدعی کیطرف سے کیجانی ہے تو وہ کیجانی چاہئے بالفاظ دیگر درباره اقرار نامہ کے عدالت یہ معلوم کریگی کہ فریقین کے مابین انصاف کیا گیا ہے۔ عدالت کو ایسا ہی اختیار انصاف کرنیکا بابت درخواست تعمیل اقرار نامہ کے حاصل ہے جیساکہ اسکو ایک جدید نالش کی صورت مین حاصل ہوگا۔

اسلئے میری رائے مین وہ رائے جسکی حجت اپیلانٹ کی طرف سے کیگئی ہے عبارت دفعہ مذکور کے نامطابق ہے اگر وہ درست طور پر اپنے اصلی اور معمولی معنون مین پڑھی جاوے تو اوسکا عذر کامیاب نہین ہوسکتا۔ دفعہ مذکور ایک مفید دفعہ ہے اسکا منشا یہ ہے کہ جب فریقین نے بذریعہ اقرار نامہ کے اپنے تنازعات کا تصفیہ کرلیا ہو تو اقرار نامہ مذکور عدالت کی طرف سے نالش مین اسقدر جلد موثر کیا جانا چاہئے جسقدر کہ ممکن ہوسکے بجائے اس کے کہ عدالت فریقین کو جدید نالش کے رجوع کرنے اور جدید تنازعات کے پیدا کرنیکی ہدایت کرے جسمین بالضرور جدید خرچ اور جدید اوقات صرف ہوگا۔ دفعہ مذکور کی عبارت پہ نوسپتھ صاحب نے [illegible] کہ اقرار نامہ قلمبند کیا جانا چاہئے اور عدالت کو چاہئے کہ ایک ڈگری صادر کرے۔ مقدمہ سکلی بنام لارڈ ڈنڈونلڈ (۱) مین کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے بیان کیا ہے کہ "مدعی کا دعوی ثابت ہوگیا ہے نہ بذریعہ تجویز نالش کے بلکہ بذریعہ اقرار نامہ کے مابین فریقین کے اور نہایت افسوس کی بات ہے اگر ہم یہ بیان کرنے پر مجبور کئے جائین کہ نالش مین اوسی امر کا فیصلہ پھر کیا جانا چاہئے جسکا تصفیہ پہلے سے فریقین نے کرلیا ہے" الفاظ مذکور مقدمہ حال کے واسطے نہایت مفید ہین۔

میری رائے درباره تعبیر دفعہ مذکور کے مطابق مسلہ فیصلتی کے ہے جسکا ذکر کرنا مین ضروری نہین سمجھتا کیونکہ ان سب کا حوالہ دوران بحث مین دیا جاچکا ہے جو ہائیکورٹ ہاے مدراس و بمبئی کے صادر کردہ ہین اور نیز بہت سے جو ان عدالت ہذا کے فیصلہ جات کے جو بلحاظ ضابطہ ابتدائی کے اجلاس فرمائے تھے نہ کہ اپیلی سند اجلاس ہذا کے خلاف ہے

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۸ صفحہ ۶۲۲۔

سنہ ۹۷ء

برجو دولبہہ سنہا
بنام
راما ناتہہ گہوس

مقدمہ محولہ بالا پر اسسندری دیبی بنام وکہی فیصلہ ہوا (۱) ہے۔

مجہے مقدمہ مذکور کی رپورٹ سے کسیطرح پر اس امر کا اطمینان نہین ہوتا کہ اُس مین ایک تحریری اور قابل پابندی اقرارنامہ تحریر کیا گیا تہا۔ وہ بظاہر عدالت کی منظوری پر مشروط کہا گیا تہا اور قبل اس کے کہ منظوری مذکور حاصل کیجائی بعض فریقین نے اُس سے دست برداری کرلی تہی بصورت حال مین ایک صریح اور جائز اقرارنامہ موجود ہے جسکو دو عدالتہائے نے مدعا علیہ پر قابل پابندی قرار دیا ہے۔ لیکن خواہ وہ کیسا ہی ہو مین بباعث اُن وجوہات کے جو مین نے تنقیح دفعہ ۳۷ کے متعلق ظاہر کی ہین فیصلہ مقدمہ مذکور سے اتفاق نہین کر سکتا جو باقی مقدمات محولہ سے بالکل مختلف ہے۔

مین سوال مصرحہ کا جواب اثبات مین دیتا ہون۔

اوکنلی صاحب جسٹس ۔ ۱۰ جون ۱۸۹۳ء مین رسپانڈنٹ نے ایک نالش عدالت ہذا کے صیغہ ابتدائی مین بخلاف اپیلانٹ کے رجوع کی جسکا اختتام بذریعہ ایک اقرارنامہ باہمی فریقین مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۱ء کے اسطرح پر ہوا تہا کہ اس کے سبکا کاروبار متعلق بہ جائیداد کا حساب کتاب کیا جاوے اور کل کاغذات و بہی کہاتہ و حساب کتاب وغیرہ متعلق بہ جائیداد مذکور حوالہ کئے جاوین اور جملہ وہ رقوم ادا کیجائین جو اُس کی بابت واجب الادا ثابت ہون۔ نالش مذکور کے عرضیدعوے مین یہ استدعا بہی درج تہی کہ اپیلانٹ بذریعہ حکم امتناعی کے اس امر سے باز رکہا جاوے کہ کسیطرح پر رسپانڈنٹ کے اہتمام جائیداد مین خلل اندازی کرے۔ نالش مذکور جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے۔ ایک اقرارنامہ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۱ء پر مبنی رکہی گئی تہی۔

اسکے جواب مین مدعا علیہ نے عدالت کے اختیار سماعت کا عذر کیا اور اوس نے انکار کیا کہ اوس نے کبہی بطور مہتمم منجانب مدعی کے عمل کیا ہے یا کہ وہ حساب کتاب کا ذمہ دار ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعد ازان دوران نالش مین مدعا علیہ نے ایک اقرارنامہ مدعی کے ساتہ ۱۹ مئی ۱۸۹۴ء کو حسب ذیل الفاظ مین تحریر کیا۔ (اقرارنامہ پڑہا گیا جو گذشتہ صفحہ ۹۱۰ پر درج ہے)۔

اقرارنامہ مذکور مین چند فقرات درج مین جن کے مستصواب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ جون ۱۸۹۳ء کو مدعا علیہ نے ایک نالش واسطے منسوخی اقرارنامہ مذکور کے بربنا شبہ جبر اور دباؤ ناجائز کے دائر کی تہی اور بوقت سماعت نالش مذکور کے عدالت اول اور عدالت اپیل نے یہ قرار دیا تہا اقرارنامہ مذکور جائز اور قابل پابندی ہے۔

اُن جج نے جنہون نے نالش حال کا فیصلہ کیا تہا بیان کیا ہے کہ مقدمہ کے شروع ہوتے ہی کیل مدعی نے ایک درخواست

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔

سنہ ۱۹۰۶ء
برجہو در لہہ سنہا
بنام
رانا ناتہہ گہوس

زیر دفعہ ۲، مجموعہ مذکور واسطے قلمبند کرانے اقرارنامہ ۹ ارمئی سنہ ۹۴ء کے گذرانی اور اس غرض سے کہ ایک ڈگری مطابق
فقرہ دوم اقرارنامہ مذکور کے صادر کیجائے۔ وکیل اپیلانٹ مدعاعلیہ نے اقرارنامہ مذکور کے تحریر کئے جانیکو تسلیم کیا لیکن
اس نے مطابق شرائط دفعہ ۲ کے ایک ڈگری کے صادر کئے جانے مین رضامندی ظاہر کرنے سے انکار کیا مزید بران اس نے
عدالت کے اختیار سماعت اور عرصہ میعاد متعلق بہ نالش کی نسبت عذر کیا۔ عذرات مذکور مسترد کئے گئے تہے اور صاحب
جج نے ایک ڈگری زیر دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مرتب کرنیکی کارروائی کی۔ اپنے فیصلہ مین اس نے ایک فیصلہ
ڈویژن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ ہرسندری دیبی بنام دکہی نیبرلیا (۱) کا حوالہ دیا اور نیز اس نے چند مقدمات منفصلہ
ہائیکورٹہائے بمبئی و مدراس کا حوالہ دیا جسمین دفعہ ۲ کی مختلف تعبیر کیگئی تہی۔ اس نے ظاہر کیا کہ دفعہ مذکور کی تعبیر اس
تعبیر سے جو مقدمہ ہرسندری دیبی بنام دکہی نیبرلیا (۱) مین کیگئی ہے بہت کچہ جہان صیغہ ابتدائی عدالت ہذا نے
مختلف طور پر کی ہے اور اس نے ظاہر کیا کہ عدالت کا طریق عمل اسی کے مطابق ہے۔ اس نے بیان کیا کہ برسبق
تحقیقات کے اس نے معلوم کیا ہے کہ مختلف موقعونپر عدالت ہذا کے ججان نے یہ ہدایت کی ہے کہ ابتدائی تنقیح دربارہ موجودگی
اس اقرارنامہ کی تجویز کیجائے جسکے زیر دفعہ ۲ قلمبند کئے جانیکی استدعا کیگئی ہو جہانکہ اقرارنامہ مذکور سے انکار کیا گیا ہو
اور اس نے ایک جدید مقدمہ چوگے مل بنام کپور چند (۲) کا حوالہ دیا جسمین ضابطہ مذکور کی پیروی کیگئی تہی۔ نیز اوس نے
مقدمہ کرشنا بیبی بنام دیبی پرشاد اگروالہ (۳) کا حوالہ دیا جس مین سوال مذکور پر بخوبی بحث کیگئی تہی اور اوسکا فیصلہ
کیا گیا تہا اور اوس نے اوس رائے کو بیان کیا جو اوس موقعہ پر ظاہر کیگئی تہی۔ ان واقعات کی موجودگی مین صاحب جج نے
فقرہ دوم کو اقرارنامہ کے دیگر فقرات سے جدا کیا ہے جن مین سے ایک کی تعمیل فریق مخالف سے کیجاتی تہی اور بلا کٹ
کرنے اس کے معنونپر اس نے ایک جزو معاہدہ کی تعمیل مختص کی ڈگری دی ہے۔ اس نے یہہ بہی ظاہر کیا ہے کہ
مطابق قانون ملک کی ایک ڈگری زیر دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مرتب کیجانی چاہئے جو ایک قطعی
ڈگری ہے اور جسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہین ہوسکتا ہے

مدعاعلیہ نے اپیل کیا اور ان ججان نے جنکے روبرو وہ اپیل پیش ہوا ہے ہمسے سوال ذیل کا استصواب کیا ہے۔

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔

(۲) غیر رپورٹ شدہ۔

(۳) 〃 〃 〃

۱۸۹۷ء

بروجودر لب ہسنا
بنام
رانانا تہ گہوس

"۲) آیا جب ایک نالش کے فریقین نے بذریعہ ایک اقرارنامہ کے نالش کی امر مدعا بہا کا تصفیہ کر لیا ہو تو عدالت بذریعہ ایک حکم مصدرہ بنالش مذکور کے یہ حکم دے سکتی ہے یا نہیں کہ اقرارنامہ مذکور قلمبند کیا جاوے اور اوس کے مطابق ایک ڈگری صادر کیجائے۔ اگر کوئی ازفریقین اقرارنامہ مذکور معترض ہو۔"

۱۸۹۷ء
اُس بیان سے جو حکم استصوابی مین کیا گیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام موصوف کی یہ رائے تہی کہ بذریعہ اقرارنامہ مورخہ ۱۹ مئی کے مدعاعلیہ نے ایک ڈگری حساب کتاب کی اس نالش مین صادر کئے جانے پر رضامندی ظاہر کر دیا اقرار جو عدالت ہذا کے صیغہ ابتدائی مین دائر ہے ر نالش ۳۹۷ سنہ ۹۳ء م تاریخ اقرارنامہ یعنی ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۴ء سے ایک ہفتہ کے اندر کیا تہا۔ نالش ۳۹۷ نالش حال ہے۔ یہ امر بالکل درست ہے لیکن تا بحد اس حد کے کہ وہ اقرارنامہ صرف ڈگری کی نسبت رضامندی ظاہر کرنے ہی کا نہ تہا بلکہ اُس مین یہ بہی ظاہر کیا گیا تہا کہ چند دیگر امور بہی کئے جانے چاہئین اور یہ قرار دیا گیا تہا کہ فریق مخالف نے اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل کی تہی یا اوس کی تعمیل کا اقرار کیا تہا۔ استصواب ہذا کے فقرہ چہارم مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ امر مذکور کا فیصلہ زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیا جانا چاہئے۔ خواہ صاحب جج عدالت ماتحت اقرارنامہ کے قلمبند کرنیکا اور ایک ڈگری حساب کتاب کے مطابق فقرہ دوم اقرارنامہ مذکور کے صادر کرنیکا مجاز تہا یا نہ۔ یہ امر اوسی حد کی تابع ہے جسکا کہ مین نے ابہی حوالہ دیا ہے یعنی یہ کہ وہ صرف ایک ہی اقرارنامہ نالش مذکور کی نسبت نہ تہا بلکہ وہ بہت سے امور کے کئے جانے سے علاقہ رکہتا تہا۔ اُن ججان نے جنہون نے استصواب ہذا کیا ہے اُس رائے سے اتفاق کیا ہے جو عدالت ماتحت نے ظاہر کی تہی۔ انہون نے فیصلہ مقدمہ ہرسندری دیبی بنام دکہی نیہ سر ملیا (۱) سے اختلاف کیا ہے اور سوال حال کا استصواب اجلاس کامل سے کیا ہے۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ سوال مستصوبہ مین دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حوالہ نہین دیا گیا اور عدالت مین بحث کیگئی تہی کہ کسی سوال کا بلحاظ دفعہ مذکور کے فیصل کرنا غیر ضروری ہے جہانتک کہ نالش ہذا کا تعلق ہے۔ مگر بلحوظی فقرہ چہارم استصواب مذکور کے میری یہ رائے ہے کہ ہمکو دو امور ملحوظ رکہنے چاہئین۔ اولاً یہ کہ آیا فیصلہ مقدمہ ہذا ایک فیصلہ زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ مذکور ہے اور ثانیاً یہ کہ اگر وہ ایسا نہین ہے تو آیا اوس کی تائید کسی اور وجہ پر ہو سکتی ہے۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۰۔

سنہ ۱۹۱۷ء
بروجودربہ سنہا
بنام
راماناتہہ گہوس

اُس تنقیح کے محدود کرنیکیواسطے جو نالش ہذا میں اُٹہائی گئی تہی اُس حیثیت پر نظرثانی کرنا ضروری ہے جو اوسنے ہمارے روبرو اختیار کی ہے اصلی سوال فیصلہ طلب یہ ہے :- جہانکہ ایک نالش حساب کتاب بربنائے متولیت مین ایک اقرارنامہ دربارہ رضامندی ظاہر کرنے ڈگری حساب کتاب مین داخل کیا گیا ہو اور مدعا علیہ عدالت کے اختیار سماعت کا اور میعاد کا عذر کرے اور اقرارنامہ مذکور کے تحریر کیئے جانیکو تسلیم کرکے ایک ڈگری زیر دفعہ ۳۷۵ کے صادر کیئے جانے مین رضامندی ظاہر کرے تو آیا عدالت زیر دفعہ مذکور یا کسی قانون نافذ الوقت کے روسے ایک جزو ایک اقرارنامہ کی تعمیل محض کی ڈگری صادر کرسکتی ہے اور مزید برآن ڈگری مذکور ایسے طریق پر صادر کرسکتی ہے جس سے وہ قطعی اور ناقابل اپیل ہوجائے صرف یہی امر نالش ہذا مین پیدا ہوتا ہے اور کچہہ نہین۔ کیونکہ میری یہ رائے ہے کہ کسی سوال قانون کا فیصلہ اجلاس کامل ہذا سے نہین کیا جاسکتا الاجبکہ ججان کی یہ رائے ہو کہ وہ نالش مین پیدا ہوتا ہے۔

نسبت اُس سوال کے جسکا استصواب اجلاس کامل سے کیا گیا ہے اپیلانٹ کی طرف سے یہ حجت کیگئی تہی کہ ایک قطعی ڈگری زیر دفعہ ۳۷۵ نالش مین صادر نہین ہوسکتی جہانکہ فریقین کے مابین اقرارنامہ یا اُسکی نوعیت کے متعلق تنازعہ ہو۔ نیز اپیلانٹ کی طرف سے یہ بہی عذر کیا گیا تہا کہ اگر دفعہ مذکور کی یہ رائے نادرست بہی ہو تاہم اُس عدالت کو جو اُسکے رو سے عمل کرے یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ معاہدہ مابین فریقین کو فسخ کرے اور ایک ایسی ڈگری بربنائے جزو معاہدہ مذکور کے صادر کرے جسکی نارضی سے کوئی اپیل نہوسکے۔ اور باقی اجزاء اقرارنامہ کو موثر یا غیر موثر ہونے دے جسطرح کہ قانون مین ہدایت ہو۔ اوس کی طرف سے یہ بہی عذر کیا گیا تہا کہ دفعہ مذکور اُس صورت مین متعلق نہین ہوتی جہانکہ اقرارنامہ مین ایسے امور کا ذکر ہو جو نالش کی ذیل مین نہ آتے ہون اور موخر الذکر صورت مین فریقین اقرارنامہ کو ہدایت کیجانی چاہیئے کہ امور متنازعہ کا فیصلہ بذریعہ نالش تعمیل مختص کے کرائین جیسا کہ ہائیکورٹ چانسری نے ایسے ہی مقدمات مین کیا ہے نسبت جزو اول حجت مذکورہ کے اپیلانٹ نے بیان کیا ہے کہ جملہ مقدمات زیر مجموعہ مذکور مین جہان کوئی سوال مخالفت پیدا ہو وہان ایک ضابطہ مقرر کیا گیا ہے جسکے رو سے اختلاف مذکور کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور اوسنے دفعات ۵۰ و ۵۰ الف و ۵۱ و ۱۵۳ و ۱۵۷ الف کا بطور تمثیل کے حوالہ دیا ہے اُسنے یہ بہی ظاہر کیا ہے کہ زیر دفعہ ۳۷۶ جب ڈگری کا ایف مداخل کیا گیا ہو تو وہ ایک خاص طریق پر کیا جانا چاہیئے اور حجت یہ کیگئی تہی کہ چونکہ دفعہ ۳۷۵ میں کسی تنازعہ مابین فریقین کا ذکر نہین ہے اسلیئے ڈگری زیر دفعہ مذکور صادر نہین کیجاسکتی۔ الاجبکہ فریقین یا اون کے قائم مقام عدالت مین درخواست کرین اور اقرارنامہ کی شرائط مین رضامندی ظاہر کرین۔

سنہ ۱۹۱۵ء

بروجو درلبھ سنہا
بنام
رامانتھ گھوس

جو ایک ڈگری مین درج اور قلمبند کیا جانا چاہئے اور کہ ایک ڈگری برضا بربنا صلحنامہ مین جو عدالت سے باہر کیا گیا ہو اور اُس ڈگری مین فرق ہے جو ایسے صلحنامہ کی بناء پر مرتب کیگئی ہو جو عدالت مین کیا گیا ہو ملاحظہ ہو رام سہائے سنگھ بنام دہنو کدہاری سنگھ (۱) و شو تو ش چندر بنام تارا پرسنا رائے (۲) اُس نظیر مین یہ بھی ہدایت کی گئی کہ اُس کی رو سے عدالت کو کوئی اختیار دربارہ فسخ اقرارنامہ مابین فریقین کے نہین دیا گیا الا بذریعہ رضامندی بوقت صدور فیصلہ کے اور ایک قطعی ڈگری کی بربناے جزو اقرارنامہ مذکور صادر کر دیا جو صورت حال مین ایک نالش تعمیل مخصوص کی صورت مین بھی صادر نہو سکتی تھی۔

دوسری طرف سے یہ حجت کیگئی تھی کہ کوئی ایسی عدالت دفعہ مذکورۂ مین موجود نہین ہے اور کہ وہ یکسان طور پر جملہ صورتہاے صلحنامہ سے متعلق ہے خواہ وہ عدالت سے باہر کئے گئے ہون یا عدالت کے اندر کیونکہ تنازعین کسی وقت ایک ڈگری برضا مرتب کرا سکتے ہین اور کہ مجموعہ کی تعبیر مطابق کسی اور دستاویز کے کیجانی چاہئے۔ ملاحظہ ہو بنک آف انگلنڈ بنام وگلیانو برادرس (۳) الفاظ "اقرارنامہ جائز" بس یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت کے پاس بعض وسائل اس امر کے فیصل کرنیکے موجود ہونے چاہئین کہ آیا اقرارنامہ جائز ہے یا نہین اور خواہ اقرارنامہ مین کئی امور درج ہون خواہ اُن سب کا تعلق نالش کے ساتھ ہو یا نہ عدالت اُن مین سے کسی ایک کو منتخب کر کے اوسکی بناء پر ایک ڈگری زیر دفعہ ۳۷۵ صادر کر سکتی ہے۔ یہ بھی حجت کیگئی تھی کہ اگر دفعہ ۳۷۵ مقدمہ ہذا سے متعلق نہ بھی ہوتی تھی تاہم بروے ضابطہ انصاف عدالت ہذا بصیغہ ابتدائی کے عدالت کو اوس کے فیصل کر دینیکا اختیار برطبق تحریک کے حاصل ہے۔

اس امر کو فریقین نے تسلیم کیا ہے کہ عادلانہ اختیار سماعت عدالت ہذا کا بصیغہ ابتدائی عدالت ہائیکورٹ چانسری انگلستان کے برابر ہے کسی فریق نے یہ عذر نہین کیا کہ وہ مزید اختیارات جو عدالت عالیہ جوڈیکیچر نے سنہ ۱۸۷۳ء مین اور زمانہ بعد بروے سٹیٹیوٹ کے عطا کئے ہین کوئی تعلق مقدمہ حال سے رکھتے ہین اور یہ امر اہم ہے کیونکہ میری راے مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مقدمات منفصلہ زیر دفعہ ۳۷۵ مین جہان پر اس خیال کا بہت اثر پڑا ہے کہ عدالتہاے ہندوستان کو اعلیٰ سے ادنیٰ تک عدالت عالیہ جوڈیکیچر انگلستان کے جملہ اختیارات حاصل ہین۔

دفعہ ۳۷۵ مجموعہ مذکور جیسا کہ مقدمہ ہراسندری دیبی بنام دکہی نسر میاں (۴) مین ظاہر کیا گیا ہے صرف ایک ترمیم

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۳۷۶۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۱۰ (۳) لا رپورٹ مقدمات اپیل سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۰۷ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔

سنہ ۱۸۹۷ء
بروجو لعل سنہا
بنام
راما ناتھ گھوس

دفعہ ۹۸ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کی ہے۔ رشتہ دفعہ مذکور جو پہلے قانون کے ساتھ اور پرانے ریگولیشن ۱۱ کے ساتھ ہے مقصد کو ناپن اتھا جیسا این حاجی بنام پرتا ملوون رامن نمبیار (۱) مین ظاہر کیا گیا ہے جسکا حوالہ بعد مین دیا جائے گا۔

دفعہ ۹ حسب ذیل الفاظ مین ہے: "اگر ایک نالش کا تصفیہ بذریعہ ایک اقرار نامہ یا صلحنامہ مابین فریقین کے کیا جائے یا اگر مدعا علیہ مدعی کا اطمینان نالش کے امر متنازعہ کی نسبت کر دے تو وہ اقرار نامہ یا صلحنامہ یا ایفاء قلمبند کیا جانا چاہئے اور نالش کا فیصلہ اسی کے مطابق کیا جانا چاہئے۔ برطبق درخواست مدعی کے جس مین اقرار نامہ یا صلحنامہ یا ایفاء مذکور کا ذکر کیا گیا ہو عدالت کو چاہئے اگر اسکا اطمینان دربارہ اسکے عمل مین آنیکے ہو جائے۔ کہ ایک سرٹیفکیٹ مدعی کو عطا کرے جس سے اوسکو اختیار دیا جائے کہ کلکٹر سے وہ کل رقم رسوم عدالت کی واپس لے جو اس نے عرضی دعوی پر ادا کی ہے اگر درخواست مذکور قبل قایم کرنے تنقیحات کے رجوع کیگئی ہو یا نصف رقم کو وصول کر لیگا اگر درخواست کسیوقت بعد قایم کرنے تنقیحات کے اور قبل کسی گواہ کا بیان لینے کے گذرانی گئی ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا سرٹیفکیٹ عطا نکیا جانا چاہئے اگر تصفیہ مابین فریقین ایسا ہو جس سے ایک ڈگری کا صادر کرنا ضروری ہو جس پر کہ حکمنامہ اجراء حاصل کیا جاسکے۔"

آخری جزو دفعہ ۹ کی ترمیم بذریعہ دفعہ ۲۶ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۲ء کے کیگئی تھی اور نیز بروے دفعہ ۹ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۲ء کی دفعہ ۲۶ حسب ذیل الفاظ مین ہے: "یہ ترمیم اسقدر حصہ دفعہ ۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جس مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ برطبق درخواست مدعی جس مین کسی اقرار نامہ یا صلحنامہ کا مضمون بیان کیا گیا ہو جسکے کہ مطابق ایک نالش کا تصفیہ کیا گیا ہو۔ عدالت کو چاہئے اگر اوسکا اطمینان اس امر کی نسبت ہو جائے کہ ایسا اقرار نامہ یا صلحنامہ یا ایفاء تحریر کیا گیا ہے کہ ایک سرٹیفکیٹ مدعی کو عطا کرے جس سے اوسکو اختیار دیا گیا ہو کہ کلکٹر سے وہ رسوم عدالت واپس لے جو عرضی دعوی پر ادا کیا گیا ہے اگر درخواست قبل قایم کرنے تنقیحات کے کیگئی ہو یا نصف رقم مذکور کے وصول کر لیگا اگر وہ کسیوقت بعد قایم کرنے تنقیحات کے اور قبل کسی گواہ کا بیان لینے کے گذرانی گئی ہو۔ یہہ حکم دیا جاتا ہے کہ اگر ایسی درخواست قبل نالش کے بغرض قایم کرنے تنقیحات کے طلب کئے جانے کے کیجائے یا ان نالشات مین جنمین

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۴۲۔

سنہ ۱۸۹۷ء

پرجودر لیبیتھا
بنام
رانا ناتھ گہوس

نالش کے آخری تصفیہ کے واسطے مدعا علیہ کے نام سمن جاری کرنا ضروری ہو جیسا کہ دفعہ ۱۴ مجموعہ مذکور اور دفعہ ۹۔ ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۶۰ء مین ہدایت کیگئی ہے رجوع واسطے قیام عدالت ہائے مطالبات خفیفہ کے ان عدالتہائے عالیہ کے حدود مقامی سے باہر ہے جو بروئے فرمان شاہی کے قائم کیگئی ہین) قبل اسکے کہ نالش کی سماعت شروع ہوئی ہو۔ اگر عدالت کا اطمینان اس امر کی نسبت ہو جائے کہ ایسا اقرار نامہ یا صلحنامہ یا ایفا، واقعی طور پر کیا گیا ہے تو اسکو چاہیئے کہ ایک سرٹیفکیٹ مدعی کو عطا کرے جسکے رو سے اس کو اس امر کا اختیار دیا جائے کہ کلکٹر سے نصف رقم رسوم عدالت جو اسنے عرضی دعوی پر ادا کیا ہے وصول کرے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا سرٹیفکیٹ عطا نہ کیا جانا چاہیئے اگر تصفیہ مابین فریقین ایسا ہو جس سے ایک ڈگری کا صادر کرنا ضروری ہو جسپر کہ حکمنامہ اجرا حاصل کیا جا سکے یا کسی نالش اپیل کردہ مین "

سوال اول جس کا فیصلہ کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ کونسی رائے ججان نے دفعہ ۹۸ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کی نسبت اختیار کی تہی۔ آیا وہ اقرار نامجات بیرون از عدالت سے متعلق ہوتی ہے یا ان اقرار نامجات سے جو عدالت کے اندر کئے گئے ہون آیا اس مین رضامندی شامل ہے یا نہین اور کہ آیا اس کے رو سے (جیسا کہ صورت حال مین عذر کیا گیا ہے) عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک ڈگری زیر دفعہ مذکور قلمبند کرے جو اقرار نامہ مذکور کے صرف ایک ہی فقرہ پر مبنی ہو حالانکہ اقرار نامہ بہت سے امور کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے جن مین سے بعض کا تعلق نالش زیر بحث کے ساتھ ہے اور بعض کا نہین۔ کونسا طریق ایک ڈگری کے مرتب کرنے مین مروج ہے۔

سب سے پہلا فیصلہ جو مین اس امر کے متعلق معلوم کر سکتا ہون مقدمہ لشتو چندر چودہری بنام پاربتی دیبیا (۱) ہے۔ مقدمہ مذکور مین دونو فریقہائے نے مطابق مشہور طریق عمل عدالتہائے مفصل کے درخواستہائے صلحنامہ گذرانی تہین اور سوال صرف اس مقدار رسوم کے متعلق تہا جو واپس دیا جانا چاہیئے تہا۔ فیصلہ مذکور صرف ظاہر کرتا ہے کہ اسوقت کیا طریق عمل تہا ملاحظہ ہو لچھمن رام بنام ولیسٹن اینڈ کمپنی (۲) دوسرا مقدمہ مندرجہ مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ ہے۔ اس مین بہی صلحنامہ بعد ارجاع نالش کے اندر عدالت مین کیا گیا تہا۔

اسکے بعد فیصلہ مقدمہ کونا پلن اتہاچدایان حاجی شاہم بر وتا ملودن رہن نمبیار (۳) ہے جسکا کہ مینے قبل ازین حوالہ دیا ہے فیصلہ مذکور ٹبلٹن صاحب و النس صاحب جسٹسان کا تہا جن مین سے

(۱) مارشل رپورٹ صفحہ ۲۷۴۔ (۲) ویکلی رپورٹر سنہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۱۴۶ گیپ نمبر۔
(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۲۲۔

سنہ ۱۸۹۷ء
بروجو درلبہ سنہا
بنام
رام ناتھ گہوس

کم از کم ایک عدالت سپریم کورٹ کا جج تہا اُنکی تعبیر نسبت دفعہ مذکور کے حسب ذیل تہی:۔ دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ اگر ایک نالش کا تصفیہ بذریعہ اقرارنامہ یا صلحنامہ مابین فریقین کے کیا جائے تو اقرارنامہ یا صلحنامہ مذکور قلمبند کیا جانا چاہیئے اور نالش کا فیصلہ اُسکے مطابق کیا جانا چاہیئے اور سوال یہ ہے کہ آیا نالش حال کا تصفیہ بذریعہ اقرارنامہ یا صلحنامہ مابین فریقین کے کیا گیا تہا تاکہ اُسکا فیصلہ اُسی کے مطابق کیا جائے۔ ہماری رائے مین اس عبارت سے یہ مراد ہے کہ فریقین کو چاہیئے کہ بعض شرائط پر دربارہ نالش کے امر مدعا بہا کے اتفاق کرین اور شرائط مذکورہ اُس ڈگری مین شامل کئے جانیکے قابل ہون جسکے رو سے نالش کا فیصلہ کیا جائے بلاشبہ طور پر صورت حال مین کوئی ایسا اقرارنامہ موجود نتہا بلکہ صرف یہ اقرار کیا گیا تہا کہ اگر مدعا علیہم چند امور کو عمل مین لائین تو ڈگری ایک فریق کے حق مین صادر کیجانی چاہیئے اور اگر وہ امور مذکور کے کرنے سے قاصر رہین تو ڈگری دوسرے فریق کے حق مین صادر کیجانی چاہیئے چنانچہ وہ ڈگری جو صادر کیجانی چاہیئے ایک تحقیقات کے نتیجہ پر مبنی ہوگی خواہ بعد اقرارنامہ مذکور کے بعض افعال عمل مین لائے گئے ہون یا نہ۔ نالش کا تصفیہ بذریعہ اقرارنامہ کے نہ کیا گیا تہا اور وہ ڈگری جو صادر کیگئی تہی مسلمہ طور پر ایک ڈگری برضا نہ تہی۔ وہ ایک ایسی ڈگری تہی جو خلاف ایک سخت عذر اور نارضامندی مدعا علیہ نمبر ۳ کے صادر کیگئی تہی جو اپیلانٹ حال ہے اور ہماری یہ رائے ہے کہ چونکہ وہ بلاتحقیق کرنے واقعات کے اور نامطابق کسی ضابطہ منظور کردہ قانون کے عطا کیگئی تہی اس لئے وہ منسوخ کیجانی چاہیئے اور مقدمہ صدر مین کے مقدمات کی فہرست مین واسطے تحقیقات بربنائے واقعات کے باز شامل کیا جانا چاہیئے"۔

صورت حال مین صلحنامہ عدالت مین داخل کیا گیا تہا۔

اِس فیصلہ پر سنہ ۱۸۹۰ء مین مدراس ہائیکورٹ نے مقدمہ واسودیوا شانبائی بنام نرائن پائی (۱) مین غور کیا تہا اور وہ رائے جو اُس مین اختیار کیگئی تہی بحال رکہی گئی تہی مقدمہ مذکور مین ججان نے بیان کیا تہا کہ:۔

"بعد مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قانون بننے کے ریگولیشن ۳ سنہ ۱۸۰۲ء بروئے ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۱ء کے منسوخ کیا گیا تہا اور بحوالہ اس امر واقعہ کے ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ منظوری متعلق بہ تصفیہ نالشات بذریعہ حلف رجبکہ فریقین اُس طریق تصفیہ مین رضامندی ظاہر کرین) منسوخ کیگئی ہے اس لئے مدالتہائے کو اب کوئی اختیار ضابطہ مذکور کی پیروی کرنیکا حاصل نہین گو کوئی امر ایسا موجود نہین جسکے رو سے مدالتہائے اِس بات سے ممنوع ہون کہ اگر اُنکے پاس وسایل موجود ہون تو اِس قسم کے تصفیہ منجانب فریقین کو منظور کرین بعد اُنکے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۷۵۴۔

۱۸۹۶ء

بروجو دلیتہ نہا بنام راما ناتھ گہوس

بس اطمینان کیلئے کہ جلد ضروری شرائط کی تعمیل کرلیگئی ہے۔ مناسب ضابطہ زیر شرط ہذا یہ تہا کہ بعد حلف لئے جانیکے فریقین کا بیان یہ معلوم کرنیکیلئے لیا جائے کہ آیا وہ رضامندی جو ابتدا از شروط طور پر ظاہر کیگئی ہے اتبک جاری ہے اور ازان بعد ایک فیصلہ برضا صادر کیا جائے لیکن اگر رضامندی اسوقت واپس لیگئی ہو تو عدالتہائے کو کوئی چارہ حاصل نہیں جیسا کہ مقدمہ کونا پلی اتہاچیدایان حاجی بنام پرد تا ملوڈن رہن منیار (۱) مین قرار دیا گیا ہے سوائے اسکے کہ مقدمہ کا فیصلہ باضابطہ طور پر کرے "

اسی فیصلہ کی پیروی مقدمہ محمد ظہور بنام چیدا لال (۲) مین کیگئی تہی۔ مقدمہ مذکور مین ججان نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ کوئی ڈگری زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ حال صادر نہین کیجا سکتی جبتک کوئی ادنٰے کیجانی ہو مثلاً ایک گواہ کا بیان لینا ہے۔ اسی حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا با جلاس کونسل کی رائے سے مقدمہ سید اعلی بنام مظفر حسین چودہری (۳) کی تشریح ہوتی ہے جسمین انہون نے بیان فرمایا ہے کہ "اگر در اصل کوئی نیک نیت مصالحہ کیا گیا ہو تو عدالتہائے کا طریق عمل در بارہ اس امر کے بالکل صریح ہے کہ کسطرح صلحنامہ مذکور کی تعمیل کیجانی چاہیئے۔ اسکی تعمیل بذریعہ مناسب دستاویزات کے کیجانی چاہیئے تہی اور وہ عدالت مین داخل کیا جانا چاہیئے تہا بالخصوص جہان نابالغان کا تعلق ہو تاکہ عدالت کی منظوری اسوقت حاصل کیجائے بجائے اسکے کہ اس کو اُنسے مخفی رکہا جائے الخ "

در اصل کل سلسلہ فیصلجات زیر دفعہ ۹۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصالحہ برد مناسب طریق عمل کے بذریعہ دستاویزات کے کیا جانا چاہیئے جنکو راضی نامہ در ساتی نامہ کہتے ہین اور وہ عدالت مین قلمبند کیا جانا چاہیئے لیکن جب فریقین کوئی ایسی دستاویز تحریر نہ کرین بلکہ عدالت مین حاضر ہو کر ایک صلحنامہ مین رضامندی ظاہر کرین تو صاحب جج اُس کو قلمبند کر کے اسپر ایک ڈگری صادر کرسکتا ہے گو یہ امر بیضابطہ ہے نیز اگر رضامندی واپس لیگئی ہو یا کسی امر کے کئے جانیکا حکم عدالت ہذا سے دیا گیا ہو تو نالش کا فیصلہ بطور ایک جاری نالش کے کیا جانا چاہیئے۔ نیز اگر اقرار نامہ مین ایسی شرائط درج ہون جنکے روسے دادرسی علے سبیل البدلیت عطا ہوتی ہو یا جس مین ایسے معاملات کا حوالہ دیا گیا ہو جنکا نالش سے تعلق نہ ہو تو وہ دفعہ مذکور کی ذیل مین نہین آتا۔ مین یہ بہی ایزاد کر سکتا ہون کہ آخری رائے عدالت ہذا کے اجلاس کامل نے مقدمہ فضل علی میان بنام قمر الدین بہویا (۴) مین اختیار کی ہے کہ دفعہ ۳۷۵ مجموعہ حال مین صرف اُس

---

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۲۲۔ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۳۱۔

(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۔ (۴) " " کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۰۔

سنہ ۱۸۹۵ع

فیصلہ جات کا حوالہ دیا گیا ہے جسمین ایک نالش کا تصفیہ کلاً یا جزواً کیا گیا ہو نہ کہ ایسے صلحنامہ مین جو نالش سے دیگر امورسے بھی علاقہ رکہتا ہو۔ اگر یہ رائے درست ہو تو یہ امر صریح ہے کہ صلحنامہ صورت حال مین دفعہ ۳۷۵ مجموعہ حال موثر نہین کیا جا سکتا۔

اوران فیصلجات کی وجوہات میری رائے مین صریح ہین۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع ایک ایکٹ دربارہ صریح ضابطہ عدالتہاے دیوانی مفصلات کے ہے اور وہ اُن عدالتہائے سے متعلق نہین جو بذریعہ فرمان شاہی کے قائم کیگئی ہون پس ججان نے یہ خیال کرکے کہ کوئی تبدیلی قانون مین نہین کیگئی فیصلہ عدالت صدر دیوانی سنہ ۱۸۴۵ع کی پیروی دربارہ صلحنامجات لعدالت کے کی تہی جہانکہ اقرارنامجات بذریعہ تحریک کے موثر نہ کئے جاسکتے تہے۔ ہائیکورٹ کے قائم ہونے تک ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع عدالت ہذا کے صیغہ ابتدائی پر جاری نہتہا۔ اور اُس وقت بہی دفعہ ۹ متعلق ہنو لی تہی۔ ملاحظہ ہو بیرو بنام پالک (۱)۔

مقدمہ مجولا یالا محمد علی بنام کنور رام چیندر (۲) مین جابہ ججان صدر دیوانی عدالت نے حسب ذیل فیصلہ کیا تہا:-

وہ ہماری یہ رائے ہے کہ کسی وقت قبل دستاویزات تصفیہ یا دیگر ایسی دعوی دیغرہ کے عدالت کے پیش ہونیکے جو بذریعہ درخواست کے عدالت مین داخل کیگئی ہون تاکہ عدالت اُسپر حکم اور ڈگری صادر کرے۔ مدعی کامل طور پر مجاز ہے کہ خود اپنی ذمہ واری پر کسی ایسی درخواست کو واپس لے جو عدالت مین واسطے صدور فیصلہ منجانب عدالت بہ تعمیل دستاویزات مذکور کے کیگئی ہو اور واسطے تحریک کرنے عدالت کے دربارہ تحقیقات واقعات مقدمہ کے۔ کوئی درخواست جو مدعی نے پیش کی ہو اُس سے واپس لیجاسکتی ہے قبل اسکے کہ عدالت نے اُسپر غور کرکے حکم صادر کیا ہو۔ عدالتہائی کا فرض ہے کہ تحقیقات اور فیصلہ اُن عرائض دعوی پر کرین جو انکے روبرو پیش کئے گئے ہون اور وہ تعمیل فرض مذکور سے انکار نہین کرسکتین اور نہ مدعی کو اُس اقرارنامہ کا پابند قرار دے سکتین مین جسکی تعمیل کبہی کامل طور پر بذریعہ منظوری عدالت کے نہ کیگئی ہو۔ اور جسکی تردید وہ بغرض نالش کے واسطے کرتا ہو۔ یہ ایک صریح سوال ہے کہ آیا مدعی کوئی فائدہ ڈگری سے حاصل کرسکتا ہے اگر وہ ایک ڈگری نالش مین حاصل کرے۔ ایک اور نالش اُسکے برخلاف منجانب فریق مخالف کے بغرض التوائے اجرائے ڈگری مذکور اور نیز بعض دیگر واقعات کی موجودگی مین بغرض حصول ہرجانہ اس وجہ پر کیجاسکتی ہے کہ وہ قانوناً اُن اقرارنامجات کا ذمہ دار ہے جو اُسنے تحریر کئے ہین۔ لیکن یہ ایک ایسا امر ہے جو مدعی کے اِس حق سے جدا ہے کہ خود اپنی تحریک سے اپنے ابتدائی عرضی دعوی پر تحقیقات اور فیصلہ کرائے

(۱) ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۲۹۔ (۲) غیر رپورٹ شدہ۔

سنہ ۱۸۹۷ع
برجودر لبھو سنہا
بنام
رامانا تہہ گہوس

کوئی امر اُسکو استحقاق مذکور سے محروم نہین کرسکتا سوائے اُسکے اپنے فعل واپسی کے جسکی تکمیل اُسنے اُسکو عدالت کے روبرو تسلیم کرلیے کی ہو اور عدالت نے اُس کو منظور اور اختیار کیا ہو۔"

ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع بروئے ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع کے منسوخ کیا گیا تہا و بطور ایک ایسے ایکٹ کے بیان کیا گیا ہے جو دربارہ اجتماع و ترمیم قوانین متعلق بہ ضابطۂ عدالت دیوانی کے ہو۔ دفعہ ۹۸ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع دفعہ ۳۷۵ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع کی ہوگئی تہی وہ حسب ذیل الفاظ مین تہی: "اگر نالش کا تصفیہ کسی جائز اقرارنامہ یا صلحنامہ کے ذریعے سے کیا جائے یا اگر مدعا علیہ مدعی کا ایفاء دربارہ امر مدعا بہا کے کرے تو ایسا اقرارنامہ یا صلحنامہ یا ایفاء قلمبند کیا جانا چاہیئے اور عدالت کو چاہیئے کہ ایک ڈگری اُسکے مطابق صادر کرے جہانتک کہ اُسکا تعلق نالش کے ساتہہ ہو اور وہ ڈگری مذکور ناطق ہوگی۔" یہ ایکٹ بروئے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے منسوخ کیا گیا تہا جسکی دفعہ ۳۷۵ حسب ذیل الفاظ مین ہے: "اگر تصفیہ کسی مقدمہ کا کسی طور کے جائز مصالحہ یا رفعداد سے کلاً یا جزواً ہو جائے یا مدعا علیہ مدعی کو نسبت کل یا جزو شئے متنازعہ کے راضی کردے تو ایسا مصالحہ یا رفعداد یا راضی نامہ تحریر ہوگا اور عدالت اُسکے مطابق ڈگری صادر کریگی جہانتک کہ اُس مقدمہ سے علاقہ ہو اور وہ ڈگری جہانتک ڈگری کو اُس مقدمہ شئے دعوے سے تعلق ہو جس سے ایسا مصالحہ یا رفعداد یا تصفیہ تعلق رکہتا ہے ناطق ہوگی۔"

دفعات مذکور کا مقابلہ ایکٹ ۸ کی دفعہ ۹۸ کے ساتہہ کرنے سے ظاہر ہوگا کہ کسقدر تہوڑا فرق انکے درمیان ہے اور وہ فرق بہی ضابطہ سے تعلق نہین رکہتا بلکہ صرف منشاء دفعہ مذکور سے علاقہ رکہتا ہے۔

مین مقدمہ بنک آف انگلینڈ بنام وگلیانو (۱) کی نسبت کارروائی کرنے مین کوئی مشکل معلوم نہین کرتا۔ رپورٹ کے صفحہ ۱۴۵ کے درمیان مین لارڈ ہرسکل صاحب نے بیان کیا ہے کہ وہ یہ بیان نہین کرتا کہ کبہی پہلے قانون پر اس غرض سے انحصار نہ کیا جانا چاہیئے کہ ایک مشکوک حکم کی تعبیر کرنے مین امداد حاصل ہو یا جہان لفظون نے اصطلاحی معنے حاصل کئے ہون۔ میری رائے مین یہ موخرالذکر رائے لفظ "صلحنامہ" زیر دفعہ ۹۸ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع سے متعلق ہوتی ہے اور نہ مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حجت الفاظ "اقرارنامہ جائز" پر مبنی ہوسکتی ہے۔

(۱) لا رپورٹ (سنہ ۱۸۹۱ع) مقدمات اپیل صفحہ ۱۰۷۔

سنہ ۱۸۹۶ء
پربھو دیال سہا
بنام
راماناتھ گھوس

یہی قانون ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۵ء سے پہلے بہی تہا جیسا کہ مقدمہ گریگوری بنام کوچرین (۱) سے معلوم ہوسکتا ہے۔
اب مین ان مقدمات کیطرف عود کرتا ہون جنکا حوالہ صاحب جج عدالت ماتحت نے دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دو صورتین ایسی پیدا ہوئی ہین جنکی نوعیت بالکل مختلف ہے ایک جہان اقرارنامہ ثابت کیا گیا ہو اور جو امر دعوے سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ نالش جیسی کہ وہ عرضیدعوی مین درج ہے خارج کیجانی چاہیئے اور دوسری صورت مقدمہ حال کیطرح وہ ہے جہانکہ ایک اقرارنامہ عدالت مین پیش کیا گیا ہو اور اسکی تعمیل کلاً یا جزواً کیگئی ہو۔
فیصلہ مقدمہ فضل علی میا بنام قمر الدین بہویا (۲) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب جج عدالت ماتحت نے اس خیال کے کرنے مین غلطی کی ہے کہ ولسن صاحب جسٹس نے کبہی یہ قرار دیا تہا کہ ایک فقرہ اقرارنامہ کی تعمیل مختص کا حکم زیر دفعہ ۲۰۰ صورت حال کیطرح دیا جاسکتا ہے اور نہ ٹریولین صاحب جسٹس کا فیصلہ صورت حال کے فیصلہ کی تائید کرتا ہے ایک نالش تقسیم مین فریقین نے جائداد کے تقسیم کرنیکا اقرار ایک خاص طریق پر کیا تہا اور ان مین سے ایک اقرارنامہ سے منحرف ہوگیا تہا اور ٹریولین صاحب جسٹس نے گو فیصلہ مقدمہ رتن سے لالجی بنام پوری بائی (۳) کو ایک بہتر قانون سمجہا تہا تاہم اُنہوں نے مقدمہ کا فیصلہ مقدمہ پاٹر بنام گریل (۴) کی سند پر کیا تہا مین فیصلہ مذکور سے اتفاق کرتا ہون مقدمہ چوگے مل بنام کپور چند (۵) کا تصفیہ عدالت سے باہر کیا گیا تہا۔ سوا اسکے یادداشت عدالت کے جسمین صاحب جج کی رائے بمقدمہ کرشنا بیبی بنام دیبی پرشاد اگروالہ (۶) ظاہر کیگئی ہے مجہے یہ معلوم نہین کہ مقدمہ مذکور کا نتیجہ کیا ہوا تہا یا کہ آیا کوئی ڈگری صادر کیگئی تہی۔ میری یہ رائے ہے گو مجہے اس مین کسی قدر تامل ہے یادداشت عدالت صاحب جج مذکور کی رائے کا ایک فیصلہ عدالتی نہین ہے۔ نہ تو ڈگری اور نہ نوعیت نالش بیان کیگئی ہے اب مین بمبئی عدالت العالیہ کے مقدمات کیطرف عود کرتا ہون۔ مقدمہ اول جسپر انحصار کیا گیا ہے مقدمہ رتن سے لالجی بنام پوری بائی (۳) ہے۔
مقدمہ مذکور مین نالش اس غرض سے رجوع کیگئی تہی کہ مدعاعلیہ ایک چہجے دار مکان کے ایسے طریق پر بنانیسے باز رکہے جائین جس سے مدعی کے استعمال روشنی و ہوا مین خلل اندازی واقع ہو۔ دوران نالش مین ایک صلحنامہ عدالت سے باہر مدعی اور مدعاعلیہ نمبر ۱ کے مابین نالش مذکور کی نسبت تحریر کیا گیا تہا اور نیز دیگر حقوق فریقین متعلق بہ اُس گلی کے جو مکان کے نزدیک تہی جب ڈگری تب بہنے لگی تہی تو مدعی نے

(۱) مورس انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۱۸۱۔ (۴) لا رپورٹ چانسری جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۴۔
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۰۔ (۵) غیر رپورٹ شدہ۔
(۳) " " " بمبئی جلد ۷ صفحہ ۳۰۴۔ (۶) " " " "۔

سنہ ۱۸۹۷ع

پرو جودر لیہ سنہا
بنام
راما ناتہ گہوس

انکار کیا۔ ایک قاعدہ بخلاف مدعی کے بغرض اظہار وجہ اِس امر کے حاصل کیا گیا تہا کہ کیون صلحنامہ زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی داخل نکیا جانا چاہیئے۔ اور قاعدہ مذکورہ کے بغرض سماعت پیش ہونے پر صاحب جج نے بیبیان کیا تہا کہ وہ کوئی تمثیل اطلاق دفعہ مذکور کی معلوم نہین کرسکا۔ اُنہنے مجہکے ساتہہ بطور ایک مقدمہ ابتدائی کے کارروائی کی تہی اور بلحوظ اُس اختیار کے جو بروئے سٹیٹوٹ کے عدالت عالیہ چوڈیکیچر انگلستان کو عطا کیا گیا ہے انہنے یہ خیال کیا تہا کہ دفعہ ۳۷۵ کی تعبیر وسیع طور پر کیجانی چاہیئے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ عدالتہائے مفصل ملک ہذا کو بہ نسبت ہائیکورٹ چوڈیکیچر انگلستان کے وسیع تر اختیارات حاصل ہونگے۔ مع نہایت احترام صاحب جج مذکور کے میری یہ رائے ہے کہ وہ اختیارات جو عدالت عالیہ چوڈیکیچر انگلستان کو عطا کئے گئے ہین محفوظ بنا بر تعبیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہین۔ کوئی ایڈوکیٹ عدالت ہذا کا یہ حجت نہین کریگا۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ ایک در بات مقدمہ مذکور مین نظر انداز کیگئی ہے یعنے خواہ قرارنامہ بذریعہ نالش کے یا بذریعہ تحریک کے انگلستان مین موثر کیا گیا ہو تو نتیجہ ویسا ہی نہین ہے جیسا کہ ملک ہذا مین ہے۔ اگر دفعہ ۳۷۵ کسی متنازعہ امر سے متعلق ہو تو نتیجہ یہ ہے کہ ڈگری ناطق ہوتی ہے اور ناکامیاب فریق کو کوئی دادرسی حاصل نہین ہوتی۔ دفعہ مذکور کی تواریخ پر بحث نہ کیگئی تہی اور صاحب جج نے یہ خیال کیا تہا کہ وہ ایکٹ ۱۸۷۳ء انگلستان سے اخذ کیگئی ہے مگر میری رائے مین وہ بہت محدود اختیارات عطا کردہ بعدالتہائے مفصل وصیغہ ابتدائی ہائیکورٹ کا اطلاق تہا۔

مین اِس امر کو دوسرے لفظون مین بیان کرتا ہون جبتک کہ عدالت عالیہ موجود تہی تبتک ایک اپیل زیر ایکٹ ۱۸۵۹ء اپیل نکرسکتا تہا کیونکہ وہ ایکٹ صرف ضابطہ عدالتہائے دیوانی مفصلات کے صریح کرنیکے متعلق تہا اور عدالت عالیہ سے کوئی علاقہ نرکہتا تہا۔ ہائیکورٹ کو سپریم کورٹ کے قرین انصاف اختیار سماعت کے استعمال کرنیمین کوئی زیادہ اختیارات بہ نسبت سپریم کورٹ کے حاصل نہین ہین اور وہ اُس سے زیادہ کچہہ نہین کرسکتا وہ ایکٹ ۱۸۵۹ء کو متعلق نہین کرسکتا جبکہ بروئے ایکٹ ۱۸۶۱ء کے ترمیم شدہ دفعہ ایکٹ ۱۸۵۹ء کی ہائیکورٹ سے متعلق کیگئی تہی تو عدالت باستعمال قرین انصاف اختیار سماعت سپریم کورٹ کے اُس سے زیادہ تعلق ایکٹ مذکور کے ساتہہ نرکہتی تہی۔ ہر دو طریقہائے ضابطہ بالکل جداگانہ تہے۔ ہائیکورٹ اُنمین سے کسی پر عمل کرسکتا تہا لیکن وہ اُنکو مخلوط نکرسکتا تہا

سنہ ۱۸۹۷ء

بروجو درلبہ سینہا
بنام
راما ناتھ گہوس

دوسرا مقدمہ گوکلداس بلیداس منوفکچرنگ کمپنی بنام سکاٹ (۱) ہے - اُسی مقدمہ مین اُسی سلسلۂ حجت کی پیروی کیگئی تہی جو فیصلجات نے اختیارات قانونی عطا کردہ بحق سپریم کورٹ جوڈیکچر ایکٹ ۱۸۷۳ء کا حوالہ دیا گیا تہا - اور یہ خیال کیا گیا تہا کہ واضعان قانون نے اس ملک مین جملہ عدالتہائے ہندوستان کو زیادہ اختیارات بہ نسبت اُنکے عطا کئے ہین جو واضعان قانون انگلستان نے عدالت عالیہ کو عطا کئے ہین اور عدالت بذریعہ تحریک کے اُس اقرارنامہ کو موثر کرسکتی ہے جو عدالت سے باہر کیا گیا ہو اور ایک ڈگری زیر دفعہ ۵۲۴ صادر کرسکتی ہے جسکی بابت سے کوئی اپیل نہین ہوسکتا - بہ پیروی فیصلجات مذکور کے بمبئی ہائیکورٹ نے مقدمہ سامی بائی بنام پریم جی پرالجی (۲) بہ ثبت یہ فیصلہ کیا تہا کہ دفعہ ۵۲۴ نالش سے متعلق ہوتی ہے جہانکہ مقدمہ سپرد ثالثان کیا گیا تہا اور فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا تہا - مین تسلیم کرتا ہون کہ مجہے اس امر کے قرار دینے مین کسی قدر مشکل پیش آتی ہے کہ آیا اقرارنامہ اور ایک جوڈیشیل فیصلہ جیسا کہ فیصلہ ثالثی ہے دفعہ ۵۲۴ کی ذیل مین آتا ہے -

اب ان فیصلجات عدالتہائے اس پر غور کرتا ہون - مقدمہ کردین بنام راما سامی (۳) مین مدعی نے مدعاعلیہم پر ایک نالش واسطے بجبر تحریر کرانے ایک دستاویز انتقال رہنی کے دائر کی تہی - مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا تہا کہ معاملہ زیر بحث کا تصفیہ بذریعہ ایک اقرارنامہ تحریر کردہ مدعی بدین مضمون کے کیا گیا ہے کہ اُسنے اراضیات کا انتقال بحق مدعاعلیہم کے کردیا ہے اور اُسنے اقرار کیا ہے کہ نالش کو ایک درخواست واپسی گذرانکر خارج کرادیگا - منصف نے قرار دیا تہا کہ چونکہ مدعاعلیہم نے اپنے جزو اقرارنامہ کی تعمیل کی ہے اس لئے مدعی پر اقرارنامہ قابل پابندی ہے اور اُسنے نالش کو خارج کردیا - صاحب جج ضلع نے ڈگری کو اس وجہ پر منسوخ کیا تہا کہ چونکہ فریقین نے عدالت مین رضامندی ظاہر نہ کی تہی اس لئے اقرارنامہ مذکور بطور ایک صلحنامہ کے متصور نہین کیا جاسکتا تہا - ہائیکورٹ نے بہ پیروی مقدمہ رتن سے لالجی بنام پورہی بائی (۴) قرار دیا تہا کہ صاحب جج کو اس امر کی تجویز کرنی چاہیئے تہی کہ آیا اقرارنامہ داخل عدالت کیا جانا چاہیئے اور نیز آیا دفعہ ۵۲۴ متعلق کیجانی چاہیئے تہی - مقدمہ مذکور مین مدعاعلیہم نے ایک دستاویز پیش کی تہی جس سے مدعی کا بنائے دعوی زائل ہوتا تہا اور مین نالش مذکور اور نالش حال کے مابین کوئی تعلق معلوم نہین کرسکتا اور میری یہ رائے نہین ہے کہ دفعہ ۵۲۴ متعلق ہوتی تہی -

ایک زیادہ تر اہم مقدمہ پاسامی بنام منیکم (۵) فیصلہ کردہ ججان مذکور ہے - مقدمہ مذکور مین حکام موصوف نے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۲ - (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴ -
(۳) " " مدراس جلد ۸ صفحہ ۴۸۲ - (۴) " " " جلد ۷ صفحہ ۳۰۴ -
(۵) " " " جلد ۹ صفحہ ۱۰۱ -

سنہ ۱۸۹۶ء

برجو دولبھ سینہا
بنام
رامانتہ گھوس

اُس رائے سے اختلاف کیا تہا جو مقدمہ سِر اسندری دیبی بنام دکہی نیسر ٹہیا (۱) مین اختیار کیگئی تہی اور اُسمین یہ خیال کیا تہا کہ فیصلہ مذکور کا وہ جزو جسمین دفعہ ۵، ۳۴ کا حوالہ دیا گیا ہے ایک بے تعلق رائے ہے کیونکہ مقدمہ کا فیصلہ دیگر وجوہات پر کیا جا سکتا تہا مجہے کوئی سند سوائے اس مقدمہ کے ایسی معلوم نہین جسمین یہ بیان کیا گیا ہو کہ جہان چند وجوہات ایک فیصلہ مین واسطے فیصل کرنے ایک نالش کے بیان کیگئی ہون اور اُنمین سے ہر ایک وجہ باہم دگر ہ) کی تائید کرتی ہو تو صاحب جج اُنمین سے کسی ایک وجہ کو منتخب کرکے یہہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایک بے تعلق رائے ہے بعد فیصلہ ملکہ معظمہ باجلاس کونسل بمقدمہ رن بہادر سنگہ بنام لچہو کور (۲) کے مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسے عذر کی تائید کیجا سکے ۔ زمان بعد حکام موصوف نے بہت کچہہ تقدمہ بمبئی پر انحصار کیا ہے ۔ اُنہون نے ظاہر کیا ہے کہ عدالتہائے انگلستان کو بعض اختیارات حاصل ہین اور اُنہون نے بیان کیا ہے کہ اُنکی رائے مین دفعہ ۵، ۳۴ کے رو سے اس ملک کی عدالتہائے کو زیادہ تر اختیارات عطا کئے گئے ہین ۔ حکام موصوف نے اس امر کا حوالہ دیا ہے کہ دفعہ ۵، ۳۷ دفعہ ۸۹ ۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کی ترمیم ہے لیکن میری رائے مین اُنکے فیصلہ مین کوئی حوالہ بہت سے مقدمات زیر دفعہ مذکور یا تواریخ دفعہ مذکور کا نہین دیا گیا

دوسرا مقدمہ دنیکتا پانیا نم بنام تہمایتیا نم (۳) کا ہے ۔ مقدمہ مذکور مین ایک نالش واسطے تقسیم ایک زمینداری کے دائر کیگئی تہی اور ایک اقرار نامہ داخل کیا گیا تہا جس مین تنازعہ کے فیصل کئے جانے اور بہت سے دیگر امور کا ذکر کیا گیا تہا عدالت اول نے مقدمہ کا فیصلہ زیر دفعہ ۵، ۳۴ کیا تہا ۔ ہائیکورٹ مین ججان نے اُس فیصلہ کو پسند کیا تہا جو مقدمہ رتن سے لالجی بنام پوری بائی مین کیا گیا تہا اور مقدمہ دو حصص مین منقسم کیا گیا تہا اور اس قدر جزو اقرار نامہ کے متعلق اپیل منظور کیا گیا تہا جسکا تعلق نالش کے ساتہہ نہ تہا ۔ لیکن دوسرے جزو کا اپیل منظور نہ کیا گیا تہا حکام موصوف نے فیصلہ ولسن صاحب جسٹس بمقدمہ فضل علی میاہ بنام قمر الدین میا (۴) سے اختلاف کیا تہا ۔

جیسے قبل ازین ظاہر کیا ہے کہ کونسا طریق عمل زیر دفعہ ۸۹ ۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء رائج تہا کسی مقدمہ فیصل کردہ مدراس یا بمبئی ہائیکورٹ مین سوال مذکور کی نسبت کارروائی نہین کیگئی ۔ وجوہات فیصلہ مقدمات مذکور مین زیادہ تر اُن اختیارات پر مبنی تہین جو بروئے سیٹیوٹ کے عدالتہائے انگلستان کو عطا کئے گئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ اُنمین یہ نتیجہ نہین لیا گیا کہ ابتدا از دفعہ مذکور صرف عدالتہائے مفصل سے تعلق رکہتی تہی ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰ ۔

(۲) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۱ و لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۲۳ ۔

(۳) " " مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۰۴ ۔

(۴) " " " کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰ ۔

۱۸۹۵ء
برجودر لبہ سہنا بنام راما ناتہ گہوس

جہانتک تحریک ہارے نامعلوم تہین اور انہون نے اس امر واقعہ کو ملحوظ نرکہا تہا کہ گو سپریم کورٹ جو ویکچرایک اقرارنامہ کو بذریعہ تحریک کے موثر کرسکتی تہی تاہم اُسپر ایسا کرنا لازم نہ تہا اور اگر اوس لئے بطور تحریک کے ایسا کیا بہی ہو تاہم اوسکا فیصلہ ناطق نہین ہے۔ مطابق اوس تعبیر کے جو انہون نے دفعہ ۳۷۰ کی کی ہے صاحب جج کو ایک متنازعہ صورت مین کوئی اختیار سوائے ڈگری صادر کرنے کے نہین ہے اور ڈگری مذکور ناطق ہوگی مین افسوس سے بیان کرتا ہون کہ مین اوس نتیجہ کے ساتہہ اتفاق نہین کرسکتا۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ حکام موصوف نے دو صریح طریقہا ے ضابطہ کو مخلوط کیا ہے جو مختلف عدالتہا ے کے ہین اور اُسنے ایک تیسرا طریق پیدا کیا ہے جو کبہی کسی عدالت مین موجود نہ تہا۔ میری رائے مین دفعہ ۳۷۰ ایسی صورت سے متعلق نہین ہوتی۔

مگر استصواب مذکور صریح طورپر اوس بحث تک محدود نہین ہے جو دربارہ اس امر کے ہے کہ آیا عدالت ایسی ڈگری زیر دفعہ ۳۷۰ مجموعہ مذکور مرتب کرسکتی ہے وہ بدین مضمون ہے کہ آیا جب فریقین نالش نے بذریعہ اقرارنامہ کے نالش کے امر مدعا بہا کا تصفیہ کیا ہو تو عدالت بذریعہ ایک حکم مصدرہ بنالش کے یہ حکم دیسکتی ہے یا نہین کہ اقرارنامہ مذکور قلمبند کیا جاوے اور ایک ڈگری اوسکے مطابق صادر کیجاوے اگر کوئی از فریقین اقرارنامہ مذکور معترض ہو۔ میری رائے مین سوال مذکور اُن اختیارات پر مبنی ہے جو عدالت ہذا کو بروئے فرمان شاہی کے عطا کیے گئے ہین بہت سے مقدمات عدالت ہذا و ہائیکورٹ مدراس کے موجود ہین جو جہان عدالت عالیہ نے فیصل کیے ہین جنمین یہ قرار دیا گیا ہے کہ جہان مجموعہ مین کوئی حکم دربارہ ایسے امر کے موجود نہو جو نالش مین پیدا ہوا ہو تو عدالت کو چاہئے کہ عدالتہا ے ایکوئٹی کا ضابطہ اختیار کرے اور اُس سے صورت حال مین یہہ مراد ہے کہ انکو چاہئے کہ ضابطہ ہائیکورٹ چانسری انگلستان کی پیروی کرے ملاحظہ ہو سروپ چند ہزرا بنام ترلیو کوناتہہ رائے (۱) کلارک بنام رتہناو لوچٹی (۲) کستنا سامی پلائی بنام میونسپل کمشنران مدراس (۳)

عدالت مذکور کا اختیار مفصلہ جیمس صاحب لارڈ جسٹس بمقدمہ پرایر بنام گرہل (۴) مین بیان کیا گیا ہے اور وہ اس حد تک پہنچا ہے کہ بطور طریق عمل کے جب اقرارنامہ صرف شئے مدعا بہا کی نسبت ہو تو عدالت اسکو بذریعہ تحریک کے موثر کریگی۔

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۲۳۔

(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۹۶۔

(۳) " " " جلد ۴ صفحہ ۱۲۰۔

(۴) لا رپورٹ چانسری جلد ۱ صفحہ ۴۴۵۔

۱۸۹۷ء
بردہ سندری بیبی
بنام
رامانا تھ گہوس

پس میرا جواب سوال مذکور کی نسبت یہہ ہے :- اولًا کہ مقدمہ ہذا ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین ہے ثانیًا یہ کہ ہائیکورٹ بصیغہ ابتدائی باستعمال عادلانہ اختیارات ہائیکورٹ چانسری برطبق ایک قضیہ ثالثی تحریک کے اس قسم کی ڈگری عطا نہین کرسکتا۔

ٹریولین صاحب جسٹس :- مین اوس فیصلہ کے ساتھہ اتفاق کرتا ہون جو چیف جسٹس صاحب نے صادر کیا ہے۔

ہیورلی صاحب جسٹس :- یہہ فرض کرکے کہ وہ سوال جسکا استصواب اجلاس کامل سے کیا گیا ہے ایک ایسے حکم کی صورت تک محدود ہے جو زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا جائے۔ میری یہہ رائے ہے کہ سوال مذکور کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیئے۔

معہ جملہ اعزاز بحق فاضل ججان عدالت ہذا وعدالتہاے ہائیکورٹ مدراس وبمبی کے جنہون نے مختلف رائے اختیار کی ہے مین یہہ خیال کرتا ہون کہ مقدمہ ہرا سندری بیبی بنام دکہی نیسر ملیا (۱) درست طور پر فیصل کیا گیا تہا میری رائے مین دفعہ ۳۷۵ صرف اوس صورت سے متعلق ہوتی ہے جسمین فیصلہ یا ایفا عدالت مین کیا گیا ہو اور وہ اسطرح پر وسیع نکیجانی چاہیئے جس سے خاص طور پر ان اقرارنامجات کی تعمیل ہوجائے جو عدالت سے باہر کئے گئے ہون علاوہ اون آراے کے جنپر کہ اوکنلی صاحب جسٹس کے فیصلہ مین بحث کیگئی ہے اور جس سے مین کامل طور پر اتفاق کرتا ہون مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین اہم وجوہات اس امر کی موجود ہین کہ کیون اس تعبیر دفعہ مذکور کو فوقیت دیجانی چاہیئے۔

(۱) اولًا دفعہ مذکور مین کوئی حکم درباره کسی تحقیقات مقدمہ کے موجود نہین ہے جسمین یکے از فریقین اوس اقرارنامہ سے انکار کرے جو اوس نے عدالت سے باہر کیا ہو۔ یہ فرض کرکے کہ دفعہ مذکور ایسے مقدمہ سے متعلق ہے اگر اقرارنامہ مذکور عدالت کے روبرو پیش کیا گیا ہو تو عدالت کو چاہیئے کہ بروے درست الفاظ دفعہ مذکور کے اوسے بطور ایک امر واقعہ کے قلمبند کرے اور اوسکی بنا پر ایک قطعی ڈگری صادر کرے۔ میری رائے مین اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دفعہ مذکور کا منشا ایسے مقدمات سے متعلق ہونیکا نہ تہا جنمین تحقیقات مسلمہ طور پر ضروری ہو

(۲) ثانیًا اوس اقرارنامہ مین جو عدالت سے باہر کیا گیا ہو (صورت حال کیطرح) علاوہ تصفیہ نالش کے دیگر امور کا بہی حوالہ دیا جاسکتا ہے اور یہ باور کرنا مشکل ہے کہ واضعان قانون کا کبہی یہ منشا تہا کہ ایسے اقرارنامہ کی تعمیل خاص طور پر بذریعہ ایک قطعی ڈگری کے اوسکے ایک جزو کے متعلق کیجانی چاہیئے درصورتیکہ

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰

سنہ ۱۸۹۶ء

بردہ جودر بیبہ ہنا
بنام
راما ناتھ گہوس

فریقین کو دیگر احکام کے موثر کرانے کے واسطے جداگانہ نالش کی ہدایت کیگئی ہو۔

(۳) بالآخر اس امر واقعہ سے کہ وہ ڈگری جو بربناے تصفیہ کے صادر کیجاتی ہے قطعی ہونی چاہئے میری راے مین یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے یہ خیال کیا تہا کہ فریقین تصفیہ نالش اوسوقت ڈگری کے صدور پر رضامند ہونے چاہئین جبکہ وہ صادر کیجاوے۔

لفظ "تصفیہ" سے دفعہ ہذا مین مراد تصفیہ بعدالت ہے۔ اگر منشا یہ ہوتا کہ وہ اقرارنامہ جو عدالت سے باہر کیا جاے عدالت مین اس غرض سے داخل کیا جانا چاہئے کہ ایک قطعی ڈگری مین تبدیل کیا جاے تو میری راے مین دفعہ مذکور کی عبارت بالکل مختلف الفاظ مین ہوتی اس صورت مین اوسکے الفاظ حسب ذیل ہوتے :-

"اگر فریقین اس امر پر اتفاق کرین کہ نالش کا تصفیہ کیا جائیگا الخ" استعمال الفاظ "اگر ایک نالش کا تصفیہ کیا جاے" میری راے مین یہہ خیال پیدا کرتے ہین کہ تصفیہ بطیب رضامندی فریقین بوقت صدور ڈگری ہونا چاہئے۔

بینرجی صاحب جسٹس:- وہ سوال جسکا استصواب ہمسے کیا گیا ہے یہہ ہے کہ "آیا جب فریقین نالش نے بذریعہ ایک اقرارنامہ کے نالش کے شئے مدعا بہا کا تصفیہ کر لیا ہو تو عدالت بذریعہ ایک حکم صادرہ بنالش مذکور کے یہ حکم دیسکتی ہے یا نہین کہ اقرارنامہ مذکور قلمبند کیا جاے اور ایک ڈگری اوسکے مطابق صادر کیجاے اگرچہ یکے از فریقین اقرارنامہ مذکور معترض ہو" سوال مذکور کا استصواب بظاہر بحوالہ دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیا گیا ہے اور میری راے مین اوسکا جواب یہ دیا جانا چاہئے کہ عدالت زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ مذکورہ یہ حکم دیسکتی ہے کہ اقرارنامہ مذکور قلمبند کیا جاے اور ایک ڈگری اوسکے مطابق صادر کرسکتی ہے اگرچہ بعد سماعت اوس عذر کے جو اٹہایا گیا ہو وہ اسے نامنظور کرے۔

ہمین اولاً دفعہ مذکور کی تعبیر کیلیے وقت اوسکی عبارت کا امتحان کرنا چاہئے (ملاحظہ ہو بندرو ناتہہ سرکار بنام کملا پاسنی داسی (۱)) مین مقدمہ ہذا کو دفعہ مذکور کی ذیل مین سے خارج کرنا نہایت مشکل سمجہتا ہون اُس سوال مین جسکا استصواب اجلاس کامل سے کیا گیا ہے یہہ خیال کیا گیا ہے کہ نالش کا تصفیہ بذریعہ ایک جائز اقرارنامہ کے کیا گیا ہے اور اگر یہ درست ہے تو مقدمہ دفعہ مذکور کی ذیل مین آتا ہے اِلّا جب کوئی ایسا امر قرینہ عبارت مین موجود ہو جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ دفعہ مذکور کا منشا کسی ایسے مقدمہ سے متعلق ہونے کا نہین ہے جس مین یکے از فریقین اقرارنامہ اور اوسکے قلمبند کئے جانے کی نسبت عذر کرے۔ مسٹر ہل منجانب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ دفعہ مذکور کے الفاظ اور اوسکے منشا سے اس امر کی وجوہات ظاہر ہوتی ہین کہ کیون دفعہ

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۵۱۳

سنہ ۱۸۹۶ء
برجو دلبھ سہنا
بنام
راما ناتھ گھوس

مذکور کا اطلاق اُن مقدمات تک محدود کیا جانا چاہئے جس میں فریقین اقرارنامہ کے قلمبند کئے جانے پر رضامند ہوں وہ وجوہات جنکی حجت اوس نے کی ہے مختصراً حسب ذیل بیان کیجا سکتی ہیں:۔

اولاً دفعہ مذکور میں صرف یہ حکم ہے کہ اقرارنامہ یا صلحنامہ یا ایفا قلمبند کیا جانا چاہئے۔ لیکن اوس میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جیسا کہ ہم دیگر ہم مضمون دفعات مجموعہ مذکور میں (مثلاً دفعات ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۵۲۳) دربارہ نوٹس بحق فریقین یا فیصل کرنے عذرات مذکور کے دیکھتے ہیں اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ ۳۷۵ کا منشا صرف اُن مقدمات سے متعلق ہونے کا تھا جہاں جملہ فریقہائے اس امر میں متفق ہوں کہ اقرارنامہ یا صلحنامہ یا ایفا قلمبند کیا جاوے۔

ثانیاً دفعہ مذکور میں یہ ہدایت کیگئی ہے کہ عدالت کو چاہئے کہ ایک ڈگری مطابق اقرارنامہ مذکور کے صادر کرے جہانتک کہ اوسکا تعلق نالش کے شئے مدعابہا کے ساتھ ہو اس طرح پر اوس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ڈگری کے صادر کرنے میں عدالت اقرارنامہ کو چند حصص میں منقسم کر سکتی ہے اور انمیں سے صرف ایک حصہ کو یعنی جسکا تعلق نالش کی شئے مدعابہا کے ساتھ ہو موثر کر سکتی ہے جو ایک ایسا طریق اقرارنامجات کے ساتھ عمل کرنے کا ہے جو نہ تو حسب معمول اور نہ قرین انصاف ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور صرف اُن صورتوں تک محدود ہے جسمیں جملہ فریقہائے ڈگری کے صادر کئے جانے میں رضامند ہوں۔

ثالثاً دفعہ مذکور کے رو سے وہ ڈگری جو مطابق اقرارنامہ مذکور کے صادر کیگئی ہو قطعی قرار دیگئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈگری زیر دفعہ مذکور صرف اوس صورت میں صادر کیجانی چاہئے جب جملہ فریقہائے رضامند ہوں کیونکہ بصورت دیگر اُن عذرات کا فیصل کرنا جو نارضامند فریق نے اٹھائے ہوں جنمیں نہایت مشکل سوالات امر واقعہ و قانون شامل ہو سکتے ہیں قطعی قرار نہ دیا جاتا۔

بالآخر اگر دفعہ مذکور کا اطلاق مطابق عذر رسپانڈنٹ کے ہوتا تو وہ فریق جسکے اقرارنامہ کے پابند قرار دینے کی استدعا کیگئی ہے اوس اختیار تمیزی کے فائدہ سے محروم ہوگا جسکا استعمال عدالت اوسکے حق میں اسطرح پر کر سکتی تھی کہ تعمیل مختص کی ہدایت نہ کرے اگر ایک نالش تعمیل مختص اقرارنامہ مذکور رجوع کیجاوے۔

اِن امور پر کسی حد تک مقدمہ ہراسندری دیبی بنام دکھی نیسر ملیہا (۱) محولہ منجانب اپیلانٹ میں اور نہایت کامل طور پر مقدمہ گوکلداس بلبداس مینوفکچرنگ کمپنی بنام سکاٹ (۲) محولہ منجانب رسپانڈنٹ میں غور کیا گیا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۰۔
(۲) ؍؍ ؍؍ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۲

۱۸۹۶ء
بروجود لیمسا
بنام
رانا ناتھ گہوس

میری راے مین اول الذکر وجہ کو چندان موازنہ عطا نہ کیا جانا چاہیے. گو عدم موجودگی کسی حکم کی دفعہ مذکور مین دربارہ فیصل کرنے عذرات کے یہ نتیجہ ظاہر کرتی ہے کہ دفعہ مذکور کا منشا صرف اون مقدمات سے متعلق ہونیکا ہے جہانتک کوئی عذر اٹھایا نہ گیا ہو تو نتیجہ مذکور کی وقعت بہت خفیف ہونی چاہیے یہ دیکہکر اسکے خلاف نتیجہ بہی اخذ ہوسکتا ہے یعنے جہان عدالت کو ایک حکم کے صادر کرنے کی ہدایت کیگئی ہے اوسکو مفہوماً جملہ ضروری امور کے فیصل کرنیکا اختیار حاصل ہے تاکہ وہ حکم مذکور کے صادر کرنیکی قابل ہو اور صورت حال مین اوس نتیجہ کی تقویت جسکے پیدا کرنیکی کوشش کیگئی ہے اس امر واقعہ سے بالکل زایل ہوجاتی ہے کہ عدالت کو بہرحال کم از کم ایک سوال کا فیصلہ کرنا چاہیے جو یہ ہے کہ آیا اقرارنامہ یا صلحنامہ جایز ہے۔

اس مین شبہ نہین کہ دوسری وجہ زیادہ تر غور طلب ہے. جہانتک اقرارنامہ یا صلحنامہ مین بہت سے اور مخلوط امور شامل ہون اور انمین سے صرف چند کا تعلق اوس نالش کے ساتھہ ہو جسکے مطابق اقرارنامہ مذکور کے فیصل کرنیکی استدعا کیگئی ہے اور یکے از فریقین اوسکی بناپر ڈگری مذکور کے صادر کئے جانے مین رضامندی ظاہر نہ کرے تو عدالت کو ایک مشکل اور نازک فعل ڈگری زیر دفعہ ۳۷۵ کے صادر کرنے مین کرنا پڑتا ہے. لیکن آیا فعل مذکور کا مشکل ہونا اس امر کی ایک وجہ ہے کہ کیون وہ نہ کیا جانا چاہیے؟ اور آیا مشکل مذکور اس طرح پر رفع ہوجاتی ہے کہ اوس فریق کو جو اقرارنامہ مذکور کو موثر کرانا چاہے ایک جدید نالش کے دایر کرنیکی ہدایت کیجاوے؟ اس مین شبہ نہین کہ اوس جدید نالش مین عدالت کل اقرارنامہ کی نسبت کارروائی کرسکتی ہے لیکن اوس نالش مین بہی وہ ایسا ہی کرسکتی ہے جسکے مطابق اقرارنامہ مذکور کے فیصل کرنیکی استدعا کیگئی ہے اور اگر وہ معلوم کرے کہ اقرارنامہ مذکور ایسا ہے کہ اوسکے اوس جزو کے ساتھہ جداگانہ کارروائی کرنا قرین انصاف ہے جو نالش سے علاقہ رکہتا ہے حالانکہ اوسکے دیگر اجزا کی تعمیل کرنا فریق مخالف کا فرض ہے تو وہ یا تو نالش مین ڈگری کے صادر کرنے سے اسوجہ پر انکار کرسکتی ہے کہ نالش کا تصفیہ واقعی طور پر نہین کیا گیا بلکہ اوسکے تصفیہ کا صرف اقرارنامہ تحریر کیا گیا ہے یا وہ ایک مشروط ڈگری متعلق بہ شئے مدعا بہا صادر کرسکتی ہے جسکا اجرا صرف اوس صورت مین کیا جاسکتا ہے جبکہ فریق مخالف باقی حصہ اقرارنامہ کی تعمیل کرے. اسلئے وجہ دوم بہی ہماری اوس راے کی تردید نہین کرتی جو ہمنے اختیار کی ہے۔

اور نہ وجہ سوم دفعہ مذکور کی منشا کے محدود کرنے مین چندان موثر ہے. قطعیت زیر دفعہ ۳۷۵ ڈگری مذکور

سکے ساتھ صرف اوس حد تک علاقہ رکھتی ہے جیسا کہ ڈیلنگ صاحب جسٹس نے مقدمہ گوکلداس بلبداس مینوفیکچرنگ کمپنی بنام سکاٹ (۱) مین ظاہر کیا ہے جہانتک کہ وہ مطابق اقرارنامہ یا صلحنامہ یا ایفا کے ہو اور ایک اپیل کی اجازت اوس حد تک دیگئی ہے جہانتک کہ اِن سوالات کا تعلق ہے کہ آیا کوئی اقرارنامہ یا صلحنامہ یا ایفا عمل مین آیا ہے اور کہ آیا وہ جایز ہے یا نہین اور کہ آیا ڈگری اوسکے مطابق ہے یا نہین اور اُسکا اصول ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ اصول ہے جسکی کہ بنا پر اپیل کی اجازت اُن مقدمات مین دیگئی ہے جنمین ڈگریات زیر دفعہ ۲۲ صادر کیگئی ہون۔ ملاحظہ ہو جے پرکاش لال بنام شیو غلام سنگھ (۲)۔

بجوالہ وجہ چہارم و آخری کے جسپر مسٹر بل نے انحصار کیا ہے علاوہ اوس رائے کے جو ڈیلنگ صاحب جسٹس نے مقدمہ گوکلداس بلبداس مینوفیکچرنگ کمپنی بنام سکاٹ (۱) مین ظاہر کی ہے مین یہ رائے ظاہر کر سکتا ہون کہ واضعان قانون نے اس امر کو غیر ضروری سمجھا ہوگا کہ اُس اقرارنامہ کے موثر کرنے کو جسکے رو سے ایک متدایرہ نالش کا تصفیہ کیا گیا ہو اُسی طرح پر عدالت کے اختیار تمیزی مین چھوڑا جائے جس طرح پر کہ ایک عام اقرارنامہ کی تعمیل مختص کی ڈگری چھوڑی گئی ہے محض اس وجہ سے کہ ایک اقرارنامہ تصفیہ نالش متدایرہ اغلبًا بلا معلوم کرنے اوسکے کامل نتایج کے اور بلا قانونی مشورہ کے ہرگز تحریر نہین کیا جا سکتا۔

پس درصورتیکہ وہ اہم وجوہات جو بحق محدود تعبیر دفعہ ۳۷۵ کے بیان کیگئی ہین ناکافی اور نامکمل ہین تو وہ وجوہات جو تایید مخالف رائے کے ہین میری رائے مین زیادہ تر درست معلوم ہوتی ہین مینے پہلے سے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ دفعہ مذکور کی عبارت کلیتًا رائے مذکور کی تایید مین ہے۔ اگر دفعہ ۳۷۵ کی غرض صرف یہ ہوتی کہ عدالت کو ڈگریات برضامندی فریقین کے صادر کرنیکا اختیار دیا جائے تو واضعان قانون اس منشا کو نہایت آسانی کے ساتھ بہت صاف الفاظ مین ظاہر کر سکتے تھے بجاے اسکے کہ اُس رائے کو مفہوم طور پر ظاہر کرتے اور الفاظ "برضامندی فریقین" کو بالکل ترک کر دیتے۔ نیز جبکہ مجموعہ مذکور مین اوس ڈگری کے تصفیہ یا ایفا کا حکم دیا گیا ہے جو عدالت سے باہر کیگئی ہو جو عدالت نے کسی فریق کی تحریک سے قلمبند کی ہو خواہ دوسرا فریق رضامند نہ ہو (ملاحظہ ہو دفعہ ۲۵۸) تو دوبارہ قلمبند کرنے ایک تصفیہ نالش

(۱) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۷۔

(۲) " " کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۲۔

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

جلد (۵) نمبر (۲)

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۱۰۹ لغایت ۱۴۴

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائی کورٹ

بابت ماہ فروری ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج افسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راستگفتار امرتسر
جنرل لا بکس ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

جلد ۳ عدد ۴

انڈین لارپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۱۴۵ لغایت ۲۰۸

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ھایکورٹ

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

تالیف ہو کر

مطبع رفاہ عام لاہور

جنرل الپرائٹری

میں

ایکا پروپرائٹر مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شایع ہوا

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

نمبر (۴) — سلسلہ (۵)

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۲۰۹ لغایت ۳۲۸

متضمن

مقدمات منفصلہ صدر حکام انتظامیہ پریوی کونسل و ہائیکورٹ کے

بابت ماہ اپریل ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج قیصر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لائبر ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس دیلیو اترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ماہ اپریل ۱۸۹۷ء

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

سلسلہ (۵)

عدد (۵)

از صفحہ ۳۲۹ لغایت ۴۰۰

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عدالت ہائے پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج افیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع مرسلہ گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے شائع ہوا

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۴۰۰ لغایت ۴۹۶

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جون ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرت سر

جنرل لا بکس ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

نمبر (۲) — جلد (۵)

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۷۹۴ لغایت ۸۴۵

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل ولایت

بابت ماہ جولائی ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سی طبع ہوکے شائع ہوا

جلد (۵) نمبر (۸)

ترجمہ
انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۵۰۵ لغایت ۷۴۴

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اگست ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع رسالہ گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شایع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ بابت ماہ اگست ۱۸۹۵ء

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

جلد (۵) انڈین لا رپورٹ نمبر (۹)

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۵۴۷ لغایت ۷۸۴

متضمن

مقدمات منفصلہ احکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع اسٹار گفتار جنرل ایجنسی امرتسر

میں

کاپیوں از مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

جلد (۵) — نمبر (۱۰)

انڈین لاء رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۷۰۵ لغایتہ ۸۳۲

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالیہ مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر
جنرل ایکس ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہاے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
الیٹن چندر داس سرکار بنام بشو سردار	صیغہ اپیل دیوانی	۳۰ در ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ انتقال جائداد ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۳ حقوق منتقل الیہ نیک نیتی سے اور بعوض زر بدل کے۔ نیک نیتی اور اسکے معنے۔ اثر اوس انتقال کا جو اس غرض سے کیا گیا ہو کہ ایک دائن کو التوا میں ڈالا جائے یا اسپر دغا کیا جائے اور منتقل الیہ کو ایسی نیت کا علم نہ ہونا۔ اپیلیں دوم مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶۔ قرارداد ہاے امر واقعہ نتیجہ قانون جیسکے جایز بنانے کے واسطے واقعات قرارداده ناکافی ہوں۔	۸۲۵
ہیش چندر سرکار بنام رامیشور منڈل	"	+	نالش بیدخلی، نالش بخلاف چند مدعاعلیہم کے، بنا دعوے۔	
جوتی لال دوگر بنام ورسٹی نیویگیشن کمپنی	اپیل از ابتدائی دیوانی	دفعات ۶ و ۷ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۵۵ء	ایکٹ بندگان بال عوام (۳ سنہ ۱۸۵۵ء) دفعات ۶ و ۷، غفلت، نقصان بذریعہ حادثہ کو معاہدہ خاص، نالش ہرجانہ۔	۸۲۶
شفیع الرحمن بنام محرم النساء بیبی	اپیل دیوانی	۱۶ در ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء	تعمیل مختص، معاہدہ مشترک، استحقاق ایک فریق معاہدہ کا دربارہ تعمیل مختص کے بخلاف رضامندی دیگر فریقین کے، ایکٹ دادرسی خاص (۱ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۶۔	۸۳۲